مکمل

بہشتی زیور

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا
اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ





توصیف پبلی کیشنز

بہشتی زیور مکمل

تالیف

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی

توصیف پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور

نام کتاب : بہشتی زیور مکمل
مصنف : حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی
بااہتمام : محمد اسلم تنولی
ناشر : توصیف پبلی کیشنز
مطبع : لعل سٹار پرنٹرز
قیمت :
پروف ریڈنگ : ابو یحییٰ محمد طاہر عفی عنہ فاضل دارالقراء پشاور۔ فاضل وفاق المدارس ملتان

توصیف پبلی کیشنز اُردو بازار لاہور 0333-4230838

ملنے کا پتہ

- ممتاز اکیڈمی، فضل الٰہی مارکیٹ چوک اُردو بازار لاہور۔
- علمی کتاب گھر اُردو بازار لاہور۔
- اسلامی کتب خانہ عمر ٹاور حق سٹریٹ اُردو بازار لاہور۔
- غنی سنز چوک عیدگاہ کراچی۔
- شمع بک ایجنسی یوسف مارکیٹ اُردو بازار لاہور۔
- بیت القرآن اُردو بازار لاہور۔
- کتب خانہ رشیدیہ مدینہ کلاتھ مارکیٹ راولپنڈی۔
- مکتبہ دارالقرآن اُردو بازار لاہور۔
- اسلامی کتاب گھر، خیابان سرسید راولپنڈی۔
- بیت القرآن شاہی بازار حیدرآباد۔
- احمد بک کارپوریشن اقبال روڈ راولپنڈی۔
- حاجی امداد اللہ اکیڈمی نزد ٹاور مارکیٹ حیدرآباد۔

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ اوّل

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ دوئم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ سوم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ چہارم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ پنجم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ ششم

فہرست مضامین صحیح اُصلی بہشتی زیور حصہ ہفتم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ ہشتم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ نہم

فہرست مضامین صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ دہم

صحیح اصلی بہشتی زیور حصہ گیارھواں

فہرست مضامین

تمت بالخیر

صحیح اصلی بہشتی زیور

حصہ اوّل

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ قَالَ فِیْ كِتَابِهٖ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ، وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِىْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ صَفْوَةِ الْاَنْبِيَآءِ الَّذِیْ قَالَ فِیْ خِطَابِهٖ كُلُّكُمْ رَاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِيَّتِهٖ وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ وَّمُسْلِمَةٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الْمُتَادِّبِيْنَ وَالْمُؤَدِّبِيْنَ بِاٰدَابِهٖ ﴾

"تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ جس نے اپنی کتاب میں فرمایا: اے ایمان والو بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور یاد کرو (اے عورتو!) جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور دانائی کی باتیں اور درود اور سلام آپ کے رسول ﷺ پر جو برگزیدہ ہیں انبیاء (علیہم السلام) کے۔ آپ (ﷺ) نے فرمایا اپنے ارشادات میں: ہر ایک تم میں سے راعی ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھ ہوگی اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حاصل کرنا علم کا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے اور درود نازل ہو آپ (ﷺ) کی اولاد پر اور اصحاب رضی اللہ عنہم پر جو آپ (ﷺ) کے اخلاق و عادات کو سیکھنے اور سکھانے والے ہیں"۔

امابعد: حقیر ناچیز اشرف علی تھانوی حنفی مظہر مدعا ہے کہ ایک مدت سے ہندوستان کی عورتوں کے دین کی تباہی کو دیکھ دیکھ کر قلب دکھتا تھا اور اُس کے علاج کی فکر میں رہتا تھا اور زیادہ وجہ فکر کی یہ تھی کہ یہ تباہی صرف اُن کے دین تک محدود نہیں تھی بلکہ دین سے گزر کر اُن کی دنیا تک پہنچ گئی تھی اور اُن کی ذات سے گزر کر اُن کے بچوں بلکہ بہت سے آثار کے اعتبار سے اُن کے شوہروں تک اثر کر گئی تھی اور جس رفتار سے یہ تباہی بڑھتی جاتی تھی اُس کے اندازہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر چندے اصلاح نہ کی جائے تو شاید یہ مرض قریب قریب لاعلاج کے ہو جائے۔ اس لئے علاج کی فکر زیادہ ہوئی اور سبب اس تباہی کا بالقاء الٰہی اور تجربہ اور دلائل اور خود علم ضروری سے محض یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کا علوم دینیہ سے ناواقف ہونا ہے۔ جس سے ان کے عقائد، ان کے اعمال، ان کے معاملات، ان کے اخلاق کا طرز معاشرت سب برباد ہو رہا ہے بلکہ ایمان تک بچنا مشکل ہے، کیونکہ بعض اقوال و افعال کفریہ تک ان سے سرزد ہو جاتے ہیں اور چونکہ بچے ان کی گودوں میں پلتے ہیں، زبان کے ساتھ ان کا طرز عمل، ان کے خیالات بھی ساتھ

ساتھ دل میں جمتے جاتے ہیں جس سے دین تو ان کا تباہ ہوتا ہی ہے مگر دنیا بھی بے لطف و بدمزہ ہو جاتی ہے، اس وجہ سے بداعتقادی سے بداخلاقی پیدا ہوتی ہے اور بداخلاقی سے بداعمالی اور بداعمالی سے بدمعاملگی جو جڑ ہے تکدر معیشت کی، رہا شوہر اگر ان ہی جیسا ہوا تو دو مفسدوں کے جمع ہونے سے فساد میں اور ترقی ہوئی جس سے آخرت کی تو خانہ ویرانی ضروری ہے مگر اکثر اوقات اس فساد کا انجام باہمی نزاع ہو کر دنیا کی خانہ ویرانی بھی ہو جاتی ہے اور اگر شوہر میں کچھ صلاحیت ہوئی تو اس بیچارے کو جنم بھر کی قید نصیب ہوئی۔ بیوی کی ہر حرکت اس بیچارے شوہر کیلئے ایذا رساں اور اسکی ہر نصیحت اس بیوی کو ناگوار اور گراں۔ اگر صبر نہ ہو سکا تو نوبت نااتفاقی اور علیحدگی تک پہنچ گئی اور اگر صبر کیا گیا تو قید تلخ ہونے میں شبہ ہی نہیں اور اس ناواقفیت علوم دین کی وجہ سے انکی دنیا بھی خراب ہوتی ہے، مثلاً کسی کی غیبت کی اس سے عداوت ہو گئی اور اس سے کوئی ضرر پہنچ گیا اور مثلاً طلب جاہ و ناموری کیلئے فضول رسوم میں اسراف کیا اور ثروت مبدل بہ افلاس ہو گئی اور مثلاً شوہر کو ناراض کر دیا اس نے نکال باہر کیا یا بے التفاتی کر کے نظر انداز کر دیا، اور مثلاً اولاد کی بیجا ناز برداری کی اور وہ بے ہنر اور نامکمل رہ گئی اور ان کو دیکھ دیکھ کر ساری عمر کوفت میں گزری اور مثلاً مال وزیور کی حرص بڑھی اور بقدر حرص نصیب نہ ہوا تو تمام عمر اسی اُدھیڑ بُن میں کاٹی اور اسی طرح بہت سے مفاسد لازمی و متعدی اس ناواقفیت کی بدولت پیدا ہوتے ہیں چونکہ علاج ہر شے کا اس کی ضد سے ہوتا ہے اس لئے اس کا علاج واقفیت علم دین یقینی قرار پایا۔ بناء علیہ مدت دراز سے اس خیال میں تھا کہ عورتوں کو اہتمام کر کے علم دین گو اردو ہی میں کیوں نہ ہو ضرور سکھایا جائے، اس ضرورت سے موجودہ اردو کے رسالے اور کتابیں دیکھی گئیں تو اس ضرورت کے رفع کرنے کیلئے کافی نہیں پائی گئیں۔ بعض کتابیں تو محض نامعتبر اور غلط پائی گئیں۔ بعض کتابیں جو معتبر تھیں ان کی عبارت ایسی سلیس نہ تھی جو عورتوں کے فہم کے لائق ہو۔ پھر ان میں وہ مضامین بھی مخلوط تھے جن کا تعلق عورتوں سے کچھ بھی نہیں۔ بعض کتابیں عورتوں کیلئے پائی گئیں مگر وہ اس قدر تنگ اور کم تھیں کہ ضروری مسائل اور احکام کی تعلیم میں کافی نہیں، اس لئے یہ تجویز کی کہ ایک کتاب خاص اُن کیلئے ایسی بنائی جائے جس کی عبارت بہت ہی سلیس ہو، جمیع ضروریات دین کو وہ حاوی ہو اور جو احکام صرف مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو اس میں نہ لیا جائے اور ایسی کافی ووافی ہو کہ صرف اس کا پڑھ لینا ضروریات دین روزمرہ میں اور کتابوں سے مستغنی کر دے اور یوں تو علم دین کا احاطہ ایک کتاب میں ظاہر ہے کہ ناممکن ہے اسی طرح مسلمانوں کو علماء سے استغنا محال ہے۔ کئی سال تک یہ خیال دل میں پکتا رہا لیکن بوجہ عروض عوارض مختلفہ کے جس میں بڑا امر کم فرصتی ہے اس کے شروع کی نوبت نہ آئی۔ آخر ۱۳۲۰ھ میں جس طرح بن پڑا اللہ کا نام لیکر اس کو شروع ہی کر دیا اور خدا کا فضل شامل حال یہ ہوا کہ ساتھ ہی اس کا سامان طبع بھی کچھ شروع ہو گیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے رنگون کے مدرسہ نسواں سورتی کے مہتمم سیٹھ صاحب کا اور جناب مولانا عبدالغفار صاحب لکھنوی رحمتہ اللہ علیہ کی صاحبزادی مرحومہ کا جو حکیم عبدالسلام صاحب داناپوری سے منسوب تھیں حصہ رکھا تھا کہ ان کی رقموں سے یہ کام نیک فرجام شروع ہوا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔ دیکھئے آئندہ اس میں کس کس کا حصہ ہے۔ تالیف اس کی برائے نام اس ناکارہ و ناچیز کی طرف منسوب ہے اور واقع میں اس کے کل سر سبد حبیبی عزیزی مولوی سید احمد علی صاحب فتح پوری سلمہ اللہ تعالیٰ بالافادات والافاضات

ہیں۔﴿جزاهم الله تعالىٰ خير الجزاء عني وعن جميع المسلمين والمسلمات﴾

اب یہ کتاب ماشاء اللہ تعالیٰ چشم بددُور اکثر ضروریات بلکہ آداب دین کو بلکہ بعض ضروریات معاش تک کو ایسی حاوی ہے کہ اگر کوئی اس کو اوّل سے آخر تک سمجھ کر پڑھ لے تو واقفیت دین میں ایک متوسط عالم کے برابر ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی عبارت اس قدر سلیس ہے کہ اس سے زیادہ سلاست ہم لوگوں کی قدرت سے بظاہر خارج تھی۔ جن اُمور کی عورتوں کو اکثر ضرورت واقع نہیں ہوتی جیسے احکام جمعہ وعیدین وامامت وغیرہ ان کو قلم انداز کر دیا گیا۔ صرف دو قسم کے احکام لئے گئے ہیں، ایک وہ جو مردوں عورتوں کی ضروریات میں مشترک ہیں۔ دوسرے وہ جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان مخصوص مسائل میں یہ بھی التزام کیا گیا ہے کہ حاشیہ پر اس باب میں جو مردوں کیلئے حکم ہے اس کو بھی لکھ دیا جائے تاکہ مردوں کو بھی اس سے استفادہ ممکن ہو اور ایسے مسائل میں غلطی نہ پڑے اور اس نظر سے کہ ضرورت کیلئے اور کوئی کتاب نہ ڈھونڈنی پڑے، شروع میں الف، با، تا بھی لگا دیا گیا جس کا ماٰخذ رسالہ ترکیب الحروف مصنفہ مخدومی جناب ماموں منشی شوکت علی صاحب مرحوم ہے۔ پس قرآن مجید ختم کرتے ہی اس کتاب کا شروع کر دینا ممکن ہے اور نام اس کا بمناسبت مذاقِ نسواں کے بہشتی زیور رکھا گیا۔ کیونکہ اصلی زیور یہی کمالات دین ہیں چنانچہ جنت میں انہی کی بدولت زیور پہننے کو ملے گا۔﴿ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالىٰ يُحَلَّوْنَ فِيْهَامِنْ اَسَاوِرَ وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ ﴾

چونکہ اس وقت صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کتاب کس مقدار تک پہنچ جائے گی اس لئے ختم کے انتظار کو موجب تاخیر فی الخیر سمجھ کر مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعدد چھوٹے چھوٹے حصے کر دیئے جائیں اس میں اشاعت کی بھی تعجیل ہے نیز پڑھنے والوں کا بھی دل بڑھے گا کہ ہم نے ایک حصہ پڑھ لیا۔ دو حصے پڑھ لئے اور تالیف میں بھی گنجائش رہے گی کہ جہاں تک ضرورت سمجھو لکھتے چلے جاؤ۔ اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر کوئی لڑکی بعض حصوں کے مضامین کو دوسری کتابوں سے حاصل کر چکی ہو تو پڑھانے میں اس حصہ کے قدرے تخفیف نکل آئے گی۔ یا کسی وجہ خاص سے کوئی خاص حصہ پڑھانا ضروری اور مقدم ہو تو اس کی تقدیم وتحصیل میں آسانی ہو جائے گی۔ چنانچہ یہ پہلا حصہ ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بخیر وخوبی جلد اختتام کو پہنچے اور بدلالت آیات واحادیث مندرجہ دیباچہ مردوں پر واجب ہے کہ اس میں اپنی بیویوں، لڑکیوں کو لگا دیں اور عورتوں پر واجب ہے کہ اس کو حاصل کریں، اولاد کو بالخصوص لڑکیوں کو اس پر متوجہ کریں۔ دل اس وقت مسرور ہوگا کہ جو مضامین ذہن میں ہیں وہ سب جمع اور طبع ہو جائیں، اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ لڑکیوں کے درس میں عام طور سے یہ کتاب داخل ہو گئی ہے۔ اور گھر گھر اس کا چرچہ ہو رہا ہے، آئندہ توفیق اللہ جل علاشانہ، کے قبضہ قدرت میں ہے۔

میں جس وقت یہ دیباچہ لکھنے کو تھا، پرچہ نور علیٰ نور میں ایک نظم اس کتاب کے نام مضمون کے مناسب نظر سے گزری جو دل کو بھلی معلوم ہوئی، جی چاہا کہ اپنے دیباچہ کو اسی پر ختم کروں تاکہ ناظرین خصوصاً لڑکیاں دیکھ کر خوش ہوں اور مضامین کتاب ہذا میں ان کو زیادہ رغبت ہو بلکہ اگر یہ نظم اس کتاب کے ہر حصے کے شروع پر ہو تو تکرار کی حلاوت بخشے، وہ نظم یہ ہے۔

اصلی انسانی زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے
آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجئے مجھے
اور جو بدزیب ہیں وہ بھی بتا دیجئے مجھے
تا کہ اچھے اور بُرے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز
اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری
گوش دل سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری
سیم وزر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا
پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے
چاردن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات
دین ودنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہاتھ
سرپہ جُھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مُدام
چلتے ہیں جسکے ذریعہ سے ہی سب انساں کے کام
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی
اورنصیحت لاکھ تیرے جُھومکوں میں ہوبھری
اورآویزے نصائح ہوں کہ دل آویزہوں
گرکرے ان پرعمل تیرے نصیبے تیزہوں
کان کے پتے دیاکرتے ہیں کانوں کوعذاب
کان میں رکھو نصیحت دیں جواوراق کتاب
اورزیورگر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں
نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں
قوتِ بازو کا حاصل تجھ کو بازُو بند ہو
کامیابی سے سَدا تو خرم وخرسند ہو
ہیں جوسب بازوکے زیورسب کے سب بیکار ہیں
ہمتیں بازوکی اے بیٹی تری درکار ہیں
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے
دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
کیا کروگی اے مری جاں زیورخلخال کو
پھینک دینا چاہیئے بیٹی بس اس جنجال کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نورِ بصر
تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر

سیم وزر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں
راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

منفرد حروف کی صورت:

ا (الف) ب (بے) پ (پے) ت (تے) ٹ (ٹے) ث (ثے) ج (جیم) چ (چے) ح (حے) خ (خے) د (دال) ڈ (ڈال) ذ (ذال) ر (رے) ڑ (ڑے) ز (زے) ژ (ژے) س (سین) ش (شین) ص (صاد) ض (ضاد) ط (طوئے) ظ (ظوئے) ع (عین) غ (غین) ف (فے) ق (قاف) ک (کاف) گ (گاف) ل (لام) م (میم) ن (نون) و (واؤ) ہ (ہے) ھ (دوچشمی ہے) لا (لام الف) ء (ہمزہ) ی (چھوٹی یے) ے (بڑی یے)۔

زبر کی تختی: اَ بَ پَ تَ ٹَ ثَ جَ چَ حَ خَ دَ ڈَ ذَ رَ ڑَ زَ ژَ سَ شَ صَ ضَ طَ ظَ عَ غَ فَ قَ کَ کہَ گَ لَ مَ نَ وَ ہَ مھھَہ لاَ ءَ یَ ےَ۔

زیر کی تختی: اِ بِ پِ تِ ٹِ ثِ جِ چِ حِ خِ دِ ڈِ ذِ رِ ڑِ زِ ژِ سِ شِ صِ ضِ طِ ظِ عِ غِ فِ قِ کِ کہِ گِ لِ مِ نِ وِ ہِ مھھِہ لاِ ءِ یِ ےِ۔

پیش کی تختی: اُ بُ پُ تُ ٹُ ثُ جُ چُ حُ خُ دُ ڈُ ذُ رُ ڑُ زُ ژُ سُ شُ صُ ضُ طُ ظُ عُ غُ فُ قُ کُ کہُ گُ لُ مُ نُ وُ ہُ مھھُہ لاُ ءُ یُ ےُ۔

امتحان کے واسطے زبر زیر پیش کے حروف: قِ اِ کُ نَ سُ بِ طَ جِ ذُ ٹِ لُ خُ ظِ رْ چ ذ ثُ یِ ءَ ژُ وَ خُ پَ عِ شُ غِ ذَ مَ زُ قَ زَ ثَ صُ کَ ہِ لاَ ہَ مھہ یَ ضُ۔

ایک ایک حروف کی کئی کئی شکلیں: ب ب لب پ پر لپ یہ ت ت لت تہ تست بٹ مٹ لٹ ث لث لثہ ج جاج چ چاچ ح حاح خ خاخ س س ساس ش ش سہ صاص ضہ ضاعاء غ غا غہ ف ف قہ ک ک کہ کا گ گ گہ گال لہ لہ م مہ مان نہ نہ ہ ہر ھ ی یا یہ یر لیہ۔

ب پ ت ٹ ث کی مثالیں: بابب پپ پت ٹت ٹث یث تڈ بڈ تذ ثر تڑ پڑ تک تگ یل ین ہر ہٹ بڈ بس بش تص ٹص ثط ثظ بع تغ نف نق پوبج پچ تح ٹخ تح تخ ثم بی بے ثی تے نی پے تے تی ٹے ثی تے لی یے ہی ہے۔

ج چ ح خ کی مثالیں: جاجب چپ چت جج چج خج جج جد چڈ جر جس جش خص حض خط حظ جع چغ خف حق چک چل جل چن جو خہ خی جے خے۔

س کی مثالیں: ساسب سج سد سڈ سر سس سش سص سط سع سف سق سک سگ سم سن سو سہ سی سے۔

ش کی مثالیں: شاشب شج شد شڈ شر شش شس شص شط شع شف شق شک شل شم شم شن شہ شی شے۔

ص ض کی مثالیں: صاصب صج صد صد صر صس صش صص صط صع صف ضق ضک ضل ضم ضم ضن ضوضہ ضی ضے

ط ظ کی مثالیں: طاطب طج طد طر طس طش طص طط طع طف ظق ظک ظل ظم ظم ظن ظوظہ ظی ظے۔

ع غ کی مثالیں: عاعب عج عد عد عر عس عش عص عط عع عف غق غک غل غم غم غن غوغہ غی غے۔

ف ق کی مثالیں: فافب فج فد فد فر فس فش فص فط فف قق قک قل قم قم قن قوقہ قی قے۔

ک گ کی مثالیں: کاکب کج کد کر کس کش کص کط کع کف گق گک گل گم گن گوگہ گی گے۔

ل کی مثالیں: لالب لج لد لر لس لش لص لط لع لف لق لک لل لم لن لولہ لھہ لالی لے۔

م کی مثالیں: مامب مج مد مر مس مش مص مط مع مف مق مک مل مم من مومہ مہ می مے۔

ھ کی مثالیں: ہاہب ہج ہد ہر ہس ہش ہص ہط ہع ہف ہق ہک ہل ہم ھم ہن ہو ہہ ھر ہی ہے۔

دوحرفوں کے الفاظ

اب۔ جب۔ دن۔ خط۔ ضد۔ ڈر۔ اِس۔ اُس۔ تم دل۔ دس۔ غُل۔ بُل۔ بت۔ پٹ۔ چت۔ پت۔ چل۔ ہٹ۔ بچ۔ سچ۔ بس۔

تین حرفوں کے الفاظ: ایک۔ بات۔ جال۔ دام۔ سال۔ ساگ۔ راگ۔ شام۔ صاف۔ ڈاک۔ ٹاٹ۔ خوب۔ لات۔ مرد۔ زور۔ روز۔ کام۔ نام۔ جام۔ سام۔ خام۔

چارحرفوں کے الفاظ: انڈا۔ مرغی۔ چراغ۔ حالت۔ خراب۔ فرصت۔ میرا۔ تیرا۔ غوطہ۔ طوطا۔ بکری۔ پلنگ۔ گیدڑ۔ بندر۔ لڑکا۔ لڑکی۔ شامل۔ کامل۔ مُرشد۔ روٹی۔ بوٹی۔ سالن۔ کاغذ۔ تختی۔

پانچ حرفوں کے الفاظ: بندوق۔ صندوق۔ مسہری۔ نہایت۔ مضبوط۔ سروتا۔ قینچی۔ کٹورا۔ رومال۔ تعویذ۔ چیونٹی۔ اُنگلی۔ رضائی۔ دوپٹہ۔ چپاتی۔ پتیلی۔ پینچک۔

چھ حرفوں کے الفاظ: جولاہا۔ تنبولی۔ نالائق۔ پچھیرا۔ بھیڑیا۔ بکھیڑا۔ جھینگرا۔ دھتورا۔ چھینکا۔ چمگادڑ۔

سات حرفوں کے الفاظ: جھنجھنا۔ نیل کنٹھ۔ گھڑونچی۔ گھنگھور۔ گھونگھٹ۔ بھٹیارا۔ چھپرکھٹ۔ پھلجھڑی۔ پھلواری۔

آٹھ اور نوحرفوں کے الفاظ: پھپھوندی، چھچھوندر، بیربھوٹی، گھونگھرو، بندیلکھنڈ۔ بھٹھنڈا۔ بھونچال۔

دنوں کے نام: شنبہ۔ یک شنبہ۔ دوشنبہ۔ سہ شنبہ۔ چہارشنبہ۔ پنج شنبہ۔ جمعہ۔ سنیچر۔ اتوار۔ پیر۔ منگل۔ بدھ۔ جمعرات۔ جمعہ۔

مہینوں کے نام: (۱) محرم۔ (۲) صفر۔ (۳) ربیع الاول۔ (۴) ربیع الآخر۔ (۵) جمادی الاول۔ (۶) جمادی الثانی۔ (۷) رجب۔ (۸) شعبان۔ (۹) رمضان۔ (۱۰) شوال۔ (۱۱) ذی القعدہ۔ (۱۲) ذی الحجہ۔

جملے

خدا سے ڈر۔ گناہ مت کر۔ وضو کر کے نماز پڑھ۔ نمازی آدمی خدا کا پیارا ہے، بے نمازی رحمت سے دُور ہے۔ کسی پر ظلم مت کر۔ مظلوم کی بددعا بڑی جلدی قبول ہوتی ہے۔ ناحق کسی جانور یا چڑیا کو ستانا، کتے بلی کو مارنا بہت بُرا ہے۔ ماں باپ کا کہنا مانو۔ ان کی مار کو فخر جانو۔ دل سے اُن کی خدمت کرو۔ جنت ماں باپ کے قدموں تلے ہے۔ اُلٹ کر اُن کو جواب مت دو۔ جو کچھ غصّے میں کہیں چُپ چاپ سُن لو۔ کسی بات میں اُن کو مت ستاؤ۔ بڑوں کے سامنے ادب تعظیم سے رہو۔ چھوٹوں کو محبت پیار سے رکھو۔ کسی کو حقیر نہ جانو۔ اپنے آپ کو سب سے کم جانو۔ اپنے کو بڑا سمجھنا بُری بات ہے۔ کسی کو مٹکانا، چمکانا، عیب نکالنا بڑا گناہ ہے۔ کھانا داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ پانی داہنے ہاتھ سے پیو۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔ پانی تین سانس میں پیو۔ کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔ گرم گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ جو بات کہو سچ کہو۔ جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے۔ صبح اُٹھ کر بڑوں کو سلام کیا کرو۔ نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کیا کرو۔ سبق خوب یاد کیا کرو۔ کھیل کود میں دل نہ لگاؤ۔ ہر بات پر قسم نہ کھایا کرو۔ بار بار قسم کھانا بُری بات ہے۔ اپنی کتاب کو احتیاط سے رکھو۔ کسی کی صورت بُری ہو تو اُس کو انگلیوں پر نہ نچاؤ۔ خدا کے نزدیک بھلی بُری صورت سب ایک ہے۔ شرارت نہ کیا کرو تو تم پر کبھی مار نہ پڑے۔ ناک بائیں ہاتھ سے صاف کیا کرو۔ استنجا بائیں ہاتھ سے صاف کیا کرو۔ پاخانہ جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھو اور نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالو۔ جوتی پہلے داہنے پاؤں میں پہنا کرو۔ پھر بائیں پاؤں میں۔

قواعد مخصوصہ استعمال حروف ذیل

ن و ھ ی ے ا ل

(ن): یہ حرف کبھی غنّہ یعنی ناک میں بولا جاتا ہے جیسے ٹانگ۔ مانگ۔ ہینگ۔ سینگ۔ چونچ۔ بھوں۔ کنواں۔ پھونک۔ پھانک۔ پانٹ۔ اونٹ۔ بانکا۔ بانس۔ سانس۔ پھانس۔ تینڈ۔ سانپ۔ کانپ۔ لونگ۔ سونف۔ گوند۔ مینڈک۔ کنول۔ منہ۔ ہانڈی۔ چرونجی۔ بھانڈ۔

اس حرف کے بعد اگر ب یا پ ہو تو م کی آواز نکلتی ہے۔ ن کی آواز نہیں نکلتی جیسے انبیاء۔ دُنبہ۔ شنبہ۔ عنبر۔ کھنبہ۔ منبع۔ منبر۔ چنپا۔ چنپت۔

(و): (۱) اس حرف کے اوّل اگر پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جائے تو اس کو مجہول کہتے ہیں جیسے شور۔ گور۔ چور۔ زور۔ مور۔ نوک۔ بول۔ ہوش۔ جوش۔ پورا۔ توڑا۔ کٹورا۔ کورا۔

(۲) اور اگر اس حرف کے اوّل پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جائے تو معروف کہلاتا ہے جیسے دور۔ نور۔ حور۔ جھول۔ ڈھول۔ پھول۔ پھوٹ۔ جھوٹ۔

(۳) اور اگر یہ حرف لکھا جائے اور پڑھا نہ جائے تو معدُولہ کہلاتا ہے، جیسے خواجہ۔ خواب۔ خویش۔

خواہش۔خوان۔خوش۔خود۔خواہ وغیرہ۔

(ھ): یہ حرف ہمیشہ دوسرے حرف کیساتھ ملا کر پڑھا جاتا ہے اور مخلوط التلفظ کہلاتا ہے جیسے بھانڈ۔ کھانڈ۔جھوٹ۔ چھینٹ۔ چھینک۔ پھینک۔ جھانجھ۔ کھیل۔ بھوت۔ پھوٹ۔ پھوک۔ ٹھوکر۔ ڈھول۔ بڑھیا۔ باگھ۔ ملّھو۔

(ی): اس حرف کے اوّل ہمیشہ زیر ہوتا ہے اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جاتا ہے اور معروف کہلاتا ہے جیسے دہی۔ بُری۔ بھلی۔ پھلی۔ سڑی۔ گلی۔ ہنسی۔ خوشی۔ نبی۔ ولی۔ ڈلی۔ چھپکلی۔ چوڑی، بالی، بجلی۔ کبھی یہ حرف کسی لفظ کے آخر میں آ کی آواز دیتا ہے اور مقصورہ کہلاتا ہے جیسے عیسیٰ۔ موسیٰ۔ مجتبیٰ۔ مصطفیٰ۔ حتیٰ۔ الیٰ۔ اعلیٰ۔ مولیٰ۔ یحییٰ۔ کبریٰ۔ صغریٰ۔

(ے): اس حرف کے اوّل میں اگر زیر ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جائے تو کبھی اس کو (ے) لکھتے ہیں اور کبھی اس طرح (ی) لکھتے ہیں اور اس کو مجہول کہتے ہیں۔ جیسے کے۔ سے۔ نے۔ تھے۔ دیئے۔ لئے۔ آئے۔ گئے۔ کی۔ سی۔ تھی۔ دی۔ لئی۔ آئی۔ گئی۔

(ال): یہ دونوں حروف اگر ا ب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ی کے اوّل میں ملائے جائیں تو صرف لؔ پڑھا جائے گا۔ اور الف کو نہ پڑھیں گے۔ جیسے حیّ الامکان اور عبدالباری۔ جواب الجواب۔ عبدالحق۔ عبدالخالق۔ نورالعین۔ عبدالغنی۔ بالفعل۔ عبدالقادر۔ عبدالکریم۔ بالکل۔ حیّ المقدور۔ عبدالوہاب۔ بوالہوس۔ طویل الید۔ اور اگر ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن کے اوّل میں ملا لئے جائیں تو دونوں نہ پڑھے جائیں گے۔ بلکہ ال کے بعد والے حرف پر تشدید پڑھی جائے گی۔ جیسے عندالتاکید۔ نجم الثاقب۔ علیم الدین۔ غبی الذہن۔ عبدالرزاق۔ عدیم الزوال۔ عندالسوال۔ عبدالشکور۔ بالصواب۔ بالضرور۔ میزان الطب۔ وسیلۃ الظفر۔ قائم اللیل۔ نصف النہار وغیرہ۔

حرکات وسکنات ذیل کا استعمال

نام	صورت	آواز	نام	صورت	آواز
مد	~	ا	تنوین دوزبر	ً	ن
تنوین دوزبر	ً	ن	تنوین دوپیش	ٌ	ن
تشدید	ّ	دوہرا حرف	سکون	ْ	اس پر پچھلا حرف
وقف	ـــ	سکون کے بعد سکون	•	•	ٹھہرتا ہے

مد (~): (مد) یہ حرکت الف کے اوپر آتی ہے جیسے آج۔ آگ۔ آڑ۔ آرہ۔ آس۔ آل۔ آم۔ آن۔ آنت۔ آری۔ آدھی۔ آنچ۔ آندھی۔ آیا۔ آٹا۔ آدم۔ آفت۔ آہٹ۔ آلو۔ آسمان۔

تنوین دوزبر (ً) یہ حرکت ہمیشہ الف کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی ت کے ساتھ بھی آتی ہے جیسے معاً۔ فوراً۔ اتفاقاً۔ عمداً۔ سہواً۔ خصوصاً۔ عموماً۔ طوعاً۔ کرہاً۔ جبراً۔ قہراً۔ بغتۃً۔ عداوۃً۔ تنوین دوزیر (ٍ) یومئذٍ۔ حینئذٍ۔ تنوین دو پیش (ٌ) جیسے نورٌ۔ حورٌ۔

تشدید (ّ): یہ حرکت جس حرف پر ہوتی ہے وہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے جیسے اُلّو۔ چُلّو۔ کَلّو۔ مَنّو۔ بِلّی۔ کتّا۔ دِلّی۔ بدّھو۔ چکّی۔ لکّڑ۔ مکّڑ۔ لڈّو۔ سچّا۔ کچّا۔ پکّا۔ ہتّا۔ پتّہ۔ پلّا۔ بلّا۔ چھلّا۔

سکون (ْ) اس کے معنی ٹھہرنے کے ہیں۔ اس سے پہلے حرف کو اسکے ساتھ ملا کر ٹھہر جاتے ہیں۔ جس حرف پر یہ ہوتا ہے وہ ساکن کہلاتا ہے جیسے اَبْ۔ جَبْ۔ کَبْ۔ دِلْ۔ دَمْ۔ دَسْ۔ رَسْ۔ اِسْ۔ اُسْ۔ کُلْ۔ کَلْ۔ دِنْ۔

وقف: یہ سکون کے بعد ہوتا ہے۔ جب حرف پہ یہ ہوتا ہے موقوف کہلاتا ہے جیسے اَبْر۔ جَبْر۔ صَبْر۔ قَبْر۔ عِلْم۔ حِلْم۔ گوشْت۔ پوسْت۔ دوسْت۔ قہرْ۔ مہرْ۔ شَہْر۔ بنْد۔ نرْم۔ سخْت۔ تخْت وغیرہ۔

خط لکھنے کا بیان: جب کسی کو خط لکھنا منظور ہو تو پہلے یہ خیال کرلو کہ وہ تم سے بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر جس درجہ کا آدمی ہو اس کے موافق خط میں الفاظ لکھو۔ بڑوں کے خط کو والا نامہ، سرفراز نامہ، افتخار نامہ، کرامت نامہ، اعزاز نامہ، صحیفہ عالی، صحیفہ گرامی لکھتے ہیں، جو شخص بہت بڑا ہو تو اس کو آپ کی جگہ آنجناب، جناب عالی، جناب والا، حضرت والا، حضرت عالی لکھتے ہیں۔ جیسے یہ لکھنا منظور ہو کہ آپ کا خط آیا تو یوں لکھیں گے جناب والا کا سرفراز نامہ آیا اور آیا کی جگہ یوں لکھتے ہیں سرفراز نامہ صادر ہوا۔ سرفراز نامہ نے مشرف فرمایا اور چھوٹے کے خط کو مسرت نامہ، راحت نامہ لکھتے ہیں اور برابر والے کے خط کو عنایت نامہ، کرم نامہ لکھتے ہیں اور خط لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً اگر باپ کو خط لکھو تو اس طرح لکھو۔ جناب والد صاحب مخدوم و معظم فرزندان دام ظلکم العالی السلام علیکم بعد تسلیم بصد آداب و تعظیم کے عرض ہے کہ آپ کا والا نامہ آیا خیریت مزاج مبارک کے دریافت ہونے سے اطمینان ہوا، اس کے بعد اور جو کچھ مضمون لکھنا منظور ہو لکھ دو۔ اس میں سے دام ظلکم العالی تک جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو القاب کہتے ہیں اور اس کے بعد سلام و دعا جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو آداب کہتے ہیں۔ اس کے بعد جو حال چاہو لکھو اس کو خط کا مضمون کہتے ہیں۔

بڑوں کے القاب و آداب

والد کے نام:۔ جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان مخدوم و مطاع کمترینان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد تسلیم بصد آداب و تکریم عرض ہے کہ

ایضاً: جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد آداب و تسلیم بصد تعظیم و تکریم عرض ہے کہ۔

ایضاً: جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد تسلیم بصد تعظیم

کے التماس ہے کہ۔

ایضاً: جناب والد صاحب معظمی و محترمی مدظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، بعد آداب وتسلیم کے عرض ہے کہ۔

ایضاً: معظم ومحترم دام ظلکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، بعد تسلیم کے عرض ہے کہ۔

چچا کے نام:۔ معظم ومحترم فرزندان مخدوم ومطاع خوردان دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے۔

خالو کے نام:۔ جناب خالو صاحب مخدوم ومکرم کمترینان دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

ایضاً: جناب خالو صاحب معظم ومحترم خوردان دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔

والدہ کے نام:۔ جناب والدہ صاحبہ مخدومہ ومعظمہ دام ظلہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

ایضاً: جناب والدہ صاحبہ مکرمہ ومعظمہ دام ظلہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

ایضاً: جناب والدہ صاحبہ معظمہ ومحترمہ دام ظلہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ،

بڑی بہن کو:۔ ہمشیرہ صاحبہ معظمہ ومحترمہ مخدومہ ومکرمہ دام ظلہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

بڑے بھائی کو:۔ جناب بھائی صاحب معظم ومحترم مخدوم ومکرم دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ۔

جو القاب والد کے ہیں۔ دادا اور نانا اور چچا اور ماموں اور خسر کے بھی وہی القاب ہیں۔ اور جو القاب والدہ کے ہیں خالہ اور ممانی اور نانی اور چچی وغیرہ بڑے رشتوں کے بھی وہی القاب ہیں اور والدہ صاحبہ کی جگہ خالہ صاحبہ، ممانی صاحبہ لکھ دیا کرو۔

دیور اور جیٹھ سے جہاں تک ہو سکے خط وکتابت نہ رکھو، زیادہ میل جول نہ بڑھاؤ۔ اگر کبھی ایسی ہی ضرورت آپڑے تو خیر لکھ دو اور انکو جناب بھائی صاحب کر کے لکھ دو، آداب سب رشتوں کے ایک ہی طرح کے ہیں۔

چھوٹوں کے القاب وآداب

بیٹا، پوتا، بھتیجا، نواسا، برخوردار نور چشم راحتِ جان، سعادت واقبال نشان سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد دعائے زیادتی عمر وترقی درجات کے واضح ہو۔

ایضاً:۔ نور بصر لخت جگر طول عمرہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد دعائے درازی عمر وحصول سعادت دارین کے واضح رائے سعید ہو۔

ایضاً:۔ فرزند دلبند جگر پیوند طال عمرہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ، بعد دعائے فراواں کے واضح ہو

چھوٹا بھائی:۔ برادر عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ بعد دعا کے واضح ہو۔

برابر کا بھائی:۔ برادر بجان برابر سلمہ اللہ تعالیٰ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد دعائے سعادت مندی و نیک اطواری کے واضح ہو۔

چھوٹی بہن کو:۔ ہمشیرہ عزیزہ نور چشمی صالحہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد دعائے سعادت مندی و نیک اطواری کے واضح ہو۔

ایضاً:۔ خواہر نیک اختر طول عمرہا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

شوہر کے القاب وآداب

(۱) سردار من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد سلام اور شوق ملاقات کے عرض ہے کہ۔

(۲) محرم اسرار انیس وغمگسار من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ بعد سلام و نیاز کے التماس ہے

(۳) واقف راز ہمدم و ہمراز من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ اشتیاق ملاقات کے بعد عرض ہے

بیوی کے القاب وآداب

(۱) محرم راز ہمدم و ہمساز من سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد اشتیاق وتمنائے ملاقات کے واضح ہو۔

(۲) رونق خانہ وزیب کاشانہ من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد شوق ملاقات کے واضح ہو۔

(۳) انیس خاطر غمگین تسکین بخش دل اندوہ گین سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ بعد اشتیاق ملاقات کے واضح ہو۔

باپ کے نام خط

معظم ومحترم فرزندان دام ظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے کہ عرصہ سے جناب والا کا سرفراز نامہ صادر نہیں ہوا۔ اس لئے یہاں سب کو بہت تردد و پریشانی ہے اپنے مزاج مبارک کی خیریت سے جلدی مطلع فرما کر سرفراز فرمائیں۔ ہمشیرہ عزیزہ مسماۃ زبیدہ خاتون خدا کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔ کل اس کا کلام مجید ختم ہو گیا۔ اب آپ اس کے لئے اردو کی کوئی کتاب روانہ فرمایئے کہ شروع کرادی جائے۔ جو کتاب تعلیم الدین آپ نے میرے لئے بھیجی تھی وہ بڑی اچھی کتاب ہے۔ سب بیبیوں نے اس کو پسند کیا اور اس کی طلب گار ہیں۔ اس لئے اس کی چار پانچ جلدیں اور بھیج دیجئے باقی یہاں سب خیریت ہے۔ آپ اپنی خیریت سے جلدی مطلع فرمایئے تاکہ تردد رفع اور اطمینان ہو۔ والتسلیم۔

عریضہ ادب حمیدہ خاتون از الہ آباد۔ ۱۳ محرم روز شنبہ

بیٹی کے نام خط

لخت جگر نیک اختر نور چشم راحت جان بی بی خدیجہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعائے عمر درازی و ترقی علم و ہنر کے واضح ہو کہ بہت عرصہ سے تمہارا کوئی خط نہیں آیا۔ جس سے دل کو تردد تھا لیکن پرسوں تمہارے بڑے بھائی کا مسرت نامہ آیا۔ خیریت دریافت ہونے سے اطمینان ہوا۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم کو لکھنے پڑھنے کا کچھ شوق نہیں ہے اور اس میں بہت کم دل لگاتی ہو۔ یہ بھی سنا کہ بعض عورتیں تمہارے لکھنے پڑھنے پر یوں کہتی ہیں کہ لڑکیوں کو لکھانے پڑھانے سے کیا فائدہ ان کو تو سینا، پرونا، کھانا پکانا، چکن وغیرہ کا کاڑھنا سکھانا چاہیئے۔ ان کو پڑھا لکھا کر کیا مردوں کی طرح مولوی بنانا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی لوگوں کے بہکانے سے تمہارا دل اُچاٹ ہو گیا اور تم نے محنت کم کر دی۔ اے میری بیٹی تم ان بیوقوف عورتوں کے کہنے پر ہرگز نہ جانا اور یہ سمجھو کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا تمہارا خیر خواہ نہیں ہو سکتا، اس لئے میری یہ نصیحت یاد رکھو اور ان عورتوں کا یہ کہنا بالکل بیوقوفی ہے کم سے کم اتنا ہر عورت کیلئے ضروری ہے کہ اردو لکھ پڑھ لیا کرے، اس میں بڑے بڑے فائدے ہیں اور لکھنا پڑھنا نہ جاننے میں بڑے بڑے نقصان ہیں۔ اول تو بڑا فائدہ یہ ہے کہ زبان صاف ہو جاتی ہے۔ میں نے دیکھا کہ بے پڑھی عورتیں ثواب کو سیاب اور شوربے کو سروا، کبوتر کو قبوتر، جہیز کو دہیز، زکام کو جھکام اور بعض زخام بولتی ہیں اور جو عورتیں پڑھی لکھی ہوتی ہیں وہ ان پر ہنستی ہیں اور اُن کی نقلیں کرتی ہیں۔ سو پڑھنے لکھنے سے یہ عیب بالکل جاتا رہتا ہے۔ (دوسرے) نماز روزہ بالکل درست ہو جاتا ہے، دین وایمان سنبھل جاتا ہے، بے پڑھی عورتیں اپنی جہالت سے بہت سے کام ایسے کرتی ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے اور اُن کو خبر بھی نہیں ہوتی اگر خدانخواستہ اس وقت موت آ جائے تو کافروں کی طرح ہمیشہ دوزخ میں جلنا پڑے گا کبھی نجات نہیں ہو سکتی۔ پڑھنے لکھنے سے یہ کھٹکا جاتا رہتا ہے اور ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ (تیسرے) گھر کا بندوبست جو خاص عورتوں ہی کے ذمہ ہوتا ہے وہ بخوبی انجام پاتا ہے۔ سارے گھر کا حساب و کتاب ہر وقت اپنی نگاہ میں رہتا ہے۔ (چوتھے) اولاد کی پرورش عورتوں سے خوب ہوتی ہے کیونکہ چھوٹے بچے ماں کے پاس زیادہ رہتے ہیں۔ خاص کر لڑکیاں تو ماں ہی کے پاس رہتی ہیں تو اگر ماں پڑھی لکھی ہوگی تو ماں کی عادتیں اور بات چیت بھی اچھی ہو گی تو اولاد بھی وہی سیکھے گی اور کمسنی ہی سے خوش اخلاق اور نیک بخت ہو گی۔ کیونکہ ماں ان کو ہر وقت تعلیم دیتی اور ٹوکتی رہے گی۔ دیکھو تو یہ کتنا بڑا فائدہ ہے۔ (پانچویں) یہ کہ جب عورت کو علم ہوگا تو وہ ہر وقت اپنے ماں باپ، خاوند، عزیز و اقرباء کا رتبہ پہچان کر ان کے حقوق ادا کرتی رہے گی اور اسکی دنیا اور عقبیٰ دونوں بن جائیں گی، ان سب کے علاوہ پڑھنا لکھنا نہ جاننے میں ایک اور بُری قباحت یہ ہے کہ گھر کی بات غیروں پر ظاہر کرنی پڑتی ہے یا اس کے چھپانے سے نقصان ہوتا ہے، عورتوں کی باتیں اکثر حیا شرم کی ہوتی ہیں لیکن اپنی ماں بہن سے بھی ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اتفاق سے ماں بہن وقت پر پاس نہیں ہوتیں ایسی صورت میں یا تو بے شرمی کرنی پڑتی ہے اور دوسروں سے خط لکھوانا پڑتا ہے یا نہ کہنے سے بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اس کے علاوہ

ہزاروں فائدے ہیں اور پڑھنا نہ جانے میں قباحتیں ہیں کہاں تک بیان کروں دیکھو اب تم میری نصیحت یاد رکھنا اور پڑھنے لکھنے سے ہرگز جی نہ چرانا۔ زیادہ دعا۔ فقط راقم عبداللہ از بنارس، ۲۵ رمضان روز جمعہ۔

بیٹی کی طرف سے خط کا جواب

معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، بعد آداب وتسلیم کے عرض ہے کہ صحیفہ گرامی نے صادر ہو کر مشرف فرمایا۔ آپ کے مزاج کی خیریت دریافت ہونے سے سب کو اطمینان ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو ہمارے سروں پر دائم وقائم رکھے۔ جناب والا نے بندی کے لکھنے پڑھنے کی نسبت جو کچھ لکھا اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا بیشک لوگوں کے کہنے سننے کی وجہ سے میرا دل اُچاٹ ہو گیا تھا اب جس دن سے والا نامہ آیا ہے میں بہت دل لگا کر پڑھتی ہوں اور کچھ بُرا بھلا لکھنے بھی لگی ہوں۔ بیشک آپ کا فرمانا بہت بجا ہے کہ اس میں بے انتہا فائدے ہیں اور جو عورتیں پڑھنا لکھنا نہیں جانتیں وہ پچھتاتی ہیں کہ ہم نے کیوں نہ سیکھ لیا۔ پرسوں کی بات ہے کہ پیشکار صاحب کی بیوی جو ہمارے پڑوس میں رہتی ہیں ان کے ماموں کا خط آیا اور گھر میں آج کل کوئی مرد نہیں ہے۔ بیچاری ایک ایک کی خوشامد کرتی پھریں کہ کوئی خط پڑھ دیوے یا کہیں سے پڑھوا لادے کہ اب ممانی کی طبیعت کیسی ہے سنا گیا تھا کہ اُن کا بُرا حال ہے اس وجہ سے بیچاری بڑی گھبرائی تھیں۔ دوپہر کا آیا ہوا خط دن بھر پڑا رہا اور کوئی پڑھنے والا نہ ملا۔ مغرب کے بعد بیچاری میرے پاس آئی تو میں نے حال سنایا۔ تب ان کا جی ٹھکانے ہوا، تب سے میرے جی کو یہ بات لگ گئی کہ بیشک پڑھنے لکھنے کا ہنر بھی بڑی دولت ہے اور اس کے نہ جاننے سے بعض وقت بڑی مصیبت پڑتی ہے اور یہ بھی میں دیکھتی ہوں کہ ہماری برادری میں پانچ بیبیاں خوب لکھی پڑھی ہیں وہ جہاں جاتی ہیں ان کی بڑی عزت ہوتی ہے جو بات شرع کے خلاف کسی سے ہوتی ہے یا بیاہ شادی میں کوئی بری رسم ہوتی ہے تو اس کو ٹوکتی ہیں منع کرتی ہیں، خوب سمجھا کر نصیحت کرتی ہیں اور سب بیبیاں چپکی ہو کر کان لگا کر سنتی رہتی ہیں، جو کوئی بات پوچھنا ہوتی ہے ان ہی سے پوچھتی ہیں، بیبیاں میں سب سے پہلے وہی پوچھی جاتی ہیں۔ ساری بیبیاں ان کی تعریف کرتی رہتی ہیں اس لئے میں ضرور دل لگا کر پڑھنا لکھنا سیکھوں گی۔ مجھ کو خود بڑا شوق ہو گیا ہے۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو یہ دولت نصیب فرمائے۔ باقی یہاں سب خیریت ہے۔ زیادہ حد ادب فقط

آپ کی لونڈی:۔ خدیجہ عفی عنہا از سہارنپور، ۲۸ رمضان روز دوشنبہ

بھانجی کے نام خط

نور چشم راحت جان بی بی صدیقہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعا کے واضح ہو کہ تمہارا مسرت نامہ آیا حال معلوم ہونے سے تسلی ہوئی۔ تمہارے پڑھنے کا حال سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دے اور تمہاری محنت کا پھل تم کو جلدی نصیب کرے۔ جس دن تم اپنے ہاتھ سے مجھے خط لکھو گی اس

دن میں پانچ روپے مٹھائی کھانے کیلئے تم کو روانہ کروں گا اور ایک نصیحت میں تم کو اور کرتا ہوں میں نے سنا ہے کہ تم شوخی بہت کیا کرتی ہو اور کسی کا ادب لحاظ نہیں کرتی ہو اس بات کا مجھ کو بڑا افسوس ہوا کیونکہ آدمی کی عزت فقط لکھنے پڑھنے سے نہیں ہوتی جب تک ادب لحاظ نہ سیکھو گی لوگ تم سے محبت و پیار نہ کریں گے، پڑھنے لکھنے کے ساتھ سب سے اول لڑکوں اور لڑکیوں کو لازم ہے کہ ادب سیکھیں کیونکہ ادب سے آدمی ہر دلعزیز ہو جاتا ہے اور سب آدمی اس کی خاطر کیا کرتے ہیں، ادب کرنے والا ہمیشہ خوش نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی کا قول ہے، باادب بانصیب بے ادب بے نصیب۔ اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ ادب کیا چیز ہے اور اس کا برتاؤ کیونکر چاہیئے، جو کوئی تم سے عمر اور رشتہ میں بڑا ہو اس کو بہت تعظیم سے سلام کرو اور اس کے سامنے کوئی فحش بات زبان سے نہ نکالو نہ اپنے برابر والوں سے اس کے سامنے خوش طبعی، دل لگی مذاق کرو۔ جب وہ تمہیں پکارے تو بہت نرم آواز سے جواب دو اور جب وہ تم کو کچھ دے تو سلام کرو اور جو نصیحت کی بات کہے تو خوب غور سے سنو۔ جب وہ بول رہا ہو تو بیچ میں اس کی بات مت کاٹو، جہاں وہ بیٹھا ہو اس سے اونچی جگہ چڑھ کر مت بیٹھو اور اس کا نام لیکر مت پکارو بلکہ اس سے رشتہ لگا کر بولو۔ نام بڑھا لیا کرو جیسے خالو جان، پھوپھی اماں، نانا جی، آپا جان۔ اگر غصہ میں آکر وہ تم کو کچھ برا بھلا کہیں تو تم ہر گز اس کا جواب مت دو۔ الٹ کر اس کو کچھ نہ کہو۔ اسی کا نام ادب ہے اور یہ آدمی کے واسطے بہت ضروری ہے۔ فقط

محمد واجد حسین از فیض آباد

اگر کسی برابر والے کو خط لکھنا ہو تو اس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کے مرتبے کے موافق اس طرح القاب لکھو:۔

القاب

عنایت فرمائے من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مشفقہ شفیقہ من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ، مہربان من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ پھر اس طرح آداب لکھو۔ بعد سلام مسنون کے عرض ہے۔ یا یوں لکھو بعد سلام مسنون و شوق ملاقات کے عرض ہے۔ پھر خط کا مضمون لکھ دو اور یہ خیال رکھو کہ نہ تو اتنا بڑھا کر لکھو جس طرح بڑوں کو لکھتے ہیں اور نہ اتنا گھٹا کر لکھو جیسے کہ چھوٹوں کو لکھتے ہیں۔ بلکہ ہر بات میں برابری کا خیال رکھو۔

خط کا پتہ لکھنے کا طریقہ یہ ہے نمونہ کیلئے دو پتے لکھے جاتے ہیں

بخدمت والا درجت معظم ومحترم جناب داروغہ وحید الزماں صاحب دام ظلکم العالی

محلہ امین آباد۔ قریب مکان حکیم عبد الغنی صاحب نائب تحصیلدار شہر لکھنو۔

منشی محمد سعید الدین سلمہ اللہ تعالیٰ در آید چوک بردوکان لیاقت حسین صاحب سادہ کار فیض آباد۔

گنتی

نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت
ایک	۱	چھبیس	۲۶	اکاون	۵۱	چھہتر	۷۶
دو	۲	ستائیس	۲۷	باون	۵۲	ستتر	۷۷
تین	۳	اٹھائیس	۲۸	ترپن	۵۳	اٹھتر	۷۸
چار	۴	اُنتیس	۲۹	چون	۵۴	اناسی	۷۹
پانچ	۵	تیس	۳۰	پچپن	۵۵	اسی	۸۰
چھ	۶	اکتیس	۳۱	چھپن	۵۶	اکیاسی	۸۱
سات	۷	بتیس	۳۲	ستاون	۵۷	بیاسی	۸۲
آٹھ	۸	تینتیس	۳۳	اٹھاون	۵۸	تراسی	۸۳
نو	۹	چونتیس	۳۴	انسٹھ	۵۹	چوراسی	۸۴
دس	۱۰	پینتیس	۳۵	ساٹھ	۶۰	پچاسی	۸۵
گیارہ	۱۱	چھتیس	۳۶	اکسٹھ	۶۱	چھیاسی	۸۶
بارہ	۱۲	سینتیس	۳۷	باسٹھ	۶۲	ستاسی	۸۷
تیرہ	۱۳	اڑتیس	۳۸	تریسٹھ	۶۳	اٹھاسی	۸۸
چودہ	۱۴	اُنتالیس	۳۹	چونسٹھ	۶۴	نواسی	۸۹
پندرہ	۱۵	چالیس	۴۰	پینسٹھ	۶۵	نوے	۹۰
سولہ	۱۶	اکتالیس	۴۱	چھیاسٹھ	۶۶	اکیانوے	۹۱
سترہ	۱۷	بیالیس	۴۲	سڑسٹھ	۶۷	بانوے	۹۲
اٹھارہ	۱۸	تینتالیس	۴۳	اڑسٹھ	۶۸	ترانوے	۹۳
اُنیس	۱۹	چوالیس	۴۴	انہتر	۶۹	چورانوے	۹۴
بیس	۲۰	پنتالیس	۴۵	ستر	۷۰	پچانوے	۹۵
اکیس	۲۱	چھیالیس	۴۶	اکہتر	۷۱	چھیانوے	۹۶
بائیس	۲۲	سینتالیس	۴۷	بہتر	۷۲	ستانوے	۹۷
تیئیس	۲۳	اڑتالیس	۴۸	تہتر	۷۳	اُٹھانوے	۹۸
چوبیس	۲۴	اُنچاس	۴۹	چوہتر	۷۴	ننانوے	۹۹
پچیس	۲۵	پچاس	۵۰	پچھتر	۷۵	سو	۱۰۰

سچی کہانیاں

پہلی کہانی: جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی جنگل میں تھا یکایک اس نے ایک بدلی میں یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے اس آواز کے ساتھ وہ بدلی چلی اور ایک سنگستان میں خوب پانی برسا اور تمام پانی ایک نالے میں جمع ہو کر چلا۔ یہ شخص اس پانی کے پیچھے ہولیا، دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے۔ اس نے باغ والے سے پوچھا کہ اے بندہ خدا تیرا کیا نام ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بدلی سے سنا تھا۔ پھر باغ والے نے اس سے پوچھا اے بندہ خدا تو میرا نام کیوں دریافت کرتا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس بدلی میں جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی کہ تیرا نام لیکر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے۔ تو اس میں کیا عمل کرتا ہے کہ اس قدر مقبول ہے؟ اس نے کہا جب تو نے پوچھا تو مجھ کو کہنا ہی پڑا، میں اس کی کل پیداوار کو دیکھتا ہوں اور ایک تہائی خیرات کر دیتا ہوں، ایک تہائی اپنے بال بچوں کیلئے رکھ لیتا ہوں اور ایک تہائی پھر اس باغ میں لگا دیتا ہوں۔

فائدہ:۔ سبحان اللہ کیا خدا کی رحمت ہے کہ جو اسکی اطاعت کرتا ہے اُس کے کام غیب سے اس طرح سرانجام ہو جاتے ہیں کہ اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ بیشک سچ ہے جو اللہ کا ہو گیا اُس کا اللہ ہو گیا۔

دوسری کہانی: جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے ایک کوڑھی، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا۔ خداوند تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا اور ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔ پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کیا چیز پیاری ہے؟ اس نے کہا مجھے اچھی رنگت اور خوبصورت کھال مل جائے اور یہ بلا جاتی رہے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے اور گھن کرتے ہیں۔ اس فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا وہ اسی وقت اچھا ہو گیا اور اچھی کھال اور خوبصورت رنگت نکل آئی۔ پھر پوچھا تجھ کو کون سے مال سے زیادہ رغبت ہے؟ اس نے کہا اونٹ سے۔ پس ایک گابھن اونٹنی بھی اس کو دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔ پھر گنجے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کونسی چیز پیاری ہے؟ کہا میرے بال اچھے نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے جاتی رہے کہ لوگ جس سے گھن کرتے ہیں۔ فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا وہ فوراً اچھا ہو گیا اور اچھے بال نکل آئے۔ پھر پوچھا تم کو کونسا مال پسند ہے؟ اس نے کہا گائے، پس اس کو ایک گابھن گائے دیدی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت بخشے۔ پھر اندھے کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کیا چیز چاہیئے؟ کہا اللہ تعالیٰ میری نگاہ درست کر دے کہ سب آدمیوں کو دیکھوں۔ اس فرشتہ نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکی نگاہ درست کر دی۔ پھر پوچھا تجھ کو کیا مال پیارا ہے؟ کہا بکری۔ پس اس کو ایک گابھن بکری دیدی۔ تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے۔ تھوڑے دنوں میں اس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اس کی گایوں سے اور اس کی بکریوں سے پھر وہ فرشتہ خدا کے حکم سے اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا میں ایک مسکین آدمی ہوں، میرے سفر کا سب سامان چُک گیا آج میرے پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے خدا کے اور پھر تیرا، میں اس اللہ کے نام پر جس نے تجھے اچھی

رنگت اور عمدہ کھال عنایت فرمائی تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔ وہ بولا یہاں سے چل دور ہو مجھے اور بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔ تیرے دینے کی اس میں گنجائش نہیں۔ فرشتے نے کہا شاید تجھ کو تو میں پہچانتا ہوں کیا تو کوڑھی نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے اور کیا تو مفلس نہیں تھا پھر تجھ کو خدا نے اس قدر مال عنایت فرمایا۔ اس نے کہا واہ کیا خوب یہ مال تو میری کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔ فرشتہ نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو پھر ویسا ہی کر دے جیسا تو پہلے تھا۔ پھر گنجے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور اسی طرح سے اس سے بھی سوال کیا اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتے نے کہا اگر تو جھوٹا ہو تو پھر خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور کہا میں مسافر ہوں، بے سامان ہو گیا ہوں، آج بجز خدا کے اور پھر تیرے سوا کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تجھ کو نگاہ بخشی تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کارروائی کر کے سفر پورا کروں۔ اس نے کہا بے شک میں اندھا تھا۔ خدا تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے مجھے نگاہ بخشی۔ جتنی بکریاں تیرا جی چاہے لے جا اور جتنی چاہے چھوڑ جا خدا کی قسم کسی چیز سے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ فرشتہ نے کہا تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہیں چاہیئے۔ فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی سو ہو چکی۔ خدا تجھ سے راضی اور ان دونوں سے ناراض۔

فائدہ:۔ خیال کرنا چاہیئے کہ ان دونوں کو ناشکری کا کیا نتیجہ ملا کہ تمام نعمت چھن گئیں اور جیسے تھے ویسے ہی رہ گئے اور خدا ان سے ناراض ہوا۔ دنیا اور آخرت دونوں میں نامراد رہے اور اس شخص کو شکر کی وجہ سے کیا عوض ملا کہ نعمت بحال رہی اور خدا اس سے خوش ہوا اور دنیا اور آخرت میں شاد بامراد ہوا۔

تیسری کہانی: ایک بار حضرت اُم سلمہؓ کے پاس کہیں سے کچھ گوشت آیا اور جناب رسول اللہ ﷺ کو گوشت بہت اچھا لگتا تھا۔ اس لئے حضرت ام سلمہؓ نے خادمہ سے فرمایا کہ گوشت طاق میں رکھ دے شاید حضرت نوش فرمائیں، اس نے طاق میں رکھ دیا۔ اتنے میں ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ بھیجو اللہ کے نام پر خدا برکت کرے، گھر میں سے جواب آیا خدا تجھ کو بھی برکت دے۔ اس لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ کوئی چیز دینے کی موجود نہیں ہے، وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے ام سلمہ تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہے اور خادمہ سے کہا جا وہ گوشت آپ کے لئے لے آ۔ وہ گوشت لینے گئی کیا دیکھتی ہے کہ وہاں گوشت کا تو نام بھی نہیں ہے، فقط ایک سفید پتھر کا ٹکڑا رکھا ہے، آپ نے فرمایا چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا تھا اس لئے وہ گوشت پتھر بن گیا۔

فائدہ:۔ غور کیجئے خدا کے نام پر نہ دینے کی یہ نحوست ہوئی کہ اس گوشت کی صورت بگڑ گئی اور پتھر بن گیا۔ اس طرح جو شخص سائل سے بہانہ کر کے خود کھاتا ہے وہ پتھر کھا رہا ہے۔ جس کا یہ اثر ہے کہ سنگدلی اور دل کی سختی بڑھتی چلی جاتی ہے۔ چونکہ حضرت کے گھر والوں کے ساتھ خداوند کریم کی بڑی عنایت اور رحمت ہے اس لئے اس گوشت کی صورت کھلی نگاہوں میں بدل دی تاکہ اس کے استعمال سے محفوظ رہیں۔

چوتھی کہانی: جناب رسول اللہ ﷺ کی عادت شریف تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یار واصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا؟ اگر کوئی دیکھتا تھا تو عرض کر دیا کرتا تھا آپ کچھ تعبیر ارشاد فرما دیا کرتے تھے۔ عادت کے موافق ایک بار سب سے پوچھا کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ سب نے عرض کیا کسی نے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمین مقدس کی طرف لے چلے دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور ہے، اس بیٹھے ہوئے کے کلّے کو اس سے چیر رہا ہے یہاں تک کہ گدّی تک جا پہنچا ہے۔ پھر دوسرے کلّے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کر رہا ہے اور پھر وہ کلّہ اس کا درست ہو جاتا ہے پھر اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ بات کیا ہے؟ وہ دونوں شخص بولے آگے چلو ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایسے شخص پر گزر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور اس کے سر پر ایک شخص ہاتھ میں بڑا بھاری پتھر لئے کھڑا ہے اس سے اس کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے۔ جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے جب وہ اس کے اٹھانے کیلئے جاتا ہے اور اب تک لوٹ کر اس کے پاس آنے نہیں پاتا کہ اُس کا سر پھر اچھا خاصا جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے اور وہ پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ہم ایک غار میں پہنچے جو مثل تنور کے تھا۔ نیچے سے فراخ تھا اور اوپر سے تنگ، اس میں آگ جل رہی ہے اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورتیں بھرے ہوئے ہیں جس وقت وہ آگ اوپر کو اٹھتی ہے اس کے ساتھ ہی وہ سب اٹھ جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے ہیں۔ پھر جس وقت بیٹھتی ہے وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ دونوں بولے آگے چلو ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارے کی طرف آتا ہے جس وقت نکلنا چاہتا ہے کنارے والا شخص اس کے منہ پر ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ وہ اپنی پہلی جگہ پر جا پہنچتا ہے۔ پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے اسی طرح پتھر مار کر اسے ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے؟ وہ بولے آگے چلو ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ہرے بھرے باغ میں جا پہنچے اس میں ایک بڑا درخت ہے اور اس کے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں اور درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے اس کے سامنے آگ جل رہی ہے اور وہ اس کو دھونک رہا ہے۔ پھر وہ دونوں مجھ کو چڑھا کر درخت کے اوپر لے گئے اور ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت عمدہ بن رہا تھا اس میں لے گئے۔ میں نے ایسا گھر کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس میں مرد، بوڑھے، جوان اور عورتیں بچے بہت سے تھے پھر اس سے باہر لا کر اور اوپر لے گئے وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا اس میں لے گئے اس میں بوڑھے اور جوان تھے۔ میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے؟ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا اس کے کلّے چیرے جاتے تھے وہ شخص جھوٹا

ہے، وہی ہدایت کرتا ہے۔ جہاں میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بغیر اس کے حکم کے پتہ نہیں ہل سکتا نہ وہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے، وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں، وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے اسی طرح تمام اچھی اور کمال کی صفتیں اس کو حاصل ہیں اور بُری اور نقصان کی کوئی صفت اس میں نہیں نہ اس میں کوئی عیب ہے۔ عالم الغیب ہے۔ **عقیدہ (۶)** اس کی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اس کی کوئی صفت کبھی جا نہیں سکتی۔ **عقیدہ (۷)** مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے۔ اور قرآن وحدیث میں بعض جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے تو ان کے معنی اللہ کے حوالے کریں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے اور ہم بے کھود کرید کئے اس طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ اس کا مطلب ہے وہ ٹھیک اور برحق ہے اور یہی بات بہتر ہے یا اس کے کچھ مناسب معنی لگالیں جس سے وہ سمجھ میں آجائیں۔ **عقیدہ (۸)** عالم میں جو کچھ بُرا بھلا ہوتا ہے سب کو اللہ تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے تقدیر اسی کا نام ہے اور بُری چیزوں کو پیدا کرنے میں بہت سے بھید ہیں جن کو ہر ایک نہیں جانتا۔ **عقیدہ (۹)** بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ گناہ کے کام سے اللہ میاں ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔ **عقیدہ (۱۰)** اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔ **عقیدہ (۱۱)** کوئی چیز خدا کے ذمہ ضروری نہیں اور جو کچھ مہربانی کرے اُس کا فضل ہے۔ **عقیدہ (۱۲)** بہت سے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتلانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں۔ گنتی ان کی پوری طرح اللہ ہی کو معلوم ہے ان کی سچائی بتلانے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایسی نئی نئی مشکل مشکل باتیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے، ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں ان میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد ﷺ اور باقی درمیان میں ہوئے۔ ان میں بعض بہت مشہور ہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، داؤد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ایوب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، ہارون علیہ السلام، زکریا علیہ السلام، یحییٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام، الیاس علیہ السلام، الیسع علیہ السلام، یونس علیہ السلام، لوط علیہ السلام، ادریس علیہ السلام، ذوالکفل علیہ السلام، صالح علیہ السلام، ہود علیہ السلام، شعیب علیہ السلام۔ **عقیدہ (۱۳)** سب پیغمبروں کی گنتی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتلائی۔ اس لئے یوں عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں جو ہم کو معلوم ہیں اُن پر بھی اور جو نہیں معلوم اُن پر بھی۔ **عقیدہ (۱۴)** پیغمبروں میں بعضوں کا رتبہ بعضوں سے بڑا ہے۔ سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ اور آپؐ کے بعد کوئی نیا پیغمبر نہیں آسکتا۔ قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہونگے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔ **عقیدہ (۱۵)** ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ مکرمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا، اور پھر مکہ مکرمہ میں پہنچادیا اُسے معراج کہتے ہیں۔ **عقیدہ (۱۶)** اللہ

ہے کہ جھوٹ باتیں کرتا تھا کہ وہ باتیں تمام جہان میں مشہور ہو جاتی تھیں اس کے ساتھ قیامت تک یونہی کرتے رہیں گے اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے علم قرآن دیا، وہ رات کو اس سے غافل ہو کر سو تا رہا اور دن کو اس پر عمل نہ کیا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہے گا اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں اور جس کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والا ہے اور درخت کے نیچے جو بوڑھے شخص تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے اور ان کے اردگرد جو بچے دیکھے وہ لوگوں کی نابالغ اولاد ہے اور جو آگ دھونک رہا ہے وہ مالک داروغہ دوزخ کا ہے اور پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے عام مسلمانوں کا ہے اور یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے اور میں جبرائیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ پھر بولے سر اوپر اٹھائیے، میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک سفید بادل نظر آیا بولے یہ تمہارا گھر ہے۔ میں نے کہا۔ مجھ کو چھوڑ دو میں اپنے گھر میں داخل ہوں، بولے ابھی تمہاری عمر باقی ہے پوری نہیں ہوئی۔ اگر پوری ہو چکتی تو ابھی چلے جاتے۔

فائدہ:۔ جاننا چاہیئے کہ خواب انبیاء کا وحی ہوتا ہے۔ یہ تمام واقعات سچے ہیں۔ اس حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا۔ اول جھوٹ کا کہ کیسی سخت سزا ہے۔ دوسرے عالم بے عمل کا۔ تیسرے زنا کا، چوتھے سود کا۔ خدا سب مسلمانوں کو ان کاموں سے محفوظ رکھے۔

عقیدوں کا بیان!

عقیدہ (۱) تمام عالم پہلے بالکل ناپید تھا پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا۔ **عقیدہ (۲)** اللہ تعالیٰ ایک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اُس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا۔ نہ کوئی اس کی بیوی ہے کوئی اس کے مقابل کا نہیں۔ **عقیدہ (۳)** وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ **عقیدہ (۴)** کوئی چیز اس کے مثل نہیں، وہ سب سے نرالا ہے۔ **عقیدہ (۵)** وہ زندہ ہے ہر چیز پر اس کو قدرت ہے کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے سنتا ہے کلام فرماتا ہے اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں جو چاہے کرتا ہے، کوئی اس کو روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ وہی پوجنے کے قابل ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں، اپنے بندوں پر مہربان ہے بادشاہ ہے، سب عیبوں سے پاک ہے وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے۔ وہی عزت والا ہے۔ بڑائی والا ہے۔ ساری چیزوں کا پیدا کرنیوالا ہے، اس کا کوئی پیدا کرنیوالا نہیں۔ گناہوں کا بخشنے والا ہے، زبردست ہے، بہت دینے والا ہے، روزی پہنچانے والا ہے، جس کی روزی چاہے تنگ کردے اور جس کی چاہے زیادہ کردے، جس کو چاہے پست کردے جس کو چاہے عزت دے اور جس کو چاہے ذلت دے۔ انصاف والا ہے، بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ خدمت اور عبادت کی قدردانی کرنیوالا ہے، دعا کو قبول کرنیوالا ہے۔ سمائی والا ہے، وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، وہ سب کا کام بنانیوالا ہے، اسی نے سب کو پیدا کیا ہے وہی قیامت میں پھر پیدا کریگا، وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے، اسکی نشانیوں اور صفتوں کو سب جانتے ہیں اس کی ذات کی باریکی کو کوئی نہیں جان سکتا، گناہ کرنیوالوں کی توبہ قبول کرتا ہے جو سزا کے قابل ہیں ان کو سزا دیتا

تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے ان کو فرشتے کہتے ہیں۔ بہت سے کام ان کے حوالے ہیں۔ وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ جس کام میں لگا دیا ہے اس میں لگے ہیں، ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی، ان کو جن کہتے ہیں ان میں نیک وبد سب طرح کے ہوتے ہیں۔ ان کی اولاد بھی ہوتی ہے۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے۔ **عقیدہ (۱۷)** مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر صاحب ﷺ کی ہر طرح کی خوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں، اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ہونے لگتی ہیں جو اوروں سے نہیں ہو سکتیں۔ ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔ **عقیدہ (۱۸)** ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جائیں مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ **عقیدہ (۱۹)** ولی خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جائے مگر جب تک ہوش وحواس باقی ہیں شرع کا پابند رہنا فرض ہے۔ نماز، روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اس کیلئے درست نہیں ہو جاتیں۔ **عقیدہ (۲۰)** جو شخص شریعت کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا۔ اگر اس کے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھائی دے یا تو وہ جادو ہے یا نفسانی یا شیطانی دھندہ ہے، اس سے عقیدہ نہ رکھنا چاہیے۔ **عقیدہ (۲۱)** ولی لوگوں کو بعض بھید کی باتیں سوتے جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں اس کو کشف یا الہام کہتے ہیں اگر وہ شرع کے موافق ہے تو قبول ہے اور اگر شرع کے خلاف ہے تو رد ہے۔ **عقیدہ (۲۲)** اللہ اور رسول ﷺ نے دین کی سب باتیں قرآن وحدیث میں بندوں کو بتلا دیں، اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں، ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔ **عقیدہ (۲۳)** اللہ تعالیٰ نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرائیل علیہ السلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں، تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو دین کی باتیں بتلائیں، سنائیں، ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی، زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، قرآن ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اور قرآن مجید آخری کتاب ہے۔ اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آئے گی، قیامت تک قرآن مجید ہی کا حکم چلتا رہے گا۔ دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا ہے، مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے۔ اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔ **عقیدہ (۲۴)** ہمارے پیغمبر ﷺ کو جس جس مسلمان نے دیکھا ہے ان کو صحابی کہتے ہیں۔ ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں۔ ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہیے اگر ان کا آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا سننے میں آئے تو اس کو بھول چوک سمجھے ان کی کوئی برائی نہ کرے۔ ان سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ یہ پیغمبر صاحب ﷺ کے بعد ان کی جگہ پر بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا، اس لئے خلیفہ اوّل کہلاتے ہیں، تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ دوسرے خلیفہ ہیں، ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ یہ تیسرے خلیفہ ہیں، ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔ **عقیدہ (۲۵)**

صحابی کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجہ کے صحابی کے برابر مرتبہ میں نہیں پہنچ سکتا۔ **عقیدہ (۲۶)** پیغمبر صاحب ﷺ کی اولاد اور بیویاں سب تعظیم کے لائق ہیں۔ اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ ؓ کا ہے اور بیویوں میں حضرت خدیجہ ؓ اور حضرت عائشہ ؓ کا ہے۔ **عقیدہ (۲۷)** ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے۔ اللہ اور رسول ﷺ کی کسی بات میں شک کرنا اس کو جھٹلانا، اس میں عیب لگانا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا۔ ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ **عقیدہ (۲۸)** قرآن اور حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بد دینی کی بات ہے۔ **عقیدہ (۲۹)** گناہ کے حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ **عقیدہ (۳۰)** گناہ چاہے کتنا بڑا ہو جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔ **عقیدہ (۳۱)** اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا نا امید ہو جانا کفر ہے۔ **عقیدہ (۳۲)** کسی سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کر لینا کفر ہے۔ **عقیدہ (۳۳)** غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعض باتیں معلوم بھی ہو جاتی ہیں۔ **عقیدہ (۳۴)** کسی کا نام لیکر کافر کہنا یا لعنت کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت۔ جھوٹوں پر لعنت مگر جن کا نام لیکر اللہ اور رسول ﷺ نے لعنت کی ہے یا ان کے کافر ہونے کی خبر دی ہے ان کو کافر ملعون کہنا گناہ نہیں ہے۔ **عقیدہ (۳۵)** جب آدمی مر جاتا ہے اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جائے تو جس حال میں ہو اس کے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں آ کر پوچھتے ہیں تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ حضرت محمد ﷺ کو پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر مُردہ ایماندار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے۔ پھر اس کیلئے سب طرح کا چین ہے۔ جنت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور وہ مزے میں پڑ کر سویا رہتا ہے اور اگر مردہ ایماندار نہ ہو تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں، اس پر بڑی سختی اور عذاب قیامت تک ہوتا رہتا ہے، اور بعضوں کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف کر دیتا ہے مگر یہ سب باتیں مُردے کو معلوم ہوتی ہیں۔ ہم لوگ نہیں دیکھتے جیسے سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اس کے پاس بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔ **عقیدہ (۳۶)** مرنے کے بعد ہر دن صبح اور شام کے وقت مردے کا جو ٹھکانا ہے دکھا دیا جاتا ہے۔ جنتی کو جنت دکھلا کر خوشخبری دیتے ہیں اور دوزخی کو دوزخ دکھلا کر حسرت بڑھاتے ہیں۔ **عقیدہ (۳۷)** مردہ کیلئے دعا کرنے سے یا کچھ خیرات دے کر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔ **عقیدہ (۳۸)** اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتلائی ہیں سب ضرور ہونیوالی ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہونگے اور خوب انصاف سے بادشاہی کرینگے، کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا، اس کو مار ڈالنے کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست لوگ ہیں وہ تمام زمین پر پھیل پڑیں گے اور بڑا اودھم مچائیں گے۔ پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہونگے۔ ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کریگا۔

مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا۔قرآن مجید اٹھ جائے گا اور تھوڑے دنوں میں سارے مسلمان مر جائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی اور اس کے سوا اور بہت سی باتیں ہونگی۔ **عقیدہ (۳۹)** جب ساری نشانیاں پوری ہو جائیں گی تو قیامت کا سامان شروع ہوگا۔حضرت اسرافیل علیہ السلام اللہ کے حکم سے صور پھونکیں گے، یہ صور ایک بہت بڑی چیز سینگ کی شکل پر ہے اور اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، تمام مخلوقات مر جائے گی اور جو مر چکے ہیں ان کی روحیں بے ہوش ہو جائیں گی، مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے۔ایک مدت اسی کیفیت پر گزر جائیگی۔ **عقیدہ (۴۰)** پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہو جائے تو دوسری بار پھر صور پھونکا جائے گا۔اس سے پھر سارا عالم پیدا ہو جائے گا، مردے زندہ ہو جائیں گے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہونگے اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جائیں گے۔آخر ہمارے پیغمبر صاحب ﷺ سفارش کرینگے، ترازو کھڑی کی جائے گی، برے بھلے عمل تولے جائیں گے، ان کا حساب ہوگا، بعض بے حساب جنت میں جائیں گے، نیکیوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا۔پیغمبر ﷺ اپنی امت کو حوض کوثر کا پانی پلائیں گے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔پل صراط پر چلنا ہوگا، جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جائیں گے جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑینگے۔ **عقیدہ (۴۱)** دوزخ پیدا ہو چکی ہے، اس میں سانپ بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے۔دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہونگے خواہ کتنے ہی بڑے گناہ گار ہوں اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو موت بھی نہ آئے گی۔ **عقیدہ (۴۲)** بہشت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں، بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ اس میں سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے۔ **عقیدہ (۴۳)** اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کردے اور اس پر بالکل سزا نہ دے۔ **عقیدہ (۴۴)** شرک اور کفر کا گناہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کا معاف نہیں کرتا اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے گا اپنی مہربانی سے معاف کر دیگا۔ **عقیدہ (۴۵)** جن لوگوں کے نام لیکر اللہ اور رسول ﷺ نے ان کا بہشتی ہونا بتلادیا ہے، ان کے سوا کسی اور کو بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اسکی رحمت سے امید رکھنا ضروری ہے۔ **عقیدہ (۴۶)** بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا۔اس کی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہونگی۔ **عقیدہ (۴۷)** دنیا میں جاگتے ہوئے ان آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔ **عقیدہ نمبر (۴۸)** عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا بُرا ہو مگر جس حالت پر خاتمہ ہوتا ہے اس کے موافق اس کو اچھا بُرا بدلہ ملتا ہے۔ **عقیدہ نمبر (۴۹)** آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو۔اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے البتہ مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اس وقت نہ توبہ قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

فصل: اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض بُرے عقیدے اور بُری رسمیں اور بعض بڑے بڑے گناہ جو اکثر ہوتے رہتے ہیں جن سے ایمان میں نقصان آ جاتا ہے بیان کر دیئے جائیں تا کہ لوگ ان سے بچتے رہیں۔ ان میں بعض بالکل کفر اور شرک ہیں۔ بعض قریب کفر اور شرک کے اور بعض بدعت اور گمراہی اور بعض فقط گناہ۔ غرض کہ سب سے بچنا ضروری ہے، پھر جب ان چیزوں کا بیان ہو چکے گا تو اس کے بعد گناہوں سے جو دنیا کا نقصان اور اطاعت سے جو دنیا کا نفع ہوتا ہے کچھ تھوڑا سا اس کا بیان کریں گے۔ کیونکہ دنیا کے نفع نقصان کا لوگ زیادہ خیال کرتے ہیں شاید اسی خیال سے کچھ نیک کام کی توفیق اور گناہ سے پرہیز ہو۔

کفر اور شرک کی باتوں کا بیان

کفر کو پسند کرنا، کفر کی باتوں کو اچھا جاننا، کسی دوسرے سے کفر کی کوئی بات کرانا، کسی وجہ سے اپنے ایمان پر پشیمان ہونا کہ اگر مسلمان نہ ہوتے تو فلانی بات حاصل ہو جاتی، اولاد وغیرہ کسی کے مر جانے پر رنج میں اس قسم کی باتیں کہنا، خدا کو بس اسی کو مارنا تھا، دنیا بھر میں مارنے کیلئے بس یہی تھا، خدا کو ایسا نہ چاہیئے تھا۔ ایسا ظلم کوئی نہیں کرتا۔ جیسا تو نے کیا، خدا اور رسول ﷺ کے کسی حکم کو بُرا سمجھنا اس میں عیب نکالنا، کسی نبی یا فرشتے کی حقارت کرنا ان کو عیب لگانا، کسی بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اس کو ہر وقت خبر رہتی ہے، نجومی پنڈت یا جس پر جن چڑھا ہو اس سے غیب کی خبریں پوچھنا یا فال کھلوانا پھر اس کو سچ جاننا، کسی بزرگ کے کلام سے فال دیکھ کر اس کو یقینی سمجھنا، کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گئی، کسی کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا، کسی سے مرادیں مانگنا یا روزی یا اولاد مانگنا، کسی کے نام کا روزہ رکھنا، کسی کو سجدہ کرنا، کسی کے نام کا جانور چھوڑنا یا چڑھاوا چڑھانا، کسی کے نام کی منت ماننا۔ کسی کی قبر یا مکان کا طواف کرنا، خدا کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسری بات یا رسم کو مقدم رکھنا کسی کے سامنے جھکنا یا تصویر کی طرح کھڑا رہنا، توپ پر بکرا چڑھانا، کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا۔ جن بھوت پریت وغیرہ کے چھوڑ دینے کیلئے ان کی بھینٹ دینا، بکرا وغیرہ ذبح کرنا، بچے کے جینے کیلئے اس کے نار کا پوجنا، کسی کی دُہائی دینا، کسی جگہ کا کعبہ کے برابر ادب و تعظیم کرنا، کسی کے نام پر بچے کے کان ناک چھیدنا، بالی اور بلاق پہنانا، کسی کے نام کا بازو پر پیسہ باندھنا یا گلے میں ناڑا ڈالنا، سہرا باندھنا، چوٹی رکھنا، بدھی پہنانا، فقیر بنانا، علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا، کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اس کا ادب کرنا، عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا، اچھی بُری تاریخ اور دن کا پوچھنا شگون لینا، کسی مہینہ یا تاریخ کو منحوس سمجھنا، کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا، یوں کہنا کہ خدا اور رسول ﷺ اگر چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا، کسی کے نام یا سر کی قسم کھانا، تصویر رکھنا خصوصاً کسی بزرگ کی تصویر برکت کیلئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا۔

بدعتوں اور بُری رسموں اور بُری باتوں کا بیان

قبروں پر دھوم دھام سے میلہ کرنا، چراغ جلانا، عورتوں کا وہاں جانا، چادریں ڈالنا، پختہ قبریں بنانا،

بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا، تعزیہ یا قبر کو چومنا چاٹنا، خاک ملنا، طواف یا سجدہ کرنا، قبروں کی طرف نماز پڑھنا، مٹھائی، چاول، گلگلے وغیرہ چڑھانا، تعزیہ یا علم وغیرہ رکھنا، اس پر حلوہ، مالیدہ چڑھانا یا اس کو سلام کرنا، کسی چیز کو اچھوتی سمجھنا، محرم کے مہینہ میں پان نہ کھانا، مہندی، مسی نہ لگانا، مرد کے پاس نہ رہنا۔ لال کپڑا نہ پہننا، بیوی کی صحنک مردوں کو نہ کھانے دینا، تیجا، چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا، باوجود ضرورت کے عورت کے دوسرے نکاح کو معیوب سمجھنا، نکاح، ختنہ، بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں کرنا، خصوصاً قرض وغیرہ کر کے ناچ رنگ وغیرہ کرنا۔ ہولی، دیوالی کی رسمیں کرنا، سلام کی جگہ بندگی وغیرہ کہنا، یا صرف سر پر ہاتھ رکھ کر جھک جانا، دیور، جیٹھ، پھوپھی زاد، خالہ زاد بھائی کے سامنے بے حجابانہ یا اور کسی نامحرم کے سامنے آنا، گگرا دریا سے گاتے بجاتے لانا، راگ، باجا گانا سننا، ڈومنیوں وغیرہ کو نچانا اور دیکھنا، اس پر خوش ہو کر ان کو انعام دینا، نسب پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کیلئے کافی سمجھنا، کسی کے نسب میں کسر ہو اس پر طعن کرنا، جائز پیشہ کو ذلیل سمجھنا، حد سے زیادہ کسی کی تعریف کرنا، شادیوں میں فضول خرچی اور خرافات باتیں کرنا۔ ہندوؤں کی رسمیں کرنا، دولہا کو خلاف شرع پوشاک پہنانا، کنگنا، سہرا باندھنا، مہندی لگانا، آتش بازی ٹیٹوں وغیرہ کا سامان کرنا، فضول آرائش کرنا، گھر کے اندر عورتوں کے درمیان دولہا کو بلانا اور سامنے آجانا، تاک جھانک کر اس کو دیکھ لینا، سیانی سمجھدار سالیوں وغیرہ کا سامنے آنا۔ ان سے ہنسی دل لگی کرنا، چوتھی کھیلنا، جس جگہ دولہا دلہن لیٹے ہوں اس کے گرد جمع ہو کر باتیں سننا، جھانکنا، تاکنا، اگر کوئی بات معلوم ہو جائے تو اس کو اوروں سے کہنا، مانجھے بٹھلانا اور ایسی شرم کرنا، جس سے نمازیں قضا ہو جائیں، شیخی سے مہر زیادہ مقرر کرنا، غمی میں چلا کر رونا، منہ اور سینا پیٹنا، بیان کر کے رونا، استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا، جو جو کپڑے اس کے بدن سے لگیں سب کو دھلوانا، برس روز تک یا کچھ کم زیادہ اس گھر میں اچار نہ پڑنا، کوئی خوشی کی تقریب نہ کرنا، مخصوص تاریخوں میں پھر غم کا تازہ کرنا، حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا، سادی وضع کو معیوب جاننا، مکان میں تصویریں لگانا، خاصدان، عطردان، سرمہ دانی، سلائی وغیرہ چاندی سونے کی استعمال کرنا، بہت باریک کپڑا پہننا، یا بجتا زیور پہننا، لہنگا پہننا، مردوں کے مجمع میں جانا، خصوصاً تعزیہ دیکھنے اور میلوں میں جانا اور مردوں کی وضع اختیار کرنا، بدن گودوانا، خدائی رات کرنا، ٹونکا کرنا محض زیب و زینت کیلئے دیوار گیری چھت گیری لگانا، سفر کو جاتے وقت یا لوٹتے وقت غیر محرم کے گلے لگنا یا گلے لگانا، جینے کیلئے لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا، لڑکے کو بالا یا بلاق پہنانا، ریشمی کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا یا ہنسلی یا گھونگھرو یا اور کوئی زیور پہنانا، کم رونے کیلئے افیون کھلانا، کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا اس کا گوشت کھلانا، اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں۔ بطور نمونے اتنی بیان کر دی گئیں۔

بعض بڑے بڑے گناہ جن کے کرنیوالے پر بہت سختی آئی ہے

خدا سے شرک کرنا، ناحق خون کرنا، وہ عورتیں جن کی اولاد نہیں ہوتی کسی کی سنور میں بعض ایسے ٹوٹکے کرتی ہیں کہ یہ بچہ مر جائے اور ہماری اولاد ہو۔ یہ بھی اسی خون میں داخل ہے، ماں باپ کو ستانا، زنا کرنا، یتیموں کا

مال کھانا، جیسے اکثر عورتیں خاوند کے تمام مال اور جائیداد پر قبضہ کر کے چھوٹے بچوں کا حصہ اڑاتی ہیں۔ لڑکیوں کو حصہ میراث نہ دینا، کسی عورت کو ذرا سے شبہ میں زنا کی تہمت لگانا، ظلم کرنا، کسی کو اس کے پیچھے بدی سے یاد کرنا، خداتعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا، وعدہ کر کے پورا نہ کرنا، امانت میں خیانت کرنا، اللہ تعالیٰ کا کوئی فرض مثل نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ چھوڑ دینا، قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینا، جھوٹ بولنا، خصوصاً جھوٹی قسم کھانا، خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا یا اس طرح قسم کھانا کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو، ایمان پر خاتمہ نہ ہو، خدا کے سوا اور کسی کو سجدہ کرنا، بلا عذر نماز قضا کر دینا، کسی مسلمان کو کافر یا بے ایمان، یا خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کا دشمن وغیرہ کہنا، کسی کا گلہ شکوہ کرنا یا سننا، چوری کرنا، بیاج لینا، اناج کی گرانی سے خوش ہونا، مول چکا کر پیچھے سے زبردستی کم کر دینا، غیر محرم کے پاس تنہائی میں بیٹھنا، جوا کھیلنا، بعض عورتیں اور لڑکیاں بد بد کے گٹے یا اور کوئی کھیل کھیلتی ہیں، یہ بھی جوا ہے، کافروں کی رسمیں پسند کرنا، کھانے کو برا کہنا، ناچ دیکھنا، راگ، باجا سننا، قدرت ہونے پر نصیحت نہ کرنا، کسی سے مسخرا پن کر کے بے حرمت اور شرمندہ کرنا، کسی کا عیب ڈھونڈنا۔

گناہوں سے بعض دنیا کے نقصانوں کا بیان

علم سے محروم رہنا، روزی کم ہو جانا، خدا کی یاد سے وحشت ہو جانا، آدمیوں سے وحشت ہو جانا، خاص کر نیک آدمیوں سے، اکثر کاموں میں مشکل پڑ جانا، دل میں صفائی نہ رہنا، دل میں اور بعض دفعہ تمام بدن میں کمزوری ہو جانا، طاعت سے محروم رہنا، عمر گھٹ جانا، توبہ کی توفیق نہ ہونا، کچھ دنوں میں گناہ کی برائی دل سے جاتی رہنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو جانا، دوسری مخلوق کو اس کا نقصان پہنچنا اور اس وجہ سے اس پر لعنت کرنا، عقل میں فتور ہو جانا۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس پر لعنت ہونا، فرشتوں کی دعا سے محروم رہنا، پیداوار میں کمی ہونا، شرم اور غیرت کا جاتا رہنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی اس کے دل سے نکل جانا، نعمتوں کا چھن جانا، بلاؤں کا ہجوم ہو جانا، اس پر شیطانوں کا مقرر ہو جانا، دل کا پریشان رہنا، مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا، خدا کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس وجہ سے بے توبہ مر جانا۔

عبادت سے بعض دُنیا کے فائدوں کا بیان

روزی بڑھنا، طرح طرح کی برکت ہونا، تکلیف اور پریشانی سے دور ہو جانا، مرادوں کے پورا ہونے میں آسانی ہونا، لطف کی زندگی ہونا، بارش ہونا، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا، اللہ تعالیٰ کا مہربان اور مددگار رہنا، فرشتوں کو حکم ہونا کہ اس کا دل مضبوط رکھو، سچی عزت اور آبرو ملنا، مرتبے بلند ہونا، سب کے دلوں میں اسکی محبت ہو جانا، قرآن کا اس کے حق میں شفا ہونا، مال کا نقصان ہو جائے تو اس کا اچھا بدلہ مل جانا، دن بدن نعمت میں ترقی ہونا، مال بڑھنا، دل میں راحت اور تسلی رہنا، آئندہ نسل میں نفع پہنچنا، زندگی میں غیبی بشارتیں نصیب ہونا، مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سنانا، مبارکباد دینا، عمر بڑھنا، افلاس اور فاقہ سے بچا رہنا، تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا غصہ جاتا رہنا۔

وضو کا بیان

وضو کرنے والی کو چاہیئے کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹیں اُڑ کر اوپر نہ پڑیں اور وضو شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے۔ اور سب سے پہلے تین دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے، پھر تین دفعہ کلّی کرے اور مسواک کرے اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کرے کہ سب میل کچیل جاتا رہے۔ اگر روزہ دار نہ ہو تو غرارہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچائے اور اگر روزہ ہو تو غرارہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جائے، پھر تین بار ناک میں پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے لیکن جس کا روزہ ہے وہ جہاں تک نرم نرم گوشت ہے اس سے اُوپر پانی نہ لے جائے، پھر تین دفعہ منہ دھوئے، سر کے بالوں سے لیکر ٹھوڑی کے نیچے تک اور اس کان کی لو سے اس کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے۔ دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جائے، کہیں سوکھا نہ رہے، پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنیوں سمیت دھوئے پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے اور ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے اور انگوٹھی، چھلا، چوڑی جو کچھ ہاتھوں میں پہنے ہو ہلا لے کہ کہیں سوکھا نہ رہ جائے، پھر ایک دفعہ سارے سر کا مسح کرے، پھر کان کا مسح کرے۔ اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے، پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے لیکن گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ بُرا اور منع ہے، کان کے مسح کیلئے نئے پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے۔ سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ سے لگا ہوا ہے وہی کافی ہے اور تین بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھوئے پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھوئے اور بائیں ہاتھ کی چھنگلی سے پیروں کی انگلیوں کا خلال کرے پیر کی داہنی چھنگلی سے شروع کرے اور بائیں چھنگلی پر ختم کرے۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں بعض چیزیں ایسی ہیں کہ اگر اس میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا۔ جیسے پہلے بے وضو تھی اب بھی بے وضو رہے گی۔ ایسی چیزوں کو فرض کہتے ہیں اور بعض باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن اُن کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں اُن کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے۔ اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے، ایسی چیزوں کو سنت کہتے ہیں اور بعض چیزیں ایسی ہیں جن کے کرنے سے ثواب ہوتا ہے، اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا، اور شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے اور ایسی باتوں کو مستحب کہتے ہیں۔

مسئلہ (۱): وضو میں فرض صرف چار چیزیں ہیں۔ ایک مرتبہ سارا منہ دھونا، ایک ایک مرتبہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا، ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا، ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا، بس فرض اتنا ہی ہے۔ اس میں سے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائے یا کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی رہ جائے تو وضو نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲): پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا اور بسم اللہ کہنا کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا، مسواک کرنا، سارے سر کا مسح کرنا، ہر عضو کو تین تین مرتبہ دھونا، کانوں کا مسح کرنا، ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا، یہ سب باتیں سنت ہیں اور اس کے سوا جو

اور باتیں ہیں وہ سب مستحب ہیں۔ **مسئلہ (۳)**: جب یہ چار عضو جن کا دھونا فرض ہے دھل جائیں تو وضو ہو جائے گا' چاہے وضو کا قصد ہو یا نہ ہو۔ جیسے کوئی نہاتے وقت سارے بدن پر پانی بہا لے اور وضو نہ کرے یا حوض میں گر پڑے یا پانی برستے میں باہر کھڑی ہو جائے اور وضو کے یہ اعضاء دھل جائیں تو وضو ہو جائے گا لیکن ثواب وضو کا نہ ملے گا۔ **مسئلہ (۴)**: سنت یہی ہے کہ اس طرح سے وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور اگر کوئی الٹا وضو کرے کہ پہلے پاؤں دھوڈالے اور پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھوئے، پھر منہ دھوڈالے یا اور کسی طرح اُلٹ پلٹ کر کے وضو کرے تو بھی وضو ہو جاتا ہے لیکن سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ کا خوف ہے۔ **مسئلہ (۵)**: اسی طرح اگر بایاں ہاتھ بایاں پاؤں پہلے دھویا تب بھی وضو ہو گیا لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ **مسئلہ (۶)**: ایک عضو کو دھو کر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی دیر نہ لگائیں کہ پہلا عضو سوکھ جائے بلکہ اس کے سوکھنے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھوڈالے۔ اگر پہلا عضو سوکھ گیا تب دوسرا عضو دھویا تو وضو ہو جائے گا لیکن یہ بات سنت کے خلاف ہے۔ **مسئلہ (۷)**: ہر عضو کے دھوتے وقت یہ بھی سنت ہے کہ اس پر ہاتھ بھی پھیر لے تاکہ کوئی جگہ سوکھی نہ رہے، سب جگہ پانی پہنچ جائے۔ **مسئلہ (۸)**: وقت آنے سے پہلے ہی وضو نماز کا سامان اور تیاری کرنا بہتر اور مستحب ہے۔ **مسئلہ (۹)**: جب تک کوئی مجبوری نہ ہو خود اپنے ہاتھ سے وضو کرے کسی اور سے پانی نہ ڈلوائے اور وضو کرتے وقت دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے بلکہ ہر عضو کے دھوتے وقت بسم اللہ اور کلمہ پڑھا کرے اور پانی کتنا ہی فراغت کا کیوں نہ ہو، چاہے دریا کے کنارے پر ہو لیکن تب بھی پانی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ پانی میں بہت کمی کرے کہ اچھی طرح دھونے میں دقت ہو نہ کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ دھوئے اور منہ دھوتے وقت پانی کا چھینٹا زور سے منہ پر نہ مارے نہ پھنکار مار کر چھینٹیں اڑائے اور اپنے منہ اور آنکھوں کو بہت زور سے بند نہ کرے کہ یہ سب باتیں مکروہ اور منع ہیں۔ اگر آنکھ یا منہ زور سے بند کیا اور پلک یا ہونٹ پر کچھ سوکھا رہ گیا یا آنکھ کے کوئے میں پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ **مسئلہ (۱۰)**: انگوٹھی، چھلے، چوڑی، کنگن وغیرہ اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی ان کے نیچے پانی پہنچ جائے تب بھی ان کا ہلا لینا مستحب ہے اور اگر ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو ان کو ہلا کر اچھی طرح پانی پہنچا دینا ضروری اور واجب ہے۔ نتھ کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر سوراخ ڈھیلا ہے اس وقت تو ہلانا مستحب ہے اور اگر تنگ ہو کہ بے پھرائے اور ہلائے پانی نہ پہنچے گا تو منہ دھوتے وقت گھما کر اور ہلا کر پانی اندر پہنچانا واجب ہے۔ **مسئلہ (۱۱)**: اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا ہو اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا دے اور پھر سے پڑھے۔ **مسئلہ (۱۲)**: کسی کے ماتھے پر افشاں چنی ہو اور اوپر اوپر سے پانی بہا لیوے کہ افشاں نہ چھوٹنے پائے تو وضو نہیں ہوتا۔ ماتھے کا سب گوند چھڑا کر منہ دھونا چاہیے۔ **مسئلہ (۱۳)**: جب وضو کر چکے تو سورۃ انا انزلنا اور یہ دعا پڑھے

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الَّذِيْنَ لَاخَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ.﴾

مسئلہ (۱۴): جب وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے، اس نماز کو جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے تحیۃ الوضو کہتے ہیں حدیث شریف میں اس کا بڑا ثواب آیا ہے مسئلہ (۱۵): اگر ایک وقت وضو کیا تھا پھر دوسرا وقت آ گیا اور ابھی وضو نہیں ٹوٹا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر تازہ وضو کرے تو بہت ثواب ملتا ہے۔ مسئلہ (۱۶): جب ایک دفعہ وضو کر لیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اس وضو سے کوئی عبادت نہ کر لے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ اور منع ہے۔ اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا چاہیئے۔ بغیر اس کے ٹوٹے دوسرا وضو نہ کرے ہاں اگر کم سے کم دو رکعت نماز اس وضو سے پڑھ چکی ہو تو دوسرا وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔ مسئلہ (۱۷): کسی کے ہاتھ یا پاؤں پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی (اور اس کے نکالنے سے ضرر ہوگا) اور بغیر اسے نکالے اُوپر ہی اُوپر پانی بہا دیا تو وضو درست ہے۔ مسئلہ (۱۸): وضو کرتے وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پانی نہیں پہنچا اور جب پورا وضو ہو چکا تب معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی ہے تو وہاں پر فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ پانی بہانا چاہیئے۔ مسئلہ (۱۹): اگر ہاتھ یا پاؤں وغیرہ میں کوئی پھوڑا ہے یا کوئی اور ایسی بیماری ہے کہ اس پر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے تو پانی نہ ڈالے، وضو کرتے وقت صرف بھیگا ہاتھ پھیر لے اس کو مسح کہتے ہیں اور اگر یہ بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیرے اتنی جگہ چھوڑ دے۔ مسئلہ (۲۰): اگر زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دِقت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کر لینا درست ہے اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں، پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنا چاہیئے۔ مسئلہ (۲۱): اگر پوری پٹی کے نیچے زخم نہیں ہے تو اگر پٹی کھول کر زخم کو چھوڑ کر اور سب جگہ دھو سکے تو دھونا چاہیئے اور اگر پٹی نہ کھول سکے تو ساری پٹی پر مسح کر لے جہاں زخم ہے وہاں بھی اور جہاں زخم نہیں ہے، وہاں بھی۔ مسئلہ (۲۲): ہڈی کے ٹوٹ جانے کے وقت جو بانس کی کھپچیاں رکھ کر ٹکھٹی بنا کر باندھتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹکھٹی نہ کھول سکے ٹکھٹی کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر زخم کے اوپر مسح نہ کر سکے تو پٹی کھول کر کپڑے کی گدی پر مسح کرے۔ اور اگر کوئی کھولنے باندھنے والا نہ ملے تو پٹی پر ہی مسح کرے۔ مسئلہ (۲۳): ٹکھٹی اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری ٹکھٹی پر مسح کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بلکہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے اگر فقط آدھی یا آدھی سے کم پر کرے تو جائز نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۴): اگر ٹکھٹی یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم بھی اچھا نہیں ہوا تو پھر باندھ لے اور وہی پہلا مسح باقی ہے پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اگر زخم اچھا ہو گیا ہے کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا اب اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھے اور سارا وضو دہرانا ضروری نہیں ہے۔

وضو توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱): پاخانہ پیشاب اور ہوا جو پیچھے سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے جیسا کہ کبھی بیماری سے ایسا ہو جاتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا یا کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ (۲): اگر کسی کے کوئی زخم ہو اس میں سے کیڑا نکلا یا کان

سے نکلا یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کر گر پڑا اور خون نہیں نکلا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ (۳)**: اگر کسی نے فصد لی یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا یا پھوڑے پھنسی سے یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضو جاتا رہا۔ البتہ اگر زخم کے منہ ہی پر رہے زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضو نہیں گیا اور اگر کسی کے سوئی چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو ذرا بھی بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ (۴)**: اگر کسی نے ناک سنکی اور اس میں جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں نکلیں تو وضو نہیں گیا۔ وضو جب ٹوٹتا ہے کہ پتلا خون نکلے اور بہہ پڑے۔ سو اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ **مسئلہ (۵)**: کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا لیکن آنکھ کے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا اور اگر آنکھ کے باہر پانی نکل پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر کان کے اندر دانہ ہو اور ٹوٹ جائے تو جب خون پیپ سوراخ کے اندر اس جگہ تک رہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک وضو نہیں جاتا اور جب ایسی جگہ پر آ جائے یا جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ **مسئلہ (۶)**: کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اس کے نیچے خون یا پیپ دکھائی دینے لگا لیکن وہ خون پیپ اپنی جگہ پر ٹھہرا ہے کسی طرف نکل کر بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ (۷)**: کسی کے پھوڑے میں بہت بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون پیپ اس گھاؤ کے سوراخ کے اندر ہی اندر ہے باہر نکل کر بدن پر نہ آئے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔ **مسئلہ (۸)**: اگر پھوڑے پھنسی کا خون آپ سے نہیں نکلا بلکہ اس نے دبا کے نکالا ہے تب بھی وضو ٹوٹ جاوے گا جبکہ وہ خون بہہ جائے۔ **مسئلہ (۹)**: کسی کے زخم سے ذرا ذرا خون نکلنے لگا اس نے اس پر مٹی ڈال دی یا کپڑے سے پونچھ لیا۔ پھر ذرا سا نکلا، پھر اس نے پونچھ ڈالا، اسی طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچے اگر ایسا معلوم ہو اگر پونچھا نہ جاتا تو بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائیگا اور اگر ایسا ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔ **مسئلہ (۱۰)**: کسی کے تھوک میں خون معلوم ہو تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سفیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں گیا اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے اور رنگ سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔ **مسئلہ (۱۱)**: اگر دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی لیکن تھوک میں بالکل خون کا رنگ نہیں معلوم ہوتا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ (۱۲)**:۔ کسی نے جونک لگوائی اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ سے کاٹ دو تو خون بہہ پڑے تو وضو جاتا رہا اور جو اتنا نہ پیا ہو بلکہ بہت کم پیا ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ اور مچھر یا مکھی یا کھٹمل نے خون پیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔ **مسئلہ (۱۳)**:۔ کسی کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے اگرچہ کچھ پھوڑا پھنسی نہ معلوم ہوتی ہو پس اسکے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ جب کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آ جائے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے اسی طرح اگر ناک سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ ایسے ہی اگر آنکھیں دکھتی ہوں

اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ دکھتی ہوں نہ ان میں کچھ کھٹک ہو تو آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ (۱۴): اگر چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے، تو وہ بھی نجس ہے، اس سے وضو جاتا رہے گا اور اگر درد نہیں ہے، تو نجس نہیں ہے، اور اس سے وضو بھی نہ ٹوٹے گا۔ مسئلہ (۱۵): اگر قے ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت گرے تو اگر منہ بھر قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور منہ بھر قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا اور منہ بھر ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مشکل سے منہ میں رکے اور اگر قے میں نرا بلغم گرے تو وضو نہیں گیا چاہے جتنا ہو۔ بھر منہ ہو یا نہ ہو سب کا ایک حکم ہے اور اگر قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا چاہے کم ہو چاہے زیادہ بھر منہ ہو یا نہ ہو اور اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے گرے اور بھر منہ ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کم ہو تو وضو نہ جائے گا۔ مسئلہ (۱۶): اگر تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں گرتی تو بھر منہ ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی تھی اور جی اچھا ہو گیا تھا پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی سی قے ہو گئی پھر جب یہ متلی جاتی رہی اور تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ (۱۷): لیٹے لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گئی اور ایسی غفلت ہو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتی تو وضو جاتا رہا اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جائے تو وضو نہیں گیا اور اگر سجدے میں سو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ (۱۸): اگر نماز سے باہر بیٹھے بیٹھے سو جائے اور اپنا چوتڑ ایڑی سے دبا لیوے اور دیوار وغیرہ کسی چیز سے ٹیک بھی نہ لگائے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ (۱۹): بیٹھے بیٹھے نیند کا ایک ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑی تو اگر گر کے فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں گیا اور جو گرنے کے ذرا بعد آنکھ کھلی ہو تو وضو جاتا رہا اور اگر بیٹھی جھومتی رہی گری نہیں تب بھی وضو نہیں گیا۔ مسئلہ (۲۰): اگر بے ہوش ہو گئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو جاتا رہا۔ چاہے بے ہوشی اور جنون تھوڑی ہی دیر رہا ہو اور ایسے ہی اگر تمبا کو وغیرہ کوئی نشہ کی چیز کھالی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح نہیں چلا جاتا اور قدم ادھر ادھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو جاتا رہا۔ مسئلہ (۲۱): اگر نماز میں اتنی زور سے ہنسی نکل گئی کہ اس نے خود بھی اپنی آواز سن لی اور اس کے پاس والیوں نے بھی سن لی جیسے کھل کھلا کر ہنسنے میں سب پاس والیاں سن لیتی ہیں۔ اس سے بھی وضو ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی اور اگر ایسا ہوا کہ اپنے کو آواز سنائی دے مگر سب پاس والیاں نہ سن سکیں اگرچہ بہت ہی پاس والی سن لے اس سے نماز ٹوٹ جائے گی، وضو نہ ٹوٹے گا اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے آواز بالکل نہ نکلی تو نہ وضو ٹوٹا اور نہ نماز جائے گی۔ البتہ چھوٹی لڑکی جو ابھی جوان نہ ہوئی ہو زور سے نماز میں ہنسے یا سجدہ تلاوت میں بڑی عورت کو ہنسی آئے تو وضو نہیں جاتا۔ ہاں وہ سجدہ اور نماز جاتی رہے گی جس میں ہنسی آئی۔ مسئلہ (۲۲): مرد کے ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی خیال کرنے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو جو جوش کے وقت نکلتا ہے مذی کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲۳): بیماری کی وجہ سے رینٹ کی طرح لیس دار پانی آگے کی راہ سے آتا ہو تو احتیاط اس کہنے میں ہے کہ وہ پانی نجس ہے اور اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ (۲۴): پیشاب یا

مذی کا قطرہ سوراخ سے باہر نکل آیا لیکن ابھی اسی کھال کے اندر ہے جو اوپر ہوتی ہے تب بھی وضوٹوٹ گیا۔ وضو ٹوٹنے کیلئے کھال سے باہر نکلنا ضروری نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۵): مرد کے پیشاب کے مقام سے جب عورت کے پیشاب کا مقام مل جائے اور کچھ کپڑا وغیرہ بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضوٹوٹ جاتا ہے ایسے ہی اگر دوعورتیں اپنی اپنی پیشاب گاہ ملا دیں تب بھی وضوٹوٹ جاتا ہے لیکن یہ خود نہایت برا اور گناہ ہے دونوں صورتوں میں چاہے کچھ نکلے چاہے نہ نکلے ایک ہی حکم ہے۔ مسئلہ (۲۶): وضو کے بعد ناخن کٹائے یا زخم کے اوپر کی مردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا نہ تو وضو کے دوہرانے کی ضرورت ہے اور نہ ہی اتنی جگہ کے پھر تر کرنیکا حکم ہے۔ مسئلہ (۲۷): وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا یا ننگی ہو کر نہائی یا ننگے ہی وضو کیا تو اس کا وضو درست ہے پھر وضو دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے البتہ بدون لاچاری کے کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا دکھلانا گناہ کی بات ہے۔ مسئلہ (۲۸): جس چیز کے نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں۔ تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منہ سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوئی بھر منہ نہیں ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت یا جما ہوا خون نکلا تو یہ خون اور یہ قے نجس نہیں ہے اور اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے اس کا دھونا واجب نہیں اور اگر منہ بھر قے ہوئی اور خون زخم سے بہہ گیا تو وہ نجس ہے، اس کا دھونا واجب ہے اور اگر اتنی قے کر کے کٹورے یا لوٹے کو منہ لگا کر کلی کے لیے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جائے گا اس لئے چلو سے پانی لینا چاہیئے۔ مسئلہ (۲۹): چھوٹا لڑکا جو دودھ ڈالتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر منہ بھر نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب منہ بھر ہو تو نجس ہے اگر اس کے بے دھوئے نماز پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ (۳۰): اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اس کے بعد وضوٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا تو اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا اسی سے نماز درست ہے لیکن پھر وضو کر لینا بہتر ہے۔ مسئلہ (۳۱): جس کو وضو کرنے میں شک ہو کہ فلاں عضو دھویا ہے یا نہیں تو وہ عضو پھر دھو لینا چاہیئے اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کچھ پروا نہ کرے وضو ہو گیا۔ البتہ اگر یقین ہو جائے کہ فلانی بات رہ گئی ہے تو اس کو کر لیوے۔ مسئلہ (۳۲): بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے ہاں اگر ایسے کپڑے سے چھولے جو بدن سے جدا ہو تو درست ہے۔ دوپٹہ یا کرتے کے دامن سے جبکہ اس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو تو اس سے چھونا درست نہیں ہاں اگر اترا ہوا ہو تو اس سے چھونا درست ہے اور زبانی پڑھنا درست ہے اور کلام مجید کھلا ہوا رکھا ہے اس کو دیکھ دیکھ کر پڑھا لیکن ہاتھ نہیں لگایا یہ بھی درست ہے۔ اسی طرح بے وضو ایسے تعویذ کا اور ایسی طشتری کا چھونا بھی درست نہیں جس میں قرآن کریم کی آیت لکھی ہو خوب یاد رکھو۔

غسل کا بیان

مسئلہ (۱): غسل کرنے والی کو چاہیئے کہ پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھوئے پھر استنجے کی جگہ دھوئے، ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہیئے پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے پھر وضو کرے۔ اگر کسی چوکی یا پتھر پر غسل کرتی ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھولے اور اگر ایسی جگہ

ہے کہ پیر بھر جائیں گے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑینگے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دھوئے پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالے اس طرح کہ سارے جسم پر پانی بہہ جائے پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آ جائے اور پیر دھوئے اور اگر وضو کے وقت پیر دھو لئے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔ مسئلہ (۲): پہلے سارے جسم پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لے تب پانی بہائے تا کہ سب جگہ اچھی طرح پانی پہنچ جائے کہیں سوکھا نہ رہے۔ مسئلہ (۳): غسل کا طریقہ جو ہم نے ابھی بیان کیا سنت کے موافق ہے اس میں سے بعض چیزیں فرض ہیں ان کے بغیر غسل درست نہیں ہوتا آدمی ناپاک رہتا ہے۔ اور بعض چیزیں سنت ہیں ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی غسل ہو جاتا ہے۔ فرض صرف تین چیزیں ہیں۔ اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے، ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے، سارے بدن پر پانی پہنچانا۔ مسئلہ (۴): غسل کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور پانی بہت زیادہ نہ پھینکے اور نہ بہت کم لے کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے اور ایسی جگہ غسل کرے کہ اسے کوئی نہ دیکھے اور غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے اور غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے پھر دونوں پیر دھوئے۔ مسئلہ (۵): اگر تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ پائے تو ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے چاہے کھڑی ہو کر نہائے یا بیٹھ کر۔ اور چاہے غسل خانہ کی چھت پٹی ہو یا نہ پٹی ہو لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے اور ناف سے لیکر گھٹنے کے نیچے تک دوسری عورت کے سامنے بھی بدن کھولنا گناہ ہے، اکثر عورتیں دوسری کے سامنے بالکل ننگی ہو کر نہاتی ہیں یہ بڑی بُری اور بے غیرتی کی بات ہے۔ مسئلہ (۶): جب سارے بدن پر پانی خوب پڑ جائے اور کلی کرے اور ناک میں پانی ڈالے تو غسل ہو جائے گا چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو چاہے نہ ہو تو اگر پانی برستے میں ٹھنڈی ہونے کی غرض سے کھڑی ہو گئی یا حوض وغیرہ میں گر پڑی اور سب بدن بھیگ گیا اور کلی بھی کر لی اور ناک میں پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا اسی طرح غسل کرتے وقت کلمہ پڑھنا یا پڑھ کر پانی دم کرنا بھی ضروری نہیں چاہے کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے ہر حال میں آدمی پاک ہو جاتا ہے بلکہ نہاتے وقت کلمہ یا کوئی اور دعا نہ پڑھنا بہتر ہے اس وقت کچھ نہ پڑھے۔ مسئلہ (۷): اگر بدن میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گئی یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا۔ مسئلہ (۸): اگر غسل کے بعد یاد آئے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھو لے لیکن ہاتھ فقط پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ تھوڑا پانی لیکر اس جگہ بہا لینا چاہیئے، اور اگر کلی کرنا بھول گئی ہو تو اب کلی کر لے اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے غرض کہ جو چیز رہ گئی ہو اب اس کو کر لے نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۹): اگر کسی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے تو سر چھوڑ کر اور سارا بدن دھو لیوے تب بھی غسل درست ہو گیا۔ لیکن جب اچھی ہو جائے تو اب سر دھو ڈالے پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۱۰): پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے اگر پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ (۱۱): اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک بال بھی سوکھا رہ گیا یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوگا اور اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف ہے البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے، ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پائے اور اگر بغیر کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگودے۔ مسئلہ (۱۲): نتھ اور بالیوں اور انگوٹھی چھلوں کو خوب ہلا لے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جائے اور اگر بالیاں نہ پہنے ہو تب بھی قصد کر کے سوراخوں میں پانی ڈال لے، ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو البتہ اگر انگوٹھی چھلے ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی پانی پہنچ جائے تو ہلانا واجب نہیں لیکن ہلا لینا اب بھی مستحب ہے۔ مسئلہ (۱۳): اگر ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا جب یاد آئے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھوڑا کر پانی ڈال لے اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹا دے۔ مسئلہ (۱۴): اگر ہاتھ پاؤں پھٹ گئے ہوں اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھری ہو تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۵): کان اور ناک میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہیئے، پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۶): نہاتے وقت کلی نہیں کی لیکن منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہو گیا کیونکہ مطلب تو سارے منہ میں پانی پہنچ جانے سے ہے کلی کرے یا نہ کرے البتہ اگر اسی طرح پانی پی لے کہ سارے منہ بھر میں پانی نہ پہنچے تو یہ پینا کافی نہیں ہے، کلی کر لینا چاہیئے۔ مسئلہ (۱۷): اگر بالوں میں یا ہاتھ پیروں پر تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھہرتا نہیں ہے بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال لیا غسل ہو گیا۔ مسئلہ (۱۸): اگر دانتوں کے بیچ میں ڈلی کا ٹکڑا پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے اگر اس کی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۹): ماتھے پر افشاں چنی ہو یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہے کہ بال اچھی طرح نہ بھیگیں گے تو گوند خوب چھڑا ڈالے اور افشاں دھو ڈالے۔ اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہنچے گا اوپر ہی اوپر سے بہہ جائے گا تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲۰): اگر مسی کی دھڑی جمالی ہے تو اس کو چھڑا کر کلی کرے نہیں تو غسل نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲۱): کسی کی آنکھیں دکھتی ہیں اس لئے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو چھڑائے گی تو اس کے نیچے آنکھ کے کوئے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے بغیر اس کے چھڑائے نہ وضو درست ہے نہ غسل۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کا بیان

مسئلہ (۱): سوتے یا جاگتے میں جب جوانی کے جوش کے ساتھ منی نکل آئے تو غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے مرد کے ہاتھ لگانے سے نکلے یا فقط خیال اور دھیان کرنے سے نکلے یا اور کسی طرح سے نکلے ہر حال میں غسل واجب ہے۔ مسئلہ (۲): اگر آنکھ کھلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو بھی غسل کرنا واجب ہے چاہے سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔ **تنبیہ**۔ جوانی کے جوش کے وقت اول اول جو پانی نکلتا ہے اور اس

کے نکلنے سے جوش زیادہ ہو جاتا ہے کم نہیں ہوتا اس کو مذی کہتے ہیں اور خوب مزا آ کر جب جی بھر جاتا ہے، اس وقت جو نکلتا ہے اس کو منی کہتے ہیں اور پہچان ان دونوں کی یہی ہے کہ منی نکلنے کے بعد جی بھر جاتا ہے اور جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور مذی کے نکلنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہو جاتا ہے اور مذی پتلی ہوتی ہے اور منی گاڑھی ہوتی ہے۔ سو فقط مذی کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ (۳): جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی جائے اور چھپ جائے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے، چاہے منی نکلے یا نہ نکلے مرد کی سپاری آگے کی راہ میں گئی ہو تو بھی غسل واجب ہے چاہے کچھ بھی نہ نکلا ہو اور اگر پیچھے کی راہ میں گئی ہو تب بھی غسل واجب ہے لیکن پیچھے کی راہ میں کرنا اور کرانا بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۴): جو خون آگے کی راہ سے ہر مہینہ آیا کرتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ جب یہ خون بند ہو جائے تو غسل کرنا واجب ہے اور جو خون بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں اس کے بند ہونے پر بھی غسل کرنا واجب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ چار چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے، جوش کے ساتھ منی نکلنا، مرد کی سپاری کا اندر چلا جانا، حیض و نفاس کے خون کا بند ہو جانا۔ مسئلہ (۵): چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس پر غسل واجب نہیں لیکن عادت ڈالنے کیلئے اس سے غسل کرانا چاہیئے۔ مسئلہ (۶): سوتے میں مرد کے پاس رہنے اور صحبت کرتے کا خواب دیکھا اور مزہ بھی آیا لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ منی نہیں نکلی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے۔ البتہ اگر منی نکل آئی ہو تو غسل واجب ہے اور اگر کپڑے یا بدن پر کچھ بھیگا بھیگا معلوم ہو لیکن یہ خیال ہو کہ یہ مذی ہے منی نہیں ہے تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۷): اگر تھوڑی سی منی نکلی اور غسل کر لیا پھر نہانے کے بعد اور منی نکل آئی تو پھر نہانا واجب ہے اور اگر نہانے کے بعد شوہر کی منی نکلی جو عورت کے اندر تھی تو غسل درست ہو گیا پھر نہانا واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۸): بیماری یا اور کسی وجہ سے آپ ہی آپ منی نکل آئی مگر جوش اور خواہش بالکل نہ تھی تو غسل واجب نہیں البتہ وضو ٹوٹ جائے گا۔ مسئلہ (۹): میاں بیوی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے جب اٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو۔ تو دونوں نہالیں احتیاط اسی میں ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ یہ کس کی منی ہے۔ مسئلہ (۱۰): جب کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔ مسئلہ (۱۱): جب کوئی مُردے کو نہلائے تو نہلانے کے بعد غسل کر لینا مستحب ہے۔ مسئلہ (۱۲): جس پر نہانا واجب ہے وہ اگر نہانے سے پہلے کچھ کھانا پینا چاہیئے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھوئے اور کلی کرئے تب کھائے پئے اور اگر ہاتھ منہ دھوئے بغیر کھا پی لے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۳): جن کو نہانے کی ضرورت ہے ان کو قرآن مجید کا چھونا اور اس کا پڑھنا اور مسجد میں جانا جائز نہیں اور اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور کلمہ پڑھنا اور درود شریف پڑھنا جائز ہے اور اس قسم کے مسئلوں کو ہم انشاء اللہ تعالیٰ حیض کے بیان میں اچھی طرح سے بیان کرینگے وہاں دیکھ لینا چاہیئے۔ مسئلہ (۱۴): تفسیر کی کتابوں کو بغیر نہائے اور بے وضو چھونا مکروہ ہے اور ترجمہ دار قرآن کو چھونا بالکل حرام ہے۔

کس پانی سے وضو کرنا اور نہانا درست ہے اور کس پانی سے نہانا درست نہیں

مسئلہ (۱): آسمان سے برسے ہوئے پانی اور ندی نالے، چشمے اور کنوئیں، تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے چاہے میٹھا پانی ہو یا کھاری۔ مسئلہ (۲): کسی پھل یا درخت یا پتوں سے نچوڑے ہوئے عرق سے وضو کرنا درست نہیں اسی طرح جو پانی تربوز سے نکلتا ہے اس سے اور گنے وغیرہ کے رس سے وضو اور غسل درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): جس پانی میں کوئی اور چیز مل گئی ہو یا پانی میں کوئی چیز پکالی گئی اور ایسا ہوگیا کہ اب بول چال میں اس کو پانی نہیں کہتے بلکہ اس کا کچھ اور نام ہوگیا تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں جیسے شربت، شیرہ، شوربا، سرکہ، گلاب اور عرق گاؤزبان وغیرہ کہ ان سے وضو درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۴): جس پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ یا مزہ یا بو میں کچھ فرق آگیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا جیسا کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوئی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران پڑ گیا ہو اور اس کا بہت خفیف سا رنگ آگیا ہو یا صابن پڑ گیا یا اسی طرح کی اور کوئی چیز پڑ گئی تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل درست ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اس پانی سے وضو درست نہیں البتہ اگر ایسی چیز لگائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا تو اس سے وضو درست ہے جیسا کہ مردہ نہلانے کیلئے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں البتہ اگر اتنی زیادہ ڈال دیں کہ پانی گاڑھا ہوگیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔ مسئلہ (۶): کپڑے رنگنے کیلئے زعفران گھولا یا پڑیا گھولی تو اس سے وضو درست نہیں۔ مسئلہ (۷): اگر پانی میں دودھ مل گیا تو اگر دودھ کا رنگ اچھی طرح سے پانی میں آگیا تو وضو درست نہیں اور اگر دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔ مسئلہ (۸): جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اسکی نجاست کا یقین نہ ہو جائے جب تک اس سے وضو کرے فقط اس وہم پر نہ چھوڑے کہ شاید نجس ہو اگر اس کے ہوتے ہوئے تیمم کرے گی تو تیمم نہ ہوگا۔ مسئلہ (۹): کسی کنوئیں وغیرہ میں درخت کے پتے گر پڑے اور پانی میں بدبو آنے لگی اور رنگ اور مزہ بھی بدل گیا تو بھی اس سے وضو درست ہے جب تک کہ پانی اس طرح پتلا باقی رہے۔ مسئلہ (۱۰): جس پانی میں نجاست پڑ جائے اس سے وضو غسل کچھ بھی درست نہیں چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت ہو البتہ اگر بہتا ہوا پانی ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے رنگ یا مزے یا بو میں فرق نہ آئے اور جب نجاست کی وجہ سے رنگ یا مزہ بدل گیا یا بو آنے لگی تو بہتا ہوا پانی بھی نجس ہو جائیگا اس سے وضو درست نہیں اور جو پانی گھاس، تنکے، پتے کو بہا لے جائے وہ بہتا پانی ہے چاہے کتنا ہی آہستہ آہستہ بہتا ہو۔ مسئلہ (۱۱): بڑا بھاری حوض جو دس ہاتھ لمبا، دس ہاتھ چوڑا اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھائیں تو زمین نہ کھلے یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے ایسے حوض کو دہ در دہ کہتے ہیں۔ اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جائے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب، خون، شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے۔ جدھر

چاہے وضو کرے۔ اگر ایسی نجاست پڑ جائے جو دکھائی دیتی ہے جیسے مردہ کتا تو جدھر پڑا ہو اس طرف وضو نہ کرے اس کے سوا اور جس طرف چاہے کرے البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جائے کہ رنگ یا مزہ بدل جائے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جائیگا۔ مسئلہ (۱۲): اگر بیس ہاتھ لمبا یا پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو وہ حوض بھی دہ دردہ کے مثل ہے۔ مسئلہ (۱۳): چھت پر نجاست پڑی ہے اور پانی برسا اور پرنالہ چلا تو اگر آدھی یا آدھی سے زیادہ چھت ناپاک ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اگر چھت آدھی سے کم ناپاک ہے تو وہ پانی پاک ہے اور اگر نجاست پرنالے کے پاس ہی ہو اور اتنی ہو کہ سب پانی اس سے مل کر آتا ہو تو وہ پانی نجس ہے۔ مسئلہ (۱۴): اگر پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون گرتا ہے وہی ہاتھ میں آ جائے۔ مسئلہ (۱۵): دہ دردہ حوض میں جہاں دھوون گرا ہے اگر وہیں سے پھر پانی اٹھالیوے تو بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۱۶): اگر کوئی کافر یا لڑکا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈال دے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ البتہ اگر معلوم ہو جائے کہ اس کے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جائے گا لیکن چونکہ چھوٹے بچہ کا کچھ اعتبار نہیں اس لئے جب تک کوئی اور پانی ملے اسکے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۷): جس پانی میں ایسی جاندار چیز مر جائے جس کا بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی، بھڑ، بتیا، بچھو، شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔ مسئلہ (۱۸): جس چیز کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب نہیں ہوتا پاک رہتا ہے جیسے مچھلی، مینڈک، کچھوا، کیکڑا وغیرہ، اور اگر پانی کے سوا اور کسی چیز میں مر جائے جیسے سرکہ، شیرہ، دودھ وغیرہ تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا اور خشکی کا مینڈک اور پانی کا مینڈک دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نہ اس کے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہے اور نہ اس کے مرنے سے لیکن اگر خشکی کے کسی مینڈک میں خون ہوتا ہو تو اس کے مرنے سے پانی وغیرہ جو چیز ہو ناپاک ہو جائے گی۔ فائدہ:۔ دریائی مینڈک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں جھلی لگی ہوتی ہے اور خشکی کے مینڈک کی انگلیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔ مسئلہ (۱۹): جو چیز پانی میں رہتی ہو لیکن اسکی پیدائش پانی کی نہ ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب و نجس ہو جاتا ہے جیسے بطخ اور مرغابی اسی طرح اگر مینڈک مر کر پانی میں گر پڑے تو بھی نجس ہو جاتا ہے۔ مسئلہ (۲۰): مینڈک کچھوا وغیرہ اگر پانی میں مر کر بالکل گل جائے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں مل جائے تو بھی پانی پاک ہے لیکن اس کا پینا اور اس سے کھانا پکانا درست نہیں البتہ وضو اور غسل اس سے کر سکتے ہیں۔ مسئلہ (۲۱): دھوپ کے جلے ہوئے پانی سے سفید داغ ہو جانیکا ڈر ہے۔ اس لئے اس سے وضو اور غسل نہ کرنا چاہیئے۔ مسئلہ (۲۲): مردار کی کھال کو جب دھوپ میں سکھا ڈالیں یا کچھ دوا وغیرہ لگا کر درست کر لیں کہ پانی مر جائے اور رکھنے سے خراب نہ ہو تو پاک ہو جاتی ہے اس پر نماز پڑھنا درست ہے اور مشک وغیرہ بنا کر اس میں پانی رکھنا بھی درست ہے لیکن سور کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں، مگر آدمی کی کھال سے کوئی کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے۔ مسئلہ (۲۳): کتا بندر، بلی، شیر وغیرہ جن کی کھال بنانے سے پاک ہو جاتی ہے، بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے چاہے بنائی ہو یا بے بنائی ہو۔ البتہ

ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور ان کا کھانا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۲۴): مردار کے بال اور سینگ اور ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں اگر پانی میں پڑ جائیں تو نجس نہ ہوگا۔ البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جائے گا۔ مسئلہ (۲۵): آدمی کی بھی ہڈی اور بال پاک ہیں لیکن ان کو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں بلکہ عزت سے کسی جگہ گاڑ دینا چاہیئے۔

کنوئیں کا بیان

مسئلہ (۱): جب کنوئیں میں کچھ نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور پانی کھینچ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت۔ سارا پانی نکالنا چاہیئے جب سارا پانی نکل جائے گا تو پاک ہو جائے گا۔ کنوئیں کے اندر کے کنکر دیوار وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں وہ سب آپ ہی آپ پاک ہو جائیں گے اسی طرح رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے کنوئیں کے پاک ہونے سے آپ ہی آپ پاک ہو جائیں گے۔ ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ:۔ سب پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جائے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔

مسئلہ (۲): کنوئیں میں کبوتر یا گوریا یعنی چڑیا کی بیٹ گر گئی تو نجس نہیں ہوا اور مرغی اور بطخ کی غلاظت سے نجس ہو جاتا ہے اور سارا پانی نکالنا واجب ہے۔ مسئلہ (۳): کتا، بلی، گائے، بکری وغیرہ پیشاب کر دے یا کوئی اور نجاست گرے تو سب پانی نکالا جائے گا۔ مسئلہ (۴): اگر آدمی یا کتا یا بکری یا اسی کے برابر کوئی اور جانور گر کر مر جائے تو سارا پانی نکالا جائے اور اگر باہر مرے پھر کنوئیں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے کہ سب پانی نکالا جائے۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی جاندار چیز کنوئیں میں مر جاوے اور پھول جاوے یا پھٹ جاوے تب بھی سب پانی نکالا جاوے چاہے چھوٹا جانور ہو یا بڑا اگر چوہا یا گوریا مر کر پھول یا پھٹ جاوے تو سب پانی نکالنا چاہیئے۔ مسئلہ (۶): اگر چوہا یا چڑیا یا اسی کے برابر کوئی اور چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے اور تیس ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی کو نکالنے کا کچھ اعتبار نہیں، چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا پڑے گا۔ مسئلہ (۷): بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہے اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر مر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس ڈول نکالنا چاہیئے اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے اور جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۸): اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر جائے اور پھولے نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول نکال دینا بہتر ہے۔ مسئلہ (۹): کنوئیں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے نکالنا چاہیئے اور اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اس کا حساب لگا لینا چاہیئے اگر اس میں دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو ڈول سمجھیں اور اگر چار ڈول سماتا ہو تو چار ڈول سمجھنا چاہیئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جتنے ڈول پانی اس میں سماتا ہو اسی کے حساب سے کھینچا جائے گا۔ مسئلہ (۱۰): اگر کنوئیں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل

سکتا جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور نکل آتا ہے تو جتنا پانی اس میں اس وقت موجود ہے اندازہ کر کے اس قدر پانی نکال ڈالیں۔

فائدہ:۔ پانی کا اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم لگا تار سو ڈول پانی نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا۔ اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو بس اسی سے حساب لگا لو کہ سو ڈول میں ایک ہاتھ پانی ٹوٹا تو پانچ ہاتھ پانی پانچ سو ڈول میں نکل جائے گا۔ دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو اور اس کا اندازہ آتا ہو ایسے دو دیندار مسلمانوں سے اندازہ کرالو جتنا وہ کہیں نکلوا دو اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل معلوم ہوں تین سو ڈول نکلوالیں۔ مسئلہ (۱۱): کنوئیں میں مرا ہوا چوپایا کوئی اور جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ کب سے گرا ہے اور ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے تو جن لوگوں نے اس کنوئیں سے وضو کیا ہے ایک دن رات کی نمازیں دہرا دیں اور اس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں پھر ان کو دھونا چاہیئے اور اگر پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات کی نمازیں دہرانا چاہیئے۔ یہ بات تو احتیاط کی ہے ورنہ بعض عالموں نے یہ کہا ہے کہ جس وقت کنوئیں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے اس سے پہلے کی نماز وضو سب درست ہے۔ اگر کوئی اس پر عمل کرے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۲): جس کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈنے کے لئے کنوئیں میں اترا اور اس کے بدن اور کپڑے پر آلودگی نجاست نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا ایسے ہی اگر کافر ترے اور اس کے کپڑے اور بدن پر نجاست نہ ہو تب بھی کنواں پاک ہے البتہ اگر نجاست لگی ہو تو ناپاک ہو جائے گا اور سب پانی نکالنا پڑے گا۔ اور اگر شک ہو کہ معلوم نہیں کہ کپڑا پاک ہے یا ناپاک تب بھی کنواں پاک سمجھا جائے گا۔ لیکن اگر دل کی تسلی کیلئے بیس یا تیس ڈول نکلوا دیں تب بھی کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ (۱۳): کنوئیں یں بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے کچھ نہ نکالا جائے۔ مسئلہ (۱۴): چوہے کو بلی نے پکڑا اور س کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا پھر اس سے چھوٹ کر اسی طرح خون سے بھرا ہوا کنوئیں میں گر پڑا تو سارا پانی کالا جائے۔ مسئلہ (۱۵): چوہا تابدان سے نکل کر بھاگا اور اس کے بدن میں نجاست بھر گئی پھر کنوئیں میں گر پڑا ؤ سارا پانی نکالا جائے چاہے چوہا کنوئیں میں مر جائے یا زندہ نکلے۔ مسئلہ (۱۶): چوہے کی دم کٹ کر گر پڑے تو سارا پانی نکالا جائے اسی طرح وہ چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون بہتا ہو اس کی دم گرنے سے بھی سب پانی نکالا بائے گا۔ مسئلہ (۱۷): جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو یکھنا چاہیئے کہ وہ چیز کیسی ہے اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہو گئی ہے جیسے پاک کپڑا، ناپاک گیند، ناپاک جوتا، تب اس کا نکالنا معاف ہے ویسے ہی پانی نکال ڈالیں۔ اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مردہ جانور چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گیا ہے اس وقت تک کنواں پاک نہیں ہو سکتا اور جب یہ یقین ہو جائے اس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔

سئلہ (۱۸): جتنا پانی کنوئیں میں سے نکالنا ضروری ہو چاہے ایک دم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کئی دفعہ کر کے نکالیں ہر طرح پاک ہو جائے گا۔

جانوروں کے جُھوٹے کا بیان

مسئلہ (۱): آدمی کا جھوٹا پاک ہے چاہے بد دین ہو یا حیض سے ہو یا ناپاک ہو یا نفاس میں ہر حال میں پاک ہے، اسی طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے البتہ اگر اس کے ہاتھ یا منہ میں کوئی ناپاکی لگی ہو تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہو جائے گا۔ مسئلہ (۲): کتے کا جھوٹا نجس ہے اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تین دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبے وغیرہ کا۔ دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھوئے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جائے۔ مسئلہ (۳): سور کا جھوٹا بھی نجس ہے۔ اسی طرح شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ وغیرہ جتنے پھاڑ چیر کر کھانے والے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔ مسئلہ (۴): بلی کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے تو اور پانی ہوتے ہوئے اس سے وضو نہ کرے البتہ اگر کوئی اور پانی نہ ملے تو اس سے وضو کر لے۔ مسئلہ (۵): دودھ، سالن وغیرہ میں بلی نے منہ ڈال دیا تو اگر اللہ نے سب کچھ زیادہ دیا ہو تو اسے نہ کھائے اور اگر غریب آدمی ہو تو کھا لے اس میں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے۔ بلکہ ایسے شخص کے لئے مکروہ بھی نہیں ہے۔ مسئلہ (۶): اگر بلی نے چوہا کھایا اور فوراً آ کر برتن میں منہ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جائے گا اور جو تھوڑی دیر ٹھہر کر منہ ڈالے کہ اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہی رہے گا۔ مسئلہ (۷): کھلی ہوئی مرغیاں جو ادھر ادھر گندی پلید چیزیں کھاتی پھرتی ہیں ان کا جھوٹا مکروہ ہے اور جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ پاک ہے۔ مسئلہ (۸): شکار کرنے والے پرندے جیسے شکرہ، باز وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے لیکن جو پالتو ہو اور مردار نہ کھائے اور نہ اس کی چونچ میں کسی نجاست کے لگے ہونے کا شبہ ہو اس کا جھوٹا پاک ہے۔ مسئلہ (۹): حلال جانور جیسے مینڈھا، بکری، بھیڑ، گائے، بھینس، ہرنی وغیرہ اور حلال چڑیاں جیسے مینا، طوطا، فاختہ، گوریا ان سب کا جھوٹا پاک ہے، اسی طرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ مسئلہ (۱۰): جو چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر چوہا روٹی کتر کر کھا جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے تب کھائے۔ مسئلہ (۱۲): گدھے اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے تو اگر کہیں فقط گدھے خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے اور چاہے پہلے وضو کرلے اور چاہے پہلے تیمم کر لے دونوں اختیار ہیں۔ مسئلہ (۱۳): جن جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ بھی مکروہ ہے، گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے کپڑے اور بدن پر لگ جائے تو دھونا واجب نہیں لیکن دھو ڈالنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۴): کسی نے بلی پالی اور وہ پاس آ کر بیٹھی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اس کا لعاب لگے اس کو دھو ڈالنا چاہئے اگر نہ دھویا یونہی رہنے دیا تو مکروہ اور برا کیا۔ مسئلہ (۱۵): غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت کیلئے مکروہ ہے جبکہ وہ جانتی ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

تیمّم کا بیان

مسئلہ (۱): اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے دریافت کرے تو ایسے وقت تیمّم کر لے اور اگر کوئی آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر اندر پانی کا پتہ بتایا اور گمان غالب ہوا کہ یہ سچا ہے یا آدمی تو نہیں ملا لیکن کسی نشانی سے خود اس کا جی کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اس قدر تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور حرج نہ ہو ضروری ہے بے ڈھونڈے تیمّم کرنا درست نہیں ہے اور اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے تو پانی لانا واجب ہے۔ فائدہ:۔ میل شرعی میل انگریزی سے ذرا زیادہ ہوتا ہے یعنی انگریزی ایک میل پورا اور اس کا آٹھواں حصہ یہ سب مل کر ایک میل شرعی ہوتا ہے۔ مسئلہ (۲): اگر پانی کا پتہ چل گیا لیکن پانی ایک میل سے دور ہے تو اتنی دور جا کر پانی لانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمّم کر لینا درست ہے۔ مسئلہ (۳): اگر کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ ملے تو بھی تیمّم کر لینا درست ہے چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو، تھوڑی دور جانے کیلئے نکلی ہو۔ مسئلہ (۴): اگر راہ میں کنواں تو مل گیا مگر لوٹا ڈور پاس نہیں ہے، اس لئے کنوئیں سے پانی نکال نہیں سکتی نہ کسی اور سے مانگے مل سکتا ہے تو بھی تیمّم درست ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کہیں پانی مل گیا لیکن بہت تھوڑا ہے۔ تو اگر اتنا ہو کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ دونوں پیر دھو سکے تو تیمّم کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھوئے اور سر کا مسح کر لے اور کلی وغیرہ کرنا یعنی وضو کی سنتیں چھوڑ دے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمّم کر لے۔ مسئلہ (۶): اگر بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گی تو بیماری بڑھ جائے گی یا دیر میں اچھی ہوگی تب بھی تیمّم درست ہے لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے۔ البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمّم کرنا درست ہے۔ مسئلہ (۷): اگر پانی قریب ہے یعنی یقیناً ایک میل سے کم دور ہے تو تیمّم کرنا درست نہیں، جا کر پانی لانا اور وضو کرنا واجب ہے۔ مردوں سے شرم کی وجہ سے یا پردہ کی وجہ سے پانی لینے کو نہ جانا اور تیمّم کر لینا درست نہیں۔ ایسا پردہ جس میں شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جائے ناجائز اور حرام ہے۔ برقع اوڑھ کر یا سارے بدن سے چادر لپیٹ کر جانا واجب ہے، البتہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور ان کے سامنے منہ ہاتھ نہ کھولے۔ مسئلہ (۸): جب تک پانی سے وضو نہ کر سکے برابر تیمّم کرتی رہے چاہے جتنے دن گزر جائیں کچھ خیال اور وسوسہ نہ لائے جتنی پاکی وضو اور غسل کرنے سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی تیمّم سے بھی ہو جاتی ہے یہ نہ سمجھے کہ تیمّم سے اچھی طرح پاک نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۹): اگر پانی مول بکتا ہے تو اگر اس کے پاس دام نہ ہوں تو تیمّم کر لینا درست ہے اور اگر دام پاس ہوں اور راستہ میں کرایہ بھاڑے کی جتنی ضرورت پڑے گی اس سے زیادہ بھی ہے خریدنا واجب ہے البتہ اگر اتنا گراں بیچے کہ اتنے دام کوئی لگا ہی نہیں سکتا تو خریدنا واجب نہیں تیمّم کر لینا درست ہے اور اگر کرایہ وغیرہ راستے کے خرچ سے زیادہ دام نہیں ہیں تو بھی خریدنا واجب نہیں تیمّم

کرلینا درست ہے۔ **مسئلہ (۱۰)**: اگر کہیں اتنی سردی پڑتی ہو اور برف کٹتی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہونے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر اس میں گرم ہو جائے تو ایسی مجبوری کے وقت تیمّم کر لینا درست ہے۔ **مسئلہ (۱۱)**: اگر کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہو یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں بلکہ تیمّم کر لے۔ **مسئلہ (۱۲)**: اگر کسی میدان میں تیمّم کر کے نماز پڑھ لی اور پانی وہاں سے قریب ہی تھا لیکن اس کو خبر نہ تھی تو تیمّم اور نماز دونوں درست ہیں جب معلوم ہو دہرانا ضروری نہیں۔ **مسئلہ (۱۳)**: اگر سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو اپنے جی کو دیکھے اگر اندر سے دل کہتا ہو کہ اگر میں مانگوں گی تو پانی مل جائے گا تو بے مانگے ہوئے تیمّم کرنا درست نہیں اور اگر اندر سے دل یہ کہتا ہو کہ مانگنے سے وہ شخص پانی نہیں دے گا تو بے مانگے بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے لیکن اگر نماز کے بعد اس سے پانی مانگا اور اُس نے دیدیا تو نماز کو دہرانا پڑے گا۔ **مسئلہ (۱۴)**: اگر زمزم کا پانی زمزمی میں بھرا ہوا ہے تو تیمّم کرنا درست نہیں زمزمیوں کو کھول کر اس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ (۱۵)**: کسی کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا، اس لئے راہ میں پیاس کے مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہو تو وضو نہ کرے تیمّم کر لینا درست ہے۔ **مسئلہ (۱۶)**: اگر غسل کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمّم کرلے۔ پھر اگر تیمّم غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کیلئے تیمّم نہ کرے بلکہ وضو کی جگہ وضو کرنا چاہیے اور اگر تیمّم غسل سے پہلے کوئی بات وضو توڑنے والی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمّم کیا ہو تو بھی تیمّم غسل و وضو دونوں کیلئے کافی ہے۔ **مسئلہ (۱۷)**: تیمّم کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منہ پر مل لیوے پھر دوسری دفعہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں ہاتھوں پر کہنی سمیت ملے۔ چوڑیوں، کنگنوں وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے اگر اس کے گمان میں بال برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمّم نہ ہوگا۔ انگوٹھی چھلے اتار ڈالے تا کہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جائے۔ انگلیوں میں خلال کر لیوے، جب یہ دونوں چیزیں کر لیں تو تیمّم ہو گیا۔ **مسئلہ (۱۸)**: مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھ جھاڑ ڈالے تا کہ بانہوں اور منہ پر بھبھوت نہ لگ جائے اور صورت نہ بگڑے۔ **مسئلہ (۱۹)**: زمین کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اس پر بھی تیمّم درست ہے جیسے مٹی، ریت، پتھر، گچ، چونا، ہڑتال، سرمہ، گیرو وغیرہ اور جو چیز مٹی کی قسم سے نہ ہو اس سے تیمّم درست نہیں جیسے سونا، چاندی، رانگا، گیہوں، لکڑی، کپڑا اور اناج وغیرہ۔ ہاں اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اس وقت البتہ ان پر تیمّم درست ہے۔ **مسئلہ (۲۰)**: جو چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اس پر تیمّم درست ہے اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا گل جائے اس پر تیمّم درست نہیں۔ اسی طرح راکھ پر بھی تیمّم درست نہیں۔ **مسئلہ (۲۱)**:۔ تانبے کے برتن اور تکیہ اور گدے وغیرہ کپڑے پر تیمّم کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر اس پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے خوب اڑتی ہے اور ہتھیلیوں میں خوب اچھی طرح لگ جاتی ہے تو تیمّم درست ہے اور اگر ہاتھ مارنے سے ذرا ذرا گرد اڑتی ہو تو بھی اس پر تیمّم درست نہیں ہے اور مٹی کے گھڑے بدھنے پر تیمّم درست ہے چاہے اس میں پانی بھرا ہوا ہو یا پانی نہ ہو لیکن اگر اس پر روغن بھرا ہوا ہو تو تیمّم درست نہیں۔ **مسئلہ (۲۲)**:۔ اگر پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمّم

درست ہے بلکہ اگر پانی سے خوب دھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے۔ ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں ہے اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمّم درست ہے چاہے اس پر کچھ گرد ہو چاہے نہ ہو۔ مسئلہ (۲۳): کیچڑ سے تیمّم کرنا گو درست ہے مگر مناسب نہیں اگر کہیں کیچڑ کے سوا اور کوئی چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اپنا کپڑا کیچڑ سے بھر لے جب وہ سوکھ جائے تو اس سے تیمّم کر لے۔ البتہ اگر نماز کا وقت ہی نکلا جاتا ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے تر سے یا خشک سے تیمّم کر لے نماز قضا نہ ہونے دے۔ مسئلہ (۲۴): اگر زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بدبو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہو گئی نماز اس پر درست ہے لیکن اس زمین پر تیمّم کرنا درست نہیں جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر نہ معلوم ہو تو وہم نہ کرے۔ مسئلہ (۲۵): جس طرح وضو کی جگہ تیمّم درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمّم درست ہے ایسے ہی جو عورت حیض اور نفاس سے پاک ہوئی ہو مجبوری کے وقت اس کو بھی تیمّم درست ہے وضو اور غسل کے تیمّم میں کوئی فرق نہیں دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔ مسئلہ (۲۶): اگر کسی کو بتلانے کیلئے تیمّم کر کے دکھلا دیا لیکن دل میں اپنے تیمّم کرنیکی نیت نہیں بلکہ فقط اس کو دکھلانا مقصود ہے تو اس کا تیمّم نہ ہوگا۔ کیونکہ تیمّم درست ہوتے میں تیمّم کرنیکا ارادہ ہونا ضروری ہے تو جب تیمّم کرنے کا ارادہ نہ ہو فقط دوسرے کو بتلانا اور دکھلانا مقصود ہو تو تیمّم نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲۷): تیمّم کرتے وقت اپنے دل میں بس اتنا ارادہ کر لے کہ میں پاک ہونے کیلئے تیمّم کرتی ہوں یا نماز پڑھنے کیلئے تیمّم کرتی ہوں تو تیمّم ہو جائے گا اور یہ ارادہ کرنا کہ میں غسل کا تیمّم کرتی ہوں یا وضو کا کچھ ضروری نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۸): اگر قرآن مجید کے چھونے کیلئے تیمّم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر ایک نماز کیلئے تیمّم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس تیمّم سے درست ہے۔ مسئلہ (۲۹): کسی کو نہانے کی بھی ضرورت ہے اور وضو بھی نہیں ہے تو ایک ہی تیمّم کرے دونوں کیلئے الگ الگ تیمّم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ (۳۰): کسی نے تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا اور وقت ابھی باقی ہے تو نماز کا دہرانا واجب نہیں وہی نماز تیمّم سے درست ہو گئی۔ مسئلہ (۳۱): اگر پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں لیکن وقت بہت تنگ ہے اگر پانی لینے کو جائے گی تو نماز کا وقت جاتا رہے گا تو بھی تیمّم درست نہیں ہے پانی لائے اور نماز قضا پڑھے۔ مسئلہ (۳۲): پانی موجود ہوتے وقت قرآن مجید کے چھونے کیلئے تیمّم کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۳۳): اگر آگے چل کر پانی ملنے کی امید ہو تو بہتر ہے کہ اول نماز نہ پڑھے بلکہ پانی کا انتظار کرے لیکن اتنی دیر نہ لگائے کہ وقت مکروہ ہو جائے اور پانی کا انتظار نہ کیا اول ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۳۴): اگر پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ ریل پر سے اتر گئی تو ریل چل جائے گی تب بھی تیمّم درست ہے یا سانپ وغیرہ کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس سے پانی نہیں مل سکتا تو بھی تیمّم درست ہے۔ مسئلہ (۳۵): اسباب کے ساتھ پانی بندھا ہوا تھا لیکن یاد نہیں رہا اور تیمّم کر کے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا کہ میرے اسباب میں تو پانی بندھا ہوا ہے تو اب نماز کا دہرانا واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۶): جتنی چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمّم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی مل جانے سے بھی تیمّم ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر تیمّم

کر کے آگے چلی اور پانی ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر رہ گیا تو بھی تیمم ٹوٹ گیا۔ مسئلہ (۳۷): اگر وضو کا تیمم ہے تو وضو کے موافق پانی ملنے سے تیمم ٹوٹے گا اور غسل کا تیمم ہے تو جب غسل کے موافق پانی ملے گا تب تیمم ٹوٹے گا اور اگر پانی کم ملا تو تیمم نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ (۳۸): اگر راستہ میں پانی ملا لیکن اس کو پانی کی کچھ خبر نہ ہوئی اور معلوم نہ ہوا کہ یہاں پانی ہے تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح اگر راستہ میں پانی ملا اور معلوم بھی ہو گیا لیکن ریل سے نہ اتر سکی تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ (۳۹): اگر بیماری کی وجہ سے تیمم کیا ہے تو جب بیماری جاتی رہے کہ وضو اور غسل نقصان نہ کرے تو تیمم ٹوٹ جائے گا اب وضو کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۴۰): پانی نہیں ملا اس وجہ سے تیمم کر لیا۔ پھر ایسی بیماری ہو گئی جس سے پانی نقصان کرتا ہے پھر بیماری کے بعد پانی مل گیا تو اب تیمم باقی نہیں رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا پھر سے تیمم کر لے۔ مسئلہ (۴۱): اگر نہانے کی ضرورت تھی اس لئے غسل کیا لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی وہ پاک نہیں ہوئی اس لئے اس کو تیمم کر لینا چاہیئے جب کہیں پانی ملے تو اتنی سوکھی جگہ کو دھو لے پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ (۴۲): اگر ایسے وقت پانی ملا کہ وضو بھی ٹوٹ گیا تو اس سوکھی جگہ کو پہلے دھو لے اور وضو کیلئے تیمم کرے اور اگر پانی اتنا کم ہے کہ وضو تو ہو سکتا ہے لیکن وہ سوکھی جگہ اتنے پانی میں نہیں دھل سکتی تو وضو کر لے اور اس سوکھی جگہ کے واسطے غسل کا تیمم کر لے۔ ہاں اگر اس غسل کا تیمم پہلے کر چکی ہو تو اب پھر تیمم کرنیکی ضرورت نہیں وہی پہلا تیمم باقی ہے۔ مسئلہ (۴۳): کسی کا کپڑا یا بدن بھی نجس ہے اور وضو کی بھی ضرورت ہے اور پانی تھوڑا ہے تو بدن اور کپڑا دھو لے اور وضو کے عوض تیمم کر لے۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): اگر چمڑے کے موزے وضو کر کے پہن لے اور پھر وضو ٹوٹ جائے تو پھر وضو کرتے وقت موزوں پر مسح کر لینا درست ہے اور اگر موزہ اتار کر پیر دھو لیا کرے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ مسئلہ (۲): اگر وہ موزہ اتنا چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو اس پر مسح درست نہیں اسی طرح اگر بغیر وضو کے موزہ پہن لیا تو اس پر بھی مسح درست نہیں اتار کر پیر دھونے چاہیئے۔ مسئلہ (۳): مسافرت میں تین دن رات تک موزوں پر مسح کرنا درست ہے اور جو مسافرت میں نہ ہو اس کو ایک دن ایک رات اور جس وقت سے وضو ٹوٹا ہے اس وقت سے ایک دن ایک رات تک یا تین دن تین رات کا حساب کیا جائے گا۔ جس وقت سے موزہ پہنا ہے اس کا اعتبار نہ کرینگے جیسے کسی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا پھر سورج ڈوبنے کے وقت وضو ٹوٹا تو اگلے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے اور مسافرت میں تیسرے دن کے سورج ڈوبنے تک جب سورج ڈوب گیا تو اب مسح کرنا درست نہیں رہا۔ مسئلہ (۴): اگر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نہانا واجب ہو گیا تو موزہ اتار کر نہائے غسل کے ساتھ موزہ پر مسح کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۵): موزہ کے اوپر کی طرف مسح کرے تلوے کی طرف مسح نہ کرے۔ مسئلہ (۶): موزہ پر مسح کرنیکا طریقہ یہ ہے۔ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے آگے کی

طرف رکھے انگلیاں تو سموچی موزہ پر رکھ دیوے اور ہتھیلی موزے سے الگ رکھے پھر ان کو کھینچ کر ٹخنے کی طرف لے جائے اور اگر انگلیوں کیساتھ ساتھ ہتھیلی بھی رکھ دے اور ہتھیلی سمیت انگلیوں کو کھینچ کر لے جائے تو بھی درست ہے۔ مسئلہ (۷): اگر کوئی الٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کی طرف سے کھینچ کر انگلیوں کی طرف لائے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے ایسے ہی اگر لمبائی میں مسح نہ کرے بلکہ موزے کے چوڑائی میں مسح کرے تو یہ بھی درست ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔ مسئلہ (۸): اگر تلوے کی طرف یا ایڑی پر یا موزہ کے اغل بغل میں مسح کرے تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ مسئلہ (۹): اگر پوری انگلیوں کو موزہ پر نہیں رکھا بلکہ فقط انگلیوں کا سر موزہ پر رکھ دیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپک رہا ہو جس سے بہہ کر تین انگلیوں کے برابر پانی موزہ کو لگ جائے تو درست ہو جائے گا۔ مسئلہ (۱۰): مسح میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے اور اگر کوئی ہتھیلی کے اوپر کی طرف مسح کرے تو بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر کسی نے موزہ پر مسح نہیں کیا لیکن پانی برستے وقت باہر نکلی یا بھیگی گھاس میں چلی جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔ مسئلہ (۱۲): ہاتھ کی تین انگلیاں بھر ہر موزہ پر مسح کرنا فرض ہے اس سے کم میں مسح درست نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۳): جو چیز وضو توڑ دیتی ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے تو اگر کسی کا وضو تو نہیں ٹوٹا لیکن اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا اب دونوں پیر دھو لے پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۴): اگر ایک موزہ اتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۵): اگر مسح کی مدت پوری ہوگئی تو بھی مسح جاتا رہا اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اتار کر دونوں پاؤں دھوئے پورے وضو کا دہرانا واجب نہیں اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزہ اتار کر پورا وضو کرے۔ مسئلہ (۱۶): موزہ پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا اس لئے موزہ کے اندر پانی چلا گیا اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا دوسرا موزہ بھی اتار دے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھوئے۔ مسئلہ (۱۷): جو موزہ اتنا پھٹ گیا ہو کہ چلنے میں پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم کھلتا ہے تو مسح درست ہے۔ مسئلہ (۱۸): اگر موزہ کی سیون کھل گئی لیکن اس میں سے پیر نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست ہے اور اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر دکھائی دیتا ہے اور یوں نہیں دکھائی دیتا تو مسح درست نہیں۔ مسئلہ (۱۹): اگر ایک موزہ میں دو انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزے میں ایک انگلی کے برابر تو کچھ حرج نہیں مسح جائز ہے۔ اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں۔ اور اگر اتنا کم ہو کہ سب ملا کر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح درست ہے۔ مسئلہ (۲۰): کسی نے موزہ پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات گزرنے نہ پایا تھا کہ مسافرت ہو گئی تو تین دن رات تک مسح کرتی رہے اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گزر جائے تو مدت ختم ہو چکی پیر دھو کر پھر موزہ پہنے۔ مسئلہ (۲۱): اگر مسافرت میں مسح کرتی تھی پھر گھر پہنچ گئی تو اگر ایک دن رات پورا ہو چکا ہے تو اب موزہ اتار دے اب اس پر مسح

درست نہیں اور اگر ابھی ایک دن رات بھی پورا نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کرے اس سے زیادہ تک مسح درست نہیں۔ **مسئلہ (۲۲)**: اگر جراب کے اوپر موزہ پہنے ہے تب بھی موزہ پر مسح درست ہے۔ **مسئلہ (۲۳)**: جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر ان پر چمڑا چڑھا دیا گیا ہو یا سارے موزے پر چمڑا نہ چڑھایا ہو بلکہ مردانہ جوتا کی شکل پر چمڑا لگا دیا گیا ہو یا بہت سنگین اور سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے آپ ہی آپ ٹھہرے رہتے ہوں اور ان کو پہن کر تین چار میل رستہ بھی چل سکتی ہو تو ان صورتوں میں جراب پر بھی مسح کرنا درست ہے۔ **مسئلہ (۲۴)**: برقع اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ دوئم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حیض اور استحاضہ کا بیان

مسئلہ (۱): ہر مہینے میں آگے کی راہ سے جو معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): کم سے کم حیض کی مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات ہے۔ کسی کو تین دن تین رات سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے کہ کسی بیماری کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے اور اگر دس دن سے زیادہ خون آیا ہے تو جتنے دن دس سے زیادہ آیا ہے وہ بھی استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۳): اگر تین دن تو ہو گئے لیکن تین راتیں نہیں ہوئیں جیسے جمعہ کو صبح سے خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت بعد مغرب بند ہو گیا تب بھی یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں جیسے جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور دوشنبہ کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۴): حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، سبز، خاکی یعنی مٹیالہ، سیاہ جو رنگ آوے سب حیض ہے۔ جب تک گدی بالکل سپید نہ دکھائی دے اور جب گدی بالکل سپید رہے جیسی کہ رکھی گئی تھی تو اب حیض سے پاک ہو گئی۔ مسئلہ (۵): نو برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا اس لیے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آئے وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے اور اگر پچپن برس کے بعد کچھ نکلے تو اگر خون خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے البتہ اگر اس عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جائیں گے۔ اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۶): کسی کو ہمیشہ تین دن یا چار دن خون آتا تھا۔ پھر کسی مہینے میں زیادہ آ گیا لیکن دس دن سے زیادہ نہیں آیا وہ سب حیض ہے اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جتنے دن پہلے سے عادت کے ہیں اتنا تو حیض ہے باقی استحاضہ ہے اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں نو دن یا دس دن رات خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک لحظہ بھی زیادہ خون آئے تو وہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب استحاضہ ہے ان دنوں کی نمازیں قضا پڑھنا واجب ہے۔ مسئلہ (۷): ایک عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن اسی طرح بدلتا رہتا ہے کبھی دس دن بھی آ جاتا ہے تو یہ سب حیض ہے ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آئے تو دیکھو کہ اس سے پہلے مہینہ میں کتنے دن حیض آیا تھا بس اتنے ہی دن حیض کے

ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔ **مسئلہ (۸)**: کسی کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا پھر ایک مہینہ میں پانچ دن خون آیا اس کے بعد دوسرے مہینے میں پندرہ دن خون آیا تو ان پندرہ دنوں میں سے پانچ دن حیض کے ہیں اور دس دن استحاضہ ہے اور پہلی عادت کا اعتبار نہ کرینگے اور یہ سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی اور پانچ دن کی عادت ہو گئی۔ **مسئلہ (۹)**: کسی کو دس دن سے زیادہ خون آیا اور اس کو اپنی پہلی عادت بالکل یاد نہیں کہ پہلے مہینہ میں کتنے دن خون آیا تھا تو اس کے مسئلے بہت باریک ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور ایسا اتفاق بھی کم پڑتا ہے اس لئے ہم اس کا حکم بیان نہیں کرتے اگر کبھی ضرورت پڑے تو کسی بڑے عالم سے پوچھ لینا چاہئے اور کسی ایسے ویسے معمولی مولوی سے ہرگز نہ پوچھے۔ **مسئلہ (۱۰)**: کسی لڑکی نے پہلے پہل خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کچھ کم آئے سب حیض ہے اور جو دس دن سے زیادہ آئے تو پورے دس دن حیض ہے اور جتنا زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے۔ **مسئلہ (۱۱)**: کسی نے پہلے پہل خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا کئی مہینہ تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا ہے اس دن سے لیکر دس دن رات حیض ہے اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے اسی طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جائے گا۔ **مسئلہ (۱۲)**: دو حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں، سو اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہو جائے تو جتنے مہینہ تک خون نہ آویگا پاک رہے گی۔ **مسئلہ (۱۳)**: اگر کسی کو تین دن رات خون آیا پھر پندرہ دن تک پاک رہی پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے کے اور تین دن یہ جو پندرہ دن کے بعد ہیں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔ **مسئلہ (۱۴)**: اور اگر ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے ادھر ادھر ایک یا دو دن جو خون آیا ہے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ **مسئلہ (۱۵)**: اگر ایک دن یا کئی دن خون آیا پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا۔ سو جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن تو حیض کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔ مثال اس کی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینہ کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ حیض آنے کا معمول ہے پھر کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ خون آیا۔ پھر چودہ دن پاک رہی پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ سولہ دن گویا برابر خون آیا کیا سو اس میں سے تین دن اول کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ دن استحاضہ ہے۔ اور اگر چوتھی پانچویں چھٹی تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں۔ اور تین دن اول کے اور دس دن بعد کے استحاضہ کے ہیں اور اگر اسکی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے پہل خون آیا ہو تو دس دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے۔ **مسئلہ (۱۶)**: حمل کے زمانہ میں جو خون آئے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے چاہے جتنے دن آئے۔ **مسئلہ (۱۷)**: بچہ پیدا ہونے کے وقت بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آئے وہ بھی استحاضہ ہے بلکہ جب تک بچہ آدھے سے زیادہ نہ نکل آئے تب تک جو خون آئے گا اس کو استحاضہ ہی کہیں گے۔

حیض کے احکام کا بیان

مسئلہ (۱): حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا۔ پاک ہونے کے بعد قضا رکھنے پڑیں گے۔ مسئلہ (۲): اگر فرض نماز پڑھنے میں حیض آ گیا تو وہ نماز بھی معاف ہو گئی۔ پاک ہونے کے بعد اس کی قضا نہ پڑھے اور اگر نفل یا سنت میں حیض آ گیا تو اس کی قضا پڑھنی پڑے گی۔ اور اگر آدھے روزہ کے بعد حیض آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضا رکھے۔ اگر نفل روزہ میں حیض آ جائے تو اس کی بھی قضا رکھے۔ مسئلہ (۳): اگر نماز کے اخیر وقت میں حیض آیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی معاف ہو گئی۔ مسئلہ (۴): حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس رہنا یعنی صحبت کرنا درست نہیں اور صحبت کے سوا اور سب باتیں درست ہیں جن میں عورت کے ناف سے لیکر گھٹنے تک جسم مرد کے کسی عضو سے مس نہ ہو یعنی ساتھ کھانا پینا، لیٹنا وغیرہ درست ہے۔ مسئلہ (۵): کسی کی عادت پانچ دن کی یا نو دن کی تھی سو جتنے دن کی عادت ہوا تنے ہی دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو جب تک نہا نہ لیوے تب تک صحبت کرنا درست نہیں۔ اور اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گزر جائے کہ ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو جائے تب صحبت درست ہے۔ اس سے پہلے درست نہیں۔ مسئلہ (۶): اگر عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آ کر بند ہو گیا تو نہا کر نماز پڑھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہولیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں ہے کہ شاید پھر خون آ جائے۔ مسئلہ (۷): اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا تو جب سے خون بند ہو جائے اسی وقت سے صحبت کرنا درست ہے چاہے نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو۔ مسئلہ (۸): اگر ایک یا دو دن خون آ کر بند ہو گیا تو نہانا واجب نہیں ہے وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں۔ اگر پندرہ دن گزرنے سے پہلے خون آ جائے تو اب معلوم ہو گا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا۔ حساب سے جتنے دن حیض کے ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گزر گئے اور خون نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ استحاضہ تھا۔ سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کی قضا پڑھنا چاہئے۔ مسئلہ (۹): تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے۔ اگر پورے دس دن رات یا اس سے کم میں خون بند ہو جائے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں کچھ قضا نہ پڑھنا پڑے گی۔ اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی اس لئے یہ سب دن حیض کے ہونگے اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے۔ یہ سب استحاضہ ہے۔ بس گیارہویں دن نہائے اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے۔ اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔ مسئلہ (۱۰): اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو ڈالے تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ کر نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ

کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی اور قضا پڑھنی پڑے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو وہ نماز معاف ہے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۱): اور اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے اس کی قضا پڑھنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۲): اگر رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے۔ شام تک روزہ داروں کی طرح سے رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں شمار نہ ہوگا بلکہ اس کی بھی قضا رکھنی پڑے گی۔ مسئلہ (۱۳): اور رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے تو اگر اتنی ذرا سی رات باقی ہو جس میں ایک دفعہ اللہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ پھرتی سے غسل تو کر لے گی لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اللہ اکبر نہ کہہ پاوے گی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے۔ اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ کی نیت کر لے اور صبح کو نہا لیوے اور جو اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کو روزہ جائز نہیں ہے لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں ہے بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اسکی قضا رکھے۔ مسئلہ (۱۴): جب خون سوراخ سے باہر کی کھال میں نکل آئے تب سے حیض شروع ہو جاتا ہے اس کھال سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لے جس سے خون باہر نہ نکلنے پاوے تو جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر خون رہے اور باہر والی روئی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آئے تب تک حیض کا حکم نہ لگاویں گے جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آ جائے یا روئی وغیرہ کو کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہوگا۔ مسئلہ (۱۵): پاک عورت نے فرج داخل میں گدی رکھ لی تھی جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا تو جس وقت سے دھبہ دیکھا ہے اسی وقت سے حیض کا حکم لگا دیں گے۔

استحاضہ اور معذور کے احکام کا بیان: مسئلہ (۱): استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کے نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو ایسی عورت نماز بھی پڑھے اور روزہ بھی رکھے، قضا نہ کرنی چاہئے اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۲): جس کو استحاضہ ہو یا ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کوئی ساعت بند نہیں ہوتا یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ طہارت سے نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے جب تک وقت رہے گا تب تک اس کا وضو باقی رہے گا۔ البتہ جس بیماری میں وہ مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو جاتا رہے گا اور پھر سے کرنا پڑے گا۔ اسکی مثال یہ ہے کہ کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی یا کسی عورت کو استحاضہ ہوا اور اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت رہے گا نکسیر یا استحاضہ کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا البتہ اگر پاخانہ پیشاب گئی یا سوئی چبھ گئی اس سے خون نکل پڑا تو وضو جاتا رہا۔ پھر وضو کرے جب یہ وقت چلا گیا، دوسری نماز کا وقت آ گیا تو

اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہئے۔ اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کرلیا کرے اور اس وضو سے فرض، نفل جو نماز چاہے پڑھے۔ مسئلہ (۳): اگر فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتی دوسرا وضو کرنا چاہئے۔ اور جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب عصر کا وقت آویگا تب نیا وضو کرنا پڑیگا۔ ہاں اگر کسی اور وجہ سے وضو ٹوٹ جائے تو یہ اور بات ہے۔ مسئلہ (۴): کسی کے ایسا زخم تھا کہ ہر دم بہا کرتا تھا اس نے وضو کیا۔ پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے۔ مسئلہ (۵): آدمی معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم اس وقت ساتھ لگاتے ہیں کہ پورا ایک وقت اسی طرح گزر جائے کہ خون برابر بہا کرے اور اتنا بھی وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز طہارت سے پڑھ سکے۔ اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے نماز پڑھ سکتی ہے تو اس کو معذور نہ کہیں گے اور جو حکم ابھی بیان ہوا ہے اس پر نہ لگادیں گے۔ البتہ جب پورا ایک وقت اسی طرح گزر گیا کہ اس کو طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا تو یہ معذور ہو گئی۔ اب اس کا وہی حکم ہے کہ ہر وقت نیا وضو کرلیا کرے پھر جب دوسرا وقت آئے تو اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط نہیں ہے بلکہ وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آجایا کرے اور سارے وقت بند رہے تو بھی معذوری باقی رہے گی ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گزر جائے جس میں خون بالکل نہ آئے تو اب معذور نہیں رہی اب اس کا حکم یہ ہے کہ جتنی دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جائے گا خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ مسئلہ (۶): ظہر کا وقت کچھ ہولیا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت تک انتظار کرے۔ اگر بند ہو جائے تو خیر نہیں تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہا کیا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہ ملی تو اب عصر کا وقت گزرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگادیں گے۔ اور اگر عصر کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے، جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ سب درست نہیں ہوئیں پھر سے پڑھے۔ مسئلہ (۷): ایسی معذور عورت نے پیشاب پاخانہ یا ہوا کے نکلنے کی وجہ سے وضو کیا اور جب وقت وضو کیا تھا اس وقت خون بند تھا۔ جب وضو کر چکی تب خون آیا تو اس خون کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ البتہ جو وضو یا نکسیر استحاضہ کے سبب کیا ہے خاص وہ وضو یا نکسیر استحاضہ کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔ مسئلہ (۸): اگر یہ خون وغیرہ کپڑے پر لگ جائے تو دیکھو اگر ایسا ہو کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی پھر لگ جائے گا تو اس کا دھونا واجب نہیں ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی جلدی نہ بھرے گا بلکہ نماز طہارت سے ادا ہو جائے گی تو دھوڈالنا واجب ہے اگر ایک روپے سے بڑھ جائے تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔

نفاس کا بیان: مسئلہ (۱): بچہ پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نفاس کے چالیس دن ہیں اور کم کی کوئی حد نہیں۔ اگر کسی کو ایک آدھ گھڑی آکر خون بند ہو جائے تو وہ بھی نفاس ہے۔ مسئلہ (۲): اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آئے تب بھی جننے کے بعد نہانا

واجب ہے۔ مسئلہ (۳): آدھے سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا نہیں نکلا۔ اس وقت جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے۔ اگر آدھے سے کم نکلا تھا۔ اس وقت خون آیا تو وہ استحاضہ ہے۔ اگر ہوش وحواس باقی ہوں تو اس وقت بھی نماز پڑھے نہیں تو گنہگار ہوگی۔ نہ ہو سکے تو اشارہ ہی سے پڑھے قضا نہ کرے۔ لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچہ کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو نماز نہ پڑھے۔ مسئلہ (۴): کسی کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آئے گا وہ بھی نفاس ہے۔ اور اگر بالکل نہیں بنا بس گوشت ہی گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں۔ پس اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہے اور اگر حیض نہ بن سکے مثلاً تین دن سے کم آئے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۵): اگر خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر پہلے پہل یہی بچہ ہوا تھا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ آیا ہے وہ استحاضہ ہے۔ پس چالیس دن کے بعد نہا ڈالے اور نماز پڑھنا شروع کرے خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں بلکہ اس سے پہلے جن چکی ہے اور اس کی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت ہو اتنے دن نفاس کے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔ مسئلہ (۶): کسی کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے لیکن تیس دن گزر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہائے اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے۔ اس لئے اب فوراً غسل کر ڈالے اور دس دن کی نمازیں قضا پڑھے۔ مسئلہ (۷): اگر چالیس دن سے پہلے خون نفاس کا بند ہو جائے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کرے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمّم کر کے نماز شروع کرے ہرگز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔ مسئلہ (۸): نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں بلکہ اسکی قضا رکھنی چاہئے اور روزہ و نماز اور صحبت کرنے کے یہاں بھی وہی مسئلے ہیں جو اوپر بیان ہو چکے ہیں۔ مسئلہ (۹): اگر چھ مہینے کے اندر اندر آگے پیچھے دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچے سے لی جائے گی اگر دوسرا بچہ دس بیس دن یا دو ایک مہینہ کے بعد ہوا تو دوسرے بچے سے نفاس کا حساب نہ کرینگے۔

نفاس اور حیض وغیرہ کے احکام کا بیان

مسئلہ (۱): جو عورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا واجب ہو اس کو مسجد میں جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا۔ اور کلام مجید کا پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا درست نہیں۔ البتہ اگر کلام مجید جزدان میں یا رومال میں لپیٹا ہوا یا اس پر کپڑے وغیرہ کی چولی چڑھی ہوئی ہو اور جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو بلکہ الگ ہو کہ اتارنے سے اتر سکے تو اس حال میں قرآن مجید کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ مسئلہ (۲): جس کا وضو نہ ہو اس کو بھی کلام مجید کا چھونا درست نہیں۔ البتہ زبانی پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ (۳): جس روپیہ یا پیسہ یا طشتری میں یا تعویذ میں یا کسی اور چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اس کو بھی چھونا ان لوگوں کیلئے درست نہیں۔ البتہ اگر کسی تھیلی یا برتن وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔ مسئلہ (۴): کرتے

کے دامن اور دوپٹہ کے آنچل سے بھی قرآن مجید کا پکڑنا اور اٹھانا درست نہیں البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال وغیرہ اس سے پکڑ کر اٹھانا جائز ہے۔ مسئلہ (۵): اگر پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا سا لفظ یا آدھی آیت پڑھے تو درست ہے لیکن وہ آدھی آیت اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی سی آیت کے برابر ہو جائے۔ مسئلہ (۶): اگر الحمد کی پوری سورۃ دعا کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن کریم میں آئی ہیں ان کو دعا کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے اس میں کچھ گناہ نہیں ہے جیسے یہ دعا ﴿ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴾ اور یہ دعا ﴿ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ﴾ آخر تک جو سورہ بقرہ کے اخیر میں لکھی ہے یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو۔ دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ (۷): دعائے قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۸): اگر کوئی عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے لگوانا درست ہے اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر آیت کا رواں کہلائے۔ مسئلہ (۹): کلمہ اور درود شریف پڑھنا اور خدا تعالیٰ کا نام لینا، استغفار پڑھنا یا اور کوئی وظیفہ پڑھنا جیسے ﴿ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ ﴾ پڑھنا منع نہیں ہے۔ یہ سب درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): حیض کے زمانہ میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کر لیا کرے تا کہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جائے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی گھبراوے نہیں۔ مسئلہ (۱۱): کسی کو نہانے کی ضرورت تھی اور ابھی نہانے نہ پائی تھی کہ حیض آ گیا تو اب اس پر نہانا واجب نہیں بلکہ جب حیض سے پاک ہو تب نہائے ایک ہی غسل دونوں باتوں کی طرف سے ہو جائے گا۔

نجاست کے پاک کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): نجاست کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس کی نجاست زیادہ سخت ہے تھوڑی سی لگ جائے تب بھی دھونے کا حکم ہے اس کو نجاست غلیظہ کہتے ہیں۔ دوسرے وہ جس کی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے اس کو نجاست خفیفہ کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): خون اور آدمی کا پاخانہ پیشاب اور منی اور شراب اور کتے بلے کا پاخانہ، پیشاب اور سور کا گوشت اور اس کے بال وہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں اور گھوڑے گدھے خچر کی لید اور گائے، بیل، بھینس وغیرہ کا گوبر اور بکری، بھیڑ کی مینگنی غرضیکہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی، بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور گدھے اور خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔ مسئلہ (۳): چھوٹے دودھ پیتے بچہ کا پیشاب پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے۔ مسئلہ (۴): حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری، گائے، بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے۔ مسئلہ (۵): مرغی، بطخ، مرغابی کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر، گوریا یعنی چڑیا، مینا وغیرہ اور چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ بھی پاک ہے۔ مسئلہ (۶): نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اگر پھیلاؤ میں روپے کے

برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے اس کے دھوئے بغیر اگر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے اور اگر روپے سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں۔ بغیر اس کے دھوئے نماز نہ ہو گی۔ اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے ہوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ لگ جائے تو بے دھوئے نماز درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۷): اگر نجاست خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصے میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو اور اگر کلی میں لگی ہے تو اسکی چوتھائی سے کم ہو۔ اگر دوپٹہ میں لگی ہے تو اسکی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے اسی طرح اگر نجاست خفیفہ ہاتھ میں بھری ہے تو ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اسکی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے غرضیکہ جس عضو میں لگے اسکی چوتھائی سے کم ہو۔ اور اگر پورا چوتھائی ہو تو معاف نہیں اس کا دھونا واجب ہے یعنی بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں۔ مسئلہ (۸): نجاست غلیظہ جس پانی میں پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجس ہو جاتا ہے اور نجاست خفیفہ پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجس خفیف ہو جاتا ہے چاہے کم پڑے یا زیادہ۔ مسئلہ (۹): کپڑے میں نجس تیل لگ گیا اور ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے کم بھی ہے لیکن وہ دو ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہو گیا تو جب تک روپے سے زیادہ نہ ہو معاف ہے اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں رہا۔ اب اس کا دھونا واجب ہے بغیر دھوئے ہوئے نماز نہ ہو گی۔ مسئلہ (۱۰): مچھلی کا خون نجس نہیں ہے۔ اگر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں اسی طرح مکھی کھٹمل، مچھر کا خون بھی نجس نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر پیشاب کی چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جائیں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیں تو اس کا کچھ حرج نہیں دھونا واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۲): اگر دلدار نجاست لگ جائے جیسے پاخانہ خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے۔ جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائے گا، اور اگر بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ اور دھو لینا بہتر ہے اور اگر دو مرتبہ میں چھوٹی ہے تو ایک مرتبہ اور دھو لے غرضیکہ تین بار پورے کر لینا بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۳): اگر ایسی نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی یا کچھ دھبہ رہ گیا ہے تب بھی کپڑا پاک ہو گیا۔ صابن وغیرہ لگا کر دھبہ چھوڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں۔ مسئلہ (۱۴): اور اگر پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر خوب زور سے نچوڑے تب پاک ہو گا تو اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گی تو کپڑا پاک نہ ہو گا۔ مسئلہ (۱۵): اگر نجاست ایسی چیز میں لگی ہے جس کو نچوڑ نہیں سکتی جیسے تخت، چٹائی، زیور، مٹی یا چینی کے برتن، بوتل، جوتا وغیرہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جائے جب پانی ٹپکنا بند ہو جاوے پھر دھوئے پھر جب پانی ٹپکنا موقوف ہو تب پھر دھوئے۔ اسی طرح تین دفعہ دھوئے تو وہ چیز پاک ہو جائے گی۔ مسئلہ (۱۶): پانی کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اس سے نجاست کا دھونا

درست ہے تو اگر کوئی گلاب یا عرق گاؤزبان یا اور کسی عرق یا سرکہ سے دھوئے تو بھی چیز پاک ہو جائے گی۔ لیکن گھی اور تیل اور دودھ وغیرہ کسی ایسی چیز سے دھونا درست نہیں جس میں کہ چکنائی ہو وہ چیز ناپاک رہے گی۔ مسئلہ (۱۷): بدن میں یا کپڑے میں منی لگ کر سوکھ گئی ہو تو کھرچ کر خوب مل ڈالنے سے پاک ہو جائے گا اور اگر ابھی سوکھی نہ ہو تو فقط دھونے سے پاک ہوگا لیکن اگر کسی نے پیشاب کر کے استنجا نہیں کیا تھا ایسے وقت منی نکلی تو وہ ملنے سے پاک نہ ہوگی۔ اس کو دھونا چاہئے۔ مسئلہ (۱۸): جوتے اور چمڑے کے موزے میں اگر دلدار نجاست لگ کر سوکھ جائے جیسے گوبر، پاخانہ، خون، منی وغیرہ تو زمین پر خوب گھس کر نجاست چھوڑا ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ ایسے ہی کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہو جاتا اور اگر سوکھی نہ ہو تب بھی اگر اتنا رگڑ ڈالے اور گھس دے کہ نجاست کا نام ونشان باقی نہ رہے تو پاک ہو جائے گا۔ مسئلہ (۱۹): اور اگر پیشاب کی طرح کوئی نجاست جوتے یا چمڑے کے موزے میں لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو بے دھوئے پاک نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲۰): کپڑا اور بدن فقط دھونے ہی سے پاک ہوتا ہے چاہے دلدار نجاست لگے یا بے دل کی کسی اور طرح سے پاک نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۲۱): آئینہ کا شیشہ اور چھری، چاقو، چاندی، سونے کے زیورات، پھول، تانبے، لوہے، گلٹ، شیشے وغیرہ کی چیزیں اگر نجس ہو جائیں تو خوب پونچھ ڈالنے اور رگڑ دینے یا مٹی سے مانج ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔ لیکن اگر نقشی چیزیں ہوں تو بے دھوئے پاک نہ ہونگی۔ مسئلہ (۲۲): زمین پر نجاست پڑ گئی پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل جاتا رہا نہ تو نجاست کا دھبہ ہے نہ بدبو آتی ہے تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں البتہ نماز پڑھنا درست ہے۔ جو اینٹیں یا پتھر چونا یا گارے سے زمین میں خوب جما دیئے گئے ہوں کہ بے کھودے زمین سے الگ نہ ہو سکیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے اور نجاست کا نشان نہ رہنے سے پاک ہو جائیں گے۔ مسئلہ (۲۳): جو اینٹیں فقط زمین میں بچھا دی گئی ہیں چونا یا گارے سے ان کی جوڑائی نہیں کی گئی ہے وہ سوکھنے سے پاک نہ ہونگی ان کو دھونا پڑے گا۔ مسئلہ (۲۴): زمین پر جمی ہوئی گھاس بھی سوکھنے اور نجاست کا نشان جاتے رہنے سے پاک ہو جاتی ہے اور اگر کٹی ہوئی گھاس ہو تو بے دھوئے پاک نہ ہوگی۔ مسئلہ (۲۵): نجس چاقو، چھری یا مٹی اور تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی آگ میں ڈال دیئے جائیں تو بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ مسئلہ (۲۶): ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہو جائے گا مگر چاٹنا منع ہے یا چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچہ نے تین دفعہ چوس کر پی لیا وہ پاک ہو گیا۔ مسئلہ (۲۷): اگر کورا برتن نجس ہو جائے اور وہ برتن نجاست کو چوس لیوے تو فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا بلکہ اس میں پانی بھر دیوے، جب نجاست کا اثر پانی میں آجاوے تو گرا کے پھر بھر دیوے اسی طرح برابر کرتی رہے۔ جب نجاست کا نام ونشان بالکل جاتا رہے نہ رنگ باقی رہے نہ بدبو، تب پاک ہوگا۔ مسئلہ (۲۸): نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں جب پکا لئے گئے تو پاک ہو گئے۔ مسئلہ (۲۹): شہد یا شیرہ یا گھی، تیل ناپاک ہو گیا تو جتنا تیل وغیرہ ہوا اتنا یا اس سے زیادہ پانی ڈال کر پکاوے جب پانی جل جائے تو پھر پانی ڈال کر جلائے یوں اسی طرح تین دفعہ کرنے سے پاک

ہو جائے گا۔ یا یوں کرو کہ جتنا گھی تیل ہو اتنا ہی پانی ڈال کر ہلاؤ جب وہ پانی کے اوپر آ جائے تو کسی طرح اٹھالو۔ اسی طرح تین دفعہ پانی ملا کر اٹھاؤ تو پاک ہو جائے گا اور گھی اگر جم گیا ہو تو پانی ڈال کر آگ پر رکھ دو جب پگھل جائے تو اس کو نکال لو۔ **مسئلہ (۳۰)**: نجس رنگ میں کپڑا رنگا تو اتنا دھووے کہ پانی صاف آنے لگے تو پاک ہو جائے گا، چاہے کپڑے سے رنگ چھوٹے یا نہ چھوٹے۔ **مسئلہ (۳۱)**: گوبر کے کنڈے اور لید وغیرہ نجس چیزوں کی راکھ پاک ہے اور ان کا دھواں بھی پاک ہے۔ روٹی میں لگ جائے تو کچھ حرج نہیں۔ **مسئلہ (۳۲)**: بچھونے کا ایک کونہ نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونے پر نماز پڑھنا درست ہے۔ **مسئلہ (۳۳)**: جس زمین کو گوبر سے لیپا ہو یا مٹی میں گوبر ملا کر لیپا ہو وہ نجس ہے، اس پر بغیر کوئی پاک چیز بچھائے نماز درست نہیں۔ **مسئلہ (۳۴)**: گوبر سے لیپی ہوئی زمین اگر سوکھ گئی ہو تو اس پر گیلا کپڑا بچھا کر بھی نماز پڑھنا درست ہے لیکن وہ اتنا گیلا نہ ہو کہ اس زمین کی کچھ مٹی چھوٹ کر کپڑے میں بھر جائے۔ **مسئلہ (۳۵)**: پیر دھو کر ناپاک زمین پر چلی اور پیر کا نشان زمین پر بن گیا تو اس سے پیر ناپاک نہ ہوگا۔ ہاں اگر پیر کے پانی سے زمین اتنی بھیگ جائے کہ زمین کی کچھ مٹی یا یہ نجس پانی پیر میں لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔ **مسئلہ (۳۶)**: نجس بچھونے پر سوئی اور پسینہ سے وہ کپڑا نم ہو گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔ ہاں اگر اتنا بھیگ جائے کہ بچھونے میں سے کچھ نجاست چھوٹ کر بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔ **مسئلہ (۳۷)**: نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی تو تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے۔ رنگ کا چھوڑانا واجب نہیں۔ **مسئلہ (۳۸)**: نجس سرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اس کا پونچھنا اور دھونا واجب نہیں۔ ہاں اگر پھیل کے باہر آنکھ کے آ گیا ہو تو دھونا واجب ہے۔ **مسئلہ (۳۹)**: نجس تیل سر میں ڈال لیا یا بدن میں لگا لیا تو قاعدہ کے موافق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ کھلی ڈال کر یا صابن لگا کر تیل کا چھوڑانا واجب نہیں ہے۔ **مسئلہ (۴۰)**: کتے نے آٹے میں منہ ڈال دیا، بندر نے جھوٹا کر دیا تو اگر آٹا گندھا ہوا ہو تو جہاں منہ ڈالا ہے اتنا نکال ڈالے باقی کا کھانا درست ہے اور اگر سوکھا آٹا ہو تو جہاں جہاں اس کے منہ کا لعاب ہو نکال ڈالے۔ باقی سب پاک ہے۔ **مسئلہ (۴۱)**: کتے کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا۔ ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔ **مسئلہ (۴۲)**: رومالی بھیگی ہونے کے وقت ہوا نکلے تو اس سے کپڑا نجس نہیں ہوا۔ **مسئلہ (۴۳)**: نجس پانی میں جو کپڑا بھیگ گیا تھا اس کے ساتھ پاک کپڑے کو لپیٹ کر رکھ دیا اور اسکی تری اس پاک کپڑے میں آ گئی۔ لیکن نہ تو اس میں نجاست کا کچھ رنگ آیا نہ بدبو آئی تو اگر یہ پاک کپڑا اتنا بھیگ گیا ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ قطرہ ٹپک پڑے یا نچوڑتے وقت ہاتھ بھیگ جائے تو وہ پاک کپڑا بھی نجس ہو جائے گا۔ اور اگر اتنا نہ بھیگا ہو تو پاک رہے گا۔ اور اگر پیشاب وغیرہ خاص نجاست کے بھیگے ہوئے کپڑے کے ساتھ لپیٹ دیا تو جب پاک کپڑے میں ذرا بھی اسکی نمی اور دھبہ آ گیا تو نجس ہو جائے گا۔ **مسئلہ (۴۴)**: اگر لکڑی کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر اتنا موٹا ہے کہ بیچ سے چر سکتا ہے تو اس کو پلٹ کر

دوسری طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر اتنا موٹا نہ ہو تو درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۴۵): دوتہہ کا کوئی کپڑا ہے اور ایک تہہ نجس ہے دوسری پاک ہے تو اگر دونوں تہیں سلی ہوئی نہ ہوں تو پاک تہ کی طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر سلی ہوں تو پاک تہہ پر بھی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

استنجے کا بیان

مسئلہ (۱): جب سو کر اٹھے تو جب تک گٹے تک ہاتھ نہ دھولے تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو اور چاہے ناپاک ہو۔ اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہو جیسے لوٹا، آبخورہ تو اس کو بائیں ہاتھ سے اٹھا کر دائیں ہاتھ پر ڈالے اور تین دفعہ دھوئے پھر برتن داہنے ہاتھ میں لیکر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے اور اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آبخورے وغیرہ سے نکال لے لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پاویں۔ اور اگر آبخورہ وغیرہ کچھ نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چلو بنا کے پانی نکالے اور جہاں تک ہو سکے پانی میں انگلیاں کم ڈالے اور پانی نکال کے پہلے داہنا ہاتھ دھوئے۔ جب وہ ہاتھ دھل جائے تو داہنا ہاتھ جتنا چاہے ڈال دے اور پانی نکال کے بایاں ہاتھ دھوئے اور یہ ترکیب ہاتھ دھونے کی اس وقت ہے کہ ہاتھ ناپاک نہ ہوں۔ اور اگر ناپاک ہوں تو ہرگز مٹکے میں نہ ڈالے بلکہ کسی اور ترکیب سے پانی نکالے کہ نجس نہ ہونے پاوے مثلاً پاک رومال ڈال کے نکالے اور جو پانی کی دھار رومال سے بہے اس سے ہاتھ پاک کرے یا اور جس طرح ممکن ہو پاک کرلے۔ مسئلہ (۲): جو نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے اس سے استنجا کرنا سنت ہے۔ مسئلہ (۳): اگر نجاست بالکل ادھر ادھر نہ لگے اور اس لئے پانی سے استنجا نہ کرے بلکہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کرلے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے لیکن یہ بات صفائی مزاج کے خلاف ہے۔ البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔ مسئلہ (۴): ڈھیلے سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر ادھر پھیلنے نہ پاوے اور بدن خوب صاف ہو جائے۔ مسئلہ (۵): ڈھیلے سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے زیادہ پھیل جائے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے۔ بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔ اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ مسئلہ (۶): پانی سے استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھولیوے پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا۔ البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو کہ پانی بہت پھینکتی ہے پھر بھی دل اچھی طرح صاف نہیں ہوتا تو اس کو یہ حکم ہے کہ تین دفعہ یا سات دفع دھولیوے بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔ مسئلہ (۷): اگر کہیں تنہائی کا موقع نہ ملے تو پانی سے استنجا کرنے کے واسطے کسی کے سامنے اپنے بدن کو کھولنا درست نہیں نہ مرد کے سامنے نہ کسی عورت کے سامنے ایسے وقت پانی سے استنجا نہ کرے اور بے استنجا کئے نماز پڑھ لے۔ کیونکہ بدن کا کھولنا بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۸): ہڈی اور نجاست جیسے گوبر، لید

وغیرہ اور کوئلہ و کنکر اور شیشہ اور پکی اینٹ اور کھانے کی چیز اور کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے، نہ کرنا چاہئے لیکن اگر کوئی کر لے تو بدن پاک ہو جائے گا۔ مسئلہ (۹): کھڑے کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔ مسئلہ (۱۰): پیشاب و پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا منع ہے۔ مسئلہ (۱۱): چھوٹے بچے کو قبلہ کی طرف بٹھا کر ہگانا متانا بھی مکروہ اور منع ہے۔ مسئلہ (۱۲): استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا بھی درست ہے لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۳): جب پاخانہ پیشاب کو جائے تو پاخانہ کے دروازہ سے باہر بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ﴾ اور ننگے سر نہ جائے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا نام ہو تو اس کو اتار ڈالے اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لیوے۔ اگر چھینک آئے تو فقط دل ہی دل میں الحمد للہ کہے زبان سے کچھ نہ کہے۔ نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے۔ پھر جب نکلے تو داہنا پیر پہلے نکالے اور دروازے سے نکل کر یہ دعا پڑھے۔ ﴿غُفْرَانَکَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ﴾ اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کے یا مٹی سے مل کر دھوئے۔

نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔ کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دی ہیں، انکو پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور ان کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اچھی طرح سے وضو کیا کرے اور خوب اچھی طرح دل لگا کے نماز پڑھا کرے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخش دیگا اور جنت دیگا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا یعنی نماز کو نہ پڑھا اس نے دین کو برباد کر دیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں چھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا یعنی نماز کو نہ پڑھا اس نے دین کو برباد کر دیا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہونگے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے۔ اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اکے ہاتھ اور پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہونگے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے۔ اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ نمازیوں کا حشر قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون اور بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا اس لئے نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اور نہ پڑھنے سے دنیا و دین دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے۔ اس سے بڑھ کر اور

کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا۔ بے نمازی کافروں کے برابر سمجھا گیا۔ خدا کی پناہ نماز نہ پڑھنا کتنی بری بات ہے۔ البتہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں۔ مجنون اور چھوٹی لڑکی اور لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں باقی سب مسلمانوں پر فرض ہے لیکن اولاد جب سات برس کی ہو جائے تو اس کے ماں باپ کو حکم ہے کہ ان سے نماز پڑھواویں اور جب دس برس کی ہو جائے تو مار کر پڑھواویں اور نماز کا چھوڑنا کبھی کسی وقت درست نہیں ہے جس طرح ہو سکے نماز ضرور پڑھے البتہ اگر نماز پڑھنا بھول گئی۔ بالکل یاد ہی نہ رہا۔ جب وقت جاتا رہا تب یاد آیا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی یا ایسی غافل سوگئی کہ آنکھ نہ کھلی اور نماز قضا ہوگئی تو ایسے وقت گناہ نہ ہوگا لیکن جب یاد آئے اور آنکھ کھلے تو وضو کر کے فوراً قضا پڑھ لینا فرض ہے۔ البتہ اگر وقت مکروہ ہو تو ذرا ٹھہر جائے تا کہ مکروہ وقت نکل جائے۔ اسی طرح جو نمازیں بے ہوشی کی وجہ سے نہیں پڑھیں اس میں بھی گناہ نہیں۔ لیکن ہوش آنے کے بعد فوراً قضا پڑھنی پڑے گی۔ مسئلہ (۱): کسی کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے لیکن ابھی سب نہیں نکلا کچھ باہر نکلا ہے اور کچھ نہیں نکلا۔ ایسے وقت بھی اگر ہوش وحواس باقی ہوں تو نماز کا پڑھنا فرض ہے، قضا کر دینا درست نہیں۔ البتہ اگر نماز پڑھنے سے بچہ کی جان کا خوف ہو تو نماز کا قضا کر دینا درست ہے۔ اسی طرح دائی جنائی کو بھی اگر یہ خوف ہو کہ اگر میں نماز پڑھنے لگوں گی تو بچہ کو صدمہ پہنچے گا تو ایسے وقت دائی کو بھی نماز کا قضا کر دینا درست ہے لیکن ان سب کو پھر جلدی قضا پڑھ لینا چاہئے۔

جوان ہونے کا بیان

مسئلہ (۱): جب کسی لڑکی کو حیض آ گیا یا ابھی تک کوئی حیض تو نہیں آیا لیکن اس کے پیٹ رہ گیا یا پیٹ بھی نہیں رہا لیکن خواب میں مرد سے صحبت کراتے دیکھا اور اس سے مزہ آیا اور منی نکل آئی۔ ان تینوں صورتوں میں وہ جوان ہوگئی۔ روزہ نماز وغیرہ شریعت کے سب حکم احکام اس پر لگائے جائیں گے۔ اگر ان تینوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں پائی گئی لیکن اسکی عمر پورے پندرہ برس کی ہو چکی ہے تب بھی وہ جوان سمجھی جائے گی اور جو حکم جوانوں پر لگائے جاتے ہیں اب اس پر لگائے جائیں گے۔ مسئلہ (۲): جوان ہونے کو شریعت میں بالغ ہونا کہتے ہیں نو برس سے پہلے کوئی عورت جوان نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کو خون بھی آئے تو وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے جس کا حکم اوپر بیان ہو چکا ہے۔

نماز کے وقتوں کا بیان

مسئلہ (۱): پچھلی رات کو صبح ہوتے وقت پورب کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کے لنبان پر کچھ سپیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑان میں سپیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اجالا ہو جاتا ہے تو جب سے یہ چوڑی سپیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے جب آفتاب کا ذرا سا کنارا نکل آتا ہے تو فجر کا

وقت ختم ہوجاتا ہے لیکن اول ہی وقت بہت تڑکے نماز پڑھ لینا بہتر ہے۔ [1] مسئلہ (۲): دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر ڈھل جانے کی نشانی یہ ہے کہ لمبی چیزوں کا سایہ پچھم سے شمال کی طرف سرکتا سرکتا بالکل شمال کی سیدھ میں آ کر پورب کی طرف مڑنے لگے بس سمجھو کہ دوپہر ڈھل گئی اور پورب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے سے بائیں ہاتھ کی طرف کا نام شمال ہے اور ایک پہچان اس سے بھی آسان ہے وہ یہ کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے۔ پس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے۔ پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا۔ پس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور جتنا سایہ ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دگنا ہو جائے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ اور چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ اور چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آ گیا۔ اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لے قضا نہ کرے لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے اور اس عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت پڑھنا درست نہیں ہے۔ نہ قضا نہ نفل کچھ نہ پڑھے مسئلہ (۳): جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آ گیا۔ پھر جب تک پچھم کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے لیکن مغرب کی نماز میں اتنی دیر نہ کرے کہ تارے خوب چٹک جائیں کہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے۔ پھر جب وہ سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے اس لئے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات جانے سے پہلے ہی پہلے پڑھ لے۔ مسئلہ (۴): گرمی کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے، گرمی کی تیزی کا وقت جاتا رہے تب پڑھنا مستحب ہے اور جاڑوں میں اول وقت پڑھ لینا مستحب ہے۔ مسئلہ (۵): اور عصر کی نماز ذرا اتنی دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت آنے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے کیونکہ عصر کے بعد تو نفلیں پڑھنا درست نہیں چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا دونوں کا ایک ہی حکم ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آ جائے اور دھوپ کا رنگ بدل جائے اور مغرب کی نماز میں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔ مسئلہ (۶): جو کوئی تہجد کی نماز پچھلی رات کو اٹھ کر پڑھا کرتی ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے۔ لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سو جانے کا ڈر ہو تو عشاء کے بعد سونے سے پہلے ہی پڑھ لینا چاہئے۔ مسئلہ (۷): بدلی کے دن فجر اور ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے اور عصر کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ مسئلہ (۸): سورج نکلتے وقت اور ٹھیک دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں ہے۔ البتہ عصر کی نماز اگر ابھی نہیں پڑھی ہو تو وہ سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھ لے اور ان تینوں وقت سجدہ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے۔ مسئلہ (۹): فجر کی نماز پڑھ لینے کے بعد جب تک

[1] اور یہ حکم عورتوں کا ہے اور مردوں کیلئے حکم یہ ہے کہ جب اجالا ہو جائے تب پڑھیں بہت اندھیرے میں نہ پڑھیں۔

سورج نکل کے اونچا نہ ہو جائے نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ سورج نکلنے سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدہ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج نکل آیا تو جب تک ذرا روشنی نہ آ جائے قضا نماز بھی درست نہیں۔ ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل نماز پڑھنا جائز نہیں۔ البتہ قضا اور سجدہ کی آیت کا سجدہ درست ہے۔ لیکن جب دھوپ پھیکی پڑ جائے تو یہ بھی درست نہیں۔ **مسئلہ (۱۰)**: فجر کے وقت سورج نکل آنے کے ڈر سے جلدی کے مارے فقط فرض پڑھ لئے تو اب جب تک سورج اونچا اور روشن نہ ہو جائے تب تک سنت نہ پڑھے جب ذرا روشنی آ جائے تب سنت وغیرہ اور جو نماز چاہے پڑھے۔ **مسئلہ (۱۱)**: جب صبح ہو جائے اور فجر کا وقت آ جائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں یعنی مکروہ ہے۔ البتہ قضا نمازیں پڑھنا اور سجدہ کی آیت پر سجدہ کرنا درست ہے۔ **مسئلہ (۱۲)**: اگر فجر کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوئی۔ سورج میں روشنی آ جانے کے بعد قضا پڑھے۔ اور اگر عصر کی نماز پڑھتے میں سورج ڈوب گیا تو نماز ہوگئی قضا نہ پڑھے۔ **مسئلہ (۱۳)**: عشاء کی نماز پڑھنے سے پہلے سو رہنا مکروہ ہے نماز پڑھ کے سونا چاہیے لیکن کوئی مریض ہے یا سفر سے بہت تھکا ماندا ہو اور کسی سے کہہ دے کہ مجھ کو نماز کے وقت جگا دینا اور وہ دوسرا وعدہ کر لے تو سو رہنا درست ہے۔

نماز کی شرطوں کا بیان

مسئلہ (۱): نماز شروع کرنے سے پہلے کئی چیزیں واجب ہیں۔ اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرے۔ بدن پر یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرے جس جگہ نماز پڑھنی ہے وہ بھی پاک ہونی چاہئے۔ فقط منہ اور دونوں ہتھیلی اور دونوں پیر کے سوا سر سے پیر تک سارا بدن خوب ڈھانک لے۔[1] قبلہ کی طرف منہ کر کے جس نماز کو پڑھنا چاہتی ہے اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے۔ وقت آنے کے بعد نماز پڑھے۔ یہ سب چیزیں نماز کیلئے شرط ہیں۔ اگر ان میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ (۲)**: باریک تن زیب یا بک یا جالی وغیرہ کا بہت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں۔ **مسئلہ (۳)**: اگر نماز پڑھتے وقت چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی بانہہ کھل جائے اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں لگی بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہو گئی۔ اسی طرح جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے جب چوتھائی عضو کھل جائے گا تو نماز نہ ہوگی جیسے ایک کان کا چوتھائی یا چوتھائی سر یا چوتھائی بال یا چوتھائی پیٹ یا چوتھائی پیٹھ، چوتھائی گردن، چوتھائی سینہ، چوتھائی چھاتی وغیرہ کھل جانے سے نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ (۴)**: جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی اگر اس کی اوڑھنی سرک گئی اور اس کا سر کھل گیا تو اسکی نماز ہوگئی۔ **مسئلہ (۵)**: اگر کپڑے یا بدن پر کچھ نجاست لگی ہے لیکن پانی کہیں نہیں ملتا

[1] یہ صرف عورتوں کا حکم ہے اور مردوں کو فقط ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنے تک ڈھانکنا فرض ہے، اس کے سوا اور بدن کھلا ہو تو نماز ہو جائے گی لیکن بلاضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

تو اسی طرح نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لیوے۔ **مسئلہ (۶)**: اور اگر سارا کپڑا نجس ہو یا پورا کپڑا تو نجس نہیں لیکن بہت ہی کم پاک ہے یعنی ایک چوتھائی سے کم پاک ہے اور باقی سب کا سب نجس ہے تو ایسے وقت یہ بھی درست ہے کہ اس کپڑے کو پہنے، نماز پڑھے اور یہ بھی درست ہے کہ کپڑا اتار ڈالے اور ننگی ہو کر نماز پڑھے۔ لیکن ننگی ہو کر نماز پڑھنے سے اس نجس کپڑے کو پہن کر پڑھنا بہتر ہے۔ اور اگر چوتھائی کپڑا یا چوتھائی سے زیادہ پاک ہو تو ننگی ہو کر نماز پڑھنا درست نہیں۔ اسی نجس کپڑے کو پہن کر پڑھنا واجب ہے۔ **مسئلہ (۷)**: اگر کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو ننگی نماز پڑھے لیکن ایسی جگہ پڑھے کہ کوئی دیکھ نہ سکے اور کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور اگر کھڑے کھڑے پڑھے اور رکوع سجدہ ادا کرے تو بھی درست ہے نماز ہو جائے گی۔ لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔ **مسئلہ (۸)**: مسافرت میں کسی کے پاس تھوڑا سا پانی ہے کہ اگر نجاست دھوتی ہے تو وضو کیلئے نہیں بچتا اور اگر وضو کرے تو نجاست پاک کرنے کیلئے پانی نہ بچے گا تو اس پانی سے نجاست دھو ڈالے پھر وضو کیلئے تیمم کرے۔ **مسئلہ (۹)**: ظہر کی نماز پڑھی لیکن جب پڑھ چکی تو معلوم ہوا کہ جب وقت نماز پڑھی تھی اس وقت ظہر کا وقت نہیں رہا تھا بلکہ عصر کا وقت آ گیا تھا تو اب پھر قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ وہی نماز جو پڑھی ہے قضا میں آ جائے گی اور ایسا سمجھیں گے کہ قضا پڑھی تھی۔ **مسئلہ (۱۰)**: اور اگر وقت آنے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوگی۔

نیت کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): زبان سے نیت کرنا ضروری نہیں بلکہ دل میں جب اتنا سوچ لیوے کہ میں آج کی ظہر کی فرض نماز پڑھتی ہوں۔ اگر سنت پڑھتی ہو تو یہ سوچ لے کہ ظہر کی سنت پڑھتی ہوں بس اتنا خیال کر کے اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لے تو نماز ہو جائے گی۔ جو لمبی چوڑی نیت لوگوں میں مشہور ہے اس کا کہنا ضروری نہیں ہے۔ **مسئلہ (۲)**: اگر زبان سے نیت کہنا چاہے تو اتنا کہہ دینا کافی ہے نیت کرتی ہوں میں آج کے ظہر کے فرض کی اللہ اکبر یا نیت کرتی ہوں میں ظہر کی سنتوں کی اللہ اکبر اور چار رکعت نماز وقت ظہر منہ میرا طرف کعبہ شریف کے یہ سب کہنا ضروری نہیں ہے چاہے کہے چاہے نہ کہے۔ **مسئلہ (۳)**: اگر دل میں تو یہی خیال ہے کہ میں ظہر کی نماز پڑھتی ہوں لیکن ظہر کی جگہ زبان سے عصر کا وقت نکل گیا تو بھی نماز ہو جائے گی۔ **مسئلہ (۴)**: اگر بھولے سے چار رکعت کی جگہ چھ رکعت یا تین رکعت زبان سے نکل جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔ **مسئلہ (۵)**: اگر کئی نمازیں قضا ہو گئی ہیں اور قضا پڑھنے کا ارادہ کیا ہے تو وقت کو مقرر کر کے نیت کرے یعنی یوں نیت کرے کہ میں فجر کی قضا پڑھتی ہوں اگر ظہر کی قضا پڑھنا منظور ہو تو یوں نیت کرے کہ ظہر کے فرض کی قضا پڑھتی ہوں اس طرح جس وقت کی قضا پڑھنا ہو خاص اسی کی نیت کرنا چاہئے۔ اگر فقط اتنی نیت کر لے کہ میں قضا نماز پڑھتی ہوں اور خاص اس وقت کی نیت نہیں کی تو قضا صحیح نہیں ہو گی پھر سے پڑھنی پڑے گی۔ **مسئلہ (۶)**: اگر کئی دن کی نمازیں قضا ہو گئیں تو دن تاریخ بھی مقرر کر کے نیت کرنا چاہئے۔ جیسے کسی کی سنیچر،

اتوار، پیر اور منگل چار دن کی نمازیں جاتی رہیں تو اب فقط اتنی نیت کرنا کہ میں فجر کی قضا نماز پڑھتی ہوں درست نہیں ہے بلکہ یوں نیت کرے کہ سنیچر کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں۔ پھر ظہر پڑھتے وقت کہے کہ سنیچر کی ظہر کی قضا پڑھتی ہوں اسی طرح کہتی جاوے۔ پھر جب سنیچر کی سب نمازیں قضا کر چکے تو کہے کہ اتوار کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں اسی طرح سب نمازیں قضا پڑھے۔ اگر کئی مہینہ اور کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو مہینے اور سال کا بھی نام لے اور کہے فلانے سال کے فلانے مہینے کی فلاں تاریخ کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں۔ بے اس طرح نیت کئے قضا صحیح نہیں ہوتی۔ **مسئلہ (۷)**: اگر کسی کو دن تاریخ مہینہ سال کچھ یاد نہ ہو تو یوں نیت کرے کہ فجر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتی ہوں یا ظہر کی نمازیں جتنی میرے ذمہ قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتی ہوں۔ اسی طرح نیت کر کے برابر قضا پڑھتی رہے جب دل گواہی دیدے کہ اب سب نمازیں جتنی جاتی رہی تھیں سب کی قضا پڑھ چکی ہوں تو قضا پڑھنا چھوڑ دے۔ **مسئلہ (۸)**: سنت اور نفل اور تراویح کی نماز میں فقط اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں نماز پڑھتی ہوں سنت ہونے یا نفل ہونیکی کچھ نیت نہیں کی تو بھی درست ہے مگر سنت تراویح کی نیت کر لینا زیادہ احتیاط کی بات ہے۔

قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): اگر کسی ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کہ کدھر ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل میں سوچے جدھر دل گواہی دے اس طرف پڑھ لیوے۔ اگر بے سوچے پڑھ لے گی تو نماز نہ ہوگی۔ لیکن بے سوچے پڑھنے کی صورت میں اگر بعد میں معلوم ہو جائے کہ ٹھیک قبلہ ہی کی طرف پڑھی ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر وہاں آدمی تو موجود ہے لیکن پردہ اور شرم کے مارے پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی۔ ایسے وقت ایسی شرم نہ کرنی چاہئے بلکہ پوچھ کے نماز پڑھے۔ **مسئلہ (۲)**: اگر کوئی بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی۔ پھر معلوم ہوا کہ جدھر نماز پڑھی ہے ادھر قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہوگئی۔ **مسئلہ (۳)**: اگر بے رخ نماز پڑھتی تھی۔ پھر نماز ہی میں معلوم ہو گیا کہ قبلہ ادھر نہیں ہے بلکہ فلانی طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جائے۔ اب معلوم ہونے کے بعد اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گی تو نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ (۴)**: اگر کوئی کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے اندر نماز پڑھنے والی کو اختیار ہے جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔ **مسئلہ (۵)**: کعبہ شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہے اور نفل بھی درست ہے۔

فرض نماز پڑھنے کے طریقہ کا بیان

مسئلہ (۱): نماز کی نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور اللہ اکبر کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک اٹھاوے۔[1]

---

[1] اور مرد دونوں کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھاویں ۱۲ منہ۔

ہاتھوں کو دوپٹہ سے باہر نہ نکالے پھر سینہ[1] پر باندھ لے اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ دے[2] اور یہ دعا پڑھے۔ ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ﴾ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے اور ﴿وَلَا الضَّآلِّیْنَ﴾ کے بعد آمین کہے۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر کوئی سورت پڑھے۔ پھر اللہ اکبر کہہ کے رکوع میں جائے اور ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ﴾ تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ کہے اور رکوع میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں[3] پر رکھ دے اور دونوں بازو پہلو سے خوب[4] ملائے رہے اور دونوں پیر کے ٹخنے بالکل ملا دیوے پھر ﴿سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ﴾ کہتی ہوئی سر کو اٹھاوے جب خوب سیدھی کھڑی ہو جائے تو پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی سجدہ میں جاوے زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے اور انگلیاں خوب ملا لیوے پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ماتھا رکھے اور سجدہ کے وقت ماتھا اور ناک دونوں زمین پر رکھ دے اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے مگر پاؤں کھڑے نہ کرے بلکہ داہنی طرف کو نکال دے اور خوب سمٹ کر اور دب[5] کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور بانہیں دونوں پہلو سے ملا دیوے اور دونوں بانہیں زمین[6] پر رکھ دے اور سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ ﴿سبحان ربی الاعلیٰ﴾ کہے پھر اللہ اکبر کہتی ہوئی اٹھے اور خوب اچھی طرح بیٹھ جائے تب دوسرا سجدہ اللہ اکبر کہہ کے کرے اور کم سے کم تین دفعہ ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی﴾ کہہ کے اللہ اکبر کہتی ہوئی کھڑی ہو جائے اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر کے نہ اٹھے۔ پھر بسم اللہ کہہ کر الحمد اور سورت پڑھ کے دوسری رکعت اسی طرح پورے کرے۔ جب دوسرا سجدہ کر چکے تو بائیں چوتڑ[7] پر بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لے اور انگلیاں خوب ملا کر رکھے پھر پڑھے ﴿اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰلِحِیْنَ اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ﴾ اور جب کلمہ پر پہنچے تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر لا الٰہ کہنے کے وقت کلمہ کی انگلی اٹھاوے اور الا اللہ کہنے کے وقت جھکاوے مگر عقد اور حلقہ کی ہیئت آخر نماز تک باقی رکھے اگر چار رکعت پڑھنا ہو تو اس سے زیادہ اور کچھ نہ پڑھے بلکہ فوراً اللہ اکبر کہہ کر اٹھ کھڑی ہو اور دو رکعتیں اور پڑھ لے اور فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملاوے۔ جب

---

[1] اور مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں
[2] اور مرد داہنے ہاتھ سے بایاں پہنچا پکڑ لیں
[3] اور مرد اپنے دونوں گھٹنے پکڑ لیں اور انگلیاں کھلی رکھیں
[4] اور مرد بازو پہلو سے الگ رکھیں
[5] اور مرد خوب کھل کر سجدہ کریں اور پیٹ کو رانوں سے اور بانہیں پہلو سے جدا رکھیں ۱۲ منہ
[6] مرد زمین پر کہنیاں نہ رکھیں
[7] مرد اپنا داہنا پیر کھڑا رکھیں اور بائیں پیر پر بیٹھیں

چوتھی رکعت پر بیٹھے پھر التحیات پڑھ کے یہ درود پڑھے۔ ﴿اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ﴾ پھر یہ دعا پڑھے۔ ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ یہ دعا پڑھے ﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَاءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ﴾ یا کوئی اور دعا پڑھے جو حدیث میں یا قرآن مجید میں آئی ہو۔ پھر اپنے داہنی طرف سلام پھیرے اور کہے ﴿اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ﴾ پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام کرتے وقت فرشتوں پر سلام کرنے کی نیت کرے یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں جو فرائض ہیں ان میں سے ایک بات بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوتی قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک ہی حکم ہے اور بعض چیزیں واجب ہیں کہ اس میں سے اگر کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز نکمی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تو خیر تب بھی فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جاوے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جائے گی اور بعض چیزیں سنت ہیں اور بعض چیزیں مستحب ہیں۔ مسئلہ (۲): نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں۔ نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا، کھڑا ہونا قرآن میں سے کوئی سورت یا آیت پڑھنا، رکوع کرنا اور دونوں سجدے کرنا اور نماز کے اخیر میں جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔ مسئلہ (۳): یہ چیزیں نماز میں واجب ہیں الحمد پڑھنا اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا، ہر فرض کو اپنے اپنے موقع پر ادا کرنا اور پہلے کھڑے ہو کر الحمد پڑھنا اور پھر سورت ملانا۔ پھر رکوع کرنا پھر سجدہ کرنا دو رکعت پر بیٹھنا، دونوں بیٹھکوں میں التحیات پڑھنا، وتر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرنا، ہر چیز کو اطمینان سے ادا کرنا، بہت جلدی نہ کرنا۔ مسئلہ (۴): ان باتوں کے سوا جتنی اور باتیں ہیں وہ سب سنت ہیں لیکن بعض اس میں مستحب ہیں۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی نماز میں الحمد نہ پڑھے بلکہ کوئی اور آیت یا کوئی اور پوری سورت پڑھے یا فقط الحمد پڑھے اس کے ساتھ کوئی سورت یا کوئی آیت نہ ملاوے یا دو رکعت پڑھ کے نہ بیٹھے بے بیٹھے اور بے التحیات پڑھے تیسری رکعت کیلئے کھڑی ہو جائے یا بیٹھ تو گئی لیکن التحیات نہیں پڑھی تو ان سب صورتوں میں سر سے فرض تو اتر جائے گا لیکن نماز بالکل نکمی اور خراب ہے پھر سے پڑھنا واجب ہے، نہ دوہرائے گی تو بہت بڑا گناہ ہوگا۔ البتہ اگر بھولے سے ایسا کیا ہے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاوے گی۔ مسئلہ (۶): اگر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام نہیں پھیرا بلکہ جب سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑی باتیں کرنے لگی یا اٹھ کے کہیں چلی گئی یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ فرض تو اتر جائے گا لیکن نماز کا دوہرانا واجب ہے، پھر سے نہ پڑھے گی تو بڑا گناہ ہوگا۔ مسئلہ (۷): اگر پہلے سورت پڑھی پھر الحمد پڑھی تب نماز بھی دوہرانا پڑے گی اور اگر بھولے سے ایسا کیا تو سجدہ سہو کر لے۔ مسئلہ (۸): الحمد کے بعد کم سے کم تین آیتیں پڑھنی چاہئیں۔ اگر ایک ہی آیت یا دو آیتیں الحمد کے بعد پڑھے تو اگر وہ ایک آیت اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی چھوٹی تین

آیتوں کے برابر ہو جاوے تب بھی درست ہے۔ **مسئلہ (۹)**: اگر کوئی رکوع سے کھڑی ہو کر ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ﴾ یا رکوع میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ﴾ نہ پڑھے یا سجدہ میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی﴾ نہ پڑھے یا اخیر کی بیٹھک میں التحیات کے بعد درود شریف نہ پڑھے تو بھی نماز ہو گئی لیکن سنت کے خلاف ہے۔ اسی طرح اگر درود شریف کے بعد کوئی دعا نہ پڑھی فقط درود شریف پڑھ کر سلام پھیر دیا تب بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔ **مسئلہ (۱۰)**: نیت باندھتے وقت ہاتھوں کو اٹھانا سنت ہے اگر کوئی نہ اٹھاوے تب بھی نماز درست ہے مگر خلاف سنت ہے۔ **مسئلہ (۱۱)**: ہر رکعت میں بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے۔ اور جب سورت ملاوے تو سورت سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیوے یہی بہتر ہے۔ **مسئلہ (۱۲)**: سجدہ کے وقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے بلکہ فقط ماتھا زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز درست ہے اور اگر ماتھا نہیں لگایا فقط ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں ہوئی البتہ اگر کوئی مجبوری ہو تو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔ **مسئلہ (۱۳)**: اگر رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑی نہیں ہوئی، ذرا سا سر اٹھا کر سجدہ میں چلی گئی تو نماز پھر سے پڑھے۔ **مسئلہ (۱۴)**: اگر دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھی ذرا سا سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو اگر ذرا ہی سر اٹھایا ہو تو ایک ہی سجدہ ہوا دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی۔ اور اگر اتنی اٹھی ہو کہ قریب بیٹھنے کے ہو گئی ہو تو خیر نماز سر سے اتر گئی لیکن بڑی نکمی اور خراب ہوئی اس لئے پھر سے پڑھنا چاہئے۔ نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔ **مسئلہ (۱۵)**: اگر پیال پر یا روئی کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کر کے سجدہ کرے اتنا دبادے کہ اس سے زیادہ نہ دب سکے اگر اوپر ذرا اشارے سے سر رکھ دیا دبایا نہیں تو سجدہ نہیں ہوا۔ **مسئلہ (۱۶)** فرض نماز میں پچھلی دو رکعتوں میں اگر الحمد کے بعد کوئی سورت بھی پڑھ لی تو نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ نماز بالکل صحیح ہے۔ **مسئلہ (۱۷)**: اگر پچھلی دو رکعتوں میں الحمد نہ پڑھے بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہے لیکن الحمد پڑھ لینا بہتر ہے۔ اور اگر کچھ نہ پڑھے چپکی کھڑی رہے [1] تو بھی کچھ حرج نہیں، نماز درست ہے۔ **مسئلہ (۱۸)**: پہلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے۔ اگر کوئی پہلی دو رکعتوں میں فقط الحمد پڑھے سورت نہ ملاوے یا الحمد بھی نہ پڑھے سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتی رہے تو اب پچھلی رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا چاہئے پھر اگر قصداً ایسا کیا ہے تو نماز پھر سے پڑھے اور اگر بھولے سے کیا ہو تو سجدہ سہو کرے۔ **مسئلہ (۱۹)**: نماز میں الحمد اور سورت وغیرہ ساری چیزیں آہستہ اور چپکے سے پڑھے [2] لیکن ایسی طرح پڑھنا چاہئے کہ خود اپنے کان میں آواز ضرور آئے۔ اگر اپنی آواز خود اپنے آپ کو بھی سنائی نہ دے تو نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ (۲۰)**: کسی نماز کیلئے کوئی سورت مقرر نہ کرے بلکہ جو جی چاہے پڑھا کرے۔ سورت مقرر کر لینا مکروہ ہے۔ **مسئلہ (۲۱)**: دوسری رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی سورت نہ پڑھے۔ **مسئلہ (۲۲)**: سب عورتیں اپنی اپنی نماز

---

۱ یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار چپکی کھڑی رہے ۱۲ اقمر

۲ اور مرد بھی ظہر و عصر کی نماز میں چپکے سے پڑھیں اور فجر اور مغرب اور عشاء میں اگر امام ہیں تو زور سے پڑھیں اور اکیلا ہو تو اختیار ہے جس طرح جی چاہے پڑھے۔

الگ الگ پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں۔اور نماز کیلئے مسجد میں جانا اور وہاں جا کر مردوں کے ساتھ پڑھنا نہ چاہئے۔اگر کوئی عورت اپنے شوہر وغیرہ کسی محرم کے ساتھ جماعت کر کے نماز پڑھے تو اس کے مسئلے کسی سے پوچھ لے چونکہ ایسا اتفاق کم ہوتا ہے اس لئے ہم نے بیان نہیں کئے۔البتہ اتنی بات یاد رکھے کہ اگر کبھی ایسا موقع ہو تو کسی مرد کے برابر ہرگز نہ کھڑی ہو بالکل پیچھے رہے ورنہ اسکی نماز بھی خراب ہوگی اور اس مرد کی نماز بھی برباد ہو جائے گی۔مسئلہ (۲۳):اگر نماز پڑھتے میں وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے پھر سے نماز پڑھے۔[1] مسئلہ (۲۴):مستحب یہ ہے کہ جب کھڑی ہو تو اپنی نگاہ سجدہ کی جگہ رکھے اور جب رکوع میں جائے تو پاؤں پر نگاہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر اور سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے اور جب جمائی آئے تو منہ خوب بند کرے اگر اور کسی طرح نہ رکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے روکے اور جب گلا سہلاوے تو[2] تو جہاں تک ہو سکے کھانسی کو روکے اور ضبط کرے۔

قرآن مجید پڑھنے کا بیان

مسئلہ (۱):قرآن شریف کو صحیح صحیح پڑھنا واجب ہے۔ہر حرف کو ٹھیک ٹھیک پڑھے۔ہمزہ اور عین میں جو فرق ہے اسی طرح بڑی ح اور ہ میں اور ذ ظ ز ض میں اور س ص ث میں ٹھیک نکال کے پڑھے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھے۔مسئلہ (۲):اگر کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا جیسے ح کی جگہ ہ پڑھتی ہے یا غ نہیں نکلتا یا ث س ص سب کو سین ہی پڑھتی ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے اگر صحیح پڑھنے کی محنت نہ کریگی تو گنہگار ہوگی اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی۔البتہ اگر محنت سے بھی درستی نہ ہو تو لاچاری ہے۔مسئلہ (۳):اگر ح ع وغیرہ سب حرف نکلتے ہیں لیکن ایسی بے پرواہی سے پڑھتی ہے کہ ح کی جگہ ہ ع کی جگہ ہمزہ ہمیشہ پڑھ جاتی ہے کچھ خیال کر کے نہیں پڑھتی تب بھی گنہگار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی۔مسئلہ (۴):جو سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں پھر پڑھ گئی تو بھی کچھ حرج نہیں۔لیکن بے ضرورت ایسا کرنا بہتر نہیں۔مسئلہ (۵):جس طرح کلام مجید میں سورتیں آگے پیچھے لکھی ہیں نماز میں اسی طرح پڑھنا چاہئے جس طرح عم کے سیپارے میں لکھی ہیں۔اس طرح سے نہ پڑھے یعنی جب پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھے تو اب دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھے۔اس کے پہلے والی سورت نہ پڑے جیسے کسی نے پہلی رکعت میں ﴿ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ ﴾ پڑھی تو اب ﴿اِذَاجَآءَ یا قُلْ ھُوَ اللّٰہُ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھے اور ﴿اَلَمْ تَرَ کَیْفَ اور لِاِیْلٰفِ﴾ وغیرہ اس کے اوپر کی سورتیں نہ پڑھے کہ اس طرح پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر بھولے سے اس طرح پڑھ جائے تو مکروہ نہیں ہے۔مسئلہ (۶):جب کوئی سورت شروع کرے تو بے ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے۔مسئلہ

[1] چونکہ بنا کے شرائط و مسائل بہت نازک ہیں نیز اختلافی مسئلہ ہے اس لئے وہ سب مسائل چھوڑ دیئے گئے ہیں۔
[2] یعنی گلے کے اندر کھجلی ہونے لگے

(۷): جس کو نماز بالکل نہ آتی ہو یا نئی نئی مسلمان ہوئی ہو وہ سب جگہ سبحان اللہ سبحان اللہ وغیرہ پڑھتی رہے فرض ادا ہو جائے گی لیکن نماز برابر سیکھتی رہے اگر نماز سیکھنے میں کوتاہی کرے گی تو بہت گنہگار ہوگی۔

نماز توڑ دینے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱): قصداً یا بھولے سے نماز میں بول اٹھی تو نماز جاتی رہی۔ مسئلہ (۲): نماز میں آہ یا اوہ یا اُف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر جنت دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز نکل پڑی یا آہ یا اُف وغیرہ نکلی تو نماز نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۳): بے ضرورت کھکارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے البتہ لاچاری کے وقت کھکارنا درست ہے اور نماز نہیں جاتی۔ مسئلہ (۴): نماز میں چھینک آئی اس پر الحمدللہ کہا تو نماز نہیں گئی لیکن کہنا نہیں چاہئے اور اگر کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے نماز میں ہی اس کو یرحمک اللہ کہا تو نماز جاتی رہی۔ مسئلہ (۵): قرآن شریف میں دیکھ دیکھ کے پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ مسئلہ (۶): نماز میں اتنی مڑ گئی کہ سینہ قبلہ کی طرف سے پھر گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۷): کسی کے سلام کا جواب دیا اور وعلیکم السلام کہا تو نماز جاتی رہی۔ مسئلہ (۸): نماز کے اندر جوڑا باندھا تو نماز جاتی رہی۔ مسئلہ (۹): نماز میں کوئی چیز کھائی یا کچھ کھا پی لیا تو نماز جاتی رہی یہاں تک کہ اگر ایک تل یا دھر اٹھا کر کھا لیوے تو بھی نماز ٹوٹ جائے گی۔ البتہ اگر دھر او غیرہ کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اب اس کو نگل گئی تو اگر چنے سے کم ہو تب تو نماز ہو گئی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۱۰): منہ میں پان دبا ہوا ہے اور اسکی پیک حلق میں جاتی رہے تو نماز نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۱): کوئی میٹھی چیز کھائی پھر کلی کر کے نماز پڑھنے لگی لیکن منہ میں اس کا مزہ کچھ باقی ہے اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔ مسئلہ (۱۲): نماز میں کچھ خوشخبری سنی اور اس پر الحمدللہ کہہ دیا یا کسی کی موت کی خبر سنی اس پر ﴿ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ﴾ پڑھا تو نماز جاتی رہی۔ مسئلہ (۱۳): نماز میں بچے نے آکر دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہی البتہ اگر دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں گئی۔ مسئلہ (۱۴): کوئی لڑکا وغیرہ گر پڑا، اس کے گرتے وقت بسم اللہ کہہ دیا تو نماز جاتی رہی۔ مسئلہ (۱۵): اللہ اکبر کہتے وقت اللہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللہ اکبر کہا تو نماز جاتی رہی اسی طرح اگر اکبر کی بے کو بڑھا کر پڑھا اور اللہ اکبار کہا تو بھی نماز جاتی رہی۔ مسئلہ (۱۶): کسی خط یا کسی کتاب پر نظر پڑی اور اس کو اپنی زبان سے نہیں پڑھا لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گئی تو نماز نہیں ٹوٹی البتہ اگر زبان سے پڑھ لے تو نماز جاتی رہے گی۔ مسئلہ (۱۷): نمازی کے سامنے سے اگر کوئی چلا جائے یا کتا، بلی، بکری وغیرہ کوئی جانور نکل جائے تو نماز نہیں ٹوٹی لیکن سامنے سے جانیوالے آدمی کو بڑا گناہ ہوتا۔ اس لئے ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہئے جہاں آگے سے کوئی نہ نکلے اور پھرنے چلنے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ اور اگر ایسی الگ جگہ کوئی نہ ہو تو اپنے سامنے کوئی لکڑی گاڑے جو کم سے کم ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگلی موٹی ہو اور اس لکڑی کے پاس کھڑی ہو اور اس کو بالکل ناک کے سامنے نہ رکھے بلکہ داہنی یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے اگر کوئی لکڑی نہ

گاڑے تو اتنی ہی اونچی کوئی اور چیز سامنے رکھ لے جیسے مونڈھا تو اب سامنے سے جانا درست ہے کوئی گناہ نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۸): کسی ضرورت کی وجہ سے اگر قبلہ کی طرف ایک آدھ قدم آگے بڑھ گئی یا پیچھے ہٹ گئی لیکن سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھرا تو نماز درست ہوگئی لیکن اگر سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ جائے گی تو نماز نہ ہوگی۔

جو چیزیں نماز میں مکروہ اور منع ہیں ان کا بیان مسئلہ (۱): مکروہ وہ چیز ہے جس سے نماز تو نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے اور گناہ ہوتا ہے۔ مسئلہ (۲): اپنے کپڑے یا بدن یا زیور سے کھیلنا کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک دو مرتبہ ہاتھ سے برابر کر دینا اور ہٹا دینا درست ہے۔ مسئلہ (۳): نماز میں انگلیاں چٹخانا اور کولھے پر ہاتھ رکھنا اور داہنے بائیں منہ موڑ کے دیکھنا یہ سب مکروہ ہے البتہ اگر کن انکھیوں سے کچھ دیکھے اور گردن نہ پھیرے تو ویسا مکروہ تو نہیں ہے لیکن بلا سخت ضرورت کے ایسا کرنا بھی اچھا نہیں ہے۔ مسئلہ (۴): نماز میں دونوں پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا چار زانو بیٹھنا یا کتے کی طرح بیٹھنا یہ سب مکروہ ہے ہاں دکھ بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھنے کا حکم ہے اس طرح نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بیٹھ سکے بیٹھ جائے اس وقت کچھ مکروہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۵): سلام کے جواب میں ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور اگر زبان سے جواب دیا تو نماز ٹوٹ گئی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔ مسئلہ (۶): نماز میں ادھر ادھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا اور سنبھالنا کہ مٹی سے نہ بھرنے پاوے مکروہ ہے۔ مسئلہ (۷): جس جگہ یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنساوے گا یا خیال ہٹ جائے گا تو نماز میں بھول چوک ہو جائے گی، ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۸) اگر کوئی آگے بیٹھی باتیں کر رہی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو تو اس کے پیچھے اس کی پیٹھ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے لیکن اگر بیٹھنے والی کو اس سے تکلیف ہو اور وہ اس رک جانے سے گھبراوے تو ایسی حالت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے یا وہ اتنی زور زور سے باتیں کرتی ہو کہ نماز میں بھول جانے کا ڈر ہے تو وہاں نماز نہ پڑھنا چاہئے مکروہ ہے اور کسی کے منہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۹): اگر نمازی کے سامنے قرآن شریف یا تلوار لٹکی ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۰): جس فرش پر تصویریں بنی ہوں اس پر نماز ہو جاتی ہے لیکن تصویر پر سجدہ نہ کرے اور تصویر دار جانماز رکھنا مکروہ ہے اور تصویر کا گھر میں رکھنا بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر تصویر سر کے اوپر ہو یعنی چھت میں یا چھتری میں تصویر بنی ہو یا آگے کی طرف کو ہو یا داہنی طرف یا بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ ہے، اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں۔ لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے یا پوری تصویر نہ ہو بلکہ سر کٹا ہوا اور مٹا ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ایسی تصویر سے کسی صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی چاہے جس طرف ہو۔ مسئلہ (۱۲): تصویر دار کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۳): درخت یا مکان وغیرہ کسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو وہ مکروہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۴): نماز کے اندر آیتوں کا یا کسی چیز کا انگلیوں پر گننا مکروہ ہے البتہ اگر انگلیوں کو دبا کر گنتی یاد رکھے تو کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ (۱۵): دوسری رکعت کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کرنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۶): کسی نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے کوئی اور سورت کبھی نہ پڑھے۔ یہ بات مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۷): کندھے پر رومال

ڈال کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۸): بہت برے اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر دوسرے کپڑے نہ ہوں تو جائز ہے۔ مسئلہ (۱۹): پیسہ کوڑی وغیرہ کوئی چیز منہ میں لیکر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر ایسی چیز ہو کہ نماز میں قرآن شریف وغیرہ نہیں پڑھ سکتی تو نماز نہیں ہوئی ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۲۰): جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہوا ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۲۱): جب بہت بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھا لے تب نماز پڑھے بے کھانا کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت تنگ ہونے لگے تو پہلے نماز پڑھ لے۔ مسئلہ (۲۲): آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں دل خوب لگے تو بند کر کے پڑھنے میں بھی کوئی برائی نہیں۔ مسئلہ (۲۳): بے ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو درست ہے جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آ گیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے یا کپڑے میں لیکر مل ڈالے اور داہنی طرف اور قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔ مسئلہ (۲۴): نماز میں کھٹمل نے کاٹ کھایا تو اس کو پکڑ کے چھوڑ دے۔ نماز پڑھنے میں مارنا اچھا نہیں اور اگر کھٹمل نے ابھی کاٹا نہیں ہے تو اس کو نہ پکڑے بے کاٹے پکڑنا بھی مکروہ ہے۔ مسئلہ (۲۵): فرض نماز میں بے ضرورت دیوار وغیرہ کسی چیز کے سہارے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۲۶): ابھی سورت پوری ختم نہیں ہوئی دو ایک کلمے رہ گئے تھے کہ جلدی کے مارے رکوع میں چلی گئی اور سورت کو رکوع میں جا کر ختم کیا تو نماز مکروہ ہوئی۔ مسئلہ (۲۷): اگر سجدہ کی جگہ پیر سے اونچی ہو جیسے کوئی دہلیز پر سجدہ کرے تو دیکھو کتنی اونچی ہے۔ اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہے تو نماز درست نہ ہوگی۔ اور اگر ایک بالشت یا اس سے کم ہے تو نماز درست ہے، لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

جن وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے، ان کا بیان: مسئلہ (۱): نماز پڑھتے میں ریل چل دے اور اس پر اپنا اسباب رکھا ہوا ہے یا بال بچے سوار ہیں تو نماز توڑ کے بیٹھ جانا درست ہے۔ مسئلہ (۲): سامنے سانپ آ گیا تو اس کے ڈر سے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۳): نماز میں کسی نے جوتی اٹھا لی اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گی تو لیکر بھاگ جائے گا تو اس کیلئے نماز توڑ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۴): رات کو مرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آ گئی تو اس کے خوف سے نماز توڑ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۵): کوئی نماز میں ہے اور ہانڈی ابلنے لگی جس کی لاگت تین چار آنے ہے تو نماز توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے غرض کہ جب ایسی چیز کے ضائع ہو جانے یا خراب ہونے کا ڈر ہے جسکی قیمت تین چار آنے ہو تو اس کی حفاظت کیلئے نماز توڑ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۶): اگر نماز میں پیشاب یا پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دے اور فراغت کر کے پھر پڑھے۔ مسئلہ (۷): کوئی اندھی عورت یا مرد جا رہا ہے اور آگے کنواں ہے اور اس میں گر پڑنے کا ڈر ہے اس کے بچانے کیلئے نماز توڑ دینا فرض ہے اگر نماز نہیں توڑی اور وہ گر کے مر گیا تو گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۸): کسی بچے وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو اس کیلئے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔ مسئلہ (۹): ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے، جیسے کسی کا باپ ماں وغیرہ بیمار ہے اور پاخانہ وغیرہ کسی ضرورت سے گیا اور آتے میں یا

جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اسے اٹھا لے لیکن اگر کوئی اور اٹھانے والا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔ مسئلہ (۱۰): اور اگر ابھی گرا بھی نہیں ہے لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اس نے اس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔ مسئلہ (۱۱): اور اگر کسی ایسی ضرورت کیلئے نہیں پکارا یونہی پکارا ہے تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۲): اور اگر نفل یا سنت پڑھتی ہو اس وقت ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی پکاریں لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ فلانی نماز پڑھتی ہے تو ایسے وقت بھی نماز کو توڑ کر ان کی بات کا جواب دینا واجب ہے چاہے کسی مصیبت سے پکاریں اور چاہے بے ضرورت پکاریں۔ دونوں کا ایک حکم ہے اگر نماز توڑ کے نہ بولے تو گناہ ہوگا اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتی ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور ان کو تکلیف ہونے کا ڈر ہو تو نماز توڑ دے۔

وتر نماز کا بیان

مسئلہ (۱): وتر کی نماز واجب ہے اور واجب کا مرتبہ قریب قریب فرض کے ہے۔ چھوٹ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے اور اگر کبھی چھوٹ جائے تو جب موقع ملے فوراً اس کی قضا پڑھنی چاہئے۔ مسئلہ (۲): وتر کی تین رکعتیں ہیں۔ دو رکعتیں پڑھ کے بیٹھے اور التحیات پڑھے اور درود بالکل نہ پڑھے بلکہ التحیات پڑھ چکنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑی ہو اور الحمد اور سورت پڑھ کر اللہ اکبر کہے اور کندھے تک ہاتھ اٹھاوے [1] اور پھر ہاتھ باندھ لے۔ پھر دعائے قنوت پڑھ کے رکوع کرے اور تیسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے سلام پھیرے۔ مسئلہ (۳): دعائے قنوت یہ ہے۔ ﴿اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَانَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ﴾ مسئلہ (۴): وتر کی تینوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا چاہئے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا ہے۔ مسئلہ (۵): اگر تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گئی اور جب رکوع میں چلی گئی تب یاد آیا تو اب دعائے قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے ختم پر سجدہ سہو کرے اور اگر رکوع چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور دعائے قنوت پڑھ لے تب بھی خیر نماز ہوگئی لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے تھا اور سجدہ سہو کرنا اس صورت میں بھی واجب ہے۔ مسئلہ (۶): اگر بھولے سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گئی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تیسری رکعت میں پھر پڑھنا چاہئے اور سجدہ سہو بھی کرنا پڑے گا۔ مسئلہ (۷): جس کو دعائے قنوت یاد نہ ہو یہ پڑھ لیا کرے۔ ﴿رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾ یا تین دفعہ یہ کہہ لیوے۔ ﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ﴾ یا تین دفعہ ﴿یَا رَبِّ یَا رَبِّ﴾ کہہ لیوے تو نماز ہو جائے گی۔

سُنّت اور نفل نمازوں کا بیان

---

[1] مرد کان کی لو تک ہاتھ اٹھائیں ۱۲ منہ

مسئلہ (۱): فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت نماز سنت ہے۔ حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے کبھی اس کو نہ چھوڑے۔ اگر کسی دن دیر ہو گئی اور نماز کا وقت بالکل اخیر ہو گیا تو ایسی مجبوری کے وقت فقط دو رکعت فرض پڑھ لیوے لیکن جب سورج نکل جائے اور اونچا ہو جائے تو سنت کی دو رکعت قضا پڑھ لے۔ مسئلہ (۲): ظہر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سنت ظہر کے وقت کی یہ چھ رکعتیں بھی ضروری ہیں۔ ان کے پڑھنے کی بہت تاکید آئی ہے بے وجہ چھوڑ دینے سے گناہ ہوتا ہے۔ مسئلہ (۳): عصر کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض پڑھے۔ لیکن عصر کے وقت کی سنتوں کی تاکید نہیں ہے۔ اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا اور جو کوئی پڑھے اس کو بہت ثواب ملتا ہے۔ مسئلہ (۴): مغرب کے وقت پہلے تین رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں بھی ضروری ہیں نہ پڑھنے سے گناہ ہوگا۔ مسئلہ (۵): عشاء کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار رکعت سنت پڑھے پھر چار رکعت فرض۔ پھر دو رکعت سنت پڑھے پھر اگر جی چاہے تو دو رکعت نفل بھی پڑھ لے۔ اس حساب سے عشاء کی چھ رکعت سنت ہوئیں اور اگر کوئی اتنی رکعتیں نہ پڑھے تو پہلے چار رکعت فرض پڑھے پھر دو رکعت سنت پڑھے پھر وتر پڑھے۔ عشاء کے بعد دو رکعتیں پڑھنا ضروری ہیں نہ پڑھے گی تو گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۶): رمضان شریف کے مہینے میں تراویح کی نماز بھی سنت ہے اسکی بھی تاکید آئی ہے اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔ عورتیں تراویح کی نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ عشاء کے فرض اور دو سنتوں کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھنا چاہئے۔ چاہے دو رکعت کی نیت باندھے چاہے چار رکعت کی[1] مگر دو دو رکعت پڑھنا اولیٰ ہے جب بیسوں رکعت پڑھ چکے تو پھر وتر پڑھے۔ فائدہ:۔ جن سنتوں کا پڑھنا ضروری ہے ان کو سنت موکدہ کہلاتی ہیں۔ اور رات دن میں ایسی سنتیں بارہ ہیں، دو فجر کی چار ظہر سے پہلے، دو ظہر کے بعد، دو مغرب کے بعد اور دو عشاء کے بعد اور رمضان میں تراویح اور بعض عالموں نے تہجد کو بھی موکدہ میں گنا ہے۔ مسئلہ (۷): اتنی نمازیں تو شرع کی طرف سے مقرر ہیں۔ اگر اس سے زیادہ پڑھنے کو کسی کا دل چاہے تو جتنا چاہے زیادہ پڑھے اور جس وقت چاہے پڑھے۔ اتنا خیال رکھے کہ جن وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے۔ فرض اور سنت کے سوائے جو کچھ پڑھے گی اس کو نفل کہتے ہیں جتنی زیادہ نفلیں پڑھے گی اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا۔ اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ بعض خدا کے بندے ایسے ہوئے ہیں کہ ساری رات نفلیں پڑھا کرتے تھے اور بالکل نہیں سوتے تھے۔ مسئلہ (۸): بعض نفلوں کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے اس لئے اور نفلوں سے ان کا پڑھنا بہتر ہے کہ تھوڑی سی محنت میں بہت ثواب ملتا ہے وہ یہ ہیں تحیۃ الوضو

---

[1] مراقی الفلاح میں ہے کہ ہر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر ملا دے یعنی دو رکعت سے زیادہ ایک سلام میں پڑھے اگر ہر دو رکعت پر التحیات پڑھے تو درست ہے۔ زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ دیدہ و دانستہ ایسا کرنا مکروہ ہے اور تراویح صحیح ہو جائے گی۔ سب رکعتیں حساب میں آئیں گی اور اگر ہر رکعت پر نہ بیٹھے صرف آخر میں بیس رکعت پوری کر کے بیٹھے چار رکعت پر بیٹھے تو دو ہی رکعت محسوب ہونگی۔

اشراق، چاشت، اوابین، تہجد صلوٰۃ التسبیح۔ مسئلہ (۹): تحیۃ الوضوء اس کو کہتے ہیں کہ جب کبھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو رکعت نفل پڑھ لیا کرے۔ حدیث شریف میں اسکی بڑی فضیلت آئی ہے لیکن جب وقت نفل نماز مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے۔ مسئلہ (۱۰): اشراق کی نماز کا یہ طریقہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو جائے نماز پر سے نہ اٹھے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے درود شریف یا کلمہ یا کوئی اور وظیفہ پڑھتی رہے اور اللہ کی یاد میں لگی رہے۔ دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے نہ دنیا کا کوئی کام کرے۔ جب سورج نکل آئے اونچا ہو جائے تو دو رکعت یا چار رکعت پڑھ لے تو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے اور اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیا کے دھندے میں لگ گئی پھر سورج اونچا ہو جانے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تو بھی درست ہے۔ لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔ مسئلہ (۱۱): پھر جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جائے اور دھوپ تیز ہو جائے تب کم سے کم دو رکعت پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے۔ یعنی چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھے اس کو چاشت کہتے ہیں اس کا بھی بہت ثواب ہے۔ مسئلہ (۱۲): مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد کم سے کم چھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس رکعتیں پڑھے اس کو اوابین کہتے ہیں۔ مسئلہ (۱۳): آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے کا بڑا ہی ثواب ہے اسی کو تہجد کہتے ہیں۔ یہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور سب سے زیادہ اس کا ثواب ملتا ہے۔ تہجد کی کم سے کم چار رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ نہ ہو تو دو ہی رکعتیں سہی۔ اگر آدھی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے مگر ویسا ثواب نہ ہوگا اس کے سوا بھی رات دن جتنی پڑھنی چاہے نفلیں پڑھے۔ مسئلہ (۱۴): صلوٰۃ التسبیح کا حدیث شریف میں بڑا ثواب آیا ہے اور اس کے پڑھنے سے بے انتہا ثواب ملتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ نماز سکھائی تھی اور فرمایا تھا کہ اس کے پڑھنے سے تمہارے سب گناہ اگلے پچھلے نئے پرانے چھوٹے بڑے سب معاف ہو جائیں گے اور فرمایا تھا کہ اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک بار پڑھ لیا کرو۔ اگر ہفتہ میں نہ ہو سکے تو ہر مہینہ پڑھ لیا کرو اور ہر مہینہ نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار رکعت کی نیت باندھے اور ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور اَلْحَمْدُ﴾ اور سورت جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ دفعہ یہ پڑھے ﴿سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرْ﴾ پھر رکوع میں جائے اور ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْم﴾ کہنے کے بعد دس دفعہ پھر یہی پڑھے پھر رکوع سے اٹھے اور ﴿سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ﴾ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے پھر سجدے میں جائے اور ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی﴾ کے بعد پھر دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کے دس دفعہ پڑھے اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی دس دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھے اور دس دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کیلئے کھڑی ہو۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھے اور جب دوسری رکعت میں التحیات کیلئے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس دفعہ پڑھ لے تب التحیات پڑھے۔ اسی طرح چاروں رکعتیں پڑھے۔ مسئلہ (۱۵): ان چاروں رکعتوں میں جو سورت چاہے

پڑھے کوئی سورت مقرر نہیں۔ مسئلہ (۱۶): اگر کسی رکن میں تسبیحات بھول کر کم پڑھی گئیں یا بالکل ہی چھوٹ گئیں تو اگلے رکن میں ان بھولی ہوئی تسبیحات کو بھی پڑھ لے۔ مثلاً رکوع میں دس مرتبہ تسبیح پڑھنا بھول گئی اور سجدہ میں یاد آیا تو سجدہ میں یہ بھولی ہوئی دس بھی پڑھے اور سجدہ کی دس بھی پڑھے گویا ایسی صورت میں سجدہ میں بیس تسبیحیں پڑھے۔ بس یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایک رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے اور چاروں رکعتوں میں تین سو مرتبہ سو اگر چاروں رکعتوں میں تین سو کا عدد پورا ہو گیا تو انشاء اللہ صلوٰۃ التسبیح کا ثواب ملے گا اور اگر چاروں رکعتوں میں بھی تین سو کا عدد پورا نہ ہو سکا تو پھر یہ نماز نفل ہو جائے گی صلوٰۃ التسبیح نہ رہے گی۔ مسئلہ (۱۷): اگر صلوٰۃ التسبیح میں کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہو گیا تو سہو کے دونوں سجدوں میں اور ان کے بعد کے قعدہ میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں گی۔ مسئلہ (۱۸): تسبیحات کے بھول کر چھوٹ جانے یا کم ہو جانے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

فصل: مسئلہ (۱): دن کو نفلیں پڑھے تو چاہے دو دو رکعت کی نیت باندھے اور چاہے چار چار رکعت کی نیت باندھے اور دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ ہے اور اگر رات کو ایک دم سے چھ چھ یا آٹھ آٹھ رکعت کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے اور اس سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ (۲): اگر چار رکعتوں کی نیت باندھے اور چاروں پڑھنی بھی چاہے تو جب دو رکعت پڑھ کے بیٹھے اس وقت اختیار ہے چاہے التحیات کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھے پھر بے سلام پھیرے اٹھ کھڑی ہو پھر تیسری رکعت پر ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ﴾ پڑھ کے اعوذ و بسم اللہ کہہ کے الحمد شروع کرے اور چاہے صرف التحیات پڑھ کر اٹھ کھڑی ہو اور تیسری رکعت پر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیرے اور اگر آٹھ رکعت کی نیت باندھے ہے اور آٹھوں رکعتیں ایک سلام سے پوری کرنا چاہے تو چوتھی رکعت پر سلام نہ پھیرے اور اسی طرح دونوں باتیں اب بھی درست ہیں چاہے التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے کھڑی ہو جائے اور پھر ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ﴾ پڑھے اور چاہے صرف التحیات پڑھ کر کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد للہ سے شروع کر دے اور اسی طرح چھٹی رکعت میں بیٹھ کر بھی چاہے التحیات درود، دعا سب کچھ پڑھ کے کھڑی ہو پھر ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ﴾ پڑھے اور چاہے فقط التحیات پڑھ کے کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سب کچھ پڑھ کے سلام پھیرے اسی طرح ہر دو دو رکعت پر ان دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ مسئلہ (۳): سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے اگر قصداً سورت نہ ملاوے گی تو گنہگار ہوگی اور اگر بھول گئی تو سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور سجدہ سہو کا بیان آگے آویگا۔ مسئلہ (۴): نفل نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کا پورا کرنا واجب ہو گیا اگر توڑ دے گی تو گنہگار ہوگی اور جو نماز توڑی ہے اس کی قضا پڑھنا پڑھے گی لیکن نفل کی ہر دو رکعت الگ الگ ہیں اگر چار یا چھ رکعت کی نیت باندھے تو فقط دو ہی رکعت کا پورا کرنا

واجب ہوا چاروں رکعتیں واجب نہیں ہوئیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی پھر دو رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔ مسئلہ (۵): اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔ مسئلہ (۶): اور اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعت پڑھ چکی تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر اس نے التحیات وغیرہ پڑھی ہے تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھی بے التحیات پڑھے بھولے سے کھڑی ہوگئی یا قصداً کھڑی ہوگئی تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔ مسئلہ (۷): ظہر کی چار رکعت سنت کی نیت اگر ٹوٹ جائے تو پوری چار رکعتیں پھر سے پڑھے چاہے دو رکعت پر بیٹھ کے التحیات پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔ مسئلہ (۸): نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لئے کھڑی ہو کر پڑھنا بہتر ہے اس میں وتر کے بعد کی نفلیں بھی آ گئیں۔ البتہ بیماری کی وجہ سے کھڑی نہ ہو سکے تو پورا ثواب ملے گا اور فرض نماز اور سنت جب تک مجبوری نہ ہو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔ مسئلہ (۹): اگر نفل نماز کو بیٹھ کر شروع کیا پھر کچھ بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑی ہوگئی یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): نفل نماز کھڑے ہو کر شروع کی پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گئی یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۱): نفل نماز کھڑے کھڑے پڑھی لیکن ضعف کی وجہ سے تھک گئی تو کسی لاٹھی یا دیوار کی ٹیک لگا لینا اور اس کے سہارے کھڑا ہونا بھی درست ہے مکروہ نہیں۔

استخارہ کی نماز کا بیان

مسئلہ (۱): جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح لے لے۔ اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بے استخارہ کئے نہ کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کئے پر پشیمان نہ ہوگی۔ مسئلہ (۲): استخارہ کی نماز کا یہ طریقہ ہے کہ پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ اس کے بعد خوب دل لگا کر یہ دعا پڑھے ﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدُرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدُرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ﴾ اور جب ھٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے جس پر لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کرے جس کیلئے استخارہ کرنا چاہتی ہے اس کے بعد پاک وصاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جائے۔ جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آئے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہئے۔ مسئلہ (۳): اگر ایک دن

میں کچھ معلوم نہ ہوا اور دل کا خلجان اور تردد نہ جائے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے اسی طرح سات دن تک کرے انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی برائی معلوم ہو جائے گی۔ مسئلہ (۴): اگر حج کیلئے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلانے دن جاؤں یا نہ جاؤں۔

نمازِ توبہ کا بیان

اگر کوئی بات خلاف شرع ہو جائے تو دو رکعت نماز نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑا کر اس سے توبہ کرے اور اپنے کئے پر پچھتاوے اور اللہ تعالیٰ سے معاف کراوے اور آئندہ کیلئے پکا ارادہ کرے کہ اب کبھی نہ کروں گی اس سے وہ گناہ بفضلِ خدا معاف ہو جاتا ہے۔

قضا نمازوں کے پڑھنے کا بیان

مسئلہ (۱): جسکی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آئے فوراً اس کی قضا پڑھے بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے سو جس کی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اس نے فوراً اسکی قضا نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا تیسرے دن پر ٹال دیا کہ فلانے دن پڑھ لوں گی اور اس دن سے پہلے ہی اچانک موت سے مر گئی تو دوہرا گناہ ہوا ایک تو نماز کے قضا ہو جانے کا اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔ مسئلہ (۲): اگر کسی کی کئی نمازیں قضا ہو گئیں تو جہاں تک ہو سکے جلدی سے سب کی قضا پڑھ لے ہو سکے تو ہمت کر کے ایک ہی وقت سب کی قضا پڑھ لے یہ ضروری نہیں ہے کہ ظہر کی قضا ظہر کے وقت پڑھے اور عصر کی قضا عصر کے وقت اور اگر بہت سی نمازیں کئی مہینے یا کئی برس کی قضا ہوں تو ان کی قضا میں بھی جہاں تک ہو سکے جلدی کرے۔ ایک ایک وقت دو دو چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے۔ اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی یہ بہت کم درجہ کی بات ہے۔ مسئلہ (۳): قضا پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھ لے۔ البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت پر نہ ہو۔ مسئلہ (۴): جس کی ایک ہی نماز قضا ہوئی اس سے پہلے کوئی نماز اسکی قضا نہیں ہوئی یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں لیکن سب کی قضا پڑھ چکی ہے۔ فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنا باقی ہے تو پہلے اسکی قضا پڑھ لے تب کوئی ادا نماز پڑھے اگر بغیر قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے۔ ہاں اگر قضا پڑھنا یاد نہیں رہا بالکل بھول گئی تو ادا درست ہو گئی۔ اب جب یاد آئے تو فقط قضا پڑھ لے ادا کو نہ دوہرائے۔ مسئلہ (۵): اگر وقت بہت تنگ ہے کہ اگر قضا پہلے پڑھے گی تو ادا نماز کا وقت باقی نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھ لے تب قضا پڑھے۔ مسئلہ (۶): اگر دو یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمہ کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے یعنی عمر بھر میں جب سے جوان ہوئی ہے کبھی کوئی نماز قضا نہ ہوئی یا قضا تو ہو گئی لیکن سب کی قضا پڑھ چکی ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز

سب سے اول چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی
سی طرح ترتیب سے پانچوں قضا پڑھے۔

جیسے کسی نے پورے ایک دن کی نمازیں نہیں پڑھیں، فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء یہ پانچوں
نمازیں چھوٹ گئیں تو پہلے فجر پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشاء اسی ترتیب سے قضا پڑھے اگر پہلے فجر کی قضا
نہیں پڑھی بلکہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی یا اور کوئی تو درست نہیں ہوئی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔ مسئلہ (۷): اگر کسی
کی چھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب بے ان کے قضا پڑھے ہوئے بھی ادا نماز پڑھنا جائز ہے اور جب ان چھ
نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے پہلے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو چاہے
پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۸): دو
چار مہینہ یا دو چار برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہو گئی تھیں اور اب تک ان کی قضا نہیں پڑھی لیکن
اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتی رہی کبھی قضا نہیں ہونے پائی۔ مدت کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی تو اس
صورت میں بھی بغیر اگلی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنا درست ہے اور ترتیب واجب نہیں۔ مسئلہ (۹): کسی
کے ذمہ چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنا اس پر واجب نہیں تھا لیکن اس نے
ایک ایک دو دو کر کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب کسی نماز کی قضا پڑھنا باقی نہیں رہی تو اب پھر جب ایک نماز یا
پانچ نمازیں قضا ہو جائیں تو ترتیب سے پڑھنا پڑے گا اور بے ان پانچوں کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنا درست
نہیں۔ البتہ اب پھر اگر چھ نمازیں چھوٹ جائیں تو پھر ترتیب معاف ہو جائے گی اور بغیر ان چھ نمازوں کی قضا
پڑھے بھی ادا پڑھنا درست ہوگا۔ مسئلہ (۱۰): کسی کی بہت سی نمازیں قضا ہو گئی تھیں اس نے تھوڑی تھوڑی کر
کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب فقط چار پانچ نمازیں رہ گئیں تو اب ان چار پانچ نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا
واجب نہیں ہے بلکہ اختیار ہے جس طرح جی چاہے پڑھے اور بغیر ان باقی نمازوں کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا
نماز پڑھ لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر وتر کی نماز قضا ہو گئی اور سوائے وتر کے کوئی اور نماز اس کے
ذمہ قضا نہیں ہے تو بغیر وتر کی قضا نماز پڑھے ہوئے فجر کی نماز پڑھ لینا درست نہیں ہے اگر وتر کا قضا ہونا یاد ہو
پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے بلکہ فجر کی نماز پڑھ لے تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز پھر پڑھنا پڑے گی۔ مسئلہ
(۱۲): فقط عشاء کی نماز پڑھ کے سو رہی پھر تہجد کے وقت اٹھی اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی تو پھر صبح کو یاد
آیا کہ عشاء کی نماز بھولے سے بے وضو پڑھ لی تھی تو اب فقط عشاء کی قضا پڑھے وتر کی قضا نہ پڑھے۔ مسئلہ (
۱۳): قضا فقط فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے سنتوں کی قضا نہیں ہے۔ البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے تو
اگر دوپہر سے پہلے پہلے قضا پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط
دو رکعت فرض کی قضا پڑھے۔ مسئلہ (۱۴): اگر فجر کا وقت تنگ ہو گیا اس لئے فقط دو رکعت فرض پڑھ لئے
سنت چھوڑ دی تو بہتر یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضا پڑھ لے لیکن دوپہر سے پہلے ہی پہلے
پڑھ لے۔ مسئلہ (۱۵): کسی بے نمازی نے توبہ کی تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضا ہوئی ہیں سب کی قضا پڑھنا

واجب ہے، توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہو گیا اب ان کی قضا نہ پڑھے گی تو پھر گنہگار ہو گی۔ مسئلہ (۱۶): اگر کسی کی کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور انکی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی وصیت کر جانا واجب ہے نہیں تو گنہگار ہوگا اور نماز کے فدیہ کا بیان روزہ کے فدیہ کے ساتھ آویگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

سجدہ سہو کا بیان

مسئلہ (۱): نماز میں جتنی چیزیں واجب ہیں ان میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔ مسئلہ (۲): اگر بھولے سے کوئی نماز کا فرض چھوٹ جائے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہو گی پھر سے نماز پڑھے۔ مسئلہ (۳): سجدہ سہو کرنیکا طریقہ یہ ہے کہ آخر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کے ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔ مسئلہ (۴): اگر کسی نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدہ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گئی اور نماز ہو گئی۔ مسئلہ (۵): اگر بھولے سے دو رکوع کر لئے یا تین سجدہ کر لئے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۶): نماز میں الحمد پڑھنا بھول گئی فقط سورۃ پڑھی یا پہلے سورۃ پڑھی اور پھر الحمد پڑھی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۷): فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گئی تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملاوے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورت ملاوے اور سجدہ سہو کرے اور اگر پچھلی دو رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں بالکل اخیر رکعت میں التحیات پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تب بھی سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جائے گی۔ مسئلہ (۸): سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں سورت کا ملانا واجب ہے اس لئے اگر کسی رکعت میں سورت ملانا بھول جائے تو سجدہ سہو کرے۔ مسئلہ (۹): الحمد پڑھ کے سوچنے لگی کہ کونسی سورت پڑھوں اور اس سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے تو بھی سجدہ سہو واجب ہے۔ مسئلہ (۱۰): اگر بالکل اخیر رکعت میں التحیات اور درود پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اسی سوچ میں خاموش بیٹھی رہی اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین دفعہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے۔ پھر یاد آ گیا کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لیں تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۱): جب الحمد اور سورت پڑھ چکی اور بھولے سے کچھ سوچنے لگی اور رکوع کرنے میں اتنی دیر ہو گئی جتنی کہ اوپر بیان ہوئی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۲): اسی طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رک گئی اور کچھ سوچنے لگی اور سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب دوسری یا چوتھی رکعت پر التحیات کیلئے بیٹھی تو فوراً التحیات نہیں شروع کی کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب رکوع سے اٹھی تو دیر تک کھڑی

سوچا کی یا دونوں سجدوں کے بیچ میں جب بیٹھی تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگادی تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے غرض کہ جب بھولے سے کسی بات کے کرنے میں دیر کردے گی یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جائے گی تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔ مسئلہ (۱۳): تین رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز ادا پڑھ رہی ہو یا قضا اور وتروں میں اور ظہر کی پہلی سنتوں کی چار رکعتوں میں جب دو رکعت پر التحیات کیلئے بیٹھی تو دو دفعہ التحیات پڑھ گئی تو بھی سجدہ سہو واجب ہے اور اگر التحیات کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گئی اللھم صل علیٰ محمد یا اس سے زیادہ پڑھ گئی تب یاد آیا اور اٹھ کھڑی ہوئی تو بھی سجدہ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴): نفل نماز یا سنت کی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے اس لئے کہ نفل اور سنت کی نماز میں درود شریف کے پڑھنے سے سجدہ سہو کا نہیں ہوتا البتہ اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جائے تو نفل اور سنت کی نماز میں بھی سجدہ سہو واجب ہے۔ مسئلہ (۱۵): التحیات پڑھنے بیٹھی مگر بھولے سے التحیات کی جگہ کچھ اور پڑھ گئی یا الحمد پڑھنے لگی تو بھی سہو کا سجدہ واجب ہے۔ مسئلہ (۱۶): نیت باندھنے کے بعد ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ﴾ کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگی تو سہو کا سجدہ واجب نہیں اسی طرح فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر ﴿اَلْحَمْدُ﴾ کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگی تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۷): تین رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گئی اور دو رکعت پڑھ کے تیسری رکعت کیلئے کھڑی ہوگئی تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑی ہو اور ایسی حالت میں سجدہ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہوگیا تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑی ہوکر چاروں رکعتیں پڑھ لیوے۔ فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے اگر سیدھی کھڑی ہو جانے کے بعد پھر لوٹ جائے گی اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گی تو گنہگار ہوگی اور سجدہ سہو کرنا اب بھی واجب ہوگا۔ مسئلہ (۱۸): اگر چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گئی تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات و درود وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر سیدھی کھڑی ہوگئی ہو تب بھی بیٹھ جائے بلکہ اگر الحمد اور سورت بھی پڑھ چکی ہو یا رکوع بھی کر چکی ہو تب بھی بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کے سجدہ سہو کرے البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچوں رکعت کا سجدہ کرلیا تو فرض نماز پھر سے پڑھے یہ نماز نفل ہوگئی ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ رکعت کر لے اور سجدہ سہو نہ کرے اور اگر ایک رکعت اور نہیں ملائی اور پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہوگئیں اور ایک رکعت اکارت گئی۔ مسئلہ (۱۹): اگر چوتھی رکعت پر بیٹھی اور التحیات پڑھ کے کھڑی ہوگئی تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جب یاد آئے بیٹھ جائے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر ترت سلام پھیر کے سجدہ سہو کرے اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکی تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے چھ کر لے۔ چار فرض ہوگئے اور دو نفل اور چھٹی رکعت پر سجدہ سہو بھی کرے اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور اگر سجدہ سہو کرلیا تو برا کیا چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت گئی۔ مسئلہ (۲۰): اگر چار رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گئی تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہئے اور اگر سجدہ کرلیا تو خیر تب بھی

نماز ہوگئی اور سجدہ سہوان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔ مسئلہ (۲۱): اگر نماز میں شک ہوگیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں تو اگر یہ شک اتفاق سے ہوگیا ہے ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے۔ اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہو تو ایک اور پڑھ لے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے اور اگر سوچنے کے بعد بھی دونوں طرف برابر خیال رہے نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے اور نہ چار کی طرف تو تین ہی رکعتیں سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھ لے لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی بیٹھ کر التحیات پڑھے تب کھڑی ہو کر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو بھی کرے۔ مسئلہ (۲۲): اگر یہ شک ہوا کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اتفاق سے یہ شک پڑا ہو تو پھر سے پڑھے اور اکثر شک پڑ جاتا ہے تو جدھر زیادہ گمان جائے اس کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف برابر گمان رہے کسی طرف زیادہ نہ ہو تو ایک ہی سمجھے لیکن اس پہلی رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھے کہ شاید دوسری رکعت ہو اور دوسری رکعت پڑھ کے پھر بیٹھے اور اس میں الحمد کے ساتھ سورت بھی ملاوے۔ پھر تیسری رکعت پڑھ کے بھی بیٹھے کہ شاید یہی چوتھی ہو۔ پھر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔ مسئلہ (۲۳): اگر یہ شک ہوا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر دونوں گمان برابر درجہ کے ہوں تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر تیسری رکعت پڑھے اور پھر بیٹھ کر التحیات پڑھے کہ شاید یہی چوتھی ہو یا پھر چوتھی پڑھے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔ مسئلہ (۲۴): اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں نماز ہوگئی۔ البتہ اگر ٹھیک یاد آ جائے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑی ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور سجدہ سہو کر لے۔ اور اگر پڑھ کے بول پڑی ہو یا اور کوئی ایسی بات کی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے۔ اسی طرح اگر التحیات پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس کا یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آئے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک نکل جائے اور شبہ باقی نہ رہے۔ مسئلہ (۲۵): اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو گئیں جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سب کی طرف سے ہو جائیگا۔ ایک نماز میں دو دفعہ سجدہ سہو نہیں کیا جاتا۔ مسئلہ (۲۶): سجدہ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی بات ایسی ہوگئی جس سے سجدہ واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدہ سہو کافی ہے اب پھر سجدہ سہو نہ کرے۔ مسئلہ (۲۷): نماز میں کچھ بھول گئی تھی جس سے سجدہ سہو واجب تھا لیکن سجدہ سہو کرنا بھول گئی اور دوسری طرف سلام پھیر دیا لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھی ہے اور سینہ قبلہ کی طرف نہیں پھیرا نہ کسی سے کچھ بولی نہ کوئی اور ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب سجدہ سہو کر لے۔ بلکہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ یا کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگی ہو تب بھی کچھ حرج نہیں۔ اب سجدہ سہو کر لے تو نماز ہو جائے گی۔ مسئلہ (۲۸): سجدہ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدہ سہو نہ کرونگی تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے سجدہ سہو کر لینے کا اختیار رہتا

ہے۔ مسئلہ (۲۹): چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کر لے اور سجدہ سہو کرے البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔ مسئلہ (۳۰): بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گئی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں تیسری رکعت میں پھر پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔ مسئلہ (۳۱): وتر کی نماز میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجہ کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور بیٹھ کر التحیات کے بعد کھڑی ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی دعائے قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدہ سہو کر لے۔ مسئلہ (۳۲): وتر میں دعائے قنوت کی جگہ ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ﴾ پڑھ گئی۔ پھر جب یاد آیا تو دعائے قنوت پڑھی تو سجدہ سہو کا واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۳۳): وتر میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گئی سورت پڑھ کے رکوع میں چلی گئی تو سجدہ سہو واجب ہے۔ مسئلہ (۳۴): ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ﴾ پڑھ کے دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھ گئیں تو کچھ ڈر نہیں اور سجدہ سہو واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۵): فرض نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں سورت ملائی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۶): نماز کے اول میں ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ﴾ پڑھنا بھول گئی یا رکوع میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ﴾ نہیں پڑھا یا سجدہ میں ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی﴾ نہیں کہا یا رکوع سے اٹھ کر ﴿سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ﴾ کہنا یاد نہیں رہا۔ نیت باندھتے وقت کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھائے یا اخیر رکعت میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی یوں ہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۳۷): فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنا بھول گئی چپکے کھڑی رہ کے رکوع میں چلی گئی تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں۔ مسئلہ (۳۸): جن چیزوں کو بھول کر کرنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اگر ان کو کوئی قصداً کرے تو سجدہ سہو واجب نہیں رہا بلکہ نماز پھر سے پڑھے اگر سجدہ سہو کر بھی لیا تب بھی نماز نہیں ہوئی۔ جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب جب ان کو بھول کر چھوڑ دینے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

سجدہ تلاوت کا بیان

مسئلہ (۱): قرآن شریف میں سجدے تلاوت کے چودہ ہیں جہاں جہاں کلام مجید کے کنارے پر سجدہ لکھا ہوتا ہے اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اس سجدہ کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): سجدہ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کے سجدہ کرے اور اللہ اکبر کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے۔ سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کے پھر اللہ اکبر کہہ کے سر اٹھا لے پس سجدہ تلاوت ادا ہو گیا۔ مسئلہ (۳): بہتر یہ ہے کہ کھڑی ہو کر اول اللہ اکبر کہہ کے سجدہ میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کے کھڑی ہو جائے اور اگر بیٹھ کر اللہ اکبر کہہ کے سجدہ میں جائے پھر اللہ اکبر کہہ کے اٹھ بیٹھے کھڑی نہ ہو تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۴): سجدہ کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے اس پر بھی

واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو اور بغیر قصد کے سجدہ کی آیت سن لی ہو۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو آہستہ سے پڑھے، تا کہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔ مسئلہ (۵): جو چیزیں نماز کیلئے شرط ہیں وہ سجدہ تلاوت کیلئے بھی شرط ہیں یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ کی طرف سجدہ کرنا وغیرہ۔ مسئلہ (٦): جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدہ تلاوت بھی کرنا چاہئے بعض عورتیں قرآن شریف ہی پر سجدہ کر لیتی ہیں اس سے سجدہ ادا نہیں ہوتا اور سر سے نہیں اترتا۔ مسئلہ (۷): اگر کسی کا وضو اس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کرے۔ فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے کیونکہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔ مسئلہ (۸): اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہوں۔ اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کرے عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینے چاہئیں اگر کبھی ادا نہ کر یگی تو گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۹): اگر حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا۔ اور اگر ایسی حالت میں سنا جبکہ اس پر نہانا واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۰): اگر بیماری کی حالت میں سنے اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارہ سے کرتی ہے اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارے سے کرے۔ مسئلہ (۱۱): اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد ترت ہی نماز میں سجدہ کرے سورت پڑھ کے رکوع میں جائے اگر اس آیت کو پڑھ کر ترت سجدہ نہ کیا اس کے بعد دو آیتیں یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے۔ اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گئی تب سجدہ کیا تو سجدہ ادا تو ہو گیا لیکن گنہگار ہوئی۔ مسئلہ (۱۲): اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اب نماز پڑھنے کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا، ہمیشہ کیلئے گنہگار رہے گی، اب سوائے توبہ استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۳): سجدہ کی آیت پڑھ کر اگر ترت رکوع میں چلی جائے اور رکوع میں یہ نیت کر لے کہ میں سجدہ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتی ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور اگر رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد سجدہ جب کر لے گی تو اسی سجدہ سے سجدہ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔ مسئلہ (۱۴): نماز پڑھتے میں کسی اور سے سجدہ کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بلکہ نماز کے بعد کرے۔ اگر نماز ہی میں کر لیگی تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا۔ پھر کرنا پڑیگا اور گناہ بھی ہوگا۔ مسئلہ (۱۵): ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت کو کئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لے۔ پھر اسی کو بار بار دوہراتی رہے۔ اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی آیت کو دوہرایا پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پھر پڑھی اسی طرح برابر جگہ بدلتی رہی تو جتنی دفعہ دوہراوے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔ مسئلہ (۱٦): اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جتنی آیتیں پڑھے اتنے سجدے کرے۔ مسئلہ (۱۷): بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر اٹھ کھڑی ہوئی لیکن چلی پھری نہیں جہاں بیٹھی تھی وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر

دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔ مسئلہ (۱۸): ایک ہی جگہ سجدہ کی آیت پڑھی اور اٹھ کر کسی کام کو چلی گئی۔ پھر اسی جگہ آ کر وہی آیت پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔ مسئلہ (۱۹): ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکی تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گئی جیسے کھانا کھانے لگی یا سینے پرونے میں لگ گئی یا بچے کو دودھ پلانے لگی۔ اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوئے اور جب کوئی اور کام کرنے لگی تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔ مسئلہ (۲۰): ایک کوٹھری یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک سجدہ ہی کافی ہے چاہے جتنی دفعہ پڑھے۔ البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گی تو دوسرا سجدہ کرنا پڑیگا۔ پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے گی تو تیسرا سجدہ واجب ہو جائیگا۔ مسئلہ (۲۱): اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے پر جا کر دوہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا۔ اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ۔ مسئلہ (۲۲): مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھری کا حکم ہے اگر سجدہ کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دوہرایا کرے یا مسجد میں ادھر ادھر ٹہل کر پڑھے۔ مسئلہ (۲۳): اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کوئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لیا۔ پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔ مسئلہ (۲۴): سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا۔ پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدہ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے دونوں سجدے اسی سے ادا ہو جائیں گے البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔ مسئلہ (۲۵): اگر سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کر لیا پھر اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دوہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔ مسئلہ (۲۶): پڑھنے والی کی جگہ نہیں بدلی ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتی رہی لیکن سننے والی کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا دوسری دفعہ اور جگہ، تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والی پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والی پر کئی سجدے واجب ہیں، جتنی دفعہ سنے اتنے ہی سجدے کرے۔ مسئلہ (۲۷): اگر سننے والی کی جگہ نہیں بدلی بلکہ پڑھنے والی کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والی پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والی پر ایک ہی سجدہ ہے۔ مسئلہ (۲۸): ساری سورت کو پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ اور منع ہے فقط سجدہ سے بچنے کیلئے وہ آیت نہ چھوڑے کہ اس میں سجدہ سے گویا انکار ہے۔ مسئلہ (۲۹): اگر سورت میں کوئی آیت نہ پڑھے فقط سجدہ کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیت کے برابر ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

بیمار کی نماز کا بیان

مسئلہ (۱): نماز کو کسی حالت میں نہ چھوڑے جب تک کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت رہے کھڑے ہو کر نماز پڑھتی رہے اور جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے، بیٹھے بیٹھے رکوع کرے اور رکوع کر کے دونوں سجدے کرے اور رکوع کیلئے اتنا جھکے کہ پیشانی گھٹنوں کے مقابل ہو جائے۔ مسئلہ (۲): اگر رکوع اور سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدہ کو اشارے سے ادا کرے اور سجدہ کیلئے رکوع سے زیادہ جھک جایا کرے۔ مسئلہ (۳): سجدہ کرنے کیلئے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں۔ جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے تکیہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۴): اگر کھڑے ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑے ہونے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کھڑی تو ہو سکتی ہے لیکن رکوع اور سجدہ نہیں کر سکتی تو چاہے کھڑے ہو کر پڑھے اور رکوع وسجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجود کو اشارے سے ادا کرے دونوں یکساں ہیں لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۶): اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو پیچھے گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بلکہ قریب قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ زیادہ نیچا کرے اگر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ وغیرہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جائے لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔ آسمان کی طرف نہ رہے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدہ کا اشارہ ذرا زیادہ کرے۔ مسئلہ (۷): اگر چت نہ لیٹے بلکہ دائیں یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارہ سے رکوع وسجدہ کرے یہ بھی جائز ہے لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔ مسئلہ (۸): اگر سر کے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے پھر اگر ایک رات دن سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف ہو گئی اچھے ہونے کے بعد قضا پڑھنا بھی واجب نہیں ہے۔ اور اگر ایک دن رات سے زیادہ یہ حالت نہیں رہی۔ بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارے سے پڑھنے کی طاقت آ گئی تو اشارہ ہی سے ان کی قضا پڑھے۔ اور یہ ارادہ نہ کرے کہ جب بالکل اچھی ہو جاؤں گی تب پڑھوں گی کہ شاید مر گئی تو گنہگار مرے گی۔ مسئلہ (۹): اسی طرح اگر اچھا خاصا آدمی بے ہوش ہو جائے تو اگر بے ہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہوئی ہو تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ ہو گئی ہو تو قضا پڑھنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۰): جب نماز شروع کی اس وقت بھلی چنگی تھی پھر جب تھوڑی نماز پڑھ چکی تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ چڑھ گئی کہ کھڑی نہ ہو سکی تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے۔ اگر رکوع سجدہ کر سکے تو کرے نہیں تو رکوع سجدہ کو سر کے اشارہ سے کرے۔ اور اگر ایسا حال ہو گیا کہ بیٹھنے کی

بھی قدرت نہ رہی تو اسی طرح لیٹ کر باقی نماز کو پورا کرے۔ مسئلہ (۱۱): بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدے کی جگہ سجدہ کیا۔ پھر نماز میں ہی اچھی ہوگئی تو اسی نماز کو کھڑی ہو کر پورا کرے۔ مسئلہ (۱۲): اگر بیماری کی وجہ سے رکوع سجدے کی قوت نہ تھی اس لئے سر کے اشارے سے رکوع وسجدہ کیا۔ پھر جب کچھ نماز پڑھ چکی تو ایسی ہوگئی کہ اب رکوع وسجدہ کر سکتی ہے تو اب یہ نماز جاتی رہی اس کو پورا نہ کرے بلکہ پھر سے پڑھے۔ مسئلہ (۱۳): فالج گرا اور ایسی بیماری ہوگئی کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتی تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے اور اسی طرح نماز پڑھے۔ اگر خود تیمم نہ کر سکے تو کوئی دوسرا تیمم کروادے اور اگر ڈھیلے یا کپڑے سے بھی پونچھنے کی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے اسی طرح نماز پڑھے کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور پونچھنا درست نہیں ہے۔ نہ ماں نہ باپ نہ لڑکا نہ لڑکی۔ البتہ بیوی کو اپنے میاں کا اور میاں کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے۔ اس کے سوا کسی کو درست نہیں۔ مسئلہ (۱۴): تندرستی کے زمانہ میں کچھ نمازیں قضا ہوگئی تھیں پھر بیمار ہوگئی تو بیماری کے زمانہ میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو ان کی قضا پڑھے۔ یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت آئے تب پڑھوں یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع سجدہ کرنے کی قوت آجائے تب پڑھوں۔ یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔ دینداری کی بات یہ ہے کہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔ مسئلہ (۱۵): اگر بیمار کا بستر نجس ہے لیکن اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہوگی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۶): حکیم نے کسی کی آنکھ بنائی اور ہلنے جلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتی رہے۔

مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان

مسئلہ (۱): اگر کوئی ایک منزل یا دو منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کا کوئی حکم نہیں بدلتا۔ اور شریعت کے قاعدے سے اسے مسافر نہیں کہتے۔ اس کو ساری باتیں اسی طرح کرنی چاہئیں جیسے کہ اپنے گھر میں کرتی تھی۔ چار رکعت والی نماز کو چار رکعت پڑھے اور موزہ پہنے ہو تو ایک رات دن مسح کرے۔ پھر اس کے بعد مسح کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۲): جو کوئی تین منزل چلنے کا قصد کر کے نکلے وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے۔ جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہوگئی تو شریعت سے مسافر بن گئی اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتی رہے تب تک مسافر نہیں ہے اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہو تو آبادی کے حکم میں ہے اور جو آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جائے گی۔ مسئلہ (۳): تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں۔ تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں کہ دریا اور پہاڑ میں سفر نہیں کرنا پڑتا ۴۸ میل انگریزی ہے۔ مسئلہ (۴): اگر کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین منزل ہے لیکن تیز یکہ یا تیز بہلی پر سوار ہے اس لئے دو ہی دن میں پہنچ جائے گی یا ریل میں سوار ہو کر ذرا سی دیر میں پہنچ جائے گی۔ تب بھی وہ شریعت کی رو سے مسافر ہے۔ مسئلہ (۵): جو کوئی شریعت سے

مسافر ہو وہ ظہر اور عصر اور عشاء کی فرض نماز دو دو رکعتیں پڑھے اور سنتوں کا یہ حکم ہے کہ جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے۔ اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا اور اگر کچھ جلدی نہ ہو نہ اپنے ساتھیوں سے رہ جانے کا ڈر ہو تو نہ چھوڑے۔ اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے ان میں کمی نہیں ہے۔

مسئلہ (۶): فجر اور مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے جیسے ہمیشہ پڑھتی ہے ویسے پڑھے۔

مسئلہ (۷): ظہر، عصر، عشاء کی نماز دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے۔ پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے۔ جیسے ظہر کے کوئی چھ فرض پڑھے [1] تو گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۸): اگر بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض کی ہوگئیں اور دو رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی اور سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھی ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہوگئیں فرض نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ (۹): اگر راستہ میں کہیں ٹھہر گئی تو اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو برابر وہ مسافر رہے گی۔ چار رکعت والی فرض نماز دو رکعت پڑھتی رہے اور اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہی پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے جانے کا ارادہ ہو گیا تب بھی مسافر نہ بنے گی نمازیں پوری پوری پڑھے۔ پھر جب یہاں سے چلے تو اگر یہاں سے وہ جگہ تین منزل ہو جہاں جاتی ہے تو پھر مسافر ہو جائے گی اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۰): تین منزل جانے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلی لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت ہے کہ فلانے گاؤں [2] میں پندرہ دن ٹھہروں گی تو مسافر نہیں رہی۔ رستہ بھر پوری نمازیں پڑھے پھر اگر اس گاؤں میں پہنچ کر پورے پندرہ دن ٹھہرنا ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گی۔ مسئلہ (۱۱): تین منزل جانے کا ارادہ تھا لیکن پہلی منزل یا دوسری منزل پر اپنا گھر پڑے گا تب بھی مسافر نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۲): چار منزل جانے کی نیت سے چلی لیکن پہلی دو منزلیں حیض کی حالت میں گزریں تب بھی وہ مسافر نہیں ہے۔ اب نہا دھو کر پوری چار رکعتیں پڑھے۔ البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد بھی وہ جگہ اگر تین منزل ہو یا چلتے وقت پاک تھی راستہ میں حیض آ گیا ہو تو وہ البتہ مسافر ہے نماز مسافروں کی طرح پڑھے۔ مسئلہ (۱۳): نماز پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر ہی پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ہوگئی تو مسافر نہیں رہی یہ نماز بھی پوری پڑھے۔ مسئلہ (۱۴): چار دن کیلئے رستہ میں کہیں ٹھہرنا پڑا لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا ہے روز یہ نیت ہوتی ہے کہ کل پرسوں چلی جاؤں گی۔ لیکن جانا نہیں ہوتا۔ اسی طرح پندرہ یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہے گی چاہے جتنے دن اسی طرح گزر جائیں۔ مسئلہ (۱۵): تین منزل جانے کا ارادہ کر کے چلی پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا اور گھر لوٹ آئی تو جب سے گھر لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے تب ہی سے مسافر نہیں رہی۔ مسئلہ (۱۶): کوئی اپنے خاوند کے ساتھ ہے رستہ میں جتنا وہ ٹھہرے گا اتنا ہی یہ

---

[1] یعنی قیام کی حالت میں بجائے چار کے چھ رکعت پڑھے ۱۲

[2] بشرطیکہ وہ گاؤں اس کے شہر سے تین منزل سے کم فاصلے پر واقع ہو ۱۲

ٹھہرے گی۔ بغیر اس کے زیادہ نہیں ٹھہر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے۔ اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر نہیں رہی چاہے ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے اور مرد کا ارادہ کم ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر ہے۔ مسئلہ (۱۷): تین منزل چل کے کہیں پہنچی تو اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہی، چاہے کم رہے یا زیادہ اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تب تو مسافر نہیں رہی، اب نمازیں پوری پوری پڑھے اور اگر نہ اپنا گھر ہے نہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر رہے گی۔ چار رکعت فرض کی دو دو رکعتیں پڑھتی رہے۔ مسئلہ (۱۸): رستہ میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے۔ دس دن یہاں، پانچ دن وہاں، بارہ دن وہاں۔ لیکن پورے پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گی۔ مسئلہ (۱۹): کسی نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا کسی دوسری جگہ اپنا گھر بنالیا اور وہیں رہنے سہنے لگی۔ اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں تو اگر سفر کرتے وقت رستہ میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہاں رہنا ہو تو مسافر رہے گی اور نمازیں سفر کی طرح پڑھے گی۔ مسئلہ (۲۰): اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہو گئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر، عصر، عشاء کی دو ہی رکعتیں قضا پڑھے۔ اور اگر سفر سے پہلے ظہر کی نماز قضا ہو گئی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں اس کی قضا پڑھے۔ مسئلہ (۲۱): بیاہ کے بعد عورت اگر مستقل طور پر اپنی سسرال رہنے لگی تو اس کا اصلی گھر سسرال ہے تو اگر تین منزل چل کر میکے گئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں ہے تو مسافر رہے گی۔ مسافرت کے قاعدے سے نماز روزہ ادا کرے۔ اور اگر وہاں کا رہنا ہمیشہ کیلئے دل میں نہیں ٹھانا تو جو وطن پہلے سے اصلی تھا وہی اب بھی اصلی رہے گا۔ مسئلہ (۲۲): دریا میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو اسی کشتی پر نماز پڑھ لے۔ اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومے تو بیٹھ کر پڑھے۔ مسئلہ (۲۳): ریل پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل پر نماز پڑھنا درست ہے۔ اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔ مسئلہ (۲۴): نماز پڑھتے میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہو گیا تو نماز ہی میں گھوم جائے اور قبلہ کی طرف منہ کر لے۔ مسئلہ (۲۵): اگر تین منزل جانا ہو تو جب تک مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک سفر کرنا درست نہیں ہے۔ بے محرم کے ساتھ سفر کرنا بڑا گناہ ہے۔ اور اگر ایک منزل یا دو منزل جانا ہو تب بھی بے محرم کے ساتھ جانا بہتر نہیں۔ حدیث میں اس کی بڑی ممانعت آئی ہے۔ مسئلہ (۲۶): جس محرم کو خدا اور رسول ﷺ کا ڈر نہ ہو اور شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو ایسے محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۷): یکہ یا بہلی پر جا رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو بہلی سے اتر کر کسی الگ جگہ پر کھڑی ہو کر نماز پڑھ لے۔ اسی طرح اگر بہلی پر وضو نہ کر سکے تو اتر کر کسی آڑ میں بیٹھ کر وضو کر لے۔ اگر برقع پاس نہ ہو تو چادر وغیرہ میں خوب لپٹ کر اترے اور نماز پڑھے ایسا گہرا پردہ جس میں نماز قضا ہو جائے حرام ہے۔ ہر بات میں شریعت کی بات کو مقدم رکھے پردہ کی بھی وہی حد رکھے جو شریعت نے بتائی ہے۔ شریعت کی حد سے آگے بڑھنا اور خدا سے زور رُو ہونا بڑی بے وقوفی اور نادانی ہے۔ البتہ بلا

ضرورت پردہ میں کمی کرنا بے غیرتی اور گناہ ہے۔ مسئلہ (۲۸): اگر ایسی بیمار ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے تب بھی چلتی بہلی پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ اور اگر بہلی ٹھہرالی لیکن جوا بیلوں کے کندھوں پر رکھا ہوا ہے تب بھی اس پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ بیل الگ کر کے نماز پڑھنی چاہئے یکہ کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک گھوڑا کھول کر الگ نہ کر دیا جائے اس وقت تک اس پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۹): اگر کسی کو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہو تو پالکی اور میانے پر بھی نماز پڑھنا درست ہے لیکن پالکی جس وقت کہاروں کے کندھوں پر ہو اس وقت پڑھنا درست نہیں۔ زمین پر رکھوا لے تب پڑھے۔ مسئلہ (۳۰): اگر اونٹ سے یا بہلی سے اترنے میں جان یا مال کا اندیشہ ہے تو بدون اترے بھی نماز درست ہے۔

گھر میں موت ہو جانے کا بیان

مسئلہ (۱): جب آدمی مرنے لگے تو اس کو چت لٹا دو۔ اس کے پیر قبلہ کی طرف کر دو اور سر اونچا کر دو تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور اس کے پاس بیٹھ کر زور زور سے کلمہ پڑھو تاکہ تم کو پڑھتے سن کر خود بھی کلمہ پڑھنے لگے۔ اور اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جائے۔ مسئلہ (۲): جب وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چپ ہو رہو۔ یہ کوشش نہ کرو کہ برابر کلمہ جاری رہے اور پڑھتے پڑھتے دم نکلے کیونکہ مطلب تو فقط اتنا ہے کہ سب سے آخری بات جو اس کے منہ سے نکلے کلمہ ہونا چاہئے اس کی ضرورت نہیں کہ دم ٹوٹنے تک کلمہ برابر جاری رہے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھ لینے کے بعد پھر کوئی دنیا کی بات چیت کرے تو پھر کلمہ پڑھنے لگو۔ جب وہ پڑھ لے تو پھر چپ ہو رہو۔ مسئلہ (۳): جب سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جائیں کہ کھڑی نہ ہو سکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جائے اور کنپٹیاں بیٹھ جائیں تو سمجھو اس کی موت آ گئی۔ اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کرو۔ مسئلہ (۴): سورہ یاسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے اس کے سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھ دو یا کسی سے پڑھوا دو۔ مسئلہ (۵): اس وقت کوئی ایسی بات نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جائے کیونکہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری کا وقت ہے ایسے کام کرو اور ایسی باتیں کرو کہ دنیا سے دل پھر کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جائے کہ مردے کی خیر خواہی اسی میں ہے۔ ایسے وقت بال بچوں کو سامنے لانا اور کوئی جس سے اس کو زیادہ محبت تھی اسے سامنے لانا اور ایسی باتیں کرنا کہ اس کا دل ان کی طرف متوجہ ہو جائے اور انکی محبت اس کے دل میں سما جائے بڑی بری بات ہے۔ دنیا کی محبت لیکر رخصت ہوئی تو نعوذ باللہ بری موت مری۔ مسئلہ (۶): مرتے وقت اگر اس کے منہ سے خدانخواستہ کفر کی کوئی بات نکلے تو اس کا خیال نہ کرو نہ اس کا چرچا کرو بلکہ یہ سمجھو کہ موت کی سختی سے عقل ٹھکانے نہیں رہی۔ اس وجہ سے ایسا ہوا اور عقل جاتے رہنے کے وقت جو کچھ ہو سب معاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اسکی بخشش کی دعا کرتی رہو۔ مسئلہ (۷): جب مر جائے تو سب عضو درست کر دو اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھو کہ کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر

اس کے دونوں سرے سر پر سے لے جاؤ اور گرہ لگادو تا کہ منہ پھیل نہ جائے اور آنکھیں بند کردو اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کر باندھ دو تاکہ ٹانگیں پھیلنے نہ پاویں پھر کوئی چادر اوڑھا دو اور نہلانے اور کفنانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرو۔ مسئلہ (۸): منہ وغیرہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھو ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ علیه وسلم﴾ مسئلہ (۹): مرجانے کے بعد اس کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو سلگا دی جائے اور حیض ونفاس والی عورت جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کے پاس نہ رہے۔ مسئلہ (۱۰): مرجانے کے بعد جب تک اس کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا درست نہیں۔

نہلانے کا بیان

مسئلہ (۱): جب گور وکفن کا سب سامان ہو جائے اور نہلانا چاہو تو پہلے کسی تخت یا بڑے تختہ کو لوبان یا اگربتی وغیرہ خوشبودار چیز کی دھونی دے۔ دو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دے کر مردے کو اس پر لٹادو اور کپڑے اتار لو اور کوئی کپڑا ناف سے لیکر زانو تک ڈال دو کہ اتنا بدن چھپا رہے۔ مسئلہ (۲): اگر نہلانے کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی کہیں الگ بہہ جائے گا تو خیر۔ نہیں تو تخت کے نیچے گڑھا کھدوا لو کہ سارا پانی اسی میں جمع رہے۔ اگر گڑھا نہ کھدوایا اور پانی سارے گھر میں پھیلا تب بھی کوئی گناہ نہیں غرض فقط یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو اور کوئی پھسل کر نہ گر پڑے۔ مسئلہ (۳): نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مردے کو استنجا کرادو۔ لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو۔ بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو اور جو کپڑا ناف سے لیکر زانو تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھلاؤ پھر اس کو وضو کرادو لیکن نہ کلی کراؤ نہ ناک میں پانی ڈالو، نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ بلکہ پہلے منہ دھلاؤ۔ پھر ہاتھ کہنی سمیت پھر سر کا مسح پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر دی جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض ونفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو تا کہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پاوے۔ جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جائے جیسے بیسن یا کھلی یا صابن سے مل کر دھوئے اور صاف کرے پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین دفعہ سر سے پیر تک ڈالے۔ یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹا دے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین دفعہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے اس کے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلا دے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دبادے اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کر دھو ڈالے۔ اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں آیا۔ اب نہ دہراؤ۔ اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹا وے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کر کفنا دو۔ مسئلہ (۴): اگر بیری کے

پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے اسی سے اسی طرح تین دفعہ نہلا دے اور بہت تیز گرم پانی سے مردے کو نہ نہلاؤ اور نہلانے کا یہ طریقہ جو بیان ہوا ہے سنت ہے اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلاوے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھوڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔ مسئلہ (۵): جب مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو اگر مرد ہو تو داڑھی پر بھی عطر لگا دو پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلی اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو بعض بعض کفن میں عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے ہیں یہ سب جہالت ہے جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زائد مت کرو۔ مسئلہ (۶): بالوں میں کنگھی نہ کرو ناخن نہ کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو سب اسی طرح رہنے دو۔ مسئلہ (۷): اگر کوئی مرد مر گیا اور مردوں میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو بیوی کے علاوہ اور کسی عورت کو اس کو غسل دینا جائز نہیں ہے اگرچہ محرم ہی ہو اگر بیوی بھی نہ ہو تو اس کو تیمم کرادو لیکن اس کے بدن میں ہاتھ نہ لگاؤ۔ بلکہ اپنے ہاتھ میں پہلے دستانے پہن لو تب تیمم کراؤ۔ مسئلہ (۸): کسی کا خاوند مر گیا تو اس کی بیوی کو اس کا نہلانا اور کفنانا درست ہے اور اگر بیوی مر جائے تو خاوند کو بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست نہیں البتہ دیکھنا درست ہے اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۹): جو عورت حیض یا نفاس سے ہو وہ مردے کو نہ نہلاوے کہ یہ مکروہ اور منع ہے۔ مسئلہ (۱۰): بہتر یہ ہے جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلاوے اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی دیندار نیک عورت نہلاوے۔ مسئلہ (۱۱): اگر نہلانے میں کوئی عیب دیکھے تو کسی سے نہ کہے اگر خدانخواستہ مرنے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا اور کالا ہو گیا تو یہ بھی نہ کہے اور بالکل اس کا چرچا نہ کرے کہ سب ناجائز ہے ہاں اگر وہ کھلم کھلا کوئی گناہ کرتی ہو جیسے ناچتی تھی یا گانا بجانے کا پیشہ کرتی تھی یا رنڈی تھی تو ایسی باتیں کہہ دینا درست ہیں کہ اور لوگ ایسی باتوں سے بچیں اور توبہ کریں۔

کفنانے کا بیان

مسئلہ (۱): عورت [1] کو پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے۔ ایک کرتا، دوسرے ازار، تیسرے سربند، چوتھے چادر، پانچویں سینہ بند۔ ازار سر سے لیکر پاؤں تک ہونا چاہئے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو اور کرتا گلے سے لیکر پاؤں تک ہو لیکن نہ اس میں کلی ہو نہ آستین اور سربند تین ہاتھ لمبا ہو اور سینہ بند چھاتیوں سے لیکر رانوں تک چوڑا اور اتنا لمبا ہو کہ بند ہو جائے۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی پانچ کپڑوں میں نہ کفنائے بلکہ فقط تین کپڑے کفن میں دے ایک ازار، دوسرے چادر، تیسرے سربند تو یہ بھی درست ہے، اور اتنا کفن بھی کافی ہے اور تین کپڑوں سے بھی کم دینا مکروہ اور برا ہے۔ ہاں اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو کم دینا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۳): سینہ بند اگر چھاتیوں سے لیکر ناف تک ہو تب بھی درست ہے لیکن رانوں تک ہونا زیادہ اچھا ہے۔ مسئلہ (۴): پہلے کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دو

---

[1] مرد کو فقط تین کپڑے سنت ہیں ازار' کرتا' چادر ۱۲

تب اس میں مردے کو کفناؤ۔ **مسئلہ (۵)**: کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر بچھاؤ پھر ازار اس کے اوپر کرتا پھر مردے کو اس پر لے جا کر پہلے کرتا پہناؤ اور سر کے بالوں کو دو حصہ کر کے کرتے کے اوپر سینہ پر ڈال دو۔ ایک حصہ داہنی طرف اور ایک بائیں طرف اس کے بعد سر بند سر پر اور بالوں پر ڈال دو اس کو نہ باندھو نہ لپیٹو پھر ازار بند لپیٹ دو۔ پہلے بائیں طرف لپیٹ دو پھر داہنی طرف، اس کے بعد سینہ بند باندھ دو پھر چادر لپیٹو پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف پھر کسی دھجی سے پیر اور سر کی طرف کفن کو باندھ دو اور ایک بند سے کمر کے پاس بھی باندھ دو کہ رستہ میں کہیں کھل نہ پڑے۔ **مسئلہ (۶)**: سینہ بند کو اگر سر بند کے بعد ازار لپیٹنے سے پہلے ہی باندھ دیا تو یہ بھی جائز ہے اور سب کفنوں کے اوپر سے باندھے تو بھی درست ہے۔ **مسئلہ (۷)**: جب کفنا چکو تو رخصت کرو کہ مرد لوگ نماز پڑھ کر دفنا دیں۔ **مسئلہ (۸)**: اگر عورتیں جنازہ کی نماز پڑھ لیں تو بھی جائز ہے لیکن چونکہ ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوتا اس لئے ہم نماز جنازہ اور دفنانے کے مسئلے بیان نہیں کرتے۔ **مسئلہ (۹)**: کفن میں یا قبر میں عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں اسی طرح کفن پر یا سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ یا کوئی اور دعا لکھنا بھی درست نہیں۔ البتہ کعبہ شریف کا غلاف یا اپنے پیر کا رومال وغیرہ کوئی کپڑا تبرکاً رکھ دینا درست ہے۔ **مسئلہ (۱۰)**: جو بچہ زندہ پیدا ہوا پھر تھوڑی ہی دیر میں مر گیا یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مر گیا تو وہ بھی اسی قاعدے سے نہلا دیا جائے اور کفنا کے نماز پڑھی جاوے پھر دفن کر دیا جاوے اور اس کا نام بھی کچھ رکھا جاوے۔ **مسئلہ (۱۱)**: جو لڑکا ماں کے پیٹ سے مرا ہی پیدا ہوا اور پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی اس کو بھی اسی طرح نہلاؤ لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دو بلکہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو اور اس کا نام بھی کچھ نہ کچھ رکھ دینا چاہئے۔ **مسئلہ (۱۲)**: اگر حمل گر جائے تو اگر بچہ کے ہاتھ، پاؤں، منہ، ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلاوے اور نہ کفناوے کچھ بھی نہ کرے بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر گاڑ دو اور اگر اس بچہ کے کچھ عضو بن گئے تو اس کا وہی حکم ہے جو ایک مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جائے اور نہلا دیا جائے لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دیا جائے نہ نماز پڑھی جائے بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے۔ **مسئلہ (۱۳)**: لڑکے کا فقط سر نکلا اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ پیدا ہونے کا حکم ہے۔ البتہ اگر زیادہ حصہ نکل آیا اس کے بعد مرا تو ایسا سمجھیں گے کہ زندہ پیدا ہوا اور اگر سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینہ تک نکلنے سے سمجھیں گے کہ زیادہ حصہ نکل آیا اور اگر الٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہئے۔ **مسئلہ (۱۴)**: اگر چھوٹی لڑکی مر جائے جو ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب پہنچ گئی ہے تو اس کے کفن کے بھی وہی پانچ کپڑے سنت ہیں جو جوان عورت کیلئے ہیں۔ اگر پانچ کپڑے نہ دو تین ہی کپڑے دو تب بھی کافی ہے غرضیکہ جو حکم سیانی عورت کا ہے وہی کنواری اور چھوٹی لڑکی کا بھی حکم ہے مگر سیانی کیلئے وہ حکم تاکیدی ہے اور کم عمر کیلئے بہتر ہے۔ **مسئلہ (۱۵)**: جو لڑکی بہت چھوٹی ہو جوانی کے قریب بھی نہ ہوئی ہو اس کیلئے بھی بہتر یہی ہے کہ پانچ کپڑے دیئے جائیں اور دو کپڑے دینا بھی درست ہے۔ ایک ازار ایک چادر۔ **مسئلہ (۱۶)**: اگر کوئی

لڑکا مرجائے اوراس کے نہلانے اور کفنانے کی تم کوضرورت پڑے تو اسی ترکیب سے نہلا دو جواوپر بیان ہو چکی اور کفنانے کا بھی وہی طریقہ ہے جواوپر تم کومعلوم ہوا بس اتنا ہی فرق ہے کہ عورت کا کفن پانچ کپڑے ہیں اور مرد کا کفن تین کپڑے ایک چادر، ایک ازار ایک کرتا۔ مسئلہ (۱۷): مرد کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادراورازار ہواور کرتا نہ ہوتب بھی کچھ حرج نہیں دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو سے کم دینا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہوتو مکروہ بھی نہیں۔ مسئلہ (۱۸): جو چادر جنازہ کے اوپر یعنی چارپائی پر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے کفن فقط اتنا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ مسئلہ (۱۹): جس شہر میں کوئی مرے وہیں اس کا گوروکفن کیا جائے دوسری جگہ لے جانا بہتر نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی جگہ کوس آدھ کوس دور ہوتو وہاں لے جانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

دستورالعمل تدریس حصہ ہذا

(۱) اگر کوئی لڑکی اس سے پہلے کے مضامین کسی اور کتاب میں پڑھ چکی ہوتو اس حصہ سے شروع کرا دینے کا مضائقہ نہیں اسی طرح تمام حصص میں ممکن ہے اور اگر حصص کی تقدیم وتاخیر اور ترتیب کا بدلنا کسی مصلحت سے مناسب ہوتو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۲) اس حصہ کے پڑھانے کے وقت بھی لڑکی سے کہا جائے کہ وہ بالترتیب اس کو تختی یا کاغذ پر لکھا کرے تاکہ آسانی سے لکھنے کا سلیقہ ہوجائے اور نیز لکھ لینے سے مضمون بھی خوب محفوظ ہوجاتا ہے۔

(۳) مختلف مسائل کو امتحان کے طور پر وقتاً فوقتاً پوچھتی رہا کریں تاکہ خوب یاد رہیں اور اگر دو تین لڑکیاں ایک جماعت میں ہوں تو ان کو تاکید کی جائے کہ باہم ایک دوسرے سے پوچھا کریں۔

(۴) اگر پڑھانے والا امرد ہواور شرمناک مسائل نہ بتلا سکے اور کسی عورت کا بھی ایسا ذریعہ نہ ہو جو خود لڑکی کو سمجھا دے یا بعض مسائل بوجہ سمجھ کی کمی کے لڑکیاں نہ سمجھ سکیں تو ایسے مسائل چھڑا دیں لیکن ان پر نشان بناتے جائیں تاکہ دوسرے وقت موقع پر سمجھا سکیں۔

(۵) دیباچہ جو پہلے حصہ میں ہے وہ شروع میں نہ پڑھایا تھا اگر اب سمجھ سکے تو پڑھا دیں ورنہ جب سمجھنے کی امید ہو اس وقت پڑھا دیں غرض وہ مضمون ضروری ہے کسی وقت پڑھا دینا چاہئے اسی طرح جو اشعار دیباچہ کے ختم پر لکھے ہیں اگر وہاں یاد نہ ہوئے ہوں تو اب یاد کرا دیں۔

(۶) گھر میں جو لوگ مرد وعورت پڑھنے کے قابل نہ ہوں ان کیلئے ایک وقت مقرر کر کے سب کو جمع کر کے مسائل سنا سنا کر سمجھا دیں تاکہ وہ بھی محروم نہ رہیں۔

(۷) پڑھانے والے کو چاہئے کہ پڑھنے والیوں کو ان مسئلوں کے موافق عمل کرنے کی خاص تاکید کرے اور دیکھ بھال رکھے کیونکہ علم سے یہی فائدہ ہے کہ عمل کرے۔

صحیح

بہشتی زیور حصہ سوم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

روزے کا بیان

حدیث شریف میں روزے کا بڑا ثواب آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا مرتبہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر رکھے تو اس کے سب اگلے پچھلے گناہ صغیرہ بخش دیئے جائیں گے اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ روزہ دار کے منہ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے۔ قیامت کے دن روزہ کا بے حد ثواب ملے گا۔ روایت ہے کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے تلے دسترخوان چنا جائے گا وہ لوگ اس پر بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہونگے اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھانا کھاپی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہیں۔ ان کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہ رکھا کرتے تھے۔ یہ روزہ بھی دین اسلام کا بڑا رکن ہے جو کوئی رمضان کے روزے نہ رکھے گا بڑا گناہ ہوگا اور اس کا دین کمزور ہو جائیگا۔ مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں۔ جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے۔ اور اگر کوئی روزہ کی نذر کرے تو نذر کر لینے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے اور قضا و کفارہ کے روزہ بھی فرض ہیں۔ اس کے سوا اور سب روزے نفل ہیں رکھے تو ثواب نہ رکھے تو گناہ نہیں۔ البتہ عید اور بقرعید کے دن اور بقرعید کے بعد تین دن روزے رکھنا حرام ہے۔ مسئلہ (۲): جب سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہوتا ہے اس وقت سے لیکر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے سب کھانا اور پینا چھوڑ دے اور مرد سے ہم بستر بھی نہ ہو، شرع میں اس کو روزہ کہتے ہیں۔ مسئلہ (۳): زبان سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ ہم بستر ہوئی تو اس کا روزہ ہو گیا اور اگر کوئی زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ میں تیرا کل روزہ رکھوں گی یا عربی میں کہہ دے۔ ﴿وَبِصَوْمِ غَدٍ نَّوَيْتُ﴾ تو بھی کچھ حرج نہیں یہ بھی بہتر ہے۔ مسئلہ (۴): اگر کسی نے دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکی پیاسی رہی لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہ لگی یا کسی اور وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتی تو روزہ ہو جاتا۔ مسئلہ (۵): شرع میں روزے کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے۔ اس لئے جب تک یہ صبح نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے بعض عورتیں پچھلے وقت کو سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کے لیٹ رہتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اب نیت کر لینے کے

بعد کچھ کھانا پینا نہ چاہئے۔ یہ غلط خیال ہے جب تک یہ صبح نہ ہو برابر کھا پی سکتی ہے۔ چاہے نیت کر چکی ہو یا ابھی نہ کی ہو۔

رمضان شریف کے روزے کا بیان

مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے کی اگر رات سے نیت کرے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہو گئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج روزہ نہ رکھوں گی پھر دن چڑھے خیال آ گیا کہ فرض چھوڑ دینا بری بات ہے اس لئے اب روزہ کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا۔ لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی چکی ہو تو اب نیت نہیں کر سکتی۔ مسئلہ (۲): اگر کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کو ٹھیک دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے رمضان شریف کے روزے کی نیت کر لینا درست ہے۔ مسئلہ (۳): رمضان شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے۔ بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائے گا۔ اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان شریف کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جائے گا۔ مسئلہ (۴): رمضان کے مہینہ میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ میں کل نفل کا روزہ رکھوں گی رمضان کا روزہ نہ رکھوں گی بلکہ اس روزہ کی پھر کبھی قضا رکھ لوں گی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہو گا نفلی روزہ نہیں ہو گا۔ مسئلہ (۵): پچھلے رمضان کا روزہ قضا ہو گیا تھا اور پورا سال گزر گیا اب تک اس کی قضا نہیں رکھی پھر جب رمضان کا مہینہ آ گیا تو اسی قضا کی نیت سے روزہ رکھا تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہو گا اور قضا کا روزہ نہ ہو گا قضا کا روزہ رمضان کے بعد رکھے۔ مسئلہ (۶): کسی نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلانا کام ہو جاوے تو میں اللہ تعالیٰ کے دو روزے یا ایک روزہ رکھوں گی پھر جب رمضان کا مہینہ آیا تو اس نے اسی نذر کے روزے رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نیت نہیں کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا نذر کا روزہ ادا نہیں ہوا۔ نذر کے روزے رمضان کے بعد پھر رکھے۔ سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ رمضان کے مہینے میں جب کسی روزہ کی نیت کرے گی تو رمضان ہی کا روزہ ہو گا۔ کوئی اور روزہ صحیح نہ ہو گا۔ مسئلہ (۷): شعبان کی انتیسویں تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آئے تو صبح کا روزہ رکھو اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر ابر ہو اور چاند نہ دکھائی دے تو صبح کو جب تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں روزہ نہ رکھو۔ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کرے۔ مسئلہ (۸): انتیسویں تاریخ کو ابر کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفلی روزہ بھی نہ رکھو۔ ہاں اگر ایسا اتفاق پڑا کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا اور کسی مقرر دن کا روزہ رکھا کرتی تھی اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے پھر اگر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو اس نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا اب اس کی قضا نہ رکھے۔ مسئلہ (۹): بدلی کی وجہ سے انتیسویں تاریخ کو رمضان کا چاند دکھائی نہیں دیا تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک کچھ نہ کھاؤ نہ پیو۔ اگر کہیں سے خبر آ جاوے تو اب روزہ کی نیت کر لو اور اگر خبر نہ آئے تو کھاؤ پیو۔ مسئلہ

۱۰): انتیسویں تاریخ کو چاند نہیں ہوا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو ہے نہیں۔ لاؤ میرے ذمہ جو رسال کا ایک روزہ قضا ہے اس کی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اس کا روزہ رکھ لوں اس دن قضا کا روزہ ور کفارہ کا روزہ اور نذر کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے۔ کوئی روزہ نہ رکھنا چاہئے اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا پھر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو بھی رمضان ہی کا روزہ ادا ہو گیا۔ قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو س روزہ کی نیت کی تھی وہی ادا ہو گیا۔

چاند دیکھنے کا بیان

سئلہ (۱): اگر آسمان پر بادل ہے یا غبار ہے اس وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا۔ لیکن ایک دیندار پرہیز گار سچے آدمی نے آکر گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو چاند کا ثبوت ہو گیا۔ چاہے وہ مرد ہو یا ورت۔ مسئلہ (۲): اگر بدلی کی وجہ سے عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں ہے چاہے تنا بڑا معتبر آدمی ہو بلکہ دو معتبر اور پرہیز گار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی یں تب چاند کا ثبوت ہو گا ورنہ اگر چار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی دیں تو بھی قبول نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): جو آدمی دین کا پابند نہیں برابر گناہ کرتا رہتا ہے مثلاً نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا جھوٹ بولا کرتا ہے اور کوئی گناہ کرتا ہے شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو شرع میں اسکی بات کا کچھ اعتبار نہیں ہے چاہے جتنی قسمیں کھا کر بیان کرے بلکہ اگر ایسے دو تین آدمی ہوں ان کا بھی اعتبار نہیں۔ مسئلہ (۴): یہ مشہور بات ہے کہ جس ن رجب کی چوتھی ہوتی ہے اس دن رمضان کی پہلی ہوتی ہے۔ شریعت میں اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اگر یاند نہ ہو تو روزہ نہ رکھنا چاہئے۔ مسئلہ (۵): چاند دیکھ کر یہ کہنا کہ بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے یہ بری بات ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ قیامت کی نشانی ہے جب قیامت نزدیک ہو گی تو لوگ ایسا کہا کریں گے خلاصہ یہ ہے کہ چاند کے بڑے چھوٹے ہونے کا بھی اعتبار نہ کرو نہ ہندوؤں کی اس بات کا اعتبار کرو کہ آج دوج ہے آج ضرور چاند ہے، شریعت سے یہ باتیں واہیات ہیں۔ مسئلہ (۶): اگر آسمان بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے اور گواہی دینے سے بھی چاند ثابت نہ ہو گا چاہے چاند رمضان کا ہو یا عید کا۔ البتہ اگر اتنی کثرت سے وگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ دل گواہی دینے لگے کہ سب کے سب بات بنا کر نہیں آئے اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی طرح نہیں ہو سکتا تب چاند ثابت ہو گا۔ شہر میں یہ خبر مشہور ہے کہ کل چاند ہو گیا بہت لوگوں نے یکھا لیکن بہت ڈھونڈا تلاش کیا لیکن پھر بھی کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا جس نے خود چاند دیکھا ہو تو ایسی خبر کا کچھ عتبار نہیں ہے۔ مسئلہ (۷): کسی نے رمضان شریف کا چاند اکیلے دیکھا سوائے اس کے شہر بھر میں کسی نے نہیں دیکھا لیکن یہ شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی گواہی سے شہر والے تو روزہ نہ رکھیں لیکن وہ خود روزہ رکھے اور گر اس اکیلے دیکھنے والے نے تیس روزے پورے کر لئے لیکن ابھی عید کا چاند نہیں دکھائی دیا تو اکتیسواں روزہ بھی رکھے اور شہر والوں کیساتھ عید کرے۔ مسئلہ (۸): اگر کسی نے عید کا چاند اکیلے دیکھا اس لئے اس کی

گواہی کا شریعت نے اعتبار نہیں کیا تو اس دیکھنے والے آدمی کو بھی عید کرنا درست نہیں ہے صبح کو روزہ رکھے اور اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے اور روزہ نہ توڑے۔

قضا روزے کا بیان: مسئلہ (۱): حیض کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے جو روزہ جاتے رہے ہوں رمضان کے بعد جہاں تک جلدی ہو سکے ان کی قضا رکھ لے دیر نہ کرے بے وجہ قضا رکھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ مسئلہ (۲): روزے کی قضا میں دن تاریخ مقرر کر کے قضا کی نیت کرنا کہ فلانی تاریخ کے روزہ کی قضا رکھتی ہوں یہ ضروری نہیں ہے بلکہ جتنے روزے قضا ہوں اتنے ہی روزے رکھ لینے چاہئیں۔ البتہ اگر دو رمضان کے کچھ کچھ روزے قضا ہو گئے اس لئے دونوں سال کے روزوں کی قضا رکھنا ہیں تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے یعنی اس طرح نیت کرے کہ فلانے سال کے روزے کی قضا رکھتی ہوں۔ مسئلہ (۳): قضا روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے۔ اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضا صحیح نہ ہو گی بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا۔ قضا کا روزہ پھر سے رکھے۔ مسئلہ (۴): کفارہ کے روزہ کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت کرنا چاہئے اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارہ کا روزہ صحیح نہیں ہوا۔ مسئلہ (۵): جتنے روزے قضا ہو گئے ہیں چاہے سب کو ایک دم سے رکھ لے چاہے تھوڑے تھوڑے کر کے رکھے دونوں باتیں درست ہیں۔ مسئلہ (۶): اگر رمضان کے روزے ابھی قضا نہیں رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو خیر اب رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے لیکن اتنی دیر کرنا بری بات ہے۔ مسئلہ (۷): رمضان کے مہینہ میں دن کو بے ہوش ہو گئی اور ایک دن سے زیادہ بے ہوش رہی تو بے ہوش ہونے کے دن کے علاوہ جتنے دن بے ہوش رہی اتنے دنوں کی قضا رکھے۔ جس دن بے ہوش ہوئی اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے کیونکہ اس دن کا روزہ بوجہ نیت کے درست ہو گیا۔ ہاں اگر اس دن روزہ سے نہ تھی یا اس دن حلق میں کوئی دوا ڈالی گئی اور وہ حلق میں اتر گئی تو اس دن کی قضا بھی واجب ہے۔ مسئلہ (۸): اور اگر رات کو بے ہوش ہوئی ہو تب بھی جس رات کو بے ہوش ہوئی اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے باقی اور جتنے دن بے ہوش رہی سب کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر اس رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا صبح کو کوئی دوا حلق میں ڈالی گئی تو اس دن کا روزہ بھی قضا رکھے۔ مسئلہ (۹): اگر سارے رمضان بھر بے ہوش رہے تب بھی قضا رکھنا چاہئے۔ یہ نہ سمجھے کہ سب روزے معاف ہو گئے البتہ اگر جنون ہو گیا اور پورے رمضان بھر برابر دیوانی رہی تو اس رمضان کے کسی روزے کی قضا واجب نہیں اور اگر رمضان شریف کے مہینہ میں کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل ٹھکانے ہو گئی تو اب سے روزے رکھنے شروع کرے اور جتنے روزے جنون میں گئے ہیں ان کی قضا بھی رکھے۔

نذر کے روزے کا بیان: مسئلہ (۱): جب کوئی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اگر نہ رکھے گی تو گنہگار ہو گی۔ مسئلہ (۲): نذر دو طرح کی ہے ایک تو یہ کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر مانی کہ یا اللہ اگر آج فلاں کام ہو جائے تو کل ہی تیرا روزہ رکھوں گی، یا یوں کہا کہ یا اللہ اگر میری فلانی مراد پوری ہو جائے تو پرسوں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گی۔ ایسی نذر میں اگر رات سے روزہ کی نیت کرے تو بھی درست ہے اور اگر رات سے نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے نیت کر لے یہ بھی درست ہے نذر ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ (۳): جمعہ کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کر لی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ نذر کا روزہ ہے یا نفل کا صرف نفل کی نیت کر لی تب بھی نذر کا روزہ ادا ہو گیا البتہ اس جمعہ کو اگر قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا۔ یا یاد تو تھا مگر قصداً قضا کا روزہ رکھا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ قضا کا روزہ ہو جائے گا نذر کا روزہ پھر رکھے۔ مسئلہ (۴): اور دوسری نذر یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی بس اتنا ہی کہا کہ یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو ایک روزہ رکھوں گی یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا کہ پانچ روزہ رکھوں گی ایسی نذر میں رات سے نیت کرنا شرط ہے۔ اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو نذر کا روزہ نہیں ہوا بلکہ وہ روزہ نفل روزہ ہو گیا۔

نفل روزے کا بیان: مسئلہ (۱): نفل روزے کی نیت اگر یہ مقرر کر کے کرے کہ میں نفل کا روزہ رکھتی ہوں تو بھی صحیح ہے اور اگر فقط اتنی نیت کرے کہ میں روزہ رکھتی ہوں تب بھی صحیح ہے۔ مسئلہ (۲): دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک نفل کی نیت کر لینا درست ہے تو اگر دس بجے تک مثلاً روزہ رکھنے کا ارادہ نہیں تھا۔ لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں پھر جی میں آ گیا اور روزہ رکھ لیا تو بھی درست ہے۔ مسئلہ (۳): رمضان شریف کے مہینہ کے سوا جس دن چاہے نفل کا روزہ رکھے جتنے زیادہ رکھے گی زیادہ ثواب پاوے گی۔ البتہ عید کے دن اور بقرعید کی دسویں گیارہویں اور بارہویں تیرہویں سال بھر میں فقط پانچ دن روزے رکھنا حرام ہے اس کے سوا سب روزے درست ہیں۔ مسئلہ (۴): اگر کوئی شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی منت مانے تب بھی اس دن کا روزہ درست نہیں اس کے بدلے کسی اور دن رکھ لے۔ مسئلہ (۵): اگر کسی نے یہ منت مانی کہ میں پورے سال کے روزے رکھوں گی سال میں کسی دن کا روزہ بھی نہ چھوڑوں گی تب بھی یہ پانچ روزہ نہ رکھے باقی سب رکھ لے پھر ان پانچوں روزوں کی قضا رکھ لے۔ مسئلہ (۶): نفل کا روزہ نیت کرنے سے واجب ہو جاتا ہے سو اگر صبح صادق سے پہلے یہ نیت کی آج میرا روزہ ہے پھر اس کے بعد توڑ دیا تو اب اس کی قضا رکھے۔ مسئلہ (۷): کسی نے رات کو ارادہ کیا کہ میں کل روزہ رکھوں گی لیکن پھر صبح صادق ہونے سے پہلے ارادہ بدل گیا اور روزہ نہیں رکھا تو قضا واجب نہیں۔ مسئلہ (۸): بے شوہر کی اجازت کے نفل روزہ رکھنا درست نہیں اگر بے اس کی اجازت رکھ لیا تو اس کے تڑوانے سے توڑ دینا درست ہے۔ پھر جب وہ کہے تب اس کی قضا رکھے۔ مسئلہ (۹): کسی کے گھر مہمان گئی یا کسی نے دعوت کر دی اور کھانا نہ کھانے سے اس کا جی برا ہوگا۔ دل شکنی ہو گی تو اسکی خاطر سے نفلی روزہ توڑ دینا درست ہے اور مہمان کی خاطر سے گھر والے کو بھی توڑ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): کسی نے عید کے دن نفلی روزہ رکھ لیا اور نیت کر لیا تب بھی توڑ دے اور اس کی قضا رکھنا بھی واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۱): محرم کی دسویں تاریخ روزہ رکھنا مستحب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گزرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے صرف دسویں کو روزہ رکھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۲): اسی طرح بقرعید کی نویں تاریخ روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے۔ اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ

معاف ہو جاتے ہیں اور اگر شروع چاند سے نویں تک برابر روزہ رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۳): شب برات کی پندرہویں اور عیدالفطر کے بعد کے چھ دن نفل روزہ رکھنے کا بھی اور نفلوں سے زیادہ ثواب ہے۔ مسئلہ (۱۴): اگر ہر مہینے کی تیرہویں چودہویں اور پندرہویں تین دن کا روزہ رکھ لیا کرے تو گو اس نے سال بھر برابر روزے رکھے۔ حضور ﷺ یہ تین روزے رکھا کرتے تھے ایسے ہی ہر دوشنبہ اور جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے۔ اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضا یا کفارہ لازم آتا ہے ان کا بیان

مسئلہ (۱): اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالے یا پانی پی لے بھولے سے خاوند سے ہم بستر ہو جائے تو اس کا روزہ نہیں گیا اگر بھول کر پیٹ بھر بھی کھا پی لے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں گیا۔ مسئلہ (۲): ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو وہ اگر اس قدر طاقت دار ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلانا واجب ہے اور اگر کوئی ناطاقت ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اس کو یاد نہ دلاوے کھانے دے۔ مسئلہ (۳): دن کو سوگئی اور ایسا خواب دیکھا جس سے نہانے کی ضرورت ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ (۴): دن کو سرمہ لگانا تیل لگانا، خوشبو سونگھنا درست ہے۔ اس سے روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو۔ بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک میں یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا نہ مکروہ ہوا۔ مسئلہ (۵): مرد اور عورت کا ساتھ لیٹنا ہاتھ لگانا پیار کر لینا یہ سب درست ہے۔ لیکن اگر جوانی کا اتنا جوش ہو کہ ان باتوں سے صحبت کرنے کا ڈر ہو تو ایسا نہ کرنا چاہئے مکروہ ہے۔ مسئلہ (۶): حلق کے اندر مکھی چلی گئی یا آپ ہی آپ دھواں چلا گیا یا گردوغبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا۔ البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔ مسئلہ (۷): لوبان وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا۔ اسی طرح حقہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے البتہ اس دھوئیں کے سوا عطر کیوڑہ، گلاب پھول وغیرہ اور خوشبو کا سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے۔ مسئلہ (۸): دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا ڈلی کا دہرا وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے نکال کے کھا گئی۔ لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا یا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو جاتا رہا۔ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گئی تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا۔ چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ مسئلہ (۹): تھوک نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔ مسئلہ (۱۰): اگر پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں روزہ ہو گیا۔ مسئلہ (۱۱): رات کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا۔ دن کو نہائی تب بھی روزہ ہو گیا بلکہ اگر دن بھر نہ نہائے تب بھی روزہ نہیں جاتا۔ البتہ اس کا گناہ الگ ہوگا۔ مسئلہ (۱۲): ناک کو اتنے زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اسی طرح منہ کی رال سڑک کے نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔ مسئلہ

(۱۳): منہ میں پان دبا کر سوگئی اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴): کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۵): اگر آپ ہی آپ قے ہوگئی تو روزہ نہیں گیا چاہے تھوڑی سی قے ہوئی ہو یا زیادہ۔ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور منہ بھر قے ہوئی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔ مسئلہ (۱۶): تھوڑی سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قصداً لوٹا لیتی تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ (۱۷): کسی نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھالی جس کو لوگ نہیں کھایا کرتے اور اس کو نہ کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں اور اگر ایسی چیز کھائی یا پی ہو جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔ مسئلہ (۱۸): اگر مرد سے ہم بستر ہوئی تب بھی روزہ جاتا رہا اس کی قضا بھی رکھے اور کفارہ بھی دے جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ قضا و کفارہ واجب ہو گئے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ مسئلہ (۱۹): اگر مرد نے پاخانہ کی جگہ اپنا عضو کر دیا اور سپاری اندر چلی گئی تب بھی مرد عورت دونوں کا روزہ جاتا رہا قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔ مسئلہ (۲۰): روزے کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم ہے جبکہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے اور رمضان شریف کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ اگر اس روزے کی نیت رات سے نہ کی ہو یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن حیض آگیا ہو تو اس کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۲۱): کسی نے روزہ میں ناس لیا یا کان میں تیل ڈالا یا جلاب میں عمل لیا اور پینے کی دوا نہیں پی تب بھی روزہ جاتا رہا لیکن صرف قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں اگر کان میں پانی ڈالا تو روزہ نہیں گیا۔ مسئلہ (۲۲): روزے میں پیشاب کی جگہ کوئی دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں۔ اگر کسی نے دوا رکھ لی تو روزہ جاتا رہا[1] قضا واجب ہے، کفارہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۲۳): کسی ضرورت سے دائی نے پیشاب کی جگہ انگلی ڈالی یا خود اس نے اپنی انگلی ڈالی پھر ساری انگلی یا تھوڑی سی انگلی نکالنے کے بعد پھر کر دی تو روزہ جاتا رہا لیکن کفارہ واجب نہیں اور اگر نکالنے کے بعد پھر نہیں کی تو روزہ نہیں گیا۔ ہاں اگر پہلے ہی سے پانی وغیرہ کسی چیز میں انگلی بھیگی ہوئی ہو تو اول ہی دفعہ کرنے سے روزہ جاتا رہے گا۔ مسئلہ (۲۴): منہ سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گئی تو روزہ ٹوٹ گیا البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ مسئلہ (۲۵): اگر زبان سے کوئی چیز چکھ کر کے تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی کا شوہر بڑا بد مزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک پانی درست نہ ہو تو ناک میں دم کر دیگا اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔ مسئلہ

[1] یہ حکم عورتوں کا ہے اور مرد اپنے پیشاب کی جگہ سوراخ کی جگہ تیل وغیرہ ڈالے تو روزہ نہیں ٹوٹتا

(۲۶): اپنے منہ سے چبا کر چھوٹے بچہ کو کوئی چیز کھلانا مکروہ ہے۔ البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری وناچاری ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ **مسئلہ** (۲۷): کوئلہ چبا کر دانت مانجھنا اور منجن سے دانت مانجھنا مکروہ ہے اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جائے گا تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسی وقت کی توڑی ہوئی اگر نیب کی مسواک ہے اور اس کا کڑوا پن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔ **مسئلہ** (۲۸): کوئی عورت غافل سو رہی تھی یا بے ہوش پڑی تھی۔ اس سے کسی نے صحبت کی تو روزہ جاتا رہا۔ فقط قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں اور مرد پر کفارہ بھی واجب ہے۔ **مسئلہ** (۲۹): کسی نے بھولے سے کچھ کھالیا اور یوں سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا۔ اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھالیا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ **مسئلہ** (۳۰): اگر کسی کو قے ہوئی اور وہ یہ سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھانا کھایا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ **مسئلہ** (۳۱): اگر سرمہ لگایا یا فصد کی یا تیل ڈالا پھر سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا۔ اور پھر قصداً کھالیا تو قضا اور کفاررہ دونوں واجب ہیں۔ **مسئلہ** (۳۲): رمضان کے مہینہ میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔ **مسئلہ** (۳۳): کسی نے رمضان میں روزہ کی نیت ہی نہیں کی اس لئے کھاتی پیتی رہی۔ اس پر کفارہ واجب نہیں کفارہ جب ہے جبکہ نیت کر کے توڑ دے۔

سحری کھانے اور افطار کرنے کا بیان: **مسئلہ** (۱): سحری کھانا سنت ہے اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم از کم دو تین چھوہارے ہی کھالے یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھالے کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لے۔ **مسئلہ** (۲): اگر کسی نے سحری نہ کھائی اور اٹھ کر ایک آدھ پان ہی کھالیا تو بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا۔ **مسئلہ** (۳): سحری میں جہاں تک ہو سکے دیر کر کے کھانا بہتر ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح ہونے لگے اور روزہ میں شبہ پڑ جائے۔ **مسئلہ** (۴): اگر سحری بڑی جلدی کھالی مگر اس کے بعد پان تمباکو چائے، پانی دیر تک کھاتی پیتی رہی جب صبح ہونے میں تھوڑی دیر رہ گئی تب کلی کر ڈالی تب بھی دیر کر کے کھانے کا ثواب مل گیا اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیر کر کے کھانے کا حکم ہے۔ **مسئلہ** (۵): اگر رات کو سحری کھانے کیلئے آنکھ نہ کھلی سب کے سب سو گئے تو بے سحری کھائے صبح کا روزہ رکھو۔ سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات ہے اور بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ** (۶): جب تک صبح نہ ہو اور فجر کا وقت نہ آئے جس کا بیان نمازوں کے وقتوں میں گزر چکا ہے تب تک سحری کھانا درست ہے، اس کے بعد درست نہیں۔ **مسئلہ** (۷): کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اس گمان پر سحری کھالی، پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔ لیکن پھر بھی کچھ کھائے پئے نہیں روزہ داروں کی

طرح رہے۔اسی طرح اگر سورج ڈوبنے کے گمان سے روزہ کھول لیا پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا اس کی قضا کرے کفارہ واجب نہیں اور اب جب تک سورج نہ ڈوب جائے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ مسئلہ (۸): اتنی دیر ہوگئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھالیا یا پانی پی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا۔ پھر اگر معلوم ہو گیا کہ اس وقت صبح ہوگئی تھی تو اس روزہ کی قضا رکھے۔ اور اگر کچھ نہ معلوم ہوا شبہ ہی شبہ رہ جائے تو قضا رکھنا واجب نہیں ہے۔ لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضا رکھ لے۔ مسئلہ (۹): مستحب یہ ہے کہ جب سورج یقیناً ڈوب جائے تو ترت روزہ کھول ڈالے دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۰): بدلی کے دن ذرا دیر کر کے روزہ کھولو جب خوب یقین ہو جائے کہ سورج ڈوب گیا ہوگا تب افطار کرو اور صرف گھڑی گھڑیال وغیرہ پر کچھ اعتماد نہ کرو۔ جب تک کہ تمہارا دل نہ گواہی دے دے۔ کیونکہ گھڑی شاید کچھ غلط ہوگئی ہو۔ بلکہ اگر کوئی اذان بھی کہہ دے لیکن ابھی وقت ہونے میں شبہ ہے تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۱): چھوہارے سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھولے وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے بعض عورتیں اور بعض مرد نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں یہ غلط عقیدہ ہے۔ مسئلہ (۱۲): جب تک سورج ڈوبنے میں شبہ رہے تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔

کفارے کا بیان: مسئلہ (۱): رمضان شریف کے روزے توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو مہینے برابر لگاتار روزے رکھے تھوڑے تھوڑے کر کے روزے رکھنا درست نہیں۔ اگر کسی وجہ سے بیچ میں دو ایک روزے نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھے۔ ہاں جتنے روزے حیض کی وجہ سے جاتے رہے ہیں وہ معاف ہیں ان کے چھوٹ جانے سے کفارے میں کچھ نقصان نہیں آیا۔ لیکن پاک ہونے کے بعد ترت پھر روزے رکھنا شروع کر دے اور ساٹھ روزے پورے کر لے۔ مسئلہ (۲): نفاس کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ سب روزے پھر سے رکھے۔ مسئلہ (۳): اگر دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنا شروع کر دے۔ مسئلہ (۴): اگر بیچ میں رمضان کا مہینہ آ گیا تب بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ مسئلہ (۵): اگر کسی کو روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح و شام پیٹ بھر کر کھانا کھلاوے جتنا ان کے پیٹ میں سماوے خوب تن کے کھالیوے۔[1] مسئلہ (۶): ان مسکینوں میں اگر بعض بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں۔ ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلاوے۔ مسئلہ (۷): اگر گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی سوکھی بھی کھلانا درست ہے اور اگر جو، باجرہ، جوار وغیرہ کی روٹی ہو تو اس کے ساتھ کچھ دال وغیرہ دینا چاہئے جس کے ساتھ روٹی کھاویں۔ مسئلہ (۸): اگر کھانا نہ کھلاوے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کچا اناج دیدے تو بھی جائز ہے۔ ہر ایک مسکین

---

[1] یعنی خوب پیٹ بھر کر کھالے کہ بالکل بھی بھوک نہ رہے۔

کو اتنا اتنا دیدے جتنا صدقہ فطر دیا جاتا ہے۔ اور صدقہ فطر کا بیان زکوٰۃ کے باب میں آویگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ **مسئلہ (۹)**: اگر اتنے اناج کی قیمت دیدے تو بھی جائز ہے۔ **مسئلہ (۱۰)**: اگر کسی اور سے کہہ دیا کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کر دو اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو اور اس نے اسکی طرف سے کھانا کھلا دیا یا کچا اناج دیدیا تب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر بے اس کے کہنے کسی نے اسکی طرف سے دیدیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ **مسئلہ (۱۱)**: اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح و شام کھانا کھلا دیا یا ساٹھ دن تک کچا اناج یا قیمت دیتی رہی تب بھی کفارہ صحیح ہو گیا۔ **مسئلہ (۱۲)**: اگر ساٹھ دن تک لگاتار کھانا نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہو گئے تو کچھ حرج نہیں یہ بھی درست ہے۔ **مسئلہ (۱۳)**: اگر ساٹھ دن کا اناج حساب کر کے ایک فقیر کو ایک ہی دن دیدیا تو درست نہیں۔ اسی طرح ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن اگر ساٹھ دفعہ کر کے دیدیا تب بھی ایک ہی دن کا ادا ہوا۔ ایک کم ساٹھ مسکینوں کو پھر دینا چاہئے۔ اسی طرح قیمت دینے کا بھی حکم ہے یعنی ایک دن میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ دینا درست نہیں۔ **مسئلہ (۱۴)**: اگر کسی فقیر کو صدقہ فطر کی مقدار سے کم دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ **مسئلہ (۱۵)**: اگر ایک ہی رمضان کے دو یا تین روزے توڑ ڈالے تو ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ البتہ اگر یہ دونوں روزے ایک ہی رمضان کے نہ ہوں تو الگ الگ کفارہ دینا پڑے گا۔

جن وجوہات سے روزہ توڑ دینا جائز ہے ان کا بیان: **مسئلہ (۱)**: اچانک ایسی بیمار پڑ گئی کہ اگر روزہ نہ توڑے گی تو جان پر بن آوے گی یا بیماری بہت بڑھ جاوے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے جیسے دفعتاً پیٹ میں ایسا درد اٹھا کہ بیتاب ہو گئی یا سانپ نے کاٹ کھایا تو دوا پی لینا اور روزہ توڑ دینا درست ہے ایسے ہی اگر ایسی پیاس لگی کہ ہلاکت کا ڈر ہے تو بھی روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔ **مسئلہ (۲)**: حاملہ عورت کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔ **مسئلہ (۳)**: کھانا پکانے کی وجہ سے بے حد پیاس لگ آئی اور اتنی بیتابی ہو گئی کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے۔ لیکن اگر خود اس نے قصداً اتنا کام کیا جس سے ایسی حالت ہو گئی تو گنہگار ہو گی۔

جن وجوہات سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے ان کا بیان: **مسئلہ (۱)**: اگر ایسی بیماری ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھے گی تو بیماری بڑھ جاوے گیا یا دیر میں اچھی ہو گی یا جان جاتی رہے گی تو روزہ نہ رکھے جب اچھی ہو جائے گی تو اس کی قضا رکھ لے لیکن فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے۔ بلکہ جب کوئی مسلمان، دیندار حکیم، طبیب کہہ دے کہ روزہ تم کو نقصان کریگا تب چھوڑنا چاہئے۔ **مسئلہ (۲)**: اگر حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے۔ **مسئلہ (۳)**: اگر حکیم نے تو کچھ نہیں کہا لیکن خود تجربہ کار ہے اور کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جن کی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان کریگا تب بھی روزہ نہ رکھے اگر خود تجربہ کار نہ ہو اور اس کا بیماری سے کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں اگر دیندار حکیم کے

بغیر بتلائے اور بے اپنے تجربہ کے اپنے خیال ہی خیال پر رمضان کا روزہ توڑ یگی تو کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر روزہ نہ رکھے گی تو گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۴): اگر بیماری سے اچھی ہوگئی لیکن ضعف باقی رہے اور یہ گمان غالب ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑ جائے گی تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی مسافرت میں ہو تو اس کو بھی درست ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر کبھی اس کی قضا رکھ لے اور مسافرت کے معنے وہی ہیں جس کا نماز کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے یعنی تین منزل جانے کا قصد ہو۔ مسئلہ (۶): مسافرت میں اگر روزہ سے کوئی تکلیف نہ ہو جیسے ریل پر سوار ہے اور خیال ہے کہ شام تک گھر پہنچ جاؤں گی یا اپنے ساتھ سب راحت و آرام کا سامان موجود ہے تو ایسے وقت سفر میں بھی روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر روزہ نہ رکھے بلکہ قضا کر لے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہاں رمضان شریف کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گی اور اگر راستہ میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۷): اگر بیماری سے اچھی نہیں ہوئی اسی میں مرگئی یا ابھی گھر نہیں پہنچی مسافرت ہی میں مرگئی تو جتنے روزے بیماری کی وجہ سے یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں، آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت ابھی اس کو نہیں ملی تھی۔ مسئلہ (۸): اگر بیماری میں دس روزے گئے تھے پھر پانچ دن اچھی رہی لیکن قضا روزہ نہیں رکھے تو پانچ روزے تو معاف ہیں۔ فقط پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑی جائے گی۔ اگر پورے دس دن اچھی رہی تو پورے دس دن کی پکڑ ہوگی۔ اس لئے ضروری ہے کہ جتنے روزوں کا مواخذہ اس پر ہونے والا ہے اتنے ہی دنوں کے روزوں کا فدیہ دینے کیلئے کہہ مرے جبکہ اس کے پاس مال ہو اور فدیہ کا بیان آگے آتا ہے۔ مسئلہ (۹): اسی طرح اگر مسافرت میں روزے چھوڑ دیئے تھے پھر گھر پہنچنے کے بعد مر گئی تو جتنے دن گھر میں رہی ہے فقط اتنے ہی دن کی پکڑ ہوگی اس کو بھی چاہئے کہ فدیہ کی وصیت کر جاوے۔ اگر روزے گھر رہنے کی وجہ سے اس سے زیادہ چھوٹے ہوں تو ان کا مواخذہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۰): اگر راستہ میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گئی تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں کیونکہ شرع سے اب وہ مسافر نہیں رہی۔ البتہ اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۱): حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا کچھ ڈر ہو تو روزہ نہ رکھے پھر کبھی قضا رکھ لے۔ لیکن اگر اپنا شوہر مالدار ہے کہ کوئی انا رکھ کر کے دودھ پلوا سکتا ہے تو دودھ پلوانے کی وجہ سے ماں کا روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ ایسا بچہ ہے کہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہیں پیتا تو ایسے وقت ماں کو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۲): کسی انا نے دودھ پلانے کی نوکری کی پھر رمضان آگیا اور روزے سے بچہ کی جان کا ڈر ہے تو انا کو بھی روزہ نہ رکھنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۳): عورت کو حیض آگیا یا بچہ پیدا ہوا اور نفاس ہوگیا تو حیض اور نفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۴): اگر رات کو پاک ہوگئی تو اب صبح کا روزہ نہ چھوڑے۔ اگر رات کو نہ نہائی ہو تب بھی روزہ رکھ لے اور صبح کو نہا لے اور اگر صبح ہونے کے بعد پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد روزہ کی نیت کرنا درست نہیں۔ لیکن کچھ کھانا پینا

بھی درست نہیں ہے۔اب دن بھر روزہ داروں کی طرح رہنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۵): اسی طرح اگر کوئی دن کو مسلمان ہوئی یا دن کو جوان ہوئی تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں۔ اور اگر کچھ کھایا تو اس روزہ کی قضا رکھنا بھی نئی مسلمان اور نئی جوان کے ذمہ واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۶): مسافرت میں روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا۔ لیکن دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے ہی اپنے گھر پہنچ گئی ہے یا ایسے وقت میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے کہیں رہ پڑی اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اب روزہ کی نیت کر لے۔

فِدیہ کا بیان

مسئلہ (۱): جس کو اتنا بڑھاپا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنی بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید بھی نہیں نہ روزہ رکھنے کی طاقت ہے تو روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو صدقہ فطر کے برابر غلہ دیدے یا صبح شام پیٹ بھر کر اس کو کھانا کھلا دے، شرع میں اس کو فدیہ کہتے ہیں اور غلہ کے بدلہ میں اس قدر غلہ کی قیمت دیدے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۲): وہ گیہوں اگر تھوڑے تھوڑے کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دے تو بھی صحیح ہے۔ مسئلہ (۳): پھر اگر کبھی طاقت آ گئی یا بیماری سے اچھی ہو گئی تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔ مسئلہ (۴): کسی کے ذمہ کئی روزے قضا تھے اور مرتے وقت وصیت کر گئی کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دے دینا تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دیدے اور کفن دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آئے تو دینا واجب ہوگا۔ مسئلہ (۵): اگر اس نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دے دیا تب بھی خدا سے امید رکھے کہ شاید قبول کرے اور اب روزوں کا مواخذہ نہ کرے اور بغیر وصیت کے خود مردہ کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح اگر تہائی مال سے فدیہ زیادہ ہو جائے تو باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا بدون رضامندی سب وارثوں کے جائز نہیں ہاں اگر سب وارث خوش دلی سے راضی ہو جائیں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے لیکن نابالغ وارث کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے۔ بالغ وارث اپنا حصہ جدا کر کے اس میں سے دیدیں تو درست ہے۔ مسئلہ (۶): اگر کسی کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وصیت کر کے مر گئی کہ میری نمازوں کے بدلہ میں فدیہ دیدینا۔ اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۷): ہر وقت کی نماز کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ایک روزہ کا فدیہ ہے۔ اس حساب سے رات دن کے پانچ فرض اور ایک وتر چھ نمازوں کی طرف سے ایک چھٹانک کم پونے گیارہ سیر گیہوں۔ اسی روپے کے سیر سے دیوے مگر احتیاطاً پورے گیارہ سیر دیدے۔ مسئلہ (۸): کسی کے ذمہ زکوۃ باقی ہے ابھی ادا نہیں کی تو وصیت کر جانے سے اس کا بھی ادا کرنا وارثوں پر واجب ہے اگر وصیت نہیں کی اور وارثوں نے اپنی خوشی سے دیدی تو زکوۃ نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۹): اگر ولی مردے کی طرف سے قضا روزے رکھ لے یا اسکی طرف سے قضا نماز پڑھ لے تو یہ درست نہیں یعنی اس کے ذمہ سے نہ اتریں گے۔ مسئلہ (۱۰): بے وجہ رمضان کا

روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے یہ نہ سمجھے کہ اس کے بدلہ ایک روزہ قضا رکھ لوں گی کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان کے ایک روزے کے بدلہ میں اگر سال بھر برابر روزہ رکھتی رہے تب بھی اتنا ثواب نہ ملے گا جتنا رمضان میں ایک روزے کا ثواب ملتا ہے۔ **مسئلہ (۱۱)**: اگر کسی نے شامت اعمال سے روزہ نہ رکھا تو اور لوگوں کے سامنے نہ کچھ کھائے نہ پیئے نہ یہ ظاہر کرے کہ آج میرا روزہ نہیں ہے اس لئے کہ گناہ کر کے اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے۔ اور اگر سب سے کہہ دے گی تو دوہرا گناہ ہوگا۔ ایک تو روزہ نہ رکھنے کا دوسرا گناہ ظاہر کرنے گا۔ یہ جو مشہور ہے کہ خدا کی چوری نہیں تو بندے کی کیا چوری۔ یہ غلط بات ہے بلکہ جو کسی عذر سے روزہ نہیں رکھتی اس کو بھی مناسب ہے کہ سب کے روبرو کچھ نہ کھائے۔ **مسئلہ (۱۲)**: جب لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جائیں تو ان کو بھی روزہ کا حکم کرے اور جب دس برس کی عمر ہو جاوے تو مار کر روزہ رکھاوے۔ اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے رکھاوے۔ **مسئلہ (۱۳)**: اگر نابالغ لڑکا یا لڑکی روزہ رکھ کر توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھاوے البتہ اگر نماز کی نیت کر کے توڑ ڈالے تو اس کو دوہرا دے۔

اِعتکاف کا بیان

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کا دن چھپنے سے ذرا پہلے سے رمضان کی انتیس یا تیس تاریخ یعنی جس دن عید کا چاند نظر آجائے اس تاریخ کے دن چھپنے تک اپنے گھر میں [1] جہاں نماز پڑھنے کیلئے جگہ مقرر کر رکھی ہے اس جگہ پر پابندی سے جم کر بیٹھنا اس کو اعتکاف کہتے ہیں۔ اس کا بڑا ثواب ہے۔ اگر اعتکاف شروع کرے تو فقط پیشاب پاخانہ یا کھانے پینے کی ناچاری سے تو وہاں سے اٹھنا درست ہے اور اگر کوئی کھانا پانی دینے والا ہو تو اس کیلئے بھی نہ اٹھے۔ ہر وقت اسی جگہ رہے اور وہیں سووے اور بہتر یہ ہے کہ بیکار نہ بیٹھے قرآن شریف پڑھتی رہے۔ نفلیں اور تسبیحیں جو توفیق ہو اس میں لگی رہے اور اگر حیض و نفاس آجائے تو اعتکاف چھوڑ دے اس میں درست نہیں اور اعتکاف میں مرد سے ہم بستر ہونا لپٹنا چپٹنا بھی درست نہیں۔

زکوٰۃ کا بیان

جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوٰۃ نکالتی نہ ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی گنہگار ہے۔ قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا۔ رسول ﷺ نے فرمایا ہے جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن اس کیلئے آگ کی تختیاں بنائی جائیں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جائیں گی اور جب ٹھنڈی ہو جائیں گی پھر گرم کر لی جائیں گی۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنایا جائے گا وہ اس کی گردن میں لپٹ جائے گا۔ پھر اس کے دونوں

---

[1] اور مردوں کیلئے ایسی مسجد میں درست ہے جس میں پانچوں وقت جماعت ہوتی ہو

جبڑے نوچے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں۔ میں ہی تیرا خزانہ ہوں، خدا کی پناہ۔ بھلا اتنے عذاب کو کون سہار کرسکتا ہے۔ تھوڑی سی لالچ کے بدلے یہ مصیبت بھگتنا بڑی بے وقوفی کی بات ہے۔ خدا ہی کی دی ہوئی دولت کو خدا کی راہ میں نہ دینا کتنی بڑی بیجا بات ہے۔ **مسئلہ (۱)**: جس کے پاس[1] ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر روپیہ ہو اور ایک سال تک باقی رہے تو سال گزرنے پر اسکی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ اگر اس سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ **مسئلہ (۲)**: کسی کے پاس آٹھ تولہ سونا چار مہینہ یا چھ مہینہ تک رہا پھر وہ کم ہو گیا۔ اور دو تین مہینہ کے بعد پھر مال مل گیا تب بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ غرضیکہ جب سال کے اول و آخر میں مالدار ہو جائے اور سال کے بیچ میں کچھ دن اس مقدار سے کم رہ جائے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ بیچ میں تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی البتہ اگر سب مال جاتا رہے اس کے بعد پھر مال ملے تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جائے گا۔ **مسئلہ (۳)**: کسی کے پاس آٹھ نو تولہ سونا تھا لیکن سال گزرنے سے پہلے پہلے جاتا رہا پورا سال گزرنے نہیں پایا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ **مسئلہ (۴)**: کسی کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہے اور اتنے ہی روپیوں کی وہ قرضدار بھی ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں، اگر اتنے کی قرضدار ہے کہ قرضہ ادا ہو کر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت بچتی ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ **مسئلہ (۵)**: اگر دو سو روپے پاس ہیں اور ایک سو روپے کی قرضدار ہے تو ایک سو روپے کی زکوٰۃ واجب ہے۔ **مسئلہ (۶)**: سونے چاندی کے زیور اور برتن اور سچا گوٹہ ٹھپا سب پر زکوٰۃ واجب ہے چاہے پہنتی رہتی ہو یا بند رکھے ہوں۔ اور کبھی نہ پہنتی ہو۔ غرضیکہ چاندی سونے کی ہر چیز پر زکوٰۃ واجب ہے۔ البتہ اگر اتنی مقدار سے کم ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ **مسئلہ (۷)**: سونا اور چاندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں کچھ میل ہو مثلاً جیسے چاندی میں رانگا ملا ہوا ہے تو دیکھو چاندی زیادہ ہے یا رانگا، اگر چاندی زیادہ ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو چاندی کا حکم ہے لیکن اگر اتنی مقدار ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر رانگا زیادہ ہے تو اس کو چاندی نہ سمجھیں گے بلکہ رانگا سمجھیں گے۔ پس جو حکم پیتل، تانبے، لوہے، رانگے وغیرہ اسباب کا آویگا وہی اس کا بھی حکم ہے۔ **مسئلہ (۸)**: کسی کے پاس نہ تو پوری

---

[1] اور روپے کے حساب سے لے لو، ۲ رتی بھر چاندی اور مع ۷ رتی بھر سونا ہوا اس حساب سے مہر حضرت فاطمہؓ کا تقریباً ایک سو سینتیس روپے ہوئے اور یہ سب حساب قول مشہور پر ہے کہ مثقال ساڑھے چار ماشہ کا ہے۔ اور خود جو حساب کیا اس میں کمی بیشی نکلتی ہے اس لئے اگر کوئی احتیاط کرنا چاہے تو اسکی صورت یہ ہے کہ زکوٰۃ چالیس روپے بھر چاندی اور ۵ رتی کم چھ روپے بھر سونے میں دیدے اور صدقہ فطر میں اسی روپے کے سیر سے دو سیر گیہوں دیدے اور نجاست غلیظہ میں ساڑھے تین ماشہ سے بچے۔ اور مہر فاطمہؓ میں عورت کو احتیاط اس میں ہے کہ سو روپے سے زیادہ نہ مانگے اور یاد رہے کہ ہم نے سب اوزان میں لکھنو کے تولہ ماشہ کا اعتبار کیا ہے جسکی رو سے روپیہ سکہ انگریزی ساڑھے گیارہ ماشہ کا ہوتا ہے جن شہروں میں تولے کا وزن کم و بیش ہو وہ اسی روپے سے حساب لگالیں

مقدار سونے کی ہے نہ پوری مقدار چاندی کی۔ بلکہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی چاندی تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو جائے یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی چاندی کے برابر ہے اور نہ اتنے سونے کے برابر تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور اگر سونے اور چاندی دونوں کی پوری پوری مقدار ہے تو قیمت لگانے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۹): فرض کرو کہ کسی زمانے میں پچیس روپے کا ایک تولہ سونا ملتا ہے اور ایک روپیہ کی ڈیڑھ تولہ چاندی ملتی ہے اور کسی کے پاس دو تولہ سونا اور پانچ روپے ضرورت سے زائد ہیں اور سال بھر تک وہ رہ گئے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ دو تولہ سونا پچاس روپے کا ہوا اور پچاس روپے کی چاندی پچھتر تولہ ہوئی تو دو تولہ سونے کی چاندی اگر خریدو گی تو پچھتر تولہ ملے گی۔ اور پانچ روپے تمہارے پاس ہیں اس حساب سے اتنی مقدار سے بہت زیادہ مال ہو گیا ہے جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے البتہ اگر فقط دو تولہ سونا ہو تو اس کے ساتھ روپیہ اور چاندی کچھ نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔ مسئلہ (۱۰): ایک روپیہ کی چاندی مثلاً دو تولہ ملتی ہے اور کسی کے پاس فقط تیس روپے چاندی کے ہیں تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اور یہ حساب نہ لگاویں گے تیس روپے کی چاندی ساٹھ تولہ ہوئی کیونکہ روپیہ چاندی کا ہوتا ہے اور جب فقط چاندی یا فقط سونا پاس ہو تو وزن کا اعتبار ہے قیمت کا اعتبار نہیں۔ یہ حکم اس وقت کا ہے جب روپیہ چاندی کا ہوتا تھا۔ آج کل عام طور پر روپیہ گلٹ کا مستعمل ہے اور نوٹ کے عوض میں بھی وہی ملتا ہے اس لئے اب حکم یہ ہے کہ جس شخص کے پاس اتنے روپے یا نوٹ موجود ہوں جنکی ساڑھے باون تولہ چاندی بازاری کے بھاؤ کے مطابق آسکے اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مسئلہ (۱۱): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے تھے پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے پچاس روپے اور مل گئے تو ان پچاس روپے کا حساب الگ نہ کرینگے بلکہ اسی سو روپے کے ساتھ اس کو ملا دیں گے اور جب ان سو روپے کا سال پورا ہو گا تو پورے ڈیڑھ سو کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور ایسا سمجھیں گے کہ پورے ڈیڑھ سو پر سال گزر گیا۔ مسئلہ (۱۲): کسی کے پاس سو تولہ چاندی رکھی تھی پھر سال گزرنے سے پہلے دو چار تولہ سونا آ گیا۔ یا نو دس تولہ سونا مل گیا تب بھی اس کا حساب الگ نہ کیا جائے گا۔ بلکہ اس چاندی کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ کا حساب ہوگا۔ پس جب اس چاندی کا سال پورا ہو جائے گا تو اس سب مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ مسئلہ (۱۳): سونے چاندی کے سوا اور جتنی چیزیں ہیں جیسے لوہا، تانبا، پیتل، گلٹ، رانگا وغیرہ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے جوتے اور اس کے سوا کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو بیچتی اور سوداگری کرتی ہو تو دیکھو وہ اسباب کتنا ہے اگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہے تو جب سال گزر جائے تو اس سوداگری کے اسباب میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اور اگر اتنا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر وہ مال سوداگری کیلئے نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے چاہے جتنا مال ہو اگر ہزاروں روپے کا مال ہو تب

بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴): گھر کا اسباب جیسے پتیلی، دیگچی، دیگچہ، بڑی دیگ، سینی، لگن اور کھانے پینے کے برتن اور رہنے سہنے کا مکان اور پہننے کے کپڑے، سچے موتیوں کے ہار وغیرہ ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنا ہو اور چاہے روزمرہ کے کاروبار میں آتا ہو یا نہ آتا ہو کسی طرح زکوٰۃ واجب نہیں ہاں اگر یہ سوداگری کا اسباب ہو تو پھر اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ سونے چاندی کے سوا اور جتنا مال اسباب ہو اگر وہ سوداگری کا اسباب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے نہیں تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۵): کسی کے پاس پانچ دس گھر ہیں ان کو کرایہ پر چلاتی ہے تو ان مکانوں پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنی قیمت کے ہوں۔ ایسے ہی اگر کسی نے دو چار سو روپے کے برتن خرید لئے اور ان کو کرایہ پر چلاتی رہتی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں۔ غرضیکہ کرایہ پر چلانے سے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۱۶): پہننے کے دہراؤ جوڑے چاہے جتنے زیادہ قیمتی ہوں ان میں زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر ان میں سچا کام ہے اور اتنا کام ہے کہ اگر چاندی چھڑائی جائے تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلے گی تو اس چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۷): کسی کے پاس کچھ چاندی یا سونا ہے اور کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر دیکھو اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا کے برابر ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۸): سوداگری کا مال وہ کہلاویگا جس کو اسی ارادہ سے مول لیا ہو کہ اسکی سوداگری کرینگے تو اگر کسی نے اپنے کے خرچ کیلئے یا شادی وغیرہ کے خرچ کیلئے چاول مول لئے پھر ارادہ ہو گیا کہ لاؤ اس کی سوداگری کر لیں تو یہ مال سوداگری کا نہیں ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۹): اگر کسی پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، لیکن قرض کی تین قسمیں ہیں، ایک یہ کہ نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا یا سوداگری کا اسباب بیچا اسکی قیمت باقی ہے اور ایک سال کے بعد یا دو تین برس کے بعد وصول ہوا تو اگر اتنی مقدار ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ان سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اگر یکمشت نہ وصول ہو تو جب اس میں سے گیارہ تولہ چاندی کی قیمت وصول ہو تب اتنے کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اور اگر گیارہ تولہ چاندی کی قیمت بھی متفرق ہی ہو کر ملے تو جب بھی یہ مقدار پوری ہو جائے اتنی مقدار کی زکوٰۃ ادا کرتی رہے اور جب دے تو سب برسوں کی دے اور اگر قرضہ اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہو گی۔ البتہ اگر اس کے پاس کچھ اور مال بھی ہو اور دونوں ملا کر مقدار پوری ہو جائے تو زکوٰۃ واجب ہو گی۔ مسئلہ (۲۰): اور نقد نہیں دیا نہ سوداگری کا مال بیچا ہے بلکہ کوئی اور چیز بیچی تھی جو سوداگری کی نہ تھی جیسے پہننے کے کپڑے بیچ ڈالے یا گھر ستی کا اسباب بیچ دیا اس کی قیمت باقی ہے اور اتنی ہے جتنی میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے پھر وہ قیمت کئی برس کے بعد وصول ہوئی تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر سب ایک دفعہ کر کے نہ وصول ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے ملے تو جب تک اتنی رقم نہ وصول ہو جائے جو نرخ بازار سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہو تب

تک زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب مذکورہ رقم وصول ہوتو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۲۱): تیسری قسم یہ ہے کہ شوہر کے ذمہ مہر ہو وہ کئی برس کے بعد ملا تو اسکی زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہو گا پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ بلکہ اگر اب اس کے پاس رکھا ہے اور اس پر سال گزر جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی، نہیں تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ مسئلہ (۲۲): اگر کوئی مالدار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال گزرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدے اور سال کے پورا ہونے کا انتظار نہ کرے تو بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور اگر مالدار نہیں ہے بلکہ کہیں سے مال ملنے کی امید تھی اس امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دیدی تو یہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جب مال مل جائے اور اس پر سال گزر جائے تو پھر زکوٰۃ دینا چاہئے۔ مسئلہ (۲۳): مالدار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال میں مال بڑھ گیا تو بڑھتی کی زکوٰۃ پھر دینی پڑیگی۔ مسئلہ (۲۴): کسی کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد رکھے ہوئے ہیں اور سو روپے کہیں اور سے ملنے کی امید ہے۔ اس نے پونے دو سو روپے کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیشگی دیدی۔ یہ بھی درست ہے لیکن اگر ختم سال پر روپیہ نصاب سے کم ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہوگئی اور وہ دیا ہوا صدقہ نافلہ ہو گیا۔ مسئلہ (۲۵): کسی کے مال پر پورا سال گزر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا مال چوری ہو گیا اور کسی طرح سے جاتا رہا تو زکوٰۃ بھی معاف ہوگئی۔ اگر خود اپنا مال کسی کو دیدیا اور کسی طرح سے اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی وہ معاف نہیں ہوئی بلکہ دینی پڑیگی۔ مسئلہ (۲۶): سال پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا۔ تب بھی زکوٰۃ معاف ہوگئی۔ مسئلہ (۲۷): کسی کے پاس دو سو روپے تھے۔ ایک سال کے بعد اس میں سے ایک سو چوری ہو گئے یا ایک سو خیرات کر دیئے تو ایک سو کی زکوٰۃ معاف ہوگی۔ فقط ایک سو روپے کی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔

زکوٰۃ ادا کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): جب مال پر پورا سال گزر جائے تو فوراً زکوٰۃ ادا کر دے نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں کہ شاید اچانک موت آ جائے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جائے اگر سال گزرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گزر گیا تو گنہگار ہوئی۔ اب بھی توبہ کر کے دونوں سال کی زکوٰۃ دیدے غرضیکہ عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ضرور دیدے باقی نہ رکھے۔ مسئلہ (۲): جتنا مال ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے یعنی سو روپے میں ڈھائی روپے اور چالیس روپے میں ایک روپیہ۔ مسئلہ (۳): جس وقت زکوٰۃ کا روپیہ کسی غریب کو دے اس وقت اپنے دل میں اتنا ضرور خیال کر لے کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں۔ اگر یہ نیت نہیں کی یوں ہی دیدیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دینا چاہئے اور یہ جتنا دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔ مسئلہ (۴): اگر فقیر کو دیتے وقت یہ نیت نہیں کی تو جب تک وہ مال فقیر کے پاس رہے اس وقت تک یہ نیت کر لینا

درست ہے۔اب نیت کر لینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔البتہ جب فقیر نے خرچ کر ڈالا اس وقت نیت کرنے کا اعتبار نہیں ہے۔اب پھر سے زکوٰۃ دے۔ مسئلہ (۵): کسی نے زکوٰۃ کی نیت سے دو روپے نکال کر الگ رکھ لئے کہ جب کوئی مستحق ملے گا اس وقت دیدوں گی پھر جب فقیر کو دیدیا اس وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھول گئی تو بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر الگ نہ رکھتی تو ادا نہ ہوتی۔ مسئلہ (۶): کسی نے زکوٰۃ کے روپے نکالے تو اختیار ہے چاہے ایک ہی کو سب دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی غریبوں کو دے اور چاہے اسی دن سب دیدے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینوں دے۔ مسئلہ (۷): بہتر یہ ہے کہ ایک غریب کو کم سے کم اتنا دیدے کہ اس دن کیلئے کافی ہو جائے اور کسی سے مانگنا نہ پڑے۔ مسئلہ ۸): ایک ہی فقیر کو اتنا مال دینا جتنے مال کے ہونے سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مکروہ ہے لیکن اگر دیدیا تو زکوٰۃ ادا ہوگئی اور اس سے کم دینا جائز ہے۔ مکروہ بھی نہیں ۔مسئلہ (۹): کوئی عورت قرض مانگنے آئی اور یہ معلوم ہے کہ وہ اتنی تنگدست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکے گی یا ایسی نادہند ہے کہ قرض لیکر کبھی ادا نہیں کرتی اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دیدیا اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تو بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اگرچہ وہ اپنے دل میں یہ ہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔ مسئلہ (۱۰): اگر کسی کو انعام کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تب بھی زکوٰۃ ہوگئی۔ مسئلہ (۱۱): کسی غریب آدمی پر تمہارے دس روپے قرض ہیں اور تمہارے مال کی زکوٰۃ بھی دس روپے یا اس سے زیادہ ہے۔اس کو اپنا قرضہ زکوٰۃ کی نیت سے معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی البتہ اس کو دس روپے زکوٰۃ کی نیت سے دے تو زکوٰۃ ادا ہوگئی۔ اب یہی روپیا اپنے قرضہ میں اس سے لے لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۲): کسی کے پاس چاندی کا اتنا زیور ہے کہ حساب سے تین تولہ چاندی زکوٰۃ کی ہوتی ہے اور بازار میں تین تولہ چاندی دو روپے کی بکتی ہے تو زکوٰۃ میں دو روپے چاندی کے دیدینا درست نہیں کیونکہ دو روپے کا وزن تین تولہ نہیں ہوتا اور چاندی کی زکوٰۃ میں جب چاندی دی جائے تو وزن کا اعتبار ہوتا ہے۔ قیمت کا اعتبار نہیں ہوتا ہاں اس صورت میں اگر دو روپے کا سونا خرید کر کے دیدیا یا دو روپے گلٹ کے یا دو روپے کے پیسے یا دو روپے کی گلٹ کی ریز گاری یا دو روپے کا کپڑا یا اور کوئی چیز دیدی یا خود تین تولہ چاندی دیدے تو درست ہے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ مسئلہ (۱۳): زکوٰۃ کا روپیہ خود نہیں دیا بلکہ کسی اور کو دیا کہ تم کسی اور کو دے دینا، یہ بھی جائز ہے۔اب وہ شخص اگر دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت نہ بھی کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ مسئلہ (۱۴): کسی غریب کو دینے کیلئے تم نے دو روپے کسی کو دیئے لیکن اس نے بعینہ وہی دو روپے فقیر کو نہیں دیئے جو تم نے دیئے تھے بلکہ اپنے پاس سے دو روپے تمہاری طرف سے دیدیئے اور یہ خیال کیا کہ وہ روپے میں لے لوں گا، تب بھی زکوٰۃ ادا ہوگئی بشرطیکہ تمہارے روپے اس کے پاس موجود ہوں اور اب وہ شخص اپنے دو روپے کے بدلے میں تمہارے وہ دونوں روپے لے لے۔ البتہ اگر تمہارے دیئے ہوئے روپے اس نے پہلے خرچ کر ڈالے اس کے بعد اپنے روپے غریب کو دیئے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی یا تمہارے روپے اس کے پاس رکھے تو ہیں لیکن اپنے روپے دیتے

وقت یہ نیت نہ تھی کہ میں وہ روپے لے لوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اب وہ دونوں روپے پھر زکوٰۃ میں دے۔ مسئلہ (۱۵): اگر تم نے روپے نہیں دیئے لیکن اتنا کہہ دیا کہ تم ہماری طرف سے زکوٰۃ دیدنا اس لئے اس نے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دیدی تو ادا ہوگئی اور جتنا اس نے تمہاری طرف سے دیا ہے اب تم سے لے لے۔ مسئلہ (۱۶): اگر تم نے کسی سے کچھ نہیں کہا۔ اس نے بلا تمہاری اجازت کے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دیدی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ اب اگر تم منظور بھی کرلو تب بھی درست نہیں۔ اور جتنا تمہاری طرف سے دیا ہے تم سے وصول کرنے کا اس کو حق نہیں۔ مسئلہ (۱۷): تم نے ایک شخص کو اپنی زکوٰۃ دینے کیلئے دو روپے دیئے تو اس کو اختیار ہے چاہے خود کسی غریب کو دیدے یا کسی اور کے سپرد کردے کہ تم یہ روپیہ زکوٰۃ میں دیدینا اور نام کا بتانا ضروری نہیں ہے کہ فلانے کی طرف سے یہ زکوٰۃ دینا اور وہ شخص دو روپے اگر اپنے کسی رشتہ دار یا ماں باپ کو غریب دیکھ کر دیدے تو بھی درست ہے لیکن اگر وہ خود غریب ہو تو آپ ہی لے لینا درست نہیں۔ البتہ اگر تم نے یہ کہہ دیا ہو کہ جو چاہو کرو اور جسے جی چاہے دیدو تو آپ بھی لے لینا درست ہے۔

پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان: مسئلہ (۱): کوئی شہر کافروں کے قبضہ میں تھا۔ وہی لوگ وہاں رہتے تھے پھر مسلمان ان پر چڑھ آئے اور لڑ کر وہ شہر ان سے چھین لیا اور وہاں دین اسلام پھیلایا اور مسلمان بادشاہ نے کافروں سے لیکر شہر کی ساری زمین انہیں مسلمانوں کو بانٹ دی تو ایسی زمین کو شرع میں عشری کہتے ہیں۔ اور اگر اس شہر کے رہنے والے لوگ سب کے سب اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے۔ لڑنے کی ضرورت نہیں پڑی تب بھی اس شہر کی ساری زمین عشری کہلاوے گی اور عرب کے ملک کی بھی ساری زمین عشری ہے۔ مسئلہ (۲): اگر کسی کے باپ دادا سے یہی عشری زمین برابر چلی آتی ہو یا کسی ایسے مسلمان سے خریدی جس کے پاس اسی طرح سے چلی آتی ہو تو ایسی زمین میں جو کچھ پیدا ہو اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر کھیت کو سینچنا نہ پڑے فقط بارش کے پانی سے پیداوار ہوگئی یا ندی اور دریا کے کنارے پر ترائی میں کوئی چیز بوئی اور بے سینچے پیدا ہو گئی تو ایسے کھیت میں جتنا پیدا ہوا ہے اس کا دسواں حصہ خیرات کر دینا واجب ہے یعنی دس من میں ایک من اور دس سیر میں ایک سیر اور اگر کھیت کو سینچا پر چلا یعنی چرسا پر چلا کر کے یا کسی اور طریقہ سے سینچا ہے تو پیداوار کا بیسواں حصہ خیرات کرے۔ یعنی بیس من میں ایک من اور بیس سیر میں ایک سیر اور یہی حکم ہے باغ کا ایسی زمین میں کتنی ہی تھوڑی چیز پیدا ہوئی ہو۔ بہر حال یہ صدقہ خیرات کرنا واجب ہے کم اور زیادہ ہونے میں کچھ فرق نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): اناج، ساگ، ترکاری، میوہ، پھل، پھول وغیرہ جو کچھ پیدا ہو سب کا یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۴): عشری زمین یا پہاڑ یا جنگل سے اگر شہد نکالا تو اس میں بھی یہ صدقہ واجب ہے۔ مسئلہ (۵): کسی نے اپنے گھر کے اندر کوئی درخت لگایا یا کوئی چیز ترکاری کی قسم سے یا اور کچھ بویا اور اس میں پھل آیا تو اس میں یہ صدقہ واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۶): اگر عشری زمین کوئی کافر خرید لے تو وہ عشری نہیں رہتی۔ پھر اگر اس سے مسلمان بھی خرید لے یا کسی اور طور پر اس کو مل جائے تب بھی وہ عشری نہ ہوگی۔ مسئلہ (۷): یہ بات کہ دسواں یا بیسواں حصہ کسی کے ذمہ ہے یعنی زمین کے مالک پر ہے یا پیداوار کے مالک پر ہے اس میں بڑا عالموں کا اختلاف ہے مگر

ہم آسانی کے واسطے یہی بتلایا کرتے ہیں کہ پیداوار والے کے ذمہ ہے۔ سو اگر کھیت ٹھیکہ پر ہو خواہ نقد پر یا غلہ پر تو کسان کے ذمہ ہوگا اور اگر کھیت بٹائی پر ہو تو زمیندار اور کسان دونوں اپنے اپنے حصہ کا دیں۔

جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان کا بیان: مسئلہ (۱): جس کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا سوداگری کا اسباب ہو اس کو شریعت میں مالدار کہتے ہیں۔ ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اس کو زکوٰۃ کا پیسا لینا اور کھانا بھی حلال نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو جو سوداگری کا اسباب تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے وہ بھی مالدار ہے۔ ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔ اگرچہ خود اس قسم کے مالدار پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔ **مسئلہ (۲)**: اور جس کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ تھوڑا مال ہے یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گزارے کے موافق بھی نہیں اس کو غریب کہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔ **مسئلہ (۳)**: بڑی بڑی دیگیں اور بڑے بڑے فرش فروش اور شامیانے جن کی برسوں میں ایک آدھ دفعہ کہیں شادی بیاہ میں ضرورت پڑتی ہے اور روز مرہ ان کی ضرورت نہیں ہوتی وہ ضروری اسباب میں داخل نہیں۔ **مسئلہ (۴)**: رہنے کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کیلئے نوکر چاکر اور گھر کی گھر ہستی جو اکثر کام میں رہتی ہے۔ یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں اس کے ہونے سے مالدار نہیں ہوگی چاہے جتنی قیمت ہو اس لئے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اسی طرح پڑھے ہوئے آدمی کے پاس اس کی سمجھ اور برتاؤ کی کتابیں بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں۔ **مسئلہ (۵)**: کسی کے پاس دس پانچ مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتی ہے اور اس کی آمدنی سے گزر کرتی ہے یا ایک آدھ گاؤں ہے جسکی آمدنی آتی ہے لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہوتی اور تنگی رہتی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جس پر زکوٰۃ واجب ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ **مسئلہ (۶)**: کسی کے پاس ہزار روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے ہزار روپے کا یا اس سے بھی زائد کا قرضدار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے، اور اگر قرضہ ہزار روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضہ دیکر کتنے روپے بچتے ہیں۔ اگر اتنے بچیں جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اگر اس سے کم بچیں تو دینا درست ہے۔ **مسئلہ (۷)**: ایک شخص اپنے گھر کا بڑا مالدار ہے لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ نہیں رہا۔ سارا مال چوری ہوگیا یا کوئی اور وجہ ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے کا بھی خرچ نہیں رہا ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستہ کا خرچ چک گیا اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے، اس کو بھی دینا درست ہے۔ **مسئلہ (۸)**: زکوٰۃ کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں مسلمان ہی کو دیوے اور زکوٰۃ اور عشر اور صدقہ فطر اور نذر اور کفارہ کے سوا اور خیر خیرات کافر کو بھی دینا درست ہے۔ **مسئلہ (۹)**: زکوٰۃ کے پیسہ سے مسجد بنوانا یا کسی لاوارث مردے کا گور و کفن کر دینا یا مردے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کر دینا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں۔

جب تک کسی مستحق کو دے نہ دیا جائے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ مسئلہ (۱۰): اپنی زکوٰۃ کا پیسہ اپنے ماں باپ، دادا دادی، نانا نانی، پردادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوئی ہے ان کو دینا درست نہیں ہے۔ اسی طرح اپنی اولاد اور پوتے پڑپوتے نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہیں انکو بھی دینا درست نہیں۔ ایسے ہی بیوی اپنے میاں کو اور میاں اپنی بیوی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔ مسئلہ (۱۱): ان رشتہ داروں کے سوا اور سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے جیسے بہن بھائی، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپھی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، سوتیلا دادا، ساس، خسر وغیرہ سب کو دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۲): نابالغ لڑکے کا باپ اگر مالدار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر لڑکا یا لڑکی بالغ ہو گئے اور خود وہ مالدار نہیں لیکن اس کا باپ مالدار ہے تو ان کو دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۳): اگر چھوٹے بچے کا باپ تو مالدار نہیں لیکن ماں مالدار ہے تو اس بچے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۴): سیدوں کو اور علویوں کو اسی طرح جو حضرت عباس ؓ کی یا حضرت جعفر ؓ یا حضرت عقیل ؓ یا حضرت حارث بن عبدالمطلب ؓ کی اولاد میں ہوں ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔ اسی طرح جو صدقہ شریعت سے واجب ہو اس کا دینا بھی درست نہیں جیسے نذر کفارہ عشر صدقہ فطر اور اس کے سوا اور کسی صدقہ خیرات کا دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۵): گھر کے نوکر چاکر خدمتگار، ماما، دائی کھلائی وغیرہ کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے لیکن ان کی تنخواہ میں حساب نہ کرے بلکہ تنخواہ سے زائد بطور انعام و اکرام کے دیدے اور دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت رکھے تو درست ہے۔ مسئلہ (۱۶): جس لڑکے کو تم نے دودھ پلایا ہے اس کو اور جس نے بچپن میں تم کو دودھ پلایا ہے اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۷): ایک عورت کا مہر ہزار روپے ہے لیکن اس کا شوہر بہت غریب ہے ادا نہیں کر سکتا تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ اور اگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر دیتا نہیں یا اس نے اپنا مہر معاف کر دیا تو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر یہ امید ہے کہ جب مانگوں گی تو وہ ادا کر دیگا کچھ تامل نہ کریگا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۸): ایک شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دیدی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو مالدار ہے یا سید ہے۔ یا اندھیاری رات میں کسی کو دیدیا پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میری ماں تھی یا میری لڑکی تھی یا اور کوئی ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو گئی دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں لیکن لینے والے کو اگر معلوم ہو جائے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے اور میں زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہوں تو نہ لے اور پھیر دے اور اگر دینے کے بعد معلوم ہو کہ جس کو دیا ہے وہ کافر ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر ادا کرے۔ مسئلہ (۱۹): اگر کسی پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں مالدار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جائے اس کو زکوٰۃ نہ دے اگر بے تحقیق کئے دیدیا تو دیکھو دل زیادہ کدھر جاتا ہے اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی۔ پھر سے دے لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جائے کہ وہ غریب ہے تو پھر سے نہ دے، زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ مسئلہ (۲۰): زکوٰۃ دینے میں اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقہ خیرات میں سب سے زیادہ اپنے رشتے ناتے کے لوگوں کا

خیال رکھو کہ پہلے ان ہی لوگوں کو دو۔ لیکن ان سے یہ نہ بتاؤ کہ یہ صدقہ اور خیرات کی چیز ہے تا کہ وہ برا نہ مانیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرابت داروں کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے ایک تو خیرات کا دوسرے اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک واحسان کرنے کا۔ پھر جو کچھ ان سے بچے وہ اور لوگوں کو دو۔ مسئلہ (۱۲): ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے رشتہ دار رہتے ہیں ان کو بھیج دیا یا یہاں والوں کے اعتبار سے وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہیں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہیں ان کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں کہ طالب علموں اور دیندار عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔

صدقہ فطر کا بیان

مسئلہ (۱): جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو۔ اور چاہے سال پورا گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو اور اس صدقہ کو شرع میں صدقہ فطر کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): کسی کے پاس رہنے کا بڑا بھاری گھر ہے کہ اگر بیچا جائے تو ہزار پانسو کا بکے اور پہننے کے بڑے قیمتی قیمتی کپڑے ہیں۔ مگر ان میں گوٹہ لچکا نہیں اور خدمت کیلئے دو چار خدمتگار ہیں گھر میں ہزار پانسو کا ضروری اسباب بھی ہے مگر زیور نہیں اور وہ سب کام میں آیا کرتا ہے یا کچھ اسباب ضرورت سے زیادہ بھی ہے اور کچھ گوٹہ لچکا اور زیور بھی ہے لیکن وہ اتنا نہیں کہ جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ایسے پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): کسی کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتی ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دیدیا ہے تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے اگر اسکی قیمت اتنی ہو کہ جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں۔ البتہ اگر اسی پر اس کا گزارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جائے گا۔ اور اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا اور زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور دینا بھی درست ہوگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔ مسئلہ (۴): کسی کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال واسباب ہے لیکن وہ قرضدار بھی ہے تو قرضہ مجرا کر کے دیکھو کیا بچتا ہے اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جتنے میں زکوٰۃ یا صدقہ واجب ہو جائے تو صدقہ فطر واجب ہے۔ اور اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔ مسئلہ (۵): عید کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مر گیا تو اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اس کے مال میں سے نہ دیا جائے گا۔ مسئلہ (۶): بہتر یہ ہے کہ جس وقت مرد لوگ نماز کیلئے عیدگاہ میں جاتے ہیں اس سے پہلے ہی صدقہ دیدے۔ اگر پہلے نہ دیا تو خیر بعد ہی سہی۔ مسئلہ (۷): کسی نے صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں دیدیا تب بھی ادا ہو گیا۔ اب دوبارہ دینا واجب نہیں۔ مسئلہ

(۸): اگر کسی نے عید کے دن صدقہ فطر نہ دیا تو معاف نہیں ہوا۔ اب کسی دن دیدینا چاہئے۔ مسئلہ (۹): صدقہ فطر فقط اپنی طرف سے واجب ہے۔ کسی [1] اور کی طرف سے ادا کرنا واجب نہیں۔ نہ بچوں کی طرف سے نہ ماں باپ کی طرف سے نہ شوہر کی طرف سے نہ کسی اور کی طرف سے۔ مسئلہ (۱۰): اگر چھوٹے بچے کے پاس اتنا مال ہو کہ جتنے کے ہونے سے صدقہ واجب ہوتا ہے جیسے اس کا کوئی رشتہ دار مر گیا۔ اس کے مال سے اس کے بچے کو حصہ ملا یا کسی اور طرح سے بچہ کو مال مل گیا تو اس بچہ کے مال میں سے صدقہ فطر ادا کرے۔ لیکن اگر وہ بچہ عید کے دن صبح ہونے کے بعد پیدا ہوا ہو تو اسکی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۱): جس نے کسی رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی یہ صدقہ واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ مسئلہ (۱۲): صدقہ فطر میں اگر گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا گیہوں کے ستو دیوے تو اسی روپے کے سیر یعنی انگریزی تول سے آدھی چھٹا نک اوپر پونے دوسیر بلکہ احتیاط کیلئے پورے دوسیر یا کچھ زیادہ دے دینا چاہئے کیونکہ زیادہ ہو جانے میں کچھ حرج نہیں بلکہ بہتر ہے اور اگر جو یا جو کا آٹا دے تو اس کا دونا دینا چاہئے۔ مسئلہ (۱۳): اگر گیہوں اور جو کے سوا کوئی اور اناج دیا جیسے چنا، جوار، چاول تو اتنا دے کہ اسکی قیمت اتنے گیہوں یا اتنے جو کے برابر ہو جائے جتنے اوپر بیان ہوئے۔ مسئلہ (۱۴): اگر گیہوں اور جو نہیں دیئے بلکہ اتنے گیہوں اور جو کی قیمت دیدی ہے تو یہ سب سے بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۵: ۔ اگر ایک آدمی کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دے دے دونوں باتیں جائز ہیں۔ مسئلہ (۱۶): اگر کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دیدیا یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۷): صدقہ فطر کے مستحق بھی وہی لوگ ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں۔

قُربانی کا بیان

قربانی کرنے کا بڑا ثواب ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ ان دنوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے تو خوب خوشی سے اور خوب دل کھول کر قربانی کیا کرو۔ اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ قربانی کے جانور کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلہ میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ سبحان اللہ بھلا سوچو تو کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں

---

[1] یہ حکم عورتوں کا ہے اور مرد پر نابالغ اولاد کی طرف سے دینا بھی واجب ہے لیکن اگر اولاد مالدار ہو تو باپ کے ذمہ واجب نہیں بلکہ انہیں کے مال میں سے دے اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی دینا واجب نہیں البتہ اگر کوئی لڑکا مجنوں ہو تو اس کی طرف سے بھی دے

نیکیاں مل جاتی ہیں۔ بھیڑ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہ گن پاوے۔ پس سوچو تو کتنی نیکیاں ہوئیں۔ بڑی دینداری کی بات تو یہ ہے کہ اگر کسی پر قربانی کرنا واجب بھی نہ ہو تو تب بھی اتنے بے حساب ثواب کے لالچ میں قربانی کر دینا چاہئے کہ جب یہ دن چلے گئے تو یہ دولت کہاں نصیب ہو گی اور اتنی آسانی سے اتنی نیکیاں کیسے کما سکے گی اور اگر اللہ نے مالدار اور امیر بنایا ہو تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے جو رشتہ دار مر گئے ہیں جیسے ماں باپ وغیرہ انکی طرف سے بھی قربانی کر دے کہ انکی روح کو اتنا بڑا ثواب پہنچ جائے۔ حضرت محمد ﷺ کی طرف سے آپ کی بیویوں کی طرف سے اپنے پیر وغیرہ کی طرف سے کر دے نہیں تو کم از کم اتنا ضرور کرے کہ اپنی طرف سے قربانی کرے کیونکہ مالدار پر تو واجب ہے جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود ہے اور قربانی کرنا اس پر واجب ہے پھر بھی اس نے قربانی نہ کی اس سے بڑھ کر بدنصیب اور محروم کون ہوگا اور گناہ رہا سو الگ۔ جب قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹاوے تو پہلے یہ دعا پڑھے۔ ﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ﴾ پھر بِسْمِ اللّٰہِ اللّٰہُ اَکْبَرْ﴾ کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ ﴿اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْہُ مِنِّیْ کَمَاتَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ﴾ مسئلہ (۱): جس پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر بقر عید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو جتنے کے ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس پر قربانی نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی اگر کر دے تو بہت ثواب پاوے۔ مسئلہ (۲): مسافر پر قربانی کرنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۳): بقر عید کی دسویں تاریخ سے لیکر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے، چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہتر دن بقر عید کا دن ہے۔ پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔ مسئلہ (۴): بقر عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کرے۔ البتہ اگر کوئی کسی دیہات میں اور گاؤں میں رہتی ہو تو وہاں فجر کی نماز کے بعد ہی قربانی کر دینا درست ہے۔ شہر کے اور قصبے کے رہنے والے نماز کے بعد کریں۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی شہر کی رہنے والی اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو اسکی قربانی بقر عید کی نماز سے پہلے بھی درست ہے اگرچہ خود وہ شہر میں ہی موجود ہے لیکن قربانی دیہات میں بھیج دی تو نماز سے پہلے قربانی کرنا درست ہو گیا۔ ذبح ہونے کے بعد اس کو منگوا لے اور گوشت کھاوے۔ مسئلہ (۶): بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۷): دسویں تاریخ سے بارہویں تاریخ تک جب جی چاہے قربانی کرے دن میں چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔ مسئلہ (۸): دسویں، گیارہویں، بارہویں تاریخ سفر میں تھی پھر بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہنچ گئی

یا پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اب قربانی کرنا واجب ہو گیا۔ اسی طرح اگر پہلے مال نہ تھا اس لئے قربانی واجب نہ تھی۔ پھر بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال مل گیا تو قربانی کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۹): اپنی قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہ جانتی ہو تو کسی اور سے ذبح کروالے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑی ہو جانا بہتر ہے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پردے کی وجہ سے سامنے نہیں کھڑی ہو سکتی تو بھی خیر کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ (۱۰): قربانی کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے۔ اگر دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتی ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دیا تو بھی قربانی درست ہو گئی۔ لیکن اگر یاد ہو تو دعا پڑھ لینا بہتر ہے۔ جو اوپر بیان ہوئی۔ مسئلہ (۱۱): قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے۔ اولاد کی طرف سے واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے اگر کسی نے اسکی طرف سے قربانی کر دی تو نفل ہو گئی۔ لیکن اپنے مال میں سے کرے اس کے مال میں سے ہرگز نہ کرے۔ مسئلہ (۱۲): بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی اتنے جانوروں کی قربانی درست ہے اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۱۳): گائے، بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقے کی ہو صرف گوشت کھانے کی نیت نہ ہو، اگر کسی کا حصہ ساتویں حصے سے کم ہو گا تو کسی کی قربانی درست نہ ہو گی۔ نہ اسکی جس کا پورا حصہ ہے نہ اسکی جس کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہے۔ مسئلہ (۱۴): اگر گائے میں سات آدمیوں سے کم لوگ شریک ہوئے جیسے پانچ آدمی شریک ہوئے یا چھ آدمی شریک ہوئے اور کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہیں تب بھی سب کی قربانی درست ہے۔ اور اگر آٹھ آدمی شریک ہو گئے تو کسی کی قربانی صحیح نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۵): قربانی کیلئے کسی نے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ اگر کوئی اور مل گیا تو اس کو بھی اس گائے میں شریک کر لیں گے اور ساجھے میں قربانی کر لیں گے۔ اس کے بعد کچھ اور لوگ اس گائے میں شریک ہو گئے تو یہ درست ہے اور اگر خریدتے وقت اس کی نیت شریک کرنے کی نہ تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ تھا تو اب اس میں کسی اور کا شریک ہونا بہتر تو نہیں ہے لیکن اگر کسی کو شریک کر لیا تو دیکھنا چاہئے جس نے شریک کیا ہے وہ امیر ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے یا غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں۔ اگر امیر ہے تو درست ہے اور اگر غریب ہے تو درست نہیں۔ مسئلہ (۱۶): اگر قربانی کا جانور کہیں گم ہو گیا اس لئے دوسرا خریدا۔ پھر وہ پہلا بھی مل گیا۔ اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو ایک ہی جانور کی قربانی اس پر واجب ہے۔ اور اگر غریب آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو دونوں جانور کی قربانی اس پر واجب ہو گئی۔ مسئلہ (۱۷): سات آدمی گائے میں شریک ہوئے تو گوشت بانٹتے وقت اٹکل سے نہ بانٹیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول تول کر بانٹیں۔ نہیں تو اگر کوئی حصہ کم یا زیادہ رہے گا تو سود ہو جائے گا۔ اور گناہ ہو گا۔ البتہ اگر گوشت کے ساتھ کلہ پائے اور

کھال کو بھی شریک کرلیا۔ جس طرف کلہ پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو تو درست ہے چاہے جتنا کم ہو۔ جس طرف گوشت زیادہ تھا اس طرف کلہ پائے شریک کئے تو بھی سود ہو گیا اور گناہ ہوا۔ مسئلہ (۱۸): سال بھر سے کم کی بکری درست نہیں جب پوری سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے۔ اور گائے بھینس دو برس سے کم کی درست نہیں پورے دو برس کی ہو چکیں تب قربانی درست ہے۔ اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے اور دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دو تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسے وقت چھ مہینے کے دنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہئے۔ مسئلہ (۱۹): جو جانور اندھا ہو یا کانا ہو ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا تہائی دُم یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۲۰): جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اسکی بھی قربانی درست نہیں۔ اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس کا سہارا لگتا ہے لیکن لنگڑا کر چلتا ہے تو اسکی قربانی درست ہے۔ مسئلہ (۲۱): اتنا دبلا بالکل مریل جانور کہ جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اسکی قربانی درست نہیں ہے اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلے ہونے سے کچھ حرج نہیں اسکی قربانی درست ہے لیکن موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔ مسئلہ (۲۲): جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اسکی قربانی درست نہیں۔ اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اسکی قربانی درست ہے۔ مسئلہ (۲۳): جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی قربانی درست نہیں ہے اور اگر کان تو ہیں لیکن بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے چھوٹے ہیں تو اسکی قربانی درست ہے۔ مسئلہ (۲۴): جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں ہے یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے اسکی قربانی درست ہے۔ البتہ بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں۔ مسئلہ (۲۵): خصی یعنی بدھیا بکرے اور مینڈھے وغیرہ کی بھی قربانی درست ہے۔ جس جانور کے خارش ہو اسکی بھی قربانی درست ہے۔ البتہ اگر خارش کی وجہ سے بالکل لاغر ہو گیا ہو تو درست نہیں۔ مسئلہ (۲۶): اگر جانور قربانی کیلئے خرید لیا تب کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر کے قربانی کرے ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اسکے واسطے درست ہے کہ وہی جانور قربانی کر دے۔ مسئلہ (۲۷): قربانی کا گوشت آپ کھاوے اور اپنے رشتہ ناتے کے لوگوں کو دے دے اور فقیروں اور محتاجوں کو خیرات کرے اور بہتر یہ ہے کہ کم سے کم تہائی حصہ خیرات کرے، خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے لیکن اگر کسی نے تھوڑی ہی گوشت خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۸): قربانی کی کھال یا تو یونہی خیرات کر دے اور یا بیچ کر اسکی قیمت خیرات کر دے۔ وہ قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ وہی پیسے خیرات کرنے چاہئیں اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے اور اتنے ہی

پیسے اپنے اس سے دے دیئے تو بری بات ہے مگر ادا ہو جائیں گے۔ مسئلہ (۲۹): اس کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت اور کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں، خیرات ہی کرنا چاہئے۔ مسئلہ (۳۰): اگر کھال کو اپنے کام میں لاوے جیسے اسکی چھلنی بنوالی یا مشک یا ڈول یا جانماز بنوالی یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۳۱):۔ کچھ گوشت یا چربی یا چھیچھڑے قصائی کو مزدوری میں نہ دے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دے مسئلہ (۳۲): قربانی کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کردے۔ مسئلہ (۳۳): کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی۔ مسئلہ (۳۴): کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گزر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کر دے۔ اور اگر بکری خرید کرلی تھی تو وہی بکری بعینہ خیرات کر دے۔ مسئلہ (۳۵): جس نے قربانی کی منّت مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا جس کے واسطے منّت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور منّت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کر دے نہ آپ کھاوے نہ امیروں کو دے جتنا آپ کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔ مسئلہ (۳۶): اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کے ثواب پہنچانے کیلئے قربانی کرے تو اس کے گوشت میں سے خود کھانا کھلانا یا بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔ مسئلہ (۳۷): لیکن اگر کوئی مردہ وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اسکی وصیت پر اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کر دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۳۸): اگر کوئی شخص یہاں موجود نہیں اور دوسرے شخص نے اسکی طرف سے بغیر اس کے امر کے قربانی کردی تو یہ قربانی صحیح نہیں ہوئی اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بدون اس کے امر کے تجویز کر لیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہو گی۔ مسئلہ (۳۹): اگر کوئی جانور کسی کو حصہ پر دیا ہے تو یہ جانور اس پرورش کرنیوالی کی ملک نہیں ہوا بلکہ اصل مالکہ کا ہی ہے اس لئے اگر کسی نے اس پالنے والی سے خرید کر قربانی کر دی تو قربانی نہیں ہوئی۔ اگر ایسا جانور خریدنا ہو تو اصل مالک سے جس نے حصے پر دیا ہے خرید لیں۔ مسئلہ (۴۰): اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور وہ سب گوشت کو آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ یکجا ہی فقراء واحباب کو تقسیم کرنا یا پکا کر کھانا کھلانا چاہیں تو بھی جائز ہے اگر تقسیم کرینگے تو اس میں برابری ضروری ہے۔ مسئلہ (۴۱): قربانی کی کھال کی قیمت کسی کو اجرت میں دینا جائز نہیں کیونکہ اس کا خیرات کرنا ضروری ہے۔ مسئلہ (۴۲): قربانی کا گوشت کافروں کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت میں نہ دیا جائے۔ مسئلہ (۴۳): اگر کوئی جانور گابھن ہو تو اس کی قربانی جائز ہے پھر اگر بچہ بھی زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دیں۔

عقیقے کا بیان

مسئلہ (۱): جس کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھ دے اور عقیقہ کر دے۔ عقیقہ کر دینے سے بچہ کی سب الابلا دور ہو جاتی ہے اور آفتوں سے محفوظ رہتی ہے۔ مسئلہ (۲): عقیقہ کا طریقہ

یہ ہے کہ اگر لڑکا ہوتو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہوتو ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے کے واسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ لے لے اور سر کے بال منڈوا دے اور بال کے وزن کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کر دے اور لڑکے کے سر میں اگر دل چاہے زعفران لگا دے۔ مسئلہ (۳): اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے اور اسکا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا اس کے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو کر دے اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کرے چاہے جب کرے حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔ مسئلہ (۴): یہ جو دستور ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرہ رکھا جائے اور نائی سر مونڈنا شروع کر دے فوراً اسی وقت بکری ذبح ہو یہ محض مہمل رسم ہے۔ شریعت سے سب جائز ہے چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا ذبح کر کے تب سر مونڈھے، بے وجہ ایسی باتیں تراش لینا برا ہے۔ مسئلہ (۵): جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۶): عقیقے کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر کے بانٹے چاہے دعوت کر کے کھلا دے سب درست ہے۔ مسئلہ (۷): عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔ مسئلہ (۸): اگر کسی کو زیادہ توفیق نہیں اس لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کوئی حرج نہیں۔

حج کا بیان

جس شخص کے پاس ضرورت سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گزران سے کھاتا پیتا چلا جائے اور حج کر کے چلا آئے اس کے ذمہ فرض ہو جاتا ہے اور حج کی بڑی بزرگی آئی ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ بجز بہشت کے اور کچھ نہیں اسی طرح عمرہ پر بھی بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کے دونوں گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور جس کے ذمہ حج فرض ہو اور وہ نہ کرے اس کیلئے بڑی دھمکی آئی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے پاس کھاتے پینے اور سواری کا اتنا سامان ہو جس سے وہ بیت اللہ شریف تک جا سکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے اور خدا کو اسکی کچھ پروا نہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ حج کا ترک کرنا اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۱): عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے اور کئی حج کئے تو ایک فرض ہوا اور سب نفل ہیں اور ان کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔ مسئلہ (۲): اگر جوانی سے پہلے لڑکپن میں اگر کوئی حج کیا ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اگر مالدار ہے تو جوان ہونے کے بعد پھر حج کرنا فرض ہے اور جو حج لڑکپن میں کیا ہے وہ نفل ہے۔ مسئلہ (۳): اندھی پر حج فرض نہیں چاہے جتنی مالدار ہو۔ مسئلہ (۴): جب کسی پر حج فرض ہو گیا تو فوراً اسی

سال حج کرنا واجب ہے۔ بلاعذر دیر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ ابھی عمر پڑی ہے پھر کسی سال حج کرلیں گے درست نہیں ہے پھر دو چار برس کے بعد بھی حج کرلیا تو ادا ہو گیا لیکن گنہگار ہوئی۔ مسئلہ (۵): حج کرنے کیلئے راستے میں اپنے شوہر کا یا کسی محرم کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے بغیر اس کیلئے حج کیلئے جانا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر مکہ مکرمہ سے اتنی دور پر رہتی ہو کہ اس کے گھر سے مکہ مکرمہ تک تین منزل نہ ہو تو بے شوہر اور محرم کے ساتھ ہوئے بھی جانا درست ہے۔ مسئلہ (۶): اگر وہ محرم نابالغ ہو یا ایسا بددین ہو کہ ماں، بہن وغیرہ سے بھی اس پر اطمینان نہیں تو اس کے ساتھ جانا درست نہیں۔ مسئلہ (۷): جب کوئی محرم قابل اطمینان ساتھ جانے کیلئے مل جائے تو اب حج کو جانے سے شوہر کا روکنا درست نہیں۔ اگر شوہر روکے بھی تو اسکی بات نہ مانے اور چلی جائے۔ مسئلہ (۸): جو لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب ہو چکی ہے اس کو بھی بغیر شرعی محرم کے جانا درست نہیں اور غیر محرم کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۹): جو محرم اس کو حج کرانے کیلئے لے جائے اس کا سارا خرچ بھی اسی پر واجب ہے جو کچھ خرچ ہو دے۔ مسئلہ (۱۰): اگر ساری عمر ایسا محرم نہ ملا جس کے ساتھ سفر کرے تو حج نہ کرنے کا گناہ نہ ہوگا۔ لیکن مرتے وقت یہ وصیت کر جانا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کروا دینا۔ مرجانے کے بعد اس کے وارث اسی کے مال میں سے کسی آدمی کو خرچ دیکر بھیج دیں کہ وہ جا کر مردے کی طرف سے حج کر آئے۔ اس کے ذمہ کا حج اتر جائے گا۔ اور اس حج کو جو دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے حج بدل کہتے ہیں۔ مسئلہ (۱۱): اگر کسی کے ذمہ حج فرض تھا اور اس نے سستی سے دیر کردی پھر وہ اندھی ہو گئی یا ایسی بیمار ہو گئی کہ سفر کے قابل نہیں رہی تو اس کو بھی حج بدل کی وصیت کر جانا چاہئے۔ مسئلہ (۱۲): اگر وہ اتنا مال چھوڑ کر مری ہو کہ قرض وغیرہ دیکر تہائی مال میں سے حج بدل کرا سکتے ہیں تب تو وارث پر اسکی وصیت کا پورا کرنا اور حج بدل کرانا واجب ہے اور اگر مال تھوڑا ہے کہ ایک تہائی میں سے حج بدل نہیں ہو سکتا تو اس کا ولی حج نہ کراوے۔ ہاں اگر ایسا کرے کہ تہائی مال مردے کا دیوے اور جتنا زیادہ لگے وہ خود دے تو البتہ حج بدل کرا سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ مردے کے تہائی مال سے زیادہ نہ دیوے۔ ہاں اگر اس کے سب وارث بخوشی راضی ہو جائیں کہ ہم اپنا حصہ نہ لیں گے تم حج بدل کرا دو تو تہائی مال سے زیادہ لگا دینا بھی درست ہے۔ لیکن نابالغ وارثوں کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے اس لئے ان کا حصہ ہرگز نہ لیوے۔ مسئلہ (۱۳): اگر وہ حج بدل کی وصیت کر کے مر گئی لیکن مال کم تھا اس لئے تہائی مال میں حج بدل نہ ہو سکا۔ اور تہائی سے زیادہ لگانے کو وارثوں نے خوشی سے منظور نہ کیا اس لئے حج نہیں کرایا گیا تو اس بیچاری پر کوئی گناہ نہیں۔ مسئلہ (۱۴): سب وصیتوں کا یہی حکم ہے سو اگر کسی کے ذمہ بہت روزے یا نمازیں قضا باقی تھیں یا زکوۃ باقی تھی اور وصیت کر کے مر گئی تو فقط تہائی مال سے یہ سب کچھ کیا جائے گا تہائی سے زیادہ بغیر وارثوں کی دلی رضامندی کے لگانا جائز نہیں اور اس کا بیان پہلے بھی آچکا ہے۔ مسئلہ (۱۵): بغیر وصیت کے اس کے مال میں سے حج بدل کرانا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر سب وارث خوشی سے منظور کرلیں تو جائز ہے اور انشاء اللہ حج فرض ادا ہو جائے گا۔ مگر نابالغ کی اجازت کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۶): اگر عورت عدت میں ہو تو عدت چھوڑ کر حج کو

جانا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۷): جس کے پاس مکہ مکرمہ کی آمد ورفت کے لائق خرچ ہو اور مدینہ منورہ کا خرچ نہ ہو اس کے ذمے حج فرض ہوگا بعض آدمی سمجھتے ہیں کہ جب تک مدینہ منورہ کا بھی خرچ نہ ہو جانا فرض نہیں یہ بالکل غلط خیال ہے۔ مسئلہ (۱۸): احرام میں عورت کو منہ ڈھانکنے میں منہ سے کپڑا لگانا درست نہیں آجکل اس کام کیلئے ایک جالی دار پنکھا بکتا ہے اس کو چہرہ پر باندھ لیا جائے اور آنکھوں کے روبرو جالی رہے اس پر برقع پڑا رہے یہ درست ہے۔ مسئلہ (۱۹): باقی مسائل حج کے بدون حج کئے نہ سمجھ میں آسکتے ہیں اور نہ یاد رہ سکتے ہیں۔ اور جب حج کو جائے وہاں معلم لوگ سب کچھ بتلا دیتے ہیں اس لئے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی، اسی طرح عمرے کی ترکیب وہاں جا کر معلوم ہو جاتی ہے۔ (حج وعمرہ کے جملہ مسائل دیکھنے ہوں تو حج کی معتبر و مکمل کتاب معلم الحجاج دارالاشاعت کراچی سے منگالیں)۔

زیارت مدینہ منورہ کا بیان: اگر گنجائش ہو تو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسول مقبول ﷺ کے روضہ مبارک اور مسجد نبوی ﷺ کی زیارت سے برکت حاصل کرے اسکی نسبت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے میری زیارت کی اور یہ بھی فرمایا ہے جو شخص خالی حج کرے اور میری زیارت کو نہ آئے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی اور اس مسجد[1] کے حق میں۔ آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس میں ایک نماز پڑھے اس کو پچاس ہزار نماز کے برابر ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت نصیب کرے اور نیک کام کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین یارب العالمین۔

منّت ماننے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی کام پر عبادت کی بات کی کوئی منت مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب منت کا پورا کرنا واجب ہے۔ اگر منت پوری نہ کریگی تو بہت گناہ ہوگا لیکن اگر کوئی واہیات منت ہو جس کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں جیسا کہ ہم آگے بیان کرتے ہیں۔ مسئلہ (۲): کسی نے کہا یا اللہ اگر میرا فلانا کام ہو جائے تو پانچ روزے رکھوں گی تو جب کام ہو جائے گا پانچ روزے رکھنے پڑیں گے۔ اور اگر کام نہیں ہوا تو نہ رکھے۔ اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ پانچ روزے رکھوں گی تو اختیار ہے چاہے پانچوں روزے ایک دم سے لگاتار رکھے اور چاہے ایک ایک دو دو کر کے پانچ روزے پورے کرے۔ یہ دونوں باتیں درست ہیں۔ اور اگر نذر کرتے وقت یہ کہہ دیا کہ پانچوں روزے لگاتار رکھوں گی۔ یا دل میں یہ نیت تھی تو سب ایک دم سے رکھنے پڑیں گے۔ اگر بیچ میں ایک آدھ چھوٹ جائے تو پھر سے رکھے۔ مسئلہ (۳): اگر یوں کہا کہ جمعہ کا روزہ رکھوں گی یا محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک روزے رکھوں گی تو خاص جمعہ کا روزہ رکھنا واجب نہیں اور محرم کی خاص ان تاریخوں ہی میں روزہ رکھنا واجب نہیں۔ جب چاہے دس روزے رکھ لے۔ لیکن دسوں لگاتار رکھنے پڑیں گے۔ چاہے محرم میں رکھے یا کسی اور مہینے میں سب جائز ہے اسی طرح اگر یہ کہا کہ اگر میرا یہ کام ہو جائے تو کل ہی روزہ رکھوں گی تب بھی اختیار ہے جب چاہے رکھے۔ مسئلہ

---

[1] یعنی مسجد نبوی ﷺ

(۴): کسی نے نذر کرتے وقت یوں کہا کہ محرم کے مہینے میں روزے رکھوں گی تو محرم کے پورے مہینے کے روزے لگا تار رکھنے پڑیں گے۔ اگر بیچ میں کسی وجہ سے دس پانچ روزے چھوٹ جائیں تو اس کے بدلے اتنے روزے اور رکھ لے سارے روزے نہ دوہراوے اور یہ بھی اختیار ہے کہ محرم کے مہینے میں نہ رکھے کسی اور مہینے میں رکھے لیکن سب لگا تار رکھے۔ مسئلہ (۵): کسی نے منت مانی کہ میری کھوئی ہوئی چیز مل جائے تو میں آٹھ رکعت نماز پڑھوں گی تو اس کے مل جانے پر آٹھ رکعت نماز پڑھنی پڑھے گی۔ چاہے ایک دم سے آٹھوں رکعتوں کی نیت باندھ لے یا چار چار کی نیت باندھے یا دو دو کی سب اختیار ہے اور اگر چار رکعت کی منت مانی تو چاروں ایک ہی سلام سے پڑھنی ہونگی۔ الگ الگ دو دو پڑھنے سے نذر ادا نہ ہوگی۔ مسئلہ (۶): کسی نے ایک رکعت پڑھنے کی منت مانی تو پوری دو رکعتیں پڑھنی پڑیں گی۔ اگر تین کی منت مانی تو پوری چار، اگر پانچ کی منت مانی تو پوری چھ پڑھے۔ اسی طرح آگے کا بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۷): یوں منت مانی کہ دس روپے خیرات کرونگی یا ایک روپیہ خیرات کرونگی تو جتنا کہا ہے اتنا خیرات کرے۔ اگر یوں کہا کہ پچاس روپے خیرات کرونگی اور اس کے پاس اس وقت فقط دس ہی روپے کی کائنات ہے تو دس ہی روپے دینا پڑیں گے۔ البتہ اگر دس روپے کے سوا کچھ مال اسباب بھی ہے تو اس کی قیمت بھی لگا دینگے۔ اس کی مثال یہ سمجھو کہ دس روپے نقد ہیں اور سب مال اسباب پندرہ روپے کا ہے۔ یہ سب پچیس روپے ہوئے تو فقط پچیس روپے خیرات کرنا واجب ہے اس سے زیادہ واجب نہیں۔ مسئلہ (۸): اگر یوں منت مانی کہ دس مسکینوں کو کھلاؤں گی تو اگر دل میں کچھ خیال ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھلاؤں گی تب تو اسی طرح کھلا دے اگر کچھ خیال نہیں تو دو وقت دس مسکین کھلا دے۔ اگر کچا اناج دیوے تو اس میں بھی یہی بات ہے کہ اگر دل میں کچھ خیال تھا کہ ہر ایک کو اتنا اتنا دونگی تو اسی قدر دے اور اگر کچھ خیال نہیں تھا تو ہر ایک کو اتنا دیدے جتنا ہم نے صدقہ فطر میں بیان کیا ہے۔ مسئلہ (۹): اگر یوں کہا کہ ایک روپے کی روٹی فقیروں کو بانٹوں گی تو اختیار ہے چاہے ایک روپے کی روٹی دے دے چاہے ایک روپے کی کوئی اور چیز دیوے۔ یا ایک روپیہ نقد دیدے۔ مسئلہ (۱۰): کسی نے یوں کہا کہ دس روپے خیرات کرونگی ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ پھر دسوں روپے ایک ہی فقیر کو دے دیئے تو بھی جائز ہے۔ ہر ایک فقیر کو ایک ایک روپیہ دینا واجب نہیں۔ اگر دس روپے بیس فقیروں کو دیدیئے تو بھی جائز ہے اور اگر یوں کہا کہ دس روپے دس فقیروں پر خیرات کرونگی تو بھی اختیار ہے چاہے دس کو دیدے چاہے کم زیادہ کو۔ مسئلہ (۱۱): اگر یوں کہا کہ دس نمازیوں کو کھانا کھلاؤں گی یا دس حافظوں کو کھلاؤں گی تو دس فقیروں کو کھلا دے چاہے وہ نمازی اور حافظ ہوں یا نہ ہوں۔ مسئلہ (۱۲): کسی نے کہا کہ مکہ شریف میں دس روپے خیرات کرونگی تو مکہ مکرمہ میں خیرات کرنا واجب نہیں جہاں چاہے خیرات کرے۔ یا یوں کہا تھا کہ جمعہ کے دن خیرات کرونگی۔ فلانے فقیر کو دونگی۔ تو جمعہ کے دن خیرات کرنا اور اسی فقیر کو دینا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر روپیہ مقرر کر کے کہا یہی روپیہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں دونگی تو بعینہ وہی روپیہ دینا واجب نہیں چاہے وہ دیدے یا اتنا ہی اور دیدے۔ مسئلہ (۱۳): اسی طرح اگر منت مانی کہ جمعہ مسجد میں نماز پڑھوں گی یا مکہ مکرمہ میں نماز پڑھوں گی تو بھی اختیار ہے جہاں چاہے پڑھے۔

مسئلہ (۱۴): کسی نے کہا کہ اگر میرا بھائی اچھا ہو جائے تو ایک بکری ذبح کرونگی۔ یا یوں کہا کہ ایک بکری کا گوشت خیرات کرونگی تو منت ہوگئی۔ اگر یوں کہا کہ قربانی کرونگی تو قربانی کے دنوں میں ذبح کرنا چاہئے۔ اور دونوں صورتوں میں اس کا گوشت فقیروں کے سوا اور کسی کو دینا اور خود کھانا درست نہیں جتنا خود کھاوے یا امیروں کو دے اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۵): ایک گائے قربانی کرنے کی منت مانی پھر گائے نہیں ملی تو سات بکریاں کر دے۔ مسئلہ (۱۶): یوں منت مانی تھی کہ جب میرا بھائی آئے تو دس روپے خیرات کرونگی۔ پھر آنے کی خبر پائی اور آنے سے پہلے ہی روپے خیرات کر دیئے تو منت پوری نہیں ہوئی۔ آنے کے بعد پھر خیرات کرے۔ مسئلہ (۱۷): اگر ایسے کام کے ہونے پر منت مانی جس کے ہونے کو چاہتی ہو اور تمنا کرتی ہو کہ یہ کام ہو جائے جیسے یوں کہے کہ اگر میں اچھی ہو جاؤں تو ایسا کروں۔ اگر میرا بھائی خیریت سے آ جائے کہ ایسا کروں۔ اگر میرا باپ مقدمہ سے بَری ہو جائے یا نوکر ہو جائے تو ایسا کروں۔ جب وہ کام ہو جائے تو منت پوری کرے۔ اور اگر اس طرح کہے کہ اگر میں تجھ سے بولوں تو دو روزے رکھوں۔ یا یہ کہا کہ اگر آج میں نماز نہ پڑھوں تو ایک روپیہ خیرات کروں، پھر اس سے بول لی یا نماز نہ پڑھی تو اختیار ہے کہ چاہے قسم کا کفارہ دیدے اور چاہے دو روزے رکھے اور ایک روپیہ خیرات کرے۔ مسئلہ (۱۸): یہ منت مانی کہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھوں گی یا ایک ہزار دفعہ کلمہ پڑھوں گی تو منت ہوگئی اور پڑھنا واجب ہوگیا۔ اور اگر کہا کہ ہزار دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھوں گی۔ یا ہزار دفعہ لاحول پڑھوں گی تو منت نہیں ہوئی اور پڑھنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۹): منت مانی کہ دس کلام مجید ختم کرونگی یا ایک پارہ پڑھوں گی تو منت ہوگئی۔ مسئلہ (۲۰): یہ منت مانی کہ اگر فلانا کام ہو جائے تو مولود شریف پڑھوں گی تو منت نہیں ہوئی یا یہ منت کی کہ فلانی بات ہو جائے تو فلانے مزار پر چادر چڑھاؤں گی یہ بھی منت نہیں ہوئی۔ یا شاہ عبدالحق کا توشہ مانا یہ سہ منی یا سید کبیر کی گائے مانی یا مسجد میں گلگلے چڑھائے اور اللہ میاں کے طاق بھرنے کی منت مانی یا بڑے پیر کی گیارہویں کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں ہوئی اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۲۱): مولیٰ مشکل کشا کا روزہ، آس بیوی کا کونڈا یہ سب واہیات خرافات ہے اور مولیٰ مشکل کشا کا روزہ ماننا شرک ہے۔ مسئلہ (۲۲): یہ منت مانی کہ فلاں مسجد جو ٹوٹی پڑی ہے اس کو بنوادونگی یا فلانا پل بندھوادونگی تو یہ منت ھی صحیح نہیں ہے اس کے ذمہ کچھ واجب نہیں ہوا۔ مسئلہ (۲۳): اگر یوں کہا کہ میرا بھائی اچھا ہو جائے تو ناچ کراؤں گی یا باجا بجواؤں گی تو یہ منت گناہ ہے اچھے ہونے کے بعد ایسا کرنا جائز نہیں۔ مسئلہ (۲۴): اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے منت ماننا۔ مثلاً یوں کہنا اے بڑے پیر اگر میرا کام ہو جائے تو میں تمہاری یہ بات کرونگی۔ یا قبروں اور مزاروں پر جانا جہاں جن رہتے ہوں وہاں جانا اور درخواست کرنا حرام اور شرک ہے بلکہ اس منت کی چیز کا کھانا بھی حرام ہے اور قبروں پر جانے کی عورتوں کیلئے حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

قسم کھانے کا بیان

مسئلہ (۱): بے ضرورت بات بات میں قسم کھانا بری بات ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بڑی بے تعظیمی اور بے حرمتی ہوتی ہے جہاں تک ہو سکے سچی بات پر بھی قسم نہ کھانا چاہئے۔ مسئلہ (۲): جس نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور یوں کہا کہ اللہ قسم، خدا قسم، خدا کی عزت وجلال کی قسم، خدا کی بزرگی اور بڑائی کی قسم۔ تو قسم ہوگئی۔ اب اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اگر خدا کا نام نہیں لیا فقط اتنا کہہ دیا کہ میں قسم کھاتی ہوں کہ فلاں کام نہ کروں گی تب بھی قسم ہو گئی۔ مسئلہ (۳): اگر یوں کہا کہ خدا گواہ ہے، خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں۔ خدا کو حاضر وناظر جان کر کے کہتی ہوں تب بھی قسم ہوگئی۔ مسئلہ (۴): قرآن مجید کی قسم، کلام اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہی تو قسم ہوگئی اور اگر کلام مجید کو ہاتھ میں لیکر یا اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی لیکن قسم نہیں کھائی تو قسم نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۵): یوں کہا اگر فلانا کام کروں گی تو بے ایمان ہو کر مروں۔ مرتے وقت ایمان نہ نصیب ہو بے ایمان ہو جاؤں۔ یا اس طرح کہا کہ اگر فلاں کام کروں تو میں مسلمان نہیں تو قسم ہوگئی۔ اس کے خلاف کرنے سے کفارہ دینا پڑے گا اور ایمان نہ جائے گا۔ مسئلہ (۶): اگر فلانا کام کروں تو ہاتھ ٹوٹیں، دیدے پھوٹیں، کوڑھی ہو جائے، بدن پھوٹ نکلے، خدا کا غضب ٹوٹے، آسمان پھٹ پڑے، دانہ دانہ کی محتاج ہو جائے، خدا کی مار پڑے، خدا کی پھٹکار پڑے اگر فلاں کام کروں تو سور کھاؤں، مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو۔ قیامت کے دن خدا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے زرد رو ہوں۔ ان باتوں سے قسم نہیں ہوتی۔ اس کے خلاف کرنے سے کفارہ نہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۷): خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی۔ جیسے رسول اللہ ﷺ کی قسم، کعبۃ اللہ کی قسم، اپنی آنکھوں کی قسم، اپنی جوانی کی قسم، اپنے ہاتھ پیروں کی قسم، اپنے باپ کی قسم، اپنے بچے کی قسم، اپنے پیاروں کی قسم، تمہارے سر کی قسم، تمہاری جان کی قسم، تمہاری قسم، اپنی قسم، اس طرح قسم کھا کر پھر اس کے خلاف کرے تو کفارہ نہ دینا پڑیگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی ممانعت آئی ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر کسی کی قسم کھانا شرک کی بات ہے اس سے بہت بچنا چاہئے۔ مسئلہ (۸): کسی نے کہا تیرے گھر کا کھانا مجھ پر حرام ہے یا یوں کہا فلانی چیز میں نے اپنے اوپر حرام کر لی تو اس کے کہنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوئی لیکن یہ قسم ہوگئی۔ اب اگر کھاوے گی تو کفارہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۹): کسی دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی۔ جیسے کسی نے تم سے کہا تمہیں خدا کی قسم یہ کام ضرور کرو تو یہ قسم نہیں ہوئی اس کے خلاف کرنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): قسم کھا کر اس کے ساتھ ہی انشاء اللہ تعالیٰ کا لفظ کہہ دیا جیسے کوئی اس طرح کہے کہ خدا کی قسم فلانا کام انشاء اللہ نہ کرونگی تو قسم نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۱): جو بات ہو چکی ہے اس پر جھوٹی قسم کھانا بڑا گناہ ہے جیسے کسی نے نماز نہیں پڑھی اور جب کسی نے پوچھا تو کہہ دیا خدا کی قسم میں نماز پڑھ چکی۔ یا کسی سے گلاس ٹوٹ گیا اور جب پوچھا تو کہہ دیا خدا کی قسم میں نے نہیں توڑا۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھالی تو اس کے گناہ کی کوئی حد نہیں اور اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ بس دن رات اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کر کے اپنا گناہ معاف کراوے۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اور اگر غلطی اور دھوکہ میں جھوٹی قسم کھالی۔ جیسے کسی نے کہا خدا کی قسم ابھی فلانا آدمی نہیں آیا اور اپنے دل میں یقین کے ساتھ یہی سمجھتی ہے کہ سچی قسم کھا رہی ہوں۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ اس وقت آ گیا تھا تو یہ معاف ہے اس میں گناہ نہ ہوگا اور نہ کچھ

کفارہ بھی نہیں۔ **مسئلہ (۱۲)**: اگر ایسی بات پر قسم کھائی جو ابھی نہیں ہوئی بلکہ آئندہ ہوگی۔ جیسے کوئی کہے خدا کی قسم آج پانی برسے گا۔ خدا کی قسم آج میرا بھائی آئے گا پھر وہ نہیں آیا۔ اور پانی نہیں برسا تو کفارہ دینا پڑے گا۔ **مسئلہ (۱۳)**: کسی نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم آج قرآن ضرور پڑھوں گی تو اب قرآن پڑھنا واجب ہوگیا۔ نہ پڑھے گی تو گناہ ہوگا اور کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر کسی نے قسم کھائی خدا کی قسم آج میں فلانا کام نہ کرونگی تو اب وہ کام کرنا درست نہیں۔ اگر کرے گی تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑیگا۔ **مسئلہ (۱۴)**: کسی نے گناہ کرنے کی قسم کھائی کہ خدا کی قسم آج فلانے کی چیز چرالاؤں گی۔ خدا کی قسم آج نماز نہ پڑھوں گی۔ خدا کی قسم اپنے ماں باپ سے کبھی نہ بولوں گی تو ایسے وقت قسم کا توڑ دینا واجب ہے۔ توڑ کے کفارہ دیدے نہیں تو گناہ ہوگا۔ **مسئلہ (۱۵)**: کسی نے قسم کھائی کہ آج میں فلاں چیز نہ کھاؤں گی پھر بھولے سے کھالی اور قسم یاد نہ رہی یا کسی نے زبردستی منہ چیر کر کھلا دی تب بھی کفارہ دے۔ **مسئلہ (۱۶)**: غصہ میں قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی ایک کوڑی نہ دونگی۔ پھر ایک پیسہ یا روپیہ دیدیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی کفارہ دے۔

قسم کے کفارے کا بیان: مسئلہ (۱): اگر کسی نے قسم توڑ دی تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو دو وقت کھانا کھلاوے یا کچا اناج دیدے اور ہر فقیر کو انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر گیہوں دینا چاہئے بلکہ احتیاطاً پورے دو سیر دیدے اور اگر جو دیوے تو اس سے دونے دیوے باقی اور سب ترکیب فقیر کو کھلانے کی وہی ہے جو روزے کے کفارے میں بیان ہو چکی ہے یا دس فقیروں کو کپڑا پہنا دے۔ ہر فقیر کو اتنا بڑا کپڑا دے جس سے بدن کا زیادہ حصہ ڈھک جائے جیسے چادر یا بڑا لمبا کرتا دے دیا تو کفارہ ہوگیا لیکن وہ کپڑا بہت پرانا نہ ہونا چاہئے۔ اگر ہر فقیر کو فقط ایک ایک لنگی یا فقط ایک ایک پاجامہ دیدیا تو کفارہ ادا نہیں ہوا اور اگر لنگی کے ساتھ کرتا بھی ہو تو ادا ہوگیا۔ ان دونوں باتوں میں اختیار ہے چاہے کپڑے دے اور چاہے کھانا کھلاوے۔ ہر طرح کفارہ ادا ہوگیا اور یہ حکم جو بیان ہوا جب ہے کہ مرد کو کپڑا دے۔ اور اگر کسی غریب عورت کو کپڑا دیدیا تو اتنا بڑا کپڑا ہونا چاہئے کہ سارا بدن ڈھک جائے اور اس سے نماز پڑھ سکے اس سے کم ہوگا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ **مسئلہ (۲)**: اگر کوئی ایسی غریب ہو کہ نہ تو کھانا کھلا سکتی ہے اور نہ کپڑا دے سکتی ہے تو لگاتار تین روزے رکھے۔ اگر الگ الگ کر کے تین روزے پورے کر لئے تو کفارہ ادا نہیں ہوا۔ تینوں لگاتار رکھنا چاہئیں۔ اگر دو روزے رکھنے کے بعد بیچ میں کسی عذر سے ایک روزہ چھوٹ گیا تو اب پھر سے تینوں رکھے۔ **مسئلہ (۳)**: قسم توڑنے سے پہلے ہی کفارہ ادا کر دیا اس کے بعد قسم توڑ دی تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔ اب قسم توڑنے کے بعد پھر کفارہ دینا چاہئے اور جو کچھ فقیروں کو دے چکی ہے اس کو پھیر لینا درست نہیں۔ **مسئلہ (۴)**: کسی نے کئی دفعہ قسم کھائی جیسے ایک دفعہ کہا خدا کی قسم فلانا کام نہ کرونگی۔ اس کے بعد پھر کہا خدا کی قسم فلاں کام نہ کرونگی، اسی دن یا اس کے دوسرے تیسرے دن غرض اسی طرح کئی مرتبہ کہا۔ یا یوں کہا خدا کی قسم، اللہ کی قسم، کلام اللہ کی قسم فلانا کام ضرور کرونگی۔ پھر وہ قسم توڑ دی تو ان سب قسموں کا ایک ہی کفارہ دیدے۔ **مسئلہ (۵)**: کسی کے ذمہ قسموں کے بہت کفارے جمع ہو گئے تو بقول مشہور ایک کا جدا جدا کفارہ

دینا چاہئے زندگی میں نہ دے تو مرتے وقت وصیت کر جانا واجب ہے۔ مسئلہ (۶): کفارے میں ان ہی مساکین کو کپڑا یا کھانا دینا درست ہے جن کو زکوۃ دینا درست ہے

گھر میں جانے کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی نے قسم کھائی کہ کبھی تیرے گھر نہ جاؤں گی۔ پھر اس کے دروازے کی دہلیز پر کھڑی ہوگئی یا دروازے کے چھجے کے نیچے کھڑی ہوگئی۔ اندر نہیں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی، اور اگر دروازے کے اندر چلی گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۲): کسی نے قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گی پھر جب وہ گھر گر کر بالکل کھنڈر ہو گیا تب اس میں گئی تو بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر بالکل میدان ہو گیا۔ زمین برابر ہوگئی اور گھر کا نشان بالکل مٹ گیا یا اس کا کھیت بن گیا یا مسجد بنائی گئی یا باغ بنالیا گیا تب اس میں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گی۔ پھر جب وہ گر گیا اور پھر سے بنوالیا گیا تب اس میں گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۴): کسی نے قسم کھائی کہ تیرے گھر نہ جاؤں گی پھر کوٹھا پھاند کر آئی اور چھت پر کھڑی ہوگئی تو قسم ٹوٹ گئی، اگرچہ نیچے نہ اترے۔ مسئلہ (۵): کسی نے گھر میں بیٹھے ہوئے قسم کھائی کہ اب یہاں کبھی نہ آؤں گی۔ اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھی رہی تو قسم نہیں ٹوٹی چاہے سارا دن وہاں بیٹھی رہی۔ جب باہر جا کر پھر آئے گی تب قسم ٹوٹے گی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنوں گی۔ یہ کہہ کر فوراً اتار ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر فوراً نہیں اتارا کچھ دیر پہنے رہی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۶): قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ رہونگی اس کے بعد فوراً اس گھر سے اسباب اٹھانا، لے جانا بندوبست کرنا شروع کر دیا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر فوراً نہیں شروع کیا کچھ دیر ٹھہر گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۷): قسم کھائی کہ اب تیرے گھر میں قدم نہ رکھوں گی تو مطلب یہ ہے کہ نہ آؤں گی۔ اگر میانہ پر سوار ہو کر آئی اور گھر میں اسی میانے پر بیٹھی رہی قدم زمین پر نہ رکھے تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۸): کسی نے قسم کھا کر کہا تیرے گھر کبھی نہ کبھی ضرور آؤں گی پھر آنے کا اتفاق نہیں ہوا تو جب تک زندہ ہے قسم نہیں ٹوٹی، مرتے وقت قسم ٹوٹ جائے گی۔ اس کو چاہئے اس وقت وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے قسم کا کفارہ دیدینا۔ مسئلہ (۹): قسم کھائی کہ فلانی کے گھر نہ جاؤنگی تو جس گھر میں وہ رہتی ہو وہاں نہ جانا چاہئے چاہے خود اسی کا گھر ہو یا کرایہ پر رہتی ہو یا مانگ لیا ہو اور بے کرایہ دیئے رہتی ہو۔ مسئلہ (۱۰): قسم کھائی کہ تیرے یہاں کبھی نہ آؤں گی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھے گود میں لیکر وہاں پہنچا دے۔ اس لئے اس نے گود میں لیکر وہاں پہنچا دیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ البتہ اگر اس نے نہیں کہا بغیر اس کے کہے کسی نے اس کو لاد کر وہاں پہنچا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اس گھر سے کبھی نہ نکلوں گی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھ کو لاد کر نکال لے چل اور وہ لے گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر بے کہے لاد کر لے گیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

کھانے پینے کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ یہ دودھ نہ پیوں گی۔ پھر وہی دودھ جما کر دہی بنالیا تو اس کے کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ مسئلہ (۲): بکری کا بچہ ملا ہوا تھا اس پر قسم کھائی اور کہا کہ اس بچہ کا گوشت نہ کھاؤں گی۔ پھر وہ بڑھ کر پوری بکری ہوگئی تب اس کا گوشت کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ گوشت نہ کھاؤں گی پھر مچھلی کھائی یا کلیجی یا اوجھڑی تو قسم نہ ٹوٹی۔ مسئلہ (۴): قسم کھائی کہ یہ گیہوں نہ کھاؤں گی۔ پھر اس کو پسوا کر روٹی کھائی یا ان کے ستو کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر خود گیہوں ابال کر کھا لئے یا بھنوا کر چبائے تو قسم ٹوٹ گئی۔ ہاں اگر یہ مطلب لیا ہو کہ ان کے آٹے کی کوئی چیز بھی نہ کھاؤں گی تو ہر چیز کے کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ مسئلہ (۵): اگر یہ قسم کھائی کہ یہ آٹا نہ کھاؤں گی تو اسکی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر اس کا لپٹا یا ملوایا کچھ اور پکا کر کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر ویسا ہی کچا آٹا پھانک گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۶): قسم کھائی کہ روٹی نہ کھاؤں گی تو اس دیس میں جن چیزوں کی روٹی کھائی جاتی ہے نہ کھانا چاہئے نہیں تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ مسئلہ (۷): قسم کھائی کہ سری نہ کھاؤں گی تو چڑیا، بٹیر، مرغ وغیرہ کا سر کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ اگر بکری یا گائے کی سری کھائی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۸): قسم کھائی کہ میوہ نہ کھاؤں گی تو انار، سیب، انگور، چھوہارا، بادام، اخروٹ، کشمش، منقی، کھجور کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر خربوزہ، تربوز اور ککڑی، کھیرا، آم کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی۔

نہ بولنے کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ فلانی عورت سے نہ بولوں گی۔ پھر جب وہ سوتی تھی اس وقت سوتے میں اس سے کچھ کہا اور اسکی آواز سے وہ جاگ پڑی تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ بغیر ماں کی اجازت کے فلانی سے نہ بولوں گی۔ پھر ماں نے اجازت دیدی لیکن اجازت کی خبر ابھی اس کو نہیں ملی تھی کہ اس سے بول دی۔ اور بولنے کے بعد معلوم ہوا کہ ماں نے اجازت دیدی تھی تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۳): قسم کھائی کہ اس لڑکی سے کبھی نہ بولوں گی پھر جب وہ جوان ہوگئی یا بڑھیا ہوگئی تب بولی تو بھی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۴): قسم کھائی کہ کبھی تیرا منہ نہ دیکھوں گی تیری صورت نہ دیکھوں گی تو مطلب یہ ہے کہ تجھ سے ملاقات نہ کرونگی۔ میل جول نہ رکھوں گی اگر کہیں دور سے صورت دیکھ لی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

بیچنے اور مول لینے کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ فلانی چیز میں نہ خریدوں گی۔ پھر کسی سے کہہ دیا کہ تم مجھے خرید دو اس نے مول لے دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ میں اپنی فلانی چیز نہ بیچوں گی۔ پھر خود نہیں بیچا دوسرے سے کہہ دیا تم بیچ دو اس نے بیچ دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح کرایہ پر لینے کا حکم ہے۔ اگر قسم کھائی کہ میں یہ مکان کرایہ پر نہ لوں گی پھر کسی دوسرے کے ذریعے سے کرائے پر لے لیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ البتہ اگر قسم کھانے کا یہی مطلب تھا کہ نہ تو خود وہ کام کرونگی نہ کسی دوسرے کے ذریعہ سے کراؤں گی تو دوسرے آدمی کے کر دینے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ غرض جو مطلب ہوگا اسی کے موافق سب حکم لگائے جائیں گے۔ یا یہ کہ قسم کھانے والی عورت پردہ نشین یا امیر زادی ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں بیچتی نہ ہی خریدتی ہے تو اس صورت میں اگر یہ کام دوسرے سے کہہ کر کرائے تب بھی قسم ٹوٹ جائے گی۔ مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ میں اپنے اس لڑکے کو نہ ماروں گی پھر کسی اور سے کہہ کر پٹوا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

روزے نماز کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی نے بے وقوفی سے قسم کھائی کہ میں روزہ نہ رکھوں

گی۔ پھر روزے کی نیت کر لی تو دم بھر گزرنے سے بھی قسم ٹوٹ گئی۔ پورے دن گزرنے کا انتظار نہ کرینگے۔ اگر تھوڑی دیر بعد روزہ توڑ دے گی تب بھی قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اگر یوں کہا کہ ایک روزہ بھی نہ رکھوں گی تو روزہ ختم ہونے کے وقت قسم ٹوٹے گی جب تک پورا دن نہ گزرے اور روزہ کھولنے کا وقت نہ آئے تب تک قسم نہ ٹوٹے گی۔ اگر وقت آنے سے پہلے ہی روزہ توڑ ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ میں نماز نہ پڑھوں گی۔ پھر پشیمان ہوئی اور نماز پڑھنے کھڑی ہوئی تو جب پہلی رکعت کا سجدہ کیا اسی وقت قسم ٹوٹ گئی اور سجدہ کرنے سے پہلے قسم نہیں ٹوٹی اگر ایک رکعت پڑھ کر نماز توڑ دے تب بھی قسم ٹوٹ گئی اور یاد رکھو کہ ایسی قسمیں کھانا بڑا گناہ ہے۔ اگر ایسی بے وقوفی ہوگئی تو اس کو فوراً توڑ ڈالے اور کفارہ ادا کرے۔

کپڑے وغیرہ کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): قسم کھائی کہ اس قالین پر نہ لیٹوں گی پھر قالین بچھا کر اس کے اوپر چادر لگائی اور لیٹی تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر اس قالین کے اوپر ایک اور قالین یا کوئی اور دری بچھالی۔ اس کے اوپر لیٹی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۲): قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھوں گی۔ پھر زمین پر بوریا کپڑا یا چٹائی ٹاٹ وغیرہ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اپنا دوپٹہ جو اوڑھے ہوئے ہے اسی کا آنچل بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ البتہ اگر دوپٹہ اتار کر بچھالیا تب بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۳): قسم کھائی اس چارپائی یا اس تخت پر نہ بیٹھوں گی پھر اس پر دری یا قالین وغیرہ کچھ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ اور اگر اس چارپائی کے اوپر ایک اور چارپائی بچھائی اور تخت کے اوپر ایک اور تخت بچھالیا پھر اوپر والی چارپائی اور تخت پر بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۴): قسم کھائی کہ فلانی کو کبھی نہ نہلاؤں گی۔ پھر اس کے مر جانے کے بعد نہلایا تو قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۵): شوہر نے قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی نہ ماروں گا۔ پھر غصے میں چوٹیا پکڑ کر گھسیٹا یا گلا گھونٹ دیا یا زور سے کاٹ کھایا تو قسم ٹوٹ گئی اور جو دل لگی اور پیار میں کاٹا ہو تو قسم نہیں ٹوٹی۔ مسئلہ (۶): قسم کھائی کہ فلانی کو ضرور ماروں گی اور وہ اس کے کہنے سے پہلے ہی مر چکی ہے تو اگر اس کا مرنا معلوم نہ تھا اس وجہ سے قسم کھائی تو قسم نہ ٹوٹے گی۔ اور اگر جان بوجھ کر قسم کھائی تو قسم کھاتے ہی قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۷): اگر کسی نے کسی بات کے کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا خدا کی قسم انار ضرور کھاؤں گی تو عمر بھر میں ایک دفعہ کھالینا کافی ہے۔ اور اگر کسی بات کے نہ کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا کہ خدا کی قسم انار نہ کھاؤں گی تو ہمیشہ کیلئے چھوڑنا پڑے گا۔ جب کبھی کھاوے گی تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ ہاں اگر ایسا ہوا کہ گھر میں انار انگور وغیرہ آئے اور خاص ان اناروں کیلئے کہا کہ نہ کھاؤں گی تو یہ اور بات ہے وہ نہ کھاوے اس کے سوا اور منگا کر کھاوے تو کچھ حرج نہیں۔

دین سے پھر جانے کا بیان

مسئلہ (۱): اگر خدانخواستہ کوئی اپنے ایمان اور دین سے پھر گئی تو تین دن کی مہلت دی جائے گی اور جو اس کو شبہ پڑا اس شبہ کا جواب دیا جائیگا۔ اگر اتنی مدت میں مسلمان ہوگئی تو خیر نہیں تو ہمیشہ[1] کیلئے قید کر دینگے جب تو بہ

---

[1] یہ حکم فقط عورتوں کیلئے ہے اور اگر نعوذ باللہ مرد بے ایمان ہو جائے تو تین دن کے بعد گردن ماردی جائے گی

کریگی تب چھوڑیں گے۔ مسئلہ (۲): جب کسی نے کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اور جتنی نیکیاں اور عبادت اس نے کی تھی سب اکارت گئی۔ نکاح ٹوٹ گیا اور اگر فرض حج کر چکی ہے تو وہ بھی ضائع ہو گیا۔ اب اگر توبہ کر کے مسلمان ہو گئی تو اپنا نکاح پھر سے پڑھواوے اور پھر دوسرا حج کرے۔[1] مسئلہ (۳): اسی طرح اگر کسی کا میاں توبہ توبہ بے دین ہو جائے تو بھی نکاح جاتا رہا۔ اب وہ جب تک توبہ کر کے پھر سے نکاح نہ کرے عورت اس سے کچھ واسطہ نہ رکھے۔ اگر کوئی معاملہ میاں بیوی کا سا ہو تو بھی گناہ ہوگا۔ اور اگر زبردستی کرے تو اس کو سب سے ظاہر کر دے۔ شرماوے نہیں، دین کی بات میں کیا شرم۔ مسئلہ (۴): جب کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اگر ہنسی دل لگی میں کفر کی بات کہے اور دل میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے جیسے کسی نے کہا کہ کیا خدا کو اتنی قدرت نہیں جو فلانا کام کر دے، اس کا جواب دیا ہاں نہیں ہے۔ اس کے کہنے سے کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۵): کسی نے کہا اٹھو نماز پڑھو جواب دیا کون اٹھک بیٹھک کرے۔ یا کسی نے روزہ رکھنے کو کہا تو جواب دیا کون بھوکا مرے یا کہا روزہ وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو یہ سب کفر ہے۔ مسئلہ (۶): اس کو کوئی گناہ کرتے دیکھ کر کسی نے کہا خدا سے نہیں ڈرتی۔ جواب دیا ہاں نہیں ڈرتی تو کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۷): کسی کو برا کام کرتے دیکھ کر کہا کیا تو مسلمان نہیں ہے جو ایسی بات کرتی ہے۔ جواب دیا ہاں نہیں تو کافر ہو گئی، اگر ہنسی میں کہا تب بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۸): کسی نے نماز پڑھنی شروع کی اتفاق سے اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی۔ اس نے کہا کہ یہ سب نماز ہی کی نحوست ہے تو کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۹): کسی کافر کی کوئی بات اچھی معلوم ہوئی اس لئے تمنا کر کے کہا کہ ہم بھی کافر ہوتے تو اچھا ہوتا کہ ہم بھی ایسا کرتے تو کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۱۰): کسی کا لڑکا مر گیا۔ اس نے یوں کہا یا اللہ یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا مجھے کیوں ستایا تو اس کے کہنے سے وہ کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۱۱): کسی نے یوں کہا کہ اگر خدا بھی مجھ سے کہے تو یہ کام نہ کروں یا یوں کہا کہ جبرئیل بھی اتر آئیں تو ان کا کہا نہ مانوں تو کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۱۲): کسی نے کہا کہ میں ایسا کام کرتی ہوں کہ خدا بھی نہیں جانتا تو کافر ہو گئی۔ مسئلہ (۱۳): جب اللہ تعالیٰ کی یا اس کے کسی رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کچھ حقارت کی یا شریعت کی بات کو برا جانا عیب نکالا۔ کفر کی بات پسند کی، ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے اور کفر کی ان باتوں کو جن سے ایمان جاتا رہتا ہے ہم نے پہلے حصے میں سب عقیدوں کے بیان کرنے کے بعد بھی بیان کیا ہے۔ وہاں سے دیکھ لینا چاہئے اور اپنے ایمان سنبھالنے میں بہت احتیاط کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا ایمان ٹھیک رکھے اور ایمان پر ہی خاتمہ کرے۔ آمین یارب العالمین۔

ذبح کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منہ قبلہ کی طرف کر کے تیز چھری ہاتھ میں لیکر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے اس کے گلے کو کاٹے یہاں تک کہ چار رگ کٹ جائیں، ایک نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے۔ دوسری

---

[1] جبکہ دوبارہ مسلمان ہونے کے بعد مالدار ہو اور اس قدر مال ہو جس پر کہ حج فرض ہوتا ہے۔

وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے۔ اور دو شہ رگیں جو نرخرے کے داہنے بائیں ہوتی ہیں۔ اگر ان چار میں سے تین ہی رگیں کٹیں تب بھی ذبح درست ہے، اس کا کھانا حلال ہے۔ اگر دو ہی رگیں کٹیں تو وہ جانور مُردار ہو گیا۔ اس کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۲): ذبح کے وقت بسم اللہ قصداً نہیں کہا تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھول جائے تو کھانا درست ہے۔ مسئلہ (۳): کند چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور منع ہے۔ اس میں جانور کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ اسی طرح ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کھینچنا، ہاتھ پاؤں توڑنا، کاٹنا اور ان چاروں رگوں کے کٹ جانے کے بعد بھی گلا کاٹے جانا یہ سب مکروہ ہے۔ مسئلہ (۴): ذبح کرنے میں مرغی کا گلا کٹ گیا تو اس کا کھانا درست ہے مکروہ بھی نہیں۔ البتہ اتنا زیادہ ذبح کر دینا۔ یہ بات مکروہ ہے۔ مرغی مکروہ نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۵): مسلمان کا ذبح کرنا بہر حال درست ہے چاہے عورت ذبح کرے یا مرد۔ چاہے پاک ہو یا ناپاک ہر حال میں اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حلال ہے اور کافر کا ذبح کیا ہوا کھانا حرام ہے۔ مسئلہ (۶): جو چیز دھار دار ہو جیسے دھار دار پتھر گنے یا بانس کا چھلکا سب سے ذبح کرنا درست ہے۔

حلال و حرام چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱): جو جانور اور پرندے شکار کر کے کھاتے پیتے رہتے ہیں یا ان کی غذا فقط گندگی ہے ان کا کھانا جائز نہیں جیسے شیر، بھیڑیا، گیدڑ، بلی، کتا، بندر، شکرا، باز، گدھ وغیرہ اور جو ایسے نہ ہوں جیسے طوطا، مینا، فاختہ، چڑیا، بٹیر، مرغابی، کبوتر، نیل گائے، ہرن، بطخ، خرگوش وغیرہ سب جانور جائز ہیں۔ مسئلہ (۲): بجو، گوہ، کچھوا، بھڑ، خچر، گدھا، گدھی کا گوشت کھانا اور گدھی کا دودھ پینا درست نہیں۔ گھوڑے کا کھانا جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔ دریائی جانوروں میں سے فقط مچھلی حلال ہے باقی سب حرام۔ مسئلہ (۳): مچھلی اور ٹڈی بغیر ذبح کئے بھی کھانا درست ہے اس کے سوا اور کوئی جاندار چیز بغیر ذبح کئے کھانا درست نہیں۔ جب کوئی چیز مر گئی تو حرام ہو گئی۔ مسئلہ (۴): جو مچھلی مر کر پانی کے اوپر الٹی تیرنے لگی اس کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۵): اوجھڑی کھانا حلال ہے نہ حرام ہے نہ مکروہ ہے۔ مسئلہ (۶): کسی چیز میں چیونٹیاں مر گئیں تو بغیر نکالے کھانا جائز نہیں اگر ایک آدھ چیونٹی حلق میں چلی گئی تو مردار کھانے کا گناہ ہوا۔ بعض بچے بلکہ بڑے بھی گولر کے اندر کے بھنگے سمیت گولر کھا جاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اس کے کھانے سے آنکھیں نہیں آتیں یہ حرام ہے۔ مردار کھانے کا گناہ ہوتا ہے۔ مسئلہ (۷): جو گوشت ہندو بیچتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ میں نے مسلمان سے ذبح کرایا ہے۔ اس سے مول لیکر کھانا درست نہیں۔ البتہ جس وقت سے مسلمان نے ذبح کیا ہے اگر اسی وقت سے کوئی مسلمان برابر بیٹھا دیکھ رہا ہے یا وہ جانے لگا تو دوسرا اس کی جگہ بیٹھ گیا تب درست ہے۔ مسئلہ (۸): جو مرغی گندی پلید چیزیں کھاتی پھرتی ہو اس کو تین دن بند رکھ کر ذبح کرنا چاہئے۔ بغیر بند کئے کھانا مکروہ ہے۔

نشہ کی چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱): جتنی شرابیں ہیں سب حرام اور نجس ہیں۔ تاڑی کا بھی یہی حکم ہے۔ دوا کیلئے بھی ان کا کھانا پینا درست نہیں بلکہ جس دوا میں ایسی چیز پڑی ہو اس کا لگانا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۲): شراب کے سوا اور جتنے نشے ہیں جیسے افیون، جائے پھل، زعفران وغیرہ ان کا یہ حکم ہے کہ دوا کیلئے اتنی مقدار کھالینا درست ہے کہ بالکل نشہ نہ آئے اور اس دوا کا لگانا بھی درست ہے جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں اور اتنا کھانا کہ نشہ ہو جائے حرام ہے۔ مسئلہ (۳): تاڑی اور شراب کے سرکہ کا کھانا درست ہے۔ مسئلہ (۴): بعض عورتیں بچوں کو افیون دیکر لٹادیتی ہیں کہ نشہ میں پڑے رہیں، روئیں دھوئیں نہیں یہ حرام ہے۔

چاندی سونے کے برتنوں کا بیان

مسئلہ (۱): سونے چاندی کے برتن میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان چیزوں کا کسی طرح بھی استعمال کرنا درست نہیں۔ جیسے چاندی سونے کے چمچے سے کھانا پینا خلال سے دانت صاف کرنا، گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا، سرمہ دانی یا سلائی سے سرمہ لگانا، عطر دان سے عطر لگانا، خاصدان میں پان رکھنا، ان کی پیالی سے تیل لگانا، جس پلنگ کے پائے چاندی کے ہوں اس پر لیٹنا، بیٹھنا، چاندی سونے کی آرسی میں منہ دیکھنا یہ سب حرام ہے البتہ آرسی کا زینت کیلئے پہننا درست ہے مگر منہ ہرگز نہ دیکھے۔ غرض ان کی چیزوں کا کسی طرح استعمال کرنا درست نہیں۔

لباس اور پردے کا بیان

مسئلہ (۱): چھوٹے لڑکے کو کڑے ہنسلی وغیرہ کا زیور اور ریشمی کپڑا پہنانا مخمل پہنانا جائز نہیں اسی طرح ریشمی اور چاندی سونے کا تعویذ بنا کر پہنانا اور کسم وزعفران کا رنگا ہوا کپڑا پہنانا بھی درست نہیں غرض جو چیزیں مردوں کو حرام ہیں وہ لڑکوں کو بھی نہ پہنانا چاہئے البتہ اگر کسی کپڑے کا بانا سوتی ہو اور تانا ریشمی ہو تو ایسا کپڑا لڑکوں کو پہنانا جائز ہے۔ اسی طرح اگر مخمل کا رواں ریشم کا نہ ہو وہ بھی درست ہے اور یہ سب مردوں کو بھی درست ہے اور گوٹا لچکا لگا کر کپڑے پہنانا بھی درست ہے لیکن وہ لچکا چار انگل سے زیادہ چوڑا نہ ہونا چاہئے۔ مسئلہ (۲): کچی کامدار ٹوپی یا کوئی اور کپڑا لڑکوں کو اس وقت جائز ہے جب بہت گھنا کام نہ ہو۔ اگر اتنا زیادہ کام ہے کہ ذرا دور سے دیکھنے سے سب کام ہی معلوم ہوتا ہے کپڑا بالکل دکھائی نہیں دیتا تو اس کا پہنانا جائز نہیں۔ یہی حال ریشم کے کام کا ہے کہ اگر اتنا گھنا ہو تو لڑکوں کو پہنانا جائز نہیں۔ مسئلہ (۳): بہت باریک کپڑا جیسے ململ، جالی، بک، آب رواں۔ ان کا پہننا اور ننگے رہنا دونوں برابر ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے بہتری کپڑا پہننے والیاں قیامت کے دن ننگی سمجھی جائیں گی اور اگر کرتا، دوپٹہ دونوں باریک ہوں یہ اور بھی غضب ہے۔ مسئلہ (۴): مردانہ جوتا پہننا اور مردانی صورت بنانا جائز نہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ مسئلہ (۵): عورتوں کو زیور پہننا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر

ہے جس نے دنیا میں نہ پہنا اس کو آخرت میں بہت ملے گا اور بجتا زیور پہننا درست نہیں جیسے جھانجھ، چھاگل، پازیب وغیرہ اور بجتا زیور چھوٹی لڑکی کو پہنانا بھی جائز نہیں چاندی سونے کے علاوہ اور کسی چیز کا زیور پہننا بھی درست ہے جیسے پیتل، گلٹ، رانگا وغیرہ مگر انگوٹھی سونے چاندی کے علاوہ اور کسی چیز [1] کی درست نہیں۔ **مسئلہ (۶)**: عورت کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے۔ غیر محرم کے سامنے کھولنا درست نہیں۔ البتہ بوڑھی عورت کو صرف منہ اور ہتھیلی اور ٹخنے کے نیچے پیر تک کھولنا درست ہے باقی اور بدن کا کھلنا کسی طرح درست نہیں۔ ماتھے پر سے اکثر دوپٹہ سرک جاتا ہے اور اسی طرح غیر محرم کے سامنے آ جاتی ہیں یہ جائز نہیں غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہئے بلکہ جو بال کنگھی میں ٹوٹے ہیں اور کٹے ہوئے ناخن بھی کسی ایسی جگہ ڈالے کہ کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے۔ نہیں تو گنہگار ہوگی۔ اسی طرح اپنے کسی بدن کو یعنی ہاتھ پیر وغیرہ کسی عضو کو نامحرم مرد کے بدن سے لگانا بھی درست نہیں ہے۔ **مسئلہ (۷)**: جوان عورت کو غیر مرد کے سامنے اپنا منہ کھولنا درست نہیں ایسی جگہ کھڑی ہو جہاں کہیں دوسرا نہ دیکھ سکے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ نئی دلہن کی منہ دکھائی کا جو دستور ہے کہ کنبے کے سارے مرد آ کر منہ دیکھتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں اور بڑا گناہ ہے۔ **مسئلہ (۸)**: اپنے محرم کے سامنے منہ اور سینہ اور سر اور بانہیں اور پنڈلی کھل جائیں تو کچھ گناہ نہیں اور پیٹ اور پیٹھ اور ران ان کے سامنے بھی نہ کھولنا چاہئے۔ **مسئلہ (۹)**: ناف سے لیکر زانو کے نیچے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں یعنی بعض عورتیں ننگی سامنے نہاتی ہیں یہ بڑی بے غیرتی اور ناجائز بات ہے۔ چھٹی چھلے میں ننگی کر کے نہلانا اور اس پر مجبور کرنا ہرگز درست نہیں۔ ناف سے زانو تک ہرگز بدن کو ننگا نہ کرنا چاہئے۔ **مسئلہ (۱۰)**: اگر کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے موافق اپنا بدن دکھلا دینا درست ہے۔ مثلاً ران میں پھوڑا ہے تو صرف پھوڑے کی جگہ کو کھولو زیادہ ہرگز نہ کھولو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پرانا پاجامہ یا چادر پہن لو اور پھوڑے کی جگہ کاٹ دو یا پھاڑ دو اس کو جراح دیکھ لے۔ لیکن جراح کے سوا اور کسی کو دیکھنا جائز نہیں نہ کسی مرد کو نہ عورت کو البتہ اگر ناف اور زانو کے درمیان نہ ہو کہیں اور جگہ ہو تو عورت کو دکھلانا درست ہے۔ اسی طرح عمل لیتے وقت صرف ضرورت کے موافق اتنا ہی بدن کھولنا درست ہے زیادہ کھولنا درست نہیں یہی حکم دائی جنائی ہے کہ ضرورت کے وقت اس کے سامنے بدن کھولنا درست ہے لیکن جتنی ضرورت ہے اس سے زیادہ کھولنا درست نہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے وقت یا کوئی دوا لیتے وقت فقط اتنا ہی بدن کھولنا چاہئے۔ بالکل ننگی ہو جانا جائز نہیں۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی چادر وغیرہ بندھوا دی جائے اور ضرورت کے موافق صرف دائی کے سامنے بدن کھول دیا جائے۔ رانیں وغیرہ نہ کھلنے پائیں اور دائی کے سوا کسی اور کو بدن دیکھنا درست نہیں بالکل ننگی کر دینا اور ساری عورتوں کا سامنے بیٹھ کر دیکھنا بالکل حرام ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ ستر دیکھنے والی اور دکھانے والی دونوں پر خدا کی لعنت ہو۔ اس قسم کے

---

[1] مردوں کو چاندی کے سوا کسی اور چیز کی انگوٹھی بھی درست نہیں۔ نہ سونا نہ کوئی اور چیز صرف چاندی کی جائز ہے بشرطیکہ ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو

مسئلوں کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ **مسئلہ (۱۱):** زمانہ حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف کے نیچے کا بدن کھولنا درست نہیں۔ دوپٹہ وغیرہ ڈال لینا چاہئے۔ بلاضرورت دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں۔ یہ جو دستور ہے کہ پیٹ ملتے وقت دائی بھی دیکھتی ہے اور دوسری گھر والی ماں بہن وغیرہ بھی دیکھتی ہیں یہ جائز نہیں۔ **مسئلہ (۱۲):** جتنے بدن کا دیکھنا جائز نہیں۔ وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں۔ اسی لئے نہاتے وقت اگر بدن بھی نہ کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں ملوانا درست نہیں۔ اگر چہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے۔ البتہ اگر نائن اپنے ہاتھ میں کیسہ پہن کر کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ملے تو جائز ہے۔ **مسئلہ (۱۳):** کافر عورتیں جیسے اہیرن، تنبولن، تیلن، کولن، دھوبن، بھنگن، چمارن وغیرہ جو گھروں میں آ جاتی ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ جتنا پردہ نامحرم مرد سے ہے اتنا ہی ان عورتوں سے بھی واجب ہے۔ سوائے منہ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے اور کسی ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں۔ اس مسئلے کو خوب یاد رکھو سب عورتیں اس کے خلاف کرتی ہیں۔ غرض سر اور سارا ہاتھ اور پنڈلی اس کے سامنے مت کھولو۔ اور اس سے یہ بھی سمجھ لو کہ اگر دائی جنائی ہندو یا میم ہو تو بچہ پیدا ہونے کا مقام اس کو دکھلانا درست ہے اور سر وغیرہ اور اعضاء اس کے سامنے کھولنا درست نہیں۔ **مسئلہ (۱۴):** اپنے شوہر سے کسی جگہ کا پردہ نہیں ہے، تم کو اس کے سامنے اور اس کو تمہارے سامنے سارے بدن کا کھولنا درست ہے مگر بے ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں۔ **مسئلہ (۱۵):** جس طرح خود مردوں کے سامنے آنا اور بدن کھولنا درست اسی طرح سے تاک جھانک کے مردوں کو دیکھنا بھی درست نہیں عورتیں یوں سمجھتی ہیں کہ مرد ہم کو نہ دیکھیں ہم ان کو دیکھ لیں تو کچھ نہیں یہ بالکل غلط ہے۔ کواڑ کی راہ سے یا کوٹھے پر سے مردوں کو دیکھنا، دولہا کے سامنے آ جانا یا کسی اور طرح دولہا کو دیکھنا یہ سب ناجائز ہے۔ **مسئلہ (۱۶):** نامحرم کے ساتھ تنہائی کی جگہ بیٹھنا، لیٹنا درست نہیں اگر چہ دونوں الگ الگ اور کچھ فاصلے پر ہوں تب بھی جائز نہیں۔ **مسئلہ (۱۷):** اپنے پیر کے سامنے آنا ایسا ہی ہے جیسے کسی غیر محرم کے سامنے آنا۔ اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ اسی طرح سے لے پالک لڑکا بالکل غیر ہوتا ہے۔ لڑکا بنانے سے سچ مچ لڑکا نہیں بن جاتا سب کو اس سے وہی برتاؤ کرنا چاہئے جو بالکل غیروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح جو نامحرم رشتہ دار ہیں جیسے دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی، چچازاد، پھوپھی زاد اور ماموں زاد بھائی وغیرہ یہ سب شرع میں غیر ہیں سب سے گہرا پردہ ہونا چاہئے۔ **مسئلہ (۱۸):** ہیجڑے، خوجے، اندھے کے سامنے آنا بھی جائز نہیں۔ **مسئلہ (۱۹):** بعضی بعض منہیار سے چوڑیاں پہنتی ہیں یہ بڑی بے ہودہ بات ہے بلکہ جو عورتیں باہر پھرتی ہیں ان کو بھی اس سے چوڑیاں پہننا جائز نہیں۔

متفرقات

مسئلہ (۱): ہر ہفتے نہا دھو کر ناف سے نیچے اور بغل وغیرہ کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب ہے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرہویں دن سہی زیادہ سے زیادہ چالیس دن اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ اگر

چالیس دن گزر گئے اور بال صاف نہ کیئے تو گناہ ہوا۔ مسئلہ (۲): اپنے ماں باپ شوہر وغیرہ کا نام لیکر پکارنا مکروہ اور منع ہے۔ کیونکہ اس میں بے ادبی ہے لیکن ضرورت کے وقت جس طرح ماں باپ کا نام لینا درست ہے اسی طرح شوہر کا نام لینا بھی درست ہے۔ اسی طرح اٹھتے بیٹھتے بات چیت کرتے ہر بات میں ادب تعظیم کا لحاظ رکھنا چاہئے۔ مسئلہ (۳): کسی جاندار چیز کو آگ میں جلانا درست نہیں جیسے بھڑوں کو پھونکنا، کھٹمل وغیرہ پکڑ کے آگ میں ڈال دینا یہ سب ناجائز ہے۔ البتہ اگر مجبوری ہو کہ بغیر پھونکے کام نہ چلے تو بھڑوں کو پھونک دینا یا چارپائی میں کھولتا پانی ڈال دینا درست ہے۔ مسئلہ (۴): کسی بات کی شرط باندھنا جائز نہیں۔ جیسے کوئی کہے سیر بھر مٹھائی کھا جاؤ تو ہم ایک روپیہ دینگے اگر نہ کھا سکتے ہو تو ایک روپیہ تم سے لے لیں گے۔ غرض جب دونوں طرف سے شرط ہو تو جائز نہیں۔ البتہ اگر ایک ہی طرف سے ہو تو درست ہے۔ مسئلہ (۵): جب کوئی دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان کے پاس نہ جانا چاہئے۔ چھپ کے ان کو سننا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی دوسروں کی بات کی طرف کان لگائے اور ان کو ناگوار ہو تو قیامت کے دن اس کے کان میں گرم گرم سیسہ ڈالا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بیاہ شادی میں دولہا دلہن کی باتیں سننا دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۶): شوہر کے ساتھ جو باتیں ہوئی ہوں، جو کچھ معاملہ پیش آیا ہو کسی اور سے کہنا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ان بھیدوں کے بتلانے والے پر سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب ہوتا ہے۔ مسئلہ (۷): اس طرح کسی کے ساتھ ہنسی اور چہل کرنا کہ اس کو ناگوار ہو اور تکلیف ہو درست نہیں۔ آدمی وہیں تک گدگداوے جہاں تک ہنسی آئے۔ مسئلہ (۸): مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنا، اپنے کو کوسنا درست نہیں۔ مسئلہ (۹): پچیسی، چوسر، تاش وغیرہ کھیلنا درست نہیں ہے اور اگر بازی بد کر کھیلے تو یہ صریح جواء اور حرام ہے۔ مسئلہ (۱۰): جب لڑکا لڑکی دس برس کے ہو جائیں تو لڑکوں کو ماں باپ بھائی بہن وغیرہ کے پاس اور لڑکیوں کو بھائی اور باپ کے پاس لٹانا درست نہیں۔ البتہ لڑکا اگر باپ کے پاس اور لڑکی ماں کے پاس لیٹے تو جائز ہے۔ مسئلہ (۱۱): جب کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہہ لینا بہتر ہے اور جب الحمد للہ کہہ لیا تو سننے والے پر اس کے جواب میں یرحمک اللہ کہنا واجب ہے نہ کہے گی تو گنہگار ہوگی۔ اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر چھینکنے والی عورت یا لڑکی ہے تو کاف کی زیر کہو اور اگر مرد یا لڑکا ہے تو کاف کا زبر کہو پھر چھینکنے والی اس کے جواب میں کہے ﴿غفر اللہ لنا ولکم﴾ لیکن چھینکنے والی کے ذمہ یہ جواب واجب نہیں بلکہ بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۲): چھینک کے بعد الحمد للہ کہتے کئی آدمیوں نے سنا تو سب کو یرحمک اللہ کہنا واجب نہیں اگر ان میں سے ایک کہہ دے تو سب کی طرف سے ادا ہو جائیگا لیکن اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہونگے۔ مسئلہ (۱۳): اگر کوئی بار بار چھینکے اور الحمد للہ کہے تو فقط تین بار یرحمک اللہ کہنا واجب ہے۔ اس کے بعد واجب نہیں۔ مسئلہ (۱۴): جب کوئی حضور محمد ﷺ کا نام مبارک لے یا پڑھے یا سنے تو درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر نہ پڑھا تو گناہ ہوا لیکن اگر ایک ہی

جگہ کئی دفعہ نام لیا تو ہر دفعہ درود پڑھنا واجب نہیں۔ ایک ہی دفعہ پڑھ لینا کافی ہے۔ البتہ اگر جگہ بدل جانے کے بعد پھر نام لیا یا سنا تو پھر درود پڑھنا واجب ہو گیا۔ مسئلہ (۱۵): بچوں کی یا بری وغیرہ بنوانا جائز نہیں یا تو سارا سر منڈوا دیا یا سارے سر پر بال رکھواؤ۔ مسئلہ (۱۶): عطر وغیرہ کسی خوشبو میں اپنے کپڑے بسانا اس طرح کہ غیر مردوں تک اسکی خوشبو جائے درست نہیں۔ مسئلہ (۱۷): ناجائز لباس کا سی کر دینا بھی جائز نہیں۔ مثلاً شوہر ایسا لباس سلوا دے جو اس کو پہننا جائز نہیں تو عذر کر دے اسی طرح درزن سلائی پر ایسا کپڑا نہ سیئے۔ مسئلہ (۱۸): جھوٹے قصے بے سند حدیثیں جو جاہلوں نے اردو کتابوں میں لکھ دی ہیں اور معتبر کتابوں میں ان کا کہیں ثبوت نہیں جیسے نور نامہ وغیرہ اور حسن و عشق کی کتابیں دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں۔ اسی طرح غزل اور قصیدوں کی کتابیں خاص کر آج کل کے ناول عورتوں کو ہرگز نہ دیکھنے چاہئیں۔ ان کا خریدنا بھی جائز نہیں اگر اپنی لڑکیوں کے پاس دیکھو تو جلا دو۔ مسئلہ (۱۹): عورتوں میں بھی السلام علیکم اور مصافحہ کرنا سنت ہے اس کو رواج دینا چاہئے، آپس میں کیا کرو۔ مسئلہ (۲۰): جہاں تم مہمان جاؤ کسی فقیر وغیرہ کو روٹی کھانا مت دو۔ بغیر گھر والے سے اجازت لئے دینا گناہ ہے۔

کوئی چیز پڑی پانے کا بیان

مسئلہ (۱): کہیں راستہ گلی میں بیویوں میں محفل میں یا اپنے یہاں کوئی مہمان داری ہوئی تھی یا وعظ کہلوا تھا۔ سب کے جانے کے بعد کچھ ملا یا اور کہیں کوئی چیز پڑی پائی تو اس کو خود لے لینا درست نہیں۔ حرام ہے اگر اٹھا دے تو اس نیت سے اٹھاوے کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے دیدوں گی۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی چیز پاوے اور اس کو نہ اٹھایا تو کوئی گناہ نہیں لیکن اگر یہ ڈر ہو کہ اگر میں نہ اٹھاؤں گی تو کوئی اور لے لے گا اور جس کی چیز ہے اس کو نہ ملے گی تو اس کا اٹھا لینا اور مالک کو پہنچا دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۳): جب کسی نے پڑی ہوئی چیز اٹھائی تو اب مالک کا تلاش کرنا اور تلاش کر کے دیدینا اس کے ذمہ ہو گا۔ اب اگر پھر وہیں ڈال دیا یا اٹھا کر اپنے گھر لے آئی لیکن مالک کو تلاش نہیں کیا تو گنہگار ہو گی، خواہ ایسی جگہ پڑی ہو کہ اٹھانا اس کے ذمہ واجب نہ تھا یعنی کسی محفوظ جگہ پڑی تھی کہ ضائع ہو جانے کا ڈر نہ تھا یا ایسی جگہ ہو کہ اٹھا لینا واجب ہے۔ دونوں کا یہی حکم ہے۔ اٹھا لینے کے بعد مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر وہیں ڈال دینا جائز نہیں۔ مسئلہ:۔ (۴) محفلوں میں اور مردوں عورتوں کے جماؤ جمگھٹے میں خوب پکار کے تلاش کرے۔ اگر مردوں میں خود نہ جا سکے تو اپنے میاں وغیرہ کسی اور سے پکڑوائے اور خوب مشہور کرا دے ہم نے ایک چیز پائی ہے جس کی ہو کر آ کر ہم سے لے لے۔ لیکن یہ ٹھیک پتہ نہ دے کہ کیا چیز پائی ہے تاکہ کوئی جھوٹ فریب کر کے نہ لے لے البتہ اگر کچھ گول مول ادھورا پتہ بتلا دینا چاہئے۔ مثلاً یہ کہ ایک زیور ہے یا ایک کپڑا ہے ایک بٹوہ ہے جس میں کچھ نقد ہے اگر کوئی آئے اپنی چیز کا ٹھیک ٹھیک پتہ دے تو اس کے حوالے کر د

چاہئے۔ مسئلہ (۵): بہت تلاش کرنے اور مشہور کرنے کے بعد جب بالکل مایوسی ہو جائے کہ اب اس کا کوئی وارث نہ ملے گا تو اس چیز کو خیرات کردے اپنے پاس نہ رکھے۔ البتہ اگر وہ خود غریب محتاج ہو تو خود ہی اپنے کام میں لاوے لیکن خیرات کرنے کے بعد اگر اس کا مالک آ گیا تو اس کے دام لے سکتا ہے اور اگر خیرات کرنے کو منظور کر لیا تو اس کو خیرات کا ثواب مل جائے گا۔ مسئلہ (۶): پالو کبوتر یا طوطا، مینا یا اور کوئی چڑیا اس کے گھر پر گر پڑی اور اس نے اس کو پکڑ لیا تو مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہو گیا خود لے لینا حرام ہے۔ مسئلہ (۷): باغ میں آم یا امرود وغیرہ پڑے ہیں تو ان کو بلا اجازت اٹھانا اور کھانا حرام ہے۔ البتہ اگر کوئی ایسی کم قدر چیز ہے کہ ایسی چیز کو کوئی تلاش نہیں کرتا اور نہ اس کے لینے سے کھانے سے کوئی برا مانتا ہے اس کو خرچ میں لانا درست ہے۔ مثلاً راہ میں ایک بیر پڑا ملا یا ایک مٹھی چنے کے بونٹ ملے۔ مسئلہ (۸): کسی مکان یا جنگل میں خزانہ یا کچھ گڑا ہوا مال نکل آیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو پڑی ہوئی چیز کا ہے۔ خود لے لینا جائز نہیں تلاش وکوشش کرنے کے بعد اگر مالک[1] کا پتہ نہ لگے تو اس کو خیرات کردے اور غریب ہو تو خود بھی لے سکتی ہے۔

وقف کا بیان

مسئلہ (۱): اپنی کوئی جائداد جیسے مکان، باغ، گاؤں وغیرہ خدا کی راہ میں فقیروں، غریبوں، مسکینوں کیلئے وقف کردیا کہ اس گاؤں کی تمام آمدنی محتاجوں پر خرچ کردی جائے یا باغ کے سب پھل پھول غریبوں کو دیدیئے جائیں۔ اس مکان میں مسکین لوگ رہا کریں کسی اور کے کام نہ آئے تو اس کا بڑا ثواب ہے۔ جتنے نیک کام ہیں مرنے سے بند ہو جاتے ہیں، لیکن یہ ایسا نیک کام ہے کہ جب تک جائیداد باقی رہے گی۔ برابر قیامت[2] تک اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ جب تک فقیروں کو راحت اور نفع ملتا رہے گا برابر نامہ اعمال میں ثواب لکھا جائے گا۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی اپنی چیز وقف کردے تو کسی نیک بخت اور دیانتدار آدمی کے سپرد کردے کہ وہ اسکی دیکھ بھال کرے کہ جس کام کیلئے وقف کیا ہے اسی میں خرچ ہوا کرے کہیں بیجا خرچ نہ ہونے پائے۔ مسئلہ (۳): جس چیز کو وقف کردیا اب وہ چیز اسکی نہیں رہی اللہ تعالیٰ کی ہوگی۔ اب اس کو بیچنا کسی کو دینا درست نہیں۔ اب اس میں کوئی شخص اپنا دخل نہیں دے سکتا۔ جس بات کیلئے وقف ہے وہی کام اس سے لیا جائے گا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ (۴): مسجد کی کوئی چیز جیسے اینٹ، چونہ، گارا، لکڑی، پتھر وغیرہ کوئی چیز اپنے کام میں لانا درست نہیں چاہے کتنی ہی نکمی ہوگئی ہو لیکن گھر کے کام میں نہ لانا چاہئے بلکہ اس کو

---

[1] مگر خواہ خود لے یا دوسرے کو خیرات کرے اگر مالک آ کر اس خیرات کرنے پر یا اس کے رکھ لینے کو راضی نہ ہو تو اس کو اپنے پاس سے وہ چیز دینی پڑے گی

[2] اور جتنے کام ایسے ہیں جن کا نفع جاری رہتا ہے ان سب کا یہی حکم ہے کہ برابر ثواب جاری رہتا ہے

بیچ کر مسجد ہی کے خرچ میں لگا دینا چاہئے۔ مسئلہ (۵): وقف میں یہ شرط ٹھہرالینا بھی درست ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقف کی آمدنی خواہ سب کی سب یا آدھی تہائی اپنے خرچ میں لایا کرونگی۔ پھر میرے بعد فلانی نیک جگہ خرچ ہوا کرے۔ اگر یوں کہہ لیا تو اتنی آمدنی اس کو لے لینا جائز ہے اور حلال ہے اور یہ بڑا آسان طریقہ ہے کہ اس میں اپنے آپ کو بھی کسی طرح کی تکلیف اور تنگی ہونے کا اندیشہ نہیں اور جائیداد بھی وقف ہوگئی۔ اسی طرح اگر یوں شرط کر دے کہ اول اسکی آمدنی میں سے میری اولاد کو اتنا دیدیا جایا کرے پھر جو بچے وہ اس نیک جگہ میں خرچ ہو جائے یہ بھی درست ہے اور اولاد کو اس قدر دیا جایا کریگا۔

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ چہارم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

نِکاح کا بیان

مسئلہ (۱): نکاح بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ دنیا اور دین دونوں کے کام اس سے درست ہو جاتے ہیں۔ اور اس میں بہت سے فائدے اور بے انتہا مصلحتیں ہیں۔ آدمی گناہ سے بچتا ہے۔ دل ٹھکانے ہو جاتا ہے۔ نیت خراب اور ڈانواں ڈول نہیں ہونے پاتی، اور بڑی بات یہ ہے کہ فائدہ کا فائدہ اور ثواب کا ثواب۔ کیونکہ میاں بیوی کا پاس بیٹھ کر محبت پیار کی باتیں کرنا، ہنسی دل لگی میں دل بہلانا نفل نمازوں سے بھی بہتر ہے۔ مسئلہ (۲): نکاح فقط دو لفظوں سے بندھ جاتا ہے۔ جیسے کسی نے گواہوں کے روبرو کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ اس نے کہا میں نے قبول کیا۔ پس نکاح بندھ گیا۔ اور دونوں میاں بیوی ہو گئے۔ البتہ اگر اس کی کئی لڑکیاں ہوں تو فقط اتنا کہنے سے نکاح نہ ہوگا بلکہ نام لیکر یوں کہے کہ میں نے اپنی لڑکی قدسیہ کا نکاح تمہارے ساتھ کیا، وہ کہے میں نے قبول کیا۔ مسئلہ (۳): کسی نے کہا اپنی فلانی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ اس نے کہا میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا تو نکاح ہو گیا۔ چاہے پھر وہ یوں کہے کہ میں نے قبول کیا یا نہ کہے نکاح ہو گیا۔ مسئلہ (۴): اگر خود عورت وہاں موجود ہو اور اشارہ کر کے یوں کہہ دے کہ میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ وہ کہے میں نے قبول کیا۔ تب بھی نکاح ہو گیا۔ نام لینے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر وہ خود موجود نہ ہو تو اس کا بھی نام لے اور اس کے باپ کا بھی نام لے۔ اتنے زور سے کہ گواہ لوگ سن لیں۔ اور اگر باپ کو بھی لوگ نہ جانتے ہوں اور فقط باپ کے نام لینے سے معلوم نہ ہو کہ کس کا نکاح کیا جاتا ہے تو دادا کا نام لینا بھی ضروری ہے۔ غرض یہ ہے کہ ایسا پتہ مذکور ہونا چاہئے کہ سننے والے سمجھ لیں کہ فلانی کا نکاح ہو رہا ہے۔ مسئلہ (۵): نکاح ہونے کیلئے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو مردوں کے یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ لوگ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں لفظ کہتے سنیں تب نکاح ہو گیا۔ اگر تنہائی میں ایک نے کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ دوسرے نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر فقط ایک آدمی کے سامنے نکاح کیا تب بھی نہیں ہوا۔ مسئلہ (۶): اگر مرد کوئی نہیں صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں۔ تب بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے دس بارہ کیوں نہ ہوں دو عورتوں کے ساتھ ایک مرد ضرور ہونا چاہئے۔ مسئلہ (۷): اگر دو مرد تو ہیں لیکن مسلمان نہیں تو بھی نکاح نہیں ہوا اسی طرح اگر مسلمان تو ہیں لیکن وہ دونوں یا ان میں سے ابھی ایک جوان نہیں ہوا تب بھی نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے نکاح ہوا لیکن وہ عورتیں ابھی جوان نہیں ہوئیں یا ان میں ابھی ایک جوان

نہیں ہوئی ہے۔ تب بھی نکاح صحیح نہیں ہوا ہے۔ مسئلہ (۸): بہتر یہ ہے کہ بڑے مجمع میں نکاح کیا جائے۔ جیسے نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں یا اور کہیں تاکہ نکاح کی خوب شہرت ہو جائے اور چھپ چھپا کے نکاح نہ کرے لیکن اگر کوئی ایسی ضرورت پڑ گئی کہ بہت آدمی نہ جا سکیں تو خیر کم سے کم دو مرد یا ایک مرد دو عورتیں ضرور موجود ہوں جو اپنے کانوں سے نکاح ہوتے سنیں۔ مسئلہ (۹): اگر مرد بھی جوان ہے اور عورت بھی جوان ہے تو وہ دونوں اپنا نکاح خود کر سکتے ہیں۔ دو گواہوں کے سامنے ایک کہہ دے کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا بس نکاح ہو گیا۔ مسئلہ (۱۰): اگر کسی نے اپنا نکاح خود نہیں کیا بلکہ کسی سے کہہ دیا کہ تم میرا نکاح کسی سے کر دو۔ یا یوں کہا کہ میرا نکاح فلانے سے کر دو اور اس نے دو گواہوں کے سامنے کر دیا تب بھی نکاح ہو گیا۔ اب اگر وہ انکار بھی کرے تب بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا بیان: مسئلہ (۱): اپنی اولاد کے ساتھ اور پوتے پڑپوتے اور نواسے وغیرہ کے ساتھ نکاح درست نہیں۔ اور باپ، دادا، پردادا، نانا، پرنانا وغیرہ سے بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۲): اپنے بھائی اور ماموں اور چچا اور بھتیجے اور بھانجے کیساتھ نکاح درست نہیں۔ اور شرع میں بھائی وہ ہے جو ایک ماں باپ سے ہوں۔ یا ان دونوں کا باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں یا ان دونوں کی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں۔ یہ سب بھائی ہیں۔ اور جس کا باپ بھی الگ ہو اور ماں بھی الگ ہو وہ بھائی نہیں۔ اس سے نکاح درست ہے۔ مسئلہ (۳): داماد کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے لڑکی کی رخصتی ہو چکی ہو اور دونوں میاں بیوی ایک ساتھ رہے ہوں یا ابھی رخصتی نہ ہوئی ہر طرح نکاح حرام ہے۔ مسئلہ (۴): کسی کا باپ مر گیا ہو اور ماں نے دوسرا نکاح کیا لیکن ماں ابھی اس کے پاس رہنے نہ پائی تھی کہ مر گئی یا اس نے طلاق دیدی تو اس سوتیلے باپ سے نکاح کرنا درست ہے، ہاں اگر ماں اس کے پاس رہ چکی ہو تو اس سے نکاح درست نہیں۔ مسئلہ (۵): سوتیلی اولاد سے نکاح درست نہیں۔ یعنی ایک مرد کی کئی بیویاں ہیں تو سوت کی اولاد سے کسی طرح نکاح درست نہیں چاہے اپنے میاں کے پاس رہ چکی ہو یا نہ رہی ہو ہر طرح نکاح حرام ہے۔ مسئلہ (۶): خسر اور خسر کے باپ دادا کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں۔ مسئلہ (۷): جب تک اپنی بہن نکاح میں رہے تب تک نکاح بہنوئی سے درست نہیں۔ البتہ اگر بہن مر گئی یا اس نے چھوڑ دیا اور عدت پوری ہو چکی تو اب بہنوئی سے نکاح درست ہے اور طلاق کی عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں۔ مسئلہ (۸): اگر دونوں بہنوں نے ایک ہی مرد سے نکاح کیا تو جسکا نکاح پہلے ہوا وہ صحیح ہے اور جس کا بعد میں کیا گیا وہ نہیں ہوا۔ مسئلہ (۹): ایک عورت کا نکاح ایک مرد سے ہوا تو اب جب تک وہ عورت اس کے نکاح میں رہے تو اسکی پھوپھی اور اسکی خالہ اور بھانجی اور بھتیجی کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔ مسئلہ (۱۰): جن دو عورتوں میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان دونوں میں کوئی مرد ہوتو آپس میں دونوں کا نکاح نہ ہو سکتا ایسی دو عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں جب ایک مر جائے یا طلاق مل جائے اور عدت گزر جائے تب دوسری عورت اس مرد سے نکاح کرے۔ مسئلہ (۱۱): ایک عورت ہے اور اسکی سوتیلی لڑکی ہے یہ دونوں ایک ساتھ اگر ایک مرد سے نکاح کر لیں تو درست ہے۔ مسئلہ (۱۲): لے پالک کا شرع میں

کچھ اعتبار نہیں۔لڑکا بنانے سے سچ مچ وہ لڑکا نہیں ہو جاتا۔اس لئے متبنّیٰ سے نکاح کر لینا درست ہے۔ مسئلہ (۱۳): سگا ماموں نہیں ہے بلکہ کسی رشتے سے ماموں لگتا ہے تو اس سے نکاح درست ہے۔اسی طرح اگر کسی دور کے رشتے سے چچا یا بھانجا یا بھتیجا ہوتا ہو اس سے بھی نکاح درست ہے۔ایسے ہی اگر اپنا بھائی نہیں ہے بلکہ چچا زاد بھائی ہے یا ماموں زاد پھوپھی زاد خالہ زاد بھائی ہے اس سے بھی نکاح درست ہے۔ مسئلہ (۱۴): اسی طرح دو بہنیں اگر سگی نہ ہوں ماموں زاد یا چچا زاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہنیں ہوں تو دونوں ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح کر سکتی ہیں ایسی بہن کے رہنے میں بھی بہنوئی سے نکاح درست ہے یہی حال پھوپھی اور خالہ وغیرہ کا ہے۔اگر کوئی دور کا رشتہ نکلتا ہو تو پھوپھی و بھتیجی اور خالہ بھانجی کا ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح درست ہے۔ مسئلہ (۱۵): جتنے رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ پینے کے اعتبار سے بھی حرام ہیں۔یعنی دودھ پلانے والی کے شوہر سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اس کا باپ ہوا۔اور دودھ شریکی بھائی سے نکاح درست نہیں جس کو اس نے دودھ پلایا ہے اس سے اور اسکی اولاد سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اسکی اولاد ہوئی دودھ کے حساب سے ماموں بھانجا چچا بھتیجا سب سے نکاح حرام ہے۔ مسئلہ (۱۶): دودھ شریکی دو بہنیں ہوں تو وہ دونوں بہنیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔غرضیکہ جو حکم اوپر بیان ہو چکا ہے دودھ کے رشتوں میں بھی وہ ہی حکم ہے۔ مسئلہ (۱۷): کسی مرد نے کسی عورت سے زنا کیا تو اب اس عورت کی ماں اور اس عورت کی اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۸): کسی عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ بدنیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا تو اب اس عورت کی ماں اور اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں،اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی عورت کو ہاتھ لگایا تو وہ مرد اس کی ماں اور اولاد پر حرام ہو گئی۔ مسئلہ (۱۹): رات کو اپنی بی بی کو جگانے کیلئے اٹھا۔مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا۔یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کیلئے حرام ہو گیا۔اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے۔اور لازم ہے کہ یہ مرد اس عورت کو طلاق دیدے۔ مسئلہ (۲۰): کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈال دیا تو اب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہو گئی۔اب کسی صورت سے حلال نہیں ہو سکتی اور اگر اس سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۲۱): مسلمان عورت کا نکاح مسلمان کے سوا کسی اور مذہب والے مرد سے درست نہیں۔ مسئلہ (۲۲): کسی عورت کے میاں نے طلاق دیدی یا مر گیا جب تک طلاق کی عدّت اور مرنے کی عدّت پوری نہ ہو چکے تب تک دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۲۳): جس عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو چکا ہو تو اب بے طلاق لئے اور عدّت پوری کئے دوسرے سے نکاح کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۲۴): جس عورت کے شوہر نہ ہو اور اس کو بدکاری سے حمل ہو اس کا نکاح بھی درست ہے۔لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے صحبت کرنا درست نہیں۔البتہ جس نے زنا کیا تھا اگر اسی سے نکاح ہو تو صحبت بھی درست ہے۔ مسئلہ (۲۵): جس مرد کے نکاح میں چار عورتیں ہوں اب اس سے پانچویں عورت کا نکاح درست نہیں۔اور ان چار میں سے اگر اس نے ایک کو طلاق دیدی تو جب تک طلاق کی عدّت پوری نہ ہو چکے کوئی اور عورت اس سے نکاح نہیں کر

سکتی۔ مسئلہ (۲۶): سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد کے ساتھ بہت سے عالموں کے فتوے میں درست نہیں۔

وَلی کا بیان

لڑکی اور لڑکے کے نکاح کرنے کا جس کو اختیار ہوتا ہے اس کو ولی کہتے ہیں۔

مسئلہ (۱): لڑکی اور لڑکے کا ولی سب سے پہلے اس کا باپ ہے۔ اگر باپ نہ ہو تو دادا۔ وہ نہ ہو تو پردادا اگر یہ لوگ کوئی نہ ہوں تو سگا بھائی۔ اگر سگا بھائی نہ ہو تو سوتیلا یعنی باپ شریک بھائی پھر بھتیجا۔ پھر بھتیجے کا لڑکا، پھر بھتیجے کا پوتا۔ یہ لوگ نہ ہوں تو سگا چچا پھر سوتیلا چچا یعنی باپ کا سوتیلا بھائی۔ پھر سگے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا۔ پھر سوتیلے چچا اور اس کے لڑکے پوتے پڑپوتے وغیرہ۔ وہ کوئی نہ ہوں تو باپ کا چچا۔ پھر اسکی اولاد۔ اگر باپ کا چچا اور اس کے لڑکے پوتے پڑپوتے کوئی نہ ہوں تو دادا کا چچا پھر اس کے لڑکے پھر پوتے پھر پڑپوتے وغیرہ یہ کوئی نہ ہوں تو ماں ولی ہے پھر دادی پھر نانی پھر نانا۔ پھر حقیقی بہن پھر سوتیلی بہن جو باپ شریک ہو پھر جو بھائی بہن ماں شریک ہوں۔ پھر پھوپھی، پھر ماموں پھر خالہ وغیرہ۔ مسئلہ (۲): نابالغ شخص کسی کا ولی نہیں ہوسکتا۔ اور کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں ہوسکتا اور مجنون پاگل بھی کسی کا ولی نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): بالغ یعنی جوان عورت خودمختار ہے چاہے نکاح کرے چاہے نہ کرے اور جس کے ساتھ جی چاہے کرے کوئی شخص اس پر زبردستی نہیں کرسکتا۔ اگر وہ خود اپنا نکاح کسی سے کرے تو نکاح ہو جائے گا۔ چاہے ولی کو خبر ہو یا نہ ہو اور ولی چاہے خوش ہو یا نہ ہو ہر طرح نکاح درست ہے۔ ہاں البتہ اگر اپنے میل میں نکاح نہیں کیا اور اپنے سے کم ذات والے سے نکاح کرلیا اور ولی ناخوش ہے فتویٰ اس پر ہے کہ نکاح درست نہ ہوگا اور اگر نکاح تو اپنے میل ہی میں کیا لیکن جتنا مہر اس کے دادھیالی خاندان میں باندھا جاتا ہے جس کو شرع میں مہر مثل کہتے ہیں اس سے بہت کم پر نکاح کرلیا تو ان صورتوں میں نکاح تو ہوگیا لیکن اس کا ولی اس نکاح کو تڑوا سکتا ہے مسلمان حاکم کے پاس فریاد کرسکتا ہے۔ وہ نکاح توڑ دے لیکن اس فریاد کا حق اس ولی کو ہے جس کا ذکر ماں سے پہلے آیا ہے یعنی باپ سے لیکر دادا کے چچا کے بیٹوں پوتوں تک۔ مسئلہ (۴): کسی ولی نے جوان لڑکی کا نکاح بے اس کے پوچھے اور اجازت لئے کردیا تو وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ لڑکی اجازت دے تو نکاح ہوگیا اور اگر وہ راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو نہیں ہوا۔ اور اجازت کا طریقہ آگے آتا ہے۔ مسئلہ (۵): جوان کنواری لڑکی سے ولی نے آکر کہا کہ میں تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کئے دیتا ہوں یا کر دیا ہے۔ اس پر وہ چپ ہو رہی یا مسکرادی یا رونے لگی تو بس یہی اجازت ہے۔ اب وہ ولی نکاح کردے تو صحیح ہو جائے گا۔ یا کرچکا تھا تو صحیح ہوگیا یہ بات نہیں کہ جب زبان سے کہے تب ہی اجازت سمجھی جائے۔ جو لوگ زبردستی کر کے زبان سے قبول کراتے ہیں برا کرتے ہیں۔ مسئلہ (۶): ولی نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا نہ اس کو پہلے سے معلوم ہے تو ایسے وقت چپ رہنے سے رضامندی ثابت نہ ہوگی اور اجازت نہ سمجھیں گے بلکہ نام و نشان بتلانا ضروری ہے جس سے لڑکی اتنا سمجھ جائے کہ یہ فلانا شخص ہے۔ اسی طرح اگر

مہر نہیں بتلایا۔ اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا تو بدون اجازت عورت کے نکاح نہ ہوگا۔ اس لئے کہ قاعدے کے موافق پھر اجازت لینی چاہئے۔ مسئلہ (۷): اگر وہ لڑکی کنواری نہیں ہے بلکہ نکاح پہلے ہو چکا ہے۔ یہ دوسرا نکاح ہے اس سے اس کے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے کہنا چاہئے۔ اگر اس نے زبان سے نہیں کہا فقط چپ رہنے کی وجہ سے ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح موقوف رہا بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کر لے تو نکاح ہو گیا اور اگر منظور نہ کرے تو نہیں ہوا۔ مسئلہ (۸): باپ کے ہوتے ہوئے چچا یا بھائی وغیرہ کسی اور ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت مانگی۔ تو اب فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے اجازت دے تب اجازت ہوگی۔ ہاں اگر باپ ہی نے ان کو اجازت لینے کے واسطے بھیجا ہو تو فقط چپ رہنے سے اجازت ہو جائے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو ولی سب سے مقدم ہو اور شرع سے اسی کو پوچھنے کا حق ہو جب وہ خود یا اس کا بھیجا ہوا آدمی اجازت لے تب چپ رہنے سے اجازت ہوگی اور اگر حق تھا دادا کا اور پوچھا بھائی نے۔ یا حق تو تھا بھائی کا اور پوچھا چچا نے تو ایسے وقت چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی۔ مسئلہ (۹): ولی نے بے پوچھے اور بے اجازت لئے نکاح کر دیا۔ پھر نکاح کے بعد خود ولی نے یا اس کے بھیجے ہوئے کسی آدمی نے آکر خبر دی کہ تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کر دیا گیا تو اس صورت میں بھی چپ رہنے سے اجازت ہو جائے گی اور نکاح صحیح ہو جائے گا۔ اور اگر کسی اور نے خبر دی تو اگر وہ خبر دینے والا نیک معتبر آدمی ہے یا دو شخص ہیں تب بھی چپ رہنے سے نکاح صحیح ہو جائے گا اور اگر خبر دینے والا ایک شخص اور غیر معتبر ہے تو فقط چپ رہنے سے نکاح صحیح نہ ہوگا بلکہ موقوف رہے گا جب زبان سے اجازت دیدے یا کوئی اور ایسی بات پائی جائے جس سے اجازت سمجھ لی جائے تب نکاح صحیح ہوگا۔ مسئلہ (۱۰): جس صورت میں زبان سے کہنا ضروری ہو اور زبان سے عورت نے نہ کہا لیکن جب میاں اس کے پاس آیا تو صحبت سے انکار نہیں کیا تب بھی نکاح درست ہو گیا۔ مسئلہ (۱۱): یہی حکم لڑکے کا ہے کہ اگر جوان ہو تو اس پر زبردستی نہیں کر سکتے۔ اور ولی بغیر اسکی اجازت کے نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر بے پوچھے نکاح کر دے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر اجازت دیدی تو ہو گیا نہیں تو نہیں ہوا۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ لڑکے کے فقط چپ رہنے سے اجازت نہیں ہوتی زبان سے کہنا اور بولنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۲): اگر لڑکی یا لڑکا نابالغ ہو تو وہ خود مختار نہیں ہے بغیر ولی کے اس کا نکاح نہیں ہوتا اگر اس نے بغیر ولی کے نکاح کر لیا یا کسی اور نے کر دیا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے اگر ولی اجازت دے گا تو نکاح ہوگا نہیں تو نہ ہوگا۔ اور ولی کو اس کے نکاح کرنے نہ کرنے کا پورا اختیار ہے۔ جس سے چاہے کر دے۔ نابالغ لڑکے اور لڑکیاں اس نکاح کو اس وقت رد نہیں کر سکتے چاہے وہ نابالغ لڑکی کنواری ہو یا پہلے کوئی اور نکاح ہو چکا ہو اور رخصتی بھی ہو چکی ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ مسئلہ (۱۳): نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح اگر باپ نے یا دادا نے کیا ہے تو جوان ہونے کے بعد بھی اس نکاح کو رد نہیں کر سکتے چاہے اپنے میل میں کیا ہو یا بے میل کم ذات والے سے کر دیا ہو اور چاہے مہر مثل پر نکاح کیا ہو یا اس سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہو ہر طرح نکاح صحیح ہے اور جوان ہونے

کے بعد بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ مسئلہ (۱۴): اگر باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نکاح کیا ہے اور جس کے ساتھ نکاح کیا ہے وہ لڑکا ذات میں برابر درجہ کا بھی ہے اور مہر بھی مہر مثل مقرر کیا ہے اس صورت میں اس وقت تو نکاح صحیح ہو جائے گا لیکن جوان ہونے کے بعد ان کو اختیار ہے چاہے اس نکاح کو باقی رکھیں چاہے مسلمان حاکم کے پاس نالش کر کے توڑ ڈالیں اور اگر اس ولی نے لڑکی کا نکاح کم ذات والے مرد سے کر دیا۔ یا مہر مثل سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہے۔ یا لڑکے کا نکاح جس عورت سے کیا ہے اس کا مہر اس عورت کے مہر مثل سے بہت زیادہ مقرر کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔ مسئلہ (۱۵): باپ اور دادا کے سوا کسی اور نے نکاح کر دیا تھا۔ اور لڑکی کو اپنے نکاح ہو جانے کی خبر تھی۔ پھر جوان ہوگئی۔ اور اب تک اس کے میاں نے اس سے صحبت نہیں کی تو جس وقت جوان ہوئی ہے فوراً اسی وقت اپنی ناراضی ظاہر کر دے کہ میں راضی نہیں ہوں۔ یا یوں کہے کہ میں اس نکاح کو باقی رکھنا نہیں چاہتی۔ چاہے اس جگہ کوئی اور ہو چاہے نہ ہو بلکہ بالکل تنہا بیٹھی ہو۔ ہر حال میں کہنا چاہئے۔ لیکن فقط اس سے نکاح نہ ٹوٹے گا۔ شرعی حاکم کے پاس جائے وہ نکاح توڑ دے تب نکاح ٹوٹے گا۔ جوان ہونے کے بعد اگر ایک دم [1] ایک لحظہ بھی چپ رہے گی تو اب نکاح توڑ ڈالنے کا اختیار نہ رہے گا۔ اور اگر اس کو اپنے نکاح کی خبر نہ تھی جوان ہونے کے بعد خبر پہنچی تو جس وقت خبر ملی ہے فوراً اس وقت نکاح سے انکار کرے ایک لحظہ بھی چپ رہے گی تو نکاح توڑ ڈالنے کا اختیار جاتا رہے گا۔ مسئلہ (۱۶): اور اگر اس کا میاں صحبت کر چکا تب جوان ہوئی تو فوراً جوان ہوتے ہی اور خبر پاتے ہی انکار کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب تک اسکی رضامندی کا حال معلوم نہ ہوگا۔ تب تک قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار باقی ہے چاہے جتنا زمانہ گزر جائے۔ ہاں جب اس نے صاف زبان سے کہہ دیا کہ میں منظور کرتی ہوں۔ یا کوئی اور ایسی بات پائی گئی جس سے رضامندی ثابت ہوئی جیسے اپنے میاں کے ساتھ تنہائی میں میاں بیوی کی طرح رہی تو اب اختیار جاتا رہا اور نکاح لازم ہو گیا۔ مسئلہ (۱۷): قاعدہ سے جس ولی کو نابالغہ کے نکاح کرنیکا حق ہے وہ پردیس میں ہے اور اتنی دور ہے کہ اگر اس کا انتظار کریں اور اس سے مشورہ لیں تو موقع ہاتھ سے جاتا رہے گا اور پیغام دینے والا اتنا انتظار نہ کریگا۔ اور پھر ایسی جگہ مشکل سے ملے گی۔ تو ایسی صورت میں اس کے بعد والا بھی نکاح کر سکتا ہے۔ اگر اس نے بغیر اس کے پوچھے نکاح کر دیا تو نکاح ہو گیا اور اگر اتنی دور نہ ہو تو بغیر اسکی رائے لئے دوسرے ولی کو نکاح نہ کرنا چاہئے۔ اگر کریگا تو اسی ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا۔ جب وہ اجازت دے گا تب صحیح ہوگا۔ مسئلہ (۱۸): اسی طرح اگر حقدار ولی کے ہوتے ہوئے دوسرے ولی نے نابالغ کا نکاح کر دیا جیسے حق تو تھا باپ کا اور نکاح کر دیا دادا نے اور باپ سے بالکل رائے نہیں لی تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا، یا حق تو تھا بھائی کا اور نکاح کر دیا چچا نے تو بھائی کی اجازت پر موقوف ہے۔ مسئلہ (۱۹): کوئی عورت پاگل ہو گئی اور عقل جاتی رہی اور اس کا جوان لڑکا بھی

[1] یہ حکم لڑکیوں کا ہے۔ اور اگر لڑکا جوان ہے تو فوراً انکار کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ جب تک رضامندی نہ معلوم ہو تب تک قبول کرنے نہ کرنیکا اختیار باقی رہتا ہے۔

موجود ہے اور باپ بھی ہے اس کا نکاح کرنا اگر منظور ہو تو اس کا ولی لڑکا ہے کیونکہ ولی ہونے میں لڑکا باپ سے بھی مقدم ہے۔

کون کون لوگ اپنے میل اور اپنے برابر کے ہیں اور کون کون برابر کے نہیں:

مسئلہ (۱): شرع میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جائے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد کے ساتھ مت کرو جو اس کے برابر درجہ کا اور اسکی ٹکر کا نہیں۔ مسئلہ (۲): برابری کئی قسم کی ہوتی ہے ایک تو نسب میں برابر ہونا، دوسرے مسلمان ہونے میں تیسرے دینداری میں چوتھے مال میں پانچویں پیشہ میں۔ مسئلہ (۳): نسب میں برابری تو یہ ہے کہ شیخ اور سید انصاری اور علوی یہ سب ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ یعنی اگر چہ سیدوں کا رتبہ اوروں سے بڑھ کر ہے لیکن اگر سید کی لڑکی شیخ کے یہاں بیاہ گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے میل میں نکاح نہیں ہوا بلکہ یہ بھی میل ہی ہے۔ مسئلہ (۴): نسب میں اعتبار باپ کا ہے۔ ماں کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر باپ سید ہے تو لڑکا بھی سید ہے اور اگر باپ شیخ ہے تو لڑکا بھی شیخ ہے۔ ماں چاہے جیسی ہو اگر کسی سید نے کوئی یا ہر کی عورت گھر میں ڈال لی اور اس سے نکاح کر لیا تو لڑکے سید ہوئے اور درجہ میں سب سیدوں کے برابر ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ جسکے ماں باپ دونوں عالی خاندان ہوں اسکی زیادہ عزت ہے لیکن شرع میں سب ایک ہی میل کے کہلاویں گے۔ مسئلہ (۵): مغل پٹھان سب ایک قوم ہیں اور شیخوں سیدوں کے ٹکر کے نہیں اگر شیخ یا سید کی لڑکی ان کے یہاں بیاہ آئی تو کہیں گے کہ بے میل اور گھٹ کر نکاح ہوا۔ مسئلہ (۶): مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مغل پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے۔ شیخوں، سیدوں، علویوں، انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو جو شخص خود مسلمان ہو گیا اور اس کا باپ کافر تھا وہ شخص اس عورت کے برابر کا نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا۔ اور جو شخص خود مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے لیکن اس کا دادا مسلمان نہیں ہے وہ اس عورت کے برابر کا نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہے۔ مسئلہ (۷): جس کے باپ دادا دونوں مسلمان ہوں لیکن پردادا مسلمان نہ ہو تو وہ شخص اس عورت کے برابر سمجھا جائے گا جس کی کئی پشتیں مسلمان ہوں۔ خلاصہ یہ کہ دادا تک مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار ہے اس کے بعد پردادا اور نکڑ دادا میں برابری ضروری نہیں ہے۔ مسئلہ (۸): دینداری میں برابری کا مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جو دین کا پابند نہیں لچا، شہدا، شرابی، بدکار آدمی ہے یہ نیک بخت پارسا دیندار عورت کے برابر نہ سمجھا جائے گا۔ مسئلہ (۹): مال میں برابری کے معنے یہ ہیں کہ بالکل مفلس، محتاج مالدار عورت کے برابر کا نہیں ہے۔ اور اگر وہ بالکل مفلس نہیں بلکہ جتنا مہر پہلی رات کو دینے کا دستور ہے اتنا مہر دے سکتا ہے وہ اور نفقہ دینے کا اہل ہے تو اپنے میل اور برابر کا ہے۔ اگر چہ سارا مہر نہ دے سکے اور یہ ضروری نہیں کہ جتنے مالدار لڑکی والے ہیں لڑکا بھی اتنا ہی مالدار ہو یا اس کے قریب قریب مالدار ہو۔ مسئلہ (۱۰): پیشہ میں برابری یہ ہے کہ جولاہے درزیوں کے میل اور جوڑ کے نہیں اسی طرح نائی دھوبی وغیرہ بھی درزی کے برابر نہیں۔ مسئلہ (۱۱): دیوانہ پاگل آدمی ہوشیار سمجھدار عورت کے میل کا نہیں۔

مہر کا بیان

مسئلہ (۱): نکاح میں چاہے مہر کا کچھ ذکر کرے چاہے نہ کرے ہر حال میں نکاح ہو جائیگا لیکن مہر دینا پڑے گا۔ بلکہ اگر کوئی یہ شرط کر لے کہ ہم مہر نہ دینگے بے مہر کا نکاح کرتے ہیں تب بھی مہر دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۲): کم سے کم مہر کی مقدار تخمیناً پونے تین روپے بھر چاندی ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں چاہے جتنا مقرر کرے۔ لیکن مہر کا بہت بڑھانا اچھا نہیں سو اگر کسی نے فقط ایک روپے بھر چاندی یا ایک روپیہ یا ایک اٹھنی مہر مقرر کر کے نکاح کیا تب بھی پونے تین روپے بھر چاندی دینی پڑے گی۔ شریعت میں اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا اور اگر رخصتی سے پہلے ہی طلاق دے تو اس کا آدھا دے۔ مسئلہ (۳): کسی نے دس روپے یا بیس یا سو یا ہزار اپنی حیثیت کے موافق کچھ مہر مقرر کیا اور اپنی بیوی کو رخصت کرا لایا اور اس سے صحبت کی یا صحبت تو نہیں کی لیکن تنہائی میں میاں بیوی کسی ایسی جگہ رہے جہاں صحبت کرنے سے روکنے والی اور منع کرنیوالی کوئی بات نہ تھی تو پورا مہر جتنا مقرر کیا ہے ادا کرنا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا یا لڑکی مر گئی تب بھی پورا مہر دینا واجب ہے۔ اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی اور مرد نے طلاق دیدی تو آدھا مہر دینا واجب ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ میاں بیوی میں اگر ویسی تنہائی ہوگئی جس کا اوپر ذکر ہوا یا دونوں میں سے کوئی مر گیا تو پورا مہر واجب ہو گیا۔ اور اگر ویسی تنہائی اور یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق ہوگئی تو آدھا مہر واجب ہوا۔ مسئلہ (۴): اگر دونوں میں سے کوئی بیمار تھا۔ یا رمضان کا روزہ رکھے ہوئے تھا۔ یا حج کا احرام باندھے ہوئے تھا۔ یا عورت کو حیض تھا۔ یا وہاں کوئی جھانکتا تاکتا تھا ایسی حالت میں دونوں کی تنہائی اور یکجائی ہوئی تو ایسی تنہائی کا اعتبار نہیں ہے۔ اس سے پورا مہر واجب نہیں ہوا۔ اگر طلاق مل جائے تو آدھا مہر پانے کی مستحق ہے البتہ اگر رمضان کا روزہ نہ تھا بلکہ قضا یا نفل یا نذر کا روزہ دونوں میں سے کوئی رکھے ہوئے تھا ایسی حالت میں تنہائی رہی تو پورا مہر پانے کی مستحق ہے شوہر پر پورا مہر واجب ہو گیا۔ مسئلہ (۵): شوہر نامرد ہے لیکن دونوں میاں بیوی میں ویسی تنہائی ہو چکی ہے تب بھی پورا مہر پاوے گی اسی طرح اگر ہیجڑے نے نکاح کر لیا پھر تنہائی اور یکجائی کے بعد طلاق دیدی تب بھی پورا مہر پاوے گی۔ مسئلہ (۶): میاں بیوی تنہائی میں رہے لیکن لڑکی اتنی چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں یا لڑکا بہت چھوٹا ہے کہ صحبت نہیں کر سکتا ہے تو اس تنہائی سے بھی پورا مہر واجب نہیں ہوا۔ مسئلہ (۷): اگر نکاح کے وقت مہر کا بالکل ذکر ہی نہ کیا گیا کہ کتنا ہے یا اس شرط پر نکاح کیا کہ بغیر مہر کے نکاح کرتا ہوں کچھ مہر نہ دونگا۔ پھر دونوں میں سے کوئی مر گیا یا ویسی تنہائی اور یکجائی ہوگئی جو شرع میں معتبر ہے تب بھی مہر دلایا جائے گا۔ اس صورت میں مہر مثل دینا ہوگا۔ اور اگر اس صورت میں ویسی تنہائی سے پہلے مرد نے طلاق دیدی تو مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ فقط ایک جوڑا کپڑا پاوے گی اور یہ جوڑا دینا مرد پر واجب ہے، نہ دیگا تو گنہگار ہوگا۔

مسئلہ (۸): جوڑے میں فقط چار کپڑے مرد پر واجب ہیں۔ ایک کرتا اور ایک سربند یعنی اوڑھنی،

ایک پاجامہ یا ساڑھی جس چیز کا دستور ہو۔ ایک بڑی چادر جس میں سر سے پیر تک لپٹ سکے اس کے سوا اور کوئی کپڑا واجب نہیں۔ **مسئلہ (۹)**: مرد کی جیسی حیثیت ہو ویسے کپڑے دینا چاہئے۔ اگر معمولی غریب آدمی ہو تو سوتی کپڑے، اور اگر بہت غریب آدمی نہیں لیکن بہت امیر بھی نہیں تو ٹسر کے اور بہت امیر کبیر ہو تو عمدہ ریشمی کپڑے دینا چاہئے لیکن ہر حال میں یہ خیال رہے کہ اس جوڑے کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے نہ بڑھے۔ اور ایک روپیہ چھ آنے یعنی ایک روپیہ ایک چونی اور ایک دونی بھر چاندی کے جتنے دام ہوں اس سے کم قیمت بھی نہ ہو یعنی بہت قیمتی کپڑے جن کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے بڑھ جائے مرد پر واجب نہیں۔ یوں اپنی خوشی سے اگر وہ بہت قیمتی اس سے زیادہ بڑھیا کپڑے دیدے تو اور بات ہے۔ **مسئلہ (۱۰)**: نکاح کے وقت تو کچھ مہر مقرر نہیں کیا گیا لیکن نکاح کے بعد میاں بیوی دونوں نے اپنی خوشی سے کچھ مقرر کر لیا تو اب مہر مثل نہ دلایا جائے گا بلکہ دونوں نے اپنی خوشی سے جتنا مقرر کر لیا ہے وہی دلایا جائے گا۔ البتہ اگر ویسی تنہائی و یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق مل گئی تو اس صورت میں مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ صرف وہی کپڑے کا جوڑا ملے گا جس کا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ **مسئلہ (۱۱)**: سو روپے یا ہزار روپے اپنی حیثیت کے موافق مہر مقرر کیا پھر شوہر نے اپنی خوشی سے کچھ مہر اور بڑھا دیا۔ اور کہا کہ ہم سو روپے کی جگہ ڈیڑھ سو روپے دینگے تو جتنے روپے زیادہ دینے کو کہے ہیں وہ بھی واجب ہو گئے نہ دے گا تو گنہگار ہوگا۔ اگر ویسی تنہائی و یکجائی سے پہلے طلاق مل گئی تو جس قدر اصل مہر تھا اسی کا آدھا دیا جائے گا۔ جتنا بعد میں بڑھایا تھا اس کو شمار نہ کرینگے۔ اسی طرح عورت نے اپنی خوشی و رضامندی سے اگر کچھ مہر معاف کر دیا تو جتنا معاف کیا ہے اتنا معاف ہو گیا۔ اور اگر پورا معاف کر دیا تو پورا مہر معاف ہو گیا۔ اب اس کے پانے کی مستحق نہیں ہے۔ **مسئلہ (۱۲)**: اگر شوہر نے کچھ دباؤ ڈال کر دھمکا کر دق کر کے معاف کرا لیا تو اس معاف کرانے سے معاف نہیں ہوا۔ اب بھی اس کے ذمہ ادا کرنا واجب ہے۔ **مسئلہ (۱۳)**: مہر میں روپیہ، پیسہ، سونا چاندی کچھ مقرر نہیں کیا بلکہ کوئی گاؤں یا کوئی باغ یا کچھ زمین مقرر ہوئی تو یہ بھی درست ہے جو باغ وغیرہ مقرر کیا ہے وہی دینا پڑے گا۔ **مسئلہ (۱۴)**: مہر میں کوئی گھوڑا یا ہاتھی یا اور جانور مقرر کیا لیکن یہ مقرر نہ کیا کہ فلانا گھوڑا دونگا۔ یہ بھی درست ہے۔ ایک منجھولا گھوڑا جو نہ بہت بڑھیا ہو نہ بہت گھٹیا دینا چاہئے یا اسکی قیمت دیدے۔ البتہ اگر فقط اتنا ہی کہا کہ ایک جانور دیدوں گا اور یہ نہیں بتلایا کہ کونسا جانور دے گا تو یہ مہر مقرر کرنا صحیح نہیں ہوا۔ مہر مثل دینا پڑے گا۔ **مسئلہ (۱۵)**: کسی نے بے قاعدہ نکاح کر لیا تھا اس لئے میاں بیوی میں جدائی کرا دی گئی جیسے کسی نے چھپا کے اپنا نکاح کر لیا دو گواہوں کے سامنے نہیں کیا یا دو گواہ تو تھے لیکن بہرے تھے۔ انہوں نے وہ لفظ نہیں سنے تھے جن سے نکاح بندھتا ہے۔ یا کسی کے میاں نے طلاق دیدی تھی یا مر گیا تھا اور ابھی عدت پوری نہیں ہونے پائی کہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا یا کوئی اور ایسی ہی بے قاعدہ بات ہوئی اس لئے دونوں میں جدائی کرا دی گئی۔ لیکن ابھی مرد نے صحبت نہیں کی ہے تو کچھ مہر نہیں ملے گا بلکہ اگر ویسی تنہائی میں ایک جگہ رہے ہے بھی ہوں تب بھی مہر نہ ملے گا۔ البتہ اگر صحبت کر چکا ہو تو مہر مثل دلایا جائے گا۔ لیکن اگر کچھ مہر نکاح کے وقت ٹھہرایا گیا تھا اور مہر مثل اس سے زیادہ ہے تو

وہی ٹھہرایا ہوا مہر ملے گا۔ مہر مثل نہ ملے گا۔ مسئلہ (۱۶): کسی نے اپنی بیوی سمجھ کر غلطی سے کسی غیر عورت سے صحبت کر لی تو اس کو بھی مہر مثل دینا پڑے گا۔ اور صحبت کو زنا نہ کہیں گے نہ کچھ گناہ ہوگا۔ بلکہ اگر پیٹ رہ گیا تو اس لڑکے کا نسب بھی ٹھیک ہے اس کے نسب میں کچھ دھبہ نہیں ہے اور اس کو حرامی کہنا درست نہیں ہے اور جب معلوم ہو گیا کہ یہ میری عورت نہ تھی تو اب اس عورت سے الگ رہے اب صحبت کرنا درست نہیں۔ اور اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا واجب ہے۔ اب بغیر عدت پوری کئے اپنے میاں کے پاس رہنا اور میاں کا صحبت کرنا درست نہیں اور عدت کا بیان آگے آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ مسئلہ (۱۷): جہاں کہیں پہلی ہی رات کو سب مہر دینے کا دستور ہو وہاں اول ہی رات سارا مہر لے لینے کا عورت کو اختیار ہے اگر اول رات نہ مانگا تو جب مانگے تب مرد کو دینا واجب ہے دیر نہیں کر سکتا۔ مسئلہ (۱۸): ہندوستان میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق کے بعد یا مر جانے کے بعد ہوتا ہے کہ جب طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعویٰ کرتی ہے۔ یا مرد مر گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا تو اس مال میں سے لے لیتی ہے اور اگر عورت مر گئی تو اس کے وارث مہر کے دعویدار ہوتے ہیں اور جب تک میاں بیوی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے۔ نہ وہ مانگتی ہے۔ تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے اتنا مہر پہلے دینا واجب ہے۔ ہاں اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۹): جتنے مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے اگر اتنا مہر پیشگی نہ دیا تو عورت کو اختیار ہے کہ جب تک اتنا مہر نہ پاوے تب تک مرد کو ہم بستر نہ ہونے دے اور اگر ایک دفعہ صحبت کر چکا ہے تب اختیار ہے کہ اب دوسری دفعہ یا تیسری دفعہ قابو نہ ہونے دے۔ اور اگر وہ اپنے ساتھ پردیس میں لیجانا چاہے تو بے اتنا مہر لئے پردیس نہ جائے۔ اسی طرح اگر عورت اس حالت میں اپنے کسی محرم عزیز کے ساتھ پردیس چلی جائے یا مرد کے گھر سے اپنے میکے چلی جائے تو مرد اس کو روک نہیں سکتا۔ اور جب اتنا مہر دیدیا تو اب شوہر کے بے اجازت کچھ نہیں کر سکتی، بے مرضی پائے کہیں جانا آنا جائز نہیں۔ اور شوہر کا جہاں جی چاہے اسے لے جائے، جانے سے انکار کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۲۰): مہر کی نیت سے شوہر نے کچھ دیا تو جتنا دیا ہے اتنا مہر ادا ہو گیا۔ دیتے وقت عورت سے یہ بتلانا ضروری نہیں ہے کہ میں مہر دے رہا ہوں۔ مسئلہ (۲۱): مرد نے کچھ دیا لیکن عورت تو کہتی ہے کہ یہ چیز تم نے مجھ کو یونہی دی۔ مہر میں نہیں دی اور مرد کہتا ہے کہ یہ میں نے مہر میں دیا ہے تو مرد ہی کی بات کا اعتبار کیا جائے گا البتہ اگر کھانے پینے کی کوئی چیز تھی تو اس کو مہر میں نہ سمجھیں گے اور مرد کی اس بات پر اعتبار نہ کریں گے۔

مہر مثل کا بیان

خاندانی مہر یعنی مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے باپ کے گھرانے میں سے کوئی دوسری عورت دیکھو جو اس کے مثل ہو۔ یعنی اگر یہ کم عمر ہے تو وہ بھی نکاح کے وقت کم عمر ہو۔ اگر یہ خوبصورت ہے وہ بھی خوبصورت ہو۔ اس کا نکاح کنوارے پن میں ہوا اور اس کا نکاح بھی کنوارے پن میں ہوا ہو۔ نکاح

کے وقت جتنی مالدار یہ ہے اتنی ہی وہ بھی تھی۔ جس دیس کی یہ رہنے والی ہے اس دیس کی وہ بھی ہے۔ اگر یہ دیندار، ہوشیار، سلیقہ دار پڑھی لکھی ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہو۔ غرض جس وقت اس کا نکاح ہوا ہے اس وقت ان باتوں میں وہ بھی اسی کی مثل تھی جس کا اب نکاح ہوا تو جو مہر اس کا مقرر ہوا تھا وہی اس کا مہر مثل ہے۔ مسئلہ (۱): باپ کے گھرانے کی عورتوں سے مراد جیسی اسکی بہنیں، پھوپھی، چچازاد بہنیں وغیرہ یعنی اسکی دادھیالی لڑکیاں مہر مثل کے دیکھنے میں ماں کا مہر نہ دیکھیں گے۔ ہاں اگر ماں بھی باپ ہی کے گھرانے میں سے ہو جیسے باپ نے اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کرلیا تھا تو اس کا مہر بھی مہر مثل کہا جائے گا۔

کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ (۱): کافر لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طریقہ سے نکاح کرتے ہوں شریعت اس کو بھی معتبر رکھتی ہے۔ اگر وہ دونوں ساتھ مسلمان ہو جائیں تو اب نکاح دوہرانے کی کچھ ضرورت باقی نہیں رہتی۔ نکاح اب بھی باقی ہے۔ مسئلہ (۲): اگر دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا دوسرا نہیں ہوا تو نکاح جاتا رہا۔ اب میاں بیوی کی طرح رہنا سہنا درست نہیں۔ مسئلہ (۳): اگر عورت مسلمان ہو گئی اور مرد مسلمان نہیں ہوا تو اب جب تک پورے تین حیض نہ آئیں تب تک دوسرے مرد سے نکاح درست نہیں۔

بیویوں میں برابری کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): جس کے کئی بیویاں ہوں تو مرد پر واجب ہے کہ سب کو برابر رکھے جتنا ایک عورت کو دیا ہے دوسری بھی اتنے کی دعویدار ہو سکتی ہے چاہے دونوں کنواری ہوں یا دونوں بیاہی ہوں یا ایک تو کنواری ہے اور دوسری بیاہی بیاہ لایا سب کا ایک حکم ہے اگر ایک کے پاس ایک رات رہا تو دوسری کے پاس بھی ایک رات رہے۔ اس کے پاس دو یا تین راتیں رہا تو اس کے پاس بھی دو یا تین راتیں رہے۔ جتنا مال زیور کپڑے اس کو دیئے اتنے ہی کی دوسری عورت بھی دعویدار ہے۔ مسئلہ (۲): جس کا نیا نکاح ہوا اور جو پرانی ہو چکی دونوں کا حق برابر ہے کچھ فرق نہیں۔ مسئلہ (۳): برابری فقط رات کے رہنے میں ہے دن کے رہنے میں برابری ہونا ضروری نہیں۔ اگر دن میں ایک کے پاس زیادہ رہا اور دوسری کے پاس کم رہا تو کچھ حرج نہیں اور رات میں برابری واجب ہے اگر ایک کے پاس مغرب کے بعد ہی آ گیا اور دوسری کے پاس عشاء کے بعد آ گیا تو گناہ ہوگا۔ البتہ جو شخص رات کو نوکری میں لگا رہتا ہو اور دن کو گھر میں رہتا ہو جیسے چوکیدار، پہریدار اس کیلئے دن کو برابری کا حکم ہے۔ مسئلہ (۴): صحبت کرنے میں برابری کرنا واجب نہیں ہے اگر اسکی باری میں صحبت کی ہے تو دوسری کی باری میں بھی صحبت کرے یہ ضروری نہیں۔ مسئلہ (۵): مرد چاہے بیمار ہے چاہے تندرست بہر حال رہنے میں برابری کرے۔ مسئلہ (۶): ایک عورت سے زیادہ محبت ہے دوسری سے کم تو اس میں کچھ گناہ نہیں کیونکہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۷): سفر میں جاتے وقت برابری واجب نہیں جس کو جی چاہے ساتھ لے

جائے اور بہتر یہ ہے کہ نام نکال لے جس کا نام نکلے اس کو لیجائے تا کہ کوئی اپنے جی میں ناخوش نہ ہو۔

دودھ پینے اور پلانے کا بیان

مسئلہ (۱): جب بچہ پیدا ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب ہے۔ البتہ اگر باپ مالدار ہو اور کوئی انا تلاش کر سکے تو دودھ نہ پلانے میں کچھ گناہ بھی نہیں۔ مسئلہ (۲): کسی اور کے لڑکے کو بغیر میاں کی اجازت کے دودھ پلانا درست نہیں۔ ہاں البتہ اگر کوئی بچہ بھوک کے مارے تڑپتا ہو اور اس کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو ایسے وقت بے اجازت بھی دودھ پلاوے۔ مسئلہ (۳): زیادہ سے زیادہ دودھ پلانے کی مدت دو برس ہے۔ دو سال کے بعد دودھ پلانا حرام ہے۔ بالکل درست نہیں۔ مسئلہ (۴): اگر بچہ کھانے پینے لگا تو اس وجہ سے دو برس سے پہلے ہی دودھ چھڑا دیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ (۵): جب بچہ نے کسی اور عورت کا دودھ پیا تو وہ عورت اس کی ماں بن گئی اور اس انا کا شوہر جس کے بچہ کا یہ دودھ ہے اس بچہ کا باپ ہو گیا اور اسکی اولاد اس کے دودھ شریکی بھائی بہن ہو گئے اور نکاح حرام ہو گیا اور جو جو رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ کے اعتبار سے بھی حرام ہو جاتے ہیں لیکن بہت سے عالموں کے فتوے میں یہ حکم جب ہی ہے کہ بچہ نے دو برس کے اندر اندر دودھ پیا ہو، اور جب بچہ دو برس کا ہو چکا اس کے بعد کسی عورت کا دودھ پیا تو اس پینے کا کچھ اعتبار نہیں اور دودھ پلانے والی نہ ماں بنی نہ اسکی اولاد اس بچہ کے بھائی بہن ہوئے اس لئے اگر آپس میں نکاح کر دیں تو درست ہے۔ لیکن امام اعظم جو بہت بڑے امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر ڈھائی برس کے اندر اندر بھی دودھ پیا ہو تب بھی نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر ڈھائی برس کے بعد دودھ پیا ہو تو اس کا بالکل اعتبار نہیں ہے بے کھٹکے سب کے نزدیک نکاح درست ہے۔ مسئلہ (٦): جب بچہ کے حلق میں دودھ چلا گیا تو سب رشتے جو ہم نے اوپر لکھے ہیں حرام ہو گئے چاہے تھوڑا دودھ پیا ہو یا بہت اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ مسئلہ (۷): اگر بچہ نے چھاتی سے دودھ نہیں پیا بلکہ اس نے اپنا دودھ نکال کر اس کے حلق میں ڈال دیا تو اس سے بھی وہ سب رشتے حرام ہو گئے۔ اسی طرح اگر بچہ کی ناک میں دودھ ڈال دیا تب بھی سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر کان میں ڈالا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ مسئلہ (۸): اگر عورت کا دودھ پانی میں یا کسی دوا میں ملا کر بچہ کو پلایا تو دیکھو کہ دودھ زیادہ ہے یا پانی یا دونوں برابر۔ اگر دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو جس عورت کا دودھ ہے وہ ماں ہو گئی اور سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر پانی یا دوا زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں وہ عورت ماں نہیں بنی۔ مسئلہ (۹): عورت کا دودھ بکری یا گائے کے دودھ میں مل گیا اور بچہ نے پی لیا تو دیکھو زیادہ کون سا ہے اگر عورت کا دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو سب رشتے حرام ہو گئے اور جس عورت کا دودھ ہے یہ بچہ اسکی اولاد بن گیا۔ اور اگر بکری کا یا گائے کا دودھ زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے پیا ہی نہیں۔ مسئلہ (۱۰): اگر کسی کنواری لڑکی کے دودھ اتر آیا اس کو کسی بچہ نے پی لیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔ مسئلہ (۱۱): مردہ عورت کا دودھ دوہ کر کسی بچہ کو پلا دیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔ مسئلہ (۱۲): دو لڑکوں نے ایک بکری کا یا ایک گائے کا دودھ پیا تو

اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ وہ بھائی بہن نہیں ہوئے۔ مسئلہ (۱۳): جوان مرد نے اپنی بیوی کا دودھ پی لیا تو وہ حرام نہیں ہوئی۔ البتہ بہت گناہ ہوا کیونکہ دو برس کے بعد دودھ پینا بالکل حرام ہے۔ مسئلہ (۱۴): ایک لڑکا ایک لڑکی ہے دونوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے تو ان میں نکاح نہیں ہو سکتا خواہ ایک ہی زمانہ میں پیا ہو یا ایک نے پہلے دوسرے نے کئی برس کے بعد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ مسئلہ (۱۵): ایک لڑکی نے باقر کی بیوی کا دودھ پیا تو اس لڑکی کا نکاح نہ باقر سے ہو سکتا ہے نہ اس کے باپ دادا کے ساتھ نہ باقر کی اولاد کے ساتھ بلکہ باقر کی جو اولاد دوسری بیوی سے ہے اس سے بھی نکاح درست نہیں۔ مسئلہ (۱۶): عباس نے خدیجہ کا دودھ پیا اور خدیجہ کے شوہر قادر کی ایک دوسری بیوی زینب تھی جس کو طلاق مل چکی ہے تو اب زینب بھی عباس سے نکاح نہیں کر سکتی کیونکہ عباس زینب کے میاں کی اولاد ہے۔ اور میاں کی اولاد سے نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر عباس اپنی عورت کو چھوڑ دے تو وہ عورت قادر کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ اس کا خسر ہوا اور قادر کی بہن اور عباس کا نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں پھوپھی بھتیجے ہوئے چاہے وہ قادر کی سگی بہن ہو یا دودھ شریک بہن ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔ البتہ عباس کی بہن سے قادر نکاح کر سکتا ہے۔ مسئلہ (۱۷): عباس کی ایک بہن ساجدہ ہے۔ ساجدہ نے ایک عورت کا دودھ پیا لیکن عباس نے نہیں پیا تو اس دودھ پلانے والی عورت کا نکاح عباس سے ہو سکتا ہے۔ مسئلہ (۱۸): عباس کے لڑکے نے زاہدہ کا دودھ پیا تو زاہدہ کا نکاح عباس کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ مسئلہ (۱۹): قادر اور ذاکر دو بھائی ہیں اور ذاکر کی ایک دودھ شریک بہن ہے تو قادر کے ساتھ اس کا نکاح ہو سکتا ہے البتہ ذاکر کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ چونکہ اس قسم کے مسئلے مشکل ہیں کہ کم سمجھ میں آتے ہیں اس لئے ہم زیادہ نہیں لکھتے۔ جب کبھی ضرورت پڑے کسی سمجھ دار بڑے عالم سے سمجھ لینا چاہئے۔ مسئلہ (۲۰): کسی مرد کا کسی عورت سے رشتہ لگا۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تو ان دونوں کو دودھ پلایا ہے اور سوائے اس عورت کے کوئی اور اس دودھ پینے کو نہیں بیان کرتا تو فقط اس عورت کے کہنے سے دودھ کا رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ ان دونوں کا نکاح درست ہے۔ بلکہ جب دو معتبر اور دیندار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں دودھ پینے کی گواہی دیں تب اس رشتہ کا ثبوت ہوگا۔ اب البتہ نکاح حرام ہو گیا ہے۔ بے ایسی گواہی کے ثبوت نہ ہوگا۔ لیکن اگر فقط ایک مرد یا ایک عورت کے کہنے سے یا دو تین عورتوں کے کہنے سے دل گواہی دینے لگے کہ یہ سچ کہتی ہوگی ضرور ایسا ہی ہوا ہوگا تو ایسے وقت نکاح نہ کرنا چاہئے کہ خواہ مخواہ شک میں پڑنے سے کیا فائدہ اگر کسی نے کر لیا تب بھی خیر ہو گیا۔ مسئلہ (۲۱): عورت کا دودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں اور اگر ڈال دیا تو اب اس کا کھانا اور لگانا ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح دوا کے لئے آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کے دودھ سے کسی طرح کا نفع اٹھانا اور اس کو اپنے کام میں لانا درست نہیں۔

طلاق کا بیان

مسئلہ (۱): جو شوہر جوان ہو چکا ہو اور دیوانہ پاگل نہ ہو اس کے طلاق دینے سے طلاق پڑ جائے گی۔ اور جو

لڑکا ابھی جوان نہیں ہوا اور دیوانہ پاگل جسکی عقل ٹھیک نہیں ان دونوں کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑتی۔ مسئلہ (۲): سوتے ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا کہ تجھ کو طلاق ہے یا یوں کہہ دیا کہ میری بیوی کو طلاق۔ تو اس بڑبڑانے سے طلاق نہ پڑے گی۔ مسئلہ (۳): کسی نے زبردستی کسی سے طلاق دلائی۔ بہت مارا کوٹا دھمکایا کہ طلاق دیدے نہیں تو تجھے مار ڈالوں گا۔ اس مجبوری سے اس نے طلاق دیدی تب بھی طلاق پڑ گئی۔ مسئلہ (۴): کسی نے شراب وغیرہ کے نشہ میں اپنی بیوی کو طلاق دی جب ہوش آیا تو پشیمان ہوا تب بھی طلاق پڑ گئی۔ اسی طرح غصے میں طلاق دینے سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔ مسئلہ (۵): شوہر کے سوا کسی اور کو طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ اگر شوہر نے کہہ دیا ہو کہ تو اس کو طلاق دیدے تو وہ بھی دے سکتا ہے۔

طلاق دینے کا بیان

مسئلہ (۱): طلاق دینے کا اختیار فقط مرد کو ہے۔ جب مرد نے طلاق دیدی تو پڑ گئی۔ عورت کا اس میں کچھ بس نہیں چاہے منظور کرے چاہے نہ کرے۔ ہر طرح طلاق ہوگئی اور عورت اپنے مرد کو طلاق نہیں دے سکتی۔ مسئلہ (۲): مرد کو فقط تین طلاق دینے کا اختیار ہے۔ اس سے زیادہ کا اختیار نہیں تو اگر چار پانچ طلاق دیدیں تب بھی تین ہی طلاق ہوئیں۔ مسئلہ (۳): جب مرد نے زبان سے کہہ دیا کہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور اتنے زور سے کہا کہ خود ان الفاظ کو سن لیا بس اتنا کہتے ہی طلاق پڑ گئی چاہے کسی کے سامنے کہے چاہے تنہائی میں اور چاہے بیوی سنے یا نہ سنے ہر حال میں طلاق ہوگئی۔ مسئلہ (۴): طلاق تین قسم کی ہے، ایک تو ایسی طلاق جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے۔ اب بے نکاح کئے اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں۔ اگر پھر اسی کے پاس رہنا چاہے اور مرد بھی اس کے رکھنے پر راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا۔ ایسی طلاق کو بائن طلاق کہتے ہیں دوسری وہ جس میں نکاح ایسا ٹوٹا کہ دوبارہ نکاح بھی کرنا چاہیں تو بعد عدت کسی دوسرے سے اول نکاح کرنا پڑے گا اور جب وہاں طلاق ہوجائے تب بعد عدت اس سے نکاح ہو سکے گا۔ ایسی طلاق کو مغلظہ کہتے ہیں۔ تیسری وہ جس میں نکاح ابھی نہیں ٹوٹا صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دینے کے بعد ہی اگر مرد پشیمان ہوا تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں بے نکاح کئے بھی اس کو رکھ سکتا ہے۔ پھر میاں بیوی کی طرح رہنے لگیں تو درست ہے۔ البتہ اگر مرد طلاق دیکر اس پر قائم رہا اور اس سے نہیں پھرا تو جب طلاق کی عدت گزر جائے گی تب نکاح ٹوٹ جائے گا۔ اور عورت جدا ہو جائے گی۔ اور جب تک عدت نہ گزرے گی تب تک رکھنے نہ رکھنے دونوں باتوں کا اختیار ہے ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں۔ البتہ اگر تین طلاق دیدیں تو اب اختیار نہیں۔ مسئلہ (۵): طلاق دینے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی، یا یوں کہا میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی غرضیکہ ایسی صاف بات کہدے جس میں طلاق دینے کے سوا کوئی اور معنی نہیں نکل سکتے ایسی طلاق کو صریح کہتے ہیں۔ دوسری قسم یہ ہے کہ صاف صاف لفظ نہیں کہے بلکہ ایسے گول مول لفظ کہے جس میں طلاق کا مطلب بھی بن سکتا ہے اور طلاق کے سوا اور دوسرے معنے بھی نکل

سکتے ہیں جیسے کوئی کہے کہ میں نے تجھ کو دور کر دیا تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دیدی دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ طلاق تو نہیں دی لیکن تجھ کو اپنے پاس نہ رکھونگا ہمیشہ اپنے میکہ میں پڑی رہ تیری خبر نہ لوں گا۔ یا یوں کہے مجھ سے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں مجھ سے تجھ سے کچھ مطلب نہیں تو مجھ سے جدا ہوگئی۔ میں نے تجھ کو الگ کر دیا۔ جدا کر دیا۔ میرے گھر سے چلی جا، نکل جا، ہٹ جا، دور ہو۔ اپنے ماں باپ کے سر جاکے بیٹھ، اپنے گھر جا، میرا تیرا نباہ نہ ہوگا۔ اسی طرح کے اور الفاظ جن میں دونوں مطلب نکل سکتے ہیں ایسی طلاق کو کنایہ کہتے ہیں۔ مسئلہ (۶): **صریح طلاق کا بیان**:۔ اگر صاف صاف لفظوں میں طلاق دے تو زبان سے نکلتے ہی طلاق پڑ گئی چاہے طلاق دینے کی نیت ہو چاہے نہ ہو۔ بلکہ ہنسی دل لگی میں کہا ہو ہر طرح طلاق ہوگئی اور صاف لفظوں میں طلاق دینے سے تیسری قسم کی طلاق پڑتی ہے۔ یعنی عدت کے ختم ہونے تک اس کے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے اور ایک مرتبہ کہنے سے ایک ہی طلاق پڑیگی نہ دو پڑینگی نہ تین۔ البتہ اگر تین دفعہ کہے یا یوں کہے کہ تجھ کو تین طلاق دیں تو تین طلاق پڑیں۔ مسئلہ (۷): کسی نے ایک طلاق دی تو جب تک عورت عدت میں رہے تب تک دوسری طلاق اور تیسری طلاق اور دینے کا اختیار رہتا ہے اگر دیگا تو پڑ جائے گی۔ مسئلہ (۸): کسی نے یوں کہا کہ تجھ کو طلاق دیدوں گا تو اس سے طلاق نہیں ہوئی۔ اسی طرح اگر کسی بات پر یوں کہا کہ اگر فلاں کام کریگی تو طلاق دیدوں گا تب بھی طلاق نہیں ہوئی چاہے وہ کام کرے یا نہ کرے۔ ہاں اگر یوں کہدے اگر فلانا کام کریگی تو طلاق ہے تو اس کے کرنے سے طلاق پڑ جائے گی۔ مسئلہ (۹): کسی نے طلاق دیکر اس کے ساتھ ہی انشاء اللہ بھی کہہ دیا تو طلاق نہیں پڑتی۔ البتہ اگر طلاق دیکر ذرا ٹھہر گیا پھر انشاء اللہ کہا تو طلاق پڑ گئی۔ مسئلہ (۱۰): کسی نے اپنی بیوی کو طلاقن کہہ کے پکارا تب بھی طلاق پڑ گئی، اگرچہ ہنسی میں کہا ہو۔ مسئلہ (۱۱): کسی نے کہا جب تو لکھنو جائے تو تجھ کو طلاق ہے۔ تو جب تک لکھنو نہ جائے گی طلاق نہ پڑے گی جب وہاں جائے گی تب پڑیگی۔ مسئلہ (۱۲): **کنایہ کا بیان**۔ اور اگر صاف صاف طلاق نہیں دی بلکہ گول مول الفاظ کہے اور اشارۃً کنایۃً سے طلاق دی تو ان لفظوں کے کہنے کے وقت اگر طلاق دینے کی نیت تھی تو طلاق ہوگئی اور اول قسم کی یعنی بائن طلاق ہوئی اب بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔ اگر طلاق کی نیت نہ تھی بلکہ دوسرے معنے کے اعتبار سے کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی۔ البتہ اگر قرینہ سے معلوم ہو جائے کہ طلاق ہی دینے کی نیت تھی اب وہ جھوٹ بکتا ہے تو اب عورت اس کے پاس نہ رہے اور یہی سمجھے کہ مجھے طلاق مل گئی۔ جیسے بیوی نے غصہ میں آکر کہا کہ میرا تیرا نباہ نہ ہوگا مجھ کو طلاق دیدے۔ اس نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دیا تو یہاں عورت یہی سمجھے کہ مجھے طلاق دے دی۔ مسئلہ (۱۳): کسی نے تین دفعہ کہا تجھ کو طلاق۔ طلاق۔ طلاق تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ یا گول الفاظ میں تین مرتبہ کہا تب بھی تین پڑ گئیں لیکن اگر نیت ہی ایک طلاق کی ہے فقط مضبوطی کیلئے تین دفعہ کہا تھا کہ بات خوب پکی ہو جائے تو ایک ہی طلاق ہوئی لیکن عورت کو اس کے دل کا حال تو معلوم نہیں اس لئے یہی سمجھے کہ تین طلاقیں مل گئیں۔

رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان: مسئلہ (۱): ابھی میاں کے پاس نہ جانے پائی تھی کہ اس

نے طلاق دیدی یا رخصتی تو ہوگئی لیکن ابھی میاں بیوی میں ویسی تنہائی نہیں ہونے پائی جو شرع میں معتبر ہے جس کا بیان مہر کے باب میں آچکا ہے۔ تنہائی و یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق دیدی تو طلاق بائن پڑی۔ چاہے صاف لفظوں میں دی ہو یا گول لفظوں میں۔ ایسی عورت کو جب طلاق دی جائے تو پہلے ہی قسم کی یعنی بائن طلاق پڑتی ہے اور ایسی عورت کیلئے طلاق کی عدّت بھی کچھ نہیں ہے۔ طلاق ملنے کے بعد فوراً دوسرے مرد سے نکاح کرسکتی ہے اور ایسی عورت کو ایک طلاق دینے کے بعد اب دوسری تیسری طلاق بھی دینے کا اختیار نہیں اگر دے گا تو نہ پڑے گی، البتہ اگر پہلی ہی دفعہ یوں کہہ دے کہ تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق تو جتنی دی ہیں سب پڑ گئیں اور اگر یوں کہا تجھ کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے تب بھی ایسی عورت کو ایک ہی طلاق پڑے گی۔ مسئلہ (۲): ایسی عورت سے یوں کہا اگر فلانا کام کرے تو طلاق ہے۔ طلاق ہے۔ طلاق ہے اور اس نے وہ کام کرلیا تو اس کے کرتے ہی تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔ مسئلہ (۳): اور اگر میاں بیوی میں تنہائی و یکجائی ہو چکی ہے۔ صحبت چاہے ہو چکی ہو یا ابھی نہ ہوئی ہو ایسی عورت کو صاف صاف لفظوں میں طلاق دینے سے طلاق رجعی پڑتی ہے۔ جس میں بے نکاح کئے بھی رکھ لینے کا اختیار ہوتا ہے اور گول لفظوں میں بائن طلاق پڑتی اور عدّت بھی بیٹھنا پڑے گی بغیر عدّت پوری کئے دوسرے سے نکاح نہیں کرسکتی اور عدّت کے اندر اس کا مرد دوسری اور تیسری طلاق بھی دے سکتا ہے۔

تین طلاق دینے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی نے اپنی عورت کو تین طلاق دے دیں تو اب وہ عورت بالکل اس مرد کیلئے حرام ہوگئی۔ اب پھر سے نکاح کرے تب بھی عورت کو اس مرد کے پاس رہنا حرام ہے اور یہ نکاح نہیں ہوا چاہے صاف لفظوں میں تین طلاقیں دی ہوں یا گول لفظوں میں سب کا ایک حکم ہے۔ اب اگر پھر اسی مرد کے پاس رہنا چاہے اور نکاح کرنا چاہے تو اسکی فقط ایک صورت ہے وہ یہ کہ پہلے کسی اور مرد سے نکاح کر کے ہم بستر ہو۔ پھر جب وہ دوسرا مرد مر جائے یا طلاق دیدے تو عدّت پوری کر کے پہلے مرد سے نکاح کرسکتی ہے۔ بے دوسرا خاوند کئے پہلے خاوند سے نکاح نہیں کرسکتی ہے۔ اگر دوسرا خاوند کیا لیکن ابھی وہ صحبت نہ کرنے پایا تھا کہ مر گیا یا صحبت کرنے سے پہلے ہی طلاق دیدی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں پہلے مرد سے نکاح جب ہی ہوسکتا ہے کہ دوسرے مرد نے صحبت بھی کی ہو۔ بغیر اس کے پہلے مرد سے نکاح درست نہیں خوب سمجھ لو۔ مسئلہ (۲): تین طلاقیں ایک دم سے دیدیں جیسے یوں کہہ دیا تجھ کو تین طلاق یا یوں کہا تجھ کو طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے یا الگ کر کے تین طلاقیں دیں۔ جیسے ایک آج دی۔ ایک کل۔ ایک پرسوں یا ایک اس مہینہ میں ایک دوسرے مہینے میں ایک تیسرے مہینہ میں یعنی عدّت کے اندر اندر تینوں طلاقیں دیدیں سب کا ایک حکم ہے اور صاف لفظوں میں طلاق دیکر پھر روک رکھنے کا اختیار اس وقت ہوتا ہے جب تین طلاقیں نہ دے۔ فقط ایک یا دو دے۔ جب تین طلاقیں دیدیں تو اب کچھ اور نہیں ہوسکتا۔ مسئلہ (۳): کسی نے اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی دی۔ پھر میاں راضی ہوگیا اور روک رکھا۔ پھر دو چار برس میں کسی بات پر غصہ آیا تو ایک طلاق رجعی اور دیدی جس میں روک رکھنے کا اختیار رہتا ہے۔ پھر جب غصہ اترا تو روک رکھا اور نہیں چھوڑا یہ دو طلاقیں ہو چکیں۔ اب

اس کے بعد اگر کبھی طلاق ایک اور دیگا تو تین پوری ہو جائیں گی اور اس کا وہی حکم ہوگا جو ہم نے ابھی بیان کیا کہ بے دوسرا خاوند کیئے اس مرد سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر کسی نے طلاق بائن دی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر پشیمان ہوا اور میاں بیوی نے راضی ہو کر پھر سے نکاح پڑھوا لیا۔ کچھ زمانہ کے بعد پھر غصہ آیا اور ایک طلاق بائن دی اور غصہ اترنے کے بعد پھر نکاح پڑھوالیا یہ دو طلاقیں ہوئیں اب تیسری دفعہ طلاق دیگا تو پھر وہی حکم ہے کہ بے دوسرا خاوند کیئے اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔ مسئلہ (۴): اگر دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح ہوا کہ صحبت کر کے عورت کو چھوڑ دے گا تو اس اقرار لینے کا کچھ اعتبار نہیں اس کو اختیار ہے چاہے چھوڑے یا نہ چھوڑے اور جب جی چاہے چھوڑے یہ اقرار کر کے نکاح کرنا بہت گناہ اور حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوتی ہے لیکن نکاح ہو جاتا ہے تو اگر اس نکاح کے بعد دوسرے خاوند نے صحبت کر کے چھوڑ دیا یا مر گیا تو پہلے خاوند کیلئے حلال ہو جائے گی۔

کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان:

مسئلہ (۱): نکاح کرنے سے پہلے کسی عورت کو کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے تو جب اس عورت سے نکاح کرے گا تو نکاح کرتے ہی طلاق بائن پڑ جائے گی اب بغیر نکاح کیئے اس کو نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر یوں کہا ہو اگر تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر دو طلاق تو دو طلاق بائن پڑ گئیں۔ اور اگر تین طلاق کو کہا تو تینوں پڑ گئیں۔ اور اب طلاق مغلظہ ہو گئی۔ مسئلہ (۲): نکاح ہوتے ہی جب اس پر طلاق پڑ گئی تو اس نے اسی عورت سے پھر نکاح کر لیا تو اب اس دوسرے نکاح کرنے سے طلاق نہ پڑے گی۔ ہاں اگر یوں کہا ہو تجھ سے نکاح کروں ہر مرتبہ تجھ کو طلاق ہے تو جب نکاح کریگا ہر دفعہ طلاق پڑ جایا کریگی اب اس عورت کو رکھنے کی کوئی صورت نہیں۔ دوسرا خاوند کر کے اگر اس مرد سے نکاح کرے گی تب بھی طلاق پڑ جائے گی۔ مسئلہ (۳): کسی نے کہا جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق تو جس سے نکاح کریگا اس پر طلاق پڑ جائے گی۔ البتہ طلاق پڑنے کے بعد اگر پھر اسی عورت سے نکاح کر لیا تو طلاق نہیں پڑی۔ مسئلہ (۴): کسی غیر عورت سے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے۔ اس طرح کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق اس کا کچھ اعتبار نہیں اگر اس سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد اس نے وہی کام کیا تب بھی طلاق نہیں پڑی کیونکہ غیر عورت کو طلاق دینے کی یہی صورت ہے کہ یوں کہے اگر تجھ سے نکاح کروں تو طلاق۔ کسی اور طرح طلاق نہیں پڑ سکتی۔ مسئلہ (۵): اور اگر اپنی بیوی سے کہا تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق۔ اگر تو میرے پاس سے جائے تو تجھ کو طلاق، اگر تو اس گھر میں جائے تو تجھ کو طلاق یا کسی بات کے ہونے پر طلاق دی تو جب وہ کام کریگی تب طلاق پڑ جائے گی اور نہ کریگی تو نہ پڑے گی۔ اور طلاق رجعی پڑے گی جس میں بے نکاح بھی روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے البتہ اگر کوئی گول لفظ کہا جیسے یوں کہے اگر تو فلانا کام کرے تو تیرا مجھ سے کوئی واسطہ نہیں تو جب وہ کام کریگی تب طلاق بائن پڑے گی۔ بشرطیکہ مرد نے اس لفظ کے کہتے وقت طلاق کی نیت کی ہو۔ مسئلہ (۶): اگر یوں کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق تو جتنی طلاق کہے اتنی پڑینگی۔ مسئلہ (۷): اپنی بیوی سے کہا تھا اگر تو اس گھر میں جائے تو تجھ کو طلاق اور وہ چلی گئی اور طلاق پڑ گئی۔ پھر عدت کے اندر اندر اس نے روک رکھایا

پھر سے نکاح کرلیا تو اب پھر گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی۔ البتہ اگر یوں کہا جتنی مرتبہ اس گھر میں جائے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق یا یوں کہا جب کبھی تو گھر میں جائے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق تو اس صورت میں عدّت کے اندر یا پھر نکاح کر لینے کے بعد دوسری مرتبہ گھر میں جانے سے دوسری طلاق ہوگئی پھر عدّت کے اندر یا تیسرے نکاح کے بعد اگر تیسری مرتبہ گھر میں جائے گی تو تیسری طلاق پڑ جائے گی۔ اب تین طلاق کے بعد اس سے نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر دوسرا خاوند کر کے پھر اسی مرد سے نکاح کر لے تو اب اس گھر جانے سے طلاق نہ پڑیگی۔ مسئلہ (۸): کسی نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو فلانا کام کریگی تو تجھ کو طلاق، ابھی اس نے وہ کام نہیں کیا تھا کہ اس نے اپنی طرف سے ایک اور طلاق دیدی اور چھوڑ دیا اور کچھ مدت بعد پھر اسی عورت سے نکاح کیا اور اس نکاح کے بعد اس نے وہی کام کیا تو پھر طلاق پڑ گئی، البتہ اگر طلاق پانے اور عدّت گزر جانے کے بعد اس نکاح سے پہلے اس نے وہی کام کرلیا ہو تو اب اس نکاح کے بعد اس کام کے کرنے سے طلاق نہ پڑے گی۔ اور اگر طلاق پانے کے بعد عدّت کے اندر اس نے وہی کام کیا ہو تب بھی دوسری طلاق پڑ گئی۔ مسئلہ (۹): کسی نے اپنی عورت کو کہا اگر تجھ کو حیض آئے تو تجھ کو طلاق، اس کے بعد اس نے خون دیکھا تو ابھی سے طلاق کا حکم نہ لگاویں گے۔ جب پورے تین دن تین رات خون آتا رہے تو تین دن رات کے بعد یہ حکم لگاویں گے کہ جس وقت سے خون آیا تھا اسی وقت سے طلاق پڑ گئی تھی اور اگر یوں کہا ہو کہ جب تجھ کو ایک حیض آئے تو تجھ کو طلاق تو حیض کے دن ختم ہونے پر طلاق پڑ گئی۔ مسئلہ (۱۰): اگر کسی نے بیوی سے کہا اگر تو روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق تو روزہ رکھتے ہی فوراً طلاق پڑ گئی۔ البتہ اگر یوں کہا اگر تو ایک روزہ رکھے یا دن بھر کا روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق تو روزہ کے ختم پر طلاق پڑے گی اگر روزہ توڑ ڈالے تو طلاق نہ پڑیگی۔ مسئلہ (۱۱): عورت نے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا مرد نے کہا ابھی مت جاؤ۔ عورت نہ مانی اس پر مرد نے کہا اگر تو باہر جائے تو تجھ کو طلاق تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ابھی باہر جائے گی تو طلاق پڑیگی اور اگر ابھی نہ گئی کچھ دیر میں گئی تو طلاق نہ پڑے گی کیونکہ اس کا مطلب یہی تھا کہ ابھی نہ جاؤ پھر جانا یہ مطلب نہیں کہ عمر بھر کبھی نہ جانا۔ مسئلہ (۱۲): کسی نے یوں کہا کہ جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق۔ پھر رات کے وقت نکاح کیا تب بھی طلاق پڑ گئی کیونکہ بول چال میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت تجھ سے نکاح کرونگا تجھ کو طلاق۔

بیمار کے طلاق دینے کا بیان: مسئلہ (۱): بیماری کی حالت میں کسی نے اپنی عورت کو طلاق دیدی پھر عورت کی عدّت ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسی بیماری میں مر گیا تو شوہر کے مال میں سے بیوی کا جتنا حصہ ہوتا ہے اتنا اس عورت کو بھی ملے گا چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو تین اور چاہے طلاق رجعی دی ہو یا بائن سب کا ایک ہی حکم ہے اور اگر عدّت ختم ہو چکی تھی تب وہ مرا تو حصہ نہ پاویگی اسی طرح اگر مرد اسی بیماری میں نہیں مرا بلکہ اس سے اچھا ہو گیا تھا پھر بیمار ہوا اور مر گیا تب بھی حصہ نہ پاویگی، چاہے عدّت ختم ہو چکی ہو یا نہ ختم ہوئی ہو۔ مسئلہ (۲): عورت نے طلاق مانگی تھی اس لئے مرد نے [1] طلاق دیدی تب بھی عورت حصہ پانے کی مستحق نہیں

[1] اس سے مراد طلاق بائن ہے

چاہے عدّت کے اندر مرے یا عدّت کے بعد دونوں کا ایک حکم ہے۔ البتہ اگر طلاق رجعی [1] دی ہو اور عدّت کے اندر مرے تو حصہ پاویگی۔ مسئلہ (۳): بیماری کی حالت میں عورت سے کہا اگر تو گھر سے باہر جائے تو تجھ کو بائن طلاق ہے پھر عورت گھر سے باہر گئی اور طلاق بائن پڑ گئی تو اس صورت میں حصہ نہ پاوے گی کہ اس نے خود ایسا کام کیوں کیا جس سے طلاق پڑی۔ اور اگر یوں کہا اگر تو کھانا کھاوے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ یا یوں کہا اگر تو نماز پڑھے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ ایسی صورت میں اگر وہ عدّت کے اندر مر جائے گا تو عورت کو حصہ ملے گا کیونکہ عورت کے اختیار سے طلاق نہیں پڑی کھانا کھانا اور نماز پڑھنا ضروری ہے اس کو کیسے چھوڑتی اور اگر طلاق رجعی دی ہو تو پہلی صورت میں بھی عدّت کے اندر اندر مرنے سے حصہ پاوے گی غرضیکہ طلاق رجعی میں بہرحال حصہ ملتا ہے بشرطیکہ عدّت کے اندر مرا ہو۔ مسئلہ (۴): کسی بھلے چنگے آدمی نے کہا جب تو گھر سے باہر نکلے تو تجھ کو طلاق بائن ہے۔ پھر جس وقت وہ گھر سے باہر نکلی اس وقت وہ بیمار تھا اور اسی بیماری میں عدّت کے اندر مر گیا تب بھی حصہ نہ پاویگی۔ مسئلہ (۵): تندرستی کے زمانہ میں کہا جب تیرا باپ پردیس سے آئے تو تجھ کو بائن طلاق جب وہ پردیس سے آیا اس وقت مرد بیمار تھا اور اسی بیماری میں مر گیا تو حصہ نہ پاوے گی اور اگر بیماری کی حالت میں یہ کہا ہو اور اسی میں عدّت کے اندر مر گیا تو حصہ پاوے گی۔

طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان: مسئلہ (۱): جب کسی نے رجعی ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں تو عدّت ختم کرنے سے پہلے پہلے مرد کو اختیار ہے کہ اس کو روک رکھے پھر سے نکاح کرنیکی ضرورت نہیں اور عورت چاہے راضی ہو چاہے راضی نہ ہو اس کو کچھ اختیار نہیں ہے۔ اور اگر تین طلاقیں دیدیں تو اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا اس میں یہ اختیار نہیں ہے۔ مسئلہ (۲): رجعت کرنے یعنی روک رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ یا تو صاف صاف زبان سے کہہ دے کہ میں تجھ کو پھر رکھ لیتا ہوں تجھ کو نہ چھوڑوں گا۔ یا یوں کہدے کہ میں اپنے نکاح میں تجھ کو رجوع کرتا ہوں یا عورت سے نہیں کہا کسی اور سے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو پھر رکھ لیا اور طلاق سے باز آیا۔ بس اتنا کہہ دینے سے وہ پھر اسکی بیوی ہو گئی۔ یا زبان سے تو کچھ نہیں کہا لیکن اس سے صحبت کر لی اس کا بوسہ لیا پیار کیا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو ان سب صورتوں میں پھر وہ اسکی بیوی ہو گئی پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): جب عورت کا روک رکھنا منظور ہو تو بہتر ہے کہ دو چار لوگوں کو گواہ بنا لے کہ شاید کبھی جھگڑا پڑے تو کوئی مکر نہ سکے اگر کسی کو گواہ بنایا یا تنہائی میں ایسا کر لیا تب بھی صحیح ہے مطلب تو حاصل ہو ہی گیا۔ مسئلہ (۴): اگر عورت کی عدّت گزر چکی تب ایسا کرنا چاہا تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب اگر عورت منظور کرے اور راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا۔ بغیر نکاح کئے نہیں رکھ سکتا اگر وہ رکھے بھی تو عورت کو اس کے پاس رہنا درست نہیں۔ مسئلہ (۵): جس عورت کو حیض آتا ہو اس کیلئے طلاق کی عدّت تین حیض ہیں۔ جب تین حیض پورے ہو چکے تو عدّت گزر چکی جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب سمجھو اگر تیسرا حیض پورے دس دن آیا ہے تب تو جس وقت خون بند

[1] خواہ خود دیا عورت کے مانگنے سے اور خواہ اس نے رجعی مانگی ہو یا بائن مانگی ہو

ہوا اور دس دن پورے ہوئے اسی وقت عدّت ختم ہوگئی اور روک رکھنے کا اختیار جو مرد کو تھا جاتا رہا چاہے عورت نہا چکی ہو چاہے ابھی نہ نہائی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور اگر تیسرا حیض دس دن سے کم آیا اور خون بند ہو گیا لیکن ابھی عورت نے غسل نہیں کیا اور نہ کوئی نماز اس کے اوپر واجب ہوئی تو اب بھی مرد کا اختیار باقی ہے اب بھی اپنے قصد سے باز آئے گا تو پھر اسکی بیوی بن جائے گی۔ البتہ اگر خون بند ہونے پر اس نے غسل کر لیا یا غسل تو نہیں کیا لیکن ایک نماز کا وقت گزر گیا یعنی ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہوگئی۔ ان دونوں صورتوں میں مرد کا اختیار جاتا رہا۔ اب بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔ مسئلہ (۶): جس عورت سے ابھی صحبت نہ کی ہو خواہ تنہائی ہو چکی ہو اس کو ایک طلاق دینے سے روک رکھنے کا اختیار نہیں رہتا کیونکہ اس کو جو طلاق دی جائے تو بائن ہی پڑتی ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا۔ خوب یاد رکھو۔ مسئلہ (۷): اگر دونوں ایک جگہ تنہائی میں تو رہے لیکن مرد کہتا ہے کہ میں نے صحبت نہیں کی پھر اس اقرار کے بعد طلاق دیدی تو اب طلاق سے باز آنے کا اختیار اس کو نہیں۔ مسئلہ (۸): جس عورت کو ایک یا دو طلاق رجعی ملی ہوں جس میں مرد کو طلاق سے باز آنے کا اختیار ہوتا ہے۔ ایسی عورت کو مناسب ہے کہ خوب بناؤ سنگار کر کے رہا کرے کہ شاید مرد کا جی کبھی اس کی طرف جھک پڑے اور رجعت کرے اور مرد کا قصداً گر باز آنے کا نہ ہو تو اسکو مناسب ہے کہ جب گھر میں آئے تو کھانس کھنکار کے آوے کہ وہ اپنا بدن اگر کچھ کھلا ہو تو ڈھک لے اور کسی بے موقع جگہ پر نگاہ نہ پڑے اور جب عدّت پوری ہو چکے تو عورت کہیں اور جا کے رہے۔ مسئلہ (۹): اگر ابھی رجعت نہ کی ہو تو اس عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لیجانا جائز نہیں اور اس عورت کو اس کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۱۰): جس عورت کو ایک یا دو طلاق بائن دیدی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی اور مرد سے نکاح کرنا چاہے تو عدّت کے بعد نکاح کرے عدّت کے اندر نکاح درست نہیں اور خود اسی سے نکاح کرنا منظور ہو تو عدّت کے اندر بھی ہو سکتا ہے۔

بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان: مسئلہ (۱): جس نے قسم کھائی اور یوں کہہ دیا کہ خدا کی قسم اب صحبت نہ کرونگا۔ خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگی۔ قسم کھاتا ہوں کہ تجھ سے صحبت نہ کرونگا۔ یا اور کسی طرح کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے صحبت نہ کی تو چار مہینے گزرنے پر عورت پر طلاق بائن پڑ جائے گی۔ اب بغیر نکاح کئے میاں بیوی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ اور اگر چار مہینے کے اندر ہی اندر اس نے اپنی قسم توڑ ڈالی اور صحبت کر لی تو طلاق نہ پڑے گی۔ البتہ قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ ایسی قسم کھانے کو شرع میں ایلا کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): ہمیشہ کیلئے صحبت نہ کرنے کی قسم نہیں کھائی بلکہ فقط چار مہینے کیلئے قسم کھائی اور یوں کہا خدا کی قسم چار ماہ تک تجھ سے صحبت نہ کرونگا تو اس سے بھی ایلا ہو گیا اس کا بھی یہی حکم ہے اگر چار مہینے تک صحبت نہ کریگا تو طلاق بائن پڑ جائے گی۔ اور اگر چار مہینے سے پہلے صحبت کر لے تو قسم کا کفارہ دیوے اور قسم کے کفارہ کا بیان اوپر گزر چکا ہے۔ مسئلہ (۳): اگر چار مہینہ سے کم کیلئے قسم کھائی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اس سے ایلا نہ ہو گا۔ چار مہینہ سے ایک دن بھی کم کر کے قسم کھاوے تب بھی ایلا نہ ہوگا۔ البتہ جتنے دن کی قسم کھائی ہے اتنے دن

سے پہلے پہلے صحبت کرے گا توقسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر صحبت نہ کی تو عورت کو طلاق نہ پڑے گی اور قسم بھی پوری رہے گی۔ مسئلہ (۴): کسی نے فقط چار مہینے کیلئے قسم کھائی پھر اپنی قسم نہیں توڑی اس لئے چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اور طلاق کے بعد پھر اسی مرد سے نکاح ہو گیا۔ تو اب اس نکاح کے بعد اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اب کچھ نہ ہو گا۔ اور اگر ہمیشہ کیلئے قسم کھالی جیسے یوں کہہ دیا کہ قسم کھاتا ہوں کہ اب تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا۔ یا یوں کہا خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا۔ پھر اپنی قسم نہیں توڑی اور چار مہینہ کے بعد طلاق پڑ گئی اس کے بعد پھر اسی سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد پھر چار مہینہ تک صحبت نہیں کی تو اب پھر طلاق پڑ گئی اگر تیسری دفعہ پھر اسی سے نکاح کر لیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس نکاح کے بعد بھی اگر چار مہینہ تک صحبت نہ کرے گا تو تیسری طلاق پڑ جائے گی اور اب بغیر دوسرا خاوند کئے اس سے بھی نکاح نہ ہو سکے گا۔ البتہ دوسرے یا تیسرے نکاح کے بعد صحبت کر لیتا تو قسم ٹوٹ جاتی اب کبھی طلاق نہ پڑتی۔ ہاں قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑتا ہے۔ مسئلہ (۵): اگر اسی طرح آگے پیچھے تینوں نکاحوں میں تین طلاقیں پڑ گئیں۔ اس کے بعد عورت نے دوسرا خاوند کر لیا جب اس نے چھوڑ دیا تو عدت ختم کر کے پھر اسی پہلے مرد سے نکاح کر لیا اور اس نے پھر صحبت نہیں کی تو اب طلاق نہ پڑے گی۔ چاہے جب تک صحبت نہ کرے لیکن جب کبھی صحبت کرے گا تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا۔ کیونکہ قسم تو یہ کھائی تھی کہ کبھی صحبت نہ کرونگا وہ قسم ٹوٹ گئی۔ مسئلہ (۶): اگر عورت کو طلاق بائن دیدی پھر اس سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھالی تو ایلا نہیں ہوا۔ اب پھر سے نکاح کرنے کے بعد اگر صحبت نہ کرے تو طلاق نہ پڑے گی لیکن جب صحبت کریگا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر طلاق رجعی دینے کے بعد عدت کے اندر ایسی قسم کھائی تو ایلا ہو گیا۔ اب اگر رجعت کرے اور صحبت نہ کرے تو چار مہینہ کے بعد طلاق پڑ جائے گی۔ اور اگر صحبت کرے تو قسم کا کفارہ دے۔ مسئلہ (۷): خدا کی قسم نہیں کھائی بلکہ یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے تب بھی ایلا ہو گیا صحبت کریگا تو رجعی طلاق پڑ جائے گی اور قسم کا کفارہ اس صورت میں نہ دینا پڑیگا اور اگر صحبت نہ کی تو چار ماہ کے بعد طلاق بائن پڑ جائے گی اور اگر یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو میرے ذمہ ایک حج ہے یا ایک روزہ ہے یا ایک روپیہ کی خیرات ہے یا ایک قربانی ہے تو ان سب صورتوں میں بھی ایلاء ہو گیا۔ اگر صحبت کریگا تو جو بات کہی ہے وہ کرنی پڑے گی اور کفارہ دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے بعد طلاق پڑ جائے گی۔

خلع کا بیان

مسئلہ (۱): اگر میاں بیوی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دیکر یا اپنا مہر دیکر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لیکر میری جان چھوڑ دے یا یوں کہے کہ جو میرا مہر تیرے ذمہ ہے اس کے عوض میں میری جان چھوڑ دے اس کے جواب میں مرد کہے میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں ہے۔ البتہ اگر مرد نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جواب

نہیں دیا بلکہ اٹھ کھڑا ہوا یا مرد تو نہیں اٹھا عورت اٹھ کھڑی ہوئی تب مرد نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دی تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ جواب وسوال دونوں ایک ہی جگہ ہونے چاہئیں ۔اس طرح جان چھڑانے کو شرع میں خلع کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): مرد نے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا۔ عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو خلع ہو گیا۔ البتہ اگر عورت نے اسی جگہ جواب نہ دیا ہو وہاں سے کھڑی ہوگئی ہو یا عورت نے قبول ہی نہیں کیا تو کچھ نہیں ہوا۔ لیکن اگر عورت اپنی جگہ بیٹھی رہی اور مرد یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا اور عورت نے اس کے اٹھنے کے بعد قبول کر لیا۔ تب بھی خلع ہوگیا۔ مسئلہ (۳): مرد نے فقط اتنا کہا میں نے تجھ سے خلع کیا اور عورت نے قبول کرلیا اور روپیہ پیسہ کا ذکر نہ مرد نے کیا اور نہ عورت نے تب بھی جو حق مرد کا عورت پر ہے اور جو حق عورت کا مرد پر ہے سب معاف ہوا۔ اگر مرد کے ذمّہ مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف ہوگیا اور اگر عورت پا چکی ہے تو خیر اب اس کا پھیرنا واجب نہیں البتہ عدّت کے ختم ہونے تک روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر دینا پڑے گا۔ ہاں اگر عورت نے کہہ دیا ہو کہ عدّت کا روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر بھی تجھ سے نہ لوں گی تو وہ بھی معاف ہو گیا۔ مسئلہ (۴): اور اگر اس کے ساتھ کچھ مال بھی ذکر کر دیا جیسے یوں کہا سو روپے کے عوض میں نے تجھ سے خلع کیا، پھر عورت نے قبول کرلیا تو خلع ہو گیا اب عورت کے ذمّہ سو روپے دینے واجب ہوگئے اپنا مہر پا چکی ہو تب بھی سو روپے دینے پڑینگے۔ اور اگر مہر ابھی نہ پایا ہو تب بھی دینے پڑینگے اور مہر بھی نہ ملے گا کیونکہ وہ بوجہ خلع معاف ہو گیا۔ مسئلہ (۵): خلع میں اگر مرد کا قصور ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمّہ ہے اس کے عوض میں خلع کرنا بڑا گناہ اور حرام ہے۔ اگر کچھ مال لے لیا تو اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے اور اگر عورت ہی کا قصور ہو تو جتنا مہر دیا ہے اس سے زیادہ مال نہ لینا چاہئے۔ بس مہر ہی کے عوض میں خلع کر لے۔ اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر بیجا تو ہوا لیکن کچھ گناہ نہیں ہوا۔ مسئلہ (۶): عورت خلع کرنے پر راضی نہ تھی مرد نے اس پر زبردستی کی اور خلع کرنے پر مجبور کیا یعنی مار پیٹ کر دھمکا کر خلع کیا تو طلاق پڑ گئی لیکن مال عورت پر واجب نہیں ہوا۔ اور اگر مرد کے ذمّہ مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔ مسئلہ (۷): یہ سب باتیں اس وقت ہیں جب خلع کا لفظ کہا ہو یا یوں کہا ہو سو روپے یا ہزار روپے کے عوض میں میری جان چھوڑ دے یا یوں کہا میرے مہر کے عوض میں مجھ کو چھوڑ دے اور اگر اس طرح نہیں کہا بلکہ طلاق کا لفظ کہا جیسے یوں کہا سو روپے کے عوض میں مجھے طلاق دیدے تو اس کو خلع نہ کہیں گے۔ اگر مرد نے اس مال کے عوض طلاق دیدی تو ایک طلاق بائن پڑ جائے گی اور اس میں کوئی حق معاف نہیں ہوا۔ نہ وہ حق معاف ہوئے جو مرد کے اوپر ہیں نہ وہ جو عورت پر ہیں۔ مرد نے اگر مہر نہ دیا ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا عورت اسکی دعویدار ہو سکتی ہے۔ اور مرد یہ سو روپے عورت سے لے لیگا۔ مسئلہ (۸): مرد نے کہا میں نے سو روپے کے عوض میں طلاق دی تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے۔ اگر نہ قبول کرے تو نہ پڑے گی اور اگر قبول کرے تو ایک طلاق بائن پڑ گئی لیکن اگر جگہ بدل جانے کے بعد قبول کیا تو طلاق نہیں پڑی۔ مسئلہ (۹): عورت نے کہا مجھے طلاق دیدے۔ مرد نے کہا تو اپنا مہر وغیرہ اپنے سب حق معاف کردے تو طلاق دیدوں۔ اس پر عورت نے کہا اچھا

میں نے معاف کیا۔ اس کے بعد مرد نے طلاق نہیں دی تو کچھ معاف نہیں ہوا اور اگر اس مجلس میں طلاق دیدی تو معاف ہو گیا۔ مسئلہ (۱۰): عورت نے کہا تین سو روپے کے عوض میں مجھ کو طلاق دیدے اس پر مرد نے ایک ہی طلاق دی تو فقط ایک سو روپیہ مرد کو ملے گا۔ اور اگر دو طلاقیں دی ہوں تو دو سو روپے اور اگر تینوں دیدیں تو پورے تین سو روپے عورت سے دلائے جائیں گے اور سب صورتوں میں طلاق بائن پڑے گی۔ کیونکہ مال کے بدلے ہے۔ مسئلہ (۱۱): نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی اپنی بیوی سے خلع نہیں کر سکتا۔

بیوی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میری ماں کے برابر ہے یا یوں کہا تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو میرے حساب میں یعنی نزدیک ماں کے برابر ہے۔ اب تو میرے نزدیک ماں کے مثل ہے، ناں کی طرح ہے تو دیکھو اس کا مطلب کیا ہے اگر یہ مطلب لیا کہ تعظیم میں بزرگی میں ماں کے برابر ہے۔ یا یہ مطلب لیا کہ تو بالکل بڑھیا ہے عمر میں میری ماں کے برابر ہے تب تو اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر اس کے کہتے وقت کچھ نیت نہیں کی اور کوئی مطلب نہیں لیا یونہی بک دیا تب بھی کچھ نہیں ہوا۔ اور اگر اس کہنے سے طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت کی ہے تو اس کو ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ اور اگر طلاق دینے کی بھی نیت نہیں تھی اور عورت کا چھوڑنا بھی مقصود نہیں تھا بلکہ مطلب فقط اتنا ہے کہ اگر چہ تو میری بیوی ہے اپنے نکاح سے تجھے الگ نہیں کرتا لیکن اب تجھ سے کبھی صحبت نہ کرونگا۔ تجھ سے صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا بس روٹی کپڑا لے اور پڑی رہ غرضیکہ اس کے چھوڑنے کی نیت نہیں فقط صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اس کو شرع میں ظہار کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت رہے گی تو اس کے نکاح میں لیکن مرد جب تک اس کا کفارہ نہ ادا کرے تب تک صحبت کرنا یا جوانی کے خواہش کے ساتھ ہاتھ لگانا منہ چومنا پیار کرنا حرام ہے۔ جب تک کفارہ نہ دیگا تب تک وہ عورت حرام رہے گی چاہے جے برس گزر جائیں۔ جب مرد کفارہ دیدے تو دونوں میاں بیوی کی طرح رہیں۔ پھر سے نکاح کرنیکی ضرورت نہیں۔ اور اس کا کفارہ اسی طرح دیا جاتا ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ دیا جاتا ہے۔ مسئلہ (۲): کفارہ دینے سے پہلے ہی صحبت کر لی تو بڑا گناہ ہوا اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور اب سے پکا ارادہ کرے کہ اب بے کفارہ دیئے پھر کبھی صحبت نہ کرونگا اور عورت کو چاہئے کہ جب تک مرد کفارہ نہ دے تب تک اس کو اپنے پاس نہ آنے دے۔ مسئلہ (۳): اگر بہن کے برابر یا بیٹی یا پھوپھی یا اور کسی ایسی عورت کے برابر کہا جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ ہمیشہ حرام ہوتا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۴): کسی نے کہا تو میرے لئے سور کے برابر ہے تو اگر طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت تھی تب تو طلاق پڑ گئی اور اگر ظہار کی نیت کی یعنی یہ مطلب لیا کہ طلاق تو نہیں دیتا لیکن صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کئے لیتا ہوں تو کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر کچھ نیت نہ کی ہو تب بھی کچھ نہیں ہوا۔ مسئلہ (۵): اگر ظہار میں چار مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک صحبت نہ کی اور کفارہ نہ دیا تو طلاق نہیں پڑی اس سے ایلاء نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۶): جب تک کفارہ نہ دے تب تک دیکھنا بات چیت کرنا حرام نہیں البتہ پیشاب کی جگہ کو دیکھنا درست نہیں۔ مسئلہ (۷): اگر ہمیشہ کیلئے ظہار نہیں کیا بلکہ کچھ مدت مقرر کر

دی جیسے یوں کہے سال بھر کیلئے یا چار مہینہ کیلئے تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو جتنی مدت مقرر کی ہے اتنی مدت تک ظہار رہے گا اگر اس مدت کے اندر صحبت کرنا چاہے تو کفارہ دے اور اگر اس مدت کے بعد صحبت کرے تو کچھ نہ دینا پڑے گا، عورت حلال ہو جائے گی۔ مسئلہ (۸): ظہار میں بھی اگر فوراً انشاء اللہ کہہ دیا تو کچھ نہیں ہوا۔ مسئلہ (۹): نابالغ لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی ظہار نہیں کرسکتا۔ اگر کرے گا تو کچھ نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی غیر عورت سے ظہار کرے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے تو بھی کچھ نہیں ہوا اب اس سے نکاح کرنا درست ہے۔ مسئلہ (۱۰): ظہار کا لفظ اگر کئی دفعہ کہے جیسے دو دفعہ یا تین دفعہ بھی کہا کہ تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو جتنی دفعہ کہا ہے اتنے کفارے دینے پڑیں گے۔ البتہ دوسرے تیسرے مرتبہ کہنے سے خوب مضبوط اور پکے ہو جانے کی نیت کی ہو نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو ایک ہی کفارہ دے۔ مسئلہ (۱۱): اگر کئی عورتوں سے ایسا کہا تو جے بیویاں ہوں اتنے ہی کفارے دے۔ مسئلہ (۱۲): اگر برابر کا لفظ نہیں کہا نہ مثل اور طرح کا لفظ بلکہ یوں کہا تو میری ماں ہے یا یوں کہا تو میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ عورت حرام نہیں ہوئی لیکن ایسا کہنا بُرا اور گناہ ہے۔ اسی طرح پکارتے وقت یوں کہنا میری بہن فلانا کام کر و یہ بھی بُرا ہے مگر اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۱۳): کسی نے یوں کہا اگر تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں یا یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو گویا ماں سے کروں اس سے کچھ نہیں ہوا۔ مسئلہ (۱۴): اگر یوں کہا تو میرے لئے ماں کی طرح حرام ہے تو اگر طلاق دینے کی نیت ہو تو طلاق پڑے گی اور اگر ظہار کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی ہو تو ظہار ہو جائے گا کفارہ دیکر صحبت کرنا درست ہے۔

ظہار کے کفارہ کا بیان: مسئلہ (۱): ظہار کے کفارہ اسی طرح ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ ہے۔ دونوں میں کچھ فرق نہیں وہاں ہم نے خوب کھول کھول کے بیان کیا ہے وہی نکال کر دیکھ لو۔ اب یہاں بعض ضروری باتیں جو وہاں نہیں بیان ہوئیں ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔ مسئلہ (۲): اگر طاقت ہو تو مرد ساٹھ روزے لگاتار رکھے بیچ میں کوئی روزہ چھوٹنے نہ پاوے۔ اور جب تک روزے ختم نہ ہو چکیں تب تک عورت سے صحبت نہ کرے۔ اگر روزے ختم ہونے سے پہلے اس عورت سے صحبت کر لی تو اب سب روزے پھر سے رکھے۔ چاہے دن کو اس عورت سے صحبت کی ہو یا رات کو اور چاہے قصداً ایسا کیا ہو یا بھولے سے سب کا ایک ہی حکم ہے۔ مسئلہ (۳): اگر شروع مہینے یعنی پہلی تاریخ سے روزے رکھنے شروع کئے تو پورے دو مہینے روزے رکھ لے چاہے پورے ساٹھ دن ہوں۔ اور تیس دن کا مہینہ ہو یا اس سے کم دن ہوں دونوں طرح کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر پہلی تاریخ سے روزے رکھنا نہ شروع کئے تو پورے ساٹھ دن روزے رکھے۔ مسئلہ (۴): اگر کفارہ روزے سے ادا کر رہا تھا اور کفارہ پورا ہونے سے پہلے دن کو یا رات کو بھولے سے ہم بستر ہو گیا تو کفارہ دوہرانا پڑے گا۔ مسئلہ (۵): اور اگر روزے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ فقیروں کو دو وقتہ کھانا کھلا دے یا کچا اناج دیدے اگر سب فقیروں کو ابھی کھانا نہیں کھلا چکا تھا کہ بیچ میں صحبت کر لی تو گناہ تو ہوا مگر اس صورت میں کفارہ دوہرانا نہ پڑے گا۔ اور کھانا کھلانے کی سب وہی صورت ہے جو وہاں بیان ہو چکی ہے۔ مسئلہ

(۶): کسی کے ذمہ ظہار کے دو کفارے تھے۔ اس نے ساٹھ مسکینوں کو چار چار سیر گیہوں دیدیئے اور یہ سمجھا کہ ہر کفارے سے دو سیر دیتا ہوں اس لئے دونوں کفارے ادا ہو گئے، تب بھی ایک ہی کفارہ ادا ہوا۔ دوسرا کفارہ پھر دے۔ اور اگر ایک کفارہ روزہ توڑنے کا تھا دوسرا ظہار کا اس میں ایسا کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔

لعان کا بیان

جب کوئی اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگا دے یا جو لڑکا پیدا ہوا اس کو کہے کہ یہ میرا لڑکا نہیں نہ معلوم کس کا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے تو حاکم دونوں سے قسم لے پھر شوہر سے اس طرح کہلاوے، میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس کو لگائی ہے اس میں سچا ہوں۔ چار دفعہ اسی طرح شوہر کہے پھر پانچویں دفعہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو جب مرد پانچویں دفعہ کہہ چکے تو عورت چار مرتبہ اسی طرح کہے میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھ کو لگائی ہے اس تہمت لگانے میں یہ جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔ جب دونوں قسم کھا لیں تو حاکم دونوں میں جدائی کرا دیگا اور ایک طلاق بائن پڑ جائے گی۔ اور اب یہ لڑکا باپ کا نہ کہا جائے گا ماں کے حوالے کر دیا جائے گا، اس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں۔

میاں کے لاپتہ ہو جانے کا بیان: جس کا شوہر بالکل لاپتہ ہو گیا معلوم نہیں کہ زندہ ہے یا مر گیا ہے تو وہ عورت اپنا دوسرا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ انتظار کرتی رہے کہ شاید آ جاوے جب انتظار کرتے کرتے اتنی مدت گزر جائے کہ شوہر کی عمر نوے برس کی ہو جائے تو اب حکم لگا دینگے کہ وہ مر گیا ہوگا۔ سو اگر وہ عورت ابھی جوان ہو اور نکاح کرنا چاہے تو شوہر کی عمر نوے برس کی ہونے کے بعد عدّت پوری کر کے نکاح کر سکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ اس لاپتہ مرد کے مرنے کا حکم کسی شرعی حاکم نے لگایا ہو۔

عِدّت کا بیان

جب کسی کا میاں طلاق دیدے یا خلع وایلا وغیرہ کسی اور طرح سے نکاح ٹوٹ جائے یا شوہر مر جائے تو ان سب صورتوں میں تھوڑی مدت تک عورت کو ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے۔ جب تک یہ مدت ختم نہ ہو چکے تب تک اور کہیں نہیں جا سکتی نہ کسی اور مرد سے اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ جب وہ مدت پوری ہو جائے تو جو جی چاہے کرے۔ اس مدت گزارنے کو عدّت کہتے ہیں۔ مسئلہ (۱): اگر میاں نے طلاق دیدی تو تین حیض آنے تک شوہر ہی کے گھر جس میں طلاق ملی ہے وہاں بیٹھی رہے اس گھر سے باہر نہ نکلے نہ دن کو نہ رات کو نہ کسی دوسرے سے نکاح کرے۔ جب پورے تین حیض ختم ہو گئے تو عدّت پوری ہو گئی، اب جہاں جی چاہے جائے مرد نے خواہ ایک ہی طلاق دیدی ہو یا دو تین طلاقیں دی ہوں۔ اور طلاق بائن دی ہو یا رجعی سب کا ایک حکم ہے۔ مسئلہ (۲): اگر چھوٹی لڑکی کو طلاق مل گئی جس کو ابھی حیض نہیں آتا یا اتنی بڑھیا ہے کہ اب حیض آنا بند ہو گیا ہے۔ ان

دونوں کی عدّت تین مہینے ہیں۔ تین مہینے بیٹھی رہے اس کے بعد اختیار ہے جو جی چاہے کرے۔ مسئلہ (۳): کسی لڑکی کو طلاق مل گئی۔ اس نے مہینوں کے حساب سے عدّت شروع کی پھر عدّت کے اندر ہی ایک دو مہینے کا حیض آ گیا تو اب پورے تین حیض آنے تک بیٹھی رہے جب تک تین حیض نہ پورے ہوں عدّت نہ ختم ہوگی۔ مسئلہ (۴): اگر کسی کو پیٹ ہے اور اسی زمانہ میں طلاق مل گئی تو بچہ پیدا ہونے تک بیٹھی رہے یہی اسکی عدّت ہے جب بچہ پیدا ہو گیا عدّت ختم ہو گئی۔ طلاق ملنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں اگر بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدّت ختم ہو گئی۔ مسئلہ (۵): اگر کسی نے حیض کے زمانہ میں طلاق دی تو جس حیض میں طلاق دی ہے اس حیض کا کچھ اعتبار نہیں ہے اس کو چھوڑ کر تین حیض اور پورے کرے۔ مسئلہ (۶): طلاق کی عدّت اسی عورت پر ہے جس کو صحبت کے بعد طلاق ملی ہو یا صحبت تو ابھی نہیں ہوئی مگر میاں بیوی میں تنہائی و یکجائی ہو چکی ہے تب طلاق ملی چاہے ویسی تنہائی ہوئی ہو جس سے پورا مہر دلایا جاتا ہے یا ویسی تنہائی ہوئی جس سے پورا مہر واجب نہیں ہوتا۔ بہر حال عدّت بیٹھنا واجب ہے۔ اور اگر ابھی بالکل کسی قسم کی تنہائی نہ ہونے پائی تھی کہ طلاق مل گئی تو ایسی عورت پر عدّت نہیں جیسا کہ اوپر آ چکا ہے۔ مسئلہ (۷): غیر عورت کو اپنی بیوی سمجھ کر دھوکہ سے صحبت کر لی پھر معلوم ہوا کہ یہ بیوی نہ تھی تو اس عورت کو بھی عدّت بیٹھنا ہوگا۔ جب تک عدّت ختم نہ ہو چکے تب تک اپنے شوہر کو بھی صحبت نہ کرنے دے نہیں تو دونوں پر گناہ ہوگا اس کی عدّت بھی یہی ہے جو ابھی بیان ہوئی۔ اگر اسی دن پیٹ رہ گیا تو بچہ ہونے تک انتظار کرے اور عدّت بیٹھے اور یہ بچہ حرامی نہیں اس کا نسب ٹھیک ہے جس نے دھوکہ سے صحبت کی ہے اسی کا لڑکا ہے۔ مسئلہ (۸): کسی نے بے قاعدہ نکاح کر لیا جیسے کسی عورت سے نکاح کیا تھا پھر معلوم ہوا کہ اس کا شوہر ابھی زندہ ہے اور اس نے طلاق نہیں دی یا معلوم ہوا کہ اس مرد و عورت نے بچپن میں ایک عورت کا دودھ پیا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مرد نے اس سے صحبت کر لی پھر حال کھلنے کے بعد جدائی ہو گئی تو بھی عدّت بیٹھنا پڑے گا جس وقت سے مرد نے توبہ کر کے جدائی اختیار کی اسی وقت سے عدّت شروع ہو گئی۔ اور اگر ابھی صحبت نہ ہونے پائی ہو تو عدّت واجب نہیں بلکہ ایسی عورت سے خوب تنہائی و یکجائی بھی ہو چکی ہو تب بھی عدّت واجب نہیں۔ عدّت جب ہی ہے کہ صحبت ہو چکی ہو۔ مسئلہ (۹): عدّت کے اندر کھانا کپڑا اسی مرد کے ذمہ واجب ہے جس نے طلاق دی اور اس کا بیان اچھی طرح آگے آتا ہے۔ مسئلہ (۱۰): کسی نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی یا تین طلاقیں دیدیں پھر عدّت کے اندر دھوکہ میں اس سے صحبت کر لی۔ اب اس دھوکہ کی صحبت کی وجہ سے ایک عدّت اور واجب ہو گئی۔ اب تین حیض اور پورے کرے جب تین حیض اور گزر جائیں گے تو دونوں عدّتیں ختم ہو جائیں گی۔ مسئلہ (۱۱): مرد نے طلاق بائن دیدی اور جس گھر میں عدّت بیٹھی ہے اسی میں وہ بھی رہتا ہے تو خوب اچھی طرح پردہ باندھ کر آڑ کر لے۔

موت کی عدّت کا بیان: مسئلہ (۱): کسی کا شوہر مر گیا تو وہ چار مہینے اور دس دن تک عدّت بیٹھے۔ شوہر کے مرتے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اسی گھر میں رہنا چاہئے۔ باہر نکلنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی غریب عورت ہے جس کے پاس گزارے کے موافق خرچ نہیں اس نے کھانا پکانے وغیرہ کی نوکری کر لی۔ اس کو جانا

اور نکلنا درست ہے لیکن رات کو اپنے گھر ہی میں رہا کرے چاہے صحبت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے کسی قسم کی تنہائی و یکجائی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور چاہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو سب کا ایک حکم ہے کہ چار مہینہ دس دن عدّت بیٹھنا چاہئے۔ البتہ اگر وہ عورت پیٹ سے تھی اس حالت میں شوہر مرا تو بچہ پیدا ہونے تک عدّت بیٹھے اب مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ اگر مرنے سے دو چار گھڑی بعد بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدّت ختم ہو گئی۔ مسئلہ (۲): گھر بھر میں جہاں جی چاہے رہے یہ جو دستور ہے کہ خاص ایک جگہ مقرر کر کے رہتی ہے کہ غمزدہ کی چارپائی اور خود غمزدہ وہاں سے ٹلنے نہیں پاتی۔ یہ بالکل مہمل اور واہیات ہے اس کو چھوڑ دینا چاہئے۔ مسئلہ (۳): شوہر نابالغ بچہ تھا اور جب وہ مرا تو اس کو پیٹ تھا تب بھی اس کی عدّت بچہ ہونے تک ہے لیکن یہ لڑکا حرامی ہے شوہر کا نہ کہا جائے گا۔ مسئلہ (۴): اگر کسی کا میاں چاند کی پہلی تاریخ مرا اور عورت کو حمل نہیں تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دن پورے کرے اور اگر پہلی تاریخ نہیں مرا ہے تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر چار مہینہ دس دن پورے کرنا چاہئیں اور طلاق کی عدّت کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر حیض نہیں آتا نہ پیٹ ہے اور چاند کی پہلی تاریخ طلاق مل گئی تو چاند کے حساب سے تین مہینے پورے کر لے چاہے انتیس کا چاند ہو یا تیس کا اور اگر پہلی تاریخ طلاق نہیں ملی ہے تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر تین مہینے پورے کرے۔ مسئلہ (۵): کسی نے بے قاعدہ نکاح کیا تھا جیسے بے گواہوں کے نکاح کر لیا یا بہنوئی سے نکاح ہو گیا اور اسکی بہن بھی اب تک اس کے نکاح میں ہے۔ پھر وہ شوہر مر گیا تو ایسی عورت جس کا نکاح صحیح نہیں ہوا مرد کے مرنے سے چار مہینے دس دن عدّت نہ بیٹھے بلکہ تین حیض تک عدّت بیٹھے، حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے اور حمل سے ہو تو بچہ ہونے تک بیٹھے۔ مسئلہ (۶): کسی نے اپنی بیماری میں طلاق بائن دیدی اور طلاق کی عدّت ابھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ وہ مر گیا تو دیکھو طلاق کی عدّت بیٹھنے میں زیادہ دن لگیں گے یا موت کی عدّت پوری کرنے میں۔ جس عدّت میں زیادہ دن لگیں گے وہ عدّت پوری کرے۔ اور اگر بیماری میں طلاق رجعی دی ہے اور ابھی عدّت طلاق کی نہ گزری تھی کہ شوہر مر گیا تو اس عورت پر وفات کی عدّت لازم ہے۔ مسئلہ (۷): کسی کا میاں مر گیا مگر اس کو خبر نہ ملی۔ چار مہینے دس دن گزر چکنے کے بعد خبر آئی تو اسکی عدّت پوری ہو چکی جب سے خبر ملی ہے تب سے عدّت بیٹھنا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر شوہر نے طلاق دیدی مگر اس کو نہ معلوم ہوا بہت دنوں کے بعد خبر ملی۔ جتنی عدّت اس کے ذمہ واجب تھی وہ خبر ملنے سے پہلے ہی گزر چکی تو اسکی بھی عدّت پوری ہو گئی اب عدّت بیٹھنا واجب نہیں۔ مسئلہ (۸): کسی کام کیلئے گھر سے کہیں باہر گئی تھی یا اپنی پڑوسن کے گھر گئی تھی کہ اتنے میں اس کا شوہر مر گیا تو اب فوراً وہاں سے چلی آئے اور جس گھر میں رہتی تھی وہیں رہے۔ مسئلہ (۹): مرنے کی عدّت میں عورت کو روٹی کپڑا نہ دلایا جائے گا اپنے پاس سے خرچ کرے۔ مسئلہ (۱۰): بعض جگہ دستور ہے کہ میاں کے مرنے کے بعد سال بھر تک عدّت کے طور پر بیٹھی رہتی ہے یہ بالکل حرام ہے۔

سوگ کرنے کا بیان

مسئلہ (۱): جس عورت کو طلاق رجعی ملی ہے اسکی عدّت تو فقط یہی ہے کہ اتنی مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے نہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔اس کو بناؤ سنگار وغیرہ درست ہے اور جس کو تین طلاقیں مل گئیں یا ایک طلاق بائن ملی یا اور کسی طرح نکاح ٹوٹ گیا یا مرد مر گیا۔ان سب صورتوں میں حکم یہ ہے کہ جب تک عدّت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے نہ کچھ بناؤ سنگار کرے یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں۔اس سنگار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔مسئلہ (۲): جب تک عدّت ختم نہ ہو تب تک خوشبو لگانا، کپڑے بسانا، گہنا زیور پہننا، پھول پہننا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسّی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، اچھے کپڑے پہننا، ریشمی اور رنگے ہوئے بہاردار کپڑے پہننا یہ سب باتیں حرام ہیں۔البتہ اگر بہاردار نہ ہوں تو درست ہے چاہے جیسا رنگ ہو۔مطلب یہ ہے کہ زینت کا کپڑا نہ ہو۔مسئلہ (۳): سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو جس میں خوشبو نہ ہو وہ تیل ڈالنا درست ہے۔اسی طرح دوا کے لئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے لیکن رات کو لگائے اور دن کو پونچھ ڈالے اور سر ملنا اور نہانا بھی درست ہے ضرورت کے وقت کنگھی کرنا بھی درست ہے جیسے کسی نے سر ملا یا جوں پڑ گئی لیکن پٹی نہ جھکاوے نہ باریک کنگھی سے کنگھی کرے جس میں بال چکنے ہو جاتے ہیں بلکہ موٹے دندانے والی کنگھی کرے کہ خوبصورتی نہ آنے پاوے۔مسئلہ (۴): سوگ کرنا اسی عورت پر واجب ہے جو بالغ ہو نابالغ لڑکی پر واجب نہیں اس کو یہ سب باتیں درست ہیں۔البتہ گھر سے نکلنا اور دوسرا نکاح اس کو بھی درست نہیں۔مسئلہ (۵): جس کا نکاح صحیح نہیں ہوا تھا بے قاعدہ ہو گیا تھا وہ توڑ دیا گیا یا مرد مر گیا تو ایسی عورت پر بھی سوگ کرنا واجب نہیں۔مسئلہ (۶): شوہر کے علاوہ کسی اور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں البتہ اگر شوہر منع نہ کرے تو اپنے عزیز اور رشتہ دار کے مرنے پر بھی تین دن تک بناؤ سنگار چھوڑ دینا درست ہے اس سے زیادہ بالکل حرام ہے۔اور اگر منع کرے تو تین دن بھی نہ چھوڑے۔

روٹی کپڑے کا بیان

مسئلہ (۱): اور بیوی کا روٹی کپڑا مرد کے ذمّہ واجب ہے۔عورت چاہے کتنی ہی مالدار ہو مگر خرچ مرد ہی کے ذمّہ ہے اور رہنے کیلئے گھر دینا بھی مرد ہی کے ذمّہ ہے۔مسئلہ (۲): نکاح ہو گیا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تب بھی روٹی کپڑے کی دعویدار ہو سکتی ہے لیکن اگر مرد نے رخصتی کرانا چاہا پھر بھی رخصتی نہیں ہوئی تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں۔مسئلہ (۳): بیوی بہت چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں تو اگر مرد نے کام کاج کیلئے یا اپنا دل بہلانے کیلئے اس کو اپنے گھر رکھ لیا تو اس کا روٹی کپڑا مرد کے ذمّہ واجب ہے۔اور اگر نہ رکھا اور میکے بھیج دیا تو واجب نہیں۔اور اگر شوہر چھوٹا نابالغ ہو لیکن عورت بڑی ہے تو روٹی کپڑا ملے گا۔مسئلہ (۴): جتنا مہر پہلے

دینے کا دستور ہے وہ مرد نے نہیں دیا اس لئے وہ مرد کے گھر نہیں جاتی تو اس کو روٹی کپڑا دلایا جائے گا اور یوں ہی بے وجہ مرد کے گھر نہ جاتی ہو تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں ہے جب سے جائے گی تب سے دلایا جائے گا۔ مسئلہ (۵): جتنے زمانہ تک شوہر کی اجازت سے اپنے ماں باپ کے گھر رہے اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا بھی مرد سے لے سکتی ہے۔ مسئلہ (۶): عورت بیمار پڑ گئی تو بیماری کے زمانہ کا روٹی کپڑا پانے کی مستحق ہے چاہے مرد کے گھر بیمار پڑے یا اپنے میکے میں لیکن اگر بیماری کی حالت میں مرد نے بلایا پھر بھی نہیں آئی تو اب اس کے پانے کی مستحق نہیں رہی اور بیماری کی حالت میں فقط روٹی کپڑے کا خرچ ملے گا۔ دوا علاج حکیم طبیب کا خرچ مرد کے ذمہ واجب نہیں اپنے پاس سے خرچ کرے۔ اگر مرد دے اس کا احسان ہے۔ مسئلہ (۷): عورت حج کرنے گئی تو اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ نہیں۔ البتہ اگر شوہر بھی ساتھ ہو تو اس زمانہ کا خرچ بھی ملے گا لیکن روٹی کپڑے کا جتنا خرچ گھر میں ملتا تھا اتنا ہی پانے کی مستحق ہے جو کچھ زیادہ لگے اپنے پاس سے لگاوے اور ریل اور جہاز وغیرہ کا کرایہ بھی مرد کے ذمہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۸): روٹی کپڑے میں دونوں کی رعایت کی جائے گی اگر دونوں مالدار ہوں تو امیروں کی طرح کا کھانا کپڑا ملے گا۔ اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں کی طرح اور مرد غریب ہو اور عورت امیر یا عورت غریب ہے اور مرد امیر تو ایسا روٹی کپڑا دے کہ امیری سے کم ہو اور غریبی سے بڑھا ہوا۔ مسئلہ (۹): عورت اگر بیمار ہے کہ گھر کا کاروبار نہیں کر سکتی یا ایسے بڑے گھر کی ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسنے کوٹنے کھانا پکانے کا کام نہیں کرتی بلکہ عیب سمجھتی ہے تو پکا پکایا کھانا دیا جائے گا اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو گھر کا سب کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا واجب ہے۔ یہ سب کام خود کرے مرد کے ذمہ فقط اتنا ہے کہ چولہا چکی، کچا اناج، لکڑی، کھانے پینے کے برتن وغیرہ لا دے وہ اپنے ہاتھ سے پکا دے اور کھاوے۔ مسئلہ (۱۰): تیل، کنگھی، کھلی، صابن، وضو اور نہانے دھونے کا پانی مرد کے ذمہ ہے اور سرمہ، مسّی، پان، تمباکو مرد کے ذمہ نہیں، دھوبی کی تنخواہ مرد کے ذمہ نہیں اپنے ہاتھ سے دھووے اور پہنے اور اگر مرد دیدے اس کا احسان ہے۔ مسئلہ (۱۱): دائی جنائی کی مزدوری اس پر ہے جس نے بلوایا۔ مرد نے بلوایا ہو تو مرد پر اور عورت نے بلوایا ہو تو اس پر اور جو بے بلائے آ گئی تو مرد پر۔ مسئلہ (۱۲): روٹی کپڑے کا خرچ ایک سال کا یا اس سے کچھ کم زیادہ پیشگی دیدیا تو اب اس میں سے کچھ لوٹا نہیں سکتا۔

رہنے کیلئے گھر ملنے کا بیان

مسئلہ (۱): مرد کے ذمہ یہ بھی واجب ہے کہ بیوی کے رہنے کیلئے کوئی ایسی جگہ دے جس میں شوہر کا کوئی رشتہ دار نہ رہتا ہو بالکل خالی ہو تاکہ میاں بیوی بالکل بے تکلفی سے رہ سکیں۔ البتہ اگر عورت خود سب کے ساتھ رہنا گوارا کرے تو ساجھے کے گھر میں بھی رکھنا درست ہے۔ مسئلہ (۲): گھر میں سے ایک جگہ عورت کو الگ کر دے کہ وہ اپنا مال واسباب حفاظت سے رکھے اور خود اس میں رہے سہے اور اس کی قفل کنجی اپنے پاس رکھے کسی اور کو اس میں دخل نہ ہو فقط عورت ہی کے قبضہ میں رہے تو بس حق ادا ہو گیا۔ عورت کو اس سے زیادہ کا دعویٰ نہیں ہو

سکتا۔ اور یہ نہیں کہہ سکتی کہ پورا گھر میرے لئے الگ کر دو۔ مسئلہ (۳): جس طرح عورت کو اختیار ہے کہ اپنے لئے کوئی الگ گھر مانگے جس میں مرد کا کوئی رشتہ دار نہ رہنے پاوے فقط عورت ہی کے قبضہ میں رہے اسی طرح مرد کو اختیار ہے کہ جس گھر میں عورت رہتی ہے وہاں اس کے رشتہ داروں کو نہ آنے دے۔ نہ ماں کو نہ باپ کو نہ بھائی کو نہ کسی اور رشتہ دار کو۔ مسئلہ (۴): عورت اپنے ماں باپ کو دیکھنے کیلئے ہفتہ میں ایک دفعہ جا سکتی ہے اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ دار کیلئے سال بھر میں ایک دفعہ اس سے زیادہ کا اختیار نہیں اسی طرح اس کے ماں باپ بھی ہفتہ میں فقط ایک مرتبہ یہاں آ سکتے ہیں۔ مرد کو اختیار ہے کہ اس سے زیادہ جلدی جلدی نہ آنے دے۔ اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ دار سال بھر میں فقط ایک دفعہ آ سکتے ہیں اس سے زیادہ آنے کا اختیار نہیں لیکن مرد کو اختیار ہے کہ زیادہ دیر نہ ٹھہرنے دے نہ ماں باپ کو نہ کسی اور کو اور جاننا چاہئے کہ رشتہ داروں سے مطلب وہ رشتہ دار ہیں جن سے نکاح ہمیشہ ہمیشہ کیلئے حرام ہے اور جو ایسے نہ ہوں وہ شرع میں غیر کے برابر ہیں۔ مسئلہ (۵): اگر باپ بہت بیمار ہے اور اس کا کوئی خبر لینے والا نہیں تو ضرورت کے موافق وہاں روز جایا کرے اگر باپ بے دین کافر ہو تب بھی یہی حکم ہے بلکہ اگر شوہر منع بھی کرے تب بھی جانا چاہئے لیکن شوہر کے منع کرنے پر جانے سے روٹی کپڑے کا حق نہ رہے گا۔ مسئلہ (۶): غیر لوگوں کے گھر نہ جانا چاہئے اگر بیاہ شادی وغیرہ کی کوئی محفل ہو اور شوہر اجازت بھی دیدے تو بھی جانا درست نہیں شوہر اجازت دیگا تو وہ بھی گنہگار ہوگا بلکہ محفل کے زمانے میں اپنے محرم رشتہ دار کے یہاں بھی جانا درست نہیں۔ مسئلہ (۷): جس عورت کو طلاق مل گئی وہ بھی عدت تک روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر پانے کی مستحق ہے۔ البتہ جس کا خاوند مر گیا ہو اس کو روٹی کپڑا اور گھر ملنے کا حق نہیں ہاں اس کو میراث سب چیزوں میں ملے گی۔ مسئلہ (۸): اگر نکاح عورت ہی کی وجہ سے ٹوٹا جیسے سوتیلے لڑکے سے پھنس گئی یا جوانی کی خواہش سے فقط ہاتھ لگایا کچھ اور نہیں ہوا اس لئے مرد نے طلاق دیدی یا وہ بد دین کافر ہو گئی اسلام سے پھر گئی اس لئے نکاح ٹوٹ گیا تو ان سب صورتوں میں عدت کے اندر اس کو روٹی کپڑا نہ ملے گا۔ البتہ رہنے کا گھر ملے گا۔ ہاں اگر وہ خود ہی چلی جائے تو اور بات ہے پھر نہ دیا جائے گا۔

لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان

مسئلہ (۱): جب کسی شوہر والی عورت کے اولاد ہوگی تو وہ اسی شوہر کی کہلاوے گی کسی شبہ پر یہ کہنا یہ لڑکا اس کے میاں کا نہیں ہے بلکہ فلانے کا ہے درست نہیں اور اس لڑکے کو حرامی کہنا بھی درست نہیں اور اگر اسلام کی حکومت ہو تو ایسے کہنے والے کو کوڑے مارے جائیں۔ مسئلہ (۲): حمل کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے اور زیادہ سے زیادہ دو برس یعنی کم سے کم چھ مہینے بچہ پیٹ میں رہتا ہے پھر پیدا ہوتا ہے چھ مہینے سے پہلے نہیں پیدا ہوتا۔ اور زیادہ سے زیادہ دو برس پیٹ میں رہ سکتا ہے اس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا۔ مسئلہ (۳): شریعت کا قاعدہ ہے کہ جب تک ہو سکے تب تک لڑکے کو حرامی نہ کہیں گے۔ جب بالکل مجبور ہو جائے تب حرامی ہونے کا حکم لگاویں گے اور عورت کو گنہگار ٹھہراویں گے۔ مسئلہ (۴): کسی نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دے دی۔ پھر دو برس سے کم میں اس کے کوئی بچہ پیدا

ہوا تو لڑکا اسی شوہر کا ہے اس کو حرامی کہنا درست نہیں۔ شریعت سے اس کا نسب ٹھیک ہے اگر دو برس سے ایک دن بھی کم ہو تب بھی یہی حکم ہے۔ ایسا سمجھیں گے کہ طلاق سے پہلے کا پیٹ ہے۔ اور دو برس تک بچہ پیٹ میں رہا اور اب بچہ ہونے کے بعد اسکی عدّت ختم ہوئی اور نکاح سے الگ ہوئی۔ ہاں اگر وہ عورت اس جننے سے پہلے خود ہی اقرار کر چکی ہو کہ میری عدّت ختم ہوگئی تو مجبوری ہے۔ اب یہ بچہ حرامی ہے بلکہ ایسی عورت کے اگر دو برس کے بعد بچہ ہوا اور ابھی تک عورت نے اپنی عدّت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے تب بھی وہ بچہ اسی شوہر ہی کا ہے چاہے جتنی برس میں ہوا ہو اور ایسا سمجھیں گے کہ طلاق دے دینے کے بعد عدّت میں صحبت کی تھی اور طلاق سے باز آگیا تھا اس لئے وہ عورت اب بچہ پیدا ہونے کے بعد بھی اسی کی بیوی ہے اور نکاح دونوں کا نہیں ٹوٹا۔ اگر مرد کا لڑکا نہ ہو تو وہ کہہ دے میرا لڑکا نہیں ہے اور جب انکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔ مسئلہ (۵): اگر طلاق بائن دیدی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دو برس کے اندر اندر لڑکا پیدا ہو تب تو اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو برس کے بعد ہو تو وہ حرامی ہے۔ ہاں اگر دو برس کے بعد پیدا ہونے پر بھی مرد دعویٰ کرے کہ یہ لڑکا میرا ہے تو حرامی نہ ہوگا اور ایسا سمجھیں گے کہ عدّت کے اندر دھوکہ سے صحبت کر لی ہوگی اس سے پیٹ رہ گیا۔ مسئلہ (۶): اگر نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب قریب ہوگئی ہے۔ پھر طلاق کے بعد پورے نو مہینے میں لڑکا پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے۔ اور اگر نو مہینہ سے کم میں پیدا ہوا تو شوہر کا ہے۔ البتہ وہ لڑکی عدّت کے اندر ہی یعنی تین مہینہ سے پہلے اقرار کرلے کہ مجھ کو پیٹ ہے تو وہ لڑکا حرامی نہ ہوگا۔ دو برس کے اندر اندر پیدا ہونے سے باپ کا کہلاویگا۔ مسئلہ (۷): کسی کا شوہر مر گیا تو مرنے کے وقت سے اگر دو برس کے اندر لڑکا پیدا ہو تو وہ حرامی نہیں بلکہ شوہر کا لڑکا ہے۔ ہاں اگر وہ عورت اپنی عدّت ختم ہوجانے کا اقرار کر چکی ہو تو مجبوری ہے۔ اب حرامی کہا جائے گا۔ اور اگر دو برس کے بعد پیدا ہوا تب بھی حرامی ہے۔ تنبیہ:۔ ان مسئلوں سے معلوم ہوا کہ جاہل لوگوں کی جو عادت ہے کہ اگر کسی کے مرے پیچھے نو مہینہ سے ایک دو مہینہ بھی زیادہ گزر کر لڑکا پیدا ہو تو اس عورت کو بدکار سمجھتے ہیں، یہ بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۸): نکاح کے بعد چھ مہینہ سے کم میں لڑکا پیدا ہو تو وہ حرامی ہے اگر پورے چھ مہینہ یا اس سے زیادہ مدت میں ہوا ہو تو وہ شوہر کا ہے۔ اس پر بھی شبہ کرنا گناہ ہے۔ البتہ اگر شوہر انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان کا حکم ہوگا۔ مسئلہ (۹): نکاح ہو گیا لیکن ابھی رواج کے موافق رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ میرا بچہ نہیں ہے تو وہ بچہ شوہر ہی سے کہا جائے گا حرامی نہیں کہا جائے گا اور دوسروں کو اسکا حرامی کہنا درست نہیں اگر شوہر کا نہ ہو تو وہ انکار کرے اور انکار کرنے پر لعان کا حکم ہوگا۔ مسئلہ (۱۰): میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی۔ برسیں گزر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا اور شوہر اس کو اپنا ہی بتاتا ہے تب بھی وہ از روئے قانون شرع حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے۔ البتہ اگر شوہر خبر پا کر انکار کریگا تو لعان کا حکم ہوگا۔

اولاد کی پرورش کا بیان

مسئلہ (۱): میاں بیوی میں جدائی ہوگئی اور طلاق مل گئی اور گود میں بچہ ہے تو اسکی پرورش کا حق ماں کو ہے۔

باپ اس کو نہیں چھین سکتا۔ لیکن لڑکے کا سارا خرچ باپ ہی کو دینا پڑے گا اگر ماں خود پرورش نہ کرے باپ کے حوالہ کردے تو باپ کو لینا پڑے گا۔ عورت کو زبردستی نہیں دے سکتا۔ مسئلہ (۲): اگر ماں نہ ہو یا ہے لیکن اس نے بچہ کے لینے سے انکار کر دیا تو پرورش کا حق نانی اور پرنانی کو ہے۔ ان کے بعد دادی اور پردادی یہ بھی نہ ہونگی تو سگی بہنوں کا حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پرورش کریں۔ سگی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلی بہنیں مگر جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کی اور اس بچہ کی ماں ایک ہو وہ پہلے ہیں۔ اور جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کا اور اس بچہ کا باپ ایک ہے وہ پیچھے ہیں۔ پھر خالہ اور پھر پھوپھی۔ مسئلہ (۳): اگر ماں نے کسی ایسے مرد سے نکاح کر لیا جو بچہ کا محرم رشتہ دار نہیں یعنی اس رشتہ میں ہمیشہ کیلئے نکاح حرام نہیں ہوتا تو اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔ البتہ اگر اسی بچہ کے کسی ایسے رشتہ دار سے نکاح کیا جس میں نکاح درست نہیں ہوتا جیسے اس کے چچا سے نکاح کر لیا یا ایسا ہی کوئی اور رشتہ ہو تو ماں کا حق باقی ہے۔ ماں کے سوا کوئی اور عورت جیسے بہن خالہ وغیرہ غیر مرد سے نکاح کر لے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔ مسئلہ (۴): غیر مرد سے نکاح کر لینے کی وجہ سے حق جاتا رہا تھا لیکن پھر اس مرد نے چھوڑ دیا یا مر گیا تو اب پھر اس کا حق لوٹ آئے گا اور بچہ اس کے حوالے کر دیا جائے گا۔ مسئلہ (۵): بچہ کے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی عورت بچہ کی پرورش کیلئے نہ ملے تو اب باپ سب سے زیادہ مستحق ہے۔ پھر دادا وغیرہ اسی ترتیب سے جو ہم نکاح کے ولی کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں۔ لیکن اگر نامحرم رشتہ دار ہو اور لڑکے کو اسے دینے میں آئندہ چل کر کسی خرابی کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ایسے شخص کے سپرد کرینگے جہاں ہر طرح اطمینان ہو۔ مسئلہ (۶): لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہو تب تک اس کی پرورش کا حق رہتا ہے۔ جب سات برس کا ہو گیا تو اب باپ اس کو زبردستی لے سکتا ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق نو برس تک رہتا ہے۔ جب نو برس کی ہو گئی تو باپ لے سکتا ہے۔ اب اس کو روکنے کا حق نہیں۔

بیچنے اور مول لینے کا بیان

مسئلہ (۱): جب ایک شخص نے کہا میں نے یہ چیز اتنے داموں پر بیچ دی اور دوسرے نے کہا میں نے لے لی تو وہ چیز بک گئی۔ اور جس نے مول لیا ہے وہی اسکی مالک بن گئی اب اگر وہ چاہے کہ میں نہ بیچوں اپنے پاس ہی رہنے دوں یا یہ چاہے کہ میں نہ خریدوں تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کو دینا پڑے گا اور اس کو لینا پڑے گا اور اس بک جانے کو بیع کہتے ہیں۔ مسئلہ (۲): ایک نے کہا میں نے یہ چیز دو پیسہ کو تمہارے ہاتھ بیچی۔ دوسری نے کہا مجھے منظور ہے یا یوں کہا میں اتنے داموں پر راضی ہوں۔ اچھا میں نے لے لیا تو ان سب باتوں سے وہ چیز بک گئی اب نہ تو بیچنے والی کو یہ اختیار ہے کہ نہ دے اور نہ لینے والی کو یہ اختیار ہے کہ نہ خریدے۔ لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ دونوں طرف سے بات چیت ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ہوئی ہو۔ اگر ایک نے کہا میں نے یہ چیز چار پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی اور وہ دوسری چار پیسہ کا نام سن کر کچھ نہیں بولی اٹھ کھڑی ہوئی یا کسی اور سے صلاح لینے چلی گئی یا اور کسی کام کو چلی گئی اور جگہ بدل گئی تب اس نے کہا اچھا میں نے چار پیسے کو خرید لی تو ابھی وہ چیز نہیں بکی۔ ہاں اگر اس کے بعد وہ بیچنے والی کنجڑن

وغیرہ یوں کہہ دے کہ میں نے دیدی یا یوں کہے اچھا لے لو تو البتہ بک جائے گی۔اسی طرح اگر وہ کنجڑن اٹھ کھڑی ہوئی یا کسی کام کو چلی گئی تب دوسری نے کہا میں نے لے لیا تب بھی وہ چیز نہیں بکی۔خلاصہ مطلب یہ کہ جب ایک ہی جگہ دونوں طرف سے بات چیت ہوگی تب وہ چیز بکے گی۔مسئلہ (۳): کسی نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو دیدو۔ اس نے کہا میں نے دیدی اس سے بیع نہیں ہوئی البتہ اس کے بعد اگر مول لینے والی نے پھر کہہ دیا کہ میں نے لے لی تو بک گئی۔مسئلہ (۴): کسی نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو میں نے لے لی، اس نے کہا لے لو تو بیع ہوگئی۔مسئلہ (۵): کسی نے کسی چیز کے دام چکا کر اتنے دام اس کے ہاتھ پر رکھے اور وہ چیز اٹھا لی اور اس نے خوشی سے دام لے لئے پھر نہ تو اس نے زبان سے کہا کہ میں نے اتنے داموں پر یہ چیز بیچی ہے اور نہ اس نے کہا میں نے خریدی تو اس لین دین ہو جانے سے بھی چیز بک جاتی ہے اور بیع درست ہو جاتی ہے۔مسئلہ (۶): کوئی کنجڑن امرود بیچنے آئی۔ بے پوچھے گچھے بڑے بڑے چار امرود اس کے ٹوکرے سے نکالے اور ایک پیسہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اس نے خوشی سے پیسہ لے لیا تو بیع ہوگئی چاہے زبان سے کسی نے کچھ کہا ہو چاہے نہ کہا ہو۔مسئلہ (۷): کسی نے موتیوں کی ایک لڑی کو کہا یہ لڑی دس پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی۔اس پر خریدنے والی نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے لے لئے یا یوں کہا آدھے موتی میں نے خرید لئے تو جب تک وہ بیچنے والی اس پر راضی نہ ہو بیع نہ ہوگی کیونکہ اس نے پوری لڑی کا مول کیا ہے تو جب تک وہ راضی نہ ہو لینے والی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس میں سے کچھ لے اور کچھ نہ لے۔اگر لے تو پوری لڑی لینی پڑے گی۔ہاں البتہ اگر اس نے یہ کہہ دیا کہ ہر موتی ایک ایک پیسہ کو اس پر اس نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے خریدے تو پانچ موتی بک گئے۔مسئلہ (۸): کسی کے پاس چار چیزیں ہیں بجلی، بالی، بندے، پتے۔اس نے کہا یہ سب میں نے چار آنہ کو بیچا تو بے اس کی منظوری کے یہ اختیار نہیں ہے کہ بعض چیزیں لے اور بعض چھوڑ دے کیونکہ وہ سب کو ساتھ ملا کر بیچنا چاہتی ہے۔ہاں البتہ اگر ہر چیز کی قیمت الگ الگ بتلا دے تو اس میں سے ایک آدھ چیز بھی خرید سکتی ہے۔مسئلہ (۹): بیچنے اور مول لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جو سودا خریدے ہر طرح سے اس کو صاف کر لے کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھے جس سے جھگڑا بکھیڑا پڑے۔اسی طرح قیمت بھی صاف صاف مقرر اور طے ہو جانا چاہئے اگر ان دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی طرح معلوم اور طے نہ ہوگی تو بیع صحیح نہ ہوگی۔مسئلہ (۱۰): کسی نے روپیہ کی یا پیسہ کی کوئی چیز خریدی۔اب وہ کہتی ہے پہلے تم روپیہ دو تب میں چیز دونگی وہ کہتی ہے پہلے تو چیز دے دے تب میں روپیہ دوں تو پہلے اس سے دام دلوائے جائیں گے۔جب یہ دام دیدے تب اس سے وہ چیز دلوا دینگے۔دام کے وصول پانے تک اس چیز کے نہ دینے کا اس کو اختیار ہے اور اگر دونوں طرف ایک سی چیز ہے۔مثلاً دونوں طرف دام ہیں یا دونوں طرف سودا ہے جیسے روپے کے پیسے لینے لگیں یا کپڑے کے بدلے کپڑا لینے لگیں اور دونوں میں یہی جھگڑا آن پڑے تو دونوں سے کہا جائے گا کہ تم اس کے ہاتھ پر رکھو اور وہ تمہارے ہاتھ پر رکھے۔

قیمت کے معلوم ہونے کا بیان

مسئلہ (۱): کسی نے مٹھی بند کر کے کہا کہ جتنے دام ہمارے ہاتھ میں ہیں اتنے کو فلانی چیز دیدو اور معلوم نہیں کہ ہاتھ میں کیا ہے روپیہ ہے یا پیسہ ہے یا اشرفی ہے اور ایک ہے یا دو تو ایسی بیع درست نہیں۔ مسئلہ (۲): کسی شہر میں دو قسم کے پیسے چلتے ہیں تو یہ بھی بتلا دے کہ فلانے پیسے کے بدلہ میں یہ چیز لیتی ہوں۔ اگر کسی نے یہ نہیں بتلایا فقط اتنا ہی کہہ دیا کہ میں نے یہ چیز ایک پیسہ کو بیچی۔ اس نے کہا میں نے لے لی تو دیکھو وہاں کس پیسہ کا زیادہ رواج ہے جس پیسہ کا رواج زیادہ ہو وہی پیسہ دینا پڑے گا اگر دونوں کا رواج برابر برابر ہو تو بیع درست نہیں رہی بلکہ فاسد اور خراب ہوگئی۔ مسئلہ (۳): کسی کے ہاتھ میں کچھ پیسے ہیں اور اس نے مٹھی کھول کر دکھلا دیا کہ اتنے پیسوں کی یہ چیز دیدو۔ اور اس نے وہ پیسے ہاتھ میں دیکھ لئے اور وہ چیز دیدی لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ کتنے آنے ہاتھ میں ہیں تب بھی بیع درست ہے۔ اسی طرح اگر پیسوں کی ڈھیری سامنے بچھونے پر رکھی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بیچنے والی اتنے داموں کو چیز بیچ ڈالے اور یہ نہ جانے کہ کتنے آنے ہیں تو بیع درست ہے۔ غرضیکہ جب اپنی آنکھ سے دیکھ لے کہ اتنے پیسے ہیں تو ایسے وقت اسکی مقدار بتلانا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر اس نے آنکھ سے نہیں دیکھا ہے تو ایسے وقت مقدار کا بتلانا ضروری ہے جیسے یوں کہے دس آنے کو یہ چیز ہم نے لی۔ اگر اس صورت میں اس کی مقدار مقرر اور طے نہیں کی تو بیع فاسد ہوگئی۔ مسئلہ (۴): کسی نے یوں کہا آپ یہ چیز لے لیں۔ قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ جو دام ہونگے آپ سے واجبی لے لئے جائیں گے۔ میں بھلا آپ سے زیادہ لوں گی یا یہ کہا کہ آپ یہ چیز لیں میں اپنے گھر پوچھ کر جو کچھ قیمت ہوگی پھر بتلا دونگی۔ یا یوں کہا اسی میل کی یہ چیز فلانی نے لی ہے جو دام انہوں نے دیئے ہیں وہی دام آپ بھی دیجئے گا۔ یا اس طرح کہا جو آپ کا جی چاہے دے دیجئے گا۔ میں ہرگز انکار نہ کرونگی جو کچھ دیدوگی لے لوں گی یا اس طرح کہا بازار سے پوچھوالو جو اسکی قیمت ہو وہ دیدینا۔ یا یوں کہا فلانی کو دکھلا لو جو قیمت وہ کہہ دیں تم دیدینا تو ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ البتہ اگر اسی جگہ قیمت صاف معلوم ہوگئی اور جس گنجلک کی وجہ سے بیع فاسد ہوئی تھی وہ گنجلک جاتی رہی تو بیع درست ہو جائے گی۔ اور اگر جگہ بدل جانے کے بعد معاملہ صاف ہوا تو پہلی بیع فاسد رہی۔ البتہ اس صاف ہونے کے بعد پھر نئے سرے سے بیع کر سکتی ہے۔ مسئلہ (۵): کوئی دوکاندار مقرر ہے جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے اس کی دوکان سے آجاتی ہے آج سیر بھر چھالی منگالی۔ کل دو سیر کتھ آگیا۔ کسی دن پاؤ بھر ناریل وغیرہ لے لیا۔ اور قیمت کچھ نہیں پوچھوائی اور یوں سمجھی کہ جب حساب ہوگا تو جو کچھ نکلے گا دیدیا جائے گا۔ یہ درست ہے۔ اسی طرح عطار کی دوکان سے دوا کا نسخہ بندھوا منگایا اور قیمت نہیں دریافت کی اور خیال کیا کہ تندرست ہونے کے بعد جو کچھ دام ہونگے دیدیئے جائیں گے یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۶): کسی کے ہاتھ میں ایک روپیہ یا پیسہ ہے اس نے کہا کہ اس روپیہ کی یہ چیز ہم نے لی تو اختیار ہے چاہے وہی روپیہ دے چاہے اس کے بدلے کوئی اور روپیہ دے مگر وہ دوسرا بھی کھوٹا نہ ہو۔ مسئلہ (۷): کسی نے ایک روپیہ کو کچھ خریدا تو اختیار ہے چاہے روپیہ دیدے چاہے

دو اٹھنیاں دیدے اور چاہے چار چونیاں دیدے اور چاہے آٹھ دونیاں دیدے بیچنے والی اس کے لینے سے انکار نہیں کرسکتی۔ ہاں اگر ایک روپیہ کے پیسے دے تو بیچنے والی کو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے۔ اگر وہ پیسے لینے پر راضی نہ ہو تو روپیہ ہی دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۸): کسی نے کوئی قلمدان یا صندوقچہ بیچا اس کی کنجی بھی بک گئی۔ کنجی کے دام الگ نہیں لے سکتی اور نہ کنجی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔

سودا معلوم ہونے کا بیان

مسئلہ (۱): اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے چاہے تول کے حساب سے لے اور یوں کہہ دے کہ ایک روپیہ کے بیس سیر گیہوں میں نے خریدے اور چاہے یوں ہی مول کر کے لے لے اور یوں کہہ دے کہ گیہوں کی یہ ڈھیری میں نے ایک روپیہ کو خریدی۔ پھر اس ڈھیری میں چاہے جتنے گیہوں نکلیں سب اسی کے ہیں۔ مسئلہ (۲): کنڈے، آم، امرد، نارنگی وغیرہ میں بھی اختیار ہے کہ گنتی کے حساب سے لے یا ویسے ہی ڈھیر کا مول کر کے لے لے۔ اگر ایک ٹوکری کے سب آم دو آنے کو خرید لئے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بیع درست ہے۔ اور سب آم اسی کے ہیں چاہے کم نکلیں چاہے زیادہ۔ مسئلہ (۳): کوئی عورت بیر وغیرہ کوئی چیز بیچنے آئی۔ اس سے کہا کہ ایک پیسہ کو اس اینٹ کے برابر تول دے اور وہ بھی اس اینٹ کے برابر تول دینے پر راضی ہوگئی اور اس اینٹ کا وزن کسی کو معلوم نہیں کہ کتنی بھاری نکلے گی تو یہ بیع بھی درست ہے۔ مسئلہ (۴): آم کا یا امرود نارنگی وغیرہ کا پورا ٹوکرا ایک روپے کو اس شرط پر خریدا کہ اس میں چار سو آم ہیں۔ پھر جب گنے گئے تو اس میں تین سو ہی نکلے۔ لینے والی کو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے اگر لے گی تو پورا ایک روپیہ نہ دینا پڑے گا بلکہ ایک سینکڑے کے دام کر کے فقط بارہ آنے دے اور اگر ساڑھے تین سو نکلے تو چودہ آنے دے۔ غرضیکہ جتنے آم کم ہوں اتنے دام بھی کم ہو جائیں گے اور اگر اس ٹوکرے میں سے چار سو سے زیادہ آم ہوں تو جتنے زیادہ ہیں وہ بیچنے والی کے ہیں۔ اس کو چار سو سے زیادہ لینے کا حق نہیں ہے۔ ہاں اگر پورا ٹوکرا خرید لیا اور یہ کچھ مقرر نہیں کیا کہ اس میں کتنے آم ہیں تو جو کچھ نکلے سب اسی کا ہے چاہے کم نکلیں اور چاہے زیادہ۔ مسئلہ (۵): بنارسی دوپٹہ یا چکن کا دوپٹہ یا پلنگ پوش یا ازار بند وغیرہ کوئی ایسا کپڑا خریدا کہ اگر اس میں سے کچھ پھاڑ لیں تو نکما اور خراب ہو جائے گا اور خریدتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ یہ دوپٹہ تین گز کا ہے۔ پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا۔ تو جتنا کم نکلا ہے اس کے بدلے میں دام کم نہ ہونگے بلکہ جتنے دام طے ہوئے ہیں وہ پورے دینے پڑینگے۔ ہاں کم نکلنے کی وجہ سے بس اتنی رعایت کی جائے گی کہ دونوں طرف سے پکی بیع ہو جانے پر بھی اسکو اختیار ہے چاہے لے چاہے نہ لے اور کچھ زیادہ نکلا تو وہ بھی اسی کا ہے اور اس کے بدلہ میں دام کچھ زیادہ نہ دینا پڑینگے۔ مسئلہ (۶): کسی نے رات کو دو ریشمی ازار بند ایک روپیہ کے لے جب صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک اس میں سوتی ہے تو دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی نہ ریشمی کی نہ سوتی کی۔ اسی طرح اگر دو انگوٹھیاں شرط کر کے خریدیں کہ دونوں کا نگ فیروزہ کا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ ایک میں فیروزہ نہیں ہے کچھ اور ہے تو دونوں کی بیع ناجائز ہے اب

اگر ان میں سے ایک کا یا دونوں کا لینا منظور ہو تو اسکی ترکیب یہ ہے کہ پھر سے بات چیت کر کے خریدے۔

اُدھار لینے کا بیان

مسئلہ (۱): کسی نے اگر کوئی سودا ادھار خریدا تو یہ بھی درست ہے لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ کچھ مدت مقرر کر کے کہہ دے کہ پندرہ دن میں یا مہینہ بھر میں یا چار مہینہ میں تمہارے دام دیدونگی۔ اگر کچھ مدت مقرر نہیں کی فقط اتنا کہہ دیا کہ ابھی دام نہیں ہیں پھر دونگی سو اگر یوں کہا ہے کہ میں اس شرط پر خریدتی ہوں کہ دام پھر دونگی تو بیع فاسد ہوگئی اور اگر خریدنے کے اندر یہ شرط نہیں لگائی خرید کر کہہ دیا کہ دام پھر دونگی تو کچھ ڈر نہیں اور اگر نہ خریدنے کے اندر کچھ کہا۔ نہ خرید کر کچھ کہا تب بھی بیع درست ہو گی۔ اور ان دونوں صورتوں میں اس چیز کے دام ابھی دینا پڑینگے۔ ہاں اگر بیچنے والی کچھ دن کی مہلت دیدے تو اور بات ہے لیکن اگر مہلت نہ دے اور ابھی دام مانگے تو دینا پڑینگے۔ **مسئلہ (۲)**: کسی نے خریدتے وقت یوں کہا کہ فلانی چیز ہم کو دے دو جب خرچ آئے گا تب دام لے لینا یا یوں کہا جب میرا بھائی آئے گا تب دیدوں گی یا یوں کہا جب کھیتی کٹے گی تب دیدوں گی یا اس نے اس طرح کہا بیوی تم لے لو جب جی چاہے دام دے دینا یہ بیع فاسد ہوگئی بلکہ کچھ نہ کچھ مدت مقرر کر کے لینا چاہئے اور اگر خرید کر ایسی بات کہہ دی تو بیع ہوگئی اور سودے والی کو اختیار ہے کہ ابھی دام مانگ لے لیکن صرف کھیتی کٹنے کے مسئلہ میں اس صورت میں کھیتی کٹنے سے پہلے نہیں مانگ سکتی۔ **مسئلہ (۳)**: نقد داموں پر ایک روپے کے بیس سیر گیہوں بکتے ہیں مگر کسی کو ادھار لینے کی وجہ سے اس نے ایک روپے کے پندرہ سیر گیہوں دیئے تو یہ بیع درست ہے مگر اسی وقت معلوم ہو جانا چاہئے کہ ادھار مول لے گی۔ **مسئلہ (۴)**: یہ حکم اس وقت ہے جبکہ خریدار سے اول پوچھ لیا ہو کہ نقد لوگے یا ادھار۔ اگر اس نے کہا نقد تو بیس سیر دیدیئے اور اگر ادھار کہا تو پندرہ سیر دیدیئے اور اگر معاملہ اس طرح کیا کہ خریدار سے یوں کہا کہ اگر نقد لوگے تو ایک روپے کے بیس سیر ہونگے اور ادھار لوگے تو پندرہ سیر ہونگے یہ جائز نہیں۔ **مسئلہ (۵)**: ایک مہینہ کے وعدے پر کوئی چیز خریدی۔ پھر ایک مہینہ ہو چکا تب کہہ سن کر کچھ اور مدت بڑھوالی کہ پندرہ دن کی مہلت اور دیدو تو تمہارے دام ادا کر دوں۔ اور وہ بیچنے والی بھی اس پر راضی ہوگئی تو پندرہ دن کی مہلت اور مل گئی۔ اور اگر وہ راضی نہ ہو تو ابھی دام مانگ سکتی ہے۔ **مسئلہ (۶)**: جب اپنے پاس دام موجود ہوں تو ناحق کسی کو ٹالنا کہ آج نہیں کل آنا۔ اس وقت نہیں اس وقت آنا ابھی روپیہ تڑوایا نہیں ہے جب تڑوایا جائے گا تب دام ملیں گے، یہ سب باتیں حرام ہیں۔ جب وہ مانگے اسی وقت روپیہ توڑا کر دام دے دینا چاہئے۔ ہاں البتہ اگر ادھار خریدا ہے تو جتنے دن کے وعدے پر خریدا ہے اتنے دن کے بعد دینا واجب ہوگا۔ اب وعدہ پورا ہونے کے بعد ٹالنا اور دوڑانا جائز نہیں ہے لیکن اگر سچ مچ اس کے پاس ہیں ہی نہیں نہ کہیں سے بندوبست کر سکتی ہے تو مجبوری ہے۔ جب آئے اس وقت نہ ٹالے۔

پھیر دینے کی شرط کر لینے کا بیان اور اسکو شرع میں خیار شرط کہتے ہیں

مسئلہ (۱): خریدتے وقت یوں کہہ دیا کہ ایک دن یا دو دن یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے. جی چاہے گا لیں گے نہیں تو پھیر دینگے تو یہ درست ہے۔ جتنے دن کا اقرار کیا ہے اتنے دن تک پھیر دینے کا اختیار ہے چاہے لے چاہے پھیر دے۔ مسئلہ (۲): کسی نے کہا تھا کہ تین دن تک مجھ کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے۔ پھر تین دن گزر گئے اور اس نے جواب کچھ نہیں دیا۔ نہ وہ چیز پھیری تو اب وہ چیز لینی پڑے گی۔ پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر وہ رعایت کر کے پھیر لے تو خیر پھیر دے بے رضامندی کے نہیں پھیر سکتی ہے۔ مسئلہ (۳): تین دن سے زیادہ کی شرط کرنا درست نہیں ہے۔ اگر کسی نے چار پانچ دن کی شرط کی تو دیکھو تین دن کے اندر اس نے کچھ جواب دیا یا نہیں۔ اگر تین دن کے اندر اس نے پھیر دیا تو بیع پھر گئی۔ اور اگر کہہ دیا کہ میں نے لے لیا تو بیع درست ہو گئی اور اگر تین دن گزر گئے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ لے گی یا نہ لے گی تو بیع فاسد ہو گئی۔ مسئلہ (۴): اسی طرح بیچنے والی بھی کہہ سکتی ہے کہ تین دن تک مجھ کو اختیار ہے اگر چاہوں گی تو تین دن کے اندر پھیر لونگی تو یہ بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۵): خریدتے وقت کہہ دیا تھا کہ تین دن تک مجھے پھیر دینے کا اختیار ہے۔ پھر دوسرے دن آئی اور کہہ دیا کہ میں نے وہ چیز لے لی۔ اب نہ پھیروں گی تو اب وہ اختیار جاتا رہا۔ اب نہیں پھیر سکتی بلکہ اگر اپنے ہی گھر میں آ کر کہہ دیا کہ میں نے یہ چیز لے لی اب نہ پھیروں گی تب بھی وہ اختیار جاتا رہا اور جب بیع کا توڑنا اور پھیرنا منظور ہو تو بیچنے والی کے سامنے توڑنا چاہئے۔ اس کی پیٹھ پیچھے توڑنا درست نہیں۔ مسئلہ (۶): کسی نے کہا تین دن تک میری ماں کو اختیار ہے اگر کہے گی تو لے لوں گی نہیں تو پھیر دونگی تو یہ بھی درست ہے اب تین دن کے اندر وہ یا اسکی ماں پھیر سکتی ہے اور اگر خود وہ یا اس کی ماں کہہ دے کہ میں نے لے لی اب نہ پھیروں گی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ مسئلہ (۷): دو یا تین تھان لئے اور کہا کہ تین دن تک ہم کو اختیار ہے کہ اس میں سے جو پسند ہو گا ایک تھان دس روپے کا لیں گے تو یہ درست ہے تین دن کے اندر اس میں سے ایک تھان پسند کر لے چار پانچ تھان اگر لئے اور کہا کہ اس میں سے ایک پسند کر لیں گے تو یہ بیع فاسد ہے۔ مسئلہ (۸): کسی نے تین دن تک پھیر دینے کی شرط ٹھہرالی تھی پھر وہ چیز اپنے گھر برتنا شروع کر دی جیسے اوڑھنے کی چیز تھی تو اوڑھنے لگی یا پہننے کی چیز تھی اس کو پہن لیا۔ یا بچھانے کی چیز تھی اس کو بچھانے لگی، تو اب پھیر دینے کا اختیار نہیں رہا۔ مسئلہ (۹): ہاں اگر استعمال صرف دیکھنے کے واسطے ہوا ہے تو پھیر دینے کا حق ہے۔ مثلاً سلا ہوا کرتا یا چادر یا دری خریدی تو یہ دیکھنے کیلئے کہ یہ کرتا ٹھیک بھی آتا ہے یا نہیں ایک مرتبہ پہن کر دیکھا اور فوراً اتار دیا یا چادر کی لمبائی چوڑائی اوڑھ کر دیکھی یا دری کی لمبائی چوڑائی بچھا کر دیکھی تو بھی پھیر دینے کا حق حاصل ہے۔

بے دیکھی ہوئی چیز کے خریدنے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی نے کوئی چیز بے دیکھے ہوئے خرید لی تو یہ بیع درست ہے لیکن جب دیکھے تو اس کو اختیار ہے پسند ہو تو رکھے نہیں تو پھیر دے اگر چہ اس میں کوئی عیب بھی نہ ہو

اور جیسی ٹھہرائی تھی ویسی ہی ہو تب بھی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے۔ مسئلہ (۲): کسی نے بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی تو اس بیچنے والی کو دیکھنے کے بعد پھیر لینے کا اختیار نہیں۔ دیکھنے کے بعد اختیار فقط لینے والی کو ہوتا ہے۔ مسئلہ (۳): مسئلہ:۔ کوئی کنجڑن مٹر کی پھلیاں بیچنے کو لائی اس میں اوپر تو اچھی اچھی تھیں ان کو دیکھ کر پورا ٹوکرا لے لیا لیکن نیچے خراب نکلیں تو اب بھی اس کو پھیر دینے کا اختیار ہے۔ البتہ اگر سب پھلیاں یکساں ہوں تو تھوڑی سی پھلیاں دیکھ لینا کافی ہے۔ چاہے سب پھلیاں دیکھے چاہے نہ دیکھے پھیرنے کا اختیار نہ رہے گا۔ مسئلہ (۴): امرود یا انار یا نارنگی وغیرہ کوئی ایسی چیز خریدی کہ سب یکساں نہیں ہوا کرتیں تو جب تک سب نہ دیکھے تب تک اختیار رہتا ہے۔ تھوڑے کے دیکھ لینے سے اختیار نہیں جاتا۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی کھانے پینے کی چیز خریدی تو اس میں فقط دیکھ لینے کا اختیار نہ کیا جائے گا بلکہ چکھنا بھی چاہئے۔ اگر چکھنے کے بعد ناپسند ٹھہرے تو پھیر دینے کا اختیار ہے۔ مسئلہ (۶): بہت زمانہ ہو چکا کہ کوئی چیز دیکھی تھی۔ اب آج اس کو خرید لیا لیکن ابھی دیکھا نہیں پھر جب گھر لا کر دیکھا تو جیسی دیکھی تھی بالکل ویسا ہی اس کو پایا۔ تو اب دیکھنے کے بعد پھیر دینے کا اختیار نہیں ہے۔ ہاں اگر اتنے دنوں میں کچھ فرق ہو گیا ہو تو دیکھنے کے بعد اس کے لینے نہ لینے کا اختیار ہوگا۔

سودے میں عیب نکل آنے کا بیان: مسئلہ (۱): جب کوئی چیز بیچے تو واجب ہے جو کچھ اس میں عیب وخرابی سب بتلا دے نہ بتلانا اور دھوکہ دیکر بیچ ڈالنا حرام ہے۔ مسئلہ (۲): جب خرید چکی تو دیکھا کہ اس میں کوئی عیب ہے۔ جیسے تھان کو چوہوں نے کتر ڈالا ہے۔ یا دوشالے میں کیڑا لگ گیا ہے یا اور کوئی عیب نکل آیا تو اب اس خریدنے والی کو اختیار ہے چاہے رکھ لے اور لے لیوے چاہے پھر دے دیو لیکن اگر رکھ لے تو پورے دام دینا پڑینگے۔ اس عیب کے عوض میں کچھ دام کاٹ لینا درست نہیں۔ ہاں البتہ گو دام کی کمی پر وہ بیچنے والی بھی راضی ہو جائے تو کم کر کے دینا درست ہے۔ مسئلہ (۳): کسی نے کوئی تھان خرید کر رکھا تھا کہ کسی لڑکے نے اس کا ایک کونا پھاڑ ڈالا یا قینچی سے کتر ڈالا اس کے بعد دیکھا کہ وہ اندر سے خراب ہے جا بجا چوہے کتر گئے ہیں تو اب اس کو نہیں پھیر سکتی کیونکہ ایک اور عیب تو اس کے گھر ہی میں ہو گیا ہے۔ البتہ اس عیب کے بدلے میں جو کہ بیچنے والی کے گھر کا ہے دام کم کر دیئے جائیں۔ لوگوں کو دکھایا جائے جو وہ تجویز کریں اتنا کم کر دو۔ مسئلہ (۴): اسی طرح اگر کپڑا قطع کر چکی تب عیب معلوم ہوا تب بھی پھیر نہیں سکتی۔ البتہ دام کم کر دیئے جائیں گے لیکن اگر بیچنے والی کہے کہ میرا قطع کیا ہوا دیدو۔ اور اپنے سب دام لے لو میں دام کم نہیں کرتی تو اس کو یہ اختیار حاصل ہے۔ خریدنے والی انکار نہیں کر سکتی۔ اور اگر قطع کر کے سی بھی لیا تھا پھر عیب معلوم ہوا تو عیب کے بدلے دام کم دیئے جائیں گے۔ اور بیچنے والی اس صورت میں اپنا کپڑا نہیں لے سکتی اور اگر اس خریدنے والی نے وہ کپڑا بیچ ڈالا یا اپنے نابالغ بچہ کو پہنانے کی نیت سے قطع کر ڈالا بشرطیکہ بالکل اس کے دے ڈالنے کی نیت ہو اور پھر اس میں عیب نکلا تو اب دام کم نہیں کئے جائیں گے اور اگر بالغ اولاد کی نیت سے قطع کیا تھا اور پھر عیب نکلا تو اب دام کم کر دیئے جائیں گے۔ مسئلہ (۵): کسی نے فی انڈا ایک پیسہ کے حساب سے کچھ انڈے خریدے۔ جب توڑے تو سب گندے نکلے تو سارے دام پھیر لے سکتی

ہے اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے بالکل خریدے ہی نہیں اور اگر بعض گندے نکلے، بعض اچھے تو گندوں کے دام پھیر سکتی ہے اور اگر کسی نے بیس پچیس انڈوں کے یکمشت دام لگا کر خرید لئے کہ یہ سب انڈے پانچ آنے کو میں نے لئے تو دیکھو کتنے خراب نکلے۔ اگر سو میں پانچ چھ خراب نکلے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اور اگر زیادہ خراب نکلے تو خراب کے دام حساب سے پھیر لے۔ مسئلہ (٦): کھیرا، ککڑی، خربوزہ، تربوز، لوکی، بادام، اخروٹ وغیرہ کچھ خریدے جب توڑے تو اندر سے بالکل خراب نکلے اور دیکھو کہ کام میں آسکتے ہیں یا بالکل نکمے اور پھینک دینے کے قابل ہیں۔ اگر بالکل خراب اور نکمے ہوں تب تو یہ بیع بالکل صحیح نہیں ہوئی اپنے سب دام پھیر لے اور اگر کسی کام میں آسکتے ہوں تو جتنے دام بازار میں لگیں گے اتنے دیئے جائیں گے پوری قیمت نہ دی جائے گی۔ مسئلہ (٧): اگر سو بادام میں چار ہی پانچ خراب نکلے تو کچھ اعتبار نہیں۔ اور اگر زیادہ خراب نکلے تو جتنے خراب ہیں ان کے دام کاٹ لینے کا اختیار ہے۔ مسئلہ (٨): ایک روپے کے پندرہ سیر گیہوں خریدے یا ایک روپیہ کا ڈیڑھ سیر گھی لیا اس میں سے کچھ تو اچھا نکلا اور کچھ خراب نکلا تو یہ درست نہیں ہے کہ اچھا اچھا لے لے اور خراب خراب واپس پھیر دے بلکہ اگر لے تو سب لینا پڑے گا اور پھیر دے تو سب پھیرے ہاں البتہ اگر بیچنے والی خود راضی ہو جائے کہ اچھا اچھا لے لو اور جتنا خراب ہے وہ پھیر دو تو ایسا کرنا درست ہے بے اسکی مرضی کے نہیں کر سکتی۔ مسئلہ (٩): عیب نکلنے کے وقت پھیر دینے کا اختیار اسی وقت ہے جبکہ عیب دار چیز کے لینے پر کسی طرح رضامندی ثابت نہ ہوتی ہو اور اگر اسی کے لینے پر راضی ہو جائے تو اب اس کا پھیرنا جائز نہیں۔ البتہ بیچنے والی خوشی سے پھیر لے تو پھیرنا درست ہے۔ جیسے کسی نے ایک بکری یا گائے وغیرہ کوئی چیز خریدی۔ جب گھر آئی تو معلوم ہوا کہ یہ بیمار ہے یا اس کے بدن میں کہیں زخم ہے۔ پس اگر دیکھنے کے بعد اپنی رضامندی ظاہر کرے کہ خیر ہم نے عیب دار ہی لے لی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اور اگر زبان سے نہیں کہا لیکن ایسے کام کئے جس سے رضامندی معلوم ہوتی ہے جیسے اسکی دوا علاج کرنے لگی تب بھی پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ مسئلہ (١٠): بکری کا گوشت خریدا پھر معلوم ہوا کہ بھیڑ کا گوشت ہے تو پھیر سکتی ہے۔ مسئلہ (١١): موتیوں کا ہار یا کوئی اور زیور خریدا اور کسی وقت اس کو پہن لیا یا جوتا خریدا اور پہنے پہنے چلنے پھرنے لگی تو اب عیب کی وجہ سے پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر اس وجہ سے پہنا ہو کہ پاؤں میں دیکھوں آتا ہے یا نہیں اور پیر کو چلنے میں کچھ تکلیف تو نہیں ہوتی تو اس آزمائش کیلئے ذرا دیر کے پہننے سے کچھ حرج نہیں اب بھی پھیر سکتی ہے۔ اسی طرح کوئی چارپائی یا تخت خریدا اور کسی ضرورت سے اس کو بچھا کر بیٹھی یا تخت پر نماز پڑھی اور استعمال کرنے لگی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اسی طرح اور سب چیزوں کو سمجھ لو اگر اس سے کام لینے لگے تو پھیرنے کا اختیار نہیں رہتا۔ مسئلہ (١٢): بیچتے وقت اس نے کہہ دیا کہ خوب دیکھ بھال لو اگر اس میں کچھ عیب نکلے یا خراب ہو تو میں ذمہ دار نہیں۔ اس کہنے پر بھی اس نے لے لیا تو اب چاہے جتنے عیب اس میں نکلیں پھیرنے کا اختیار نہیں ہے اور اسی طرح بیچنا بھی درست ہے اس کہہ دینے کے بعد عیب کا بتلانا واجب نہیں ہے۔

بیع باطل اور فاسد وغیرہ کا بیان: مسئلہ (۱): جو بیع شرع میں بالکل ہی غیر معتبر اور لغو ہو اور ایسا سمجھیں کہ اس نے بالکل خریدا ہی نہیں اور اس نے بیچا ہی نہیں۔ اس کو باطل کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ خریدنے والی اسکی مالک نہیں ہوئی۔ وہ چیز اب تک اسی بیچنے والی کی ملک میں ہے اس لئے خریدنے والی کو نہ تو اس کا کھانا جائز نہ کسی کو دینا جائز ہے۔ کسی طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں اور جو بیع ہو تو گئی ہو لیکن اس میں کچھ خرابی آ گئی ہے اس کو بیع فاسد کہتے ہیں اس کا حکم یہ ہے کہ جب تک خریدنے والی کے قبضہ میں نہ آ جائے تب تک وہ خریدی ہوئی چیز اس کی ملک میں نہیں آتی اور جب قبضہ کر لیا تو ملک میں تو آ گئی لیکن حلال طیب نہیں ہے اس لئے اس کو کھانا پینا یا کسی اور طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں بلکہ ایسی بیع کا توڑ دینا واجب ہے۔ لینا ہو تو پھر سے بیع کریں اور مول لیں۔ اگر یہ بیع نہیں توڑی بلکہ کسی اور کے ہاتھ وہ چیز بیچ ڈالی تو گناہ ہوا۔ اور دوسری خریدنے والی کیلئے اس کا کھانا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے۔ اور یہ دوسری بیع درست ہو گئی۔ اگر نفع لیکر بیچا ہو تو نفع کا خیرات کر دینا واجب ہے اپنے کام میں لانا درست نہیں۔ مسئلہ (۲): زمینداروں کے یہاں یہ جو دستور ہے کہ تالاب کی مچھلیاں بیچ دیتے ہیں۔ یہ بیع باطل ہے تالاب کے اندر جتنی مچھلیاں ہوتی ہیں جب تک شکار کر کے پکڑی نہ جائیں تب تک ان کا کوئی مالک نہیں ہے شکار کر کے جو کوئی پکڑے وہی ان کا مالک بن جاتا ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو اب سمجھو کہ جب زمیندار ان کا مالک ہی نہیں تو بیچنا کیسے درست ہوگا۔ ہاں اگر زمیندار خود مچھلیاں پکڑ کر بیچا کرے تو البتہ درست ہے۔ اگر کسی اور سے پکڑوا دینگے تو وہی مالک بن جائے گا۔ زمیندار کا اس پکڑی ہوئی مچھلی میں کوئی حق نہیں ہے اسی طرح مچھلیوں کے پکڑنے سے لوگوں کو منع کرنا بھی درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): کسی زمین میں خود بخود کوئی گھاس اگی۔ نہ اس نے لگایا نہ اس کو پانی دیکر سینچا۔ تو یہ گھاس بھی کسی کی ملک نہیں ہے جس کا جی چاہے کاٹ لے جائے نہ اس کا بیچنا درست ہے اور نہ کاٹنے سے کسی کو منع کرنا درست ہے البتہ اگر پانی دیکر سینچا اور خدمت کی ہو تو اس کی ملک ہو جائے گی اب بیچنا بھی جائز ہے اور لوگوں کو منع کرنا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۴): جانور کے پیٹ میں جو بچہ ہے پیدا ہونے سے پہلے اس بچہ کا بیچنا باطل ہے اور اگر پورا جانور بیچ دیا تو درست ہے لیکن اگر یوں کہہ دیا کہ میں یہ بکری تو بیچتی ہوں لیکن اس کے پیٹ کا بچہ نہیں بیچتی ہوں جب بچہ پیدا ہوا تو وہ میرا ہے تو یہ بیع فاسد ہے۔ مسئلہ (۵): جانور کے تھن میں جو دودھ بھرا ہے دوہنے سے پہلے اس کا بیچنا باطل ہے۔ پہلے دودھ دوہ لیوے تب بیچے۔ اسی طرح بھیڑ دنبہ کے بال جب تک کاٹ نہ لیوے تب بالوں کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے۔ مسئلہ (۶): جو دھنی یا لکڑی مکان یا چھت میں لگی ہوئی ہے کھودنے یا نکالنے سے پہلے اس کا بیچنا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۷): آدمی کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے اور ان چیزوں کا اپنے کام میں لانا اور برتنا بھی درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۸): بجز خنزیر کے دوسرے مردار کی ہڈی اور بال اور سینگ پاک ہیں ان سے کام لینا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۹): تم نے ایک بکری یا اور کوئی چیز کسی سے پانچ روپے کو مول لی اور اس بکری پر قبضہ کر لیا اور

اپنے گھر منگوا کر بندھوائی۔ لیکن ابھی دام نہیں دیئے۔ پھر اتفاق سے اس کے دام نہ دے سکی یا اب اس کا رکھنا منظور نہ ہوا اس لئے تم نے کہا کہ یہی بکری چار روپے میں لے جاؤ ایک روپیہ ہم تم کو اور دینگے یہ بیچنا اور لینا جائز نہیں۔ جب تک اس کو روپیہ نہ دے چکے۔ اس وقت تک کم داموں پر اس کے ہاتھ بیچنا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۰): کسی نے اس شرط پر اپنا مکان بیچا کہ ایک مہینہ تک ہم نہ دیں گے بلکہ خود اس میں رہیں گے۔ یا یہ شرط ٹھہرائی کہ اتنے روپے تم ہم کو قرض دے دو یا کپڑا اس شرط پر خریدا کہ تم ہی قطع کر کے سی دینا یا یہ شرط کی کہ ہمارے گھر تک پہنچا دو۔ یا اور کوئی ایسی شرط مقرر کی جو شریعت سے واہیات اور ناجائز ہے تو یہ سب بیع فاسد ہے۔ مسئلہ (۱۱): یہ شرط کر کے ایک گائے خریدی کہ یہ چار سیر دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد ہے البتہ اگر کچھ مقدار نہیں مقرر کی فقط یہ شرط کی ہے کہ یہ گائے بہت دودھاری ہے تو یہ بیع جائز ہے۔ مسئلہ (۱۲): مٹی یا چینی کے کھلونے یعنی تصویریں بچوں کیلئے خریدے تو یہ بیع باطل ہے۔ شرع میں ان کھلونوں کی قیمت نہیں لہٰذا اس کے کچھ دام نہ دلائے جائیں گے۔ اگر کوئی توڑ دے تو کچھ تاوان بھی نہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۳): کچھ اناج گھی تیل وغیرہ روپیہ کے دس سیر یا اور کچھ نرخ طے کر کے خریدا تو دیکھو کہ اس بیع ہونے کے بعد اس نے تمہارے یا تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے تول کر دیا ہے یا تمہارے اور تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے نہیں تولا بلکہ کہا تم جاؤ ہم تول کر گھر بھیجے دیتے ہیں۔ یا پہلے سے الگ تولا ہوا رکھا تھا۔ اس نے اسی طرح اٹھا دیا پھر نہیں تولا یہ تین صورتیں ہوئیں۔ پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ گھر میں لا کر اب اس کا تولنا ضروری نہیں ہے۔ بغیر تولے بھی اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ سب صحیح ہے اور دوسری اور تیسری صورت کا حکم یہ ہے کہ جب تک خود نہ تول لے تب تک اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ کچھ درست نہیں۔ اگر بے تولے بیچ دیا تو یہ بیع فاسد ہوگئی۔ پھر اگر تول بھی لے تب بھی یہ بیع درست نہیں ہوئی۔ مسئلہ (۱۴): بیچنے سے پہلے اس نے تول کر تم کو دکھایا اس کے بعد تم نے خرید لیا اور پھر دوبارہ اس نے نہیں تولا تو اس صورت میں بھی خریدنے والی کو پھر تولنا ضروری ہے۔ بغیر تولے کھانا اور بیچنا درست نہیں اور بیچنے سے پہلے اگرچہ اس نے تول کر دکھا دیا ہے لیکن اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۵): زمین اور گاؤں اور مکان وغیرہ کے علاوہ اور جتنی چیزیں ہیں ان کے خریدنے کے بعد جب تک قبضہ نہ کرے تب تک بیچنا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۶): اگر بکری یا اور کوئی چیز خریدی کچھ دن کے بعد ایک اور شخص آیا اور کہا یہ بکری تو میری ہے کسی نے یوں ہی پکڑ کر بیچ لی۔ اسکی نہیں تھی تو اگر وہ اپنا دعویٰ قاضی مسلم کے یہاں دو گواہوں سے ثابت کر دے تو قضائے قاضی کے بعد بکری اسی کو دینا پڑے گی اور بکری کے دام اس سے کچھ نہیں لے سکتے بلکہ جب بیچنے والا ملے تو اس سے دام وصول کر و اس آدمی سے کچھ نہیں لے سکتے۔ مسئلہ (۱۷): کوئی مرغی یا بکری یا گائے وغیرہ مرگئی تو اس کی بیع حرام اور باطل ہے بلکہ اس مری چیز کو بھنگی یا چمار کو کھانے کیلئے دینا بھی جائز نہیں البتہ چمار بھنگیوں سے پھینکنے کیلئے اٹھوا دیا۔ پھر انہوں نے کھا لیا تو تم پر کچھ الزام نہیں اور اسکی کھال نکلوا کر درست کر لینے اور بنا لینے کے بعد بیچنا اور اپنے کام میں لانا درست ہے۔ جیسا کہ پہلے حصے میں ہم نے بیان کیا ہے۔ وہاں دیکھ لو۔ مسئلہ

(۱۸): جب ایک نے مول تول کر کے ایک دام ٹھہرائے اور وہ بیچنے والا اتنے داموں پر رضامند بھی ہو تو اس وقت کسی دوسرے کو دام بڑھا کر خود لے لینا جائز نہیں۔ اسی طرح یوں کہنا بھی درست نہیں کہ تم اس سے نہ لو ایسی چیز میں تم کو اس سے کم داموں پر دیدوں گی۔ مسئلہ (۱۹): ایک کنجڑن نے تم کو پیسے کے چار امرود دیئے۔ پھر کسی نے زیادہ تکرار کر کے پیسے کے پانچ لئے تو اب تم کو اس سے ایک امرود اور لینے کا حق نہیں۔ زبردستی کر کے لینا ظلم اور حرام ہے جس سے جو کچھ طے ہو بس اتنا ہی لینے کا اختیار ہے۔ مسئلہ (۲۰): کوئی شخص کچھ بیچتا ہے لیکن تمہارے ہاتھ بیچنے پر راضی نہیں ہوتا تو اس سے زبردستی لیکر دام دیدینا جائز نہیں کیونکہ وہ اپنی چیز کا مالک ہے چاہے بیچے یا نہ بیچے اور جس کے ہاتھ چاہے بیچے۔ پولیس والے اکثر زبردستی سے لے لیتے ہیں یہ بالکل حرام ہے۔ اگر کسی کا میاں پولیس میں نوکر ہو تو ایسے موقع پر میاں سے تحقیق کر لیا کرے یوں ہی نہ برت لے۔ مسئلہ (۲۱): ٹکے کے سیر بھر آلو لئے اس کے بعد تین چار آلو زبردستی اور لے لئے یہ درست نہیں البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے کچھ اور دیدے تو اس کا لینا جائز ہے۔ اسی طرح جو دام طے کر لئے ہیں چیز کے لینے کے بعد اب اس سے کم دام دینا درست نہیں۔ البتہ وہ اگر اپنی خوشی سے کچھ کم کر دے تو کم بھی دے سکتی ہے۔ مسئلہ (۲۲): جس کے گھر میں شہد کا چھتہ لگا ہے وہی مالک ہے کسی غیر کا اس کو توڑنا اور لینا درست نہیں۔ اور اگر اس کے گھر میں کسی پرندہ نے بچے دیئے تو وہ گھر والی کی ملک نہیں بلکہ جو پکڑے اسی کے ہیں۔ لیکن بچوں کو پکڑنا اور ستانا درست نہیں ہے۔

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ پنجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نفع لیکر یا دام کے دام بیچنے کا بیان

مسئلہ (۱): ایک چیز ہم نے ایک روپیہ کو خریدی تھی تو اب اپنی چیز کا ہم کو اختیار ہے چاہے ایک ہی روپیہ کو بیچ ڈالیں اور چاہے دس بیس روپیہ کو بیچیں اس میں کوئی گناہ نہیں لیکن اگر معاملہ اس طرح طے ہوا کہ اس نے کہا ایک آنہ روپیہ منافع لیکر ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو۔ اس پر تم نے کہا اچھا ہم نے روپیہ پیچھے ایک آنہ نفع پر بیچا تو اب اکنی روپیہ سے زیادہ نفع لینا جائز نہیں یا یوں ٹھہرا جتنے کو خریدا ہے اس پر چار آنہ نفع لے لو اب بھی ٹھیک ٹھیک دام بتلا دینا واجب ہے اور چار آنہ سے زیادہ نفع لینا درست نہیں اسی طرح اگر تم نے کہا کہ یہ چیز ہم تم کو خرید کے داموں پر دینگے کچھ نفع نہ لیں گے تو اب کچھ نفع لینا درست نہیں۔ خریدی کے دام ٹھیک ٹھیک بتلا دینا واجب ہے۔ مسئلہ (۲): کسی سودے کا یوں مول کیا کہ اکنی روپیہ کے نفع پر بیچ ڈالو اس نے کہا اچھا میں نے اتنے ہی نفع پر بیچا یا تم نے کہا کہ جتنے کو لیا ہے اتنے ہی دام پر بیچ ڈالو۔ اس نے کہا اچھا تم وہی دام دو نفع کچھ نہ دینا لیکن اس نے بھی یہ نہیں بتلایا کہ یہ چیز کتنے کی خریدی ہے تو دیکھو اگر اسی جگہ اٹھنے سے پہلے وہ اپنی خرید کے دام بتلا دے تب تو یہ بیع صحیح ہے اور اگر اسی جگہ نہ بتلاوے بلکہ یوں کہے کہ آپ لے جایئے حساب دیکھ کر بتلایا جائے گا اور کچھ کہا تو وہ بیع فاسد ہے۔ مسئلہ (۳): لینے کے بعد اگر معلوم ہوا کہ اس نے چالاکی سے اپنی خرید غلط بتلائی ہے اور نفع وعدہ سے زیادہ لیا ہے تو خریدنے والی کو دام کم دینے کا اختیار نہیں ہے بلکہ اگر خریدنا منظور ہے تو وہی دام دینے پڑیں گے جتنے کو اس نے بیچا ہے۔ البتہ یہ اختیار ہے کہ اگر لینا منظور نہ ہو تو پھیر دے اور اگر خرید کے دام پر بیچ دینے کا اقرار تھا اور یہ وعدہ تھا کہ نہ ہم نفع لیں گے پھر اس نے اپنی خرید غلط اور زیادہ بتلائی تو جتنا زیادہ بتلایا ہے اس کے لینے کا حق نہیں ہے لینے والی کو اختیار ہے کہ فقط خرید کے دام دیوے اور جو زیادہ بتایا ہے وہ نہ دیوے۔ مسئلہ (۴): کوئی چیز تم نے ادھار خریدی تو اب جب تک دوسرے خریدار کو یہ نہ بتلا دو کہ بھائی یہ چیز ہم نے ادھار لی ہے اس وقت تک اس کو نفع پر بیچنا یا خرید کے دام پر بیچنا ناجائز ہے بلکہ بتلا دے کہ یہ چیز میں نے ادھار خریدی تھی۔ پھر اس طرح نفع لیکر یا دام کے دام پر بیچنا درست ہے البتہ اگر اپنی خرید کے داموں کا کچھ ذکر نہ کرے پھر چاہے جتنے دام پر بیچ دے تو درست ہے۔ مسئلہ (۵): ایک کپڑا ایک روپیہ کا خریدا پھر چار آنہ دیکر اس کو رنگوایا اسکو دھلوایا سلوایا تو اب ایسا سمجھیں گے کہ سوا روپیہ کو اس نے مول لیا لہٰذا اب سوا روپیہ اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے مگر یوں نہ کہے کہ سوا روپیہ کو میں نے لیا ہے بلکہ یوں کہے کہ سوا

روپیہ میں یہ چیز مجھ کو پڑی ہے تا کہ جھوٹ نہ ہونے پائے۔ مسئلہ (۶): ایک بکری چار روپے کو مول لی پھر مہینہ بھر تک رہی اور ایک روپیہ اسکی خوراک میں لگ گیا تو اب پانچ روپیہ اسکی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے، البتہ اگر وہ دودھ دیتی ہو تو جتنا دودھ دیا ہے اتنا گھٹا دینا پڑے گا۔ مثلاً اگر مہینہ بھر میں آٹھ آنہ کا دودھ دیا ہے تو اب اسکی اصلی قیمت ساڑھے چار روپیہ ظاہر کرے اور یوں کہے کہ ساڑھے چار میں مجھ کو پڑی اور چونکہ عورتوں کو اس قسم کی ضرورت زیادہ نہیں پڑتی اس لئے ہم اور مسائل نہیں بیان کرتے۔

سودی لین دین کا بیان: سودی لین دین کا بڑا بھاری گناہ ہے۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں اسکی بڑی برائی اور اس سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے سود دینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے سود دلانے والے سودی دستاویز لکھنے والے گواہ شاہد وغیرہ سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں اس لئے اس سے بہت بچنا چاہئے۔ اس کے مسائل بہت نازک ہیں۔ ذرا ذرا سی بات میں سود کا گناہ ہو جاتا ہے اور انجان لوگوں کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کیا گناہ ہوا۔ ہم ضروری ضروری مسئلے یہاں بیان کرتے ہیں۔ لین دین کے وقت ہمیشہ ان کا خیال رکھا کرو۔ مسئلہ (۱): ہندو پاکستان کے رواج سے سب چیزیں چار قسم کی ہیں۔ ایک تو خود سونا چاندی یا ان کی بنی ہوئی چیز۔ دوسرے اس کے سوا اور وہ چیزیں جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، غلہ، لوہا، تانبا، روئی، ترکاری وغیرہ۔ تیسرے وہ چیزیں جو گز سے ناپ کر بکتی ہیں جیسے کپڑا۔ چوتھے وہ جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں جیسے انڈے، آم، امرود، نارنگی، بکری، گائے، گھوڑا وغیرہ ان سب چیزوں کا حکم الگ الگ سمجھ لو۔

چاندی سونے اور اسکی چیزوں کا بیان: مسئلہ (۲): چاندی سونے خریدنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ چاندی کو چاندی سے اور سونے کو سونے سے خریدا جیسے ایک روپیہ کی چاندی خریدنا منظور ہے یا آٹھ آنہ کی چاندی خریدی اور دام میں اٹھنی دی یا اشرفی سے سونا خریدا غرضیکہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو ایسے وقت دو باتیں واجب ہیں ایک تو یہ کہ دونوں طرف کی چاندی یا دونوں طرف کا سونا برابر ہو۔ دوسرے یہ کہ جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے کچھ ادھار باقی نہ رہے۔ اگر ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کے خلاف کیا ہو تو سود ہو گیا مثلاً ایک روپیہ کی چاندی تم نے لی تو وزن میں ایک روپیہ کے برابر لینا چاہئے اگر روپیہ بھر سے کم لی یا اس سے زیادہ لی تو یہ سود ہو گیا۔ اسی طرح اگر تم نے روپیہ دیدیا لیکن اس نے چاندی ابھی نہیں دی۔ تھوڑی دیر میں تم سے الگ ہو کر دینے کا وعدہ کیا یا اسی طرح تم نے ابھی روپیہ نہیں دیا چاندی ادھار لے لی تو یہ بھی سود ہے۔ مسئلہ (۳): دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں طرف ایک قسم کی چیز نہیں بلکہ ایک طرف چاندی اور ایک طرف سونا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ وزن کا برابر ہونا ضروری نہیں ایک روپیہ کا چاہے جتنا سونا ملے جائز ہے اسی طرح ایک اشرفی کی چاہے جتنی چاندی ملے جائز ہے لیکن جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جانا کچھ ادھار نہ رہنا یہاں بھی واجب ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔ مسئلہ (۴): بازار میں چاندی کا بھاؤ بہت تیز

ہے یعنی اٹھارہ آنے کی روپے بھر چاندی ملتی ہے روپیہ بھر کوئی نہیں دیتا چاندی کا زیور بہت عمدہ بنا ہوا ہے اور دس
پیہ بھر اس کا وزن ہے مگر بارہ سے کم میں نہیں ملتا تو سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ روپے سے نہ خرید بلکہ
یسوں سے خریدو اور اگر زیادہ لینا ہو تو اشرفیوں سے خریدو یعنی اٹھارہ آنے پیسوں کے عوض میں روپیہ بھر چاندی
لے لو یا کچھ ریزگاری یعنی ایک روپیہ سے کم اور کچھ پیسے دیکر خرید لو تو گناہ نہ ہوگا لیکن ایک روپیہ نقد اور دو آنے
یے نہ دینا چاہئے نہیں تو سود ہو جائے گا اسی طرح اگر آٹھ روپے بھر چاندی نو روپے میں لینا منظور ہے تو سات
پے اور دو روپے کے پیسے دیدو سات روپے کے عوض میں سات روپے بھر چاندی ہوگئی۔ باقی سب چاندی ان
یسوں کے عوض میں آ گئی اگر دو روپے کے پیسے نہ دو تو کم سے کم اٹھارہ آنے کے پیسے ضرور دینے چاہئیں یعنی
ات روپے اور چودہ آنے کی ریزگاری اور اٹھارہ آنے کے پیسے دیئے تو چاندی کے مقابلہ میں تو اسی کے برابر
اندی آئی جو کچھ بچی وہ سب پیسوں کے عوض میں ہوگئی۔ اگر آٹھ روپے اور ایک روپے کے پیسے دو گی تو گناہ
ے نہ بچ سکو گی کیونکہ آٹھ روپے کے عوض میں آٹھ روپے بھر چاندی ہونی چاہئے پھر یہ پیسے کیسے، اس لئے سود ہو
لیا غرضیکہ اتنی بات ہمیشہ خیال رکھو کہ جتنی چاندی لی ہے تو اس سے کم چاندی دو اور باقی پیسے دو۔ اگر پانچ روپے
ر چاندی لی ہے تو پورے پانچ روپے نہ دو۔ دس روپے بھر چاندی لی تو پورے دس روپے نہ دو کم دو باقی پیسے شامل
ر دو تو سود نہ ہوگا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس طرح ہرگز سود نہ طے کرو کہ نو روپے کی اتنی چاندی دیدو بلکہ یوں کہو کہ
ات روپے اور دو روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دیدو اور اگر اس طرح کہا تو پھر سود ہوگیا، خوب سمجھ
۔مسئلہ (۵): اور اگر دونوں لینے دینے والے رضامند ہو جائیں تو ایک آسان بات یہ ہے کہ جس طرف
اندی وزن میں کم ہو اس طرف پیسے شامل ہونے چاہئیں۔ مسئلہ (۶): اور ایک اس سے بھی زیادہ آسان
ت یہ ہے کہ دونوں آدمی جتنے چاہیں روپے رکھیں اور جتنی چاہیں چاندی رکھیں مگر دونوں آدمی ایک ایک پیسہ بھی
امل کر دیں اور یوں کہہ دیں کہ ہم اس چاندی اور اس پیسہ کو اس روپے اور اس پیسے کے بدلے لیتے ہیں تو
ارے بکھیڑوں سے بچ جاؤ گی۔ مسئلہ (۷): اگر چاندی سستی ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ روپے بھر ملتی ہے
و پیہ کی روپیہ بھر لینے میں اپنا نقصان ہے تو اس کے لینے اور سود سے بچنے کی یہ صورت ہے کہ داموں میں کچھ نہ
کچھ پیسے ضرور ملا دو۔ کم سے کم دو ہی آنے یا ایک آنہ یا ایک پیسہ ہی سہی مثلاً دس روپے کی چاندی پندرہ روپے بھر
ریدی تو نو روپے اور ایک روپے کے پیسے دیدو یا دو ہی آنے کے پیسے دیدو۔ باقی روپے اور ریزگاری دیدو تو ایسا
سمجھیں گے کہ چاندی کے عوض میں اس کے برابر چاندی لی باقی سب چاندی ان پیسوں کے عوض میں ہے اس
رح گناہ نہ ہوگا اور وہ بات یہاں بھی ضرور خیال رکھو کہ یوں نہ کہو کہ اس روپے کی چاندی دیدو بلکہ یوں کہو کہ نو
وپے اور ایک روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دیدو غرضیکہ جتنے پیسے شامل کرنا منظور ہیں۔ معاملہ
رتے وقت ان کو صاف کہہ بھی دو ورنہ سود سے بچاؤ نہ ہوگا۔ مسئلہ (۸): کھوٹی اور خراب چاندی دیکر اچھی
اندی لینا ہے اور اچھی چاندی اس کے برابر نہیں مل سکتی تو یوں کرو کہ یہ خراب چاندی پہلے بیچ ڈالو جو دام ملیں ان
کی اچھی چاندی خرید لو اور بیچنے اور خریدنے میں اسی قاعدہ کا خیال رکھو جو اوپر بیان ہوا یہاں بھی دونوں آدمی

ایک ایک پیسہ شامل کر کے بیچ لو، خرید لو۔ مسئلہ (۹): عورتیں اگر بازار سے سچا گوٹہ ٹھپہ مچکہ خریدتی ہیں ا(ن)
میں بھی ان ہی مسئلوں کا خیال رکھو کیونکہ وہ بھی چاندی ہے اور روپیہ چاندی کا اس کے عوض دیا جاتا ہے۔ یہ
بھی آسان بات وہی ہے کہ دونوں طرف ایک ایک پیسہ ملا دیا جائے۔ مسئلہ (۱۰): اگر چاندی یا سونے کی
ہوئی کوئی ایسی چیز خریدی ہے جس میں فقط چاندی ہی چاندی ہے یا فقط سونا ہے کوئی اور چیز نہیں ہے تو اس کا
یہی حکم ہے کہ اگر سونے کی چیز چاندی یا روپوں سے خریدے یا چاندی کی چیز اشرفیوں سے خریدے تو وزن
چاہے جتنی ہو جائز ہے فقط اتنا خیال رکھے کہ اسی وقت لین دین ہو جائے کسی کے ذمہ کچھ باقی نہ رہے۔ اور
چاندی کی چیز روپوں سے اور سونے کی چیز اشرفیوں سے خریدے تو وزن میں برابر ہونا واجب ہے۔ اگر
طرف کمی بیشی ہو تو اسی ترکیب سے خریدو جو اوپر بیان ہوئی۔ مسئلہ (۱۱): اگر کوئی چیز ایسی ہے کہ چاندی کے عل(اوہ)
اس میں کچھ اور بھی لگا ہوا ہے مثلاً جوشن کے اندر لاکھ بھری ہوئی ہے اور لونگوں پر نگ جڑے ہیں، انگوٹھیوں پر نگ
رکھے ہیں یا جوشنوں پر لاکھ تو نہیں ہے لیکن تاگوں میں گندھے ہوئے ہیں، ان چیزوں کو روپوں سے خرید
دیکھو اس چیز میں کتنی چاندی ہے وزن میں اتنے ہی روپوں کے برابر ہے جتنے کو تم نے خریدا ہے یا اس سے کم
یا اس سے زیادہ۔ اگر روپوں کی چاندی سے اس چیز کی چاندی یقیناً کم ہو تو یہ معاملہ جائز ہے اور اگر برابر یا زیادہ
تو سود ہو گیا اور اس سے بچنے کی وہی ترکیب ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ دام کی چاندی اس زیور کی چاندی سے کم ر(کھو)
اور باقی پیسے شامل کر دو اور اسی وقت لین دین کا ہو جانا ان سب مسئلوں میں بھی شرط ہے۔ مسئلہ (۱۲): ا(پنی)
انگوٹھی سے کسی کی انگوٹھی بدل لی تو دیکھو اگر دونوں پر نگ لگا ہو تب تو بہر حال یہ بدل لینا جائز ہے چاہے دونوں
چاندی برابر ہو یا کم یا زیادہ سب درست ہے۔ البتہ ہاتھ در ہاتھ ہونا ضروری ہے اور اگر دونوں سادی یعنی بغیر ن(گ)
کی ہو تو برابر ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہوگی تو سود ہو جائیگا۔ اگر ایک پر نگ ہے اور دوسری سادی تو ا(س)
سادی میں زیادہ چاندی ہو تو یہ بدلنا جائز ہے ورنہ حرام اور سود ہے اسی طرح اگر اسی وقت دونوں طرف سے لی(ن)
دین نہ ہوا۔ ایک نے تو ابھی دیدی دوسری نے کہا کہ بہن میں ذرا دیر میں دیدوں گی تو یہاں بھی سود ہو گیا۔ مسئ(لہ)
(۱۳): جن مسئلوں میں اسی وقت لین دین ہونا شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کے جدا اور علیحدہ ہو(نے)
سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جائے۔ اگر ایک آدمی دوسرے سے الگ ہو گیا اس کے بعد لین دین ہوا تو اس کا
اعتبار نہیں۔ یہ بھی سود میں داخل ہے مثلاً تم نے دس روپے کی چاندی یا سونا یا چاندی سونے کی کوئی چیز سنار سے
خریدی تو تم کو چاہئے کہ روپیہ اسی وقت دیدو اور اس کو چاہئے کہ وہ چیز اسی وقت دیدے اگر سنار چاندی ا(پنے)
ساتھ نہیں لایا اور یوں کہا کہ میں گھر جا کر ابھی بھیج دونگا تو یہ جائز نہیں بلکہ اس کو چاہئے کہ یہیں منگوا دے اور ا(س)
کے منگوانے تک لینے والا بھی وہاں سے نہ ہلے نہ اس کو اپنے پاس سے الگ ہونے دے اگر اس نے کہا
میرے ساتھ چلو میں گھر پہنچ کر دیدونگا تو جہاں جہاں وہ جائے برابر اس کے ساتھ ساتھ رہنا چاہئے۔ اگر وہ ا(ن)
چلا گیا اور کسی طرح الگ ہو گیا تو گناہ ہوا اور وہ بیع ناجائز ہوگئی اب پھر سے معاملہ کریں۔ مسئلہ (۱۴):
خریدنے کے بعد تم گھر میں روپے لینے آئے یا وہ کہیں پیشاب وغیرہ کیلئے چلا گیا یا اپنی دوکان کے اندر ہی کسی کا(م)

گیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو یہ ناجائز اور سودی معاملہ ہو گیا۔ مسئلہ (۱۵): اگر تمہارے پاس اس ت روپیہ نہ ہو اور ادھار لینا چاہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جتنے دام تم کو دینا چاہئیں اتنے روپے اس سے قرض لیکر خریدی ہوئی چیز کے دام بیباق کر دو۔ قرض کی ادائیگی تمہارے ذمہ رہ جائے گی اس کو جب چاہے دینا۔ مسئلہ ۱): ایک کام دار دوپٹہ یا ٹوپی وغیرہ دس روپے کو خریدا تو دیکھو اس میں کتنے روپے بھر چاندی نکلے گی جے روپے چاندی اس میں ہو اتنے روپے اسی وقت پاس رہتے دینا واجب ہیں۔ باقی روپیہ جب چاہو دو۔ یہی حکم جڑاؤ روغیرہ کی خرید کا ہے مثلاً پانچ روپے کا زیور خریدا اور اس میں دو روپے بھر چاندی ہے تو دو روپے اسی وقت دیدو جب چاہے دینا۔ مسئلہ (۱۷): ایک روپیہ یا کئی روپے کے پیسے لئے یا پیسے دیکر روپیہ لیا تو اس کا یہ حکم ہے دونوں طرف سے لین دین ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ایک طرف سے ہو جانا کافی ہے۔ مثلاً تم نے روپیہ تو اسی ت دیدیا لیکن اس نے پیسے ذرا دیر کے بعد دیئے یا اس نے پیسے اسی وقت دیدیئے تم نے روپیہ علیحدہ ہونے کے دیا یہ درست ہے البتہ اگر پیسوں کے ساتھ کچھ ریزگاری بھی لی ہو تو ان کا لین دین دونوں طرف سے اسی وقت ہانا چاہئے کہ یہ روپیہ دیدے اور وہ ریزگاری دیدے لیکن یاد رکھو کہ پیسوں کا یہ حکم اسی وقت ہے جب دوکاندار پاس پیسے ہیں تو سہی لیکن کسی وجہ سے نہیں دے سکتا یا گھر پر تھے وہاں جا کر لاویگا تب دیگا اور اگر پیسے نہیں تھے کہا جب سودا بکے اور پیسے آئیں تو لے لینا یا کچھ پیسے ابھی دیدیئے اور باقی کی نسبت کہا جب بکری ہو اور پیسے یں تو لے لینا یہ درست نہیں اور چونکہ اکثر پیسوں کے موجود نہ ہونے ہی سے یہ ادھار ہوتا ہے۔ اس لئے سب یہی ہے کہ بالکل پیسے ادھار نہ چھوڑے اور اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرو کہ جتنے پیسے موجود ہیں رض لے لو اور روپیہ امانت رکھ دو جب سب پیسے دے اس وقت بیع کر لینا۔ مسئلہ (۱۸): اگر اشرفی دیکر پے لئے تو دونوں طرف سے لین دین سامنے رہتے رہتے ہو جانا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۹): چاندی سونے چیز روپوں یا اشرفیوں سے خریدی اور یہ شرط کر لی کہ ایک دن تک یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے جائز نہیں ایسے معاملہ میں یہ اقرار نہ کرنا چاہئے۔

چیزیں تول کر بکتی ہیں ان کا بیان: مسئلہ (۱): ان چیزوں کا حکم سنو جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، ثت، لوہا، تانبا، ترکاری، نمک وغیرہ اس قسم کی چیزوں میں سے اگر ایک چیز کو اسی قسم کی چیز سے بیچنا اور چاہو مثلاً ایک گیہوں دیکر دوسرے گیہوں لئے یا ایک دھان دیکر دوسرے دھان لئے یا آٹے کے عوض یا اسی طرح کوئی اور چیز لی غرضیکہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہو تو اس میں بھی ان دونوں باتوں کا رکھنا واجب ہے۔ ایک تو یہ کہ دونوں طرف بالکل برابر ہو۔ ذرا بھی کسی طرف کمی بیشی نہ ہو ورنہ سود ہو گا۔ دوسری یہ کہ اسی وقت ہاتھ در ہاتھ دونوں طرف سے قبضہ اور لین دین ہو جائے۔ اگر قبضہ نہ ہو تو کم از تنا ضرور ہو کہ دونوں گیہوں الگ الگ کر کے رکھ دیئے جائیں تم اپنی گیہوں تول کر الگ رکھ دو کہ دیکھو یہ ے ہیں جب تمہارا جی چاہے لیجانا۔ اسی طرح وہ بھی اپنے گیہوں تول کر الگ کر دے اور کہہ دے کہ یہ رے الگ رکھے ہیں جب چاہو لے جانا اگر یہ بھی نہ کیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئی تو سود کا گناہ ہو

گا۔مسئلہ (۲): خراب گیہوں دیکر اچھے گیہوں لینا منظور ہے یا برا آٹا دیکر اچھا آٹا لینا ہے اس لئے ا
کے برابر کوئی نہیں دیتا تو سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ اس گیہوں یا آٹے وغیرہ کو پیسوں سے بیچ دو کہ
نے اتنا آٹا دو آنے کو بیچا۔ پھر اسی دو آنے کے عوض اس سے اچھے گیہوں لیلو۔ یہ جائز ہے۔مسئلہ (۳):
اگر ایسی چیزوں میں جو تول کر بکتی ہیں ایک طرح کی چیز نہ ہو جیسے گیہوں دیکر دھان لئے یا جو یا چنا یا جوا
نمک یا گوشت ترکاری وغیرہ کوئی اور چیز لی غرضیکہ ادھر اور چیز ہے اور ادھر اور چیز۔ دونوں طرف ایک
نہیں تو اس صورت میں دونوں کا وزن برابر ہونا واجب نہیں۔ سیر بھر گیہوں دیکر چاہے دس سیر دھان وغ
لے لو یا چھٹانک بھر لو تو سب جائز ہے۔ البتہ دوسری بات یہاں بھی واجب ہے کہ سامنے رہتے رہتے دونو
طرف سے لین دین ہو جائے یا کم سے کم اتنا ہو کہ دونوں کی چیزیں الگ الگ کر کے رکھ دی جائیں۔ اگر
نہ کیا تو سود کا گناہ ہوگا۔مسئلہ (۴): سیر بھر چنے کے عوض میں کنجڑن سے کوئی ترکاری لی۔ پھر چنے نکا
کیلئے اندر کوٹھری میں گئی وہاں سے الگ ہو گئی تو یہ حرام اور ناجائز ہے۔ اب پھر سے معاملہ کرے۔مسئ
(۵): اگر اس قسم کی چیز جو تول کر بکتی ہے روپیہ پیسہ سے خریدی یا کپڑے وغیرہ کسی ایسی چیز سے بدلی ج
تول کر نہیں بکتی بلکہ گز سے ناپ کر بکتی ہے یا گنتی سے بکتی ہے مثلاً ایک تھان کپڑا دیکر گیہوں وغیرہ لے
گیہوں چنے دیکر امرود، نارنگی، ناشپاتی، انڈے ایسی چیزیں لیں جو گن کر بکتی ہیں۔ غرضیکہ ایک طرف ا
چیز ہے جو تول کر بکتی ہے اور دوسری طرف گنتی سے یا گز سے ناپ کر بکنے والی چیز ہے تو اس صورت میں
دونوں میں سے کوئی بات بھی واجب نہیں ایک پیسے کے چاہے جتنے گیہوں آٹا ترکاری خریدے اسی طرح
دیکر چاہے جتنا اناج لے لے گیہوں چنے وغیرہ دیکر چاہے جتنے امرود نارنگی وغیرہ لیوے اور چاہے اسی وا
اسی جگہ رہتے رہتے لین دین ہو جائے چاہے الگ ہونے کے بعد ہر طرح یہ معاملہ درست ہے۔مس
(۶): ایک طرف چھنا ہوا آٹا ہے دوسری طرف بے چھنا یا ایک طرف موٹا ہے دوسری طرف باریک تو بد
وقت ان دونوں کا برابر ہونا بھی واجب ہے کمی زیادتی جائز نہیں اگر ضرورت پڑے تو اسکی ترکیب وہی ج
بیان ہوئی۔ اور اگر ایک طرف گیہوں کا آٹا ہے دوسری طرف چنے کا یا جوار وغیرہ کا تو اب وزن میں دونو
برابر ہونا واجب نہیں مگر وہ دوسری بات بہرحال واجب ہے کہ ہاتھ در ہاتھ لین دین ہو جائے۔مس
(۷): گیہوں کو آٹے سے بدلنا کسی طرح درست نہیں چاہے سیر بھر آٹا دیکر سیر ہی بھر گیہوں ہو چاہے کچھ
زیادہ ہو بہرحال ناجائز ہے البتہ اگر گیہوں دیکر گیہوں کا آٹا نہیں لیا بلکہ چنے وغیرہ کسی اور چیز کا آٹا لیا تو
ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔مسئلہ (۸): سرسوں دیکر سرسوں کا تیل لیا یا تل دیکر تل کا تیل لیا تو دیکھو اگر یہ
جو تم نے لیا ہے یقیناً اس تیل سے زیادہ ہے جو اس سرسوں اور تل میں نکلے گا تو یہ بدلنا ہاتھ در ہاتھ صحیح ہے
اگر اس کے برابر یا کم ہو یا شبہ اور شک ہو کہ شاید اس سے زیادہ نہ ہو درست نہیں بلکہ سود ہے۔مسئلہ (
گائے کا گوشت دیکر بکری کا گوشت لیا تو دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں کمی بیشی جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ
مسئلہ (۱۰): اپنا لوٹا دیکر دوسرے کا لوٹا لیا یا لوٹے کو پتیلی وغیرہ کسی اور برتن سے بدلا تو وزن میں دونو

برابر ہونا اور ہاتھ در ہاتھ ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہوئی تو سود ہو گیا کیونکہ دونوں چیزیں تانبے کی ہیں اس لئے وہ ایک ہی قسم کی سمجھی جائیں گی۔ اسی طرح اگر وزن میں برابر ہو ہاتھ در ہاتھ نہ ہوئی تب بھی سود ہوا۔ البتہ اگر ایک طرف تانبے کا برتن ہو دوسری طرف لوہے کا یا پیتل وغیرہ کا تو وزن کی کمی بیشی جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔ **مسئلہ (۱۱)**: کسی سے سیر بھر گیہوں قرض لئے اور یوں کہا کہ ہمارے پاس گیہوں تو ہیں نہیں ہم اس کے عوض دو سیر چنے دے دیں گے تو جائز نہیں کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ گیہوں کو چنے سے بدلتی ہے اور بدلتے وقت ایسی چیزوں کا اسی وقت لین دین ہونا چاہئے کچھ ادھار نہ رہنا چاہئے اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرے کہ گیہوں ادھار لیجائے اس وقت یہ نہ کہے کہ اس کے بدلے ہم چنے دیں گے بلکہ کسی دوسرے وقت چنے لاکر کہے بہن اس گیہوں کے بدلے تم یہ چنے لے لو، یہ جائز ہے۔ **مسئلہ (۱۲)**: یہ جتنے مسئلے بیان ہوئے سب میں اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا یا کم سے کم اسی وقت سامنے دونوں چیزیں الگ کر کے رکھ دینا شرط ہے۔ اگر ایسا نہ کیا تو سودی معاملہ ہوا۔ **مسئلہ (۱۳)**: جو چیزیں تول کر نہیں بکتیں بلکہ گز سے ناپ کر یا گن کر بکتی ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی چیز دیکر اسی قسم کی چیز لو جیسے امرود دیکر دوسرے امرود لئے یا نارنگی دیکر نارنگی لی یا کپڑا دیکر دوسرا ویسا ہی کپڑا لیا تو برابر ہونا شرط نہیں کمی بیشی جائز ہے لیکن اسی وقت لین دین ہو جانا واجب ہے اور اگر ادھر اور چیز ہے اور دوسری طرف اور چیز مثلاً امرود دیکر نارنگی لی یا گیہوں دیکر امرود لئے یا تنزیب دیکر لٹھا یا گاڑھا لیا تو بہر حال جائز ہے نہ تو دونوں کا برابر ہونا واجب ہے اور نہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔ **مسئلہ (۱۴)**: سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ علاوہ چاندی سونے کے اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہو اور وہ چیز تول کر بکتی ہو جیسے گیہوں کے عوض گیہوں اور چنے کے عوض چنا وغیرہ تب تو وزن میں برابر ہونا بھی واجب ہے اور اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا بھی واجب ہے اور اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہے لیکن تول کر نہیں بکتی جیسے امرود دیکر امرود اور نارنگی دیکر نارنگی یا کپڑا دیکر ویسا ہی کپڑا لیا یا ادھر سے اور چیز ہے اور ادھر سے اور چیز ہے لیکن دونوں تول کر بکتی ہیں جیسے گیہوں کے بدلے چنا، چنے کے بدلے جوار لینا ان دونوں صورتوں میں وزن کا برابر ہونا واجب نہیں کمی بیشی جائز ہے اور البتہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے اور جہاں دونوں باتیں نہ ہوں یعنی دونوں طرف ایک ہی چیز نہیں اس طرف کچھ اور ہے اور اس طرف کچھ اور وہ دونوں وزن کے حساب سے بھی نہیں بکتیں وہاں کمی بیشی بھی جائز ہے اور اسی وقت لین دین کرنا بھی واجب نہیں جیسے امرود دیکر نارنگی لینا خوب سمجھ لو۔ **مسئلہ (۱۵)**: چینی کا ایک برتن دوسرے چینی کے برتن سے بدل لیا یا چینی کو تام چینی سے بدلا تو اس میں برابری واجب نہیں بلکہ ایک کے بدلے دو لے تب بھی جائز ہے اسی طرح ایک سوئی دیکر دو سوئیاں یا تین یا چار لینا بھی جائز ہے لیکن اگر دونوں طرف چینی یا دونوں طرف تام چینی ہو تو اس وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا چاہئے اور اگر قسم بدل جائے مثلاً چینی سے تام چینی بدلی تو یہ بھی واجب نہیں۔ **مسئلہ (۱۶)**: تمہارے پاس تمہاری پڑوسن آئی کہ تم نے جو سیر بھر آٹا پکایا ہے وہ روٹی ہم کو دیدو ہمارے گھر مہمان آگئے ہیں

اور یہ سیر بھر آٹا یا گیہوں لیلو اس وقت روٹی دیدو پھر ہم سے آٹا یا گیہوں لے لینا یہ درست ہے۔ مسئلہ (۱۷): اگر نوکر سے کوئی چیز منگاؤ تو اس کو خوب سمجھاؤ کہ اس چیز کو اس طرح خرید کر لانا کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ بے قاعدہ خرید لاوے جس میں سود ہو جائے پھر تم اور سب بال بچے اس کو کھاویں اور حرام کھانا کھانے کے وبال میں گرفتار ہوں اور جس جس کو تم کھلاؤ مثلاً میاں کو، مہمان کو سب کا گناہ تمہارے اوپر پڑے۔

بیع سلم کا بیان

مسئلہ (۱): فصل کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس روپے دیئے اور یوں کہا کہ دو مہینے یا تین مہینے کے بعد فلانے مہینہ میں فلاں تاریخ میں ہم تم سے ان دس روپے کے گیہوں لیں گے اور نرخ اسی وقت طے کر لیا کہ روپیہ کے پندرہ سیر یا روپے کے بیس سیر کے حساب سے لیں گے تو یہ بیع درست ہے جس مہینہ کا وعدہ ہوا ہے اس مہینہ میں اس کو اسی بھاؤ گیہوں دینا پڑینگے چاہے بازار میں گراں بکے چاہے سستے بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اس بیع کو بیع سلم کہتے ہیں اس کے جائز ہونے کی کئی شرطیں ہیں ان کو خوب غور سے سمجھو۔ اول شرط یہ ہے کہ گیہوں وغیرہ کی کیفیت خوب صاف صاف ایسی طرح بتلا دے کہ لیتے وقت دونوں میں جھگڑا نہ پڑے مثلاً کہہ دے کہ فلاں قسم کا گیہوں دینا، بہت پتلا نہ ہو، نہ پالا مارا ہوا ہو، عمدہ ہو خراب نہ ہو۔ اس میں کوئی اور چیز چنے مٹر وغیرہ نہ ملے ہوں۔ خوب سوکھے ہوں، گیلے نہ ہوں غرضیکہ جس قسم کی چیز لینا ہو ویسی بتلا دینا چاہئے تا کہ اس وقت بکھیڑا نہ ہو اگر اس وقت صرف اتنا کہہ دیا کہ دس روپے کے گیہوں دیدینا تو ناجائز ہوا یا یوں کہا کہ دس روپے کے دھان دیدینا یا چاول دیدینا اس کی قسم کچھ نہیں بتلائی یہ سب ناجائز ہے دوسری شرط یہ ہے کہ نرخ بھی اسی وقت طے کر کے روپیہ کے پندرہ سیر یا بیس سیر کے حساب سے لیں گے۔ اگر یوں کہا کہ اس وقت جو بازار کا بھاؤ ہو اس حساب سے ہم کو دینا یا اس سے دو سیر زیادہ دینا تو یہ جائز نہیں۔ بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہ کرو اس وقت اپنے لینے کا نرخ مقرر کر لو۔ وقت آنے پر اسی مقرر کئے ہوئے بھاؤ سے لیلو۔ تیسری شرط یہ ہے کہ جتنے روپے کے لینے ہوں اسی وقت بتلا دو کہ ہم دس روپے یا بیس روپے کے گیہوں لیں گے اگر یہ نہیں بتلایا یونہی گول مول کہہ دیا کہ تھوڑے روپے کے ہم بھی لیں گے تو یہ صحیح نہیں۔ چوتھی شرط یہ ہے کہ اسی وقت اسی جگہ رہتے رہتے سب روپے دے اگر معاملہ کرنے کے بعد الگ ہو کر پھر روپیہ دیا تو وہ معاملہ باطل ہو گیا۔ اب پھر سے کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر پانچ روپے تو اسی وقت دیدیئے اور پانچ روپے دوسرے وقت دیئے تو پانچ روپے میں بیع سلم باقی رہی اور پانچ روپے میں باطل ہوگئی۔ پانچویں شرط یہ ہے کہ اپنے لینے کی مدت کم سے کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ایک مہینہ کے بعد فلانی تاریخ ہم گیہوں لیں گے مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں اور زیادہ چاہے جتنی مقرر کرے جائز ہے لیکن دن تاریخ مہینہ سب مقرر کر دے تا کہ بکھیڑا نہ پڑے کہ وہ کہے میں ابھی نہ دونگا تم کہو نہیں آج ہی دو اس لئے پہلے ہی سب طے کر لو اگر دن تاریخ مہینہ مقرر نہ کیا بلکہ یوں کہا کہ جب فصل کٹے گی تب دیدینا تو یہ صحیح نہیں۔ چھٹی شرط یہ ہے کہ یہ بھی مقرر کرے کہ فلانی جگہ وہ گیہوں دینا یعنی اسی شہر میں یا کسی

دوسرے شہر میں جہاں لینا ہو وہاں پہنچانے کیلئے کہہ دے یا یوں کہہ دے کہ ہمارے گھر پہنچا دیا غرضیکہ جو منظور ہو صاف بتلا دے۔ اگر یہ نہیں بتلایا تو صحیح نہیں البتہ اگر کوئی ہلکی چیز ہو جس کے لانے اور لیجانے میں کچھ مزدوری نہیں لگتی مثلاً مشک خریدا یا سچے موتی یا اور کچھ تو لینے کی جگہ بتلانا ضروری نہیں جہاں یہ ملے اس کو دیدے اگر ان شرطوں کے موافق کیا تو بیع سلم درست ہے، ورنہ درست نہیں۔ مسئلہ (۲): گیہوں وغیرہ غلہ کے علاوہ اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ انکی کیفیت بیان کر کے مقرر کر دی جائے کہ لیتے وقت کچھ جھگڑا ہونے کا ڈر نہ رہے ان کا بیع سلم بھی درست ہے جیسے انڈے، اینٹیں، کپڑا مگر سب باتیں طے کر کے اتنی بڑی اینٹ ہو اتنی لمبی اتنی چوڑی کپڑا سوتی ہو اتنا باریک ہو اتنا موٹا ہو۔ دیسی ہو یا ولایتی ہو غرضیکہ سب باتیں بتلا دینا چاہئیں کچھ گنجلک باقی نہ رہے۔ مسئلہ (۳): روپیہ کی پانچ گٹھری یا پانچ کھانچی کے حساب سے بھوسا بطور بیع سلم کے لیا تو یہ درست نہیں کیونکہ گٹھری اور کھانچی کی مقدار میں بہت فرق ہوتا ہے البتہ اگر کسی طرح سے سب کچھ مقرر اور طے کر لے یا وزن کے حساب سے بیع کرے تو درست ہے۔ مسئلہ (۴): بیع سلم کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ جس وقت معاملہ کیا ہے اس وقت سے لیکر لینے اور وصول پانے کے زمانہ تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے نایاب نہ ہو اگر اس درمیان میں وہ چیز بالکل نایاب ہو جائے کہ اس ملک میں بازاروں میں نہ ملے گو دوسری جگہ سے بہت مصیبت جھیل کر منگوا سکے تو وہ بیع سلم باطل ہوگئی۔ مسئلہ (۵): معاملہ کرتے وقت یہ شرط کر دی کہ فصل کے کٹنے پر ہم فلاں مہینہ میں نئے گیہوں لیں گے یا فلانے کھیت کے گیہوں لیں گے تو یہ معاملہ جائز نہیں اس لئے یہ شرط نہ کرنا چاہئے۔ پھر وقت مقررہ پر اس کو اختیار ہے کہ چاہے نئے دے یا پرانے البتہ اگر نئے گیہوں کٹ چکے ہوں تو نئے کی شرط کرنا بھی درست ہے۔ مسئلہ (۶): تم نے دس روپے کے گیہوں لینے کا معاملہ کیا تھا وہ مدت گزر گئی بلکہ زیادہ ہوگئی مگر اس نے اب تک گیہوں نہیں دیئے نہ دینے کی امید ہے تو اب یہ کہنا جائز نہیں کہ اچھا تم گیہوں نہ دو بلکہ گیہوں کے بدلے اتنے چنے یا دھان یا اتنی فلاں چیز دیدو گیہوں کے عوض کسی اور چیز کا لینا جائز نہیں یا تو اس کو کچھ مہلت دیدو اور بعد مہلت کے گیہوں لو یا اپنا روپیہ واپس لے لو اسی طرح اگر بیع سلم کو تم دونوں نے توڑ دیا کہ ہم وہ معاملہ توڑتے ہیں گیہوں نہ لیں گے روپیہ واپس دیدو یا تم نے نہیں توڑا بلکہ وہ معاملہ خود ہی ٹوٹ گیا جیسے وہ چیز نایاب ہوگئی کہیں نہیں ملتی تو اس صورت میں تم کو صرف روپے لینے کا اختیار ہے اس روپے کے عوض اس سے کوئی اور چیز لینا درست نہیں پہلے روپے لے لو، لینے کے بعد اس سے جو چیز چاہو خریدو۔

قرض لینے کا بیان

مسئلہ (۱): جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز تم دے سکتی ہو اس کا قرض لینا درست ہے جیسے اناج، انڈے، گوشت وغیرہ اور جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز دینا مشکل ہے تو اس کا قرض لینا درست نہیں، جیسے امرود، نارنگی، بکری، مرغی، وغیرہ۔ مسئلہ (۲): جس زمانہ میں روپے کے دس سیر گیہوں ملتے تھے اس وقت تم نے پانچ سیر گیہوں قرض لئے پھر گیہوں سستے ہوگئے اور روپیہ کے بیس سیر ملنے لگے تو تم کو وہی پانچ سیر گیہوں دینا

پڑینگے اسی طرح اگر گراں ہوگئے تب بھی جتنے لئے ہیں اتنے ہی دینا پڑینگے۔ مسئلہ (۳): جیسے گیہوں تم نے دیئے تھے اس نے اس سے اچھے گیہوں ادا کئے تو اس کا لینا جائز ہے یہ سود نہیں مگر قرض لینے کے وقت یہ کہنا درست نہیں کہ ہم اس سے اچھے لیں گے۔ البتہ وزن میں زیادہ نہ ہونا چاہئے اگر تم نے دیئے ہوئے گیہوں سے زیادہ لئے تو یہ ناجائز ہوگیا۔ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر لینا چاہئے لیکن اگر تھوڑا جھکتا تول دیا تو کچھ ڈر نہیں۔ مسئلہ (۴): کسی سے کچھ روپیہ یا غلہ اس وعدہ پر قرض لیا کہ ایک مہینہ یا پندرہ دن کے بعد ہم ادا کر دینگے اور اس نے منظور کرلیا تب بھی یہ مدت کا بیان کرنا لغو بلکہ ناجائز ہے اگر اس کو اس مدت سے پہلے ضرورت پڑے اور تم سے مانگے یا بے ضرورت مانگے تو تم کو اسی وقت دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۵): تم نے دو سیر گیہوں یا آٹا وغیرہ کچھ قرض لیا جب اس نے مانگا تو تم نے کہا بہن اس وقت گیہوں تو نہیں ہیں اس کے بدلے تم دو آنے کے پیسے لیلو۔ اس نے کہا اچھا تو یہ پیسے اسی وقت سامنے رہتے رہتے دیدینا چاہئے۔ اگر پیسے نکالنے اندر گئی اور اس کے پاس سے الگ ہوگئی تو وہ معاملہ باطل ہوگیا۔ اب پھر سے کہنا چاہئے کہ تم اس ادھار کے بدلے دو آنے لے لو۔ مسئلہ (۶): ایک روپے کے پیسے قرض لئے پھر پیسے گراں ہوگئے اور روپیہ کے ساڑھے پندرہ آنے چلنے لگے تو اب سولہ آنے دینا واجب نہیں بلکہ اس کے بدلے روپیہ دیدینا چاہئے وہ یوں نہیں کہہ سکتی کہ میں روپیہ نہیں لیتی پیسے لئے تھے وہی لاؤ۔ مسئلہ (۷): گھروں میں دستور ہے کہ دوسرے گھر سے اس وقت دس پانچ روٹی قرض منگائی پھر جب اپنے گھر پک گئی گن کر بھیج دی یہ درست ہے۔

کسی کی ذمہ داری لینے کا بیان: مسئلہ (۱): نعیمہ کے ذمہ کسی کے روپے یا پیسے آتے تھے تم نے اس کی ذمہ داری کرلی کہ اگر یہ نہ دیگی تو مجھ سے لے لینا یا یوں کہا کہ میں اسکی ذمہ دار ہوں، دین دار ہوں یا اور کوئی ایسا لفظ کہا کہ جس سے ذمہ داری معلوم ہوئی اور اس حقدار نے تمہاری ذمہ داری منظور بھی کرلی تو اب اس کی ادائیگی تمہارے ذمہ واجب ہوگئی۔ اگر نعیمہ نہ دے تو تم کو دینا پڑینگے اور اس حقدار کو اختیار ہے کہ جس سے چاہے تقاضا کرے چاہے تم سے چاہے نعیمہ سے۔ اب جب تک نعیمہ اپنا قرض ادا نہ کردے یا معاف نہ کرائے تب تک برابر تم ذمہ دار ہوگی البتہ اگر وہ حقدار تمہاری ذمہ داری معاف کردے اور کہہ دے کہ اب تم سے کچھ مطلب نہیں ہم تم سے تقاضا نہ کرینگے تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی اگر تمہاری ذمہ داری کے وقت ہی اس حقدار نے منظور نہیں کیا اور کہا تمہاری ذمہ داری کا ہم کو اعتبار نہیں یا اور کچھ کہا تو تم ذمہ دار نہیں ہوئیں۔ مسئلہ (۲): تم نے کسی کی ذمہ داری کرلی تھی اور اس کے پاس روپے ابھی نہ تھے اس لئے تم کو دینا پڑے تو اگر تم نے اس قرضدار کے کہنے سے اپنی خوشی سے ذمہ داری کی ہے تو دیکھو تمہاری ذمہ داری کو پہلے کس نے منظور کیا ہے اس قرضدار نے یا حقدار نے اگر پہلے قرضدار نے منظور کیا تب تو ایسا ہی سمجھیں گے کہ تم نے اس کے کہنے سے ذمہ داری کی لہٰذا اپنا روپیہ اس سے لے سکتی ہو اور اگر پہلے حقدار نے منظور کرلیا تو جو کچھ تم نے دیا ہے قرضدار سے لینے کا حق نہیں بلکہ اس کے ساتھ تمہاری طرف سے احسان سمجھا جائیگا کہ ویسے ہی اس کا قرض تم نے ادا کردیا وہ خود دیدے تو اور بات ہے۔ مسئلہ (۳): اگر حقدار نے قرضدار کو مہینہ بھر یا

پندرہ دن وغیرہ کی مہلت دیدی تو اب اتنے دن اس ذمہ داری کرنیوالی سے بھی تقاضا نہیں کرسکتا۔ مسئلہ (۴): اور اگر تم نے اپنے پاس سے دینے کی ذمہ داری نہیں کی تھی بلکہ اس قرضدار کا روپیہ تمہارے پاس امانت رکھا تھا اس لئے تم نے کہا تھا کہ ہمارے پاس اس شخص کی امانت رکھی ہے ہم اس میں سے دیدیں گے۔ پھر وہ روپیہ چوری ہو گیا یا اور کسی طرح جاتا رہا تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی نہ اب تم پر اس کا دینا واجب ہے اور نہ وہ حقدار تم سے تقاضا کرسکتا ہے۔ مسئلہ (۵): کہیں جانے کیلئے تم نے کوئی یکہ یا بہلی کرایہ پر لی اور اس بہلی والے کی کسی نے ذمہ داری کر لی کہ اگر یہ نہ لے گیا تو میں اپنی بہلی دیدوں گا تو یہ ذمہ داری درست ہے۔ اگر وہ نہ دے تو اس ذمہ دار کو دینا پڑے گی۔ مسئلہ (۶): تم نے اپنی چیز کسی کو دی کہ جاؤ اس کو بیچ لاؤ۔ وہ بیچ لایا۔ لیکن دام نہیں لایا اور کہا کہ دام کہیں نہیں جاسکتے دام کا میں ذمہ دار ہوں اس سے نہ ملے تو مجھ سے لے لینا تو یہ ذمہ داری صحیح نہیں۔ مسئلہ (۷): کسی نے کہا کہ اپنی مرغی اس میں بند رہنے دو اگر بلی لیجائے تو میرا ذمہ۔ مجھ سے لے لینا یا بکری کو کہا کہ اگر بھیڑیا لیجائے تو مجھ سے لے لینا تو یہ ذمہ داری صحیح نہیں۔ مسئلہ (۸): نابالغ لڑکا یا لڑکی اگر کسی کی ذمہ داری کرے تو وہ ذمہ داری صحیح نہیں۔

اپنا قرضہ دوسرے پر اتار دینے کا بیان: مسئلہ (۱): شفیعہ کا تمہارے ذمہ کچھ قرضہ ہے اور رابعہ تمہاری قرضدار ہے۔ شفیعہ نے تم سے تقاضا کیا۔ تم نے کہا کہ رابعہ ہماری قرضدار ہے تم اپنا قرضہ اسی سے لے لو ہم سے نہ مانگو اگر اسی وقت شفیعہ یہ بات منظور کرلے اور رابعہ بھی اس پر راضی ہو جائے تو شفیعہ کا قرضہ تمہارے ذمہ سے اتر گیا اب شفیعہ تم سے بالکل تقاضا نہیں کرسکتی بلکہ اسی رابعہ سے مانگے چاہے جب ملے اور جتنا قرضہ تم نے شفیعہ کو دلایا ہے اتنا اب تم رابعہ سے نہیں لے سکتیں البتہ اگر رابعہ اس سے زیادہ کی قرضدار ہے تو جو کچھ زیادہ ہے وہ لے سکتی ہے پھر اگر رابعہ نے شفیعہ کو دیدیا تب تو خیر اور اگر نہ دیا اور مرگئی تو جو کچھ مال اسباب چھوڑا ہے وہ بیچ کر شفیعہ کو دلادینگے اور اگر اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا جس سے قرضہ دلادیں یا اپنی زندگی میں ہی مکر گئی اور قسم کھالی کہ تمہارے قرضہ سے مجھ کو کچھ واسطہ نہیں اور گواہ بھی نہیں ہیں اب اس صورت میں پھر شفیعہ تم سے تقاضا کرسکتی ہے اور اپنا قرضہ تم سے لے سکتی ہے اور اگر تمہارے کہنے پر شفیعہ رابعہ سے لینا منظور نہ کرے یا رابعہ اس کو دینے پر راضی نہ ہو تو قرضہ تم سے نہیں اترا۔ مسئلہ (۲): رابعہ تمہاری قرضدار نہ تھی تم نے یونہی اپنا قرضہ اس پر اتار دیا اور رابعہ نے مان لیا اور شفیعہ نے بھی قبول و منظور کرلیا تب بھی تمہارے ذمہ سے شفیعہ کا قرضہ اتر کر رابعہ کے ذمہ ہو گیا اس لئے اس کا بھی وہی حکم ہے جو ابھی بیان ہوا۔ اور جتنا روپیہ رابعہ کو دینا پڑے گا دینے کے بعد تم سے لے لے اور دینے سے پہلے ہی لے لینے کا حق نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): اگر رابعہ کے پاس تمہارے روپے امانت رکھے تھے اس لئے تم نے اپنا قرضہ رابعہ پر اتار دیا پھر وہ روپے کسی طرح ضائع ہو گئے تو اب رابعہ ذمہ دار نہیں رہی بلکہ اب شفیعہ تم ہی سے تقاضا کریگی اور تم ہی سے لے گی۔ اب رابعہ سے مانگنے اور لینے کا حق نہیں رہا۔ مسئلہ (۴): رابعہ پر قرضہ اتار دینے کے بعد اگر تم ہی وہ قرضہ ادا کردو اور شفیعہ کو دیدو تو یہ بھی صحیح ہے۔ شفیعہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں تم سے نہ لونگی بلکہ میں تو رابعہ ہی سے لونگی۔

کسی کو وکیل کر دینے کا بیان: مسئلہ (۱): جس کام کو آدمی خود کر سکتا ہے اس میں یہ بھی اختیار ہے کہ کسی اور سے کہہ دے تم ہمارا یہ کام کر دو جیسے بیچنا مول لینا کرایہ پر لینا دینا، نکاح کرنا وغیرہ مثلاً ماما کو بازار سودا لینے بھیج دیا یا ماما کے ذریعہ سے کوئی چیز بکوائی یا یکہ بہلی کرایہ پر منگوایا اور جس سے کام کرایا ہے شریعت میں اس کو وکیل کہتے ہیں جیسے ماما کو یا کسی نوکر کو سودا لینے بھیجا تو وہ تمہارا وکیل کہلائے گا۔ مسئلہ (۲): تم نے ماما سے گوشت منگوایا وہ ادھار لے آئی تو وہ گوشت والا تم سے دام کا تقاضا نہیں کر سکتا۔ اسی ماما سے تقاضا کرے اور ماما تم سے تقاضا کریگی۔ اسی طرح اگر کوئی چیز تم نے ماما سے بکوائی تو اس لینے والے سے تم کو تقاضا کرنے اور دام کے وصول کرنیکا حق نہیں ہے۔ اس نے جس سے چیز پائی ہے اسی کو دام بھی دیگا اور اگر وہ خود تم کو دام دیدے تب بھی جائز ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تم کو نہ دے تو تم زبردستی نہیں کر سکتیں۔ مسئلہ (۳): تم نے نوکر سے کوئی چیز منگوائی وہ لے آیا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک تم سے دام نہ لے تب تک وہ چیز تم کو نہ دے چاہے اس نے اپنے پاس سے دام دیدیئے ہوں یا ابھی نہ دیئے ہوں دونوں کا ایک حکم ہے البتہ اگر وہ دس پانچ دن کے وعدہ پر ادھار لایا ہو تو جتنے دن کا وعدہ کر آیا ہے اس سے پہلے دام نہیں مانگ سکتا۔ مسئلہ (۴): تم نے سیر بھر گوشت منگوایا تھا۔ وہ ڈیڑھ سیر اٹھا لایا تو پورا ڈیڑھ سیر لینا واجب نہیں۔ اگر تم نہ لو تو آدھ سیر اس کو لینا پڑیگا۔ مسئلہ (۵): تم نے کسی سے کہا کہ فلانی بکری جو فلاں کے یہاں ہے اس کو جا کر دو روپے میں لے آؤ تو اب وہ وکیل وہی بکری خود اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔ غرضیکہ جو چیز خاص تم مقرر کر کے بتلا دو اس وقت اس کو اپنے لئے خریدنا درست نہیں البتہ جو دام تم نے بتلائے ہیں اس سے زیادہ میں خرید لیا تو اپنے لئے خریدنا درست ہے اور اگر تم نے کچھ دام نہ بتلائے ہوں تو کسی طرح اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔ مسئلہ (۶): اگر تم نے کوئی خاص بکری نہیں بتلائی بس اتنا کہا کہ ایک بکری کی ضرورت ہے ہم کو خرید دو تو وہ اپنے لئے بھی خرید سکتا ہے جو بکری چاہے تمہارے لئے خریدے جو بکری چاہے اپنے لئے خریدے اگر خود لینے کی نیت سے خریدے تو اس کی ہوئی اور اگر تمہارے دینے کی نیت سے خریدے تو تمہاری ہوئی اور اگر تمہارے دیئے ہوئے داموں سے خریدے تو بھی تمہاری ہونی چاہئے جس نیت سے خریدے۔ مسئلہ (۷): تمہارے لئے اس نے بکری خریدی پھر ابھی تم کو دینے نہ پایا تھا کہ بکری مر گئی یا چوری ہوگئی تو اس بکری کے دام تم کو دینا پڑینگے اگر تم کہو گی کہ تو نے اپنے لئے خریدی تھی ہمارے لئے نہیں خریدی تو اگر تم پہلے اس کو دام دے چکی ہو تو تمہارے گئے اور اگر تم نے ابھی دام نہیں دیئے اور اب وہ دام مانگتا ہے تو تم اگر قسم کھا جاؤ کہ تو نے اپنے لئے خریدی تھی تو اسکی بکری گئی اور اگر قسم نہ کھا سکو تو اسکی بات کا اعتبار کرو۔ مسئلہ (۸): اگر نوکر ماما کوئی چیز گراں خرید لائی اگر تھوڑا فرق ہے تب تو تم کو لینا پڑیگا اور دام دینا پڑینگے اور اگر بہت زیادہ گراں لے آئی کہ اتنے دام کوئی نہیں لگا سکتا تو اس کا لینا واجب نہیں اگر نہ لو تو اس کو لینا پڑیگا۔ مسئلہ (۹): تم نے کسی کو کوئی چیز بیچنے کو دی تو اس کو یہ جائز نہیں کہ خود لے لے اور دام تم کو دیدے اسی طرح اگر تم نے کچھ منگوا کہ فلانی چیز خرید لاؤ تو وہ اپنی چیز تم کو نہیں دے سکتا اور اگر اپنی چیز دینا یا خود لینا منظور ہو تو صاف صاف کہہ

دے کہ یہ چیز میں لیتا ہوں مجھ کو دیدو یا یوں کہدے کہ یہ میری چیز تم لے لو اور اتنے دام دیدو بغیر بتلائے ہوئے ایسا کرنا جائز نہیں۔ **مسئلہ (۱۰)**: تم نے ماما سے بکری کا گوشت منگوایا وہ گائے کا گوشت لے آئی تم کو اختیار ہے چاہے لو چاہے نہ لو، اسی طرح تم نے آلو منگوائے وہ بھنڈیاں لے آئی یا کچھ اور لے آئی تو اس کا لینا ضروری نہیں اگر تم انکار کرو تو اس کو لینا پڑیگا۔ **مسئلہ (۱۱)**: تم نے ایک پیسہ کی چیز منگوائی وہ دو پیسہ کی لے آئی تو تم کو اختیار ہے کہ ایک ہی پیسہ کے موافق لو اور ایک پیسہ کی جو زائد لائی وہ اسی کے سر ڈالو۔ **مسئلہ (۱۲)**: تم نے دو شخصوں کو بھیجا کہ جاؤ فلاں چیز خرید لاؤ تو خریدتے وقت دونوں کو موجود رہنا چاہئے فقط ایک آدمی کو خریدنا جائز نہیں اگر ایک ہی آدمی خریدے تو وہ بیع موقوف ہے جب تم منظور کرلوگی تو صحیح ہو جائے گی۔ **مسئلہ (۱۳)**: تم نے کسی سے کہا کہ ہمیں ایک گائے یا بکری یا اور کچھ کہا کہ فلانی چیز خرید کر لا دو اس نے خود نہیں خریدا بلکہ کسی اور سے کہہ دیا۔ اس نے خریدا تو اس کا لینا تمہارے ذمہ واجب نہیں چاہے لو چاہے نہ لو دونوں اختیار ہیں۔ البتہ اگر وہ خود تمہارے لئے خریدے تو تم کو لینا پڑے گا۔

وکیل کے برطرف کر دینے کا بیان: وکیل کے موقوف اور برطرف کرنے کا تم کو ہر وقت اختیار ہے مثلاً تم نے کسی سے کہا تھا کہ ہم کو ایک بکری کی ضرورت ہے کہیں مل جائے تو لے لینا پھر منع کر دیا کہ اب نہ لینا تو اب اس کو لینے کا اختیار نہیں اگر لیویگا تو اسی کے سر پڑیگی تم کو نہ لینا پڑیگی۔ **مسئلہ (۱)**: اگر خود اس کو نہیں منع کیا بلکہ خط لکھ کر بھیجا یا آدمی بھیج کر اطلاع کر دی کہ اب نہ لینا تب بھی وہ برطرف ہو گیا اور اگر تم نے اطلاع نہیں دی کسی اور آدمی نے اپنے طور پر اس سے کہہ دیا کہ تم کو فلاں نے برطرف کر دیا ہے اب نہ خریدنا تو اگر دو آدمیوں نے اطلاع دی ہو یا ایک ہی نے اطلاع دی اگر وہ معتبر اور پابند شرع ہے تو برطرف ہو گیا اور اگر ایسا نہ ہو تو برطرف نہیں ہوا۔ اگر وہ خرید لے تو تم کو لینا پڑے گا۔

مضاربت کا بیان یعنی ایک کا روپیہ ایک کا کام: **مسئلہ (۱)**: تم نے تجارت کیلئے کسی کو روپے دیئے کہ اس سے تجارت کرو جو کچھ نفع ہوگا وہ ہم تم بانٹ لیں گے یہ جائز ہے اس کو مضاربت کہتے ہیں لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں اگر ان شرطوں کے موافق ہو تو صحیح ہے نہیں تو ناجائز اور فاسد ہے ایک تو جتنا روپیہ دینا ہو وہ بتلا دو اور اس کو تجارت کیلئے دے بھی دو اپنے پاس نہ رکھو۔ اگر روپیہ اس کے حوالہ نہ کیا اپنے ہی پاس رکھا تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ دوسرے یہ کہ نفع بانٹنے کی صورت طے کرلو اور بتلا دو کہ تم کو کتنا ملے گا اور اس کو کتنا اگر یہ بات طے نہ ہوئی بس اتنا ہی کہا کہ نفع ہم تم دونوں بانٹ لیں گے تو یہ فاسد ہے۔ تیسری یہ کہ نفع تقسیم کرنے کو اس طرح طے نہ کرو کہ جس قدر نفع ہو اس میں سے دس روپے ہمارے باقی تمہارے یا دس روپے تمہارے باقی ہمارے غرضیکہ کچھ خاص رقم مقرر نہ کرو اتنی ہماری یا اتنی تمہاری بلکہ یوں طے کرو کہ آدھا ہمارا آدھا تمہارا یا ایک حصہ اس کا دو حصہ اس کے یا ایک حصہ ایک کا باقی تین حصے دوسرے کے غرضیکہ نفع کی تقسیم حصوں کے اعتبار سے کرنا چاہئے نہیں تو معاملہ فاسد ہو جائیگا۔ اگر کچھ نفع ہوگا تب تو وہ کام کرنیوالا اس میں سے اپنا حصہ پاویگا اور اگر کچھ نفع نہ ہوا تو کچھ نہ

پاویگا اگر یہ شرط کرلی کہ اگر نفع نہ ہوا تب بھی ہم تم کو اصل مال میں سے اتنا دیدیں گے تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ اسی طرح اگر یہ شرط کرلی کہ اگر نقصان ہوگا تو اس کام کے کرنیوالے کے ذمہ پڑیگا یا دونوں کے ذمہ ہوگا یہ بھی فاسد ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو کچھ نقصان ہو وہ مالک کے ذمہ ہے۔ اسی کا روپیہ گیا۔ مسئلہ (۲): جب تک روپیہ اس کے پاس موجود ہو اور اس نے اسباب نہ خریدا ہو تب تک تو تم کو اس کے موقوف کردینے اور روپیہ واپس لے لینے کا اختیار ہے اور جب وہ مال خرید چکا تو اب موقوفی کا اختیار نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): اگر یہ شرط کرلی کہ تمہارے ساتھ ہم کام کرینگے یا ہمارا فلاں آدمی تمہارے ساتھ کام کریگا تو یہ فاسد ہے۔ مسئلہ (۴): اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ معاملہ صحیح ہوا ہے کوئی واہیات شرط نہیں لگائی ہے تو نفع میں دونوں شریک ہیں جس طرح طے کیا ہوا بانٹ لیں اور کچھ نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو اس آدمی کو کچھ نہ ملے گا اور نقصان کا تاوان اس کو نہ دینا پڑے گا اور اگر وہ معاملہ فاسد ہو گیا تو پھر وہ کام کرنیوالا نفع میں شریک نہیں ہے بلکہ وہ بمنزلہ نوکر کے ہے یہ دیکھو کہ ایسا آدمی اگر نوکر رکھا جائے تو کتنی تنخواہ دینی پڑے گی۔ بس اتنی ہی تنخواہ اس کو ملے گی نفع ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی۔ بہر حال تنخواہ پاویگا اور نفع سب مالک کا ہے۔ لیکن اگر تنخواہ زیادہ بیٹھتی ہے اور جو نفع ٹھہرا تھا اگر اس کے حساب سے دیں تو کم بیٹھتا ہے تو اس صورت میں تنخواہ نہ دینگے بلکہ نفع بانٹ لیں گے۔ تنبیہ :۔ چونکہ اس قسم کے مسئلوں کو عورتوں کو نہایت کم ضرورت پڑتی ہے اس لئے ہم زیادہ نہیں لکھتے جب کبھی ایسا معاملہ ہوا کرے اس کی ہر ایک بات کو کسی مولوی سے پوچھ لیا کرو تاکہ گناہ نہ ہو۔

امانت رکھنے اور رکھانے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی نے کوئی چیز تمہارے پاس امانت رکھائی اور تم نے لے لی تو اب اسکی حفاظت کرنا تم پر واجب ہو گیا اور اگر حفاظت میں کوتاہی کی اور وہ چیز ضائع ہوگئی تو اس کا تاوان یعنی ڈنڈ دینا پڑیگا البتہ اگر حفاظت میں کوتاہی نہیں ہوئی پھر بھی کسی وجہ سے وہ چیز جاتی رہی مثلاً چوری ہوگئی یا گھر میں آگ لگ گئی تو اس میں جل گئی تو اس کا تاوان وہ نہیں لے سکتی بلکہ امانت رکھتے وقت یہ اقرار کرلیا کہ اگر جاتی رہے تو میں ذمہ دار ہوں مجھ سے دام لینا تب بھی اس کو تاوان لینے کا اختیار نہیں یوں تم اپنی خوشی سے دیدو وہ اور بات ہے۔ مسئلہ (۲): کسی نے کہا میں ذرا کام سے جاتی ہوں میری چیز رکھ لو۔ تم نے کہا اچھا رکھ دو یا تم نہیں بولیں وہ تمہارے پاس رکھ کے چلی گئی تو امانت ہوگئی۔ البتہ اگر تم نے صاف کہہ دیا کہ میں نہیں جانتی اور کسی کے پاس رکھ دو یا کچھ اور کہہ کے انکار کردیا پھر بھی وہ رکھ کے چلی گئی تو اب وہ چیز تمہاری امانت میں نہیں ہے البتہ اگر اس کے چلے جانے کے بعد تم نے اٹھا کر رکھ لیا تو اب امانت ہو جائے گی۔ مسئلہ (۳): کئی عورتیں بیٹھی تھیں ان کے سپرد کر کے چلی گئی تو سب پر اس چیز کی حفاظت واجب ہے اگر وہ چھوڑ کر چلی گئیں اور وہ چیز جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا اور اگر سب ساتھ نہیں اٹھیں۔ ایک ایک کر کے اٹھیں تو جو سب سے اخیر میں رہ گئی اس کے ذمہ حفاظت ہوگئی۔ اب اگر وہ چلی گئی اور چیز جاتی رہی تو اسی سے تاوان لیا جائے گا۔ مسئلہ (۴): جس کے پاس کوئی امانت ہو اس کو اختیار ہے کہ چاہے خود اپنے پاس حفاظت سے رکھے یا اپنی ماں بہن اپنے شوہر وغیرہ کسی ایسے رشتہ دار کے پاس رکھا دے کہ ایک ہی گھر

میں اس کے ساتھ رہتے ہوں جن کے پاس اپنی چیز بھی ضرورت کے وقت رکھا دیتی ہو۔ لیکن اگر کوئی دیانتدار نہ ہو تو اس کے پاس رکھانا درست نہیں، اگر جان بوجھ کر ایسے غیر معتبر کے پاس رکھ دیا تو ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑیگا اور ایسے رشتہ دار کے سوا کسی اور کے پاس بھی پرائی امانت کا رکھانا بدون مالک کی اجازت کے درست نہیں چاہے وہ بالکل غیر ہو یا کوئی رشتہ دار بھی لگتا ہو۔ اگر اوروں کے پاس رکھ دیا تو بھی ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑیگا۔ البتہ وہ غیر ایسا شخص ہے کہ یہ اپنی چیزیں بھی اس کے پاس رکھتی ہے تو درست ہے۔ **مسئلہ (۵):** کسی نے کوئی چیز رکھائی اور تم بھول گئیں اسے وہیں چھوڑ کر چلی گئیں تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑیگا یا کوٹھری صندوقچہ وغیرہ کا قفل کھول کر تم چلی گئیں اور وہاں ایرے غیرے سب جمع ہیں اور وہ چیز ایسی ہیں کہ عرفاً بغیر قفل لگائے اسکی حفاظت نہیں ہوسکتی تب بھی ضائع ہو جانے سے تاوان دینا ہو گا۔ **مسئلہ (۶):** گھر میں آگ لگ گئی تو ایسے وقت غیر کے پاس بھی پرائی امانت کا رکھ دینا جائز ہے لیکن جب وہ عذر جاتا رہے تو فوراً لے لینا چاہئے اگر واپس نہ لیو گی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح مرتے وقت اگر کوئی اپنے گھر کا آدمی موجود نہ ہو تو پڑوسی کے سپرد کر دینا درست ہے۔ **مسئلہ (۷):** اگر کسی نے کچھ روپے پیسے امانت رکھائے تو بعینہ ان ہی روپوں پیسوں کا حفاظت سے رکھنا واجب ہے نہ تو اپنے روپوں میں ان کا ملانا جائز ہے اور نہ ان کا خرچ کرنا جائز ہے یہ نہ سمجھو کہ روپیہ روپیہ سب برابر لاؤ اس کو خرچ کر ڈالیں جب مانگیں گی تو اپنا روپیہ دیدیں گے البتہ اگر اس نے اجازت دیدی ہو تو ایسے وقت میں خرچ کرنا درست ہے لیکن اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہی روپیہ تم الگ رہنے دو تب وہ روپیہ امانت سمجھا جائیگا۔ اگر جاتا رہا تو تاوان نہ دینا پڑیگا اور اگر تم نے اجازت لیکر اسے خرچ کر دیا تو اب وہ تمہارے ذمہ قرض ہو گیا۔ امانت نہیں رہا۔ لہٰذا اب بہر حال تم کو دینا پڑے گا۔ اگر خرچ کرنے کے بعد تم نے اتنا ہی روپیہ اس کے نام سے الگ کر کے رکھ دیا تب بھی وہ امانت نہیں وہ تمہارا ہی روپیہ ہے۔ اگر چوری ہو گیا تو تمہارا گیا اسکو پھر دینا پڑے گا۔ غرضیکہ خرچ کرنے کے بعد جب تک اس کو ادا نہ کر دو گی تب تک تمہارے ذمہ رہیگا۔ **مسئلہ (۸):** سو روپے کسی نے تمہارے پاس امانت رکھائے۔ اس میں سے پچاس تم نے اجازت لیکر خرچ کر ڈالے تو پچاس روپے تمہارے ذمہ قرض ہو گئے اور پچاس امانت ہیں۔ اب جب تمہارے پاس روپے ہوں تو اپنے پاس کے پچاس روپے اس امانت کے پچاس روپوں میں نہ ملاؤ۔ اگر اس میں ملا دو گی تو وہ بھی امانت نہ رہیں گے۔ یہ پورے سو روپے تمہارے ذمہ قرض ہو جائیں گے اگر جاتے رہے تو پورے سو دینے پڑینگے۔ کیونکہ امانت کا روپیہ اپنے روپیہ میں ملا دینے سے امانت نہیں رہتا بلکہ قرض ہو جاتا ہے اور ہر حال میں دینا پڑتا ہے۔ **مسئلہ (۹):** تم نے اجازت لیکر اس کے سو روپے اپنے سو روپوں میں ملا دیئے تو وہ سب روپیہ دونوں کی شرکت میں ہو گیا۔ اگر چوری ہو جائے تو دونوں کا ہو گیا کچھ نہ دینا پڑے گا اور اگر اس میں سے کچھ چوری ہو گیا کچھ رہ گیا تب بھی آدھا اس کا گیا آدھا اس کا گیا اور اگر سو ایک کے ہوں دو سو ایک کے تو اس کے حصہ کے موافق اس کا جائے گا اسی کے حصہ کے موافق اس کا۔ مثلاً اگر بارہ روپے جاتے رہے ہوں تو چار روپے

ایک سو روپے والے کے گئے اور آٹھ روپے دو سو روپیہ والے کے۔ یہ حکم اسی وقت ہے جب اجازت سے ملائے ہوں اور اگر بغیر اجازت کے اپنے روپیوں میں ملا دیا ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو بیان ہو چکا کہ امانت کا روپیہ بلا اجازت اپنے روپے میں ملا لینے سے قرض ہو جاتا ہے اس لئے اب وہ روپیہ امانت نہیں رہا جو کچھ گیا تمہارا گیا اس کا روپیہ اس کو بہر حال دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۰): کسی نے بکری یا گائے وغیرہ امانت رکھائی تو اس کا دودھ پینا یا کسی اور طرح سے اس سے کام لینا درست نہیں۔ البتہ اجازت سے یہ سب جائز ہو جاتا ہے بلا اجازت جتنا دودھ لیا ہے اس کے دام دینے پڑینگے۔ مسئلہ (۱۱): کسی نے ایک کپڑا یا زیور یا چارپائی وغیرہ رکھائی اسکی بلا اجازت اس کا برتنا درست نہیں۔ اگر اس نے بلا اجازت کپڑا یا زیور وغیرہ پہنا یا چارپائی پر لیٹی بیٹھی اور اس کے برتنے کے زمانہ میں وہ کپڑا پھٹ گیا یا چور لے گیا یا زیور چارپائی وغیرہ ٹوٹ گئی یا چوری ہو گئی تو تاوان دینا پڑے گا۔ البتہ اگر توبہ کر کے پھر اسی طرح حفاظت سے رکھ دیا پھر کسی طرح ضائع ہوا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۲): صندوق میں سے امانت کا کپڑا نکالا کہ شام کو یہی پہن کر فلانی جگہ جاؤں گی۔ پھر پہننے سے پہلے ہی وہ جاتا رہا تو بھی تاوان دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۱۳): امانت کی گائے یا بکری وغیرہ بیمار پڑ گئی۔ تم نے اس کی دوا کی اس دوا سے وہ مر گئی تو تاوان دینا پڑیگا۔ اگر دوا نہ کی اور وہ مر گئی تو تاوان نہ دینا پڑیگا۔ مسئلہ (۱۴): کسی نے امانت رکھنے کو روپیہ دیا تم نے بٹوے میں ڈال لیا یا ازار بند میں باندھ لیا لیکن ڈالتے وقت وہ روپیہ ازار بند میں بٹوے میں نہیں پڑا بلکہ نیچے گر گیا مگر تم یہی سمجھیں کہ میں نے بٹوے میں رکھ لیا تو تاوان نہ دینا پڑیگا۔ مسئلہ (۱۵): جب وہ اپنی امانت مانگے تو فوراً اس کو دیدینا واجب ہے۔ بلا عذر نہ دینا اور دیر کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے اپنی امانت مانگی تم نے کہا بہن اس وقت ہاتھ خالی نہیں کل لے لینا، اس نے کہا اچھا کل سہی تب تو خیر کچھ حرج نہیں اور اگر وہ کل کے لینے پر راضی نہ ہوئی اور نہ دینے سے خفا ہو کر چلی گئی تو اب وہ چیز امانت نہیں رہی اب اگر جاتی رہیگی تو تم کو تاوان دینا پڑیگا۔ مسئلہ (۱۶): کسی نے اپنا آدمی امانت مانگنے کیلئے بھیجا تم کو اختیار ہے کہ اس آدمی کو نہ دو اور کہلا بھیجو کہ وہ خود ہی آکر اپنی چیز لے جائے ہم کسی اور کو نہ دینگے اور اگر تم نے اس کو سچا سمجھ کر دیدیا اور پھر مالک نے کہا کہ میں نے اس کو نہ بھیجا تھا تم نے کیوں دیا تو وہ تم سے لے سکتا ہے اور تم اس آدمی سے وہ شے لوٹا سکتی ہو اور اگر اس کے پاس وہ شے جاتی رہی ہو تو تم اس سے دام نہیں لے سکتی ہو اور مالک تم سے دام لے گا۔

مانگنے کی چیز کا بیان: مسئلہ (۱): کسی سے کوئی کپڑا یا زیور یا چارپائی برتن وغیرہ کوئی چیز کچھ دن کیلئے مانگ لی کہ ضرورت نکل جانے کے بعد دی جائے گی تو اس کا حکم بھی امانت کی طرح ہے اب اس کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا واجب ہے۔ اگر باوجود حفاظت کے جاتی رہے تو جس کی چیز ہے اس کو تاوان لینے کا حق نہیں ہے بلکہ اگر تم نے اقرار کر لیا ہو کہ اگر جائے گی تو ہم سے دام لے لینا تب بھی تاوان لینا درست نہیں البتہ حفاظت نہ کی اس وجہ سے جاتی رہی تو تاوان دینا پڑیگا اور مالک کو ہر وقت اختیار ہے جب چاہے اپنی چیز لے لے تم کو انکار کرنا درست نہیں۔ اگر مانگنے پر نہ دی تو پھر ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑیگا۔ مسئلہ

(۲): جس طرح برتنے کی اجازت مالک نے دی ہو اسی طرح برتنا جائز ہے اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اگر خلاف کریگی تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑیگا جیسے کسی نے اوڑھنے کو دوپٹہ دیا یا اس کو بچھا کر لیٹی اس لئے وہ خراب ہوگیا یا چارپائی پر اتنے آدمی لد گئے کہ وہ ٹوٹ گئی یا شیشہ کا برتن آگ پر رکھ دیا وہ ٹوٹ گیا یا کچھ اور ایسی خلاف بات کی تو تاوان دینا پڑیگا۔ اسی طرح اگر چیز مانگ لائی اور یہ بدنیتی کی کہ اب اسکو لوٹا کر نہ دونگی بلکہ ہضم کر جاؤں گی تب بھی تاوان دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۳): ایک یا دو دن کیلئے کوئی چیز منگوائی تو اب ایک دو دن کے بعد پھیر دینا ضروری ہے جتنے دن کے وعدے پر لائی تھی۔ اتنے ہی دن کے بعد اگر نہ پھیرے گی تو جاتی رہنے پر تاوان دینا پڑیگا۔ مسئلہ (۴): جو چیز مانگ لی ہے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ مالک نے زبان سے صاف کہہ دیا کہ چاہے خود برتو چاہے دوسرے کو دو۔ مانگنے والی کو درست ہے کہ دوسرے کو بھی برتنے کیلئے دیدے اسی طرح اگر اس نے صاف تو نہیں کہا مگر اس سے میل جول ایسا ہے کہ اس کو یقین ہے کہ ہر طرح اسکی اجازت ہے۔ تب بھی یہی حکم ہے اور اگر مالک نے صاف منع کر دیا کہ دیکھو تم خود برتنا کسی اور کو مت دینا تو اس صورت میں کسی طرح درست نہیں کہ دوسرے کو برتنے کیلئے دی جائے اور اگر مانگنے والی نے یہ کہہ کر منگائی کہ میں تو برتوں گی اور مالک نے دوسرے کے برتنے سے نہ منع کیا اور نہ صاف اجازت دی تو اس چیز کو دیکھو کیسی ہے اگر وہ ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک ہی طرح برتا کرتے ہیں برتنے میں فرق نہیں ہوتا تو خود بھی برتنا درست ہے اور دوسرے کو برتنے کیلئے بھی دینا درست ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک طرح نہیں برتا کرتے بلکہ کوئی اچھی طرح برتتا ہے کوئی بری طرح۔ تو ایسی چیز تم دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتیں۔ اسی طرح اگر یہ کہہ کر منگائی ہے کہ ہمارا فلانا رشتہ دار یا ملاقاتی برتے گا اور مالک نے تمہارے برتنے نہ برتنے کا ذکر نہیں کیا تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ اول قسم کی چیز کو تم بھی برت سکتی ہو اور دوسری قسم کی چیز کو تم نہ برت سکو گی صرف وہی برتے گا جس کے برتنے کے نام سے منگائی ہے اور اگر تم نے یونہی منگا بھیجی نہ اپنے برتنے کا نام لیا نہ دوسرے کے برتنے کا اور مالک نے بھی کچھ نہیں کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اول قسم کی چیز کو تم بھی برت سکتی ہو اور دوسرے کو بھی برتنے کیلئے دے سکتی ہو اور دوسرے قسم کی چیز میں حکم یہ ہے کہ اگر تم نے برتنا شروع کر دیا تب تو دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتیں اور اگر دوسرے سے برتوا لیا تو تم نہیں برت سکتیں، خوب سمجھ لو۔ مسئلہ (۵): ماں باپ وغیرہ کا کسی چھوٹے نابالغ کی چیز کا مانگے دینا جائز نہیں ہے اگر وہ چیز جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر خود نابالغ اپنی چیز دیدے اس کا لینا بھی جائز نہیں ہے۔ مسئلہ (۶): کسی سے کوئی چیز مانگ کر لائی گئی پھر وہ مالک مر گیا تو اب مرنے کے بعد وہ مانگے کی چیز نہیں رہی اب اس سے کام لینا درست نہیں۔ اسی طرح اگر وہ مانگنے والی مر گئی تو اس کے وارثوں کو اس سے نفع اٹھانا درست نہیں۔

ہبہ **یعنی کسی کو کچھ دے دینے کا بیان:** مسئلہ (۱): تم نے کسی کو کوئی چیز دی اور اس نے منظور کر لیا یا منہ سے کچھ نہیں کہا بلکہ تم نے اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اس نے لے لیا تو اب وہ چیز اسی کی ہوگئی۔ اب تمہاری نہیں

رہی بلکہ وہی اس کی مالک ہے اس کو شرع میں ہبہ کہتے ہیں لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں ایک تو اس کے حوالے کر دینا اور اس کا قبضہ کر لینا ہے اگر تم نے کہا کہ یہ چیز ہم نے تم کو دیدی اس نے کہا ہم نے لے لی لیکن ابھی تم نے اس کے حوالہ نہیں کیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا ابھی تک وہ چیز تمہاری ہی ملک میں ہے البتہ اگر اس چیز پر اپنا قبضہ کر لیا تو اب قبضہ کر لینے کے بعد اس کی مالک بنی۔ مسئلہ (۲): تم نے وہ دی ہوئی چیز اس کے سامنے اس طرح رکھ دی کہ اگر وہ اٹھانا چاہے تو لے سکے اور یہ کہہ دیا کہ لو اس کو لے لو اس کے پاس رکھ دینے سے بھی وہ مالک بن گئی ایسا سمجھیں گے کہ اس نے اٹھالیا اور قبضہ کر لیا۔ مسئلہ (۳): بند صندوق میں کچھ کپڑے دے دیئے لیکن اسکی کنجی نہیں دی تو یہ قبضہ نہیں ہوا جب کنجی دے گی تب قبضہ ہوگا۔ اس وقت اس کی مالک بنے گی۔ مسئلہ (۴): کسی بوتل میں تیل رکھا ہے یا اور کچھ رکھا ہے تم نے وہ بوتل کسی کو دیدی لیکن تیل نہیں دیا تو یہ دینا صحیح نہیں۔ اگر وہ قبضہ کر لے تو بھی اسکی مالک نہ ہوگی۔ جب اپنا تیل نکال کے دوگی تب وہ مالک ہوگی اور اگر تیل کسی کو دیدیا مگر بوتل نہیں دی اور اس نے بوتل سمیت لے لیا کہ ہم خالی کر کے پھیر دیدیں گے تو یہ تیل کا دینا صحیح ہے قبضہ کر لینے کے بعد مالک بن جائے گی غرضیکہ جب برتن وغیرہ کوئی چیز دو تو خالی کر کے دینا شرط ہے بغیر خالی کئے دینا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے مکان دیا تو اپنا سارا مال اسباب نکال کے خود بھی گھر سے نکل کر دینا چاہئے۔ مسئلہ (۵): اگر کسی کو آدھی یا تہائی یا چوتھائی چیز دو پوری چیز نہ دو تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیکھو وہ کس قسم کی چیز ہے آدھی بانٹ دینے کے بعد بھی کام کی رہے گی یا نہ رہے گی۔ اگر بانٹ دینے کے بعد اس کام کی نہ رہے جیسے چکی کہ اگر بیچ سے توڑ کے دیدو تو پیسنے کے کام کی نہ رہے گی اور جیسے چوکی، پلنگ، پتیلی، لوٹا، کٹورا، پیالہ، صندوق اور جانور وغیرہ ایسی چیزوں کو بغیر تقسیم کئے بھی آدھی تہائی جو کچھ دینا منظور ہو جائز ہے اگر وہ قبضہ کرے تو جتنا حصہ تم نے دیا ہے اس کی مالک بن گئی اور وہ چیز ساجھے میں ہوگئی اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہیگی جیسے زمین، گھر، کپڑے کا تھان، جلانیکی لکڑی، اناج، غلہ، دودھ، دہی وغیرہ تو بغیر تقسیم کئے انکا دینا صحیح نہیں ہے اگر تم نے کسی سے کہا ہم نے اس برتن کا آدھا گھی تم کو دے دیا اور وہ کہے ہم نے لے لیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا بلکہ اگر وہ برتن پر قبضہ بھی کر لے تب بھی اسکی مالک نہیں ہوئی ابھی سارا گھی تمہارا ہی ہے ہاں اس کے بعد اگر اس میں آدھا گھی الگ کر کے اس کے حوالہ کر دو تو اب البتہ اسکی مالک ہو جائے گی۔ مسئلہ (۶): ایک تھان یا ایک مکان یا باغ وغیرہ دو آدمیوں نے مل کر آدھا آدھا خریدا تو جب تک تقسیم نہ کر لو تب تک اپنا آدھا حصہ کسی کو دینا صحیح نہیں۔ مسئلہ (۷): آٹھ آنہ یا بارہ آنہ پیسے دو شخصوں کو دیئے کہ تم دونوں آدھے آدھے لے لو یہ صحیح نہیں۔ بلکہ آدھے آدھے تقسیم کر کے دینا چاہئیں البتہ اگر وہ دونوں فقیر ہوں تو تقسیم کی ضرورت نہیں اور اگر ایک روپیہ یا ایک پیسہ دو آدمیوں کو دیا تو یہ دینا صحیح ہے۔ مسئلہ (۸): بکری یا گائے وغیرہ کے پیٹ میں بچہ ہے تو پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کا دیدینا صحیح نہیں ہے بلکہ پیدا ہونے کے بعد اگر وہ قبضہ بھی کر لے تب بھی مالک نہیں ہوئی۔ اگر دینا ہو تو پیدا ہونے کے بعد پھر دے دے۔ مسئلہ (۹): کسی نے بکری دی اور کہا کہ اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کو ہم نہیں دیتے وہ ہمارا ہی ہے تو بکری اور بچہ دونوں اسی کے ہو گئے پیدا ہونے کے بعد بچے

کے لینے کا اختیار نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۰): تمہاری کوئی چیز کسی کے پاس امانت رکھی ہے تم نے اسی کو دیدی تو اس صورت میں فقط اتنا کہہ دینے سے کہ میں نے لے لی اس کی مالک ہو جائے گی اب جا کر دوبارہ اس پر قبضہ کرنا شرط نہیں ہے کیونکہ وہ چیز تو اس کے پاس ہی ہے۔ مسئلہ (۱۱): نابالغ لڑکا یا لڑکی اپنی چیز کسی کو دیدے تو اس کا دینا صحیح نہیں ہے اور اس کی چیز لینا بھی ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کو خوب یاد رکھو بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں۔

بچوں کو دینے کا بیان: مسئلہ (۱): ختنہ وغیرہ یا کسی تقریب میں چھوٹے چھوٹے بچوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس سے خاص بچہ کو دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے اس لئے وہ سب نیوتہ بچہ کی ملک نہیں بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہیں جو چاہیں سو کریں۔ البتہ اگر کوئی شخص خاص بچہ ہی کو کوئی چیز دے تو پھر وہی بچہ اس کا مالک ہے۔ اگر بچہ سمجھدار ہے تو خود اسی کا قبضہ کر لینا کافی ہے۔ جب قبضہ کر لیا تو مالک ہو گیا۔ اگر بچہ قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرنے کے لائق نہ ہو تو اگر باپ ہو تو اس کے قبضہ کر لینے سے اور اگر باپ نہ ہو تو دادا کے قبضہ کر لینے سے بچہ مالک ہو جائیگا۔ اگر باپ دادا موجود نہ ہوں تو وہ بچہ جس کی پرورش میں ہے اس کو قبضہ کرنا چاہئے اور باپ دادا کے ہوتے ماں، نانی، دادی وغیرہ اور کسی کا قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے۔ مسئلہ (۲): اگر باپ یا اس کے نہ ہونے کے وقت دادا اپنے بیٹے پوتے کو کوئی چیز دینا چاہے تو بس اتنا کہہ دینے سے ہبہ صحیح ہو جائیگا کہ میں نے اس کو یہ چیز دیدی اور اگر باپ دادا نہ ہو اس وقت ماں بھائی وغیرہ بھی اگر اس کو کچھ دینا چاہیں اور وہ بچہ انکی پرورش میں بھی ہو ان کے اس کہہ دینے سے بھی وہ بچہ مالک ہو گیا کسی کے قبضہ کرنیکی ضرورت نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): جو چیز ہو اپنی سب اولاد کو برابر برابر دینا چاہئے۔ لڑکا لڑکی سب کو برابر دے اگر کبھی کسی کو کچھ زیادہ دیدیا تو بھی خیر کچھ حرج نہیں لیکن جسے کم دیا اس کو نقصان دینا مقصود نہ ہو نہیں تو کم دینا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۴): جو چیز نابالغ کی ملک ہو اس کا یہ حکم ہے کہ اسی بچہ ہی کے کام میں لگانا چاہئے کسی کو اپنے کام میں لانا جائز نہیں خود ماں یا باپ بھی اپنے کام میں نہ لاویں نہ کسی اور بچہ کے کام میں لاویں۔ مسئلہ (۵): اگر ظاہر میں بچہ کو دیا مگر یقیناً معلوم ہے کہ منظور تو ماں باپ ہی کو دینا ہے مگر اس چیز کو حقیر سمجھ کر بچہ ہی کے نام سے دیدیا تو ماں باپ کی ملک ہے وہ جو چاہیں کریں پھر اس میں بھی دیکھ لیں اگر ماں کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو ماں کا ہے اور اگر باپ کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو باپ کا ہے۔ مسئلہ (۶): اپنے نابالغ لڑکے کیلئے کپڑے بنوائے تو وہ لڑکا مالک ہو گیا یا بالغ لڑکی کیلئے زیور گہنا بنوایا تو وہ لڑکی اسکی مالک ہو گئی۔ اب ان کپڑوں کا یا اس زیور کا کسی اور لڑکے یا لڑکی کو دینا درست نہیں جس کیلئے بنوائے ہیں اسی کو دے۔ البتہ اگر بنانے کے وقت صاف کہہ دیا کہ یہ میری ہی چیز ہے مانگے کے طور پر دیتا ہوں تو بنوانے والے کی رہے گی۔ اکثر دستور ہے کہ بڑی بہنیں بعض وقت چھوٹی نابالغ بہنوں سے یا خود ماں اپنی لڑکی سے دوپٹہ وغیرہ کچھ مانگ لیتی ہے تو ان کی چیز کا ذرا دیر کیلئے مانگ لینا بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۷): جس طرح خود بچہ اپنی چیز کسی کو دے نہیں سکتا اسی طرح ماں باپ کو بھی نابالغ اولاد کی چیز دینے کا اختیار نہیں اگر ماں باپ اس کی چیز کسی کو بالکل دیدیں یا ذرا دیر یا کچھ دن

کیلئے مانگی دیں تو اس کا لینا درست نہیں۔ البتہ اگر ماں باپ کو نہوت کی وجہ سے نہایت ضرورت ہو اور وہ چیز کہیں اور سے اس کو نہ مل سکے تو مجبوری اور لاچاری کے وقت اپنی اولاد کی چیز کا لینا درست ہے۔ مسئلہ (۸): ماں باپ وغیرہ کو بچہ کا مال کسی کو قرض دینا بھی صحیح نہیں بلکہ خود قرض لینا بھی صحیح نہیں، خوب یاد رکھو۔

دے کر پھیر لینے کا بیان: مسئلہ (۱): کچھ دیکر پھیر لینا بڑا گناہ ہے لیکن اگر کوئی واپس لے لے اور جس کو دی تھی وہ اپنی خوشی سے دے بھی دے تو اب پھر اسکی مالک بن جائے گی مگر بعض باتیں ایسی ہیں جن سے پھیر لینے کا بالکل اختیار نہیں رہتا۔ مثلاً تم نے کسی کو بکری دی اس نے کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کیا تو پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے یا کسی کو زمین دی اس نے گھر بنایا یا باغ لگایا تو اب پھیر لینے کا اختیار نہیں یا کپڑا دینے کے بعد اس نے کپڑے کو سی لیا یا رنگ لیا یا دھلوایا تو اب پھیر لینے کا اختیار نہیں۔ مسئلہ (۲): تم نے کسی کو بکری دی اس کے دو ایک بچے ہوئے تو پھیر لینے کا اختیار باقی ہے لیکن اگر پھیر لے تو صرف بکری پھر سکتی ہے وہ بچہ نہیں لے سکتی۔ مسئلہ (۳): دینے کے بعد اگر دینے والا یا لینے والا مر جائے تو بھی پھیر لینے کا اختیار نہیں رہتا۔ مسئلہ (۴): تم کو کسی نے کوئی چیز دی پھر اس کے بدلے میں تم نے بھی کوئی چیز اس کو دیدی اور کہہ دیا کہ لو بہن اس کے عوض تم یہ لے لو تو بدلہ دینے کے بعد اب اسکو پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے البتہ اگر تم نے یہ نہیں کہا کہ ہم یہ اس کے عوض میں دیتے ہیں تو وہ اپنی چیز پھیر سکتی ہے اور تم اپنی چیز بھی پھیر سکتی ہو۔ مسئلہ (۵): بیوی نے اپنے میاں کو یا میاں نے اپنی بیوی کو کچھ دیا تو اس کے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے، اسی طرح اگر کسی نے ایسے رشتہ دار کو کچھ دیا جس سے نکاح ہمیشہ کیلئے حرام ہے اور وہ رشتہ خون کا ہے جیسے بھائی، بہن، بھتیجا، بھانجہ وغیرہ تو اس سے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر قرابت اور رشتہ تو ہے لیکن نکاح حرام نہیں ہے جیسے چچازاد پھوپھی زاد بہن بھائی وغیرہ یا نکاح تو حرام ہے لیکن نسب کے اعتبار سے قرابت نہیں یعنی وہ رشتہ خون کا نہیں بلکہ دودھ کا رشتہ یا اور کوئی رشتہ ہے جیسے دودھ شریک بھائی بہن وغیرہ یا داماد ساس خسر وغیرہ تو ان سب سے پھیر لینے کا اختیار رہتا ہے۔ مسئلہ (۶): جتنی صورتوں میں پھیر لینے کا اختیار ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بھی پھیر دینے پر راضی ہو جائے اس وقت پھیر لینے کا اختیار ہے جیسے اوپر آ چکا لیکن گناہ اس میں بھی ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو اور نہ پھیرے تو بدون قضائے قاضی کے زبردستی پھیر لینے کا اختیار نہیں اور اگر زبردستی بدون قضاء کے پھیر لیا تو یہ مالک نہ ہوگا۔ مسئلہ (۷): جو کچھ ہبہ کر دینے کے حکم احکام بیان ہوئے ہیں اکثر خدا کی راہ میں خیرات دینے کی بھی وہی احکام ہیں۔ مثلاً بغیر قبضہ کئے فقیر کی ملک میں چیز نہیں جاتی اور جس چیز کی تقسیم کے بعد دینا شرط ہے اس کا یہاں بھی تقسیم کے بعد ہی دینا شرط ہے، جس چیز کا خالی کر کے دینا ضروری ہے، یہاں بھی خالی کر کے دینا ضروری ہے البتہ دو باتوں کا فرق ہے۔ ایک ہبہ میں رضامندی سے پھیر لینے کا اختیار رہتا ہے اور یہاں پھیر لینے کا اختیار نہیں رہتا۔ دوسرے آٹھ دس آنے پیسے یا آٹھ دس روپے اگر دو فقیروں کو دیدو کہ تم دونوں بانٹ لینا تو یہ بھی درست ہے اور ہبہ میں اس طرح درست نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۸): کسی فقیر کو پیسہ دینے لگو مگر دھوکہ سے اٹھنی چلی گئی تو اس کے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔

کرایہ پر لینے کا بیان: مسئلہ (۱): جب تم نے مہینہ بھر کیلئے گھر کرایہ پر لیا اور اپنے قبضہ میں کر لیا تو مہینہ کے بعد کرایہ دینا پڑے گا چاہے اس میں رہنے کا اتفاق ہوا ہو یا خالی پڑا رہا ہو کرایہ بہر حال واجب ہے۔ مسئلہ (۲): درزی کپڑا سی کر یا رنگریز رنگ کر یا دھوبی کپڑا دھو کر لایا تو اختیار ہے کہ جب تک تم سے اسکی مزدوری نہ لے لے تب تک تم کو کپڑا نہ دیوے بغیر مزدوری دیئے اس سے زبردستی لینا درست نہیں اور اگر کسی مزدور سے غلہ کا ایک بورا ایک آنہ کے پیسے کے وعدہ پر اٹھوایا تو اپنی مزدوری مانگنے کیلئے تمہارا غلہ نہیں روک سکتا کیونکہ وہاں سے لانے کی وجہ سے غلہ میں کوئی بات پیدا نہیں ہوتی اور پہلی صورت میں ایک نئی بات کپڑے میں پیدا ہوگئی۔ مسئلہ (۳): اگر کسی نے یہ شرط کر لی کہ میرا کپڑا تم ہی سینا یا تم ہی رنگنا یا تم ہی دھونا تو اس کو دوسرے سے دھلوانا درست نہیں اور اگر یہ شرط نہیں کی تو کسی اور سے بھی وہ کام کرا سکتی ہے۔

اجارۂ فاسد کا بیان: مسئلہ (۱): اگر مکان کرایہ پر لیتے وقت کچھ مدت بیان نہیں کی کہ کتنے دن کے لئے کرایہ پر لیا ہے یا کرایہ نہیں مقرر کیا یونہی لے لیا یہ شرط کر لی کہ جو کچھ اس میں گر پڑ جائے گا وہ بھی ہم اپنے پاس سے بنوا دیا کرینگے یا کسی کو گھر اس وعدے پر دیا کہ اس کی مرمت کرا دیا کرے اور اس کا یہی کرایہ ہے۔ یہ سب اجارۂ فاسد ہے اور اگر یوں کہہ دے کہ تم اس گھر میں رہو اور مرمت کرا دیا کرو۔ کرایہ کچھ نہیں تو یہ رعایت ہے اور جائز ہے۔ مسئلہ (۲): کسی نے یہ کہہ کر مکان کرایہ پر لیا کہ دو روپے ماہوار کرایہ دیا کرینگے تو ایک ہی مہینہ کیلئے اجارہ صحیح ہوا مہینہ کے بعد مالک کو اس میں سے اٹھا دینے کا اختیار ہے پھر جب دوسرے مہینہ میں تم رہ پڑے تو ایک مہینہ کا اجارہ اور صحیح ہو گیا۔ اسی طرح ہر مہینہ میں نیا اجارہ ہوتا رہے گا۔ البتہ اگر یہ بھی کہہ دیا کہ چار مہینہ یا چھ مہینہ رہونگا تو جتنی مدت بتلائی ہے اتنی مدت تک اجارہ صحیح ہوا۔ اس سے پہلے مالک تم کو نہیں اٹھا سکتا۔ مسئلہ (۳): پیسنے کیلئے کسی کو گیہوں دیئے اور کہا اسی میں سے پاؤ بھر آٹا پسائی لے لینا یا کھیت کٹوایا اور کہا اسی میں سے اتنا غلہ مزدوری لے لینا یہ سب فاسد ہے۔ مسئلہ (۴): اجارہ فاسد کا حکم یہ ہے کہ جو کچھ طے ہوا ہے وہ نہ دلایا جائے گا۔ بلکہ اتنے کام کیلئے جتنی مزدوری کا دستور ہے یا ایسے گھر کیلئے جتنے کرایہ کا دستور ہو وہ دلایا جائے گا لیکن اگر دستور زیادہ ہے اور طے کم ہوا تھا تو پھر دستور کے موافق نہ دیا جائیگا بلکہ وہی پائیگا جو طے ہوا ہے غرض جو کم ہوا اس کے پانے کا مستحق ہے۔ مسئلہ (۵): گانے بجانے ناچنے بندر نچانے وغیرہ جیسی جتنی بے ہودگیاں ہیں ان کا اجارہ صحیح نہیں بالکل باطل ہے اس لئے کچھ نہ دلایا جائیگا۔ مسئلہ (۶): کسی حافظ کو نوکر رکھا کہ اتنے دن تک فلانے کی قبر پر پڑھا کرو اور ثواب بخشا کرو۔ یہ صحیح نہیں باطل ہے نہ پڑھنے والے کو ثواب ملے گا نہ مردہ کو اور یہ کچھ تنخواہ پانے کا مستحق نہیں ہے۔ مسئلہ (۷): پڑھنے کیلئے کوئی کتاب کرایہ پر لی تو یہ صحیح نہیں ہے بلکہ باطل ہے۔ مسئلہ (۸): یہ دستور ہے کہ بکری گائے بھینس کے گابھن کرنے میں جس کا بکرا بیل بھینسا ہوتا ہے وہ گابھن کرائی لیتا ہے یہ بالکل حرام ہے۔ مسئلہ (۹): بکری گائے بھینس کو دودھ پینے کیلئے کرایہ پر لینا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۰): جانور کو ادھیان پر دینا درست نہیں یعنی یوں کہنا کہ یہ مرغیاں یا بکریاں لے جاؤ اور پرورش سے اچھی طرح رکھو جو کچھ بچے ہوں وہ آدھے تمہارے آدھے ہمارے یہ درست

نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۱): گھر سجانے کیلئے جھاڑ فانوس وغیرہ کرایہ پر لینا درست نہیں۔ اگر لایا بھی تو دینے والا کرایہ پانے کا مستحق نہیں۔ البتہ اگر جھاڑ فانوس جلانے کیلئے لایا ہو تو درست ہے۔ مسئلہ (۱۲): کوئی یکہ بہلی کرایہ پر کی تو معمول سے زیادہ بہت آدمیوں کا لدھ جانا درست نہیں اسی طرح ڈولی میں بلا کہاروں کی اجازت کے دو، دو کا بیٹھ جانا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۳): کوئی چیز کھو گئی اس نے کہا جو کوئی ہماری چیز بتلاوے کہ کہاں ہے اس کو ایک پیسہ دینگے تو اگر کوئی بتلا دے تب بھی پیسہ پانے کی مستحق نہیں ہے کیونکہ یہ اجارہ صحیح نہیں ہوا اور اگر کسی خاص آدمی سے کہا کہ اگر تو بتلا دے تو پیسہ دونگی تو اگر اس نے اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے بتلا دیا تو کچھ نہ پاویگی اور اگر کچھ چل کے بتلا دیا تو پیسہ دھیلا جو کچھ وعدہ تھا ملے گا۔

تاوان لینے کا بیان: مسئلہ (۱): رنگریز دھوبی و درزی وغیرہ کسی پیشہ ور سے کوئی کام کرایا تو وہ چیز جو اس کو دی ہے اس کے پاس امانت ہے اگر چوری ہو جائے یا کسی اور طرح بلا قصد مجبوری سے ضائع ہو جائے تو ان سے تاوان لینا درست نہیں۔ البتہ اگر اس نے اس طرح کندی کی کہ کپڑا پھٹ گیا یا عمدہ ریشمی کپڑا بھٹی پر چڑھا دیا وہ خراب ہو گیا تو اس کا تاوان لینا جائز ہے۔ اسی طرح جو کپڑا اس نے بدل دیا تو اس کا تاوان لینا بھی درست ہے اور اگر کپڑا کھو گیا ہو اور وہ کہتا ہے معلوم نہیں کیونکر گیا اور کیا ہوا۔ اس کا تاوان لینا بھی درست ہے اور اگر وہ کہے کہ میرے یہاں چوری ہو گئی اس میں جاتا رہا تو تاوان لینا درست نہیں۔ مسئلہ (۲): کسی مزدور کو گھی تیل وغیرہ گھر پہنچانے کو کہا اس سے راستہ میں گر پڑا تو اس کا تاوان لینا جائز ہے۔ مسئلہ (۳): اور جو پیشہ ور نہیں بلکہ خاص تمہارے ہی کام کیلئے ہے مثلاً نوکر چاکر یا وہ مزدور جس کو تم نے ایک یا دو چار دن کیلئے رکھا ہے اس کے ہاتھ سے جو کچھ جاتا رہے اس کا تاوان لینا جائز نہیں، البتہ اگر خود قصداً نقصان کر دے تو تاوان لینا درست ہے۔ مسئلہ (۴): لڑکا کھلانے پر جو نوکر ہے اسکی غفلت سے اگر بچہ کا زیور یا اور کچھ جاتا رہے تو اس کا تاوان لینا درست نہیں ہے۔

اجارہ کے توڑ دینے کا بیان: مسئلہ (۱): کوئی گھر کرایہ پر لیا وہ بہت ٹپکتا ہے یا کچھ حصہ اس کا گر پڑا یا اور کوئی ایسا عیب نکل آیا جس سے اب رہنا مشکل ہے تو اجارہ کا توڑنا درست ہے اور اگر بالکل ہی گر پڑا ہے تو خود ہی اجارہ ٹوٹ گیا تمہارے توڑنے اور مالک کے راضی ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔ مسئلہ (۲): جب کرایہ پر لینے والے اور دینے والے میں سے کوئی مر جائے تو اجارہ ٹوٹ جاتا ہے۔ مسئلہ (۳): اگر کوئی ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ کرایہ کو توڑنا پڑے تو مجبوری کے وقت توڑ دینا صحیح ہے۔ مثلاً کہیں جانے کیلئے بہلی کو کرایہ کیا پھر رائے بدل گئی اب جانیکا ارادہ نہیں رہا تو اجارہ توڑ دینا صحیح ہے۔ مسئلہ (۴): یہ جو دستور ہے کہ کرایہ طے کر کے اس کو کچھ بیعانہ دے دیتے ہیں اگر جانا ہو تو پھر اس کو پورا کرایہ دیتے ہیں اور وہ بیعانہ اس کرایہ میں مجرا ہو جاتا ہے اور جو جانا نہ ہو تو بیعانہ ہضم کر لیتا ہے واپس نہیں دیتا یہ درست نہیں ہے بلکہ اس کو واپس دینا چاہئے۔

بلا اجازت کسی کی چیز لے لینے کا بیان: مسئلہ (۱): کسی کی چیز زبردستی سے لے لینا یا پیٹھ پیچھے اسکی

بغیر اجازت کے لے لینا بڑا گناہ ہے بعض عورتیں اپنے شوہر یا اور کسی عزیز کی چیز بلا اجازت لے لیتی ہیں یہ بھی درست نہیں ہے اور جو چیز بلا اجازت لے لی تو اگر وہ چیز ابھی موجود ہو تو بعینہ وہی چیز پھیر دینا چاہئے اور اگر خرچ ہوگئی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی چیز تھی کہ اس کے مثل بازار میں مل سکتی ہے جیسے غلہ، گھی، تیل، روپیہ، پیسہ تو جیسی چیز لی ہے ویسی منگا کر دینا واجب ہے اور اگر کوئی ایسی چیز لیکر ضائع کر دی کہ اس کے مثل ملنا مشکل ہے تو اسکی قیمت دینا پڑے گی جیسے مرغی، بکری، امرود، نارنگی، ناشپاتی وغیرہ۔ مسئلہ (۲): چارپائی کا ایک آدھ پایا ٹوٹ گیا یا پٹی یا چول ٹوٹ گئی یا اور کوئی چیز لی تھی وہ خراب ہوگئی تو خراب ہونے سے جتنا اس کا نقصان ہوا ہو دینا پڑیگا۔ مسئلہ (۳): پرائے روپے سے بلا اجازت تجارت کی تو اس سے جو نفع ہوا اس کا لینا درست نہیں بلکہ اصل روپے مالک کو واپس دے اور جو کچھ نفع ہوا اس کو ایسے لوگوں کو خیرات کر دے جو بہت محتاج ہوں۔ مسئلہ (۴): کسی کا کپڑا پھاڑ ڈالا تو اگر تھوڑا پھٹا ہے تب تو جتنا نقصان ہوا ہے اتنا تاوان دلا دینگے اور اگر ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب اس کام کا نہیں رہا جس کام کیلئے پہلے تھا مثلاً دوپٹہ ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب دوپٹہ کے قابل نہیں رہا۔ کرتیاں البتہ بن سکتی ہیں تو یہ کپڑا اسی پھاڑنے والے کو دیدے اور ساری قیمت اس سے لے لے۔ مسئلہ (۵): کسی کا نگینہ لیکر انگوٹھی پر رکھ لیا تو اب اسکی قیمت دینا پڑے گی انگوٹھی توڑ کر نگینہ نکلوا کر دینا واجب نہیں۔ مسئلہ (۶): کسی کا کپڑا لیکر رنگ لیا تو اس کو اختیار ہے چاہے رنگا رنگایا کپڑا لے لے اور رنگنے سے جتنے دام بڑھ گئے ہیں اتنے دام دیدے اور چاہے اپنے کپڑے کے دام لے لے اور کپڑا اسی کے پاس رہنے دے۔ مسئلہ (۷): تاوان دینے کے بعد پھر اگر وہ چیز مل گئی تو دیکھنا چاہئے کہ تاوان اگر مالک کے بتلانے کے موافق دیا ہے۔ اب اس کا پھیرنا واجب نہیں اب وہ چیز اس کی ہوگئی اور اگر اس کے بتلانے سے کم دیا ہے تو اس کا تاوان پھیر کر اپنی چیز لے سکتی ہے۔ مسئلہ (۸): پرائی بکری یا گائے گھر میں چلی آئی تو اس کا دودھ دوہنا حرام ہے جتنا دودھ لیوگی اس کے دام دینا پڑینگے۔ مسئلہ (۹): سوئی تاگہ کپڑے کی چٹ پان تمباکو کتھا ڈلی کوئی چیز بغیر اجازت لینا درست نہیں جو لیا ہے اس کے دام دینا واجب ہے یا اس سے کہہ کے معاف کرالے نہیں تو قیامت میں دینا پڑیگا۔ مسئلہ (۱۰): شوہر اپنے واسطے کوئی کپڑا لایا۔ قطع کرتے وقت کچھ اس میں سے بچا چرا کر رکھا اور اس کو نہیں بتایا یہ بھی جائز نہیں جو کچھ لینا ہو کہہ کے لو اور اجازت نہ دے تو نہ لو۔

شراکت کا بیان: مسئلہ (۱): ایک آدمی مر گیا اور اس نے کچھ مال چھوڑا تو اس کا سارا مال سب حقداروں کی شرکت میں ہے جب تک سب سے اجازت نہ لے لے تب تک اس کو اپنے کام میں کوئی نہیں لا سکتی اگر لاویگی اور نفع اٹھائیگی تو گناہ ہوگا۔ مسئلہ (۲): دو بیویوں نے مل کر کچھ برتن خریدے تو وہ برتن دونوں کے ساجھے میں ہیں۔ بغیر اس دوسری کی اجازت لئے اکیلے ایک کو برتنا اور کام میں لانا یا بیچ ڈالنا درست نہیں۔ مسئلہ (۳): دو بیویوں نے اپنے اپنے پیسے ملا کر ساجھے میں امرود، نارنگی، بیر، آم، جامن، ککڑی، کھیرے، خربوزے وغیرہ کوئی چیز مول منگائی اور جب وہ چیز بازار سے آئی تو اس وقت ان میں سے ایک ہے اور ایک کہیں گئی ہوئی ہے تو یہ نہ کرو کہ آدھا خود لے لو اور آدھا اس کا حصہ نکال کر رکھ دو کہ جب وہ

آ ئے گی تو اپنا حصہ لے لیو یگی جب تک دونوں حصہ دار موجود نہ ہوں حصہ بانٹنا درست نہیں ہے اگر بے اس کے آئے اپنا حصہ الگ کر کے کھا گئی تو بہت گناہ ہوا۔ البتہ اگر گیہوں یا اور کوئی غلہ ساجھے میں منگایا اور اپنا حصہ بانٹ کر رکھ دیا اور دوسری کا اس کے آنے کے وقت اس کو دیدیا یہ درست ہے لیکن اس صورت میں اگر دوسری کے حصہ میں اس کو دے دینے سے پہلے کچھ چوری وغیرہ ہو گئی تو وہ نقصان دونوں آدمیوں کا سمجھا جائے گا وہ اس کے حصہ میں ساجھی ہو جائے گی۔ مسئلہ (۴): سوسو روپے ملا کر دو شخصوں نے کوئی تجارت کی اور اقرار کیا کہ جو کچھ نفع ہو آدھا ہمارا آدھا تمہارا تو یہ صحیح ہے اور اگر کہا دو حصہ ہمارے اور ایک حصہ تمہارا تو بھی صحیح ہے چاہے روپیہ دونوں کا برابر لگا ہو یا کم زیادہ لگا ہو سب درست ہے۔ مسئلہ (۵): ابھی کچھ مال نہیں خریدا گیا تھا کہ وہ سب روپیہ چوری ہو گیا یا دونوں کا روپیہ ابھی الگ الگ رکھا تھا اور دونوں میں سے ایک کا مال چوری ہو گیا تو شرکت جاتی رہی پھر سے شریک ہوں تب سوداگری کریں۔ مسئلہ (۶): دو شخصوں نے ساجھا کیا اور کہا کہ سو روپے ہمارے اور سو روپے اپنے ملا کر تم کپڑے کی تجارت کرو اور نفع آدھا آدھا بانٹ لیں گے۔ پھر دونوں میں سے ایک نے کچھ کپڑا خرید لیا پھر دوسرے کے پورے سو روپے چوری ہو گئے تو جتنا مال خریدا ہے وہ دونوں کے ساجھے میں ہے اس لئے آدھی قیمت اس سے لے سکتا ہے۔ مسئلہ (۷): سوداگری میں یہ شرط ٹھہرائی کہ نفع میں دس روپے یا پندرہ روپے ہمارے ہیں باقی جو کچھ نفع ہو سب تمہارا ہے تو یہ درست نہیں۔ مسئلہ (۸): سوداگری کے مال میں سے کچھ چوری ہو گیا تو دونوں کا نقصان ہوا یہ نہیں ہے کہ جو نقصان ہو وہ سب ایک ہی کے سر پڑے۔ اگر یہ اقرار کر لیا کہ اگر نقصان ہو تو سب ہمارے ذمہ ہو جو نفع ہو وہ آدھا آدھا بانٹ لو تو یہ بھی درست نہیں۔ مسئلہ (۹): جب شرکت ناجائز ہو گئی تو اب نفع بانٹنے میں قول و اقرار کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ اگر دونوں کا مال برابر ہے تو نفع بھی برابر ملے گا اور اگر برابر نہ ہو تو جس کا مال زیادہ ہے اس کو نفع بھی اس حساب سے ملے گا چاہے جو کچھ اقرار کیا ہو۔ اقرار کا اس وقت اعتبار ہوتا ہے جب شرکت صحیح ہو اور ناجائز نہ ہونے پاوے۔ مسئلہ (۱۰): دو عورتوں نے ساجھا کیا کہ ادھر ادھر سے جو کچھ سینا پرونا آئے ہم تم دونوں مل کر سیا کرینگے اور جو کچھ سلائی ملا کرے آدھی آدھی بانٹ لیا کرینگے تو یہ شرکت درست ہے اور اگر یہ اقرار کیا کہ دونوں ملکر سیا کرینگے اور نفع دو حصے ہمارا ایک حصہ تمہارا تو یہ بھی درست ہے اور اگر یہ اقرار کیا کہ چار آنے یا آٹھ آنے ہمارے باقی سب تمہارے تو یہ درست نہیں۔ مسئلہ (۱۱): ان دونوں میں سے ایک عورت نے کوئی کپڑا سینے کیلئے لے لیا تو دوسری یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ کپڑا تم نے کیوں لیا ہے تو تم ہی سیو بلکہ دونوں کے ذمہ اس کا سینا واجب ہو گیا یہ نہ سی سکے تو وہ سی دے یا دونوں مل کر سئیں۔ غرضیکہ سینے سے انکار نہیں کر سکتی۔ مسئلہ (۱۲): جس کا کپڑا تھا وہ مانگنے کیلئے آئی اور جس عورت نے لیا تھا وہ اس وقت نہیں ہے بلکہ دوسری عورت ہے تو اس دوسری عورت سے بھی تقاضا کرنا درست ہے وہ عورت یہ نہیں کہہ سکتی کہ مجھ سے کیا مطلب جس کو دیا ہو اس سے مانگو۔ مسئلہ (۱۳): اسی طرح ہر عورت اس کپڑے کی مزدوری اور سلائی مانگ سکتی ہے جس نے کپڑا دیا تھا وہ یہ بات نہیں کہہ سکتی کہ میں تم کو

سلائی نہ دونگی بلکہ جس کو کپڑا دیا تھا اسی کو سلائی دونگی جب دونوں ساجھے میں کام کرتی ہیں تو ہر عورت سلائی کا تقاضا کر سکتی ہے ان دونوں میں سے جس کو سلائی دیدے گی اس کے ذمہ سے ادا ہو جائے گی۔ مسئلہ (۱۴): دو عورتوں نے شرکت کی کہ آؤ دونوں مل کر جنگل سے لکڑیاں چن کرلاویں یا کنڈے چن کرلاویں تو یہ شرکت صحیح نہیں جو چیز جس کے ہاتھ میں آئے وہی اسکی مالک ہے اس میں ساجھا نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۵): ایک نے دوسری سے کہا کہ ہمارے انڈے اپنی مرغی کے نیچے رکھ دو جو بچے نکلیں تو دونوں آدمی آدھوں آدھ بانٹ لیں گے۔ یہ درست نہیں ہے۔

ساجھے کی چیز تقسیم کرنے کا بیان: مسئلہ (۱): دو آدمیوں نے مل کر بازار سے گیہوں منگوائے تو اب تقسیم کرتے وقت دونوں کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے دوسرا حصہ دار موجود نہ ہو تب بھی ٹھیک ٹھیک تول کے اس کا حصہ الگ کر کے اپنا حصہ الگ کر لینا درست ہے جب اپنا حصہ الگ کر لیا تو کھاؤ پیو کسی کو دیدو جو چاہے سو کرو سب جائز ہے۔ اسی طرح گھی، تیل، انڈے وغیرہ کا بھی حکم ہے غرضیکہ جو چیز ایسی ہو کہ اس میں کچھ فرق نہ ہوتا ہو جیسے انڈے، انڈے سب برابر ہیں یا گیہوں کے دو حصے کئے تو جیسے یہ حصہ ویسا وہ حصہ دونوں برابر ایسی سب چیزوں کا یہی حکم ہے کہ دوسرے کے نہ ہونے کے وقت بھی حصہ بانٹ کر لینا درست ہے لیکن اگر دوسری نے اب بھی اپنا حصہ نہیں لیا تھا کہ کسی طرح جاتا رہا تو وہ نقصان دونوں کا ہوگا جیسے شرکت میں بیان ہوا۔ اور جن چیزوں میں فرق ہوا کرتا ہے جیسے امرود، نارنگی وغیرہ۔ ان کا حکم یہ ہے کہ جب تک دونوں حصہ دار موجود نہ ہوں حصہ بانٹ کر لینا درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۲): دو لڑکیوں نے مل کر آم، امرود، نارنگی وغیرہ کچھ منگوایا اور ایک کہیں چلی گئی تو اب اس میں سے کھانا درست نہیں جب وہ آجائے اس کے سامنے اپنا حصہ الگ کرو تب کھاؤ نہیں تو بہت گناہ ہوگا۔ مسئلہ (۳): دو نے ملکر چنے بھنوائے تو فقط اندازے سے تقسیم کر لینا درست نہیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر آدھا آدھا کرنا چاہئے اگر کسی طرف کمی بیشی ہو جائے گی تو سود ہو جائے گا۔

گروی رکھنے کا بیان: مسئلہ (۱): تم نے کسی سے دس روپے قرض لئے اور اعتبار کیلئے اپنی کوئی چیز اس کے پاس رکھ دی کہ تجھے اعتبار نہ ہو تو میری یہ چیز اپنے پاس رکھ لے جب روپیہ ادا کر دوں تو اپنی چیز لے لونگی یہ جائز ہے اسی کو گروی کہتے ہیں لیکن سود دینا کس طرح درست نہیں جیسا کہ آج کل مہاجن سود لیکر گروی رکھتے ہیں۔ یہ درست نہیں سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ مسئلہ (۲): جب تم نے کوئی چیز گروی رکھ دی تو اب بغیر قرضہ ادا کئے اپنی چیز کے مانگنے اور لے لینے کا حق نہیں ہے۔ مسئلہ (۳): جو چیز تمہارے پاس کسی نے گروی رکھی تو اب اس چیز کو کام میں لانا اس سے کسی طرح کا نفع اٹھانا ایسے باغ کا پھل کھانا، ایسی زمین کا غلہ یا روپیہ لیکر کھانا ایسے گھر میں رہنا کچھ درست نہیں ہے۔ مسئلہ (۴): اگر بکری گائے وغیرہ گروی ہو تو اس کا دودھ بچہ وغیرہ جو کچھ ہو وہ بھی مالک ہی کے پاس بھیجے جس کے پاس گروی ہے اس کو لینا درست نہیں۔ دودھ کو بیچ کر دام کو بھی گروی میں شامل کر دے جب وہ تمہارا قرض ادا کر دے تو گروی کی چیز اور یہ دام دودھ کے سب واپس کر دو اور کھلائی کے دام کاٹ لو۔ مسئلہ (۵): اگر تم نے اپنا کچھ روپیہ

ادا کر دیا تب بھی گروی کی چیز نہیں لے سکتیں۔ جب سب روپیہ ادا کر دوگی تب وہ چیز ملے گی۔ مسئلہ (۲): اگر تم نے دس روپے قرض لئے اور دس ہی روپے کی چیز یا پندرہ بیس روپے کی چیز گروی کر دی اور چیز اس کے پاس سے جاتی رہی تو اب نہ تو وہ تم سے اپنا کچھ قرض لے سکتا ہے اور نہ تم اس سے اپنی گروی کی چیز کے دام واپس لے سکتی ہو۔ تمہاری چیز گئی اور اس کا روپیہ گیا اور اگر پانچ ہی روپے کی چیز گروی رکھی اور وہ جاتی رہی تو پانچ روپے تم کو دینا پڑینگے پانچ روپے مجرا ہو گئے۔

وصیت کا بیان

مسئلہ (۱): یہ کہنا کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلانے آدمی کو یا فلانے کام میں دیدینا یہ وصیت ہے چاہے تندرستی میں کہے چاہے بیماری میں پھر چاہے اس بیماری میں مر جائے یا تندرست ہو جائے اور جو خود اپنے ہاتھ سے کہیں دیدے کسی کو قرضہ معاف کر دے تو اس کا حکم یہ ہے کہ تندرستی میں ہر طرح درست ہے اور اسی طرح جس بیماری سے شفا ہو جائے اس میں بھی درست ہے اور جس بیماری میں مر جائے وہ وصیت ہے جس کا حکم آگے آتا ہے۔ مسئلہ (۲): اگر کسی کے ذمہ نمازیں یا روزے یا زکوۃ یا قسم و روزہ وغیرہ کا کفارہ باقی رہ گیا ہو اور اتنا مال بھی موجود ہو تو مرتے وقت اس کیلئے وصیت کر جانا ضروری اور واجب ہے اسی طرح اگر کسی کا کچھ قرض ہو یا کوئی امانت اس کے پاس رکھی ہو اس کی وصیت کر دینا بھی واجب ہے نہ کریگی تو گنہگار ہوگی اور اگر کچھ رشتہ دار غریب ہوں جن کو شرع سے کچھ میراث نہ پہنچتی ہو اور اس کے پاس بہت مال دولت ہے تو ان کو کچھ دلا دینا اور وصیت کر جانا مستحب ہے، اور باقی لوگوں کیلئے وصیت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔ مسئلہ (۳): مرنے کے بعد مردے کے مال میں سے پہلے تو اس کی گور و کفن کا سامان کریں پھر جو کچھ بچے اس سے قرضہ ادا کر دے۔ اگر مردے کا سارا مال قرضہ ادا کرنے میں لگ جائے تو سارا مال قرضہ میں لگا دیں گے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا اس لئے قرضہ ادا کرنے کی وصیت پر بہر حال عمل کرینگے اگر سب مال اس وصیت کی وجہ سے خرچ ہو جائے تب بھی کچھ پرواہ نہیں بلکہ اگر وصیت بھی نہ کر جائے تب بھی قرضہ اول ادا کرینگے اور قرض کے سوا اور چیزوں کی وصیت کا اختیار فقط تہائی مال میں ہوتا ہے یعنی جتنا مال چھوڑا ہے اسکی تہائی میں سے اگر وصیت پوری ہو جاوے مثلاً کفن و دفن اور قرضہ میں لگا کر تین سو روپے بچے اور سو روپے میں سب وصیتیں پوری ہو جائیں تب تو وصیت کو پورا کرینگے اور تہائی مال سے زیادہ لگانا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں۔ تہائی میں سے جتنی وصیتیں پوری ہو جائیں اس کو پورا کریں باقی چھوڑ دیں۔ البتہ اگر سب وارث بخوشی رضامند ہو جائیں کہ ہم اپنا اپنا حصہ نہ لیں گے تم اسکی وصیت میں لگا دو تو البتہ تہائی سے زیادہ بھی وصیت میں لگانا جائز ہے لیکن نابالغوں کی اجازت کا بالکل اعتبار نہیں ہے وہ اگر اجازت بھی دیں تب بھی ان کا حصہ خرچ کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۴): جس شخص کو میراث میں مال ملنے والا ہو جیسے باپ، ماں، شوہر، بیٹا وغیرہ اس کیلئے وصیت کرنا صحیح نہیں اور جس رشتہ دار کا اس کے مال میں کچھ حصہ نہ ہو یا رشتہ دار

ہی نہ ہو کوئی غیر ہو اس کیلئے وصیت کرنا درست ہے لیکن تہائی مال سے زیادہ دلانے کا اختیار نہیں اگر کسی نے اپنے وارث کو وصیت کر دی کہ میرے بعد اس کو فلانی چیز دیدینا اتنا مال دیدینا تو اس وصیت کے پانے کا اس کو کچھ حق نہیں ہے البتہ اگر اور سب وارث راضی ہو جائیں تو دے دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو تہائی سے زیادہ وصیت کر جائے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ اگر سب وارث بخوشی راضی ہو جائیں تو تہائی سے زیادہ ملے گا ورنہ فقط تہائی مال ملے گا اور نابالغوں کی اجازت کا کسی صورت میں اعتبار نہیں ہے ہر جگہ اس کا خیال رکھو ہم بار بار کہاں تک لکھیں۔[1] مسئلہ (۵): اگرچہ تہائی مال میں وصیت کر جانے کا اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پوری تہائی کی وصیت نہ کرے کم کی وصیت کرے بلکہ اگر بہت زیادہ مالدار نہ ہو تو وصیت ہی نہ کرے وارثوں کیلئے چھوڑ دے کہ اچھی طرح فراغت سے بسر کریں۔ کیونکہ اپنے وارثوں سے فراغت و آسائش میں چھوڑ جانے بھی ثواب ملتا ہے۔ ہاں البتہ اگر ضروری وصیت ہو جیسے نماز روزہ کا فدیہ تو اسکی وصیت بہر حال کر جائے ورنہ گنہگار ہوگی۔ مسئلہ (۶): کسی نے کہا میرے بعد میرے مال میں سے سو روپے خیرات کر دینا تو دیکھو گور و کفن اور قرض ادا کر دینے کے بعد کتنا مال بچا ہے۔ اگر تین سو یا اس سے زیادہ ہو تو پورے سو روپے دینا چاہئیں اور جو کم ہو تو صرف تہائی دینا واجب ہے ہاں اگر سب وارث بلا کسی دباؤ لحاظ کے منظور کر لیں تو اور بات ہے۔ مسئلہ (۷): اگر کسی کے کوئی وارث نہ ہو تو اس کو پورے مال کی وصیت کر دینا بھی درست ہے اور اگر صرف بیوی ہو تو تین چوتھائی کی وصیت درست ہے اسی طرح اگر کسی کے صرف میاں ہے تو آدھے مال کی وصیت درست ہے۔ مسئلہ (۸): نابالغ کا وصیت کرنا درست نہیں۔ مسئلہ (۹): یہ وصیت کی کہ میرے جنازے کی نماز فلاں شخص پڑھے فلاں شہر میں یا فلاں قبرستان میں یا فلاں کی قبر کے پاس مجھ کو دفنانا، فلانے کپڑے کا کفن دینا، میری قبر پکی بنا دینا، قبر پر قبہ بنا دینا، قبر پر کوئی حافظ بٹھا دینا کہ قرآن مجید پڑھ پڑھ کر بخشا کرے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں بلکہ تین وصیتیں آخر کی بالکل جائز نہیں پورا کرنیوالا گنہگار ہوگا۔ مسئلہ (۱۰): اگر کوئی وصیت کر کے اپنی وصیت سے لوٹ جائے یعنی کہہ دے کہ اب مجھے ایسا منظور نہیں۔ اس وصیت کا اعتبار نہ کرنا تو وہ وصیت باطل ہوگئی۔ مسئلہ (۱۱): جس طرح تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کر جانا درست نہیں اسی طرح بیماری کی حالت میں اپنے مال کو تہائی سے زیادہ بجز اپنے ضروری خرچ کھانے پینے دوا دارو وغیرہ کے خرچ کرنا بھی درست نہیں۔ اگر تہائی سے زیادہ دیدیا تو بدون اجازت وارثوں کے یہ دینا صحیح نہیں ہوا۔ جتنا تہائی سے زیادہ ہے وارثوں کو اس کے لینے کا اختیار ہے اور نابالغ اگر اجازت دیں تب بھی معتبر نہیں اور وارث کے تہائی کے اندر بھی بدون سب وارثوں کی اجازت کے دینا درست نہیں اور یہ حکم جب ہے کہ اپنی زندگی میں دیکر قبضہ بھی کرا دیا ہو اور اگر دے تو دیا لیکن قبضہ ابھی نہیں ہوا تو مرنے کے بعد وہ دینا بالکل ہی باطل ہے اس کو کچھ نہ ملے گا وہ سب مال وارثوں کا حق ہے اور یہی حکم ہے بیماری کی حالت میں خدا کی راہ میں دینے، نیک کام میں لگانے کا غرضیکہ تہائی سے زیادہ کسی

---

[1] لوگ اس میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اس لئے زیادہ اہتمام کیلئے بار بار کہا جاتا ہے تاکہ خوب احتیاط رکھیں

طرح صرف کرنا جائز نہیں۔مسئلہ (۱۲): بیمار کے پاس بیمار پرسی کی غرض سے کچھ لوگ آ گئے اور کچھ دن یہیں لگ گئے کہ یہیں رہنے اور اس کے مال میں کھاتے پیتے ہیں تو اگر مریض کی خدمت کیلئے ان کے رہنے کی ضرورت ہو تو خیر کچھ حرج نہیں اور اگر ضرورت نہ ہو تو ان کی دعوت مدارات کھانے پینے میں بھی تہائی سے زیادہ لگانا جائز نہیں اور اگر ضرورت بھی نہ ہو اور وہ لوگ وارث ہوں تو تہائی سے کم بھی بالکل جائز نہیں یعنی ان کو اس کے مال میں سے کھانا جائز نہیں۔ ہاں اگر سب وارث بخوشی اجازت دیدیں تو جائز ہے۔مسئلہ (۱۳): ایسی بیماری کی حالت میں جس میں بیمار مرجائے اپنا قرض معاف کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے اگر کسی وارث پر قرض آتا تھا اس کو معاف کیا تو معاف نہیں ہوا اگر سب وارث یہ معافی منظور کریں اور بالغ ہوں تب معاف ہوگا اور کسی غیر کو معاف کیا تو تہائی مال سے جتنا زیادہ ہوگا معاف نہ ہوگا۔ اکثر دستور ہے کہ بیوی مرتے وقت اپنا مہر معاف کردیتی ہے یہ معاف کرنا صحیح نہیں۔مسئلہ (۱۴): حالت حمل میں درد شروع ہو جانے کے بعد اگر کسی کو کچھ دے یا مہر وغیرہ معاف کرے تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو مرتے وقت لینے کا ہے یعنی اگر خدانہ کرے اس میں مرجائے تب تو یہ وصیت ہے کہ وارث کیلئے کچھ جائز نہیں اور غیر کیلئے تہائی سے زیادہ دینے اور معاف کرنے کا اختیار نہیں البتہ اگر خیروعافیت سے بچہ ہو گیا تو اب وہ لینا دینا اور معاف کرنا صحیح ہوگا۔مسئلہ (۱۵): مرجانے کے بعد اس کے مال میں سے گوروکفن کرو جو کچھ بچے تو سب سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا چاہئے۔ وصیت کی ہو یا نہ کی ہو قرض کا ادا کرنا بہرحال مقدم ہے۔ بیوی کا مہر بھی قرضہ میں داخل ہے اگر قرضہ نہ ہو اور قرضہ سے کچھ بچ رہے تو یہ دیکھنا چاہئے کچھ وصیت تو نہیں کی ہے اگر کوئی وصیت کی ہے تو تہائی میں وہ جاری ہوگی اور اگر نہیں کی یا وصیت سے جو بچا ہے وہ سب وارثوں کا حق ہے شرع سے جن جن کا حصہ ہو کسی عالم سے پوچھ کر کے دیدینا چاہئے یہ جو دستور ہے کہ جو جس کے ہاتھ لگا لے بھاگا بڑا گناہ ہے یہاں نہ دوگی تو قیامت میں دینا پڑے گا۔ جہاں روپے کے عوض نیکیاں دینی پڑینگی اس طرح لڑکیوں کا حصہ بھی ضرور دینا چاہئے شرع سے ان کا بھی حق ہے۔مسئلہ (۱۶): مردہ کے مال میں سے لوگوں کی مہمانداری آنے والوں کی خاطر مدارات، کھلانا پلانا، صدقہ خیرات وغیرہ کچھ کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح مرنے کے بعد سے دفن کرنے تک جو کچھ اناج وغیرہ فقیروں کو دیا جاتا ہے مردہ کے مال میں سے اس کا دینا بھی حرام ہے مردہ کو ہرگز کچھ ثواب نہیں پہنچتا بلکہ ثواب سمجھنا سخت گناہ ہے کیونکہ اب یہ مال تو سب وارثوں کا ہو گیا۔ پرائی حق تلفی کر کے دینا ایسا ہی ہے جیسے غیر کا مال چرا کر دیدینا، سب مال وارثوں کو بانٹ دینا چاہئے ان کو اختیار ہے کہ اپنے اپنے حصہ میں سے چاہے شرع کے موافق کچھ کریں یا نہ کریں بلکہ وارثوں سے اس خرچ کرنے اور خیرات کرنے کی اجازت بھی نہ لینا چاہئے کیونکہ اجازت لینے سے فقط ظاہر دل سے اجازت دیتے ہیں کہ اجازت نہ دینے میں بدنامی ہوگی ایسی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں۔مسئلہ (۱۷): اسی طرح یہ جو دستور ہے کہ اس کے استعمال شدہ کپڑے خیرات کر دیئے جاتے ہیں یہ بھی بغیر اجازت وارثوں کے ہرگز جائز نہیں اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہو تب تو اجازت دینے پر بھی جائز نہیں پہلے مال تقسیم کرلو

تب بالغ لوگ اپنے حصہ میں سے جو چاہیں دیں بغیر تقسیم کے ہرگز نہ دینا چاہئے۔

التماس

مولوی احمد علی صاحب جن کا ذکر پہلے حصہ کے شروع میں ہے یہاں تک کے مضمون کو ترتیب دے چکے تھے اور کچھ متفرق کاغذات لکھ چکے تھے کہ ۲۰ ذی الحجہ ۱۲۸۱ھ کو شہر قنوج میں اپنی سسرال میں انتقال کر گئے ان کے واسطے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور ان کو جنت میں بڑے درجے بخشے۔ اب آگے جو مضمون رہ گئے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بھروسہ پر لکھے جاتے ہیں، پورا کرنا ان کا کام ہے۔

تجوید یعنی قرآن مجید کو اچھی طرح سنوار[1] کر صحیح پڑھنے کا بیان

مسئلہ (۱): اس میں کوشش کرنا واجب ہے اس میں بے پرواہی اور سستی کرنے میں گناہ ہوتا ہے۔

قاعدہ تجوید کے قاعدے بہت سے ہیں مگر تھوڑے سے قاعدے جو بہت ضروری اور آسان ہیں لکھے جاتے ہیں۔ **تنبیہ:** ان حروف میں خوب اہتمام سے فرق کرنا چاہئے اور اچھی طرح ادا کرنا چاہئے۔ ا۔ ع۔ ء میں اور ت۔ ط میں اور ث۔ س۔ ص میں اور ح۔ ہ میں اور د۔ ض میں اور ذ۔ ز۔ ظ میں کہ ت پر نہیں ہوتی اور ط پر ہوتی ہے اور ث نرم ہوتی ہے س سخت ہوتا ہے ص پر ہوتا ہے اور ض کے نکالنے میں زبان کی کروٹ بائیں طرف کی ڈاڑھ سے لگتی ہے سامنے کے دانتوں سے اس کا پڑھنا غلط ہے اور اس کی زیادہ مشق کرنا چاہئے اور ذ۔ نرم ہوتی ہے ز سخت ہوتی ہے ظ پر ہوتی ہے۔ **قاعدہ** یہ حرف ہمیشہ پر ہوتے ہیں خ ص ض ط ظ غ ق۔ **قاعدہ** ن م پر جب تشدید ہو غنہ سے پڑھو یعنی اس آواز کو ذرا دیر تک ناک میں نکالتے رہو۔ **قاعدہ** جس حرف پر زیر یا زبر یا پیش ہو اور اس کے آگے الف یا ی یا واؤ نہ ہو تو اس کو بڑھا کر مت پڑھو جیسے اکثر لڑکیوں کو عادت پڑ جاتی ہے اس طرح پڑھنا غلط ہے جیسے الحمد کو اس طرح پڑھنا الحمدو یا **مٰلِكِ** کو اس طرح پڑھنا **مٰلِکِیْ** یا **اِیَّاكَ** کو اس طرح پڑھنا **اِیَّـاکَـا** اور جہاں الف یا ی یا واؤ ہو اس کو گھٹاؤ مت غرض کھڑے پڑے کا بہت خیال رکھو۔ **قاعدہ** پیش کو واؤ کی بو دیکر پڑھو اور زیر کو ی کی بو دیکر۔ **قاعدہ** جہاں نون پر جزم ہو اور اس نون کے بعد ان حرفوں میں سے کوئی حرف ہو اس نون کو غنہ سے پڑھو وہ حرف یہ ہیں۔

ت۔ ث۔ ج۔ د۔ ذ۔ ز۔ س۔ ش۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ ف۔ ق۔ ك جیسے ﴿انتم من ثمرة. فانجینكم. انداداً. انذرتهم. انزل. منساته. ینشئه. لمن صبر. منضود. فان طبن. فانظر. ینفقون. من قبلك ان كنتم﴾۔ **قاعدہ** اسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس حرف کے بعد ان پندرہ حرفوں میں سے کوئی حرف آ جائے تب بھی اس نون کی آواز پر غنہ کرو جیسے ﴿جنّٰتٍ تجری. جمیعًا. ثم استوی. من نفسٍ شیئًا. رزقًا قالوا رسولٌ كریم﴾ اسی طرح اور مثالیں ڈھونڈ لو۔ **قاعدہ** جہاں نون پر جزم ہو اور اس کے بعد حرف ر یا ل

[1] بعض باتیں جو باریک تھیں وہ سمجھ میں نہ آئیں یا جو بہت ظاہر تھیں خود بخود ان کے موافق پڑھتے ہیں ایسی باتیں نہیں لکھیں

آئے تو اس میں نون کی آواز بالکل نہیں رہتی بلکہ ر یا ل میں مل جاتا ہے جیسے ﴿مِنْ رَّبِّهِمْ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ﴾ قاعدہ اسی طرح اگر کسی حرف پر دوزبر یا دوزیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس حرف کے بعد ر یا ل ہو جب بھی اس نون کی آواز نہ رہے گی ر یا ل میں مل جائے گا جیسے ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ﴾ قاعدہ اگر نون پر جزم ہو اور اس کے بعد حرف ب ہو تو اس نون کو میم کی طرح پڑھیں گے اور اس پر غنہ بھی کرینگے جیسے ﴿اَنْبِئْهُمْ﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿اَمْبِئْهُمْ﴾ اسی طرح اگر کسی حرف پر دوزبر یا دوزیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس کے بعد ب ہو وہاں بھی اس نون کی آواز کو میم کی طرح پڑھیں گے جیسے ﴿اَلِيْمٌ بِمَا﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿اَلِيْمُ بِمَا بعض﴾ قرآن میں اس موقع پر ننھی سی میم لکھ دیتے ہیں اور بعضوں میں نہیں لکھتے مگر پڑھنا سب جگہ چاہئے جہاں جہاں یہ قاعدہ پایا جائے۔ قاعدہ جہاں جیم پر جزم ہو اور اس کے بعد حرف ب ہو تو اس کے میم پر غنہ کرے جیسے ﴿يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ﴾ قاعدہ جس حرف پر دوزبر یا دوزیر یا دو پیش ہوں اور اس کے بعد والے حرف پر جزم ہو تو وہاں دوزبر کی جگہ ایک زبر پڑھیں گے اور وہاں جو الف لکھا ہے اس کو نہیں پڑھیں گے ایک نون زیر والا اپنی طرف سے نکال کر اس جزم والے حرف سے ملا دینگے جیسے ﴿خَيْرًا الْوَصِيَّةُ﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿خَيْرَ انِ الْوَصِيَّةُ﴾ اسی طرح دوزیر کی جگہ ایک زیر پڑھیں گے اور ایسا ہی نون پچھلے حرف سے ملا دینگے جیسے ﴿فَخُوْرٍ الَّذِيْنَ﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿فَخُوْرِ نِ الَّذِيْنَ﴾ اسی طرح دو پیش کی جگہ ایک پیش پڑھیں گے اور ایسا ہی نون پچھلے حرف سے ملا دینگے جیسے ﴿نُوْحٌ ابْنَهٗ﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿نُوْحُ نِ ابْنَهٗ﴾ بعض قرآنوں میں ننھا سا نون بیچ میں لکھ دیتے ہیں لیکن اگر کسی قرآن میں نہ لکھا ہو جب بھی پڑھنا چاہئے۔ قاعدہ۔ ر پر اگر زبر یا پیش ہو تو پر پڑھنا چاہئے۔ جیسے ﴿رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَمْرُهُمْ﴾ اور اگر ر کے نیچے زیر ہو تو باریک پڑھو جیسے ﴿غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ﴾ اور اگر ر پر جزم ہو تو اس سے پہلے والے حرف کو دیکھو اگر اس پر زبر یا پیش ہے تو ر پر پڑھو جیسے ﴿اَنْذَرْتَهُمْ مُرْسَلٌ﴾ اور اگر اس سے پہلے والے حرف پر زیر ہو تو اس جزم والی ر کو باریک پڑھو جیسے ﴿لَمْ تُنْذِرْهُمْ﴾ اور کہیں کہیں یہ قاعدہ نہیں چلتا مگر وہ مواقع تمہاری سمجھ میں نہ آئیں گے۔ زیادہ جگہ یہی قاعدہ ہے تم یوں ہی پڑھا کرو۔ قاعدہ ﴿اللّٰه﴾ اور ﴿اَللّٰهُمَّ﴾ میں جو لام ہے اس لام سے پہلے والے حرف پر اگر زبر یا پیش ہو تو لام کو پر پڑھوں جیسے ﴿خَتَمَ اللّٰهُ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ﴾ اور اگر پہلے والے حرف پر زیر ہو اس لام کو باریک پڑھو جیسے ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ قاعدہ۔ جہاں گول ت لکھی ہو چاہے الگ ہو اس طرح ة چاہے ملی ہوئی ہو اس طرح ـة اور اس پر ٹھہرنا ہو تو اس ت کو ہ کی طرح پڑھیں گے جیسے ﴿قَسْوَةً﴾ اس کو اس طرح پڑھیں گے ﴿قَسْوَهْ﴾ اسی طرح ﴿اٰتُوا الزَّكٰوةَ اور طَيِّبَةً﴾ میں بھی ہ پڑھیں گے۔ قاعدہ۔ جس حرف پر دوزبر ہوں اور اس پر ٹھہرنا ہو تو اس حرف سے آگے الف پڑھیں گے جیسے فِدَآءً کو اس طرح پڑھیں گے فِدَاءَا۔ قاعدہ۔ جس جگہ قرآن میں ایسی نشانی ہوئی ہو ~ وہاں ذرا سا بڑھا دو جیسے ﴿وَلَا الضَّآلِّيْنَ

﴿ یہاں الف کواور الفوں سے بڑھا کر پڑھو یا جیسے ﴿قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ﴾ یہاں واؤ کو اور جگہوں کی واؤ سے بڑھا دیا جائے جیسے ﴿فِیْٓ اٰذَانِهِمْ﴾ اس ی کو دوسری جگہ کی ی سے بڑھا دو۔ **قاعدہ** جہاں ایسی نشانیاں بنی ہوں وہاں ٹھہر جاؤم ط o قف ل اور جہاں س یا سکتہ یا وقفہ ہو وہاں سانس نہ توڑ دو مگر ذرا رک کر آگے بڑھتی چلی جاؤ اور جہاں ایک آیت میں دو جگہ تین نقطے دیئے ہوں اس طرح وہاں ایک جگہ ٹھہر و ایک جگہ نہ ٹھہرو چاہے پہلی جگہ ٹھہرو چاہے دوسری جگہ ٹھہرو اور جہاں لا لکھا ہو وہاں مت ٹھہرو اور جہاں اور نشانیاں بنی ہوں جی چاہے ٹھہرو جی چاہے نہ ٹھہرو اور جہاں اوپر نیچے دو نشانیاں بنی ہوں جو اوپر لکھی ہو اس پر عمل کرو۔ **قاعدہ** جس حرف پر جزم ہو اور اس کے بعد والے حرف پر تشدید ہو تو اس جگہ پہلا حرف نہ پڑھیں گے جیسے ﴿قَدْتَبَیَّنَ﴾ میں دال نہ پڑھیں گے اور ﴿قَالَتْ طَائِفَة﴾ میں ت نہ پڑھیں گے اور ﴿لَئِنْۢ بَسَطْتَّ﴾ میں ط نہ پڑھیں گے اور ﴿اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ﴾ میں ت نہ پڑھیں گے اور ﴿اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا﴾ میں ت نہ پڑھیں گے۔ ﴿اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ﴾ میں ق نہ پڑھیں گے البتہ اگر یہ جزم والا حرف ن ہو یا دو زبر یا دو زیر یا دو پیش سے نون پیدا ہو گیا ہو اور اس کے بعد تشدید والا حرف ی یا واؤ ہو تو وہاں پڑھنے میں نون کی بو رہے گی جیسے ﴿مَنْ یَّقُوْلُ. ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ﴾ میں نون کی آواز ناک میں پیدا ہوگی۔ **قاعدہ** پارہ ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ﴾ کے چوتھے رکوع کی چھٹی آیت میں جو یہ بول آیا ﴿مَجْرٖىهَا﴾ اس ر کے زیر کو اور زیروں کی طرح نہ پڑھیں گے بلکہ جس طرح لفظ (ستارے) کی ر کا زیر پڑھا جاتا ہے اسی طرح اس کو بھی پڑھیں گے۔ **قاعدہ** پارہ حٰمٓ سورہ حجرات کے دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں جو یہ بول آیا ہے ﴿بِئْسَ الْاِسْمُ﴾ اس میں ﴿بِئْسَ﴾ کا سین کسی حرف سے نہیں ملتا اور اس کے بعد کا لام اگلے سین سے ملتا ہے اور اس طرح پڑھا جاتا ہے ﴿بِئْسَلِسْمُ۔ **قاعدہ** پارہ تِلْكَ الرُّسُلُ﴾ سورۂ آل عمران کی شروع میں جو الٓمّٓ آیا ہے اس کے میم کو اگلے لفظ اللہ کے لام سے اس طرح ملایا جاتا ہے جس کے ہجے یوں ہوتے ہیں م۔ ی۔ می۔ م ل زبر ﴿مَلْ مِیْمَل﴾ اور بعض پڑھنے والے جو اس طرح پڑھتے ہیں میم مَلْ یہ غلط ہے۔ **قاعدہ** یہ چند مقام ایسے ہیں کہ لکھا جاتا ہے اور طرح اور پڑھا جاتا ہے اور طرح۔ ان کا بہت خیال رکھو اور قرآن میں یہ مقامات نکال کر لڑکیوں کو دکھلا دو اور سمجھا دو۔ **مقام اول** قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ اَنَا آیا ہے اس میں نون کے بعد کا الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ فقط پہلا حرف اور نون زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اس کو بڑھاتے نہیں اس طرح اَنَ۔ **مقام** (۲ پارہ ﴿سَیَقُوْلُ﴾ کے سولہویں رکوع کی تیسری آیت میں ﴿یَبْصُطُ ص﴾ سے لکھا جاتا ہے مگر س سے پڑھا جاتا ہے اس طرح ﴿یَبْسُطُ﴾ اکثر قرآنوں میں ایک ننھا سا س بھی لکھ دیتے ہیں لیکن اگر نہ بھی لکھا ہو جب بھی س پڑھے اسی طرح پارہ ﴿وَلَوْاَنَّنَا﴾ کے سولہویں رکوع کی پانچویں آیت میں جو ﴿بَصْطَةً﴾ آیا ہے اس میں بھی ص کی جگہ س پڑھتے ہیں۔ **مقام** (۳ پارہ ﴿لَنْ تَنَالُوْا﴾ کے چھٹے رکوع کی پہلی آیت میں اَفَائِنْ میں ف کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا ہے بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں اَفَئِنْ۔ **مقام** (۴ پارہ ﴿لَنْ

تنالُوا ﴾ کے آٹھویں رکوع کی تیسری آیت میں ﴿لااِلیَ اللّٰہِ﴾ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے ہیں مگر ایک الف پڑھا جاتا ہے اس طرح ﴿لَاِ لی اللّٰہِ﴾ ۔مقام (۵ پارہ ﴿لا یُحِبُّ اللّٰہُ﴾ کے نویں رکوع کی تیسری آیت میں ﴿ تَبُوْٓءَ ا ﴾ میں ہمزہ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں تَبُوْٓءَ ۔مقام (۶ پارہ ﴿قالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ﴾ کے تیسرے رکوع کی چوتھی آیت میں ﴿مَلَائِہٖ﴾ میں لام کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں ﴿مَلَئِہٖ﴾ اسی طرح یہ لفظ قرآن میں جہاں آیا ہے اسی طرح پڑھا جاتا ہے۔مقام (۷ پارہ ﴿واعلموا﴾ کے تیرہویں رکوع کی پانچویں آیت میں ﴿لااَوْضَعُوْا﴾ میں لام کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں۔ ﴿لَاَوْضَعُوْا﴾ مقام (۸ پارہ ﴿وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ ﴾ کے چھٹے رکوع کی آٹھویں آیت میں ﴿ثَمُوْدَا﴾ میں دال کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں ﴿ثَمُوْدَ﴾ اسی طرح پارہ ﴿فَمَا خَطْبُکُمْ سورہ وَالنَّجْمِ﴾ کے تیسرے رکوع کی انیسویں آیت میں جو ﴿ثَمُوْدَا﴾ آیا ہے اس میں بھی الف نہیں پڑھا جاتا۔مقام (۹ پارہ ﴿وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِی﴾ کے دسویں رکوع کی چوتھی آیت میں ﴿لِتَتْلُوَا﴾ میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں ﴿لِتَتْلُوَ﴾ مقام (۱۰ پارہ ﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ﴾ کے چودھویں رکوع کی دوسری آیت میں ﴿لَنْ نَدْعُوَا﴾ میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں ﴿لَنْ نَدْعُوَ﴾ ۔اسی طرح پارہ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ﴾ کے سولہویں رکوع کی پہلی آیت میں ﴿لِشَایْءٍ﴾ میں الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں ﴿لِشَیْءٍ﴾ مقام (۱۱ پارہ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ﴾ کے سترہویں رکوع کی ساتویں آیت میں ﴿لٰکِنَّا﴾ میں نون کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لٰکِنَّ ۔مقام (۱۲ پارہ ﴿وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ﴾ کے سترہویں رکوع کی ساتویں آیت میں ﴿لَااَذْبَحَنَّہٗ﴾ کے لام کے بعد دو الف لکھے جاتے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا ہے اسی طرح ﴿لَاَذْبَحَنَّہٗ﴾ مقام (۱۳ پارہ ﴿وَمَالِیَ﴾ کے چھٹے رکوع کی سینتالیسویں آیت میں ﴿لَااِلَی الْجَحِیْمِ﴾ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا ہے اس طرح ﴿لَاِلَی الْجَحِیْمِ﴾ ۔مقام (۱۴ پارہ حٰمٓ سورہ ﴿محمد﴾ کے پہلے رکوع کی چوتھی آیت میں ﴿لِیَبْلُوَا﴾ میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں ﴿لِیَبْلُوَ﴾ اسی طرح اسی سورت کے چوتھے رکوع کی تیسری آیت میں ﴿لَنَبْلُوَا﴾ ہے۔مقام (۱۵ پارہ ﴿تبارک الَّذِیْ﴾ سورہ دہر کے پہلے رکوع کی چوتھی آیت میں ﴿سَلٰسِلَا﴾ میں دوسرے لام کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں ﴿سَلٰسِلَ﴾ اور اسی رکوع کی پندرہویں اور سولہویں آیت میں دو جگہ ﴿قَوَارِیْرَا قَوَارِیْرَا﴾ آیا ہے اور دونوں جگہ دوسری ر کے بعد الف لکھا جاتا ہے سو اکثر پڑھنے والے پہلے ﴿قَوَارِیْرَا﴾ پر ٹھہر جاتے ہیں اور دوسرے ﴿قَوَارِیْرَا﴾ پر نہیں ٹھہرتے۔اسی طرح پڑھنے میں تو یہ حکم کہ پہلی جگہ الف پڑھیں اور دوسری جگہ الف نہ پڑھیں بلکہ اس طرح پڑھیں ﴿قَوَارِیْرَ﴾ اور اگر کوئی

پہلی جگہ نہ ٹھہرے اور دوسری جگہ ٹھہر جائے تو جہاں ٹھہرے وہاں الف پڑھے جہاں نہ ٹھہرے وہاں الف نہ پڑھے۔ اور دوسری جگہ کسی حال میں الف نہ پڑھا جائیگا خواہ وہاں وقف کرے یا نہ کرے اور پہلی جگہ اگر وقف کرے تو الف پڑھے ورنہ نہیں صحیح یہی ہے۔ فائدہ:۔ پارہ ﴿وَاعْلَمُوْا﴾ میں سورۂ توبہ ﴿بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ﴾ سے شروع ہوتی ہے اس پر ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ نہیں لکھی اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی اوپر سے پڑھتی چلی آتی ہے تو وہ اس پر پہنچ کر ﴿بِسْمِ اللّٰهِ﴾ نہ پڑھے ویسے ہی شروع کردے اور اگر کسی نے اس جگہ سے پڑھنا شروع کیا ہے یا کچھ سورت پڑھ کر بند کردیا تھا پھر بیچ میں سے پڑھنا شروع کیا تو ان دونوں حالتوں میں ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾۔ پڑھنا چاہئے۔

استاد کیلئے ضروری ہدایات

یہ سب قاعدے سمجھا کر ایک ایک کو کئی کئی دن تک پاؤ پاؤ ادھے آدھے پارے میں خوب جاری اور مشق کرادو۔

شوہر کے حقوق کا بیان

اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بنایا ہے اور بہت بزرگی دی ہے شوہر کا راضی اور خوش رکھنا بڑی عبادت ہے اور اس کا ناخوش اور ناراض کرنا بہت گناہ ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچائے رہے یعنی پاک دامن رہے اور اپنے شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری کرتی رہے سو اس کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جائے مطلب یہ ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے اس کا جی چاہے جنت میں بے کھٹکے چلی جائے اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جسکی موت ایسی حالت پر آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہے تو وہ جنتی ہے اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کیلئے کہتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے میاں کو سجدہ کیا کرے اگر مرد اپنی عورت کو حکم دے کہ اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر اس پہاڑ تک لیجائے اور اس پہاڑ سے پتھر اٹھا کر تیسرے پہاڑ تک لیجائے تو اس کو یہی کرنا چاہئے۔ اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے کام کیلئے بلاوے تو ضرور اس کے پاس آئے اگرچہ چولہے پر بیٹھی ہو تب بھی چلی آئے۔ مطلب یہ ہے کہ چاہے جتنے ضروری کام پر بیٹھی ہو سب چھوڑ چھاڑ کر چلی آئے اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی مرد نے اپنی عورت کو اپنے پاس لیٹنے کیلئے بلایا اور وہ نہ آئی پھر وہ اسی طرح غصہ میں لیٹ رہا تو صبح تک اس عورت پر سارے فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں جب کوئی عورت اپنے میاں کو ستاتی ہے تو جو حور قیامت میں اسکی بیوی بنے گی یوں کہتی ہے تیرا خدا ناس کرے تو اس کو مت ستا یہ تو تیرے پاس مہمان ہے تھوڑی ہی دنوں میں تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آئے گا

اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین طرح کے آدمی ایسے ہیں جن کی نہ تو نماز قبول ہوتی ہے، نہ کوئی اور نیکی منظور ہوتی ہے ایک تو وہ لونڈی غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے دوسرے وہ عورت جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو، تیسرے وہ جو نشہ میں مست ہو۔ کسی نے حضرت محمد ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ سب سے اچھی عورت کون ہے تو آپ نے فرمایا وہ عورت کہ جب اس کا میاں اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے اور جب کچھ کہے تو کہا مانے اور اپنی جان و مال میں کچھ اس کا خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔ ایک حق مرد کا یہ ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے بے اسکی اجازت کے نفل روزے نہ رکھا کرے اور بے اسکی اجازت کے نفل نماز نہ پڑھے۔ ایک حق اس کا یہ ہے کہ اپنی صورت بگاڑ کے میلی کچیلی نہ رہا کرے بلکہ بناؤ سنگھار سے رہا کرے یہاں تک کہ اگر مرد کے کہنے پر بھی عورت سنگھار نہ کرے تو مرد کو مارنے کا اختیار ہے۔ ایک حق یہ ہے کہ بے میاں کی اجازت گھر سے باہر کہیں نہ جائے نہ عزیز اور رشتہ دار کے گھر نہ کسی غیر کے گھر۔

میاں کے ساتھ نباہ کرنے کا طریقہ

یہ خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ایسا سابقہ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرنا ہے اگر دونوں کا دل ملا ہوا رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں اور اگر خدانخواستہ دلوں میں فرق آ گیا تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں اس لئے جہاں تک ہو سکے میاں کا دل ہاتھ میں لئے رہو اور اسکی آنکھ کے اشارے پر چلا کرو۔ اگر وہ حکم کرے کہ رات بھر ہاتھ باندھے کھڑی رہو تو دنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارا کر کے آخرت کی بھلائی اور سرخروئی حاصل کرو کسی وقت کوئی بات ایسی نہ کرو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو اگر وہ دن کو رات بتلائے تو تم بھی دن کو رات کہنے لگو کم سمجھی اور انجام نہ سوچنے کی وجہ سے بعض بیویاں ایسی بات کر بیٹھتی ہیں، جس سے مرد کے دل میں میل آ جاتا ہے کہیں بے موقع زبان چلا دی کوئی بات طعن و تشنیع کی کہہ ڈالی غصہ میں جلی کٹی باتیں کہہ دیں کہ خواہ مخواہ سن کر برا لگے۔ پھر جب اس کا دل پھر گیا تو روتی پھرتی ہیں۔ یہ خوب سمجھ لو کہ دل پر میل آ جانے کے بعد اگر دو چار دن میں کہہ سن کر تم نے منا بھی لیا تب بھی وہ بات نہیں رہتی جو پہلے تھی پھر ہزار باتیں بناؤ۔ عذر معذرت کرو لیکن جیسا پہلے دل صاف تھا اب ویسی محبت نہیں رہتی جب کوئی بات ہوتی ہے تو یہی خیال آ جاتا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے فلانے فلانے دن ایسا کہا تھا اس لئے اپنے شوہر کے ساتھ خوب سوچ سمجھ کر رہنا چاہئے کہ خدا اور رسول ﷺ کی بھی خوشنودی حاصل ہو اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں درست ہو جائیں۔ سمجھدار بیویوں کو کچھ بتلانے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے وہ خود ہی ہر بات کے نیک و بد کو دیکھ لیں گی لیکن پھر بھی ہم بعض ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔ جب تم ان کو خوب سمجھ لوگی تو اور باتیں بھی اسی سے معلوم ہو جایا کرینگی۔ شوہر کی حیثیت سے زائد خرچ نہ مانگو جو کچھ جڑے ملے اپنا گھر سمجھ کر چٹنی روٹی کھا کر بسر کرو۔ اگر کبھی کوئی زیور یا کپڑا پسند آیا ہو تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اسکی فرمائش نہ کرو۔ نہ اس کے ملنے پر حسرت کرو بالکل منہ سے نہ نکالو خود سوچو کہ اگر تم نے کہا تو وہ

اپنے دل میں کہے گا کہ اس کو ہمارا کچھ خیال نہیں کہ ایسی بے موقع فرمائش کرتی ہے بلکہ اگر میاں امیر ہو تب بھی جہاں تک ہو سکے خود کبھی کسی بات کی فرمائش ہی نہ کرو البتہ اگر وہ خود پوچھے کہ تمہارے واسطے کیا لاویں تو خیر بتلا دو کہ فرمائش کرنے سے آدمی نظروں میں گھٹ جاتا ہے اور اس کی بات ہیٹی ہو جاتی ہے کسی بات پر ضد اور ہٹ نہ کرو اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو تو اس وقت جانے دو پھر کسی دوسرے وقت مناسب طریقہ سے طے کر لینا اگر میاں کے یہاں تکلیف سے گزرے تو کبھی زبان پر نہ لاؤ اور ہمیشہ خوشی ظاہر کرتی رہو کہ مرد کو رنج نہ پہنچے اور تمہارے اس نباہ سے اس کا دل بس تمہاری مٹھی میں ہو جائے اگر تمہارے لئے کوئی چیز لاوے تو پسند آئے یا نہ آئے ہمیشہ اس پر خوشی ظاہر کرو یہ نہ کہو کہ یہ چیز بری ہے ہمارے پسند نہیں ہے۔ اس سے اس کا دل تھوڑا ہو جائے گا اور پھر کبھی کچھ لانے کو نہ چاہے گا اور اگر اسکی تعریف کر کے خوشی سے لے لوگی تو دل اور بڑھے گا اور پھر اس سے زیادہ چیز لاویگا۔ کبھی غصہ میں آ کر خاوند کی ناشکری نہ کرو اور یوں نہ کہنے لگو کہ اس موئے اجڑے گھر میں آ کر میں نے دیکھا کیا ہے۔ بس ساری عمر مصیبت اور تکلیف ہی سے کٹی۔ میاں بابا نے میری قسمت پھوڑ دی کہ مجھے ایسی بلا میں پھنسا دیا۔ ایسی آگ میں جھونک دیا کہ ایسی باتوں سے پھر دل میں جگہ نہیں رہتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے دوزخ میں عورتیں بہت دیکھیں کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جائیں گی تو حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ یہ اوروں پر لعنت کیا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں تو خیال کرو یہ ناشکری کتنی بری چیز ہے اور کسی پر لعنت کرنا یا یوں کہنا فلانی پر خدا کی مار خدا کی پھٹکار، فلانی کا لعنتی چہرہ ہے، منہ پر لعنت برس رہی ہے، یہ سب باتیں بہت بری ہیں۔ شوہر کو کسی بات پر غصہ آ گیا تو ایسی بات مت کہو کہ غصہ اور زیادہ ہو جائے ہر وقت مزاج دیکھ کر بات کرو اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی دل لگی میں خوش ہے تو ہنسی دل لگی کرو اور نہیں تو ہنسی دل لگی نہ کرو جیسا مزاج دیکھو ویسی باتیں کرو۔ کسی بات پر تم سے خفا ہو کر روٹھ گیا تو تم بھی منہ پھلا کر نہ بیٹھ رہو بلکہ خوشامد کر کے عذر معذرت کر کے ہاتھ جوڑ کے جس طرح بنے اس کو منالو چاہے تمہارا قصور نہ ہو، شوہر ہی کا قصور ہو تب بھی تم ہرگز نہ روٹھو اور ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے کو اپنا فخر اور اپنی عزت سمجھو اور خوب سمجھ لو کہ میاں بیوی کا ملاپ فقط خالی خولی محبت سے نہیں ہوتا بلکہ محبت کے ساتھ میاں کا ادب بھی کرنا ضرور ہے میاں کو اپنے برابر درجہ میں سمجھنا بڑی غلطی ہے میاں سے ہرگز کبھی کوئی کام مت لو۔ اگر وہ محبت میں آ کر کبھی ہاتھ یا سر دبانے لگے تو تم نہ کرنے دو۔ بھلا سوچو کہ اگر تمہارا باپ ایسا کرے تو کیا تم کو گوارا ہوگا۔ پھر شوہر کا رتبہ باپ سے بھی زیادہ ہے۔ اٹھنے بیٹھنے میں بات چیت میں غرضیکہ ہر بات میں ادب تمیز کا پاس اور خیال رکھو اور اگر خود تمہارا ہی قصور ہو تو ایسے وقت اینٹھ کر الگ بیٹھنا تو اور بھی پوری بیوقوفی اور نادانی ہے ایسی باتوں سے دل پھٹ جاتا ہے جب کبھی پردیس سے آئے تو مزاج پوچھو، خیریت دریافت کرو کہ وہاں کس طرح رہے تکلیف تو نہیں ہوئی۔ ہاتھ پاؤں پکڑ لو کہ تم تھک گئے ہو گے بھوکا ہو تو روٹی پانی کا بندوبست کرو گرمی کا موسم ہو تو پنکھا جھل کر ٹھنڈا کرو غرضیکہ اسکی راحت و آرام کی باتیں کرو۔ روپیہ پیسہ ن

باتیں ہرگز نہ کرنے لگو کہ ہمارے واسطے کیا لائے کتنا خرچ لائے خرچ کا بٹوہ کہاں ہے۔ دیکھیں کتنا ہے جب وہ خود دے تو لے لو یہ حساب نہ پوچھو کہ تنخواہ تو بہت ہے اتنے مہینہ میں بس اتنا ہی لائے تم بہت خرچ کر ڈالتے ہو۔ کاہے میں اٹھایا کیا کرڈالا۔ کبھی خوشی کے وقت سلیقہ کے ساتھ باتوں باتوں میں پوچھ لو تو خیر اس کا کچھ حرج نہیں اگر اس کے ماں باپ زندہ ہوں اور روپیہ پیسہ سب ان ہی کو دیدے تمہارے ہاتھ پر نہ رکھے تو کچھ برا نہ مانو بلکہ اگر تم کو دیدے تو بھی عقلمندی کی بات یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ میں نہ لو اور یہ کہو کہ انہی کو دیوے تا کہ ان کا دل میلا نہ ہو اور تم کو برا نہ کہیں کہ بہو نے لڑکے کو اپنے ہی پھندے میں کرلیا۔ جب تک ساس خسر زندہ ہیں انکی خدمت کو انکی تابعداری کو فرض جانو اور اسی میں اپنی عزت سمجھو اور ساس نندوں سے الگ ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کرو کہ ساس نندوں سے بگاڑ ہو جانے کی یہی جڑ ہے۔ خود سوچو کہ ماں باپ نے اسے پالا پوسا اور اب بڑھاپے میں اس آسرے پر اسکی شادی بیاہ کیا کہ ہم کو آرام ملے اور جب بہو آئی تو ڈولی سے اترتے ہی یہ فکر کرنے لگی کہ میاں آج ہی ماں باپ کو چھوڑ دیں تو پھر جب ماں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیٹے کو ہم سے چھڑاتی ہے تو فساد پھیلتا ہے۔ کنبہ کے ساتھ مل جل کر رہو۔ اپنا معاملہ شروع سے ادب لحاظ کا رکھو۔ چھوٹوں پر مہربانی، بڑوں کا ادب کیا کرو اپنا کوئی کام دوسروں کے ذمہ نہ رکھو اور اپنی کوئی چیز پڑی نہ رہنے دو کہ فلانی اس کو اٹھالے گی جو کام ساس نندوں کرتی ہیں تم اس کے کرنے سے عار نہ کرو۔ تم خود بے کہے ان سے لے لو اور کردو۔ اس سے ان کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا ہو جائے گی۔ جب دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اسکی ٹوہ مت لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہوتی ہیں اور خواہ مخواہ یہ بھی نہ خیال کرو کہ کچھ ہماری ہی باتیں ہوتی ہونگی۔ یہ بھی ضرور خیال رکھو کہ سسرال میں بے دلی سے مت رہو۔ اگرچہ نیا گھر نئے لوگ ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے لیکن جی کو سمجھانا چاہئے نہ کہ وہاں رونے بیٹھ گئیں اور جب دیکھو تو بیٹھی رو رہی ہیں۔ جاتے دیر نہیں ہوتی اور آنے کا تقاضا شروع کردیا۔ بات چیت میں خیال رکھو نہ تو آپ ہی آپ اتنی بک بک کرو جو بری لگنے نہ اتنی کم کہ منت خوشامد کے بعد بھی نہ بولو کہ یہ برا ہے اور غرور سمجھا جاتا ہے۔ اگر سسرال میں کوئی بات ناگوار اور بری لگے تو میکے میں آکر چغلی نہ کھاؤ، سسرال کی ذرا ذرا سی بات آکر ماں سے کہنا اور ماؤں کا کھود کھود کر پوچھنا بڑی بری بات ہے اسی سے لڑائیاں پڑتی ہیں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں اس کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ شوہر کی چیزوں کو خوب سلیقہ اور تمیز سے رکھو۔ رہنے کا کمرہ خوب صاف رکھو، گندہ نہ رہے، بستر میلا کچیلا نہ ہو، شکن نکال ڈالو، تکیہ میلا ہو گیا تو غلاف بدل دو نہ ہو تو سی ڈالو۔ جب خود اس نے کہا اور اس کے کہنے پر تم نے کیا تو اس میں کیا بات رہی۔ لطف تو اسی میں ہے کہ بے کہے سب چیزیں ٹھیک کردو جو چیزیں تمہارے پاس رکھی ہوں ان کو حفاظت سے رکھو، کپڑے ہوں تو تہہ کر کے رکھو یوں ہی ملگوں کے نہ ڈالو کہیں ادھر ادھر نہ ڈالو۔ قرینہ سے رکھو کبھی کسی کام میں حیلہ حوالہ نہ کرو نہ کبھی جھوٹی باتیں بناؤ کہ اس سے اعتبار جاتا رہتا ہے پھر سچی بات کا بھی یقین نہیں آتا۔ اگر غصہ میں کبھی کچھ برا بھلا کہے تو تم ضبط کرو اور بالکل جواب نہ دو وہ چاہے جو کچھ کہے تم چپکی بیٹھی رہو۔ غصہ اترنے کے بعد

دیکھنا کہ خود پشیمان ہوگا اور تم سے کتنا خوش رہے گا اور پھر کبھی انشاء اللہ تعالیٰ تم پر غصہ نہ کرے گا اور اگر تم بھی بول اٹھیں تو بات بڑھ جائے گی پھر نہیں معلوم کہاں تک نوبت پہنچے ذرا ذرا سے شبہ پر تہمت نہ لگاؤ کہ تم فلانی کے ساتھ بہت ہنسا کرتے ہو وہاں زیادہ جایا کرتے ہو وہاں بیٹھے کیا کرتے ہو کہ اس میں اگر مرد بے قصور ہوا تو تم ہی سوچو کہ اس کو کتنا برا لگے گا۔ اور اگر سچ مچ اسکی عادت ہی خراب ہے تو یہ خیال کرو کہ تمہارے غصہ کرنے اور بکنے جھکنے سے کوئی دباؤ ڈال کر زبردستی کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے۔ اپنی طرف سے دل میلا کرنا ہو تو کر الو۔ ان باتوں سے کہیں عادت چھوٹتی ہے عادت چھڑانا ہو تو عقلمندی سے رہو۔ تنہائی میں چپکے چپکے سے سمجھاؤ بجھاؤ۔ اگر سمجھانے بجھانے اور تنہائی میں غیرت دلانے سے بھی عادت نہ چھوٹے تو خیر صبر کر کے بیٹھی رہو۔ لوگوں کے سامنے گاتی مت پھرو اور اس کو رسوا مت کرو۔ نہ گرم ہو کر اس کو زیر کرنا چاہو کہ اس میں زیادہ ضد ہو جاتی ہے اور غصہ میں آ کر زیادہ کرنے لگتا ہے اگر تم غصہ کرو گی اور لوگوں کے سامنے بک جھک کر رسوا کرو گی تو جتنا تم سے بولتا تھا اتنا بھی نہ بولے گا پھر اس وقت روتی پھرو گی اور یہ خوب یاد رکھو کہ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے۔ دباؤ اور زبردستی سے ہرگز زیر نہیں ہو سکتے۔ ان کے زیر کرنے کی بہت آسان ترکیب خوشامد اور تابعداری ہے۔ ان پر غصہ کر کے دباؤ ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے اگر چہ اس کا انجام ابھی سمجھ میں نہیں آتا۔ لیکن جب فساد کی جڑ پکڑ گئی تو کبھی نہ کبھی ضرور اس کا خراب نتیجہ پیدا ہوگا۔ لکھنو میں ایک بیوی کے میاں بڑے بدچلن ہیں دن رات باہر ہی بازاری عورت کے پاس رہا کرتے تھے، گھر میں بالکل نہیں آتے اور طرہ یہ کہ وہ بازاری فرمائشیں کرتی ہیں کہ آج پلاؤ پکے آج فلانی چیز پکے اور وہ بیچاری دم نہیں مارتی جو کچھ میاں کہلا بھیجتے ہیں روزمرہ برابر پکا کر کھانا باہر بھیج دیتی ہے اور کبھی کچھ سانس نہیں لیتی ہے۔ دیکھو ساری خلقت اس بیوی کو کیسی واہ واہ کرتی ہے اور خدا کے یہاں اس کو جو رتبہ ملے گا وہ الگ رہا اور جس دن میاں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بدچلنی چھوڑ دی اسی دن سے اس بیوی کے غلام ہی ہو جائیں گے۔

اولاد کی پرورش کرنے کا طریقہ

جاننا چاہئے کہ یہ امر بہت ہی خیال رکھنے کے قابل ہے کیونکہ بچپن میں جو عادت بھلی یا بری پختہ ہو جاتی ہے وہ عمر بھر نہیں جاتی اس لئے بچپن سے جوان ہونے تک ان باتوں کا ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔ (۱): نیک بخت دیندار عورتوں کا دودھ پلاویں، دودھ کا بڑا اثر ہوتا ہے۔ (۲): عورت کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہے کہیں اور ڈراؤنی چیزوں سے سو یہ بری بات ہے اس سے بچہ کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔ (۳): اس کے دودھ پلانے کیلئے اور کھانا کھلانے کیلئے اوقات مقرر رکھو کہ وہ تندرست رہے۔ (۴): اس کو صاف ستھرا رکھو کہ اس سے تندرستی رہتی ہے، (۵): اس کا بہت بناؤ سنگھار مت کرو۔ (۶): اگر لڑکا ہو اس کے سر پر بال مت بڑھاؤ، (۷): اگر لڑکی ہے اس کو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ ہو جائے زیور مت پہناؤ اس سے ایک تو اسکی جان کا خطرہ ہے۔ دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں۔ (۸): بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو

کھانا کپڑا پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کرو۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزیں ان کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرایا کرو تا کہ ان کو سخاوت کی عادت ہو مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی چیزیں ان کے ہاتھ سے دلوایا کرو خود جو چیز شروع سے ان ہی کی ہو اس کا دلوانا کسی کو درست نہیں۔ (۹): زیادہ کھانے والوں کی برائی اس کے سامنے کیا کرو مگر کسی کا نام لیکر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو ئی بہت کھاتا ہے لوگ اس کو حبشی کہتے ہیں، اس کو بیل جانتے ہیں۔ (۱۰): اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اس کو نفرت دلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں تم ماشاء اللہ مرد ہو۔ ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔ (۱۱): اگر لڑکی ہو جب بھی زیادہ مانگ چوٹی اور بہت تکلف کے کپڑوں کی اس کو عادت مت ڈالو۔ (۱۲): اس کی سب ضدیں پوری مت کرو کہ اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے، (۱۳): چلا کر بولنے سے روکو خاص کر اگر لڑکی ہو تو چلانے پر خوب ڈانٹو ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت ہو جائے گی۔ (۱۴): جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کھانے کے یا کپڑے کے عادی ہیں ان کے پاس بیٹھنے سے، ان کے ساتھ کھیلنے سے ان کو بچاؤ۔ (۱۵): ان باتوں سے ان کو نفرت دلاتی رہو، غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری کرنا، چغلی کھانا، اپنی بات کی پچ کرنا، خواہ مخواہ اسکو بنانا، بے فائدہ بہت باتیں کرنا، بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بری بات کا نہ سوچنا اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جائے فوراً اس کو روکو اس پر تنبیہ کرو۔ (۱۶): اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے مناسب سزا دو تا کہ پھر ایسا نہ کرے۔ ایسی باتوں میں پیار دلار ہمیشہ بچوں کو کھو دیتا ہے۔ (۱۷): بہت سویرے مت سونے دو۔ (۱۸): سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔ (۱۹): جب سات برس کی عمر ہو جائے نماز کی عادت ڈالو۔ (۲۰): جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جائے اول قرآن مجید پڑھواؤ۔ (۲۱): جہاں تک ہو سکے دیندار استاد سے پڑھواؤ۔ (۲۲): مکتب میں جانے میں کبھی رعایت مت کرو۔ (۲۳): کسی کسی وقت ان کو نیک لوگوں حکائتیں سنایا کرو۔ (۲۴): ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جن میں عاشق معشوق کی باتیں یا شرع کے خلاف مضمون اور بے ہودہ قصے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔ (۲۵): ایسی کتابیں پڑھواؤ جن میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کارروائی آ جائے۔ (۲۶): مکتب سے آنے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کیلئے اس کو کھیلنے کی اجازت دو تا کہ اسکی طبیعت کند نہ ہو جائے۔ لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو، چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔ (۲۷): آتش بازی یا باجہ یا فضول چیزیں مول لینے کیلئے پیسے مت دو۔ (۲۸): کھیل تماشے دکھانے کی عادت مت ڈالو۔ (۲۹): اولاد کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھلا دو جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گزارہ کر سکے۔ (۳۰): لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھلا دو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکیں۔ (۳۱): بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔ اپاہج اور سست نہ ہو جائیں، ان کو کہو کہ رات کو بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھاویں۔ صبح کو سویرے اٹھ کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں۔ کپڑوں کی گٹھڑی اپنے انتظام میں رکھیں۔ ادھڑا پھٹا خود سی لیا کریں کپڑے خواہ میلے ہوں خواہ اجلے ہوں ایسی جگہ رکھیں جہاں کپڑے کا چوہے کا اندیشہ نہ ہو۔ دھوبن کو خود گن کر دیں اور لکھ لیں اور گن کر پڑتال کر لیں۔ (۳۲): لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر

ہے رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو جب اٹھو دیکھ بھال لیا کرو۔ (۳۳): لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے سینے پرونے کپڑے رنگنے چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کرکے دیکھا کرو کہ کیونکر ہو رہا ہے۔ (۳۴): جب بچے سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباش دو پیار کرو بلکہ اس کو کچھ انعام دو تا کہ اس کا دل بڑھے اور جب اسکی کوئی بری بات دیکھو اول تنہائی میں اس کو سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے دیکھنے والے دل میں کیا کہتے ہونگے اور جس جس کو خبر ہوگی وہ دل میں کیا کہے گا۔ خبردار پھر ایسا مت کرنا۔ نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کرتے اور پھر وہی کام کرے تو مناسب سزا دو۔ (۳۵): ماں کو چاہئے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہے۔ (۳۶): بچہ کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو کھیل ہو یا کھانا ہو یا کوئی اور شغل ہو جو کام چھپا کر کرے گا سمجھ جاؤ کہ وہ اس کو برا سمجھتا ہے سو اگر وہ برا ہے تو اس سے چھڑواؤ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ سب کے سامنے کھائے پئے۔ (۳۷): کوئی کام محنت کا اس کے ذمہ مقرر کر دو جس سے صحت اور ہمت رہے، سستی نہ آنے پاوے مثلاً لڑکوں کیلئے ڈنڈ، مگدر کرنا، ایک آدھ میل چلنا اور لڑکیوں کیلئے چکی یا چرخہ چلانا ضروری ہے اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عیب نہ سمجھیں گے۔ (۳۸): چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے نگاہ اوپر اٹھا کر نہ چلے۔ (۳۹): اس کو عاجزی اختیار کرنے کی عادت ڈالو زبان سے، چال سے، برتاؤ سے، شیخی نہ بگھارنے پاوے یہاں تک کہ اپنے ہم عمر بچوں میں بیٹھ کر اپنے کپڑے، مکان یا خاندان یا کتاب وقلم و دوا تختی تک کی تعریف نہ کرنے پاوے (۴۰): کبھی کبھی اسکو دو چار پیسے دے دیا کرو کہ اپنی مرضی کے موافق خرچ کیا کرو مگر اس کو یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے۔ (۴۱): اسکو کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ تھوڑا تھوڑا ہم لکھ دیتے ہیں۔

کھانے کا طریقہ

داہنے ہاتھ سے کھاؤ، شروع میں بسم اللہ پڑھ لو، اپنے سامنے سے کھاؤ اوروں سے پہلے مت کھاؤ، کھانے کو گھور کر مت دیکھو، کھانے والوں کی طرف مت دیکھو، بہت جلدی جلدی مت کھاؤ، خوب چبا کر کھاؤ، جب تک لقمہ نہ نگل لو دوسرا لقمہ منہ میں مت رکھو، شوربا وغیرہ کپڑے پر نہ ٹپکنے پائے، انگلیاں ضرورت سے زیادہ سننے نہ پائیں۔

محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ

جس سے ملو ادب سے ملو نرمی سے بولو، محفل میں تھوکو نہیں، وہاں ناک صاف مت کرو۔ اگر ایسی ضرورت ہو تو وہاں سے الگ چلی جاؤ وہاں اگر جمائی یا چھینک آئے منہ پر ہاتھ رکھو، آواز پست کرو کسی کی طرف پشت مت کرو، کسی کی طرف پاؤں مت کرو، ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ دیکر مت بیٹھو۔ انگلیاں مت چٹخاؤ، بلا ضرورت بار بار کسی کی طرف مت دیکھو، ادب سے بیٹھی رہو، بہت مت بولو، بات بات پر قسم مت کھاؤ۔ جہاں تک ممکن ہو خود کلام مت شروع کرو، جب دوسرا شخص بات کرے خوب توجہ سے سنو تا کہ اس کا دل نہ بجھے البتہ اگر گناہ کی بات

ہو مت سنو یا تو منع کر دو یا وہاں سے اٹھ جاؤ۔ جب تک کوئی شخص بات پوری نہ کر لے بیچ میں مت بولو۔ جب کوئی آئے اور محفل میں جگہ نہ ہو ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ مل مل کر بیٹھ جاؤ کہ جگہ ہو جائے۔ جب کسی سے ملو یا رخصت ہونے لگو تو السلام علیکم کہو اور جواب میں وعلیکم السلام کہو اور طرح طرح کے الفاظ مت کہو۔

حقوق کا بیان

ماں باپ کے حقوق:۔ (۱): ان کو تکلیف نہ پہنچاؤ اگر چہ ان کی طرف سے کچھ زیادتی ہو۔ (۲): زبان سے برتاؤ سے ان کی تعظیم کرو۔ (۳): جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرو۔ (۴): اگر ان کو حاجت ہو مال سے ان کی خدمت کرو اگر چہ وہ کافر ہوں۔ ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے یہ حقوق ہیں۔ (۱): ان کیلئے دعائے مغفرت ورحمت کرتا رہے۔ نفل عبادات اور خیرات کا ثواب انکو پہنچا تا رہے۔ (۲): ان کے ملنے والوں کے ساتھ احسان اور خدمت سے اچھی طرح پیش آئے۔ (۳): ان کے ذمہ جو قرضہ ہو یا کسی جائز کام کی وصیت کر گئے ہوں اور خدا تعالیٰ نے مقدور دیا ہو اس کو ادا کرے۔ (۴): انکے مرنے کے بعد خلاف شرع رونے اور چلانے سے بچے ورنہ ان کی روح کو تکلیف ہوگی اور دادا دادی اور نانا نانی کا حکم شرع میں مثل ماں باپ کے ہے ان کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہئے اسی طرح خالہ اور ماموں مثل ماں کے اور چچا پھوپھی مثل باپ کے ہیں جیسا کہ حدیث کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے۔

انا کے حقوق:۔ یہ ہیں۔ (۱): اس کے ساتھ ادب سے پیش آنا۔ (۲): اگر اس کو مال کی حاجت ہو اور اپنے پاس گنجائش ہو تو اس کا خیال کرنا۔

سوتیلی ماں:۔ چونکہ باپ کی دوست ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اس لئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں جیسا ابھی مذکور ہوا۔

بڑا بھائی:۔ حدیث کی رو سے مثل باپ کے ہے اس لئے معلوم ہوا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے پس ان کے آپس میں ویسے ہی حقوق ہونگے جیسے ماں باپ اور اولاد کے ہیں۔ اسی طرح بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو سمجھ لینا چاہئے۔

قرابت داروں کے حقوق:۔ اپنے سگے اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو گنجائش کے موافق ان کے ضروری خرچ کی خبر گیری کرے۔ (۲): گاہ گاہ ان سے ملتا رہے۔ (۳): ان سے قطع قرابت نہ کرے بلکہ اگر کسی قدر ان سے ایذا بھی پہنچے تو صبر افضل ہے۔

علاقہ مصاہرت یعنی سسرالی رشتہ:۔ قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ نے نسب میں ذکر فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر اور سالے اور بہنوئی اور داماد اور بہو اور بیوی کی پہلی اولاد اور اسی طرح میاں کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے اس لئے ان علاقوں میں بھی رعایت احسان واخلاق کی اوروں سے زیادہ رکھنا چاہئے۔

عام مسلمانوں کے حقوق:۔ (۱): مسلمان مسلمان کی خطا کو معاف کرے۔ (۲): اس کے رونے پر رحم

کرے۔(۳):اس کے عیب کو ڈھانکے ۔ (۴):اس کے عذر کو قبول کرے ۔ (۵):اس کی تکلیف کو دور کرے۔(۶): ہمیشہ اسکی خیر خواہی کرتا رہے۔ (۷):اس کی محبت نباہے۔ (۸):اس کے عہد کا خیال رکھے۔(۹): بیمار ہو تو پوچھے۔ (۱۰): مر جائے تو دعا کرے۔ (۱۱):اس کی دعوت قبول کرے۔ (۱۲): اس کا تحفہ قبول کرے۔(۱۳):اس کے احسان کے بدلے احسان کرے۔ (۱۴):اس کی نعمت کا شکر گزار ہو۔(۱۵): ضرورت کے وقت اسکی مدد کرے۔(۱۶):اس کے بال بچوں کی حفاظت کرے۔(۱۷):اس کا کام کر دیا کرے۔(۱۸):اس کی بات کو سنے۔ (۱۹):۔اس کی سفارش قبول کرے۔(۲۰):اس کو مراد سے ناامید نہ کرے۔(۲۱): وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے۔(۲۲):اس کی گم ہوئی چیز اگر مل جائے تو اس کے پاس پہنچا دے۔(۲۳):اس کے سلام کا جواب دے۔(۲۴): نرمی و خوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے۔(۲۵):اس کے ساتھ احسان کرے۔(۲۶):اگر وہ اس کے بھروسہ پر قسم کھا بیٹھے تو اس کو پورا کرے۔(۲۷):اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو تو اسکی مدد کرے اگر وہ کسی پر ظلم کرتا ہو روک دے۔(۲۸):اس کے ساتھ محبت کرے دشمنی نہ کرے۔ (۲۹):اس کو رسوا نہ کرے۔(۳۰): جو بات اپنے لئے پسند کرے اس کیلئے بھی پسند کرے۔(۳۱): ملاقات کے وقت اس کو سلام کرے اور مرد سے مرد اور عورت سے عورت مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے۔(۳۲):اگر باہم اتفاقاً کچھ رنجش ہو جائے تو تین روز سے زیادہ کلام ترک نہ کرے۔(۳۳):اس پر بدگمانی نہ کرے۔(۳۴):اس پر حسد و بغض نہ کرے۔ (۳۵):اس کو اچھی بات بتلاوے بری بات سے منع کرے۔(۳۶): چھوٹوں پر رحم بڑوں کا ادب کرے۔ (۳۷): دو مسلمانوں میں رنجش ہو جائے ان کی آپس میں صلح کرا دے۔(۳۸):اس کی غیبت نہ کرے۔ (۳۹):اس کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچاوے نہ مال میں نہ آبرو میں۔(۴۰):اس کو اٹھا کر اسکی جگہ نہ بیٹھے۔

ہمسایہ کے حقوق:۔ (۱):اس کے ساتھ احسان اور رعایت سے پیش آئے۔ (۲):اس کی بیوی بچوں کی آبرو کی حفاظت کرے۔(۳): کبھی کبھی اس کے گھر تحفہ وغیرہ بھیجتا رہے بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اس کو دے۔(۴):اس کو تکلیف نہ دے۔ ہلکی ہلکی باتوں میں اس سے نہ الجھے اور جیسے شہر میں ہمسایہ ہوتا ہے اسی طرح سفر میں بھی ہوتا ہے یعنی سفر کا رفیق جو گھر سے ساتھ ہوا یا راہ میں اتفاقاً اس کا ساتھ ہو گیا ہو اس کا حق بھی مثل اسی ہمسایہ کے ہے اسکے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے بعض آدمی ریل یا بہلی میں دوسری سواریوں کے ساتھ بہت آپا دھاپی کرتے ہیں یہ بہت بری بات ہے۔

اسی طرح جو دوسروں کا محتاج ہو:۔ جیسے یتیم اور بیوہ یا عاجز اور ضعیف یا مسکین و بیمار اور ہاتھ پاؤں سے معذور یا مسافر یا سائل ان لوگوں کے حقوق زائد ہیں۔ (۱):ان لوگوں کی خدمت مال سے کرنا۔ (۲):ان لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کر دینا۔ (۳):ان لوگوں کی دلجوئی و تسلی کرنا،ان کی حاجت اور سوال کو رد نہ کرنا۔

بعض حقوق صرف آدمی ہونیکی وجہ سے ہیں گو وہ مسلمان نہ ہوں:۔ وہ یہ ہیں۔(۱): بے خطا کسی کو جان یا مال کی تکلیف نہ دے۔(۲): بے وجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے۔(۳):اگر کسی کو مصیبت

اور فاقہ اور مرض میں مبتلا دیکھے اسکی مدد کرے، کھانا پانی دیدے علاج معالجہ کر دے۔ (۴): جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اس میں بھی ظلم وزیادتی نہ کرے۔

حیوانات کے حقوق: (۱): جس جانور سے کوئی فائدہ متعلق نہ ہو اس کو مقید نہ کرے بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا اور ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے۔ (۲): جو جانور قابل کھانے کے ہیں ان کو بھی محض دل بہلانے کے طور پر قتل نہ کرے۔ (۳): جو جانور اپنے کام میں ہیں ان کے کھانے پینے اور راحت رسانی وخدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔ ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لے ان کو حد سے زیادہ نہ مارے۔ (۴): جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کر دے اس کو تڑپاوے نہیں۔ بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

ضروری بات

اگر کسی آدمی کے حق میں کچھ کمی ہوگئی ہو تو ان میں جو حق ادا کرنے کے قابل ہوں ادا کرے یا معاف کرائے مثلاً کسی کا قرض رہ گیا تھا یا کسی کی خیانت وغیرہ کی تھی اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں ان کو فقط معاف کرائے مثلاً غیبت وغیرہ کی تھی یا مارا تھا اور اگر کسی وجہ سے حقداروں سے نہ معاف کرا سکتا ہے نہ ادا کر سکتا ہے تو ان لوگوں کیلئے ہمیشہ بخشش کی دعا کرتا رہے عجب نہیں کہ اللہ جل جلالہ، روز قیامت میں ان لوگوں کو رضامند کر کے معاف کرا دیں مگر اس کے بعد بھی جب موقع ادا کرنے کا یا معاف کرانے کا ہو اس وقت اس میں بے پرواہی نہ کرے اور جو حقوق خود اس کے اوروں کے ذمہ رہ گئے ہوں جن سے وصولی کی امید ہو نرمی کے ساتھ ان سے وصول کرے اور جن سے امید نہ ہو یا وہ حقوق قابل وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگرچہ قیامت میں ان کے عوض نیکیاں ملنے کی امید ہے مگر معاف کر دینے میں اور زیادہ ثواب آیا ہے اس سے بالکل معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے خاص کر جب کوئی شخص منت خوشامد کر کے معافی چاہے۔

اطلاع اور ضروری اصلاح: اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ہے کہ بہشتی زیور کے دسوں حصے مع اضافہ اور ضمیمہ کے چھپ کر تیار ہو گئے۔ ان حصوں میں بعض ایسے مسئلے جو خاص مردوں کے متعلق ہیں نہیں آئے اس لئے جو لڑکا یا مرد ان حصوں کو پڑھے۔ ضروری بات ہے کہ اس کو بہشتی گوہر خوب سمجھا کر پڑھا دیا جائے تا کہ پھر ہر طرح کے مسائل اس کو معلوم ہو جائیں۔ یہ کتاب بہشتی زیور کا گیارہواں حصہ قرار دیا گیا ہے اس کا حجم دو حصوں کے برابر ہے۔ نہایت خوشخط بہشتی زیور کے نئے اضافے یہ ہیں رفع الارتیاب چوتھے حصہ کا اضافہ، اصلاح النساء یہ بہترین چیز ہے۔ دونوں حصہ ہشتم کے اصلی اضافہ ہیں اور (فلاح النساء) نظم و (اصلاح الرّجال) بھی۔

صحیح بہشتی زیور[1] کا ضمیمہ[2] جس میں بعض باتیں مسئلوں کی ہیں جو بعد میں یاد آئیں

مسئلہ (۱): جہاں حرام چیز زیادہ ہو بے پوچھے کھانا وہاں درست نہیں۔ البتہ اگر پوچھنے سے یہ معلوم ہو جائے کہ یہ خاص چیز حلال کی ہے تو اگر بتلانے والا نیک و دیندار ہے تو بے کھٹکے اس پر عمل درست ہے اور اگر وہ برا آدمی ہے یا اس کا حال معلوم نہیں کہ اچھا ہے یا برا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دل یہی گواہی دے کہ یہ آدمی سچا ہے تو عمل درست ہے اور جو دل گواہی نہ دے تو عمل درست نہیں جیسے آموں کے آنے سے پہلے کسی نے فصل بیچ ڈالی تو اس کو تم پڑھ چکی ہو کہ حرام ہیں تو جس بستی میں اس کا رواج زیادہ ہے اور پھلنے کے بعد کم بکتا ہو وہاں یہ مسئلہ چلے گا جو ہم نے بیان کیا تو جس آم کا حال معلوم ہو جائے کہ یہ پھلنے کے بعد بکا ہے وہ درست ہے اور بے پوچھے کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۲): بیماری کو برا کہنا منع ہے۔ مسئلہ (۳): اگر کوئی کافر عورت تمہارے پاس خوشی سے مسلمان ہونے آئے اور اس کے مسلمان کرنے میں کسی جھگڑے فساد کا اندیشہ نہ ہو تو مسلمان کرلو اور طریقہ مسلمان کرنیکا یہ ہے کہ اس سے کہلواؤ **لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ** یعنی کوئی پوجنے کے لائق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد ﷺ سچے بھیجے ہوئے ہیں اللہ کے اور سچا جانتی ہوں میں سب پیغمبروں کو اور خدا کی سب کتابوں کو اور مانتی ہوں فرشتوں کو اور قیامت کو اور تقدیر کو میں نے چھوڑ دیا اپنا پہلا دین اور قبول کیا میں نے مسلمانوں کا دین اور میں پانچوں وقت کی نماز پڑھا کرونگی اور رمضان کے روزے رکھا کرونگی اور اگر مال و متاع ہوا تو زکوٰۃ دونگی۔ اگر زیادہ خرچ ہوگا تو حج کرونگی اور اللہ و رسول ﷺ کے سب حکم بجالاؤں گی اور جتنی چیزوں سے اللہ و رسول ﷺ نے منع کیا ہے سب سے بچی رہونگی۔ اے اللہ مجھ کو دین و ایمان پر ثابت رکھیو اور دین کے کاموں میں میری مدد کیجیو۔ پھر جتنے موجود ہیں سب اللہ سے دعا کریں کہ اے اللہ اس کے اسلام کو قبول کر اور ہم کو بھی اسلام پر قائم رکھ اور ایمان پر خاتمہ کر۔ مسئلہ (۴): لگائی بجھائی مت کرو۔ مسئلہ (۵): سنی ہوئی بات کا اعتبار مت کرو۔ مسئلہ (۶): بعض عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ناپاک کپڑا دھو کر جب تک سوکھ نہ جائے وہ پاک نہیں ہوتا اور اس سے نماز درست نہیں یہ بالکل غلط ہے۔ بعض عورتیں اس مسئلے کے نہ جاننے سے نمازیں قضا کر دیتی ہیں اور پھر وقت نکلے پیچھے کون پڑھتا ہے۔ ایسا مت سمجھو گیلے کپڑے سے بھی بے تکلف نماز درست ہے۔ مسئلہ (۷): بعض عورتوں کا اعتقاد ہے کہ جس کے آٹھواں بچہ پیدا ہوا تو اس کو ایک چرخہ صدقہ میں دینا چاہئے ورنہ بچہ پر خطرہ ہے یہ محض واہیات اعتقاد ہے توبہ کرنا چاہئے۔ مسئلہ (۸): بعض عورتیں چیچک کو کوئی بھوت آسیب سمجھتی ہیں اور اس وجہ سے اس گھر میں بہت بکھیڑے سے کرتی ہیں یہ سب واہیات خیال ہیں توبہ کرنا چاہئے۔ مسئلہ (۹): جس کپڑے میں سے بانہیں یا سر کے بال یا گردن جھلکتی ہو اس سے نماز نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۱۰): جو فقیر محنت مزدوری کر سکتا

---

[1] یہ مسائل اور نیز اضافہ کے مسائل حصہ دہم کے آخر میں لکھے ہیں لیکن بوجہ مناسبت مسائل کے وہ سب حصہ پنجم تک لکھے گئے ہیں اس مرتبہ اس حصہ پنجم کے آخر میں کر لئے گئے تا کہ سب مسائل ایک سلسلہ میں ہو جائیں۔

[2] ضمیمہ اس کو کہتے ہیں جو بعد میں کوئی چیز شامل کر دی جائے۔

ہو اور پھر بھیک مانگنے کا پیشہ اختیار کرلے اس کو بھیک دینا درست نہیں۔ مسئلہ (۱۱): ریل کے سفر میں اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھو، نماز قضا مت کرو۔ مسئلہ (۱۲): بعض عورتیں غریب مزدوروں سے پردہ نہیں کرتیں، بڑا گناہ ہے۔ مسئلہ (۱۳): پرائی چیز چاہے کیسی ہی ہلکے داموں کی ہو مگر بدون مالک کی اجازت کے ہرگز مت برتو جب برتو تو اس کو چھوڑ کر مت اٹھ جاؤ۔ مالک کے سپرد کردو کہ دیکھو بہن تمہاری قینچی یا سوئی رکھی ہے۔ مسئلہ (۱۴): ریل کی سواری میں کرایہ کا اور محصول کا اور اسباب کے لیجانے کا قاعدہ ریل والوں کی طرف سے مقرر ہے اس کے خلاف کرنا یا دھوکہ دینا یا اصل بات کو چھپانا درست نہیں مثلاً وہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو مسافر سب سے سستے درجہ میں سفر کرے جس کو تیسرا درجہ کہتے ہیں اس کو ناشتا کا کھانا اور اوڑھنا بچھونا اور ان چیزوں کے علاوہ پچیس سیر بوجھ کا اسباب لیجانے کی اجازت ہے اس پر محصول نہیں پڑتا فقط اپنا کرایہ دینا پڑتا ہے اور اگر تھوڑا سا بھی اس سے بڑھ جائے تو اس کو ریل پر تلوا کر محصول جتنا وہاں قاعدہ ہے دینا چاہئے اور یہ پچیس سیر اس سیر سے ہے جو سیر اسی روپے کے برابر ہوتا ہے تو اب اگر کوئی شخص چھبیس سیر یا ستائیس سیر اسباب بھی بے تلوائے ساتھ لیجائے چاہے ریل والے اسکو نہ ٹوکیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گنہگار ہوگا اور بعض یوں کرتے ہیں کہ اسباب تولنے سے تیس سیر نکلا۔ بابو نے کہا ہم بیس سیر لکھ دینگے ہم کو اتنی رشوت دو اس میں دو گناہ ہونگے ایک تو زیادہ اسباب لیجانا اور محصول کم دینا دوسرا رشوت دینا۔ اسی طرح وہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو بچہ تین برس سے کم ہو اس کا کرایہ معاف ہے اور جو بچہ پورے تین کا ہو اس کا آدھا کرایہ ہے اور پھر بارہ برس سے کم آدھا ہے جب پورے بارہ برس کا ہو تب پورا ہے تو اگر کسی کے پاس تین برس کا بچہ ہو اور وہ بے کرایہ دیئے ہوئے لیجائے یا تین برس سے کم کا اس کو بتلاوے تو اس کو گناہ ہوگا۔ اسی طرح اگر بارہ برس کے بچہ کو کم کا بتلا کر آدھے کرایہ میں لیجانا چاہے تو اس کو بھی گناہ ہوگا اور ان سب صورتوں میں قیامت کے دن بجائے پیسوں روپے کے نیکیاں دینی پڑینگی یا ان ریل والوں کے گناہ اس کے سر پر دھرے جائیں گے۔
مسئلہ (۱۵): آج کل جو انگریزی بہت پڑھتے ہیں اور اس میں بعض باتیں ایسی ایسی لکھی ہیں جو دین و ایمان کے بالکل خلاف ہیں۔ اور دین کا علم ان پڑھنے والوں کو ہوتا نہیں اس لئے بہت لڑکے ایسے ہو جاتے ہیں کہ ان کے دل میں ایمان نہیں رہتا اور منہ سے بھی ایسی باتیں کہہ ڈالتے ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ اگر ایسے لڑکوں سے کوئی مسلمان لڑکی بیاہی گئی شرع سے وہ نکاح ہی نہیں ہوتا اور جب نکاح ہی نہیں ہوتا تو ساری عمر برا کام ہوتا ہے تو اس کا وبال ماں باپ پر دنیا میں بھی پڑے گا اور آخرت میں بھی عذاب کا اندیشہ بہت ہے۔ اس لئے ضروری اور لازم ہے کہ اپنی لڑکی بیاہنے کے وقت جس طرح داماد کے حسب و نسب گھر بار کی تحقیق کرتے ہیں اس سے زیادہ اسکی چھان بین کرلیا کریں کہ وہ دیندار بھی ہے یا نہیں، اگر دینداری نہ معلوم ہو تو ہرگز لڑکی نہ دیں۔ غریب دیندار ہزار درجہ بہتر ہے۔ بددین امیر سے اور ایک بات یہ بھی دیکھی ہے کہ جو شخص دیندار نہیں ہوتا وہ بیوی کا حق بھی نہیں سمجھتا اور اس سے رغبت بھی نہیں رکھتا بلکہ کہیں کہیں تو یہ حال ہے کہ کوڑی پیسہ سے بھی تنگ رکھتا ہے پھر جب چین نہ نصیب ہوا تو نری امیری کے نام کو لیکر کیا چاٹیں گے۔

مسئلہ (۱۶): یہ جو مشہور ہے کہ قطب تارہ کی طرف پاؤں نہ کرے بالکل غلط ہے اس تارے کا شرع میں کوئی ادب نہیں۔ مسئلہ (۱۷): اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ رات کے وقت درخت سویا کرتے ہیں یہ بھی بالکل غلط بات ہے۔ مسئلہ (۱۸): اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ چار پائی پر نماز پڑھنے سے بندر ہو جاتا ہے بالکل واہیات بات ہے۔ اگر چار پائی خوب کسی ہوئی ہو اس پر نماز درست ہے اگر وہ ناپاک ہو تو کوئی پاک کپڑا اس پر بچھا لے لیکن بے ضرورت اس پر نماز پڑھنے سے خواہ مخواہ غل شور ہوتا ہے۔ مسئلہ (۱۹): اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ پہلی امتوں کے کچھ لوگ بندر ہو گئے تھے یہ بندر انہی کے نسل کے ہیں یہ بھی بالکل غلط ہے۔ حدیث شریف میں آ گیا ہے کہ وہ بندر سب مر گئے تھے ان کی نسل نہیں چلی اور یہ جانور بندر پہلے سے بھی تھا یہ نہیں کہ بندر انہیں سے شروع ہوئے۔ مسئلہ (۲۰): قرآن مجید میں جو غلطی نکلے اس کو فوراً صحیح کرلو یا صحیح کرالو نہیں تو پھر یاد کا بھروسہ نہیں ہمیشہ غلط پڑھا کرو گی جس سے گنہگار ہو گی۔ مسئلہ (۲۱): یہ دستور ہے کہ اگر قرآن مجید کسی کے ہاتھ سے گر پڑے تو اس کے برابر اناج تول کر دیتی ہیں۔ یہ کوئی شرع کا حکم نہیں ہے پہلے بزرگوں نے شاید تنبیہ کے واسطے یہ قاعدہ مقرر کیا ہوگا تا کہ آگے کو زیادہ خیال رہے۔ یہ واقع میں بہت اچھی مصلحت ہے لیکن قرآن مجید کو بے ضرورت ترازو کے پلے میں رکھنا یہ بھی ادب کے خلاف ہے اس لئے اگر اناج دینا ہو تو ویسے ہی جتنی ہمت ہو دیدے قرآن مجید کو نہ تولے۔ مسئلہ (۲۲): جو مسئلہ اچھی طرح یاد نہ ہو کبھی کسی کو مت بتلاؤ۔ مسئلہ (۲۳): بعض عورتیں ایسا کرتی ہیں کہ ڈولے میں بیٹھنے کے وقت ظاہر کرتی ہیں کہ ایک سواری ہے اور بیٹھی لیتی ہیں دو، دو یہ دھوکہ اور حرام ہے البتہ کہاروں سے کہہ دے اگر وہ خوشی سے اٹھا لیں تو کچھ حرج نہیں ورنہ ان پر زبردستی نہیں۔ مسئلہ (۲۴): اکثر عورتیں ایک صندوق سر پر لئے پھرا کرتی ہیں۔ اس صندوق میں طرح طرح کے نقشے اور تصویریں بنی ہوئی ہیں اور صندوق کے تختہ میں ان کے دیکھنے کے واسطے آئینہ لگا ہوا ہوتا ہے پیسہ دو پیسہ لیکر دکھائی پھرتی ہیں تو جس صندوق میں جاندار چیز کی ایک بھی تصویر ہو اس کی سیر کرنا منع ہے۔ اسی طرح بعض لڑکے تصویر دار نقشے خرید کر رات کو لالٹین سامنے رکھ کر ان تصویروں کی سیر کراتے ہیں وہ بھی منع ہے اسی طرح بعض آدمی اپنے گھروں میں اپنے وہ باجے لاکر سب کو سنایا کرتے ہیں جس میں ہر چیز کی آواز بند ہو جاتی ہے تو یاد رکھو کہ جس آواز کا ویسے سننا منع ہے اس باجے میں بھی سننا منع ہے جیسے گانا بجانا اور بعض اس میں قرآن پڑھنا بند کر دیتے ہیں تو قرآن مجید سننا تو بہت اچھی بات ہے مگر اس میں بند کرنے کا مطلب فقط کھیل تماشا ہوتا ہے اس لئے یہ بھی منع ہے لڑکیوں اور عورتوں کو ایسی چیزوں کی حرص نہ کرنا چاہئے۔ مسئلہ (۲۵): بعض آدمی ایسا کرتے ہیں کہ کھوٹا روپیہ جب ان کے پاس نہیں چلتا تو دھوکہ دیکر کسی کو دے دیتے ہیں یا رات کو اسی طرح چلا دیتے ہیں یہ بڑا گناہ ہے۔ جس نے وہ روپیہ تم کو دیا ہے اس کو دیدو۔ چاہے اس کو جتلا کر دو چاہے کسی ترکیب سے دیدو سب درست ہے مگر یہ اس وقت درست ہے کہ جب خوب معلوم ہو کہ فلانے کے پاس سے آیا ہے اور اگر ذرا بھی شک ہے تو درست نہیں اور اگر کسی شخص کو جتلا کر دو وہ خوشی سے لے لے تب بھی درست ہے۔ مسئلہ (۲۶): بعض دفعہ ایک آدمی آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹا

رہتا ہے اور دو آدمی اس کو سوتا جان کر آپس میں کوئی بات پوشیدہ کرنے لگتے ہیں۔ لیکن اگر ان کو معلوم ہو جائے کہ یہ شخص سوتا نہیں ہے تو وہ بات ہرگز نہ کریں ایسے موقع میں اس لیٹنے والے کو واجب ہے کہ بول پڑے اور ان کی باتیں دھوکہ سے نہ سنے نہیں تو گناہ ہوگا۔ مسئلہ (۲۷): بعض بڑی بوڑھیوں کی بلکہ بعض نو جوانوں کی بھی عادت ہے کہ منت مانتی ہیں کہ اگر میری فلانی مراد پوری ہو جائے تو مسجد میں جا کر سلام کروں یا مسجد کا طاق بھروں۔ پھر مسجد میں جا کر اپنی منت پوری کرتی ہیں سو یاد رکھو عورتوں کا مسجد میں جانا اچھا نہیں۔ نہ جوان کو نہ بوڑھی کو کچھ نہ کچھ بے پردگی ضرور ہوتی ہے اللہ میاں کا سلام یہی ہے کہ کچھ نفلیں پڑھ لو دل سے زبان سے شکر ادا کر لو، سو یہ گھر میں بھی ممکن ہے اور طاق بھرنا یہی ہے کہ جو توفیق ہو محتاجوں کو بانٹ دو۔ سو یہ بھی گھر میں ہوسکتا ہے۔ مسئلہ (۲۸): نوٹ کم یا زیادہ پر چلانا درست نہیں مثلاً پانچ روپے کا نوٹ ہو تو پونے پانچ یا سوا پانچ کے بدلہ بیچنا درست نہیں اور خیر کمی میں تو کچھ لاچاری بھی ہے اگر چہ گناہ گار ہوگا۔ مگر زیادہ بیچنے میں کوئی لاچاری بھی نہیں یا کمی پر خریدنے میں وہ تو زیادہ بڑا اور گناہ ہے۔ مسئلہ (۲۹): کسی کا خط پڑھنا بلا اسکی اجازت کے درست نہیں۔ مسئلہ (۳۰): کنگھی میں جو بال نکلیں ان کو ویسے ہی مت پھینک دیا کرو نہ دیوار میں رکھ دیا کرو جس کو نامحرم لوگ دیکھیں۔ ان بالوں کا بھی پردہ ہے بلکہ لکڑی وغیرہ سے تھوڑی زمین کرید کر اس میں دبا دیا کرو۔ مسئلہ (۳۱): جس مضمون کو زبان سے بیان کرنا گناہ ہے اس کا خط میں لکھنا بھی گناہ ہے جیسے کسی کی غیبت شکایت اپنی بڑائی وغیرہ۔ مسئلہ (۳۲): تار کی خبر میں کئی طرح کا شبہ ہے اس لئے چاند وغیرہ کی خبر میں ان کا اعتبار نہیں۔ مسئلہ (۳۳): طاعون کی جگہ سے دوسرے شہر کو یہ سمجھ کر بھاگ جانا کہ ہم بھاگنے سے بچ جائیں گے منع ہے اور جو اسی جگہ صبر سے قائم رہے اس کو شہادت کا درجہ ملتا ہے۔ مسئلہ (۳۴): بعضوں کی عادت ہے کہ کسی لڑکے یا ماما سے کہہ دیا کہ مسجد میں جا کر وہیں کے لوٹے میں پانی لیکر سب نمازیوں سے دم کرا کے لیتے آنا، فلاں بیمار کو پلا دیں گے یا قرآن ختم ہونے کے وقت پانی میں دم کرا کر برکت کے واسطے لیتے آنا۔ یاد رکھو کہ مسجد کا لوٹا اپنے برتاؤ میں لانا منع ہے اپنے گھر سے کوئی برتن دینا چاہئے۔ مسئلہ (۳۵): جاہلوں میں مشہور ہے کہ ایک ہاتھ میں پانی اور ایک ہاتھ میں آگ لیکر چلنا منحوس ہے یا یہ مشہور ہے کہ میاں بیوی ایک برتن میں دودھ نہ کھائیں نہیں تو بھائی بہن ہو جائیں گے یا ایک پیر کے مرید نہ ہوں نہیں تو بھائی بہن ہو جاوینگے یا یہ مشہور ہے کہ مریدنی سے نکاح درست نہیں یا یہ مشہور ہے کہ قینچی نہ بجاؤ آپس میں لڑائی ہو جائے گی یا دو آدمیوں کے بیچ میں آگ لیکر مت نکلو نہیں تو ان میں لڑائی ہو جائے گی یا گھر میں گھونگچیاں مت رہنے دو نہیں تو گھر میں لڑائی ہو یا دو آدمی ایک کنگھی نہ کریں نہیں تو دونوں میں لڑائی ہو جائے گی یا دن کو کہانیاں مت کہو نہیں تو مسافر رستہ بھول جائیں گے، یہ سب باتیں واہیات بے اصل باتیں ہیں ایسا اعتقاد رکھنا بہت گناہ ہے۔ مسئلہ (۳۶): کسی کو حرام زادی یا کتیا کی جنی یا سور کی بچی یا اور کوئی ایسی بات مت کہو جس سے اس کے ماں باپ کو گالی لگے۔ ان بیچاروں نے تمہاری کیا خطا کی ہے اور خود قصوروار کو بھی قصور سے زیادہ مت برا کہو۔ مسئلہ (۳۷): تمبا کو کھانا یا حقہ پینا یوں ہی بلا ضرورت مکروہ ہے اور اگر کوئی

ناچاری ہوتو کچھ ڈرنہیں مگرنماز کے وقت منہ کوخوب صاف کرلے خواہ مسواک سے یا دھنیا چبا کر یا جس طرح ہو سکے۔ اگرنماز میں منہ کے اندر بدبو رہے تو فرشتوں کوتکلیف ہوتی ہے اس واسطے منع ہے۔ مسئلہ (۳۸): افیون اگر علاج کیلئے کسی اور دوا میں اتنی سی ملا کر کھالی جائے جس سے نشہ بالکل نہ ہوتو درست ہے مگر جیسے بعض عورتیں بچوں کو دے دیتی ہیں کہ نشہ کی غفلت میں پڑے رہیں روئیں نہیں۔ یہ درست نہیں۔ مسئلہ (۳۹): اکثر عورتیں قرآن مجید پڑھنے میں اگر ان کے میاں کا نام آ جائے تو اس کو چھوڑ جاتی ہیں یا چپکے سے کہہ لیتی ہیں یہ واہیات بات ہے، قرآن مجید پڑھنے میں کیا شرم۔ مسئلہ (۴۰): سیانی لڑکی کو جوان مرد سے قرآن یا کتاب پڑھوانا نہ چاہئے۔ مسئلہ (۴۱): لکھے ہوئے کاغذ کا ادب ضروری ہے ویسے ہی نہ پھینک دینا چاہئے جو خط ردی ہو جائے یا پنساری کی دوکان سے دوا کاغذ میں بندھی ہوئی آئے اور وہ دوا سے خالی کرلیا جائے تو ایسے کاغذوں کو یا تو کہیں حفاظت سے رکھ دیا کرو یا پھر ان کو آگ میں جلا دیا کرو۔ اسی طرح جو لکھا ہوا کاغذ راستے میں پڑا ہوا ملے اور کسی کے کام کا نہ ہو اس کو بھی اٹھا کر رکھ دیا کرو یا جلا دیا کرو۔ مسئلہ (۴۲): دسترخوان میں جو روٹی کے ریزے رہ جاتے ہیں ان کو ایسی ویسی جگہ مت جھاڑ دیا کرو بلکہ کسی علیحدہ جگہ جہاں پاؤں کے نیچے نہ آئیں جھاڑ دیا کرو۔ مسئلہ (۴۳): اگر کوئی خط لکھ رہا ہوتو پاس مل کر بیٹھ کر اس کا خط پڑھنا منع ہے۔ مسئلہ (۴۴): اگر کسی کے نیچے کے آدھے دھڑ میں زخم یا دانے ہوں اور پانی پہنچنے سے نقصان ہو اور اس کو نہانے کی ضرورت ہو اور نہانے میں اس کو بچا نہ سکے تو تیمم کرنا درست ہے۔ مسئلہ (۴۵): جاہلوں میں مشہور ہے کہ تسبیح پھیرنا اس طرح سیدھا ہے اور اس طرح الٹا ہے۔ یہ سب واہیات ہے۔ اصل مطلب گننے سے ہے، جس طرح چاہو پھیرو۔ مسئلہ (۴۶): درود شریف بے وضو بے غسل اور حیض ونفاس کی حالت میں بھی پڑھنا درست ہے۔ مسئلہ (۴۷): لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا منع ہے۔ مسئلہ (۴۸): برا نام رکھنا منع ہے اچھا نام رکھے یا تو نبیوں کے نام پر نام رکھے یا اللہ کے ناموں میں سے کسی نام پر لفظ عبد بڑھا دے جیسے عبداللہ، عبدالرحمن، عبدالباری، عبدالقدوس، عبدالجبار، عبدالفتاح یا اور کوئی نام کسی عالم سے رکھوالے۔ مسئلہ (۴۹): جاہل عورتوں میں مشہور ہے کہ نماز پڑھ کر جانماز کو الٹ دو نہیں تو اس پر شیطان نماز پڑھتا ہے۔ یہ بات محض غلط ہے۔ مسئلہ (۵۰): جاہل سمجھتے ہیں کہ عورت اگر زچہ خانہ میں مر جائے تو بھتنی ہو جاتی ہے یہ بالکل غلط عقیدہ ہے۔ بلکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایسی عورت شہید ہوتی ہے۔ مسئلہ (۵۱): جاہل کہتے ہیں کہ عورت مر جائے تو اس کا خاوند جنازہ کا پایہ بھی نہ پکڑے یہ بالکل غلط ہے بلکہ اگر وہ منہ بھی دیکھ لے تو کچھ ڈر نہیں۔ مسئلہ (۵۲): اگر عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ معلوم ہوتو اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لینا چاہئے۔ ایک جگہ لوگوں نے ایسی جہالت کی اس عورت کو نہلاتے وقت بچہ پیدا ہونے کی نشانیاں معلوم ہوئیں تو عورتوں نے کہا جلدی کرو نہیں معلوم کہ کیا ہو جائے گا غرض اس کو جلدی جلدی کفنا کے لے گئے۔ جب قبر میں رکھا تو کفن کے اندر بچہ کے گرنے کی حرکت معلوم ہوئی افسوس ہے کہ کسی نے کفن کھول کر بھی نہ دیکھا فوراً قبر پر تختے رکھ کر مٹی ڈال دی۔ افسوس ہے کہ

عورتوں میں بھی اور مردوں میں بھی کیسی جہالت آ گئی ہے۔ یہ ساری خرابی دین کا علم نہ ہونے کی ہے۔ مسئلہ (۵۳): یہ جاہلوں میں مشہور ہے کہ اگر خاوند نامرد ہو تو اس سے نکاح ہی درست نہیں ہوتا اور بیوی اس سے پردہ کرے یہ بالکل غلط بات ہے۔ مسئلہ (۵۴): فال کھولنا، نام نکالنا، چاہے بدھنی پر چاہے جوتی پر یا اور کسی طرح بہت گناہ ہے۔ مسئلہ (۵۵): عورتوں میں السلام علیکم کہنے اور مصافحہ کرنے کا رواج نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں ثواب کی ہیں ان کو پھیلانا چاہئے۔ مسئلہ (۵۶): جہاں مہمان جاؤ کسی فقیر وغیرہ کو روٹی ٹکڑا مت دو۔ مسئلہ (۵۷): بعض جاہلوں کا دستور ہے جس روز گھر سے بونے کے واسطے اناج نکلتا ہے اس روز دانے نہیں بھناتے، ایسا اعتقاد بالکل گناہ ہے چھوڑنا چاہئے۔

اضافہ[1] از جناب مولوی محمد رشید صاحبؒ مدرس مدرسہ جامع العلوم کانپور

مسئلہ (۱): ہر جانور کا پتہ اس کے پیشاب کے برابر ناپاک ہے اور جگالی میں جو نکلتا ہے وہ اس کے پائخانہ کے برابر ناپاک ہے۔ مسئلہ (۲): قرآن مجید اور سیپارے جب ایسے بوسیدہ ہو جائیں کہ ان میں پڑھا نہ جا سکے یا اس قدر زیادہ غلط لکھے ہوئے ہوں کہ ان کا صحیح کرنا مشکل ہو تو ان کو ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کر دے جو پیروں تلے نہ آئے اور اس طرح دفن کرے کہ اس کے اوپر مٹی نہ پڑے یعنی یا تو بغلی قبر کی طرح کھودیں اور بغل میں دفن کر دے یا اس پر کوئی تختہ وغیرہ رکھ کر مٹی ڈال دے۔

اجمالی حالت اور اس حصہ کے پڑھانے کا طریقہ

مسئلہ (۱): اس حصہ میں معاملات کے نہایت ضروری مسائل بیان کئے گئے ہیں۔ چونکہ معاملات کے اکثر مسائل میں بے احتیاطی کرنے سے حق العباد کا مواخذہ ہوتا ہے اور روزی حرام ہو جاتی ہے جس کے کھانے سے نیک کاموں میں سستی اور برے کاموں کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔ اس واسطے ان مسئلوں کے سمجھانے میں اور ان کے موافق عمل کرانے میں بڑی کوشش کرنی چاہئے۔

(۲): مسئلوں کا تختی پر لکھوانا اور جو مسئلے سمجھ سے باہر ہوں ان پر نشان بنا کر چھڑوا دینا اور پھر استعداد بڑھ جانے کے بعد ان کو سمجھا دینا اور پڑھنے والیوں کا امتحان لینا وغیرہ سب باتیں یہاں بھی پہلے حصوں کی طرح ہیں۔

ہدایت:۔ گھر میں جو لوگ ان پڑھ ہوں ان کو بھی یہ مسئلے سنا سنا کر سمجھا دیا کریں۔

---

[1] اضافہ اس کو کہتے ہیں جو بعد میں کچھ بڑھا دیا جائے۔

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ ششم

رسوم کے بیان میں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بُری رسموں کا بیان اور ان میں کئی باب ہیں

پہلا باب ان رسموں کے بیان میں جن کو کرنے والے بھی گناہ سمجھتے ہیں مگر ہلکا جانتے ہیں۔ اس میں کئی باتوں کا بیان ہے۔ بیاہ شادی میں ناچ، باجے کا ہونا، آتشبازی چھوڑنا، بچوں کی بابری رکھنا، تصویر رکھنا، کتا پالنا۔ ہم ہر ایک رسم کو الگ الگ بیان کرتے ہیں۔

ناچ کا بیان

شادیوں میں دو طرح پر ناچ ہوتے ہیں۔ ایک تو رنڈی وغیرہ کا ناچ جو مردانے میں کرایا جاتا ہے دوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے کہ کوئی ڈومنی میراسن وغیرہ ناچتی ہے اور کولھے وغیرہ مٹکا چٹکا کر تماشا کرتی ہے۔ یہ دونوں حرام اور ناجائز ہیں۔ رنڈی کے ناچ میں جو جو گناہ اور خرابیاں ہیں ان کو سب جانتے ہیں کہ نامحرم عورت کو سب مرد دیکھتے ہیں۔ یہ آنکھ کا زنا ہے اس کے بولنے اور گانے کی آواز سنتے ہیں۔ یہ کان کا زنا ہے۔ اس سے باتیں کرتے ہیں۔ یہ زبان کا زنا ہے اس کی طرف دل کو رغبت ہوتی ہے، یہ دل کا زنا ہے۔ جو زیادہ بے حیا ہیں اس کو ہاتھ بھی لگاتے ہیں یہ ہاتھ کا زنا ہے۔ اس کی طرف چل کر جاتے ہیں یہ پاؤں کا زنا ہے۔ بعض بدکاری بھی کرتے ہیں تو یہ اصل زنا ہے۔ حدیث شریف میں یہ مضمون صاف صاف آگیا ہے کہ جس طرح بدکاری زنا ہے اسی طرح آنکھ سے دیکھنا، کان سے سننا، پاؤں سے چلنا وغیرہ ان سب باتوں سے زنا کا گناہ ہوتا ہے۔ پھر گناہ کو کھلم کھلا کرنا، شریعت میں اور بھی برا ہے۔ حدیث شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ جب کبھی کسی قسم میں بے حیائی اور فحاشی اتنی پھیل جائے کہ لوگ کھلم کھلا کرنے لگیں تو ضرور ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل پڑتی ہیں کہ ان کے بزرگوں میں کبھی نہیں ہوئیں۔ اب سمجھو کہ جب یہ ناچ ایسی بری چیز ہے تو بعض آدمی جو شادی کے موقع پر اس کا سامان کرتے ہیں یا دوسری طرف والوں پر تقاضا کرتے۔ یہ لوگ کس قدر گنہگار ہوتے ہیں بلکہ یہ محفل کرانے والا جتنے آدمیوں کو گناہ کی طرف بلاتا ہے جس قدر جدا جدا سب کو گناہ ہوتا ہے، وہ سب ملا کر اس اکیلے کو اتنا ہی گناہ ہوگا مثلاً فرض کرو کہ مجلس میں سو آدمی آئے تو جتنا گناہ ہر ہر

آدمی کو ہوا، وہ سب اس اکیلے کو ہوا۔ یعنی مجلس کرنے والے کو پورے سو آدمیوں کا گناہ ہوا۔ بلکہ اس کے دیکھا دیکھی جو کوئی جب کبھی ایسا جلسہ کریگا اس کا گناہ بھی اس کو ہوگا بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی جب تک اس کا بنیاد ڈالا ہوا سلسلہ چلے گا اس وقت تک برابر اس کے نامہ اعمال میں گناہ بڑھتا رہے گا۔ پھر اس مجلس میں باجہ گاجہ بھی بے دھڑک بجایا جاتا ہے جیسے طبلہ، سارنگی وغیرہ، یہ بھی ایک گناہ ہوا۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو میرے پروردگار نے ان باجوں کو مٹانے کا حکم دیا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جس کے مٹانے کیلئے حضرت محمد ﷺ تشریف لائیں اس کے رونق دینے والے کے گناہ کا کیا ٹھکانا۔ اور دنیا کا نقصان اس میں عورتوں کیلئے یہ ہے کہ بعض دفعہ ان کے شوہر کی یا دولہا کی طبیعت ناچنے والی پر آجاتی ہے اور اپنی بیوی سے دل ہٹ جاتا ہے۔ یہ ساری عمر روتی ہیں۔ پھر غضب یہ کہ اس کو ناموری اور آبرو کا سبب جانتی ہیں اور اس کے نہ ہونے کو ذلت اور شادی کی بے رونقی جانتی ہیں اور گناہ پر فخر کرنا اور گناہ نہ کرنے کو بے عزتی سمجھنا، اس سے ایمان رخصت ہو جاتا ہے تو یہ دیکھو کتنا بڑا گناہ ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی والا نہیں مانتا۔ بہت مجبور کرتا ہے ان سے پوچھنا چاہئے کہ لڑکی والا اگر یہ زور ڈالے کہ پشواس پہن کر تم خود ناچو تو کیا لڑکی لینے کے واسطے تم خود ناچو گے۔ یا غصہ میں درہم برہم ہو کر مرنے مارنے کو تیار ہو جاؤ گے اور لڑکی کی کچھ پرواہ نہ کرو گے۔ پس مسلمانوں کا فرض ہے کہ شریعت نے جس کو حرام کیا ہے اس سے اتنی ہی نفرت ہونی چاہئے جتنی اپنی طبیعت کے خلاف کاموں سے ہوتی ہے تو جیسے اس میں شادی ہونے نہ ہونے کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ اسی طرح خلاف شرع کاموں میں صاف صاف جواب دینا چاہئے شادی کرو چاہے نہ کرو ہم ہرگز ناچ نہ ہونے دینگے۔ اسی طرح اس میں شریک بھی نہ ہونا چاہئے۔ نہ دیکھنا چاہئے۔ اب رہ گیا وہ ناچ جو عورتوں میں ہوتا ہے۔ اس کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے۔ خواہ اس میں ڈھول وغیرہ کسی قسم کا باجہ ہو یا نہ ہو ہر طرح ناجائز ہے۔ کتابوں میں بندروں تک کے ناچ تماشوں تک کو منع لکھا ہے تو آدمیوں کو نچانا کس طرح برا نہ ہوگا۔ پھر یہ کہ کبھی گھر کے مردوں کی بھی نظر پڑتی ہے اور اس میں وہی خرابیاں ہوتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا اور کبھی یہ ناچنے والی گاتی بھی ہے۔ اور گھر سے باہر مردوں کے کان میں آواز پہنچتی ہے۔ جب مردوں کو عورتوں کا گانا سننا گناہ ہے تو جو عورت اس گناہ کا باعث بنی وہ بھی گنہگار ہوگی۔ بعض عورتیں اس ناچنے والی کے سر پر ٹوپی رکھ دیتی ہیں اور مردوں کی شکل یا وضع بنانا عورتوں کو حرام ہے تو اس گناہ کی تجویز کرنے والی بھی گنہگار ہوگی۔ اور اگر باجہ اس کے ساتھ ہو تو باجے کی برائی ابھی ہم لکھ چکے ہیں۔ اسی طرح گانا چونکہ اکثر گانے والی جوان، خوش آواز اور عشقیہ مضمون یاد رکھنے والی تلاش کی جاتی ہے اور اکثر اسکی آواز غیر مردوں کے کان میں پہنچتی ہے اور اس گناہ کا سبب گھر کی عورتیں ہوتی ہیں اور کبھی کبھی ایسے مضمونوں کے شعروں سے بعض عورتوں کے دل بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ پھر رات رات بھر یہ شغل رہتا ہے۔ بہت عورتوں کی نمازیں صبح کی غارت ہو جاتی ہیں۔ اس لئے یہ بھی منع ہے۔ غرض کہ ہر قسم کا ناچ اور راگ باجہ جو آج کل ہوا کرتا ہے، سب گناہ ہے۔

کتا پالنے اور تصویروں کے رکھنے کا بیان۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نہیں

داخل ہوتے فرشتے (رحمت) کے جس گھر میں کتایا تصویر ہواور فرمایا نبی ﷺ نے کہ سب سے زیادہ عذاب اللہ تعالیٰ کے نزدیک تصویر بنانے والے کو ہوگا۔ اور حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ جوکوئی بجز ان تین غرضوں کے کسی اور طرح کتا پالے یعنی مویشی کی حفاظت، کھیت کی حفاظت، شکار کے سوائے کسی اور فائدے کیلئے کتا پالے اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک ایک قیراط گھٹتا رہے گا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ میاں کے یہاں کا قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ ان حدیثوں سے تصویریں بنانا، تصویر رکھنا، کتا پالنا سب کا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے ان باتوں سے بہت بچنا چاہئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض لڑکیاں یا عورتیں جو تصویر دار گڑیاں بناتی ہیں یا ایسی گڑیاں بازار سے منگاتی ہیں اور کھلونے مٹی کے یا مٹھائی کے بچوں کیلئے منگا دیتی ہیں یہ سب منع ہیں اپنے بچوں کو اس سے روکنا چاہئے اور ایسے کھلونے توڑ دینا چاہئے اور ایسی گڑیاں جلا دینی چاہئے۔ اسی طرح بعض لڑکے کتوں کے بچے پالا کرتے ہیں، ماں باپ کو چاہئے کہ ان کو روکیں نہ مانیں تو سختی کریں۔

آتش بازی کا بیان: شب برات میں یا شادی میں انار، پٹاخے اور آتشبازی چھڑانے میں کئی گناہ ہیں اول تو یہ کہ پیسہ فضول برباد جاتا ہے۔ قرآن شریف میں مال فضول اڑانے والوں کو شیطان کا بھائی فرمایا ہے اور ایک آیت میں فرمایا ہے کہ مال فضول اڑانے والوں کو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے، یعنی ان سے بیزار ہیں، دوسرے ہاتھ پاؤں کے جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف ہے اور اپنی جان یا مال کو ایسی ہلاکت اور خطرے میں ڈالنا خود شرع میں برا ہے۔ تیسرے اکثر لکھے ہوئے کاغذ آتشبازی کے کام میں لائے جاتے ہیں۔ خود حروف بھی ادب کی چیز ہیں اس طرح کے کاموں میں ان کو لانا منع ہے بلکہ بعض بعض کاغذوں پر قرآن کی آیتیں یا حدیثیں یا نبیوں کے نام لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ بتلاؤ تو سہی ان کے ساتھ بے ادبی کرنے کا کتنا بڑا وبال ہے تو تم اپنے بچوں کو ان کاموں کے واسطے کبھی پیسے مت دو۔

شطرنج، تاش، گنجفہ، چوسر، کنکوے وغیرہ کا بیان: حدیثوں میں شطرنج کی بہت ممانعت آئی ہے اور تاش، گنجفہ، چوسر وغیرہ بھی مثل شطرنج کے ہیں اس لئے سب منع ہیں اور پھر ان میں دل اس قدر لگتا ہے کہ ان کا کھیلنے والا کسی اور کام کا نہیں رہتا اور ایسے شخص کے دین اور دنیا کے بہت سے کاموں میں خلل پڑتا ہے تو جو کام ایسا ہو وہ برا کیوں نہ ہوگا۔ یہی حال کنکوے کا سمجھو کہ یہی خرابیاں اس میں بھی ہیں بلکہ بعض لڑکے اس کے پیچھے چھتوں سے گر کر مر گئے ہیں۔ غرض تم کو خوب مضبوط رہنا چاہئے اور ہرگز اپنے بچوں کو ایسے کھیل مت کھیلنے دو۔ نہ ان کو پیسے دو۔

بچوں کی بابری رکھانے کا یعنی بیچ میں سے سر کھلوانے کا بیان: حدیث شریف میں آیا ہے کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے قزع سے اور قزع کے معنی عربی میں یہ ہیں کہ کہیں سے سر منڈائے اور کہیں سے چھوڑ دے۔

دوسرا باب اُن رسموں کے بیان میں جن کو لوگ جائز سمجھتے ہیں: جتنی رسمیں دنیا میں آنے کے

وقت سے مرتے دم تک کی جاتی ہیں ان میں سے اکثر بلکہ تمام رسمیں اسی قسم سے ہیں جو بڑے بڑے سمجھدار اور عقلمند لوگوں میں طوفان عام کی طرح پھیل رہی ہیں جنکی نسبت لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس میں گناہ کی کونسی بات ہے۔ مرد اور عورتیں جمع ہوتی ہیں کچھ کھانا پلانا ہوتا ہے، کچھ دینا دلانا ہوتا ہے، کچھ ناچ نہیں رنگ نہیں، راگ باجہ نہیں پھر اس میں شرع کے خلاف ہونے کی کیا بات ہے جس سے روکا جائے۔ اس غلط گمان کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ عام دستور و رواج ہو جانے کی وجہ سے عقل پر پردے پڑ گئے ہیں۔ اس لئے ان رسموں کے اندر جو خرابیاں اور باریک برائیاں ہیں وہاں تک عقل کو رسائی نہیں ہوئی، جیسے کوئی نادان بچہ مٹھائی کا مزہ اور رنگ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ یہ تو بڑی اچھی چیز ہے اور اس کے نقصان اور خرابیوں پر نظر نہیں کرتا جو اس کے کھانے سے پیدا ہونگی، جن کو ماں باپ سمجھتے ہیں اور اسی کی وجہ سے اس کو روکتے ہیں اور وہ بچہ ان خیر خواہوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے۔ حالانکہ ان رسموں میں جو خرابیاں ہیں وہ ایسی زیادہ باریک اور پوشیدہ بھی نہیں۔ بلکہ ہر شخص ان رسموں کی وجہ سے پریشان اور تنگ ہے اور ہر شخص چاہتا ہے کہ اگر یہ رسمیں نہ ہوتیں تو بڑا اچھا ہوتا۔ لیکن دستور پڑ جانے کی وجہ سے سب خوشی خوشی کرتے ہیں اور یہ کسی کی بھی ہمت نہیں ہوتی کہ سب کو ایک دم سے چھوڑ دیں بلکہ اور طرہ یہ کہ سمجھاؤ تو الٹے ناخوش ہوتے ہیں غرض کہ ہم ہر ہر رسم کی خرابیاں تمہیں سمجھائے دیتے ہیں تا کہ ان خرافات کا گناہ ہونا سمجھ میں آ جائے اور ہندوستان کی یہ بلا دور ہو کر کافور ہو جائے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو لازم ہے کہ ان سب بیہودہ رسموں کے مٹانے پر ہمت باندھے اور دل و جان سے کوشش کرے کہ ایک رسم بھی باقی نہ رہے اور جس طرح حضرت محمد ﷺ کے مبارک زمانے میں بالکل سادگی سے سیدھے سادے طور پر کام ہوا کرتے تھے اس کے موافق اب پھر ہونے لگیں۔ جو بیویاں اور جو مرد یہ کوشش کرینگے ان کو بڑا ثواب ملے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سنت کا طریقہ مٹ جانے کے بعد جو کوئی زندہ کر دیتا ہے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے چونکہ ساری رسمیں تمہارے ہی متعلق ہیں اس لئے اگر تم ذرا بھی کوشش کرو گی تو بڑی جلدی اثر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بچہ پیدا ہونے کی رسموں کا بیان

(۱) یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جہاں تک ہو سکے پہلا بچہ باپ ہی کے گھر ہونا چاہئے۔ جس سے بعض وقت بچہ پیدا ہونے کے قریب زمانہ تولد میں بھیجنے کی پابندی میں یہ بھی تمیز نہیں رہتی کہ یہ سفر کے قابل ہے یا نہیں جس سے بعض اوقات کوئی بیماری ہو جاتی ہے۔ حمل کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ مزاج میں ایسا تغیر اور تکان ہو جاتا ہے کہ اسکو اور بچہ کو مدت تک بھگتنا پڑتا ہے۔ بلکہ تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ اکثر بیماریاں بچوں کو زمانہ حمل کی بے احتیاطیوں سے ہوتی ہیں غرض کہ دو جانوں کا نقصان اس میں پیش آتا ہے۔ پھر یہ کہ ایک غیر ضروری بات کی اس قدر پابندی کہ کسی طرح ٹلنے ہی نہ پاوے اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بنانا ہے خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہو کہ اس کے خلاف کرنے سے کوئی نحوست ہو گی۔ یا ہماری بدنامی ہو گی۔ نحوست کا عقیدہ تو بالکل ہی شرک ہے۔ کیونکہ نفع پہنچانے والا فقط اللہ ہے کہ جب کسی چیز کو منحوس سمجھا اور یہ

جانا کہ اس سے نقصان ہوگا تو یہ شرک ہوگیا۔ اسی لئے حدیث شریف میں آیا ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں۔ اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ٹونا ٹوٹکا شرک ہے۔ اور بدنامی کا اندیشہ کرنا تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے اور تکبر کا حرام ہونا صاف صاف قرآن مجید اور حدیث شریف میں مذکور ہے اور اکثر خرابیاں اور پریشانیاں بھی اسی ننگ و ناموس ہی کی بدولت گلے کا ہار ہوگئی ہیں۔ (۲) بعض جگہ پیدا ہونے سے پہلے چھاج یعنی سوپ یا چھلنی میں کچھ اناج اور سوا روپیہ مشکل کشا کے نام کا رکھا جاتا ہے یہ کھلا ہوا شرک ہے اور بعض جگہ یہ دستور ہے کہ جب عورت پہلے پہل حاملہ ہوتی ہے تو کبھی پانچویں مہینے کبھی ساتویں مہینے کبھی نویں مہینے گود بھری جاتی ہے یعنی سات قسم کے میوے ایک پوٹلی میں باندھ کر حاملہ عورت کی گود میں رکھتی ہیں اور پنجیری اور گلگلے پکا کر رت جگا کرتی ہیں اور جس کا پہلا بچہ ضائع ہو جاتا ہے اس کیلئے یہ رسم نہیں ہوتی۔ یہ بھی خواہ مخواہ کی پابندی اور شگون ہے۔ جسکی برائی جابجا پڑھ چکی ہو اور بعض جگہ زچہ کے پاس تلوار یا چھری حفاظت بلیات کے واسطے رکھ دیتی ہیں یہ بھی محض ٹوٹکا اور شرک کی بات ہے۔ (۳) پیدا ہونے کے بعد گھر والوں کے ساتھ کنبے کی عورتیں بھی بطور نیوتے کے کچھ جمع کر کے دائی کو دیتی ہیں اور ہاتھ میں نہیں دیتیں بلکہ ٹھیکرے میں ڈالتی ہیں۔ بھلا یہ دینے کا کونسا معقول طریقہ ہے کہ ہاتھ کو چھوڑ کر ٹھیکرے میں ڈالا جائے۔ اور اگر ٹھیکرے میں نہ ڈالیں ہاتھ میں ہی دیدیں تب بھی غور کرنے کی بات ہے کہ ان دینے والیوں کا مقصود اور نیت کیا ہے۔ جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی اس وقت کی تو خبر نہیں کیا مصلحت ہو شاید خوشی کی وجہ سے ہو کہ سب عزیزوں کا دل خوش ہوا ہو اور بطور انعام کے کچھ دے دیا ہو مگر اب تو یقینی بات ہے کہ خوشی ہو نہ ہو دل چاہے نہ چاہے دینا ہی پڑتا ہے۔ کنبے کی بعض عورتیں نہایت مفلس اور غریب ہوتی ہیں ان کو بھی بلاوے پر بلاوا بھیج کر بلایا جاتا ہے، اگر نہ جائیں تو عمر بھر شکایت رہے اور اگر جائیں تو اٹھنی یا چونی کا انتظام کر کے لے جائیں نہیں تو بیویوں میں سخت ذلت اور شرمندگی ہو۔ غرض جاؤ اور جبراً قہراً دے کر آؤ یہ کیسا اندھیر ہے کہ گھر بلا کر لوٹا جاتا ہے خوشی کی جگہ بعضوں کو تو پورا جبر گزرتا ہے خود ہی انصاف کرو کہ یہ کیسا ہے اور اس طرح مال کا خرچ کرنا اور لینے والی کو یا گھر والوں کو اس لینے دینے کا سبب بننا کہاں جائز ہے۔ کیونکہ دینے والی کی نیت تو محض اپنی بڑائی اور نیک نامی ہے جسکی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی شہرت کا کپڑا پہنے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا لباس پہنائیں گے یعنی جو کپڑا خاص شہرت اور ناموری کیلئے پہنا جائے اس پر یہ عذاب ہوگا تو معلوم ہوا شہرت اور ناموری کیلئے کوئی کام کرنا جائز نہیں یہاں تو خاص یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کہیں گے کہ فلانی نے اتنا دیا۔ ورنہ مطعون کرینگے نام رکھیں گے کہ فلانی ایسی کنجوس ہے جس سے ایک ٹکا بھی نہ دیا گیا خالی خولی آ کر ٹھونٹھ سی بیٹھ گئی ایسے آنے ہی کی کیا ضرورت تھی۔ دینے والی کو تو یہ گناہ ہوئے۔ اب لینے والی کو سنیئے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال بدون اس کی دلی خوشی کے حلال نہیں۔ سو جب کسی نے جبراً کراہت سے دیا تو لینے والی کو گناہ ہوا۔ اگر دینے والی کھاتی پیتی اور مالدار ہے اور اس پر جبر بھی نہیں گزرا مگر غرض تو اس کی بھی وہی شیخی اور فخر کرنا ہے جسکی نسبت حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ان لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا ہے جوفخر کیلئے کھانا کھلائیں۔غرض کہ ایسے کا کھانا کھانا یا اسکی کوئی چیز لینا بھی منع ہے۔غرض کہ لینے والی بھی گناہ سے نہ بچی اب گھر والوں کو دیکھو وہی لوگ بلا بلا کر ان گناہوں کے سبب ہوئے تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔غرض کہ اچھا نیوتہ ہوا کہ سب کو گناہ میں نیوت دیا اور اس نیوتہ کی رسم جو اکثر تقریبوں میں ادا کی جاتی ہے اس میں ان خرابیوں کے سوا ایک اور بھی خرابی ہے وہ یہ کہ جو کچھ نیوتا آتا ہے وہ سب اپنے ذمہ قرض ہو جاتا ہے اور قرض کو بلا ضرورت لینا منع ہے پھر قرض کا یہ حکم ہے کہ جب کبھی اپنے پاس ہوا ادا کر دینا ضروری ہے اور یہاں یہ انتظار کرنا پڑتا ہے کہ اس کے یہاں بھی جب کبھی کوئی کام ہو تب ادا کیا جائے اور اگر کوئی شخص نیوتے کا بدلہ ایک ہی آدھ دن کے بعد دینے لگے تو ہرگز کوئی قبول نہ کرے۔یہ دوسرا گناہ ہوا۔اور قرض کا حکم یہ ہے کہ گنجائش ہو تو ادا کر دو نہ پاس ہو نہ دو جب ہوگا دے دیا جائے گا۔یہاں یہ حال ہے کہ پاس ہو یا نہ ہو قرض دام لیکر گروی رکھ کر ہزار فکر کر کے لاؤ اور ضرور دو پس تینوں حکموں میں شریعت کی مخالفت ہوئی اس لئے نیوتے کی رسم جس کا آج کل دستور ہے جائز نہیں ہے۔نہ کسی کا کچھ لو اور نہ دو۔دیکھو تو کہ اس میں خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کے سوا راحت و آرام کتنا بڑا ہے۔اسی طرح بچے کے کان میں اذان دینے کے وقت گڑ یا بتاشے کی تقسیم کا پابند ہو جانا بالکل شرع کی حد سے نکلنا ہے۔(۴) پھر نائن گود میں کچھ اناج ڈال کر سارے کنبے میں بچے کا سلام کہنے جاتی ہے اور وہاں سب عورتیں اس کو اناج دیتی ہیں اس میں بھی وہی خیالات اور نیتیں ہیں جو ابھی اوپر بیان ہوئیں اس لئے اس کو بھی چھوڑنا چاہئے۔(۵) گھر پر سب کمینوں کو حق دیا جاتا ہے جن کو چھتیس تھانبہ کہتے ہیں ان میں بعض لوگ خدمت گزار ہیں۔ان کو تو حق سمجھ کر یا انعام سمجھ کر دیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔مگر یہ ضرور ہے کہ اپنے مقدور کا لحاظ رکھے یہ نہ کرے کہ خواہی نخواہی قرض لے چاہے سود ہی پر ملے مگر قرض ضرور لے اپنی زمین باغ کو بیچنا پڑے یا کچھ گروی رکھے اگر ایسا کرے گی تو نام ونمود کی نیت ہونے یا بلا ضرورت قرض لینے اور سود دینے کی وجہ سے جو کہ گناہ میں سود لینے کے برابر ہے یا تکبر اور فخر کی نیت ہونے کی وجہ سے ضرور گنہگار ہوگی۔خیر یہ تو خدمت گزاروں کے انعام میں گفتگو تھی بعض وہ کمین ہیں جو کسی مصرف کے نہیں نہ وہ کوئی خدمت کریں نہ کسی کام آئیں نہ ان سے کوئی ضرورت پڑے مگر قرض خواہوں سے بڑھ کر تقاضا کرنے کو موجود اور خواہی نخواہی ان کا دینا ضرور اس میں بھی جو جو خرابیاں اور جو جو گناہ دینے لینے والوں کے حق میں ہیں ان کا بیان اوپر آ چکا ہے۔دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں پھر جب ان کا کوئی حق نہیں تو ان کو دینا محض احسان اور انعام ہے اور احسان میں ایسی زبردستی کرنا حرام ہے کہ جی چاہے نہ چاہے بدنامی کے خیال سے دینا ہی پڑے اور اس رسم کو جاری رکھنے میں اس حرام بات کو قوت ہوتی ہے اور حرام بات کو قوت دینا اور رواج دینا بھی حرام ہے اس کو بھی بالکل روکنا چاہئے۔(۶) پھر دھیانیوں کو دودھ دھلائی کے نام سے کچھ دیا جاتا ہے اس میں بھی وہی ضروری سمجھنا اور جبراً و قہراً دینا۔اگر خوشی سے دیا تو ناموری اور سرخروئی کیلئے دینا یہ سب خرابیاں موجود ہیں اور چونکہ یہ رسم ہندوؤں کی ہے اس لئے اس میں جو کافروں کی مشابہت ہے وہ جدا اس

لئے یہ بھی جائز نہیں غرض کہ یہ عام قاعدہ سمجھ لو کہ جو رسم اتنی ضروری ہو جائے کہ خواہی نہ خواہی جبراً قہراً کرنا پڑے اور نہ دینے میں ننگ و ناموس کا خیال ہو یا محض اپنی بڑائی یا فخر کی راہ سے کی جائے وہ بات حرام ہے۔ اتنی بات سمجھ لینے سے بہت سی باتیں تم کو خود بخود معلوم ہو جائیں گی۔ (۷) اچھوانی پھر گوند پنجیری سارے کنبے اور برادری میں تقسیم ہوتی ہے اس میں بھی وہی نام و نمود وغیرہ خراب نیت اور نماز روزے سے بڑھ کر ضروری سمجھنے کی علت موجود ہے اور پنجیری میں تو ایسی اناج کی بے قدری ہوتی ہے کہ الٰہی توبہ۔ تقریب والے کی تو اچھی خاصی لاگت لگ جاتی ہے اور وہ کسی کے منہ تک بھی نہیں جاتی پھر بھلا اناج کی ایسی بے قدری کہاں جائز ہے۔ (۸) پھر نائی خط لیکر بہو کے میکے یا سسرال میں خبر کرنے جاتا ہے اور وہاں اس کو انعام دیا جاتا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جو کام ایک پوسٹ کارڈ میں نکل سکے اس کیلئے ایک خاص آدمی کا جانا کونسی عقل کی بات ہے۔ پھر وہاں کھانے کو میسر ہو یا نہ ہو نائی صاحب کا قرض جو نعوذ باللہ خدا کے قرض سے بڑھ کر سمجھا جاتا ہے ادا کرنا ضرور اور وہی ناموری کی نیت جبراً قہراً دینے وغیرہ کی خرابیاں یہاں بھی ہیں اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ (۹) سوا مہینے کا چلہ نہانے کے وقت پھر سب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور کھانا وہیں کھاتی ہیں اور رات کو کنبے یا برادری میں دودھ چاول تقسیم ہوتے ہیں بھلا صاحب یہ زبردستی کھانے کی پخ لگانے کی کیا وجہ۔ دو قدم پر تو گھر مگر کھانا یہاں کھائیں۔ یہاں وہی مثل ہے مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ ان کی طرف سے تو یہ زبردستی اور گھر والوں کی نیت وہی ناموری اور طعن و تشنیع سے بچنے کی یہ دونوں وجہیں اس کے منع ہونے کیلئے کافی ہیں۔ اسی لئے دودھ چاول کی تقسیم یہ بھی محض لغو ہے ایک بچے کے ساتھ تمام بڑے بوڑھوں کو بھی دودھ پلانا کیا ضرور ہے۔ پھر اس میں بھی نماز روزے سے زیادہ پابندی اور ناموری اور نہ کرنے سے ننگ و ناموس کا زہر ملا ہوا ہے۔ اس لئے یہ بھی درست نہیں۔ (۱۰) اس سوا مہینے تک زچہ کو ہرگز نماز کی توفیق نہیں ہوتی بڑی بڑی پابند نماز بھی بے پرواہی کر جاتی ہیں حالانکہ شرع میں یہ حکم ہے کہ جب خون بند ہو جائے فوراً غسل کر لے اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز پڑھنا شروع کرے بغیر عذر کے ایک وقت کی بھی فرض نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس کسی نے جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دی وہ ایمان سے نکل گیا اور حدیث شریف میں ہے کہ ایسا شخص فرعون، ہامان، قارون کے ساتھ دوزخ میں ہوگا۔ (۱۱) پھر باپ کے گھر سے سسرال آنے کیلئے چھوچھک تیار ہوتی ہے جس میں حسب مقدور سب سسرال والوں کے جوڑے اور برادری کیلئے پنجیری اور لڑکی کیلئے زیور، برتن جوڑے وغیرہ سب ہوتے ہیں جب بہو چھوچھک لیکر سسرال میں آئی وہاں سب عورتیں چھوچھک دیکھنے آتی ہیں اور ایک وقت کھانا کھا کر چلی جاتی ہیں۔ ان سب باتوں میں جو اتنی پابندی ہے کہ فرض واجب سے بڑھ کر سمجھی جاتی ہیں اور وہی نام و نمود و ناموری کی نیت جو کچھ ہے سب ظاہر ہے بھلا جس میں تکبر اور فخر وغیرہ اتنی خرابیاں ہوں وہ کیسے جائز ہو گی۔ اسی طرح بعض جگہ یہ دستور ہے کہ بچہ کی ننھیال سے کچھ کھچڑی، مرغی، بکری، اور کپڑے وغیرہ چھٹی کے نام سے آتے ہیں۔ اس میں بھی وہی ناموری اور خواہ مخواہ کی پابندی اور کچھ شگون بھی ہے۔ اس لئے یہ بھی منع

ہے۔(۱۲) زچہ کے کپڑے بچھونا جوتیاں وغیرہ سب دائی کا حق سمجھا جاتا ہے۔بعض وقت اس پابندی کی وجہ سے تکلیف بھی اٹھانی پڑتی ہے کہ وہی پرانی جوتی گھسیٹتی سڑ سڑ کرتی رہو۔اچھا آرام کا بچھونا کیسے بچھے کہ چار دن میں چھن جائیگا۔اس میں بھی وہی خرابیاں جو بیان ہوئیں موجود ہیں۔(۱۳) زچہ کو بالکل نجس اور چھوت سمجھنا،اس سے الگ بیٹھنا،اس کا جھوٹا کھالینا تو کیا معنی جس برتن کو چھولیوے اس میں بے دھوئے مانجھے پانی نہ پینا۔غرض کہ بالکل بھنگن کی طرح سمجھنا یہ بھی محض لغو اور بیہودہ ہے۔(۱۴) یہ بھی ایک دستور ہے کہ پاک ہونے تک یا کم از کم چھٹی نہانے تک زچہ کے شوہر کو اس کے پاس نہیں آنے دیتیں بلکہ اس کو عیب اور نہایت برا سمجھتی ہیں اس پابندی کی وجہ سے بعض وقت بہت دقت اور حرج ہوتا ہے کہ کیسی ہی ضرورت ہو مگر کیا مجال کہ وہاں تک رسائی ہو جائے یہ کونسی عقل کی بات ہے۔کبھی کوئی ضروری بات کہنے کی ہوئی اور کسی اور سے کہنے کے قابل نہ ہوئی۔یا کچھ کام نہ سہی تب بھی شاید اس کا دل اپنے بچے کو دیکھنے کیلئے چاہتا ہو۔سارا جہان تو دیکھے مگر وہ نہ دیکھنے پائے یہ کیا لغو حرکت ہے اچھے صاحبزادے تشریف لائے کہ میاں بیوی میں جدائی پڑ گئی اس بے عقلی کی بھی کوئی حد ہے۔(۱۵) بعض جگہ بچہ کو چھاج یعنی سوپ میں بٹھاتی ہیں یا زندگی کیلئے کسی ٹوکری میں رکھ کر گھسیٹتی ہیں یہ تو بالکل ہی شگون ناجائز ہے۔(۱۶) بعض جگہ چھٹی کے دن تارے دکھائے جاتے ہیں۔زچہ کو نہلا دھلا کر عمدہ قیمتی لباس پہنا کر آنکھیں بند کر کے رات کو صحن مکان میں لاتی ہیں اور کسی تخت پر کھڑا کر کے آنکھیں کھول دیتی ہیں کہ اول نگاہ آسمان کے ستارے پر پڑے کسی اور کو نہ دیکھے یہ بھی محض خرافات اور بیہودہ رسمیں ہیں بھلا خواہ مخواہ اچھے خاصے آدمی کو اندھا بنا دینا کیسی بے عقلی ہے اور شگون لینے کا جو گناہ ہے وہ الگ اور بعض جگہ تارے گنوانے کے بعد زچہ کو معہ سات سہاگنوں کے تھال کھلایا جاتا ہے جس میں ہر قسم کا کھانا ہوتا ہے تاکہ کوئی کھانا بچہ کو نقصان نہ کرے یہ بھی منع ہے۔(۱۷) چھٹی کے دن لڑکی والے زچہ کے شوہر کے ایک جوڑا کپڑا دیتے ہیں اس میں بھی اس قدر پابندی کر لینا جس کا منع ہونا اوپر بیان ہو چکا ہے برا ہے۔(۱۸) زچہ کو تین مرتبہ نہلانے کو ضروری جانتی ہیں۔چھٹی کے دن چھوٹا چلہ اور بڑا چلہ شریعت سے تو صرف یہ حکم تھا کہ جب خون بند ہو جائے تو نہالے چاہے پورے چالیس دن پر خون بند ہو جائے چاہے دو ہی چار دن میں بند ہو جائے اور یہاں یہ تین غسل واجب سمجھے جاتے ہیں۔یہ شریعت کا پورا مقابلہ ہوا یا نہیں۔بعض لوگ یہ عذر کیا کرتے ہیں کہ بغیر نہائے ہوئے طبیعت گھن کیا کرتی ہیں اس لئے زچہ کو نہلا دیتی ہیں کہ طبیعت صاف ہو جائے اور میل کچیل صاف ہو جائے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عذر بالکل غلط ہے۔اگر صرف یہ وجہ ہے تو زچہ کا جب دل چاہے نہالے۔یہ وقتوں کی پابندی کیسی کہ پانچویں ہی دن ہو اور پھر دسویں یا پندرہویں ہی دن ہو۔اس کے کیا معنی۔اب تو محض رسم ہی رسم ہے۔کوئی بھی وجہ نہیں بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب اس کا دل چاہتا ہے اس وقت نہیں نہلاتیں یا نہلانے سے کبھی کبھی زچہ اور بچہ دونوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر طرہ یہ ہے کہ جب نفاس بند ہوتا ہے اس وقت ہرگز نہیں نہلاتیں۔جب تک نہلانے کا وقت نہ ہو۔خود بتلاؤ یہ صریح گناہ ہے یا نہیں۔بچہ پیدا ہونے کے وقت یہ باتیں سنت ہیں کہ

اس کو نہلا دھلا کر داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں تکبیر کہہ دی جائے اور کسی دیندار بزرگ سے تھوڑا چھوہارا چبا کر اس کے تالو میں لگا دیا جائے اس کے سوا باقی سب رسمیں اور اذان دینے والے کی مٹھائی وغیرہ پابندی کے ساتھ یہ سب فضول خلاف عقل اور منع ہیں۔

عقیقے کی رسموں کا بیان: پیدائش کے ساتویں روز لڑکے کیلئے دو بکرے اور لڑکی کیلئے ایک ذبح کرنا اور اس کا گوشت کچا یا پکا کر تقسیم کر دینا اور بالوں کے برابر چاندی وزن کر کے خیرات کر دینا اور سر مونڈنے کے بعد زعفران سر میں لگا دینا بس یہ باتیں تو ثواب کی ہیں باقی جو فضولیات اس میں نکالی گئی ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہیں۔ (۱) برادری اور کنبے کے لوگ جمع ہو کر سر مونڈنے کے بعد کٹوری میں اور بعض سوپ میں جس کے اندر کچھ اناج بھی رکھا جاتا ہے کچھ نقد بھی ڈالتے ہیں جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اور یہ اس گھر والے کے ذمہ قرض سمجھا جاتا ہے اور ان دینے والوں کے یہاں کوئی کام پڑے تب ادا کیا جائے۔ اس کی خرابیاں تم اوپر سمجھ چکی ہو۔ (۲) دھیانیاں یعنی بہن وغیرہ یہاں بھی وہی اپنا حق جو سچ پوچھو تو ناحق ہے لیتی ہیں جس میں کافروں کی مشابہت کے سوا اور کئی خرابیاں ہیں۔ مثلاً دینے والے کی نیت خراب ہونا کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ بعض وقت گنجائش نہیں ہوتی اور دینا گراں گزرتا ہے مگر صرف اس وجہ سے کہ نہ دینے میں شرمندگی ہوگی۔ لوگ مطعون کریں گے۔ مجبور ہو کر دینا پڑتا ہے، اسی کو ریا نمود کہتے ہیں اور شہرت و نمود کیلئے مال خرچ کرنا حرام ہے اور خود اپنے دل میں سوچو کہ اتنا مجبور ہو جانا جس سے تکلیف پہنچے کونسی عقل کی بات ہے۔ اسی طرح لینے والے کی یہ خرابی کہ یہ دینا فقط انعام و احسان ہے اور احسان میں زبردستی کرنا حرام ہے۔ اور یہ بھی زبردستی ہے کہ اگر نہ دے تو مطعون ہو بدنام ہو، خاندان بھر میں لکو بنے اور اگر کوئی خوشی سے دے تب بھی شہرت اور ناموری کی نیت ہونا یقینی ہے جسکی ممانعت قرآن و حدیث میں صاف صاف موجود ہے۔ (۳) پنجیری کی تقسیم کا فضیحتا یہاں بھی ہوتا ہے جسکا خلاف عقل ہونا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ اور شہرت و نام بھی مقصود ہوتا ہے جو حرام ہے۔ (۴) ان رسموں کی پابندی کی مصیبت میں کبھی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے عقیقہ موقوف رکھنا پڑتا ہے اور مستحب کے خلاف کیا جاتا ہے بلکہ بعض جگہ تو کئی کئی برسوں کے بعد ہوتا ہے۔ (۵) ایک یہ بھی رسم ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرہ رکھا جائے فوراً اسی وقت بکرا ذبح ہو۔ یہ بھی محض لغو ہے۔ شرع سے چاہے سر مونڈنے کے کچھ دیر بعد ذبح کرے یا ذبح کر کے سر منڈائے سب درست ہے۔ غرض کہ اس دن میں یہ دونوں کام ہو جانے چاہئیں۔ (۶) سر نائی کو اور ران دائی کو دینا ضروری سمجھنا بھی لغو ہے۔ چاہے دو یا نہ دو۔ دونوں اختیار ہیں۔ پھر اپنی من گھڑت جدی شریعت بنانے سے کیا فائدہ۔ ران نہ دو اسکی جگہ گوشت دے دو تو اس میں کیا نقصان ہے۔ (۷) بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ عقیقہ کی ہڈیاں توڑنے کو برا جانتے ہیں۔ دفن کر دینے کو ضروری جانتے ہیں۔ یہ بھی محض بے اصل بات ہے۔ یہی خرابیاں اس رسم میں ہیں جو دانت نکلنے کے وقت ہوتی ہیں کہ کنبے میں گھونگنیاں تقسیم ہوتی ہیں اور ان کا ناغہ ہونا فرض و واجب کے ناغے سے بڑھ کر برا اور عیب سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح کھیر چٹائی کی رسم کہ چھٹے مہینے بچہ کو کھیر چٹاتی ہیں اور اس روز

سے غذا شروع ہوتی ہے یہ بھی خواہ مخواہ کی پابندی ہے جس کی برائی معلوم کر چکی ہو اسی طرح وہ رسم جس کا دودھ چھڑانے کے وقت رواج ہے مبارک باد کیلئے عورتوں کا جمع ہونا اور خواہی نہ خواہی ان کی دعوت ضروری ہونا، کھجوروں کا برادری میں تقسیم ہونا غرض ان سب کا ایک ہی حکم ہے اور بعض جگہ کھجوروں کے ساتھ ایک اور طرہ ہے کہ ایک کورے گھڑے میں پانی بھر کر اس پر بعدد طاق کھجوریں رکھ کر لڑکے کے ہاتھ سے اٹھواتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ لڑکا جے کھجوریں اٹھائے گا اتنے ہی دن ضد کرے گا۔ اس میں بھی شگون علم غیب کا دعویٰ ہے جس کا گناہ ہونا ظاہر ہے۔ اسی طرح سالگرہ کی رسم میں پیدائش کی تاریخ پر ہر سال جمع ہو کر کھانا پکانا اور ناڑے میں ایک چھلا باندھنا خواہ مخواہ کی پابندی ہے۔ اسی طرح سیل کا کونڈا یعنی جب لڑکے کے سبزہ آغاز ہوتا ہے تب مونچھوں میں روپے سے صندل لگایا جاتا ہے اور سویاں پکاتی ہیں تا کہ سویوں کی طرح لمبے لمبے بال ہو جائیں۔ یہ سب شگون ہے جسکی برائی جان چکی ہو۔

ختنہ کی رسموں کا بیان: اس میں بھی خرافات رسمیں لوگوں نے نکال لی ہیں جو بالکل خلاف عقل اور لغو ہیں۔ (۱) لوگوں کو آدمی اور خط بھیج کر بلانا اور جمع کرنا یہ سنت کے بالکل خلاف ہے۔ ایک مرتبہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کو کسی نے ختنہ میں بلایا آپ نے تشریف لیجانے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ہم لوگ نہ تو ختنے میں کبھی جاتے تھے نہ اس کیلئے بلائے جاتے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا مشہور کرنا ضروری نہ ہو اس کیلئے لوگوں کو جمع کرنا بلانا سنت کے خلاف ہے۔ اس میں بہت سی رسمیں آ گئیں جن کیلئے بڑے لمبے چوڑے اہتمام ہوتے ہیں۔ (۲) بعض جگہ ان رسموں کی بدولت ختنہ میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ لڑکا سیانا ہو جاتا ہے جس میں اتنی دیر ہو جانے کے سوا یہ بھی خرابی ہوتی ہے کہ سب لوگ اس کا بدن دیکھتے ہیں حالانکہ بجز ختنہ کرنیوالے کے اوروں کو اس کا بدن دیکھنا حرام ہے اور یہ گناہ اس بلانے ہی کی بدولت ہوا۔ (۳) کٹورے میں نیوتہ پڑنے کا یہاں بھی وہی فضیحتا ہے جسکی خرابیاں مذکور ہو چکیں۔ (۴) بچے کے ننھیال سے کچھ نقد اور کپڑے لائے جاتے ہیں جسکو عرف میں بھات کہتے ہیں جسکی اصل وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے ہندو باپ کے مر جانے پر اس کے مال میں سے لڑکیوں کو کچھ حصہ نہیں دیتے تھے۔ جاہل مسلمانوں نے بھی انکی دیکھا دیکھی یہی وطیرہ اختیار کیا اور اچھا ان کی دیکھا دیکھی نہ سہی ہم نے مانا کہ یہ رسم خود ہی نکالی تب بھی ہے تو بری ہی۔ جس حق دار کا حق اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے مقرر فرمایا ہے اس کو نہ دینا خود دبا بیٹھنا کہاں درست ہے غرض کہ جب لڑکی کو میراث سے محروم رکھا تو اسکی تسلی کیلئے یہ تجویز کیا کہ مختلف موقعوں اور تقریبوں میں اس کو کچھ دے دیا جائے۔ اس طرح دیکر اپنی من سمجھوتی کر لی کہ ہمارے ذمہ اب اس کا کچھ حق نہیں رہا۔ غرضیکہ اس رسم کو نکالنے کی وجہ یا تو کافروں کی پیروی ہے یا ظلم، اور یہ دونوں حرام ہیں۔ دو خرابیاں تو یہ ہوئیں۔ تیسری خرابی وہی بے حد پابندی کہ ننھیال والوں کے پاس چاہے ہو چاہے نہ ہو ہزار جتن کرو۔ سودی قرض لو۔ کوئی چیز گروی رکھو۔ جس میں آج کل یا تو نقد سود دینا پڑتا ہے یا نقد سود تو نہیں دینا پڑا لیکن جو جائیداد رہن رکھی ہے اسکی پیداوار ہی لے گا

جس کے پاس رہن رکھی یہ بھی سود ہے اور سود کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ غرض کچھ ہو مگر یہاں سامان ضرور ہو۔ خود ہی بتلاؤ جب ایک غیر ضروری بلکہ گناہ کا اس زور وشور سے اہتمام ہوا ہو کہ فرض و واجب کا بھی اتنا اہتمام نہیں ہوتا تو شریعت سے باہر قدم رکھنا ہوا یا نہیں۔ چوتھی خرابی وہی شہرت اور بڑائی ناموری فخر جن کا حرام ہونا اوپر بیان ہو چکا۔ بعض کہتے ہیں کہ اپنے عزیزوں سے سلوک کرنا تو عبادت اور ثواب ہے پھر اس میں گناہ کیوں ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر سلوک اور احسان منظور ہوتا تو بغیر پابندی کے جب اپنے میں وسعت ہوتی اور ان کو حاجت ہوتی دیدیا کرتے یہاں پر تو عزیزوں پر فاقے گزر جائیں خبر بھی نہیں لیتے۔ رسمیں کرتے وقت نام ونمود کیلئے سلوک واحسان نام رکھ لیا۔ (۵) بعض شہروں میں یہ آفت ہے کہ ختنے میں یا غسل صحت کے روز خوب راگ یا باجہ ناچ رنگ ہوتا ہے۔ کہیں ڈومنیاں گاتی ہیں جن کا ناجائز ہونا اوپر لکھا گیا ہے اور اسکی خرابیاں اور برائیاں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو آگے بیان کی جائیں گی۔ غرض ان ساری خرافات اور گناہوں کو موقوف کرنا چاہئے۔ جب بچے میں برداشت کی قوت دیکھیں چپکے سے نائی کو بلا کر ختنہ کرا دیں جب اچھا ہو جائے غسل کرا دیں۔ اگر گنجائش ہو اور پابندی بھی نہ کرے اور شہرت اور نمود اور طعن وبدنامی کا بھی خیال نہ ہو تو دو چار دوست یا دو چار غریبوں کو جو میسر ہو کھلا وے۔ اللہ اللہ خیر صلاّ ح۔ لیکن بار بار ایسا بھی نہ کرے ورنہ پھر وہی رسم پڑ جائے گی۔

مکتب یعنی بسم اللہ کی رسموں کا بیان: ان رسموں میں سے ایک بسم اللہ کی رسم ہے جو بڑے اہتمام اور پابندی کے ساتھ لوگوں میں جاری ہے۔ اس میں یہ خرابیاں ہیں۔ (۱) چار برس چار مہینے چار دن کا ہونا اپنی طرف سے مقرر کرلیا ہے جو محض بے اصل اور لغو ہے۔ پھر اس کی اتنی پابندی کہ چاہے جو کچھ ہو اس کے خلاف نہ ہونے پائے اور ان پڑھ لوگ اس کو شریعت ہی کی بات سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے عقیدے میں خرابی اور شریعت کے حکم میں ایک پچڑ لگانا لازم آتا ہے۔ (۲) دوسری خرابی مٹھائی بانٹنے کی بے حد پابندی کہ جہاں سے بنے جبراً قہراً ضرور کرو ورنہ کرو تو بدنام ہو، نکو بنو جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ پھر شہرت اور نمود اور لوگوں کے دکھانے اور واہ واہ سننے کیلئے کرنا یہ الگ رہا۔ (۳) بعض مقدور والے چاندی کی قلم دوات سے چاندی کی تختی پر لکھا کر بچے کو اس میں پڑھواتے ہیں۔ چاندی کی چیزوں کو برتنا اور کام میں لانا حرام ہے۔ اس لئے اس میں لکھوانا بھی حرام ہوا اور اس میں پڑھوانا بھی۔ (۴) بعض لوگ بچے کو اس وقت خلاف شرع لباس پہناتے ہیں۔ ریشمی یا زری یا کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یہ بھی گناہ ہے۔ (۵) کمینوں اور دھیانیوں کا اس میں بھی فرض سے بڑھ کر حق سمجھا جاتا ہے جسکی برائی اوپر بیان ہو چکی۔ یہ بھی موقوف کرنے کے قابل ہے۔ جب لڑکا بولنے لگے اس کو کلمہ سکھاؤ۔ پھر کسی دیندار بزرگ متبرک کی خدمت میں لیجا کر بسم اللہ کہلا دو اور اس نعمت کے شکریہ میں اگر دل چاہے تو بلا پابندی کے جو توفیق ہو چھپا کر خدا کی راہ میں کچھ خیر خیرات کر دو۔ لوگوں کو دکھلا کر ہرگز مت دو باقی اور سب پکھنڈ ہیں۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جب بچہ کی زبان کھلنے لگتی ہے تو گھر والے ابا، اماں، بابا وغیرہ کہلاتے ہیں۔ اسکی جگہ اللہ اللہ سکھلاؤ تو کیسا اچھا ہو اور اسی کے قریب قریب قرآن شریف ختم ہونے کے بعد رسمیں

ہوتی ہیں اوران میں بھی بہت سی غیر ضروری باتوں کی بہت پابندی کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں ناموری کیلئے کی جاتی ہیں جیسے مہمانوں کو جمع کرنا۔ کسی کسی کو جوڑے دینا، انکی برائیاں اوپر معلوم ہو چکی ہیں۔

تقریبوں میں عورتوں کے جانے اور جمع ہونے کا بیان: براوری کی عورتیں کئی تقریبوں میں جمع ہوتی ہیں جن میں سے کچھ تو اوپر بیان ہو چکیں اور کچھ باقی ہیں جن کا بیان آگے آتا ہے۔ یہ سب ناجائز ہے۔ تقریبوں کے علاوہ یوں بھی جب کبھی جی چاہا کہ فلانی کو بہت دن ہوئے نہیں دیکھا۔ بس جھٹ ڈولی منگائی اور روانہ ہو گئیں یا کوئی بیمار ہوا اس کو دیکھنے چلی گئیں۔ لیکن کوئی خوشی ہوئی وہاں مبارکباد دینے جا پہنچیں۔ بعض ایسی آزاد ہوتی ہیں کہ بے ڈولی منگوائے بھی رات کو چل دیتی ہیں۔ بس رات ہوئی اور سیر کی سوجھی یہ تو اور بھی برا ہے۔ اور اگر چاندنی رات ہوئی تو اور بھی بے حیائی ہے غرض کہ عورتوں کو اپنے گھر سے نکلنا اور کہیں آنا جانا بوجہ بہت سی خرابیوں کے کسی طرح درست نہیں۔ بس اتنی اجازت ہے کہ کبھی کبھی اپنے ماں باپ کو دیکھنے چلی جایا کریں۔ اسی طرح ماں باپ کے سوا اور اپنے محرم رشتہ داروں کو دیکھنے جانا درست ہے۔ مگر سال بھر میں فقط ایک آدھ دفعہ پس اسکے سوا اور کہیں بے احتیاطی سے جانا جس طرح دستور ہے جائز نہیں نہ رشتہ داروں کے یہاں نہ کسی اور کے یہاں نہ بیاہ شادی میں نہ غمی میں نہ بیمار پرسی میں نہ مبارکباد دینے کو نہ بڑی رات کے موقع پر، بلکہ بیاہ برات وغیرہ میں جب کسی تقریب کی وجہ سے محفل اور مجمع ہو تو اپنے محرم رشتہ دار کے گھر جانا بھی درست نہیں اگر شوہر کی اجازت سے گئی تو وہ بھی گنہگار ہوا اور یہ بھی گنہگار ہوئی۔ افسوس کہ اس حکم پر ہندوستان بھر میں کہیں عمل نہیں بلکہ اس کو تو ناجائز ہی نہیں سمجھتیں، بالکل جائز خیال کر رکھا ہے حالانکہ اسی کی بدولت یہ ساری خرابیاں ہیں۔ غرض کہ اب معلوم ہو جانے کے بعد بالکل چھوڑ دینا چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے۔ یہ تو شریعت کا حکم ہے۔ اب اسکی برائیاں اور خرابیاں سنو۔ جب برادری میں خبر مشہور ہوئی کہ فلاں گھر میں فلانی تقریب ہے تو ہر ہر بیوی کو نئے اور قیمتی جوڑے کی فکر ہوتی ہے کبھی خاوند سے فرمائش ہوتی ہے کبھی خود بزاز کو دروازے پر بلا کر اس سے ادھار لیا جاتا ہے یا سودی قرض لیکر خریدا جاتا ہے۔ شوہر کو اگر وسعت نہیں ہوتی تب بھی اس کا عذر قبول نہیں ہوتا۔ ظاہر ہے کہ یہ جوڑا محض فخر اور دکھانے کیلئے بنتا ہے جس کیلئے حدیث میں آیا ہے کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنایا جائے گا۔ ایک گناہ تو یہ ہوا اور پھر اس غرض سے مال کا خرچ کرنا فضول خرچی ہے جس کی برائی پہلے باب میں آ چکی ہے۔ یہ دوسرا گناہ ہوا، خاوند سے اسکی وسعت سے زائد بلاضرورت فرمائش کرنا اسکو ایذا پہنچانا ہے۔ یہ تیسرا گناہ ہوا۔ بزاز کو بلا کر بلاضرورت اس نامحرم سے باتیں کرنا بلکہ اکثر تھان لینے دینے کے واسطے آدھا آدھا ہاتھ جس میں چوڑی مہندی سب ہی کچھ ہوتا ہے باہر نکال دینا کس قدر غیرت اور عفت کے خلاف ہے۔ یہ چوتھا گناہ ہوا۔ پھر اگر سودی لیا تو سود دینا پڑا۔ یہ پانچواں گناہ ہوا۔ اگر خاوند کی نیت ان بے جا فرمائشوں سے بگڑ گئی۔ اور حرام آمدنی پر اسکی نظر پہنچی۔ کسی کی حق تلفی کی، رشوت لی اور یہ فرمائشیں پوری کر دیں اور اکثر یہی ہوتا بھی ہے کہ حلال آمدنی سے یہ فرمائشیں پوری نہیں ہوتیں تو یہ گناہ اس بیوی کی وجہ سے ہوا۔ اور گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے یہ چھٹا گناہ ہوا۔ اکثر جوڑے

کیلئے گوٹا ٹھپہ مصالحہ بھی لیا جاتا ہے۔اور بے علمی اور بے پرواہی کی وجہ سے اس کے خریدنے میں اکثر سود لازم آجاتا ہے کیونکہ چاندی سونے اور اسکی چیزوں کے خریدنے کے مسئلے بہت نازک اور باریک ہیں جیسا کہ اکثر خرید وفروخت [1] کے بیان میں لکھ چکے ہیں یہ ساتواں گناہ ہوا۔ پھر غضب یہ ہے کہ ایک شادی کیلئے جو جوڑا بنا وہ دوسری شادی کیلئے کافی نہیں۔اس کیلئے پھر دوسرا جوڑا چاہئے ورنہ عورتیں نام رکھیں گی اس کے پاس بس یہی ایک جوڑا ہے اس کو بار بار پہن کر آتی ہے اس لئے اتنے ہی گناہ پھر دوبارہ جمع ہونگے۔ گناہ کو بار بار کرتے رہنا بھی برا اور گناہ ہے، یہ آٹھواں گناہ ہوا۔ یہ تو پوشاک کی تیاری تھی۔اب زیور کی فکر ہوئی۔اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو مانگا تانگا پہنا جاتا ہے اور اس کے مانگے کا ہونا ظاہر نہیں کیا جاتا بلکہ چھپاتی ہیں اور اپنی ہی ملکیت ظاہر کرتی ہیں۔ یہ ایک قسم کا فریب اور جھوٹ ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی ایسی چیز کا اپنا ہونا ظاہر کرے جو سچ مچ اسکی نہیں اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دو کپڑے جھوٹ اور فریب کے پہن لئے، یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹ ہی جھوٹ لپیٹ لیا۔ یہ نواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر زیور بھی ایسا پہنا جاتا ہے جسکی جھنکار دور تک جائے تا کہ محفل میں جاتے ہی سب کی نگاہیں ان ہی کے نظارے میں مشغول ہو جائیں۔ بجتا زیور پہننا خود ممنوع ہے۔حدیث شریف میں ہے کہ ہر باجے کے ساتھ شیطان ہے۔ یہ دسواں گناہ ہوا۔اب سواری کا وقت آیا۔ نوکر کو ڈولی لانے کا حکم ہوا، یا جس کے گھر کام تھا اس کے یہاں سے ڈولی آگئی تو بیوی کو غسل کی فکر پڑی۔ کچھ کھلی پانی کی تیاری میں دیر ہوئی۔ کچھ غسل کی نیت باندھنے میں دیر لگی۔غرض اس دیر دیر میں نماز جاتی رہی تب کچھ پرواہ نہیں یا اور کوئی ضروری کام میں حرج ہو جائے تب کچھ مضائقہ نہیں اور اکثر بھلی مانسوں کے غسل کے روز یہی مصیبت پیش آتی ہے بہر حال اگر نماز قضا ہوگئی یا مکروہ وقت ہو گیا تو یہ گیارہواں گناہ ہوا۔اب کہار دروازے پر پکار رہے ہیں اور بیوی اندر سے ان کو گالیاں اور کوسنے سنا رہی ہیں۔ بلاوجہ کسی غریب کو دور دیک کرنا یا گالی کوسنے دینا ظلم اور گناہ ہے یہ بارہواں گناہ ہوا۔اب خدا خدا کر کے بیوی تیار ہوئیں اور کہاروں کو ہٹا کر سوار ہوئیں بعض ایسی بے احتیاطی سے سوار ہوتی ہیں کہ ڈولی کے اندر سے پلو یعنی آنچل لٹک رہا ہے یا کسی طرف سے پردہ کھل رہا ہے یا عطر پھلیل اس قدر بھرا ہوا ہے کہ راستہ میں خوشبو مہکی جاتی ہے یہ نامحرموں کے سامنے اپنا سنگھار ظاہر کرنا ہے۔حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو عورت گھر سے عطر لگا کر نکلے یعنی اس طرح کہ دوسروں کو بھی خوشبو پہنچے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی بہت بری ہے۔ یہ تیرہواں گناہ ہوا۔اب منزل مقصود پر پہنچیں کہار ڈولی رکھ کر الگ ہوئے اور یہ بے دھڑک اتر کر گھر میں داخل ہوئیں یا خیال ہی نہیں کہ شاید کوئی نامحرم مرد گھر میں ہو اور بارہا ایسا اتفاق ہوتا بھی ہے کہ ایسے موقع پر نامحرم کا سامنا اور چار آنکھیں ہو جاتی ہیں مگر عورتوں کو تمیز ہی نہیں کہ اول گھر میں تحقیق کر لیا کریں۔قوی شبہ کے موقع پر تحقیق نہ کرنا یہ چودھواں گناہ ہوا۔اب گھر میں پہنچیں تو وہاں کی بیویوں کو سلام کیا۔خوب ہوا۔ بعضوں نے تو زبان کو تکلیف ہی نہیں دی فقط ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا، بس سلام ہو گیا۔اس طرح سلام کرنے کی حدیث شریف میں ممانعت آئی ہے، بعض نے سلام کا لفظ کہا

---

[1] اضافہ اس کو کہتے ہیں جو بعد میں کچھ بڑھا دیا جائے۔

بھی تو صرف سلام۔ یہ بھی سنت کے خلاف ہے السلام علیکم کہنا چاہئے۔ اب جواب ملاحظہ فرمائیے۔ ٹھنڈی رہو، جیتی ہو، سہاگن رہو، عمر دراز ہو، دودھوں نہاؤ، پوتوں پھلو، بھائی جئے، میاں جئے، بچہ جئے غرض کنبہ بھر کے نام گنانا آسان اور وعلیکم السلام کہ جس کے اندر سب دعائیں آجاتی ہیں مشکل یہ ہمیشہ ہمیشہ سنت کی مخالفت کرنا پندرہواں گناہ ہوا اب مجلس جمی تو بڑا شغل یہ ہوا کہ گپیں شروع ہوئیں۔ اسکی شکایت اس کی غیبت اسکی چغلی، اس پر بہتان جو بالکل حرام اور سخت منع ہے۔ یہ سولہواں گناہ ہوا۔ باتوں کے درمیان میں ہر بیوی اس کوشش میں ہے کہ میری پوشاک اور زیور پر سب کی نظر پڑنا چاہئے۔ ہاتھ سے پاؤں سے زبان سے غرض تمام بدن سے اس کا اظہار ہوتا ہے۔ یہ صاف ریا ہے جس کا حرام ہونا قرآن اور حدیث میں صاف صاف آیا ہے۔ یہ سترہواں گناہ ہوا۔ اور جس طرح ہر بیوی دوسروں کو اپنا سامان فخر دکھلاتی ہے اسی طرح ہر ایک دوسروں کے کل حالات دیکھنے کی بھی کوشش کرتی ہے۔ پھر اگر کسی کو اپنے سے کم پایا تو اس کو حقیر و ذلیل اور اپنے کو بڑا سمجھا۔ بعض غرور پیٹی تو ایسی ہوتی ہیں کہ سیدھے منہ بات بھی نہیں کرتیں۔ یہ صریح تکبر اور سخت گناہ ہے۔ یہ اٹھارہواں گناہ ہوا۔ اور اگر دوسروں کو اپنے سے بڑھا ہوا دیکھا تو حسد اور ناشکری اور حرص اختیار کی۔ یہ انیسواں، بیسواں اور اکیسواں گناہ ہوا۔ اکثر اس طوفان اور بیہودہ مشغولی میں نمازیں اڑ جاتی ہیں۔ ورنہ وقت تو ضرور ہی تنگ ہو جاتا ہے۔ یہ بائیسواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر ایک دوسرے کو دیکھ کر یا ایک دوسرے سے سنکر یہ خرافات رسمیں بھی سیکھتی ہیں۔ گناہ کا سیکھنا، سکھانا دونوں گناہ ہیں۔ یہ تئیسواں گناہ ہوا۔ یہ بھی ایک دستور ہے کہ ایسے وقت سقہ جو پانی لاتا ہے اس سے پردہ کرنے کیلئے بند مکانوں میں نہیں جاتیں بلکہ اس کو حکم ہوتا ہے کہ تو منہ پر نقاب ڈال کر چلا آ اور کسی کو دیکھنا مت۔ اب آگے اس کا دین وایمان جانے۔ چاہے کنکھیوں سے تمام مجمع کو دیکھ لے تو بھی کسی کو کچھ غیرت اور حیا نہیں اور ایسا ہوتا بھی ہے۔ کیونکہ جو کپڑا وہ منہ پر ڈالتا ہے اس سے سب دکھائی دیتا ہے ورنہ سیدھا گھڑے مٹکے کے پاس جا کر پانی کیسے بھرتا ہے ایسی جگہ قصداً بیٹھے رہنا کہ نامحرم دیکھ سکے حرام ہے۔ یہ چوبیسواں گناہ ہوا۔ بعض بیویوں کے سیانے لڑکے دس دس بارہ بارہ برس کی عمر کے اندر گھسے چلے آتے ہیں اور مروت میں ان سے کچھ نہیں کہا جاتا۔ سامنے آنا پڑتا ہے، یہ پچیسواں گناہ ہوا۔ کیونکہ شریعت کے مقابلہ میں کسی کی مروت کرنا گناہ ہے اور جب لڑکا سیانا ہو جایا کرے تو اس سے پردہ کرنے کا حکم ہے۔ اب کھانے کے وقت اس قدر طوفان مچتا ہے کہ ایک ایک بیوی چار چار طفیلیوں کو ساتھ لاتی ہے اور ان کو خوب بھر دیتی ہیں اور گھر والے کے مال یا آبرو کی کچھ پرواہ نہیں کرتیں۔ یہ چھبیسواں گناہ ہوا۔ اب فراغت کرنے کے بعد گھر جانے کو ہوتی ہیں تو کہاروں کی آواز سنکر یاجوج ماجوج کی طرح دوڑتی ہیں کہ ایک پر دوسری اور دوسری پر تیسری، غرض سب دروازے پر جا پہنچتی ہیں کہ پہلے میں ہی سوار ہوں۔ اکثر اوقات کہار بھی ہٹنے نہیں پاتے اور اچھی طرح سے سامنا ہو جاتا ہے۔ یہ ستائیسواں گناہ ہوا۔ کبھی کبھی ایک ایک ڈولی پر دو دو لد گئیں اور کہاروں کو نہیں بتایا کہ ایک پیسہ نہیں اور تہ دینا پڑے۔ یہ اٹھائیسواں گناہ ہوا۔ پھر کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے تو بلا دلیل کسی کو تہمت لگانا بلکہ کبھی کبھی اس پر سختی کرنا، اکثر شادیوں میں ہوتا ہے۔ یہ انتیسواں گناہ ہوا۔

پھر اکثر تقریب والے گھر کے مرد بے احتیاطی اور جلدی میں اور بعض جھانکنے تانکنے کیلئے بالکل دروازے میں گھر کے روبرو آکر کھڑے ہوتے ہیں اور بہتوں پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر کسی نے منہ پھیر لیا۔ کوئی کسی کی آڑ میں ہوگئی۔ کسی نے ذرا سا سر نیچا کر لیا۔ بس یہ پردہ ہو گیا۔ اچھی خاصی سامنے بیٹھی رہتی ہیں۔ یہ تیسواں گناہ ہوا۔ پھر دولہا کی زیارت اور بارات کے تماشے کو دیکھنا فرض اور تبرک سمجھتی ہیں جس طرح عورت کو اپنا بدن غیر مردوں کو دکھلانا جائز نہیں اس طرح بلا ضرورت غیر مرد کو دیکھنا بھی منع ہے۔ یہ اکتیسواں گناہ ہوا۔ پھر گھر لوٹ آنے کے بعد کئی کئی روز تک آنے والی بیویوں میں اور تقریب والے کی کارروائیوں میں جو عیب نکالے جاتے ہیں اور کیڑے ڈالے جاتے ہیں یہ بتیسواں گناہ ہوا۔ اسی طرح کی اور بہت سی خرابیاں اور گناہ کی باتیں عورتوں کے جمع ہونے میں خود خیال کرو کہ جس میں اتنی بے انتہا خرابیاں ہوں وہ امر کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ اس لئے اس رسم کا بند کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

منگنی کی رسموں کا بیان: منگنی میں بھی طوفان بدتمیزی کی طرح بہت سی رسمیں کی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض ہم بیان کرتے ہیں۔ (۱) جب منگنی ہوتی ہے تو خط لیکر نائی آتا ہے تو لڑکی والے کی طرف سے شکرانہ بنا کر نائی کے آگے رکھا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی کہ فرض واجب چاہے ٹل جائے مگر یہ نہ ٹلے۔ ممکن ہے کہ کسی گھر میں اس وقت دال روٹی ہی ہو مگر جہاں سے بنے شکرانہ کرو، ورنہ منگنی ہی نہ ہوگی۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ** ایک خرابی تو یہ ہوئی۔ پھر اس بیہودہ بات کیلئے اگر سامان موجود نہ ہو تو قرض لینا پڑتا ہے۔ حالانکہ بغیر ضرورت کے قرض لینا منع ہے۔ حدیث شریف میں ایسے قرض لینے پر بڑی دھمکی آئی ہے۔ دوسرا گناہ یہ ہوا۔ (۲) وہ نائی کھانا کھا کر سو روپے یا جس قدر لڑکی والے نے دیئے ہوں خوان میں ڈال دیتا ہے۔ لڑکے والا اس میں سے ایک یا دو روپے اٹھا کر باقی پھیر دیتا ہے اور یہ روپے اپنے کمینوں کو تقسیم کر دیتا ہے۔ بھلا سوچنے کی بات ہے کہ جب ایک ہی دو روپے کا لینا دینا منظور ہے تو خواہ مخواہ سو روپے کو کیوں تکلیف دی۔ اور اس رسم کے پورا کرنے کے واسطے بعض وقت بلکہ اکثر سودی قرض لینا پڑتا ہے جس کیلئے حدیث شریف میں لعنت آئی ہے اور اگر قرض بھی نہ لیا تو بجز فخر اور اپنی بڑائی جتلانے کے اس میں کونسی عقلی مصلحت ہے۔ اور جب سب کو معلوم ہے کہ ایک دو روپیہ سے زیادہ نہ لیا جائیگا تو سو کیا ہزار روپے میں بھی کوئی بڑائی اور شان نہیں رہی۔ بڑائی تو جب ہوتی جب دیکھنے والے سمجھتے کہ تمام روپیہ نذر کر دیا۔ اب تو فقط مسخراپن اور بچوں کا سا کھیل ہی کھیل رہ گیا اور کچھ نہیں مگر لوگ کرتے ہیں اسی فخر اور شان و شوکت کیلئے۔ اور افسوس کہ بڑے بڑے عقلمند ہی جو اوروں کو عقل سکھلاتے ہیں وہ بھی اس خلاف عقل رسم میں مبتلا ہیں۔ غرض اس میں بھی اصل ایجاد کے اعتبار سے تو ریا کا گناہ ہے اور اب چونکہ محض لغو اور بیہودہ فعل ہو گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔ لہٰذا یہ بھی برا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے۔ غرض لایعنی اور لغو بات بھی حضرت محمد ﷺ کی مرضی کے خلاف ہے اور اگر سودی روپیہ لیا گیا تو اس کا گناہ ہونا تو سب ہی جانتے ہیں، غرض اتنی خرابیاں اس رسم میں بھی موجود ہیں۔ (۳) پھر لڑکی والا نائی

کو ایک جوڑا مع کچھ نقد روپے کے دیتا ہے اور یہاں بھی وہی دل لگی ہوتی ہے کہ دینا منظور ہے ایک دو اور دکھلائے جاتے ہیں سو۔ واقعی رواج بھی عجیب چیز ہے کہ کیسی ہی عقل کے خلاف کوئی بات ہو مگر عقلمند بھی اس کے کرنے میں نہیں شرماتے۔ اسکی خرابیاں ابھی بیان ہو چکیں۔ (۴) نائی کے لوٹنے سے پہلے سب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور ڈومنیاں گاتی ہیں۔ عورتوں کے جمع ہونے کی خرابیاں بیان ہو چکیں اور گانے کی خرابیاں بیاہ کی رسموں میں بیان ہوگی۔ غرض یہ بھی ناجائز ہے۔ (۵) جب نائی پہنچتا ہے اپنا جوڑا روپیوں سمیت گھر میں بھیج دیتا ہے وہ جوڑا تمام برادری میں گھر دکھلا کر نائی کو دے دیا جاتا ہے۔ خود غور کرو جہاں ہر ہر بات کے دکھلانے کی پخ لگی ہو کہاں تک نیت درست رہ سکتی ہے۔ یقیناً جوڑا بنانے کے وقت یہی نیت ہوتی ہے۔ ایسا بناؤ کہ کوئی نام نہ رکھے۔ غرض ریا بھی ہوئی اور لغو خرچ بھی۔ جس کا حرام ہونا قرآن و حدیث میں صاف صاف آ گیا ہے۔ اور مصیبت یہ ہے کہ بعض مرتبہ اس اہتمام پر بھی دیکھنے والوں کو پسند نہیں آتا۔ وہی مثل ہے چڑیا اپنی جان سے گئی کھانے والے کو مزہ نہ ملا۔ بعض غرور پیٹی اس میں خوب عیب نکالنے لگتی ہیں اور بدنام کرتی ہیں۔ غرض ریا، فضول خرچی، غیبت سبھی کچھ اس رسم کی بدولت ہوتا ہے۔ (۶) کچھ عرصے کے بعد لڑکی والے کی طرف سے کچھ مٹھائی، انگوٹھی اور رومال اور کسی قدر روپے جس کو نشانی کہتے ہیں بھیجے جاتے ہیں اور یہ روپیہ بطور نیوتہ کے جمع کر کے بھیجا جاتا ہے یہاں بھی ریا اور بیہودہ اور لغو خرچ کی علت موجود ہے اور نیوتے کی خرابیاں اوپر آ چکیں۔ (۷) جو نائی اور کہار یہ مٹھائی لیکر آتے ہیں نائی کو جوڑا اور کہاروں کو پگڑیاں اور کچھ نقد دیکر رخصت کر دیا جاتا ہے۔ اس مٹھائی کو کنبہ کی بڑی بوڑھی عورتیں برادری میں گھر گھر تقسیم کرتی ہیں اور اسی کے گھر کھاتی ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ ان کہاروں کی کچھ مزدوری نہیں مقرر کی جاتی نہ اس کا لحاظ ہوتا ہے کہ یہ خوشی سے جاتے ہیں یا ان پر جبر ہو رہا ہے۔ اکثر اوقات وہ لوگ اپنے کسی کاروبار یا اپنی بیماری یا کسی رشتہ دار یا بیوی بچے کی بیماری کا عذر پیش کرتے ہیں مگر یہ بھیجنے والے اگر کچھ قابو دار ہوئے تو خود ورنہ کسی دوسرے قابو دار بھائی سے جوتے لگوا کر خوب کندی کرا کے جبراً قہراً بھیجتے ہیں اور اس موقع پر کیا اکثر ان لوگوں سے جبراً کام لیا جاتا ہے جو بالکل گناہ اور ظلم ہے اور ظلم کا وبال دنیا میں بھی اکثر پڑتا ہے اور آخرت کا گناہ ہے ہی۔ پھر مزدوری کا نہ طے کرنا یہ دوسری بات خلاف شرع ہوئی یہ ان کی روانگی کے پھل پھول ہیں اور تقسیم کرنے میں ریا کا ہونا کس کو معلوم نہیں۔ پھر تقسیم میں اتنی مشغولی ہوتی ہے کہ اکثر بانٹنے والیوں کی نمازیں اڑ جاتی ہیں اور وقت کا تنگ ہو جانا تو ضروری بات ہے۔ ایک بات خلاف شرع یہ ہوئی جن کے گھر حصے جاتے ہیں ان کے نخرے بات بات پر حصہ پھیر دینا الگ اٹھانا پڑتا ہے بلکہ قبول کرنا بھی اس رسم ریائی کو رونق دینا اور رواج ڈالتا ہے اس لئے شرع سے یہ بھی ٹھیک نہیں۔ غرض ان سب خرافات کو چھوڑ دینا واجب ہے۔ پس ایک پوسٹ کارڈ یا زبانی گفتگو سے پیغام نکاح ادا ہو سکتا ہے۔ جانب ثانی اپنے طور پر ضروری باتوں کی تحقیق کر کے ایک پوسٹ کارڈ سے یا فقط زبانی وعدہ کر لے، لیجئے منگنی ہو گئی۔ اگر پکی پوری بات کرنے کیلئے یہ رسمیں برتی جاتی ہیں تو اول تو کسی مصلحت کیلئے گناہ کرنا درست نہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ

باوجود ان فضولیات کے بھی جہاں مرضی نہیں ہوتی جواب دے دیتے ہیں۔ کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔ (۸) بعض جگہ منگنی کے وقت یہ رسوم ہوتی ہیں کہ سسرال والے چند لوگ آتے ہیں اور دلہن کی گود بھری جاتی ہے جسکی صورت یہ ہے کہ لڑکے کا سرپرست اندر بلایا جاتا ہے وہ دلہن کی گود میں میوہ اور پیڑے اور بتاشے وغیرہ رکھتا ہے اور ہاتھ پر ایک روپیہ روپ کا رکھتا ہے۔ اس کے بعد اب لڑکی والے ان کو اس کا بدلہ اور جتنی توفیق ہوا تنے روپے دیتے ہیں۔ اس میں بھی کئی برائیاں ہیں۔ ایک تو اجنبی مرد کو گھر میں بلانا اور اس سے گود بھروانا اگر چہ پردہ کی آڑ سے ہو، لیکن پھر بھی برا ہے۔ دوسرے گود بھرنے میں وہی شگون جو شرعاً ناجائز ہے۔ تیسرے ناریل کے سڑے ہوئے یا اچھا نکلنے سے لڑکی کی برائی یا بھلائی کی فال لیتی ہیں اس کا شرک اور قبیح ہونا بیان ہو چکا ہے۔ چوتھے اس میں اس قدر پابندی جس کا برا ہونا تم سمجھ چکی ہو اور شہرت اور ناموری بھی ضرور ہے۔ غرضیکہ کوئی رسم ایسی نہیں جس میں گناہ نہ ہوتا ہو۔

بیاہ کی رسموں کا بیان: سب سے بڑی تقریب جس میں خوب دل کھول کر حوصلے نکالے جاتے ہیں اور بے انتہا رسمیں ادا کی جاتی ہیں وہ یہی شادی کی تقریب ہے جس کو واقعی میں بربادی کہنا لائق ہے اور بربادی بھی کیسی دین کی بھی اور دنیا کی بھی۔ اس میں جو رسمیں کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔ (۱) سب سے پہلے برادری کے مرد جمع ہو کر لڑکی والے کی طرف سے تعین تاریخ کا خط لکھ کر نائی کو دیکر رخصت کرتے ہیں۔ یہ رسم ایسی ضروری ہے کہ چاہے برسات ہو، راستہ میں ندی نالے پڑتے ہوں جس میں نائی صاحب کے بالکل ہی رخصت ہو جانے کا احتمال ہو۔ غرض کچھ بھی ہو مگر یہ ممکن نہیں کہ ڈاک کے خط پر کفایت کریں۔ یا نائی سے زیادہ کوئی معتبر آدمی جاتا ہو اس کے ہاتھ بھیج دیں۔ شریعت نے جس چیز کو ضروری نہیں ٹھہرایا اس کو اس قدر ضروری سمجھنا کہ شریعت کے ضروری بتلائے ہوئے کاموں سے زیادہ اس کا اہتمام کرنا خود انصاف کرو کہ شریعت کا مقابلہ ہے یا نہیں۔ اور جب مقابلہ ہے تو چھوڑ دینا واجب ہے یا نہیں۔ اسی طرح مردوں کے اجتماع کا ضروری ہونا اس میں بھی یہی خرابی ہے۔ اگر کہو کہ مشورے کیلئے جمع ہوتے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے۔ وہ بیچارے تو خود پوچھتے ہیں کہ کونسی تاریخ لکھیں جو پہلے سے گھر میں خاص مشورہ کیلئے مقرر کر چکے ہیں وہی بتلا دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ لکھ دیتے ہیں اگر مشورہ ہی کرنا ہے، جس طرح اور کاموں میں مشورہ ہوتا ہے کہ ایک دو عقلمند لوگوں سے رائے لے لی بس کفایت ہوئی۔ گھر گھر کے آدمیوں کو بٹورنا کیا ضرور پھر اکثر لوگ جو نہیں آ سکتے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو اپنی جگہ بھیج دیتے ہیں۔ بھلا وہ مشورے میں کیا تیر چلائیں گے کچھ بھی نہیں۔ یہ سب من سمجھوتیاں ہیں۔ سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ صاحب یوں ہی رواج چلا آتا ہے۔ بس اسی رواج کی برائی اور اس کے چھوڑنے کا واجب ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ غرض اس رسم کے سب اجزاء خلاف شرع ہیں۔ پھر اس میں یہ بھی ایک ضروری بات ہے کہ سرخ ہی خط ہو اور اس پر گوٹا بھی لپٹا ہو۔ یہ بھی اسی بے حد پابندی کے اندر داخل ہے جس کی برائی اور خلاف شرع ہونا اوپر کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے۔ (۲) گھر میں برادری کنبے کی عورتیں جمع ہو کر لڑکی کو ایک کونے میں قید کر دیتی ہیں جس کو مائیوں بٹھلانا اور مانجھے بٹھلانا کہتے ہیں۔ اس کے آداب یہ ہیں کہ اس کو چوکی پر بٹھلا کر اس کے داہنے ہاتھ پر

کچھ بٹنا رکھتی ہیں اور گود میں کچھ کھیل بتاشے بھرتی ہیں اور کچھ کھیل بتاشے حاضرین میں تقسیم ہوتے ہیں اور اسی تاریخ سے برابر لڑکی کے بٹنا ملا جاتا ہے اور بہت سی پینڈیاں برادری میں تقسیم ہوتی ہیں۔ یہ رسم بھی چند خرافات باتیں ملا کر بنائی گئی ہے۔ اول اس کے علیحدہ بٹھانے کو ضروری سمجھنا خواہ گرمی ہو یا حبس ہو۔ دنیا بھر کے حکیم طبیب بھی کہیں اس کو کوئی بیماری ہو جائے گی۔ کچھ ہی ہو مگر یہ فرض قضا نہ ہونے پائے اس میں بھی وہی بے حد پابندی کے برائی موجود ہے۔ اور اگر اس کے بیمار ہونے کا اندیشہ ہو تو دوسرا گناہ ایک مسلمان کو ضرر پہنچانے کا ہو گا۔ جس میں ماشاء اللہ ساری برادری بھی شریک ہے۔ دوسرے بلاضرورت چوکی پر بٹھلانا اسکی کیا ضرورت ہے۔ کیا فرض پر اگر بٹنا ملا جائے گا تو بدن میں صفائی نہ آئے گی۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی جس کا خلاف شرع ہونا کئی دفعہ معلوم ہو چکا ہے۔ تیسرے داہنے ہاتھ پر بٹنا رکھنا اور گود میں کھیل بتاشے بھرنا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ٹوٹکا اور شگون ہے اگر ایسا ہے تب تو شرک ہے اور شرک کا خلاف شرع ہونا کون مسلمان نہیں جانتا ورنہ وہی پابندی تو ضرور ہے اسی طرح کھیل بتاشوں کی تقسیم کی پابندی، یہ سب بے حد پابندی ریا اور افتخار ہے جیسا کہ ظاہر ہے۔ چوتھے عورتوں کا جمع ہونا ان سارے فسادوں کی جڑ ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا ہے۔ بعض جگہ یہ بھی قید ہے کہ سات سہاگنوں کا جمع ہو کر اس کے ہاتھ پر بٹنا رکھتی ہیں۔ یہ ایک شگون ہے جس کا شرک ہونا اوپر ن چکی ہو۔ اگر بدن کی صفائی اور نرمی کی مصلحت سے بٹنا ملا جائے تو اس کا مضائقہ نہیں۔ مگر معمولی طور سے بلا قید کسی رسم کے مل دو۔ بس فراغت ہوئی۔ اس کا اس قدر طومار کیوں باندھا جائے۔ بعض عورتیں اس رسم کی پیچ میں کچھ وجہیں تراشتی ہیں۔ بعض یہ کہتی ہیں کہ سسرال جا کر کچھ دن لڑکی کو سر جھکائے ایک ہی جگہ بیٹھنا ہو گا اس لئے عادت ڈالنے کی مصلحت سے مانجھے بٹھلاتے ہیں کہ وہاں زیادہ تکلیف نہ ہو، اور بعض صاحبہ یہ فرماتی ہیں کہ بٹنا ملنے سے بدن صاف اور خوشبودار رہتا ہے۔ اس لئے ادھر ادھر نکلنے میں کچھ آسیب کے خلل ہونے کا ڈر ہے۔ یہ سب شیطانی خیالات اور من سمجھوتیاں ہیں۔ اگر صرف یہی بات ہے تو برادری کی عورتوں کا جمع ہونا، ہاتھ پر بٹنا رکھنا گود بھرنا وغیرہ اور خرافات کیوں ہوتی ہیں۔ اتنا مطلب تو بغیر ان بکھیڑوں کے بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہاں جا کر بالکل مردہ ہو کر رہنا بھی تو برا ہے جیسا آگے آتا ہے۔ لہٰذا اسکی مدد اور برقرار رکھنے کے واسطے جو کام کیا جائے وہ بھی ناجائز ہو گا اور یہ نہ بھی سہی تو ہم کہتے ہیں کہ آدمی پر جیسی پڑتی ہے سب جھیل لیتا ہے۔ خود سمجھو کہ پہلے گھر بھر میں چلتی پھرتی تھی اب دفعتاً ایک کونے میں کیسے بیٹھ گئی۔ ایسے ہی وہاں بھی دو ایک دن بیٹھ لے گی بلکہ وہاں تو دو ایک دن کی مصیبت ہے اور یہاں تو دس دس بارہ بارہ دن کی قید کی مصیبت ڈالی جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر آسیب کے ڈر سے نہیں نکلنے پاتی تو بہت سے بہت صحن میں اور کوٹھے پر نہ جانے دو۔ یہ کیا کہ ایک ہی کونے میں پڑی گھٹا کرے۔ کھانے پینے کیلئے بھی وہاں سے نہ ٹلے۔ اس لئے یہ سب من گھڑت بہانے اور واہیات باتیں ہیں۔ (۳) جب نائی خط لیکر دولہا کے گھر گیا تو وہاں برادری کی عورتیں جمع ہو کر دو خوان شکرانے کے بناتی ہیں جس میں ایک نائی کا ہوتا ہے اور دوسرا ڈومنیوں کا۔ نائی کا خوان باہر بھیجا جاتا ہے اور ساری برادری کے مرد جمع ہو کر نائی کو شکرانہ کھلاتے ہیں۔ یعنی اس کھاتے کا منہ تکا کرتے ہیں اور ڈومنیاں دروازے میں بیٹھ کر

گالیاں گاتی ہیں۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی کی برائی۔ دوسری خرابی اس میں یہ ہے کہ ڈومنیوں کو گانے کی اجرت دینا حرام ہے پھر گانا بھی گالیاں جو خود گناہ ہیں اور حدیث شریف میں اس کو منافق ہونے کی نشانی فرمایا ہے یہ تیسرا گناہ ہوا جس میں سب سننے والے شریک ہیں۔ کیونکہ جو شخص گناہ کے مجمع میں شریک ہو وہ بھی گنہگار ہوتا ہے۔ چوتھے مردوں کے اجتماع کو ضروری سمجھنا جو بے حد پابندی میں داخل ہے۔ معلوم نہیں نائی کے شکرانہ کھانے میں اتنے بزرگوں کو کیا مدد کرنا پڑتی ہے۔ پانچویں عورتوں کا جمع ہونا جس کا گناہ معلوم ہو چکا۔ (۴) نائی شکرانہ کھا کر مطابق ہدایت اپنے آقا کے ایک یا دو روپے خوان میں ڈال دیتا ہے اور یہ روپے دولہا کے نائی اور ڈومنیوں میں آدھوں آدھ تقسیم ہوتے ہیں دوسرا خوان شکرانے کی بجنسہ ڈومنیاں اپنے گھر لیجاتی ہیں۔ پھر برادری کی عورتوں کیلئے شکرانہ بنا کر تقسیم کیا جاتا ہے اس میں بھی وہی شہرت اور ریا و بیحد پابندی موجود ہے۔ اس لئے بالکل شرع کے خلاف ہے۔ (۵) صبح کو برادری کے مرد جمع ہو کر خط کا جواب لکھتے ہیں اور ایک جوڑا نائی کو نہایت عمدہ بیش قیمت مع ایک بڑی رقم یعنی سو یا دو سو روپے کے دیتے ہیں۔ وہی مسخراپن جو اول ہوا تھا وہ یہاں بھی ہوتا ہے کہ دکھلائے جاتے ہیں سو، اور لئے جاتے ہیں ایک دو۔ پھر اس ریا اور لایعنی حرکت کے علاوہ بعض وقت اس رقم کے پورا کرنے کیلئے سودی قرض کی ضرورت پڑنا یہ جدا گناہ ہے۔ جس کا ذکر اچھی طرح اوپر آ چکا ہے۔ (۶) اب نائی رخصت ہو کر دلہن والوں کے گھر پہنچتا ہے۔ وہاں برادری کی عورتیں پہلے سے جمع ہوتی ہیں۔ نائی اپنا جوڑا گھر میں دکھلانے کیلئے دیتا ہے اور پھر ساری برادری میں گھر گھر دکھلایا جاتا ہے۔ اس میں وہی عورتوں کی جمعیت اور جوڑا دکھانے میں ریا و نمود کی خرابی ظاہر ہے۔ (۷) اس تاریخ سے دولہا کے بٹنا ملا جاتا ہے اور شادی کی تاریخ تک کنبے کی عورتیں جمع ہو کر دولہا کے گھر بری کی تیاری اور دلہن کے گھر جہیز کی تیاری کرتی ہیں اور اس درمیان میں جو مہمان دونوں میں سے کسی کے گھر آتے ہیں اگر چہ ان کو بلایا نہ ہو، ان کے آنے کا کرایہ دیا جاتا ہے اس میں وہی عورتوں کی جمعیت اور بے حد پابندی تو ہے ہی اور کرایہ کا اپنے پاس سے دینا خواہ دل چاہے یا نہ چاہے محض نمود اور شان و شوکت کیلئے یہ اور طرہ اسی طرح آنے والوں کا یہ سمجھنا کہ یہ ان کے ذمہ واجب ہے، یہ ایک قسم کا جبر ہے۔ ریا اور جبر دونوں کا خلاف شرع ہونا ظاہر ہے۔ اور اس سے بڑھ کر قصہ بری اور جہیز کا ہے جو شادی کے بڑے بھاری رکن ہیں۔ اور ہر چند یہ دونوں امر اصل میں جائز بلکہ بہتر و مستحسن تھے کیونکہ بری یا ساچق حقیقت میں دولہا یا دولہا والوں کی طرف سے دلہن یا دلہن والوں کو ہدیہ ہے اور جہیز حقیقت میں اپنی اولاد کے ساتھ سلوک و احسان ہے۔ مگر جس طور سے اس کا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہو گئی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اب نہ ہدیہ مقصود رہا ہے نہ سلوک و احسان، محض ناموری اور شہرت اور پابندی رسم کی نیت سے کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بری اور جہیز دونوں کا اعلان ہوتا ہے۔ یعنی دکھلا کر شہرت دے کر دیتے ہیں۔ بری بھی بڑی دھوم دھام اور تکلف سے دی جاتی ہے اور اس کی چیزیں بھی خاص مقرر ہیں۔ برتن بھی خاص طرح کے ضروری سمجھے جاتے ہیں۔ اس کا عام طور پر نظارہ بھی ہوتا ہے۔ موقع بھی معین ہوتا ہے۔ اگر ہدیہ مقصود ہوتا تو معمولی طور پر جب میسر آتا اور جو میسر آتا بلا پابندی کسی رسم کے اور بلا اعلان کے محض محبت سے بھیج دیا کرتے۔ اسی طرح

جہیز کا اسباب بھی خاص خاص مقرر ہے کہ فلاں فلاں چیز ضرور ہو اور تمام برادری اور بعض جگہ صرف اپنا کنبہ اور گھر والے اس کو دیکھیں اور دن بھی وہی خاص ہو۔ اگر صلہ رحمی یعنی سلوک واحسان مقصود ہوتا تو معمولی طور پر جو میسر آتا دے دیتے۔ اسی طرح ہدیہ اور صلہ رحمی کیلئے کوئی شخص قرض کا بار نہیں اٹھاتا لیکن ان دونوں رسموں کے پورا کرنے کو اکثر اوقات قرضدار بھی ہوتے ہیں۔ گو سود ہی دینا پڑے اور گو حویلی اور باغ فروخت یا گروی ہو جائے۔ بس اس میں بھی وہی شہرت ونمائش اور فضول خرچی وغیرہ سب خرابیاں موجود ہیں اس لئے یہ بھی ناجائز باتوں میں شامل ہو گیا۔ (۸) برات سے ایک دن قبل دولہا والوں کا نائی مہندی لیکر اور دلہن والوں کا نائی نوشہ کا جوڑا لیکر اپنے اپنے مقام سے چلتے ہیں اور یہ منڈھے کا دن کہلاتا ہے۔ دولہا کے یہاں اس تاریخ پر برادری کی عورتیں جمع ہو کر دلہن کا جوڑا تیار کرتی ہیں اور ان کو سلائی میں کھیلیں اور بتاشے دیئے جاتے ہیں اور تمام کمینوں کو ایک ایک کام پر ایک ایک پروت دیا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی بے جا پابندی اور عورتوں کی جمعیت ہے جس سے بیشمار خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ (۹) جوڑا لانے والے نائی کو جوڑا پہنچانے کے وقت کچھ انعام دیتے ہیں اور پھر یہ جوڑا نائن لیکر ساری برادری میں گھر گھر دکھلاتی پھرتی ہے اور اس رات کو برادری کی عورتیں جمع ہو کر کھانا کھاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جوڑا دکھلانے کا منشاء بجز ریا کے اور کچھ بھی نہیں اور عورتوں کے جمع ہونے کے برکات معلوم ہی ہو چکے۔ غرض اس موقع پر بھی گناہوں کا خوب اجتماع ہوتا ہے۔ (۱۰) صبح تڑکے دولہا کو غسل دیکر شاہانہ جوڑا پہناتے ہیں اور پرانا جوڑا مع جوتے کے حجام کو دیا جاتا ہے اور چوٹی سہرے کا حق کمینوں کو دیا جاتا ہے۔ اکثر اس جوڑے میں خلاف شرع لباس بھی ہوتا ہے اور سہرا چونکہ کافروں کی رسم ہے اس لئے اس حق کا نام چوٹی سہرے سے مقرر کرنا بیشک برا اور کافروں کی رسم کی موافقت ہے اس لئے یہ بھی خلاف شرع ہوا۔ (۱۱) اب نوشہ کو گھر میں بلا کر چوکی پر کھڑا کر کے دھیانیاں سہرا باندھ کر اپنا حق لیتی ہیں اور کنبے کی عورتیں کچھ ٹکے نوشہ کے سر پر پھیر کر کمینوں کو دیتی ہیں۔ نوشہ کے گھر میں جانے کے وقت بالکل احتیاط نہیں رہتی۔ بڑے بڑے گہرے پردے والیاں بناؤ سنگھار کئے ہوئے اس کے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو اس کے شرم کا وقت ہے یہ کسی کو نہ دیکھے گا۔ بھلا یہ غضب کی بات ہے یا نہیں۔ اول یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ نہ دیکھے گا۔ مختلف طبیعت کے لڑکے ہوتے ہیں جس میں آج کل تو اکثر شریر ہی ہیں۔ پھر اگر اس نے نہ دیکھا تو تم کیوں اس کو دیکھ رہی ہو۔ حدیث شریف میں ہے لعنت کرے اللہ دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھے اس پر بھی غرض اس موقع پر دولہا اور عورتیں سب گناہ میں مبتلا ہوتی ہیں۔ پھر سہرا باندھنا یہ دوسری بات خلاف شرع ہوئی کیونکہ یہ کافروں کی رسم ہے۔ حدیث شریف میں ہے جو مشابہت کرے کسی قسم کے ساتھ وہ انہی میں سے ہے۔ پھر لڑ جھگڑ کر اپنا حق لینا۔ وہ تو ویسے بھی کسی پر جبر کرنا حرام ہے۔ خاص کر ایک گناہ کر کے اس پر کچھ لینا بالکل گند در گند ہے اور نوشہ کے سر پر سے پیسوں کا اتارنا یہ بھی ایک ٹوٹکا ہے جس کی نسبت حدیث شریف میں ہے کہ ٹوٹکا شرک ہے۔ غرض یہ بھی سر سے سر تک خلاف شرع باتوں کا مجموعہ ہے۔ (۱۲) اب برات روانہ ہوتی ہے، یہ برات بھی شادی کا بہت بڑا رکن سمجھا جاتا ہے اور اس کیلئے کبھی دولہا والے کبھی دلہن والے بڑے اصرار اور تکرار کرتے ہیں۔ غرض اصلی اس میں محض

ناموری وتفاخر ہے اور کچھ نہیں عجب نہیں کہ کسی وقت جبکہ راہوں میں امن نہ تھا اکثر قزاقوں اور ڈاکوؤں سے دو چار ہونا پڑتا تھا۔ دولہا، دلہن اور اسباب زیور وغیرہ کی حفاظت کیلئے اس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی۔ اسی وجہ سے گھر پیچھے ایک ایک آدمی ضرور جاتا تھا۔ مگر اب نہ تو وہ ضرورت باقی رہی نہ کوئی مصلحت، صرف افتخار واشتہار باقی رہ گیا ہے، پھر اکثر اس میں ایسا کرتے ہیں کہ بلائے پچاس اور جا پہنچے سو۔ اول تو بے بلائے اس طرح کسی کے گھر جانا حرام ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص دعوت میں بے بلائے جائے وہ گیا تو چور ہو کر اور وہاں سے نکلا لٹیرا ہو کر۔ یعنی ایسا گناہ ہوتا ہے جیسے چوری اور لوٹ مار کا۔ پھر دوسرے شخص کی اس میں بے آبروئی بھی ہو جاتی ہے کسی کو رسوا کرنا یہ دوسرا گناہ ہے۔ پھر ان باتوں کی وجہ سے اکثر جانبین سے ایسی ضدا ضدی اور بے لطفی ہوتی ہے کہ عمر بھر اس کا اثر دلوں میں باقی رہتا ہے۔ چونکہ نا اتفاقی حرام ہے اس لئے جن باتوں سے نا اتفاقی پڑے وہ بھی حرام ہونگی۔ اس لئے یہ فضول رسم ہرگز جائز نہیں۔ راہ میں جو گاڑی بانوں پر جہالت سوار ہوتی ہے اور گاڑیوں کو بے سدھ بلا ضرورت بھگانا شروع کر دیتے ہیں اس میں سینکڑوں خطرناک واردات ہو جاتی ہیں ظاہر ہے کہ ایسے خطرے میں پھنسنا بلا ضرورت کسی طرح جائز نہیں۔ (۱۳) دولہا اس شہر کے کسی مشہور متبرک مزار پر جا کر کچھ نقد چڑھا کر برات میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس میں جو عقیدہ جاہلوں کا ہے وہ یقینی شرک تک پہنچا ہوا ہے۔ اگر کوئی سمجھدار اس برے عقیدے سے پاک بھی ہو تب بھی اس سے چونکہ جاہلوں کے فعل کو قوت اور رواج ہوتا ہے اس لئے سب کو بچنا چاہئے۔ (۱۴) مہندی لانے والے نائی کو اتنی مقدار انعام دیا جاتا ہے جس سے دولہا والا اس خرچ کا اندازہ کر لیتا ہے جو کمینوں کو دینا پڑے گا۔ یعنی کمینوں کا خرچ اس انعام سے آٹھ حصہ زیادہ ہوتا ہے یہ بھی زبردستی کا جرمانہ ہے کہ پہلے ہی خبر کر دی کہ ہم تم سے اتنا روپیہ دلوا دینگے چونکہ اس طرح جبراً دلوانا حرام ہے لہٰذا اس کا یہ ذریعہ بھی اسی حکم میں ہے۔ کیونکہ گناہ کا قصد بھی گناہ ہے۔ (۱۵) کچھ مہندی دلہن کے لگائی جاتی ہے اور باقی تقسیم ہو جاتی ہے۔ یہ دونوں باتیں بھی بے حد پابندی میں داخل ہیں کیونکہ اس کے خلاف کو عیب سمجھتی ہیں اس لئے یہ بھی شرع کی حد سے آگے بڑھنا ہے۔ (۱۶) برات کے آنے کے دن دلہن کے گھر عورتیں جمع ہوتی ہیں۔ اس مجمع کی قباحتیں ونحوستیں اوپر معلوم ہو چکیں۔ (۱۷) ہر کام پر پروت یعنی نیگ تقسیم ہوتے ہیں مثلاً نائی نے دیگ کیلئے چولہا کھود کر پروت مانگا تو اس کو ایک خوان میں اناج اس پر ایک بھیلی گڑ کی رکھ کر دیا جاتا ہے اسی طرح ہر ہر ذرا ذرا سے کام پر بھی جرمانہ خدمت گاروں کو دینا بہت اچھی بات ہے مگر اس ڈھونگ کی کون ضرورت ہے اس کا جو حق الخدمت سمجھو ایک دفعہ دیدو۔ اس بار بار دینے کی بنا بھی وہی شہرت ہے۔ علاوہ اس کے یہ دینا یا تو انعام ہے یا مزدوری اگر انعام واحسان ہے تو اس کو اس طرح زبردستی کر کے لینا حرام ہے اور جس کا لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے اور اگر اس کو مزدوری کہو تو مزدوری کا طے کرنا پہلے سے مقدار بتلا دینا ضروری ہے اس کے مجہول رکھنے سے اجارہ فاسد ہوتا ہے اور اجارہ فاسد بھی حرام ہے۔ (۱۸) برات پہنچنے پر گاڑیوں کو گھاس دانہ اور مانگے کی گاڑیوں کو گھی اور گڑ بھی دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر اکثر گاڑی بان ایسا طوفان برپا کرتے ہیں کہ گھر والا بے آبرو ہو جاتا ہے اور اس بے آبروئی کا سبب وہی برات لانے والا ہوا۔ ظاہر ہے کہ بری بات کا سبب بننا بھی برا ہے۔

(۱۹) برات ایک جگہ ٹھہرتی ہے دونوں طرف کی برادری کے سامنے بری کھولی جاتی ہے۔ اب وقت آیا ریا وافتخار کے ظہور کا جو اصل مقصود ہے اور اسی سبب سے یہ رسم منع ہے۔ (۲۰) اس بری میں بعض چیزیں بہت ضروری ہیں۔ شاہانہ جوڑا، انگوٹھی، پاؤں کا زیور، سہاگ پڑا عطر، تیل، مسّی، سرمہ دانی، کنگھی، پان، کھلیں اور باقی غیر ضروری جس قدر جوڑے بری میں ہوتے ہیں اتنی ہی منکیاں ہوتی ہیں۔ ان سب مہملات کا بے حد پابندی میں داخل ہونا ظاہر ہے جس کا خلاف شرع ہونا کئی مرتبہ بیان ہو چکا اور اب ریا و نمود تو سب رسموں کی جان ہے اس کو تو کہنے کی حاجت ہی کیا ہے۔ (۲۱) اس بری کو لیجانے کے واسطے دلہن کی طرف سے کمین خوان لیکر آتے ہیں اور ایک ایک آدمی ایک ایک چیز سر پر لیجاتا ہے۔ دیکھو اس ریا کا اور اچھی طرح ظہور ہوا۔ اگر چہ وہ ایک ہی آدمی کے لیجانے کا بوجھ ہو مگر لیجائے اس کو ایک قافلہ تاکہ دور تک سلسلہ معلوم ہو۔ یہ کھلا ہوا مکر اور شیخی بگھارنا ہے۔ (۲۲) کنبے کے تمام مرد بری کے ساتھ جاتے ہیں اور بری زنانے مکان میں پہنچا دی جاتی ہے۔ اس موقع پر اکثر بے احتیاطی ہوتی ہے کہ مرد بھی گھر میں چلے جاتے ہیں اور عورتوں کا بے حجاب سامنا ہوتا ہے نہیں معلوم اس روز تمام گناہ اور بے غیرتی کس طرح حلال اور تمیز داری ہو جاتی ہے۔ (۲۳) اس بری میں سے شاہانہ جوڑا اور بعض چیزیں رکھ کر باقی سب چیزیں پھیر دی جاتی ہیں جس کو دولہا بجنسہ صندوق میں رکھ لیتا ہے۔ جب واپس لینا تھا تو خواہ مخواہ بھیجنے کی کیوں تکلیف کی۔ پس وہی نمود و شہرت، پھر واپس آنا یقینی ہے تب تو عقلمندوں کے نزدیک کوئی شان و شوکت کی بات بھی نہیں۔ شاید کسی کی مانگ لایا ہو۔ پھر گھر آکر واپس کر دیگا اور اکثر ایسا ہوتا بھی ہے۔ غرض تمام لغویات شرع کے بھی خلاف اور عقل کے بھی خلاف پھر بھی لوگ اس پر غش ہیں۔ (۲۴) بری کے خوان میں دلہن والوں کی طرف سے ایک یا سوا روپیہ ڈالا جاتا ہے جس کو بری کی چنگیر کہتے ہیں اور وہ دولہا کے نائی کا حق ہوتا ہے۔ اس کے بعد ایک ڈومنی ایک ڈوری لیکر دولہا کے پاس جاتی ہے اور ایک بلکا انعام دو آنے، چار آنے دیا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور انعام کا زبردستی لینا اور معلوم نہیں کہ ڈومنی صاحبہ کا کیا استحقاق ہے اور یہ ڈوری کیا واہیات ہے۔ (۲۵) برات والے نکاح کیلئے گھر بلائے جاتے ہیں۔ خیر غنیمت ہے خطا معاف تو ہوئی۔ ان خرافات میں اکثر اس قدر دیر لگتی ہے کہ اکثر تو تمام رات اسکی نذر ہو جاتی ہے۔ پھر بدخوابی سے کوئی بیمار ہو گیا۔ کسی کو بدہضمی ہو گئی۔ کوئی نیند کے غلبہ میں ایسا سویا کہ صبح کی نماز ندارد ہو گئی۔ ایک رونا ہو تو رویا جائے یہاں تو سر سے پاؤں تک نور ہی نور بھرا ہے۔ اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں۔ (۲۶) سب سے پہلے سقہ پانی لیکر آتا ہے اس کو سوا روپیہ بیر گھڑی کے نام سے دیا جاتا ہے۔ اگر چہ دل چاہے نہ چاہے مگر زکوٰۃ سے بڑھ کر فرض ہے کیسے نہ دیا جائے۔ غضب ہے اول تو انعام میں جبر جو محض حرام ہے اور جبر کے یہی معنی نہیں کہ لاٹھی ڈنڈا مار کر کسی سے کچھ لے لیا جائے بلکہ یہ بھی جبر ہے کہ اگر نہ دینگے تو بدنام ہونگے۔ پھر لینے والے خوب مانگ مانگ کر جھگڑ جھگڑ کر لیتے ہیں اور وہ بیچارے اپنے ننگ و ناموس کیلئے دیتے ہیں یہ سب جبر حرام ہے پھر یہ بیر گھڑی تو ہندووانہ لفظ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کافروں سے یہ رسم سیکھی ہے۔ یہ دوسری ظلمت ہوئی۔ (۲۷) اس کے بعد ڈوم شربت گھولنے کے واسطے آتا ہے جس کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے اور شکر شربت کی دلہن کے یہاں سے آتی ہے یہاں بھی

ہی انعام میں زبردستی کی علت لگی ہوئی ہے۔ پھر یہ ڈوم صاحب کس مصرف کے ہیں۔ بیشک شربت گھولنے کیلئے بہت ہی موزوں ومناسب ہیں کیونکہ باجا بجاتے بجاتے ہاتھوں میں سرور کا مادہ پیدا ہو گیا ہے تو شربت پینے والوں کو زیادہ سرور ہوگا۔ پھر طرہ یہ کہ کیسی ہی سردی پڑتی ہو، چاہے زکام ہو جائے مگر شربت ضرور پلایا جائے۔ اس بے عقلی کی بھی کوئی حد ہے۔ (۲۸) پھر قاضی صاحب کو بلا کر نکاح پڑھواتے ہیں۔ بس یہ ایک بات ہے جو تمام خرافات میں اچھی اور شریعت کے موافق ہے۔ مگر اس میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر جگہ حضرات قاضی صاحبان نکاح کے مسائل سے محض ناواقف ہوتے ہیں کہ بعض جگہ یقیناً نکاح بھی درست نہیں ہوتا۔ تمام عمر بدکاری ہوا کرتی ہے اور بعض تو ایسے حریص اور لالچی ہیں کہ روپیہ سوا روپیہ کے لالچ سے جس طرح فرمائش کی جائے کر گزرتے ہیں۔ خواہ نکاح ہو یا نہ ہو۔ مردہ بہشت میں جائے چاہے دوزخ میں، اپنے حلوے مانڈے سے کام۔ اس لئے اس میں بہت اہتمام کرنا چاہئے کہ نکاح پڑھنے والا خود عالم ہو یا کسی عالم سے خوب تحقیق کر کے نکاح پڑھے اور بعض جگہ نکاح کے قبل دولہا کو گھر میں بلا کر دلہن کا ہاتھ پردے سے نکال کر اس کی ہتھیلی پر کچھ تل وغیرہ رکھ کر دولہا کو کھلاتے ہیں خیال کرنا چاہئے کہ ابھی نکاح نہیں ہوا اور لڑکی کا ہاتھ دولہا کے سامنے بلاضرورت کر دیا۔ کتنی بڑی بے حیائی ہے۔ اللہ بچائے۔ (۲۹) اس کے بعد اگر دولہا والے چھوہارے لے گئے ہوں تو وہ لٹا دیتے ہیں یا تقسیم کر دیتے ہیں۔ ورنہ وہی شربت خواہ سردی ہو یا گرمی اس شربت میں علاوہ بے حد پابندی کے بیمار ڈالنے کا سامان کرنا ہے جیسا کہ بعض فصلوں میں واقع ہوتا ہے۔ یہ کہاں جائز ہے۔ (۳۰) اب دلہن کی طرف کا نائی ہاتھ دھلاتا ہے اس کو سوا روپیہ ہاتھ دھلائی دیا جاتا ہے۔ یہ دینا اصل میں انعام واحسان ہے مگر اب اس کو دینے والے اور لینے والے حق واجب اور نیگ سمجھتے ہیں اس طرح سے دینا لینا حرام ہے کیونکہ احسان میں زبردستی کرنا حرام ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا اور اگر اسے خدمت گزاری کا حق کہو تو خدمت گزار تو دلہن والوں کا ہے ان کے ذمہ ہونا چاہئے۔ دولہا والوں سے کیا واسطہ، یہ تو مہمان ہیں۔ علاوہ خلاف شرع ہونے کے خلاف عقل بھی کس قدر ہے کہ مہمانوں سے اپنے نوکروں کی تنخواہ ومزدوری دلائی جائے۔ (۳۱) دولہا کیلئے گھر سے شکرانہ بن کر آتا ہے جو خالی رکابیوں میں سب براتیوں کو تقسیم کیا جاتا ہے اس میں بے حد پابندی کے علاوہ عقیدے کی بھی خرابی ہے یعنی اگر شکرانہ نہ بنایا جائے تو نامبارکی کا باعث سمجھتی ہیں بلکہ اکثر رسول میں یہی عقیدہ ہے۔ یہ خود شرک کی بات ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بدشگونی اور نامبارکی کی کچھ اصل نہیں۔ شریعت جس کو بے اصل بتلائے اور لوگ اس پر پل بنا کر کھڑا کر دیں۔ یہ شریعت کا مقابلہ ہے یا نہیں۔ (۳۲) اس کے بعد سب براتی کھانا کھا کر چلے جاتے ہیں لڑکی والے کے گھر سے توشہ کیلئے پلنگ سجا کر بھیجا جاتا ہے اور کیسے اچھے وقت بھیجا جاتا ہے جب تمام رات زمین پر پڑے پڑے چور ہو سکے۔ اب مرہم آیا ہے۔ واقعی حقدار تو ابھی ہوا اس سے پہلے تو اجنبی اور غیر تھا بھلے مانسوا اگر وہ داماد نہ تھا تو بلایا ہوا مہمان تو تھا۔ آخر مہمان کی خاطر مدارات کا بھی شرع اور عقل میں حکم ہے یا نہیں۔ اور دوسرے براتی اب بھی فضول رہے۔ ان کی اب بھی کسی نے بات نہ پوچھی۔ صاحبو وہ بھی تو مہمان ہیں۔ (۳۳) پلنگ لانے والے نائی کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے۔ بس یہ معلوم ہوا کہ چارپائی اس علت کیلئے

آئی تھی۔ استغفر اللہ اس میں بھی وہی انعام میں جبر ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ (۳۴) پچھلی رات کو ایک خوان میں شکرانہ بھیجا جاتا ہے اس کو برات کے سب لڑکے مل کر کھاتے ہیں۔ چاہے ان کمبختی ماروں کو بدہضمی ہو جائے مگر شادی والوں کو اپنی رسمیں پوری کرنے سے کام۔ پہلے جہاں شکرانہ بنانے کا ذکر آیا ہے وہاں بیان ہو چکا ہے کہ یہ بھی خلاف شرع ہے۔ (۳۵) اس خوان لانے والے نائی کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے۔ کیوں نہ دیا جائے ان نائی صاحب کے بزرگوں نے اس بیچارے براتی کے باپ دادا کو قرض روپیہ دے رکھا تھا وہ بیچارہ اس کو ادا کر رہا ہے ورنہ اس کے باپ دادا جنت میں جانے سے اٹکے رہیں گے لا حول و لا قوۃ الا باللہ ۔(۳۶) صبح کو برات کے بھنگی دلہن والوں کے گھر دف بجاتے ہیں۔ یہ دف برات کے ساتھ آتی تھی اور دف اصل میں جائز بھی تھی مگر اس میں شریعت نے یہ مصلحت رکھی ہے کہ اس سے نکاح کی خوب شہرت ہو جائے۔ لیکن اب یقینی بات ہے کہ شان و شوکت دکھانے اور تفاخر کیلئے بجائی جاتی ہے اس لئے ناجائز اور موقوف کرنے کے قابل ہے اعلان اور شہرت کے اور بھی ہزاروں طریقے ہیں اور اب تو ہر کام میں مجمع ہوتا ہے۔ خود ہی ساری بستی میں چرچا ہو جاتا ہے۔ بس یہی شہرت کافی ہے اور اگر دف کے ساتھ شہنائی بھی ہو تو کسی حال میں جائز نہیں۔ حدیث شریف میں صاف برائی اور ممانعت آئی ہے۔ (۳۷) دلہن والوں کی طرف کا بھنگی برات کے گھوڑوں کی لید اٹھاتا ہے اور دونوں طرف کے بھنگیوں کو لید اٹھائی اور صفائی کا نیگ برابر ملتا ہے بھلا اس ٹھہرے بدلائی سے کیا فائدہ، دونوں کو جب برابر ملتا ہے تو اپنے اپنے کمینوں کو دے دیا ہوتا خواہ مخواہ دوسرے سے دلا کر جبراً گناہ لازم کرایا۔ (۳۸) دلہن والوں کی ڈومنی دولہن کو پان کھلانے کے واسطے آتی ہے اور دستور کے موافق اپنا پروت لیکر جاتی ہے۔ اس کو بھی انعام دینا پڑتا ہے۔ بیچارے کو آج ہی لوٹ لو، کچھ بچا کر لیجانے نہ پائے بلکہ قرض دار ہو کر جائے یہاں بھی اس جبر کو یاد کر لو۔ (۳۹) اس کے بعد نائن دلہن کا سر گوندھ کر کے کنگھی کو ایک کٹورے میں رکھ کر لے جاتی ہے اور اس کو سر بندھائی اور پوڑے پسائی کے نام سے کچھ دیا جاتا ہے۔ کیوں نہ دیا جائے یہ بیچارہ سب کا قرض دار بھی ہے یہاں بھی وہی جبر ہے۔ (۴۰) اس کے بعد کمینوں کے انعام کی فرد دلہن والوں کی طرف سے تیار ہو کر دولہا والوں کو دی جاتی ہے۔ وہ خواہ اس کو تقسیم کر دے یا یک مشت دلہن والوں کو دیدے اس میں بھی وہی جبر لازم آتا ہے جس کا حرام ہونا کئی بار بیان ہو چکا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں صاحب یہ لوگ ایسے ہی موقع کی امید پر عمر بھر خدمت کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جسکی خدمت کی ہے اس سے خدمت کا بدلہ بھی لینا چاہئے یہ کیا لغو حرکت ہے کہ خدمت کریں ان کی اور بدلہ دے وہ۔ (۴۱) نوشہ گھر میں بلایا جاتا ہے اور اس وقت پوری بے پردگی ہوتی ہے۔ اور بعض باتیں بے حیائی کی اس سے پوچھی جاتی ہیں جس کا گناہ اور بے غیرتی ہونا ظاہر ہے۔ بیان کی حاجت نہیں بعض جگہ دولہا سے فرمائشیں ہوتی ہیں کہ دلہن سے کہے کہ میں تمہارا غلام ہوں اور تم شیر ہو میں بھیڑ ہوں۔ الٰہی توبہ۔ اللہ تعالیٰ خاوند کو سردار فرمائیں اور یہ اس کو غلام اور تابعدار بنائیں۔ بتلاؤ قرآن کے خلاف یہ رسم ہے یا نہیں۔ (۴۲) اگر بہت غیرت سے کام لیا گیا تو اس کا رومال گھر میں منگایا جاتا ہے اور اس وقت سلامی کا روپیہ جو نیوتے میں آتا ہے جمع کر کے دولہا کو دیا جاتا ہے۔ اس نیوتے کا گناہ ہونا اوپر بیان ہو چکا۔ (۴۳)

اس سے ڈومنی اور نائن کا حق بقدر آٹھ آنے نکالا جاتا ہے۔ اللہ میاں کی زکوٰۃ کا چالیسواں حصہ اتنا فرض نہیں۔ کھیت کا دسواں حصہ واجب نہیں مگر ان کا حصہ نکالنا سب فرضوں سے بڑھ کر فرض ہے۔ یہ بے حد پابندی کس قدر لغو ہے۔ پھر یہ کہ نائن تو خدمتی بھی ہے۔ بھلا یہ ڈومنی کس مصرف کی ہے جو ہر جگہ اس کا ساجھا اور حق رکھا ہوا ہے بقول شخصے بیاہ میں بیچ کا لیکھا شاید گانے بجانے کا حق الخدمت ہوگا۔ سو جب گانا بجانا حرام ہے جیسا کہ پہلے باب میں بیان ہو چکا ہے تو اس پر کچھ مزدوری اور انعام دینا دلانا کس طرح جائز ہوگا۔ اور مزدوری بھی کس طرح کی کہ گھر والا تو اس لئے دیتا ہے کہ اس نے بلایا اس کے یہاں تقریب ہے۔ بھلا یہ آنے والے کی کیا کمبختی کہ اس سے بھی جبراً وصول کیا جاتا ہے اور جو نہ دے اسکی ذلت وتحقیر اور اس پر طعن وملامت کی جاتی ہے۔ پس ایسے گانے اور ایسے حق کو کیونکر حرام نہ کہا جائے گا۔ گانے بجانے میں بعضوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ بیاہ شادی میں گیت درست ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ اب جو خرابیاں اس میں مل گئی ہیں ان سے درست نہیں رہا۔ وہ خرابیاں یہ ہیں کہ ڈومنیاں اسے گاتی ہیں۔ ہمارے مذہب میں یہ منع ہے اور ان کی آواز غیر مردوں کے کان میں پہنچتی ہے نامحرم کو ایسی آواز سنانا بھی گناہ ہے اور اکثر ڈومنیاں جوان بھی ہوتی ہیں ان کی آواز سے اور بھی خرابی کا ڈر ہے۔ کیونکہ سننے والوں کا دل پاک نہیں رہے گا۔ گانا سننے سے اور ناپاکی بڑھ جاتی ہے۔ کہیں کہیں ڈھولک بھی ہوتی ہے۔ یہ کھلا ہوا گناہ بھی ہے۔ پھر زیادہ رات اسی دھندے میں گزرتی ہے۔ صبح کی نمازیں اکثر قضا ہو جاتی ہیں۔ مضمون بھی بعض دفعہ خلاف شرع ہوتا ہے۔ ایسا گانا گوانا کب درست ہوگا۔ (۴۴) کھانے سے فراغت کے بعد جہیز کی تمام چیزیں مجمع عام میں لائی جاتی ہیں اور ایک ایک چیز سب کو دکھلائی جاتی ہے اور زیور کی فہرست سب کو سنائی جاتی ہے۔ خود کہو کہ پوری پوری ریا ونمائش ہے یا نہیں۔ علاوہ اس کے زنانے کپڑوں کا مردوں کو دکھلانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے اور بعض لوگ اپنے نزدیک بڑی دینداری کرتے ہیں۔ جہیز دکھلاتے نہیں۔ مقفل صندوق اور اسباب کی فہرست دیدیتے ہیں لیکن اس میں بھی دکھلاوا ضرور ہے۔ براتی وغیرہ صندوق لاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ بعض فہرست بھی مانگ کر پڑھنے لگتے ہیں۔ دوسرے دولہا کے گھر جو مہمان جمع ہیں انہیں کھول کر بھی دکھایا جاتا ہے۔ اس کا بچاؤ تو یہی ہے کہ جہیز ہمراہ نہ بھیجا جائے۔ پھر اطمینان کے وقت سب چیزیں اپنی لڑکی کو دکھلا کر سپرد کر دی جائیں وہ جب چاہے لیجائے چاہے ایک دفعہ کر کے چاہے کئی دفعہ کر کے۔ (۴۵) سوا روپیہ کمینوں کا نیگ جہیز کے خوان میں ڈالا جاتا ہے وہی انعام میں زبردستی یہاں بھی یاد کرلو۔ (۴۶) اب لڑکی کے رخصت ہونے کا دن آیا۔ میانہ پالکی دروازے میں رکھ کر دلہن کے باپ بھائی وغیرہ اس کے سر پر ہاتھ دھرنے کو گھر میں بلائے جاتے ہیں اس وقت بھی اکثر مردوں، عورتوں کا آمنا سامنا ہو جاتا ہے جس کا برا ہونا ظاہر ہے۔ (۴۷) پھر لڑکی کو رخصت کر کے ڈولے میں بٹھاتے ہیں اور عقل کے خلاف سب میں رونا پیٹنا مچتا ہے۔ ممکن ہے کہ بعض کو جدائی کا قلق ہو مگر اکثر تو رسم ہی پورا کرنے کو روتی ہیں کہ کوئی یوں کہے گا کہ ان پر لڑکی بھاری تھی۔ اس کو دفع کر کے خوش ہوئے اور یہ جھوٹا رونا ناحق فریب ہے جو کہ عقل وشرع دونوں کے خلاف اور گناہ ہے۔ (۴۸) بعض جگہ دولہا کو حکم ہوتا ہے کہ دولہن کو گود میں لیکر ڈولے میں رکھ دے۔ ان کی یہ فرمائش سب کے روبرو پوری کی جاتی ہے۔ اگر دولہا

کمزور ہو تو بہنیں وغیرہ سہارا لگاتی ہیں اس میں علاوہ بے غیرتی اور بے حیائی کے اکثر عورتوں کا بالکل سامنا ہو جاتا ہے کیونکہ یہی تماشا دیکھنے کیلئے تو یہ فرمائش ہوئی تھی پھر کبھی دلہن زیادہ بھاری ہوئی نہ سنبھل سکی تو چھوٹ پڑتی ہے اور چوٹ لگتی ہے اس لئے یہ بھی ناجائز ہے۔ (۴۹) دلہن کے دوپٹے کے ایک پلو میں کچھ نقد، دوسرے میں ہلدی کی گرہ، تیسرے میں جائفل، چوتھے میں چاول اور گھاس کی پتی باندھتی ہیں۔ یہ شگون اور ٹوٹکا ہے جو علاوہ خلاف عقل ہونے کے شرک کی بات ہے۔ (۵۰) اور ڈولے میں مٹھائی کی چنگیر رکھ دیتی ہیں جس کے خرچ کا موقع آگے چل کر معلوم ہوگا اسی سے اس کا بیہودہ اور منع ہونا بھی ظاہر ہو جائے گا۔ (۵۱) اول ڈولا دلہن کی طرف سے کہار اٹھاتے ہیں اور دولہا والے اس پر سے بکھیر شروع کرتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی اثر شگونی بھی سمجھتے ہیں کہ اس کے سر سے آفتیں اتر گئیں تب تو عقیدہ کی خرابی ہے ورنہ نام ونمود، شہرت کی نیت ہونا ظاہر ہے غرض ہر حال میں برا ہے۔ پھر لینے والے اس بکھیر کے بھنگی ہوتے ہیں جس سے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ صدقہ خیرات کرنا مقصود ہے ورنہ غریبوں محتاجوں کو دیتے۔ پس یہ ایک طرح کا فضول و بیجا خرچ بھی ہے کہ مستحقین کو چھوڑ کر غیر مستحقین کو دیا۔ پھر اس میں بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے۔ کسی کے بھیڑ کی وجہ سے اور کسی کو خود روپیہ پیسہ لگ جاتا ہے۔ یہ خرابی الگ رہی۔ (۵۲) اس بکھیر میں ایک مٹھی ان کہاروں کو دی جاتی ہے اور وہ سب کمینوں کا حق ہوتا ہے اور وہی جبر کا ناجائز ہونا یہاں بھی یاد کرلو۔ (۵۳) جب بکھیر کرتے ہوئے شہر سے باہر پہنچتے ہیں تو یہ کہار ڈولا کسی باغ میں رکھ کر اپنا نیگ سوا روپیہ لیکر چلے جاتے ہیں۔ وہی انعام لینے میں زبردستی یہاں بھی ہے۔ (۵۴) اور دلہن کے عزیز واقارب جو اس وقت تک ڈولے کے ساتھ ہوتے ہیں رخصت کر کے چلے جاتے ہیں اور وہاں پر وہ چنگیر مٹھائی کی نکال کر براتیوں میں بھاگ دوڑ چھینا جھپٹی شروع ہوتی ہے اس میں علاوہ اسی بے حد پابندی کے اکثر بے احتیاطی ہوتی ہے کہ اجنبی مرد ڈولے میں اندھادھند ہاتھ ڈال کر وہ چنگیر لے لیتے ہیں۔ اسکی پرواہ نہیں کہ پردہ کھل جائیگا۔ نائن یا دلہن کو ہاتھ لگ جائیگا اور بعض غیرت مند دولہا یا دلہن کے رشتہ دار اس پر جوش میں آکر برا بھلا کہتے ہیں جس میں بعض اوقات بات بہت بڑھ جاتی ہے مگر اس منحوس رسم کو کوئی نہیں چھوڑتا۔ تمام تکا فضیحتی منظور، مگر اس کا ترک کرنا منظور نہیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون (۵۵) راستہ میں جو اول ندی ملتی ہے تو کہار لوگ اس ندی پر پہنچ کر ڈولا رکھ دیتے ہیں کہ ہمارا حق دو، تب ہم پار جائیں اور یہ حق کم سے کم ایک روپیہ ہوتا ہے جس کو دریا اترائی کہتے ہیں۔ یہ وہی انعام میں زبردستی ہے۔ (۵۶) جب مکان پر ڈولا پہنچتا ہے تو کہار ڈولا نہیں رکھتے جب تک سوا روپیہ ان کو انعام نہ دیا جائے اگر یہ انعام ہے تو یہ جبر کیسا اور اگر مزدوری ہے تو مزدوری کی طرح ہونا چاہئے کہ جب کسی کے پاس ہوا دیدیا۔ اس کا وقت مقرر کر کے مجبور کرنا بجز رسم ادا کرنے کے اور کچھ نہیں جس کو بے حد پابندی کہنا چاہئے۔ (۵۷) بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ دولہا کا کوئی رشتہ دار لڑکا اگر ڈولا روک لیتا ہے کہ جب تک ہمارا حق نہ ملے ڈولے کو گھر میں نہ جانے دینگے اس کو بھی اسی بے حد پابندی میں داخل سمجھو۔ (۵۷) ڈولا آنے سے پہلے ہی بیچ صحن میں تھوڑی جگہ لیپ رکھتی ہیں اور اس میں آٹے سے گھروندے کی طرح بنا دیتی ہیں۔ ڈولا اول اول وہیں رکھا جاتا ہے دلہن کا انگوٹھا اس میں ٹکا لیتی ہیں تب اندر

لیجاتی ہیں۔ اس میں علاوہ بے حد پابندی کے سراسر شگون بھرا ہوا ہے اور کافروں کی موافقت پھر اناج کی بے قدری، اس لئے یہ بھی ناجائز ہے۔ (۵۹) جب کہار ڈولا رکھ کر چلے جاتے ہیں تو دھیانیاں بہو کو ڈولے میں سے نہیں اتارنے دیتیں جب تک ان کو ان کا حق نہ دیدیا جائے بلکہ اکثر دروازہ بند کر لیتی ہیں جس کے یہ معنی ہوئے کہ جب تک ہم کو فیس یا جرمانہ نہ دیا جائے تب تک ہم دلہن کو گھر میں نہ گھسنے دینگے۔ یہ بھی انعام میں زبردستی ہے۔ (۶۰) اس کے بعد نوشہ کو بلا کر ڈولے کے پاس کھڑا کیا جاتا ہے اسکی نہایت پابندی ہے اور ایک قسم کا شگون ہے جس میں عقیدے کی خرابی معلوم ہوتی ہے اور اکثر اس وقت پردہ دار عورتیں بھی بے تمیزی سے سامنے آ کھڑی ہوتی ہیں۔ (۶۱) عورتیں صندل اور مہندی پیس کر لیجاتی ہیں اور دلہن کے داہنے پاؤں اور کوکھ کو ایک ٹیکہ لگاتی ہیں۔ یہ کھلا ہوا ٹوٹکا اور شرک ہے۔ (۶۲) تیل اور ماش صدقہ کر کے بھنگن کو دیا جاتا ہے اور میانے کے چاروں پایوں پر تیل چھڑکا جاتا ہے وہی عقیدے کی خرابی کا روگ اس لغو حرکت کا بھی منشا ہے۔ (۶۳) اور اس وقت ایک بکرا گڈریئے سے منگا کر نوشہ اور دولہن کے اوپر سے صدقہ کر کے اسی گڈریئے کو مع کچھ نیگ کے جس کی مقدار دو آنے یا چار آنے قیمت ہے دیا جاتا ہے۔ دیکھو یہ کیا لغو حرکت ہے۔ اگر بکرا خریدا ہے تو اسکی قیمت کہاں دی اگر یہ ہی ہے تو بھلا ویسے تو اتنے کو خرید لو، اور اگر خریدا نہیں تو وہ اس گڈریئے کی ملک ہے، تو یہ پرائے مال کا صدقہ کرنے کے کیا معنی۔ یہ تو وہی مثل ہے کہ حلوائی کی دوکان پر نانا جی کی فاتحہ پھر صدقہ کا مصرف گڈریا بہت موزوں ہے۔ غرض سرتاپا لغو حرکت ہے اور بالکل اصول شریعت کے خلاف ہے۔ (۶۴) اس کے بعد بہو کو اتار کر گھر میں لاتی ہیں اور ایک بوریئے پر قبلہ رخ بٹھاتی ہیں اور سات سہاگنیں مل کر تھوڑی تھوڑی کھیر بہو کے داہنے ہاتھ پر رکھتی ہیں پھر اس کھیر کو ان میں سے ایک سہاگن منہ سے چاٹ لیتی ہے۔ یہ رسم بالکل شگون اور فالوں سے مل کر بنی ہے جس کا منشاء عقیدے کی خرابی ہے اور قبلہ رخ ہونا بہت برکت کی بات ہے لیکن یہ مسئلہ بس ان ہی خرافات پر عمل کرنے کیلئے رہ گیا اور کبھی عمر بھر چاہے نماز کی بھی توفیق نہ ہوتی ہو اور جب اس کی پابندی فرض سے بڑھ کر ہونے لگے اور ایسا نہ کرنے کو بدشگونی سمجھا جائے تو یہ بھی شرع کی حد سے بڑھ جاتا ہے اس لئے یہ بھی جائز نہیں بعض جگہ یہاں بھی نوشہ گود میں لیکر دلہن کو اتارتا ہے۔ اس کی قباحتیں اوپر بیان ہو چکیں۔ (۶۵) یہ کھیر دو طباقوں میں اتاری جاتی ہے۔ ایک ان میں سے ڈومنی کو (شاباش ری ڈومنی تیرا تو سب جگہ ظہورا ہے) اور ایک نائن کو مع کچھ انعام کے جس کی مقدار کم سے کم پانچ ٹکے ہیں دیا جاتا ہے۔ یہ سب محض رسوم کی پابندی اور خرافات ہے۔ (۶۶) اس کے بعد ایک یا دو من کی کھیر برادری میں تقسیم کی جاتی ہے جس میں علاوہ پابندی کے بجز ریا و تفاخر اور کچھ نہیں۔ (۶۷) اس کے بعد بہو کا منہ کھولا جاتا ہے اور سب سے پہلے ساس یا سب سے بڑی عورت خاندان کی بہو کا منہ دیکھتی ہے اور کچھ منہ دکھلائی دیتی ہے جو ساتھ والی کے پاس جمع ہوتا رہتا ہے اسکی ایسی سخت پابندی ہے کہ جس کے پاس منہ دکھلائی نہ ہو وہ ہرگز ہرگز منہ نہیں دیکھ سکتی، کیونکہ لعنت ملامت کا اتنا بھاری بوجھ اس پر رکھا جائے جس کو کسی طرح اٹھا ہی نہ سکے۔ غرض اس کو واجبات سے قرار دیا ہے جو صاف شرعی حد سے بڑھ جاتا ہے پھر اس کی کوئی معقول وجہ نہیں سمجھ میں آتی کہ اس کے ذمہ منہ پر ہاتھ رکھنا بلکہ ہاتھوں پر منہ رکھنا یہ کیوں فرض کیا

گیا ہے اور فرض بھی ایسا کہ اگر کوئی نہ کرے تو تمام برادری میں بے حیا، بے شرم، بے غیرت مشہور ہو جائے بلکہ ایسا تعجب کریں کہ جیسے کوئی مسلمان کافر بن جائے۔ پھر خود ہی کہو کہ اس میں بھی شریعت کی حد سے باہر ہو جانا ہے یا نہیں۔ اس شرم میں اکثر بلکہ ساری دلہنیں نماز قضا کر ڈالتی ہیں۔ اگر ساتھ والی نے موقع پا کر پڑھوا دی تو خیر ورنہ عورتوں کے مذہب میں اس کو اجازت نہیں کہ خود اٹھ کر یا کسی سے کہہ سن کر نماز کا بندوبست کر لے اس کو ذرا ادھر ادھر ہلنا، بولنا، چالنا، کھانا، پینا اگر کھجلی بدن میں اٹھے تو کھجلانا، اگر جمائی یا انگڑائی کا غلبہ ہو تو جمائی یا انگڑائی لینا یا نیند آنے لگے تو لیٹ رہنا، پیشاب یا پاخانہ خطا ہونے لگے تو اسکی اطلاع تک کرنا بھی ان عورتوں کے مذہب میں حرام بلکہ کفر ہے۔ اسی خیال کی وجہ سے دلہن دو چار دن پہلے سے بالکل دانہ پانی چھوڑ دیتی ہے کہ کہیں پیشاب پاخانہ کی حاجت نہ ہو، جو سب میں بدنامی ہو جائے خدا جانے اس بیچاری نے کیا جرم کیا تھا جو ایسی سخت کال کوٹھری میں مظلومہ قید کی گئی۔ خود سوچو کہ اس میں بلاوجہ ایک مسلمان کو تکلیف دینا ہے یا نہیں۔ پھر کیونکر اجازت ہو سکتی ہے اور یاد رہے کہ نمازوں کے قضا ہونے کا گناہ اس کو تو ہوتا ہی ہے لیکن ان سب عورتوں کو بھی اتنا ہی گناہ ہوتا ہے جن کی بدولت یہ رسمیں قائم ہوئی ہیں۔ اس لئے ان سب خرافات کو موقوف کرنا چاہئے۔ اور بعض شہروں میں بیہودگی ہے کہ کنبے کے سارے مرد بھی دلہن کا منہ دیکھتے ہیں۔ ﴿استغفر اللّٰہ و نعوذ باللّٰہ﴾ (٦٨) یہ سب عورتیں منہ دیکھتی ہیں اس کے بعد کسی کا بچہ بہو کی گود میں بٹھاتی ہیں اور کچھ مٹھائی دیکر اٹھا لیتی ہیں۔ وہی خرافات اور شگون مگر کیا ہوتا ہے۔ اس پر بھی بعضوں کے تمام عمر اولاد نہیں ہوتی توبہ توبہ کیا برے خیالات ہیں۔ (٦٩) اس کے بعد بہو کو اٹھا کر چارپائی پر بٹھاتی ہیں پھر نائن دلہن کے دائیں پیر کے انگوٹھا دھوتی ہے اور وہ روپیہ یا اٹھنی وغیرہ جو بہو کے ایک پلّو میں بندھا ہوتا ہے انگوٹھا دھلائی میں نائن کو دیا جاتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی کوئی شگون ہے۔ (٧٠) بعد آنے دلہن کے شکرانے کے دو طباق ایک اس کیلئے دوسرا نائن کیلئے جو بہو کے ساتھ آتی ہے بنائے جاتے ہیں۔ اس وقت بھی وہی سہاگنیں مل کر کچھ دانے بہو کے منہ کو اس بیچاری کے للچانے کیلئے لگا کر آپس میں سب مل کر کھا لیتی ہیں (شاباش، شاباش) یہ سب شگون معلوم ہوتا ہے۔ (٧١) پھر دولہا والوں کی نائن دلہن والوں کی نائن کا ہاتھ دھلواتی ہے اور یہ نائن موافق تعلیم اپنے آقا کے کچھ نقد ہاتھ دھلوائی دیتی ہے اور کھانا شروع کر دیتی ہے۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور انعام میں جبر کی خرابی ہے۔ (٧٢) کھانا کھاتے وقت ڈومنیاں گانا گاتی ہیں (کم بختوں پر خدا کی مار) اور اس نائن سے نیگ لیتی ہیں۔ ماشاء اللہ گالیاں کی گالیاں کھاؤ اور اوپر سے انعام دو۔ اس جہالت کی بھی کوئی حد ہے۔ خدا کی پناہ۔ (٧٣) جب جہیز کھولا جاتا ہے تو ایک جوڑا ساتھ والی نائن کو دیا جاتا ہے اور ایک ایک جوڑا سب دھیانیاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں واہ کیا اچھی زبردستی ہے۔ مان نہ مان، میں تیرا مہمان۔ اگر کوئی کہے کہ یہ زبردستی نہیں اس کو تو سب مانتے ہوئے ہیں تو جواب یہ ہے کہ سب جانتی ہیں کہ نہ ماننے سے نکّو بنائی جائیں گی تو اس زبردستی کے ماننے کا کیا اعتبار ہے۔ زبردستی کا ماننا تو وہ بھی مان لیتا ہے جس کی چوری ہو جاتی ہے اور چپ ہو کر بیٹھ رہتا ہے یا کوئی ظالم مال چھین لیتا ہے اور یہ ڈر کے مارے نہیں بولتا۔ ایسے ماننے سے کسی کا مال حلال نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ جہیز میں جو

بٹوے اور کمر بند اور تلیدانیاں ہوتی ہیں اور وہ سب دھیانیاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں اور حصہ رسد بہو کو بھی دیتی ہیں۔ (۷۴) رات کا وقت تنہائی کیلئے ہوتا ہے جس میں بعض بے حیا عورتیں جھانکتی تاکتی ہیں اور موافق مضمون حدیث کے لعنت میں داخل ہوتی ہیں۔ (۷۵) صبح کو یہ بے حیائی ہوتی ہے کہ رات کا بستر چادر وغیرہ دیکھی جاتی ہے۔ اس سے بڑھ کر بعض جگہ یہ غضب ہے کہ تمام کنبے میں نائن کے ہاتھ پھرایا جاتا ہے کسی کا راز معلوم کرنا مطلقاً حرام ہے۔ خصوصاً ایسی حیا کی بات کی شہرت سب جانتے ہیں کہ کس قدر بے غیرتی کی بات ہے مگر افسوس ہے کہ عین وقت پر کسی کو ناگوار نہیں ہوتا، اللہ بچائے۔ (۷۶) عصر ومغرب کے درمیان بہو کا سر کھولا جاتا ہے اور اس وقت ڈومنیاں گاتی جاتی ہیں اور ان کو سوا روپیہ یا پانچ ٹکے مانگ بھرائی اور سر کھلائی کے نام سے دیئے جاتے ہیں اور اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور مزدوری دینے کی خرابی موجود ہے۔ (۷۷) بھو کے آنے سے اگلے دن اس کے عزیز و اقارب دو چار گاڑیاں اور مٹھائی وغیرہ لیکر آتے ہیں اس آمد کا نام چوتھی ہے اس میں بھی وہی بے حد پابندی کی علت لگی ہوئی ہے۔ علاوہ اس کے یہ رسم کافروں کی ہے اور کافروں کی موافقت منع ہے بہو کے بھائی وغیرہ گھر میں بلائے جاتے ہیں اور بہو کے پاس علیحدہ مکان میں بیٹھتے ہیں اکثر اوقات یہ لوگ شرعاً نامحرم بھی ہوتے ہیں مگر اس کی کچھ تمیز نہیں ہوتی کہ نامحرم کے پاس تنہا مکان میں بیٹھنا خصوصاً زیب وزینت کے ساتھ کس قدر گناہ اور بے غیرتی ہے اور وہ بہو کو کچھ نقد دیتے ہیں اور کچھ مٹھائی کھلاتے ہیں اور چوتھی کا جوڑا مع تیل وعطر اور کمینوں کے خرچ کے گھر میں بھیج دیتے ہیں اور یہ سب اسی بے حد پابندی میں داخل ہے۔ (۷۹) جب نائی ہاتھ دھلانے آتا ہے تو وہ اپنا نیگ جو زیادہ سے زیادہ سوا روپیہ اور کم سے کم چار آنے ہے لیکر ہاتھ دھلواتا ہے۔ اس فرضیت کا بھی کچھ ٹھکانا ہے۔ جتنے حقوق خدا کے اور بندوں کے ہیں سب میں توقف ہو جائیگا مگر اس من گھڑت حق میں جو سچ پوچھو تو ناحق ہے کیا مجال کہ ذرا فرق آجائے۔ بلکہ پیشگی وصول کیا جائے۔ پہلے اس کا قرض ادا کر دو تب کھانا نصیب ہو۔ استغفر اللہ۔ مہمانوں سے دام لیکر کھانا کھلانا یہ ان ہی عقل کے دشمنوں کا کام ہے۔ یہ بھی بے حد پابندی اور شرعی حد سے آگے بڑھنا اور انعام میں جبر کرنا ہے۔ (۸۰) کھانا کھانے کے وقت دُلہن والوں کی ڈومنیاں دروازے پر بیٹھ کر اور گالیاں گا کر اپنا نیگ لیتی ہیں۔ خدا تم کو سمجھے۔ ایسے ہی لینے والے اور ایسے ہی دینے والے۔ حاجت مندوں کو خوشامد اور دعاؤں پر پھوٹی کوڑی نہ دیں اور ان بدذاتوں کو گالیاں کھا کر روپے بخشیں۔ واہ رے رواج، تو بھی کیسا زبردست ہے۔ خدا تجھے ہمارے ملک سے غارت کرے۔ (۸۱) دوسرے روز چوتھی کا جوڑا پہنا کر مع اس مٹھائی کے جو بہو کے گھر سے آئی تھی۔ رخصت کرتے ہیں۔ ماشاء اللہ بھلا اس مٹھائی کے بھیجنے سے اور پھر واپس لیجانے سے کیا حاصل ہوا۔ شاید اس مبارک گھر سے مٹھائی میں برکت آجانے کیلئے بھیجی ہوگی۔ خیال تو کرو رسم کی پابندی میں عقل بھی جاتی رہتی ہے اور بیحد پابندی کا گناہ والزام الگ رہا۔ (۸۲) اور بہو کے ساتھ نوشہ بھی جاتا ہے اور رخصت کرتے وقت وہی چاروں چیزیں پلوؤں میں باندھی جاتی ہیں جو رخصت کے وقت وہاں سے باندھ کر آئی تھیں۔ یہ بھی خرافات اور شگون ہے۔ (۸۳) وہاں جا کر جب دُلہن اتاری جاتی ہے تو اس کا داہنا انگوٹھا وہاں کی نائن دھو کر وہ اٹھنی یا روپیہ جو بہو کے پلو میں بندھا ہوتا ہے

لے لیتی وہی شگون یہاں بھی ہے۔ (۸۴) جب دولہا گھر میں جاتا ہے تو سالیاں اس کا جوتا چھپا کر جوتا چھپائی کے نام سے کم سے کم ایک روپیہ لیتی ہیں۔ شاباش ایک تو چوری کریں اور الٹا انعام پائیں اول تو ایسی مہمل ہنسی کہ کسی کی چیز اٹھائی چھپادی۔ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے پھر یہ کہ ہنسی دل لگی کا خاصہ ہے اس سے بے تکلفی بڑھتی ہے اور اجنبی اور غیر مرد سے ایسا علاقہ اور ربط پیدا کرنا یہ خود شرع کے خلاف ہے پھر اس انعام کو حق لازمی سمجھنا یہ بھی زبردستی کر کے لینا اور شرعی حد سے نکل جانا ہے۔ بعض جگہ جوتا چھپائی کی رسم نہیں، مگر اس کا انعام باقی ہے کیا واہیات بات ہے۔ (۸۵) اس سے بدتر چوتھی کھیلنا ہے جو بعض شہروں میں رائج ہے۔ اس میں جس درجہ کی بے حیائی اور بے غیرتی ہوتی ہے اس کا کچھ پوچھنا نہیں پھر جن کی عورتیں اس چوتھی کھیلنے میں شریک ہوتی ہیں ان کے شوہر باوجود معلوم ہونے کے اس کا انتظام اور منع نہ کرنے کی وجہ سے دیوث بنتے ہیں اور کافروں کی مشابہت ہوتی ہے اور ان سب کے علاوہ بعض وقت ایسی ایسی چوٹیں لگ جاتی ہیں کہ آدمی تلملا جاتا ہے اس کا گناہ الگ۔ (۸۶) جب دولہا آتا ہے تو وہاں کا نائی اس کے داہنے پیر کا انگوٹھا دھو کر اپنا حق لیتا ہے جو ایک روپے کے قریب ہوتا ہے اور باقی کمینوں کا خرچ گھر میں دیتے ہیں۔ یہ سب شگون اور بے حد پابندی میں داخل ہے۔ ان سب موقعوں میں نائی کا حق سب سے زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہندوؤں کی رسم ہے ان کے رواج میں نائی کے اختیارات چونکہ بہت زیادہ ہیں اس لئے اس کی بڑی قدر رہے بے علم مسلمانوں نے اختیارات تو ان سے لے لئے مگر تنخواہ وہی رکھی جو اکثر جگہ محض ناحق کا لینا دینا ہے جہاں کوئی شرعی وجہ بھی نہیں ہوسکتی۔ (۸۷) اب کھانے کا وقت آیا تو نائی صاحب روٹھے بیٹھے ہیں۔ ہزاروں منتیں کرو، خوشامد کرو، مگر ان کا ہاتھ ہی نہیں اٹھتا کہ جب تک ہم کو نہ دو گے ہم کھانا نہ کھائیں گے، جب حق مل جائیگا تب کھائیں گے۔ سبحان اللہ کیا عقل کی بات ہے کہ کھاتے کا کھانا کھائیں اور اوپر سے دانت گھسائی مانگیں۔ اس طوفان بے تمیزی میں حیا شرم، عقل، تہذیب سب طاق پر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اس میں بھی احسان میں زبردستی کی اور دینے میں ریا و نمائش کی علت موجود، اس لئے یہ بھی ناجائز ہے (۸۸) دو چار دن کے بعد پھر دولہا والے دلہن کو لیجاتے ہیں اس کو بہوڑہ کہتے ہیں اور اس میں بھی وہی سب رسمیں ہوتی ہیں جو چوتھی میں ہوئی تھیں۔ جو برائیاں گناہ اس میں تھے وہی یہاں بھی سمجھ لو۔ (۸۹) اس کے بعد بہو کے میکے سے کچھ عورتیں اس کو لینے آتی ہیں اور اپنے ساتھ کھجوریں لاتی ہیں وہی بے حد پابندی۔ (۹۰) یہ کھجوریں ساری برادری میں تقسیم ہوتی ہیں وہی ریا و نمود۔ (۹۱) پھر جب یہاں سے رخصت ہوتی ہے تو نئی کھجوریں ساتھ کی جاتی ہیں۔ وہی بے حد پابندی۔ (۹۲) اور وہ باپ کے گھر جا کر برادری میں تقسیم ہوتی ہیں وہی فخر و ریا یہاں بھی ہے۔ (۹۳) اس کے بعد شب برات یا محرم ہو تو باپ کے گھر ہوگا۔ یہ پابندی کونسی آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ وجہ اسکی صرف جاہلیت کا ایک خیال ہے کہ محرم اور شب برات کو نعوذ باللہ نامبارک سمجھتی ہیں اس لئے دولہا کے گھر ہونا نامناسب جانتی ہیں۔ (۹۴) اور رمضان بھی وہیں ہوتا ہے۔ قریب عید سواری بھیج کر بہو کو بلاتی ہیں، غرض یہ کہ تہوار غم اور بھوک اور سوزش کے ہیں جیسے محرم کہ یہ غم و رنج کا زمانہ سمجھا جاتا ہے رمضان میں بھوک پیاس کا ہونا ظاہر ہے۔ شب برات کو عام لوگ جلتا بلتا کہتے ہیں۔ غرض یہ سب باپ کے حصے

ہیں اور عید جو خوشی کا تیوہار ہے وہ گھر ہونا چاہئے۔ ﴿لاحول ولا قوۃ الا باللّٰہ﴾ اور وہاں سے دو تین من جنس شلاً سوئیاں، آٹا، میوہ وغیرہ بھیجا جاتا ہے اور دولہا، دُلہن کو جوڑا مع کچھ نقدی گھی کے نام سے اور کچھ شیرینی دی جاتی ہے یہ ایسا ضروری فرض ہے کہ گو سودی قرض لینا پڑے مگر یہ قضا نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ یہ شرعی حد سے بڑھ جاتا ہے۔(۹۵) بعد نکاح کے سال دو سال تک بہو کی روانگی کے وقت کچھ مٹھائی اور کچھ نقد اور جوڑے وغیرہ دونوں لرف سے بہو کے ہمراہ کردیئے جاتے ہیں اور عزیزوں میں بھی خوب دعوتیں ہوتی ہیں۔ مگر وہی جرمانہ کی دعوت کہ بدنامی سے بچنے کو یا ناموری و سرخروئی حاصل کرنے کو سارا بکھیڑا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بدلے اور برابری کا ھی پورا لحاظ ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات خود شکایت و تقاضا کرکے دعوت کھاتے ہیں۔ غرض تھوڑے دنوں تک یہ آؤ ھگت کچی یا جھوٹی ہوتی رہتی ہے پھر اس کے بعد کوئی کسی کو نہیں پوچھتا۔ سب خوشیاں منانے والے اور جھوٹی اطرداری کرنیوالے الگ ہوئے۔ اب جو مصیبت پڑے بھگتو۔ کاش جس قدر روپیہ بیہودہ اڑایا ہے اگر ان دنوں کیلئے اس سے کوئی جائیداد خرید دی جاتی یا تجارت کا سلسلہ شروع کردیا جاتا تو کس قدر راحت ہوتی، ساری رابی ان رسوم کی پابندی سے ہے۔(۹۶) دونوں طرف کی شیرینی دونوں کی برادری میں تقسیم ہوجاتی ہے جس کا شاء وہی ریا ہے اور اگر وہ شیرینی سب کو نہ پہنچے تو اپنے گھر سے منگا کر ملاؤ۔ یہ بھی جرمانہ ہے۔(۹۷) بعض جگہ نگنا باندھنے کا بھی دستور ہے جو کافروں کی رسم ہونے کی وجہ سے منع ہے۔(۹۸) بعض جگہ آرسی مصحف کی بھی م ہے۔ اس میں بھی طرح طرح کی رسوائیاں اور فضیحتیاں ہیں جو بالکل خلاف شرع اور عقل ہیں۔(۹۹) ض جگہ آرائش و آتش بازی کا سامان ہوتا ہے جو سراسر افتخار اور مال کا بیہودہ اڑانا ہے۔ جس کے حرام ہونے میں وئی شبہ نہیں۔(۱۰۰) بعض جگہ ہندوستانی یا انگریزی باجے ہوتے ہیں ان کا حرام ہونا حدیث میں موجود ہے اور چھ ناچ بھی ہوتا ہے جس کا حرام ہونا پہلے باب میں بیان کردیا گیا ہے۔(۱۰۱) بعض تاریخوں اور مہینوں اور الوں کو مثلاً اٹھارہ سال کو منحوس سمجھتے ہیں اور اس میں شادی نہیں کرتے یہ اعتقاد بھی بالکل عقل اور شرع کے اف ہے۔(۱۰۲) بعض جگہ جہیز کے پلنگ میں چاندی کے پائے، چاندی کی سرمہ دانی، سلائی، کٹورے وغیرہ یئے جاتے ہیں۔ جن کا استعمال کرنا حرام ہے۔ حدیث شریف میں صاف صاف ممانعت آئی ہے لہٰذا اس کا دینا ی حرام ہے۔ کیونکہ ایک حرام بات میں مدد دینا اور اس کی موافقت کرنا ہے۔ یہ سب واقعے سو سے اوپر ہیں جن ں سے کسی میں ایک گناہ کسی میں دو، کسی میں چار پانچ اور بعض میں بتیس تک جمع ہیں۔ اگر ہر واقعہ پیچھے تین تین ناہ کا اوسط رکھو تو یہ شادی تین سو سے کچھ زائد گناہوں کا مجموعہ ہے جس نکاح میں تین سو سے زائد شرعی حکم کی لفت ہوتی ہو اس میں بھلا خیر و برکت کا کیا ذکر۔ غرض یہ سب واقعے ان گناہوں سے بھرے پڑے ہیں۔(۱) ، کا بیہودہ اڑانا۔(۲) بے حد ریا افتخار یعنی نمود اور شان۔(۳) بے حد پابندی۔(۴) کافروں کی مشابہت۔ ،) سودی قرض یا بے ضرورت قرض لینا۔(۶) انعام و اکرام و احسان کو زبردستی لے لینا۔(۷) بے پردگی۔ /) شرک و عقیدے کی خرابی۔(۹) نمازوں کا قضا ہوتا یا مکروہ وقت میں پڑھنا۔(۱۰) گناہوں میں مدد دینا۔) گناہ پر قائم و برقرار رہنا اور ان کو اچھا جاننا، جن کی مذمت قرآن و حدیث میں صاف صاف مذکور ہے، چنانچہ

کچھ تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بیہودہ مت اڑاؤ۔ بیشک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے بیہودہ اڑنے والوں کو اور دوسری جگہ فرمایا ہے بیہودہ اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ اور حدیث میں فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے جو شخص دکھانے کیلئے کوئی کام کرے، دکھائے گا اللہ تعالیٰ اس کو یعنی اسکی رسوائی کو، اور جو شخص سنانے کیلئے کوئی کام کرے، سنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب قیامت کے روز۔ قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدوں سے آگے نہ بڑھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شے شرع میں ضروری نہیں اس کو ضروری سمجھنا اور اسکی بیحد پابندی کرنا برا ہے کیونکہ اس میں خدائی حدود سے آگے بڑھنا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ لعنت فرمائی رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے اور سود دینے والے کو اور فرمایا ہے کہ گناہ میں دونوں برابر ہیں اور قرض لینے کے بارے میں بھی حدیثوں میں بہت دھمکیاں اور ممانعت آئی ہے اس لئے بے ضرورت وہ بھی گناہ ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ کسی شخص کا مال حلال نہیں ہے بغیر اسکی خوشدلی کے۔ اس سے معلوم ہوا کہ کسی قسم کی زبردستی کر کے مجبور کر کے دباؤ ڈال کر لینا حرام ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ دیکھنے والیوں کو اور جس کی طرف دیکھا جائے۔ اس سے بے پردگی کی برائی اور اس کا حرام ہونا ثابت ہوا کہ دیکھنے والے پر بھی لعنت ہے اور جو سامنے آجائے احتیاط سے پردہ نہ کرے اس پر بھی لعنت ہے اور مرد کا غیر عورت کو دیکھنا اور عورت کا غیر مرد کو دیکھنا دونوں گناہ ہیں۔ شرک کی برائی کون نہیں جانتا اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب ؓ کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے۔ بجز نماز کے دیکھو اس سے نماز قضا کرنے کی کتنی برائی نکلی کہ آدمی کا ایمان ہی صحیح اور ٹھیک نہیں رہتا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کی مدد مت کرو گناہ اور ظلم میں اور حدیث میں ہے کہ جب نیکی کرنے سے تیرا جی خوش ہوا اور برے کام کرنے سے جی برا ہوا، پس تو مومن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کو اچھا جاننا اور اس پر قائم و برقرار رہنا، ایمان کا ویران کرنے والا ہے۔ اور حدیث شریف میں خاص کر ان رسوم جہالت کے بارے میں بہت سخت دھمکیاں آئی ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب سے زیادہ بغض اللہ تعالیٰ کو تین شخصوں کے ساتھ ہے ان میں سے ایک یہ بھی فرمایا کہ جو شخص اسلام میں آکر جاہلیت کی رسمیں برتنا چاہے اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ہیں۔ ہم زیادہ بیان نہیں کرتے پس مسلمان پر فرض وواجب اور ایمان و عقل کی بات یہ ہے کہ ان رسموں کی برائی جب عقل اور شرع سے معلوم ہوگئی تو ہمت کر کے سب کو خیر باد کہے اور نام و بدنامی پر نظر نہ کرے بلکہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زیادہ عزت و نیک نامی ہوتی ہے اور ان رسوم کی موقوفی کے دو طریقے ہیں۔ ایک یہ کہ سب برادری متفق ہو کر یہ سب بکھیڑے موقوف کردیں۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی اس کا ساتھ نہ دے تو خود ہی شروع کردے۔ دیکھا دیکھی اور لوگ بھی ایسا کرنے لگیں گے۔ کیونکہ ان خرافات سے سب کو تکلیف ہے اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں عام اثر پھیل جائیگا اور ابتدا کرنے کا ثواب قیامت تک ملتا رہے گا۔ مرنے کے بعد بھی ملے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب جس کو گنجائش ہو وہ کرے، جس کو نہ ہو وہ نہ کرے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو گنجائش والوں کو بھی گناہ کرنا جائز نہیں۔ جب ان رسموں کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا پھر گنجائش سے

اجازت کب ہوسکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب گنجائش والے کرینگے تو ان کی برادری کیلئے غریب آدمی بھی اپنی حفظ وآبرو کیلئے ضرور کرینگے۔ اس لئے ضروری انتظام کی بات یہی ہے کہ سب ہی چھوڑ دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ رسوم موقوف ہو جائیں پھر میل ملاپ کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو میل ملاپ کی مصلحت سے گناہ کی بات کی اجازت کسی طرح جائز نہیں ہوسکتی۔ پھر یہ میل ملاپ اس پر موقوف نہیں۔ بلا پابندی رسوم ایک دوسرے کے گھر جائے یا اس کو بلائے۔ اس کو کھلائے پلائے، کچھ امداد وسلوک کرے۔ جیسا یار دوستوں میں راہ ورسم جاری ہے، تو کیا یہ ممکن نہیں، بلکہ اب تو ان رسموں کی بدولت بجائے محبت والفت کے جو کہ میل ملاپ سے اصلی مقصود ہے، اکثر رنج وتکرار وشکایت اور پرانے کینوں کا تازہ کرنا اور تقریب والے کی عیب جوئی اس کو ذلیل کرنے کے درپے ہونا۔ اسی طرح کی اور دوسری خرابیاں دیکھی جاتی ہیں اور چونکہ ایسا لینا دینا کھلانا پلانا دستور کی وجہ سے لازم ہوگیا ہے اس لئے کچھ خوشی ومسرت بھی نہیں ہوتی نہ دینے والے کو کہ وہ ایک بیگار سی اتارتا ہے نہ لینے والے کو کہ وہ اپنا ضروری حق سمجھتا ہے، پھر لطف کہاں رہا اس لئے ان سارے خرافات کا موقوف کردینا واجب ہے۔ منگنی میں زبانی وعدہ کافی ہے۔ نہ حجام کی ضرورت نہ جوڑا اور نہ نشانی اور شیرینی کی حاجت۔ جب دونوں نکاح کے قابل ہو جائیں۔ زبانی یا بذریعہ خط وکتابت کوئی وقت ٹھہرا کر دولہا کو بلائیں۔ ایک اس کا سرپرست اور ایک اس کا خدمت گزار اس کے ساتھ آنا کافی ہے، نہ بری کی ضرورت نہ برات کی ضرورت، نکاح کر کے فوراً ایک آدھ روز مہمان رکھ کر اس کو رخصت کردیں اور اپنی گنجائش کے موافق جو ضروری اور کام کی چیزیں جہیز میں دینا منظور ہوں، بلا اوروں کو دکھلائے اور شہرت دیئے اس کے گھر بھیج دیں یا اپنے ہی گھر اس کے سپرد کردیں، نہ سسرال کے جوڑے کی ضرورت، نہ چوتھی کے گھوڑے کی حاجت پھر جب چاہیں دلہن والے بلالیں، اور جب موقع ہو دولہا والے بلالیں۔ اپنے اپنے کمینوں کو گنجائش کے موافق خود ہی دے دیں۔ نہ یہ ان سے دلائیں نہ وہ ان سے، منہ پر ہاتھ رکھنا بھی کچھ ضرور نہیں بکھیر بھی فضول ہے اگر توفیق ہو تو شکر یہ میں حاجت مندوں کو دیدو۔ کسی کام کیلئے قرض نہ لو۔ البتہ ولیمہ مسنون ہے وہ بھی خلوص نیت واختصار کے ساتھ نہ کہ فخر واشتہار کے ساتھ، ورنہ ایسا ولیمہ بھی جائز نہیں۔ حدیث میں ایسے ولیمے کو شر الطعام فرمایا گیا ہے۔ یعنی یہ بڑا ہی برا کھانا ہے اس لئے نہ ایسا ولیمہ جائز نہ اس کا قبول کرنا جائز۔ اس سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ اکثر کھانے جو برادری کو کھلائے جاتے ہیں، ان کا کھانا اور کھلانا کچھ بھی جائز نہیں دیندار کو چاہئے کہ خود ان رسموں کو نہ کرے اور جس تقریب میں یہ رسمیں ہوں وہاں ہرگز شریک نہ ہو بلکہ صاف انکار کردے، برادری، کنبے کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے سامنے کچھ کام نہ آئے گی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مہر زیادہ بڑھانے کا بیان: ان ہی رسوم میں سے مہر زیادہ ٹھہرانے کی رسم ہے جو خلاف سنت ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا خبردار مہر بڑھا کر مت ٹھہراؤ اس لئے کہ اگر یہ عزت کی بات ہوتی دنیا میں اور تقویٰ کی بات ہوتی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو تمہارے پیغمبر ﷺ اس کے زیادہ مستحق تھے۔ مجھ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی بیوی سے نکاح کیا ہو یا کسی صاحبزادی کا نکاح کیا ہو بارہ اوقیہ سے

زیادہ پر اور بعض روایتوں میں ساڑھے بارہ اوقیہ آئے ہیں۔ یہ ہمارے حساب سے تقریباً ایک سوسینتیس روپے ہوتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بڑا مہر اس لئے مقرر کرتے ہیں تاکہ شوہر نہ چھوڑ سکے یہ عذر بالکل لغو ہے۔ اول تو جس کو چھوڑنا ہوتا ہے چھوڑ ہی دیتے ہیں۔ پھر جو کچھ بھی ہو اور جو مہر کے تقاضے کے خوف سے نہیں چھوڑتے وہ چھوڑنے سے بدتر کر دیتے ہیں۔ یعنی طلاق دیتے ہیں نہ پاس رکھتے ہیں۔ بیچ میں آدھر ڈال رکھا۔ نہ ادھر کی نہ ادھر کی۔ ان کا کوئی کیا کر لیتا ہے۔ یہ سب فضول عذر ہیں۔ اصل یہ ہے کہ افتخار کیلئے ایسا کرتے ہیں کہ خوب شان ظاہر ہو۔ سو فخر کیلئے کوئی کام کرنا، گو اصل میں وہ کام جائز ہو حرام ہو جاتا ہے۔ تو بھلا اس کا کیا کہنا جو خود ہی سنت کے خلاف اور مکروہ ہو، وہ تو اور بھی منع اور برا ہو جائیگا۔ سنت تو یہی ہے کہ حضرت پیغمبر ﷺ کی بیویوں اور صاحبزادیوں کا سا مہر ٹھہرائے۔ اور خیر اگر ایسا ہی زیادہ باندھنے کا شوق ہے تو ہر شخص کی حیثیت کے موافق مقرر کریں۔ اس سے زیادہ نہ کریں۔

نبی علیہ السلام کی بیویوں اور بیٹیوں کے نکاح کا بیان حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح

اول حضرت ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ نے حضور ﷺ سے اس دولت عظمیٰ کی درخواست کی۔ آپ نے کم عمر ہونے کا عذر فرما دیا۔ پھر حضرت علی ؓ نے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر زبانی عرض کیا۔ آپ پر فوراً حکم الٰہی آیا اور آپ نے ان کی عرض کو قبول کر لیا تو اس سے معلوم ہوا کہ منگنی میں یہ تمام بکھیڑے کہ جن کا آجکل رواج ہے سب لغو اور سنت کے خلاف ہیں۔ پس زبانی پیغام اور زبانی جواب کافی ہے۔ اس وقت عمر حضرت فاطمہ ؓ کی ساڑھے پندرہ سال اور حضرت علی ؓ کی اکیس برس کی تھی۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس عمر کے بعد نکاح میں توقف کرنا اچھا نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دولہا دلہن کی عمر میں جوڑ ہونے کا لحاظ بھی رکھنا مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دولہا عمر میں دلہن سے کسی قدر بڑا ہو۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے انس جاؤ اور ابوبکر ؓ، عمر ؓ، عثمان ؓ، طلحہ ؓ وزبیر ؓ اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو بلانا کچھ مضائقہ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ نکاح کی شہرت ہو جائے جو کہ مقصود ہے۔ مگر اس اجتماع میں اہتمام وکوشش نہ ہو۔ وقت پر بلا تکلف جو دو چار آدمی قریب ونزدیک کے ہوں جمع ہو جائیں۔ یہ سب حاضر ہو گئے اور آپ نے ایک خطبہ پڑھ کر نکاح کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ باپ کا چھپے چھپے پھرنا یہ بھی خلاف سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ باپ خود اپنی لڑکی کا نکاح پڑھے اور چار سو مثقال چاندی مہر مقرر ہوا جسکی مقدار کا تخمینہ اوپر آچکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مہر لمبا چوڑا مقرر کرنا بھی خلاف سنت ہے پس مہر فاطمہ کافی اور برکت کا باعث ہے اور اگر کسی کو وسعت نہ ہو تو اس سے بھی کم مناسب ہے۔ پھر آپ نے ایک طبق میں خرمے لیکر حاضرین کو پہنچا دیئے۔ پھر حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ کو حضرت ام ایمن کے ہمراہ حضرت علی ؓ کے گھر پہنچا دیا۔ بہنو دیکھو یہ دونوں جہان کی شہزادی کی رخصتی ہے جس میں نہ دھوم نہ دھام، نہ میانہ نہ پالکی نہ بکھیر نہ آپ نے حضرت علی ؓ سے کمینوں کا خرچ دلوایا۔ نہ کنبہ برادری کا کھانا کیا۔ ہم لوگوں کو بھی لازم ہے کہ اپنے پیغمبر دو

نہاں ﷺ سے سردار کی پیروی کریں اور اپنی عزت کو حضور ﷺ کی عزت سے بڑھ کر نہ سمجھیں (نعوذ باللہ
نہ) پھر حضور پرنور ﷺ ان کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ ؓ سے پانی منگایا۔ وہ ایک لکڑی کے پیالہ
ں پانی لائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ نئی دلہنوں کا شرم میں اس قدر زیادتی کرنا کہ چلنا پھرنا، اپنے ہاتھ سے کوئی
کام کرنا عیب سمجھا جائے یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے اپنی کلی اس میں ڈال دی اور
ضرت فاطمہ ؓ کو فرمایا کہ ادھر منہ کرو اور ان کے سینہ مبارک اور سر مبارک پر تھوڑا پانی چھوڑا اور دعا کی الٰہی ان
ونوں کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ ادھر پیٹھ کرو اور آپ نے ان کے
شانوں کے درمیان پانی چھڑکا اور پھر وہی دعا کی۔ پھر حضرت علی ؓ سے پانی منگایا اور یہی عمل انکے ساتھ بھی کیا۔
مگر پیٹھ کی طرف پانی نہیں چھڑکا۔ مناسب ہے کہ دولہا دلہن کو جمع کر کے یہ عمل کیا کریں کہ برکت کا سبب ہے۔
ندوستان میں ایسی بری رسم ہے کہ باوجود نکاح ہو جانے کے بھی دولہا دلہن میں پردہ رہتا ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ
م اللہ برکت کے ساتھ اپنے گھر جاؤ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ نکاح کے دن حضور ﷺ بعد نماز عشاء
ضرت علی مرتضیٰ ؓ کے گھر تشریف لائے اور برتن میں پانی لیکر اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ
بِ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ پڑھ کر دعا کی۔ پھر حضرت علی ؓ اور حضرت فاطمہ ؓ کو آگے پیچھے
کم فرمایا کہ اس کو پئیں اور وضو کریں۔ پھر دونوں صاحبوں کیلئے طہارت اور آپس میں محبت سے رہنے کی اور اولاد
ں برکت ہونے کی اور خوش نصیبی کی دعا فرمائی اور فرمایا جاؤ آرام کرو (اگر داماد کا گھر قریب ہو تو یہ عمل کرنا بھی
عث برکت ہے) اور جہیز حضرت سیدۃ النساء کا یہ تھا۔ دو چار یمانی جو سوتی کے طور پر ہوتی تھیں، دو نہالی جس میں
ی کی چھال بھری تھی اور چار گدے، دو بازو بند چاندی کے اور ایک کملی اور ایک تکیہ اور ایک پیالہ اور ایک چکی اور
ب مشکیزہ اور پانی رکھنے کا برتن یعنی گھڑا۔ اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے۔ بیبیو، جہیز میں تین باتوں
ا خیال رکھنا چاہئے۔ اول اختصار کے گنجائش سے زیادہ تردد نہ کرو۔ دوسرے ضرورت کا لحاظ کہ جن چیزوں کی
دست ضرورت ہو وہ دینا چاہئے۔ تیسرے اعلان واظہار نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ احسان
ملوک ہے دوسروں کو دکھلانے کی کیا ضرورت ہے۔ حضور پیغمبر ﷺ کے فعل سے جو ابھی بیان ہوا تینوں باتیں
بت ہیں اور حضور ﷺ نے کام اس طرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علی ؓ کے ذمے اور گھر کا کام حضرت
طمہ ؓ کے ذمہ۔ نہیں معلوم ہندوستان کی شریف زادیوں میں گھر کے کام سے کیوں عار کی جاتی ہے۔ پھر
ضرت علی ؓ نے ولیمہ کیا جس میں یہ سامان تھا۔ کئی صاع جو کی روٹی پکی ہوئی اور کچھ خرمے اور کچھ مالیدہ (ایک
اع نمبری سیر سے ایک چھٹانک اوپر ساڑھے تین سیر ہوتا ہے) پس ولیمہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بلا تکلف
ا تفاخر اختصار کے ساتھ جس قدر میسر ہو اپنے خاص لوگوں کو کھلاوے۔

ضرت محمد ﷺ کی بیویوں کا نکاح: حضرت خدیجہ ؓ کا مہر پانچ سو درہم یا اس قیمت کے اونٹ
ے جو ابو طالب نے اپنے ذمے رکھے اور حضرت ام سلمہ ؓ کا مہر کوئی برتنے کی چیز تھی جو دس درہم کی تھی اور جو
ضرت جویریہ ؓ کا مہر چار سو درہم تھے اور ام حبیبہ ؓ کا مہر چار سو دینار تھے جو حبشہ کے بادشاہ نے اپنے ذمہ

رکھے اور حضرت سودہ ؓ کا مہر چار سو درہم تھے اور ولیمہ حضرت ام سلمہ ؓ کا کچھ جو کا کھانا تھا۔ اور حضرت زینب بنت جحش کے ولیمے میں ایک بکری ذبح ہوئی تھی اور گوشت روٹی لوگوں کو کھلایا گیا تھا اور حضرت صفیہ ؓ کی دفعہ جو جو کچھ صحابہ ؓ کے پاس حاضر تھا۔ سب جمع کر لیا گیا۔ یہی ولیمہ تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ ؓ کا ولیمہ وہ خو فرماتی ہیں، نہ اونٹ ذبح ہوا نہ بکری، سعد ؓ بن عبادہ کے گھر سے ایک پیالہ دودھ کا آیا تھا۔ بس وہی ولیمہ تھا۔

شرع کے موافق شادی کا ایک نیا قصہ: یہ قصہ اس غرض سے لکھا جاتا ہے کہ اکثر لوگ رسموں کی برائی کو سنکر پوچھتے ہیں کہ جب یہ رسمیں نہ ہوں تو پھر کس طریقہ سے شادی کریں۔ اس کا جواب مہر زیادہ بڑھانے کے بیان سے ذرا پہلے گزر چکا ہے کہ کس طرح شادی کریں اور پھر ہم نے پیغمبر ﷺ کی صاحب زادیوں اور بیویوں کی شادی کا قصہ بھی ابھی لکھ دیا ہے۔ سمجھدار آدمی کیلئے کافی ہے۔ مگر پھر بھی بعض کہنے لگتے ہیں کہ صاحب اس زمانہ کی اور بات تھی، آجکل کر کے دکھلاؤ تو دیکھیں، اور نرے زبانی طریقے بتلانے سے کیا ہوتا ہے اس قصے سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ آجکل بھی اس طرح شادی ہو سکتی ہے۔ پھر یہ کہ یہ قصہ نہ مولویوں اور درویشوں کے خاندان کا ہے اور نہ کسی غریب آدمی کا ہے نہ کسی چھوٹی قوم کا ہے۔ دونوں طرف ماشاءاللہ خوب کھاتے پیتے دنیاداری برتنے والے شریف آبرودار گھروں کا ہے اس واسطے کوئی یوں بھی نہیں کہہ سکتا کہ مولوی درویش لوگوں کی اور بات ہے یا یہ کہ ان کے پاس کچھ تھا ہی نہیں اس مجبوری کو شرع کے موافق کر لیا اس قصے سے سارے شبہات جاتے رہیں گے۔ اسی سال کی بات ہے کہ ضلع مظفر نگر کے دو قصبوں میں ایک قصبہ میں دولہا والے ایک میں دلہن والے ہیں۔ مدت سے دونوں طرف والوں میں بہت بڑے حوصلے تھے لیکن عین وقت پر خدائے تعالیٰ نے دونوں کو ہدایت کی۔ شرع کا حکم سنکر اپنے سب خیالات کو دل سے نکال کر خدا اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے موافق تیار ہو گئے۔ نہ شادی کی تاریخ مقرر کرنے کو یا مہندی لیجانے کو جوڑا لیجانے کو نائی بھیجا گیا نہ اس کے متعلق کوئی رسم برتی گئی نہ دلہن کے بٹنا ملنے کے واسطے بیویاں جمع ہوئیں گئیں۔ خود ہی گھر والوں نے مل دل دیا۔ نہ دولہا نہ دلہن والوں نے گھروں میں کسی کو مہمان بلایا۔ نہ عزیز و قریب کو اطلاع کی۔ شادی سے پانچ چھ دن پہلے خط کے ذریعہ سے شادی کا دن ٹھہر گیا۔ دولہا اور دو کے ساتھ ایک اس کا بڑا بھائی تھا۔ دلہن کے ولی شرعی نے اس بڑے بھائی کو رقعہ سے نکاح کی اجازت دی تھی اور ایک ملازم کار و خدمت کیلئے تھا اور ایک کم عمر بھتیجا اس مصلحت سے ساتھ لے لیا تھا کہ شاید کوئی ضرور بات گھر میں کہلا بھیجنے کی ضرورت ہو تو یہ بچہ پردے کے قابل نہیں ہے بے تکلف گھر میں جا کر کہہ دیگا۔ بس کل اتنے آدمی تھے جو کرایہ کی ایک بہلی میں بیٹھ کر جمعہ کے دن دلہن کے گھر پہنچ گئے۔ دلہن کا جوڑا انہی لوگوں کے ساتھ تھا اور دولہا اپنے گھر کے کپڑے پہنے ہوئے تھا، وہاں پہنچ کر ملنے والوں کو کہلا بھیجا گیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد نکاح ہوگا۔ نماز جمعہ کے قریب دولہا کا جوڑا گھر میں سے آ گیا۔ اس کو پہن کر جامع مسجد میں گئے۔ بعد نماز جمعہ اول مختصر سا وعظ ہوا جس میں رسموں کی خرابیوں کا بیان تھا۔ اس وعظ میں جتنے آدمی خوب سمجھ گئے۔ بعد وعظ کے نکاح پڑھا گیا اور چھوہارے گھر میں اور باہر تقسیم ہوئے۔ جو لوگ نہ آ سکے

ان کے گھر میں بھیج دیئے۔ عصر سے پہلے سب کام پورا ہوگیا۔ بعد مغرب کے دولہا والوں کو ہمیشہ کے وقت پر نفیس کھانا کھلایا گیا اور عشاء کے بعد عورتوں کو بھی ویسا ہی وعظ سنایا گیا۔ ان پر بھی خوب اثر ہوا اور وقت پر چین سے سور ہے۔ اگلے روز تھوڑا ہی دن چڑھا تھا کہ دلہن کو ایک بہلی میں بٹھلا کر رخصت کر دیا گیا۔ ہمراہی میں ایک رشتہ دار بیوی اور خدمت کیلئے ایک نائن تھی یہ بہلی دلہن کے جہیز میں ملی تھی اور پالکی یا میانہ وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں کی گئی اور جہیز بھی ساتھ نہیں دیا گیا۔ دلہن والوں نے اپنے کمینوں کو اپنے پاس سے انعام دیا اور دولہا والوں نے سلامی کا روپیہ بھی نہیں دیا بجائے بکھیر کے جو کہ دلہن کے سر پر ہوتی ہے بعض مسجدوں میں اور غریب غرباء کے گھروں میں روپے پیسے بھیج دیئے گئے۔ ظہر کے وقت دولہا کے گھر آ پہنچے۔ دلہن کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی جو بیویاں دلہن کو دیکھنے آئیں ان سے منہ دکھائی نہیں لی گئی۔ اگلے دن ولیمہ کیلئے کچھ تو بازار سے عمدہ مٹھائی منگا کر اور کچھ کھانا گھر میں دو طرح کا پکوا کر مناسب مناسب جگہوں میں اپنے دوستوں اور ملنے والوں اور غریب غرباء اور نیک بخت اور طالب علموں کیلئے بھیج دیا گیا گھر پر کسی کو نہیں بلایا گیا۔ دلہن والوں کی طرف سے چوتھی کی رسم کیلئے کوئی نہیں آیا۔ تیسرے دن دلہن دولہا اس کے میکے چلے گئے اور ایک ہفتہ رہ کر پھر دولہا کے گھر آ گئے۔ اس وقت کچھ اسباب جہیز بھی ساتھ لے آئے۔ اور کچھ پھر بھی دوسرے وقت پر لانے کیلئے وہاں ہی چھوڑ آئے۔ اس وقت دلہن اتفاق سے میانہ میں سوار تھی۔ دولہا کے کمینوں کو جو کچھ رسم کے موافق ملتا ہے اس سے زیادہ انعام ان کو تقسیم کر دیا گیا۔ غرض ایسی چین وامن سے شادی ہوگئی کہ کسی نہ کوئی تکلیف ہوئی اور نہ کوئی طوفان ہوا۔ میں بھی اول سے آخر تک اس شادی میں شریک رہا۔ اس قدر حلاوت اور رونق تھی کہ بیان میں نہیں آتی خدا کے فضل سے سب دیکھنے والے خوش ہوئے۔ اور بہت لوگ تیار ہو گئے کہ ہم بھی یوں ہی کرینگے۔ چنانچہ اس دن کے بعد دلہن کے خاندان میں ایک اور شادی ہوئی اور وہ اس سے بھی سادی تھی۔ اگر زیادہ سادی نہ ہو سکے تو اسی طرح کر لیا کرو، جیسا کہ اس قصہ میں تم نے پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ آمین یارب العالمین۔

بیوہ کے نکاح کا بیان: ان ہی بیہودہ رسموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کو برا اور عار سمجھتے ہیں خاص کر شریف لوگ اس میں زیادہ مبتلا ہیں۔ شرعاً اور عقلاً جیسا کہ پہلا نکاح، ویسا دوسرا، دونوں میں فرق سمجھنا محض بے وجہ اور بے وقوفی ہے۔ صرف ہندوؤں کے میل جول اور کچھ جائیداد کی محبت سے یہ خیال جم گیا ہے۔ ایمان اور عقل کی بات یہ ہے کہ جس طرح پہلے نکاح کو بے روک ٹوک کر دیتے ہیں اسی طرح دوسرا نکاح بھی کر دیا کریں۔ اگر دوسرے نکاح سے دل تنگ ہوتا ہے تو پہلے نکاح سے کیوں نہیں ہوتا۔ عورتوں کی ایسی بری عادت ہے کہ خود کرنا اور رغبت دلانا تو درکنار اگر کوئی خدا کی بندی خدا اور رسول ﷺ کا حکم سر آنکھوں پر رکھ کر بھی لے تو حقارت کی نظر سے دیکھتی ہیں۔ بات بات میں طعنہ دیتی ہیں ہنستی ہیں، ذلیل کرتی ہیں غرض کہ کسی بات میں بے چوٹ کئے نہیں رہتیں۔ یہ بڑا گناہ ہے بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف ہے۔ کیونکہ شریعت کے حکم کو عیب سمجھنا اس کے کرنیوالے کو حقیر و ذلیل جاننا کفر ہے۔ خیال کرنے کی

بات ہے کہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی جتنی بیویاں تھیں حضرت عائشہ ؓ کے علاوہ کوئی بھی کنواری نہ تھی، ایک ایک دو دو نکاح پہلے ہو چکے تھے تو نعوذ باللہ، نعوذ باللہ ان کو بھی برا کہو گی۔ کیا توبہ توبہ تمہاری شرافت ان سے بھی بڑھ گئی کہ جو کام انہوں نے کیا خدا اور رسول ﷺ نے جس کا حکم کیا اس کے کرنے سے تمہاری عزت گھٹ جائیگی، آبرو میں بٹہ لگ جائیگا، ناک کٹ جائے گی تو یوں کہو کہ مسلمان ہونا بھی تمہارے لئے بے عزتی کی بات ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک اس خیال کو اپنے دل سے دور نہ کرو گی اور پہلے اور دوسرے نکاح کو یکساں نہ سمجھو گی تب تک ہرگز تمہارا ایمان درست اور ٹھیک نہ ہوگا۔ اس لئے اس خیال کے مٹانے میں بڑی کوشش کرنی چاہئے اور سوائے اس کے کوشش کارگر نہیں ہوسکتی، کہ ننگ و ناموس کو دل سے نکال کر رسم و رواج کو طاق پر رکھ کر اللہ و رسول ﷺ کو راضی اور خوش کرنے کیلئے فوراً بیوہ عورتوں کا نکاح کر دیا کرو۔ انکار کرے تو اس کو رغبت دلاؤ، کوشش کرو، دباؤ ڈالو، غرض جس طرح بن پڑے نکاح کر دو اور خوب سمجھ لو یہ انکار سب کا ظاہری انکار ہے جو فقط رواج کی وجہ سے ہوتا ہے۔ رواج نہ ہو تو کوئی انکار نہ کرے۔ جب تک ایسا نہ کرو گی اور عام طور پر اس کا رواج نہ پھیلے گا۔ ہرگز دل کا چور نہ نکلے گا۔ حدیث میں ہے کہ جو کوئی میرے چھوڑے ہوئے طریقے کو پھر پھیلائے اور جاری کرے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اس لئے بیوہ عورتوں کے نکاح میں جو کوئی کوشش کریگا اور اس کا رواج پھیلائے گا اور جو بیوہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کیلئے اور رواج بڑھانے کیلئے اپنا نکاح کر لے گی وہ سو شہیدوں کا ثواب پائیگی۔ کیا تم کو ان پر ترس نہیں آتا۔ ان کا حال دیکھ دیکھ کر تمہارا دل نہیں کڑھتا کہ ان کی عمر برباد ہوتی ہے اور وہ مٹی میں مل جاتی ہیں۔

تیسرا باب

ان رسموں کے بیان میں جنکو لوگ ثواب دارین کی بات سمجھ کر کرتے ہیں فاتحہ کا بیان:

پہلے یہ سمجھو کہ فاتحہ یعنی مردے کو ثواب پہنچانے کا طریقہ کیا ہے۔ تو اسکی حقیقت شرع میں فقط اتنی ہے کہ کسی نے کوئی نیک کام کیا اس پر جو کچھ ثواب اس کو ملا، اس نے اپنی طرف سے وہ ثواب کسی دوسرے کو دیدیا کہ یا اللہ میرا یہ ثواب فلاں کو دے دیجئے اور فلاں کو پہنچا دیجئے۔ مثلاً کسی نے خدا کی راہ میں کچھ کھانا یا مٹھائی یا روپیہ پیسہ، کپڑا وغیرہ دیا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جو کچھ اس کا ثواب مجھے ملا ہے وہ فلاں کو پہنچا دیجئے یا ایک آدھ پارہ قرآن مجید یا ایک آدھ سورت پڑھی اور اس کا ثواب بخش دیا۔ چاہے وہ نیک کام آج ہی کیا ہو یا اس سے پہلے عمر بھر میں کبھی کیا تھا، دونوں کا ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اتنا تو شرع سے ثابت ہے۔ اب دیکھو جاہلوں نے اس میں کیا کیا بکھیڑے شامل کئے ہیں۔ اول تھوڑی سی جگہ لیپتے ہیں۔ اس میں کھانا رکھتے ہیں بعض بعض کھانے کے ساتھ پانی اور پان بھی رکھتے ہیں۔ پھر ایک شخص کھانے کے سامنے کھڑا ہو کر کچھ سورتیں پڑھتا ہے اور نام بنام سب مردوں کو بخشتا ہے۔ اس من گھڑت طریقہ میں یہ خرابیاں ہیں۔ (۱) بڑی خرابی اس میں یہ ہے کہ سارے جاہلوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بغیر

اس طرح پہنچائے ثواب ہی نہیں پہنچتا۔ چنانچہ ایک ایک کی خوشامد کرتے پھرتے ہیں جب تک کوئی اس طرح کا فاتحہ نہ کرے تب تک وہ کھانا کسی کو نہیں دیا جاتا، کیونکہ اب تک ثواب تو پہنچا ہی نہیں پھر کسی کو کیونکر دیا جائے۔ بعض وقت غیرمحرم کو گھر میں بلا کر فاتحہ دلواتی ہیں جو شرعاً ناجائز ہے۔ خود میں نے دیکھا ہے کہ جب بہت سے مردوں کو فاتحہ دلانا مقصود ہوتا ہے جن کے نام بتلا دینے سے یاد نہیں رہ سکتے وہاں فاتحہ دینے والے کو حکم ہوتا ہے کہ جب تو سب پڑھ چکے تو ہوں کر دینا۔ پس ہوں کرنے کے وقت ایک ایک نام بتلا کر اس سے کہلایا جاتا ہے اور یہ سمجھتی ہیں کہ اس وقت جس کا نام وہ لے گا اسی کو ثواب ملے گا جس کا نہ لے گا اس کو نہ ملے گا حالانکہ ثواب بخشنے کا اختیار خود کھانے کے مالک کو ہے نہ اس پڑھنے والے کو۔ اس کے نام لینے سے کچھ نہیں ہوتا خود یہ جس کو چاہے ثواب بخشے، جس کو چاہے نہ بخشے۔ یہ سب عقیدے کی خرابی ہے۔ بعض کم علم یوں کہتے ہیں کہ ثواب تو بغیر اس کے بھی پہنچ جاتا ہے۔ لیکن اس وقت سورتیں اس لئے پڑھ لیتے ہیں کہ دوہرا ثواب پہنچ جائے۔ ایک کھانے کا دوسرا قرآن مجید کا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہی مطلب ہے تو خاص اس وقت پڑھنے کی کیا وجہ جو قرآن مجید تم نے صبح کو تلاوت کیا ہے بس اسی کو اس کے ساتھ بخش دیا ہوتا۔ اگر کوئی شخص اس وقت نہ پڑھے پہلے کا پڑھا ہوا ایک آدھ پارہ یا پورا قرآن مجید بخش دے یا یوں کہے اچھا مٹھائی تقسیم کر دو۔ پھر پڑھ کے بخش دونگا تو کبھی کوئی نہ مانے گا۔ یا کوئی اس کھانے یا مٹھائی کے پاس نہ آئے وہیں دور بیٹھا بیٹھا پڑھ دے تب بھی کوئی نہیں مانتا۔ پھر اس صورت میں دوسرے سے فاتحہ کرانے کے کوئی معنی ہی نہیں کیونکہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب اسی پڑھنے والے کو ہوگا تو تمہاری طرف سے تو بہرحال فقط مٹھائی کا ثواب پہنچا۔ یہ اچھی زبردستی ہے کہ جب ہم ایک ثواب بخشیں تو کچھ نہ کچھ وہ بھی بخشے۔ (۲) لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ صرف اس طرح پڑھ کر بخش دینے سے ثواب پہنچ جاتا ہے، کھانا خیرات کرنے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ یا اور کسی بزرگ کا فاتحہ دلا کر خود کھا جاتے ہیں۔ گیارہویں وغیرہ کی مٹھائی اگر تقسیم بھی کی جاتی ہے تو کس کو فلانے نواب صاحب، تحصیلدار صاحب، پیشکار صاحب، تھانیدار صاحب وغیرہ یار دوستوں کو بھیجی جاتی ہے۔ ہم نے کہیں نہیں دیکھا نہ سنا کہ سب شیرینی فقیروں اور مسکینوں کو خیرات کر دی گئی ہو پس معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ ہے کہ اس طرح پڑھ کر بخش دینے سے اس کا ثواب پہنچے گا۔ سو یہ اعتقاد خود غلط اور گناہ ہے اس لئے کہ خود وہ چیز تو پہنچتی ہی نہیں البتہ اس کا ثواب پہنچتا ہے تو جن کو بخشا ان کو بھی نہیں پہنچا البتہ ایک دو سورت جو پڑھی ہے صرف اسی کا ثواب پہنچا سو اگر انہی کا ثواب بخشنا تھا تو اس مٹھائی یا کھانے کا بکھیڑا ناحق کیا۔ خواہ مخواہ روپیہ دو روپیہ کا مفت احسان رکھا۔ اگر کہو کہ نہیں صاحب فقیروں کو بھی اس میں سے دے دیتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ فقیروں کو دیا بہت سے بہت دس کو پانچ کو دیا تو اس سے کیا ہوتا ہے مقصود تو پورے روپے کی مٹھائی کا ثواب بخشنا ہے اگر فقط اتنی ہی جلیبیوں کا ثواب بخشنا تھا تو روپے کا نام کیوں لیا۔ اور جن کو دیا جاتا ہے ان کو خیرات کے نام سے ہرگز نہیں دیا جاتا۔ بلکہ تبرک اور ہدیہ سمجھ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اگر ان کو کچھ خیرات دو تو ہرگز نہ لیں بلکہ برا مانیں لہٰذا آج کل کے رواج کے اعتبار سے یہ فعل بالکل لغو اور بے معنی ہے۔ (۳) اچھا ہم نے مانا کہ فاتحہ کے بعد وہ کھانا محتاج ہی کو دے دیا تو ہم کہتے ہیں کہ محتاج کو دینے اور کھلانے سے پہلے ثواب بخشنے کا کیا مطلب تم کو تو ثواب اسی

وقت ملے گا جب فقیر کو دے دو یا کھلا دو۔ ابھی تم ہی کو ثواب نہیں ملا تو اس بیچارے مردے کو کیا بخشا۔ غرض اس فعل کی کوئی بات ٹھکانے کی نہیں۔ (۴) بعض کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خود وہ چیز پہنچ جاتی ہے چنانچہ کھانے کے ساتھ پانی اور پان اور بعض حقہ بھی اسی واسطے رکھتے ہیں کہ کھانا کھا کر پانی کہاں پئیں گے۔ پھر منہ بدمزہ ہوگا اس لئے پان کی ضرورت پڑے گی۔ خدا کی پناہ جہالت کی بھی حد ہوگئی۔ یہ بھی خیال رکھتی ہیں کہ جو چیز اس کو زندگی میں پسند تھی اس پر فاتحہ ہو۔ چھوٹے بچہ کی دودھ پر فاتحہ ہو۔ مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ شب برات کی فاتحہ پر ایک بڑھیا نے کئی پھلجھڑیاں رکھ دی تھیں اور کہا تھا کہ ان کو آتشبازی کا بڑا اشوق تھا۔ خود کہو کہ یہ عقیدے کی خرابی ہے یا نہیں۔ (۵) یہ بھی خیال ہے کہ اس وقت اسکی روح آتی ہے۔ چنانچہ لوبان وغیرہ خوشبو سلگانے کا یہی منشاء ہے۔ گو سب کا خیال نہ ہو۔ (۶) پھر جمعرات کی قید اپنی طبیعت سے لگالی۔ جب شریعت سے سب دن برابر ہیں تو خاص جمعرات کو فاتحہ کا دن سمجھنا شرعی حکم کو بدلنا ہے یا نہیں پھر اس قید سے ایک یہ بھی خرابی پیدا ہوگئی ہے کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ مردوں کی روحیں جمعرات کو اپنے اپنے گھر آتی ہیں اگر کچھ ثواب مل گیا تو خیر ورنہ خالی ہاتھ لوٹ جاتی ہیں۔ یہ محض غلط خیال ہے اور بلا دلیل ایسا عقیدہ رکھنا گناہ ہے۔ اسی طرح کوئی تاریخ مقرر کرنا اور یہ سمجھنا کہ اس میں زیادہ ثواب ملیگا محض گناہ کا عقیدہ ہے۔ (۷) اکثر عوام کی عادت ہے کہ بہت کھانے میں سے تھوڑا سا کھانا کسی طباق یا خوان میں رکھ کر اس کو سامنے رکھ کر فاتحہ کرتی ہیں۔ اس میں ان خرابیوں کے علاوہ ایک یہ بات پوچھتا ہے کہ فقط اتنے ہی کھانے کا ثواب بخشا ہے یا سارے کھانے کا، فقط اتنے ہی کھانے کا ثواب بخشنا تو یقیناً منظور نہیں پس ضرور یہی کہو گی کہ سب کا ثواب پہنچانا منظور ہے۔ پس ہم کہتے ہیں کہ پھر فقط اتنے پر کیوں فاتحہ دلایا اس سے تو تمہارے قاعدے کے موافق صرف طباق کو ثواب پہنچنا چاہئے۔ باقی تمام کھانا ضائع گیا اور فضول رہا۔ اگر یوں کہو کہ اس کے سامنے رکھنا کچھ ضروری نہیں صرف نیت کافی ہے تو پھر اس طباق کے رکھنے کی کیا ضرورت ہوئی۔ اس میں بھی نیت کافی تھی یہ تو یہ تو حق تعالیٰ کو نمونہ دکھلانا ہے کہ دیکھئے اس قسم کا کھانا دیگ میں ہے اس کا ثواب بخش دیجئے۔ ﴿نعوذ باللہ منہ﴾ (۸) پھر اگر ثواب پہنچانے کیلئے اس کا سامنے رکھ کر پڑھنا ضروری ہے تو اگر روپیہ، پیسہ یا کپڑا غلہ وغیرہ ثواب بخشنے کیلئے دیا جائے اس پر فاتحہ کیوں نہیں پڑھتی ہو اگر یہ ضروری نہیں تو کھانے اور مٹھائی میں کیوں ایسا کرتی ہو اور ضروری سمجھتے ہو۔ (۹) پھر ہم پوچھتے ہیں کہ زمین لیپنے کی کیا ضرورت پڑی۔ وہ نجس تھی یا پاک۔ اگر ناپاک تھی تو لیپنے سے پاک نہیں ہوئی بلکہ وہ اور زیادہ نجس ہوگئی کہ پہلے تو خشک ہونے کی وجہ سے پیالہ وغیرہ میں لگنے کا شبہ نہ تھا۔ اب وہ برتن بھی نجس ہو جائیں گے اور اگر پاک تھی تو لیپنا محض فضول حرکت ہے یہ بھی گویا ہندوؤں کا چوکا ہوا۔ نعوذ باللہ۔ مردوں کو چوکے میں بٹھلا کر کھانا کھلاتی ہیں ﴿لا حول ولا قوۃ الا باللہ﴾ اسی طرح جس فاتحہ میں زیادہ اہتمام ہوتا ہے اس میں چولہا وغیرہ بھی لیپا جاتا ہے اس کا بھی یہی حال ہے۔ (۱۰) بزرگوں کی فاتحہ میں ساری چیزیں اچھوتی ہیں۔ کورے گھڑے کورے برتن نکالے جائیں ان میں پانی کنوئیں سے بھر کر آئے گھر کا پانی لگنے نہ پائے اور اس کو کوئی نہ چھوئے نہ ہاتھ ڈالے نہ اس میں سے کوئی پئے نہ جھوٹا کرے۔ سینی خوب دھو کر شکر آئے۔ غرض گھر کی سب چیزیں نجس ہیں۔ یہ عجیب خلاف عقل بات ہے۔ اگر سچ مچ نجس ہیں تو ان کو اپنے استعمال میں

کیوں لاتی ہو ورنہ اس سارے پکھنڈ کی کیا ضرورت۔ شرعی حکم صرف اتنا ہے کہ جس چیز کا کھانا خود کو جائز اسے فقیر کو دینا بھی جائز اور جب فقیر کو دے دیا تو اب ثواب بخش دینا جائز پھر یہ ساری باتیں لغو اور خلاف عقل ہوئیں یا نہیں۔ اگر کہو کہ صاحب وہ بڑی درگاہ ہے۔ بزرگ لوگ ہیں ان کے پاس چیز احتیاط سے بھیجنا چاہئے تو جواب یہ ہے کہ اول تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس ظاہری احتیاط اور طہارت کی کچھ قدر نہیں۔ اس کے نزدیک حلال اور طیب ہونے کی قدر ہے۔ اگر مال حرام ہوگا تو ہزار احتیاط کرو سب اکارت ہے اور اگر حلال طیب ہے تو یہ سب فضول ہے۔ وہ یونہی معمولی طور پر دے دینے سے بھی قبول ہے۔ دوسرے یہ کہ جب خود ان کی درگاہ میں بھیجنے کا عقیدہ ہوا تو یہ حرام اور شرک ہوگا کیونکہ اس کھانے کو اللہ کی راہ میں دینا مقصود ہے نہ خود ان کے پاس بھیجنا اور ان کی راہ میں دینا۔ اگر ایسا عقیدہ ہو تو وہ کھانا بھی حرام ہو جائے گا۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیکر ثواب بخشنا منظور ہو تو جیسے اور چیزیں خدا کی راہ میں دیتی ہو اور اس میں خرافات نہیں کرتی ہو۔ مثلاً فقیر کو پیسہ دیا، اس کو دھوتی نہیں، اناج غلہ دیا، گھر کے پکے ہوئے کھانے میں سے روٹی وغیرہ دیتی ہو اسی طرح یہ بھی معمولی طور سے پکا کر دیدو۔ کیونکہ یہ بھی بڑی درگاہ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں جاتا ہے وہ بھی وہیں جاتا ہے تو پھر دونوں میں فرق کیسا۔ پھر خیال کرو تو اس میں ایک حساب سے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ پر بڑھا دینا ہے اور یہ دل کا چور الگ رہا کہ وہ بزرگوں کی درگاہ میں جاتا ہے اور یہ اللہ کی درگاہ میں کھلا ہوا شرک ہے۔ (۱۱) اس سے بدتر یہ دستور ہے کہ ہر ایک کا فاتحہ الگ الگ کر کے دلایا جاتا ہے۔ یہ اللہ میاں کا، یہ محمد ﷺ کا، یہ حضرت بیوی کا۔ اس کا تو صاف یہی مطلب ہے کہ فقط اتنا اللہ میاں کو دیتی ہیں اور اتنا اتنا ان لوگوں کو تو بھلا اس کے شرک ہونے میں کس کو شک ہوسکتا ہے۔ ﴿استغفر اللّٰہ، استغفر اللّٰہ﴾ اس کا شرک اور برا ہونا کلام مجید میں صاف صاف مذکور ہے اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ بس ساری چیز خدا کی راہ میں دیدو پھر جتنوں کو ثواب بخشنا ہے بخش دو۔ پھر ایک لطف اور ہے کہ معمولی مردوں کا فاتحہ تو سب کا ایک ہی میں کرا دیتی ہیں بزرگوں اور بڑے لوگوں کا الگ الگ کراتی ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تو بیچارے غریب مسکین کمزور ہیں اس لئے ایک میں ہو جائے تب بھی کچھ حرج نہیں۔ اور یہ بڑے لوگ ہیں ساجھے میں ہوگا تو لڑ مرینگے۔ چھینا جھپٹی کرنے لگیں گے۔ ﴿لاحول ولا قوة الا باللّٰہ﴾ (۱۲) حضرت بی بی کی فاتحہ میں ایک یہ بھی قید ہے کہ کھانا بند کر دیا جائے کھلا نہ رہے کیونکہ وہ پردہ دار تھیں تو ان کے کھانے کا بھی غیر محرم سے سامنا نہ ہو اس کا لغو ہونا خود ظاہر ہے۔ (۱۳) حضرت بی بی کی فاتحہ اور صحنک کے کھانے میں یہ بھی قید ہے کہ مرد نہیں کھا سکتے۔ بھلا وہ کھائیں گے تو سامنا نہ ہو جائیگا۔ اور ہر عورت بھی نہ کھائے۔ کوئی پاک صاف نیک بخت عورت کھائے اور نہ وہ کھائے جس نے اپنا دوسرا نکاح کر لیا ہو۔ یہ بھی بہت برا اور گناہ ہے۔ قرآن مجید میں اس کی بھی برائی موجود ہے۔ (۱۴) بزرگوں اور اولیاء اللہ کی فاتحہ میں ایک اور خرابی ہے وہ یہ کہ لوگ ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس نیت سے فاتحہ و نیاز دلاتے ہیں کہ ان سے ہمارے کام نکلیں گے حاجتیں پوری ہونگی، اولاد ہوگی، مال اور رزق بڑھے گا۔ اولاد کی عمر بڑھے گی۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس طرح کا عقیدہ صاف شرک ہے، خدا بچائے۔ غرض ان سب رسموں اور عادتوں کو بالکل چھوڑنا چاہئے۔ اگر کسی کو ثواب بخشنا منظور ہو تو جس طرح شریعت کی تعلیم ہے اسی طرح سیدھے سادے طور پر بخش

دینا چاہئے جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے اوران سب لغویات کو چھوڑ دینا چاہئے۔ پس بلا پابندی رواج جو کچھ توفیق اور میسر ہو پہلے محتاج کو دیدو پھر اس کا ثواب بخشدو۔ ہمارے اس بیان سے گیارہویں، سہ منی توشہ وغیرہ سب کا حکم نکل آیا اور سمجھ میں آ گیا ہوگا۔ بعض لوگ قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں تو یہ بالکل حرام ہے اور اس چڑھاوے کا کھانا بھی درست نہیں نہ خود کھاؤ نہ کسی کو دو۔ کیونکہ اس کا کھانا بھی درست نہیں دینا بھی درست نہیں۔ (۱۵) بعض آدمی مزاروں پر چادریں اور غلاف بھیجتے ہیں اور اسکی منت مانتے ہیں۔ چادر چڑھانا منع ہے اور جس عقیدے سے لوگ ایسا کرتے ہیں وہ شرک ہے اور دوسرے خیرات صدقہ میں بھی جاہلوں نے بہت سے بے شرع رواج نکال رکھے ہیں۔ چنانچہ ایک رواج اکثر جاہلوں میں یہ ہے کہ کسی بیماری کا اتار سمجھ کر چیلوں وغیرہ کو گوشت دیتی ہیں۔ چونکہ اکثر یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ بیماری اسی گوشت میں لپٹ کر چلی گئی اور اسی لئے وہ گوشت آدمی کے کھانے کے قابل نہیں سمجھتے۔ اور ایسے اعتقاد کی شرع میں کوئی سند نہیں۔ اس لئے یہ بھی بالکل شرع کے خلاف ہے۔ ایک رواج یہ ہے کہ جانور بازار سے مول منگوا کر چھوڑتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ ہم نے اللہ کے واسطے ایک جان کو آزاد کیا ہے۔ اللہ میاں ہمارے بیمار کی جان کو مصیبت سے آزاد کر دینگے۔ سو یہ اعتقاد کرنا کہ جان کا بدلہ جان ہوتا ہے۔ شرع میں اسکی بھی کوئی سند نہیں۔ ایسی بے سند بات کا اعتقاد کرنا خود گناہ ہے۔ ایک رواج اس سے بڑھ کر غضب کا ہے کہ کوئی چیز کھانے پینے کی چوراہے پر رکھوا دیتے ہیں۔ یہ بالکل کافروں کی رسم ہے۔ برتاؤ میں کافروں کا طریقہ ویسے بھی منع ہے اور جو اس کے ساتھ عقیدہ بھی خراب ہو تو اس میں شرک اور کفر کا بھی ڈر ہے۔ اس کام کے کرنیوالے یہی سمجھتے ہیں کہ اس پر کسی جن یا بھوت یا پیر شہید کا دباؤ یا ستاؤ ہو گیا ہے ان کے نام بھینٹ دینے سے وہ خوش ہو جائیں گے اور یہ بیماری یا مصیبت جاتی رہے گی۔ سو یہ بالکل مخلوق کی پوجا ہے جس کا شرک ہونا صاف ظاہر ہے اور اس میں جو رزق کی بے ادبی اور راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اس کا گناہ الگ رہا۔ ایک رواج یہ گھڑ رکھا ہے کہ بعض موقعوں میں صدقے کیلئے بعض چیزوں کو خاص کر رکھا ہے جیسے ماش اور تیل اور وہ بھی خاص بھنگی کو دیا جاتا ہے۔ اول تو ایسے خاص کرنے کی شرع میں کوئی سند نہیں اور بے سند کو خاص کرنا گناہ ہے۔ پھر مسلمان محتاج کو چھوڑ کر بھنگی کو دینا یہ بھی شرع کا مقابلہ ہے۔ کیونکہ شرع میں مسلمان کا حق زیادہ اور مقدم ہے۔ پھر اس میں یہ بھی اعتقاد ہوتا ہے کہ اس صدقہ میں بیماری لپٹی ہوئی ہے اس واسطے گندے ناپاک لوگوں کو دینا چاہئے کہ وہ سب الا بلا کھا جائیں۔ سو یہ اعتقاد بھی بے سند ہے۔ اور ایسی بے سند یات کا اعتقاد کرنا خود گناہ ہے اس واسطے خیرات کے ان طریقوں کو چھوڑ کر سیدھا طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے میسر کیا خواہ کوئی چیز ہو، چپکے سے کسی کو محتاج کو یہ سمجھ کر دیدیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہونگے اور اس کی برکت سے بلا اور مصیبت کو دفع کر دینگے۔ اس سے زیادہ سب فضول پاکھنڈ بلکہ گناہ ہیں۔ ایک رواج یہ نکال رکھا ہے کہ گلگلے وغیرہ پکا کر عورتیں مسجد میں لیجا کر خاص محراب یا منبر پر رکھتی ہیں اور بعض جگہ باجہ بھی ساتھ ہوتا ہے۔ باجے کا ہونا تو ظاہر ہے، جیسا کچھ برا ہے باقی اور قیدیں بھی واہیات ہیں۔ بلکہ خود عورتوں کا مسجد میں جانا ہی منع ہے۔ جب نماز کے واسطے عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کیا ہے تو یہ کام اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہے۔ بعض ان میں جوان ہوتی ہیں بعض زیور پہنے ہوتی

ہیں، بعض چراغ ہاتھ میں لئے ہوتی ہیں کہ ہمارا منہ بھی دیکھ لو۔ اسی طرح بعض عورتیں منت ماننے کو یا دعا کرنے کو یا سلام کرنے کو مسجد میں جاتی ہیں۔ یہ سب باتیں خلاف شرع ہیں۔ سب سے توبہ کرنی چاہئے جو کچھ دینا دلانا ہو، یا دعا کرنا ہو اپنے گھر میں بیٹھ کر کرو۔

ان رسموں کا بیان جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں: اول غسل اور کفن کے سامان میں بڑی دیر کرتی ہیں۔ کسی طرح دل ہی نہیں چاہتا کہ مردہ گھر سے نکلے پیغمبر ﷺ نے بڑی تاکید فرمائی ہے کہ جنازہ میں ہرگز دیر مت کرو۔ دوسرے جنازے کے ساتھ کچھ اناج یا پیسے وغیرہ بھیجتی ہیں کہ قبر پر خیرات کر دیا جائے۔ اس میں زیادہ نیت ناموری کی ہوتی ہے جس میں کچھ بھی ثواب نہیں ملتا۔ پھر یہ ہوتا ہے کہ غریب محتاج رہ جاتے ہیں اور جن کا پیشہ یہی ہے وہ گھر لیجاتے ہیں۔ ثواب کیلئے جو کچھ دینا ہو سب سے چھپا کر ایسے لوگوں کو دو جو بہت محتاج یا اپاہج یا آبرو دار غریب یا دیندار نیک بخت ہوں۔ تیسرے اکثر عادت ہے کہ مرنے کے بعد مردے کے کپڑے جوڑے یا قرآن شریف وغیرہ نکال کر اللہ واسطے دے دیتی ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ جب کوئی مر جاتا ہے شرع سے جتنے آدمیوں کو اسکی میراث کا حصہ پہنچتا ہے وہ سب آدمی اس مردے کی ہر چھوٹی بڑی چیز کے مالک ہو جاتے ہیں اور وہ سب چیزیں ان سب کے ساجھے کی ہو جاتی ہیں۔ پھر ایک یا دو شخص کو کب درست ہوگا کہ ساجھے کی چیز کسی کو دے دیں۔ اور اگر سب ساجھی اجازت بھی دے دیں لیکن کوئی ان میں نابالغ ہو تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں اور اس اجازت کا اعتبار نہیں۔ اسی طرح اگر سب ساجھی بالغ ہوں لیکن شرما شرمی اجازت دیدیں تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں۔ اس لئے جہاں ایسا موقع ہو تو اول تو وہ سب چیزیں کسی عالم سے ہر ایک کا حصہ پوچھ کر شرع کے موافق آپس میں بانٹ لیں۔ پھر ہر شخص کو اپنے حصے کا اختیار ہے جو چاہے کرے اور جس کو چاہے دے۔ البتہ اگر سب وارث بالغ ہوں اور سب خوشی سے اجازت دیدیں تو بدون بانٹے بھی دینا خرچ کرنا درست ہوگا۔ چوتھے بعض مقرر تاریخوں پر یا ان سے ذرا آگے پیچھے کچھ کھانا وغیرہ پکا کر برادری میں بانٹا جاتا ہے اور کچھ غریبوں کو کھلا دیا جاتا ہے۔ اس کو تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں کہتے ہیں۔ اس میں اول تو نیت ٹھیک نہیں ہوتی۔ نام کے واسطے یہ سب سامان کیا جاتا ہے جب یہ نیت ہوئی تو ثواب کیا ہوتا اور الٹا گناہ اور وبال ہے۔ بعض جگہ قرض لیکر یہ رسمیں پوری کی جاتی ہیں اور سب جانتے ہیں کہ ایسے غیر ضروری کام کیلئے قرضدار بننا خود بری بات ہے اور اتنی پابندی کرنا کہ شرع کے حکموں سے بھی زیادہ ہو جائے یہ بھی گناہ ہے۔ اور اکثر یہ رسمیں مردے کے مال سے ادا ہوتی ہیں جس میں یتیموں کا بھی ساجھا ہوتا ہے۔ یتیموں کا مال ثواب کے کاموں میں بھی خرچ کرنا درست نہیں تو گناہ کے کاموں میں تو اور زیادہ برا ہوگا۔ البتہ اپنے مال میں سے جو کچھ توفیق ہو غریبوں کو پوشیدہ کر کے دیدو۔ ایسی خیرات خدائے تعالیٰ کے یہاں قبول ہوتی ہے۔ بعض لوگ خاص کر مسجدوں میں میٹھے چاول بھی بھیجتے ہیں بعض تیل ضرور بھیجتے ہیں۔ بعض بچوں کے مرنے کے بعد دودھ بھیجتے ہیں کہ وہ بچہ دودھ پیا کرتا تھا۔ ان قیدوں کی کوئی سند شرع میں نہیں ہے۔ اپنی طرف سے نئے طریقے تراشنا بڑا گناہ ہے۔ ایسے گناہ کو شرع میں بدعت کہتے ہیں اور پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ بدعت گمراہی کی چیز ہے اور وہ دوزخ میں لے جانے

والی ہے۔ بعض یہ بھی سمجھتی ہیں کہ ان تاریخوں میں اور جمعرات کے دن اور شب برات کے دنوں میں مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں۔ اس بات کو شرع میں کچھ اصل نہیں اور ان کو آنے کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ جو کچھ ثواب مردے کو پہنچایا جاتا ہے، اس کو خود اس کے ٹھکانے پر پہنچ جاتا ہے، پھر اس کو کون ضرورت ہے کہ مارا مارا پھرے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اگر مردہ نیک اور بہشتی ہے تو ایسی بہار کی جگہ چھوڑ کر کیوں آنے لگا اور اگر بد اور دوزخی ہے تو اس کو فرشتے کیوں چھوڑ دینگے کہ عذاب سے چھوٹ کر سیر کرتا پھرے۔ غرض یہ بات بالکل بے جوڑ معلوم ہوتی ہے اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا اعتقادمت رکھنا جس کتاب کو عالم سند نہ رکھیں وہ بھروسے کی نہیں ہے۔ پانچویں، میت کے گھر میں عورتیں کئی بار اکٹھی ہوتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ ہم اس کے درد میں شریک ہیں لیکن وہاں پہنچ کر بعض تو پان چھالیہ کھانے کے شغل میں لگ جاتی ہیں اگر پان چھالیہ میں ذرا دیر یا کمی ہو جائے تو ساری عمر گاتی پھریں کہ فلانے گھر پان کا ٹکڑا نصیب نہیں ہوا تھا، بعض وہاں کھانا بھی کھاتی ہیں چاہے اپنا گھر کتنا ہی نزدیک ہو۔ لیکن خواہ مخواہ میت کے گھر جا کر پڑی رہتی ہیں۔ بعض تو مہینہ مہینہ بھر پڑی رہتی ہیں۔ بھلا بتلاؤ یہ عورتیں درد شریک ہونے آئی ہیں یا خود اوروں پر اپنا درد ڈالنے آئی ہیں۔ ایسی بیہودہ عورتوں کی وجہ سے گھر والوں کو اس قدر تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے جسکی کوئی انتہا نہیں۔ ایک تو اس پر مصیبت تھی ہی، دوسری یہ اس سے بڑھ کر مصیبت آپڑی۔ وہی مثل ہوگئی سر پیٹنا، گھر لٹنا۔ بعض ان میں مردے کا نام تک بھی نہیں لیتیں بلکہ دو دو چار چار جمع ہو کر بیٹھتی ہیں اور دنیا و جہان کے قصے وہاں بیان کئے جاتے ہیں بلکہ ہنستی ہیں خوش ہوتی ہیں۔ کپڑے ایسے بھڑکدار پہن کر آتی ہیں جیسے کسی شادی میں شریک ہونے چلی ہیں۔ بھلا ان بیہودیوں کے آنے سے کونسا فائدہ دین یا دنیا کا ہوا۔ بعض جو سچ مچ خیر خواہ کہلاتی ہیں کچھ درد میں بھی شریک ہوتی ہیں۔ مگر جو اصل طریقہ درد میں شریک ہونے کا ہے کہ آ کر مردے والوں کو تسلی دیں صبر دلاویں ان کے دلوں کو تھامیں اس طریقہ سے کوئی شریک نہیں ہوتا بلکہ اور اوپر سے گلے لگ لگ کر رونا شروع کر دیتی ہیں۔ بعض تو یوں ہی جھوٹ موٹ منہ بناتی ہیں، آنکھوں میں آنسو تک نہیں ہوتا اور بعض اپنے گڑے مردوں کو یاد کر کے خواہ مخواہ کا احسان گھر والوں پر رکھتی ہیں۔ اور جو صدق دل سے روتی بھی ہیں وہ بھی کہاں کی اچھی ہیں۔ کیونکہ اول تو اکثر بیان کر کے روتی ہیں جس کے واسطے پیغمبر مصطفیٰ ﷺ نے بہت سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ لعنت کی ہے اور دوسرے ان کے رونے سے گھر والوں کا اور دل بھر آتا ہے اور زخم پر نمک چھڑکا جاتا ہے زیادہ بیتاب ہو کر پھڑک پھڑک کر روتی ہیں اور تھوڑا بہت جو صبر آ چلا تھا وہ بھی جاتا رہتا ہے تو ان عورتوں نے بجائے صبر دلانے کے، اور الٹی بے صبری بڑھا دی۔ پھر ان کے آنے کا کیا فائدہ ہوا۔ سچ بات یہ ہے کہ غم والوں کا غم مٹانے کو کوئی نہیں آتیں، بلکہ اپنے اوپر سے الزام اتارنے کو جمع ہوتی ہیں۔ بھلا جب عورتوں کے جمع ہونے میں اتنی خرابیاں ہیں۔ ایسا جمع ہونا کب درست ہوگا۔ ان میں بعض دور کی آئی ہوئی مہمان ہوتی ہیں۔ بہلیوں میں چڑھ چڑھ کر آتی ہیں۔ اور کئی کئی روز تک رہتی ہیں اور گھاس دانہ بیلوں کا اور اپنی آؤ بھگت کا سارا بوجھ گھر والوں پر ڈالتی ہیں چاہے مردے والے پر کیسی ہی مصیبت ہو۔ چاہے ان کے گھر کھانے کو بھی نہ ہو لیکن ان کیلئے سارے تکلف کرنا ضرور، حالانکہ حدیث شریف

میں ہے کہ مہمان کو چاہئے کہ گھر والوں کو تنگ نہ کرے۔اس سے زیادہ اور تنگ کرنا کیا ہوگا۔ پھر بعضوں کے ساتھ بچوں کی دھاڑ ہوتی ہے اور وہ چار چار وقت آٹھ آٹھ وقت کھانے کو کہتے ہیں۔ کوئی گھی شکر کی فرمائش کر رہا ہے کوئی دودھ کے واسطے مچل رہا ہے اور ان سب کا بندوبست گھر والوں کو کرنا پڑتا ہے اور مدتوں تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے خاص کر عورت اگر بیوہ ہو جائے تو ایک چڑھائی تو تازہ موت کے زمانے میں ہوئی تھی دوسری ویسی ہی چڑھائی عدت گزرنے پر ہوتی ہے۔جس کا نام چھ ماہی رکھا ہے اور یوں کہا جاتا ہے کہ عدت سے نکالنے کیلئے آئی ہیں۔ان سے کوئی پوچھے کہ عدت کوئی کوٹھڑی ہے۔جس میں سے بیوہ کو ہاتھ پاؤں پکڑ کر نکالیں گے۔ جب چار ماہ دس دن گزر گئے عدت سے نکل گئی اور اگر اسکو حمل تھا تو جب بچہ پیدا ہو گیا عدت ختم ہوگئی۔اس کیلئے اس واہیات کی کونسی ضرورت ہے کہ سارا جہان اکٹھا ہو۔ پھر اس سارے طوفان کا خرچ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مردے کے مال سے کیا جاتا ہے۔جس میں سب وارثوں کا ساجھا ہوتا ہے بعض تو ان میں سے پردیس میں ہوتے ہیں۔ ان سے اجازت حاصل نہیں کی جاتی اور بعض نابالغ ہوتے ہیں ان کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ یاد رکھو کہ جس نے خرچ کیا ہے سارا اسی کے ذمہ پڑے گا۔اور سب وارثوں کا حق پورا پورا دینا پڑیگا۔اور اگر کوئی بہانہ لائے کہ میرا حصہ ان خرچوں کیلئے کافی نہیں ہوتا۔اس کا جواب یہ ہے کہ اگر سب کا حصہ بھی کافی نہ ہوتو کیا کرو گی۔ کیا پڑوسیوں کی چوری درست ہو جائیگی۔غرض اس طوفان میں خرچ کرنیوالے گنہگار ہوتے ہیں۔اور یہ خرچ ہوا ان آنے والیوں کی بدولت،اس لئے وہ بھی گنہگار ہوتی ہیں۔اس لئے یوں چاہئے کہ جو مرد وعورت کے پاس کے ہیں وہ کھڑے کھڑے آئیں اور صبر وتسلی دیکر چلے جائیں۔ پھر دوبارہ آنے کی ضرورت نہیں،اسی طرح تاریخ مقرر کرنا بھی واہیات ہے۔جس کا جب موقع ہوا آ گیا اور جو دور کے ہیں اگر یہ سمجھیں کہ بدون ہمارے گئے ہوئے مصیبت زدوں کی تسلی نہ ہوگی تو آنے کا کچھ ڈر نہیں۔لیکن گاڑی وغیرہ کا خرچ اپنے پاس سے کرنا چاہئے۔ اور اگر محض الزام اتارنے کو کوئی آتی ہیں تو ہرگز نہ آئیں۔خط سے تعزیت ادا کریں۔ چھٹے دستور ہے کہ میت والوں کیلئے اول تو ان کے نزدیک کے رشتہ دار کے گھر سے کھانا آتا ہے۔یہ بات بہت اچھی ہے لیکن اس میں بھی لوگوں نے کچھ خرابیاں کردی ہیں۔ان سے بچنا واجب ہے۔اول تو اس میں ادلے بدلے کا خیال ہونے لگا ہے کہ فلانے نے ہمارے یہاں بھیجا تھا ہم ان کے گھر بھیجیں۔ پھر اس کا اس قدر خیال ہے کہ اپنے پاس گنجائش نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص خوشی سے چاہے کہ میں بھیج دوں مگر یہ شخص بے ڈھب ضد کریگا کہ نہیں ہمارے ہی یہاں سے جائیگا اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نہ بھیجیں گے تو ہم پر طعن ہوگا کہ کھا تو لیا تھا لیکن بدلہ نہ دیا گیا۔اور ایسی پابندی اول تو خود منع ہے۔ پھر اس کیلئے کبھی قرض بھی لینا پڑتا ہے۔اس لئے اس پابندی کو چھوڑ دیں جس میں رشتہ دار کو کوئی توفیق ہوئی بھیج دیا۔اسی طرح یہ پابندی بھی بڑی بری ہے کہ نزدیک کے رشتہ دار رہتے ہوئے دور کا رشتہ دار کیوں بھیجے۔اس کیلئے مرتے مارتے ہیں۔اس کی وجہ بھی وہی بدنامی مٹانا ہے تو اس پابندی کو چھوڑ دیں۔ ایک خرابی اس میں یہ کرلی ہے کہ ضرورت سے بہت زیادہ کھانا بھیجا جاتا ہے اور میت کے گھر دور دور کے علاقہ دار کھانے کے واسطے جم کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہ کھانا صرف ان لوگوں کو کھانا چاہئے جو غم اور مصیبت کے غلبے میں اپنا

چولہا نہیں جھونک سکتے اور جن کے گھر سب نے کھانا پکایا ہے وہ اس کھانے سے کیوں کھاتی ہیں۔ اپنے گھر جا کر کھائیں یا اپنے ہی گھر سے منگالیں۔ ایک خرابی یہ کرتے ہیں کہ بعض اس کھانے میں بھی تکلف کا سامان کرتی ہیں یہ بھی چھوڑ دینا چاہئے۔ جو وقت پر آسانی سے ہو گیا مختصر سا تیار کر کے میت والوں کے واسطے بھیج دیا۔ ساتویں، بعض عورتیں ایک یا دو حافظوں کو کچھ دیکر قرآن مجید پڑھواتی ہیں کہ مردے کو ثواب بخشا جائے۔ بعض جگہ تیسرے دن چنوں پر کلمہ اور سیپاروں میں قرآن مجید پڑھوایا جاتا ہے۔ چونکہ ایسے لوگ روپیہ پیسہ یا چنے اور کھانے کے لالچ سے قرآن مجید پڑھتے ہیں ان کو خود ہی کچھ ثواب نہیں ملتا۔ جب انہی کو کچھ ثواب نہیں ملا تو مردے کو کیا بخشیں گے۔ وہ سب پڑھا پڑھایا اور دیا دلایا بیکار اور اکارت جاتا ہے۔ بعض آدمی لالچ سے نہیں پڑھتے لیکن لحاظ اور بدلہ اتارنے کو پڑھتے ہیں یہ بھی دنیا کی نیت ہوئی، اس کا ثواب بھی نہیں ملتا۔ ہاں جو شخص خدا کے واسطے بدون لالچ اور لحاظ کے پڑھ دے۔ نہ جگہ ٹھہرائے نہ تاریخ ٹھہرائے اس کا ثواب بیشک پہنچتا ہے۔

رمضان شریف کی بعض رسموں کا بیان: ایک یہ کہ بعض عورتیں رمضان شریف میں حافظ کو گھر کے اندر بلا کر تراویح میں قرآن مجید سنا کرتی ہیں۔ اگر یہ حافظ کوئی اپنا محرم مرد ہو اور گھر ہی گھر کی عورتیں سن لیا کریں اور یہ حافظ نماز مسجد میں پڑھ کر فقط تراویح کے واسطے گھر میں آجایا کرے تو کچھ ڈر نہیں لیکن آج کل اس میں بہت سی بے احتیاطیاں کر رکھی ہیں۔ اول بعض جگہ نامحرم حافظ گھر میں بلایا جاتا ہے۔ اگرچہ نام چارہ کو کپڑوں کا پردہ ہوتا ہے لیکن عورتیں چونکہ بے احتیاط زیادہ ہوتی ہیں اس واسطے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یا تو حافظ جی سے باتیں شروع کر دیتی ہیں یا آپس میں خوب پکار پکار کر بولتی ہیں اور حافظ جی سنتے ہیں۔ بھلا بدون ناچاری کے اپنی آواز نامحرم کو سنانا کب درست ہے۔ دوسرے جو شخص قرآن مجید سناتا ہے جہاں تک ہو سکتا ہے خوب آواز بنا کر پڑھتا ہے۔ بعض شخص کی لے ایسی اچھی ہوتی ہے کہ ضرور سننے والے کا دل اسکی طرف ہو جاتا ہے تو اس صورت میں نامحرم مردوں کی لے عورتوں کے کان میں پہنچنا کتنی بری بات ہے۔ تیسرے محلہ بھر کی عورتیں روز کے روز اکٹھی ہوتی ہیں۔ اول تو عورت کو بدون ناچاری کے گھر سے باہر پاؤں نکالنا منع ہے اور یہ کوئی ناچاری نہیں کیونکہ ان کو شرع میں کوئی تاکید نہیں آئی کہ تراویح جماعت سے پڑھا کرو پھر نکلنا بھی روز روز کا اور زیادہ برا ہے۔ پھر لوٹنے کا وقت ایسا بے موقع ہوتا ہے کہ رات زیادہ ہو جاتی ہیں گلیاں، کوچے بالکل خالی سنسان ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں خدانہ کرے اگر مال یا آبرو کا نقصان ہو جائے تو تعجب نہیں۔ خواہ مخواہ اپنے آپ کو خلجان میں ڈالنا عقل کے خلاف ہے اور شرع کے بھی خلاف ہے۔ خاص کر بعض عورتیں تو کپڑے چھڑے پہن کر گلیوں میں چلتی ہیں تو اور بھی زیادہ خرابی کا اندیشہ ہے، ایک دستور رمضان شریف میں یہ ہے کہ چودہویں روزے کو خاص سامان کھانے وغیرہ کا کیا جاتا ہے اور اس کو ثواب کی بات سمجھتی ہیں۔ شرع میں جس بات کو ثواب نہ کہا ہو اس کو ثواب سمجھنا خود گناہ ہے۔ اس واسطے اس کو بھی چھوڑنا چاہئے۔ ایک دستور یہ ہے کہ بچہ جب پہلا روزہ رکھتا ہے تو چاہے کوئی کیسا ہی غریب ہو لیکن قرض کر کے بھیک مانگ کر روزہ کشائی کا بکھیڑا ضرور ہو گا جو بات شرع میں ضرورت ہو اسکو ضروری سمجھنا بھی گناہ ہے اس واسطے ایسی پابندی چھوڑ دینی چاہئے۔

عید کی رسموں کا بیان: ایک تو سوئیاں پکانے کو بہت ضروری سمجھتی ہیں۔ شرع سے یہ ضروری بات نہیں۔ اگر دل چاہے پکا لو مگر اس میں ثواب مت سمجھو۔ دوسرے رشتہ داروں کے بچوں کو دینا لینا یا رشتہ داروں کے گھر کھانا بھیجنا، پھر اس میں ادلا بدلا رکھنا اور نہ ہو تو قرض لیکر کرنا یہ پابندی فضول بھی ہے اور تکلیف بھی ہوتی ہے اس لئے یہ سب قیدیں چھوڑ دیں۔

بقرعید کی رسموں کا بیان: دینا لینا یہاں بھی عید کا سا ہے جیسا اس کا حکم ابھی پڑھا ہے وہی اس کا بھی ہے۔ دوسرے اس میں بہت سے آدمیوں پر قربانی واجب ہوتی ہے اور قربانی نہیں کرتے یہ بھی گناہ ہے۔ تیسرے قربانی میں اپنی طرف سے یہ بات گڑھ رکھی ہے کہ سری سقہ کا حق ہے اور پائے نائی کا حق ہے۔ یہ بھی واہیات اور خلاف شرع پابندی ہے۔ ہاں اپنی خوشی سے جس کو چاہو دیدو۔

ذیقعدہ اور صفر کی رسم کا بیان: جاہل عورتیں ذیقعدہ کو خالی کا چاند کہتی ہیں اور اس میں شادی کرنے کو منحوس سمجھتی ہیں۔ یہ اعتقاد بھی گناہ ہے۔ توبہ کرنی چاہئے اور صفر کو تیرہ تیزی کہتی ہیں اور اس مہینہ کو نامبارک جانتی ہیں اور بعض جگہ تیرہویں تاریخ کو کچھ گھونگنیاں وغیرہ پکا کر تقسیم کرتی ہیں کہ اس کی نحوست سے حفاظت رہے۔ یہ سارے اعتقاد شرع کے خلاف اور گناہ ہیں۔ توبہ کرو۔

ربیع الاول یا کسی اور وقت میں مولد شریف کا بیان: بعض جگہ عورتوں میں بھی مولد شریف ہوتا ہے اور جس طرح آجکل ہوتا ہے اس میں یہ خرابیاں ہیں۔ (۱) اگر عورت پڑھنے والی ہے تو اکثر اس کی آواز باہر دروازے میں جاتی ہے۔ نامحرموں کو آواز سنانا برا ہے۔ خاص کر شعر اشعار پڑھنے کی آواز میں زیادہ خرابی کا اندیشہ ہے۔ (۲) اگر مرد پڑھنے والا ہے تو یہ ظاہر ہے کہ وہ مرد سب عورتوں کا محرم نہ ہوگا۔ بہت سی عورتوں کا نامحرم ہوگا۔ اگر اس نے شعر اشعار خوش آوازی سے پڑھے، جیسا آجکل دستور ہے تو عورتوں نے مرد کا گانا سنا، یہ بھی منع ہے۔ (۳) روایتیں اور کتابیں مولد کے بیان کی اکثر غلط روایتوں سے بھری ہوئی ہیں ان کا پڑھنا اور سننا سب گناہ ہے۔ (۴) بعض تو یوں سمجھتی ہیں کہ پیغمبر ﷺ اس محفل میں تشریف لاتے ہیں۔ اور اسی واسطے بیچ میں پیدائش کے بیان کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو اس کا یقین کرنا گناہ ہے اور بعض یہ اعتقاد نہیں رکھتے لیکن کھڑا ہونے کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو کھڑا نہ ہو اس کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور خود ان سے کہو کہ جب شرع میں کھڑا ہونا ضروری نہیں تو آج مولد ہوگا اس میں کھڑے مت ہونا تو کبھی ان کا دل گوارا نہ کرے۔ اور یوں سمجھیں کہ جب کھڑے نہ ہوئے تو مولد ہی نہیں ہوا۔ جو چیز شرع میں ضروری نہ ہو، اس کو ضروری سمجھنا بھی گناہ ہے۔ (۵) مٹھائی یا کھانا تقسیم کرنے کی ایسی پابندی ہے کہ کبھی ناغہ نہیں ہوتا اور ناغہ کرنے میں بدنامی اور حضرت محمد ﷺ کی ناخوشی سمجھتے ہیں۔ اور جو چیز شرع میں ضروری نہیں اسکی پابندی کرنا یہ بھی برا ہے۔ (۶) اس کے سامان میں یا پڑھتے پڑھتے دیر لگ گئی یا مٹھائی بانٹنے میں اکثر نماز کا وقت تنگ ہو جاتا ہے یہ بھی گناہ ہے۔ (۷) اگر کسی کا عقیدہ بھی

خراب نہ ہوا اور گناہ کی باتوں کو اس سے نکال دے جب بھی ظاہری پابندی سے جاہلوں کو ضرور سند ہوگی۔ تو جس بات سے جاہلوں کے بگڑنے کا ڈر ہو اور وہ چیز شرع میں ضروری کرنے کی نہ ہو تو ایسی بات کو چھوڑ دینا چاہئے اسی لئے رواج کے موافق اس عمل کو نہ کرے۔ بلکہ جب حضرت محمد ﷺ کے حالات پڑھنے کا شوق ہو تو کوئی معتبر کتاب لیکر خود پڑھ لے۔ یا بے اکٹھا کئے ہوئے گھر کے دو چار آدمی یا جو ملنے ملانے آ گئے ہوں ان کو بھی سنا دے۔ اور اگر حضرت محمد ﷺ کی روح مبارک کو کسی چیز کا ثواب بخشنا منظور ہو تو دوسرے وقت مساکین کو دیکر یا کھلا کر بخش دے۔ نیک کام کو کوئی منع نہیں کرتا مگر بے ڈھنگا پن برا ہے۔

رجب کی رسموں کا بیان: اس کو عام لوگ مریم روزے کا چاند کہتے ہیں۔ اور اسکی ستائیس تاریخ میں روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں کہ ایک ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ شرع میں اس کی کوئی قوی اصل نہیں۔ اگر نفل روزہ رکھنے کو دل چاہے اختیار ہے۔ خدائے تعالیٰ جتنا چاہیں ثواب دیدیں اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے۔ بعض جگہ اس مہینے میں تبارک کی روٹیاں پکتی ہیں یہ بھی گھڑی ہوئی بات ہے۔ شرع میں اس کا کوئی حکم نہیں۔ نہ اس پر کوئی ثواب کا وعدہ ہے اس واسطے ایسے کام کو دین کی بات سمجھنا گناہ ہے۔

شب برات کا حلوہ، محرم کا کھچڑا اور شربت: شب برات کی اتنی اصل ہے کہ پندرہویں رات اور پندرہواں دن اس مہینہ کا بہت بزرگی اور برکت کا ہے۔ ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے اس رات کو جاگنے کی اور اس دن کو روزہ رکھنے کی رغبت دلائی ہے۔ اور اس رات میں ہمارے حضرت محمد ﷺ نے مدینہ کے قبرستان میں تشریف لیجا کر مردوں کیلئے بخشش کی دعا مانگی ہے تو اگر اس تاریخ میں مردوں کو کچھ بخش دیا کرے چاہے قرآن شریف پڑھ کر چاہے کھانا کھلا کر چاہے نقد دیکر چاہے ویسے ہی دعا بخشش کی کردے تو یہ طریقہ سنت کے موافق ہے۔ اس سے زیادہ جتنے بکھیڑے لوگ کر رہے ہیں اس میں حلوے کی قید لگا رکھی ہے۔ اور اسی طریقے سے فاتحہ دلاتے ہیں اور خوب پابندی سے یہ کام کرتے ہیں۔ یہ سب واہیات ہیں۔ ان سب باتوں کی برائی اوپر ابھی پڑھ چکی ہو۔ اور یہ بھی سن چکی ہو کہ جو چیز شرع میں ضروری نہ ہو اس کو ضروری سمجھنا یا حد سے زیادہ پابند ہو جانا بری بات ہے۔ اسی طرح محرم کی دسویں کی رسموں کو سمجھ لو۔ شرع میں صرف اتنی اصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ جو شخص اس روز اپنے گھر والوں پر خوب کھانے پینے کی فراغت رکھے، سال بھر تک اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے اور جب اتنا کھانا گھر میں پکے تو اگر اس میں سے اللہ تعالیٰ کے واسطے بھی محتاجوں، غریبوں کو دیدے تو کیا ڈر ہے۔ اس سے زیادہ جو کچھ کرتے ہیں اس میں اسی طرح کی برائیاں ہیں، جیسا اوپر سن چکی ہو اس سے بڑھ کر شربت تقسیم کرنے کی رسم ہے کہ اپنے گمان میں کربلا کے پیاسے شہیدوں کو ثواب بخشتے ہیں تو یاد رکھو کہ شہیدوں کو شربت نہیں پہنچتا بلکہ ثواب پہنچ سکتا ہے۔ اور ثواب میں ٹھنڈا شربت اور گرم گرم کھانا سب برابر ہے۔ پھر شربت کی پابندی میں غلط عقیدے کے کہ ان کی پیاس اس سے بجھے گی اور کیا بات ہے۔ ایسا غلط عقیدہ خود گناہ ہے۔ اور بعض جاہل شب برات میں آتش بازی اور محرم میں تعزیے کا سامان کرتے ہیں۔ آتش بازی کی

برائی پہلے باب میں لکھ دی ہے اور تعزیے کی برائی اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ اس کے ساتھ ایسے ایسے برتاؤ کرتے ہیں کہ جو شرع میں بالکل شرک اور گناہ ہے۔ اس پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں اس کے سامنے سر جھکاتے ہیں اس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں، مرثیے پڑھتے ہیں، روتے چلاتے ہیں اور اس کے ساتھ باجہ بجاتے ہیں۔ اس کے دفن کرنے کی جگہ کو زیارت کی جگہ سمجھتے ہیں، مرد، عورت آپس میں بے پردہ ہو جاتے ہیں۔ نمازیں برباد کرتے ہیں۔ ان باتوں کی برائی کون نہیں جانتا۔ بعض آدمی اور بکھیڑے نہیں کرتے۔ مگر شہادت نامہ پڑھا کرتے ہیں۔ تو یاد رکھو کہ اگر اس میں غلط روایتیں ہیں تب تو ظاہر ہے کہ منع ہے اور اگر صحیح روایتیں بھی ہوں جب بھی چونکہ سب کی نیت یہی ہوتی ہے کہ سن کر روئیں گے اور شرع میں مصیبت کے اندر ارادہ کر کے رونا درست نہیں۔ اس واسطے اس طرح کا شہادت نامہ پڑھنا بھی درست نہیں۔ اسی طرح محرم کے دنوں میں ارادہ کر کے رنگ پڑیا چھوڑ دینا اور سوگ اور ماتم کی وضع بنانا یا اپنے بچوں کو خاص طور کے کپڑے پہنانا یہ سب بدعت اور گناہ کی باتیں ہیں۔

تبرکات کی زیارت کے وقت اکٹھا ہونا: کہیں کہیں جبہ شریف یا موئے شریف پیغمبر ﷺ یا کسی اور بزرگ کا مشہور ہے۔ اسکی زیارت کیلئے یا تو اسی جگہ جمع ہوتے ہیں یا ان لوگوں کو گھروں میں بلا کر زیارت کرتے ہیں۔ اور زیارت کرنے والوں میں عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ اول تو ہر جگہ ان تبرکات کی سند نہیں اور اگر سند بھی ہو تب بھی جمع ہونے میں بہت خرابیاں ہیں۔ بعض خرابیاں وہاں بیان کر دی ہیں جہاں شادی میں عورتوں کے جمع ہونے کا ذکر لکھا ہے۔ پھر شور وغل اور بے پردگی اور کہیں کہیں زیارت والوں کا گانا، جس کو سب عورتیں سنتی ہیں یہ سب ہر شخص جانتا ہے کہ بری باتیں ہیں ہاں اگر اکیلے میں زیارت کر لے اور زیارت کے وقت کوئی خلاف شرع بات نہ کرے تو درست ہے اور رسموں کا پورا حال ''اصلاح الرسوم'' ایک کتاب ہے[1] اس میں لکھ دیا ہے ہم اس جگہ صرف تم کو ایک گر بتلا دیتے ہیں اس کا خیال رکھو گی تو سب رسموں کا حال معلوم ہو جائے گا اور کبھی دھوکہ نہ ہوگا۔ وہ گر یہ ہے کہ جس بات کو شرع نے ناجائز کہا ہو اس کو جائز سمجھنا گناہ ہے اور جس کو جائز بتلایا ہو مگر ضرور نہ کہا ہو اس کو ضرور سمجھ کر پابندی کرنا یا نام کمانے کو کرنا یہ بھی گناہ ہے۔ اسی طرح جس کام کو شرع نے ثواب نہیں بتلایا اس کو ثواب سمجھنا گناہ ہے اور جس کو ثواب بتلایا مگر ضرور نہ کہا اس کو ضرور سمجھنا گناہ ہے اور جو ضرور نہ سمجھے مگر خلقت کے طعن کے خوف سے اس کے چھوڑنے کو برا سمجھے یہ بھی گناہ ہے۔ اسی طرح کسی چیز کو منحوس جاننا گناہ ہے اسی طرح بدون شرع کی سند کے کوئی بات تراشنا اور اس کا یقین کر لینا گناہ ہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے دعا مانگنا یا ان کو نفع ونقصان کا مالک سمجھنا یہ سب گناہ کی باتیں ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے بچائیں۔

---

1. اصلاح الرسوم

صحیح

بہشتی زیور حصہ ہفتم

آداب اور اخلاق اور ثواب اور عذاب کے بیان میں

عبادتوں کا سنوارنا

وضو اور پاکی کا بیان

عمل (۱): وضو اچھی طرح کرو گو کسی وقت نفس کو ناگوار معلوم ہو۔ **عمل (۲)**: تازہ وضو کا زیادہ ثواب ہے۔ **عمل (۳)**: پاخانہ پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرو نہ پشت کرو۔ **عمل (۴)**: پیشاب کی چھینٹوں سے بچو اس میں بے احتیاطی کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔ **عمل (۵)**: کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو شاید اس میں سے کوئی سانپ بچھو وغیرہ نکل آئے۔ **عمل (۶)**: جہاں غسل کرنا ہو وہاں پیشاب مت کرو۔ **عمل (۷)**: پیشاب پاخانہ کے وقت باتیں مت کرو۔ **عمل (۸)**: جب سو کر اٹھو جب تک ہاتھ اچھی طرح نہ دھولو پانی کے اندر ہاتھ نہ ڈالو۔ **عمل (۹)**: جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا ہو اس کو مت برتو اس سے برص کی بیماری کا اندیشہ ہے جس میں بدن پر سفید سفید داغ ہو جاتے ہیں۔

نماز کا بیان

عمل ۱:۔ صحیح وقت پر پڑھو رکوع وسجدہ اچھی طرح کرو۔ جی لگا کر پڑھو۔ **عمل ۲**:۔ جب بچہ سات برس کا ہو جائے اس کو نماز کی تاکید کرو جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر نماز پڑھاؤ۔ **عمل ۳**:۔ ایسے کپڑے یا ایسی جگہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں کہ اس کی پھول پتی میں دھیان لگ جائے۔ **عمل ۴**:۔ نمازی کے آگے کوئی آڑ ہونی چاہئے۔ اگر کچھ نہ ہو ایک لکڑی کھڑی کرلو یا کوئی اونچی چیز رکھ لو اور اس چیز کو دائیں یا بائیں آبرو کے مقابل رکھو۔ **عمل ۵**:۔ فرض پڑھ کر بہتر ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر سنت اور نفل پڑھو۔ **عمل ۶**:۔ نماز میں ادھر ادھر مت دیکھو اوپر نگاہ مت اٹھاؤ۔ جہاں تک ہو سکے جمائی کو روکو۔ **عمل ۷**:۔ جب پیشاب یا پاخانے کا دباؤ ہو تو پہلے اس سے فراغت کرلو پھر نماز پڑھو۔ **عمل ۸**:۔ نفلیں اور وظیفے اتنے شروع کرو جس کا نباہ ہو سکے۔

موت اور مصیبت کا بیان

عمل ۱:۔ اگر پرانی مصیبت یاد آجائے تو ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾ پڑھ لو جیسا ثواب پہلے ملا تھا ویسا ہی پھر ملے گا۔ **عمل ۲**:۔ رنج کی کیسی ہی ہلکی بات ہو اس پر ﴿اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ﴾ پڑھ لیا کرو ثواب ملے گا۔

زکوٰۃ وخیرات کا بیان

عمل ۱:۔ زکوٰۃ جہاں تک ہو سکے ایسے لوگوں کو دی جائے جو مانگتے نہیں آبرو تھامے گھروں میں بیٹھے ہیں۔ **عمل ۲:۔** خیرات میں تھوڑی چیز دینے سے مت شرماؤ جو توفیق ہو دیدو۔ **عمل ۳:۔** یوں نہ سمجھو کہ زکوٰۃ دیکر اور خیرات دینا کیا ضرور ہے۔ ضرورت کے موقعوں پر ہمت کے موافق خیر خیرات کرتے رہو۔ **عمل ۴:۔** اپنے رشتہ داروں کو دینے سے دوہرا ثواب ہے۔ ایک خیرات کا دوسرے رشتہ دار سے احسان کرنے کا۔ **عمل ۵:۔** غریب پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو۔ **عمل ۶:۔** شوہر کے مال سے اتنی خیرات مت کرو کہ اس کو ناگوار ہو۔

روزے کا بیان

عمل ۱:۔ روزہ میں بیہودہ باتیں کرنا، لڑنا، بھڑنا بہت بری بات ہے اور کسی کی غیبت کرنا تو اور بھی بڑا گناہ ہے۔ **عمل ۲:۔** نفلی روزہ شوہر سے اجازت لیکر رکھو جبکہ وہ گھر پر موجود ہو۔ **عمل ۳:۔** جب رمضان شریف کے دس دن رہ جائیں تو ذرا عبادت زیادہ کیا کرو۔

قرآن مجید کی تلاوت کا بیان

عمل ۱:۔ اگر قرآن مجید اچھی طرح نہ چلے گھبرا کر مت چھوڑو پڑھے جاؤ ایسے شخص کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔ **عمل ۲:۔** اگر قرآن شریف پڑھا ہو اس کو بھلاؤ مت بلکہ ہمیشہ پڑھتی رہو نہیں تو بڑا گناہ ہوگا۔ **عمل ۳:۔** قرآن شریف جی لگا کر خدا سے ڈر کر پڑھا کرو۔

دعا وذکر کا بیان

عمل ۱:۔ دعا مانگنے میں ان باتوں کا خیال رکھو۔ خوب شوق سے دعا مانگو۔ گناہ کی چیز مت مانگو۔ اگر کام ہونے میں دیر ہو جائے تنگ ہو کر مت چھوڑو۔ قبول ہونے کا یقین رکھو۔ **عمل ۲:۔** غصہ میں آکر اپنے مال واولاد وجان کو مت کوسو شاید قبولیت کی گھڑی ہو۔ **عمل ۳:۔** جہاں بیٹھ کر دنیا کی باتوں اور دھندوں میں لگو وہاں تھوڑا بہت اللہ اور رسول ﷺ کا ذکر بھی ضرور کر لیا کرو نہیں تو وہ سب باتیں وبال ہو جائیں گی۔ **عمل ۴:۔** استغفار بہت پڑھا کرو اس سے مشکل آسان اور روزی میں برکت ہوتی ہے۔ **عمل ۵:۔** اگر نفس کی شامت سے گناہ ہو جائے تو توبہ میں دیر مت لگاؤ۔ اگر پھر ہو جائے پھر جلدی توبہ کر دو یوں مت سوچو کہ جب توبہ ٹوٹ جاتی ہے پھر ایسی توبہ سے کیا فائدہ۔ **عمل ۶:۔** بعض دعائیں خاص خاص وقت پر پڑھی جاتی ہیں۔ سوتے وقت یہ دعا پڑھو۔ ﴿اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ﴾۔ جاگتے وقت یہ دعا پڑھو ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ﴾۔ صبح کو یہ دعا پڑھو ﴿اَللّٰھُمَّ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ﴾۔ شام کو یہ دعا پڑھو۔ ﴿اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ

وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ ﴾ ۔ کھانا کھا کر یہ دعا پڑھو ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَفَانَا وَاٰوَانَا﴾ ۔ بعد نماز صبح و بعد نماز مغرب یہ دعا پڑھو۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ﴾ سات بار پڑھو اور ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ﴾ ۔ تین بار پڑھو۔ سواری پر بیٹھ کر یہ دعا پڑھو۔ ﴿سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ﴾ ۔ کسی کے گھر کھانا کھاؤ تو کھا کر یہ بھی پڑھو۔ ﴿اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ﴾ ۔ چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّىْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ﴾ ۔ کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھو اللہ تعالیٰ تم کو اس مصیبت سے محفوظ رکھیں گے۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ عَافَانِىْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِىْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا﴾ جب کوئی تم سے رخصت ہونے لگے اس سے اس طرح کہو ﴿اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ﴾ دولہا یا دلہن کو نکاح کی مبارکی دو تو اس طرح کہو ﴿بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِىْ خَيْرٍ﴾ جب کوئی مصیبت آئے تو یہ دعا پڑھو۔ ﴿يَا حَىُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ﴾ ۔ پانچوں نمازوں کے بعد اور سوتے وقت یہ چیزیں پڑھا کرو۔ ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ﴾ تین بار ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ﴾ ۔ ایک بار ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ﴾ تینتیس بار ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ﴾ تینتیس بار اور ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ چونتیس بار اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ﴾ اور ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ ایک ایک بار اور آیت الکرسی ایک بار اور صبح کے وقت سورۃ یاسین ایک بار اور مغرب کے بعد سورہ واقعہ ایک بار اور عشاء کے بعد سورہ ملک ایک بار اور جمعہ کے روز سورہ کہف ایک بار پڑھ لیا کرو اور سوتے وقت امن الرسول بھی سورۃ کے ختم تک پڑھ لیا کرو۔ اور قرآن کی تلاوت روز کیا کرو۔ جس قدر ہو سکے اور یاد رکھو کہ ان چیزوں کا پڑھنا ثواب ہے اور نہ پڑھے تو گناہ بھی نہیں۔

قسم اور منت کا بیان

عمل ا:۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی چیز کی قسم مت کھاؤ جیسے اپنے بچہ کی اپنی صحت کی اپنی آنکھوں کی ایسی قسم سے گناہ ہوتا ہے اور جو بھولے سے منہ سے نکل جائے تو فوراً کلمہ پڑھ لو۔ **عمل ۲:**۔ اس طرح سے کبھی قسم مت کھاؤ کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو بے ایمان ہو جاؤں چاہے سچی ہی بات ہو۔ **عمل ۳:**۔ اگر غصہ میں ایسی قسم کھا بیٹھو کہ جس کا پورا کرنا گناہ ہو تو اس کو توڑ دو اور کفارہ ادا کرو۔ جیسے یہ قسم کھالی کہ باپ یا ماں سے نہ بولوں گی یا اور کوئی قسم اسی طرح کی کھالی۔

معاملوں کا یعنی برتاؤ کا سنوارنا لینے دینے کا بیان

معاملہ ا:۔ روپیہ پیسہ کی ایسی حرص مت کرو کہ حلال و حرام کی تمیز نہ رہے اور جو حلال پیسہ خدا دے اسکو اڑا

نہیں ہاتھ روک کر خرچ کرو بس جہاں سچ مچ ضرورت ہو وہیں اٹھاؤ۔ **معاملہ۲:۔** اگر کوئی مصیبت زدہ ناچاری میں اپنی چیز بیچتا ہو تو اس کو صاحب ضرورت سمجھ کر مت دباؤ اور اس چیز کے دام مت گراؤ یا اس کی مدد کرو یا مناسب داموں سے وہ چیز خرید لو۔ **معاملہ۳:۔** اگر تمہارا قرضدار غریب ہو اس کو پریشان مت کرو بلکہ اس کو مہلت دو۔ کچھ یا سارا معاف کر دو۔ **معاملہ۴:۔** اگر تمہارے ذمہ کسی کا قرض چاہتا ہو اور تمہارے پاس دینے کو ہے اس وقت ٹالنا بڑا ظلم ہے۔ **معاملہ۵:۔** جہاں تک ممکن ہو کسی سے قرض مت کرو اور اگر مجبوری سے لو اس کے ادا کرنے کا خیال رکھو بے پروا مت بن جاؤ اور اگر جس کا قرض ہے وہ تم کو کچھ کہے سنے تو الٹ کر جواب مت دو۔ ناراض مت ہو۔ **معاملہ۶:۔** ہنسی میں کسی کی چیز اٹھا کر چھپا دینا جس میں وہ پریشان ہو بہت بری بات ہے۔ **معاملہ۷:۔** مزدور سے مزدوری کرا کے اس کی مزدوری دینے میں کوتاہی مت کرو۔ **معاملہ۸:۔** قحط کے دنوں میں بعض لوگ اپنے یا پرائے بچوں کو بیچ ڈالتے ہیں ان کو لونڈی غلام بنانا حرام ہے۔ **معاملہ۹:۔** اگر کھانا پکانے کو کسی کو آگ دیدی یا کھانے میں ڈالنے کو کسی کو ذرا سا نمک دیدیا تو ایسا ثواب ہے جیسے وہ سارا کھانا اسے دیدیا۔ **معاملہ۱۰:۔** پانی پلانا بڑا ثواب ہے جہاں پانی کثرت سے ملتا ہے وہاں تو ایسا ثواب ہے جیسے غلام آزاد کیا اور جہاں کم ملتا ہے وہاں ایسا ثواب ہے جیسے کسی مردہ کو زندہ کر دیا۔ **معاملہ۱۱:۔** اگر تمہارے ذمہ کسی کا لینا دینا ہو یا کسی کی امانت تمہارے پاس رکھی ہو تو یا تو دو چار آدمیوں سے اس کا ذکر کر دو یا لکھوا کر رکھ لو۔ شاید مر مرا جاؤ تو تمہارے ذمہ کسی کا رہ نہ جائے۔

نکاح کا بیان

معاملہ۱:۔ اپنی اولاد کے نکاح میں زیادہ اس بات کا خیال رکھو کہ دیندار آدمی سے ہو۔ دولت حشمت پر زیادہ خیال مت کرو خاص کر آج کل زیادہ دولت والے انگریزی پڑھنے سے ایسے بھی ہونے لگے ہیں کہ کفر کی باتیں کرتے ہیں۔ ایسے آدمی سے نکاح ہی درست نہیں ہوتا۔ تمام عمر بدکاری کا گناہ رہے گا۔ **معاملہ۲:۔** اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر عورتوں کی شکل وصورت کا بیان اپنے خاوند سے کیا کرتی ہیں۔ یہ بہت بری بات ہے اگر اس کا دل آ گیا تو پھر روتی پھریں گی۔ **معاملہ۳:۔** اگر کسی جگہ کہیں سے بیاہ شادی کا پیغام آ چکا ہے اور کچھ کچھ مرضی بھی معلوم ہوتی ہے ایسی جگہ تم اپنی اولاد کیلئے پیغام مت بھیجو ہاں اگر وہ چھوڑ بیٹھے یا دوسرا آدمی جواب دیدے تب تم کو درست ہے۔ **معاملہ۴:۔** میاں بیوی کی تنہائی کے خاص معاملوں کا اپنی ساتھنوں سہیلیوں سے ذکر کرنا خدائے تعالیٰ کے نزدیک بہت ناپسند ہے۔ اکثر دولہا دلہن اسکی پرواہ نہیں کرتے۔ **معاملہ۵:۔** اگر نکاح کے معاملہ میں تم سے کوئی صلاح لے تو اگر اس موقع کی کوئی خرابی یا برائی تم کو معلوم ہو تو اس کو ظاہر کرو۔ یہ غیبت حرام نہیں ہاں خواہ مخواہ کسی کو برا مت کہو۔ **معاملہ۶:۔** اگر خاوند مقدور والا ہو اور بیوی کی ضرورت کے لائق بھی خرچ نہ دے تو بیوی چھپا کر لے سکتی ہے مگر فضول خرچی کرنے کو یا دنیا کی رسمیں پورا کرنے کو لینا درست نہیں۔

کسی کو تکلیف دینے کا بیان

معاملہ ۱:۔ جو شخص پورا حکیم نہ ہو اس کو کسی کی دوا دارو کرنا درست نہیں جس میں نقصان کا ڈر ہو اگر ایسا کیا تو گنہگار ہوگا۔ **معاملہ ۲:۔** دھار والی چیز سے کسی کو ڈرانا نہیں چاہئے خواہ ہنسی میں ہو منع ہے شاید ہاتھ سے نکل پڑے۔ **معاملہ ۳:۔** چاقو کھلا ہوا کسی کے ہاتھ میں مت دو یا تو بند کر کے دو یا چارپائی وغیرہ پر رکھ دو دوسرا آدمی اپنے ہاتھ سے اٹھا لے۔ **معاملہ ۴:۔** کتے بلی وغیرہ کسی جاندار چیز کو بند رکھنا جس میں وہ بھوکا پیاسا تڑپے بڑا گناہ ہے۔ **معاملہ ۵:۔** کسی گنہگار کو طعنہ دینا بری بات ہے۔ ہاں نصیحت کے طور پر کہنا کچھ ڈر نہیں۔ **معاملہ ۶:۔** بے خطا کسی کو گھورنا جس سے وہ ڈر جائے درست نہیں دیکھو جب گھورنا تک درست نہیں تو ہنسی میں کسی کو اچانک ڈرا دینا کتنی بری بات ہے۔ **معاملہ ۷:۔** اگر جانور ذبح کرنا ہو چھری خوب تیز کر لو بے ضرورت تکلیف نہ دو۔ **معاملہ ۸:۔** جب سفر کرو جانور کو تکلیف نہ دو اور نہ بہت زیادہ اسباب لادو نہ بہت ڈراؤ اور جب منزل پر پہنچو اول جانور کے گھاس دانے کا بندوبست کرو۔

عادتوں کا سنوارنا کھانے پینے کا بیان

ادب ۱:۔ بسم اللہ کر کے کھانا شروع کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ البتہ اگر اس برتن میں کئی قسم کی چیزیں ہیں جیسے کئی طرح کے پھل کئی طرح کی شیرینی ہو اس وقت جس چیز کو جی چاہے جس طرف سے چاہے اٹھاؤ۔ **ادب ۲:۔** انگلیاں چاٹ لیا کرو اور برتن میں اگر سالن ختم ہو چکے تو اس کو بھی صاف کر لیا کرو۔ **ادب ۳:۔** اگر لقمہ ہاتھ سے چھوٹ جائے تو اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لو شیخی مت کرو۔ **ادب ۴:۔** خربوزے کی پھانکیں ہیں یا کھجور انگور کے دانے ہیں یا مٹھائی کی ڈلیاں ہیں تو ایک ایک اٹھاؤ دو دو ایک دم سے مت لو۔ **ادب ۵:۔** اگر کوئی چیز بدبودار کھائی ہو جیسے کچا پیاز لہسن تو اگر محفل میں بیٹھنا ہو پہلے منہ صاف کر لو کہ بدبو نہ رہے۔ **ادب ۶:۔** روز کے خرچ کیلئے آٹا چاول ناپ تول کر پکاؤ اندھا دھند مت اٹھاؤ۔ **ادب ۷:۔** کھا پی کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔ **ادب ۸:۔** کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوا اور کلی بھی کر لو۔ **ادب ۹:۔** بہت جلتا کھانا مت کھاؤ۔ **ادب ۱۰:۔** مہمان کی خاطر کرو اگر تم مہمان جاؤ تو اتنا مت ٹھہرو کہ دوسرے کو بوجھ لگنے لگے۔ **ادب ۱۱:۔** کھانا مل کر کھانے سے برکت ہوتی ہے۔ **ادب ۱۲:۔** جب کھانا کھا چکو اپنے اٹھنے سے پہلے دستر خوان اٹھوا دو۔ اس سے پہلے خود اٹھنا بے ادبی ہے اگر اپنی ساتھن سے پہلے کھا چکو تب بھی اس کا ساتھ دو۔ تھوڑا تھوڑا کھاتی رہو تا کہ وہ شرم کے مارے بھوکی نہ اٹھ جائے اگر کسی وجہ سے اٹھنے کی ضرورت ہو تو اس سے عذر کرو۔ **ادب ۱۳:۔** مہمان کو دروازے کے پاس تک پہنچانا سنت ہے۔ **ادب ۱۴:۔** پانی ایک سانس میں مت پیو تین سانس میں پیو اور سانس لینے کے وقت برتن منہ سے جدا کر دو اور بسم اللہ کر کے پیو اور پی کر الحمد للہ کہو۔ **ادب ۱۵:۔** جس برتن میں زیادہ پانی آ جانے کا شبہ

ہو یا جس برتن کے اندر کا حال معلوم نہ ہو کہ اس میں شاید کوئی کیڑا کانٹا ہو ایسے برتن سے منہ لگا کر پانی مت پیئو۔ **ادب ۱۶**:۔ بے ضرورت کھڑے ہو کر پانی مت پیئو۔ **ادب ۱۷**:۔ پانی پی کر اگر دوسروں کو بھی دینا ہو تو جو تمہارے داہنی طرف ہو اس کو پہلے دو اور وہ اپنی داہنی طرف والی کو دے اسی طرح اگر کوئی چیز بانٹنا ہو جیسے پان، عطر، مٹھائی سب کا یہی طریقہ ہے۔ **ادب ۱۸**:۔ جس طرف سے برتن ٹوٹ رہا ہے ادھر سے پانی مت پیئو۔ **ادب ۱۹**:۔ شروع شام کے وقت بچوں کو مت باہر نکلنے دو اور شب کو دروازے بسم اللہ کر کے بند کرو اور بسم اللہ کر کے برتنوں کو ڈھانک دو اور چراغ سوتے وقت گل کر دو اور چولہے کی آگ بجھا دو یاد با دو۔
ادب ۲۰:۔ کھانے پینے کی چیز کسی کے پاس بھیجنا ہو تو ڈھانک کر بھیجو۔

پہننے اوڑھنے کا بیان: **ادب ۱**:۔ ایک جوتی پہن کر مت چلو۔ رضائی وغیرہ اس طرح مت لپیٹو کہ چلنے میں یا جلدی سے ہاتھ نکالنے میں مشکل ہو۔ **ادب ۲**:۔ کپڑا داہنی طرف سے پہننا شروع کرو مثلاً داہنی آستین و داہنا پائنچہ داہنی جوتی اور بائیں طرف سے نکالو۔ **ادب ۳**:۔ کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھو گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَ لَاقُوَّةٍ﴾ **ادب ۴**:۔ ایسا لباس مت پہنو جس میں بے پردگی ہو۔ **ادب ۵**:۔ جو امیر عورتیں بہت قیمتی پوشاک اور زیور پہنتی ہیں ان کے پاس زیادہ مت بیٹھو خواہ مخواہ دنیا کی ہوس بڑھے گی۔ **ادب ۶**:۔ پیوند لگانے کو ذلت مت سمجھو۔ **ادب ۷**:۔ کپڑا نہ بہت تکلف کا پہنو اور نہ میلا کچیلا پہنو، بیچ کی راس رہو۔ اور صفائی رکھو۔ **ادب ۸**:۔ بالوں میں تیل کنگھی کرتی رہو مگر ہر وقت اسی دھن میں مت لگی رہو۔ ہاتھوں میں مہندی لگاؤ۔ **ادب ۹**:۔ سرمہ تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں لگاؤ۔ ادب گھر کو صاف رکھو۔

بیماری اور علاج کا بیان: **ادب ۱**:۔ بیمار کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی مت کرو۔ **ادب ۲**:۔ بیماری میں بد پرہیزی مت کرو۔ **ادب ۳**:۔ خلاف شرع تعویذ گنڈا ٹوٹکا ہرگز استعمال مت کرو۔ **ادب ۴**:۔ اگر کسی کو نظر لگ جائے جس پر شبہ ہو کہ اس کی نظر لگی ہے اس کا منہ اور دونوں ہاتھ کہنی سمیت اور دونوں پاؤں اور دونوں زانو اور استنجے کا موقع دھلوا کر پانی جمع کر کے اس شخص کے سر پر ڈالو جس کو نظر لگی ہے انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائیگی۔ **ادب ۵**:۔ جن بیماروں سے دوسروں کو نفرت ہوتی ہے جیسے خارش یا خون بگڑ جانا ایسے بیمار کو چاہئے کہ خود سب سے الگ رہے تا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

خواب دیکھنے کا بیان: **ادب ۱**:۔ اگر ڈراؤنا خواب نظر آئے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دو اور تین بار ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ﴾ پڑھو اور کروٹ بدل ڈالو اور کسی سے ذکر مت کرو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی نقصان نہ ہوگا۔ **ادب ۲**:۔ اگر خواب کہنا ہو تو ایسے شخص سے کہو جو عقلمند ہو تمہارا بھلا چاہنے والا ہو تا کہ بری تعبیر نہ دے۔ **ادب ۳**:۔ جھوٹا خواب بنانا بڑا گناہ ہے۔

سلام کرنے کا بیان: **ادب ۱**:۔ آپس میں سلام کیا کرو اس طرح السلام علیکم اور جواب اس طرح دیا کرو وعلیکم

السلام اور سب طریقے واہیات ہیں۔ ادب ۲:۔ جو پہلے سلام کرے اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔ ادب ۳:۔ جو کوئی دوسرے کا سلام لائے یوں جواب دو علیہم وعلیکم السلام۔ ادب ۴:۔ اگر کئی آدمیوں میں سے ایک نے سلام کر لیا تو سب کی طرف سے ہو گیا۔ اسی طرح ساری محفل میں سے ایک نے جواب دے دیا وہ بھی سب کی طرف سے ہو گیا (ہاتھ کے اشارے سے سلام کے وقت جھکنا منع ہے) اگر کوئی شخص دور ہو اور تم اس کو سلام کرو یا وہ تم کو سلام کرے تو پھر ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے لیکن زبان سے بھی سلام کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ مسلمانوں کے جو بچے سرکاری سکولوں میں پڑھتے ہیں ان کو بھی انگریزی یا ہندوانہ طرز سے سلام نہ کرنا چاہئے بلکہ شرعی طریقے پر استادوں وغیرہ کو سلام کرنا چاہئے۔ اگر استاد کافر ہو تو اس کو صرف سلام یا ﴿السَّلام علٰی من اتبع الھدیٰ﴾ کہنا چاہئے کافروں کیلئے السلام علیکم کے الفاظ استعمال نہ کرنے چاہئیں۔ سب مسلمانوں کیلئے یہی حکم ہے۔

بیٹھنے، لیٹنے، چلنے کا بیان: ادب ۱:۔ بن ٹھن کر اتراتی ہوئی مت چلو۔ ادب ۲:۔ الٹی مت لیٹو۔ ادب ۳:۔ ایسی چھت پر مت سوؤ جس میں آڑ نہ ہو شاید لڑھک کر گر پڑو۔ ادب ۴:۔ کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں نہ بیٹھو۔ ادب ۵:۔ اگر تم کسی ناچاری کو باہر نکلو تو سڑک کے کنارے کنارے چلو بیچ میں چلنا عورت کیلئے بے شرمی ہے۔

سب میں مل کر بیٹھنے کا بیان: ادب ۱:۔ کسی کو اسکی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں مت بیٹھو۔ ادب ۲:۔ کوئی عورت محفل سے اٹھ کر کسی کام کو گئی اور عقل سے معلوم ہوا کہ ابھی پھر آئے گی ایسی حالت میں اسکی جگہ کسی اور کو بیٹھنا نہ چاہئے۔ وہ جگہ اسی کا حق ہے۔ ادب ۳:۔ اگر دو عورتیں ارادہ کر کے محفل میں پاس پاس بیٹھی ہوں تو تم انکے بیچ میں جا کر مت بیٹھو البتہ اگر وہ خوشی سے بٹھا لیں تو کچھ ڈر نہیں۔ ادب ۴:۔ جو عورت تم سے ملنے آئے اسکو دیکھ کر ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ جس میں وہ یہ جانے کہ میری قدر کی۔ ادب ۵:۔ محفل میں سردار بن کر مت بیٹھو جہاں جگہ ہو غریبوں کی طرح بیٹھ جاؤ۔ ادب ۶:۔ جب چھینک آئے منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لو اور پست آواز سے چھینکو۔ ادب ۷:۔ جمائی کو جہاں تک ہو سکے روکو اگر نہ رکے تو منہ ڈھانک لو۔ ادب ۸:۔ بہت زور سے مت ہنسو۔ ادب ۹:۔ محفل میں ناک منہ چڑھا کر منہ پھلا کر مت بیٹھو عاجزی سے غریبوں کی طرح بیٹھو کوئی بات موقع کی ہو بول چال بھی لو۔ البتہ گناہ کی بات مت کرو۔ ادب ۱۰:۔ محفل میں کسی طرف پاؤں مت پھیلاؤ۔

زبان کے بچانے کا بیان: ادب ۱:۔ بے سوچے کوئی بات مت کہو جب سوچ کر یقین ہو جائے کہ یہ بات کسی طرح بری نہیں تب بولو۔ ادب ۲:۔ کسی کو بے ایمان کہنا یا یوں کہنا کہ فلانی پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کا غضب پڑے، دوزخ نصیب ہو خواہ آدمی کو خواہ جانور کو یہ سب گناہ ہے۔ جس کو کہا ہے اگر وہ ایسا نہ ہوا تو یہ سب پھٹکار لوٹ کر اس کہنے والی پر پڑتی ہے۔ ادب ۳:۔ اگر تم کو کوئی بیجا بات کہے تو بدلے میں اتنا ہی کہہ سکتی ہو اگر ذرا بھی زیادہ کہا پھر تم گنہگار ہو گی۔ ادب ۴:۔ دوغلی بات منہ دیکھنے کی مت کرو کہ اس کے

منہ پر اسکی اور اس کے منہ اس کی سی۔ ادب ۵:۔ چغل خوری ہرگز مت کرو نہ کسی کی چغلی سنو۔ ادب ۶:۔ جھوٹ ہرگز مت بولو۔ ادب ۷:۔ کسی کی غیبت ہرگز بیان مت کرو اور غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو رنج ہو چاہے وہ بات سچی ہی ہو۔ اور اگر وہ بات ہی غلط ہے تو وہ بہتان ہے اس میں اور بھی زیادہ گناہ ہے۔ ادب ۹:۔ کسی سے بحث مت کرو اپنی بات کو اونچی مت کرو۔ ادب ۱۰:۔ زیادہ مت ہنسو اس سے دل کی رونق جاتی رہتی ہے۔ ادب ۱۱:۔ جس شخص کی غیبت کی ہے اگر اس سے معاف نہ کرا سکو تو اس شخص کیلئے دعائے مغفرت کیا کرو۔ امید ہے کہ قیامت میں معاف کر دے۔ ادب ۱۲:۔ جھوٹا وعدہ مت کرو۔ ادب ۱۳:۔ ایسی ہنسی مت کرو جس سے دوسرا ذلیل ہو جائے۔ ادب ۱۴:۔ اپنی کسی چیز یا کسی ہنر پر بڑائی مت جتلاؤ۔ ادب ۱۵:۔ شعر اشعار کا دھندا مت رکھو البتہ اگر مضمون خلاف شرع نہ ہو اور تھوڑی سی آواز سے کبھی کبھی کوئی دعا یا نصیحت کا شعر پڑھ لو تو ڈر نہیں۔ ادب ۱۶:۔ سنی سنائی ہوئی باتیں مت کہا کرو۔ کیونکہ اکثر ایسی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔

متفرق باتوں کا بیان

ادب ۱:۔ خط لکھ کر اس پر مٹی چھوڑ دیا کرو اس سے اس کام میں آسانی ہوتی ہے جس کام کیلئے خط لکھا گیا ہو۔ ادب ۲:۔ زمانہ کو برا مت کہو۔ ادب ۳:۔ باتیں بہت چبا چبا کر مت کرو نہ کلام میں بہت طول یا مبالغہ کیا کرو ضرورت کے قدر بات کرو۔ ادب ۴:۔ کسی کے گانے کی طرف کان مت لگاؤ۔ ادب ۵:۔ کسی کی بری صورت یا بری بات کی نقل مت اتارو۔ ادب ۶:۔ کسی کا عیب دیکھو اسکو چھپاؤ گاتی مت پھرو۔ ادب ۷:۔ جو کام کرو سوچ کر انجام سمجھ کر اطمینان سے کرو۔ جلدی میں اکثر کام بگڑ جاتے ہیں۔ ادب ۸:۔ کوئی تم سے مشورہ لے تو وہی صلاح دو جس کو اپنے نزدیک بہتر سمجھتی ہو۔ ادب ۹:۔ غصے کو جہاں تک ہو سکے روکو۔ ادب ۱۰:۔ لوگوں سے اپنا کہا سنا معاف کرا لو ورنہ قیامت میں بڑی مصیبت ہو گی۔ ادب ۱۱:۔ دوسروں کو بھی نیک کام بتلاتی رہو۔ بری باتوں سے منع کرتی رہو۔ البتہ اگر بالکل قبول کرنے کی امید نہ ہو یا اندیشہ ہو کہ یہ ایذا پہنچائے گا تو خاموشی جائز ہے مگر دل سے بری بات کو برا سمجھتی ہو اور بدون لاچاری کے ایسے آدمیوں سے نہ ملو۔

دل کا سنوارنا

زیادہ کھانے کی حرص کی برائی اور اسکا علاج: بہت سے گناہ پیٹ کے زیادہ پالنے سے ہوتے ہیں اس میں کئی باتوں کا خیال رکھو۔ مزیدار کھانے کی پابند نہ ہو، حرام روزی سے بچو۔ حد سے زیادہ نہ بھرو بلکہ دو چار لقمے کی بھوک رکھ کر کھاؤ اس میں بہت فائدے ہیں۔ ایک تو دل صاف رہتا ہے جس سے خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان ہوتی ہے اور اس سے خدائے تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے دل میں رقت اور نرمی رہتی ہے جس سے دعا و ذکر میں لذت معلوم ہوتی ہے۔ تیسرے نفس میں بڑائی اور سرکشی نہیں ہونے پاتی۔ چوتھے نفس کو تھوڑی

سی تکلیف پہنچتی ہے اور تکلیف کو دیکھ کر خدا کا عذاب یاد آتا ہے اور اس وجہ سے نفس گناہوں سے بچتا ہے۔ پانچویں گناہ کی رغبت کم ہوتی ہے۔ چھٹے طبیعت ہلکی رہتی ہے نیند کم آتی ہے تہجد اور دوسری عبادتوں میں سستی نہیں ہوتی۔ ساتویں بھوکوں، عاجزوں پر رحم آتا ہے بلکہ ہر ایک کے ساتھ رحمدلی پیدا ہوتی ہے۔

زیادہ بولنے کی حرص کی برائی اور اس کا علاج: نفس کو زیادہ بولنے میں بھی مزہ آتا ہے اور اس سے صدہا گناہ میں پھنس جاتا ہے جھوٹ اور غیبت اور کوسنا کسی کو طعنہ دینا اپنی بڑائی جتلانا خواہ مخواہ کسی سے بحثا بحثیلگانا۔ امیروں کی خوشامد کرنا ایسی ہنسی کرنا جس سے کسی کا دل دکھے ان سب آفتوں سے بچنا جب ہی ممکن ہے کہ زبان کو روکے اور اس کے روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ جو بات منہ سے نکالنا ہو جی میں آتے ہی نہ کہہ ڈالے بلکہ پہلے خوب سوچ سمجھ لے کہ اس بات میں کسی طرح کا گناہ ہے یا ثواب ہے یا یہ کہ نہ گناہ ہے نہ ثواب اگر وہ بات ایسی ہے جس میں تھوڑا یا بہت گناہ ہے تو بالکل اپنی زبان بند کرلو۔ اگر اندر سے نفس تقاضا کرے تو اس کو سمجھاؤ کہ اس وقت تھوڑا سا جی کو مار لینا آسان ہے اور دوزخ کا عذاب بہت سخت ہے اور اگر وہ بات ثواب کی ہے تو کہہ ڈالو اور اگر نہ گناہ ہے نہ ثواب تو بھی مت کہو۔ اور اگر بہت ہی دل چاہے تو تھوڑی سی کہہ کر چپ ہو جاؤ۔ ہر بات میں اسی طرح سوچا کرو۔ تھوڑے دنوں میں بری بات کہنے سے خود نفرت ہو جائے گی اور زبان کی حفاظت کی تدبیر یہ بھی ہے کہ بلاضرورت کسی سے نہ ملو۔ جب تنہائی ہوگی خود ہی زبان خاموش رہے گی۔

غصے کی برائی اور اس کا علاج: غصہ میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور انجام سوچنے کا ہوش نہیں رہتا اس لئے زبان سے بھی جابجا نکل جاتا ہے اور ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے اس لئے اس کو بہت روکنا چاہئے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ کرے کہ جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے سامنے سے بالکل ہٹا دے اگر وہ نہ ہٹے خود اس جگہ سے ٹل جائے پھر سوچے جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں خدائے تعالیٰ کی قصوروار ہوں اور جیسا میں چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری خطا معاف کر دے ایسے ہی مجھ کو بھی چاہئے کہ میں اس کا قصور معاف کر دوں اور زبان سے اعوذ باللہ کئی بار پڑھے اور پانی پی لے یا وضو کرے اس سے غصہ جاتا رہے گا۔ پھر جب عقل ٹھکانے ہو جائے اس وقت بھی اگر اس قصور پر سزا دینا مناسب معلوم ہو مثلاً سزا دینے میں اسی قصوروار کی بھلائی ہے جیسے اولاد ہے کہ اس کو سدھارنا ضرور ہے یا سزا دینے میں دوسرے کی بھلائی ہے جیسے اس شخص نے کسی پر ظلم کیا تھا اب مظلوم کی مدد کرنا اور اس کے واسطے بدلہ لینا ضرور ہے اس لئے سزا کی ضرورت ہے تو اول خوب سمجھ لے کہ اتنی خطا کی کتنی سزا ہونی چاہئے جب اچھی طرح شرع کے موافق اس بات میں تسلی ہو جائے اسی طرح سزا دیدے۔ چند روز اسی طرح غصہ روکنے سے دل خود بخود قابو میں آ جائے گا تیزی نہ رہے گی اور کینہ بھی اس غصے سے پیدا ہو جاتا ہے، جب غصے کی اصلاح ہو جائے گی کینہ بھی دل سے نکل جائے گا۔

حسد کی برائی اور اس کا علاج

کسی کو کھاتا پیتا یا پھلتا پھولتا یا عزت وآبرو سے رہتا ہوا دیکھ کر دل میں جلنا اور رنج کرنا اور اس

کے زوال سے خوش ہونا اس کو حسد کہتے ہیں یہ بہت بری چیز ہے اس میں گناہ بھی ہے۔ ایسے شخص کی ساری زندگی تلخی میں گزرتی ہے۔ غرض اس کی دنیا اور دین دونوں بے حلاوت ہیں اس لئے اس آفت سے نکلنے کی بہت کوشش کرنی چاہئے اور علاج اس کا یہ ہے کہ اول یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے سے مجھ ہی کو نقصان اور تکلیف ہے اس کا کیا نقصان ہے اور میرا نقصان یہ ہے کہ میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ حسد کرنیوالی گویا اللہ پر اعتراض کر رہی ہے کہ فلانا شخص اس نعمت کے لائق نہ تھا اس کو نعمت کیوں دی تو یو سمجھو کہ توبہ توبہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتی ہے تو کتنا بڑا گناہ ہوگا اور تکلیف ظاہر ہی ہے کہ ہمیشہ رنج و غم میں رہتی ہے اور جس پر حسد کیا ہے اس کا کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ اس کے حسد سے وہ نعمت جاتی نہ رہے گی بلکہ اسکا نفع یہ ہے کہ اس حسد کرنیوالی کی نیکیاں اس کے پاس چلی جائیں گی۔ جب ایسی ایسی باتیں سوچ چکو تو پھر یہ کرو کہ اپنے دل پر جبر کر کے جس شخص پر حسد پیدا ہوا ہے زبان سے دوسروں کے روبرو اسکی تعریف اور بھلائی کرو اور یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کو دونی دیں اور اگر اس شخص سے ملنا ہو جائے تو اسکی تعظیم کرے اور اس کے ساتھ عاجزی سے پیش آئے۔ پہلے پہلے ایسے برتاؤ سے نفس کو بہت تکلیف ہوگی مگر رفتہ رفتہ آسانی ہو جائیگی اور حسد جاتا رہے گا۔

دنیا اور مال کی محبت کی برائی اور اسکا علاج

مال کی محبت ایسی بری چیز ہے کہ جب یہ دل میں آتی ہے تو حق تعالیٰ کی یاد اور محبت اس میں نہیں سماتی کیونکہ ایسے شخص کو تو ہر وقت یہی ادھیڑ بن رہے گی کہ روپیہ کس طرح آئے اور کیونکر جمع ہو۔ زیور کپڑا ایسا ہونا چاہئے اس کا سامان کس طرح کرنا چاہئے اتنے برتن ہو جائیں اتنی چیزیں بن جائیں ایسا گھر بنانا چاہئے باغ لگانا چاہئے، جائیداد خریدنا چاہئے۔ جب رات دن دل اسی میں رہا پھر خدائے تعالیٰ کو یاد کرنے کی فرصت کہاں ملے گی۔ ایک برائی اس میں یہ ہے کہ جب دل میں اسکی محبت جم جاتی ہے تو مر کر خدا کے پاس جانا بھی اس کو برا معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ خیال آتا ہے کہ مرتے ہی یہ سارا عیش جاتا رہے گا اور کبھی خاص مرتے وقت دنیا کا چھوڑنا برا معلوم ہوتا ہے، اور جب اس کو معلوم ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے دنیا سے چھڑایا ہے توبہ توبہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہو جاتی ہے اور خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔ ایک برائی اس میں یہ ہے کہ جب آدمی دنیا سمیٹنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے پھر اس کو حرام و حلال کا کچھ خیال نہیں رہتا ہے نہ اپنا اور پرایا حق سوجھتا ہے نہ جھوٹ اور دغا کی پرواہ ہوتی ہے پس یہی نیت رہتی ہے کہ کہیں سے آئے لے کر بھر لو اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ دنیا کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے۔ جب یہ ایسی بری چیز ہے تو ہر مسلمان کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس بلا سے بچے اور اپنے دل سے دنیا کی محبت باہر کرے۔ سو علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرے اور ہر وقت سوچے کہ یہ سب سامان ایک دن چھوڑنا ہے پھر اس میں جی لگانا کیا فائدہ۔ بلکہ جس قدر

جی زیادہ لگے گا اسی قدر چھوڑتے وقت حسرت ہوگی۔ دوسرے بہت سے علاقے نہ بڑھائے یعنی بہت سے آدمیوں سے میل جول لینا دینا نہ بڑھائے ضرورت سے زیادہ سامان چیز بست، مکان جائیداد جمع نہ کرے، کاروبار روزگار تجارت حد سے زیادہ نہ پھیلائے۔ ان چیزوں کو ضرورت اور آرام تک رکھے غرض سب سامان مختصر رکھے۔ تیسرے فضول خرچی نہ کرے کیونکہ فضول خرچی کرنے سے آمدنی کی حرص بڑھتی ہے اور اسکی حرص سے سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ چوتھے موٹے کھانے کپڑے کی عادت رکھے۔ پانچویں غریبوں میں زیادہ بیٹھے امیروں سے بہت کم ملے کیونکہ امیروں سے ملنے میں ہر چیز کی ہوس پیدا ہوتی ہے۔ چھٹے جن بزرگوں نے دنیا چھوڑ دی ہے ان کے قصے حکایتیں دیکھا کرے۔ ساتویں جس چیز سے دل کو زیادہ لگاؤ ہو اس کو خیرات کردے یا بیچ ڈالے انشاءاللہ تعالیٰ ان تدبیروں سے دنیا کی محبت دل سے نکل جائے گی اور دل میں جو دور دور کی امنگیں پیدا ہوتی ہیں کہ یوں جمع کریں یوں سامان خریدیں یوں اولاد کیلئے مکان اور گاؤں چھوڑ جائیں۔ جب دنیا کی محبت جاتی رہے گی یہ امنگیں خود بخود دفع ہو جائیں گی۔

کنجوسی کی برائی اور اس کا علاج

بہت سے حق جن کا ادا کرنا فرض اور واجب ہے جیسے زکوٰۃ، قربانی، کسی محتاج کی مدد کرنا اپنے غریب رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا کنجوسی میں یہ حق ادا نہیں ہوتے اس کا گناہ ہوتا ہے۔ یہ تو دین کا نقصان ہے اور کنجوس آدمی سب کی نگاہوں میں ذلیل اور بے قدر رہتا ہے یہ دنیا کا نقصان ہے اس سے زیادہ کیا برائی ہوگی۔ علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ مال اور دنیا کی محبت دل سے نکالے جب اسکی محبت نہ رہے گی کنجوسی کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی۔ دوسرا علاج یہ ہے کہ جو چیز اپنی ضرورت سے زیادہ ہو اپنی طبیعت پر زور ڈال کر اس کو کسی کو دے ڈالا کرے اگرچہ نفس کو تکلیف ہو مگر ہمت کر کے اس تکلیف کو سہارے جب تک کہ کنجوسی کا اثر بالکل دل سے نہ نکل جائے یوں ہی کیا کرے۔

نام اور تعریف چاہنے کی برائی اور اس کا علاج (یعنی حُبِّ جاہ)

جب آدمی کے دل میں اسکی خواہش ہوتی ہے تو دوسرے شخص کے نام اور تعریف سے جلتا ہے اور حسد کرتا ہے اسکی برائی اوپر سن چکی ہو اور دوسرے شخص کی برائی اور ذلت سن کر جی خوش ہوتا ہے یہ بھی بڑے گناہ کی بات ہے کہ آدمی دوسرے کا برا چاہے اور اس میں یہ بھی برائی ہے کہ کبھی ناجائز طریقوں سے نام پیدا کیا جاتا ہے۔ مثلاً نام کے واسطے شادی وغیرہ میں خوب مال اڑایا فضول خرچی کی اور وہ مال کبھی رشوت سے جمع کیا، کبھی سودی قرض لیا اور یہ سارے گناہ اس نام کی بدولت ہوئے اور دنیا کا نقصان اس میں یہ ہے کہ ایسے شخص کے دشمن اور حاسد بہت ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس کو ذلیل اور بدنام کرنے اور اس کو نقصان اور تکلیف پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ یوں سوچے کہ جن لوگوں کی نگاہ میں

ناموری اور تعریف ہوگی نہ وہ رہیں گے نہ میں رہوں گی تھوڑے دنوں کے بعد کوئی پوچھے گا بھی نہیں پھر ایسی بے بنیاد چیز پر خوش ہونا نادانی کی بات ہے۔ دوسرا علاج یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جو شرع کے تو خلاف نہ ہو مگر یہ لوگوں کی نظر میں ذلیل اور بدنام ہو جائے مثلاً گھر کی بچی ہوئی باسی روٹیاں غریبوں کے ہاتھ سستی بیچنے لگے اس سے خوب رسوائی ہوگی۔

غرور اور شیخی کی برائی اور اس کا علاج

غرور اور شیخی اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنے آپ کو علم میں یا عبادت میں یا دینداری میں یا حسب نسب میں یا مال اور سامان میں یا عزت و آبرو میں یا عقل میں یا اور کسی بات میں اوروں سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے سے کم اور حقیر جانے یہ بڑا گناہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جس کے دل میں رائی برابر تکبر ہو گا وہ جنت میں نہ جائے گا۔ اور دنیا میں بھی لوگ ایسے آدمی سے دل میں بہت نفرت کرتے ہیں اور اس کے دشمن ہوتے ہیں۔ اگرچہ ڈر کے مارے ظاہر میں آؤ بھگت کرتے ہیں اور اس میں یہ بھی برائی ہے کہ ایسا شخص کسی کی نصیحت کو نہیں مانتا حق بات کو کسی کے کہنے سے قبول نہیں کرتا بلکہ برا مانتا ہے اور اس نصیحت کرنیوالے کو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے۔ علاج اسکا یہ ہے کہ اپنی حقیقت پر غور کرے کہ میں مٹی اور ناپاک پانی کی پیدائش ہوں ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں اگر وہ چاہیں ابھی سب لے لیں پھر شیخی کس بات پر کروں اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو یاد کرے اس وقت اپنی بڑائی نگاہ میں نہ آئے گی اور جس کو اس نے حقیر سمجھا ہے اس کے سامنے عاجزی سے پیش آئے اور اس کی تعظیم کیا کرے شیخی دل سے نکل جائے گی۔ اگر اور زیادہ ہمت نہ ہو تو اپنے ذمہ اتنی ہی پابندی کرے کہ جب کوئی چھوٹے درجہ کا آدمی ملے اس کو پہلے خود سلام کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی نفس میں بہت عاجزی آ جائے گی (کثرت نوافل بھی تکبر کا عمدہ علاج ہے اور دسترخوان پر جو کھانے کے ریزے رہ جاتے ہیں ان کا کھانا بھی تکبر کا بہترین علاج ہے)۔

اترانے اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنے کی برائی اور اس کا علاج

اگر کوئی اپنے آپ کو اچھا سمجھی یا کپڑا زیور پہن کر اترائی اگرچہ دوسروں کو بھی برا اور کم نہ سمجھی۔ یہ بات بھی بری ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ خصلت دین کو برباد کرتی ہے اور یہ بھی بات ہے کہ ایسا آدمی اپنے سنوارنے کی فکر نہیں کرتا۔ کیونکہ جب وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے تو اسکی اپنی برائیاں کبھی نظر نہ آئیں گی علاج اس کا یہ ہے کہ اپنے عیبوں کو سوچا اور دیکھا کرے اور یہ سمجھے کہ جو باتیں میرے اندر اچھی ہیں یہ خدائے تعالیٰ کی نعمت ہے میرا کوئی کمال نہیں اور یہ سوچ کر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا کرے اور دعا کیا کرے کہ اے اللہ اس نعمت کا زوال نہ ہو۔

نیک کام دکھلاوے کیلئے کرنے کی برائی اور اس کا علاج

یہ دکھلاوا کئی طرح کا ہوتا ہے کبھی صاف زبان سے ہوتا ہے کہ ہم نے اتنا قرآن پڑھا ہم رات کو

اٹھے تھے کبھی اور باتوں میں ملا ہوتا ہے مثلاً کہیں بدوؤں کا ذکر ہو رہا تھا کسی نے کہا کہ نہیں صاحب یہ سب باتیں غلط ہیں۔ ہمارے ساتھ ایسا ایسا برتاؤ ہوا تو اب بات تو ہوئی اور کچھ لیکن اسی میں یہ بھی سب نے جان لیا کہ انہوں نے حج کیا ہے، کبھی کام کرنے سے ہوتا ہے جیسے دکھلاوے کی نیت سے سب کے روبرو تسبیح لیکر بیٹھ گئی یا کبھی کام کے سنوارنے سے ہوتا ہے جیسے کسی کی عادت ہے کہ ہمیشہ قرآن پڑھتی ہے مگر چار عورتوں کے سامنے ذرا سنوار سنوار کر پڑھنا شروع کر دیا۔ کبھی صورت وشکل سے ہوتا ہے جیسے آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر بیٹھ گئی جس میں دیکھنے والیاں سمجھ گئیں کہ یہ بڑی اللہ والی ہیں ہر وقت اسی دھیان میں ڈوبی رہتی ہیں، رات کو بہت جاگی ہیں نیند سے آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ دکھلاوا اور بھی کئی طور پر ہوتا ہے اور جس طرح بھی ہو بہت برا ہے۔ قیامت میں ایسے نیک کاموں پر جو دکھلاوے کیلئے کئے گئے ہوں ثواب کے بدلے الٹا عذاب دوزخ کا ہوگا۔ علاج اس کا وہی ہے جو کہ نام اور تعریف چاہنے کا علاج ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ کیونکہ دکھلاوا اسی واسطے ہوتا ہے کہ میرا نام ہو اور میری تعریف ہو۔

ضروری بتلانے کے قابل بات

ان بری باتوں کے جو علاج بتلائے گئے ہیں ان کو دو چار بار برت لینے سے کام نہیں چلتا اور یہ برائیاں نہیں دور ہوتیں۔ مثلاً غصہ کو دو چار بار روک لیا تو اس سے اس بیماری کی جڑ نہیں گئی یا ایک آدھ بار غصہ نہ آیا تو اس دھوکے میں نہ آئے کہ میرا نفس سنور گیا ہے بلکہ بہت دنوں تک ان علاجوں کو برتے اور غفلت ہو جائے افسوس اور رنج کرے اور آگے کو خیال رکھے۔ مدتوں کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان برائیوں کی جڑ جاتی رہے گی۔

ایک اور ضروری کام کی بات

نفس کے اندر جتنی برائیاں ہیں۔ اور ہاتھ اور پاؤں سے جتنے گناہ ہوتے ہیں ان کے علاج کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ جب نفس سے کوئی شرارت اور برائی یا گناہ کا کام ہو جائے اس کو کچھ سزا دیا کرے اور دو سزائیں آسان ہیں کہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ ایک تو یہ کہ اپنے ذمہ کچھ آنہ دو آنہ روپیہ دو روپیہ جیسی حیثیت ہو جرمانے کے طور پر ٹھہرالے جب کبھی کوئی بری بات ہو جایا کرے وہ جرمانہ غریبوں کو بانٹ دیا کرے اگر پھر ہو پھر اسی طرح کرے۔ دوسری سزا یہ ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھانا نہ کھایا کرے، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اگر کوئی ان سزاؤں کو نباہ کر برتے انشاء اللہ تعالیٰ سب برائیاں چھوٹ جائیں گی۔ آگے اچھی باتوں کا بیان ہے جن سے دل سنورتا ہے۔

توبہ اور اس کا طریقہ

توبہ ایسی چیز ہے کہ اس سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جو آدمی اپنی حالت میں غور کرے گا تو ہر وقت کوئی نہ کوئی بات گناہ کی ہو ہی جاتی ہے ضرور توبہ کو ہر وقت ضروری سمجھے گا۔ طریقہ اس کے حاصل کرنے کا یہ ہے کہ قرآن وحدیث میں جو عذاب کے ڈراوے گناہوں پر آئے ہیں ان کو یاد کرے اور

سوچے اس سے گناہ پر دل دکھے گا۔ اس وقت چاہئے کہ زبان سے بھی توبہ کرے اور جو نماز روزہ وغیرہ قضا ہو اس کو بھی قضا کرے۔ اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہیں ان سے معاف بھی کرالے یا ادا کردے اور جو ویسے ہی گناہ ہوں ان پر خوب کڑھے اور رونے کی شکل بنا کر خدائے تعالیٰ سے خوب معافی مانگے۔

خدائے تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے ڈرو اور خوف ایسی اچھی چیز ہے کہ آدمی اسکی بدولت گناہوں سے بچتا ہے۔ طریقہ اس کا وہی ہے جو طریقہ توبہ کا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے عذاب کو سوچا کرے اور یاد کیا کرے۔

اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے ''کہ تم حق تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو'' اور امید ایسی اچھی چیز ہے کہ اس سے نیک کاموں کیلئے دل بڑھتا ہے اور توبہ کرنیکی ہمت ہوتی ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تو یاد کرے اور سوچا کرے۔

صبر اور اس کا طریقہ

نفس کو دین کی بات پر پابند رکھنا اور دین کے خلاف اس سے کوئی کام نہ ہونے دینا اس کو صبر کہتے ہیں اور اس کے کئی موقعے ہیں۔ ایک موقع یہ ہے کہ آدمی چین امن کی حالت میں ہو، خدائے تعالیٰ نے صحت دی ہو، مال و دولت، عزت و آبرو، نوکر چاکر، آل اولاد، گھر بار، ساز و سامان دیا ہو ایسے وقت کا صبر یہ ہے کہ دماغ خراب نہ ہو خدائے تعالیٰ کو نہ بھول جائے، غریبوں کو حقیر نہ سمجھے، ان کے ساتھ نرمی اور احسان کرتا رہے۔ دوسرا موقع عبادت کا موقع ہے کہ اس وقت نفس سستی کرتا ہے جیسے نماز کیلئے اٹھنے میں یا نفس کنجوسی کرتا ہے جیسے زکوٰۃ خیرات دینے میں ایسے موقع پر تین طرح کا صبر درکار ہے۔ ایک عبادت سے پہلے کہ نیت درست رکھے اللہ ہی کے واسطے وہ کام کرے نفس کی کوئی غرض نہ ہو۔ دوسرے عبادت کے وقت کہ کم ہمتی نہ ہو جس طرح اس عبادت کا حق ہے اسی طرح ادا کرے۔ تیسرے عبادت کے بعد کہ اس کو کسی کے روبرو ذکر نہ کرے۔ تیسرا موقع گناہ کا وقت ہے اس وقت کا صبر یہ ہے کہ نفس کو گناہ سے روکے۔ چوتھا موقع وہ وقت ہے کہ اس شخص کو کوئی مخلوق تکلیف پہنچائے برا بھلا کہے اس وقت کا صبر یہ ہے کہ بدلہ نہ لے خاموش ہو جائے۔ پانچواں موقع مصیبت اور بیماری اور مال کے نقصان یا کسی عزیز و قریب کے مرجانے کا ہے۔ اس وقت کا صبر یہ ہے کہ زبان سے خلاف شرع کلمہ نہ کہے، بیان کرکے نہ روئے۔ طریقہ سب قسموں کے صبروں کا یہ ہے کہ ان سب موقعوں کے ثواب کو یاد کرلے۔ اور سمجھے کہ یہ سب باتیں میرے فائدے کے واسطے ہیں اور سوچے کہ بے صبری کرنے سے تقدیر تو ٹلتی نہیں ناحق ثواب بھی کیوں کھویا جائے۔

شکر اور اسکا طریقہ

خدائے تعالیٰ کی نعمتوں سے خوش ہوکر خدائے تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہونا اور اس محبت سے یہ شوق ہونا کہ جب وہ ہم کو ایسی ایسی نعمتیں دیتے ہیں تو ان کی خوب عبادت کرو اور ایسی نعمت دینے والے کی نافرمانی بڑے شرم کی بات ہے۔ یہ خلاصہ ہے شکر کا یہ ظاہر ہے کہ بندے پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہزاروں نعمتیں ہیں۔ اگر کوئی مصیبت بھی ہے تو اس میں بھی بندے کا فائدہ ہے تو وہ بھی نعمت ہے۔[1] جب ہر وقت نعمت ہے تو ہر وقت دل میں یہ خوشی اور محبت رہنا چاہئے کہ کبھی خدائے تعالیٰ کے حکم بجالانے میں کمی نہ کرنی چاہئے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اسکا طریقہ

یہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ بدون خدائے تعالیٰ کے ارادے کے نہ کوئی نفع حاصل ہوسکتا ہے نہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اس واسطے ضروری ہوا کہ جو کام کرے اپنی تدبیر پر بھروسہ نہ کرے نظر خدائے تعالیٰ پر رکھے اور کسی مخلوق سے زیادہ امید نہ رکھے نہ کسی سے زیادہ ڈرے یہ سمجھ لے کہ بدون خدا کے چاہے کوئی کچھ نہیں کرسکتا اس کو بھروسہ اور توکل کہتے ہیں۔ طریقہ اس کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کو اور مخلوق کے ناچیز ہونے کو خوب سوچا اور یاد کیا کرے۔

خدائے تعالیٰ سے محبت کرنا اور اس کا طریقہ

خدائے تعالیٰ کی طرف دل کا کھنچنا اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو سنکر اور ان کے کاموں کو دیکھ کر دل کو مزہ آنا یہ محبت ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام بہت کثرت سے پڑھا کرے اور اسکی خوبیوں کو یاد کیا کرے اور ان کو جو بندے کے ساتھ محبت ہے اس کو سوچا کرے۔

خدائے تعالیٰ کے حکم پر راضی رہنا اور اسکا طریقہ

جب مسلمان کو یہ معلوم ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے سب میں بندے کا فائدہ اور ثواب ہے تو ہر بات پر راضی رہنا چاہئے نہ گھبراوے نہ شکایت حکایت کرے۔ طریقہ اس کا اسی بات کو سوچنا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے سب بہتر ہے۔

صدق یعنی سچی نیت اور اس کا طریقہ

دین کا جو کوئی کام کرے اس میں کوئی دنیا کا مطلب نہ ہو۔ نہ تو دکھلاوا ہو نہ ایسا کوئی مطلب ہو

---

[1] کیونکہ اس پر صبر کرنے سے ثواب بھی ہوتا ہے اور نفس کی اصلاح بھی ہوتی ہے کہ وہ ذلیل ہوتا ہے اور کبھی کوئی عمدہ عوض دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔

جیسے کسی کے پیٹ میں گرانی ہواس نے کہا لاؤ روزہ رکھ لیں۔ روزہ کا روزہ ہو جائے گا اور پیٹ ہلکا ہو جائے گا۔ یا نماز کے وقت پہلے سے وضو ہو مگر گرمی بھی ہے اس لئے تازہ وضو کرلیا کہ وضو بھی تازہ ہو جائے گا اور ہاتھ پاؤں بھی ٹھنڈے ہو جائیں گے یا کسی سائل کو کچھ دیا کہ اس کے تقاضے سے جان بچی اور یہ بلا ٹلی۔ یہ سب باتیں سچی نیت کے خلاف ہیں۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ کام کرنے سے پہلے خوب سوچ لیا کرے اگر کسی ایسی بات کا اس میں میل پائے اس سے دل کو صاف کرلیں۔

مراقبہ یعنی دل سے خدا کا دھیان رکھنا اور اس کا طریقہ

دل سے ہر وقت دھیان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو میرے سب حالوں کی خبر ہے۔ ظاہر کی بھی اور دل کی بھی، اگر برا کام ہوگا یا برا خیال لایا جائے گا شاید اللہ تعالیٰ دنیا میں یا آخرت میں سزا دیں دوسرے عبادت کے وقت یہ دھیان جمائے کہ وہ میری عبادت کو دیکھ رہے ہیں، اچھی طرح بجالانا چاہئے۔ طریقہ اس کا یہی ہے کہ کثرت سے ہر وقت سوچا کرے تھوڑے دنوں میں اس کا دھیان بندھ جائے گا پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہوگی۔

قرآن مجید پڑھنے میں دل لگانے کا طریقہ

قاعدہ ہے کہ اگر کوئی کسی سے کہے کہ ہم کو تھوڑا سا قرآن سناؤ دیکھیں کیسا پڑھتی ہو تو اس وقت جہاں تک ہوسکتا ہے خوب بنا کر سنوار کر سنبھال کر پڑھتی ہو۔ اب یوں کیا کرو کہ جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کیا کرو پہلے دل میں یہ سوچ لیا کرو۔ کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمائش کی ہے کہ ہم کو سناؤ کیسا پڑھتی ہو اور یوں سمجھو کہ اللہ خوب سن رہے ہیں اور یوں خیال کرو کہ جب آدمی کے کہنے سے بنا سنوار کر پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے جو پڑھتے ہیں تو اس کو خوب ہی سنبھال سنبھال کر پڑھنا چاہئے۔ یہ سب باتیں سوچ کر اب پڑھنا شروع کرو اور جب تک پڑھتی رہو یہی باتیں خیال میں رکھو اور جب پڑھنے میں بگاڑ ہونے لگے یا دل ادھر ادھر بٹنے لگے تو تھوڑی دیر کیلئے پڑھنا موقوف کر کے ان باتوں کو سوچو اور پھر تازہ کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقہ سے صحیح اور صاف بھی پڑھا جائے گا اور دل بھی ادھر متوجہ رہے گا۔ اگر ایک مدت تک اسی طرح پڑھوگی تو پھر آسانی سے دل لگنے لگے گا۔

نماز میں دل لگانے کا طریقہ

اتنی بات یاد رکھو کہ نماز میں کوئی کام کوئی پڑھنا بے ارادے نہ ہو بلکہ ہر بات ارادے اور سوچ سے ہو مثلاً ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہہ کر جب کھڑی ہو تو ہر لفظ پر یوں سوچو کہ میں اب ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ﴾ پڑھ رہی ہوں۔ پھر سوچو کہ اب ﴿وَبِحَمْدِكَ﴾ کہہ رہی ہوں۔ پھر دھیان کرو کہ اب ﴿وَتَبَارَكَ اسْمُكَ﴾ منہ سے نکل رہا ہے۔ اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرو۔ پھر الحمد اور سورۃ میں

یوں ہی کرو۔ پھر رکوع میں اسی طرح ہر دفعہ ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ﴾ کو سوچ سوچ کر کہو غرض منہ سے نکالو دھیان بھی ادھر رکھو۔ ساری نماز میں یہی طریقہ رکھو، انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح کرنے سے نماز میں طرف دھیان نہ بٹے گا۔ پھر تھوڑے دنوں میں آسانی سے جی لگنے لگے گا اور نماز میں مزہ آئے گا۔

پیری مریدی کا بیان

مرید بننے میں کئی فائدے ہیں۔ ایک فائدہ یہ کہ دل سنوارنے کے طریقے جو اوپر بیان کئے ہیں ان کے برتاؤ کرنے میں کبھی کم سمجھی سے غلطی ہو جاتی ہے پیر اس کا ٹھیک راستہ بتلا دیتا ہے۔ دوسرا فائدہ ہے کہ کتاب میں پڑھنے سے بعض دفعہ اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا پیر کے بتلاتے سے ہوتا ہے۔ ایک تو اسکی برکت ہوتی ہے پھر یہ بھی خوف ہوتا ہے کہ اگر کوئی نیک کام میں کمی کی یا کوئی بری بات کی پیر سے شرمندگی ہوگی تیسرا فائدہ یہ کہ پیر سے اعتقاد اور محبت ہو جاتی ہے اور یوں جی چاہتا ہے کہ جو اس کا طریقہ ہے ہم بھی کے موافق چلیں۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ پیر اگر نصیحت کرنے میں سختی یا غصہ کرتا ہے تو ناگوار نہیں ہوتا پھر نصیحت پر عمل کرنے کی زیادہ کوشش ہو جاتی ہے اور بھی بعض فائدے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کو حاصل ہوتے ہیں اور حاصل ہونے ہی سے وہ معلوم ہوتے ہیں۔ اگر مرید ہونے کا ارادہ ہو تو اول پیر یہ باتیں دیکھ لو جس میں یہ باتیں نہ ہوں اس سے مرید نہ ہو۔ ایک یہ کہ وہ پیر دین کے مسئلے جانتا ہو، شرع ناواقف نہ ہو دوسرے یہ کہ اس میں کوئی بات خلاف شرع نہ ہو جو عقیدے تم نے اس کتاب کے پہلے حصہ پڑھے ہیں ویسے اس کے عقیدے ہوں جو جو مسئلے اور دل کے سنوارنے کے طریقے تم نے اس کتاب پڑھے ہیں کوئی بات اس میں ان کے خلاف نہ ہو۔ تیسرے کمانے کھانے کیلئے پیری مریدی نہ کرتا چوتھے کسی ایسے بزرگ کا مرید ہو جس کو اکثر اچھے لوگ بزرگ سمجھتے ہوں۔ پانچویں اس پیر کو بھی اچھے لوگ اچھا کہتے ہیں چھٹے اسکی تعلیم میں یہ اثر ہو کہ دین کی محبت اور شوق پیدا ہو جائے۔ یہ بات اس کے اور مرید کا حال دیکھنے سے معلوم ہو جائے گی۔ اگر دس مریدوں میں سے پانچ چھ مرید بھی اچھے ہوں تو سمجھو کہ تاثیر والا ہے اور ایک آدھ مرید کے برا ہونے سے شبہ مت کرو۔ اور تم نے جو سنا ہوگا کہ بزرگوں میں ہوتی ہے وہ تاثیر یہی ہے اور دوسری تاثیروں کو مت دیکھنا کہ وہ جو کچھ کہہ دیتے ہیں اسی طرح ہوتا ہے وہ چھو کر دیتے ہیں تو بیماری جاتی رہتی ہے وہ جس کام کیلئے تعویذ دیتے ہیں وہ کام مرضی کے موافق ہو جاتا۔ وہ ایسی توجہ دیتے ہیں کہ آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے۔ ان تاثیروں سے کبھی دھوکا مت کھانا۔ ساتویں اس میں یہ بات ہو کہ دین کی نصیحت کرنے میں مریدوں کا لحاظ ملاحظہ نہ کرتا ہو۔ بیجا بات سے روک دیتا ہو۔ کوئی ایسا پیر مل جائے تو اگر تم کنواری ہو تو ماں باپ سے پوچھ کر اور اگر تمہاری شادی ہوگئی ہے تو شوہر پوچھ کر اچھی نیت سے یعنی خالص دین کے درست کرنے کی نیت سے مرید ہو جاؤ۔ اور اگر یہ لوگ

مصلحت سے اجازت نہ دیں تو مرید ہونا فرض تو ہے نہیں، مرید مت بنو۔ البتہ دین کی راہ پر چلنا فرض ہے۔ بدون مرید ہوئے بھی اس راہ پر چلتی رہو۔

اب پیری مریدی کے متعلق بعض باتوں کی تعلیم دی جاتی ہے

تعلیم ۱:۔ پیر کا خوب ادب رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے نام لینے کا طریقہ وہ جس طرح بتلائے اس کو نباہ کر کرے اسکی نسبت یوں اعتقاد کرے کہ مجھ کو جتنا فائدہ دل کے درست ہونے کا اس سے پہنچ سکتا ہے اتنا اس زمانہ کے کسی بزرگ [1] سے نہیں پہنچ سکتا۔ تعلیم ۲:۔ اگر مرید کا دل ابھی اچھی طرح نہیں سنورا تھا کہ پیر کا انتقال ہو گیا تو دوسرے کامل پیر سے جس میں اوپر کی سب باتیں ہوں مرید ہو جائے۔ تعلیم ۳:۔ کسی بات میں کوئی وظیفہ یا کوئی فقیر کی بات دیکھ کر اپنی عقل سے کچھ نہ کرے۔ پیر سے پوچھ لے اور جو کوئی نئی بات بھلی یا بری دل میں آئے یا کسی بات کا ارادہ پیدا ہو پیر سے دریافت کرے۔ تعلیم ۴:۔ پیر سے بے پردہ نہ ہو اور مرید ہونے کے وقت اس کے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے رومال یا کسی اور کپڑے سے یا خالی زبان سے مریدی درست ہے۔ تعلیم ۵:۔ اگر غلطی سے کسی خلاف شرع پیر سے مرید ہو جائے یا پہلے وہ شخص اچھا تھا اب بگڑ گیا تو مریدی توڑ ڈالے اور کسی اچھے بزرگ سے مرید ہو جائے۔ لیکن اگر کوئی ہلکی سی بات کبھی کبھار پیر سے ہو جائے تو یوں سمجھے کہ آخر یہ بھی آدمی ہے فرشتہ تو ہے نہیں اس سے غلطی ہو گئی جو توبہ سے معاف ہو سکتی ہے ذرا ذرا سی بات میں اعتقاد خراب نہ کرے۔ البتہ اگر وہ اس بیجا بات پر جم جائے تو پھر مریدی توڑ دے۔ تعلیم ۶:۔ پیر کو یوں سمجھنا گناہ ہے کہ اس کو ہر وقت ہمارا سب حال معلوم ہے۔ تعلیم ۷:۔ فقیری کی جو ایسی کتابیں ہیں کہ اس کا ظاہری مطلب خلاف شرع ہے ایسی کتابیں کبھی نہ دیکھے۔ اسی طرح جو شعر اشعار خلاف شرع ہیں ان کو بھی زبان سے نہ پڑھے۔ تعلیم ۸:۔ بعض فقیر کہا کرتے ہیں کہ شرع کا راستہ اور ہے اور فقیری کا راستہ اور ہے۔ یہ فقیر گمراہ ہیں ان کو جھوٹا سمجھنا فرض ہے۔ تعلیم ۹:۔ اگر پیر کوئی بات خلاف شرع بتلائے اس پر عمل درست نہیں اگر وہ اس بات پر ہٹ کرے تو اس سے مریدی توڑ دے۔ تعلیم ۱۰:۔ اگر اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی برکت سے دل میں کوئی اچھی حالت پیدا ہو یا اچھے خواب نظر آئیں یا جاگتے میں کوئی آواز یا روشنی معلوم ہو تو بجز اپنے پیر کے کسی سے ذکر نہ کرے نہ کبھی اپنے وظیفوں اور عبادت کا کسی سے اظہار کرے کیونکہ ظاہر کرنے سے وہ دولت جاتی رہتی ہے۔ تعلیم ۱۱:۔ اگر پیر نے کوئی وظیفہ یا ذکر بتلایا اور کچھ مدت تک اس کا اثر یا مزہ دل پر کچھ معلوم نہ ہو تو اس سے تنگ دل یا پیر سے بد اعتقاد نہ ہو بلکہ یوں سمجھے کہ بڑا اثر یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام لینے کا دل میں ارادہ پیدا ہوتا ہے اور اس نیک کام کی توفیق ہوتی ہے ایسے اثر کا کبھی دل میں خیال نہ لائے کہ مجھ کو خواب میں بزرگوں کی زیارت ہوا کرے مجھ کو ہونیوالی باتیں معلوم ہو جایا کریں، مجھ کو خوب رونا آیا کرے۔ مجھ کو عبادت میں ایسی بے ہوشی ہو جائے کہ دوسری چیزوں کی خبر ہی نہ رہے۔ کبھی کبھی یہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں

---

[1] لیکن کسی بزرگ کی توہین ہرگز نہ کرے۔

اور کبھی نہیں ہوتیں۔ اگر ہو جائیں تو خدا تعالیٰ کا شکر بجالائے اور اگر نہ ہوں یا ہو کر کم ہو جائیں یا جاتی رہیں تو غم نہ کرے البتہ خدا نہ کرے اگر شرع کی پابندی میں کمی ہونے لگے یا گناہ ہونے لگیں۔ یہ بات البتہ غم کی ہے جلدی ہمت کر کے اپنی حالت درست کر لے اور پیر کو اطلاع دے اور وہ جو بتلائے اس پر عمل کرے۔

تعلیم ۱۲:۔ دوسرے بزرگوں کی یا دوسرے خاندان کی شان میں گستاخی نہ کرے اور نہ دوسری جگہ کے مریدوں سے یوں کہے کہ ہمارے پیر تمہارے پیر سے یا ہمارا خاندان تمہارے خاندان[1] سے بڑھ کر ہے۔ ان فضول باتوں سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے۔ **تعلیم ۱۳:**۔ اگر اپنی کسی پیر بہن پر پیر کی مہربانی زیادہ ہو یا اس کو وظیفہ و ذکر سے زیادہ فائدہ ہو تو اس پر حسد نہ کرے۔

مرید کو بلکہ ہر مسلمان کو اسطرح رات دن رہنا چاہئے: (۱) ضرورت کے موافق دین کا علم حاصل کرے خواہ کتاب پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ پوچھ کر۔ (۲) سب گناہوں سے بچے۔ (۳) اگر کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کرے۔ (۴) کسی کا حق نہ رکھے۔ کسی کو زبان سے یا ہاتھ سے تکلیف نہ دے۔ کسی کی برائی نہ کرے۔ (۵) مال کی محبت اور نام کی خواہش نہ رکھے نہ بہت اچھے کھانے کپڑے کی فکر میں رہے۔ (۶) اگر اسکی خطا پر کوئی ٹوکے اپنی بات پر نہ بنائے فوراً اقرار اور توبہ کر لے۔ (۷) بدون سخت ضرورت کے سفر نہ کرے۔ سفر میں بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہوتی ہیں بہت سے نیک کام چھوٹ جاتے ہیں وظیفوں میں خلل پڑ جاتا ہے وقت پر کوئی کام نہیں ہوتا۔ (۸) بہت نہ ہنسے بہت نہ بولے خاص کر نامحرم سے بے تکلفی کی باتیں نہ کرے۔ (۹) کسی سے جھگڑا تکرار نہ کرے۔ (۱۰) شرع کا ہر وقت خیال رکھے۔ (۱۱) عبادت میں سستی نہ کرے۔ (۱۲) زیادہ وقت تنہائی میں رہے۔ (۱۳) اگر اوروں سے ملنا جلنا پڑے تو سب سے عاجز ہو کر رہے سب کی خدمت کرے بڑائی نہ جتلائے۔ (۱۴) اور امیروں سے تو بہت ہی کم ملے۔ (۱۵) بد دین آدمی سے دور بھاگے۔ (۱۶) دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے اور کسی پر بدگمانی نہ کرے اپنے عیبوں کو دیکھا کرے اور ان کی درستی کیا کرے۔ (۱۷) نماز کو اچھی طرح اچھے وقت دل سے پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا بہت خیال رکھے۔ (۱۸) دل یا زبان سے ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے کسی وقت غافل نہ ہو۔ (۱۹) اگر اللہ تعالیٰ کے نام لینے سے مزہ آئے۔ دل خوش ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ (۲۰) بات نرمی سے کرے۔ (۲۱) سب کاموں کیلئے وقت مقرر کر لے اور اس کو پابندی سے نباہے۔ (۲۲) جو کچھ رنج و غم اور نقصان پیش آئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے، پریشان نہ ہو اور یوں سمجھے کہ اس میں مجھ کو ثواب ملے گا۔ (۲۳) ہر وقت دل میں دنیا کا حساب کتاب اور دنیا کے کاموں کا ذکر مذکور نہ رکھے۔ بلکہ خیال بھی اللہ ہی کا رکھے۔ (۲۴) جہاں تک ہو سکے دوسروں کو فائدہ پہنچائے خواہ دنیا کا یا دین کا۔ (۲۵) کھانے پینے میں نہ اتنی کمی کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے نہ اتنی زیادتی کرے کہ عبادت میں سستی ہونے لگے۔ (۲۶) خدائے تعالیٰ کے سوا کسی سے طمع نہ کرے نہ کسی کی طرف خیال دوڑائے کہ فلانی جگہ سے ہم کو یہ فائدہ ہو جائے۔ (۲۷) خدائے تعالیٰ کی تلاش میں بے چین رہے۔ (۲۸)

---

[1] پیروں کے بہت سے خاندان ہیں جیسے چشتی، قادری، نقشبندی، سہروردی وغیرہ۔

نعمت تھوڑی ہو یا بہت اس پر شکر بجالائے اور فقر وفاقہ سے تنگ دل نہ ہو۔ (۲۹) جو اسکی حکومت میں ہیں ان کے خطاو قصور سے درگزر کرے۔ (۳۰) کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اس کو چھپائے البتہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور تم کو معلوم ہو جائے تو اس شخص سے کہہ دو۔ (۳۱) مہمانوں اور مسافروں اور غریبوں اور عالموں اور درویشوں کی خدمت کرے۔ (۳۲) نیک صحبت اختیار کرے۔ (۳۳) ہر وقت خدائے تعالیٰ سے ڈرا کرے۔ (۳۴) موت کو یاد رکھے۔ (۳۵) کسی وقت بیٹھ کر روز کے روز اپنے دن بھر کے کاموں کو سوچا کرے جو نیکی یاد آئے اس پر شکر کرے گناہ پر توبہ کرے۔ (۳۶) جھوٹ ہرگز نہ بولے۔ (۳۷) جو محفل خلاف شرع ہو وہاں ہرگز نہ جائے۔ (۳۸) شرم وحیا اور بردباری سے رہے۔ (۳۹) ان باتوں پر مغرور نہ ہو کہ میرے اندر ایسی ایسی خوبیاں ہیں۔ (۴۰) اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرے کہ نیک راہ پر قائم رکھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں سے بعض نیک کاموں کے ثواب کا اور بری باتوں کے عذاب کا بیان تاکہ نیکیوں کی رغبت ہو اور برائیوں سے نفرت ہو

نیت خالص رکھنا: (۱) ایک شخص نے پکار کر پوچھا یا رسول اللہ ﷺ ایمان کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ نیت کو خالص رکھنا۔ ف۔ مطلب یہ ہے کہ کام کرے خدا کے واسطے کرے۔ (۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سارے کام نیت کے ساتھ ہیں۔ ف۔ مطلب یہ کہ اچھی نیت ہو تو نیک کام پر ثواب ملتا ہے ورنہ نہیں ملتا۔

سناوے اور دکھاوے کے واسطے کوئی کام کرنا: (۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص سنانے کے واسطے کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب سنوائیں گے اور جو شخص دکھلانے کے واسطے کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب دکھلائیں گے۔ (۴) اور فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے تھوڑا سا دکھلاوا بھی ایک طرح کا شرک ہے۔

قرآن وحدیث کے حکم پر چلنا: (۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس وقت میری امت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے اس وقت جو شخص میرے طریقے کو تھامے رہے اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہو گے تو کبھی نہ بھٹکو گے۔ ایک تو اللہ کی کتاب یعنی قرآن۔ دوسری نبی ﷺ کی سنت یعنی حدیث۔

نیک کام کی راہ نکالنا یا بری بات کی بنیاد ڈالنا: (۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص نیک راہ نکالے پھر اور لوگ اس راہ پر چلیں تو اس شخص کو خود اس کا ثواب بھی ملے گا اور جتنوں نے اسکی پیروی کی ہے ان سب کے برابر بھی اس کو ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی اور جو شخص بری راہ نکالے پھر اور لوگ اس پر چلیں تو اس شخص کو خود اس کا بھی گناہ ہوگا اور جتنوں نے اسکی پیروی کی ہے ان سب کے برابر بھی اس کو گناہ ہوگا اور ان کے گناہ میں بھی کمی نہ ہوگی۔ (ف) مثلاً کسی نے اپنی اولاد کی شادی میں رسمیں

موقوف کردیں یا کسی بیوہ نے نکاح کرلیا اور اس کی دیکھا دیکھی اوروں کو بھی ہمت ہوئی تو اس شروع کرنیوالی کو ہمیشہ ثواب ہوا کریگا۔

دین کا علم ڈھونڈنا: (۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتے ہیں اس کو دین کی سمجھ دیتے ہیں (ف) یعنی مسئلہ مسائل کی تلاش اور شوق اس کو ہو جاتا ہے۔

دین کا مسئلہ چھپانا: (۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس سے کوئی دین کی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو چھپالے تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی۔ (ف) اگر تم سے کوئی مسئلہ پوچھا کرے اور تم کو خوب یاد ہو تو سستی اور انکار مت کیا کرو اچھی طرح سمجھا دیا کرو۔

مسئلہ جان کر عمل نہ کرنا: (۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس قدر علم ہوتا ہے وہ علم والے پر وبال ہوتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کے موافق عمل کرے۔ (ف) دیکھو کبھی برادری کے خیال سے یا نفس کی پیروی سے مسئلے کے خلاف نہ کرنا۔

پیشاب سے احتیاط نہ کرنا: (۱۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پیشاب سے خوب احتیاط رکھا کرو۔ کیونکہ اکثر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے۔

وضو اور غسل میں خوب خیال سے پانی پہنچانا: (۱۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جن حالتوں میں نفس کو ناگوار ہو ایسی حالت میں اچھی طرح وضو کرنے سے گناہ دھل جاتے ہیں۔ (ف) ناگواری کبھی سستی سے ہوتی ہے۔ کبھی سردی سے۔

مسواک کرنا: (۱۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دو رکعتیں مسواک کر کے پڑھنا ان ستر رکعتوں سے افضل ہیں جو بے مسواک کئے پڑھی ہوں۔

وضو میں اچھی طرح پانی نہ پہنچانا: (۱۳) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بعض لوگوں کو دیکھا کہ وضو کر چکے تھے مگر ایڑیاں کچھ خشک رہ گئی تھیں تو آپ نے فرمایا بڑا عذاب ہے ایڑوں کو دوزخ کا۔ (ف) انگوٹھی، چھلا، چوڑیاں، چھڑے اچھی طرح ہلا کر پانی پہنچایا کرو اور جاڑوں میں اکثر پاؤں سخت ہو جاتے ہیں خوب پانی سے تر کیا کرو اور بعض عورتیں منہ سامنے سامنے سے دھولیتی ہیں کانوں تک نہیں دھوتیں ان سب باتوں کا خیال رکھو۔

عورتوں کا نماز کیلئے باہر نکلنا: (۱۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کیلئے سب سے اچھی مسجد ان کے گھروں کے اندر کا درجہ ہے۔ (ف) معلوم ہوا کہ مسجدوں میں عورتوں کا جانا اچھا نہیں، اس سے یہ بھی سمجھو کہ نماز کے برابر کوئی چیز نہیں جب اس کیلئے گھر سے نکلنا اچھا نہیں سمجھا گیا تو فضول ملنے ملانے یا رسموں کو پورا کرنے کو گھر سے نکلنا تو کتنا برا ہوگا۔

نماز کی پابندی: (۱۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے

وازے کے سامنے ایک گہری نہر بہتی ہو اور وہ اس میں پانچ وقت نہایا کرے۔ (ف) مطلب یہ ہے کہ ے اس شخص کے بدن پر ذرا میل نہ رہے گا اسی طرح جو شخص پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھے اس کے رے گناہ دھل جاتے ہیں۔ (۱۶) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت کے دن بندے سے سب سے لے نماز کا حساب ہوگا۔

ل وقت نماز پڑھنا: (۱۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اول وقت میں نماز پڑھنے میں اللہ تعالیٰ کی ثی ہوتی ہے۔ (ف) بیبیو تم کو جماعت میں جانا تو ہے نہیں پھر کیوں دیر کیا کرتی ہو۔

از کو بری طرح پڑھنا: (۱۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص بے وقت نماز پڑھے اور وضو اچھی رح نہ کرے اور جی لگا کر نہ پڑھے اور رکوع وسجدہ اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز کالی بے نور ہو کر رہ جاتی ہے ریوں کہتی ہے کہ خدا تجھے برباد کرے جیسا تو نے مجھے برباد کیا یہاں تک کہ جب اپنی خاص جگہ پر پہنچتی ہے اں اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ (ف) بیبیو زتو اسی واسطے پڑھتی ہو کہ ثواب ہو پھر اس طرح کیوں پڑھتی ہو کہ اور الٹا گناہ ہو۔

از میں اوپر یا ادھر ادھر دیکھنا: (۱۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر نمازی کے سامنے سے گزرنے لے کو خبر ہوتی کہ کتنا گناہ ہوتا ہے تو چالیس برس تک کھڑا رہنا اس کے نزدیک بہتر ہوتا سامنے سے نکلنے سے۔ (ف) لیکن اگر نمازی کے سامنے ایک ہاتھ کے برابر یا اس سے زیادہ کوئی چیز کھڑی ہو تو اس چیز کے امنے سے گزرنا درست ہے۔

از کو جان کر قضا کر دینا: (۲۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص نماز کو چھوڑ دے وہ خدائے تعالیٰ کے پاس جائے گا تو اللہ تعالیٰ غضبناک ہونگے۔

رض دے دینا: (۲۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں نے شب معراج میں بہشت کے دروازے لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس حصہ ملتا ہے۔ اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصہ۔

ریب قرضدار کو مہلت دینا: (۲۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تک قرض ادا کرنے کے وعدہ کا ت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تب تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات یدیا اور جب اس کا وقت آ جائے اور پھر مہلت دی تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپے سے دونا وپیہ روزمرہ خیرات دیا ہے۔

رآن مجید پڑھنا: (۲۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص قرآن کا ایک حرف پڑھتا ہے اس کو ایک ف پر ایک نیکی ملتی ہے اور نیکی کا قاعدہ یہ ہے کہ اس کے بدلے دس حصہ ملتے ہیں اور میں الم کو ایک حرف یں کہتا بلکہ (الف) ایک حرف ہے اور (ل) ایک حرف ہے اور (م) ایک حرف۔ (ف) تو اس حساب

سے تین حرفوں پر تیس نیکیاں ملیں گی۔

اپنی جان اور اولاد کو کوسنا: (۲۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ تو اپنے لئے بددعا کرو اور نہ اپنی اولاد کیلئے اور نہ اپنے خدمت کرنیوالے کیلئے اور نہ اپنے مال و متاع کیلئے کبھی ایسا نہ ہو کہ تمہارے کوسنے کے وقت قبولیت کی گھڑی ہو کہ اس میں خدا تعالیٰ سے جو مانگو اللہ تعالیٰ وہی کر دیں۔

حرام مال کمانا اور اس سے کھانا پینا: (۲۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو گوشت اور خون حرام مال سے بڑھا ہوگا وہ بہشت بریں میں نہ جائیگا دوزخ ہی اس کے لائق ہے۔ (۲۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کوئی کپڑا دس درہم کو خرید لے اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اسکی نماز قبول نہ کرینگے۔ (ف) ایک درہم چونی سے کچھ زائد ہوتا ہے۔

دھوکا کرنا: (۲۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص ہم لوگوں سے دھوکا بازی کرے وہ ہم سے باہر ہے۔ (ف) خواہ کسی چیز کے بیچنے میں دھوکا ہو یا اور کسی معاملہ میں سب برا ہے۔

قرض لینا: (۳۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ کسی کا کوئی دینار یا درہم رہ گیا ہو تو اسکی نیکیوں سے پورا کیا جائیگا جہاں نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا۔ (ف) دینار سونے کا دس درہم کی قیمت کا ہوتا ہے۔ (۳۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قرض دو طرح کا ہوتا ہے۔ جو شخص مر جائے اور اسکی نیت ادا کرنے کی ہو تو اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ میں اس کا مددگار ہوں اور جو شخص مر جائے اور اسکی نیت ادا کرنے کی نہ ہو اس شخص کی نیکیوں سے لے لیا جائیگا اور اس روز دینار و درہم کچھ نہ ہوگا (ف) مددگار کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کا بدلہ اتاروں گا۔

مقدور ہوتے ہوئے کسی کا حق ٹالنا: (۳۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مقدور والے کا ٹالنا ظلم ہے۔ (ف) جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ قرض والی کو یا جسکی مزدوری چاہئے اس کو خواہ مخواہ دوڑاتے ہیں۔ جھوٹے وعدے کرتے ہیں کہ کل آنا پرسوں آنا اپنے سارے خرچ چلے جاتے ہیں مگر کسی کا حق دینے میں بے پرواہی کرتی ہیں۔

سود لینا یا دینا: (۳۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والی پر اور سود دینے والی پر لعنت فرمائی ہے۔

کسی کی زمین دبا لینا: (۳۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص بالشت بھر زمین بھی ناحق دبا لے اس کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق ڈالا جائے گا

مزدوری فوراً دے دینا: (۳۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مزدور کو اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دیدیا کرو۔ (۳۶) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں پر میں خود دعویٰ کرونگا۔ انہیں میں سے ایک وہ شخص بھی ہے کہ کسی مزدور کو کام پر لگایا اور اس سے کام پورا لے لیا اور اسکی مزدوری نہ دی۔

اولاد کا مر جانا: (۳۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو دو میاں بیوی مسلمان ہوں اور ان کے تین بچے

مر جائیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل ورحمت سے ان دونوں کو بہشت میں داخل کرینگے۔ بعضوں نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ اگر دو مرے ہوں، آپ نے فرمایا دو میں بھی یہی ثواب ہے۔ پھر ایک کو پوچھا، آپ نے ایک میں بھی یہی فرمایا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں قسم کھاتا ہوں اس ذات کی کہ جس کے اختیار میں میری جان ہے کہ جو حمل گر گیا ہو وہ بھی اپنی ماں کو آنول نال سے پکڑ کر بہشت کی طرف کھینچ کر لے جائیگا جبکہ ماں نے ثواب کی نیت کی ہو۔ (ف) یعنی ثواب کا خیال کر کے صبر کیا ہو۔

غیر مردوں کے روبرو عورت کا عطر لگانا: (۳۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت اگر عطر لگا کر غیر مردوں کے پاس سے گزرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی بدکار ہے۔ (ف) جہاں دیور، جیٹھ، بہنوئی، چچازاد یا ماموں زاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بھائی کا آنا جانا ہو، عطر نہ لگائے۔

عورت کا باریک کپڑا پہننا: (۳۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بعض عورتیں نام کو تو کپڑا پہنتی ہیں اور واقع میں ننگی ہیں۔ ایسی عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی اور نہ اسکی خوشبو سونگھنے پائیں گی۔

عورتوں کو مردوں کی سی وضع اور صورت بنانا: (۴۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا سا پہناوا پہنے۔ (ف) ہمارے ملک میں کھڑا جوتا یا اچکن مردوں کی وضع ہے۔ عورت کو ان چیزوں کا پہننا حرام ہے۔

شان دکھلانے کو کپڑا پہننا: (۴۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو کوئی دنیا میں نام ونمود کے واسطے کپڑا پہنے خدا تعالیٰ اس کو قیامت میں ذلت کا لباس پہنا کر پھر اس میں دوزخ کی آگ لگائیں گے۔ (ف) مطلب یہ کہ جو اس نیت سے کپڑا پہنے کہ میری خوب شان بڑھے سب کی نگاہ میرے ہی اوپر پڑے۔ عورتوں میں یہ مرض بہت ہے۔

کسی پر ظلم کرنا: (۴۲) رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے پوچھا کہ تم جانتے ہو مفلس کیسا ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس مال ومتاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں بڑا مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز، روزہ، زکوٰۃ سب لیکر آئے لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ کسی کو برا بھلا کہا تھا اور کسی کو تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال کھالیا تھا اور کسی کو مارا تھا اور کسی کا خون کیا تھا پس اس کی کچھ نیکیاں ایک کو مل گئیں کچھ دوسرے کو مل گئیں اور اگر ان حقوق کے بدلے ادا ہونے سے پہلے اسکی نیکیاں ختم ہو چکیں تو ان حقداروں کے گناہ لیکر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

رحم اور شفقت کرنا: (۴۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص آدمیوں پر رحم نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتے

اچھی بات دوسروں کو بتلانا اور بری بات سے منع کرنا: (۴۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو

شخص تم میں سے کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹا دے اور اگر اتنا بس نہ چلے تو زبان سے منع کر دے اور اگر اس کا بھی مقدور نہ ہو تو دل سے برا سمجھے اور یہ دل سے برا سمجھنا ایمان کا ہارا درجہ ہے۔ (ف) بیبیو اپنے بچوں اور نوکروں پر تمہارا پورا اختیار ہے ان کو زبردستی نماز پڑھاؤ اور اگر ان کے پاس کوئی تصویر کاغذ کی یا مٹی کی یا چینی کی یا کپڑے کی دیکھو یا کوئی بیہودہ کتاب دیکھو فوراً توڑ پھوڑ ڈالو۔ ان کی ایسی چیزوں کیلئے یا آتش بازی اور کنکوے کیلئے یا دیوالی کی مٹھائی کے کھلونے کیلئے پیسے مت دو۔

مسلمان کا عیب چھپانا: (۴۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا عیب چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب چھپائیں گے اور جو شخص مسلمان کا عیب کھول دے اللہ تعالیٰ اس کا عیب کھول دینگے۔ یہاں تک کہ کبھی اس کو گھر میں بیٹھے فضیحت اور رسوا کر دیتے ہیں۔

کسی کی ذلت یا نقصان پر خوش ہونا: (۴۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت پر خوشی ظاہر مت کرو۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرینگے اور تم کو اس میں پھنسا دینگے۔

کسی کو کسی گناہ پر طعنہ دینا: (۴۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو کسی گناہ پر عار دلا دے تو جب تک یہ عار دینے والا اس گناہ کو نہ کرلے گا اس وقت تک نہ مریگا۔ (ف) یعنی جس گناہ سے اس نے توبہ کرلی پھر اس کو یاد دلا کر شرمندہ کرنا بری بات ہے اور اگر توبہ نہ کی ہو تو نصیحت کے طور پر کہنا تو درست ہے لیکن اپنے آپ کو پاک سمجھ کر یا اس کو رسوا کرنے کے واسطے کہنا پھر بھی برا ہے۔

چھوٹے چھوٹے گناہ کر بیٹھنا: (۴۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے عائشہ ؓ چھوٹے گناہوں سے بھی اپنے کو بہت بچائیو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کا مواخذہ کرنیوالا بھی موجود ہے۔ (ف) یعنی فرشتہ ان کو بھی لکھتا ہے پھر قیامت میں حساب ہوگا اور عذاب کا ڈر ہے۔

ماں باپ کا خوش رکھنا: (۴۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی ماں باپ کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی میں ہے۔

رشتہ داروں سے بدسلوکی کرنا: (۵۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ہر جمعہ کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادت درگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں جو شخص رشتہ داروں سے بدسلوکی کرے اس کا عمل قبول نہیں ہوتا۔

بے باپ کے بچوں کی پرورش کرنا: (۵۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں اور جو شخص یتیم کا خرچ اپنے ذمہ رکھے بہشت میں اس طرح پاس پاس رہیں گے، اور شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا اور دونوں میں تھوڑا فاصلہ رہنے دیا۔ (۵۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور محض اللہ ہی کے واسطے پھیرے جتنے بالوں پر کہ اس کا ہاتھ گزرا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کو ملیں گی

اور جو شخص کسی یتیم لڑکی یا لڑکے کے ساتھ احسان کرے جو کہ اس کے ساتھ رہتا ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی پاس پاس ہیں۔

پڑوسی کو تکلیف دینا: (۵۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے پڑوسی کو تکلیف دے اس نے مجھ کو تکلیف دی اور جس نے مجھ کو تکلیف دی اس نے خدا تعالیٰ کو تکلیف دی اور جو شخص اپنے پڑوسی سے لڑا وہ مجھ سے لڑا اور جو مجھ سے لڑا وہ اللہ تعالیٰ سے لڑا۔ (ف) مطلب یہ کہ بے وجہ یا ہلکی ہلکی باتوں پر اس سے رنج و تکرار کرنا برا ہے۔

مسلمان کا کام کر دینا: (۵۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے کام میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں ہوتے ہیں۔

شرم اور بے شرمی: (۵۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شرم ایمان کی بات ہے اور ایمان بہشت میں پہنچاتا ہے اور بے شرمی بدخوئی کی بات ہے۔ بدخوئی دوزخ میں لے جاتی ہے۔ (ف) لیکن دین کے کام میں شرم ہرگز مت کرو جیسے بیاہ کے دنوں میں یا سفر میں اکثر عورتیں نماز نہیں پڑھتیں۔ ایسی شرم بے شرمی سے بھی بدتر ہے۔

خوش خلقی اور بد خلقی: (۵۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ خوش خلقی گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتی ہے جس طرح پانی نمک کے پتھر کو پگھلا دیتا ہے اور بد خلقی عبادت کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (۵۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم سب میں مجھ کو زیادہ پیارا اور آخرت میں سب سے زیادہ نزدیکی والا مجھ سے وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں زیادہ مجھ کو برا لگنے والا اور آخرت میں سب سے زیادہ مجھ سے دور رہنے والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق برے ہوں۔

نرمی اور روکھا پن: (۵۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ مہربان ہیں اور پسند کرتے ہیں نرمی کو اور نرمی پر ایسی نعمتیں دیتے ہیں کہ سختی پر نہیں دیتے۔ (۵۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص محروم رہا نرمی سے وہ ساری بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔

کسی کے گھر میں جھانکنا: (۶۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تک اجازت نہ لے کسی کے گھر میں جھانک کر نہ دیکھے اور اگر ایسا کیا تو یوں سمجھو کہ اندر ہی چلا گیا۔ (ف) بعض عورتوں کو ایسی شامت سوار ہوتی ہے کہ دولہا دلہن کو جھانک جھانک کر دیکھتی ہیں بڑی بے شرمی کی بات ہے۔ حقیقت میں جھانکنے میں اور کواڑ کھول کر اندر چلے جانے میں کیا فرق ہے۔ بڑے گناہ کی بات ہے۔

کنسوئیں لینا یا باتیں کرنے والوں کے پاس جا گھسنا: (۶۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کسی کی باتوں کی طرف کان لگائے اور وہ لوگ ناگوار سمجھیں قیامت کے دن اس کے دونوں کانوں میں سیسہ چھوڑا جائیگا۔

غصہ کرنا: (۶۲) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو جنت میں داخل کرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا غصہ مت کرنا اور تیرے لئے بہشت ہے۔

بولنا چھوڑنا: (۶۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے اور جو تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے اور اسی حالت میں مر جائے تو وہ دوزخ میں جائے گا۔

کسی کو بے ایمان کہہ دینا یا پھٹکار ڈالنا: (۶۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کہہ دے کہ اے کافر تو ایسا گناہ ہے جیسے اس کو قتل کر دیا۔ (۶۵) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے کہ اس کو قتل کر ڈالنا۔ (۶۶) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب کوئی شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو اول وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے۔ آسمان کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے وہ بھی بند کر لی جاتی ہے۔ پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی تب اس کے پاس جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی۔ اگر وہ اس لائق ہوتو خیر نہیں تو اس کہنے والے پر پڑتی ہے۔ (ف) بعض عورتوں کو بہت عادت ہے کہ سب پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار کیا کرتی ہیں۔ کسی کو بے ایمان کہہ دیتی ہیں یہ بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کو کہے یا جانور کو یا اور کسی چیز کو۔

کسی مسلمان کو ڈرا دینا: (۶۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حلال نہیں کسی مسلمان کو کہ دوسرے مسلمان کو ڈرائے۔ (۶۸) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کسی مسلمان کی طرف ناحق کسی طرح نگاہ پھیر کر دیکھے کہ وہ ڈر جائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو ڈرائیں گے۔ (ف) اگر کسی خطاوقصور پر ہو تو ضرورت کے موافق درست ہے۔

مسلمان کا عذر قبول کر لینا: (۶۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے سامنے عذر کرے اور وہ اس کے عذر کو قبول نہ کرے تو ایسا شخص میرے پاس حوض کوثر پر نہ آئیگا۔ (ف) یعنی اگر کوئی تمہارا قصور کرے اور پھر وہ معاف کراوے تو معاف کر دینا چاہئے۔

غیبت کرنا: (۷۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص دنیا میں اپنے مسلمان بھائی کا گوشت کھائے گا یعنی غیبت کریگا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردار گوشت اس کے پاس لائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ جیسا تو نے زندہ کو کھایا تھا اب مردہ کو بھی کھا، پس وہ شخص اس کو کھائیگا اور ناک بھوں چڑھاتا جائے گا اور غل مچاتا جائے گا۔

چغلی کھانا: (۷۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔

کسی پر بہتان لگانا: (۷۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کسی مسلمان کو ایسی بات لگائے جو اس میں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخیوں کے لہو اور پیپ کے جمع ہونے کی جگہ رہنے کو دینگے یہاں تک کہ اپنے کہے

سے باز آئے اور توبہ کر لے۔

کم بولنا: (۷۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص چپ رہتا ہے بہت آفتوں سے بچا رہتا ہے۔ (۷۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سوا اللہ کے ذکر کے اور باتیں زیادہ مت کیا کرو کیونکہ سوا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بہت باتیں کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے دور وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔

اپنے آپ کو سب سے کم سمجھنا: (۷۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اللہ تعالیٰ کے واسطے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بڑھا دیتے ہیں اور جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی گردن توڑ دیتے ہیں یعنی ذلیل کر دیتے ہیں۔

اپنے آپ کو اوروں سے بڑا سمجھنا: (۷۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسا آدمی جنت میں نہ جائیگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہو گا۔

سچ بولنا اور جھوٹ بولنا: (۷۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم سچ بولنے کے پابند رہو کیونکہ سچ بولنا نیکی کی راہ دکھلاتا ہے اور سچ اور نیکی دونوں جنت میں لیجاتے ہیں اور جھوٹ بولنے سے بچا کرو۔ کیونکہ جھوٹ بولنا بدی کی راہ دکھلاتا ہے اور جھوٹ اور بدی دونوں دوزخ میں لے جاتے ہیں۔

ہر ایک کے منہ پر اسی کی سی بات کہنا: (۷۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کے دو منہ ہونگے قیامت میں اسکی دو زبانیں ہونگی آگ کی۔ (ف) دو منہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے منہ پر اس کی سی کہہ دے اور اس کے منہ پر اس کی سی کہدی۔

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کی قسم کھانا: (۷۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے کفر کیا یا یوں فرمایا کہ اس نے شرک کیا۔ (ف) جیسے بعض آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اس طرح قسم کھاتے ہیں۔ تیری جان کی قسم، اپنے دیدوں کی قسم، اپنے بچے کی قسم۔ یہ سب منع ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ اگر کبھی کوئی ایسی قسم منہ سے نکل جائے تو فوراً کلمہ پڑھ لے۔

ایسی قسم کھانا کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو ایمان نصیب نہ ہو: (۸۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص قسم میں اس طرح کہے کہ مجھ کو ایمان نصیب نہ ہو اگر وہ جھوٹا ہو گا تب تو جس طرح اس نے کہا ہے اسی طرح ہو جائیگا اور اگر سچا ہو گا تب بھی ایمان پورا نہ رہے گا۔ (ف) اسی طرح یوں کہنا کہ کلمہ نصیب نہ ہو یا دوزخ نصیب ہو یہ سب قسمیں منع ہیں۔ یہ عادت چھوڑنی چاہئے۔

راستہ سے ایسی چیز ہٹا دینا جس کے پڑے رہنے سے چلنے والوں کو تکلیف ہو: (۸۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک شخص چلا جا رہا تھا۔ راستہ میں اس کو ایک کانٹے دار ٹہنی پڑی ہوئی ملی اس

نے راستہ سے الگ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی بڑی قدر کی اور اس کو بخش دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایسی چیز راستہ میں ڈالنا بری بات ہے۔ بعض بے تمیز عورتوں کی عادت ہوتی ہے آنگن میں پیڑھی بچھا کر بیٹھتی ہیں آپ تو اٹھ کھڑی ہوئیں اور پیڑھی وہیں چھوڑ دی بعض دفعہ چلنے والے اس میں الجھ کر گر جاتے ہیں اور منہ ہاتھ ٹوٹتا ہے۔ اسی طرح راستہ میں کوئی برتن چھوڑ دینا یا چارپائی یا کوئی لکڑی یا سل بٹا ڈالنا سب برا ہے۔

وعدہ اور امانت پورا کرنا: (۸۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس میں امانت نہیں اس میں ایمان[1] نہیں اور جس کو عہد کا خیال نہیں اس میں دین نہیں۔

کسی پنڈت یا فال کھولنے والے یا ہاتھ دیکھنے والے کے پاس جانا: (۸۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص غیب کی باتیں بتلانے والے کے پاس آئے اور کچھ باتیں پوچھے اور اس کو سچا جانے اس شخص کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی۔ (ف) اسی طرح اگر کسی پر جن بھوت کا شبہ ہو جاتا ہے۔ بعض عورتیں اس جن سے ایسی باتیں پوچھتی ہیں کہ میرے میاں کی نوکری کب لگ جائے گی۔ میرا بیٹا کب آئیگا۔ یہ سب گناہ کی باتیں ہیں۔

کتا پالنا یا تصویر رکھنا: (۸۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں آتے۔ (ف) یعنی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ بچوں کے کھلونے جو تصویردار ہوں وہ بھی منع ہے۔

بدون لاچاری کے الٹا لیٹنا: (۸۵) رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گزرے جو پیٹ کے بل لیٹا تھا آپ نے اس کو اپنے پاؤں سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں بیٹھنا، لیٹنا: (۸۶) رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیٹھنے کو منع فرمایا ہے کہ کچھ دھوپ میں ہو اور کچھ سائے میں۔

بدشگونی اور ٹوٹکا: (۸۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بدشگونی شرک ہے۔ (۸۸) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ٹوٹکا شرک ہے۔

دنیا کی حرص نہ کرنا: (۸۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دنیا کی حرص نہ کرنے سے دل کو بھی چین ہوتا ہے اور بدن کو بھی آرام ملتا ہے۔ (۹۰) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر بہت سی بکریوں میں دو خونی بھیڑیے چھوڑ دیئے جائیں جو ان کو خوب چیریں پھاڑیں، کھائیں تو بربادی ان بھیڑیوں سے بھی اتنی نہیں پہنچتی جتنی بربادی آدمی کے دین کو اس بات سے ہوتی ہے کہ مال کی حرص کرے اور نام چاہے۔

موت کو یاد رکھنا اور بہت دنوں کیلئے بندوبست نہ سوچنا اور نیک کام کیلئے وقت کو غنیمت سمجھنا (۹۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اس چیز کو بہت یاد کیا کرو جو ساری لذتوں کو قطع کر دیگی یعنی موت۔ (۹۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب صبح کا وقت تم پر آئے تو شام کے واسطے سوچ بچار مت کیا کرو۔ اور جب شام کا وقت

[1] یعنی ایسے لوگوں کا ایمان اور دین ناقص ہے۔

تم پر آئے تو صبح کے واسطے سوچ بچار مت کیا کرو اور بیماری آنے سے پہلے اپنی تندرستی سے کچھ فائدے لے لو اور مرنے سے پہلے اپنی زندگی سے کچھ پھل اٹھالو۔ (ف) مطلب یہ کہ تندرستی اور زندگی کو غنیمت سمجھو اور نیک کام میں اس کو لگائے رکھو ورنہ بیماری اور موت میں پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

بلا اور مصیبت میں صبر کرنا: (۹۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کو جو دکھ مصیبت بیماری رنج پہنچتا ہے یہاں تک کہ کسی فکر میں جو تھوڑی سی پریشانی ہوتی ہے ان سب میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

بیمار کو پوچھنا: (۹۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی بیمار پرسی صبح کے وقت کرے تو شام تک اس کیلئے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں۔

مردے کو نہلانا اور کفن دینا اور گھر والوں کی تسلی کرنا: (۹۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مردے کو غسل دے تو گناہوں[1] سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو اور جو کسی مردے پر کفن ڈالے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا جوڑا پہنائیں گے اور جو کسی غم زدہ کی تسلی کرے اللہ تعالیٰ اس کو پرہیزگاری کا لباس پہنائیں گے اور اس کی روح پر رحمت بھیجیں گے اور جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے جوڑوں میں سے ایسے قیمتی دو جوڑے پہنائیں گے کہ ساری دنیا بھی قیمت میں ان کے برابر نہیں۔

چلا کر اور بیان کر کے رونا: (۹۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیان کر کے رونے والی عورت پر اور جو عورت سننے میں شریک ہو اس پر لعنت فرمائی ہے۔ (ف) بیبیو! خدا کے واسطے اس کو چھوڑ دو۔

یتیم کا مال کھانا: (۹۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت میں بعض آدمی اس طرح قبروں سے اٹھیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہونگے۔ کسی نے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہونگے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں۔ (ف) ناحق کا مطلب یہ ہے کہ ان کو وہ مال کھانے کا اور اس میں سے فائدہ اٹھانے کا شرع سے کوئی حق نہیں۔ بیبیو! ڈرو، ہندوستان میں ایسا برا دستور ہے کہ جہاں خاوند چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مرا سارے مال پر بیوہ نے قبضہ کر لیا۔ پھر اسی میں مہمانوں کا خرچ اور مسجدوں کا تیل اور مصلیوں کا کھانا سب کچھ کرتی ہیں۔ حالانکہ اس میں یتیموں کا حق ہے اور سارے خرچ ساجھے میں سمجھتی ہیں اور ویسے بھی روز کے خرچ میں اور پھر ان بچوں کے بیاہ وشادی میں جس طرح اپنا جی چاہتا ہے خرچ کرتی ہے۔ شرع سے کوئی مطلب نہیں۔ اس طرح ساجھے کے مال سے خرچ کرنا سخت گناہ ہے ان کا حصہ الگ رکھ دو اور اس میں سے خاص ان ہی کے خرچ میں جو بہت ناچاری کے ہیں اٹھاؤ

[1] یعنی صغیرہ گناہوں سے۔

اور مہمانداری اور خیر خیرات اگر کرنا ہو اپنے خاص حصے سے کرو وہ بھی جبکہ شرع کے خلاف نہ ہو نہیں تو اپنے مال سے بھی درست نہیں۔ خوب یاد رکھو نہیں تو مرنے کے ساتھ ہی آنکھیں کھل جائیں گی۔[1]

قیامت کے دن کا حساب و کتاب: (۹۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت میں کوئی شخص اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے گا جب تک کہ چار باتیں اس سے نہ پوچھی جائیں گی۔[2] ایک تو یہ کہ عمر کس چیز میں ختم کی۔ دوسری یہ کہ جانے ہوئے مسئلوں پر کیا عمل کیا۔ تیسری یہ کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں اٹھایا، چوتھی یہ کہ اپنے بدن کو کس چیز میں گھٹایا۔ (ف) مطلب یہ کہ سارے کام شرع کے موافق کئے تھے یا اپنے نفس کے موافق کئے تھے۔ (۹۹) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت میں سارے حقوق ادا کرنے پڑینگے، یہاں تک کہ سینگ[3] والی بکری سے بے سینگ والی بکری کی خاطر بدلہ لیا جائے گا۔ (ف) یعنی اگر اس نے ناحق سینگ مارد یا ہوگا۔

بہشت و دوزخ کا یاد رکھنا: (۱۰۰) رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ دو چیزیں بہت بڑی ہیں ان کو مت بھولنا یعنی جنت اور دوزخ۔ پھر یہ فرما کر آپ بہت روئے یہاں تک کہ آنسوؤں سے آپ کی ریش مبارک تر ہوگئی۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے آخرت کی باتیں جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم کو معلوم ہو جائیں تو تم جنگلوں کو چڑھ جاؤ اور اپنے سر پر خاک ڈالتے پھرو۔ (ف) بیبیو! یہ ایک کم و بیش سو کے قریب حدیثیں ہیں اور کئی جگہ اس کتاب میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں۔ ہمارے پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چالیس حدیثیں یاد کر کے میری امت کو پہنچائے تو وہ قیامت کے دن عالموں کے ساتھ اٹھے گا۔ تو تم ہمت کر کے یہ حدیثیں اوروں کو بھی سناتی رہا کرو۔ انشاءاللہ تم بھی قیامت میں عالموں کے ساتھ اٹھو گی۔ کتنی بڑی نعمت کیسی آسانی سے ملتی ہے۔

تھوڑا[4] سا حال قیامت کا اور اسکی نشانیوں کا

قیامت کی چھوٹی چھوٹی نشانیاں رسول اللہ ﷺ کی فرمائی ہوئی حدیث میں یہ آئی ہیں لوگ خدائی مال کو اپنی ملک سمجھنے لگیں اور زکوٰۃ کو ڈانڈ کی طرح بھاری سمجھیں اور امانت کو اپنا مال سمجھیں اور مرد بیوی کی تابعداری کریں۔[5] اور ماں کی نافرمانی کریں اور باپ کو غیر سمجھیں اور دوست کو اپنا سمجھیں اور دین کا علم دنیا کمانے کو حاصل کریں اور سرداری اور حکومت ایسوں کو ملے جو سب میں نکمے ہوں یعنی بدذات اور لالچی اور بدخلق اور جو جس کام کے لائق نہ ہو وہ کام اس کے سپرد ہو۔ اور لوگ ظالموں کی تعظیم اور خاطر اس خوف

---

[1] یعنی عذاب ہوگا

[2] بہت سے متقی حساب سے مستثنیٰ بھی کئے جائیں گے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے

[3] اگر چہ جانور غیر مکلف ہیں مگر اظہار عدل کیلئے حق تعالیٰ ایسا کرینگے نہ باعتبار مکلف ہونے کے خوب سمجھ لو

[4] از قیامت نامہ: شاہ رفیع الدینؒ

[5] یعنی خلاف شرع موقع پر۔

سے کریں کہ یہ ہم کو تکلیف نہ پہنچاوے۔ اور شراب کھلم کھلا پی جاتے لگے اور ناچنے اور گانے والی عورتوں کا
رواج ہو جائے اور ڈھولک اور سارنگی طبلہ اور ایسی چیزیں کثرت سے ہو جائیں اور پچھلے لوگ امت کے پہلے
بزرگوں کو برا بھلا کہنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ایسے وقت میں ایسے ایسے عذابوں کے منتظر رہو
کہ سرخ آندھی آئے اور بعض لوگ زمین میں دھنس جائیں اور آسمان سے پتھر برسیں اور صورتیں بدل جائیں
جنی آدمی سے سور، کتے ہو جائیں اور بہت سی آفتیں آگے پیچھے جلدی جلدی اس طرح آنے لگیں جیسے بہت
سے دانے کسی تاگے میں پرو رکھے ہوں اور وہ تاگا ٹوٹ جائے اور سب دانے اوپر تلے جھٹ جھٹ گرنے
لگیں اور یہ نشانیاں بھی آئی ہیں کہ دین کا علم کم ہو جائے اور جھوٹ بولنا ہنر سمجھا جائے اور امانت کا خیال دلوں
سے جاتا رہے اور حیا شرم جاتی رہے اور سب کافروں کا زور ہو جائے اور جھوٹے جھوٹے طریقے نکلنے لگیں۔
جب یہ ساری نشانیاں ہو چکیں اس وقت سب ملکوں میں نصاریٰ لوگوں (عیسائیوں) کی عملداری ہو جائے
اور اسی زمانے میں شام کے ملک میں ایک شخص ابوسفیان کی اولاد سے ایسا پیدا ہو کہ بہت سے سیدوں کا خون
کرے اور شام و مصر میں اس کے احکام چلنے لگیں اسی عرصہ میں روم کے مسلمان بادشاہ کی نصاریٰ کی ایک
جماعت سے لڑائی ہو اور نصاریٰ کی ایک جماعت سے صلح ہو جائے۔ دشمن جماعت شہر قسطنطنیہ پر چڑھائی کر
کے اپنا عمل دخل کر لیں وہ بادشاہ اپنا ملک چھوڑ کر شام کے ملک میں چلا جائے اور نصاریٰ کی جس جماعت
سے صلح اور میل ہوا اس جماعت کو اپنے ساتھ شامل کر کے اس دشمن جماعت سے بڑی بھاری لڑائی ہو اور
اسلام کے لشکر کو فتح ہو ایک دن بیٹھے بٹھائے جو نصاریٰ موافق تھے ان میں سے ایک شخص ایک مسلمان کے
سامنے کہنے لگے کہ ہماری صلیب کی برکت سے فتح ہوئی۔ مسلمان اس کے جواب میں کہے کہ اسلام کی برکت
سے فتح ہوئی۔ اسی میں بات بڑھ جائے۔ یہاں تک کہ دونوں آدمی اپنے اپنے مذہب والوں کو پکار کر جمع
کرلیں اور آپس میں لڑائی ہونے لگے۔ اس میں اسلام کا بادشاہ شہید ہو جائے اور شام کے ملک میں بھی
نصاریٰ کا عمل دخل ہو جائے اور یہ نصاریٰ اس دشمن جماعت سے صلح کر لیں اور بچے کھچے مسلمان مدینہ منورہ کو
چلے جائیں اور خیبر[1] کے پاس تک نصاریٰ کی عملداری ہو جائے اس وقت مسلمانوں کو فکر ہو جائے کہ حضرت
امام مہدی علیہ السلام کو تلاش کرنا چاہئے تاکہ ان مصیبتوں سے جان چھوٹے۔ اس وقت حضرت امام مہدیؑ
مدینہ منورہ میں ہونگے اور اس ڈر سے کہ کہیں حکومت کیلئے میرے سر نہ ہوں مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کو چلے
جائیں گے۔ اور اس زمانہ کے ولی جو ابدال کا درجہ رکھتے ہیں۔ سب حضرت امام مہدی کی تلاش میں ہونگے
اور بعض لوگ جھوٹ موٹ بھی دعویٰ مہدی ہونے کا کرنا شروع کر دینگے۔ غرض امام مہدیؑ خانہ کعبہ کا طواف
کرتے ہونگے اور حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان میں ہونگے کہ بعض نیک لوگ ان کو پہچان لیں گے
اور ان کو زبردستی گھیر گھار کر ان سے ان کو حاکم بنانے کی بیعت کر لیں گے اور اسی بیعت میں ایک آواز آسمان
سے آئے گی جس کو سب لوگ جتنے وہاں موجود ہونگے سنیں گے وہ آواز یہ ہوگی کہ اے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ یعنی

[1] خیبر مدینہ منورہ کے پاس ایک جگہ ہے

حاکم بنائے ہوئے امام مہدیؓ ہیں اور حضرت امام مہدی کے ظہور سے بڑی نشانیاں قیامت کی شروع ہو
ہیں۔ غرض جب آپ کی بیعت کا قصہ مشہور ہوگا تو مدینہ منورہ میں جو فوجیں مسلمانوں کی ہونگی وہ مکہ مکرمہ چل
آئیں گی اور ملک شام اور عراق اور یمن کے ابدال اور اولیا سب آپ کی خدمت میں حاضر ہونگے۔ اور بھ
عرب کی بہت سی فوجیں اکٹھی ہو جائیں گی۔ جب یہ خبر مسلمانوں میں مشہور ہوگی۔ ایک شخص خراسان سے
حضرت امامؓ کی مدد کے واسطے ایک بڑی فوج لیکر چلے گا جس کے لشکر کے آگے چلنے والے حصہ کے سردار
نام منصور ہوگا اور راہ میں بہت سے بد دینوں کی صفائی کرتا جائیگا۔ اور جس شخص کا اوپر ذکر آیا ہے کہ ابوسفیا
کی اولاد میں ہوگا اور سیدوں کا دشمن ہوگا چونکہ حضرت امام بھی سید ہونگے وہ شخص حضرت امامؓ سے لڑنے
ایک فوج بھیجے گا جب یہ فوج مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان کے جنگل میں پہنچے گی اور ایک پہاڑ کے نیچے
ٹھہریگی تو سب کے سب زمین میں دھنس جائیں گے صرف دو آدمی بچ جائیں گے جن میں سے ایک
حضرت امام کو جا کر خبر دیگا اور دوسرا اس سفیانی کو خبر پہنچائے گا اور نصاریٰ سب طرف سے فوجیں جمع کر کے
اور مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کرینگے۔ اس لشکر میں اس روز اسی جھنڈے ہونگے۔ اور ہر جھنڈے کے
ساتھ اس روز بارہ ہزار آدمی ہونگے تو کل نو لاکھ ساٹھ ہزار آدمی ہوئے۔ حضرت امام مکہ معظمہ سے چل کر
مدینہ منورہ تشریف لائیں گے اور وہاں رسول اللہ ﷺ کے مزار شریف کی زیارت کر کے شام کے ملک
روانہ ہونگے اور شہر دمشق تک پہنچ جائیں گے کہ دوسری طرف سے نصاریٰ کی فوج مقابلہ میں آجائیگی
حضرت امامؓ کی فوج تین حصہ ہو جائے گی۔ ایک حصہ تو بھاگ جائیگا اور ایک حصہ شہید ہو جائے گا اور ایک
حصہ کو فتح ہوگی اور اس شہادت اور فتح کا قصہ یہ ہوگا کہ حضرت امام نصاریٰ سے لڑنے کو لشکر تیار کرینگے ا
بہت سے مسلمان آپس میں قسم کھائیں گے کہ بے فتح کئے نہ ہٹیں گے۔ پس سارے آدمی شہید ہو جائیں گے
صرف تھوڑے سے آدمی بچیں گے جن کو لیکر حضرت امام اپنے لشکر میں چلے آئیں گے اگلے دن پھر اسی طر
کا قصہ ہوگا، قسم کھا کر جائیں گے اور تھوڑے سے بچ کر آئیں گے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوگا۔ آ
چوتھے دن یہ تھوڑے سے آدمی مقابلہ کرینگے اور اللہ تعالیٰ فتح دینگے اور پھر کافروں کے دماغ میں حوصلہ حکوم
کا نہ رہے گا۔ اب حضرت امامؓ ملک کا بندوبست شروع کریں گے اور سب طرف فوجیں روانہ کرینگے اور
ان سارے کاموں سے نمٹ کر قسطنطنیہ فتح کرنے کو چلیں گے جب دریائے روم کے کنارے پر پہنچیں گے
بنو اسحاق کے ستر ہزار آدمیوں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کے فتح کرنے کے واسطے تجویز کرینگے۔ جب
لوگ شہر کی فصیل کے مقابل پہنچیں گے اللہ اکبر۔ اللہ اکبر بلند آواز سے کہیں گے۔ اس نام کی برکت سے
پناہ کے سامنے کی دیوار گر پڑے گی اور مسلمان حملہ کر کے شہر کے اندر گھس پڑیں گے اور کفار کو قتل کرینگے ا
خوب انصاف اور قاعدے سے ملک کا بندوبست کرینگے، اور حضرت امامؓ سے جب بیعت ہوئی تھی ا
وقت سے اس فتح کی چھ سال یا سات سال کی مدت گزرے گی۔ حضرت امامؓ یہاں کے بندوبست میں
ہونگے کہ ایک جھوٹی خبر مشہور ہوگی کہ یہاں کیا بیٹھے ہو وہاں شام میں دجال آ گیا اور تمہارے خاندان میں

نہ وفساد کرر کھا ہے۔ اس خبر پر حضرت امام شام کی طرف سفر کرینگے اور تحقیق حال کے واسطے نو یا پانچ سواروں
وآگے بھیج دینگے ان میں سے ایک شخص آکر خبر دیگا کہ وہ خبر محض غلط تھی ابھی دجال نہیں نکلا۔ حضرت امامؓ کو
مینان ہو جائیگا اور پھر سفر میں جلدی نہ کرینگے اطمینان کے ساتھ درمیان کے ملکوں کا بندوبست دیکھتے
بالتے شام میں پہنچیں گے۔ وہاں پہنچ کر تھوڑے ہی دن گزریں گے کہ دجال بھی نکل پڑے گا اور دجال
یودیوں کی قوم میں سے ہوگا۔ اول شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلے گا اور دعوئ نبوت کریگا۔ پھر
سفہان میں پہنچے گا۔ وہاں کے ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ اور خدائی کا دعوی شروع کردیگا
ی طرح بہت سے ملکوں پر گزرتا ہوا یمن کی سرحد تک پہنچے گا اور ہر جگہ سے بہت سے بد دین ساتھ ہوتے
ائیں گے یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے قریب آکر ٹھہرے گا لیکن فرشتوں کی حفاظت کی وجہ سے شہر کے اندر نہ
انے پائیگا مگر مدینہ منورہ کو تین بار ہالن[1] آئیگا اور جتنے آدمی دین میں سست اور کمزور ہونگے سب زلزلہ سے
رکر مدینہ منورہ سے باہر نکل کھڑے ہونگے اور دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے۔ اس وقت مدینہ
ورہ میں کوئی بزرگ ہونگے جو دجال سے خوب بحث کرینگے۔ دجال جھلا کر ان کو قتل کردیگا اور پھر ان کے جسم
ے دونوں ٹکڑے ملا کر کہے گا زندہ ہو جا۔ وہ زندہ ہو جائینگے پھر جھلا کر پوچھے گا کہ اب تم میرے خدا ہونے
کے قائل ہوتے ہو۔ وہ فرمائیں گے کہ اب تو اور بھی یقین ہو گیا کہ تو دجال ہے پھر وہ ان کو مارنا چاہے گا مگر
ں کا کچھ بس نہ چلے گا۔ پھر ان پر کوئی چیز اثر نہ کریگی۔ وہاں سے دجال ملک شام کو روانہ ہوگا۔ جب وہ دمشق
کے قریب پہنچے گا اور حضرت امامؓ وہاں پہلے سے پہنچ چکے ہونگے اور لڑائی کے سامان میں مشغول ہونگے کہ
صر کا وقت آجائیگا اور مؤذن اذان کہے گا اور لوگ نماز کی تیاری میں ہونگے کہ اچانک حضرت عیسٰیؑ دو
شتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اترتے ہوئے نظر آئیں گے اور جامع مسجد کی مشرق کی
رف کے منارے پر آکر ٹھہریں گے اور وہاں سے زینہ لگا کر نیچے تشریف لائیں گے۔ حضرت امامؓ سب
ائی کا سامان ان کے سپرد کرنا چاہیں گے۔ وہ فرمائیں گے کہ لڑائی کا انتظام آپ ہی رکھیں میں خاص دجال
و قتل کرنے آیا ہوں۔ غرض جب رات گزر کر صبح ہوگی حضرت امام لشکر کو آراستہ فرمائیں گے اور حضرت عیسٰی
یہ السلام ایک گھوڑا، ایک نیزہ منگا کر دجال کی طرف بڑھیں گے اور اہل اسلام دجال کے لشکر پر حملہ کرینگے
ر بہت سخت لڑائی ہوگی اور اس وقت حضرت عیسٰیؑ کی سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جہاں تک نگاہ جائے وہاں
ک سانس پہنچ سکے اور جس کافر کو سانس کی ہوا لگا دیں وہ فوراً ہلاک ہو جائے۔ دجال حضرت عیسٰیؑ کو دیکھ کر
اگے گا۔ آپ اس کا پیچھا کرینگے یہاں تک کہ باب لُدّ ایک مقام ہے وہاں پہنچ کر نیزے سے اس کا کام
مام کرینگے اور مسلمان دجال کے لشکر کو قتل کرنا شروع کرینگے پھر حضرت عیسٰیؑ شہروں شہروں میں تشریف لیجا
ر جتنے لوگوں کو دجال نے ستایا تھا سب کی تسلی کرینگے اور خدائے تعالٰی کے فضل سے اس وقت تک کوئی کافر
رہے گا۔ پھر حضرت امام کا انتقال ہو جائیگا اور سب بندوبست حضرت عیسٰیؑ کے ہاتھ میں آجائیگا۔ پھر یا

[1] عربی زبان میں زلزلہ کو کہتے ہیں۔

جوج ماجوج نکلیں گے ان کے رہنے کی جگہ جہاں شمال کی طرف آبادی ختم ہوئی ہے اس سے آگے بھی سار
ولایت سے باہر ہے اور ادھر کا سمندر زیادہ سردی کی وجہ سے ایسا جما ہوا ہے کہ اس میں جہاز بھی نہیں چل سکتا
حضرت عیسیٰ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق طور پہاڑ پر لیجائیں گے اور یاجوج ماجوج بڑا او د
مچائیں گے۔ آخر کو اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دینگے اور عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اتر آئیں گے۔ چالیس بر
کے بعد حضرت عیسیٰ وفات فرمائیں گے اور ہمارے پیغمبر ﷺ کے روضہ میں دفن ہونگے اور آپ کی گد
پر ایک شخص ملک یمن کے رہنے والے بیٹھیں گے جن کا نام جہجاج ہوگا اور قحطان کے قبیلے سے ہونگے ا
بہت دینداری اور انصاف کے ساتھ حکومت کرینگے ان کے بعد آگے پیچھے اور کئی بادشاہ ہونگے، پھر رفتہ ر
نیک باتیں کم ہونا شروع ہونگی اور بری باتیں بڑھنے لگیں گی، اس وقت آسمان پر ایک دھواں سا چھا جائیگا ا
زمین پر برسے گا۔ جس سے مسلمانوں کو زکام اور کافروں کو بے ہوشی ہوگی۔ چالیس روز کے بعد آسما
صاف ہو جائیگا اور اسی زمانے کے قریب بقرعید کا مہینہ ہوگا۔ دسویں تاریخ کے بعد دفعتاً ایک رات اتنی لمبی
گی کہ مسافروں کا دل گھبرا جائیگا اور بچے سوتے سوتے اکتا جائیں گے اور چوپائے جانور جنگل میں جا
کیلئے چلانے لگیں گے اور کسی طرح صبح ہی نہ ہوگی یہاں تک کہ تمام آدمی ہیبت اور گھبراہٹ سے بے قرار
جائیں گے جب تین راتوں کے برابر وہ رات ہو چکے گی۔ اس وقت سورج تھوڑی روشنی لئے ہوئے جیسے گہ
لگنے کے وقت ہوتا ہے مغرب کی طرف سے نکلے گا اس وقت کسی کا ایمان یا توبہ قبول نہ ہوگی۔ جب سورج ا
اونچا ہو جائے گا جتنا دوپہر سے پہلے ہوتا ہے۔ پھر خدائے تعالیٰ کے حکم سے مغرب ہی کی طرف لوٹے گا ا
دستور کے موافق غروب ہوگا۔ پھر ہمیشہ اپنے قدیم قاعدے کے موافق روشن اور رونق دار نکلتا رہے گا۔ ا
کے تھوڑے ہی دن بعد صفا پہاڑ جو مکہ مکرمہ میں ہے۔ زلزلہ آکر پھٹ جائے گا اور اس جگہ سے ایک جا
بہت عجیب شکل وصورت کا نکل کر لوگوں سے باتیں کریگا اور بڑی تیزی سے ساری زمین پر پھر جائیگا اور ایما
والوں کی پیشانی پر حضرت موسیٰ کے عصا سے نورانی لکیر کھینچ دیگا جس سے سارا چہرہ اس کا روشن ہو جائیگا ا
بے ایمانوں کی ناک یا گردن پر حضرت سلیمان کی انگوٹھی سے سیاہ مہر کر دیگا جس سے اس کا سارا چہرہ میلا
جائیگا۔ اور یہ کام کر کے وہ غائب ہو جائیگا۔ اس کے بعد جنوب کی طرف سے ایک ہوا نہایت فرحت د
والی چلے گی۔ اس سے سب ایمان والوں کی بغل میں کچھ نکل آئے گا جس سے وہ مر جائیں گے۔ جب
مسلمان مر جائیں گے اس وقت کافر حبشیوں کا ساری دنیا میں عمل دخل ہو جائیگا۔ اور وہ لوگ خانہ کعبہ کو شہ
کر دینگے اور حج بند ہو جائیگا اور قرآن شریف دلوں سے اور کاغذوں سے اٹھ جائیگا اور خدا کا خوف اور خلقت
شرم سب اٹھ جائیگی اور کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔ اس وقت ملک شام میں بہت ارزانی ہوگی۔ لوگ
اونٹوں اور سواریوں پر پیدل ادھر جھک پڑیں گے اور جو رہ جائیں گے ایک آگ پیدا ہوگی اور سب کو ہانکتی ہو
شام میں پہنچا دیگی اور حکمت اس میں یہ ہے کہ قیامت کے روز سب مخلوق اسی ملک میں جمع ہوگی۔ پھر وہ آگ
غائب ہو جائے گی اور اس وقت دنیا کو بڑی ترقی ہوگی۔ تین چار سال اسی حال سے گزریں گے کہ دفعتاً جمعہ

ن محرم کی دسویں تاریخ صبح کے وقت سب لوگ اپنے اپنے کام میں لگے ہونگے کہ صور پھونک دیا جائیگا۔ اول لی ہلکی آواز ہوگی پھر اس قدر بڑھے گی کہ اسکی ہیبت سے سب مر جائیں گے۔ زمین وآسمان سب پھٹ ائیں گے اور دنیا فنا ہو جائے گی اور جب آفتاب مغرب سے نکلا تھا اس وقت سے صور کے پھونکنے تک ایک وبیس برس کا زمانہ ہوگا۔ اب یہاں سے قیامت کا دن شروع ہو گیا۔

خاص قیامت کے دن کا ذکر

جب صور پھونکنے سے تمام دنیا فنا ہو جائے گی چالیس برس اسی سنسانی کی حالت میں گزر جائیں ئے پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے دوسری بار صور پھونکا جائیگا اور پھر زمین وآسمان اسی طرح قائم ہو جائیں گے اور ردے قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے اور میدان قیامت میں اکٹھے کر دیئے جائیں گے اور آفتاب بہت دیک ہو جائیگا۔ جسکی گرمی سے لوگوں کے دماغ پکنے لگیں گے اور جیسے جیسے لوگوں کے گناہ ہونگے اتنا ہی پسینہ یادہ نکلے گا اور لوگ اس میدان میں بھوکے پیاسے کھڑے کھڑے پریشان ہو جائیں گے۔ جو نیک لوگ ونگے ان کیلئے اس میدان کی مٹی مثل میدے کے بنادی جائیگی اور اس کو کھا کر بھوک کا علاج کرینگے اور پیاس ھانے کو حوض کوثر پر جائیں گے۔ پھر جب میدان قیامت میں کھڑے کھڑے دق ہو جائیں اس وقت مل کر ل حضرت آدمؑ کے پاس پھر اور نبیوں کے پاس اس بات کی سفارش کرانے کیلئے جائیں گے کہ ہمارا حساب تاب اور کچھ فیصلہ جلدی ہو جائے سب پیغمبر کچھ کچھ عذر کرینگے اور سفارش کا وعدہ نہ کرینگے سب کے بعد مارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر وہی درخواست کرینگے۔ آپ حق تعالیٰ کے حکم سے قبول فرما کر قام محمود میں (کہ ایک مقام کا نام ہے) تشریف لیجا کر شفاعت فرمائیں گے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہوگا کہ ہم نے سفارش قبول کی۔ اب ہم زمین پر اپنی تجلی فرما کر حساب وکتاب کئے دیتے ہیں۔ اول آسمان سے فرشتے ہت کثرت سے اترنا شروع ہونگے اور تمام آدمیوں کو ہر طرف سے گھیر لیں گے پھر حق تعالیٰ کا عرش اتریگا۔ ں پر حق تعالیٰ کی تجلی ہوگی اور حساب وکتاب شروع ہو جائے گا اور اعمال نامے اڑائے جائیں گے۔ ایمان الوں کے داہنے ہاتھ میں اور بے ایمانوں کے بائیں ہاتھ میں۔ اور ایمان تولنے کی ترازو کھڑی کی جائیگی جس سے سب نیکیاں اور بدیاں معلوم ہو جائیں گی اور پل صراط پر چلنے کا حکم ہوگا جس کی نیکیاں تول میں زیادہ ہونگی ہ پل صراط سے پار ہو کر بہشت میں جا پہنچے گا اور جس کے گناہ زیادہ ہونگے اگر خدا تعالیٰ نے معاف نہ کر دیئے ونگے وہ دوزخ میں گر جائیگا اور جسکی نیکیاں اور گناہ برابر ہونگے ایک مقام ہے اعراف، جنت اور دوزخ کے یچ میں وہ وہاں رہ جائیگا اس کے بعد ہمارے پیغمبر ﷺ اور دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام اور عالم اور ولی رشہید اور حافظ اور نیک بندے گنہگار لوگوں کو بخشوانے کیلئے شفاعت کرینگے انکی شفاعت قبول ہوگی اور جس کے دل میں ذرا بھر بھی ایمان ہوگا وہ دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر دیا جائیگا۔ اسی طرح جو لوگ عراف میں ہونگے وہ بھی آخر کو جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے اور دوزخ میں خالی وہی لوگ رہ جائینگے جو

بالکل کافر اور مشرک ہیں اور ایسے لوگوں کو کبھی دوزخ سے نکلنا نصیب نہ ہوگا۔ جب سب جنتی اور دوزخی اپنے ٹھکانے ہو جائیں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ جنت و دوزخ کے بیچ میں موت کو ایک مینڈھے کی صورت ظاہر کر کے سب جنتیوں اور دوزخیوں کو دکھلا کر اس کو ذبح کرادیں گے اور فرمادینگے کہ اب نہ جنتیوں کو موت آئے گی اور نہ دوزخیوں کو آئے گی۔ سب کو اپنے اپنے ٹھکانے پر ہمیشہ کیلئے رہنا ہوگا۔ اس وقت نہ جنتیوں خوشی کی کوئی حد ہوگی اور نہ دوزخیوں کے صدمے اور رنج کی کوئی انتہا ہوگی۔

بہشت کی نعمتوں اور دوزخ کی مصیبتوں کا ذکر: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے واسطے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی آدمی کے دل میں انکا خیال آیا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی عمارت میں ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک اینٹ سونے کی اور اینٹوں کے جوڑنے کا گارا خالص مشک کا ہے اور جنت کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور وہاں کی مٹی زعفران ہے۔ جو شخص جنت میں چلا جائے گا چین اور سکھ میں رہے گا اور رنج و غم دیکھے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کو اس میں رہے گا کبھی نہ مریگا نہ ان لوگوں کے کپڑے میلے ہونگے نہ انکی جوانی ختم ہوگی فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت میں دو باغ تو ایسے ہیں کہ وہاں کے برتن اور سب سامان چاندی کا ہوگا اور باغ ایسے ہیں کہ وہاں کے برتن اور سب سامان سونے کا ہوگا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت میں درجے اوپر تلے ہیں اور ایک درجہ سے دوسرے درجہ تک اتنا فاصلہ ہے کہ جتنا زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے یعنی پانچ سو برس اور سب درجوں میں بڑا درجہ فردوس کا ہے اور اسی سے جنت کی چاروں نہریں ہیں۔ یعنی دودھ اور شہد اور شراب طہور اور پانی کی نہریں اور اس سے اوپر عرش ہے تم جب اللہ تعالیٰ سے مانگو فردوس مانگا کرو اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ان میں ایک ایک درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا کے آدمی ایک میں بھر جائیں تو اچھی طرح سما جائیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت میں جتنے درخت ہیں سب کا تنہ سونے کا ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب سے پہلے جو لوگ جنت میں جائیں گے انکا چہرہ ایسا روشن ہوگا جیسے چودھویں رات کا چاند۔ پھر جو ان کے پیچھے جائیں گے ان کا چہرہ تیز روشنی والے ستارہ کی طرح ہوگا۔ نہ وہاں پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانہ کی نہ تھوک کی نہ رینٹ کی کنگھیاں سونے کی ہونگی اور پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ کسی نے پوچھا پھر کھانا کہاں جائیگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ڈکار آئیگی جس میں مشک کی خوشبو ہوگی اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جنت والوں میں جو سب سے ادنیٰ درجہ کا ہوگا۔ اس سے اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ اگر تجھ کو دنیا کے کسی بادشاہ کے ملک کے برابر دیدوں تو راضی ہو جائے گا وہ کہے گا اے پروردگار! میں راضی ہوں۔ پھر ارشاد ہوگا جا تجھ کو اسکے پانچ حصہ کے برابر دیا وہ کہے گا اے رب میں راضی ہو گیا۔ پھر ارشاد ہوگا جا تجھ کو اتنا دیا اور اس سے دس گنا زیادہ دیا۔ اور اس کے علاوہ جس چیز کو تیرا جی چاہے گا جس سے تیری آنکھ کو لذت ہوگی وہ تجھ کو ملے گا اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا اور اس سے دس حصہ زیادہ کے برابر اس کو ملے گا۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ جنت والوں سے پوچھیں گے کہ تم خوش بھی ہو۔ وہ عرض کرینگے کہ بھلا خوش

کیوں نہ ہوتے آپ نے تو ہم کو وہ چیزیں دیں جو آج تک کسی مخلوق کو نہیں دیں۔ ارشاد ہوگا کہ ہم تم کو ایسی چیز یں جوان سب سے بڑھ کر ہو، وہ عرض کرینگے کہ ان سے بڑھ کر کیا چیز ہوگی۔ ارشاد ہوگا کہ وہ چیز یہ ہے کہ میں تم سے ہمیشہ خوش رہونگا کبھی ناراض نہ ہونگا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب جنت والے جنت میں جا چکیں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو میں تم کو دوں، وہ عرض کرینگے کہ ہمارے چہرے آپ نے روشن کر دیئے ہم کو جنت میں داخل کر دیا، ہم کو دوزخ سے نجات دیدی اور ہم کو کیا چاہئے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ پردہ اٹھائیں گے اتنی پیاری کوئی نعمت نہ ہوگی جس قدر اللہ تعالیٰ کے دیدار میں لذت ہوگی۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دوزخ کو ہزار برس تک دھونکا یا یہاں تک کہ اس کا رنگ سرخ ہو گیا اور پھر ہزار برس تک اور دھونکا یہاں تک کہ سفید ہوگئی پھر ہزار برس تک اور دھونکا یا یہاں تک کہ سیاہ ہوگئی۔ اب وہ بالکل سیاہ و تاریک ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمہاری یہ آگ جس کو جلاتے ہو دوزخ کی آگ سے ستر حصہ تیزی میں کم ہے اور وہ ستر حصہ اس سے زیادہ تیز ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر ایک بڑا بھاری پتھر دوزخ کے کنارے سے چھوڑا جائے اور ستر برس تک برابر چلا جائے جب جا کر اس کے تلے میں پہنچے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دوزخ کو لایا جائیگا۔ اس کی ستر ہزار باگیں ہونگی اور ہر باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہونگے جس سے اس کو گھسیٹیں گے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب میں ہلکا عذاب دوزخ میں ایک شخص کو ہوگا اس کے پاؤں بس فقط آگ کی دو جوتیاں ہیں مگر اس سے اس کا بھیجا ہنڈیا کی طرح پکتا ہے اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کسی پر عذاب نہیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دوزخ میں اسے ایسے بڑے سانپ ہیں جیسے اونٹ اگر یک دفعہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک زہر چڑھا رہے اور بچھو ایسے ایسے بڑے ہیں جیسے پالان کسا ہوا خچر اگر وہ کاٹ لیں تو چالیس برس تک لہر اٹھتی رہے اور ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ کر منبر پر تشریف لائے اور فرمایا کہ میں نے آج نماز میں جنت اور دوزخ کا ہو بہو نقشہ دیکھا ہے۔ نہ آج تک میں نے جنت سے زیادہ کوئی اچھی چیز دیکھی اور نہ دوزخ سے زیادہ کوئی چیز تکلیف کی دیکھی۔

اُن باتوں کا بیان کہ اُن کے بدون ایمان اُدھورا رہتا ہے

حدیث شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کئی اوپر ستر باتیں ایمان کے متعلق ہیں سب سے بڑی بات تو کلمہ طیبہ ﴿لا الٰه الا اللّٰه محمد رسول اللّٰه﴾ (ﷺ) ہے اور سب سے چھوٹی بات یہ ہے کہ راستے میں کوئی کانٹا لکڑی یا پتھر پڑا ہو جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہو اس کو ہٹا دے اور شرم و حیا بھی ایمان کی انہی باتوں میں سے ایک بڑی چیز ہے۔ اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جب اتنی باتیں ایمان سے تعلق رکھتی ہیں تو پورا مسلمان وہی ہوگا جس میں سب باتیں ہوں اور جس میں کوئی بات ہو کوئی بات نہ ہو وہ ادھورا مسلمان ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مسلمان پورا ہی ہونا ضروری ہے اس لئے سب کو لازم ہوا کہ ان سب باتوں کو اپنے اندر پیدا کرے اور کوشش کرے کہ کسی بات کی کسر نہ رہ جائے اس لئے ہم

ان باتوں کو لکھ کر بتلائے دیتے ہیں۔ وہ سب سات اوپر ستر ہیں۔ تیس تو دل سے متعلق ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ
ایمان لانا۔ (۲) یہ اعتقاد رکھنا کہ خدا کے سوا سب چیزیں پہلے ناپید تھیں پھر خدا کے پیدا کرنے سے پی
ہوئیں۔ (۳) یہ یقین کرنا کہ فرشتے ہیں۔ (۴) یہ یقین کرنا کہ خدا تعالیٰ نے جتنی کتابیں پیغمبروں پر اتار
تھیں سب سچی ہیں البتہ قرآن مجید کے سوا اب اوروں کا حکم نہیں رہا۔ (۵) یہ یقین کرنا کہ سب پیغمبر سچے ہیں
البتہ اب فقط رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلنا ہوگا۔ (۶) یہ یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو سب باتوں کی پہلے ہی
سے خبر ہے اور جو ان کو منظور ہوتا ہے وہی کرتے ہیں۔ (۷) یہ یقین کرنا کہ قیامت آنے والی ہے۔ (۸
جنت کا ماننا۔ (۹) دوزخ کا ماننا۔ (۱۰) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا۔ (۱۱) رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا
(۱۲) اور کسی سے بھی اگر محبت یا دشمنی کرے تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے کرنا۔ (۱۳) ہر ایک کام میں نیت دین
ہی کی کرنا۔ (۱۴) گناہوں پر پچھتانا۔ (۱۵) خدائے تعالیٰ سے ڈرنا۔ (۱۶) خدائے تعالیٰ کی رحمت کی امید
رکھنا۔ (۱۷) شرم کرنا۔ (۱۸) نعمت کا شکر کرنا۔ (۱۹) عہد پورا کرنا۔ (۲۰) صبر کرنا۔ (۲۱) اپنے کو اوروں
سے کم سمجھنا۔ (۲۲) مخلوق پر رحم کرنا۔ (۲۳) جو کچھ خدا کی طرف سے ہو اس پر راضی رہنا۔ (۲۴) خدا
بھروسہ کرنا۔ (۲۵) اپنی کسی خوبی پر نہ اترانا۔ (۲۶) کسی سے کینہ کپٹ نہ رکھنا۔ (۲۷) کسی پر حسد نہ کرنا
(۲۸) غصہ نہ کرنا۔ (۲۹) کسی کا برا نہ چاہنا۔ (۳۰) دنیا سے محبت نہ رکھنا اور سات باتیں زبان سے متعلق
ہیں۔ (۳۱) زبان سے کلمہ پڑھنا۔ (۳۲) قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ (۳۳) علم سیکھنا۔ (۳۴) علم سکھانا
(۳۵) دعا کرنا۔ (۳۶) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا۔ (۳۷) لغو اور گناہ کی بات سے جیسے جھوٹ، غیبت، گالی، کوسنا
خلاف شرع گانا۔ ان سب سے بچنا اور چالیس باتیں سارے بدن سے متعلق ہیں۔ (۳۸) وضو کرنا اور غسل
کرنا۔ کپڑے کا پاک رکھنا۔ (۳۹) نماز کا پابند رہنا۔ (۴۰) زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینا۔ (۴۱) روزہ رکھنا
(۴۲) حج کرنا۔ (۴۳) اعتکاف کرنا۔ (۴۴) جہاں رہنے میں دین کی خرابی ہو وہاں سے چلے جانا۔ (۴۵
منت خدا کی پوری کرنا۔ (۴۶) جو قسم گناہ کی بات پر نہ ہو اس کو پورا کرنا۔ (۴۷) ٹوٹی ہوئی قسم کا کفارہ دینا
(۴۸) جتنا بدن ڈھانکنا فرض اس کو ڈھانکنا۔ (۴۹) قربانی کرنا۔ (۵۰) مردے کا کفن دفن کرنا۔ (۵۱) کس
کا قرض آتا ہو اس کا ادا کرنا۔ (۵۲) لین دین میں خلاف شرع باتوں سے بچنا۔ (۵۳) سچی گواہی کا
چھپانا۔ (۵۴) اگر نفس تقاضا کرے نکاح کر لینا۔ (۵۵) جو اپنی حکومت میں ہیں ان کا حق ادا کرنا۔ (۵۶
ماں باپ کو آرام پہنچانا۔ (۵۷) اولاد کی پرورش کرنا۔ (۵۸) رشتہ داروں، ناتہ داروں سے بدسلوکی نہ کرنا
(۵۹) آقا کی تابعداری کرنا۔ (۶۰) انصاف کرنا۔ (۶۱) مسلمانوں کی جماعت سے الگ کوئی طریقہ
نکالنا۔ (۶۲) حاکم کی تابعداری کرنا مگر خلاف شرع بات میں نہ کرے۔ (۶۳) لڑنے والوں میں صلح کر
دینا۔ (۶۴) نیک کام میں مدد دینا۔ (۶۵) نیک راہ بتلانا، بری بات سے روکنا۔ (۶۶) اگر حکومت میں ہو
شرع کے موافق سزا دینا۔ (۶۷) اگر وقت آئے تو دین کے دشمنوں سے لڑنا۔ (۶۸) امانت ادا کرنا۔ (۶۹
ضرورت والے کو روپیہ قرض دینا۔ (۷۰) پڑوسی کی خاطر داری کرنا۔ (۷۱) آمدنی پاک لینا۔ (۷۲) خرچ

شرع کے موافق کرنا۔(۷۳) سلام کا جواب دینا۔(۷۴) اگر کوئی چھینک لے کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو اس کو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا۔(۷۵) کسی کو ناحق تکلیف نہ دینا۔(۷۶) خلاف شرع کھیل تماشوں سے بچنا۔ (۷۷) راستہ میں ڈھیلا، پتھر، کانٹا، لکڑی ہٹا دینا۔ اگر الگ الگ سب باتوں کا ثواب معلوم کرنا ہو تو فروغ الایمان ایک کتاب ہے اس میں دیکھ لو۔

اپنے نفس کی اور عام آدمیوں کی خرابی

اوپر جتنی اچھی اور بری باتوں کا ثواب اور عذاب کی چیزوں کا بیان آیا ہے اس میں دو چیزیں کھنڈت ڈال دیتی ہیں ایک تو خود اپنا نفس کہ ہر وقت گود میں بیٹھا ہوا طرح طرح کی باتیں سمجھاتا ہے۔ نیک کاموں میں بہانے نکالتا ہے اور برے کاموں میں اپنی ضرورتیں بتلاتا ہے اور عذاب سے ڈراؤ تو اللہ تعالیٰ کا غفور و رحیم ہونا یاد دلاتا ہے اور اوپر سے شیطان اس کو سہارا دیتا ہے اور دوسرے کھنڈت ڈالنے والے وہ آدمی ہیں جو اس سے کسی طرح کا واسطہ رکھتے ہیں یا تو عزیز و اقارب ہیں یا جان پہچان والے ہیں یا برادری کنبے کے ہیں یا اسکی بستی کے ہیں۔ بعض گناہ تو اس واسطے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی بری باتوں کا اثر اس میں آ جاتا ہے اور بعض گناہ ان کی خاطر سے ہوتے ہیں اور بعض اس واسطے ہوتے ہیں کہ ان کی نگاہ میں ہلکا پن نہ ہو اور بعض گناہ اس لئے ہو جاتے ہیں کہ وہ لوگ اسکے ساتھ برائی کرتے ہیں کچھ اس برائی کے رنج میں، کچھ وقت ان کی غیبت میں اور کچھ وقت ان سے بدلہ لینے کی فکر میں خرچ ہوتا ہے پھر اس سے طرح طرح کے گناہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ساری خرابی اس نفس کی تابعداری کی اور آدمیوں سے بھلائی کی امید رکھنے کی ہے اس لئے انکی خرابی سے بچنے کے واسطے دو باتیں ضروری ٹھہریں ایک تو اپنے نفس کو دبانا، اس کو بہلا پھسلا کر کبھی ڈانٹ ڈپٹ کر دین کی راہ پر لگانا دوسرے سب آدمیوں سے زیادہ لگاؤ نہ رکھنا اور اس بات کی پروانہ کرنا کہ وہ اچھا کہیں گے یا برا کہیں گے۔ اس واسطے ان دونوں ضروری باتوں کو الگ الگ لکھا جاتا ہے۔

نفس کے ساتھ برتاؤ کا بیان

پابندی کے ساتھ ساتھ تھوڑا سا وقت ہمیشہ صبح کو تھوڑا وقت شام کو یا سوتے وقت مقرر کر لو اس وقت میں اکیلے بیٹھ کر اور اپنے دل کو جہاں تک ہو سکے سارے خیالوں سے خالی کر کے اپنے جی سے یوں باتیں کیا کرو اور نفس سے یوں کہا کرو کہ اے نفس خوب سمجھ لے تیری مثال دنیا میں ایک سوداگر کی سی ہے پونجی تیری عمر ہے اور نفع اس کا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کی بھلائی یا آخرت کی نجات حاصل کرے۔ اگر یہ دولت حاصل کر لی تو سوداگری میں نفع ہوا اور اگر اس عمر کو یوں ہی کھو دیا اور بھلائی اور نجات حاصل نہ کی تو اس سوداگری میں بڑا ٹوٹا اٹھایا کہ پونجی بھی گئی اور نفع نصیب نہ ہوا۔ اور یہ پونجی ایسی قیمتی ہے کہ اسکی ایک ایک گھڑی بلکہ ایک ایک سانس بے انتہا قیمت رکھتا ہے اور کوئی خزانہ کتنا ہی بڑا ہو اسکی برابری نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اول تو اگر

خزانہ جاتا رہے تو کوشش سے اسکی جگہ دوسرا خزانہ مل سکتا ہے اور یہ عمر جتنی گزرتی جاتی ہے اس کی ایک پل بھی لوٹ کر نہیں آ سکتی نہ دوسری عمر اور مل سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس عمر سے کتنی بڑی دولت کما سکتے ہو یعنی ہمیشہ کیلئے بہشت اور خدا تعالیٰ کی خوشی اور دیدار اتنی بڑی دولت کسی خزانے سے کوئی نہیں کما سکتا اس واسطے یہ پونجی بہت ہی قدر اور قیمت کی ہوئی اور اے نفس اللہ تعالیٰ کا احسان مان کہ ابھی تیری موت نہیں آئی جس سے یہ عمر ختم ہو جاتی خدا تعالیٰ نے آج کا دن زندگی کا اور نکال دیا ہے اور اگر تو مرنے لگے تو ہزاروں دل و جان سے آرزو کرے کہ مجھ کو ایک دن کی اور عمر مل جائے تو اس ایک دن میں سارے گناہوں سے سچی اور پکی توبہ کرلوں اور پکا وعدہ اللہ تعالیٰ سے کرلوں کہ پھر ان گناہوں کے پاس نہ پھٹکوں گا اور وہ سارا دن خدا تعالیٰ کی یاد اور تابعداری میں گزاروں جب مرنے کے وقت تیرا یہ خیال اور حال ہو تو اپنے دل میں تو یوں ہی سمجھ لے کہ گویا میری موت کا وقت آ گیا تھا اور میرے مانگنے سے اللہ تعالیٰ نے یہ دن اور دیدیا ہے اور اس دن کے بعد معلوم نہیں کہ اور دن نصیب ہوگا یا نہیں سو اس دن کو تو اسی طرح گزارنا چاہئے جیسا کہ عمر کا اخیر دن معلوم ہو جاتا اور اس کو اسی طرح گزارتا یعنی سب گناہوں سے پکی توبہ کرلے اور اس دن میں کوئی چھوٹی یا بڑی نافرمانی نہ کرے اور تمام دن اللہ تعالیٰ کے دھیان اور خوف میں گزار دے اور کوئی حکم خدا کا نہ چھوڑے جب وہ سارا دن اسی طرح گزر جائے پھر اگلے دن یونہی سوچے کہ شاید عمر کا یہی ایک دن باقی رہا ہو اور اے نفس اس دھوکے میں نہ آنا کہ اللہ تعالیٰ معاف ہی کر دینگے کیونکہ اول تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ معاف ہی کر دینگے اور سزا نہ دینگے بھلا اگر سزا ہونے لگے تو اس وقت کیا کریگا اور اس وقت کتنا پچھتانا پڑے گا اور اگر ہم نے مانا کہ معاف ہی ہو گیا جب بھی تو نیک کام کرنے والوں کو جو انعام اور مرتبہ ملے گا وہ تجھ کو نصیب نہ ہوگا۔ پھر جب تو اپنی آنکھ سے اوروں کو ملنا اور اپنا محروم ہونا دیکھے گا کس قدر حسرت اور افسوس ہوگا۔ اس پر اگر نفس سوال کرے کہ بتلاؤ پھر میں کیا کروں اور کس طرح کوشش کروں تو تم اس کو جواب دو کہ تو یہ کام کر کہ جو چیز تجھ سے مر کر چھوٹنے والی ہے یعنی دنیا اور بری عادتیں تو اسکو ابھی چھوڑ دے اور جس سے تجھ کو سابقہ پڑنے والا ہے اور بدون اس کے تیرا گزر نہیں ہو سکتا یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کو راضی کرنے کی باتیں اس کو ابھی سے لے بیٹھ۔ اور اسکی یاد اور تابعداری میں لگ جا اور بری عادتوں کا بیان اور ان کے چھوڑنے کا علاج اور خدائے تعالیٰ کے راضی کرنے کی باتوں کی تفصیل اور ان کے حاصل کرنے کی تدبیر خوب سمجھا سمجھا کر اوپر لکھ دی ہے اور اس کے موافق کوشش اور برتاؤ کرنے سے دل سے برائیاں نکل جاتی ہیں اور نیکیاں جم جاتی ہیں اور اپنے نفس سے کہو کہ اے نفس تیری مثال بیمار کی سی ہے اور بیمار کو پرہیز کرنا پڑتا ہے اور گناہ کا کرنا بدپرہیزی ہے اس واسطے اس سے پرہیز کرنا ضروری ہوا اور یہ پرہیز اللہ تعالیٰ نے ساری عمر کیلئے بتلا رکھا ہے۔ بھلا سوچ تو سہی اگر دنیا کا کوئی ادنیٰ سا حکیم کسی سخت بیماری میں تجھ کو یہ بتلا دے کہ فلانی مزے دار چیز کھانے سے جب کبھی کھائے گا اس بیماری کو سخت نقصان پہنچے گا اور تو سخت تکلیف میں مبتلا ہو جائیگا اور فلانی کڑوی بدمزہ دوا روزمرہ

کھاتے رہو گے تو اچھے رہو گے اور تکلیف کم رہے گی تو یقینی بات ہے کہ اپنی جان جو پیاری ہے اس کیلئے اس حکیم کے کہنے سے کیسی ہی مزیدار چیز ہو اس کو ساری عمر کیلئے چھوڑ دیگا اور دوا کیسی ہی بدمزہ اور ناگوار ہو آنکھ بند کر کے روز کے روز اس کو نگل جایا کریگا۔ تو ہم نے مانا کہ گناہ بڑے مزیدار ہیں اور نیک کام بہت ناگوار ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان مزیدار چیزوں کا نقصان بتلا دیا ہے اور ان ناگوار کاموں کو فائدہ مند فرمایا ہے پھر نقصان اور فائدہ بھی کیسا ہمیشہ ہمیشہ کا جس کا نام دوزخ اور جنت ہے اور تو اے نفس تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ جان کی محبت میں ادنیٰ حکیم کے کہنے کا تو یقین کر لے اور اس کا پابند ہو جائے اور اپنے ایمان کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے کہنے پر دل کو نہ جمائے اور گناہوں کے چھوڑنے کی ہمت نہ کرے اور نیک کاموں سے پھر بھی جی چرائے تو کیسا مسلمان ہے کہ توبہ توبہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کو ایک چھوٹے سے حکیم کے کہنے کے برابر بھی نہ سمجھے اور کیسا بے عقل ہے کہ جنت کے ہمیشہ ہمیشہ کے آرام کی دنیا کے تھوڑے دنوں کے آرام کے برابر بھی قدر نہ کرے اور دوزخ کی اتنی سخت اور دراز تکلیف سے دنیا کی تھوڑے دنوں کی تکلیف کے برابر بھی بچنے کی کوشش نہ کرے اور نفس سے یوں کہو کہ اے نفس دنیا سفر کا مقام ہے اور سفر میں پورا آرام ہرگز میسر نہیں ہوا کرتا۔ طرح طرح کی تکلیفیں جھیلنی پڑتی ہیں مگر مسافر اس لئے ان تکلیفوں کو سہار لیتا ہے کہ گھر پہنچ کر پورا آرام مل جائیگا بلکہ ان تکلیفوں سے گھبرا کر کسی سرائے میں ٹھہر کر اس کو اپنا گھر بنا لے اور سب سامان آرائش کا وہاں جمع کر لے تو ساری عمر بھی گھر پہنچنا نصیب نہ ہو اسی طرح دنیا میں جب تک رہنا ہے محنت مشقت کی سہار کرنا چاہئے۔ عبادت میں بھی محنت ہے اور گناہوں کے چھوڑنے میں بھی مشقت ہے اور بھی طرح طرح کی مصیبت ہے لیکن آخرت ہمارا گھر ہے وہاں پہنچ کر سب مصیبت کٹ جائے گی۔ یہاں کی ساری محنت و مشقت کو جھیلنا چاہئے اگر یہاں آرام ڈھونڈا تو گھر جا کر آرام کا سامان ملنا مشکل ہے۔ بس یہ سمجھ کر کبھی دنیا کی راحت اور لذت کی ہوس نہ کرنا چاہئے اور آخرت کی درستی کیلئے ہر طرح کی محنت کو خوشی سے اٹھانا چاہئے۔ غرض ایسی ایسی باتیں نفس سے کر کے اس کو راہ پر لگانا اور روزمرہ اسی طرح سمجھانا چاہئے اور یاد رکھو کہ اگر تم خود اس طرح اپنی بھلائی اور درستی کی کوشش نہ کرو گی تو اور کون آئے گا جو تمہاری خیر خواہی کریگا۔ اب تم جانو تمہارا کام جانے۔

عام آدمیوں کے ساتھ برتاؤ کا بیان

عام آدمی تین طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ جن سے دوستی اور بہن ساتھن ہونے کا علاقہ ہے دوسرے وہ جن سے صرف جان پہچان ہے۔ تیسرے وہ جن سے جان پہچان بھی نہیں، اور ہر ایک کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ الگ ہے سو: جن سے جان پہچان بھی نہیں اگر ان کے ساتھ ملنا بیٹھنا ہو تو ان باتوں کا خیال رکھو کہ وہ ادھر ادھر کی باتیں اور خبریں بیان کریں ان کی طرف کان مت لگاؤ اور وہ جو کچھ واہی تباہی بکیں ان

سے بالکل بہری بن جاؤ۔ ان سے بہت مت ملو۔ ان سے کوئی امید اور التجا مت کرو اور اگر کوئی بات ان سے خلاف شرع دیکھو تو اگر یہ امید ہو کہ نصیحت مان لیں گی تو بہت نرمی سے سمجھا دو اور جن سے دوستی اور زیادہ راہ ورسم ہے ان میں اس کا خیال رکھو کہ اول تو ہر کسی سے دوستی اور راہ ورسم مت پیدا کرو۔ کیونکہ ہر آدمی دوستی کے قابل نہیں ہوتا۔ البتہ جس میں یہ پانچ باتیں ہوں اس سے راہ ورسم رکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

اول یہ کہ وہ عقلمند ہو کیونکہ بے وقوف آدمی سے اول تو دوستی کا نباہ نہیں ہوتا۔

دوسرے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ تم کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے مگر بے وقوفی کی وجہ سے اور الٹا نقصان کر گزرتا ہے جیسے کسی نے ریچھ پالا تھا۔ ایک دفعہ یہ شخص سو گیا اور اس کے منہ پر بار بار مکھی آ کر بیٹھتی تھی۔ اس ریچھ کو جو غصہ آیا مکھی مارنے کو ایک بڑا پتھر اٹھا کر لایا اور تاک کر اس کے منہ پر کھینچ مارا مکھی تو اڑ گئی اور اس بیچارے کا سر کھیل کھیل ہو گیا۔ دوسری بات یہ کہ اس کے اخلاق و عادات و مزاج اچھا ہو۔ اپنے مطلب کی دوستی نہ رکھے اور غصہ کے وقت آپے سے باہر نہ ہو جائے، ذرا ذرا سی بات میں طوطے کی سی آنکھیں نہ بدلے۔

تیسری بات یہ کہ دیندار ہو کیونکہ جو شخص دیندار نہیں ہے جب وہ خدائے تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا تو تم کو اس سے کیا امید ہے کہ اس سے وفا ہو گی۔ دوسری خرابی یہ ہے کہ جب تم بار بار اس کو گناہ کرتے دیکھو گی اور دوستی کی وجہ سے نرمی کرو گی تو خود تم کو بھی اس گناہ سے نفرت نہ رہے گی۔ تیسری خرابی یہ کہ اسکی بری صحبت کا اثر تم کو بھی پہنچے گا اور ویسے ہی گناہ تم سے بھی ہونے لگیں۔

چوتھی بات یہ کہ اس کو دنیا کی حرص نہ ہو کیونکہ حرص والے کے پاس بیٹھنے سے ضرور دنیا کی حرص بڑھتی ہے جب ہر وقت اس کو اسی دھن اور اسی چرچے میں دیکھو گی۔ کہیں زیور کا ذکر ہے کہیں پوشاک کی فکر ہے کہیں گھر کے سامان کا دھندا ہے تو کہاں تک تم کو خیال نہ ہو گا اور جس کو خود ہی حرص نہ ہو۔ موٹا کپڑا ہو، موٹا کھانا ہو، ہر وقت دنیا کی ناپائیداری کا ذکر ہو اس کے پاس بیٹھ کر جو کچھ تھوڑی بہت حرص ہوتی ہے وہ بھی دل سے نکل جاتی ہے۔

پانچویں بات یہ کہ اس کی عادت جھوٹ بولنے کی نہ ہو کیونکہ جھوٹ بولنے والے آدمی کا کچھ اعتبار نہیں خدا جانے اسکی کس بات کو سچا سمجھ کر آدمی دھوکے میں آ جائیں۔ ان پانچوں باتوں کا خیال تو دوستی پیدا کرنے سے پہلے کر لینا چاہئے اور جب کسی میں پانچوں باتیں دیکھ لیں اور راہ ورسم پیدا کر لی۔ اب اس کے حق اچھی طرح ادا کرو اور وہ حق یہ ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اسکی ضرورت میں کام آؤ۔ اگر خدائے تعالیٰ گنجائش دے اس کی مدد کرو۔ اس کا بھید کسی سے مت کہو۔ جو کوئی اس کو برا کہے اس کو خبر مت کرو۔ جب وہ بات کرے کان لگا کر سنو۔ اگر اس میں کوئی عیب دیکھو تو بہت نرمی اور خیر خواہی سے تنہائی میں سمجھا دو۔ اگر اس سے کوئی خطا ہو جائے درگزر کرو۔ اس کی بھلائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہو۔ اب رہ گئے وہ آدمی جن سے صرف جان پہچان ہے۔ ایسے آدمی سے بڑی احتیاط درکار ہے کیونکہ جو دوست ہیں وہ تو تمہارے بھلے میں ہیں اور جن سے جان پہچان بھی نہیں وہ اگر بھلے میں نہیں تو برائی میں بھی نہیں اور یہ جو بیچ کے رہ گئے

جن سے نہ دوستی ہے اور نہ وہ بالکل انجان ہیں زیادہ تکلیف اور برائی ایسوں ہی سے پہنچتی ہے۔ کہ زبان سے دوستی اور خیر خواہی کا دم بھرتے ہیں اور اندر ہی اندر جڑیں کھودتے ہیں اور حسد کرتے ہیں اور ہر وقت عیب ڈھونڈا کرتے ہیں اور بدنام کرنے کی فکر میں رہتے ہیں۔ اس لیے جہاں تک ہوسکے کسی سے جان پہچان اور ملاقات مت پیدا کرو اور ان کی دنیا کو دیکھ کر حرص مت کرو اور ان کی خاطر اپنی دین مت برباد کرو۔ اگر کوئی تم سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی مت کرو۔ کیونکہ اس کی طرف سے پھر تمہارے ساتھ اور زیادہ برائی ہوگی۔ تو تم سے اس کی سہار نہ ہوسکے گی۔ اور اسی دھندے میں لگ جاؤ گی اور دنیا اور دین دونوں کا نقصان ہوگا۔ اس واسطے درگذر ہی بہتر ہے اور اگر کوئی تمہاری عزت آبرو، خاطر داری کرے یا تمہاری تعریف کرے اور محبت ظاہر کرے تو تم اس دھوکے میں مت آنا۔ اور اس بھروسے مت رہنا۔ کیونکہ بہت کم آدمی ہیں جن کا ظاہر و باطن ایک سا ہو اور بہت کم اطمینان ہے کہ ان کے یہ برتاؤ صاف دل سے ہوں۔ اس کی امید ہرگز کسی سے مت رکھو اور جو کوئی تمہاری غیبت کرے تم سن کر نہ غصہ ہو نہ یہ تعجب کرو کہ اس نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا اور میرے حق کا یا میرے احسان کا یا میرے بڑے ہونے کا یا میرے علاقہ کا کچھ خیال نہ کیا۔ کیونکہ اگر انصاف کر کے دیکھو تو تم بھی خود سب کے ساتھ آگے پیچھے ایک حالت میں نہیں رہ سکتی ہو۔ سامنے اور برتاؤ ہوتا ہے اور پیچھے اور برتاؤ پھر جس بلا میں خود مبتلا ہو اوروں پر کیوں تعجب کرتی ہو۔

خلاصہ یہ کہ کسی طرح کی بھلائی کی امید مت رکھو نہ تو کسی قسم کے فائدے پہنچنے کی اور نہ کسی کی نظر میں آبرو بڑھنے کی اور نہ کسی کے دل میں محبت پیدا ہونے کی جب کسی سے کوئی امید نہ رکھو گی تو پھر کوئی تم سے کیسا ہی برتاؤ کرے کبھی ذرا بھی رنج نہ ہوگا اور خود جہاں تک ہوسکے سب کو فائدہ پہنچاؤ۔ اگر کسی کی کوئی بھلائی کی بات سمجھ میں آئے اور یہ یقین ہو کہ وہ مان لے گا تو اس کو بتلادو نہیں تو خاموش رہو۔ اگر کسی سے کوئی فائدہ پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر کرو اور اس شخص کے لیے دعا کرو اور کسی سے کوئی نقصان یا تکلیف پہنچے تو یوں سمجھو کہ میرے کسی گناہ کی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو اور اس شخص سے رنج مت رکھو۔ غرض نہ مخلوق کی بھلائی کو دیکھو نہ برائی کو۔ بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھو اور ان سے ہی کام رکھو اور ان کی ہی تابعداری کرو اور ان ہی کی یاد میں لگی رہو اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔ آمین۔

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ ہشتم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

نیک بیبیوں کے حال میں
پڑھنے والیوں کی دین کی ہمت بڑھانے کے واسطے

اس بیان سے پہلے برکت کے واسطے پیغمبر خدا ﷺ کا تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ پڑھنے والیاں اپنے پیغمبر صاحب ﷺ کو اور آپ ﷺ کی عادتوں کو بھی جان لیں جس سے ان کو محبت پیدا ہو اور پیروی کریں اور یہ بھی بات ہے کہ ان سب کو نیکی کی جو دولت ملی وہ آپ ﷺ ہی کی برکت سے ملی ہے۔ پہلی امت کی بیبیوں کو تو آپ کے نور[1] سے اور اس امت کی بیبیوں کو آپ ﷺ کی شرع سے اس واسطے پہلے آپ ﷺ کا ذکر لکھ کر پھر بیبیوں کا حال شروع ہوگا۔

پیغمبر ﷺ کی پیدائش اور وفات وغیرہ کا بیان: آپ کا مشہور نام مبارک محمد ﷺ ہے آپ ﷺ کے والد کا نام عبداللہ ہے۔ اور ان کے والد کا نام عبدالمطلب اور ان کے والد کا نام ہاشم اور ان کے والد کا نام عبدمناف آپ ﷺ کی والدہ کا نام آمنہ ہے اور ان کے والد کا نام وہب اور ان کے والد کا نام عبدمناف اور انکی والدہ کا نام زہرہ اور یہ عبدمناف اور ہیں۔ اور پیر کے روز ربیع الاول کے مہینے میں جس سال ایک کافر بادشاہ ہاتھی لیکر کعبہ پر اس کے ڈھانے کے واسطے چڑھ آیا تھا آپ ﷺ پیدا ہوئے[2] اور آپ پانچ سال اور دو روز کے تھے اس وقت آپ ﷺ کی دودھ پلائی نے آپ کو آپ کی والدہ کے پاس پہنچا دیا جب آپ چھ سال کے ہو گئے آپ کی والدہ آپ کو ہمراہ لیکر آپ کے دادا کی ننہال بنی نجار[3] مدینہ منورہ میں گئیں اور ایک مہینہ کے بعد لوٹتے ہوئے مقام ابواء میں انتقال کر گئیں۔ ام ایمن بھی ساتھ تھیں۔ وہ آپ کو مکہ مکرمہ میں لائیں اور آپ کے والد آپ کو حمل میں چھوڑ کر انتقال کر گئے تھے۔ آپ کو آپ کے دادا عبدالمطلب نے پرورش کرنا شروع کیا۔ پھر آپ کے دادا کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کو پرورش کیا اور وہ آپ کو شام کی طرف تجارت کیلئے لے چلے تھے۔ راہ میں بحیرا نے جو نصاریٰ کا عالم اور درویش تھا آپ کو دیکھا اور آپ کے چچا سے تاکید کی

---

1. یعنی آپ کے نور کی برکت سے کیونکہ تمام مخلوق کا وجود آپ ﷺ ہی کے باعث ہوا ہے۔
2. از استیعاب وغیرہ
3. بالفتح وتشدید جیم (فتح آن)
4. بالفتح وکسر دال وسکون یا وفتح جیم

کہ آپ کی حفاظت کرو یہ نبی ہیں اور آپ کو مکہ مکرمہ واپس کرادیا۔ پھر آپ خود حضرت خدیجہؓ کا مال تجارت لیکر شام کو چلے راہ میں نسطورا نے جو کہ عالم اور درویش نصاریٰ کا تھا آپ کے نبی ہونے کی گواہی دی اور جب آپ لوٹے تو حضرت خدیجہؓ سے آپ کی شادی ہوگئی اس وقت آپ کی عمر پچیس برس تھی۔ اور حضرت خدیجہؓ چالیس برس کی تھیں۔ پھر چالیس برس کی عمر میں آپ کو نبوت ملی اور آپ باون یا ترپن برس کے تھے کہ آپ کو معراج ہوئی۔ نبوت کے بعد تیرہ برس آپ مکہ مکرمہ میں رہے۔ پھر جب کافروں نے بہت دق کیا تو خدا تعالیٰ کے حکم سے آپ مدینہ منورہ چلے گئے اور دوسرا برس مدینہ منورہ میں آئے ہوئے تھا کہ بدر کی لڑائی ہوئی۔ پھر اور لڑائیاں ہوئیں۔ بہت چھوٹی بڑی ملا کر پینتیس ہوئیں۔ اور مشہور نکاح آپ کے گیارہ بیبیوں سے ہوئے جن میں دو آپ کے روبرو انتقال کر گئیں۔ ایک تو حضرت خدیجہؓ دوسری حضرت زینبؓ خزیمہ کی بیٹی وفات شریف کے وقت (نو۹) زندہ تھیں۔ حضرت سودہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمہؓ، حضرت زینبؓ جحش کی بیٹی، حضرت ام حبیبہؓ، حضرت جویریہؓ، حضرت میمونہؓ، حضرت صفیہؓ اور آپ کی اولاد چار لڑکیاں تھیں، سب سے بڑی حضرت زینبؓ اور ان سے چھوٹی حضرت رقیہؓ اور ان سے چھوٹی حضرت ام کلثومؓ، سب میں چھوٹی حضرت فاطمہؓ یہ سب حضرت خدیجہؓ سے ہیں اور تین یا چار یا پانچ لڑکے تھے۔ حضرت قاسمؓ اور حضرت عبداللہؓ اور حضرت طیبؓ اور حضرت طاہرؓ یہ حضرت خدیجہؓ سے ہیں۔ اور ایک حضرت ابراہیمؓ حضرت ماریہؓ سے ہیں۔ جو آپ کی باندی تھیں اور ان کا مدینہ منورہ میں شیر خوارگی کی حالت میں انتقال ہو گیا تھا۔ اس طرح تو پانچ ہوئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عبداللہ کا نام طیب بھی ہے تو اس طرح چار ہوئے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ طیب بھی ان ہی عبداللہ کا نام ہے اور طاہر بھی تو اس طرح تین ہوئے اور حضرت عبداللہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ ہی میں انتقال ہوا۔ اور باقی پیغمبر زادے نبوت سے پہلے پیدا ہوئے اور نبوت سے پہلے ہی انتقال کر گئے۔ اور آپ مدینہ منورہ میں دس برس تک رہے پھر بدھ کے روز صفر کے مہینہ کے دو دن رہے تھے آپ بیمار ہوئے اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ پیر کے روز چاشت کے وقت ترسیٹھ سال کی عمر میں وفات فرما گئے اور منگل کے دن دو پہر ڈھلے دفن کئے گئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ منگل کا دن گزر کر رات آ گئی تھی اور یہ دیر اس لئے ہوئی کہ صحابہؓ غم وصدمہ سے ایسے پریشان تھے کہ کسی کا ہوش درست نہیں تھا۔ اور حضرت پیغمبر ﷺ کی بیٹیوں میں سے حضرت زینبؓ کے ایک لڑکا پیدا ہوا علیؓ اور ایک لڑکی امامہؓ دونوں کی نسل نہیں چلی حضرت رقیہ کے ایک لڑکا پیدا ہوا عبداللہ چھ سال کا انتقال کر گیا اور حضرت ام کلثوم کی کچھ اولاد نہیں ہوئی اور حضرت فاطمہؓ کے حسنؓ حسینؓ اور ان کی اولاد بہت کثرت سے پھیلی۔

پیغمبر ﷺ کے مزاج وعادات کا بیان: آپ دل کے بڑے سخی تھے کسی سوالی سے ''نہیں'' کبھی نہیں کی اگر ہوا دیدیا نہ ہوا تو نرمی سے سمجھا دیا دوسرے وقت دینے کا وعدہ کر لیا۔ آپ بات چیت کے بڑے سچے تھے۔ آپ کی طبیعت بہت نرم تھی سب باتوں میں سہولت اور آسانی برتتے اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے والوں کا بڑا خیال رکھتے تھے کہ ان کو کسی طرح کی اپنے سے تکلیف نہ پہنچے یہاں تک کہ اگر رات کو اٹھ کر باہر جانا ہوتا تو

بہت ہی آہستہ جوتی پہنتے بہت ہلکے سے کواڑ کھولتے ۔ بہت آہستہ چلتے ۔ اور اگر گھر میں تشریف لاتے اور گھر والے سو رہتے تو بھی سب کام چپکے چپکے کرتے ۔ کبھی کسی سوتے کی نیند خراب نہ ہو جائے ۔ ہمیشہ نیچی نگاہ زمین کی طرف رکھتے جب بہت سے آدمیوں کے ساتھ چلتے تو اوروں سے پیچھے رہتے جو سامنے آتا اس کو پہلے خود سلام کرتے جب بیٹھتے تو بہت عاجزی کی صورت بنا کر ۔ جب کھانا کھاتے تو بہت ہی غریبوں کی طرح بیٹھ کر کبھی پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا ۔ کبھی چپاتی نہیں کھائی ۔ تکلف کی تشتریوں میں کبھی نہیں کھایا ۔ ہر وقت خدائے تعالیٰ کے خوف سے غمگین رہتے ہر وقت اسی سوچ میں لگتے رہتے اسی دھن میں کسی کروٹ چین نہ آتا ۔ زیادہ وقت خاموش رہتے ۔ بدون ضرورت کے کلام نہ فرماتے ۔ جب بولتے تو ایسا صاف کہ دوسرا آدمی خوب سمجھ لے آپ کی بات نہ تو اتنی لمبی ہوتی کہ ضرورت سے زیادہ اور نہ اس قدر کم ہوتی کہ مطلب بھی سمجھ میں نہ آئے ۔ بات میں ذرا سختی نہ تھی نہ برتاؤ میں کسی طرح کی سختی تھی ۔ اپنے پاس آنے والے کی بے قدری اور ذلت نہ کرتے تھے کسی کی بات نہ کاٹتے تھے ۔ البتہ اگر شرع کے خلاف کوئی بات کرتا تو یا تو منع فرما دیتے یا وہاں سے خود اٹھ جاتے ۔ خدا کی نعمت کیسی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو آپ اس کو بہت بڑا سمجھتے تھے ۔ کبھی اس میں عیب نہ نکالتے تھے کہ اس کا مزہ اچھا نہیں ہے ۔ یا اس میں بدبو آتی ہے البتہ جس چیز کو دل نہ لیتا اس کو خود نہ کھاتے اور نہ اسکی تعریف کرتے نہ اس میں عیب نکالتے ۔ دنیا کی کیسی ہی بات ہو اسکی وجہ سے آپ کو غصہ نہ آتا ۔ مثلاً کسی کے ہاتھ سے نقصان ہو گیا کسی نے کوئی کام کو بگاڑ دیا ۔ یہاں تک کہ حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس تک آپ کی خدمت کی ۔ اس دس برس میں میں نے جو کچھ کر دیا اس کو یوں نہیں فرمایا کہ کیوں کیا اور جو نہیں کیا اس کو یوں نہیں پوچھا کہ کیوں [1] نہیں کیا ۔ البتہ اگر کوئی بات خلاف دین کے ہوتی اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا ۔ اپنے ذاتی معاملہ میں آپ نے غصہ نہیں کیا ۔ اگر کسی سے ناراض ہوتے تو صرف منہ پھیر لیتے یعنی زبان سے کچھ سخت وست نہ فرماتے اور جب خوش ہوتے تو نیچے نگاہ کر لیتے یعنی شرم اس قدر تھی کہ کیا کنواری لڑکی کو ہوگی ۔ بڑی ہنسی آتی تو یوں ہی ذرا مسکرا دیتے یعنی آواز سے نہ ہنستے سب میں ملے جلے رہتے یہ نہیں کہ اپنی شان بنا کر لوگوں سے کھینچنے لگیں بلکہ کبھی کبھی کسی کا دل خوش کرنے کو ہنسی مذاق بھی فرما لیتے لیکن اس میں بھی وہی بات فرماتے جو سچی ہوتی ۔ نفلیں اس قدر پڑھتے کہ کھڑے کھڑے دونوں پاؤں سوج جاتے جب قرآن شریف پڑھتے یا سنتے تو خدا کے خوف اور محبت سے روتے عاجزی اس قدر مزاج میں تھی کہ اپنی امت کو حکم فرمایا کہ مجھ کو بہت مت بڑھا دینا ۔ اور کوئی غریب ماما اصیل آ کر کہتی کہ مجھ کو آپ سے الگ کچھ کہنا ہے ۔ آپ فرماتے اچھا کہیں سڑک پر بیٹھ کر کہہ لے وہ جہاں بیٹھ جاتی آپ بھی وہیں بیٹھ جاتے ۔ کوئی بیمار ہو امیر یا غریب اس کو پوچھتے ۔ کسی کا جنازہ ہوتا آپ اس پر تشریف لاتے ۔ کیسا ہی کوئی غلام تلام دعوت کر دیتا آپ قبول فرما لیتے اگر کوئی جو کی روٹی اور بدمزہ چربی کی

---

[1] اور بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے بسند عبدالرزاق کہ حضرت انس ؓ فرماتے ہیں کہ جب کبھی حضور ﷺ کے بعض گھر والے (کسی خطا پر) مجھے ملامت کرتے تو حضور ﷺ ان کو منع فرماتے ، اور فرماتے کہ جو کچھ تقدیر میں تھا وہ ہو گیا ۲ ة کنز العمال

دعوت کرتا آپ اس سے بھی عذر نہ فرماتے۔ زبان سے کوئی بیکار بات نہ نکلتی سب کی دلجوئی کرتے کوئی ایسا برتاؤ نہ فرماتے جس سے کوئی گھبراوے۔ ظالم موذیوں کی شرارت سے خوش تدبیری کے ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگران کے ساتھ اسی خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے۔ آپ کے پاس حاضر ہونے والوں میں اگر کوئی نہ آتا تو اسکو پوچھتے ہر کام کو ایک قاعدے سے کرتے یہ نہیں کہ کبھی کچھ کر دیا کبھی کسی طرح کر لیا۔ جب اٹھتے خدا کی یاد کرتے جب بیٹھتے خدا کی یاد کرتے۔ جب کسی محفل میں تشریف لیجاتے جہاں تک آدمی بیٹھے ہوئے ہیں اس کے کنارے بیٹھ جاتے یہ نہیں کہ سب کو پھاند کر بڑی جگہ جا کر بیٹھیں۔ اگر بات کرنے کے وقت کئی آدمی ہوتے تو باری باری سب کی طرف منہ کر کے بات کرتے یہ نہیں کہ ایک طرف تو توجہ ہے دوسروں کو دیکھتے بھی نہیں۔ سب کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے کہ ہر شخص یوں سمجھتا کہ مجھے سب سے زیادہ چاہتے ہیں اگر کوئی پاس آ کر بیٹھتا یا بات شروع کرتا اس کی خاطر رکے بیٹھے رہتے۔ جب پہلے وہی اٹھ جاتا تب آپ اٹھتے آپ کے اخلاق سب کے ساتھ عام تھے۔ گھر میں جا کر مسند تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے۔ گھر کے بہت سے کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے کہیں بکری کا دودھ نکال لیتے کہیں اپنے کپڑے صاف کر لیتے، اپنا کام اکثر اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے۔ کیسا ہی برے سے برا آدمی آپ کے پاس آتا اس سے بھی مہربانی کے ساتھ ملتے اس کی دل شکنی نہ فرماتے غرض سارے آدمیوں سے زیادہ آپ ہی خوش اخلاق تھے۔ اگر کسی سے کوئی ناپسند بات ہو جاتی تو کبھی اس کے منہ در منہ نہ جتلاتے نہ طبیعت میں سختی تھی اور نہ کبھی سختی کی صورت بناتے جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی کے ڈرانے دھمکانے کو جھوٹ موٹ غصے کی صورت بنا کر ویسی ہی باتیں کرنے لگتے ہیں۔ نہ آپ کی عادت چلانے کی تھی۔ جو کوئی آپ کے ساتھ برائی کرتا آپ کبھی اس کے ساتھ برائی نہ کرتے بلکہ معاف اور درگزر فرما دیا کرتے تھے کبھی اپنے ہاتھ سے کسی غلام کو، خدمت گار کو، عورت کو بلکہ کسی جانور تک کو بھی نہیں مارا۔ اور شریعت کے حکم سے سزا دینا اور بات ہے۔ اگر آپ پر کوئی زیادتی کرتا تو اس کا بدلہ نہ لیتے ہر وقت ہنس مکھ رہتے اور ناک بھوں نہ چڑھاتے اور یہ مطلب نہیں کہ بے غم رہتے۔ کیونکہ اوپر آ چکا ہے کہ ہر وقت غم اور سوچ میں رہتے۔ مزاج بہت نرم تھا نہ بات میں سختی نہ برتاؤ میں سختی نہ بے باکی تھی کہ جو چاہا پھٹ سے کہہ دیا نہ کسی کا عیب بیان کرتے نہ کسی چیز کے دینے میں دریغ فرماتے۔ ان خصلتوں کی ہوا بھی نہ لگی تھی جیسے اپنی بڑائی کرنا، کسی سے بحثا بحثی کرنا جس بات میں کوئی فائدہ نہ ہو اس میں لگنا، نہ کسی کی برائی کرتے نہ کسی کے عیب کھود کرید کرتے اور وہی بات منہ سے نکالتے جس میں ثواب ملا کرتا ہے۔ کوئی باہر کا پردیسی آ جاتا اور بول چال میں پوچھنے یا کہنے میں بدتمیزی کرتا آپ اس کی سہار فرماتے۔ کسی کو اپنی تعریف نہ کرنے دیتے اور حدیثوں میں بڑی اچھی باتیں لکھی ہیں۔ جتنی ہم نے بتلا دی ہیں اگر عمل کرو یہ بھی بہت ہیں۔ اب نیک بیبیوں کے حال سنو۔

(۱) حضرت حوا علیہا السلام کا ذکر: یہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بی بی اور تمام دنیا کے آدمیوں کی ماں ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی کامل قدرت سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بائیں پسلی

سے پیدا کیا اور پھر انکے ساتھ نکاح کر دیا اور جنت میں رہنے کو جگہ دی اور وہاں ایک درخت تھا اس کو کھانے کو منع کر دیا۔ انہوں نے غلطی سے شیطان کے بہکانے میں آ کر اس درخت سے کھا لیا اس پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ جنت سے دنیا میں جاؤ۔ دنیا میں آ کر اپنی خطا پر بہت روئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا معاف کر دی اور پہلے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے الگ ہو گئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے پھر ان سے ملا دیا پھر دونوں سے بے شمار اولاد پیدا ہوئی۔

فائدہ:۔ بیبیو دیکھو حضرت حوا نے اپنی خطا کا اقرار کر لیا۔ توبہ کر لی۔ بعض عورتیں اپنے قصور کو نبایا کرتی ہیں اور کبھی اپنے اوپر بات نہیں آنے دیتیں اور ایسی تو بہت ہیں جو گناہ کر رہی ہیں۔ ساری عمر کرتی رہتی ہیں اس کو چھوڑتی نہیں، خاص کر غیبت اور رسموں کی پابندی۔ بیبیو اس خصلت کو چھوڑ دو جو خطا و قصور ہو جائے اس کو فوراً چھوڑ کر توبہ کر لیا کرو۔

(۲) حضرت نوحؑ کی والدہ کا ذکر: قرآن شریف میں ہے کہ نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ساتھ اپنی ماں کیلئے بھی دعا کی۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ آپ کے ماں باپ مسلمان تھے۔

فائدہ:۔ دیکھو ایمان کی کیا برکت ہے کہ ایمان دار کے واسطے پیغمبر بھی دعا کرتے ہیں۔ بیبیو۔ ایمان کو مضبوط رکھو۔

(۳) حضرت سارہ علیہا السلام کا ذکر: یہ حضرت ابراہیم پیغمبرؑ کی بی بی اور حضرت اسحاق پیغمبر علیہ السلام کی ماں ہیں۔ ان کا فرشتوں سے بولنا۔ اور فرشتوں کا ان سے یہ کہنا کہ تم سارے گھر والوں پر خدا کی رحمت اور برکت ہے۔ قرآن میں مذکور ہے کہ انکی پارسائی اور ان کی دعا قبول ہونے کا ایک قصہ حدیث[1] میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ ہجرت کر کے شام کو چلے یہ بھی سفر میں ساتھ تھیں رستے میں کسی ظالم بادشاہ کی بستی آئی۔ اس کمبخت سے کسی نے جا لگایا کہ تیری عملداری میں ایک بی بی بڑی خوبصورت آئی ہے۔ اس نے حضرت ابراہیمؑ کو بلا کر پوچھا تمہارے ہمراہ کون عورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میری دین کی بہن ہے۔ بیوی اس لئے نہیں فرمایا کہ وہ ان کو خاوند سمجھ کر مار ڈالتا جب وہاں سے لوٹ کر آئے تو حضرت سارہ سے کہا کہ میری بات جھوٹی مت کر دینا اور ویسے تم دین میں میری بہن ہی ہو پھر اس نے حضرت سارہ کو پکڑوا بلایا۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ اسکی نیت بری ہے انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا کی اے اللہ اگر میں تیرے پیغمبر پر ایمان رکھنے والی اور ہمیشہ اپنی آبرو بچانے والی ہوں تو اس کافر کا مجھ پر قابو نہ چلنے دیجئے۔[2] بس اس کا یہ حال ہوا کہ لگا ہاتھ پاؤں دے دے مارنے پھر تو خوشامد کرنے لگا اور کہا کہ اے بی بی اللہ سے دعا کرو کہ میں اچھا ہو جاؤں میں پختہ عہد کرتا ہوں کہ کچھ نہ کہوں گا ان کو بھی یہ خیال آیا کہ اگر مر جائیگا تو لوگ کہیں گے کہ اسی عورت نے مار ڈالا ہوگا۔ غرض اس کے اچھے ہونے کی دعا کر دی فوراً اچھا ہو گیا، اس نے پھر شرارت کا ارادہ کا آپ نے پھر بددعا کی اس نے پھر منت سماجت کی۔ آپ نے پھر دعا کر دی غرض تین بار ایسا ہی قصہ ہوا آخر جھلا کر کہنے

---

[1] بخاری شریف

[2] مطلب یہ ہے کہ میں ضرور مسلمان ہوں بس اسلام و ایمان کی برکت سے مجھے اس بلا سے بچائیے۔ یہ شرط تاکید مضمون کیلئے ہے نہ کہ رفع شک کیلئے

لگا کہ تم کس بلا کو میرے پاس لے آئے ان کو رخصت کرو۔ اور حضرت ہاجرہ کو جن کو اس نے ظلم سے باندی بنا رکھا تھا اور وہ قبطیوں کی قوم سے تھیں اور اسی طرح خدا نے انکی عزت بھی بچا رکھی تھی خدمت کیلئے ان کے حوالے کیا۔ ماشاء اللہ عزت آبرو سے حضرت ابراہیم کے پاس آ گئیں۔ فائدہ:۔ بیبیو دیکھو پارسائی کیسی برکت کی چیز ہے۔ ایسے آدمی کی کس طرح اللہ تعالیٰ نگہبانی کرتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز سے مصیبت ٹلتی ہے اور دعا قبول ہوتی ہے جب کوئی پریشانی ہوا کرے بس نفلوں میں لگ جایا کرو اور دعا کیا کرو۔

(۴) حضرت ہاجرہ علیہا السّلام کا ذکر: جس ظالم بادشاہ کا قصہ اوپر آ چکا ہے اس نے حضرت ہاجرہ کو بطور باندی کے رکھ چھوڑا تھا جیسا ابھی بیان ہوا ہے، پھر اس نے حضرت سارہ کو دیدیا۔ اور حضرت سارہ نے ان کو اپنے شوہر حضرت ابراہیمؑ کو دیدیا اور ان سے حضرت اسماعیلؑ پیدا ہوئے۔ ابھی حضرت اسماعیلؑ دودھ پیتے بچے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ مکہ شریف کو حضرت اسماعیل کی اولاد سے آباد کریں۔ اس وقت اس جگہ جنگل تھا اور کعبہ بھی بنا ہوا نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا کہ حضرت اسماعیلؑ اور ان کی ماں ہاجرہ کو اس میدان میں چھوڑ دو ہم ان کے نگہبان ہیں۔ خدا کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ ماں اور بچہ دونوں کو لیکر اس جنگل بیابان میں جہاں اب مکہ مکرمہ آباد ہے پہنچا آئے۔ اور ان کے پاس ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلہ خرما کا رکھ دیا۔ جب پہنچا کر وہاں سے لوٹنے لگے تو حضرت ہاجرہؓ ان کے پیچھے چلیں اور پوچھا کہ ہم کو یہاں آپ اکیلے چھوڑے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے کچھ جواب[1] نہ دیا۔ تب انہوں نے پوچھا کہ خدا تعالیٰ نے تم کو اس کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بولے ہاں کہنے لگیں تو کچھ غم نہیں وہ آپ ہی ہماری خبر رکھیں گے۔ اور اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئیں چھوارے کھا کر پانی پی لیتیں اور حضرت اسماعیلؑ کو دودھ پلاتیں جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو ماں بیٹے پر پیاس کا غلبہ ہوا اور حضرت اسماعیلؑ کی تو یہ حالت ہوئی کہ ارے پیاس کے بل کھانے لگے ماں اس حالت میں اپنے بچہ کو نہ دیکھ سکیں اور پانی دیکھنے کو کوہ صفا پہاڑ پر چڑھیں اور چاروں طرف نگاہ دوڑائی شاید کہیں پانی نظر آئے۔ جب کہیں نظر نہیں پڑا تو اس پہاڑ سے اتر کر دوسرے پہاڑ مروہ کی طرف چلیں کہ اس پر چڑھ کر دیکھیں۔ بیچ کے میدان میں ایک ٹکڑا زمین کا گڑھا سا تھا جب تک برابر زمین پر رہیں تو بچہ کو دیکھ لیتیں جب اس گڑھے میں پہنچیں تو بچہ نظر نہ پڑا اس لئے دوڑ کر اس ٹکڑے سے نکل کر برابر میدان میں آ گئیں۔ غرض مروہ پہاڑ پر پہنچیں اور اسی طرح چڑھ کر دیکھا وہاں بھی کچھ پتہ نہ لگا۔ اس سے اتر کر بے تابی میں پھر صفا پہاڑ کی طرف چلیں۔ اسی طرح دونوں پہاڑوں پر سات پھیرے کئے اور اس گڑھے کو ہر بار دوڑ کر طے کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ کو یہ امر ایسا پسند آیا کہ حاجیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کو اسی طرح حکم کر دیا کہ دونوں پہاڑوں کے بیچ میں سات پھیرے کریں۔ اور پھر اس ٹکڑے میں جہاں وہ گڑھا تھا اور اب وہ بھی برابر زمین ہو گئی ہے دوڑ کر چلا کریں۔ غرض اخیر کے پھیرے میں مروہ پہاڑ پر تھیں کہ ان کے کان میں ایک آواز سی آئی اس کی طرف کان لگا کر کھڑی ہوئیں وہی آواز پھر آئی۔ آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آیا۔

[1] کسی خاص مصلحت سے یہ جواب نہیں دیا اور کسی ضرورت سے ایسا کرنا بد اخلاقی نہیں

حضرت ہاجرہ نے پکار کر کہا کہ میں نے آواز سن لی ہے اگر کوئی شخص مدد کر سکتا ہے تو مدد کرے۔ اسی وقت جہاں آب زمزم کا کنواں ہے وہاں فرشتہ نمودار ہوا اور اپنا بازو زمین پر مارا وہاں سے پانی ابلنے لگا انہوں نے چاروں طرف مٹی کا ڈول بنا کر اس کو گھیر لیا اور مشک میں بھر لیا اور خود بھی پیا اور بچے کو بھی پلایا۔ فرشتہ نے کہا کچھ اندیشہ نہ کرنا اس جگہ خدا کا گھر یعنی کعبہ ہے یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ مل کر اس گھر کو بناوے گا اور یہاں آبادی ہو جائے گی چنانچہ تھوڑے دنوں میں سب چیزوں کا ظہور ہو گیا ایک قافلہ ادھر سے گزرا وہ لوگ پانی دیکھ کر ٹھہر گئے اور وہیں بس پڑے اور حضرت اسماعیلؑ کی شادی ہو گئی۔ اور پھر حضرت ابراہیمؑ خدا تعالیٰ کے حکم سے تشریف لائے اور دونوں باپ بیٹوں نے مل کر خانہ کعبہ بنایا۔ اور وہ زمزم کا پانی اس وقت زمین کے اندر اتر گیا تھا۔ کچھ مدت کے بعد کنواں بن گیا۔

فائدہ:۔ دیکھو حضرت ہاجرہؑ کو خدا تعالیٰ پر کیسا بھروسہ تھا جب یہ ان کو معلوم ہو گیا کہ جنگل میں رہنا خدا تعالیٰ کے حکم سے ہے پھر کیسی بے فکر ہو گئیں۔ اور پھر اس بھروسہ کرنے کی کیا کیا برکتیں ظاہر ہوئیں۔ بیبیو! اس طرح تم کو خدا پر بھروسہ رکھنا چاہئے انشاء اللہ تعالیٰ سب کام درست ہو جائیں گے اور دیکھو ان کی بزرگی کہ دوڑیں تو تھیں پانی کی تلاش میں اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ کیسی پیاری ہو گئی کہ حاجیوں کے واسطے اس کو عبادت بنا دیا جو بندے مقبول ہوتے ہیں ان کا معاملہ ہی دوسرا ہو جاتا ہے۔ بیبیو! کوشش کر کے خدا تعالیٰ کے حکم مانا کرو تاکہ تم بھی مقبول ہو جاؤ پھر تمہارے دنیا کے کام بھی دین میں شامل ہو جائیں۔

(۵) حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دوسری بی بی کا ذکر: خانہ کعبہ بنانے سے پہلے دو دفعہ حضرت ابراہیمؑ اور بھی مکہ مکرمہ میں آئے ہیں مگر حضرت اسماعیلؑ دونوں دفعہ گھر میں نہیں ملے اور زیادہ ٹھہرنے کا حکم نہ تھا۔ سو پہلی بار جب تشریف لائے اس وقت حضرت اسماعیلؑ کے گھر میں ایک بی بی تھی آپ سے پوچھا کہ کس طرح گزر ہوتا ہے کہنے لگی کہ بڑی مصیبت میں ہیں آپ نے فرمایا جب تمہارے خاوند آئیں ان سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دو۔ چنانچہ حضرت اسماعیل گھر آئے تو سب حال معلوم ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ میرے والد تھے اور چوکھٹ تو ہے وہ یوں کہہ گئے ہیں کہ تجھ کو چھوڑ دوں اس کو طلاق دیکر پھر ایک اور بی بی سے نکاح کیا۔ جب حضرت ابراہیمؑ دوبارہ آئے ہیں یہ بی بی گھر میں تھیں انہوں نے بڑی خاطر کی۔ آپ نے ان سے بھی گزران کا حال پوچھا انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ کا شکر ہے بہت آرام میں ہیں۔ آپ نے ان کیلئے دعا کی اور فرمایا جب تمہارے شوہر آئیں تو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ کو قائم رکھیں۔ چنانچہ حضرت اسماعیلؑ کو آنے کے بعد یہ حال معلوم ہوا۔ آپ نے بی بی سے فرمایا کہ یہ میرے باپ تھے یوں کہہ گئے ہیں کہ تجھ کو اپنے پاس رکھوں[1]

فائدہ:۔ دیکھو ناشکری کا پھل پہلی بی بی کو کیا ملا کہ ایک نبی ناراض ہوئے دوسرے نبی نے اپنے پاس سے الگ کر دیا۔ اور صبر و شکر کا پھل دوسری بی بی کو کیا ملا۔ کہ ایک نبی نے دعا دی دوسرے نبی کی خدمت میں

[1] بخاری شریف وغیرہ

نصیب ہوا۔ بیبیو کبھی ناشکری نہ کرنا جس حالت میں ہو صبر و شکر سے رہنا۔

(۶) نمرود کافر بادشاہ کی بیٹی کا ذکر[1]: نمرود وہ ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈال دیا تھا اس کی یہ بیٹی جن کا نام رعضہ ہے اوپر کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھیں۔ دیکھا کہ آگ نے حضرت ابراہیمؑ پر کچھ اثر نہیں کیا۔ پکار کر پوچھا اسکی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا خدائے تعالیٰ نے ایمان کی برکت سے مجھ کو بچالیا کہنے لگی اگر اجازت ہو تو میں بھی اس آگ میں آؤں۔ آپ نے فرمایا ﴿ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمُ خَلِيْلُ اللّٰهِ﴾ کہہ کر چلی آؤ۔ وہ کلمہ پڑھتی ہوئی بے دھڑک آگ کے اندر چلی گئی اس پر بھی آگ نے کچھ اثر نہیں کیا اور وہاں سے نکل کر اپنے باپ کو بہت برا بھلا کہا۔ اس نے ان کے ساتھ بہت سختی کی مگر وہ اپنے ایمان پر قائم رہیں۔ فائدہ: سبحان اللہ کیسی ہمت کی بی بی تھیں کہ تکلیف میں بھی ایمان کو نہ چھوڑا۔ بیبیو تم بھی مصیبت کے وقتوں میں ہمت مضبوط رکھا کرو اور بال برابر بھی دین کے خلاف مت کیا کرو۔

(۷) حضرت لوطؑ کی بیٹیوں کا ذکر: جب اللہ تعالیٰ نے لوطؑ کے پاس فرشتے بھیجے اور انہوں نے آ کر خبر دی کہ اب آپ کی قوم پر جس نے آپ کو نہیں مانا عذاب آنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ اپنے مسلمان کنبے کو راتوں رات اس بستی سے نکال لے جاؤ اس مسلمان کنبے میں آپ کی بیٹیاں بھی تھیں یہ بھی عذاب سے بچ گئی تھیں۔ فائدہ:۔ دیکھو ایمان کیسی برکت کی چیز ہے کہ دنیا میں جو خدا کا قہر نازل ہوتا ہے ایمان اس سے بھی بچالیتا ہے۔ بیبیو ایمان کو خوب مضبوط کرو اور وہ مضبوط ہوتا ہے اس طرح کہ سب حکم بجالاؤ اور سب گناہوں سے بچو۔

(۸) حضرت ایوب علیہ السلام کی بی بی کا ذکر: ان کا نام رحمت ہے جب حضرت ایوبؑ کا تمام بدن زخمی ہو گیا اور سب نے پاس آنا چھوڑ دیا یہ بی بی اس وقت خدمت گزاری میں مصروف رہتیں اور ہر طرح کی تکلیف اٹھاتیں ایک بار ان کو آنے میں دیر ہو گئی تھی حضرت ایوبؑ نے غصے میں قسم کھائی کہ اچھا ہو جاؤں تو ان کے سو لکڑیاں ماروں گا۔ جب آپ کو صحت ہو گئی تو اپنی قسم پورا کرنے کا ارادہ کیا، اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے یہ آسان حکم دیا کہ تم ایک جھاڑو لو جس میں سو سینکیں ہوں اور ایک دفعہ ماردو۔ فائدہ:۔ دیکھو کیسی صابر بی بی تھیں کہ ایسی حالت میں بھی برابر اپنے خاوند کی خدمت کرتی رہیں اور بیماری میں ان کی قسم سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مزاج نازک ہو گیا تھا وہ اس کو بھی سہتی تھیں اسی خدمت اور صبر کی برکت تھی کہ اللہ میاں نے ان کو لکڑیوں سے بچوالیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پیاری تھیں کہ خدا تعالیٰ نے حکم کو کیسا آسان کر دیا۔ اب یہ مسئلہ نہیں ہے اس طرح کہ اگر کوئی قسم کھاوے تو جھاڑو مارنے سے قسم پوری نہ ہو گی بلکہ ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ دینا ہو گا۔ بیبیو خاوند کی تابعداری اور اسکی نازک مزاجی کی خوب سہار کیا کرو تم بھی ایسی پیاری بندی بن جاؤ گی۔

(۹) حضرت لیا یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ کا ذکر: ان کا ذکر قرآن مجید میں

[1] از عجائب القصص

آیا ہے کہ جب حضرت یوسف مصر کے بادشاہ ہوئے اور قحط پڑا۔ اور سب بھائی مل کر اناج خرید نے ان کے پاس گئے اور حضرت یوسف نے آپ کو پہچنوا دیا اس وقت اپنا کرتا اپنے والد یعقوب کی آنکھوں پر ڈالنے کیلئے دیا اور یہ بھی کہا کہ سب کو یہاں لے آؤ۔ چنانچہ حضرت یعقوب کی بینائی پھر درست ہوگئی اور اپنے وطن سے چل کر مصر میں حضرت یوسف سے ملے تو یوسف نے اپنے والد اور اپنی خالہ کو تعظیم کے واسطے بادشاہی تخت پر بٹھلا دیا اور یہ دونوں صاحب اور سب بھائی اس وقت حضرت یوسف کے سامنے سجدے میں گر پڑے۔ اس زمانے میں سجدہ سلام کی جگہ درست تھا۔ اب درست نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خالہ کو ماں فرما دیا ہے۔ ان کی ماں کا انتقال ہوگیا تھا اور یعقوب نے ان سے نکاح کرلیا تھا۔ بعضوں نے کہا ہے کہ جن کا یہ قصہ ہے یہ ماں تھیں۔ حضرت راحیل ان کا نام تھا۔ حضرت یوسف نے فرمایا کہ میرے بچپن کی خواب کی یہ تعبیر ہے۔ انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند سورج اور گیارہ ستارے مجھ کو سجدہ کررہے ہیں۔ فائدہ:۔ دیکھو[1] کیسی بزرگ ہونگی جن کی تعظیم نبی نے کی۔

(۱۰) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ذکر: ان کا نام یوخاند ہے۔ جس زمانہ میں فرعون کو نجومیوں نے ڈرایا تھا کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو تیری بادشاہی کو غارت کرے گا۔ اور فرعون نے حکم دیا کہ جو لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہوا اس کو قتل کر ڈالو، چنانچہ ہزاروں لڑکے قتل ہوگئے ایسے نازک وقت میں حضرت موسیٰ پیدا ہوئے اس وقت خدا تعالیٰ نے ان بی بی کے دل میں یہ بات ڈالی جس کو الہام کہتے ہیں کہ تم بےفکر ان کو دودھ پلاتی رہو اور جب اس کا اندیشہ ہو کہ کسی کو خبر ہوجائے گی تو اس وقت ان کو صندوق کے اندر بند کر کے دریا میں ڈال دیجو۔ پھر ان کو جس طرح ہم کو منظور ہوگا تمہارے پاس پہنچا دینگے چنانچہ انہوں نے بے دھڑک ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے سب وعدے پورے کردیئے۔ فائدہ:۔ بیبیو دیکھو ان کو خدا تعالیٰ پر کیسا بھروسہ اور اطمینان تھا اور اس بھروسہ کی برکتیں بھی کیسی ظاہر ہوئیں۔

(۱۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا ذکر: ان کا نام بعضوں نے کہا ہے کہ مریم ہے بعضوں نے کہا ہے کلثوم ہے۔ جب حضرت موسیٰ کو ان کی والدہ نے ان کو دریا میں ڈال دیا تو بیٹی سے کہا کہ ذرا تم کھوج لگاؤ کہ انجام کیا ہوتا ہے غرض وہ صندوق نہر میں ہو کر فرعون کے محل میں پہنچا اور نکالا گیا تو اس کے اندر ایک خوبصورت بچہ ملا اور فرعون نے قتل کرنا چاہا مگر فرعون کی بی بی آسیہ نے کہ نیک بخت اور خدا ترس تھیں کہہ سن کر جان بچائی اور دونوں میاں بی بی نے اپنا بیٹا بنا کر پالنا چاہا تو اب موسیٰ کسی انا کا دودھ ہی منہ میں نہ لیتے سب حیران تھے کہ کیا تدبیر کریں۔ اس وقت یہ بی بی حضرت موسیٰ کی بہن اسی کھوج میں وہاں پہنچ گئی تھیں کہنے لگیں کہ میں ایک دودھ پلانے والی بتلاؤں جو بہت خیر خواہ اور شفیق ہے اور دودھ بھی بہت ستھرا ہے آخر انہوں نے حضرت موسیٰ کی والدہ کا پتہ بتلا دیا اور وہ بلائی گئیں اور موسیٰ ان کے سپرد کیئے گئے اور اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا کہ ہم ان کو تمہارے پاس پہنچا دینگے وہ اس طرح پورا ہوا۔ فائدہ:۔ دیکھو عقل بھی کیا چیز ہے کس طرح

[1] خالہ اگر بزرگ ہوں تو بہت زیادہ عظمت کے قابل ہیں اور بزرگ نہ ہوں جب بھی ان کی تعظیم کرنا واجب ہے

پتہ بھی لگالیا اور کیسی جان جوکھوں میں اپنی ماں کی خیر خواہی اور تابعداری بجالائیں اور دشمنوں کو بھی خبر نہ ہوئی۔ بیبیو ماں باپ کی تابعداری اور عقل تمیز بڑی نعمت ہے۔

(۱۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بی بی کا ذکر: ان کا نام صفورا ہے اور یہ حضرت شعیبؑ[1] کی بڑی بیٹی ہیں۔ اور جب حضرت موسیٰؑ کے ہاتھ سے مصر شہر میں ایک کافر بے ارادہ مارا گیا اور فرعون کو خبر ہوئی اس نے اپنے سرداروں سے صلاح کی کہ موسیٰؑ کو قتل کر دینا چاہئے۔ موسیٰؑ یہ خبر پا کر پوشیدہ طور پر مدین شہر کی طرف چل دیئے جب بستی کی حد میں پہنچے تو دیکھا کہ بہت سے چرواہے کنوئیں سے کھینچ کھینچ کر اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو پانی پر جانے سے ہٹا رہی ہیں۔ ان دونوں لڑکیوں میں ایک حضرت موسیٰؑ کی بی بی تھیں اور ایک سالی۔ آپ نے ان سے اسکی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ ہمارے گھر کوئی مرد کام کرنے والا ہے نہیں اس لئے ہم کو خود کام کرنا پڑتا ہے لیکن چونکہ ہم عورتیں ہیں اس واسطے مردوں کے چلے جانے کے منتظر رہتے ہیں سب کے چلے جانے کے بعد ہم اپنی بکریوں کو پانی پلا لیتے ہیں آپ کو انکے حال پر رحم آیا اور پانی خود نکال کر بکریوں کو پلا دیا۔ ان دونوں نے جا کر اپنے والد بزرگوار سے یہ قصہ بیان کیا۔ انہوں نے بڑی بیٹی کو بھیجا کہ ان بزرگ کو بلا لاؤ وہ شرماتی ہوئی آئیں اور موسیٰؑ کو ان کا پیغام پہنچا دیا۔ آپ ان کے ہمراہ ہو لئے اور حضرت شعیبؑ سے ملے انہوں نے ان کی ہر طرح سے تسلی کی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک لڑکی تم سے بیاہ دوں مگر شرط یہ ہے کہ آٹھ یا دس برس میری بکریاں چراؤ۔ آپ نے منظور کیا۔ اور بڑی بیٹی سے آپ کا نکاح ہو گیا۔ ایفائے عہد کے بعد آپ ان کو لیکر وطن چلے تھے کہ رستہ میں سردی کی وجہ سے آگ کی ضرورت ہوئی۔ طور پہاڑ کی آگ نظر آئی۔ وہاں پہنچے تو خدا کا نور تھا۔ وہیں آپ کو پیغمبری مل گئی۔

فائدہ:۔ دیکھو اپنے گھر کا کام کیسی محنت سے کرتی تھیں اور غیر مرد سے لاچاری کو بولیں تو کیسی شرماتی ہوئی۔ بیبیو تم بھی گھر کے کاموں میں آرام طلبی اور سستی مت کیا کرو اور شرم وحیا ہر وقت لازم سمجھو۔

(۱۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سالی کا ذکر: ان کا ذکر ابھی اوپر آ چکا ہے ان کا نام صفیرا ہے۔ یہ بھی اپنی بہن کے ساتھ گھر کا کاروبار بڑی محنت سے کرتی تھیں۔ اور باپ کی تابعداری اور خدمت بجالاتی تھیں۔ فائدہ:۔ بیبیو اس طرح تم بھی ماں باپ کی خدمت اور گھر کے کام میں محنت مشقت کیا کرو۔ جیسے کام غریب لوگ کیا کرتے ہیں۔ ان کو ذلت مت سمجھو دیکھو پیغمبر زادیوں سے تو زیادہ تمہارا رتبہ نہیں ہے۔

(۱۴) حضرت آسیہؓ کا ذکر: فرعون مصر کا بادشاہ جس نے خدائی دعویٰ کیا تھا۔ یہ اسکی بی بی ہیں۔ خدا کی قدرت خاوند ایسا شیطان اور بی بی ایسی ولی جن کی تعریف قرآن میں آئی ہے اور جن کی بزرگی ہمارے پیغمبر ﷺ نے اس طرح فرمائی کہ اگلے مردوں میں تو بہت کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں کوئی کمال

---

[1] آپ نابینا تھے

[2] یہ مضمون پچھلی امتوں کے متعلق ہے اس لئے کہ حضرت فاطمہؓ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔ لیکن چونکہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی امت میں ہیں اس لئے یہاں پر ان کا ذکر نہیں کیا گیا۔

کے درجہ کو نہیں پہنچی سوا حضرت مریم [1] اور آسیہ کے انہوں نے ہی حضرت موسیٰ کی جان بچپن میں ظالم فرعون سے بچائی تھی۔ جیسا موسیٰ کی بہن کے ذکر میں گزرا۔ ان کی قسمت میں موسیٰ پر ایمان لانا لکھا تھا۔ شروع بچپن ہی سے ان کے دل میں ان کی محبت پیدا ہو گئی تھی۔ جب حضرت موسیٰ کو پیغمبری ملی فرعون تو ایمان نہیں لایا مگر یہ ایمان لے آئیں فرعون کو جب ان کے ایمان لانے کی خبر ہوئی تو ان پر بڑی سختی کی اور ہر طرح سے تکلیف پہنچائی۔ مگر انہوں نے اپنا ایمان نہیں چھوڑا اسی حالت میں دنیا سے اٹھ گئیں۔ فائدہ:۔ دیکھو کیسی ایمان کی مضبوط تھیں کہ بدون خاوند بادشاہ تھا سب کچھ اس نے کیا مگر اس کا ساتھ نہیں دیا۔ اب ذرا سی تکلیف میں کفر کے کلمے بکنے لگتی ہیں۔ بیبیو ایمان بڑی دولت ہے کیسی ہی تکلیف پہنچے دین کے خلاف کوئی کام نہ کرنا۔ اگر کسی کا خاوند بددینی کا کام کرے کبھی اس کا ساتھ نہ دے۔ اور اس زمانہ میں کافر مرد سے نکاح ہو جاتا تھا مگر ہماری شرع میں اب یہ حکم ہے کہ اگر خاوند کافر ہو نکاح درست نہیں ہوتا اور اگر کافر ہونے سے پہلے ہو گیا ہو تو ٹوٹ جاتا ہے۔

(۱۵) فرعون کی بیٹی کی خواص کا ذکر: روضۃ الصفا ایک کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ فرعون کی بیٹی کی ایک خواص تھی جو اس کی کارمختار تھی اور اس کی کنگھی چوٹی بھی وہی کرتی تھی اور حضرت موسیٰ پر ایمان رکھتی تھی مگر فرعون کے خوف سے ظاہر نہ کرتی تھی ایک بار وہ خواص اس کے بال سنوار رہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے کنگھی چھوٹ گئی اس نے بسم اللہ کہہ کر اٹھالی۔ لڑکی نے پوچھا یہ تو نے کیا کہا یہ کس کا نام ہے خواص نے کہا یہ اسی کا نام ہے جس نے تیرے باپ کو پیدا کیا اور اسکو بادشاہی دی۔ لڑکی کو بڑا تعجب ہوا کہ میرے باپ سے بھی کوئی بڑا ہے دوڑی ہوئی باپ کے پاس گئی اور سارا قصہ بیان کیا۔ فرعون نہایت غصے میں آیا اور اس خواص کو بلا کر ڈرایا دھمکایا مگر اس نے صاف کہہ دیا کہ جو چاہے سو کر میں ایمان نہ چھوڑوں گی۔ اول اس کے ہاتھ میں کیلیں جڑ کر اس پر انگارے اور بھوبل ڈالی۔ جب اس سے بھی کچھ اثر نہ ہوا تو اسکی گود میں ایک لڑکا تھا اس کو آگ میں ڈال دیا۔ لڑکا آگ میں بولا کہ ماں صبر کیجیو خبردار ایمان نہ چھوڑیو۔ غرض وہ اپنے ایمان پر جمی رہی یہاں تک کہ اس بیچاری کو بھی پکڑ کر جلتے تنور میں جھونک دیا۔ عَمَّ کے پارہ میں سورہ بروج میں جو کھائیوں والا قصہ آیا ہے اس میں بھی اسی طرح ایک عورت کا اور اس کے بچے کا قصہ ہوا تھا۔ فائدہ:۔ دیکھو ایمان کی کیسی مضبوط تھی بیبیو ایمان بڑی نعمت ہے اپنے نفس کی خوشی کے واسطے یا کسی لالچ کے سبب یا کسی مصیبت یا تکلیف کی وجہ سے کسی اپنے ایمان دین میں خلل مت ڈالنا۔ خدا اور رسول ﷺ کے خلاف کوئی کام مت کرنا۔

(۱۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کی ایک بڑھیا [1] کا ذکر: جب فرعون نے مصر میں بنی اسرائیل کو بہت تنگ کرنا شروع کیا ان سے طرح طرح کی بیگاریں لیتا ان کو مارتا دکھ پہنچاتا۔ حضرت موسیٰ کو خدا تعالیٰ کا حکم ہوا کہ سب بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے نکال لے جاؤ تا کہ فرعون کے ظلم سے ان کی جان چھٹے۔ موسیٰ سب کو لے چلے۔ جب دریائے نیل پر پہنچے راستہ بھول گئے۔ اور بھی کسی کی پہچان میں راستہ نہ آیا۔ آپ نے تعجب کیا اور پکار کر فرمایا کہ جو شخص اس بھید سے واقف ہو وہ آ کر بتلا وے۔ ایک بڑھیا

[1] تفسیر مظہری

نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ جب حضرت یوسف ؑ کا انتقال ہونے لگا تھا تو انہوں نے اپنے بھائی بھتیجوں کو وصیت فرما دی تھی کہ اگر کسی وقت میں تم لوگ مصر کا رہنا چھوڑ دو تو میرا تابوت جس میں میری لاش ہوگی اپنے ساتھ لے جانا تو جب تک وہ تابوت آپ ساتھ نہ لیں گے راستہ نہ ملے گا آپ نے تابوت کا حال پوچھا کہ کہاں دفن ہے اس کا واقف بھی بجز اس بڑھیا کے کوئی نہ نکلا۔ اس سے جو پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ میں یوں بتلاؤں گی مجھ سے ایک بات کا اقرار کیجئے اس وقت میں بتلاؤں گی۔ آپ نے پوچھا وہ کیا بات ہے کہنے لگی وہ اقرار یہ ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور جنت میں جس درجہ[1] میں آپ ہوں اسی درجہ میں مجھ کو رہنے کی جگہ ملے آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے اللہ یہ بات تو میرے اختیار کی نہیں حکم ہوا کہ تم اقرار کر لو ہم پورا کر دینگے۔ آپ نے اقرار کر لیا اس نے تابوت کا پتہ بتلا دیا کہ دریا کے بیچ میں دفن تھا۔ اس تابوت کا نکالنا تھا اور راستے کا ملنا فوراً راستہ مل گیا۔ فائدہ:۔ دیکھو یہ بڑی بی بی کیسی بزرگ تھیں کہ کوئی دولت دنیا کی نہیں مانگی۔ اپنے عقبیٰ کو درست کیا۔ بیبیو تم بھی دنیا کی ہوس چھوڑ دو وہ تو جتنی قسمت میں ہے ملے گی ہی اپنے دین کو سنوارو۔[2]

(۱۷) حیسور کی بہن کا ذکر: قرآن شریف میں حضرت موسیٰ ؑ اور حضرت خضر ؑ کے[3] قصہ میں ذکر ہے کہ حضرت خضر ؑ نے ایک چھوٹے بچہ کو خدا تعالیٰ کے حکم سے مار ڈالا۔ حضرت موسیٰ ؑ نے گھبرا کر پوچھا کہ بھلا اس بچہ نے کیا خطا کی تھی جو اس کو مار ڈالا۔ حضرت خضر ؑ نے فرمایا کہ یہ لڑکا اگر جوان ہوتا تو کافر ہوتا اور اس کے ماں باپ ایماندار تھے اولاد کی محبت میں ان کے بھی بگڑنے کا ڈر تھا اس واسطے یہی مصلحت ہوئی کہ اس کو قتل کر دیا جائے اب اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک لڑکی دیں گے جو برائیوں سے پاک ہوگی اور ماں باپ کو زیادہ بھلائی پہنچانے والی ہوگی۔ چنانچہ اور کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک لڑکی ایسی ہی پیدا ہوئی اور ایک پیغمبر سے اس کا نکاح ہوا اور ستر پیغمبر اسکی اولاد میں ہوئے اور اس لڑکے کا نام حیسور تھا یہ لڑکی اس کی بہن تھیں۔ فائدہ:۔ جس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرماویں کہ برائیوں سے پاک اور ماں باپ کو بھلائی پہنچانے والی ہوگی وہ کیسی اچھی ہوگی۔ دیکھو گناہ سے پاک رہنا اور ماں باپ کو سکھ دینا کیسا پیارا کام ہے جس سے آدمی کا ایسا رتبہ ہو جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اس آدمی کی تعریف کریں۔ بیبیو ان باتوں میں خوب کوشش کیا کرو۔

(۱۸) حیسور کی ماں کا ذکر: حیسور وہی لڑکا ہے جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے یہ بھی پڑھ چکی ہو کہ قرآن مجید میں اس کے ماں باپ کو ایماندار لکھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ایماندار فرما دیں وہ ایسا کچا پکا ایماندار تو ہوگا نہیں خوب پورا ایماندار ہوگا اس سے معلوم ہوا کہ حیسور کی ماں بھی بہت بزرگ تھیں۔ فائدہ:۔ دیکھو ایمان میں پختہ ہونا ایسی دولت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تعریف کی۔ بیبیو ایمان کو مضبوط کرو اور وہ اسی طرح مضبوط ہوتا ہے کہ شرع

---

[1] اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بڑی بی حضرت موسیٰ ؑ کی برابر ثواب میں ہو جائیں گی بلکہ فقط ایک جگہ رہنا ہوگا یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے اور ثواب میں نبی کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا

[2] اس لئے کہ جنت بغیر کوشش نہیں مل سکتی

[3] یہ بہت بڑے ولی ہیں نبی نہیں ہیں

کے حکم خوب بجالاؤ۔ سب برائیوں سے بچو۔

(۱۹) حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ کا ذکر: قرآن میں ہے کہ سلیمانؑ نے دعا میں یہ کہا کہ اے اللہ آپ نے میرے ماں باپ پر انعام کیا ہے معلوم ہوا کہ آپ کی ماں بھی بزرگ تھیں۔ کیونکہ بڑا انعام ایمان اور دین ہے۔ فائدہ:۔ دیکھو ایمان ایسی چیز ہے کہ ایماندار کا ذکر پیغمبروں کی زبان پر بھی خوبی کے ساتھ آتا ہے۔ بیبیو ایمان کو خوب رونق دو۔

(۲۰) حضرت بلقیس کا ذکر: یہ ملک سبا کی بادشاہ تھیں۔ حضرت سلیمانؑ کو ہدہد جانور نے خبر دی تھی کہ میں نے ایک عورت بادشاہ دیکھی ہے اور وہ آفتاب کو پوجتی ہے۔ آپ نے ایک خط لکھ کر ہدہد کو دیا کہ اس کے پاس ڈال دیجو اس خط میں لکھا تھا کہ تم لوگ مسلمان ہو کر یہاں حاضر ہو۔ اس خط کو پڑھ کر امیروں اور وزیروں سے صلاح کی بہت بات چیت کے بعد خود ہی صلاح قرار دی کہ میں ان کے پاس کچھ چیزیں سوغات کے طور پر بھیجتی ہوں اگر لے کر رکھ لیں تو سمجھوں گی دنیا دار بادشاہ ہیں اگر نہ رکھیں تو سمجھوں گی پیغمبر ہیں۔ جب وہ چیزیں حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچیں آپ نے سب لوٹا دیں اور کہلا بھیجا کہ اگر مسلمان نہ ہوگی تو لڑائی کیلئے فوج لاتا ہوں۔ یہ پیغام سن کر یقین ہو گیا کہ بیشک پیغمبر ہیں اور مسلمان ہونے کے ارادے سے اپنے شہر سے چلیں۔ ان کے چلنے کے بعد سلیمانؑ نے اپنے معجزے سے ان کا ایک بڑا بھاری قیمتی بادشاہی تخت تھا وہ اپنے دربار میں منگا لیا تاکہ بلقیس معجزہ بھی دیکھ لیں اور اس کے موتی جواہرا کھاڑ کر دوسری طرف جڑوا دیئے۔ جب بلقیس یہاں پہنچیں تو حضرت سلیمانؑ کے حکم سے ان کی عقل آزمانے کو پوچھا گیا کہ دیکھو یہ تمہارا تخت تو نہیں ہے غور سے دیکھ کر کہا کہ ہاں ویسا ہی ہے۔ اسی طرح یوں کہا کہ کچھ صورت شکل بدل گئی۔ اس جواب سے معلوم ہوا کہ بڑی عقلمند ہیں پھر سلیمانؑ نے بلقیس کو یہ بات دکھلانی چاہی کہ ہمارے خدا کی دی ہوئی بادشاہی تمہارے دنیا کی بادشاہی سے ویسے بھی زیادہ ہے۔ یہ بات دکھلانے کے واسطے حضرت سلیمانؑ نے حکم دیا کہ ایک حوض پانی سے بھر کر اس کے اوپر ایسے صاف شفاف کانچ کا فرش بنایا جائے کہ وہ نظر نہ آئے اور حضرت سلیمانؑ ایسی جگہ جا بیٹھے کہ جو آدمی وہاں پہنچنا چاہے حوض راستے میں پڑے اور بلقیس کو اس جگہ حاضر ہونے کا حکم دیا۔ بلقیس جو حوض کے پاس پہنچیں کانچ تو نظر نہ آیا یوں سمجھیں کہ مجھ کو پانی کے اندر جانا پڑے گا تو پائنچے چڑھانے لگیں فوراً ان کو کہہ دیا گیا کہ اس پر کانچ کا فرش ہے ایسے ہی چلی آؤ جب بلقیس نے تخت کے منگا لینے کا معجزہ دیکھا اور اس کاریگری کو بھی دیکھا جس سے یہ سمجھیں کہ ان کے پاس ویسے بھی بادشاہ کا سامان میرے یہاں کے سامان سے زیادہ ہے فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئیں۔ پھر بعض عالموں نے تو یہ کہا ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے ان کے ساتھ خود نکاح کر لیا اور بعضوں نے کہا کہ یمن کے بادشاہ سے نکاح کر دیا۔ اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم کہ کیا ہوا۔ فائدہ:۔ دیکھو کیسی بے نفس تھیں کہ باوجود امیر بادشاہ ہونے کے جب دین کی سچی بات معلوم ہوئی فوراً اس کو مان لیا۔ اس کے قبول کرنے میں شیخی نہیں کی نہ باپ دادا کی رسم کو پکڑ کر بیٹھیں۔

بیبیو تم بھی اپنا یہی طریقہ رکھو کہ جب دین کی بات ستو کبھی عار یا شرم یا خاندان کی رسم کی پیروی مت کرو۔ ان میں سے کوئی چیز کام نہ آئے گی فقط دین ساتھ چلے گا۔

(۲۱) بنی اسرائیل[1] کی ایک لونڈی کا ذکر: حدیث میں ایک قصہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچے کو دودھ پلا رہی تھی اتنے میں ایک سوار بڑی شان وشوکت سے سامنے کو گزرا ماں نے دعا کی کہ اے اللہ میرے لڑکے کو ایسا ہی کر دیجئے۔ بچہ ماں کی چھاتی چھوڑ کر بولنے لگا کہ اے اللہ مجھ کو ایسا مت کیجیو۔ اور پھر دودھ پینے لگا پھر سامنے سے کچھ لوگ گزرے جو ایک لونڈی کو پکڑے ذلت اور خواری سے لئے جاتے تھے۔ ماں نے دعا کی کہ اے اللہ میرے لڑکے کو ایسا مت کیجیو۔ وہ بچہ پھر بولا اے اللہ مجھ کو ایسا ہی کر دیجیو[2]۔ ماں نے پوچھا یہ کیا بات ہے بچے نے کہا کہ وہ سوار تو ایک ظالم شخص تھا اور لونڈی کو لوگ تہمت لگاتے ہیں کہ یہ چور ہے بدچلن ہے اور وہ غریب اس سے پاک ہے۔ فائدہ: مطلب یہ کہ اس سوار کی مخلوق کے نزدیک تو قدر ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ قدر نہیں۔ اور یہ لونڈی مخلوق کے نزدیک تو بے قدر ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی بڑی قدر ہے تو قدر خدا کے نزدیک چاہیئے چاہے مخلوق کیسا ہی سمجھے۔ اگر خدا کے نزدیک قدر نہ ہوئی تو مخلوق کی قدر کس کام آئے گی۔ دیکھو یہ اس لونڈی کی کرامت تھی کہ اسکی پاکیزگی ظاہر کرنے کیلئے وہ دودھ پیتا بچہ باتیں کرنے لگا۔ بیبیو بعض عورتوں کی عادت ہے کہ غریبوں کو بہت حقیر سمجھتی ہیں اور ذرا سے شبہ سے ان پر عیب اور چوری لگا دیتی ہیں یہ بری بات ہے شاید وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم سے اچھی ہوں۔

(۲۲) بنی اسرائیل[3] کی ایک عقلمند دیندار بی بی کا ذکر: محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور بڑا عابد تھا اس کو اپنی بی بی کے ساتھ بہت محبت تھی۔ اتفاق سے وہ مر گئی اس عالم پر ایسا غم سوار ہوا کہ دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا اور سب سے ملنا جلنا چھوڑ دیا۔ بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اس نے یہ قصہ سنا اس کے پاس گئی اور گھر میں آنے جانے والوں سے کہا کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے اور وہ زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں اور دروازے پر جم کر بیٹھ گئی آخر اسکو خبر ہوئی اور اندر آنے کی اجازت دی۔ آکر کہنے لگی کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے اس نے کہا بیان کرو کہنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگنے کے طور پر لیا تھا اور مدت تک اس کو پہنتی رہی پھر اس نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور دیدو تو کیا اس کا زیور دیدینا چاہئے۔ عالم نے کہا بیشک دے دینا چاہئے وہ عورت بولی کہ وہ تو میرے پاس بہت مدت تک رہا ہے تو کیسے دیدوں۔ عالم نے کہا تب تو وہ اور بھی خوشی سے دینا چاہئے کیونکہ ایک مدت تک اس نے نہیں مانگا یہ اس کا احسان ہے۔ عورت نے کہا خدا تمہارا

---

[1] بخاری شریف [2] مقصود یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جاؤں یہ غرض نہ تھی کہ میں دنیا میں ذلیل ہوں اور آخرت میں عزیز ہوں اس لئے کہ ایسی دعا مانگنا شریعت میں منع ہے کہ دنیا میں ذلت ہو

[3] از تیسیر [4] تجربہ ہے کہ ایسے موقع پر دوسرے کی نصیحت کارگر ہوتی ہے۔ اگرچہ نصیحت کرنے والا دینداری میں اس شخص سے جس کو نصیحت کی جاتی ہے کم ہی درجہ کا ہو

بھلا کرے پھر تم کیوں غم میں پڑے ہو خدا تعالیٰ نے ایک چیز مانگے دی تھی جب چاہا لے لی، اسکی چیز تھی ۔ یہ سن کر اس عالم کی آنکھیں سی کھل گئیں اور اس بات سے اس کو بڑا فائدہ پہنچا۔ فائدہ:۔ دیکھو کیسی عورت تھی جس نے مرد کو عقل دی اور مرد بھی کیسا عالم۔ بیبیو تم کو چاہئے کہ مصیبت میں یہی سمجھا کرو دوسروں کو بھی سمجھا دیا کرو۔

(۲۳) حضرت مریم علیہا السّلام کی والدہ کا ذکر: ان بی بی کا نام حنہ ہے عمران ان کے میاں کا نام ہے جو والد ہیں۔ حضرت مریم علیہا السلام کے ان کو حمل رہا تو انہوں نے اللہ میاں سے منت مانی کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے اس کو مسجد کی خدمت کیلئے آزاد چھوڑ دونگی یعنی دنیا کے کام اس سے نہ لوں گی۔ ان کا گمان یہ تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا۔ کیونکہ مسجد کی خدمت لڑکا ہی کر سکتا ہے اس زمانہ میں ایسی منت درست تھی جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آیا تو پیدا ہوئی لڑکی۔ افسوس سے کہا کہ اے اللہ یہ تو لڑکی ہوئی حکم ہوا کہ یہ لڑکی لڑکوں سے بھی اچھی ہوگی۔ اور خدا نے اس کو قبول کیا۔ غرض حضرت مریم [1] ان کا نام رکھا اور انہوں نے ان کیلئے یہ دعا کی کہ ان کو اور ان کی اولاد کو شیطان سے بچائیو۔ چنانچہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ شیطان [2] سب بچوں کو پیدا ہوتے وقت چھیڑتا ہے مگر حضرت مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰؑ کو نہیں چھیڑ سکا۔ فائدہ:۔ دیکھو ان کی پاک نیت کی کیسی برکت ہوئی کہ خدا تعالیٰ نے کیسی پاک اولاد دی اور خدا تعالیٰ نے ان کی دعا بھی قبول کی۔ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی بڑی خاطر منظور تھی۔ بیبیو پاک نیت کی ایسی برکتیں ہوتی ہیں ہمیشہ اپنی نیت خالص رکھا کرو۔ جو نیک کام کرو خدا کے واسطے کرو تمہاری بھی اللہ میاں کے دربار میں قدر ہو جائے گی۔

(۲۴) حضرت مریم علیہا السّلام کا ذکر: ان کے پیدا ہونے کا قصہ ابھی گزر چکا ہے۔ جب یہ پیدا ہو چکیں تو ان کی والدہ اپنی منت کے موافق ان کو لیکر بیت المقدس کی مسجد میں پہنچیں اور وہاں کے رہنے والے بزرگوں سے کہا کہ یہ منت کی لڑکی لو۔ چونکہ بڑے بزرگ خاندان کی تھیں سب نے چاہا کہ میں لیکر پالوں۔ ان میں حضرت زکریاؑ بھی تھے وہ حضرت مریمؑ کے خالو ہوتے تھے یوں بھی ان کا حق زیادہ تھا مگر پھر بھی لوگوں نے ان سے جھگڑا کرنا شروع کیا جس فیصلے پر سب راضی ہوئے تھے اس میں بھی یہ ہی بڑے رہے۔ آخر حضرت زکریاؑ نے ان کو لیکر پرورش کرنا شروع کیا ان کے بڑھنے کی یہ حالت تھی کہ اور بچوں سے کہیں زیادہ بڑھتی تھیں یہاں تک کہ تھوڑے دنوں میں سیانی معلوم ہونے لگیں اور ویسے بھی بچپن سے مادرزاد بزرگ اور ولی تھیں اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن میں صدیقہ (ولی) فرمایا ہے اور ان کی کرامت بیان فرمائی ہے کہ بے فصل میوے غیب سے ان کے پاس آجاتے۔ حضرت زکریاؑ پوچھتے کہ یہ کہاں سے آئے تو جواب دیتیں کہ اللہ میاں کے یہاں سے غرض ان کی ساری باتیں اچنبے کی تھیں یہاں تک کہ جب جوان ہوئیں تو محض اللہ تعالیٰ

---

[1] مریم کے معنی عبادت گزار عورت کے ہیں

[2] ظاہر یہ ہے کہ جناب رسول ﷺ اس حکم سے خارج ہیں یعنی آپ کو بھی شیطان نے پیدا ہوتے وقت نہیں چھیڑا

[3] حالانکہ یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی اس لئے حضرت آدمؑ تو حق تعالیٰ کی قدرت سے بغیر والدین پیدا ہو گئے تھے سو حضرت عیسیٰؑ کا بغیر والد پیدا ہونا کیا تعجب تھا اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہیں مگر وہ یہودی لوگ احمق اور شریر تھے۔

کی قدرت سے بدون مرد کے ان کو حمل ہو گیا اور حضرت عیسیٰؑ پیغمبر علیہ السلام پیدا ہوئے یہودیوں نے بے باپ ؑ کے بچہ ہونے پر واہی تباہی بکنا شروع کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو پیدا ہونے ہی کے زمانے میں بولنے کی طاقت دی۔ انہوں نے ایسی اچھی اچھی باتیں کہیں کہ انصاف والوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کی پیدائش خدا کی قدرت کا نمونہ ہے۔ بیشک بے باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور ان کی ماں پاک صاف ہیں ہمارے پیغمبر ﷺ نے ان کی بزرگی بیان فرمائی ہے کہ عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوئی بجز دو عورتوں کے ایک حضرت مریم دوسری حضرت آسیہ۔ یہ مضمون حضرت آسیہ کے ذکر میں بھی آ چکا ہے۔ فائدہ:۔ دیکھو ان کی ماں نے ان کو خدا کے نام کر دیا تھا کیسی بزرگ ہوئیں اور خود اللہ تعالیٰ کی تابعداری میں لگی رہتی تھیں جس سے آدمی ولی ہو جاتا ہے اسکی برکت سے خدا تعالیٰ نے کیسی تہمت سے بچالیا۔ بیبیو خدا تعالیٰ کی تابعداری کیا کرو۔ سب آفتوں سے بچی رہو گی اور اپنی اولاد کو دین میں زیادہ رکھا کرو دنیا کا بندہ مت بنا دیا کرو۔

(۲۵) حضرت زکریا علیہ السّلام کی بی بی کا ذکر: ان کا نام ایشاع ہے یہ حضرت حنہ کی بہن اور حضرت مریمؑ کی خالہ ہیں۔ ان کیلئے اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے کہ ہم نے زکریا کی بی بی کو سنوار دیا ہے۔ اس کا مطلب بعض عالموں نے یہ لکھا ہے کہ ہم نے ان کی عادتیں خوب سنوار دیں حضرت یحییٰؑ ان کے بڑھاپے میں پیدا ہوئے تو حضرت عیسیٰؑ رشتے میں حضرت یحییٰؑ کی خالہ کے نواسے ہیں۔ نواسہ بھی بیٹے کی جگہ ہوتا ہے اس واسطے ہمارے پیغمبر ﷺ نے ایک کو دوسری کی خالہ کا بیٹا فرما دیا ہے۔ فائدہ:۔ دیکھو اچھی عادت ایسی اچھی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی انکی تعریف فرمائی ہے۔ بیبیو اپنی عادتیں ہر طرح کی خوب سنوارو جس کا طریقہ ہم نے ساتویں حصے میں اچھی طرح لکھ دیا ہے یہ پچیس قصے پہلی امتوں کی نیک بیبیوں کے تھے اب تھوڑے سے اس امت کی نیک بیبیوں کے بھی سن لو۔

(۲۶) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر: یہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی سب سے پہلی بی بی ہیں۔ ان کی بڑی بڑی بزرگیاں ہیں۔ ایک دفعہ پیغمبر ﷺ نے ان سے فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ خدا تعالیٰ کا سلام تمہارے پاس لائے ہیں۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام دنیا کی بیبیوں میں سب سے اچھی چار بیبیاں ہیں۔ ایک حضرت مریم دوسری حضرت آسیہ فرعون کی بی بی تیسری حضرت خدیجہ اور چوتھی حضرت فاطمہؓ اور پیغمبر ﷺ کو جو کچھ کافروں کے برتاؤ سے پریشانی ہوتی تو آپ ان سے آ کر فرماتے یہ کوئی ایسی تسلی کی بات کہہ دیتیں[1] کہ حضرت محمد ﷺ کی پریشانی جاتی رہتی اور آپ کو ان کا ایسا خیال تھا کہ بعد ان کے انتقال کے بھی کوئی بکری وغیرہ ذبح کرتے تو ان کی ساتھنوں سہیلیوں کو بھی ضرور گوشت بھیجتے۔ حضرت محمد ﷺ سے پہلے ان کا نکاح اور ہوا تھا ان کے پہلے شوہر کا نام ابو ہالہ تمیمی ہے۔ فائدہ:۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک ان کی قدر ایمان اور تابعداری سے تھی۔ بیبیو تم بھی اس میں خوب کوشش کرو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند کی پریشانی میں اس کی

[1] حالانکہ آپ ولی تھیں اور حضرت محمد ﷺ نبی تھے مگر تب بھی آپ کی تسلی نفع دیتی تھی اور تجربہ ہے کہ ایسے موقع پر دوسرے کی نصیحت کارگر ہوتی ہے گو نصیحت کرنے والا دینداری میں اس شخص سے جس کو نصیحت کی جاتی ہے کم ہی درجہ کا ہو

دلجوئی اور تسلی کرنا نیک خصلت ہے۔ اب بعض عورتیں خاوند کے اچھے بھلے دل کو الٹا پریشانی کر ڈالتی ہیں کبھی فرمائشیں کر کے کبھی تکرار کر کے اس عادت کو چھوڑ دو۔

(۲۷) حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے حضرت محمد ﷺ کی بی بی ہیں۔ انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہ کو دے دیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھ کو یہ حرص نہیں ہوئی کہ میں بھی ویسی ہی ہوتی سوا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے۔ ان کو دیکھ کر مجھ کو حرص ہوتی تھی کہ میں بھی ایسی ہی ہوتی جیسی یہ ہیں۔ ان کے پہلے شوہر کا نام سکران بن عمرو تھا۔ فائدہ:۔ دیکھو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی ہمت کہ اپنی باری اپنی سوت کو دیدی آج کل خواہ مخواہ بھی سوت سے لڑائی اور حسد کیا کرتی ہیں۔ دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا انصاف کہ سوت کی تعریف کرتی ہیں۔ آج کل جان جان کر اس پر عیب لگاتی ہیں۔ بیبیو تم کو بھی ایسی ہی ہمت اور انصاف اختیار کرنا چاہئے۔ پھر دیکھو اخلاق حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے ان جیسے ہونے کی تمنا ظاہر فرمائی۔

(۲۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی بہت چہیتی بی بی ہیں صرف ان ہی کنواری سے حضرت محمد ﷺ کا نکاح ہوا۔ عالم اتنی بڑی تھیں کہ ہمارے حضرت ﷺ کے بڑے بڑے صحابی رضی اللہ عنہم ان سے مسئلہ پوچھا کرتے تھے۔ ایک بار ہمارے پیغمبر ﷺ سے ایک صحابی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ آپ کو کس کے ساتھ محبت ہے۔ فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ انہوں نے پوچھا اور مردوں میں۔ فرمایا ان کے باپ یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ اور بھی ان کی بہت خوبیاں آئی ہیں۔ فائدہ:۔ دیکھو ایک یہ عورت تھیں جن سے بڑے بڑے عالم مسئلے دین کے پوچھتے تھے۔ ایک اب ہیں کہ خود بھی عالموں سے پوچھنے کا یا دین کی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں۔ بیبیو دین کا علم خوب محنت اور شوق سے سیکھو۔

(۲۹) حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے کسی بات پر ان کو ایک طلاق دیدی تھی۔ پھر جبرئیل علیہ السلام کے کہنے سے آپ نے رجوع کرلیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یوں فرمایا کہ آپ حفصہ رضی اللہ عنہا سے رجوع کر لیجئے کیونکہ وہ دن کو روزہ رکھتی ہیں راتوں کو جاگ کر عبادت بہت کرتی ہیں اور وہ بہشت میں آپ کی بی بی ہونگی۔ انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت کی تھی کہ میرا اتنا مال خیرات کر دیجیو اور کوئی زمین بھی انہوں نے وقف کی تھی۔ اس کے بندوبست کیلئے بھی وصیت کی تھی۔ ان کے پہلے خاوند کا نام خنیس بن حذافہ تھا۔ فائدہ:۔ دینداری کی برکت دیکھی کہ اللہ میاں کے یہاں سے طرف داری کی جاتی ہے۔ فرشتے کے ہاتھ طرفداری کا حکم ہوتا ہے کہ اپنی طلاق کو لوٹا لو اور ان کی سخاوت کو دیکھو کہ اللہ کی راہ میں کس طرح خیرات کا بندوبست کیا۔ اور زمین بھی وقف کی۔ بیبیو دینداری اختیار کرو۔ اور مال کی حرص اور محبت دل سے نکال ڈالو۔

(۳۰) حضرت زینب خزیمہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی ہیں۔ اور یہ ایسی سخی تھیں کہ غریبوں کی ماں کے نام سے مشہور تھیں ان کے پہلے شوہر کا نام عبداللہ بن جحش تھا۔ فائدہ:۔

دیکھو غریبوں کی خدمت کیسی بزرگی کی چیز ہے۔

(۳۱) حضرت ام سلمہ ؓ کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی ہیں۔ ایک بی بی قصہ بیان کرتی ہیں کہ میں ایک بار حضرت ام سلمہ ؓ کے پاس تھی اتنے میں بہت سے محتاج آئے جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں اور آ کر جم گئے سر ہو گئے میں نے کہا چلو یہاں سے لمبے بنو۔ حضرت ام سلمہ ؓ بولیں کہ ہم کو یہ حکم نہیں۔ اری چھوکری سب کو کچھ کچھ دیدے چاہے ایک ایک چھوہارا ہی ہو۔ ان کے پہلے شوہر کا نام حضرت ابو سلمہ ؓ ہے۔

فائدہ:۔ دیکھو محتاجوں کی ہٹ باندھنے سے تنگ نہیں ہوئیں۔ اب ذرا سی دیر میں دوور دبک کرنے لگتی ہیں بلکہ کوسنے کاٹنے لگتی ہیں۔ بیبیو ایسا ہر گز مت کرو۔

(۳۲) حضرت زینب جحش کی بیٹی ؓ کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کی بی بی ہیں۔ حضرت زید ؓ ایک صحابی ہیں ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے ان کو اپنا بیٹا بنایا تھا۔ پہلے بیٹا بننا شرع میں درست تھا[۱] جب وہ جوان ہوئے تو حضرت محمد ﷺ کو ان کی شادی کی فکر ہوئی آپ نے انہی زینب کیلئے ان کے بھائی کو پیغام دیا۔ یہ دونوں بھائی بہن نسب میں حضرت زید کو برابر کا نہ سمجھتے تھے اس واسطے اول اول رکے مگر خدائے تعالیٰ نے یہ آیت بھیج دی کہ پیغمبر کی تجویز کے بعد پھر مسلمان کو کوئی عذر نہیں چاہئے۔ دونوں نے منظور کر لیا اور نکاح ہو گیا۔ مگر کچھ میاں بی بی میں اچھی طرح سے نہ بنی نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت زید ؓ نے طلاق دینے کا ارادہ کر لیا اور حضرت محمد ﷺ سے آ کر صلاح کی حضرت محمد ﷺ نے روکا اور سمجھایا مگر انداز سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ بغیر طلاق دیئے رہیں گے نہیں اس وقت آپ کو بہت سوچ ہوا کہ اول ہی ان دونوں بھائی بہنوں کا دل اس نکاح کو گوارا نہ کرتا تھا مگر ہمارے کہنے سے قبول کر لیا اب اگر طلاق ہو گئی تو اور بھی دونوں بھائی بہنوں کی بات ہلکی ہو گی اور بہت دل شکنی ہو گی ان کی دلجوئی کی کیا تدبیر کی جائے۔ آخر سوچتے سے یہ بات خیال میں آئی کہ اگر میں اپنے سے نکاح کروں تو بیشک ان کے آنسو پونچھ جائیں گے ورنہ کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی لیکن اس کے ساتھ ہی دنیا کی زبان کا یہ بھی خیال تھا کہ بے ایمان لوگ طعنے ضرور دینگے کہ بیٹے کی بیوی کو گھر میں ڈال لیا۔ اگرچہ شرع سے منہ بولا بیٹا سچ مچ کا بیٹا نہیں ہو جاتا مگر خلقت کی زبان کو کون پکڑے پھر ان میں بھی بے ایمان لوگ جن کو طعنہ دینے کے واسطے ذرا سا حیلہ بہت ہے۔ آپ اسی سوچ بچار میں تھے ادھر حضرت زید ؓ نے طلاق بھی دیدی۔ عدت گزرنے کے بعد آپ کی زیادہ رائے اسی طرف ٹھہری کہ پیغام بھیجنا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے پیغام دیا انہوں نے کہا میں اپنے پروردگار سے کہہ لوں اپنی عقل سے کچھ نہیں کرتی ان کو جو منظور ہوگا آپ ہی سامان کر دینگے یہ کہہ کر وضو کر کے مصلے پر پہنچ نماز میں لگ گئیں اور نماز کے بعد دعا کی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر محمد ﷺ پر یہ آیت نازل کر دی کہ ہم نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا۔ آپ

---

۱ یعنی پہلے جو شخص متبنیٰ کرتا تھا اس متبنیٰ کو اس شخص کی طرف نسبت کرنا یعنی اس کا بیٹا کہنا جائز تھا۔

۲ یہ فخر بطور تکبر نہ تھا بلکہ خدا تعالیٰ کی نعمت کا اظہار تھا اور یہ عبادت ہے۔

ان کے پاس تشریف لے آئے اور یہ آیت سنادی۔ وہ اپنی بیبیوں پر فخر ؎ کیا کرتیں کہ تمہارا نکاح تمہارے ماں باپ نے کیا اور میرا نکاح خداتعالیٰ نے کیا۔ اور پہلے پہل جو پردہ کا حکم ہوا ہے وہ انہی کی شادی میں ہوا اور یہ بی بی بڑی سخی تھیں دستکار بھی تھیں اپنی دستکاری کی آمدنی سے خیرات کیا کرتیں۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سب بیبیوں نے مل کر ہمارے حضرت محمد ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے بعد کون بی بی سب سے پہلے دنیا سے جا کر آپ سے ملیں گی۔ آپ نے فرمایا جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہونگے۔ عربی بول چال میں لمبے ہاتھ والا کہتے ہیں سخی کو مگر بیبیوں کی سمجھ میں نہیں آیا وہ سمجھیں اسی ناپ کے لمبان کو سب نے ایک لکڑی سے اپنے اپنے ہاتھ ناپنا شروع کئے تو سب سے زیادہ لمبے ہاتھ نکلے حضرت سودہ ؓ کے مگر سب سے پہلے حضرت زینب نے وفات پائی۔ اس وقت سمجھ میں آیا کہ اوہو یہ مطلب تھا۔ غرض ان کی سخاوت اللہ و رسول ﷺ کے نزدیک بھی مانی ہوئی تھی۔ حضرت عائشہ ؓ کا قول ہے کہ میں نے حضرت زینب ؓ سے اچھی کوئی عورت نہیں دیکھی دین میں بہت کامل۔ خدا سے ڈرنے والی۔ بات کی بڑی سچی، رشتہ داروں سے بڑا سلوک کرنیوالی خیرات بہت کرنیوالی۔ خیرات کرنے کے واسطے دستکاری میں بڑی محنتن ہمارے پیغمبر محمد ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا ہے کہ دل میں بہت عاجزی رکھنے والی، خدا کے سامنے گڑگڑانے والی۔ فائدہ:۔ بیبیو تم نے سن لی سخاوت کی بزرگی اور دستکاری کی خوبی اور ہر کام میں خداتعالیٰ سے رجوع کرنا دیکھو کبھی اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ذلت مت سمجھنا۔ ہنر پیشہ کو کبھی عیب مت جاننا۔

(۳۳) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے محمد ﷺ کی بی بی ہیں۔ جب مکہ مکرمہ میں کافروں نے مسلمانوں کو بہت ستایا اور مدینہ منورہ جانے کا اس وقت تک کوئی حکم نہ ہوا تھا اس وقت بہت سے مسلمان حبشہ کے ملک کو چلے گئے تھے۔ وہاں کا بادشاہ جس کو نجاشی کہتے ہیں نصرانی مذہب رکھتا تھا مگر مسلمانوں کے جانے کے بعد وہ مسلمان ہو گیا۔ غرض جو مسلمان حبشہ گئے تھے ان ہی میں حضرت ام حبیبہ ؓ بھی تھیں یہ بیوہ ہو گئیں تو نجاشی بادشاہ نے ایک خواص جس کا نام ابرہہ تھا ان کے پاس بھیجی کہ میں تم کو رسول اللہ ﷺ کیلئے پیغام دیتا ہوں انہوں نے منظور کیا اور انعام میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگھن اور کچھ انگوٹھی چھلے دیئے۔ ان کے پہلے شوہر کا نام عبداللہ بن جحش تھا۔ فائدہ:۔ کیسی دیندار تھیں کہ دین کی حفاظت کیلئے گھر سے بے گھر ہو گئیں۔ آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی محنت کے بدلے میں کیسی راحت اور کیسی عزت دی کہ حضرت محمد ﷺ سے نکاح ہوا اور بادشاہ نے اس کا بندوبست کیا۔ بیبیو دین کا جب موقع آجائے کبھی دنیا کے آرام کا یا مال کا یا گھر بار کا لالچ مت کرنا۔ سب چیزیں دین پر قربان ہیں۔

(۳۴) حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی بی بی ہیں۔ یہ ایک لڑائی میں جو بنی مطلق کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے کافروں کے شہر سے قید ہو کر آئی تھیں اور ایک صحابی ثابت بن قیس یا ان کے کوئی چچازاد بھائی تھے یہ ان کے حصے میں لگی تھیں۔ انہوں نے

اپنے آقا سے کہا کہ میں تم کو اتنا روپیہ دوں اور تم مجھ کو غلامی سے آزاد کر دو انہوں نے منظور کیا۔ وہ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئیں کہ کچھ روپیہ کا سہارا لگا دیں۔ آپ نے ان کی دینداری اور غریبی پر رحم کھایا اور فرمایا کہ اگر تم کہو تو روپیہ سب میں ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں۔ انہوں نے جی جان سے قبول کر لیا۔ غرض نکاح ہو گیا۔ جب لوگوں کو نکاح کا حال معلوم ہوا تو ان کے کنبے قبیلے کے اور بھی بہت قیدی دوسرے مسلمانوں کے قبضے میں تھے سب نے ان قیدیوں کو غلامی سے آزاد کر دیا کہ اب ان کا ہمارے حضرت ﷺ سے سسرالی رشتہ ہو گیا۔ اب ان کو غلام بنانا بے ادبی ہے۔ حضرت عائشہ ؓ کا قول ہے کہ ہم کو ایسی کوئی عورت معلوم نہیں ہوئی کہ جس سے اسکی برادری کو اتنا بڑا فائدہ پہنچا ہو۔ ان کے پہلے شوہر کا نام مسافع بن صفوان تھا۔ فائدہ:۔ دیکھو دینداری عجیب نعمت ہے کہ اسکی بدولت باوجود لونڈی ہونے کے حضرت محمد ﷺ کی بی بی بنیں۔ بیبیو حضرت محمد ﷺ سے زیادہ کوئی عزت دار نہیں۔ جب آپ نے لونڈی کو بیوی بنانا عیب نہیں سمجھا تو اگر کوئی گھٹیا جگہ کسی مصلحت سے نکاح کرے یا پردیس سے کسی کو لے آئے تو تم بھی اس کو حقیر مت سمجھو۔ یہ بہت برا مرض اور گناہ بھی ہے۔ دیکھو صحابہ ؓ کا ادب کہ ان بی بی کی بھی عزت کتنی زیادہ کی کہ ان کی برادری کی ذلت بھی گوارا نہیں کی۔ آج کل کیسی جہالت ہے کہ خود ایسی بی بی کی بھی عزت نہیں کرتیں چاہے کیسی ہی دیندار ہو۔ بھلا اس کی برادری کی تو کیا خاک عزت کرینگی امید ہے۔

(۳۵) حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کی بی بی ہیں۔ ایک بہت بڑے حدیث کے جاننے والے عالم یوں کہتے ہیں کہ ان کا نکاح حضرت محمد ﷺ سے اس طرح ہوا ہے کہ انہوں نے یوں عرض کیا تھا کہ اپنی جان آپ کو بخشتی ہوں۔ یعنی بدون مہر کے آپ کے نکاح میں آنا منظور کرتی ہوں اور آپ نے قبول فرما لیا تھا۔ اس طرح کا نکاح خاص ہمارے پیغمبر ﷺ کو درست تھا اور ایک بہت بڑے تفسیر کے جاننے والے عالم یوں کہتے ہیں کہ جس آیت میں ایسے نکاح کا حکم ہے وہ اول ان ہی بی بی کیلئے اتری ہے ان کے پہلے شوہر کا نام حویطب تھا۔ فائدہ:۔ دیکھو کیسی دین کی عاشق بیبیاں تھیں کہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت کو عبادت سمجھ کر مہر کی بھی پروا نہیں کی۔ حالانکہ اس زمانے میں مہر نقد ہی مل جایا کرتا تھا۔ ہمارے زمانے کی طرح قیامت کا یا موت کا ادھار نہ تھا۔ بیبیو بس دین ہی کو ہمیشہ اصلی دولت سمجھو۔ دنیا سے ایسی محبت رکھو کہ اپنے وقت کو اپنے خیال کو اسی میں کھپا دو۔ رات دن اس کا دھندا رہے مل جائے تو باغ باغ ہو جاؤ چاہے ثواب ہو چاہے گناہ نہ ملے تو غم سوار ہو جائے تو شکایت کرتی پھرو۔ دولت والوں پر حسد کرنے لگو نیت ڈانواں ڈول کرنے لگو۔

(۳۶) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی ہیں۔ خیبر[1] یک بستی ہے وہاں یہودیوں سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تھی۔ یہ بی بی اس لڑائی میں قید ہو کر آئی تھیں اور ایک صحابی ؓ کے حصہ میں لگ گئیں تھیں۔ حضرت محمد ﷺ نے ان سے مول لیکر آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا۔ یہ بی بی حضرت ہارون پیغمبر ؑ کی اولاد میں ہیں اور نہایت بردبار عقلمند خوبیوں کے بھری ہوئی ہیں۔ ان کی

---

[1] یہ بستی مدینہ منورہ کے قریب ہے

بردباری اس ایک قصہ سے معلوم ہوتی ہے کہ ان کی ایک لونڈی نے حضرت عمرؓ سے جھوٹ موٹ کی ان باتوں کی چغلی کھائی۔ ایک تو یہ کہ ان کو اب تک سنیچر کے دن سے محبت ہے یہ دن یہودیوں میں بڑی تعظیم کا مطلب یہ تھا کہ ان میں مسلمان ہو کر بھی اپنے پہلے مذہب یہودی ہونے کا اثر باقی ہے تو یوں سمجھو کہ مسلما پوری نہیں ہوئیں۔ دوسری بات یہ کہی کہ یہودیوں کو خوب دیتی لیتی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت صفیہؓ سے پوچھا انہوں نے جواب دیا کہ پہلی بات تو بالکل جھوٹ ہے جب سے میں مسلمان ہوئی ہوں اور جمعہ کا د خدا تعالیٰ نے دیدیا ہے سنیچر سے دل کو لگاؤ بھی نہیں رہا۔ رہی دوسری بات وہ البتہ صحیح ہے اور وجہ اسکی یہ ہے وہ لوگ میرے رشتہ دار ہیں اور رشتہ داروں سے سلوک کرنا شرع کے خلاف نہیں۔ پھر اس لونڈی سے پو کہ تجھ سے جھوٹی چغلی کھانے کو کس نے کہا تھا کہنے لگی شیطان نے، آپ نے فرمایا جا تجھ کو غلامی سے آز کیا۔ ان کے پہلے شوہر کا نام کنانہ بن ابی الحقیق تھا۔ فائدہ:۔ بیبیو دیکھو بردباری اس کو کہتے ہیں تم کو چاہئے کہ اپنی ماما نوکر چاکر کی خطا اور قصور معاف کرتی رہا کرو بات بات میں بدلہ لینا کم حوصلگی ہے[1] اور د سچی کیسی تھیں کہ جو بات تھی صاف کہہ دی اس کو بنایا نہیں جیسے آج کل بعضوں کی عادت ہے کہ کبھی اپنے ا بات نہیں آنے دیتیں۔ ہیر پھیر کر کے اپنے آپ کو الزام سے بچاتی ہیں۔ بات کا بنانا بھی بری بات ہے۔

(۳۷) حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ بی بی ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ کی بیٹی اور حضرت محمد ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی۔ ان کا نکاح حضرت ابو العاص بن الربیع[2] سے ہوا تھا جب مسلمان ہو گئیں اور شوہر نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا تو ان سے علاقہ قطع کر کے انہوں نے مدینہ منو کو ہجرت کی تھوڑے دنوں پیچھے ان کے شوہر بھی مسلمان ہو کر مدینہ منورہ آ گئے۔ حضرت محمد ﷺ نے ان ہی سے نکاح کر دیا۔ اور وہ بھی ان کو بہت چاہتے تھے۔ جب یہ ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو چلی تھیں را میں ایک اور قصہ ہوا کہ کہیں دو کافر مل گئے ان میں سے ایک نے ان کو دھکیل دیا۔ یہ ایک پتھر پر گر پڑیں ان کو کچھ امید تھی وہ بھی جاتی رہی اور اس قدر صدمہ پہنچا کہ مرتے دم تک اچھی نہ ہوئیں۔ آخر اسی میں انتقا کیا۔ فائدہ:۔ دیکھو کیسی ہمت اور دینداری کی بات ہے کہ دین کے واسطے اپنا وطن چھوڑا، خاندان کو چھوڑ کافروں کے ہاتھ سے کیسی تکلیف اٹھائی کہ اس میں جان گئی مگر دین پر قائم رہیں۔ بیبیو دین کے سامنے چیزوں کو چھوڑ دینا چاہئے۔ اگر تکلیف پہنچے اس کو جھیلو۔ اگر خاوند بددین ہو بھی اس کا ساتھ مت دو۔

(۳۸) حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی ہیں۔ ان کا پہلا نکاح عتبہ سے ہوا جو ابولہب کافر کا بیٹا ہے جسکی برائی سورہ تبت میں آئی ہے۔ جب یہ دو باپ بیٹے مسلمان نہ ہوئے اور باپ کے کہنے سے اس نے ان بی بی کو چھوڑ دیا تو حضرت محمد ﷺ نے ا

---

[1] پہلے آچکا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے اپنے نفس کیلئے کبھی غصہ نہیں کیا جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے کسی سے بدلہ نہیں لیا کمال یہی ہے گو قصور کی مقدار بدلہ لینا جائز ہے۔

[2] پہلے ایسا نکاح یعنی مسلمان عورت کا کافر مرد کے ساتھ جائز تھا اب یہ حکم نہیں رہا۔

نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔ جب ہمارے پیغمبر ﷺ بدر کی لڑائی میں چلے ہیں اس وقت یہ بیمار تھیں اور آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی خیر خبر لینے کے واسطے مدینہ منورہ چھوڑ گئے تھے۔ اور فرمایا تھا کہ تم کو بھی جہاد والوں کے برابر ثواب ملے گا۔ اور جہاد والوں کے ساتھ ان کا حصہ بھی لگایا جس روز لڑائی فتح کر کے مدینہ منورہ میں آئے ہیں اسی روز ان کا انتقال ہو گیا۔ فائدہ:۔ دیکھو ان کی کیسی بزرگی ہے کہ ان کی خدمت کرنیکا ثواب جہاد کے برابر ٹھہرا۔ یہ بزرگی ان کے دیندار ہونے کی وجہ سے ہے۔ بیبیو اپنے دین کو پکا کرنے کا خیال ہر وقت رکھو کوئی گناہ نہ ہونے پاوے اس سے دین میں بڑی کمزوری آ جاتی ہے۔

(۳۹) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر: یہ بھی ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی بیٹی ہیں۔ ان کا پہلا نکاح عتبہ سے ہوا جو اسی کافر ابولہب کا دوسرا بیٹا ہے۔ ابھی رخصتی نہ ہونے پائی تھی کہ ہمارے حضرت ﷺ کو پیغمبری مل گئی۔ وہ دونوں باپ بیٹے مسلمان نہ ہوئے اور اس نے بھی باپ کے کہنے سے ان بی بی کو چھوڑ دیا۔ جب ان کی بہن حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تھا تو ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہو گیا۔ اور جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تھا اتفاق سے اسی زمانہ میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا بھی بیوہ ہو گئیں تھیں۔ ان کے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کا نکاح حضرت عثمان سے کرنا چاہا۔ ان کی کچھ رائے نہ ہوئی پیغمبر ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو تو عثمان رضی اللہ عنہ سے اچھا خاوند بتلاتا ہوں اور عثمان رضی اللہ عنہ کو حفصہ رضی اللہ عنہا سے اچھی بی بی بتلاتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیا۔ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت ام کلثوم سے کر دیا۔ فائدہ:۔ آپ نے ان کو اچھا کہا اور پیغمبر کسی کو اچھا کہیں یہ ایمان کی بدولت ہے۔ بیبیو۔ ایمان اور دین درست رکھو۔

(۴۰) حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر: یہ عمر میں سب بہنوں سے چھوٹی اور رتبے میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ پیاری بیٹی ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کی ہیں۔ حضرت محمد ﷺ نے ان کو اپنی جان کا ٹکڑا فرمایا ہے اور ان کو سارے جہان کی عورتوں کا سردار فرمایا ہے۔ اور یوں بھی فرمایا ہے کہ جس بات سے فاطمہ کو رنج ہوتا ہے اس سے مجھ کو بھی رنج ہوتا ہے اور جس بیماری میں ہمارے پیغمبر ﷺ نے وفات پائی ہے اسی بیماری میں آپ نے سب سے پوشیدہ صرف ان ہی کو اپنی وفات کے نزدیک ہو جانے کی خبر دی تھی۔ جس پر یہ رونے لگیں۔ آپ نے پھر ان کے کان میں فرمایا کہ تم رنج مت کرو۔ ایک تو سب سے پہلے تم میرے پاس چلی آؤ گی۔ دوسرے جنت میں سب بیبیوں کی سردار ہو گی۔ یہ سن کر ہنسنے لگیں۔ حضرت محمد ﷺ کی بیبیوں نے کتنا ہی پوچھا کہ یہ کیا بات تھی۔ انہوں نے کچھ جواب نہ دیا اور حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد یہ بھید بتلایا[1] اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ان کا نکاح ہوا ہے اور بھی حدیثوں میں ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں۔ فائدہ:۔ حضرت محمد ﷺ کی یہ ساری محبت اور خصوصیت اس لئے تھی کہ یہ دیندار اور صابر شاکر سب سے زیادہ تھیں۔ بیبیو دین اور

[1] اور زندگی میں نہ بتلایا اس لئے کہ وہ راز تھا حضور ﷺ کا اور بظاہر اسی وجہ سے آپ نے پوشیدہ فرمایا تھا اور بعد وفات شریف پوشیدہ رکھنے کی وجہ جاتی رہی اسی واسطے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ظاہر کر دیا۔

[2] آپ کے صبر اور شکر اور دیگر کمالات کا بیان احقر نے مناقب فاطمہ میں نہایت مفصل لکھا ہے۔

صبر[1] اور شکر کو اختیار کرو تم بھی خدا اور رسول ﷺ کی پیاری بن جاؤ۔ فائدہ:۔ جہاں سب سے پہلے پیغمبر ﷺ کا حال بیان ہوا ہے وہاں بھی ان سب بیبیوں اور بیٹیوں کے نام آ چکے ہیں۔ فائدہ:۔ بیبیو ایک اور بات سوچنے کی ہے تم نے حضرت محمد ﷺ کی گیارہ بیبیوں اور چار بیٹیوں کا حال پڑھا ہے اس سے تم کو یہ بھی معلوم ہوا ہوگا کہ بیبیوں میں بجز عائشہ ؓ کے سب بیبیوں کا حضرت محمد ﷺ سے دوسرا نکاح ہوا ہے۔ یہ بارہ بیبیاں وہ ہیں کہ دنیا میں کوئی عورت عزت اور رتبے میں ان کے برابر نہیں۔ اگر دوسرا نکاح کوئی عیب کی بات ہوتی تو یہ بیبیاں تو بہ توبہ کیا عیب کی بات کرتیں۔ افسوس ہے کہ بعض کم سمجھ آدمی اس کو عیب سمجھتے ہیں۔ بھلا جب حضرت محمد ﷺ کے گھرانے کی بات کو عیب اور بے عزتی سمجھا تو ایمان کہاں رہا یہ کیسے مسلمان ہیں کہ حضرت محمد ﷺ کے طریقے کو عیب اور کافروں کے طریقے کو عزت کی بات سمجھیں کیونکہ یہ طریقہ بیوہ عورت کے بٹھلائے رکھنے کا خاص ہندوستان کے کافروں کا ہے اور بھی سنو تم سے پہلے وقتوں کی بیواؤں میں اور اب کی بیواؤں میں بڑا فرق ہے۔ ان کمبختی ماریوں میں جہالت تو تھی مگر اپنی آبرو کی بڑی حفاظت کرتی تھیں اپنے نفس کو مار دیتی تھیں ان سے کوئی بات اونچ نیچ کی نہیں ہونے پاتی تھی اور اب تو بیواؤں کو سہاگنوں سے زیادہ بناؤ سنگار کا حوصلہ ہوتا ہے اس لئے بہت جگہ ایسی نازک نازک باتیں ہونے لگیں ہیں جو کہنے کے لائق نہیں اب تو بالکل بیوہ کے بٹھانے کا زمانہ نہیں رہا کیونکہ نہ عورتوں میں پہلی سی شرم وحیا رہی اور نہ مردوں میں پہلی سی غیرت اور نہ بیواؤں کے رنڈاپا کاٹنے اور ہر طرح سے ان کے کھانے کپڑے کی خبر لینے کا خیال رہا۔ اب تو بھول کر بھی بیوہ کو نہ بٹھلانا چاہئے اللہ تعالیٰ سمجھ اور توفیق دیں۔ پہلی امتوں کی بیبیوں کے بعد یہاں تک حضرت محمد ﷺ کی گیارہ بیبیوں اور چار بیٹیوں کل پندرہ بیبیوں کا ذکر ہوا۔ آگے اور ایسی بیبیوں کا ذکر آتا ہے جو حضرت محمد ﷺ کے وقت میں تھیں۔ ان میں بعضوں کو حضرت محمد ﷺ سے خاص خاص تعلق بھی ہے۔

(۴۱) حضرت حلیمہ سعدیہ ؓ کا ذکر:[1] ان بی بی نے ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کو دودھ پلایا ہے اور جب حضرت محمد ﷺ نے طائف شہر پر جہاد کیا ہے اس زمانہ میں یہ بی بی اپنے شوہر اور بیٹے کو لیکر حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں آئی تھیں۔ آپ نے بہت تعظیم کی اور اپنی چادر بچھا کر اس پر ان کو بٹھلایا اور وہ سب مسلمان ہوئے۔ فائدہ:۔ دیکھو باوجود یہ کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ان کا بڑا علاقہ تھا۔ مگر یہ جان گئیں کہ بدون دین وایمان کے فقط اس علاقے سے بخشش نہ ہوگی۔ اس لئے آکر دین قبول کیا۔ بیبیو تم اس بھروسے مت رہنا کہ ہم فلانے پیر کی اولاد ہیں یا ہمارا فلانا بیٹا یا پوتا عالم حافظ ہے۔ یہ لوگ ہم کو بخشوا لیں گے۔ یاد رکھو اگر تمہارے پاس خود بھی دین ہے تو یہ لوگ بھی کچھ اللہ میاں سے تمہارے واسطے کہہ سن سکتے ہیں۔ نہیں تو ایسے علاقے کچھ بھی کام نہ آئیں گے۔

(۴۲) حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کا ذکر:[2] ان بی بی نے ہمارے پیغمبر ﷺ کو

---

[1] از عجائب القصص

[2] از مسلم ونووی وغیرہ

گود میں کھلایا ہے اور پالا ہے حضرت محمد ﷺ کبھی کبھی ان کے پاس ملنے جایا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت محمد ﷺ ان کے پاس تشریف لائے انہوں نے ایک پیالے میں کوئی پینے کی چیز دی۔ خدا جانے حضرت محمد ﷺ کا اس وقت جی نہ چاہتا تھا یا آپ کا روزہ تھا۔ آپ نے عذر کر دیا۔ چونکہ پالنے رکھنے کا ان کو ناز تھا ضد باندھ کر کھڑی ہو گئیں اور بے جھجک کہہ رہی تھیں نہیں پینا پڑے گا۔ اور حضرت محمد ﷺ یوں بھی فرمایا کرتے تھے کہ میری حقیقی ماں کے بعد ام ایمن میری ماں ہیں۔ حضرت محمد ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کبھی کبھی ان کی زیارت کو جایا کرتے تھے ان کو دیکھ کر حضرت محمد ﷺ کو یاد کر کے رونے لگتیں وہ دونوں صاحب بھی رونے لگتے۔ فائدہ:۔ دیکھو کیسی بزرگی کی بات ہے کہ حضرت محمد ﷺ ان کے پاس جائیں۔ ایسے بڑے صحابہؓ ان کی خاطر مدارت کریں۔ یہ بزرگی اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور دین میں کامل تھیں۔ بیبیو اب حضرت محمد ﷺ کی خدمت یہی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے دین کی خدمت کرو۔ اوروں کو نیک باتیں بتلاؤ، عورتوں کو دین سکھلاؤ۔ اپنی اولاد کو نیکی کی تعلیم دو اور خود بھی دین میں مضبوط رہو انشاء اللہ تعالیٰ تم کو بزرگی کا حصہ مل جائے گا اور زیارت سے یوں نہ سمجھو کہ یہ سب زیارت کرنے والوں کے سامنے بے پردہ ہو جاتی ہونگی کسی کے پاس ارادہ کر کے جانا اور پاس بیٹھنا اگرچہ درمیان میں پردہ بھی ہو اور اچھی اچھی باتیں کہنا سننا پس یہی زیارت ہے۔

(۴۳) حضرت امِ سلیم کا ذکر:[1] یہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی صحابیہ ہیں۔[2] اور ایک صحابی ہیں ابوطلحہؓ ان کی یہ بیوی ہیں۔ اور ایک صحابی ہیں حضرت انسؓ جو ہمارے حضرت کے خاص خدمت گزار ہیں ان کی یہ ماں ہیں اور ایک طرح سے ہمارے حضرت محمد ﷺ کی خالہ ہیں۔ اور ان کے ایک بھائی تھے صحابی وہ ایک لڑائی میں حضرت محمد ﷺ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے ان سب باتوں کے سبب ہمارے حضرت ﷺ ان کی بہت خاطر کرتے تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور حضرت محمد ﷺ نے ان کو جنت میں بھی دیکھا تھا اور ان کا ایک عجیب قصہ آیا ہے کہ ان کا ایک بچہ تھا وہ بیمار ہو گیا اور ایک دن مر گیا۔ رات کا وقت تھا اب ان کا صبر دیکھو یہ خیال کیا کہ اگر خاوند کو خبر کرونگی ساری رات بے چین ہونگے۔ کھانا وانا نہ کھاویں گے بس چپ ہو کر بیٹھ رہیں۔ آئے خاوند اور پوچھا بچہ کیسا ہے۔ کہنے لگیں آرام ہے۔ اور جھوٹ بھی نہیں کہا مسلمان کے واسطے اس سے بڑھ کر کیا آرام ہوگا کہ اپنے اصلی ٹھکانے پر چلا جائے۔ وہ سمجھے نہیں غرض ان کے سامنے کھانا لا کر رکھا۔ انہوں نے کھانا کھایا پھر ان کو انکی طرف خواہش ہوئی خدا کی بندی نے اس سے بھی عذر نہیں کیا۔ جب ساری باتوں سے فارغ ہو چکیں تو خاوند سے پوچھتی ہیں کہ اگر کوئی کسی کو مانگی چیز دے اور پھر اپنی چیز مانگنے لگے تو انکار کرنے کا کچھ حق حاصل ہے۔ انہوں نے کہا نہیں کہنے لگیں تو پھر بچہ کو صبر کرو۔ وہ بڑے خفا ہوئے کہ مجھ کو جب ہی کیوں نہ خبر کی انہوں نے یہ سارا قصہ حضرت محمد ﷺ سے جا کر بیان کیا۔ آپ نے ان کیلئے دعا کی۔ خدا کی قدرت اسی رات

[1] از کتب حدیث و شرح آں [2] یعنی یہ بی بی حضور ﷺ کی صحبت یافتہ ہیں۔

حمل رہ گیا اور بچہ پیدا ہوا عبداللہ اس کا نام رکھا گیا اور یہ عبداللہ عالم ہوئے اور ان کی اولاد میں بڑے بڑے عالم ہوئے۔ فائدہ:۔ بیبیو صبر ان سے سیکھو اور خاوند کو آرام پہنچانے کا سبق ان سے لو اور یہ جو مانگی ہوئی چیز کی مثال دی کیسی اچھی اور سچی بات ہے۔ اگر آدمی اتنی بات سمجھ لے تو کبھی بے صبری نہ کرے دیکھو اس صبر کی برکت کہ اللہ میاں نے اس بچہ کا عوض کتنی جلدی دے دیا اور کیسا برکت کا عوض دیا جس کی نسل میں عالم فاضل ہوئے۔

(۴۴) حضرت ام حرام رضی اللہ عنہا کا ذکر:[1] یہ بھی صحابیہ ہیں اور حضرت ام سلیم جن کا ذکر ابھی گزرا ہے ان کی بہن ہیں یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی کسی طرح سے خالہ ہیں۔ ان کے یہاں بھی حضرت محمد ﷺ تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک بار آپ نے ان کے گھر کھانا کھایا، پھر نیند آ گئی سو گئے۔ پھر ہنستے ہوئے جاگے۔ انہوں نے وجہ پوچھی آپ نے فرمایا کہ میں نے اس وقت خواب میں اپنی امت کے لوگوں کو دیکھا کہ جہاد کیلئے جہاز میں سوار ہوئے جا رہے ہیں اور سامان ولباس میں امیر اور بادشاہ معلوم ہوتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا کیجئے خدا تعالیٰ مجھ کو بھی ان میں سے کر دے آپ نے دعا فرمائی پھر آپ کو نیند آ گئی تو اسی طرح پھر ہنستے ہوئے اٹھے اور اسی طرح کا خواب پھر بیان کیا۔ اس خواب میں اسی طرح کے دو آدمی نظر آئے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ دعا کر دیجئے اللہ تعالیٰ مجھ کو ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا کہ تم پہلوں میں سے ہو۔ چنانچہ ان کے شوہر جن کا نام عبادہ تھا دریا کے سفر سے جہاد میں گئے یہ بھی ساتھ گئیں۔ جب دریا سے اتری ہیں یہ بھی کسی جانور پر سوار ہونے لگیں اس نے شوخی کی یہ گر گئیں اور جان بحق ہوئیں۔ فائدہ:۔ حضرت محمد ﷺ کی دعا قبول ہو گئی کیونکہ جب تک گھر لوٹ کر نہ آئے وہ سفر جہاد ہی کا رہتا ہے اور جہاد کے سفر میں چاہے کسی طرح مر جائے اس میں شہید کا ہی ثواب ملتا ہے۔ دیکھو کیسی وہ دیندار تھیں کہ ثواب حاصل کرنے کے شوق میں جان کی بھی محبت نہیں کی۔ خود دعا کرائی کہ مجھ کو یہ دولت ملے۔ بیبیو تم بھی اس کا خیال رکھو اور دین کا کام کرنے میں اگر تھوڑی بہت تکلیف ہوا کرے اس سے گھبرایا مت کرو آخر ثواب بھی تو تم ہی لو گی۔

(۴۵) حضرت امِ عبد رضی اللہ عنہا کا ذکر: ایک صحابی ہیں بہت بڑے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یہ بی بی ان کی ماں ہیں اور خود بھی صحابیہ ہیں۔ ان کو ہمارے حضرت ﷺ کے گھر کے کاموں میں ایسا دخل تھا کہ دیکھنے والے یہ سمجھتے تھے کہ یہ بھی گھر والوں ہی میں ہیں۔ فائدہ:۔ اس قدر خصوصیت پیغمبر ﷺ کے گھر میں یہ فقط دین کی بدولت تھی۔ بیبیو اگر دین کو سنوارو گی تو تم کو بھی قیامت میں حضرت محمد ﷺ سے قرب نصیب ہوگا۔

(۴۶) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی والدہ کا ذکر: یہ ایک صحابی ہیں جب حضرت محمد ﷺ کے پیغمبر ہونے کی خبر مشہور ہوئی اور کافروں نے جھٹلایا تو یہ بزرگ اپنے وطن سے مکہ معظمہ میں اس بات کی تحقیق کرنے کو آئے تھے یہاں کا حال دیکھ بھال کر مسلمان ہو گئے۔ جب یہ لوٹ کر اپنے گھر گئے اور اپنی ماں کو سارا قصہ سنایا تو کہنے لگیں مجھ کو تمہارے دین سے کوئی انکار نہیں میں بھی مسلمان ہوتی ہوں۔ فائدہ:۔ دیکھو

[1] از مسلم وشرح آں

بیعت کی پاکی یہ ہے کہ جب سچی بات معلوم ہوگئی اس کے ماننے میں باپ دادا کے طریقے کا خیال نہیں کیا۔ بیبیو تم بھی جب شرع کی بات معلوم ہو جایا کرے اس کے مقابلے میں خاندانی رسموں کا نام مت لیا کرو بس وشی خوشی دین کی بات مان لیا کرو۔ اور اسی کا برتاؤ کیا کرو۔

۴۷) **حضرت ابو ہریرہ ؓ کی والدہ کا ذکر**: یہ ایک صحابی ہیں۔ اپنی ماں کو دین قبول کرنے کے سطے سمجھایا کرتے۔ ایک دفعہ ماں نے دین وایمان کو کوئی ایسی بات کہہ دی کہ ان کو بڑا صدمہ ہوا۔ یہ روتے ۓ حضرت محمد ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضرت میری ماں کے واسطے دعا کیجئے کہ خدا اس کو ایت کرے۔ آپ نے دعا کی کہ اے اللہ ابو ہریرہ ؓ کی ماں کو ہدایت کر یہ خوشی خوشی گھر پہنچے تو دروازہ بند تھا اور نی گرنے کی آواز آ رہی تھی جیسے کوئی نہاتا ہو۔ ان کے آنے کی آہٹ سنکر ماں نے پکار کر کہا وہاں ہی رہیو نہا دھو رکواڑ کھولے اور کہا ﴿اَشْهَدُاَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ﴾ ان کا مارے خوشی کے حال ہو گیا کہ بے اختیار رونا شروع کیا اور اسی حال میں جا کر سارا قصہ حضرت محمد ﷺ سے بیان کیا۔ آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ میاں سے دعا کر دیجئے کہ مسلمانوں سے ہم ے بیٹوں کو محبت ہو جائے اور مسلمانوں کو ہم دونوں سے محبت ہو جائے۔ آپ نے دعا فرمائی۔ فائدہ:۔ دیکھو ے اولاد سے کتنا بڑا فائدہ ہے۔ بیبیو اپنے بچوں کو بھی دین کا علم سکھلاؤ۔ ان سے تمہارا دین بھی سنور جائیگا۔

۴۸) **حضرت اسماء بن عمیس کا ذکر**: یہ بی بی صحابیہ ہیں جب مکہ مکرمہ میں کافروں نے مسلمانوں کو ت ستایا اس وقت بہت مسلمان ملک حبشہ کو چلے گئے تھے۔ ان میں یہ بھی تھیں پھر جب حضرت محمد ﷺ ینہ منورہ میں تشریف لے آئے تو وہ سب مسلمان مدینہ منورہ آ گئے تھے ان میں یہ بھی آئی تھیں آپ نے ان کو نخبری دی تھی کہ تم نے دو ہجرتیں کی ہیں تم کو بہت ثواب ہوگا۔ فائدہ:۔ دیکھو دین کے واسطے کس طرح گھر ے بے گھر ہوئیں تب تو ثواب لوٹے۔ بیبیو اگر دین کے واسطے کچھ محنت اٹھانا پڑے تو اکتایو مت۔

۴۹) **حضرت حذیفہ ؓ کی والدہ کا ذکر**:[1] حضرت حذیفہ ؓ صحابی ہیں۔ یہ فرماتے ہیں کہ ری والدہ نے ایک بار مجھ سے پوچھا تم کو حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں گئے ہوئے کتنے دن ہوئے میں نے یا کہ اتنے دن ہوئے مجھ کو برا بھلا کہا۔ میں نے کہا اب جاؤں گا اور مغرب آپ ہی کے ساتھ پڑھوں گا اور آپ ے عرض کرونگا کہ میرے اور تمہارے لئے بخشش کی دعا کریں چنانچہ میں گیا اور مغرب پڑھی۔ عشاء پڑھی۔ جب ناء پڑھ کر آپ چلے میں ساتھ ہو لیا۔ میری آواز سن کر فرمایا حذیفہ ہیں۔ میں نے کہا جی ہاں فرمایا کیا کام ہے۔ تمہاری اور تمہاری ماں کی بخشش کریں۔ فائدہ:۔ دیکھو کیسی اچھی بی بی تھیں اپنی اولاد کیلئے ان باتوں کا بھی خیال ں تھیں کہ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں گئے یا نہیں۔ بیبیو تم بھی اپنی اولاد کو تاکید رکھا کرو کہ بزرگوں کے ے جا کر بیٹھا کریں اور ان سے دین کی بات سیکھیں اور اچھی صحبت کی برکت حاصل کریں۔

---

[1] از ترمذی شریف

(۵۰) حضرت فاطمہ بنت خطاب ؓ کا ذکر: یہ حضرت عمر ؓ کی بہن ہے۔ حضرت عمر ؓ سے پہلے مسلمان ہو چکی تھیں ان کے خاوند بھی سعید بن زید ؓ مسلمان ہو چکے تھے حضرت عمر ؓ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے۔ یہ دونوں حضرت عمر ؓ کے ڈر کے مارے اپنا اسلام پوشیدہ رکھتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے قرآن مجید پڑھنے کی آواز حضرت عمر ؓ نے سن لی اور ان دونوں کے ساتھ بڑی سختی کی لیکن بہنوئی پھر بھی مرد تھے ہمت ان بی بی کی دیکھو کہ صاف کہا کہ بیشک ہم مسلمان ہیں اور قرآن مجید پڑھ رہے تھے چاہے مارو اور چاہے چھوڑ و۔ حضرت عمر ؓ نے کہا مجھ کو بھی قرآن مجید دکھلاؤ پس قرآن کا دیکھنا تھا اور اس کا سننا تھا فوراً ایمان کا نور ان کے دل میں داخل ہو گیا۔ اور حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔ فائدہ:۔ بیبیو تم کو بھی دین اور شرع کی باتوں میں ایسی ہی مضبوطی چاہئے یہ نہیں کہ ذرا سے روپے کے واسطے شرع کے خلاف کر لیا۔ برادری کنبے کے خیال سے شرع کے خلاف رسمیں کر لیں اور جو بات بھی شرع کے خلاف ہو کسی طرح اس کے پاس مت جاؤ۔

(۵۱) ایک انصاری عورت کا ذکر: [۱] ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ احد کی لڑائی میں ایک انصاری بی بی کا خاوند اور باپ بھائی سب شہید ہو گئے۔ جب اس نے سنا تو اول پوچھا کہ یہ بتلاؤ حضرت محمد ﷺ کیسے ہیں۔ لوگوں نے کہا خیریت سے ہیں کہنے لگی جب آپ صحیح سالم ہیں پھر کسی کا کیا غم۔ فائدہ:۔ سبحان اللہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ کیسی محبت تھی۔ بیبیو اگر تم کو حضرت محمد ﷺ کے ساتھ محبت کرنی منظور ہے تو آپ کی شرع کی پوری پوری پیروی کرو۔ اس سے محبت ہو جائے گی اور محبت کی وجہ سے بہشت میں حضرت محمد ﷺ کے پاس درجہ ملے گا۔

(۵۲) حضرت اُمِ فضل لبابہ بنت حارث کا ذکر: [۲] یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی چچی ہیں۔ اور حضرت عباس ؓ کی بی بی اور عبداللہ بن عباس کی ماں ہیں۔ قرآن مجید میں جو آیا ہے کہ جو مسلمان کافروں کے ملک میں رہنے سے خدا کی عبادت نہ کر سکے اس کو چاہئے کہ اس ملک کو چھوڑ کر کہیں اور جا بسے۔ اگر ایسا نہ کریگا اس کو بہت گناہ ہوگا۔ البتہ بچے اور عورتیں جن کو دوسری جگہ کا راستہ نہ معلوم ہو نہ اتنی دلیری اور ہمت ہو وہ قابل معافی ہیں تو حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ان ہی کم ہمتوں میں، میں اور میری ماں تھیں وہ عورت تھیں اور میں بچہ تھا۔ فائدہ:۔ دیکھو یہ ان کی نیت کی خوبی تھی کہ دل سے کافروں میں رہنا پسند نہ تھا لیکن لاچار تھیں اس واسطے اللہ میاں کی ان پر رحمت ہوگئی کہ گناہ سے بچا لیا۔ بیبیو تم بھی دل سے ہمیشہ دین کے موافق عمل کرنیکی پکی نیت رکھا کرو۔ پھر تمہاری لاچاری کے معاف ہونے کی امید ہے اور جو دل ہی سے دین کی بات کا ارادہ نہ کیا تو پھر گناہ سے بچ نہیں سکتیں۔

(۵۳) حضرت ام سلیط ؓ کا ذکر: ایک دفعہ حضرت عمر ؓ مدینہ منورہ کی بیبیوں کو کچھ چادریں تقسیم کر رہے تھے۔ ایک چادر رہ گئی آپ نے لوگوں سے صلاح پوچھی کہ بتلاؤ کس کو دوں۔ لوگوں نے کہا کہ

---

۱ از کتب سیر

۲ از صحاح ستہ

حضرت علی کی بیٹی ام کلثوم جو آپ کے نکاح میں ہیں ان کو دے دیجئے ۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ام سلیط کا حق ہے ۔ یہ بی بی انصار میں کی ہیں اور حضرت محمد ﷺ سے بیعت ہیں ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ احد کی لڑائی میں ان کا یہ حال تھا کہ پانی کی مشکیں ڈھوتی پھرتی تھیں ۔ اور مسلمانوں کے کھانے پینے کا انتظام کرتی تھیں اسی طرح ایک بی بی تھیں خولہ وہ تو لڑائی میں تلوار لیکر لڑتی تھیں ۔ فائدہ :۔ دیکھو خدا کے کام میں کیسی ہمت کی تھی جب تو حضرت عمرؓ نے اتنی قدر کی ۔ اب کم ہمتوں کا حال یہ ہے کہ نماز بھی پانچ وقت کی ٹھیک ٹھیک نہیں پڑھی جاتی ۔

(۵۴) حضرت ہالہ بنت خویلد کا ذکر: یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی سالی اور حضرت خدیجہؓ کی بہن ہیں یہ ایک بار حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دروازے سے باہر کھڑے ہو کر آنے کی اجازت چاہی ۔ چونکہ آواز اپنی بیوی کی بہن کی سی تھی اس واسطے آپ کو حضرت خدیجہؓ کا خیال آیا اور چونک سے گئے اور فرمانے لگے اے اللہ یہ ہالہ ہو ۔ فائدہ :۔ اس دعا سے معلوم ہوا کہ آپ کو ان سے محبت تھی یوں تو سالی کا رشتہ بھی ہے مگر بڑی وجہ آپ کی محبت کی صرف دینداری ہے ۔ بیبیو دیندار بن جاؤ تم کو بھی اللہ اور رسول ﷺ چاہنے لگیں گے ۔

(۵۵) حضرت ہند بنت عتبہ کا ذکر: حضرت معاویہؓ جو ہمارے حضرت محمد ﷺ کے سالے ہیں ۔ یہ ان کی ماں ہیں ۔ انہوں نے ایک بار ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ سے عرض کیا کہ مسلمان ہونے سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ آپ سے زیادہ کسی کی ذلت نہ چاہتی تھی اور اب یہ حال ہے کہ آپ سے زیادہ کسی کی عزت نہیں چاہتی ۔ آپ نے فرمایا کہ میرا بھی یہی حال ہے ۔ فائدہ :۔ اس سے ایک تو ان کا سچا ہونا معلوم ہوا دوسرے یہ معلوم ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کے ساتھ ان کی محبت تھی اور حضرت محمد ﷺ کو ان کے ساتھ محبت تھی ۔ بیبیو تم بھی سچ بولا کرو ۔ اور حضرت محمد ﷺ سے محبت رکھو اور ایسے کام کرو کہ حضرت محمد ﷺ کو تم سے محبت ہو جائے ۔

(۵۶) حضرت اُمِ خالدؓ کا ذکر: جب لوگ حبشہ کو ہجرت کر کے گئے تھے ان میں یہ بھی تھیں ۔ اس زمانہ میں بچی تھیں وہاں سے لوٹ کر جب مدینہ منورہ کو آئیں تو ان کے باپ حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ بھی ساتھ آئیں ۔ ایک زرد کرتا پہنے ہوئے تھیں ۔ آپ کے پاس ایک چھوٹی سی چادر بوٹے دار رکھی تھی ۔ آپ نے ان کو اڑھا دی اور فرمایا بڑی اچھی ہے ۔ پھر یہ دعا کی کہ گھس گھس پرانی ہو ۔ اس دعا کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تمہاری عمر بڑی ہو ۔ لوگوں کا یہ بیان ہے کہ جتنی عمر انکی ہوئی ہم نے کسی عورت کی نہیں سنی ۔ لوگوں میں چرچا ہوا کرتا ہے کہ فلاں بی بی کو اتنی زیادہ عمر ہے یہ بچی تو تھیں ہی حضرت محمد ﷺ کی مہر نبوت سے کھیلنے لگیں ۔ باپ نے ڈانٹا ۔ آپ نے فرمایا رہنے دو کیا ڈر ہے ۔ فائدہ :۔ بڑی خوش قسمت تھیں ۔ بیبیو دین کی چادر ہی نبی ﷺ کی چادر ہے جیسا کہ قرآن مجید میں پرہیزگاری کو بہترین لباس فرمایا ہے اگر اس دولت کو لینا چاہتی ہو دین اور پرہیزگاری اختیار کرو ۔

(۵۷) حضرت صفیہؓ کا ذکر: یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی پھوپھی ہیں۔ جب حضرت محمد ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ احد کی لڑائی میں شہید ہوگئے آپ نے یہ فرمایا کہ مجھ کو صفیہ کے صدمہ کا خیال ہے ورنہ حمزہؓ کو دفن نہ کرتا درندے کھا جاتے اور قیامت میں درندوں کے پیٹ میں سے ان کا حشر ہوتا۔ فائدہ:۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت محمد ﷺ کو ان کا بہت خیال تھا کہ اپنے ارادے کو ان کی خاطر سے چھوڑ دیا۔ بیبیو یہ خیال انکی دینداری کی وجہ سے تھا۔ تم بھی دیندار بنو تاکہ تم بھی اس لائق ہو جاؤ کہ پیغمبر ﷺ تم سے بھی راضی رہیں۔

(۵۸) حضرت ابوالہثیمؓ کی بی بی کا ذکر: یہ ایک صحابی ہیں ہمارے حضرت محمد ﷺ کی ان کے حال پر ایسی مہربانی تھی کہ ایک بار آپ پر فاقہ تھا۔ جب بھوک کی بہت شدت ہوئی۔ آپ ان کے گھر میں بے تکلف تشریف لے گئے میاں تو گھر میں تھے نہیں میٹھا پانی لینے گئے تھے۔ ان بی بی نے آپ کی بہت خاطر کی پھر میاں بھی آ گئے تھے وہ اور بھی زیادہ خوش ہوئے اور سامان دعوت کیا۔ فائدہ:۔ اگر ان بی بی کے اخلاص پر آپ کو اطمینان نہ ہوتا تو جیسے میاں گھر میں نہ تھے آپ لوٹ آتے معلوم ہوا کہ آپ جانتے تھے کہ یہ بھی خوب خوش ہیں۔ کسی کا پیغمبر ﷺ سے خوش ہونا اور پیغمبر ﷺ کا کسی کو اچھا سمجھنا یہ تھوڑی بزرگی نہیں ہے۔ بیبیو حضرت محمد ﷺ اس وقت مہمان تھے تم بھی مہمانوں کے آنے سے خوش ہوا کرو تنگ دل مت ہوا کرو۔

(۵۹) حضرت اسماءؓ بنت ابی بکر کا ذکر: یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی سالی حضرت عائشہؓ کی بہن ہیں جب حضرت محمد ﷺ ہجرت کر کے مدینہ منورہ کو چلے ہیں جس میں تھیلی میں ناشتہ اس کے باندھنے کو کوئی چیز نہ ملی انہوں نے فوراً اپنا کمر بند بیچ سے چیر ڈالا۔ ایک ٹکڑا کمر بند رکھا دوسرے ٹکڑے سے ناشتہ باندھ دیا۔ فائدہ:۔ ایسی محبت بڑی دیندار کو ہوتی ہے کہ اپنے ایسے کام کی چیز آپ کے آرام کیلئے ناقص کردی۔ بیبیو دین کی محبت ایسی ہی چاہئے کہ اس کو سنوارنے میں اگر دنیا بگڑ جائے کچھ پروا نہ کرے۔

(۶۰) حضرت ام رومانؓ کا ذکر: یہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کی ساس اور حضرت عائشہؓ کی ماں ہیں۔ حضرت عائشہؓ پر ایک منافق نے توبہ توبہ تہمت لگائی تھی جس میں بعض بھولے سیدھے مسلمان بھی شامل ہوگئے تھے اور حضرت ﷺ بھی ان سے کچھ چپ چپ ہوگئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی پاکی قرآن مجید میں اتاری اور حضرت محمد ﷺ نے وہ آیتیں پڑھ کر گھر میں سنائی اس وقت حضرت ام رومان نے حضرت عائشہ کو کہا کہ اٹھو اور حضرت محمد ﷺ کی شکرگزاری کرو اور اس سے پہلے بھی حالانکہ ان کو اپنی بیٹی کا بڑا صدمہ تھا مگر کیا ممکن ہے کہ کوئی ذرا سی بات بھی ایسی کہی ہو جس سے حضرت ﷺ کی شکایت ٹپکتی ہو۔ فائدہ:۔ عورتوں سے ایسا تحمل اور ضبط بہت تعجب کی بات ہے ورنہ ایسے وقت میں کچھ نہ کچھ منہ سے نکل ہی جاتا ہے مثلاً یہ کہہ دیتیں کہ افسوس میری بیٹی سے بے وجہ کھنچ گئے خاص کر جب پاکی ثابت ہوگئی اس وقت تو ضرور کچھ نہ کچھ غصہ اور رنج ہوتا کہ لو ایسی پاک پر شبہ تھا مگر انہوں نے الٹا اپنی بیٹی کو دبایا اور حضرت محمد ﷺ کی طرفداری کی۔ بیبیو تم بھی ایسے رنج و تکرار کے وقت بیٹی کو بڑھاوے مت دیا کرو اس کی طرف سے ہو کر سسرال والوں سے

مت لڑا کرو۔ اس قصے میں ایک اور بی بی کا بھی ذکر آیا ہے جن کے بیٹے انہی کی تہمت لگانے والوں میں بھولے پن سے شامل ہو گئے تھے۔ ان بی بی نے ایک موقع پر اپنے ہی بیٹے کو کوسا اور عائشہ ؓ کی طرف دار رہیں یہ بی بی ام مسطح کہلاتی ہیں۔ دیکھو حق پرستی یہ ہوتی ہے کہ بیٹے کی بات کی پچ نہیں کی بلکہ سچی بات کی طرف رہیں اور بیٹے کو برا کہا۔

(۶۱) حضرت ام عطیہ ؓ کا ذکر: یہ بی بی صحابیہ ہیں اور حضرت محمد ﷺ کے ساتھ چھ لڑائیوں میں گئیں اور وہاں بیماروں اور زخمیوں کا علاج اور مرہم پٹی کرتی تھیں اور حضرت محمد ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ جب کبھی آپ کا نام لیتیں تو یوں بھی ضرور کہتیں کہ میرا باپ آپ ﷺ پر قربان۔ فائدہ:۔ بیبیو دین کے کاموں میں ہمت کرو اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی ہی محبت رکھو۔

(۶۲) حضرت بریرہ ؓ کا ذکر: یہ ایک شخص کی لونڈی تھیں۔ پھر ان کو حضرت عائشہ ؓ نے خرید کر آزاد کر دیا۔ یہ ان ہی کے گھر رہتی تھیں اور حضرت عائشہ ؓ اور ہمارے حضرت ﷺ کی خدمت کیا کرتیں۔ ایک بار ان کے واسطے کہیں سے گوشت آیا تھا ہمارے حضرت ﷺ نے خود مانگ کر نوش فرمایا تھا۔ فائدہ:۔ حضرت محمد ﷺ کی خدمت کرنا کتنی بڑی خوش قسمتی ہے اور ان کی محبت پر حضرت محمد ﷺ کو پورا بھروسہ تھا جب ہی تو ان کی چیز کھالی اور یہ سمجھے کہ یہ خوش ہونگی۔ بیبیو حضرت محمد ﷺ کی خدمت یہ ہی ہے کہ دین کی خدمت کرو اور یہ ہی محبت ہے حضرت محمد ﷺ کیساتھ۔

(۶۳،۶۴،۶۵) فاطمہ بنت ابی حبیش اور حمنہ بنت جحش اور حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کی بی بی زینب کا ذکر: ان تینوں بیبیوں کا حضرت محمد ﷺ سے مسئلے پوچھنے کیلئے گھر سے آنا حدیثوں میں آیا ہے اور اسی واسطے ہم نے تینوں کا نام ساتھ ہی لکھ دیا ہے کہ ان کا حال ایک ہی سا ہے پہلی بی بی نے استحاضہ کا مسئلہ پوچھا دوسری بی بی ہمارے حضرت ﷺ کی سالی اور حضرت زینب کی بہن ہیں انہوں نے بھی استحاضہ کا مسئلہ پوچھا تھا اور تیسری بی بی نے صدقہ دینے کا مسئلہ پوچھا تھا۔ عبداللہ بن مسعود ؓ ایک بہت بڑے صحابی ہیں۔ یہ ان کی بی بی ہیں۔ فائدہ:۔ بیبیو دین کا شوق ایسا ہوتا ہے کہ تم کو بھی جو مسئلہ معلوم نہ ہوا کرے ضرور پرہیزگار عالموں سے پوچھ لیا کرو۔ اگر کوئی شرم کی بات ہوئی ان عالموں کی بیوی سے کہہ دیا انہوں نے پوچھ لیا۔ حضرت محمد ﷺ کی بیبیوں اور بیٹیوں کے بعد یہاں تک ان پچیس عورتوں کے ذکر ہوئے جو حضرت محمد ﷺ کے زمانے میں تھیں اور بھی ایسی بہت بیبیوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں مگر ہم نے اتنا ہی لکھا ہے کہ کتاب بڑھ نہ جائے آگے ان بیبیوں کا ذکر آتا ہے جو حضرت محمد ﷺ کے بعد ہوئی ہیں۔

(۶۶) امام حافظ ابن عساکر کی استادیبیاں: یہ امام حدیث کے بڑے عالم ہیں جن استادوں سے انہوں نے یہ علم حاصل کیا ہے ان میں اسی سے زیادہ عورتیں ہیں۔ فائدہ:۔ افسوس ایک یہ زمانہ ہے کہ عورتیں دین کا علم حاصل کر کے شاگردی کے درجہ کو بھی نہیں پہنچتیں۔

(۶۷، ۶۸) حفید بن زہر اطبیب کی بہن اور بھانجی: یہ ایک مشہور طبیب ہیں۔ ان کی بہن اور بھانجی حکمت کا علم خوب رکھتی تھیں۔ اور ایک بادشاہ تھا خلیفہ اس کے محلات کا علاج ان ہی کے سپرد تھا۔ فائدہ:۔ یہ علم تو عورتوں میں سے بالکل جاتا رہا۔ اس علم میں بھی اگر اچھی نیت ہو اور لالچ اور دغا نہ کرے کوئی حرام دوا نہ کھلاوے۔ دین کے کاموں میں غفلت نہ کرے تو بڑا ثواب ہے اور مخلوق کا فائدہ ہے۔ اب جاہل دائیاں عورتوں کا ستیاناس کرتی ہیں۔ اگر علم ہوتا تو یہ خرابی کیوں ہوتی جن عورتوں کے باپ بھائی میاں حکیم ہیں وہ اگر ہمت کریں تو ان کو اس علم کا حاصل کرنا بہت آسان ہے۔

(۶۹) امام یزیدؒ بن ہارون کی لونڈی: یہ حدیث کے بڑے امام ہیں۔ اخیر عمر میں نگاہ بہت کمزور ہوگئی تھی۔ کتاب نہ دیکھ سکتے تھے۔ ان کی یہ لونڈی ان کی مدد کرتی خود کتابیں دیکھ کر حدیثیں یاد کر کے ان کو بتلا دیا کرتی۔ فائدہ:۔ سبحان اللہ اس زمانہ میں لونڈیاں باندیاں عالم ہوتی تھیں۔ اب بیبیاں بھی اکثر جاہل ہیں خدا کے واسطے اس دھبہ کو مٹاؤ۔

(۷۰) ابن سماک کوفی کی لونڈی: یہ بزرگ اپنے زمانہ کے بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ اپنی لونڈی سے پوچھا میری تقریر کیسی ہے۔ اس نے کہا تقریر تو اچھی ہے مگر اتنا عیب ہے کہ ایک بات کو بار بار کہتے ہو۔ انہوں نے کہا میں اس لئے بار بار کہتا ہوں کہ کم سمجھ لوگ بھی سمجھ لیں کہنے لگی جب تک کم سمجھ سمجھیں گے سمجھدار گھبرا چکیں گے۔ فائدہ:۔ کسی عالم کی تقریر میں ایسی گہری بات سمجھنا عالم ہی سے ہو سکتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لونڈی عالم تھیں۔ بیبیو لونڈیوں سے تو کم مت رہو خوب کوشش کر کے علم حاصل کرو۔ گھر میں کوئی مرد عالم ہو تو ہمت کر کے عربی بھی پڑھ لو۔ پورا مزہ علم کا اسی میں ہے تم کو تو لڑکوں سے زیادہ آسان ہے کیونکہ کمانا دھمانا تو تم کو ہے نہیں اطمینان سے اسی میں لگی رہو۔ رہا سینا پرونا وہ ہفتوں میں سیکھ سکتی ہو ساری عمر کیوں برباد کرتی ہو۔

(۷۱) ابن جوزیؒ کی پھوپھی: [1] یہ بزرگ بڑے عالم ہیں ان کی پھوپھی ان کو بچپن میں عالموں کے پڑھنے پڑھانے کی جگہ لے آیا کرتیں بچپن ہی سے جو علم کی باتیں کان میں پڑتی رہیں ماشاء اللہ دس برس کی عمر میں ایسے ہوگئے کہ عالموں کی طرح وعظ کہنے لگے۔ فائدہ:۔ دیکھو اپنی اولاد کے واسطے علم دین سکھلانے کا کتنا بڑا خیال تھا۔ وہ بڑی بوڑھی ہونگی خود لے گئیں تم اتنا تو کر سکتی ہو کہ جب تک وہ دین کا علم نہ پڑھ لیں انگریزی میں مت پھنساؤ۔ بری صحبت سے روکو اس پر تنبیہ کرو مکتب میں مدرسے میں جانے کی تاکید کرو۔ اب تو یہ حال ہے کہ اول تو پڑھانے کا شوق نہیں اور اگر ہے تو انگریزی کا کہ میرا بیٹا تحصیلدار ہو گا۔ ڈپٹی ہوگا۔ چاہے قیامت میں دوزخ میں جائے اور ماں باپ کو بھی ساتھ لے جائے۔ یاد رکھو کہ سب سے مقدم دین کا علم ہے یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

---

[1] وعظ میں ان کو بہت بڑا کمال تھا اور بیس ہزار کافر ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے

(۷۲) امام ربیعۃ الرائےؒ کی والدہ: یہ بھی بڑے عالم ہوئے ہیں امام مالک اور حسن بصری جو آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں وہ دونوں ان ہی کے شاگرد ہیں۔ ان کے والد کا نام فروخ ہے۔ بنی امیہ کی بادشاہی کے زمانہ میں وہ فوج میں نوکر تھے۔ بادشاہی حکم سے وہ بہت سی لڑائیوں پر بھیجے گئے تھے اس وقت یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے ان کو ستائیس برس اس سفر میں لگ گئے۔ یہ پیچھے ہی پیدا ہوئے اور پیچھے ہی اتنے بڑے عالم ہوئے چلتے وقت ان کے والد نے اپنی بی بی کو تیس ہزار اشرفیاں دی تھیں۔ اس عالی ہمت بی بی نے سب اشرفیاں ان کے پڑھانے لکھانے میں خرچ کر دیں۔ جب ان کے باپ ستائیس برس پیچھے لوٹ کر آئے تو بی بی سے اشرفیوں کو پوچھا انہوں نے کہا سب حفاظت سے رکھیں ہیں۔ اس عرصہ میں حضرت ربیعہ مسجد میں جا کر حدیث سنانے میں مشغول ہوئے۔ فروخ نے جو یہ تماشا اپنی آنکھ سے دیکھا کہ میرا بیٹا ایک جہان کا پیشوا ہو رہا ہے مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے جب گھر لوٹ کر آئے بی بی نے پوچھا بتلاؤ تیس ہزار اشرفیاں زیادہ اچھی ہیں یا یہ نعمت وہ بولے اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے جب انہوں نے کہا کہ میں نے وہ اشرفیاں اسی نعمت کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں۔ انہوں نے نہایت خوش ہو کر کہا کہ خدا کی قسم تو نے اشرفیاں ضائع نہیں کیں۔ فائدہ:۔ کیسی بیبیاں تھیں علم دین کی کیسی قدر جانتی تھیں کہ تیس ہزار اشرفیاں اپنے بیٹے کے علم حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں۔ بیبیو تم بھی خرچ کی پروا مت کرو جس طرح ہو اولاد کو علم دین حاصل کرانا۔

(۷۳) امام بخاری کی والدہ اور بہن: امام بخاری کے برابر حدیث کا کوئی عالم نہیں ہوا۔ ان کی عمر چودہ سال کی تھی۔ جب انہوں نے علم حاصل کرنے کا سفر کیا تو ان کی والدہ اور بہن خرچ کی ذمہ دار تھیں۔ فائدہ:۔ بھلا ماں تو ویسے بھی خرچ دیا کرتی ہے مگر بہن جس کا رشتہ ذمہ داری کا نہیں ہے ان کو کیا غرض تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بیبیوں میں علم دین کا نام لیا اور یہ اپنا مال و متاع قربان کرنے کو تیار ہو گئیں۔ بیبیو تم کو بھی ایسا ہی ہونا چاہئے۔

(۷۴) قاضی زادہ رومی کی بہن: یہ ایک بڑے مشہور فاضل ہیں۔ جب یہ روم کے استادوں سے علم حاصل کر چکے تو ان کو باہر کے عالموں سے علم حاصل کرنے کا شوق ہوا۔ اور چپکے چپکے سفر کا سامان کرنا شروع کیا۔ ان کی بہن کو معلوم ہوا تو اپنا بہت سا زیور اپنے بھائی کے سامان میں چھپا کر رکھ دیا اور خود ان سے بھی نہیں کہا۔ فائدہ:۔ کیسی اچھی بیبیاں تھیں۔ نام سے کوئی غرض نہ تھی یوں چاہتی تھیں کہ کس طرح علم قائم رہے۔ بیبیو علم کے قائم رکھنے میں مدد کرنا بڑا ثواب ہے جو دین کے مدرسہ میں جس قدر آسانی سے مدد ممکن ہو ضرور خیال رکھو۔ حضرت محمد ﷺ کے زمانہ کی بیبیوں کے بعد ان دس عورتوں کے قصے بیان ہوئے جن کو علم حاصل کرنے کا شوق تھا اب ان بیبیوں کا حال لکھا جاتا ہے جن کا دل فقیری کی طرف تھا۔

(۷۵) حضرت معاذہ عدویہؒ کا ذکر: ان کا عجب حال تھا جب دن آتا کہتیں شاید یہ وہ دن ہے جس میں میں مر جاؤں اور شام تک نہ سوتیں کہ کہیں موت کے وقت خدا کی یاد سے غافل نہ مروں اسی

طرح جب رات آتی تو صبح تک نہ سوتیں اور یہ ہی بات کہتیں۔ اگر نیند کا زور ہوتا تو گھر میں دوڑی دوڑی پھرتیں اور نفس کو کہتیں کہ نیند کے وقت آگے آتا ہے مطلب یہ تھا کہ مرکر پھر قیامت تک سوئیو۔ رات دن میں چھ سونفلیں پڑھا کرتیں۔ کبھی آسمان کی طرف نہ نگاہ اٹھاتیں جب سے ان کے شوہر مر گئے پھر بستر پر نہیں لیٹیں۔ یہ حضرت عائشہ ؓ سے ملی ہیں اوران سے حدیثیں سنی ہیں۔ فائدہ:۔ بیبیو خدا کی محبت اور یاد ایسی ہوتی ہے ذرا آنکھیں کھولو۔

(۷۷) حضرت رابعہ ؒ عدویہ کا ذکر: یہ بہت رویا کرتیں۔ اگر دوزخ کا ذکر سن لیتی تھیں تو غش آ جاتا کوئی کچھ دیتا تو پھیر دیتیں اور کہہ دیتیں کہ مجھ کو دنیا نہیں چاہئے۔[1] اسی برس کی عمر میں یہ حال ہو گیا تھا کہ چلنے میں معلوم ہوتا تھا کہ اب گریں۔ کفن ہمیشہ اپنے سامنے رکھتیں۔ سجدے کی جگہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی اوران کی عجیب وغریب باتیں مشہور ہیں اوران کو رابعہ بصریہ بھی کہتے ہیں۔ فائدہ:۔ بیبیو کچھ تو خدا کا خوف اور موت کی یاد تم بھی اپنے دل میں پیدا کرو۔ دیکھو آخر یہ بھی تو عورت ہی تھیں۔

(۷۸) حضرت ماجدہ قرشیہ ؒ کا ذکر: یہ کہا کرتیں کہ جو قدم رکھتی ہوں یہ سمجھتی ہوں بس اس کے بعد موت ہے اور فرمایا کرتیں تعجب ہے دنیا کے رہنے والوں کو کوچ کی خبر دیدی گئی ہے اور پھر ایسے غافل ہیں جیسے کسی نے کوچ کی خبر سنی ہی نہیں یہیں رہیں گے اور فرماتیں کوئی نعمت جنت کی اور خدا تعالیٰ کی رضامندی کی بے محنت نہیں ملتی۔ فائدہ:۔ بیبیو کیسے کام کی نصیحتیں ہیں اپنے دل پر ان کو جماؤ اور برتو۔

(۷۹) حضرت عائشہ ؒ بن جعفر صادق کا ذکر: ان کا مرتبہ نازکا تھا یہ یوں کہا کرتی تھیں کہ اگر مجھ کو دوزخ میں ڈالا میں سب سے کہہ دوں گی کہ میں اللہ کو ایک مانتی تھی پھر مجھ کو عذاب دیا۔ ۱۴۵ھ میں انتقال ہوا اور باب قرافہ مصر میں مزار ہے۔ فائدہ:۔ بیبیو یہ مرتبہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے اور جن کو ہوا ہے پوری تابعداری کی برکت سے ہوا ہے اس کو اختیار کرو اور یاد رکھو کہ اللہ کو ایک ماننا پورا پورا یہ ہے کہ نہ اور کسی کو پوجے نہ کسی سے امید رکھے نہ کسی سے ڈرے نہ کسی کو خوش کرنے کا خیال ہو نہ کسی کے ناراض ہونے کی پروا ہو۔ کوئی اچھا کہے خوش نہ ہو کوئی برا کہے غم نہ کرے کوئی ستاوے تو اس پر نگاہ نہ کرے یوں سمجھے کہ اللہ کو یوں ہی منظور تھا میں بندہ ہوں۔ ہر حال میں راضی رہنا چاہئے تو جو شخص اس طرح خدا کو ایک مانے گا اس کو دوزخ سے کیا علاقہ یہ مطلب تھا ان بی بی کا گویا اللہ کا اس طرح ایک ماننے کی برکت اور بزرگی بیان کرتی تھیں۔

(۸۰) رباح قیسی کی بی بی کا ذکر: یہ ساری رات عبادت کرتیں۔ جب ایک پہر رات گزر جاتی تو شوہر سے کہتیں کہ اٹھو اگر وہ نہ اٹھتے تو پھر تھوڑی دیر کے بعد ان کو اٹھاتیں۔ پھر آخر شب میں کہتیں اے رباح اٹھو رات گزرتی ہے اور تم سوتے ہو۔ کبھی زمین سے تنکا اٹھا کر کہتیں کہ خدا کی قسم دنیا میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے قدر ہے۔ عشاء کی نماز پڑھ کر زینت کے کپڑے پہن کر خاوند سے پوچھتیں کہ تم کو کچھ خواہش

[1] کسی دینی مصلحت سے ہدیہ کے واپس کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

ہے اگر وہ انکار کر دیتے تو وہ کپڑے اتار کر رکھ دیتیں اور صبح تک نفلوں میں مشغول رہتیں۔ فائدہ:۔ بیبیو تم نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی کیسی عبادت کرتی تھیں اور ساتھ ساتھ خاوند کا کتنا حق ادا کرتی تھیں اور خاوند کو دین کی رغبت بھی دیتی تھیں۔ یہ ساری باتیں کرنے کی ہیں۔

(۸۱) حضرت فاطمہ ؒ نیشاپوری کا ذکر: ایک بزرگ ہیں بڑے کامل ذوالنون مصری ؒ وہ فرماتے ہیں کہ ان بی بی سے مجھ کو فیض ہوا ہے وہ فرمایا کرتیں جو شخص ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دھیان نہیں رکھتا وہ گناہ کے ہر میدان میں جا گرتا ہے جو منہ میں آیا بک ڈالتا ہے اور جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھتا ہے وہ فضول باتوں سے گونگا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ سے شرم وحیا کرنے لگتا ہے۔ اور حضرت ابویزید ؒ کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ ؒ کے برابر کوئی عورت نہیں دیکھی ان کو جس جگہ کی جو خبر دی وہ ان کو پہلے ہی معلوم ہو جاتی تھی۔ عمرہ کے راستہ میں [1] مکہ معظمہ میں ۲۲۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ فائدہ:۔ دیکھو دھیان رکھنے کی کیا اچھی بات کہی اگر اسی کو نباہ لو تو سارے گناہوں سے بچ جاؤ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان بی بی کو کشف ہوتا تھا۔ اگر چہ یہ کوئی بڑا رتبہ نہیں ہے لیکن اگر اچھے آدمی کو ہو تو اچھی بات ہے۔

(۸۲) حضرت رابعہ یا رابعہ شامیہ بنت اسماعیل کا ذکر: یہ ساری رات عبادت کرتیں اور ہمیشہ روزہ رکھتیں اور فرماتیں کہ جب اذان سنتی ہوں قیامت کے دن پکارنے والا فرشتہ یاد آجاتا ہے اور جب گرمی کو دیکھتی ہوں تو قیامت کے دن کی گرمی یاد آجاتی ہے اور ان کے خاوند بھی بڑے بزرگ ہیں ابن الحواری [2] یہ ان سے کہتیں مجھ کو تمہارے ساتھ بھائیوں کی سی محبت ہے مطلب یہ کہ میرے نفس کو خواہش نہیں ہے اور فرماتیں کہ جب کوئی عبادت میں لگ جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کی اس کو خبر دیتے ہیں اور جب اس کو اپنے عیبوں کی خبر ہو جاتی ہے پھر وہ دوسروں کے عیبوں کو نہیں دیکھتا اور فرماتیں کہ میں جنات کو آتے جاتے دیکھتی ہوں اور مجھ کو حوریں نظر آتی ہیں۔ فائدہ:۔ بیبیو عبادت اس کو کہتے ہیں اور دیکھو تم جو دوسروں کے عیبوں کا ہر وقت دھندا رکھتی ہو اس کا کیا اچھا علاج بتلایا کہ اپنے عیبوں کو دیکھا کرو پھر کسی کا عیب نظر ہی نہ آئیگا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کشف بھی ہوتا تھا کشف کا حال اوپر کے قصے میں آگیا ہے۔

(۸۳) حضرت اُمِّ ہارون کا ذکر: ان پر خدا کا خوف بہت غالب تھا اور بہت عبادت کرتیں۔ اور روکھی روٹی کھایا کرتیں اور فرماتیں کہ رات کے آنے سے میرا دل خوش ہوتا ہے اور جب دن ہوتا ہے تو غمگین ہوتی ہوں ساری رات جاگتیں اور تیس برس سے سر میں تیل نہیں ڈالا مگر سر کھولتیں تو بال صاف اور چکنے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ باہر نکلیں کسی شخص نے خدا جانے کس کو کہا ہوگا کہ پکڑو۔ ان کو قیامت کا دن یاد آگیا اور بے ہوش ہو کر گر گئیں۔ ایک دفعہ جنگل میں سامنے سے شیر آگیا۔ آپ نے فرمایا اگر میں تیرا رزق ہوں تو مجھ کو

---

[1] عمرہ حج کے ساتھ ہوتا ہے حج فرض اور عمرہ سنت ہے

[2] یہ بہت بڑے ولی اللہ اور حضرت حسن بصری کے شاگرد ہیں

کھالے وہ پیٹھ پھیر کر چلا گیا۔ فائدہ:۔ سبحان اللہ خدا کی یاد میں کیسی چور تھیں اور خدا سے کس قدر ڈرتی تھیں اور شیر کی بات ان کی کرامت ہے جیسا ہم نے کشف کا حال لکھا ہے وہی کرامت کا سمجھو۔ بیبیو تم بھی خدا کی یاد اور خدا کا خوف دل میں پیدا کرو۔ آخر قیامت بھی آنے والی ہے کچھ سامان کر رکھو۔

(۸۴) حضرت حبیب عجمی کی بی بی حضرت عمرہ کا ذکر: یہ ساری رات عبادت کرتیں۔ جب اخیر رات ہوتی تو خاوند سے کہتیں قافلہ آگے چل دیا۔ تم پیچھے سوتے رہ گئے۔ ایک بار ان کی آنکھ دکھنے آئی۔ کسی نے پوچھا کہنے لگیں۔ میرے دل کا درد اس سے بھی زیادہ ہے۔ فائدہ:۔ بیبیو خدا کی محبت کا ایسا درد پیدا کرو کہ سب درد اس کے سامنے ہلکے ہو جائیں۔

(۸۵) حضرت امتہ الجلیل کا ذکر: یہ بڑی عابد زاہد تھیں ایک بار کئی بزرگوں میں گفتگو ہوئی کہ ولی کیسا ہوتا ہے سب نے کہا آؤ امتہ الجلیل سے چل کر پوچھیں غرض ان سے پوچھا۔ فرمایا ولی کی کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی جس میں اس کو خدا کے سوا کوئی اور دھندا ہو۔ جو کوئی اس کو دوسرا دھندا بتلاوے وہ جھوٹا ہے۔ فائدہ:۔ کیسی شان کی بی بی تھیں کہ بزرگ مردان سے ایسی باتیں پوچھتے تھے اور انہوں نے کیسی اچھی پہچان بتلائی۔ بیبیو تم بھی اسکی فکر کرو اور اپنے سارے دھندوں سے زیادہ خدا کی یاد کا دھندا کرو۔

(۸۶) حضرت عبیدہ بنت کلاب کا ذکر: مالک ابن دینار ایک بڑے کامل بزرگ ہیں۔ یہ بی بی ان کی خدمت میں آتی جاتی تھیں۔ بعض بزرگ ان کا رتبہ رابعہ بصریہ سے زیادہ بتلاتے ہیں۔ ایک شخص کو کہتے سنا کہ آدمی پورا متقی جب ہوتا ہے کہ جب اس کے نزدیک خدا کے پاس جانا سب چیزوں سے پیارا ہو جائے۔ یہ سن کر غش کھا کر گر پڑیں۔ فائدہ:۔ خدا کے پاس جانے کا کیسا شوق تھا کہ ذکر سن کر غش آ گیا۔ اب یہ حال ہے کہ موت کا نام سننا پسند نہیں اسکی وجہ صرف دنیا کی محبت ہے کہ جانے کو جی نہیں چاہتا۔ اس کو دل سے نکالو جب خدا کے یہاں جانے کو جی چاہے گا۔

(۸۷) حضرت عفیرہ عابدہ کا ذکر: ایک روز بہت سے عابد لوگ ان کے پاس آئے اور کہا ہمارے لئے دعا کیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں اتنی گنہگار ہوں کہ اگر گناہ کرنے کی سزا میں آدمی گونگا ہو جایا کرتا تو میں بات بھی نہ کر سکتی یعنی گونگی ہو جاتی لیکن دعا کرنا سنت ہے اس لئے دعا کرتی ہوں پھر سب کیلئے دعا کی۔ فائدہ:۔ دیکھو ایسی عابد زاہد ہو کر بھی اپنے کو ایسا عاجز گنہگار سمجھتی تھیں اب یہ حال ہے ذرا دو تین تسبیحیں پڑھنے لگیں اور اپنے آپ کو بزرگ سمجھ لیا۔ خدا تعالیٰ کو بڑائی ناپسند ہے ہر حال میں اپنے کو سب سے کمتر سمجھو اور سچ بھی ہے سینکڑوں عیب ہر حالت میں بھرے رہتے ہیں پھر عبادت کے ساتھ ان کو بھی دیکھتے تو کبھی بڑائی کا خیال نہ آئے۔

(۸۸) حضرت شعوانہ کا ذکر: یہ بہت روتیں اور یوں کہتیں کہ میں چاہتی ہوں کہ اتنا روؤں کہ آنسو باقی نہ رہیں پھر خون روؤں اتنا کہ بدن بھر میں خون نہ رہے۔ ان کی خادمہ کا بیان ہے کہ جب سے

میں نے ان کو دیکھا ہے ایسا فیض ہوتا ہے کہ کبھی دنیا کی رغبت مجھ کو نہیں ہوئی اور کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھا۔ حضرت فضیل بن عیاض ؒ بڑے مشہور بزرگ ہیں وہ ان کے پاس جا کر دعا کراتے۔ فائدہ:۔ خدا کے خوف سے یا محبت سے رونا بڑی دولت ہے۔ اگر رونا نہ آئے تو رونے کی صورت ہی بنالیا کرو اللہ میاں کو عاجزی پر رحم آجائے گا اور بزرگوں کے پاس بیٹھنے سے کیسا فیض ہوتا ہے جیسا ان کی خادمہ نے بیان کیا تم بھی نیک صحبت ڈھونڈا کرو اور برے آدمی سے بچا کرو۔

(۸۹) حضرت آمنہ ؒ رملیہ کا ذکر: ایک بزرگ ہیں بشیر بن حارث ؒ وہ ان کی زیارت کو آتے۔ ایک دفعہ حضرت بشیر بیمار ہو گئے۔ یہ ان کو پوچھنے گئیں احمد بن حنبل جو بہت بڑے امام ہیں وہ بھی پوچھنے آگئے۔ معلوم ہوا کہ یہ آمنہ ہیں رملیہ سے آئی ہیں۔ امام احمد نے بشیر سے کہا کہ ان سے ہمارے لئے دعا کراؤ بشیر نے دعا کیلئے کہا۔ انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ بشر اور احمد دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں ان دونوں کو پناہ دے امام احمد ؒ کہتے ہیں کہ رات کو ایک پرچہ اوپر سے گرا اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہوا تھا کہ ہم نے منظور کیا اور ہمارے یہاں اور بھی نعمتیں ہیں۔ فائدہ:۔ سبحان اللہ کیسی دعا قبول ہوئی۔ بیبیو یہ سب برکت تابعداری کی ہے جو خدا کا حکم پورا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے سوال پورا کرتے ہیں پس حکم ماننے میں کوشش کرو۔

(۹۰) حضرت منفوسہ بنت زید بن ابی الفوارس کا ذکر: جب ان کا بچہ مر جاتا اس کا سر گود میں رکھ کر کہتیں کہ تیرا مجھ سے آگے جانا اس سے بہتر ہے کہ مجھ سے پیچھے رہتا۔ مطلب[1] یہ کہ تو آگے جا کر مجھ کو بخشوائے گا اور خود بچہ ہے بخشا جائے گا اور اگر میرے پیچھے زندہ رہتا تو سینکڑوں گناہ کرتا اور خدا جانے کے بخشوانے کے قابل ہوتا یا نہ ہوتا اور فرماتیں کہ میرا صبر بہتر ہے۔ بیقراری سے اور فرماتیں کہ اگرچہ جدائی کا افسوس ہے لیکن ثواب کی اس سے زیادہ خوشی ہے۔ فائدہ:۔ بیبیو کسی کے مرنے کے وقت اگر یہی باتیں کہہ کر جی کو سمجھایا کرو تو انشاء اللہ کافی ہیں۔

(۹۱) حضرت سیدہ نفیسہ ؒ بنت حسن بن زید بن حسن بن علی ؓ کا ذکر: یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کے خاندان سے ہیں کیونکہ حضرت علی ؓ کے جو پوتے ہیں زید یہ ؒ یہ ان کی پوتی ہیں۔ ۱۴۵ھ میں مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں عبادت ہی میں اٹھان ہوا۔ امام شافعی بہت بڑے امام ہیں جب وہ مصر میں آئے تو ان کی خدمت میں آیا جایا کرتے تھے۔ فائدہ:۔ بیبیو علم اور بزرگی وہ چیز ہے کہ اتنے بڑے امام انکی خدمت میں آتے تھے تم بھی دین کا علم حاصل کرو اس پر عمل کرو تاکہ بزرگی حاصل ہو۔

(۹۲) حضرت میمونہ سوداء کا ذکر: ایک بزرگ ہیں عبدالواحد بن زید ؒ۔ ان کا بیان ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ سے دعا کی اے اللہ بہشت میں جو شخص میرا رفیق ہوگا مجھ کو اسے دکھلا دیجئے حکم ہوا تیری

---

[1] حالت موجودہ پر یہ ہی کہنا مناسب تھا اور نہ یہ بھی احتمال ہو کہ بچہ ولی ہو جاتا خود بھی بہت سا ثواب پاتا اور شفاعت بھی اعلیٰ درجہ کی کرتا مگر یقین اس کا بھی نہیں تھا فقط احتمال تھا

رفیق بہشت میں میمونہ سوداء ہے میں نے پوچھا وہ کہاں ہیں جواب ملا وہ کوفہ میں ہیں فلاں قبیلے میں۔ میں نے وہاں جا کر پوچھا لوگوں نے کہا وہ ایک دیوانی ہے بکریاں چرایا کرتی ہے میں جنگل میں پہنچا تو دیکھا کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہیں اور بھیڑیے اور بکریاں ایک جگہ ملی جلی پھر رہی ہیں جب سلام پھیرا تو فرمایا اے عبدالواحد اب جاؤ ملنے کا وعدہ بہشت میں ہے مجھ کو تعجب ہوا کہ میرا نام کیسے معلوم ہو گیا کہنے لگیں تم کو معلوم نہیں جن روحوں میں وہاں جان پہچان ہو چکی ہے ان میں الفت ہوتی ہے میں نے کہا کہ میں بھیڑیے اور بکریاں ایک جگہ دیکھتا ہوں یہ کیا بات ہے کہنے لگیں جاؤ اپنا کام کرو میں نے اپنا معاملہ حق تعالیٰ سے درست کر لیا اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیڑیوں کے ساتھ درست کر دیا۔ فائدہ:۔ ان بی بی کے کشف وکرامات دونوں اس سے معلوم ہوتے ہیں یہ سب برکت پوری تابعداری بجالانے کی ہے۔ بیبیو خدا کی تابعداری میں مستعد ہو جاؤ۔

(۹۳) حضرت ریحانہ مجنونانہؒ کا ذکر: ابوالربیعؒ ایک بزرگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں اور محمد بن المنکدرؒ اور ثابت بنانیؒ کہ یہ دونوں بھی بزرگ ہیں ایک دفعہ سب کے سب ریحانہ کے گھر مہمان ہوئے وہ آدھی رات سے پہلے اٹھیں اور کہنے لگیں کہ چاہنے والی اپنے پیارے کی طرف جاتی ہے اور دل کا خوشی سے یہ حال ہے کہ نکلا جاتا ہے جب آدھی رات ہوئی کہنے لگیں ایسی چیز سے جی لگانا نہ چاہئے جس کے دیکھنے سے خدا کی یاد میں فرق آئے اور رات کو عبادت میں خوب محنت کرنا چاہئے تب آدمی خدا کا دوست بنتا ہے جب رات گزر گئی تو چلائیں ہائے لٹ گئی میں نے کہا کیا ہوا کہنے لگیں رات جاتی رہی جس میں خدا سے خوب جی لگایا جاتا ہے۔ فائدہ:۔ دیکھو رات کی ان کو کیسی قدر تھی اور جس کو عبادت کا مزہ مقصود ہو گا اس کو رات کی قدر ہوگی۔ بیبیو تم بھی اپنا تھوڑا سا رات کا حصہ اپنی عبادت کیلئے مقرر کر لو اور دیکھو خدا کے سوا کسی سے جی لگانے کی کیسی برائی انہوں نے بیان کی تم بھی مال ومتاع، پوشاک، زیور، اولاد، جائیداد اور برتن مکان سے بہت جی مت لگاؤ۔

(۹۴) حضرت سری سقطیؒ کی ایک مریدنیؒ کا ذکر: ان بزرگ کے ایک مرید بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیر کی ایک مریدنی تھی ان کا لڑکا مکتب میں پڑھتا تھا۔ استاد نے کسی کام کو بھیجا وہ کہیں پانی میں جا گرا اور ڈوب کر مر گیا استاد کو خبر ہوئی اس نے حضرت سری کے پاس جا کر خبر کی آپ اٹھ کر اس مریدنی کے گھر گئے اور صبر کی نصیحت کی وہ مریدنی کہنے لگی حضرت آپ یہ صبر کا مضمون کیوں فرما رہے ہیں۔ انہوں نے کہا تیرا بیٹا ڈوب کر مر گیا۔ تعجب سے کہنے لگی میرا بیٹا۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں تیرا بیٹا کہنے لگی میرا بیٹا کبھی نہیں ڈوبا اور یہ کہہ کر اٹھ کر اس جگہ پہنچیں اور جا کر بیٹے کا نام لیکر پکارا اے ظار اس نے جواب دیا کیوں اماں اور پانی سے زندہ نکل کر چلا آیا۔ حضرت سریؒ نے حضرت جنیدؒ سے پوچھا یہ کیا بات ہے۔ انہوں نے فرمایا اس عورت کا ایک خاص مقام اور درجہ ہے کہ اس پر جو مصیبت آنے والی ہوتی ہے اس کو خبر کر دی جاتی ہے اور اس کو خبر نہیں ہوئی تھی اس لئے اس نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ فائدہ:۔ ہر ولی کو جدا درجہ ملتا ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ درجہ ایسے ولی سے بڑا ہے جس کو پہلے سے معلوم نہ ہو کہ مجھ پر کیا گزرنے والا ہے۔ اللہ

تعالیٰ کو اختیار ہے جس کے ساتھ جو برتاؤ چاہیں رکھیں مگر پھر بھی بڑی کرامت ہے اور یہ سب برکت اسکی ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کی تابعداری کرے اس میں کوشش کرنا چاہئے۔ پھر خدا تعالیٰ چاہیں تو یہی درجہ دیدیں چاہے اس سے بھی بڑھا دیں۔

(۹۵) حضرت تحفہؒ کا ذکر: حضرت سری سقطی کا بیان ہے کہ میں ایک بار شفا خانے گیا دیکھا کہ ایک لڑکی زنجیروں میں بندھی ہوئی رو رہی ہے اور محبت کے اشعار پڑھ رہی ہے میں نے وہاں کے داروغہ سے پوچھا کہنے لگا یہ پاگل ہے۔ یہ سن کر وہ اور روئی اور کہنے لگی میں پاگل نہیں ہوں عاشق ہوں۔ میں نے پوچھا کس کی عاشق ہے کہنے لگی جس نے ہم کو نعمتیں دیں جو ہمارے ہر وقت پاس ہے یعنی اللہ تعالیٰ۔ اتنے میں اس کا مالک آ گیا اور داروغہ سے پوچھا تحفہ کہاں ہے اس نے کہا اندر ہے اور حضرت سریؒ اس کے پاس ہیں اس نے میری تعظیم کی میں نے کہا مجھ سے زیادہ یہ لڑکی تعظیم [1] کے لائق ہے اور تو نے اس کا یہ حال کیوں کیا ہے کہنے لگا میری ساری دولت اس میں لگ گئی بیس ہزار روپے کی میری خرید ہے مجھ کو امید تھی کہ خوب نفع سے بیچوں گا مگر یہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے رات دن رویا کرتی ہے میں نے کہا میرے ہاتھ اس کو بیچ ڈال کہنے لگا آپ فقیر آدمی ہیں اتنا روپیہ کہاں سے دینگے میں نے گھر جا کر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر دعا کی۔ ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص نے بہت سے توڑے روپوں کے لئے کھڑا ہے میں نے کہا تو کون ہے کہنے لگا میں احمد بن المثنیٰ ہوں مجھ کو خواب میں حکم ہوا کہ آپ کے پاس روپے لاؤں۔ میں خوش ہوا اور صبح کو شفا خانہ پہنچا اتنے میں مالک بھی روتا ہوا آیا میں نے کہا رنج مت کر میں روپیہ لایا ہوں دو گنے نفع تک اگر مانگے گا دونگا کہنے لگا کہ اگر ساری دنیا بھی ملے تب بھی نہ بیچوں گا۔ میں اس کو اللہ کے واسطے آزاد کرتا ہوں میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہنے لگا خواب میں مجھ پر خفگی ہوئی ہے اور تم گواہ رہو میں نے سب مال اللہ کی راہ میں چھوڑا۔ میں نے جو دیکھا تو احمد بن المثنیٰ بھی رو رہا ہے میں نے کہا تجھ کو کیا ہوا کہنے لگا میں بھی سب مال اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں۔ میں نے کہا سبحان اللہ بی بی تحفہ کی برکت ہے کہ اتنے آدمیوں کو ہدایت ہوئی۔ تحفہؒ وہاں سے اٹھیں اور روتی ہوئی چلیں ہم بھی ساتھ چلے تھوڑی دور جا کر خدا جانے وہ کہاں چلی گئیں۔ اور ہم سب مکہ مکرمہ کو چلے احمد بن المثنیٰ کا تو راہ میں انتقال ہو گیا اور میں اور وہ مالک مکہ مکرمہ پہنچے ہم طواف کر رہے تھے کہ ایک دردناک آواز سنی پاس جا کر پوچھا کون ہے، کہنے لگیں سبحان اللہ بھول گئے میں تحفہ ہوں میں نے کہا کہو کیا ملا کہنے لگیں اپنے ساتھ میرا جی لگا دیا اوروں سے ہٹا دیا میں نے کہا احمد بن المثنیٰ کا انتقال ہو گیا کہنے لگیں اس کو بڑے بڑے درجے ملے ہیں میں نے کہا تمہارا مالک بھی آیا ہے۔ انہوں نے کچھ چپکے سے کہا دیکھتا کیا ہوں کہ مردہ ہیں۔ مالک نے جو یہ حال دیکھا بیتاب ہو گیا۔ گر پڑا ہلا کر دیکھا تو مردہ میں نے دونوں کو کفن دیکر دفن کر دیا۔ فائدہ:۔ سبحان اللہ کیسی اللہ کی عاشق تھیں۔ بیبیو حرص کر و اس قصے کو ہمارے پیر حاجی امداد اللہ صاحب

[1] دیکھو ان بزرگ نے اپنے آپ کو حقیر سمجھا اور اس لڑکی کو بزرگ کہا ایسا ہی تم بھی کیا کرو اپنے کو ہمیشہ ذلیل سمجھو

[2] تحفۃ العشاق مجموعہ کلیات امدادیہ میں شامل ہے۔

مہاجر مکی قدس سرہٗ نے اپنی کتاب تحفۃ العشاق[1] میں زیادہ تفصیل سے لکھا ہے۔

(۹۶) حضرت جویریہؒ کا ذکر: یہ ایک بادشاہ کی لونڈی تھیں اس بادشاہ نے آزاد کر دیا تھا اس کے بعد ابوعبداللہ قرابی ایک بزرگ ہیں انہوں نے انکی عبادت دیکھ کر ان سے نکاح کر لیا تھا اور عبادت کیا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ خواب میں بڑے اچھے اچھے خیمے لگے ہوئے دیکھے پوچھا یہ کس کیلئے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کیلئے ہیں جو پورا تہجد میں قرآن پڑھتے ہیں اس کے بعد رات کا سونا چھوڑ دیا اور خاوند کو جگا کر کہتیں کہ قافلے چل دیئے۔ فائدہ:۔ بیبیو خود بھی عبادت کرو اور خاوند کو بھی سمجھایا کرو۔

(۹۷) حضرت شاہ بن شجاع کرمانی کی بیٹی کا ذکر: یہ بزرگ بادشاہی چھوڑ کر فقیر ہو گئے تھے ان کی ایک بیٹی تھی ایک بادشاہ نے پیغام دیا مگر انہوں نے منظور نہیں کیا۔ ایک غریب نیک بخت لڑکے کو اچھی طرح نماز پڑھتے دیکھ کر اس سے نکاح کر دیا جب وہ رخصت ہو کر شوہر کے گھر آئیں تو ایک سوکھی روٹی گھڑے پر ڈھکی ہوئی دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے لڑکے نے کہا یہ رات بچ گئی تھی وہ روزہ کھولنے کیلئے رکھ لی۔ یہ سن کر وہ الٹے پاؤں ہٹیں لڑکے نے کہا میں پہلے ہی جانتا تھا کہ بھلا بادشاہ کی بیٹی میری غریبی پر کب راضی ہو گی وہ بولیں بادشاہ کی بیٹی غریبی سے ناراض نہیں ہے بلکہ اس سے ناراض ہے کہ تم کو خدا پر بھروسہ نہیں ہے اور مجھ کو باپ سے تعجب ہے کہ مجھ سے یوں کہا کہ ایک پارسا جوان ہے بھلا جس کو خدا پر بھروسہ نہ ہو وہ پارسا کیا۔ وہ جوان عذر کرنے لگا وہ بولیں عذر تو میں جانتی نہیں یا گھر میں میں رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی۔ اس جوان نے فوراً یہ روٹی خیرات کر دی اس وقت وہ گھر میں بیٹھیں۔ فائدہ:۔ بیبیو یہ بھی تو عورت تھیں تم کچھ تو صبر سیکھو اور مال ومتاع کی ہوس کم کرو۔

(۹۸) حضرت حاتم اصمؒ کی ایک چھوٹی سی لڑکی کا ذکر: یہ ایک بڑے بزرگ ہیں کوئی امیر چلا جا رہا تھا کہ اس کو پیاس لگی ان کا گھر راستہ میں تھا پانی مانگا اور جب پانی پی لیا تو کچھ نقد پھینک کر چلا گیا سب توکل پر گزر تھا سب خوش ہوئے اور گھر میں ان کے ایک چھوٹی سی لڑکی تھی وہ رونے لگی۔ گھر والوں سے پوچھا کہنے لگی کہ ایک ناچیز بندے نے ہمارا حال دیکھ لیا تو ہم غنی ہو گئے اور خدا تعالیٰ تو ہم کو ہر وقت دیکھتے ہیں افسوس ہم اپنا دل غنی نہیں رکھتے۔ فائدہ:۔ کیسی سمجھ کی بچی تھی افسوس ہے کہ اب بڑی بوڑھیوں کو بھی اتنی عقل نہیں کہ خدا پر نظر نہیں رکھتیں خلقت پر نگاہ کرتی ہیں کہ فلانی سے نفع ہو جائے گا، فلانا مدد کریگا۔ خدا کے واسطے دل کو ٹھیک کرو۔

(۹۹) حضرت ست الملوک کا ذکر: یہ ملک عرب کی رہنے والی ہیں ان کے زمانہ میں تمام ولی اور عالم انکی تعظیم کرتے تھے ایک بار بیت المقدس کی زیارت کو آئی تھیں اس زمانے میں وہاں ایک بزرگ تھے علی بن علبس یمانی۔ ان کا بیان ہے کہ میں اسی مسجد میں تھا میں نے دیکھا کہ آسمان سے مسجد کے گنبد تک ایک نور کا تار بندھ رہا ہے۔ میں نے جا کر دیکھا تو اس گنبد کے نیچے یہ بی بی نماز پڑھ رہی ہیں اور وہ تار ان سے ملا ہے۔ فائدہ:۔ یہ نور پرہیزگاری کا تھا دل میں تو سب پرہیزگاروں کے پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کبھی ظاہر میں بھی

دکھلا دیتے ہیں لیکن جگہ اس نور کی دل ہے۔ بیبیو پرہیز گاری اختیار کرو نیک کاموں کی پابندی کرو۔ جو چیزیں منع ہیں ان سے بچو۔

(۱۰۰) ابو عامر واعظ کی لونڈی کا ذکر: ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک لونڈی بہت ہی بے حقیقت داموں کو بکتے دیکھی جس کا رنگ تو زرد ہو گیا تھا اور پیٹ پیٹھ ایک ہو گئے تھے اور بال میل سے جم گئے تھے مجھ کو اس پر ترس آیا میں نے مول لے لیا میں نے کہا بازار جا کر رمضان کا سامان خرید لا کہنے لگی خدا کا شکر ہے میرے لئے بارہ مہینے برابر ہیں کہ دن کو ہمیشہ روزہ رکھتی ہوں اور رات کو عبادت کرتی ہوں پھر جب عید آئی تو میں نے اس کیلئے سامان خریدنے کا ارادہ کیا کہنے لگی تمہارے مزاج میں دنیا کا بڑا بکھیڑا ہے۔ پھر اپنی نماز میں لگ گئیں ایک آیت پڑھی جس میں دوزخ کا ذکر تھا۔ بس ایک چیخ مار کر گر گئیں اور مر گئیں۔ فائدہ:۔ دیکھو خدا کا خوف ایسا ہوتا ہے۔ خیر یہ حال تو اختیار سے باہر ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ گناہ سے رک جایا کریں۔ چاہے کسی طرح کا گناہ ہو ہاتھ پاؤں کا ہو یا دل کا ہو یا زبان کا ہو۔ فائدہ:۔ اس حصہ میں کل سو قصے نیک بیبیوں کے بیان ہوئے اس طرح سے کہ پہلی امتوں کی بیبیوں کے ۲۵ اور حضرت محمد ﷺ کی بیبیوں اور بیٹیوں کے ۱۵۔ اور حضرت محمد ﷺ کے زمانے کی اور بیبیوں کے ۲۵۔ اور حضرت محمد ﷺ کے زمانے کے بعد کی بیبیوں میں علم والی بیبیوں کے ۱۰۔ اور درویش بیبیوں کے ۲۵۔ یہ سب مل کر سو ہو گئے۔ کتابوں میں اور بھی بہت سے قصے ہیں مگر نصیحت ماننے والوں کیلئے اتنے ہی بہت ہیں۔

رسالہ کسوۃ النسوۃ

جزوی حصہ ہشتم صحیح اصلی بہشتی زیور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس کا اکثر حصہ عورتوں کی ترغیبات اوران ترغیبات پر عمل کرنیوالوں کے فضائل پر مشتمل ہے۔ سبب اس کے جمع کا کہ اسی سے غایت بھی اس جمع کی معلوم ہو جائے گی یہ ہے کہ بندہ اوائل رمضان ۱۳۳۵ھ میں حسب تحریک بعض احباب مخلصین کے مقام ڈیک ریاست بھرتپور میں مہمان ہوا اتفاق سے ایک روز میزبان صاحب کے زنانے میں وعظ ہوا تو حسب ضرورت زیادہ عورتوں کی کوتاہیوں کا بیان کیا گیا۔ بعد فراغ کے ایک صالحہ بی بی کا پیغام آیا عورتوں کی برائیاں تو بہت سنی ہیں لیکن اگران میں کچھ خوبیاں یاان کے کچھ حقوق بھی ہوں تو ان کا علم ہونا بھی ضروری ہے میرے قلب میں فوراً خیال آیا کہ واقعی جس طرح ترہیبات ایک خاص طریق سے نافع ہوتی ہیں ترغیبات بھی کہ ان کے ملحقات میں سے حقوق بھی ہیں بعض اوقات ان سے زیادہ نافع ہوتی ہیں ان سے دل بڑھتا ہے جس سے اعمال صالحہ کی رغبت زیادہ ہوتی ہے اورترہیب محض سے بعض اوقات دل کمزوراور امید ضعیف ہوجاتی ہے پس فوراً قصد کرلیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ خاص ان مضامین میں ایک مستقل مجموعہ لکھوں گا اس واقعہ کو دو ماہ گزرے تھے کیونکہ اب اوائل ذیقعدہ ہے کنزل العمال میں اس کی ایک مستقل سرخی نظر پڑی اس سے وہ خیال تازہ ہوا اور مناسب معلوم ہوا کہ اسی کا ترجمہ کر دیا جائے اور اثنا تحریر میں اگر کوئی اور حدیث یاد آجائے اس کا بھی اضافہ کر دیا جائے پھر یاد آیا بہشتی زیور حصہ ہشتم میں بھی ایسی آیات واحادیث جمع کی گئی ہیں چنانچہ دیکھنے سے وہ یاد صحیح نکلی پس مناسب معلوم ہوا کہ اول ایک فصل میں بہشتی زیور کا مضمون بعینہٖ پورا لیکر پھر دوسری فصل میں کنز العمال کی روایات مع اضافات جمع کر دی جائیں اور چونکہ بہشتی زیور حصہ ہشتم کے ترغیبی مضمون مذکور کے بعد کسی قدر ترہیبی مضمون بھی ہے اورترغیب کے ساتھ کسی قدر ترہیب ہونے سے مضمون رجا کی تعدیل ہو جاتی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ تیسری فصل میں وہ ترہیبی مضمون بعینہٖ لکھ دیا جائے پس اس رسالہ میں اصل مضمون ترغیب وفضائل ہے مگر ممزوج بہ ترہیب عن الرزائل اور نام اس کا کسوۃ النسوۃ ہے یعنی عورتوں کا لباس تقویٰ واللہ الموفق۔

فصل اول صحیح اصلی بہشتی زیور کے ترغیبی مضمون میں نیک بیبیوں کی خصلت اورتعریف اور درجے قرآن اور حدیث سے

یہاں تک نیک بیبیوں کے سو قصے لکھے گئے چونکہ اصلی مقصد ان قصوں سے اچھی خصلتوں کا بتلانا ہے اس واسطے مناسب معلوم ہوا کہ تھوڑی سی

ایسی آیتوں اور حدیثوں کا خلاصہ اور ترجمہ لکھ دیا جائے جس میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے خاص کر کے نیک بیبیوں کی خصلت اور تعریف اور درجہ کا ذکر فرمایا ہے کیونکہ بیبیوں کو جب خبر ہوگی کہ ان میں تو اللہ و رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کر کے خاص ہمارا ہی بیان فرمایا ہے تو اس سے اور دل بڑھے گا اور نیک خصلتوں کا زیادہ شوق ہو جائیگا اور مشکل بات آسان ہو جائے گی۔

آیتوں کا مضمون

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو عورتیں ایسی ہیں کہ اسلام کا کام کرتی ہیں یعنی نماز اور روزے کی پابندی گناہ ثواب کے کاموں میں خیال رکھتی ہیں اور جو ایمان درست رکھتی ہیں۔ یعنی حدیث وقرآن کے خلاف کسی کی بات میں اپنا دل نہیں جماتیں اور جو عورتیں تابعداری سے رہتی ہیں یعنی شیخی نہیں کرتیں اور جو عورتیں خیرات وزکوٰۃ دیتی ہیں اور جو عورتیں روزہ رکھتی ہیں اور عورتیں اپنی عزت وآبرو کو بچاتی ہیں یعنی کسی کے سامنے ہو جانے کا اور کسی کو آواز سنانے کا اور خلاف شرع کپڑے پہننے کا اور بے ضرورت کسی سے ہنسنے بولنے کا اور بھی ہر طرح کی بے شرمی کا پرہیز رکھتی ہیں اور جو عورتیں اللہ کو بہت یاد رکھتی ہیں یعنی دل سے بھی اس کا دھیان رکھتی ہیں اور زبان سے بھی اس کا نام لیتی رہتی ہیں ایسی عورتوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو نیک بخت عورتیں ہوتی ہیں ان میں یہ باتیں ہوا کرتی ہیں کہ وہ تابعدار ہوتی ہیں اور خاوند گھر نہ بھی ہو جب بھی اپنی آبرو کا بچاؤ رکھتی ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسی بیبیاں اچھی ہیں جو شرع کے کاموں کی پابند ہوں اور ان کے عقیدے ٹھیک ہوں اور وہ تابعداری کرتی ہیں اور جہاں کوئی خلاف شرع بات ہوئی فوراً توبہ کر لیتی ہوں اور خدا تعالیٰ کی عبادت میں لگی رہتی ہوں اور روزہ رکھتی ہوں۔

حدیثوں کا مضمون

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت [1] پر اللہ کی رحمت نازل ہو کہ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھے اور اپنے خاوند کو بھی جگادے کہ وہ بھی نماز پڑھے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے [2] جو عورت کنوارپنے کی حالت میں یا حمل میں بچہ جننے کے وقت یا چلے کے دنوں میں مر جائے اس کو شہید ہی کا درجہ ملتا ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس کے تین بچے مر جائیں اور وہ ثواب سمجھ کر صبر کرے تو بہشت میں داخل ہوگی۔ ایک عورت بولی یا رسول اللہ ﷺ اور جس کے دو ہی بچے مرے ہوں، آپ نے فرمایا دو کا بھی یہی ثواب ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے ایک بچے کے مرنے کو پوچھا آپ نے اس میں بھی بڑا ثواب بتلایا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو حمل گر جائے وہ بھی اپنی ماں کو بہشت میں گھسیٹ کر لے جائے گا جبکہ ثواب سمجھ کر صبر کرے اور

---

[1] از مشکوٰۃ شریف

[2] مقصود یہ کہ یہ فضیلتیں جو کنواری عورت کی بیان کی گئی ہیں عموماً قابل تحصیل ہیں اگر بیوہ میں کہیں یہ عادتیں پائی جائیں تو وہ بھی اس اعتبار سے کنواری کے برابر ہے اور جو کوئی کنواری اتفاقاً ان خصائل سے موصوف نہ ہو تو وہ بھی شمار ہوگی۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب سے اچھا خزانہ نیک بخت عورت ہے کہ خاوند اس کے دیکھنے سے خوش ہو جائے اور جب خاوند اس کو کوئی کام اسکو بتلاوے تو حکم بجالائے اور جب خاوند گھر پر نہ ہو تو عزت آبرو تھامے بیٹھی رہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عرب کی عورتوں میں قریش کی نیک عورتیں دو باتوں میں سب سے اچھی ہوتی ہیں ایک تو بچے پر خوب شفقت کرتی ہیں دوسرے خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔ فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ عورت میں یہ خصلتیں ہونی چاہئیں۔ آج کل عورتیں خاوند کا مال بڑی بیدردی سے اڑاتی ہیں۔ اور اولاد پر جیسے کھانے پینے کی شفقت ہوتی ہے اس سے زیادہ اس کی عادتیں سنوارنے کی ہونی چاہئے۔ نہیں تو ادھوری شفقت ہوگی اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کنواری لڑکیوں سے نکاح کرو کیونکہ ان کی بول چال خاوند کیساتھ نرم ہوتی ہے اور شرم وحیا کی وجہ سے بدلحاظ اور منہ پھٹ نہیں ہوتیں اور انکو تھوڑا خرچ دیدو تو خوش ہو جاتی ہیں۔ فائدہ:۔ معلوم ہوا کہ عورتوں میں شرم ولحاظ اور قناعت اچھی خصلت ہے اور اس کا مطلب یہ نہیں کہ بیوہ سے نکاح نہ کرو بلکہ کنواری کی ایک تعریف ہے اور بعض حدیثوں میں ہمارے حضرت محمد ﷺ نے بیوہ عورت سے نکاح کرنے پر ایک صحابی کو دعا دی ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھ لیا کرے اور رمضان کے روزے رکھ لیا کرے اور اپنی آبرو کی حفاظت رکھے اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے تو ایسی عورت بہشت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ فائدہ:۔ مطلب یہ ہے کہ دین کی ضروری باتوں کی پابندی رکھے تو اور بڑی بڑی محنت کی عبادتیں کرنے کی اس کو ضرورت نہیں۔ جو درجہ ان محنت کی عبادتوں سے ملتا وہ عورت کو خاوند کی تابعداری اور اولاد کی خدمت گزاری اور گھر کے بندوبست میں مل جاتا ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس عورت کی موت ایسی حالت میں آئے کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو وہ عورت بہشت میں جائے گی اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کو چار چیزیں نصیب ہو گئیں اس کو دنیا وآخرت کی دولت مل گئی ایک تو دل ایسا کہ نعمت کا شکر ادا کرتا ہو دوسرے زبان ایسی جس سے خدا کا نام لے۔ تیسرے بدن ایسا کہ بلا ومصیبت پر صبر کرے۔ چوتھے بی بی ایسی کہ اپنی آبرو اور خاوند کے مال میں دغا فریب نہ کرے۔ فائدہ:۔ یعنی آبرو نہ کھوئے نہ مال بے مرضی خاوند کے خرچ کرے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو عورت بیوہ ہو جائے اور خاندانی بھی ہے اور مالدار بھی ہے۔ لیکن اس نے اپنے بچوں کی خدمت اور پرورش میں لگ کر اپنا رنگ میلا کر لیا یہاں تک کہ وہ بچے یا تو بڑے ہو کر الگ ہو گئے یا مر مرا گئے تو ایسی عورت بہشت میں مجھ سے ایسی نزدیک ہوگی جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔ فائدہ:۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوہ کا بیٹھا رہنا زیادہ ثواب ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو بیوہ یہ سمجھے کہ نکاح سے میرے بچے ویران ہو جائیں گے اس عورت کو بناؤ سنگار اور نفس کی خواہش سے کچھ مطلب نہ ہو تو اس کا یہ درجہ ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ فلانی عورت کثرت سے نفل نمازیں پڑھتی روزے رکھتی اور خیر خیرات کرتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف پہنچاتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جائے گی پھر اس شخص نے کہا کہ فلانی عورت نفل نمازیں اور روزے اور خیر خیرات کچھ زیادہ نہیں کرتی یونہی کچھ پنیر کے ٹکڑے دے

دلا دیتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی۔ آپ نے فرمایا کہ وہ بہشت میں جائے گی اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس کے ساتھ دو بچے تھے، ایک کو گود میں لے رکھا تھا دوسرے کی انگلی پکڑے ہوئے تھی آپ نے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ عورتیں اول پیٹ میں بچے کو رکھتی ہیں پھر جنتی ہیں پھر ان کے ساتھ کس طرح محبت اور مہربانی کرتی ہیں۔ اگر ان کا برتاؤ خاوندوں سے برا نہ ہوا کرتا تو ان میں جو نماز کی پابند ہوتیں بس بہشت ہی میں چلی جایا کرتی۔

دوسری فصل کنزل العمال کے ترغیبی مضمون میں

حدیث ۱: ۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں سے) کیا تم اس بات پر راضی نہیں (یعنی راضی ہونا چاہئے) کہ جب تم میں سے کوئی اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اور وہ شوہر اس سے راضی ہو تو اس کو ایسا ثواب ملتا ہے کہ جیسے اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے والے اور شب بیداری کرنیوالے کو اور جب اس کو دردزہ ہوتا ہے تو آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو اسکی آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) کا جو سامان مخفی رکھا گیا ہے اس کی خبر نہیں پھر جب وہ بچہ جنتی ہے تو اس کے دودھ کا ایک گھونٹ بھی نہیں نکلتا اور اس کے پستان سے ایک دفعہ بھی بچہ نہیں چوستا جس میں اس کو ہر گھونٹ اور ہر چوسنے پر ایک نیکی نہ ملتی ہو اور اگر بچہ کے سبب اس کو رات کو جاگنا پڑے تو اس کو راہ خدا میں ستر غلاموں کے آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے اے سلامت (یہ نام ہے حضرت ابراہیم کے صاحبزادہ حضور اقدس ﷺ کی کھلائی کا وہی اس حدیث کی راوی ہیں آپ ﷺ ان سے فرماتے ہیں کہ تم کو معلوم ہے کہ میری مراد اس سے کون عورتیں ہیں جو (باوجودیکہ) نیک ہیں نازپروردہ ہیں (مگر) شوہروں کی اطاعت کرنے والی ہیں اس (شوہر) کی ناقدری نہیں کرتیں۔

﴿الحسن بن سفیان طس و ابن عساکر عن سلامت حاضنته السید ابراھیم﴾ **حدیث ۲:** ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے مگر گھر کو برباد نہ کرے یعنی قدر اجازت ومقدار مناسب سے زیادہ خرچ نہ کرے تو اس عورت کو بھی ثواب ملتا ہے بہ سبب اس کے خرچ کرنے کے اور اس کے شوہر کو بھی اس کا ثواب ملتا ہے بوجہ اس کے کمانے کے اور تحویلدار کو بھی اس کی برابر ملتا ہے کسی کے سبب کسی کا اجر گھٹتا نہیں (ق عن عائشہ، ف) پس عورت یہ نہ سمجھے کہ جب کمائی مرد کی ہے تو میں ثواب کی کیا مستحق ہوں گی۔ **حدیث ۳:** ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے عورتو تمہارا جہاد حج ہے (خ۔ عن عائشہ) ف، دیکھئے ان کی بڑی رعایت ہے ان کو حج کرنے سے جس میں جہاد کی برابر دشواری بھی نہیں جہاد کا ثواب ملتا ہے جو کہ سب سے زیادہ مشکل عبادت ہے۔ **حدیث ۴:** ۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں پر نہ جہاد ہے (جب تک علی الکفایہ رہے) اور نہ جمعہ نہ جنازے کی ہمراہی (طس عن قتادۃ) پھر دیکھئے ان کو گھر بیٹھے کتنا ثواب ملتا ہے۔ **حدیث ۵:** ۔ رسول اللہ ﷺ نے جب بیبیوں کو ساتھ لیکر حج فرمایا تو ارشاد ہوا کہ بس یہ حج کر لیا پھر اس کے بعد بوریوں پر جمی بیٹھی رہنا (حسن عن ابی ہریرہ) (

ف) مطلب یہ کہ بلاضرورت شدیدہ سفر نہ کرنا۔ **حدیث ۶**:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اس عورت کو جو اپنے شوہر کے ساتھ تو لاگ اور محبت کرے اور غیر مرد سے اپنی حفاظت کرے (قر عن علی) ف) مطلب یہ ہے کہ شوہر سے محبت کرنے اور اسکی منت سماجت کرنے کو خلاف شان نہ سمجھے جیسی مغرور عورتیں ہوتی ہیں۔ **حدیث ۷**:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتیں بھی مردوں ہی کے اجزاء ہیں (حم عن عائشہ) ف) چنانچہ آدمؑ سے حضرت حواؑ کا پیدا ہونا مشہور ہے مطلب یہ کہ عورتوں کے احکام بھی مردوں کی طرح ہیں (باستثنائے احکام مخصوصہ) پس اگر ان کے فضائل وغیرہ جدا ہی نہ ہوتے تب بھی کوئی دلگیری کی بات نہیں جن اعمال پر فضائل کا مردوں سے وعدہ ہے انہی اعمال پر ان سے ہے۔ **حدیث ۸**:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تحقیق حق تعالیٰ نے عورتوں کے حصہ میں رشک کا ثواب لکھا ہے اور مردوں پر جہاد کا لکھا ہے۔ پس جو عورت ایمان اور طلب ثواب کی راہ سے رشک کی بات پر جیسے شوہر نے دوسرا نکاح کر لیا صبر کریگی اس کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے۔ **حدیث ۹**:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنے بی بی کے کاروبار کرنے سے بھی تم کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے (فر عن ابن عمر) ف) دیکھئے عورتوں کو راحت پہنچانے کا کیسا سامان شریعت نے کیا ہے کہ اس میں ثواب کا وعدہ فرمایا جس کی طمع میں ہر مسلمان اپنی بی بی کو راحت پہنچاویگا۔ **حدیث ۱۰**:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب عورتوں سے اچھی وہ عورت ہے کہ جب خاوند اسکی طرف نظر کرے تو وہ اس کو مسرور کر دے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو وہ اسکی اطاعت کرے اور اپنے جان و مال میں اس کو ناخوش کر کے اسکی کوئی مخالفت نہ کرے۔ (حم ن ک عن ابی ہریرہ)۔ **حدیث ۱۱**:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ رحمت فرمادے پاجامہ پہننے والی عورتوں پر (قط فی الافراد ک فی تاریخہ ہب عن ابی ہریرہ) ف) دیکھئے حالانکہ پائجامہ پہننا اپنی مصلحت پردہ کیلئے مثل امر طبعی کے ہے مگر اس میں بھی پیغمبر ﷺ کی دعا لے لی یہ کتنی بڑی مہربانی ہے عورتوں کے حال پر۔ **حدیث ۱۲**:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بدکار عورت کی بدکاری ہزار بدکار مردوں کی بدکاری کے برابر اور نیک کار عورت کی نیک کاری ستر اولیاء کی عبادت کے برابر ہے (ابوالشیخ عن ابن عمر) دیکھئے کتنے تھوڑے عمل پر کتنا بڑا ثواب ملا یہ رعایت نہیں عورتوں کی تو کیا ہے۔ **حدیث ۱۳**:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت کا اپنے گھر میں گھر گرہستی کا کام کرنا جہاد کرنے والوں کے رتبے کو پہنچتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ (ع عن انس) ف) کیا انتہا ہے اس عنایت کی۔ **حدیث ۱۴**:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمہاری بیبیوں میں سب سے اچھی وہ عورت ہے جو اپنی آبرو کے بارے میں پارسا ہو اپنے خاوند پر عاشق ہو (فر عن انس) ف) دیکھئے شوہر سے محبت کرنا ایک خوشی ہے نفس کی مگر اس میں بھی فضیلت اور ثواب ہے۔ **حدیث ۱۵**:۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک بیوی ہے میں جب اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتی ہے مرحبا ہو میرے سردار کو اور میرے گھر والوں کے سردار کو اور جب وہ مجھ کو رنجیدہ دیکھتی ہے تو کہتی ہے دنیا کا کیا غم کرتے ہو تمہاری آخرت کا کام تو بن رہا ہے آپ نے یہ سن کر فرمایا اس عورت کو خبر کر دو کہ وہ اللہ کے کام کرنے والوں میں سے ایک کام کرنیوالی ہے اور

اس کو جہاد کرنیوالے کا نصف ثواب ملتا ہے (الخرائطی عن عبداللہ الوضاحی) ف) دیکھئے شوہر کی معمولی آؤ بھگت میں اس کو کتنا بڑا ثواب مل گیا۔ حدیث ۱۶:۔ اسماء بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میں عورتوں کی فرستادہ آپ کے پاس آئی ہوں وہ عرض کرتی ہیں کہ مرد جمعہ اور جماعت اور عیادت مریض اور حضور جنازہ اور حج وعمرہ وحفاظت سرحد اسلامی کی بدولت ہم پر فوقیت لے گئے آپ نے فرمایا، تو واپس جا اور عورتوں کو خبر کردے کہ تمہارا اپنے شوہر کیلئے بناؤ سنگار کرنا یا حق شوہری ادا کرنا اور شوہر کی رضامندی کی جویاں رہنا اور شوہر کے موافق مرضی کا اتباع کرنا یہ سب ان اعمال کے برابر ہے (کرعن اسماء)۔ حدیث ۱۷:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت اپنی حالت حمل سے لیکر بچہ جننے اور دودھ چھڑانے تک (فضیلت اور ثواب میں) ایسی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی نگرانی کرنیوالا جس میں ہروقت جہاد کیلئے تیار رہتا ہے۔ اور اگر اس درمیان میں مرجائے تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے (طب عن ابن عمر)۔ حدیث ۱۸:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (وہی مضمون ہے جو اس فصل کی سب سے پہلی حدیث کا بس اتنا فرق ہے کہ دودھ پلانے پر یہ فرمایا) جب کوئی عورت دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ کے پلانے پر ایسا اجر ملتا ہے جیسے کسی جاندار کو زندگی دیدی پھر جب وہ دودھ چھڑاتی ہے تو فرشتہ اس کے کندھے پر (شاباشی سے) ہاتھ مارتا ہے اور کہتا ہے کہ پچھلے گناہ سب معاف ہو گئے۔ اب آگے جو کرے از سرنو کر۔ ان میں جو گناہ کا کام ہوگا وہ آئندہ لکھا جائے گا اور مراد اس سے صغیرہ گناہ ہیں مگر صغائر کا معاف ہو جانا کیا تھوڑی بات ہے۔ حدیث ۱۹:۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے بیبیو یادرکھو کہ تم میں جو نیک ہیں وہ نیک لوگوں سے پہلے جنت میں جائیں گی۔ پھر (جب شوہر جنت میں آئیں گے) تو ان عورتوں کو غسل دیکر اور خوشبو لگا کر شوہروں کے حوالے کردی جائیں گی۔ سرخ اور زرد رنگ کی سواریوں پر ان کے ساتھ ایسے بچے ہونگے جیسے بکھرے ہوئے موتی (ابوالشیخ عن ابی امامہ) ف) بیبیو اور کون سی فضیلت چاہتی ہو جنت میں مردوں سے پہلے تو پہنچ گئیں ہاں نیک بن جانا شرط ہے اور یہ کچھ مشکل نہیں۔ حدیث ۲۰:۔ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر باہر ہو اور وہ اپنی ذات میں اس کی حالت کی نگہبانی کرے ور بناؤ سنگار ترک کردے اور اپنے پاؤں کو مقید کردے اور سامان زینت کو معطل کردے اور نماز کی پابندی کھے وہ قیامت کے روز کنواری لڑکی کر کے اٹھائی جائے گی۔ پس اگر اس کا شوہر مومن ہوا تو وہ جنت میں کی بی بی ہوگی۔ اور اگر اس کا شوہر مومن نہ ہوا (مثلاً خدانخواستہ دنیا سے بے ایمان ہو کر مرا تھا) تو اللہ تعالیٰ ں کا نکاح کسی شہید سے کردینگے (ابن نزرنجویہ وسندہ حسن)۔ حدیث ۲۱:۔ ابودرداء سے روایت ہے ہوں نے کہا مجھ کو وصیت کی میرے خلیل ابوالقاسم ﷺ نے پس فرمایا کہ خرچ کیا کرو اپنی وسعت سے پنے اہلخانہ پر الخ (ابن جریر) ف) جولوگ باوجود وسعت کے بی بی کے خرچ میں تنگی کرتے ہیں وہ ذرا اس ریث کو دیکھیں۔ حدیث ۲۲:۔ مدائنی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آدمی اپنے گھر کا براہ کار نہیں بنتا جب تک کہ وہ ایسا نہ ہو جائے کہ نہ اسکی پرواہ رہے اس نے کیسا لباس پہن لیا اور نہ اس کا

خیال رہے کہ بھوک کی آگ کس چیز سے بجھائی (الدینوری) ف) جولوگ اپنی تن پروری وتن آرائی میں رہ کر گھر والوں سے بے پرواہ رہتے ہیں وہ اس سے عبرت پکڑیں، بقول سعدیؒ۔

ہرگز	راکہ	حمیت	بے آں بہیں
را	خویشتن	گزیند	آسانی تن
بختی	نیک	روئے	نخواہد دید
سختی	دبہ	بگذار	فرزند و زن

اضافات از مشکوٰۃ

حدیث ۲۳:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے حق میں میری نصیحت بھلائی کرنے کی قبول کرو اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں (الخ متفق علیہ) ف) یعنی اس سے راستی اور درستی کامل کی توقع مت رکھو۔ اس کی کج فہمی پر صبر کرو۔ دیکھئے عورتوں کی کس قدر رعایت کا حکم ہے۔
حدیث ۲۴:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ مومن مرد کو مومن عورت سے بغض نہ رکھنا چاہئے یعنی اپنی بی بی سے کیونکہ اگر اسکی ایک عادت کو ناپسند رکھے گا تو دوسری کو ضرور پسند کریگا۔ روایت کیا اس کو مسلم نے۔ (ف) یعنی یہ سوچ کر صبر کرے۔ **حدیث ۲۵**:۔ عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی بی بی کو غلام کی طرح بیدردی سے نہ مارنا چاہئے۔ اور پھر ختم دن پر جماع کرنے لگے (الخ متفق علیہ) ف) یعنی پھر مروت کیسے گوارا کرے گی۔ **حدیث ۲۶**:۔ حکیم بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم پر ہماری بی بی کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا کہ وہ حق ہے کہ جب تو کھانا کھاوے تو اس کو بھی کھلاوے اور جب تو کپڑا پہنے تو اس کو بھی پہناوے اور اس کے منہ پر مارے اور بول چال گھر ہی کے اندر رہ کر چھوڑی جائے۔ روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے۔ (ف) یعنی اگر اس سے روٹھے تو گھر سے باہر نہ جائے۔ **حدیث ۲۷**:۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب مومن ہیں۔ مگر ایمان کا کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم سب میں اچھے لوگ وہ ہیں جو اپنی بیبیوں کے ساتھ اچھے ہوں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس کو حسن صحیح کہا۔ (ف) یہ فصل ثانی کی (۲۷) حدیثیں ہیں اور فصل اول میں تیرہ تھیں یہ سب ملاکر چالیس ہوگئیں گویا یہ مجموعہ فصلیں فضائل النساء کی ایک چہل حدیث ہے۔

تیسری فصل بہشتی زیور کے ترتیبی مضمون میں عورتوں کے بعض عیبوں پر نصیحت قرآن اور حدیث سے

جب ہم نیک بیبیوں کی خصلتیں بتلا چکے تو مناسب معلوم ہوا کہ بعض عیب جو عورتوں میں پا

جاتے ہیں اوران سے نیکی میں کمی آجاتی ہے اوران عیبوں پر جواللہ اوررسول ﷺ نے خاص کرعورتوں کوتاکیدیا نصیحت فرمائی ہے ان کا خلاصہ بھی لکھ دیں تاکہ ان عیبوں سے نفرت کھا کر بچیں جس سے پوری نیکی قائم رہے۔

آیتوں کا مضمون

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جن بیبیوں میں آثار سے تم کومعلوم ہو کہ یہ کہنا نہیں مانتیں تو اول ان کونصیحت کرواوراس سے نہ مانیں توان کے پاس سونا بیٹھنا چھوڑ دو۔ اوراس پر بھی نہ مانیں توان کو مارو[1] اس کے بعد اگروہ تابعداری کرنے لگیں توان کوتکلیف دینے کیلئے بہانہ مت ڈھونڈو۔ فائدہ:۔اس سے معلوم ہوا کہ خاوند کا کہنا نہ ماننا بہت بری بات ہے اورفرمایا اللہ تعالیٰ نے چلنے میں پاؤں زور سے زمین پرمت رکھوجس میں زیوروغیرہ کی غیرمرد کوخبر ہوجائے۔ فائدہ:۔ باجے دار زیور پہننا توبالکل درست نہیں اورجس میں باجہ نہ ہو ایک دوسرے سے لگ کربج جاتا ہواس میں یہ احتیاط ہے اورسمجھو کہ جب پاؤں میں جوایک چیز ہے اسکی آواز کی اتنی احتیاط ہے توخودعورت کی آواز اوراس کے بدن کھلنے کی توکتنی تاکید ہوگی۔

حدیثوں کا مضمون

فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے عورتوں میں نے تم کودوزخ میں بہت دیکھا ہے۔ عورتوں نے پوچھا اسکی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا تم مار پھٹکار[2] سب چیزوں پر بہت ڈالا کرتی ہواورخاوند کی ناشکری بہت کرتی ہو اوراسکی دی ہوئی چیز کوبہت ناک مارتی ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک بی بی نے بخار کوبرا کہا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخار کوبرامت کہواس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ اورفرمایا رسول اللہ ﷺ نے بیان کرکے رونے والی عورت اگرتوبہ نہ کرے گی توقیامت کے روزاس حالت میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کے بدن پرکرتے کی طرح ایک روغن لپیٹا جائے گا جس میں آگ بڑی جلدی لگتی ہے اورکرتے ہی کی طرح تمام بدن میں خارش بھی ہوگی یعنی اس کودوتکلیفیں ہونگی خارش سے تمام بدن نوچ ڈالے گی اوردوزخ کی آگ لگے گی وہ الگ اورفرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے مسلمان عورتو کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کی بھیجی ہوئی چیز کوحقیر اورہلکا نہ سمجھے چاہے بکری کی کھال[3] کیوں نہ ہو۔ فائدہ:۔ بعض عورتوں میں یہ عادت بہت ہوتی ہے کہ دوسرے گھرکی آئی ہوئی چیز کوبہت ناک مارا کرتی ہیں اورطعنے دیا کرتی ہیں۔ اورفرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کوایک بلی کی وجہ سے عذاب ہوا تھا اس نے اسکوپکڑکرباندھ دیا تھا نہ توکھانے کودیا اورنہ اس کوچھوڑا یوں ہی تڑپ تڑپ کرمرگئی۔ فائدہ:۔اس طرح جانورپال کراس کے کھانے پینے کی خبر نہ لینا عذاب کی بات ہے۔ اورفرمایا رسول اللہ ﷺ نے بعض مرد

---

[1] مارنے سے تھوڑا مارنا مراد ہے

[2] یعنی کہتی ہیں فلانے پرخدا کی مار پھٹکار

[3] مقصود یہ ہے کہ تھوڑا سا بھی ہدیہ خوشی سے قبول کرلینا چاہئے کیونکہ کام کا ہے ہی اورخداتعالیٰ کی نعمت ہے اس میں مسلمان کی دلداری ہے کھری کا ذکرمبالغہ کیلئے ہے یہ غرض نہیں کہ کھری ہی ہدیہ دی جائے اوروہ قبول کی جائے خوب سمجھ لو۔

اورعورت ساٹھ برس تک خدا کی عبادت کرتے ہیں۔ پھر موت کا وقت آتا ہےتو خلاف شرع وصیت کر کے دوزخ کے قابل ہو جاتے ہیں۔ فائدہ:۔ جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے یوں کہہ مرتے ہیں کہ دیکھو میری چیز میرے نواسے کو دیجیو بھائی کو نہ دیجیو۔ یافلانی بیٹی کو فلانی چیز دوسری بیٹی سے زیادہ دیجیو یہ سب حرام ہے۔ وصیت اور میراث کے مسئلے کسی عالم سے پوچھ کر اس کے موافق عمل کرے۔ کبھی اس کے خلاف نہ کرے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوئی عورت دوسری عورت سے اس طرح نہ ملے کہ اپنے خاوند کے سامنے اس کا حال اس طرح کہنے لگے جیسے وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دفعہ آپ کی دو بیبیاں بیٹھی تھیں کہ ایک نابینا صحابی آنے لگے۔ آپ نے دونوں کو پردے میں ہو جانے کا حکم دیا۔ دونوں نے تعجب سے عرض کیا وہ تو اندھے ہیں۔ آپ نے فرمایا تم تو اندھی نہیں ہو۔ تم تو ان کو دیکھتی ہی ہو اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں کچھ تکلیف دیتی ہے تو بہشت میں جو حور اس خاوند کو ملے گی وہ کہتی ہے کہ خدا تجھے غارت کرے وہ تو تیرے پاس مہمان ہے جلد ہی تیرے پاس سے ہمارے پاس چلا آئے گا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایسی دوزخی عورتوں کو نہیں دیکھا یعنی میرے زمانے سے پیچھے ایسی عورتیں پیدا ہونگی کہ کپڑے پہنے ہونگی اور ننگی ہونگی۔ یعنی نام کو ان کے بدن پر کپڑا ہوگا۔ لیکن کپڑا باریک اس قدر ہوگا کہ تمام بدن نظر آئے گا اور اترا کر بدن کو مٹکا کر چلیں گی۔ اور بالوں کے اندر موباف یا کپڑا دیکر بالوں کو لپیٹ کر اس طرح باندھیں گی جس میں بال بہت سے معلوم ہوں جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے ایسی عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی بلکہ اسکی خوشبو بھی ان کو نصیب نہ ہوگی۔ فائدہ:۔ یعنی جب پرہیزگار بیبیاں بہشت میں جانے لگیں گی ان کو ان کے ساتھ جانا نصیب نہ ہوگا۔ پھر چاہے سزا کے بعد ایمان کی برکت سے چلی جائیں اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو عورت سونے کا زیور[1] دکھلاوے کو پہنے گی اسی سے اس کو عذاب دیا جائے گا۔ اور رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تشریف رکھتے تھے ایک آواز سنی جیسے کوئی کسی پر لعنت کر رہا ہو۔ آپ نے پوچھا یہ کیا بات ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ یہ فلانی عورت ہے کہ اپنی سواری کی اونٹنی پر لعنت کر رہی ہے۔ وہ اونٹنی چلنے میں کمی یا شوخی کرتی ہوگی اس عورت نے جھلا کر کہہ دیا ہوگا تجھے خدا کی مار جیسا کہ عورتوں کا دستور ہے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس عورت کو اس کے اسباب کو اس اونٹنی پر سے اتار دو یہ اونٹنی تو اس عورت کے نزدیک لعنت کے قابل ہے پھر اس کو کام میں کیوں لاتی ہو۔ فائدہ:۔ خوب سزا دی۔

---

[1] اور تمام زیور کا یہی حکم ہے خواہ چاندی کا ہو یا کسی چیز کا ہو اور اگر کوئی کپڑا اس نیت سے پہنے اس کا بھی یہی حکم ہے

تمام شد رسالہ کسوۃ النسوۃ

آگے بقیہ ہے بہشتی زیور حصہ ہشتم کے مضمون کا

ان دونوں مضمون یعنی تعریف اور نصیحت میں یہاں پانچ آیتیں اور پچیس[1] حدیثیں لکھی گئیں اور اس حصے کے شروع میں ہم نے اپنے پیغمبر ﷺ کی مبارک عادتیں بہت سی لکھ دی ہیں جن کی ہر وقت کے برتاؤ میں ضرورت ہے اور اس سے پہلے سات حصوں میں ہر طرح کی نیکی اور ہر طرح کی نصیحت تفصیل سے لکھ دی ہے جس کا دھیان رکھو اور عمل کرو انشاء اللہ قیامت میں بڑے بڑے درجے پاؤ گی۔ ورنہ خدا پناہ میں رکھے بری عورتوں کا برا حاصل ہوگا۔ اگر قرآن وحدیث سمجھنے کے قابل ہو جاؤ تو بہت سے قصے ایسی بد دین اور بد ذات اور بد عقیدہ اور بد عمل عورتوں کے تم کو معلوم ہونگے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا تمہارا نیکیوں میں گزرا اور ان ہی میں خاتمہ اور ان میں حشر کرے۔ آمین۔

---

[1] یعنی اصل حصے میں ورنہ رسالہ کسوۃ النسوۃ کی روایات ملا کر تو بہت حدیثیں یعنی باون ہوگی۔

تصحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ نہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بعد حمد وصلوٰۃ بندہ ناچیز کمترین غلامان اشرفی محمد مصطفیٰ بجنوری مقیم میرٹھ محلہ کرم علی عرض رسا ہے کہ احقر نے حسب الارشاد سیدی ومولائی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس اللہ سرہ، کے اس نویں حصہ بہشتی زیور میں عورتوں اور بچوں کیلئے صحت کے متعلق ضروری باتیں اور کثیر الوقوع امراض کے علاج درج کئے ہیں اور اس میں چند ضروری باتوں کا لحاظ رکھا ہے۔ (۱) ان امراض کا علاج لکھا گیا ہے جن کی تشخیص اور علاج میں چنداں لیاقت کی ضرورت نہیں معمولی پڑھی لکھی عورتیں بھی ان کو سمجھ سکتی ہیں۔ اور جن امراض کے علاج میں علمی قابلیت درکار ہے ان کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ بلکہ بہت جگہ تصریح کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے کہ اس کے علاج کی جرات نہ کریں۔ بلکہ طبیب سے علاج کرائیں۔ (۲) نسخے مجرب اور سہل الحصول لکھے گئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی رعایت رکھی گئی ہے کہ ایسی دوائیں ہوں کہ اگر تجویز میں غلطی ہو یا اور کوئی وجہ ہو تو نقصان نہ کریں۔ (۳) عبارت ایسی سہل لکھی گئی ہے کہ بہت معمولی لیاقت والا بھی بخوبی سمجھ سکے۔ (۴) اس مرتبہ نظر ثانی میں بعض نسخے اضافہ کئے ہیں جن کو ان کے موقعوں پر صفحہ کے نیچے بطور حاشیہ علیحدہ لکھا ہے تا کہ جن کے پاس پہلا طبع شدہ یہ حصہ موجود ہو وہ بھی ان نسخوں کو اس میں نقل کر سکیں۔

اطلاع:۔ مچھلی کا کانٹا گلانے کی ترکیب جو خاتمہ کے قریب درج ہے غلط ثابت ہوئی اس کی جگہ دوسری ترکیب جو بالکل صحیح ہے درج کی گئی۔

مقدمہ

اس میں تندرستی حاصل کرنے اوراس کے قائم رکھنے کی کچھ ضروری تدبیریں ہیں جن کے جاننے سے عورتیں اپنی اوراپنے بچوں کی حفاظت اوراحتیاط کرسکیں۔ تندرستی ایسی چیز ہے کہ اس سے آدمی کا دل خوش رہتا ہے تو عبادت اور نیک کام میں خوب جی لگتا ہے۔ کھانے پینے کا لطف حاصل ہوتا ہے تو دل سے خدا تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ بدن میں طاقت رہتی ہے تو اچھے کام اوردوسروں کی خدمت خوب کرسکتا ہے حق داروں کا حق اچھی طرح ادا ہوسکتا ہے اس واسطے تندرستی کی تدبیر کرنا ایسی نیت سے عبادت اور دین کا کام ہے۔ خاص کر عورتوں کوایسی باتوں کا جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ ان کے ہاتھوں میں بچے پلتے ہیں اور وہ اپنا نفع نقصان کچھ نہیں سمجھتے تو جو عورتیں ان باتوں کونہیں جانتیں ان کی بے احتیاطیوں سے بچے بیمار ہوجاتے ہیں، اگر وہ پڑھنے کے قابل ہوئے تو ان کے علم میں بھی حرج ہوتا ہے پھر یہ کہ بچوں کی بیماری میں یا خود عورتوں کی بیماری میں مردوں کو الگ پریشانی ہوتی ہے دوا دارو میں ان ہی کا روپیہ خرچ ہوتا ہے۔ غرض ہر طرح کا نقصان ہی نقصان ہے۔ اور ہمارے پیغمبر ﷺ نے بھی دوا اور پرہیز کو پسند فرمایا ہے اس واسطے تھوڑا تھوڑا بیان ایسی ضروری باتوں کا لکھ دیا ہے۔

ہوا کا بیان

(۱) پوروا ہوا جو کہ سورج نکلنے کی طرف سے آتی ہے چوٹ اور زخم کو نقصان کرتی ہے اور کمزور آدمی کو بھی سستی لاتی ہے چوٹ اور زخم والے اور مسہل میں اس سے حفاظت رکھیں دوہرا کپڑا پہن لیا کریں۔ (۲) جنوبی ہوا یعنی جو ہوا دکن کی طرف سے چلتی ہے گرم ہوتی ہے مسامات کو ڈھیلا کرتی ہے جو لوگ ابھی بیماری سے اٹھے ہیں ان کو اس ہوا سے بچنا چاہئے۔ ورنہ بیماری کے لوٹ آنے کا ڈر ہے۔ (۳) گھر میں جگہ جگہ کیچڑ نہ کرو اس سے بھی ہوا خراب ہو جاتی ہے اور یہ بھی خیال رکھو کہ پاخانہ اور غسل خانہ اور برتن دھونے کی جگہ یہ سب مقام اپنے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ سے جہاں تک ہو سکے الگ اور دور رکھو بعض عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ بچوں کو کسی جگہ پاؤں پر بٹھلا کر ہگا متا لیا۔ پھر بڑی احتیاط کی تو اس جگہ کو لیپ دیا۔ یہ بالکل بے تمیزی اور نقصان کی بات ہے اول تو اس کیلئے جگہ مقرر رکھو نہیں تو کم از کم اتنا کرو کہ کوئی برتن اس کام کیلئے علیحدہ ٹھہرا لو، اور اس کو فوراً صاف کر لیا کرو۔ (۴) کبھی کبھی گھر میں خوشبودار چیزیں سلگا دیا کرو۔ جیسے لوبان اگر (کافور) وغیرہ اور وبا کے موسم میں گندھک یا لوبان گھر کے ہر کمرے میں سلگاؤ اور کواڑ بند کر دو تا کہ اچھی طرح ان چیزوں کا اثر ہو جائے۔ [1] (۵) سوتے وقت چراغ ضرور گل کر دیا کرو خاص کر مٹی کا تیل جلتا چھوڑنے میں زیادہ نقصان ہے ہوا میں خشکی غالب ہو جاتی ہے دماغ اور آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ بعض

[1] صرف نیم کے پتوں کی دھونی بھی اچھا اثر رکھتی ہے۔

وقت موت کی نوبت آ گئی ہے۔ [1] (۶) بند مکان میں دھواں کر کے ہر گز نہ بیٹھو۔ بعض جگہ ایسا ہوا ہے کہ اس طرح تاپنے والوں کا یک لخت دم گھٹ گیا اور اتنی فرصت نہ ملی کہ کواڑ کھول کر باہر نکل آئیں وہیں مر کر رہ گئے۔ (۷) جاڑے کے دنوں میں سردی سے بچو اگر نہانے کا اتفاق ہو تو فوراً بال سکھا لو، اگر مزاج زیادہ سرد ہے تو چائے پی لو یا دو تولہ شہد اور پانچ ماشہ کلونجی چاٹ لو۔ [2] (۸) جس طرح ٹھنڈی ہوا سے بچنا ضروری ہے اسی طرح گرم ہوا یعنی لو سے بچو۔ [3] موٹا دوہرا کپڑا پہنو۔ گرمی میں آنولوں سے سر دھویا کرو۔

کھانے کا بیان

کھانا ہمیشہ بھوک سے کم کھاؤ یہ ایسی تدبیر ہے کہ اس کا خیال رکھنے سے سینکڑوں بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔ (۲) ربیع کے دنوں میں غذا کم کھاؤ کبھی کبھی روزہ رکھ لیا کرو اور ربیع کے دن وہ کہلاتے ہیں جبکہ جاڑا جاتا ہو اور گرمی آتی ہو۔ (۳) گرمی کے دنوں میں ٹھنڈی غذائیں استعمال میں رکھو جیسے کھیرا، ککڑی، ترئی وغیرہ اور اگر مناسب معلوم ہو تو کوئی دوا بھی ٹھنڈی تیار رکھو اور بچوں اور بڑوں کو ضرورت کے موافق دیتے رہو جیسے شربت نیلوفر، شربت عناب وغیرہ فالودہ بھی عمدہ چیز ہے اس سے نئے اناج کی گرمی بھی نہیں ہوتی اور صرف تخم ریحان پھانک لینا بھی یہی نفع رکھتا ہے اس موسم میں گرم وخشک غذائیں بہت کم کھاؤ جیسے ارہر کی دال آلو وغیرہ۔ (۴) خریف کے دنوں میں ایسی چیزیں کم کھاؤ جن سے سودا پیدا ہوتا ہے جیسے تیل، بیگن، گائے کا گوشت مسور وغیرہ اور خریف کے دن وہ کہلاتے ہیں جس کو برسات کہتے ہیں۔ (۵) جاڑے کے دنوں میں جس کو مقدور ہو مقوی غذائیں اور دوائیں استعمال کرے تاکہ تمام سال بہت سی آفتوں سے حفاظت رہے جیسے نیمر شت انڈا نمک سلیمانی کے ساتھ اور گاجر کا حلوا اور نیمر شت انڈا اس کو کہتے ہیں کہ اندر سے پورا جما نہ ہو ترکیب اسکی یہ ہے کہ انڈے کو ایک باریک کپڑے میں لپیٹ کر خوب کھولے پانی میں سو دفعہ غوطہ دیں یا انڈے کو کھولتے پانی میں ٹھیک تین منٹ ڈال کر نکال لیں اور تین منٹ ٹھنڈے پانی میں رکھیں اس کی صرف زردی کھانا چاہئے سفیدی عمدہ چیز نہیں ہے۔ (۶) جب تک زیادہ ضرورت نہ ہو دوا کی عادت مت ڈالو چھوٹے موٹے مرض میں غذا کے کم کر دینے سے یا بدل دینے سے کام نکال لیا کرو۔ (۷) آج کل غذا میں بہت بے ترکیبی ہو گئی ہے جس سے طرح طرح کے نقصان ہوتے ہیں اس لئے عمدہ اور خراب غذائیں لکھی جاتی ہیں۔

---

[1] بند مکان میں مٹی کا تیل ہرگز نہ جلاؤ خواہ لالٹین میں ہو یا لیمپ میں یا ڈبیہ میں اس سے پھیپھڑے خراب ہو جاتے ہیں۔

[2] سردی میں نہانے کی ایک ترکیب یہ بھی ہے کہ سر ایک دفعہ دھو کر سکھا لیا اور باقی بدن دوسرے وقت دھو لیا غسل اس طرح بھی ادا ہو جاتا ہے۔ البتہ بلا عذر ایسا کرنا خلاف سنت ہے زیادہ سردی ہو تو یہ صورت ہے کہ تولیہ یا کپڑا پاس رکھو جتنا جتنا بدن دھو لیا جائے کپڑے سے پوچھ لیا جائے لیکن بالکل خشک نہ ہونے پائے ورنہ مکروہ ہوگا جلدی جلدی غسل پورا کر لینا چاہئے

[3] لو سے بچنے کیلئے کپڑوں میں کسی جگہ یا جیب میں پیاز رکھنا بہت مفید ہے یہ لو کو اپنے اوپر کھینچ لیتا ہے اور آدمی بچ

عمدہ غذائیں یہ ہیں: انڈا نیمبرشت، کبوتر کے بچوں کا گوشت، گائے کے بچوں کا گوشت، بکری کا گوشت، مینڈھے کا گوشت، لوا، بٹیر، تیتر، مرغ، اکثر جنگلی پرندے، ہرن، نیل گائے اور دوسرے شکاروں کا گوشت، مچھلی، گیہوں کی روٹی، انگور، انجیر، انار، سیب، شلجم، پالک، خرفہ، دودھ، جلیبی، سری پائے۔ لیکن سری پائے سے خون گاڑھا پیدا ہوتا ہے۔

اور خراب غذائیں یہ ہیں: بیگن، مولی، لاہی کا ساگ یعنی سیاہ پتوں کی سرسوں کا ساگ، سینگرے جو مولی کے درخت پر لگتی ہے، بوڑھی گائے کا گوشت، بطخ کا گوشت گاجر، سکھایا ہوا گوشت، لوبیا، مسور، تیل، گڑ، ترشی اور ان غذاؤں کے خراب ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ بالکل نہ کھاویں بلکہ بیماری کی حالت میں تو بالکل نہ کھاویں اور تندرستی میں بھی اپنے مزاج وغیرہ کو دیکھ کر ذرا کم کھائیں البتہ جن کا مزاج قوی ہے اور ان کو عادت ہے ان کو کچھ نقصان نہیں۔ بعض جگہ دستور ہے کہ زچہ کو مختلف قسم کی غذائیں کہیں ماش کی دال کہیں گائے کا گوشت اور ثقیل ثقیل ترکاریاں ضرور کر کے دیتے ہیں یہ بری رسم ہے ایسے موقعوں پر احتیاط رکھنے کیلئے خراب غذاؤں کو لکھ دیا گیا ہے۔ اب تھوڑا سا بیان ان غذاؤں کی خاصیت کا بھی لکھا جاتا ہے تاکہ اچھی طرح سے معلوم ہو جائے۔ بیگن گرم خشک ہے اس میں غذائیت بہت کم ہے خون برا پیدا کرتا ہے۔ بواسیر والوں کو اور سوداوی مزاج والوں کو بہت نقصان کرتا ہے اگر اس میں گھی زیادہ ڈالا جائے اور سرکہ کے ساتھ کھایا جائے تو کچھ اصلاح یعنی درستی ہو جاتی ہے۔ مولی گرم خشک ہے اس کے پتوں میں اور زیادہ گرمی ہے سر کو اور حلق کو اور دانتوں کو زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ دیر میں ہضم ہوتی ہے لیکن اس سے دوسری غذائیں ہضم ہو جاتی ہیں بواسیر والوں کو کسی قدر فائدہ دیتی ہے مگر گرم ہے اگر اس میں سرکہ کا بھگویا ہوا زیرہ ملا دیا جائے تو اس کے نقصان کم ہو جاتے ہیں۔ تلی کیلئے مفید ہے خاص کر سرکہ میں پڑی ہوئی لاہی کا ساگ گرم ہے۔ گردہ کے مریضوں کو بہت نقصان کرتا ہے اور حمل کی حالت میں کھانے سے بچہ کے مرجانے کا ڈر ہے۔ سینگری بھی گرم ہے۔ بوڑھی گائے کا گوشت [1] گرم خشک ہے اس سے خون گاڑھا اور بری قسم کا پیدا ہوتا ہے۔ سودا زیادہ پیدا کرتا ہے۔ خارش والوں کو اور بواسیر والوں کو اور مراق اور تلی والوں کو اور سوداوی مزاج والوں کو نقصان کرتا ہے اگر پکتے میں خربوزے کا چھلکا اور کالی مرچ ڈال دی جائے تو نقصان کم ہو جاتا ہے البتہ محنتی لوگوں کو زیادہ نقصان نہیں کرتا بلکہ بکری کا گوشت سے زیادہ موٹا تازہ کرتا ہے لیکن بیماری میں احتیاط لازم ہے۔ بطخ کا گوشت گرم خشک ہے دیر میں ہضم ہوتا ہے مگر پودینہ ڈالنے سے اس کا نقصان کم ہو جاتا ہے اور دریائی بطخ کا گوشت اتنا نقصان نہیں کرتا جتنا گھریلو بطخ کا کرتا ہے۔ گاجر گرم تر ہے اور دیر میں ہضم ہوتی ہے البتہ تبخیر کو روکتی ہے اور فرحت دیتی ہے اس لئے لوگ اس کو ٹھنڈی کہتے ہیں۔ گوشت میں پکانے سے اس کے نقصان کم ہو جاتے ہیں۔ اور مربہ اس کا عمدہ چیز ہے رحم کو تقویت دیتا ہے اور حاملہ عورتیں گاجر کھانے سے زیادہ احتیاط

---

[1] یہ تاثیریں بڑی گائے کے گوشت کی ہیں اور گائے کے بچوں کا گوشت سب سے اچھا گوشت ہے جیسا کہ قانون شیخ میں تصریح ہے۔

رکھیں کیونکہ اس سے خون جاری ہو جاتا ہے۔ لوبیا گرم تر ہے دیر میں ہضم ہوتا ہے اس سے خواب پریشان نظر آتے ہیں۔ سرکہ اور دارچینی ملانے سے اس کا نقصان کم ہو جاتا ہے۔ لیکن حاملہ عورتیں ہرگز نہ کھائیں۔ مسور خشک ہے بواسیر والوں کو نقصان کرتی ہے اور جن کا معدہ ضعیف ہے اور سوداوی مزاج والوں کو نقصان کرتی ہے زیادہ گھی ڈالنے سے یا سرکہ ملا کر کھانے سے اسکی کچھ اصلاح ہو جاتی ہے۔ تیل گرم ہے سودا پیدا کرتا ہے اور سوداوی بیماری میں نقصان کرتا ہے ٹھنڈی ترکاریاں ملانے سے کچھ اصلاح ہو جاتی ہے اور تل کے آدھ سیر تیل کو جوش دیکر اس میں دو تولہ میتھی کے بیج ڈالیں اور جب میتھی جل جائے نکال کر پھینک دیں۔ پھر اس میں آدھ سیر گھی ملا کر جمالیں تو تیل کا مزہ اچھا اور گھی کا سا ہو جاتا ہے۔ اور اگر میتھی کے بیج گڑ کے پانی میں اوٹا کر مل کر چھان کر اس سے نکلے ہوئے پانی کو تیل میں ملا کر پھر اوٹائیں یہاں تک کہ پانی جل جائے تو امید ہے کہ تیل کا نقصان بھی جاتا رہے یہ ترکیب غریبوں کیلئے کام کی ہے۔ گڑ گرم ہے سودا زیادہ پیدا کرتا ہے۔ کھٹائی زیادہ کھانا پٹھوں کو نقصان کرتا ہے اور جلد بوڑھا کرتا ہے عورتیں بہت احتیاط رکھیں اور حمل میں اور زچہ ہونے کی حالت میں اور زکام میں زیادہ احتیاط لازم ہے اگر ترشی میں میٹھی چیز ملا دی جائے تو نقصان کم ہو جاتا ہے۔ (۸) بعض غذائیں ایسی ہیں کہ الگ الگ کھاؤ تو کچھ ڈر نہیں لیکن ساتھ کھانے سے نقصان ہوتا ہے یعنی جب تک ان میں سے ایک چیز معدہ میں ہو دوسری چیز نہ کھائیں اکثر مزاجوں میں تین گھنٹہ کا فاصلہ دینا کافی ہوتا ہے۔ حکیموں نے کہا ہے کہ دودھ کے ساتھ ترشی نہ کھائیں اسی طرح دودھ پی کر پان نہ کھائیں اس سے دودھ کا پانی معدہ میں الگ ہو جاتا ہے دودھ اور مچھلی ساتھ نہ کھائیں اس سے فالج اور جذام یعنی کوڑھ کا ڈر ہے۔ دودھ چاول کے ساتھ ستو نہ کھائیں چکنائی کھا کر پانی نہ پئیں۔ تیل یا گھی بے قلعی کے برتن میں نہ رکھیں۔ کسایا ہوا کھانا نہ کھاویں۔ مٹی کے برتن کا پکایا ہوا کھانا سب سے بہتر ہے۔ امرود، کھیرا، ککڑی، خربوزہ، تربوز اور دوسرے سبز میوؤں پر پانی نہ پئیں۔ انگور کے ساتھ سری پائے نہ کھائیں۔ (۹) کھانا بہت گرم نہ کھاؤ۔ گرم کھانا کھا کر ٹھنڈا پانی پینے سے دانتوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔ (۱۰) موٹا آٹا میدہ سے اچھا ہے اور لقمہ کو خوب چبانا چاہئے اور کھانا جلدی جلدی کھالینا چاہئے۔ بہت دیر میں کھانے سے ہضم میں خرابی ہوتی ہے۔ (۱۱) بہت بھوک میں نہ سوؤ اور نہ کھانا کھاتے ہی سوؤ۔ کم از کم دو گھنٹہ گزر جائیں تب سوؤ جب تک کھانا ہضم نہ ہو جائے دوبارہ نہ کھاؤ کم از کم دو گھنٹہ گزر جائیں اور طبیعت ہلکی ہلکی معلوم ہونے لگے اس وقت مضائقہ نہیں۔ فائدہ:۔ اگر کبھی قبض ہو جائے تو اس کی تدبیر ضرور کرو۔ آسان سی تدبیر تو یہ ہے کہ روٹی نہ کھاؤ ایک دو وقت صرف شوربا ذرا چکنائی کا پی لو۔ اگر اس سے دفع نہ ہو تو بازار سے نو ماشہ حب القرطم یعنی کیڑ کے بیج اور اڑھائی تولہ انجیر ولایتی منگا کر آدھ پاؤ پانی میں جوش دیکر دو تولہ شہد ملا کر پی لو اس دوا میں غذائیت بھی ہے۔ (۱۲) اگر پاخانہ معمول سے زیادہ نرم آئے تو روکنے کی تدبیر کرو اور چکنائی کم کر دو بھنا ہوا گوشت کھاؤ۔ اور اگر دست آنے لگیں یا معمولی قبض سے زیادہ قبض ہو جائے تو حکیم کو خبر کر دو۔ (۱۳) کھانا کھا کر فوراً پاخانہ میں مت جاؤ اور جو بہت تقاضا ہو تو مضائقہ نہیں۔ (۱۴) پیشاب یا پاخانہ کا جب تقاضا ہو تو ہرگز مت روکو اس

طرح سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

پانی کا بیان

(۱) سوتے سے اٹھ کر فوراً پانی نہ پیو اور نہ یک لخت ہوا میں نکلو اگر بہت ہی پیاس ہے تو عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ناک پکڑ کر پانی پیو اور ایک ایک گھونٹ کر کے پیو اور پانی پی کر ذرا دیر تک ناک پکڑے رہو سانس ناک سے مت لو اسی طرح گرمی میں چل کر فوراً پانی مت پیو۔ خاص کر جس کو لو لگی ہو وہ اگر فوراً بہت سا پانی پی لے تو اسی وقت مر جاتا ہے۔ اسی طرح نہار منہ نہ پینا چاہئے۔ یا پاخانہ سے نکل کر فوراً پانی نہ پینا چاہئے۔ (۲) جہاں تک ہو سکے پانی ایسے کنوئیں کا پیو جس پر بھرائی زیادہ ہو۔ کھارا پانی اور گرم پانی مت پیو۔ بارش کا پانی سب سے اچھا ہے مگر جس کو کھانسی یا دمہ ہو وہ نہ پیئے کسی کسی پانی میں تیل سا ملا ہوا معلوم ہوتا ہے وہ پانی بہت برا ہے۔ اگر خراب پانی کو اچھا بنانا ہو تو اس کو اتنا پکائیں کہ سیر کا تین پاؤ رہ جائے۔ پھر ٹھنڈا کر کے چھان کے پئیں۔ (۳) گھڑوں کو ہر وقت ڈھکا کرو۔ بلکہ پینے کے برتن کے منہ پر باریک کپڑا باندھ رکھو۔ تاکہ چھنا ہوا پانی پینے میں آئے۔ (۴) برف گردہ کو نقصان کرتا ہے۔ خاص کر عورتیں اس کی عادت نہ ڈالیں۔ اس سے بہتر شورہ کا چھلا ہوا پانی ہے۔ (۵) کھاتے پیتے میں ہرگز نہ ہنسو اس سے بعض وقت موت کی نوبت آ جاتی ہے۔ (سوڈا لیمن وولایتی پانی اگر پیو تو تھوڑا تھوڑا کئی سانس میں پیو۔ ایک دم پینے سے بعض وقت ایسا پھندا لگتا ہے کہ دم پر بن جاتی ہے)۔

آرام اور محنت کا بیان

(۱) نہ تو اس قدر آرام کرو کہ بدن پھول جائے سستی چھا جائے ہر وقت پلنگ پر ہی دکھلائی دو گھر کے کاروبار دوسروں پر ہی ڈال دو کیونکہ زیادہ آرام سے اپنے گھر کا بھی نقصان ہے اور بعض بیماریاں بھی لگ جاتی ہیں اور نہ اتنی محنت کرو کہ بیمار ہو جاؤ بلکہ اپنے ہاتھ پاؤں اور سارے بدن سے بیچ کی راس سے محنت کا کام ضرور لینا چاہئے اس کے طریقے یہ ہیں کہ ہر کام کو ہاتھ چلا کر پھرتی سے کرو سستی کی عادت چھوڑ دو اور گھر میں تھوڑی دیر ضرور ٹہل لیا کرو۔ دو چار مرتبہ اگر بے پردگی نہ ہو تو کوٹھے پر چڑھ اتر لیا کرو۔ اور چرخہ اور چکی کا ضرور تھوڑا بہت مشغلہ رکھو ہم یہ نہیں کہتے کہ تم اس سے پیسے کماؤ۔ اول تو اس میں بھی کوئی عیب کی بات نہیں لیکن اپنی تندرستی کا قائم رکھنا تو ضروری چیز ہے اس سے تندرستی خوب رہتی ہے دیکھو جو عورتیں محنتی ہیں کوٹتی پیستی ہیں کیسی قوی اور تازی رہتی ہیں اور جو آرام طلب ہیں ساری عمر دوا کا پیالہ منہ کو لگا رہتا ہے ایسی محنت کو ریاضت کہتے ہیں۔ کھانا کھا کر جب تک تین گھنٹہ نہ گزر جائیں اس وقت تک ریاضت نہ کرنا چاہئے اور جب ذرا ذرا پسینہ آنے لگے یا سانس زیادہ پھولنے لگے تو ریاضت موقوف کر دینا چاہئے۔ (۲) بچوں کیلئے جھولا جھولنا اچھی ریاضت ہے۔ (۳) صبح کو سویرے اٹھنے کی عادت رکھو بلکہ ہمت کر کے تہجد پڑھا کرو اس سے تندرستی خوب بنی رہتی ہے۔ (۴) دوپہر کو بے ضرورت نہ سوؤ اور اگر کچھ تکان یا نیند کا غلبہ ہو تو اور بات ہے۔ (۵)

دماغ سے بھی کچھ کام لینا ضروری ہے اگر اس سے بالکل کام نہ لیا جائے تو دماغ میں رطوبت بڑھ جاتی ہے اور ذہن کند ہو جاتا ہے اور جو حد سے زیادہ زور ڈالا جائے ہر وقت فکر اور سوچ میں رہے تو خشکی اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس واسطے انداز سے محنت لینا مناسب ہے پڑھنے پڑھانے کا شغل رکھو، قرآن شریف روز مرہ پڑھا کرو۔ کتاب دیکھا کرو باریک باتوں کو سوچا کرو نہ اتنا غصہ کرو کہ آپے سے باہر ہو جاؤ نہ ایسی بردباری کرو کہ کسی پر بالکل روک ٹوک نہ رہے نہ ایسی خوشی کرو کہ خدا کی بے نیازی اور اسکی قدرت کو بھول جاؤ کہ وہ ایک دم میں چاہیں ساری خوشی کو خاک میں ملا دیں نہ اتنا رنج کرو کہ خدا تعالیٰ کی رحمت ہی بالکل یاد نہ رہے اور اسی غم کو لیکر بیٹھ جاؤ۔ اگر کوئی زیادہ صدمہ پہنچے تو اپنی طبیعت کو دوسری طرف ہٹا دو۔ کسی کام میں لگ جاؤ۔ ان سب باتوں سے بیماری بلکہ ہلاکت کا ڈر ہے اگر کسی کو بہت خوشی کی بات سنانا ہو اور وہ دل کا کمزور ہو تو یکلخت نہ سناؤ پہلے پوچھو کہ اگر تمہارا یہ کام ہو جائے تو کیسا۔ پھر کہو کہ دیکھو ہم کوشش کر رہے ہیں شاید ہو جائے اور امید تو ہے کہ ہو جائے پھر اسی وقت یا دو چار گھنٹہ کے بعد سنا دو کہ تمہارا یہ کام ہو گیا اسی طرح غم کی خبر یک لخت نہ سناؤ کسی کو مرنے کی خبر سنانی ہو تو یوں کہو کہ فلاں شخص بیمار تھا اس کی حالت تو غیر تھی ہی اور موت سب کے واسطے ہے کبھی نہ کبھی آئے گی۔ قضائے الٰہی سے اس نے انتقال کیا۔ فائدہ:۔ بیماری کی حالت میں اور پیٹ میں جب بچہ میں جان پڑ جائے میاں کے پاس سونے سے نقصان ہوتا ہے۔

علاج کرانے میں جن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے

(۱) چھوٹی موٹی بیماری میں دوا نہ کرنا چاہئے۔ کھانے پینے چلنے پھرنے ہوا کے بدلنے سے اسکی تدبیر کر لینا چاہئے جیسے گرم ہوا سے سر میں درد ہو گیا تو سرد ہوا میں بیٹھ جائیں یا کھانا کھانے سے پیٹ میں بوجھ ہو گیا تو ایک دو وقت فاقہ کر لیں یا نیند میں کمی سے سر میں درد ہو گیا تو سو رہیں یا زیادہ سونے سے سستی ہو گئی تو کم سوئیں یا دماغ سے زیادہ کام لیا تھا اس سے خشکی ہو گئی ذرا محنت کم کر دیں اس کو آرام و فرحت دیں جب ان تدبیروں سے کام نہ چلے تو اب دوا کو اختیار کریں۔ (۲) مرض خواہ کیسا ہی سخت ہو گھبراؤ مت اس سے علاج کا انتظام خراب ہو جاتا ہے خوب استقلال اور اطمینان سے علاج کرو۔ (۳) مسہل اور قے اور فصد کی عادت نہ ڈالو۔ یعنی بلا سخت ضرورت کے ہر سال مسہل یا قے یا فصد نہ لیا کرو اگر مسہل کی عادت پڑ جائے تو اس کے چھوڑنے کی تدبیر یہ ہے کہ جب موسم مسہل کا قریب آئے غذا کم کر دو۔ ریاضت زیادہ کرو۔ کوئی ایسی دوا کھاتے رہو جس سے پاخانہ کھل کر آتا رہے جیسے ہڑ کا مربہ یا گلقند یا جوارش مصطگی وغیرہ پھر اگر مسہل کے دنوں میں طبیعت میں کچھ میلی بھی رہے تو کچھ پرواہ نہ کرو اور مسہل کو ٹال دو اس طرح سے عادت چھوٹ جائے گی۔ (۴) بدون سخت ضرورت کے بہت تیز دوائیں نہ کھائیں۔ ایسی دواؤں میں یہ خرابی ہے کہ اگر موافق نہ آئیں تو نقصان بھی پورا کرینگی۔ خاص کر کشتوں سے بہت بچو کیونکہ یہ جب نقصان کرتے ہیں تو تمام عمر روگ نہیں جاتا البتہ رانگ اور مونگے کا کشتہ بہت ہلکا ہوتا ہے اس میں چنداں خوف نہیں اور ہڑتال

اور سنکھیا اور زہریلی دواؤں کے کشتوں کے پاس نہ جاؤ اور حرام [1] اور نجس دوا نہ کھاؤ نہ لگاؤ۔ (۵) جب کوئی دوا [2] ایک مدت دراز تک کھانا ہو تو کبھی کبھی ایک دو دن کو چھوڑ دیا کرو یا اسکی جگہ اور دوا بدل دیا کرو کیونکہ جس دوا کی عادت ہو جاتی ہے اس کا اثر نہیں ہوتا۔ (۶) جب تک غذا سے کام چلے دوا کو اختیار نہ کرو مثلاً مسہل کے بعد طاقت آنے کیلئے جوان آدمی کو یخنی کافی ہے اس کو مشک وعنبر کی ضرورت نہیں البتہ بوڑھے آدمی کو یخنی قبض کرتی ہے اور اس کے ہضم کرنے کیلئے بھی طاقت چاہئے ایسے شخص کو کوئی معجون وغیرہ بنالینا بہت مناسب ہے۔ (۷) دوا کو بہت احتیاط سے ٹھیک تول کر نسخہ کے موافق بناؤ اپنی طرف سے مت گھٹاؤ، بڑھاؤ۔ (۸) دوا پہلے حکیم کو دکھلالو اگر بری ہو اس کو بدل ڈالو۔ (۹) دل جگر اور دماغ اور پھیپھڑا اور آنکھ وغیرہ جو نازک چیزیں ہیں ان کیلئے ایسی دوائیں استعمال نہ کرو جو بہت تیز ہیں یا بہت ٹھنڈی یا بہت تحلیل کرنیوالی ہیں یا زہریلی ہیں ہاں جہاں سخت ضرورت ہو لاچاری ہے مثلاً جگر پر اکاس بیل نہ رکھیں، کھانسی میں سنکھیا کا کشتہ نہ کھائیں، آنکھ میں نرا کافور نہ لگائیں بلکہ جب تک آنکھ میں باہر کی دوا سے کام چل سکے اندر دوا نہ لگائیں۔ (۱۰) علاج ہمیشہ ایسے طبیب سے کراؤ جو حکمت کا علم رکھتا ہو اور تجربہ کار بھی ہو علاج غور اور تحقیق سے کرتا ہو بے سوچے سمجھے نسخہ نہ لکھ دیتا ہو۔ مسہل دینے میں جلدی نہ کرتا ہو۔ کسی کا نام مشہور سن کر دھوکہ میں نہ آؤ۔ (۱۱) بیماری میں پرہیز کو دوا سے زیادہ ضروری سمجھو اور تندرستی میں پرہیز ہرگز نہ کرو۔ فصل کی چیزوں میں سے جس کو جی چاہے شوق سے کھاؤ مگر یہ خیال رکھو کہ پیٹ سے زیادہ نہ کھاؤ اور پیٹ میں گرانی پاؤ تو فاقہ کر دو۔ (۱۲) یوں تو ہر بیماری کا علاج ضروری ہے لیکن خاص کر ان بیماریوں کے علاج میں ہرگز غفلت مت کرو۔ اور بچوں کیلئے تو اور زیادہ خیال کرو۔ زکام کھانسی، آنکھ دکھنا، پسلی کا درد، بدہضمی، بار بار پاخانہ جانا، پیچش، آنت اترنا، حیض کی کمی یا زیادتی، بخار جو ہر وقت رہتا ہو۔ یا کھانا کھا کر ہو جاتا ہو، کسی جانور یا آدمی کا کاٹ کھانا، زہریلی دوا کھالینا، دل دھڑکنا، چکر آنا، جگہ جگہ سے بدن پھڑکنا، تمام بدن کا سن ہو جانا اور جب بھوک بہت بڑھ جائے یا بہت گھٹ جائے یا نیند بہت بڑھ جائے یا بہت گھٹ جائے یا پسینہ بہت آنے لگے یا بالکل نہ آئے اور یا کوئی بات اپنی ہمیشہ کی عادت کے خلاف پیدا ہو جائے تو سمجھو کہ بیماری آتی ہے جلدی حکیم سے خبر کر کے تدبیر کرو۔ اور غذا وغیرہ میں بے ترکیبی نہ ہونے دو۔ (۱۳) نبض دکھلانے میں ان باتوں کا خیال رکھو کہ نبض دکھلانے کے وقت پیٹ نہ بھرا ہو نہ بہت خالی ہو کہ بھوک سے بیتاب ہو۔ طبیعت پر نہ زیادہ غم ہو نہ زیادہ خوشی ہو۔ نہ سو کر اٹھنے کے بعد فوراً دکھلاوے نہ بہت جاگنے کے بعد نہ کسی محنت کا کام کرنے کے بعد نہ دور سے چل کر آنے کے بعد۔ نبض دکھانے کے وقت چارزانو ہو کر بیٹھو یا چارپائی پر یا پیڑھی پا پاؤں لٹکا کر بیٹھو۔ کسی کروٹ پر زیادہ زور دیکر مت بیٹھو نہ کوئی سا ہاتھ ٹیکو۔ تکیہ بھی نہ لگاؤ جس ہاتھ کی نبض دکھلاؤ اس میں

---

[1] اس کے مسائل طبی جوہر میں دیکھ لو

[2] دوا کو ہمیشہ ڈھانک کر اور حفاظت سے رکھو۔ بعض دواؤں پر بعض جانور عاشق ہوتے ہیں۔ وہ ان میں ضرور منہ ڈالتے ہیں۔ جیسے بلی یا لچھڑ اور مادر خویہ اور سانپ۔

کوئی چیز مت پکڑو نہ ہاتھ کو بہت سیدھا کرو نہ بہت موڑو بلکہ بازو کو پسلیوں سے ملا کر ڈھیلا چھوڑ دو، سانس بند نہ کرو، طبیب سے نہ ڈرو۔ اس سے نبض میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔ اگر لیٹ کر نبض دکھلانا ہو تو کروٹ پر مت لیٹو چت لیٹ جاؤ۔ (۱۴) قارورہ رکھنے میں ان باتوں کا خیال رکھو کہ قارورہ ایسے وقت لیا جائے کہ آدمی عادت کے موافق نیند سے اٹھا ہوا بھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ سبز ترکاری کے کھانے سے قارورہ میں سبزی آ جاتی ہے زعفران اور املتاس سے زردی آ جاتی ہے اور مہندی لگانے سے سرخی آ جاتی ہے۔ روزہ رکھنے اور نیند نہ آنے سے اور زیادہ تھکان اور بہت بھوک اور دیر تک پیشاب روکنے سے زردی یا سرخی آ جاتی ہے۔ کبھی بہت جاگنے سے قارورہ کا رنگ سفید ہو جاتا ہے بہت پانی پینے سے رنگ ہلکا ہو جاتا ہے۔ دستوں کے بعد کا قارورہ قابل اعتبار نہیں رہتا۔ غذا کھانے سے بارہ گھنٹہ بعد کا قارورہ پورے اعتبار کے قابل ہے۔ جب صبح کو قارورہ دکھلانا ہو تو رات کو بہت پیٹ بھر کر نہ کھائیں زچہ کا قارورہ قابل اعتبار نہیں۔ رات کو کئی بار پیشاب کیا تو صبح کا قارورہ قابل اعتبار نہیں۔ اگر قارورہ چھ گھنٹہ رکھا رہا ہو تو دکھانے کے قابل نہیں رہا اور بعض قارورے اس سے بھی کم میں خراب ہو جاتے ہیں غرض جب دیکھیں کہ اس کے رنگ اور بو میں فرق آ گیا تو دکھلانے کے قابل نہ رہا۔[1] (۱۵) جلدی جلدی بے ضرورت حکیموں کو نہ بدلو۔ حکیم کو خوش رکھو اس کے خلاف مت کرو۔ اگر فائدہ نہ ہو تو اس پر الزام مت دو اس کو دیکر احسان مت جتلاؤ۔ (۱۶) مریض پر سختی مت کرو اسکی سخت مزاجی کو جھیلو اس کے سامنے ایسی کوئی بات مت کرو جس سے اس کو ناامیدی ہو جائے چاہے کیسی ہی اسکی حالت خراب ہو مگر اس کی تسلی کرتے رہو۔

بعض طبی اصطلاحوں کا بیان

نسخوں میں بعض الفاظ اصطلاحی لکھے جاتے ہیں اور بعض علاجوں کے خاص خاص نام ہیں۔ ان کو مختصراً یہاں لکھا جاتا ہے

مدر بول:۔ پیشاب اترنے والی دوا	منضج:۔ وہ دوا جو مادے کو نکلنے کیلئے تیار کرے
مدر حیض:۔ حیض جاری کرنیوالی دوا	مسہل:۔ دست لانے والی دوا
(مدر لبن:۔ دودھ اتارنے والی دوا	منفت حصاۃ:۔ پتھری کو توڑنے والی دوا
مدمل:۔ زخم بھرنے والی دوا	مقیی:۔ قے لانے والی دوا
ملین:۔ بہت ہلکا مسہل	کیونکہ مسہل سے آنتوں وغیرہ کو ضرور کچھ نہ کچھ
آبزن:۔ خالی پانی میں کوئی دوا پکا کر اسمیں بیٹھنا	نقصان پہنچتا ہے فالج وغیرہ ٹھنڈے امراض
انکباب:۔ بپھارہ لینا	میں کبھی تبرید معتدل بلکہ گرم بھی ہوتی ہے

[1] قارورہ کا برتن بالکل صاف ہو اور ڈھانک کر رکھنا چاہئے مگر شیشی میں دکھایا جائے تو شیشی بالکل صاف ہو

بخور:۔ دوا سلگا کر دھونی لینا بعض وقت رحم کے اندر کسی دوا کا دھواں پہنچانا منظور ہوتا ہے	حقنہ احتقان:۔ پاخانہ کے مقام سے بذریعہ پچکاری دوا پہنچانا
اسکی ترکیب یہ ہے کہ دوا کو آگ پر ڈال کر	حمول:۔ رحم میں دوا کا رکھنا
ایک کونڈا سوراخ دار اس پر ڈھانک کر	فرزجہ:۔ اس کے بھی وہی معنی ہیں
اس سوراخ پر بیٹھ جائیں	قطور:۔ کان وغیرہ میں دوا ٹپکانا
پاشویہ:۔ دوا کے پانی سے پیروں کو دھارنا اس کی مفصل ترکیب بخار کے بیان میں مذکور ہے	لخلخہ:۔ تر چیز سنگھانا اس کی ترکیب بھی بخار کے بیان میں ہے
تبرید:۔ ٹھنڈی دوا دینا مسہل کے بعد جو دوا دی جاتی ہے اس کو تبرید اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ دوا اکثر ٹھنڈی ہوتی ہے اور مسہل کے نقصانات دور کرنے کیلئے دی جاتی ہے	نطول:۔ دھارنا اس کی ترکیب یہ ہے کہ جن دواؤں سے دھارنا ہو ان کو پانی میں پکا کر جب نیم گرم رہ جائے ایک بالشت اونچے سے دھار باندھ کر ڈالیں

تولنے کے باٹ

۸ چاول کی=ایک رتی	درہم=۳½ ماشہ	انگریزی باٹ
۸ رتی کا=ایک ماشہ	دانگ=پونے چار رتی	گرین= آدھی رتی
بارہ ماشہ کا=ایک تولہ	رطل=۳۴ تولے	ڈرام= تیس رتی
۵ تولہ کی=ایک چھٹانک	رطل= ساڑھے چار ماشہ	اونس=۸ ڈرم یا
۱۶ چھٹانک کا=ایک سیر	مثقال= ساڑھے چار	۲½ تولہ
۵ سیر کی=ایک دھڑی	ماشہ	پونڈ=۱۶ اونس یا
۴۰ سیر کا=ایک من	دام پختہ = بیس ماشہ	آدھ سیر

بعض بیماریوں کے ہلکے ہلکے علاج

ان علاجوں کے لکھنے سے یہ مطلب نہیں کہ ہر آدمی حکیم بن جائے بلکہ اتنی غرض ہے کہ ہلکی ہلکی معمولی شکایتیں اگر اپنے آپ کو یا بچوں کو ہو جائیں اور حکیم دور ہو تو ایسے وقت میں جیسے اکثر عورتوں کی عادت ہے کہ سستی کی وجہ سے نہ حکیم کو خبر کرتی ہیں اور ناواقف ہونے کی وجہ سے خود بھی کوئی تدبیر نہیں کر سکتیں آخر کو وہ مرض یونہی بڑھ جاتا ہے پھر مشکل پڑ جاتی ہے تو ایسے موقع کے واسطے عورتوں کو کچھ واقفیت ہو جائے تو ان کے

کام آئے اور دوسرے بعض بیماریوں کے پرہیز اور بعض بیماریوں سے بچنے کے طریقے معلوم ہو جائیں گے تو اپنی اور اپنے بچوں کی حفاظت کر سکیں گی۔ تیسرے بعض دواؤں کا بنانا اور حکیم کے بتلائے ہوئے علاج کے برتاؤ کا طریقہ اور مریض کی خدمت کرنا اور اس کو آرام دینے کا سلیقہ آ جائے گا اس واسطے تھوڑا تھوڑا لکھ دیا ہے۔ اور اس میں ان باتوں کا خیال رکھا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو آسان تدبیریں بتلائی ہیں اور ایسی طرح لکھا ہے کہ عورتیں اگر ذرا بھی سمجھ رکھتی ہوں تو سمجھ لیں اور بیماریاں وہی لکھی گئی ہیں جو اکثر ہوا کرتی ہیں اور دوائیں ایسی لکھی گئی ہیں جو کسی حال میں نقصان نہ کریں اور اگر کہیں قیمتی نسخہ لکھا گیا ہے تو اس کے ساتھ ہی سستا نسخہ بھی لکھ دیا ہے جو فائدہ میں قیمتی کے قریب ہے لیکن اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آئے یا مرض اچھی طرح نہ پہچانا جائے یا مرض بھاری ہو تو ہرگز دوا خود مت دو، حکیم کو خبر کرو۔ اگر دور ہو یا وہ نذرانہ چاہتا ہو یا دوا قیمتی بتلائے اور خدا تعالیٰ نے گنجائش دی ہو تو خرچ کی کچھ پروا مت کرو۔ جان سے بہتر مال نہیں ہے اور بالکل گنجائش نہ ہو تو خدا تعالیٰ سے دعا کرو ان کو بڑی قدرت ہے کچھ دوا دارو پر منحصر نہیں دوا سے ذرا نفس کو تسلی ہوتی ہے اور شفا دینے والے اور خود دوا میں اثر دینے والے وہی ہیں اگر وہ نہ چاہیں دوا سے بھی اچھا نہ ہو اور اگر چاہیں تو بے دوا بھی اچھا کر دیں۔ چنانچہ دونوں باتیں رات دن نظر آتی ہیں۔ اب بیماریوں کے نام اور ان کی دوائیں لکھی جاتی ہیں۔ اور یاد رکھو کہ تم کو جو دوا بازار سے منگوانا ہو جس طرح کتاب میں اس کا نام لکھا ہے اسی طرح خوب صاف خط سے لکھ کر یا لکھوا کر بازار بھیج دو پنساری دیدے گا۔

سر کی بیماریاں

سر کا درد:۔ یہ کئی طرح کا درد ہے ہر ایک کا علاج جدا ہے مگر یہاں ایسی دوائیں لکھی جاتی ہیں کہ کئی طرح کے سر درد میں فائدہ دیتی ہیں اور نقصان کسی طرح کا نہیں کرتیں (دوا) تین ماشہ بنفشہ تین ماشہ گل مچکن، تین ماشہ گل نیلوفر پانی میں پیس کر پیشانی پر لیپ کریں۔

دوسری دوا: تین ماشہ آڑو کی گٹھلی کی گری پانی میں پیس لیں اور تین ماشہ تخم کاہو الگ خشک پیس لیں پھر دونوں کو ملا کر پیشانی اور کنپٹی پر لیپ کر دیں بہت موثر یعنی اثر والی دوا ہے اور اگر سردی ہو تو تین ماشہ کباب چینی پیس کر اس میں اور ملا لیں۔

تیسرا نسخہ: جو ہر قسم کے درد کیلئے مفید ہے خواہ نیا ہو یا پرانا مادہ سے ہو یا بلا مادہ کے۔ رسوت خطمی کے پھول، گل سرخ، بنفشہ، صندل سرخ، صندل سفید سب تین تین ماشہ گل بابونہ ایک ماشہ پوست خشخاش ایک ماشہ، املتاس ایک تولہ ہری مکوہ کے پانی میں پیس کر لیپ کریں۔

دماغ کا ضعف ہونا: اگر مزاج گرم ہے تو خمیرہ گاؤ زبان کھاویں اور اگر مزاج سرد ہے تو خمیرہ بادام کھاویں ان دونوں خمیروں کی ترکیب سب بیماریوں کے ختم ہونے کے بعد لکھی ہوئی ہے وہاں دیکھ لو اور بھی لمبے لمبے نسخے سب اسی جگہ ساتھ ہی لکھ دیئے ہیں۔ بیچ میں جہاں ایسے نسخوں کا نام آئے گا اتنا لکھ دیا جائے

گا۔ اس کو خاتمہ میں دیکھو۔ تم خاتمہ کا یہی مطلب سمجھ جانا۔

آنکھ کی بیماریاں

آئینہ یا کوئی چمکدار چیز آفتاب کے سامنے کر کے آنکھ پر اس کا عکس ہرگز مت ڈالو اس سے کبھی دفعتاً بینائی جاتی رہتی ہے۔

(دوا): جس سے آنکھ کی بہت سی بیماریوں کی حفاظت رہے اور نگاہ کو قوت رہے۔ انار شیریں اور انار ترش کے دانے اور دانوں کے بیچ کے پردے اور گودا لیکر کچلیں اور کئی تہ کپڑے میں چھان لیں جو عرق نکلے اس کو آب انار کہتے ہیں۔ یہ عرق ڈیڑھ چھٹانک اور اس میں شہد چھٹانک بھر ملا کر مٹی یا پتھر کے برتن میں ہلکی آنچ پر پکالیں اور جھاگ اتارتے رہیں یہاں تک کہ گاڑھا ہو کر جمنے کے قریب ہو جائے پھر شیشی میں احتیاط سے رکھیں اور ایک ایک سلائی اپنے اور اپنے بچوں کی آنکھ میں لگایا کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ آنکھ کی اکثر بیماریوں سے حفاظت رہے گی اور بینائی میں ضعف نہ آئیگا۔ دوسری دوا کہ وہ بھی آنکھ کو اکثر بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ تازے آملے یعنی آنولے لیکر کچل کر پانی نچوڑ لیں اور چھان کر لوہے کے برتن میں پکائیں یہاں تک کہ گاڑھا ہو جائے پھر شیشی میں احتیاط سے رکھ لیں اور ایک ایک سلائی لگایا کریں۔ رگڑا۔ جو کہ گھانجی یعنی انجن ہاری اور پڑوال اور پلکوں کی خارش اور موٹا پن اور آنکھ کی سرخی کیلئے مفید ہے۔ سفید جست دو تولہ اور سمندر جھاگ اور کونپل نیم کی اور پھٹکری پکی اور اقلیمیائے ذہب [1] تو نو ماشہ اور لونگ ۲ ماشہ اور افیون اور چراغ کا گل پانچ پانچ ماشہ اور نیلا تھوتھا کھیل [2] کیا ہوا دو ماشہ اور رسوت ایک تولہ اور چھوٹی ہڑ ایک تولہ سب کو سرمہ کی طرح پیس کر سرسوں کے چھ تولہ خالص تیل میں ملا کر کانسی کے کٹورے میں نیم کے سونٹے سے آٹھ دن تک رگڑیں پھر ایک سوا ایک بار ٹھنڈے پانی سے دھولیں اور کسی صاف برتن میں گرد سے بچا کر رکھ لیں پڑبالوں کو اکھاڑ کر جڑوں پر لگائیں دو دفعہ کے لگانے سے نکلنے بند ہو جاتے ہیں اور گھانجی پر چالیس دن لگائیں تمام عمر نہ نکلیں اور بھی آنکھ کے بہت سے امراض کو مفید ہے۔ چراغ کا گل یہ ہے کہ روئی کو تیل میں بھگو کر جلائیں جب بجھنے کے قریب آئے ڈھانک دیں تا کہ ٹھنڈی ہو جائے۔ آنکھ دکھنے آنا یہ جو مشہور ہے کہ جب آنکھ دکھنے آئے تو تین دن تک دوا نہ کرے [3] یہ بالکل غلط ہے پہلے ہی دن سے غور سے علاج کرو۔ البتہ شروع میں کوئی تیز دوا نہ لگاؤ بلکہ اخیر میں بھی نہ لگاؤ جب تک کہ کوئی بڑا ہوشیار تجربہ کار حکیم نہ بتلاوے۔

---

[1] یہ سونے کا میل جو کھان میں نکلتا ہے اگر کھان کا نکلا ہوا نہ ملے تو سنار کے ہاں سے لے لیں

[2] اس کے کھیل کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کو پیسکر پانی میں گوندھ کر ٹکیاں بنالیں اور ایک مٹی کا برتن آگ پر رکھ کر اس پر ٹکیوں کو لوٹ پوٹ کریں یہاں تک کہ خشک ہو جائیں۔ پھر تول کر کام میں لائیں۔

[3] اور یہ بھی مشہور ہے کہ آنکھ دکھنے میں صرف میٹھا کھانا چاہئے یہ بھی محض غلط ہے میٹھا کھانا اکثر آنکھ دکھنے میں نقصان کرتا ہے خاص کر جب کہ آنکھ گرمی سے دکھنے آئی ہو ہاں آنکھ دکھنے میں مرچ بہت کم کھاویں بلکہ مناسب یہ ہے کہ کالی مرچ کھاویں اور نمک بھی کم کھاویں اور کھٹائی، اچار، تیل بالکل نہ کھاویں۔

دوا۔ اگر اول دن آنکھ دکھنے میں لگائی جائے تو مفید ہو اور کسی حال میں مضر نہ ہو یعنی نقصان نہ کرے ذرا سی رسوت گلاب میں یا مکو کے پانی میں گھس کر لیپ کریں۔ **دوسری دوا** پوٹلی کی۔ تین ماشہ پھٹکری سفید اور زیرہ سفید اور پوست کا ڈوڈا ١ اور ایک ماشہ افیون اور چار ماشہ پٹھانی لودھ اور ٦ ماشہ املی کے پتے اور اڑھائی عدد نیم کے پتے سب کو کچل کر دو تین پوٹلی بنائے اور کوری پیالی میں پانی بھر کر اس میں چھوڑے رکھے اور آنکھوں کو لگایا کرے اگر سردی کے دن ہوں تو ذرا گرم کرلے۔ **تیسری دوا**۔ آنکھ کے دکھنے کے شروع سے لیکر آخر تک لگا سکتے ہیں۔ روہوں اور چھوٹے موٹے زخم اور آنکھ کی بہت سی بیماریوں کو فائدہ مند ہے آنکھ میں بالکل نہیں لگتی چاکسو کی گری چھ ماشہ اور مصری مدبر کی ہوئی انزروت اور نشاستہ تین تین ماشہ سرمہ کی طرح پیس کر رکھ لیں اور ایک ایک سلائی یا تین تین سلائی سوتے وقت یا صبح وشام لگائیں اور اگر اس کو لگا کر اوپر سے دو پھایہ روغن گل یا گھی میں بھگو کر تھوڑی دیر ٹھنڈے گھڑے پر رکھ کر جب وہ خوب ٹھنڈے ہوجائیں پھر ان پھایوں کو آنکھوں پر رکھ کر مٹی کی دو ٹکیاں جو پانی میں گوندھ کر بنائی ہوں رکھ کر پٹی باندھ دیں تو بہت جلدی نفع ہو چاکسو کی گری نکالنے کی ترکیب ابھی موتیا بند کے بیان میں آتی ہے۔ اور انزروت اس طرح مدبر ہوتا ہے کہ انزروت کو باریک پیس کر بکری یا گائے یا بھینس کے دودھ میں گوندھ کر جھاؤ کی لکڑی پر لپیٹ کر بہت ہلکی آنچ پر سکھالیں پھر لکڑی پر سے اتار کر کام میں لاویں اور انزروت آنکھ میں کبھی بدون مدبر کئے ہوئے نہ لگاویں ورنہ نقصان دیگی۔ فائدہ جہاں بچوں کو آنکھ دکھنے کا بیان آئے گا وہاں کچھ ضروری چیزیں کھانے پینے کے متعلق لکھی ہیں بڑے آدمی بھی ان کا خیال رکھیں اور کچھ نسخے بھی اور لکھے ہیں۔

آنکھ کا باہر نکل آنا: اس کو عربی میں جحوظ العین کہتے ہیں۔ **دوا**۔[1] دو ماشہ گل خطمی تین ماشہ گل سرخ تین ماشہ صندل سرخ دو ماشہ ہلیلہ سیاہ ایک ماشہ نربسی ان سب کو ہری مکو اور ہری کاسنی کے پانی میں پیس کر نیم گرم یعنی ہلکا ہلکا سہاتا گرم کرکے لیپ کریں۔ **دوا**۔ جس کو اگر تندرستی میں لگاویں تو اکثر امراض سے حفاظت رہے اور اگر آنکھ دکھ کر اچھی ہونے کے بعد لگاویں تو ایک عرصے تک نہ دکھے اور معمولی جالے تک کو کاٹ دے اور بینائی کو نہایت تیز کرے۔ سوکھے آنولے پاؤ بھر لیکر سیر پانی میں اوٹالیں جب پاؤ بھر پانی رہ جائے ملکر چھان کر یہ پانی رکھ لیں پھر چھوٹی ہڑ بارہ عدد اور چھوٹی پیپل بارہ عدد اور کالی مرچ اڑھائی عدد کھرل میں یا سل پر ڈال کر پیسنا شروع کردیں اور وہ آنولے کا پانی ڈالتے جائیں اور یہاں تک پیسیں کہ سب پانی جذب ہو جائے پھر اس دوا کی گولیاں بنا کر رکھ لیں اور وقت ضرورت ذرا سے پانی میں گھس کر سلائی سے لگاویں۔ **موتیا بند**۔ اس کا نام عربی میں نزول الماء ہے[2] آجکل یہ مرض بہت عام ہونے لگا ہے اور اس میں آنکھ کے تل میں پانی اتر آتا ہے اور رفتہ رفتہ بینائی بالکل جاتی رہتی ہے اور گو اس کا پہچاننا مشکل ہے مگر ایسی تدبیریں لکھی جاتی ہیں کہ اگر پہچان میں غلطی بھی ہو تو نقصان نہ کرے۔

---

١ یہ کل چار دوائیں ہیں۔

٢ اس کو موفتہ بھی کہتے ہیں۔

شروع علامت: یعنی پہچان اسکی یہ ہے کہ آنکھ کے سامنے مکھی بھنگے تر مرے سے معلوم ہوتے ہوں اور چراغ کی لو صاف نہ معلوم ہو بلکہ ایسا معلوم ہو کہ لو کے آس پاس ایک بڑا سا حلقہ ہے اس وقت یہ سرمہ بنا کر لگائیں اگر موتیا بند نہ ہوگا تو آنکھ کی دوسری بیماریوں کو بھی فائدہ دیگا۔ سوا تولہ سفیدہ کاشغری اور آٹھ ماشہ ببول کا گونداور آٹھ ماشہ اقلیمیائے نقرہ [1] اور چار ماشہ سنگ راسخ اور چار ماشہ سچا سیپ اور چھ ماشہ شاونج عدسی جو پانی سے مغسول کیا گیا ہو یعنی خاص ترکیب سے دھویا گیا ہو اور وہ ترکیب ابھی بتلا دی جائے گی اور دو ماشہ سرمہ اور دو ماشہ چاندی کے ورق اور تین ماشہ چھلے ہوئے چاکسو۔ ان کے چھیلنے کی بھی ترکیب ابھی بتلا دی جائے گی اور ایک ماشہ نشاستہ ان سب کو سرمہ کی طرح پیس کر رکھ لیں اور ایک ایک سلائی صبح وشام لگایا کریں۔ یہ سرمہ آنکھ سے پانی بہنے اور ضعف بصارت کو بھی مفید ہے شاونج کے مغسول کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ شاونج کو سرمہ کی طرح باریک پیس کر بڑے سے برتن میں پانی میں ڈال دیں ایک منٹ کے بعد اوپر کا پانی علیحدہ کر لیں اس علیحدہ کئے ہوئے پانی میں جو کچھ شاونج نیچے بیٹھ جائے وہ نکال لیں یہ مغسول ہے اور اس بڑے برتن میں جو شاونج رہ گیا ہے پھر پیس کر اسی طرح دھولیں اور چاکسو کے چھیلنے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کو ڈھیلی پوٹلی میں باندھ کر نیم کے پتوں کے ساتھ جوش دیں جب خوب پھول جائیں مل کر چھلکے دور کر دیں اور اندر کا مغز لے لیں اور موتیا بند والے کو یہ گل لگانا بھی چاہئے ترکیب اسکی یہ ہے کہ چار ماشہ سفید صندل اور دو ماشہ انزروت اور چار رتی ببول کا گونداور چار رتی افیون اور چار رتی زعفران سب کو باریک پیس کر انڈے کی سفیدی میں ملا کر روپیہ کے برابر کاغذ کی دوٹکیاں تراش کر اس میں سوئی سے بہت سے سوراخ کر کے ان دونوں کاغذوں پر یہ دوا لگا کر دونوں کنپٹیوں پر چپکا دیں اور صبح وشام بدل دیا کرے [2] یہ گل لگانا بھی کسی حالت میں نقصان نہیں کرتا۔ اور رات کو ہر روز اطریفل کشنیزی ایک تولہ کھایا کریں اور کبھی چھٹے ساتویں دن ناغہ بھی کر دیا کریں تاکہ عادت نہ ہو جائے اگر موتیا بند ہوگا ان تدبیروں سے نفع ہو جائے گا اور اگر موتیا بند نہ ہو جب بھی ان میں کسی طرح کا نقصان نہیں جب آنکھ میں ذرا بھی دھند پائیں یہ تدبیر ضرور کریں اور کم سے کم تین مہینہ نباہ کر کریں جب پانی زیادہ اتر آتا ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے پھر سوائے شگاف دینے کے کوئی علاج نہیں جس کو آنکھ بنوانا کہتے ہیں بلکہ بننے کے بعد بھی آنکھ کمزور رہتی ہے۔

کان کی بیماریاں

فائدہ۔ پیٹ بھر کر کھانا کھا کر فوراً سو رہنے سے کان جلدی بہرے ہو جاتے ہیں جب تک کھانا کھانے کے بعد دو گھنٹہ نہ گزر جائیں ہرگز مت سویا کرو۔ **فائدہ۔** اگر کان میں کوئی دوا ڈالو خواہ تاثیر میں گرم ہو یا سرد ہمیشہ نیم گرم ڈالو۔ **فائدہ۔** اگر بچپن سے عادت رکھیں کہ کبھی کبھی کان میں روغن بادام تلخ پانچ پانچ بوند نیم

---

[1] یہ چاندی کا میل ہے جو کھان میں نکلتا ہے اگر کھان کا نکلا ہوا نہ ملے تو سنار کے ہاں سے چاندی کا میل لے لیں

[2] جب وضو کرنا ہو تو ان ٹکیوں کو ذرا نمی دیکر چھڑا کر وضو کر لیں اور فوراً پانی خشک کر کے پھر ان ٹکیوں کو اسی جگہ چپکا دیں

گرم ٹپکالیا کریں تو امید ہے کہ اخیر عمر تک کبھی سننے میں فرق نہ آئے۔ **دوا۔** جس[1] سے کان کا میل نکل جاتا ہے، سہاگہ کھیل کیا ہوا خوب باریک پیس کر تھوڑا سا کان میں ڈالیں اور اوپر سے کاغذی لیموں کا عرق نیم گرم پانچ چھ بوند ٹپکائیں اور جس کان میں یہ دوا ڈالیں اسی طرف کی کروٹ پر سورہیں دو تین دن میں میل بالکل صاف ہو جائے گا اور سلائی وغیرہ سے میل نکلوانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ **دوا۔** جس سے مچھر یا اور کوئی جانور جو کان میں گھس گیا ہو نکل جائے۔ تین ماشہ آڑو کے پتے یہ باغوں میں بہت ملتے ہیں اور تین ماشہ ہرے پودینے کے پتے اور تین ماشہ سقمونیہ سب کو باریک پیس کر چھان کر کان میں نیم گرم ٹپکا دیں اس سے وہ جانور مر جائیگا جس سے اس کا چلنا پھرنا کان میں معلوم نہ ہو اس وقت روغن بادام نیم گرم خوب بھر دو اور کان کے سوراخ میں روئی لگا کر کان کو جھکا کے رکھے تھوڑی دیر کے بعد روئی نکال لو اور وہ جانور بھی تیل کے ساتھ نکل آئے گا اور فقط تیل کان میں خوب بھر دینے سے بھی جانور مر جاتا ہے۔[2]

کان کا درد: خواہ کسی قسم کا ہو اس کیلئے یہ روغن مفید ہے اور کسی وقت میں نقصان دینے والا نہیں۔ اگر گھر میں ہمیشہ تیار رہے تو بہتر ہے چھ ماشہ بنفشہ اور چھ ماشہ افسنتین رومی اور تین ماشہ اسطخودوس اور چھ ماشہ گل بابونہ رات کو پاؤ بھر پانی میں بھگو دیں صبح کو اتنا جوش دیں کہ پانی آدھا رہ جائے پھر مل کر چھان کر دو تولہ روغن گل اور چھ ماشہ سرکہ ملا کر اتنا اوٹا دیں کہ پانی اور سرکہ جل کر صرف تیل رہ جائے پھر چار رتی کافور اور ایک ماشہ مصطگی رومی اور ایک ماشہ انزروت باریک پیس کر اس تیل میں ملا کر رکھ لیں جب ضرورت ہو نیم گرم کان میں ٹپکائیں۔

ناک کی بیماریاں

فائدہ۔ اگر سرسام میں نکسیر جاری ہو جائے تو اس کو بند مت کرو البتہ اگر بہت زیادہ ہو جائے تو بند کر دینا چاہئے۔ **نکسیر۔** اگر خفیف جاری ہووے تو امرود کے پتوں کا پانی نچوڑ کر ناک میں چڑھانے سے بند ہو جاتی ہے۔ **دوسری دوا۔** جسکی بہت قوی تاثیر ہے اول ٹھنڈا پانی سر پر ڈالو پھر تین ماشہ مازو اور تین ماشہ پوست انار اور تین ماشہ گل سرخ اور چھ ماشہ چھلکے اترے ہوئے مسور اور پندرہ ماشہ رسوت ان سب کو باریک پیس کر گلاب اور خرفہ کے پتوں کے پانی میں ملا کر پیشانی اور سر پر لیپ کریں مگر یہ دوا بہت بوڑھے آدمیوں کو استعمال نہ کرنا چاہئے۔ **تیسری دوا۔** جو ہر طرح کی نکسیر کو مفید ہے اور ہر عمر میں استعمال کر سکتے ہیں تین ماشہ سفید صندل اور تین ماشہ رسوت اور تین ماشہ گلنار اور چار رتی کافور۔ ان سب کو چھ تولہ گلاب میں پیس کر اس میں کپڑا بھگو کر پیشانی پر رکھیں۔

زکام اور نزلہ۔ آجکل یہ بہت ہونے لگا ہے اس کو ہلکا مرض نہ سمجھو بلکہ شروع ہوتے ہی فکر کر کے علاج اور

---

[1] یہ دوا بہت دنوں تک کان میں ڈالی جائے تو کان بہنے کو بھی مفید ہے۔

[2] جانور کے کان میں سے نکالنے کی ایک اور تدبیر ہے اگر وہ جانور زندہ ہو تو سہل تدبیر یہ ہے کہ اندھیرے میں جا کر تیز روشنی کا لیمپ یا چراغ کان کے سامنے رکھو حشرات الارض روشنی کے عاشق ہیں وہ جانور روشنی کو دیکھ کر باہر نکل آئے گا۔

پرہیز کرو یہ جومشہور ہے کہ تین دن تک دوا نہ پیو یہ بات پہلے زمانہ میں تھی اس وقت طبیعتیں قوی ہوتی تھیں اور بیماری کو خود رفع کر دیتی تھیں۔ اب طبیعتیں کمزور ہوگئی ہیں اب اس بات کے بھروسہ میں نہ رہیں زکام اگر ہمیشہ رہے دماغ کمزور ہوجاتا ہے اور اگر شروع ہوکر بند ہوجائے تو طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوجاتی ہیں یہاں تک کہ کبھی جنون ہوجاتا ہے جس طرح کا زکام ہو فوراً حکیم سے کہہ کر اس کا علاج کرنا چاہئے اور غذا زکام میں مونگ کی دال رکھو چکنائی اور مٹھائی اور دودھ دہی اور ترشی سے پرہیز لازم سمجھو اور شروع زکام میں سر پر تیل نہ ملو اخیر میں مضائقہ نہیں اور شروع زکام میں چھینک لینے کیلئے کوئی دوا نہ سونگھو اس سے بعض دفعہ آنکھ میں پانی اتر آتا ہے اور بینائی جاتی رہتی ہے اور جب زکام بالکل اچھا ہوجائے تو کوئی دوا دماغ کی طاقت کی ضرور کھالیا کرو۔ یہ حریرہ بہت اچھا ہے نزلہ نہیں ہونے دیتا۔ ترکیب یہ ہے کہ نو دانے بادام شیریں کا مغز اور چھ ماشہ مغز تخم کدوئے شیریں اور پانچ ماشہ تخم خشخاس سفید پانی میں خوب باریک پیس کر چار ماشہ نشاستہ ملا کر چار تولہ گھی میں حریرہ پکا کر چار تولہ مصری سے میٹھا کر کے پئیں یا نو ماشہ خمیرہ گاؤزبان میں دو چاول مونگے کا کشتہ ملا کر کھاویں خمیرہ اور کشتہ کی ترکیب خاتمہ میں آئے گی۔[1]

زبان کی بیماریاں

قلاع یعنی منہ آجانا: اگر سفید رنگ ہو تو یہ دوا کریں۔ ایک ایک ماشہ کباب چینی اور بڑی الائچی کے دانے اور سفید کتھا باریک پیس کر منہ میں چھڑکیں اور منہ لٹکا دیں تاکہ لعاب یعنی رال نکل جائے اور اگر سرخ رنگ ہے تو یہ دوا کرو ایک ایک ماشہ گلاب زیرہ اور تخم خرفہ اور طباشیر اور زہرمہرہ خطائی خوب باریک پیس کر منہ میں چھڑکیں۔ اور اگر گہر سرخ نہ ہو بلکہ سرخ زردی مائل ہو تو یہ دوا لگائیں تین ماشہ مصری اور ایک ماشہ کافور پیس کر منہ میں ملیں اکثر سرسام اور تیز بخار میں ایسا قلاع ہوتا ہے اور اگر سیاہ رنگ ہو تو اسکی تدبیر کسی حکیم سے پوچھو۔[2] **دوا۔** جو منہ آنے کی اکثر قسموں کو نافع ہے ایک ایک ماشہ گاؤزبان سوختہ یعنی گاؤزبان کی جلی

---

[1] ایک قسم کا زکام وہ ہے کہ شروع میں حلق میں سوزش ہوتی ہے اور سانس رکتا ہے اور پتلا بلغم نکلتا ہے پھر بند ہوجاتا ہے اور سر میں درد وغیرہ ہوتا ہے اور ہمیشہ تکلیف رہتی ہے تھوڑے دنوں کے بعد پھر زکام شروع ہوتا ہے اور وہی حالتیں ہوتی ہیں اسی طرح سلسلہ لگا رہتا ہے یہ زکام گرمی سے ہوتا ہے اگر ایک دفعہ اس کا علاج باقاعدہ ہوجائے تو بہت فائدہ ہوتا ہے اور دورہ نہیں ہوتا وہ علاج یہ ہے کہ جس وقت اس زکام کے شروع ہونے کی علامتیں شروع ہوں فوراً عناب پانچ دانہ بھگو کر چھان کر سفید شکر دو تولہ ملا کر صبح و شام پئیں تین وقت کے بعد اس میں گل بنفشہ پانچ ماشہ بڑھالیں اور صبح و شام دونوں وقت پئیں تین وقت کے بعد یہ نسخہ پئیں عناب پانچ دانہ گل بنفشہ پانچ ماشہ مویز منقیٰ نو دانہ سپستاں نو دانہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر شکر سفید یا خمیرہ بنفشہ دو تولہ ملا کر پئیں تین وقت کے بعد یہ نسخہ پئیں ملہٹی چار ماشہ گل بنفشہ پانچ ماشہ سپستاں نو دانہ مویز منقیٰ نو دانہ، ہنسراج پانچ ماشہ بھگو کر یا جوش دیکر چھان کر سفید شکر یا خمیرہ بنفشہ دو تولہ ملا کر پئیں تین وقت کے بعد کوئی حریرہ مقوی دماغ یا خمیرہ گاؤزبان چند روز کھاتے رہیں حریرہ کا نسخہ اب ہی گزرا اور خمیرہ گاؤزبان کی ترکیب خاتمہ میں ہے، شروع زکام میں دوا کو جوش دیکر پینا کبھی سرسام لے آتا ہے۔

[2] اس کیلئے بہدانہ پوٹلی میں باندھ کر زبان پر پھیرنا بہت مفید ہے۔

ہوئی چھائی اور کتھا سفید اور طباشیر اور گل ارمنی اور گلنار بڑی الائچی کے دانے اور کباب چینی باریک پیس کر منہ میں چھڑکیں اور منہ لٹکائیں۔

دانت کی بیماریاں

فائدہ۔ گرم چیز جیسے زیادہ گرم روٹی، جلتا سالن وغیرہ کھا کر اوپر سے ٹھنڈا پانی مت پیو۔ اس سے دانتوں کو نقصان پہنچتا ہے اور دانت سے کوئی سخت چیز مت توڑو اس سے دانت اور آنکھ دونوں کو صدمہ پہنچتا ہے۔ برف کثرت سے چبانا بھی مضر ہے۔ **منجن۔** جو کہ عورتوں کیلئے بہت مفید ہے دو تولہ بادام کے چھلکے جلے ہوئے اور چھ ماشہ زرد کوڑی کی راکھ اور چھ ماشہ رومی مصطگی سب کو باریک پیس کر رکھ لیں اور ہر روز ملا کریں۔ **دوسرا منجن۔** بہت آزمایا ہوا ساتھ ماشہ بارہ سنگھے کا جلا ہوا سینگ اور سات ماشہ چھوٹی مائی اور سات ماشہ تاگرموتھا اور سات ماشہ بالچھڑ سات ماشہ گل سرخ پونے دو ماشہ نمک لاہوری باریک پیس کر رکھ لیں اور روز ملا کریں۔ **تیسرا منجن۔** دانت کیسے ہی کمزور ہوں اور ملنے لگے ہوں اس منجن سے جم جاتے ہیں مسوڑھوں سے اگر خون بہتا ہو اس کو بھی مفید ہے۔ رومی مصطگی، پھٹکری خام لوبان سنگ جراحت طباشیر لوہے کا برادہ[1] سیاہ مرچ سفید گول مرچ کیس چھالیہ مازو[2] سیلکھڑی، جھڑبیری کی چھال (ببول کی چھال) جامن کی چھال، گوندنی کی چھال یہ سب چیزیں ایک ایک ماشہ لیکر باریک پیس کر رکھ لیں اور رات کو مل کر پان کھا کر سو رہیں صبح کو ایک شاخ کھجور کی پانی میں جوش دیکر کلی کریں۔ اگر یہ کلی نہ بھی کریں تو مضائقہ نہیں۔ **چوتھا منجن۔** جو دانتوں کے درد اور داڑھ کلنے کے لئے مفید ہے مصطگی رومی، عاقرقرحا، نمک لاہوری، تمباکو،[3] سب تین تین ماشہ لیکر باریک پیس کر ملیں اور منہ لٹکاویں۔

حلق کی بیماریاں

گلا دکھنا: شہتوت کا شربت دو چار دفعہ چاٹ لیں بہت فائدہ ہوتا ہے اور بیماریوں[4] میں حکیم سے پوچھیں گلے میں کبھی ورم آجاتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ یہ لیپ کریں۔ جدوار، تخم خطمی، اکلیل الملک گیرو تین تین ماشہ، املتاس چھ ماشہ ہری مکوہ کے پانی میں پیس کر نیم گرم لیپ کریں بعض وقت گلے کا ورم ایسا بڑھ جاتا ہے کہ دم بند

---

[1] اس کو لوہے چون بھی کہتے ہیں۔

[2] کیس ایک دوا ہے سیلکھڑی کی طرح جو اکثر دواخانوں میں ملتی ہے اگر نہ ملے نہ ڈالیں۔

[3] تمباکو اس نسخہ میں اس کو بھی چکر نہیں لاتا جسکو تمباکو کھانے کی عادت نہ ہو۔

[4] مچھلی کا کانٹا گلے میں اٹک جانا۔ اسکی تدبیر یہ ہے کہ ایک گوشت کی بوٹی اتنی بڑی کہ حلق میں اتر سکے لیکر اس میں ایک مضبوط ڈورا باندھ کر نگلوا دیں جب کانٹے سے نیچے اتر جائے تو ڈورے کو کھینچ لیں وہ کانٹا ٹوٹ جائے گا اور حلق کی تکلیف کم ہو جائے گی پھر انجیر ولایتی منہ میں رکھیں اگر کچھ بقیہ اس کا رہ گیا ہوگا تو گل جائے گا اور فقط انجیر چبانا اور ہر وقت منہ میں رکھنا بھی چھوٹے موٹے کانٹے گلانے کیلئے کافی ہے۔

ہونے کی نوبت آجاتی ہے اور جان کا اندیشہ ہو جاتا ہے ایسے وقت کی مجرب تدبیر یہ ہے کہ ایک مرغ کا بچہ جوان ذبح کر کے آلائش دور کر کے گرم گرم ورم پر باندھیں یا سینہ کا گوشت تھوڑا لیکر گرم باندھیں اگر مرغ کا بچہ نہ ملے تو گائے کے گوشت کا پارچہ گرم کر کے باندھیں یا قیمہ کر کے نمک مصالحہ لہسن ملا کر باندھیں نہایت مجرب ہے۔اس صورت میں سر رو کی فصد کرانا بھی مجرب علاج ہے مگر فصد کرانے میں حکیم کی رائے لینا ضروری ہے۔

سینہ کی بیماریاں

آواز بیٹھ جانا: اگر زکام کھانسی کی وجہ سے ہے تو زکام کھانسی کا علاج کرانا چاہئے اور اگر یوں ہی بیٹھ گئی ہو تو یہ دوا کریں۔ساڑھے تین ماشہ آبریشم خاص مقرض اور پانچ ماشہ بیخ سوسن اور چار ماشہ اصل السوس مقشر یعنی ملہٹی چھلی ہوئی اور نو دانہ سپستاں یعنی لہسوڑہ اور دو تولہ مصری ان سب کو جوش دیکر چائے کی طرح گرما گرم پئیں۔

دوا گاڑھے اور جمے ہوئے بلغم کو نکالنے والی: چار ماشہ اصل السوس مقشر اور چار ماشہ گاؤ زبان اور ایک عدد ولایتی انجیر اور پانچ ماشہ گل بنفشہ اور دو دانہ سپستاں اور دو تولہ مصری ان سب کو پانی میں جوش دیکر چھان کر اور سات دانہ بادام شیریں کا شیرہ نکال کر اور اس میں ملا کر نیم گرم پیویں اور یہ چٹنی چاٹیں اس سے بھی آسانی سے بلغم نکل جاتا ہے۔رب السوس،کتیرا،صمغ عربی،کاکڑا سینگی،نشاستہ سب چیزیں ایک ایک ماشہ اور ایک ایک دانہ مغز بادام شیریں ان سب کو باریک پیس کر دو تولہ شربت بنفشہ میں ملا کر رکھ لیں اور تھوڑی تھوڑی چاٹیں اور اگر کھانسی میں کف پتلا نکلتا ہو تو یہ دوا کرو چار ماشہ اصل السوس مقشر اور پانچ دانہ عناب اور پانچ ماشہ تخم خطمی اور پانچ ماشہ گل بنفشہ اور نو دانہ مویز منقیٰ پانی میں بھگو کر چھان کر مصری ملا کر پیویں۔گولی ہر طرح کی کھانسی کو مفید ہے اور کسی حال میں نقصان نہیں کرتی۔کاکڑا سینگی باریک پیس کر پانی میں گوندھ کر سیاہ مرچ کے برابر گولی بنا کر ایک ایک گولی منہ میں رکھیں اور اگر کھانسی میں خون آنے لگے تو جلدی کسی حکیم سے کہو ایسا نہ ہو کہ پھیپھڑوں میں زخم ہو گیا ہو جس کو سل کہتے ہیں اور اگر اس کے شروع میں تدبیر نہ کی جائے تو لا علاج ہو جاتا ہے اور شروع میں یہ دوا بہت مفید ہے تین ماشہ برگ نونکھا[1] اور ایک ماشہ تخم خشخاش سفید اور ایک تولہ مغز تخم کدو کے شیریں پانی میں پیس کر چھان کر دو تولہ مصری ملا کر گیرو کتیرا صمغ عربی سب ایک ایک ماشہ لیکر باریک پیس کر چھڑک کر پئیں ایک ہفتہ برابر پئیں اور ترشی اور دودھ دہی وغیرہ سے بالکل پرہیز کریں،انشاء اللہ تمام عمر سل نہ ہوگی۔کھانسی کا ایک لعوق دمہ کے بیان میں آتا ہے خشک کھانسی تر سے زیادہ بری ہے حکیم سے علاج کراؤ۔گولی۔ کہ سرد و گرم کھانسی کیلئے مفید ہے اور بلغم کو آسانی سے نکالتی ہے۔تین ماشہ رب السوس اور تین ماشہ مویز منقیٰ اور نشاستہ اور صمغ عربی اور کتیرا اور مغز تخم کدوے شیریں چاروں چیزیں ایک ایک ماشہ اور پانچ ماشہ قند سفید میں پیس کر بیدانہ کے لعاب میں گوندھ کر سیاہ مرچ کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک ایک گولی منہ میں رکھیں۔

---

[1] اس کو لونیا بھی کہتے ہیں یہ خرفہ کی ایک قسم ہے اکثر باغوں میں ڈولوں پر اور گملوں میں لگایا جاتا ہے۔

پسلی کا درد: یہ لیپ اس کیلئے بہت مفید ہے تخم کتان چھ ماشہ اور تخم حلبہ چھ ماشہ اور مکو خشک چھ ماشہ اور بنفشہ چھ ماشہ پانی میں بھگو کر جوش دیکر ملکر چھان کر چار تولہ روغن گل اور دو تولہ موم زرد ملا کر پھر جوش دیں جب پانی جل کر تیل اور موم رہ جائے تو تین ماشہ مصطگی رومی اور تین ماشہ لوبان باریک پیس کر ملا لیں اگر بخار تیز ہو تو اس لیپ میں لوبان نہ ملائیں اور اگر درد بہت ہی زیادہ ہو تو اسی لیپ میں ایک ماشہ افیون اور ایک ماشہ زعفران اور ملا لیں اور نیم گرم مالش کریں۔

دمہ: اس بیماری کی جڑ تو کم جاتی ہے لیکن تدبیر کرنے سے دورے ہلکے پڑ جاتے ہیں۔ جب دورے کے آثار معلوم ہوں تو ایک وقت کھانا نہ کھائیں اور جب وہ دورہ پڑے تو جو دوا اور چٹنی کھانسی میں لکھی ہے وہ کریں اور کشتہ یا کوئی چیز زیادہ گرم خشک نہ کھاویں اور چکنائی نہ کھائیں البتہ مکھن اور مصری دورہ کے وقت چاٹنا بہت مفید ہے اگر کوئی خاص غذا یا دوا تجربہ سے فائدہ مند ہو برابر کھاویں۔[1]

لعوق: یہ کھانسی کیلئے بہت مفید ہے اور اس سے دمہ کے دورے بھی کم پڑتے ہیں اور قبض بھی رفع ہوتا ہے چار تولہ دو ماشہ مغز املتاس پانی میں بھگو کر مل کر چھان لیں پھر اسی پانی میں دس ماشہ مغز بادام شیریں پیس لیں پھر بیس تولہ قند سفید ملا کر شربت سے ذرا گاڑھا قوا کر لیں پھر کتیرا صمغ عربی آرد باقلہ تینوں چیزیں سات سات ماشہ پیس کر ملا لیں اور دو تولہ روغن بادام اس میں ملا کر رکھ لیں اور تین تولہ روز چٹائیں۔[2]

دل کی بیماریاں

ہولدلی اور غشی: (یعنی بے ہوشی) جب دل میں کسی وجہ سے ضعف بڑھ جاتا ہے ہولدلی پیدا ہو جاتی ہے اور جب زیادہ ضعف ہو جاتا ہے تو غشی ہو جاتی ہے اور جب غشی جلدی جلدی ہونے لگتی ہے تو آدمی کسی وقت دفعتاً مر جاتا ہے اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے لیکن یہ دوا کسی حال میں نقصان نہیں کرتی اور اکثر حالتوں میں مفید ہوتی ہے ایک عدد مربائے آملہ پانی سے دھو کر ایک ورق چاندی کا لپیٹ کر اول کھا کر پانچ ماشہ گل

---

[1] دمہ والے کو گنا چوسنا اکثر مفید ہوتا ہے۔ دمہ کیلئے بہت مجرب تدبیر۔ جب موسم زیادہ گرم نہ ہو بادام کھائیں اس ترکیب سے کہ ایک بادام کو گرم پانی میں بھگو کر چھلکا اتار کر مصری ہم وزن ملا کر خوب باریک پیس کر چاٹ لیں اگلے دن دو بادام اور ہم وزن مصری اور تیسرے دن تین اسی طرح ایک ایک بڑھا کر چالیس تک پہنچا دیں بعد ازاں ایک ایک کم کریں یہاں تک کہ ایک رہ جائے پھر چھوڑ دیں اگر دو تین برس تک ایسا کر لیں تو دمہ بشرطیکہ ابتدائی ہو انشاء اللہ تعالیٰ بالکل جاتا رہے گا۔ نہایت مجرب ہے اگر چالیس دن تک نہ کھا سکیں تو بیس دن تک سہی۔

[2] کالی کھانسی۔ سولی مچھی پاؤ بھر لیں اور معہ آلائش اور کرن (چھلکے) کے ٹکڑے کر لیں اور نمک لاہوری پاؤ بھر لیں اور اس کے بھی ٹکڑے کر لیں اور دونوں کو ملا کر ایک مٹی کے برتن میں بند کر کے اوپر سے مٹی لپیٹ کر دس سیر کنڈوں میں پھونک لیں یہ سب جل کر کوئلہ ہو جائے گی پھر نکال کر سب کو پیس کر رکھ لیں اور ایک رتی مکھن یا بالائی میں ملا کر چاٹیں دوسرا نسخہ کالی مرچ تین ماشہ پیپل چھ ماشہ انار دانہ ایک تولہ گڑ دو تولہ دواؤں کو باریک پیس کر گڑ میں ملا لیں اور چنے کے برابر گولیاں بنا لیں اور منہ میں رکھ لیں۔ تنبیہ:۔ انار دانہ کی ترشی سے شبہ نہ کریں یہ نسخہ مجرب ہے۔

سیوتی اور پانچ ماشہ تخم کاسنی اور چار ماشہ گل گاؤزبان اور تین ماشہ برگ بادرنجبویہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر دو تولہ شربت ملا کر پی لیں اور اگر عرصہ تک صرف آنولہ کا مربہ ہی کھاتے رہیں تو خفقان یعنی دھڑکن تک کو کھو دیتا ہے اور جب کسی کو غش آئے تو ٹھنڈے پانی کے چھینٹے منہ پر ماریں۔ دل بائیں چھاتی کے نیچے ہے۔ [1]

معدہ یعنی پیٹ کی بیماریاں

فائدہ۔ معدہ کی صحت کا بڑا خیال رکھو۔ بے بھوک ہرگز نہ کھاؤ اور جب بھوک لگنے کے بعد کھاؤ تو تھوڑی سی بھوک چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہو اور یوں نہ سمجھو کہ تھوڑا کھانے سے جان کو کیا لگے گا بلکہ زیادہ کھانے سے ہضم میں فتور ہوتا ہے وہ جان کو نہیں لگتا اور تھوڑا کھایا ہوا خوب ہضم ہوتا ہے اس سے خون زیادہ پیدا ہوتا ہے اور کھانے میں زیادہ تکلف نہ کرو اور ہمیشہ عمدہ اور نرم غذا کھانے کی عادت نہ ڈالو۔ بلکہ ہر قسم کی غذا کی عادت رکھو اور اگر خاص چیز کی عادت ہو جاتی ہے پھر اور غذا نقصان کرنے لگتی ہے اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرو اس میں ثواب بھی ملتا ہے اور پیٹ کی کثافت بھی تحلیل ہو جاتی ہے اور بہت سی بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔

فائدہ۔ تربوز، کھیرا، ککڑی وغیرہ ہلکی چیزیں پیٹ بھرے پر نہ کھاؤ۔ اور نہ نہار منہ کھاؤ بلکہ ایسے وقت کھاؤ کہ نہ بہت بھوک ہو اور نہ بالکل پیٹ بھرا ہو بہت بھوک میں ان چیزوں کے کھانے سے بعض دفعہ یہ چیزیں بالکل صفراء یعنی پت بن جاتے ہیں۔ اور ہیضہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور بھرے پیٹ پر کھانے سے دوسری غذا کو اچھی طرح ہضم نہیں ہونے دیتیں۔ فائدہ۔ چکنائی زیادہ کھانے سے معدہ ضعیف ہو جاتا ہے۔ فائدہ۔ حتی الامکان مسہل کی عادت نہ ڈالو اس سے معدہ کی قوت بالکل جاتی رہتی ہے۔ فائدہ۔ معدہ بالکل بیچ پیٹ میں ہے اگر معدہ پر کوئی دوا لگاؤ تو بیچ پیٹ میں ناف تک لگاؤ۔ [2]

<u>قے کرانے کا بیان:</u> کبھی زیادہ کھانے سے یا اور کسی ضرورت سے قے کرانا ہو تو اس دوا سے قے کرو۔ ڈیڑھ تولہ مولی کے بیج اور ڈیڑھ تولہ سویہ کے بیج ڈیڑھ سیر پانی میں جوش دیکر چار تولہ سرکہ کی سکنجبین ملا کر نیم گرم

---

[1] بے ہوشی میں تین مرضوں میں ہوتی ہے۔ غشی میں اور اختناق الرحم میں اور مرگی میں۔ فرق اختناق الرحم کے بیان میں آتا ہے۔

[2] ناف ٹل جانا۔ معدہ کے اوپر کئی پٹھے حفاظت کیلئے کھنچے ہوئے ہیں اور ان کی بندش میں فرق آجاتا ہے تو اسکو لوگ ناف ٹل جانا کہتے ہیں اس سے بعض وقت بہت تکلیفیں ہوتی ہیں اس کے متعلق یاد رکھو کہ بلا مسہل لئے پیٹ کو ہرگز نہ ملواؤ اس سے بعض وقت جان پر بن جاتی ہے اسی طرح پیٹ پر کھڑا رکھنا یا دوسرے آدمی کا کھڑا رکھنا یہ سب جاہلانہ ترکیبیں ہیں۔ عمدہ ترکیب یہ ہے کہ جب ناف ٹل جائے تو لاٹھی ہاتھ میں لیکر ایک دیوار سے کمر لگا کر اس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں پیروں کی ایڑیاں دیوار سے لگی رہیں اور سر بھی دیوار سے لگا رہے۔ پھر ایک پیر کو اس طرح اٹھاویں کہ پیٹ سے لگ جائے پھر چھوڑ دیں اس کے بعد دوسرے پیر کو اسی طرح اٹھاویں اور چھوڑ دیں اس طرح دو تین دفعہ نہار منہ کرنے سے ناف ٹھیک ہو جائے گی۔ اس ترکیب میں کسی طرح کا نقصان نہیں مگر حمل کی حالت میں یہ بھی نہ کریں درست ہونے کے بعد مہینہ دو مہینہ پٹی باندھنا مفید ہے۔ آئندہ کو اس مرض کی جڑ جاتی رہتی ہے۔

پئیں اور انگلی حلق میں ڈال کر قے کردیں یہ دوا بہت تیز نہیں ہے [1] اور کسی حال میں نقصان نہیں کرتی اور قے کی حالت میں آنکھوں پر ہاتھ رکھ لو ورنہ آنکھ پر بڑا صدمہ پہنچتا ہے اور قے کے بعد جب تک طبیعت بالکل نہ ٹھہر جائے ٹھنڈا پانی ہرگز نہ پیو ورنہ بائے گولہ کے درد کا اندیشہ ہے بلکہ قے کے بعد ٹھنڈے پانی سے منہ دھو ڈالو اور اگر مزاج سرد ہے تو نیم گرم پانی سے کلی کرو اور اگر مزاج گرم ہے تو ٹھنڈے پانی سے کلی کرو۔

قے روکنے کا بیان: بعض وقت مسہل پینے سے متلی ہونے لگی ہے اس کا دفعیہ یہ ہے کہ بازو خوب کس کر باندھو اور ٹہلاؤ اور الائچی اور پودینہ کے پتے چباؤ اگر اس سے طبیعت نہ ٹھہرے تو فم معدہ یعنی کوڑی پر یہ لیپ کرو تین ماشہ گلاب زیرہ اور ایک ماشہ صندل سفید اور ایک ماشہ طباشیر ان سب کو دو تولہ گلاب اور تین ماشہ سرکہ میں پیس کر کوڑی پر مالش کرو یہ دوا لگا کر تھوڑی دیر کے بعد جو دوا چاہو پلاؤ قے نہیں ہوتی۔

ہیضہ کا بیان: یہ سخت بیماری ہے اس کا علاج کسی ہوشیار حکیم سے جلدی کرانا چاہئے۔ یہاں دو نسخے ایسے لکھے جاتے ہیں جو کسی حالت میں نقصان نہ کریں خواہ دست بند کرنے ہوں یا جاری رکھنے ہوں ایک نسخہ تو یہ ہے چھ ماشہ گل سرخ تین چھٹانک گلاب میں جوش دیں جب آدھا رہ جائے تو دو تولہ شربت انار شیریں ملا دیا جائے اور چھ رتی نارجیل دریائی اور ایک ماشہ زہر مہرہ خطائی عرق بید مشک میں گھس کر بغیر چھانے ملا دیا جائے اور دو تین دفعہ میں پلائیں اس کے پینے سے اگر پیٹ میں کچھ مادہ ہو تو ایک دو دست ہو جاتے ہیں۔ اگر کچھ مادہ نہیں تو اسی سے دست بند ہو جاتے ہیں۔

دوسرا نسخہ۔ عرق کافور [2] نہایت مفید چیز ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک تولہ کافور پیس کر اس میں تین تولہ سرکہ ملا کر شیشی میں بند کر کے تیس روز دھوپ میں رکھیں اور ہر روز ہلا دیا کریں۔ بعد تیس روز کے چھان کر کاک لگا کر نیلا کاغذ یا نیلا کپڑا شیشی پر لپیٹ کر احتیاط سے رکھ لیں۔ جب ہیضہ میں پیاس زیادہ ہو تو دس دس بوند دو دو تولہ گلاب میں ملا کر پلائیں۔ نہایت مفید ہے اور اگر وباء کے موسم میں تندرست آدمی بھی اس عرق کا ہر روز پانچ بوند پانی میں ڈال کر یا بتاشہ میں لیکر پیتے رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہیضہ سے حفاظت رہے یہ گھر والوں میں تیار رہنے کی چیز ہے لیکن سرد مزاج والے اور بچے اسکو تندرستی میں نہ پئیں۔ اور ہیضہ میں پئیں تو مضائقہ نہیں اور یہ عرق کافور کتے کے کاٹے میں لگائیں تو اکسیر ہے اور بعض قسموں کے ہیضے میں خالی پانی دینا بہت نقصان کرتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ آدھ سیر پانی یا آدھا سیر عرق سونف آدھ پاؤ گلاب ملا کر رکھ لیں اور پیاس میں بھی یہی پلائیں اس سے کسی حالت میں نقصان نہیں ہوتا۔ ہیضہ کے مریض کو خواہ مخواہ پانی سے ترسائیں اور ہیضہ والے کو جب تک ایسی بھوک نہ ہو جس سے بیقرار ہو جائے تب تک غذا نہ دو۔ اور جب ایسی بھوک ہو تب دو تین تولہ شوربا یا اسی قدر آش جو لیموں کا غذی کا عرق ڈال کر پلاؤ اور آہستہ آہستہ غذا

---

[1] البتہ حمل کی حالت میں بلا رائے حکیم کے قے نہ کراؤ

[2] عرق کافور کا ایک اور نسخہ ہے جو بہت سے امراض کو مفید ہے اس کا نام اشتہاروں اخباروں میں امرت دھارا ہے وہ طاعون کے بیان میں ہے ہیضہ میں بہت مفید ہے اور ہیضہ کے موسم میں تندرستوں کو بھی مفید ہے

بڑھاؤ۔ یک لخت پیٹ بھر کر نہ دو ورنہ پھر بچنا مشکل ہے اور اگر ہیضہ والے کو نیند آ جائے تو سونے دو یہ اچھے ہونے کی نشانی ہے اور بخار آ جانا بھی اچھی علامت ہے اور پیشاب [1] بند ہو جانا بری علامت ہے نبضیں ڈوب جانا چنداں بری علامت نہیں علاج کئے جاؤ۔

ہضم میں فتور یا قبض ہو جانا: یہ چورن معدہ اور انتڑیوں کو طاقت دیتا ہے اور بھوک لگاتا ہے اور کھانا ہضم کرتا ہے اگر دست آتے ہوں تو بند کرتا ہے اگر قبض ہو تو دست لاتا ہے چار تولہ آٹھ ماشہ انار دانہ ترش کہنہ یعنی پرانا اور سات ماشہ زنجبیل یعنی سونٹھ اور سات ماشہ زیرہ سفید اور بیس ماشہ تربد سفید یعنی نسوت اور بیس ماشہ زیرہ سیاہ اور بیس ماشہ تنتڑیک یعنی سماق اور بیس ماشہ پوست ہلیلہ زرد اور بیس ماشہ پوست ہلیلہ اور چار تولہ دو ماشہ نمک لاہوری ان سب کو ملا کر نصف کو خوب باریک پیس لیں اور نصف کو ایسا موٹا پیسیں کہ چھلنی میں چھن جائے اور اٹھا کر رکھ لیں۔ اور قبض دور کرنا ہو تو موٹا پسا ہوا سات یا نو ماشہ ہر روز نہار منہ کھایا کریں۔ اور اگر بار بار پاخانہ کا تقاضا ہوتا ہے اور بند کرنا منظور ہے تو باریک پسا ہوا سات ماشہ یا نو ماشہ نہار منہ یا کھانا کھانے کے بعد کھاویں۔

نمک سلیمانی: کہ نہایت ہاضم ہے اور بہت سے فائدے رکھتا ہے اور پیٹ کے درد کو کھوتا ہے اگر سات رتی نہار منہ ہر روز کھاویں تو بینائی تیز کرتا ہے۔ اگر بھڑ یعنی بھرن (تییتے) زنبور کے کاٹے پر خوب مل دیں خواہ خشک یا گلاب میں ملا کر تو اس کیلئے بھی آزمایا ہوا ہے۔ ہاتھ پاؤں میں جہاں درد ہو وہاں اگر شہد مل کر اوپر سے اس کو چھڑک دیں تو فائدہ دے۔ اگر نیم برشت انڈے کے ساتھ اس کو کھاویں تو بہت قوت دے اور اس سے حافظہ قوی ہوتا ہے۔ رنگ نکھرتا ہے۔ جتنا پرانا ہو اثر زیادہ ہو۔

نسخہ نمک سلیمانی [2]

نام دوا	وزن عبارت میں	وزن ہندسوں میں
نمک لاہوری بریاں	پچھتر تولہ چھ ماشہ	۷۵ تولہ ۶ ماشہ
نمک سانبھر	آٹھ تولہ پونے چار ماشہ	۸ تولہ ۳. ماشہ
نوشادر	آٹھ تولہ پونے چار ماشہ	۸ تولہ ۳. ماشہ
تخم کرفس	دو تولہ گیارہ ماشہ	۲ تولہ ۱۱ ماشہ
مرچ سیاہ	اکیس ماشہ	۲۱ ماشہ

[1] پیشاب بند ہو تو یہ علاج نہایت مجرب ہے رائی پیس کر کپڑے پر لگا کر الٹی طرف سے یعنی کپڑا بدن پر رہے اور رائی اوپر رہے اس کپڑے کو گردوں پر رکھیں اور منہ میں برف رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ دس منٹ میں پیشاب ہو گا۔ دس منٹ کے بعد اسکو اتار دیں

[2] نمک سلیمانی کے پڑھنے میں لوگوں نے بہت غلطیاں کیں اس واسطے نسخہ اس طرح صاف لکھا گیا۔

مرچ سفید یعنی دکھنی مرچ	اکتیس ماشہ	۳۱ ماشہ
ازخر یعنی مرچیا گند	سوا انیس ماشہ	۱۹ ماشہ
افیتمون ولایتی	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ
ہینگ	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ
زیرہ سیاہ سرکہ میں بھگویا ہوا	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ
دارچینی قلمی	سات ماشہ	۷ ماشہ
حب القرطم	سات ماشہ	۷ ماشہ
سونٹھ	سات ماشہ	۷ ماشہ
انیسون رومی	سات ماشہ	۷ ماشہ
ملٹھی	سات ماشہ	۷ ماشہ
زیرہ سفید	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ
سوڈا بائی کارب	ساڑھے پانچ تولہ	۵ تولہ ۶ ماشہ
ایسڈ ٹاٹری	ساڑھے پانچ تولہ	۵ تولہ ۶ ماشہ

ترکیب: نمک لاہوری کے ٹکڑے کر کے ایک مٹی کے برتن میں رکھ کر گرم تنور میں رکھ دیں جب تنور کی آگ سرد ہو جائے تو نکال لیں اور کوٹ لیں اور ہر دوا کو الگ الگ کوٹ کر وزن کے موافق تول کر ملا لیں اور سبز رنگ کی بوتل میں رکھ کر چندروز جو میں دفن کر دیں اور اگر بلا دفن کئے بھی کام میں لاویں تو کچھ حرج نہیں۔ خوراک ایک ماشہ، کھیرے ککڑی وغیرہ کو اس کے ساتھ کھاویں تو نقصان نہ ہو۔[1]

گولی ہاضم: نمک سیاہ اور مرچ سیاہ اور آکھے کے سربند پھول جو کھلے نہ ہوں اور خشک پودینہ ان سب کو ایک ایک تولہ لیکر خوب کوٹ چھان کر عناب کے برابر گولیاں بنالیں اور کھانے کے بعد ایک گولی کھالیا کریں اور ہیضہ کے دنوں میں ایک گولی ہر روز نہار منہ کھالیا کریں تو بہت مفید ہے دوا جس سے قبض دفع ہو دو ماشہ گل سرخ اور دو ماشہ سنا مکی گھی سے چکنی کی ہوئی کوٹ چھان کر ایک تولہ اطریفل کشنیزی میں ملا کر سوتے وقت کھاویں اور اطریفل کشنیزی کی ایک ترکیب خاتمہ میں ہے۔

لیپ: جو پیٹ کی سختی کیلئے مفید ہے اور کسی حال میں نقصان نہیں کرتا۔ تین ماشہ مصطگی پیس کر دو تولہ روغن گل میں ملا کر گرم کر کے ملیں اور ایک لیپ رحم کی بیماریوں میں لکھا گیا ہے جس کا پہلا جز گل بابونہ ہے۔

---

[1] اگر نمک سلیمانی میں سوڈا بائی کارب اور ایسڈ ٹاٹری ملالیں تو ڈکار فوراً لاتا ہے اور ہچکی کیلئے بہت مفید ہوتا ہے۔ وزن یہ ہے سوڈا بائی کارب تین ماشہ ایسڈ ٹاٹری تین ماشہ نمک سلیمانی پانچ تولہ، سوڈا بائی کارب اور ٹاٹری انگریزی دوائیں ہیں انگریزی دواخانوں میں ملتی ہیں۔ اور اکثر عطار بھی بیچتے ہیں

پیٹ کا درد: اس پوٹلی سے سینکو، گیہوں کی بھوسی اور باجرہ اور نمک سانبھر سب دو دو تولہ لیکر چل کر دو پوٹلیوں میں باندھ کر چھ تولہ گلاب کسی برتن میں آگ پر رکھ کر وہ پوٹلیاں ڈال دو اور ایک سے سینکو۔ اگر گلاب فوراً نہ ملے تو خشک پوٹلیوں کو گرم کر کے سینکو اور یہ ہر جگہ کے درد کو مفید ہے اور اس میں کسی طرح کا نقصان نہیں اگر اس سے اچھا نہ ہو تو حکیم سے پوچھو۔

مسہل کا بیان

فائدہ۔ بدون کسی حکیم کی رائے کے مسہل ہرگز مت لو۔

فائدہ۔ مسہل میں املتاس کو جوش نہ دو۔

فائدہ۔ املتاس کے ساتھ بادام یا کوئی چکنی چیز ملا لیں تاکہ انتڑیوں میں پیچ نہ کرے۔

فائدہ۔ اگر مسہل میں سنا ہو تو اس کو گھی سے چکنا کر کے بھگوؤ۔ ورنہ پیٹ میں پیچ ہوگا۔

فائدہ۔ مسہل لیکر سوؤ مت ورنہ دست نہ آئیں گے اور نقصان ہوگا۔

فائدہ۔ مسہل کے زمانہ میں اور مسہل کے پندرہ بیس روز بعد تک غذا نرم اور بھوک سے کم کھاؤ۔

فائدہ۔ مسہل کی دواؤں کو بہت مت ملو ہلکے ہاتھ سے مل کر چھان لو بہت گاڑھی دوا دست کم لاتی ہے مسہل کے دن کوئی لیپ مت کرو البتہ اگر دست نہ آئیں اور پیٹ پر کوئی لیپ دست لانے والا کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسہل کے اگلے دن ٹھنڈائی ضرور پیو اور پے درپے مسہل نہ لو ٹھنڈائی کیلئے کوئی نسخہ مقرر نہیں، حکیم کی رائے پر ہے۔

دودھ ہضم نہ ہوتا: اسکی مجرب دوا یہ ہے کہ سوڈا سائنڈ راس دو رتی کھا کر پانچ منٹ کے بعد دودھ پئیں یہ سوڈا انگریزی دواخانوں میں ملتا ہے اور سوڈے کی بوتل کھاری ہو یا میٹھی دودھ میں ملا کر پینے سے بھی دودھ ہضم ہو جاتا ہے۔

درد بائی سول: یہ کوڑی یعنی فم معدہ کا درد ہے اور نہایت سخت درد ہے اکثر قے کے بعد ٹھنڈا پانی پینے سے ہو جاتا ہے جس وقت یہ درد ہو فوراً بارود جو بندوق میں بھری جاتی ہے تین ماشہ پھانک کر دو گھونٹ گرم پانی پی لیں یہ تو فوری علاج ہے اس کے بعد چالیس روز ارنڈ خربوزہ (پپیتا) کا اچار سرکہ میں پڑا ہوا دو تولہ روز کھاویں نہایت مجرب ہے ارنڈ خربوزہ کے اچار کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔

فواق یعنی ہچکی: اسکی دوا یہ ہے کہ عود یعنی اگر، دانہ الائچی خورد مصطگی رومی سب ایک ایک ماشہ پیس کر شربت بنفشہ دو تولہ ملا کر ذرا ذرا سی چاٹیں۔

دوسری دوا ہچکی کی: کالے اڑد (ماش) تمباکو کی جگہ چلم میں رکھ کر پئیں۔ اسی طرح چھپر کے پرانے بند حقہ میں پینا مفید ہے ایک قسم ہچکی کی وہ ہے کہ خشکی سے ہوتی ہے جیسے دق کے مریض کو آخر میں آیا کرتی ہے اس وقت حلق میں دودھ ڈالنا یا مکھن یا بادام اور مصری چٹانا چاہئے۔ معمولی ہچکی سانس روکنے سے بھی جاتی رہتی ہے۔

پیٹ کا ورم: پیٹ میں کئی چیزیں ہیں بیچ میں ناف ہے اوپر معدہ اور داہنی طرف جگر ہے اور بائیں طرف تلی اور معدہ کے اوپر کئی پٹھے (عضلے) ہیں اور ناف کے نیچے سب سے اوپر مثانہ ہے جس میں پیشاب رہتا ہے اس کے نیچے رحم اور رحم کے نیچے آنتیں ہیں ان میں سے ہر ایک میں ورم ہوسکتا ہے اور سب کے علاج الگ الگ ہیں اس واسطے حکیم سے علاج کرانے کی ضرورت ہے لیکن یہاں ایک لیپ ایسا لکھا جاتا ہے کہ سب ورم اور ہر حالت میں مفید ہوتا ہے وہ لیپ رحم کے ورم کے بیان میں لکھا ہوا ہے۔ پہلی دوا اس میں گل بابونہ ہے وہ لیپ دراصل عورتوں کے نلوں کے ورم اور رحم اور معدے کے ورم کیلئے ہے لیکن اگر جگر اور تلی پر بھی کر دیا جائے تو کچھ حرج نہیں بلکہ کچھ مفید ہی ہوتا ہے۔

جگر کی بیماریاں

جگر کلیجہ کو کہتے ہیں یہ پیٹ میں داہنی پسلیوں کے نیچے ہے جب جگر پر کوئی دوا لگانا ہو تو داہنی پسلیوں کے نیچے لگاؤ۔ جب بیمار کے منہ یا ہاتھ پیروں پر ورم سا معلوم ہو تو سمجھو کہ اس کے جگر یا اس کے آس پاس کسی چیز میں ضعف آ گیا ہے علاج میں دیر نہ کرو اور جب تک اچھا حکیم نہ ملے معجون دبید الورد پانچ ماشہ کھا کر اوپر سے آدھ پاؤ عرق مکوہ اور دو تولہ شربت بزوری بارد ملا کر پیتے رہو اور لعاب دار چیزوں سے پرہیز رکھو۔ معجون دبید الورد اور شربت بزوری بارد کا نسخہ خاتمہ میں لکھا ہے۔

استسقا یعنی جلندر کی بیماری: اس کا علاج حکیم سے کراؤ اور مکو کی بھوجی اس میں بہت فائدہ دیتی ہے اگر سب غذاؤں کی جگہ اسی کو کھایا جائے تو بہت بہتر ہے۔

تلی کی بیماریاں

تلی پیٹ میں بائیں پسلیوں کے نیچے ہے اگر اس میں کوئی دوا لگانا ہو تو بائیں پسلیوں کے نیچے لگاؤ۔ تلی بڑھ جانا، چونا پانی میں ڈال دو جب وہ نیچے بیٹھ جائے اوپر کا صاف پانی لیکر اس پانی میں بیس عدد انجیر ولایتی جوش دے لو۔ جب انجیر خوب پھول جائیں نکال کر صاف کپڑے پر پھیلا دو جب پانی خشک ہو جائے پاؤ بھر عمدہ سرکہ میں ڈال دو اور نمک مرچ بقدر ذائقہ ملا دو اور پندرہ بیس روز کے بعد ایک انجیر روز کھانا شروع کر دو۔

گولی: بڑھی ہوئی تلی کیلئے نہایت مفید ہے چودہ ماشہ بیخ سوسن اور سات ماشہ دکھنی مرچ کوٹ چھان کراو سات ماشہ اشق کو ایک تولہ سرکہ ملا کر پھر اس میں سب دوائیں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں اور سات ماشہ ہر روز دو تولہ سکنجبین سادہ کے ساتھ کھائیں آزمائی ہوئی ہے۔ سکنجبین سادہ کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔

ترکیب: بڑھی ہوئی تلی کیلئے نہایت مفید ہے۔ ببول کا گوند اور کتیرا اور زراوند مدحرج سب چیزیں ڈھائی ڈھائی ماشہ اور اشق ڈیڑھ تولہ ان سب کو آدھ پاؤ سرکہ میں خوب پیس کر مرہم سا بنا کر ایک کپڑا تلی کے برابر کاٹ کر اس پر یہ مرہم لگا کر تلی پر چپکا دیں جتنی تلی کم ہوتی جائے گی کپڑا چھوٹا جائے گا اتنا کپڑا کترے۔

جائیں۔ اگر تلی بڑھی ہوئی ہو اور تیز بخار بھی ہو تو حکیم سے علاج کراؤ۔

انتڑیوں کی بیماریاں

دست آنا: اگر زیادہ کھانے سے یا اتفاقیہ دست آنے لگیں تو پیٹ کی بیماری میں اس کے علاج دیکھ لو اور اگر زیادہ دست آئیں یا عرصہ تک آتے رہیں یا دورہ کے طور پر آئیں تو علاج میں غفلت نہ کرو۔ کسی ہوشیار حکیم سے رجوع کرو۔

قولنج: ایک انتڑی کا نام قولون ہے۔ اس کے درد کو قولنج کہتے ہیں اور عام لوگ اس کو پیٹ کا درد کہتے ہیں اور یہ درد ناف کے برابر داہنی طرف نیچے کو ہوتا ہے اس میں ارنڈی کا تیل چار تولہ پی لینا بہت مفید ہے ایک دو دست آکر درد جاتا رہتا ہے۔

قولنج کی اور دوا: گڑ بچہ، سونٹھ، السی، تخم میتھی، ہینگ، تخم سویا۔ سب چھ چھ ماشہ لیکر کوٹ کر چھان کر پاؤ بھر ماش کے آٹے میں ملا کر سونف کے عرق سے گوندھ کر دو ٹکیاں پکائیں ایک طرف سے پکی رکھیں اور کچی کی طرف چھ ماشہ ارنڈی کا تیل یا چھ ماشہ روغن گل لگا کر ایک کو نیم گرم باندھیں جب وہ ٹھنڈی ہو جائے دوسری بدل دیں۔ یہ روٹی درد گردہ کو بھی مفید ہے۔ **فائدہ۔** قولنج والے کو جب تک خوب بھوک نہ لگے کھانا مت دو اور دودھ سے پرہیز کراؤ۔ البتہ اگر اس کو دودھ کی عادت ہو کچھ نقصان نہ کرے تو گرم گرم دے دو لیکن حکیم سے پوچھ لینا چاہئے۔

پیچش (فائدہ): پیچش میں تیز نہ چلو اور اونچے نیچے پاؤں نہ ڈالو بلکہ زیادہ چلو پھرو بھی نہیں [1] اگر معمولی پیچش ہو تو یہ دوا کرو۔ ریشہ خطمی، تخم کنوچہ، مکو خشک، گل بنفشہ۔ سب چیزیں پانچ پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر مل کر چھان کر دو تولہ شربت بنفشہ ملا کر پی لو۔

دوسری دوا: چھ ماشہ چار تخم کو آدھ پاؤ عرق مکو یا پانی کے ساتھ پھانک لو مونگ کی کھچڑی یا سا گودانہ پانی میں پکا کر غذا رکھو، کوئی سخت چیز نہ کھاؤ۔ اور اگر پیچش میں خون آنے لگے تو یہ دوا کرو۔ ریشہ خطمی، تخم کنوچہ، بیلگری، مکو خشک، گل بنفشہ۔ سب پانچ پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر دو تولہ شربت انجبار ملا کر پیو اگر اس سے خون بند نہ ہو تو اسی دوا پر تخم بارتنگ مسلم چھڑک لو اگر پھر بھی بند نہ ہو تو تخم بارتنگ کو کسی قدر بھون کر چھڑکو اور شربت انجبار کی ترکیب خاتمہ میں آئے گی اور اگر ان دواؤں سے فائدہ نہ ہو یا زچہ خانہ میں پیچش ہوگئی ہو یا ہاتھ پاؤں پر ورم یا بخار بھی ہو تو کسی حکیم سے علاج کراؤ۔ اور یہ خیال رکھو کہ زیادہ لعاب دار دوائیں نہ دو اور اگر حمل کی حالت میں پیچش ہو تو لعاب دار دوائیں نہ دو بلکہ وہ دوا دو جو تدابیر حمل میں آتی ہے۔

پیٹ کے کیڑے یعنی کدو دانے اور کیچوے: اس کی پہچان یہ ہے کہ منہ سے رال زیادہ نکلے اور ہونٹ رات کو تر رہیں اور دن کو خشک ہوں اور سوتے میں دانت چابے اور کھانا کھانے کے بعد پیٹ میں متلی اور بے چینی ہو۔

---

[1] پیچش میں چلنے پھرنے میں احتیاط نہ کرنے سے بعض وقت کمر ٹوٹ جاتی ہے۔

لیپ: اس سے پیٹ کے کیڑے مرجاتے ہیں۔ چھ ماشہ کلونجی اور دو ماشہ تخم حنظل اور چھ ماشہ ایلوا کریلے کے پانی میں پیس کر پیٹ اور ناف کے نیچے لیپ کریں۔ **دوا۔** ہر قسم کے کیڑوں کو نکالنے والی نیم کے پتے، باؤ بڑنگ، کمیلہ تینوں چیزیں تین تین ماشہ باریک پیس کر شہد دو تولہ میں ملا کر کھائیں، یہ ایک خوراک ہے۔ **دوا۔** اس سے چنونے مرجاتے ہیں۔ دو تولہ کمیلہ ایک چھٹانک میٹھے تیل میں ملا کر پاخانہ کے مقام پر لگادیں۔ **پرہیز۔** ماش کی دال اور بلغم پیدا کرنیوالی چیزیں نہ کھاویں کریلہ اکثر کھانے سے کیڑے مرجاتے ہیں۔ **فائدہ۔** کیڑوں کے مریض کو دوا پلاتے وقت یہ نہ بتائیں کہ یہ کیڑوں کی دوا ہے ورنہ اثر نہ ہوگا۔

بواسیر۔ خون میں دباؤ بڑھ جاتا ہے تو پاخانہ کے مقام پر خارش ہوا کرتی ہے اور سوزش ہوتی رہتی ہے۔ اگر خون بھی آئے تو خونی بواسیر ہے اور جو خون نہ آئے تو بادی ہے۔ اس میں ایسی تیز دوا نہ لگانی چاہئے جس سے خون بالکل بند ہو جائے نہیں تو اور بہت سی بیماریوں کا ڈر ہے جیسے سل، جنون وغیرہ اور بواسیر میں اکثر قبض بھی رہتا ہے اس قبض کیلئے ہمیشہ مسہل لینا برا ہے بلکہ مناسب طریقہ یہ ہے کہ جب قبض ہو تو سوتے وقت ایک ہڑ مربے کی کھالیا کریں یا کبھی یہ اطریفل کھالیا کریں اس سے بواسیر کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور بواسیر سے جو قبض ہو اس کو بھی فائدہ دیتا ہے۔

اسکی ترکیب یہ ہے: ساڑھے سات تولہ گوگل اور ساڑھے سات تولہ مغز املتاس سبز گندنے کے پانی میں گھولیں اور اگر گندنا نہ ملے تو مولی کے پانی میں یا سونف کے عرق میں گھولیں اور چھان کر تین پاؤ شہد خالص ملا کر قوام کر کے پوست ہلیلہ کابلی، پوست ہلیلہ زرد، ہلیلہ سیاہ، پوست ہلیلہ آملہ۔ افتیمون، اسطخودوس سب ڈھائی ڈھائی تولہ کوٹ چھان کر پانچ تولہ گائے کے گھی سے چکنا کر کے قوام میں ملادیں اور دس پندرہ روز گیہوں یا جو میں دبائے رکھیں اور سوتے وقت ایک تولہ کھالیا کریں اور جس کے مزاج میں گرمی زیادہ ہو بجائے گوگل کے رسوت ڈالیں۔ **دوا۔** جس سے بواسیر کا خون بند ہو جاتا ہے چھ ماشہ گیندے کے پتے اور چھ ماشہ ہارسنگھار کے پھول پانی میں پیس کر چھان کر دو تولہ شربت انجبار ملا کر ایک ماشہ ملتانی مٹی باریک پیس کر چھڑک کر پئیں۔ **غذا۔** مسور کی دال کھائیں اور اگر بواسیر میں پاخانہ کے مقام پر سوزش زیادہ ہو تو یہ دوا لگائیں۔ کتھا سفید، سفیدہ کاشغری، رسوت، مردار سنگ۔ یہ سب تین تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ ان سب کو باریک پیس کر دو تولہ روغن گل میں ملا کر پاخانہ کے مقام پر ملیں اور کبھی بواسیر میں پاخانہ کے مقام پر ورم آجاتا ہے اور ایسی جلن ہوتی ہے کہ پاخانہ نہیں ہوتا۔ اگر ایسی حالت میں ہو تو دو تولہ بھنگ[1] کے پتے سوا پاؤ دودھ میں جوش دیکر اول بھپارہ دو پھر وہی پتے گرم گرم باندھ دو اگر مسے کٹوانے کا اتفاق ہو تو ایک مسہ رہنے دو تاکہ کچھ خون نکلتا رہے۔[2]

---

1. بھنگ ناپاک نہیں ہے اور خارجی استعمال میں کچھ حرج نہیں ہاں اس کا پینا بوجہ نشہ ناجائز ہے۔ تفصیل اس کی طبی جوہر میں ہے۔

2. خونی بواسیر کی مجرب دوا ہے۔ دودھ دار ناریل یعنی کچے کھوپرے کے اوپر کے ریشے جو بالوں کی طرح ہوتے ہیں لیکر جلا کر رکھ لیں اور ایک ماشہ روز چالیس دن تک پاؤ بھر بکری کے دودھ کے ساتھ کھلا دیں۔

گردہ کی بیماری

گردے ہر شخص کے دو ہوتے ہیں اور کوکھ کے مقابل کمر میں انکی جگہ ہے۔ جب کوئی دوا گردے میں لگانا ہوتو کوکھ سے کمر تک لگاؤ اور کبھی کبھی قولنج اور درد گردہ میں شبہ ہو جاتا ہے ان دونوں کی پہچان یہ ہے کہ قولنج کا درد اول پیٹ سے شروع ہوتا ہے اور درد گردہ کمر میں ایک جگہ معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ درد گردہ میں سانس لینے کے ساتھ ایک چیک سی گردہ تک ہو جاتی ہے پورا سانس نہیں آتا۔ **دوا۔** جو گروہ کے درد کو مفید ہے۔ چھ ماشہ تخم خربزہ اور چھ ماشہ خار خشک اور نو ماشہ حب القرطم اور پانچ پانچ ماشہ بیخ کاسنی، زیرہ سیاہ۔ حب کا کنج پانی میں جوش دیکر چھان کر دو تولہ شربت بزوری بارد ملا کر ایک ایک ماشہ تبر یہود سنگ سرماہی خوب باریک پیس کر ملا کر صبح وشام دونوں وقت ملا کر پئیں۔ اگر بخار ہوتو اسی میں سات دانہ آلو بخارا بڑھا ئیں اگر معمولی دواؤں سے آرام نہ ہوتو چار تولہ کسٹرائل یعنی ارنڈی کا تیل تین تین چھٹانک سونف کے عرق میں ملا کر پئیں اس کے پینے سے دست بھی آجاتے ہیں اور پیشاب بھی کھل کر آجاتا ہے۔ اور گردہ میں سے فاسد مادہ نکل جاتا ہے۔ نہایت مفید ہے۔

روٹی درد گردہ کیلئے: مفید ہے قولنج کے درد کے بیان میں گزر چکی ہے۔ جس میں سویہ میتھی کے بیج ہیں۔

لیپ۔ جس سے گردہ کے درد اور گردہ کے آس پاس کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ تین ماشہ دارچینی قلمی اور تین ماشہ مصطگی رومی باریک پیس کر چار تولہ روغن گل میں ملا کر گرم گرم مالش کریں اور اوپر سے روہڑ یعنی پرانی روئی گرم کر کے باندھ دیں۔

سینک۔ درد گردہ کیلئے مفید ہے تیز گرم پانی بوتل میں بھر کر کاک لگا کر درد کی جگہ پر بوتل کو پھرائیں۔ اگر بوتل کی گرمی ناگوار ہوتو اس پر باریک کپڑا کئی تہہ کا لپیٹ کر پھرائیں۔

غذا۔ گردہ کے مریض کیلئے سب سے بہتر شوربا ہے۔ اگر ضعف زیادہ ہوتو مرغ کا شوربا دو ورنہ بکری کا شوربا کافی ہے۔ چاول گردہ کے مریض کیلئے نہایت مضر ہیں۔

مثانہ یعنی پھکنے کی بیماریاں

جس جگہ پیشاب جمع رہتا ہے اس کو مثانہ کہتے ہیں اس کی جگہ پیڑو میں ہے۔ اگر پیشاب بند ہو یا اور کسی وجہ سے دوا مثانہ پر لگانا ہوتو پیڑو پر لگاؤ۔

پیشاب میں جلن ہونا: بیروزہ کا تیل دو بوند بتاشہ پر یا روٹی کے ٹکڑے پر ڈال کر کھائیں۔ آزمایا ہوا ہے۔ خاتمہ میں اس تیل کی ترکیب لکھی ہوئی ہے۔

دوسری غذا: شیرہ تخم خرفہ سیاہ پانچ ماشہ، شیرہ تخم خیارین چھ ماشہ پانی میں ملا کر چھان کر دو تولہ شربت بنفشہ ملا کر ایک ایک ماشہ طباشیر، کتیرا باریک پیس کر چھڑک کر پئیں۔

پیشاب کا رک جانا: ٹیسو کے پھول دو تولہ سیر بھر پانی میں پکا کر گرم گرم پانی سے ناف سے نیچے دھار دو اور دھارنے کے بعد ان پھولوں کو ناف سے نیچے گرم گرم باندھ دو۔

مثانہ کا کمزور ہو جانا: اور بار بار پیشاب آنا اور بلا ارادہ پیشاب خطا ہو جانا اور بچوں کا سوتے میں پیشاب نکل جانا۔ اس کیلئے یہ معجون نفع دیتی ہے۔ ترکیب یہ ہے فلفل سیاہ، پیپل، سونٹھ، خرفہ، دارچینی، خولنجان۔ یہ سب دوائیں دو دو ماشہ تودری سرخ تودری سفید، بہمن سرخ، بہمن سفید، بوزیدان، اندرجو شیریں، ناگرموتھا، باچھڑ یہ سب چیزیں چھ چھ ماشہ سب کو کوٹ چھان کر پندرہ تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں۔ بڑے آدمی ایک تولہ روز کھایا کریں اور بچوں کو چھ ماشہ کھلائیں۔

پیشاب میں خون آنا: اس کیلئے یہ دوا بہت آزمائی ہوئی ہے چھ ماشہ برادہ صندل سفید رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو چھان کر دو تولہ شربت بزوری معتدل ملا لیں پہلے تین ماشہ چاکسو چھلے ہوئے باریک پیس کر پھانکیں اوپر سے یہ دوائی لیں اور اگر خون کسی اور وجہ سے آتا ہے تو حکیم سے علاج کراؤ۔ شربت بزوری کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔

رحم کی بیماریاں: عورتوں کے جسم میں ناف کے نیچے تین چیزیں ہیں سب سے اوپر مثانہ اس کے نیچے دبا ہوا رحم جس میں بچہ رہتا ہے اس کے نیچے دبی ہوئی انتڑیاں جب رحم پر کوئی دوا لگانا ہو تو ناف کے نیچے لگائیں۔ اگر رحم کے امراض سے حفاظت منظور ہے تو ہمیشہ ان باتوں کا خیال رکھیں۔ (۱) حیض میں اگر ذرا کمی یا زیادتی پائیں تو فوراً علاج کرائیں۔ (۲) دائیاں آجکل بالکل اناڑی ہیں اس لئے فقط انکی رائے سے علاج نہ کریں بلکہ طبیب سے پوچھ لیں۔ (۳) معمولی امراض میں اندر رکھنے کی دوا سے بچیں۔ پینے کی دوا اور لیپ سے کام نکالیں۔ (۴) زچہ خانہ میں چاہے عورت تندرست ہو اس کی بھی دوا اور غذا حکیم سے پوچھ کر کریں ورنہ ہمیشہ کیلئے تندرستی خراب ہو جاتی ہے۔ (۵) اگر ورم ہو تو پیٹ بلا اجازت طبیب کے ہرگز نہ ملوائیں اس سے بعض وقت سخت نقصان پہنچتا ہے۔ (۶) بچہ گرانے کی تدبیر ہرگز نہ کرائیں۔

حیض کم آنا: یہ دوا نہ زیادہ گرم ہے نہ زیادہ سرد ہے کسی کو نقصان نہیں کرتی۔ تخم خربزہ، تخم خیارین، خارخشک، پوست بیخ کاسنی سب چھ چھ ماشہ، پرسیاؤشان پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر چھانکر تین تولہ شربت بزوری ملا کر پیا کریں۔

دھونی حیض کھولنے والی: گاجر کے بیج آگ پر ڈال کر اوپر ایک طباق سوراخ دار ڈھانک کر سوراخ پر بیٹھیں اور اس طرح دھونی لیں کہ دھواں اندر پہنچے۔ **فائدہ۔** مسور کی دال اور مسور اور آلو اور ساٹھی چاول اور خشک غذائیں حیض کو روکتی ہیں۔

استحاضہ: یعنی عادت سے پہلے یا بہت زیادہ خون آنے لگنا اگر گرم چیز کھانے سے نقصان ہوتا ہو یا گرمی کے دنوں میں یہ بیماری زیادہ ہوتی ہو اور منہ کا رنگ زرد رہتا ہو تو سمجھو کہ مزاج میں گرمی بڑھ کر خون پتلا ہو گیا اور رگوں میں نہیں رک سکا اس کی دوائیں یہ ہیں۔ **ایک دوا۔** ٹھنڈا پانی ٹب میں بھر کر اس میں بیٹھیں اور کمر اور

ناف کے نیچے ٹھنڈے پانی سے دھاریں۔ **دوسری دوا۔** انار کے چھلکے، انار کی کلی، مازو سب دو دو تولہ کچل کر بیس سیر پانی میں جوش دیکر ٹب میں بھر کر بیٹھیں بیٹھتے وقت پانی نیم گرم ہو اور اتنی دیر بیٹھیں کہ پانی ٹھنڈا ہو جائے۔ **تیسری دوا۔** صندل سفید گل سرخ ساق، انار کے چھلکے سب چھ چھ ماشہ گلاب میں پیس کر ناف کے نیچے نیم گرم لیپ کریں اور شربت انجبار بھی اس میں مفید ہے اور غذا مسور کی دال سرکہ ملا کر کھانا مفید ہے اور استحاضہ کی ایک قسم یہ ہے کہ اندر کسی رگ کا منہ کھل جانے سے خون جاری ہو جائے۔ پہچان اسکی یہ ہے کہ یک لخت بہت سا خون آتا ہے۔ **علاج اول۔** ایک عدد قرص کہربا کھا کر پانچ پانچ ماشہ تخم خرفہ اور حب آلاس اور تخم بارتنگ پانی میں پیس کر دو تولہ شربت انجبار ملا کر پئیں اور شربت انجبار اور قرص کہربا کی ترکیب خاتمہ میں آئے گی اور یہ دوائی استحاضہ کے استعمال کیلئے مفید ہے۔ دو تولہ مازو اور دو تولہ انار کے چھلکے کچل کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں جب چھٹا نک بھر رہ جائے اس میں پانی روئی بھگو کر تین تین ماشہ سرمہ اور سنگ جراحت اور گل ارمنی باریک پیس کر اس بھیگی ہوئی روئی پر اچھی طرح لگا کر آٹھ انگل کی بتی بنا کر اندر رکھیں اور چھ گھنٹے کے بعد بدل دیں اور ابھی جو دوا اوپر لکھی گئی ہے جس میں انار کی کلی ہے ایسے استحاضہ کو وہ بھی مفید ہے اور بیمار کو حتی الامکان چلنے پھرنے اور ہر قسم کی حرکت سے روکیں اور بغل سے لیکر پہنچوں تک ہاتھ خوب کس کر باندھیں جس وقت تکلیف ہونے لگے کھول دیں اور پھر ہاتھ باندھ دیں اور ایسے استحاضہ کا غریبی علاج یہ ہے کہ جس وقت خون شدت سے جاری ہو تو دو تولہ پنڈول مٹی لیکر ساٹھی کے چاولوں کی پتلی پیچ میں گھول کر تھوڑی تھوڑی پلائیں اور ملتانی مٹی کے ٹکڑے پانی میں ڈال رکھیں اور پینے کو یہی پانی دیں اور گلاب میں کپڑے کی بتی بھگو کر اور اس بتی پر سرمہ خوب لپیٹ کر اندر رکھیں۔ اور اگر کوئی اور وجہ ہو تو حکیم سے علاج کرائیں۔

<u>رحم سے ہر وقت رطوبت جاری رہنا:</u> یہ مرض رحم کی کمزوری سے ہوتا ہے یہ دوا اس کیلئے بہت مفید ہے اور معدہ اور دماغ اور دل کو بھی طاقت دیتی ہے اور بھوک خوب لگاتی ہے اور قبض نہیں کرتی اور خفقان یعنی ہول دلی اور بواسیر کو بہت فائدہ دیتی ہے دو تولہ مربے کی ہڑ اور چھ ماشہ دانہ الائچی خورد اور چھ ماشہ خشک دھنیہ ان سب کو چھ تولہ عرق کیوڑہ میں پیس کر چھ تولہ قند سفید ملا کر تھوڑا پانی ملا کر قوام معجون کا کریں جب تیار ہو جائے پانچ عدد چاندی کے ورق اور ایک ماشہ مونگے کا کشتہ اور چار رتی رانگ کا کشتہ ملا کر رکھ لیں اور چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہر روز کھایا کریں ان دونوں کشتوں کی ترکیب خاتمہ میں آئے گی۔ اور جاڑوں میں یہ لڈو کھانا بھی بہت مفید ہے۔ لڈو کی ترکیب یہ ہے کہ دو سیر میدہ کو سیر بھر گھی میں بھون کر نکال لیں اور گھی علیحدہ کر لیں پھر میدہ کو ڈیڑھ سیر سفید قند میں قوام کر کے ملا لیں [1] پھر ڈیڑھ تولہ گل پستہ اور ڈھائی تولہ گل دھاوا اور ایک تولہ کتیرا اور ڈیڑھ تولہ ببول کا گوند اور چھ ماشہ گل چھالیہ اور ڈیڑھ تولہ سونٹھ نو تولہ بسباسہ اور ایک تولہ

---

[1] ایک نسخہ جو حیض لانے میں نہایت تیز ہے مگر گرم مزاج والی اس کو استعمال نہ کرے، عاقر قرحا لونگ بالون مرکی، مشکطرا مشیع ابھل سب تین تین ماشہ فرفیون ایک ماشہ خوب باریک پیس کر روغن زیتون سے گوندھ کر آٹھ انگل کی بتی کپڑے کی بنا کر اس پر دوا لگا کر رکھیں۔

جوتری اور ایک تولہ مجیٹھ اور ایک تولہ ڈھاک کا گوند اور دو تولہ سمندر سوکھ اور ایک تولہ کمر کس اور ایک تولہ جوز الطیب اور ایک تولہ لونگ اور ایک تولہ گل نارنج اور ایک تولہ للنگنی ایک تولہ مازو اور ایک تولہ آملہ خشک اور ایک تولہ گوکھرو خورد۔ (جو دوانہ ملے نہ ڈالیں) اور دو تولہ تال مکھانہ اور ساڑھے چار ماشہ چھوٹی مائیں اور چار ماشہ بڑی مائیں ان سب کو کوٹ چھان کر اس کو علیحدہ رکھے ہوئے گھی میں بھون کر پیس کر قوام میں ملائیں پھر آدھ پاؤ مغز بادام اور چھٹا نک بھر مغز پستہ اور چھٹا نک بھر مغز اخروٹ اور اڑھائی تولہ چرونجی اور آدھ سیر چھوہارا خوب کچل کر ملالیں اور ایک ایک چھٹا نک کے لڈو بنالیں اور ایک لڈو روز کھالیا کریں اور اگر گرمی کے دنوں میں کھانا چاہیں یا مزاج زیادہ گرم ہو تو سونٹھ نہ ڈالیں اگر اس لڈو سے قبض ہو تو دو تولہ منقیکسی وقت یا ایک مربے کی ہڑ سوتے وقت کھالیا کریں اور کبھی یہ بیماری حمل گر جانے سے یا بچے جلدی جلدی پیدا ہونے سے ہو جاتی ہے ایسی عورتوں کو چاہئے کہ حمل گرنے کے بعد یا بچہ پیدا ہونے کے بعد جو دوا یا غذا کھائیں حکیم کی رائے سے کھائیں۔ دائیوں کے کہنے پر نہ رہیں۔ دائیاں ہر زچہ کو گوند سونٹھ کھلا دیتی ہیں اور کچھ نہیں سمجھتیں کہ اب یہ چیزیں سب کو موافق نہیں آتیں۔

رحم میں خارش اور سوزش ہونا: کسی خراب مادے یا کوئی گرم چیز کھانے سے کبھی اندر خارش ہو جاتی ہے کبھی دانے بھی نکل آتے ہیں اور بے قراری ہونے لگتی ہے اس وقت یہ دوا کریں۔ رسوت مردار سنگ، صندل سرخ، صندل سفید، سفیدہ کاشغری، گیرو، چھالیہ یہ سب تین تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ ہرے دھنیہ کے پانی میں پیس کر اندر لگائیں۔

دوسری دوا: چھ ماشہ رسوت کو دو تولہ گلاب اور دو تولہ ہری مہندی کے پانی میں گھول کر اندر لگائیں۔ تنبیہ، اس بیماری میں جاہل دائیوں کے کہنے سے سنبھالو کے پتے اور پلاس اور گرم دوائیں نہ برتیں۔ بعض دفعہ دانے پک کر بیماری بڑھ جاتی ہے اور جو دوائیں لکھی گئی ہیں ان سے فائدہ نہ ہو تو طبیب سے رجوع کریں۔

رحم میں ورم ہو جانا: ورم بہت طرح کا ہوتا ہے اس لئے حکیم سے رجوع کرنا چاہئے، یہاں ایک ہلکی سی دوا لکھی جاتی ہے جو سب طرح کے ورم میں فائدہ دیتی ہے پانچ ماشہ معجون دبیدالورد اول کھا کر اوپر سے عرق مکوہ آدھ پاؤ اور شربت بزوری بارد دو تولہ اور مکو کے سبز پتوں کا پھاڑا ہوا پانی چار تولہ ملا کر پئیں۔ دبیدالورد کا نسخہ خاتمہ میں آئے گا۔ لیکن اگر کھانسی زیادہ ہو تو دبیدالورد معجون نہ دیں۔ لیپ۔ اس سے رحم کے ورم اور معدے کے ورم اور نلوں کے ورم کو فائدہ ہوتا ہے۔ گل بابونہ، اکلیل الملک، تخم خطمی اور ناگرموتھا۔ مکو خشک، صندل سرخ، بالچھڑ، چھڑیلہ، ایلوا، افسنتین رومی، بنفشہ، مصطگی رومی۔ اذخر یہ سب تین تین ماشہ کوٹ چھان کر اور دو تولہ املتاس ہری مکو کے پانی میں گھول کر اس میں وہ سب دوائیں ملا کر پھر اس میں روغن گل، روغن بابونہ، ارنڈی کا تیل چھ چھ ماشہ ملا کر نیم گرم لیپ کریں۔ صبح کا کیا ہوا لیپ شام کو دھو ڈالیں اور شام کو نیا لیپ کر صبح کو دھو ڈالیں اور یہ لیپ اگر جگر اور تلی پر بھی کر دیا جائے تو کچھ حرج نہیں کچھ مفید ہی ہے۔

اختناق الرحم: اس میں سخت گولا اٹھتا ہے اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور ہاتھ پیر کسی قدر گرنے لگتے ہیں اور

رنگ زرد ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے پانی بہنے لگتا ہے اور برے برے خیالات آنے لگتے ہیں پھر ذرا دیر میں معلوم ہوتا ہے کہ ناف کے نیچے سے کوئی چیز اٹھتی ہے اور دل و دماغ تک پہنچ کر پریشان کرتی ہے یہاں تک کہ حواس جاتے رہتے ہیں اور اکثر مریضہ چیخنے لگتی ہے پھر بے ہوشی ہو جاتی ہے اور یہ مرض مرگی کے اور غشی کے یعنی غش آنے کے بہت مشابہ ہے لیکن مرگی میں منہ میں جھاگ آیا کرتے ہیں اور اس میں نہیں آتے اور غشی میں خوشبو سنگھانے سے نفع ہوتا ہے اور اس میں خوشبو سنگھانے سے نقصان ہوتا ہے البتہ بدبو سنگھانے سے نفع ہوتا ہے۔ ان پہچانوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اختناق ہے یا مرگی ہے یا غشی ہے اور یہ مرض حیض کے رکنے سے اکثر ہو جاتا ہے۔ جب ایسا دورہ پڑے تو فوراً بیمار کے پاؤں اس قدر کس کر باندھیں کہ تکلیف ہونے لگے اور منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے ماریں اور نمک اور رائی پیس کر تلوؤں کو ملو اور کوئی بدبودار چیز جیسے ہینگ یا مٹی کا تیل سنگھاؤ اور خوشبو کی چیز ہرگز نہ سنگھاؤ نہ پلاؤ نہ چھڑکو اور پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے البتہ جن لڑکیوں کو یا بیواؤں کو شادی نہ ہونے کی وجہ سے یہ مرض ہو تو سب سے بہتر تدبیر شادی کر دینا ہے۔ **فائدہ**۔ بعد ختم ہونے کے مشک استعمال کرنے سے یعنی اس جگہ تھوڑا مشک کا پارچہ رکھنے سے اختناق نہیں ہوتا۔

رحم کا کمزور ہو جانا: اس میں بادی بہت بڑھ جاتی ہے اور ناف کے نیچے کبھی اپھارا سا ہو جاتا ہے کبھی اندر پانی سا بولتا ہے کبھی ریاح سے گڑگڑ آواز ہوتی ہے اس کیلئے جوارش کمونی چھ ماشہ یا ایک تولہ ہر روز کھانا مفید ہے اور اس جوارش کی ترکیب خاتمہ میں ہے اور رحم سے رطوبت جاری رہنے کی بیماری کے بیان میں ایک لڈو کی ترکیب لکھ دی ہے وہ بھی اس میں مفید ہے۔

اندر کا بدن چر جانا: کبھی بالغ ہونے سے پہلے شادی کر دینے سے کبھی اور کسی صدمہ سے ایسا ہو جاتا ہے اس کو عربی میں شقاق الرحم کہتے ہیں۔ حکیم سے یہ لفظ کہہ دینا کافی ہے زیادہ بے شرم بننے کی ضرورت نہیں۔ اس کیلئے یہ مرہم بھی فائدہ مند ہے۔ موم سفید اور بکری کے گردے کی چربی اور گائے کی نلی کا گودا سب دو دو تولہ لیکر پگھلاویں اور چار چار ماشہ سنگ جراحت اور مردار سنگ باریک پیس کر اس میں خوب ملا کر دو تین روز لگاویں نہایت مجرب ہے۔[1]

کمر اور ہاتھ پاؤں اور جوڑوں کا درد

کمر کا درد: کبھی سردی پہنچ جانے سے ہونے لگتا ہے ایسی حالت میں دو تولہ شہد، آدھ پاؤ سونف کے عرق

[1] پرسوت اس میں دست آتے ہیں اور باوجود دست آنے کے پیٹ ہلکا نہیں ہوتا بلکہ نفخ بڑھتا جاتا ہے اور دستوں کا دورہ ہوتا ہے اس کیلئے مجرب دوا یہ ہے۔ لوبان کا ست اور مشک دونوں ایک ایک ماشہ لیکر گولیاں کالی مرچ کے برابر بناویں اور ایک گولی روز ایک مہینہ تک بلکہ چالیس روز تک کھاویں لیکن یہ نسخہ جب دیا جا سکتا ہے کہ مریضہ کو بخار نہ ہو اور بخار ہو تو یہ دوا دیں تالیسپتر دو ماشہ مرچ سیاہ دو ماشہ سونٹھ تین ماشہ پیپل چار ماشہ طباشیر پانچ ماشہ دانہ الائچی خورد چھ ماشہ دارچینی چار رتی کوٹ چھان کر مصری ڈھائی تولہ ملا کر سفوف بنائیں اور چھ ماشہ روز کھاویں اگر ورم نہ ہو تو دودھ کے ساتھ اور اگر ورم ہو تو پانی کے ساتھ کھاویں ایک اور دوا پرسوت کی اجوائن خراسانی دو ماشہ، تخم خشخش سفید ایک ماشہ پیس کر دو گھونٹ گرم پانی کے ساتھ پھانکیں بیس دن ایسا ہی کریں۔

میں ملا کر پئیں اور چھ ماشہ کلونجی دو تولہ شہد میں ملا کر چاٹا کریں اور کوکھ کے درد کیلئے بھی یہی علاج فائدہ مند ہے اور کبھی کمر میں درد اس لئے ہونے لگتا ہے کہ سردی کے دنوں میں بچہ پیدا ہوا تھا اور غذا اچھی طرح نہیں ملی اس صورت میں گوشت کی یخنی گرم مصالحہ ڈال کر پینا اور انڈا کھانا بہت مفید ہے۔ اور اگر انڈا نمک سلیمانی کے ساتھ کھاویں تو زیادہ مفید ہے اور کبھی گردہ میں بیماری رہنے سے کمر میں درد ہوتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ گردہ کا علاج کریں اور بعض دفعہ حیض آنے سے پہلے کمر میں درد ہوتا ہے اس کیلئے یہ معجون اور شربت مفید ہے۔

حیض سے پہلے درد کمر: اس کا علاج جوڑوں کے درد کے بیان میں آتا ہے۔ لوبان کا ست انگریزی دوا خانوں میں بنا ہوا ملتا ہے اور اگر خود بنانا چاہیں تو ترکیب یہ ہے کہ دو تولہ کوڑیالوبان لیکر ایک مٹی کی سکوری میں رکھ کر دوسری سکوری اوپر ڈھانک کر کناروں کو آٹے سے ڈھانک کر کناروں کو آٹے سے بند کر کے چراغ کی آنچ پر رکھ دیں اور تین گھنٹہ بعد اتار کر ٹھنڈا کر کے کھولیں تو جو اوپر کی رکابی میں جم گیا ہوگا اس کو لیکر مشک ہم وزن ملا کر گولیاں بہ ترکیب مذکور بنالیں اور جو راکھ سی نیچے رکابی میں رہ گئی ہو وہ ایک دو چاول کھلانا بچوں کی پسلی کو مفید ہے۔

معجون کا نسخہ: یہ ہے تخم کرفس ساڑھے چار ماشہ، تخم حلبہ دو تولہ ساڑھے سات ماشہ اور تخم مغز خیارین ڈیڑھ تولہ اور بادیان نو ماشہ اور انیسون رومی نو ماشہ اور تخم شبت نو ماشہ اور مجیٹھ نو ماشہ ان سب کو پانی میں جوش دیکر چھان کر اس میں ساڑھے بائیس تولہ قند سفید ملا کر قوام کر کے معجون بنالیں ایک تولہ کھا کر اوپر سے دو تولہ شربت بزوری ایک چھٹانک عرق مکو میں ملا کر پی لیں یہ دوا حیض سے دو تین روز پہلے سے شروع کر دیں اور جب درد موقوف ہو جائے چھوڑ دیں اور حیض کے ایام میں بھی کھاتی رہیں تب بھی مفید ہے۔ اور شربت کا نسخہ یہ ہے۔ تخم کرفس ساڑھے چار ماشہ تخم حلبہ ساڑھے اکیس ماشہ اور تخم خیارین ڈیڑھ تولہ اور سونف نو ماشہ اور انیسون رومی نو ماشہ اور تخم شبت یعنی سویا کے بیج نو ماشہ ان دواؤں کو کچل کر رات کو آدھا سیر پانی میں بھگو کر صبح کو جوش دیکر چھان کر بائیس تولہ قند سفید ملا کر قوام کرلیں اور اس شربت کو سات خوراک کریں۔ نیم گرم پانی یا سونف کے عرق میں گھول کر حیض سے پہلے جب کمر میں درد شروع ہو پینا شروع کر دیں۔[1]

لیپ۔ کمر کے درد اور کھوکھ کے درد اور بہت سے دردوں کو مفید ہے چھ ماشہ میتھی کے بیج اور چھ ماشہ السی کے بیج پانی میں بھگو کر لعاب لیکر گوگل، گل بابونہ، اشق تین تین ماشہ پیس کر ملا کر دو تولہ ارنڈی کا تیل اس میں ڈال کر نیم گرم ملیں۔ لڈو جن کی ترکیب رحم سے رطوبت جاری رہنے کے بیان میں لکھی ہے وہ بھی اس درد کو فائدہ دیتے ہیں جو کمزوری سے ہو۔

گھٹنوں اور کہنیوں اور جوڑوں میں درد ہونا: ان دردوں کیلئے اور بھی اکثر دردوں کیلئے یہ دوا مفید ہے۔ تین ماشہ سورنجان شیریں باریک پیس کر چھ ماشہ شکر سرخ ملا کر سوتے وقت کھائیں اور اوپر سے سونف کا عرق آدھ پاؤ اور دو تولہ خمیرہ بنفشہ اس میں ملا کر کھائیں۔ یہ دوا ہر جگہ کے درد کو مفید ہے خمیرہ بنفشہ کی ترکیب خاتمہ میں ہے اور بازار میں بھی ملتا ہے۔ **دوسری دوا۔** کہ ہر قسم کی گٹھیا اور ہر جگہ کے درد کو فائدہ دے اور کسی حال میں

[1] اور نیم کے پتے لیکر گیلے کپڑے میں لپیٹ کر گرم کر کے ناف کے نیچے اور کمر کو سینکیں

نقصان نہ کرے۔ تین تین ماشہ سورنجان تلخ اور قسط تلخ پیس کر دوتولہ روغن گل اور چھ ماشہ موم زرد میں ملا کر ملیں۔ تیل۔ کم خرچ بدن کے درد کو مفید جس میں کسی طرح کا نقصان نہیں سواتولہ گھونگچی سرخ کچل کر اس کی دال نکال لیں اور دال کچل کر ایک رات دن پانی میں تر رکھیں۔ پھر سوا پاؤ تیل تل کا اسی پانی میں ملا کر جوش دیں کہ پانی جل جائے اور گھونگچی بھی جل کر کوئلہ ہو جائے تب چھان کر اس میں ساڑھے چار ماشہ نمک سانبھر اور آدھ پاؤ کنوئیں کا تازہ پانی ملا کر لوہے کے برتن میں پھر جوش دیں کہ پانی اور نمک جل جائے اس کا خیال رکھیں کہ تیل نہ جل جائے پھر احتیاط سے بوتل میں رکھ لیں نہایت آزمایا ہوا ہے۔ فائدہ۔ گٹھیا کے علاج میں بہت سے قضیے کرنے پڑتے ہیں اس واسطے اس کا علاج کسی ہوشیار طبیب سے کرانا چاہئے۔ فائدہ۔ گٹھیا میں خربزہ اور پھوٹ بقدر ہضم فائدہ مند ہے۔ فائدہ۔ گٹھیا میں شور با چپاتی عمدہ غذا ہے۔ فائدہ۔ مشہور ہے کہ گٹھیا کے درد میں ٹھنڈی دوا ہرگز استعمال نہ کرنا چاہئے۔ یہ غلط ہے بعض وقت کافور تک گٹھیا میں استعمال کیا جاتا ہے طبیب سے رائے لو۔ نقرس پیر کے انگوٹھے اور پنجے اور گٹے کے درد کو کہتے ہیں۔

وجع الورک وعرق النساء: ایک درد کولہے میں پیدا ہوتا ہے اس کو وجع الورک کہتے ہیں اور جب وہ درد بڑھ کر پیر کے نیچے تک پھیل جائے اس کو عرق النساء کہتے ہیں۔

فائدہ۔ ان تینوں دردوں میں بہت ٹھنڈی چیزوں کا لیپ نہ کرو۔ فائدہ۔ کریلہ ان تینوں دردوں میں اکثر مفید ہے۔ علاج اس کا طبیب سے کراؤ۔

بخار کا بیان

اسکی سینکڑوں قسمیں ہیں اور اس کے علاج کیلئے بڑے علم اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اس جگہ صرف بعض باتیں چھوٹی چھوٹی کام کی بخار کے متعلق لکھی جاتی ہیں۔

(۱) بخار کا علاج ہمیشہ یونانی حکیم سے کرانا چاہئے اور دیر اور غفلت نہ کرنی چاہئے۔ (۲) جاڑے بخار میں باری کے وقت بیمار کو گرم جگہ نہ رکھنا چاہئے لیکن ہوا سے بچاویں اور لرزہ کے وقت کپڑا اوڑھا دیں اور بدن کو دبادیں اور لرزہ اترنے کے بعد اگر پسینہ نہ ہو تو ہوا کا کچھ ڈر نہیں۔ (۳) ہاتھ پیروں کی مالش کرنا ہر طرح کے بخار میں مفید ہے خواہ نمک سے ہو یا کسی اور دوا سے یا صرف کپڑے سے لیکن کپڑا ذرا کھردرا اور موٹا ہونا چاہئے۔ اور پیروں کی مالش ایڑی کی طرف سے انگلیوں کی طرف کو ہوتی ہے۔ اور ہاتھوں کی مالش ہتھیلی کی طرف سے انگلیوں کی طرف کو ہوتی ہے اور جس چیز سے مالش کریں جب وہ گرم ہو جائے تو بدل دیں۔ (۴) مالش سے زیادہ فائدہ سینگیاں کھچوانا ہے اس سے زیادہ فائدہ کی چیز پاشویہ کرنا ہے اس کا بیان بھی آئے گا۔ بعض آدمی جو کہا کرتے ہیں کہ بیمار میں سینگیاں یا پاشویہ کی طاقت کہاں ہے یہ واہیات بات ہے اس سے اور طاقت آتی ہے جب سینگیاں کھنچ چکیں تو پیروں کو ران سے لیکر ٹخنوں تک کس کر باندھ دیں اور ایک گھنٹہ کے بعد کھول ڈالیں۔ لیکن آہستہ آہستہ کھولیں یکدم نہ کھولیں رانوں کی طرف سے لپیٹنا شروع کریں اور کھولنے

کے وقت ٹخنوں کی طرف سے کھولنا شروع کریں پاشویہ کے بعد بھی اسی طرح باندھیں اسی طرح جب پیروں کی مالش کر چکیں باندھ دیں۔ (۵) پاشویہ اس کو کہتے ہیں کہ کچھ دوا پانی میں اوٹا کر وہ گرم گرم پانی پیروں پر ڈالیں اور ہاتھ سے پنڈلیوں کو سونتیں۔

پاشویہ کا نسخہ: جو بخار کی اکثر قسموں میں کام آتا ہے۔ بیری کے پتے چھٹا نک اور گیہوں کی بھوسی چھٹا نک اور کھاری نمک دو تولہ اور خوب کلاں ایک تولہ اور بنفشہ دو تولہ اور خطمی ایک تولہ گل نیلوفر ایک تولہ ان سب کو ایک پوٹلی میں باندھ کر بیس سیر پانی میں جوش دیں۔ جب جوش ہو جائے پوٹلی نکال ڈالیں اور پانی سے اس طرح پاشویہ کریں کہ بیمار کو چارپائی یا کرسی پر پاؤں لٹکا کر بٹھلا دیں اور پیروں کے نیچے ایک ٹپ یا بڑا دیگچہ خالی رکھ دیں [۱] اور بیمار کے منہ پر ایک چادر ڈال دیں تا کہ پانی کی بھاپ منہ کو نہ لگے اور دماغ کو گرمی نہ پہنچے پھر دو آدمی دونوں پیروں پر گھٹنہ سے انہی دواؤں کا ذرا اچھا گرم پانی آہستہ آہستہ ڈالنا شروع کریں اور دو آدمی گھٹنوں سے ٹخنوں تک پیروں کو اس طرح سونتیں کہ بیمار کو ذرا نا گوار ہونے لگے جب وہ پانی ختم ہو کر اس خالی ٹپ یا دیگچہ میں جمع ہو جائے پھر اس کو لوٹے میں بھر کر اسی طرح ڈالیں اور سونتیں۔ ایک گھنٹہ تک یا جب تک مناسب ہو اس طرح پاشویہ کریں پھر فوراً پیروں کو پونچھ کر دو لمبے کپڑوں سے باندھیں جیسا کہ سینگیوں کے بیان میں لکھ دیا ہے۔

پاشویہ کا دوسرا نسخہ: بھوسی چھٹا نک اور کھاری نمک اور خوب کلاں دو دو تولہ اسی طرح بیس سیر پانی میں جوش دیکر پاشویہ کریں۔ فائدہ۔ بخار میں سر کی طرف سے گرمی روکنے کیلئے لخلخہ بھی عمدہ چیز ہے۔ لخلخہ اس کو کہتے ہیں کہ کوئی خوشبو تسکین دینے والی سونگھائی جائے۔ نسخہ۔ تین ماشہ صندل سفید چھ تولہ گلاب میں گھس کر تین ماشہ دھنیہ کچل کر اس میں ڈالیں اور خس جس کی ٹٹیاں بنتی ہیں تین ماشہ اور کدو یعنی لوکی کے یا کھیرے کے ٹکڑے دو دو تولہ گل ارمنی تین ماشہ روغن گل ایک تولہ اور ترکہ تین ماشہ ملائیں پھر دو برتنوں میں کر کے ایک ایک سے سونگھائیں اسی طرح خس کو پانی سے چھڑک کر یا پنڈول کو چھڑک کر یا کھیرا ککڑی سونگھنا بھی مفید ہے۔ اگر گرمی بہت زیادہ ہو تو لخلخہ میں کافور بھی ملا لیں۔

غفلت دور کرنے کی: ایک تدبیر یہ ہے کہ مونگ کی ٹکیہ پکائیں جو ایک طرف سے پکی ہو اسی پکی طرف روغن گل چپڑ کر سر پر باندھیں جب گرم ہو جائے دوسری بدل دیں اسی طرح دودھ کا مادا روغن گل چپڑ کر سر پر باندھنا ہوش میں لانے کیلئے مفید ہے اور اگر مریض کو کسی طرح ہوش نہ ہو تو ایک مرغ ذبح کر کے اس کے پیٹ کی آلائش دور کر کے فوراً اس طرح سر پر رکھیں کہ سر پیٹ کے اندر آ جائے غفلت خواہ کسی وجہ سے ہو ایک دفعہ کو ضرور ہوش آ جاتا ہے۔ (۶) باری اور بحران کے دن غذا نہ دیں اور اگر دینا ہو تو باری آنے سے تین چار گھنٹے پہلے دیں۔ گرم بخاروں میں آش جو نہایت عمدہ غذا ہے۔ ترکیب اس کی خاتمہ میں ہے۔ [۲] (۷)

---

[۱] چاہئے کہ اول مریض کے پیروں کو دھو کر پاک کر دیں اسی دوا کے پانی سے یا سادہ پانی سے تا کہ وہ دیگھ کا پانی ناپاک نہ ہو اور مریض کے کپڑے اور تیمارداروں کے ہاتھ اور کپڑے وغیرہ ناپاک نہ ہوں اور سب کی نمازیں غارت نہ ہوں۔

[۲] غفلت اور سرسام میں تھالہ باندھنا بھی بہت مفید ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ میدہ گیہوں کا (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جب کسی کو بخار آئے تو خیال کر کے بخار آنے کا وقت اور دن یاد رکھو اس کی ضرورت یہ ہے کہ بیماری میں بعض دن ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں طبیعت بیماری کو ہٹانا چاہتی ہے اور بیماری طبیعت کو کمزور کرنا چاہتی ہے ان دنوں میں تکلیف زیادہ رہتی ہے اس کو بحران کہتے ہیں۔ سو علاج میں حکیم لوگ بحران کے دنوں کا خیال رکھتے ہیں اگر تم کو بیماری کے شروع ہونے کا دن اور وقت یاد ہوگا تو حکیم کو بتلا دو گے اور یہ بھی ضرورت ہے کہ بحران کے دنوں میں اوپر والوں کو بھی بعض باتوں کا انتظام رکھنا پڑتا ہے تو اگر دن اور وقت یاد ہوگا تو سب انتظام آسان ہوگا۔ سو اس میں کئی باتیں سمجھ لو اول یہ کہ اگر دو پہر سے پہلے بخار آیا ہو تو اس کا پہلا دن گنو اور اگر دو پہر کے پیچھے آیا ہو تو تیسرے دن کی باری والے بخار میں تو اس کو پورا دن گنو اور ہر وقت والے بخار میں اور روز کی باری والے بخار میں چاہے جاڑے سے آتا ہو چاہے بے جاڑے آتا ہو اس دن کو نہ گنو بلکہ اگلے دن کو پہلا دن گنو دوسرے یہ سمجھو کہ بیس دن تک اس کے یاد رکھنے کی زیادہ ضرورت ہے ان دنوں میں سے دسواں اور بارہواں اور سولہواں اور انیسواں دن بحران سے بالکل خالی ہوتا ہے اور ساتواں اور گیارہواں اور چودہواں اور سترہواں اور بیسواں دن تیز بحران کا ہے اور اٹھارواں دن ہلکے بحران کا ہے اور آٹھواں اور تیرہواں دن اکثر تو خالی ہوتا ہے اور کبھی بحران ہو جاتا ہے اور تیرا اور نواں دن اکثر بحران کا ہوتا ہے اور چوتھا اور پانچواں اور چھٹا اور پندرہواں دن ایسا ہے کہ اس میں کبھی بحران ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا۔ جن بخاروں کی باری تیسرے دن پڑتی ہے ان میں ساتواں اور گیارہواں دن نہایت سخت بحران کا ہے۔ اکثر گیارہویں دن تک بحران ختم ہو جاتا ہے اگر اس دن بحران نہ ہو تو پھر کچھ اندیشہ نہیں رہتا۔ تیسرے یہ سمجھو کہ اگر رات کو بحران پڑنے والا ہے تو دن میں اسکی نشانیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں اور اگر دن میں پڑنے والا ہے تو رات میں نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں اور وہ نشانیاں یہ ہیں بے چینی زیادہ ہونا، کروٹیں بدلنا، کبھی ہوش میں آنا اور پھر دفعتاً غفلت میں ہو جانا، پریشان باتیں کرنا، گردن میں درد ہونا، چکر آنا، آنکھوں کے سامنے کچھ صورتیں نظر آنا، کمر میں درد ہونا اور دنوں سے زیادہ تکان ہونا، بدن ٹوٹنا، کانوں میں شور ہونا۔ کبھی سب نشانیاں ہوتی ہیں۔ کبھی بعض بعض۔ پھر جب غفلت بڑھ جائے اور نیند میں چونکے یا اٹھ اٹھ کر بھاگے اور مارنے پیٹنے لگے تو سمجھ لو یہ بحران ہے پھر جب ہوش کی باتیں کرنے لگے یا پسینہ آ کر بدن ہلکا معلوم ہونے لگے تو سمجھ لو کہ بحران ختم ہو گیا۔ چوتھے یہ سمجھو کہ بحران کے دن اوپر والوں کو جن باتوں کا انتظام رکھنا ضرور ہے وہ یہ ہیں کہ اس روز بیمار کو آرام دینا چاہئے کوئی تیز دوا ہرگز نہ دیں نہ تو دستوں کی نہ باری روکنے کی نہ پسینہ کی بعض دفعہ ایسی دوائیاں دینے سے بیمار کی موت آ گئی ہے البتہ ہوش و حواس قائم رکھنے کی یا دل کو طاقت دینے کی ہلکی ہلکی تدبیریں کریں تو مضائقہ نہیں جیسے سنکیاں سنگھوانا یا دل پر صندل گلاب میں گھس کر کپڑا بھگو کر رکھنا اس سے زیادہ جو کرنا ہو حکیم سے پورا حال کہہ کر جو وہ کہے کرو پانچویں یہ سمجھو کہ اگر بخار میں نکسیر جاری ہو جائے یا دست آنے لگیں

(گذشتہ سے پیوستہ) چھٹانک گھر گھی چھٹانک بھر شکر سفید چھٹانک بھر حلوا سا بنا کر ایک پتہ پر رکھ کر نیم گرم سر پر باندھیں۔ اگر بخار تیز ہو اور غفلت زیادہ ہو تو تین ماشہ کافور بھی اس حلوے میں ملالیں۔

یا قے آنے لگے یا پیشاب یک لخت جاری ہو جائے یا پسینہ آئے تو ڈرومت اور روکنے کی کوشش مت کرو یہ اچھی نشانی ہے۔ البتہ ان چیزوں میں اگر بیحد زیادتی ہونے لگے تو حکیم سے پوچھ کر بند کرنے کی کوشش کرو۔ (۸) اگر لرزہ اس قدر سخت ہو کہ سہارا نہ ہو سکے تو بازو سے لیکر پانچوں تک دونوں ہاتھ اور رانوں سے لیکر ٹخنوں تک دونوں پاؤں باندھ دو یا پانی خوب پکا کر چار پائی کے نیچے رکھ کر بھپارہ دو، چار پائی پر کچھ بچھانا نہ چاہئے تا کہ بھاپ خوب بدن کو لگے اور چاہیں تو اس پانی میں پانچ چھ تولہ سویا کے بیج اوٹا لیں۔ (۹) اگر بخار میں پیاس زیادہ ہو یا زبان خشک ہو یا نیند نہ آتی ہو تو سر پر روغن کدو یا روغن کاہو یا اور کوئی ٹھنڈا تیل اس قدر ملیں کہ جذب نہ ہو سکے اور کانوں میں بھی ٹپکائیں، اگر کھانسی نہ ہو تو منہ میں آلو بخارا رکھیں اور اگر کھانسی ہو تو بہدانہ یا عناب کا ست رکھ دیں اور اگر بخار میں دردسر زیادہ ہو یا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوں تو پیروں کی مالش نمک سے کر کے کپڑے سے لپیٹ دیں۔ (۱۰) اگر بخار میں گھبراہٹ اور بے چینی زیادہ ہو تو صندل گلاب میں گھس کر کپڑا بھگو کر دل پر رکھیں۔ دل بائیں چھاتی کے نیچے ہے۔ (۱۱) بخار کا مادہ کبھی رگوں کے اندر ہوتا ہے کبھی رگوں کے باہر معدہ یا جگر یا اور کسی عضو میں جب مادہ رگوں کے باہر ہوتا ہے تو باری کے ساتھ جاڑا آتا ہے اور جب اندر ہوتا ہے تو جاڑا نہیں ہوتا صرف بخار کا دورہ ہوتا ہے۔ اس سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ جو بخار جاڑے کے ساتھ ہو اس میں اتنا اندیشہ نہیں جتنا صرف بخار میں کیونکہ رگوں کے اندر کے مادہ کا نکلنا مشکل ہے۔

(۱۲) تیسرے دن کا دورہ اکثر صفراوی بخار کا ہوتا ہے اور ہر روز بلغمی کا اور چوتھے دن سوداوی کا، صفراوی بخار بہت دنوں تک نہیں رہتا مگر تین دن تیز اور اندیشہ ناک بہت ہوتا ہے اور چھوتا اگر چہ برسوں تک آئے مگر اندیشہ ناک نہیں ہوتا۔ (۱۳) یہ دوائیں بخار کیلئے مفید ہیں۔

گولی باری کو روکنے والی: ست گلو ایک تولہ اور طباشیر ایک تولہ اور دانہ الائچی خورد ایک تولہ اور زہر مہرہ خطائی ایک تولہ اور کافور ایک ماشہ اور کنین تین تین ماشہ کوٹ چھان کر لعاب اسبغول میں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنائیں پھر ایک گولی باری سے تین گھنٹے پہلے اور ایک دو گھنٹے پہلے اور ایک ایک گھنٹے پہلے کھائیں نہایت مجرب ہے اور کسی حال میں مضر نہیں بچہ کو ایک یا دو گولی دیں، طاعون کے موسم میں ایک دو گولی روز کھائیں تو طاعون سے انشاء اللہ تعالیٰ امن میں رہے اور اگر صحت کے بعد چند روز کھالیں تو مدتوں بخار نہ آئے۔

دوا بخار کے علاج کے بعد: اگر بدن میں کچھ حرارت رہ گئی ہو تو تین تولہ کاسنی کا مقطر یعنی ٹپکایا ہوا پانی دو تولہ شربت بزوری ملا کر پینا بہت مفید ہے۔ اسکی ترکیب خاتمہ میں ہے اور آپ مروق یعنی پھاڑا ہوا پانی اور چیز ہے اسکی ترکیب بھی خاتمہ میں ہے۔

کمزوری کے وقت کی تدبیر کا بیان

بعض وقت عرصہ تک بخار آنے سے یا اور کسی بیماری میں مبتلا رہنے سے آدمی کمزور ہو جاتا ہے۔ اس وقت بعض لوگ اس کو جلد طاقت آنے کیلئے بہت سی غذا یا میوے وغیرہ کھلاتے ہیں یہ ٹھیک نہیں یہاں

ایسے وقت کی مناسب تدبیریں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) یاد رکھو کہ کمزوری میں ایک دم زیادہ کھانے سے یا بہت طاقت کی دوا کھا لینے سے فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بعض وقت نقصان پہنچ جاتا ہے۔ فائدہ اسی غذا سے اور اتنی ہی مقدار سے پہنچتا ہے جو آسانی سے ہضم ہو جائے اور اگر غذا مقدار میں زیادہ کھالی یا غذا زیادہ مقوی ہوئی تو مریض کو اس کی برداشت نہیں ہوگی اور ہضم میں قصور ہوگا تو ممکن ہے مرض پھر لوٹ آئے اور پیٹ میں سدے پڑ جائیں یا ورم ہو جائے لہٰذا کمزوری کی حالت میں آہستہ آہستہ غذا کو بڑھاؤ اور اگر ایک دو چمچہ شوربا ہی یا ایک انڈا ہی ہضم ہو سکتا ہے تو یہی دو زیادہ نہ دو اگرچہ مریض بھوک بھوک پکارے، بھوکا رہنے سے نقصان نہیں ہوتا اور زیادہ کھا لینے سے نقصان ہو جاتا ہے، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ دو دو چمچہ کر کے شوربا دن میں تین چار دفعہ دو لیکن یہ خیال رکھو کہ دو مرتبہ میں تین چار گھنٹہ سے فاصلہ کم نہ ہو تا کہ پہلی غذا ہضم ہو چکے تب دوسری غذا پہنچے ورنہ مداخل اور بدہضمی کا اندیشہ ہے غرض ہر کام میں آہستہ آہستہ زیادتی کریں غذا دینے میں، گھی دینے میں، چلنے پھرنے، بولنے چلنے، لکھنے پڑھنے میں اور مریض کو خوش رکھیں، کوئی بات اس کو رنج دینے والی اس کے سامنے نہ کہیں نہ اس کو بالکل اکیلا چھوڑیں نہ اس کے پاس خلاف مزاج مجمع کریں نہ بہت روشنی میں رکھیں نہ بہت اندھیرے میں۔ بہتر یہ ہے کہ دوا اور غذا اور جملہ تدبیریں طبیب معالج کی رائے سے کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ اب مرض نکل گیا اب حکیم سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔ (۲) کمزور آدمی کو اگر بھوک خوب لگتی ہے اور خوراک خوب کھا لیتا ہے لیکن طبیعت اٹھتی نہیں اور پاخانہ پیشاب صاف نہیں ہوتا اور طاقت نہیں آتی تو سمجھ لو کہ مرض ابھی باقی ہے اور یہ بھوک جھوٹی ہے۔ (۳) کمزور آدمی کو دوپہر کا سونا اکثر مضر ہوتا ہے۔ (۴) کمزور آدمی کو اگر بھوک نہ لگے تو سمجھ لو کہ مرض کا مادہ ابھی اس کے بدن میں باقی ہے۔ (۵) کمزوری میں زیادہ دیر تک بھوک اور پیاس کو مارنا بھی نہیں چاہئے اس سے ضعف بڑھ جاتا ہے جب بھوک اور پیاس غالب ہو کچھ کھانے پینے کو دیدیا جائے۔

(۶) پتلی اور سیال غذا جلد ہضم ہو جاتی ہے گو اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا جیسے آش جو، شوربا، چوزہ مرغ یا بٹیر کا یا بکری کے گوشت کا اور خشک اور گاڑھی غذا ذرا دیر میں ہضم ہوتی ہے گو اس کا اثر بھی دیر تک رہتا ہے جیسے قیمہ، کباب، کھیر وغیرہ۔ (۷) کمزوری میں بہت ٹھنڈا پانی نہیں پینا چاہئے اور نہ ایک دم بہت سا پانی پینا چاہئے۔ اس سے بعض وقت موت تک کی نوبت آ گئی ہے۔ (۸) کمزور آدمی کو کوئی دوا بھی طاقت کی حکیم معالج کی رائے سے بنوا لینی مناسب ہے تا کہ جلد طاقت آ جائے جیسے ماءاللحم نوشدارو، خمیرہ گاؤزبان، خمیرہ مروارید، دواء المسک وغیرہ ان سب کی ترکیبیں خاتمہ میں ہیں۔ (۹) آملہ کا مربہ، سیب کا مربہ، پیٹھ کا مربہ چاندی یا سونے کے ورق کے ساتھ کھانا بھی قوت دینے والا ہے ان سب کی ترکیبیں خاتمہ میں ہیں۔

تنبیہ۔ اس بیان سے بچہ کے متعلق جو کچھ غذا وغیرہ کی ابتری آج کل رواج میں ہے معلوم ہو گئی ہوگی۔ زچہ کا مزاج بخار والے سے بھی زیادہ کمزور ہو جاتا ہے اور معدہ وغیرہ سب مسہل والے سے بھی زیادہ کمزور ہو جاتے ہیں اور اس کو اچھوانی وغیرہ کچھ ایسی چیزیں دی جاتی ہیں کہ تندرست عورت بھی ان کو ہضم نہیں کر سکتی نتیجہ یہ ہوتا

ہے کہ معدہ اور آنتوں میں سدے پڑ جاتے ہیں اور تمام بدن کی رگوں میں مواد بھر جاتا ہے نلوں اور رحم میں اکثر ورم ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں اگر بخار ہو جاتا ہے تو وہ ہڈیوں میں ٹھہر جاتا ہے پھر آرام نہیں ہوتا۔ ہم نے زچہ خانہ کی تدبیریں آگے لکھ دی ہیں ان کے موافق عمل کریں انشاء اللہ تعالیٰ تندرستی ٹھیک رہے گی۔

ورم اور دنبل وغیرہ کا بیان

تین جگہ کے ورم کو تو ہرگز نہ روکنا چاہئے۔ ایک کان کے پیچھے دوسرا بغل کا تیسرا جنگا سہ یعنی چڈے کا، ان جگہوں کے ورم پر کوئی ٹھنڈی دوا جیسے اسپغول وغیرہ ہرگز نہ لگاؤ بلکہ جب بغل میں کھکرالی یعنی کچرالی نکلے تو پیاز بھون کر یعنی بھلبھلا کر نمک لگا کر باندھو تا کہ پک جائے پھر بہنے کی تدبیر کرو۔ روکنا ہرگز نہ چاہئے۔ خاص کر جب طاعون کا چرچا ہو کیونکہ طاعون میں اکثر ان ہی تینوں جگہ گلٹی نکلتی ہے۔ بٹھلانے کی دوا دینا بالکل موت ہے۔

ورم کی کچھ دواؤں کا بیان

دوا جو سخت ورم کو نرم کر دے صبح و شام مرہم داخلیون لگائیں اور اگر اسی مرہم کو کپڑے پر لگا کر دنبل پر رکھیں اور اوپر سے میدہ کی پلٹس یا السی کی پلٹس دودھ میں پکا کر باندھیں تو بہت جلد پکا دیتا ہے نسخہ مرہم کا یہ ہے۔ السی اور میتھی کے بیج اور اسپغول اور تخم خطمی اور تخم کنوچہ سب چھ چھ ماشہ لیکر پانی میں بھگو کر جوش دیکر خوب مل کر لعاب کو چھان لیں۔ پھر مردار سنگ دو تولہ خشک پیس کر اس کو پانچ تولہ روغن زیتون میں پکائیں اور جلاتے رہیں کہ سیاہ اور کسی قدر گاڑھا ہو جائے پھر چولہے سے اتار کر وہ لعاب تھوڑا تھوڑا اس میں ڈال کر خوب رگڑیں کہ مرہم ہو جائے۔ یہ مرہم داخلیوں کہلاتا ہے۔ اگر روغن زیتون نہ ملے یا قیمت کم لگانی ہو تو بجائے اس کے تل کا تیل ڈالیں یہ مرہم ہر ایک سختی کو نرم کرنے والا ہے۔ رحم کے اندر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

دوا جو دنبل کو پکا دے: السی اور میتھی کے بیج اور کبوتر کی بیٹ سب دوائیں دس دس ماشہ کوٹ چھان کر اڑھائی تولہ پانی اور اڑھائی تولہ دودھ میں پکائیں کہ گاڑھا ہو جائے پھر نیم گرم باندھیں اور پیپل کے تازہ پتے اور اسی طرح گل عباس کے پتے اور پان گرم کر کے باندھنا بھی پھوڑے کو پکا دیتا ہے۔ **فائدہ۔** بعض دفعہ ران وغیرہ پر پلٹس یا اور کوئی پکانے والی دوا رکھنی ہوتی ہے اور باندھنے کا موقع نہیں ہوتا کیونکہ پٹی ٹھہرتی نہیں اس کیلئے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چھ ماشہ موم اور دو تولہ بہروزہ اور دو تولہ رال لیکر ان تینوں چیزوں کو گلا کر مرہم سا بنا لیں پھر ایک بڑے سے پھایہ کے کناروں پر اس کو لگائیں اور جو دوا یا پلٹس پھوڑے پر رکھنی ہے اس کو رکھ کر اوپر سے پھایہ رکھ کر کنارے اس کے بدن پر خوب چپکا دیں یہ ایسا چپک جائے گا کہ نہ خود چھوٹے گا نہ پلٹس کو گرنے دیگا اور یہ مرہم خود بھی پکانے والا ہے اور جب الگ کرنا ہو تو تھوڑا تیل یا گھی کناروں پر لگاؤ اور آہستہ آہستہ علیحدہ کر دو جب پھوڑا پک گیا تو اس کے توڑنے کی تدبیر کرو اور پکنا شروع ہونے کی پہچان یہ ہے کہ ٹیس اور لپک پیدا ہو جائے اور جگہ سرخ اور گرم ہو اور پورے پکنے کی نشانی یہ ہے کہ لپک موقوف ہو

جائے اور درد بھی کم ہو جائے اور رنگ سرخ نہ رہے اور اگر خالص پیپ نہ نکلتی ہو اور کناروں میں سرخی ہو تو سمجھ لو کہ پھوڑا پورا نہیں پکا پھر پلٹس باندھ دو۔ دوا جس سے نشتر دیئے بغیر پھوڑا ٹوٹ جائے تین ماشہ بے بجھا چونا اور ایک تولہ بکری کے گردہ کی چربی دونوں کو ملا کر پھوڑے پر رکھیں۔ پھر جب پھوڑا پھوٹ جائے تو اس کے بہنے اور صاف کرنے کی تدبیر کرو اس کیلئے یہ دوا مفید ہے پیاز کو نیم کے پتوں میں رکھ کر کپڑا لپیٹ کر چولہے میں بھون لیں پھر دونوں کو کچل کر ذرا سی ہلدی چھڑک کر باندھیں اور صبح و شام تبدیل کریں اور دونوں وقت نیم کے پانی سے دھویا کریں۔ دوسری دوا جو نہ پکے ہوئے پھوڑے کو پکا دے اور صاف بھی کر دے۔ بنولہ تخم السی اور تل کی کھلی تینوں کو دو دو تولہ لیکر خوب کوٹ کر دودھ میں پکا کر نیم گرم باندھیں۔ یہ دوا گرم زیادہ نہیں اور ہر قسم کے پھوڑے کو مفید اور مجرب ہے۔ جب پھوڑا خوب صاف ہو جائے اور کنارے ہلکے ہو جائیں سرخی بالکل نہ رہے تو بھرنے کی تدبیر کرو اس کیلئے مرہم رسل لگانا بہت مفید ہے اس کا نسخہ یہ ہے کہ پونے دس ماشہ موم دیسی خالص اور پونے دس ماشہ راتینج اور ایک ماشہ گاؤ شیر اور ایک ماشہ گندہ بہروزہ اور سوا پانچ ماشہ اشق اور تین ماشہ گوگل ان سب کو پانچ تولہ روغن زیتون میں ڈال کر آگ میں رکھیں جب یہ سب گل کر ایک ہو جائیں تو نیچے اتار کر ایک ایک ماشہ زنگار اور مرکی اور ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ زراوند طویل اور کندر اور تین ماشہ مردار سنگ خوب باریک پیس کر ملا دیں اور اس قدر حل کریں کہ مسکہ کی طرح ہو جائے پھر پھایہ پر لگا کر زخم پر رکھیں بہت مفید ہے۔ تعریف یہ ہے کہ اگر زخم میں کچھ مادہ فاسد رہ گیا ہے تو اس کو کاٹ دیتا ہے اور اچھے گوشت کو پیدا کرتا ہے۔ طاعون میں بھی نہایت کارآمد ہے۔ ترکیب استعمال طاعون کے بیان میں لکھی جائے گی۔ اگر راتینج نہ ملے تو بہروزہ کا وزن بڑھا دیں یعنی گیارہ ماشہ کر دیں اور اگر کم قیمت کرنا چاہیں بجائے روغن زیتون کے روغن گل یا تل کا تیل ڈالیں۔

دوسرا مرہم غریبی: زخموں کو بھرلانے والا، ساڑھے سات تولہ تل کا تیل خالص کڑاہی میں آگ پر چڑھائیں اور ہلکی آنچ دیں جب تیل میں دھواں اٹھنے لگے پانچ تولہ سفیدہ کاشغری چھنا ہوا پاس رکھیں اور چٹکی سے اٹھا کر تھوڑا تھوڑا ڈالتے رہیں اور لکڑی سے چلاتے رہیں۔ تیل میں اول بلبلے اٹھیں گے جب یہ بلبلے ٹوٹنے لگیں تو دیکھیں کہ تیل میں چکاہٹ آگئی یا نہیں جب چپکنے لگے اور رنگ سیاہ ہو جائے لیکن جلنے نہ پاوے تو آگ پر سے اتار کر کڑھائی کو ٹھنڈے پانی میں رکھ دیں۔ خوب گھوٹیں اور پھر نکال کر احتیاط سے رکھ لیں اور زخم کو نیم کے پانی سے دھو کر پھایہ رکھیں اور ناسور میں بتی لگا کر رکھیں بہت مجرب ہے۔

مرہم کا ایک اور نسخہ: ہر قسم کے زخم کیلئے حتیٰ کہ ڈھیٹ اور ناسور کیلئے اکسیر ہے۔ گھی گائے کا پانچ تولہ موم زرد ایک تولہ پگھلا کر کمیلہ پانچ ماشہ سیندور تو ماشہ رال سفید پانچ ماشہ مردار سنگ ایک تولہ توتیا بریاں چار ماشہ سب کو سرمہ کی طرح پیس کر ملا کر نیم کے ڈنڈے سے خوب گھوٹیں اور زخموں پر پھایہ رکھیں۔ اگر زخم میں کیڑے پڑ جائیں تو ان کے مارنے کی یہ تدبیر کرو۔ کچھ باریک پیس کر یا تارپین کا تیل یا دونوں کو ملا کر زخم میں ڈال دیں اور اوپر سے آٹے سے منہ زخم کا بند کر دیں اندر کیڑے مر جائیں گے اور کیڑے اکثر زخم کو صاف نہ رکھنے سے اور

مکھی سے حفاظت نہ کرنے سے پڑ جاتے ہیں۔ صفائی کا بہت خیال رکھیں۔ فائدہ۔ جس کے ہر سال دنبل نکلتے ہوں تو دو تین سال تک موسم پر مسہل وغیرہ لیکر مادہ کی خوب صفائی کرے نہیں تو ڈھیٹ کا ڈر ہے۔

اگر گرمی سے چھالے یا پھوڑے پھنسی نکل آئیں تو اس کیلئے یہ مرہم لگاؤ۔ سنگ جراحت اور مردار سنگ اور سفیدہ کاشغری اور سوکھی مہندی اور رسوت اور کمیلہ اور کتھا پاپڑیہ یہ سب دوائیں چھ چھ ماشہ لیکر ان سب کو کوٹ چھان کر نو تولے گائے کے گھی کو ایک سو ایک بار دھو کر اس میں یہ دوائیں ملا کر خوب گھوٹیں اور رکھ لیں اور لگایا کریں برسات میں بچوں کیلئے عمدہ دوا ہے اسکی جتنی گھٹائی زیادہ ہوگی مفید ہوگا اگر اس میں توتیا ایک ماشہ ملا لیں تو مکھی نہ بیٹھے۔ دوسری دوا۔ رسوت ایک تولہ گلاب اور مہندی کے پتوں کے تین تین تولہ پانی میں ملا کر لگائیں اور اس دوا میں چکنائی نہیں ہے، کپڑے خراب نہ ہونگے۔

خشک اور تر خارش کیلئے یہ دوا مفید ہے نیم کی چھال اور رسوت اور برگ شاہترہ، سب ایک ایک ماشہ باریک پیس کر روغن گل میں ملا کر لیپ کریں اور مکھن کثرت سے ملنا بھی ہر قسم کی خارش کیلئے نہایت مجرب ہے۔ تر خارش کیلئے یہ دوا اکسیر ہے۔ باپچی اور اجوائن خراسانی اور صندل سرخ اور گندھک آملہ سار اور چوکھا سب ایک ایک تولہ اور نیلا تھوتھا چھ ماشہ اور سیاہ مرچ پانچ عدد خوب باریک پیس کر کڑوے تیل میں ملا کر سر اور منہ کو چھوڑ کر رات کو تمام بدن کو ملے اور رات کو مالیدہ کھاوے صبح کو گرم پانی سے غسل کر ڈالے اگر کچھ رہ جائے پھر دوسرے اور تیسرے بار ایسا ہی کرے۔

کنٹھ مالا: یہ مرض جاتا تو نہیں لیکن اس دوا کے لگانے سے ایک عرصہ کیلئے زخم خشک ہو جاتے ہیں۔ مردار سنگ چھ تولہ کی ڈالی ڈالیں اور صبح کے وقت تین تولہ بکری کا دودھ بے مرچ کی سل پر ڈال کر اس میں مردار سنگ کی ڈلی اتنی گھسیں کہ چھ ماشہ گھس جائے پھر اس دودھ میں روئی بھگو کر گلٹیوں پر خوب رگڑیں چالیس دن اسی طرح کریں بعض جگہ اس سے بالکل آرام ہو گیا اور اس کیلئے مرہم رسل بھی فائدہ مند ہے اسکی ترکیب اس جگہ آئی ہے جہاں زخم بھرنے کی دوائیوں کا بیان ہے۔ طبیب کی رائے سے مسہل وغیرہ بھی لینا چاہئے۔

سرطان: جس کو ڈھیٹ کہتے ہیں یہ ایک بری قسم کا پھوڑا ہے اور اکثر کمر پر نکلتا ہے اس میں سوراخ بہت ہوتے ہیں اور بہت تکلیف ہوتی ہے۔ کسی ہوشیار آدمی سے علاج کرانا چاہئے بعض لوگوں کو اس پر دوب گھاس کی جڑوں کا لیپ کرنا بہت مفید ہوا ہے۔

پتی اچھلنا: افیتمون پوٹلی میں باندھ کر اور برگ شاہترہ اور بیخ کاسنی سب پانچ پانچ ماشہ اور آلو بخارا سات دانہ اور مویز منقیٰ نو دانہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر اس میں دو تولہ گلقند آفتابی ملا کر پئیں اور اگر حمل ہو تو یہ دوائیں پئیں۔ پانچ دانہ عناب اور نو دانہ مویز منقیٰ اور منڈی اور چرائتہ پانچ پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر دو تولہ گلقند آفتابی ملا کر پئیں۔

پتی پر ملنے کی دوا: یہ پتلی پر ملیں۔ خربوزہ کے چھلے ہوئے بیج، گیہوں کی بھوسی اور گیرو سب دوائیں دو دو تولہ پیس کر خشک ملیں اور کمبل اوڑھنا بھی مفید ہے۔ داد۔ ایک تولہ رس کپور سرمہ کی طرح پیس کر پانچ تولہ

خالص سرکہ میں ملا کر رکھ لیں اور صبح و شام لگایا کریں نہایت مفید ہے اور تکلیف بالکل نہیں ہوتی اور اگر لہسن کا عرق لگائیں یہ لگتا تو بہت ہے لیکن دو ہی تین دفعہ میں صحت ہو جاتی ہے اس کے لگانے کی عمدہ ترکیب یہ ہے کہ لہسن کا عرق داد پر لگاویں۔ جب تیزی زیادہ کرے تو ذرا سی چکنائی تیل یا گھی ملیں۔

داد کی مجرب دوا: گندھک آملہ سار چھ ماشہ سہاگہ تیلیہ بریاں تین ماشہ کتھا سفید چار ماشہ نیلا تھوتھا بریاں۔ پانچ ماشہ سب دواؤں کو خوب باریک پیس کر چنبیلی کا تیل ایک تولہ آٹھ ماشہ ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو جائے پھر داد پر لگاویں یہ دوا تیزی بالکل نہیں کرتی اور مجرب ہے۔

چھاجن: یہ ایک برے قسم کا داد ہے جو اکثر پیر میں ہوتا ہے، دوا یہ ہے۔ بچھ لیکر تل کے تیل میں جلالیں جب بالکل کوئلہ ہو جائے اس کو اسی تیل میں رگڑیں اور چھاجن پر لگاویں۔ چھلوری جس کو بعض لوگ انگل بیڑ کہتے ہیں جب نکلتی معلوم ہو تو تھوڑا تخم ریحان پانی میں بھگو کر باندھ دیں اور اگر نکل آئی ہو تو یہ دوا نہایت مفید اور مجرب ہے۔ سیندور بکری کے پتے میں بھر کر معہ پتے کے پانی کے انگلی پر چڑھائیں اکثر ایک ہی دفعہ کا چڑھایا ہوا کافی ہو جاتا ہے۔ اگر کافی نہ ہو تو تیسرے دن اور بدل ڈالیں لیکن اس سے نماز درست نہیں ہوتی نماز کے وقت اس کو اتار کر انگلی کو دھو ڈالیں اور اگر کسی طرح نہ جائے تو ایک جونک تازی اور ایک باسی لگا دیں۔

مہانسہ۔ کتکی سفید دو تولہ اور ایرسا یعنی بیخ سوسن ایک تولہ باریک پیس کر سرکہ میں ملا کر لیپ کریں۔

پڑے پڑے کھال جل جانا: گلاب میں مردار سنگ گھس کر لگائیں اوپر سے سفیدہ کاشغری چھڑک دیں اور نرم بستر پر لٹائیں۔

آگ یا اور کسی چیز سے جل جانے کا بیان

آگ سے جلنا: فوراً لکھنے کی سیاہ دیسی روشنائی لگائیں یا چونہ کا پانی ڈالیں یا بہروزہ کا تیل لگائیں یا شکر سفید پانی میں ملا کر لگائیں۔

منسل اور پٹاس اور بارود اور گرم تیل اور گرم پانی اور چونہ وغیرہ سے جل جانا: تل کا تیل اور چونے کا صاف پانی ملا کر لگائیں ایک عورت کی آنکھ میں کڑاہی میں سے گرم تیل کی چھینٹ جا پڑی اور آنکھ میں زخم ہو گیا۔ ایک ماشہ کافور اور تین ماشہ نشاستہ پیس کر اسپغول کے لعاب میں ملا کر ٹپکایا گیا آرام ہو گیا۔ مرہم جو ہر قسم کے جلے ہوئے کیلئے اکسیر ہے روغن گل دو تولہ اور موم چھ ماشہ گرم کریں جب دونوں مل جائیں سفیدہ کاشغری تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ باریک پیس کر اور انڈے کی سفیدی ایک عدد ملا کر لگائیں۔

بال کے نسخوں کا بیان

دوا بال اگانیوالی: ایک جونک لائیں اور چار تولہ تل کا تیل آگ پر چڑھاویں جب خوب جوش آجائے اس وقت

جونک کو مار کر[1] فوراً تیل میں ڈال کر اتنا پکائیں کہ جونک جل جائے پھر اس کو اس تیل میں رگڑ لیں اور جس جگہ کے بال زخم وغیرہ سے گر گئے ہوں وہاں یہ تیل لگائیں بہت جلد بال جم جائیں گے۔ ماش کی دال اور آنولہ سے سر کو دھونا بھی بالوں کے واسطے نہایت مفید ہے اس سے بال سیاہ رہتے ہیں۔ اور مقوی دماغ بھی ہے۔

دوا بال اڑانے والی: چھ ماشہ بے بجھا ہوا چونہ اور چھ ماشہ ہڑتال پیس کر انڈے[2] کی سفیدی میں ملا کر جہاں کے بال اڑانا منظور ہوں اس جگہ لگائیں بال صاف ہو جائیں گے۔

دوا بالوں کو بڑھانے والی: بنسر اج، طباشیر اور سماق اور گلاب زیرہ اور گلنار اور مصطگی اور انار کے چھلکے سب چھ چھ ماشہ اور چھالیہ اور پست ہلیلہ کابلی ایک ایک تولہ اور پوست ہلیلہ اور ماز و ڈیڑھ تولہ اور آملہ اڑھائی تولہ اور شہتوت کے پتے چھ تولہ لیکر سب کو کوٹ کر سوا سیر پانی میں ایک رات دن تر کر کے جوش دیں جب آدھا رہ جائے مل کر چھان کر پچیس پچیس تولہ روغن گل اور تل کا تیل ملا کر پھر آگ پر رکھیں جب پانی بالکل جل جائے اور تیل رہ جائے اتار کر رکھ لیں اور ہر روز ملا کریں اس سے خراب بال گر کر اچھے اور سیاہ جمتے ہیں اور دماغ میں بھی قوت ہوتی ہے اور اگر کسی کو اس تیل سے سردی ہو تو بالچھڑ اور گل بابونہ اور لونگ چھ چھ ماشہ اور بڑھا لیں۔

بالوں میں لیک یا دھک یا جم جوئیں پڑ جانا: چھڑیلہ اور کنیر سفید کے پتے اور میعہ سائلہ اور دھنی مرچ اور انار کے چھلکے سب ایک ایک تولہ لیکر پانی میں اوٹا کر اس پانی سے اس جگہ کو دھوئیں اس سے جوئیں مر جاتی ہیں جم جوئیں ایسی جوؤں کو کہتے ہیں جو بالوں کی جڑوں میں چمٹی رہتی ہیں اور مشکل سے معلوم ہوتی ہیں کبھی اس کیلئے مسہل کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔

چوٹ لگنے کا بیان

سر کی چوٹ: ایک پارچہ گوشت کا لے کر اس پر ہلدی باریک پیس کر چھڑک کر نیم گرم کر کے باندھو نہایت مفید ہے اور اگر سر کی چوٹ میں بے ہوشی ہو جائے تو فوراً ایک مرغ ذبح کر کے اس کے پیٹ کی آلائش نکال کر کھال سمیت گرم گرم سر پر باندھیں بہت جلد ہوش آ جائے گا۔

آنکھ کی چوٹ: ایک ایک تولہ میدہ اور پٹھانی لودھ پیس کر ایک تولہ گھی میں ملا کر گرم کر کے اس سے آنکھ کو سینکیں پھر اسی کو گرم کر کے باندھیں اگر اس سے چوٹ نہ نکلے تو گوشت کے پارچہ پر تھوڑی ہلدی اور پٹھانی لودھ چھڑک کر باندھیں۔ لیپ۔ جو سر کے سوا اور جگہ کی چوٹ کو مفید ہے اور سر کی چوٹ کو بھی کچھ ایسا نقصان نہیں کرتا مگر یہ دوائیں تیز ہیں۔ تل کی کھلی اور بالون اور تل اور مالکنگنی اور میدہ لکڑی اور بوٹہ بجی اور ہلدی سب دو دو تولہ لیکر کوٹ چھان کر رکھ لیں پھر اس میں تھوڑی سی دوا لیکر دو پوٹلی باندھ کر دودھ اور تل کا تیل اور پانی تینوں چیزیں برابر ملا کر آگ پر رکھیں اور پوٹلی کو اس میں ڈال کر گرم گرم سینکیں جب ایک ٹھنڈی ہو جائے دوسری سے سینکیں ایک گھنٹہ تک سینک کر پوٹلی کی دوا نکال کر لیپ کر دیں اور پرانی روئی باندھ دیں۔

[1] زندہ جونک نہ جلاویں کیونکہ یہ سخت گناہ ہے اس کی تفصیل طبی جوہر میں ہے۔

[2] اگر انڈے کی زردی نہ ملاویں تو بہت جلد اثر کرے۔

موچ: انڈے کی زردی پانچ عدد اور گھی یا میٹھا تیل چھٹا نک بھر اور ہلدی دو تولہ ملا کر موچ پر مالش کریں پھر خوب موٹی روئی کا گودا گرم گرم رکھ کر باندھیں رات کو باندھ کو صبح کو کھول کر میٹھے تیل کی مالش کریں اور رگ کو سیدھا کریں ایک دو دن اس طرح کرنے سے رگیں بالکل درست ہو جاتی ہیں۔
فائدہ۔ چوٹ کیلئے مومیائی عمدہ دوا ہے ہڈی تک جڑ جاتی ہے آجکل اصلی نہیں ملتی مگر بنی ہوئی فائدہ میں اصلی سے کم نہیں اس کا نسخہ خاتمہ میں آتا ہے۔

زہر کھالینے کا بیان

سنکھیا یا کوئی اور زہر کھالینا: اس دوا سے قے کرادیں۔ دو تولہ سویہ کے بیج آدھ سیر پانی میں اوٹالیں اور چھان کر پاؤ سیر تل کا تیل یا گھی اور ایک تولہ نمک ملا کر نیم گرم پلائیں جب خوب قے ہو جائے دودھ خوب پیٹ بھر کر پلائیں اور اگر دودھ سے بھی قے آئے تو نہایت ہی اچھا ہے برابر دودھ پلاتے رہیں اور اگر دودھ سے قے نہ آئے تب بھی زہر کو مار دیتا ہے اور مریض کو سونے ہرگز نہ دیں خواہ کوئی سا زہر کھایا ہو یا کسی زہریلے جانور نے کاٹا ہو۔ اور یہ دوا ہر طرح کے زہر کو مفید ہے نسخہ یہ ہے۔ گل مختوم اور حب الفار اور ایرسا یعنی بیخ سوسن سب دو دو تولہ کوٹ چھان کر گائے کے گھی میں چکنا کر کے اٹھارہ تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں جب کوئی زہر کھالے یا شبہ ہو جائے تو چھ ماشہ کھلائیں اگر زہر نہیں کھایا تو قے نہ آئے گی اور اگر کھایا ہے تو جب تک زہر نہ نکل جائے گا قے بند نہ ہوگی اور بیخ سوسن نہ ملے نہ ڈالیں اور شہد بارہ تولہ کر دیں اس دوا کو تریاق گل مختوم کہتے ہیں اگر گل مختوم نہ ملے گل داغستانی ڈالیں اگر یہ بھی نہ ملے تو ہارے درجہ گل ارمنی سہی۔
مردار سنگ کھالینا: تین عدد انجیر اور ایک تولہ سویہ کے بیج سیر بھر پانی میں پکا کر ایک تولہ بارہ ارمنی یا نمک ملا کر گرم پئیں اس سے قے ہوگی قے ہونے کے بعد اس دوا کو چار خوراک کر کے کھائیں ساڑھے دس ماشہ مرکی اور سات ماشہ بالچھڑ کوٹ چھان کر چار تولہ شہد میں ملا کر اس کی چار خوراک کر لیں۔ غذا گوشت کا شوربہ کھائیں۔
پھٹکری کھالینا: اس کا اتار دودھ ہے بعض آدمی کھیل کی ہوئی پھٹکری بخار کی باری روکنے کو کھالیتے ہیں لیکن اس میں نفع سے زیادہ نقصان ہے۔[1]
افیون کھالینا: ایک تولہ سویہ کے بیج اور ایک تولہ مولی کے بیج اور چار تولہ شہد سیر بھر پانی میں اوٹا کر اس میں نمک ملا کر نیم گرم پلائیں اور قے کرادیں اور قے ہونے کے بعد بڑے آدمی کیلئے دو ماشہ ہینگ دو تولہ شہد میں ملا کر اور بچہ کیلئے چار رتی ہینگ یا اس سے بھی کم چھ ماشہ شہد میں ملا کر پانی میں حل کر کے پلائیں اور نالی کے ساگ کا چھٹانک بھر پانی افیون خوردہ کو پلانا اکسیر ہے نالی کا ساگ مشہور ہے پانی کے اوپر بیل پھیلتی ہے۔
دھتورہ کھالینا: اس کا اتار وہی ہے جو افیون کا تھا۔
اسپغول: کوٹ کر یا چبا کر کھالینا افیون کے بیان میں جو دوا قے کی لکھی ہے اس سے قے کر کے پھر پانچ ماشہ تخم

---

[1] کیونکہ پھٹکری پھیپھڑے کیلئے سخت مضر ہے۔

خرفہ پانی میں پیس کر پانچ ماشہ چار تخم چھڑک کر مصری ملا کر پئیں۔ فائدہ۔ اگر انجان پن میں بے پہچانے کوئی زہر کھالیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ کونسا زہر ہے کھانے والا بے ہوشی کی وجہ سے بتلا نہ سکتا ہو تو ان نشانیوں سے پہچان ہو جاتی ہے۔ سنکھیا کھانے سے پیٹ میں درد ہوتا ہے اور گلا گھٹ جاتا ہے اور خشکی بے حد ہو جاتی ہے اور مردار سنگ کھانے سے بدن پر ورم آجاتا ہے اور زبان میں لکنت اور پیٹ میں درد پیدا ہو جاتا ہے یا اس قدر دست آتے ہیں کہ آنتوں میں زخم پڑ جاتے ہیں اور پھٹکری کھانے سے کھانسی بے حد ہوتی ہے یہاں تک کہ پھیپھڑے میں زخم ہو کر سل ہو جاتی ہے اور افیون سے زبان بند ہونے لگتی ہے۔ آنکھیں بیٹھ جاتی ہیں۔ ٹھنڈا پسینہ آتا ہے، دم گھٹنے لگتا ہے اور منہ سے افیون کی بو آیا کرتی ہے اور دھتورہ سے اول چکر آتا ہے پھر بالکل غفلت ہو جاتی ہے اور اسپغول سے بے چینی اور دم رکتا ہے اور نبض ساقط ہونا اور بے ہوشی اور بدن ٹھنڈا پڑ جانا یہ باتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا بیان

چاہے کوئی زہریلا جانور کاٹے یا کاٹنے کا شبہ ہو گیا ہو سب کیلئے یاد رکھو کہ کاٹنے کی جگہ سے ذرا اوپر فوراً بند لگا دیں یعنی خوب کس کر باندھ دیں اور کاٹنے کی جگہ افیون کا لیپ کر دیں تا کہ وہ جگہ سن ہو جائے اور زہر پھیلنے نہیں پھر اس جگہ ایسی دوائیں لگاؤ جو زہر کو چوس لیں اور ایسی دوائیں پلاؤ جو زہر کو اتار دیں اور مریض کو سونے نہ دو۔

<u>دوا زہر کو چوسنے والی</u>: پیاز چولہے میں بھون کر نمک ملا کر باندھیں۔ دوسری دوا۔ بے بجھا چونا چھ ماشہ اور شہد دو تولہ۔ روغن زیتون دو تولہ سب کو ملا کر لیپ کریں اور ہر گھڑی لیپ بدلتے رہیں یہ سانپ اور بڑے بڑے زہریلے جانوروں کے زہر کو چوس لیتا ہے۔ تیسری دوا۔ اس جگہ بھری سینگیاں یا جونکیں لگوا دیں۔ چوتھی دوا۔ کاسٹک۔ گندھک کا تیزاب لگا دیں۔ اس سے زخم ہو جاتا ہے اور زخم ہو جانا زہر کیلئے اچھا ہے۔ فائدہ۔ اگر کاٹنے کی جگہ دوا سے یا آپ سے زخم ہو جائے تو جب تک زہر اترنے کا یقین نہ ہو جائے اس کو بھرنے نہ دیں۔

<u>دوا زہر اتارنے والی</u>: بلکہ کوئی دوا زہریلی کھالی ہو اس کا بھی اتار ہے اگر گھروں میں تیار ہے تو مناسب ہے۔ کلونجی اور اسپند اور زیرہ سفید تینوں دوائیں سات سات ماشہ اور پکھان بید اور زراوند مدحرج دونوں ساڑھے تین ماشہ اور مرچ دکھنی اور مرکی دونوں پونے دو دو ماشہ ان سب کو کوٹ چھان کر چھ تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں جب ضرورت ہو پونے دو ماشہ صبح پونے دو ماشہ شام کو کھلا دیں اور اوپر سے پانی میں دو تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں جب ضرورت ہو پونے دو ماشہ صبح پونے دو ماشہ شام کو کھلا دیں اور اوپر سے پانی میں دو تولہ شہد پکا کر پلائیں اور بچوں کو ایک ایک ماشہ دیں اب بعض دوائیں خاص خاص جانوروں کے کاٹنے کی لکھی جاتی ہیں۔

<u>سانپ کا کاٹنا</u>: اس کی تدبیریں ابھی گزریں اور یہ دوا بھی مفید ہے۔ حقہ کی کیٹ جو چلم کے نیچے نے پر جم جاتی ہے چار رتی کھلا دیں دو تین دن کھلائیں اور بچھ چبا کر لگائیں۔

<u>سانپ کے کاٹے کی ایک اور دوا</u>: ارہر کی دال ایک تولہ کالی مرچ سات عدد پانی میں پیس کر صبح و شام پلائیں اور ارہر کی دال بہت سی لیکر گاڑھی گاڑھی پکا کر رکھ لیں اور تھوڑی تھوڑی لیکر گرم گرم کاٹنے کی جگہ پر

باندھیں جب ٹھنڈی ہو جائے تو بدل دیں اس سے نیلے رنگ کا پانی جاری ہوگا۔ جب تک یہ پانی جاری رہے اسی طرح دال گرم گرم باندھتے رہیں۔ مجرب ہے۔

بچھو کا کاٹنا: جہاں تک درد ہو بہروزہ کا تیل مل دیں اور اگر کاٹتے ہی اس جگہ مل دیں تو زہر بالکل نہیں چڑھتا یا سنکھیا کا لیپ کریں۔

بچھو تیتے کی ایک اور دوا: نوشادر اور چونا برابر لیکر ذرا سے پانی میں گھول کر سونگھیں فوراً آرام ہو۔

تیتے یعنی بھڑ کا کاٹنا: کافور فوراً پانی میں گھول کر یا سرکہ لگائیں یا ٹھنڈے پانی میں کپڑا بھگو کر رکھیں یا نمک سلیمانی یا صرف نمک سانبھر مل دیں۔ فائدہ۔ سانپ بچھو بھڑ وغیرہ سب کیلئے عمدہ علاج یہ ہے کہ خوب تیز خالص سرکہ اس جگہ خوب مل دیں یہاں تک کہ ورم اور درد اور جلن موقوف ہو جائے بہت مجرب ہے۔

مکڑی کا کاٹنا: کھٹائی ملیں اور مکڑی بہت زہریلی ہو تو اس دوا سے زہر اتر جاتا ہے۔ اجمود کی جڑ یعنی بیخ کرفس تین ماشہ لیکر چار تولہ سرکہ میں اوٹائیں جب نصف سرکہ رہ جائے چھان کر دو تولہ روغن گل اور تین ماشہ رسوت ملا کر ملیں اگر اس سے بھی نہ اترے تو زہر اتارنے والی وہ دوا دیں جو ابھی اوپر لکھی گئی ہے جس میں پہلے کلونجی ہے۔ چھپکلی کم کاٹتی ہے مگر جب کاٹتی ہے تو اس کے دانت گوشت میں رہ جاتے ہیں اور بخار اور بے چینی رہتی ہے اور زخم میں سے پانی بہتا ہے علاج یہ ہے کہ سوئی وغیرہ سے دانت نکالیں اور ابھی جو دوا گزری ہے جس میں پہلے کلونجی ہے وہ کھلائیں۔

باؤلا کتا یا گیدڑ یا لومڑی: ان کے کاٹنے کا زخم بھرنے نہ دیں بلکہ یہ دوا لگالیں۔ رال ایک تولہ اور جاوتری ایک تولہ لیکر سرکہ میں پکائیں جب سب مل کر ایک ہو جائیں تو دو تولہ نمک سانبھر اور دو تولہ نوشادر باریک پیس کر ملالیں شام کو لگا کر صبح کو گائے کا گھی زخم پر ملیں کہ خراب گوشت گرتا رہے جب پورا یقین ہو جائے کہ پورا زہر نکل گیا تب زخم کے بھرنے کی تدبیر کریں۔ **دوسری دوا۔** سیاہ بانالات کے ٹکڑے روپے کے برابر دو تراشیں اور ان دونوں کے بیچ میں تین ماشہ پرانا گڑ رکھ کر ہاون دستہ میں اس قدر کوٹیں کہ سب ایک ذات ہو جائیں پھر اس کو دو دفعہ کر کے کھلا دیں نہایت مجرب ہے اگر اچھا کتا بھی کاٹے تب بھی احتیاط کے واسطے یہی علاج کر لیا جائے۔ بہتر کالی بانات ہے اگر کالی بانات نہ ملے تو سیاہ رنگ کی اون لے لیں اگر سیاہ رنگ کی اون نہ ملے تو اور جس رنگ کی بھی ہو کافی ہے۔[1]

بلی: اس میں بھی زہر ہوتا ہے بچوں کی بہت حفاظت رکھیں اور کپڑوں پر دودھ نہ گرنے دیں اس سے بلی آجاتی ہے۔ علاج یہ ہے کہ پودینہ کھلائیں اور پیاز چولہے میں بھون کر پودینہ ملا کر نیم گرم باندھیں جب سمجھ لیں کہ زہر کھنچ آیا تو تل پانی میں پیس کر باندھیں۔

---

[1] دوسری دوا باؤلے جانور کے کاٹے کیلئے۔ چوہے کی مینگنی چھ ماشہ پیس کر اڑد کی دال حسب دستور پکا کر اس میں ملا کر کھائیں دو تین دن کھلائیں اس کا کھانا بدرجہ مجبوری جب کوئی اور دوا نہ ملے تو بعض علماء کے نزدیک جائز ہے۔ کیونکہ باؤلے جانور کا کاٹنا نہایت خطرناک ہے، تفصیل طبی جوہر میں ہے۔

دوسری دوا نہایت مجرب ہے: سولی مچھلی آلائش سے پاک کر کے پانی میں جوش دیں کہ گل جائے پھر اس کے کانٹے کو دور کر کے تھوڑا سا پیشاب آدمی کا ملا کر زخم پر باندھیں دن بھر میں دو تین بار بدل دیں صحت ہونے تک ایسا ہی کریں مگر نماز کے وقت دھو ڈالیں۔ بندر۔ پیاز بھون کر نمک ملا کر باندھیں جب زہر کھنچ آئے تو مرہم رسل لائیں اس کا نسخہ زخم بھرنے کے بیان میں گزر چکا ہے۔

کن کھجورا: اس کے کاٹنے سے دم گھٹنے لگتا ہے اور مٹھائی کو طبیعت چاہتی ہے۔ علاج یہ ہے کہ اسی کو کچل کر اس جگہ باندھیں اگر وہ نہ ملے تو نمک پیس کر سرکہ میں ملا کر لگائیں اور یہ دوا کھلائیں زراوند طویل اور پکھان بید اور پوست بیخ کبر اور مٹر کا آٹا سب ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ لیکر دو تولہ شہد میں ملا کر کھلائیں یہ ایک خوراک ہے اور اس کیلئے دواء المسک معتدل بھی مفید ہے اگر کنکھجورا کسی کے چمٹ جائے یا کان میں گھس جائے تو تھوڑی سفید شکر اس کے اوپر ڈال دیں فوراً ناخن کھال میں سے نکل جائیں گے اور اگر پیاز کا عرق کن کھجورے پر نچوڑ دیں تو جگہ بھی چھوڑ دے اور فوراً مر جائے اور ناخنوں کے زخموں پر پیاز بھلبھلا کر باندھنا اکسیر ہے۔

کیڑے مکوڑوں کے بھگانے کا بیان

سانپ: پاؤ سیر توشادر کو پانچ سیر پانی میں گھول کر سوراخوں میں اور تمام مکان میں چھڑک دیں سانپ بھاگ جائیگا اور کبھی کبھی چھڑکتے رہیں تو اس مکان میں سانپ نہ آئے گا۔ دوسری تدبیر۔ بارہ سنگے کا سینگ اور بکری کے کھر اور بیخ سوسن اور عاقرقرحا اور گندھک برابر لیکر آگ پر ڈال کر مکان کو بند کر دیں تھوڑی دیر بعد کھول دیں سانپ ہوگا تو بھاگ جائیگا۔ تیسری تدبیر۔ سانپ کے سوراخ میں رائی بھر دیں سانپ مر جائے گا اگر آس پاس رائی ڈال کر سوئیں تو سانپ نہیں آ سکتا۔ چوتھی تدبیر۔ بچھ کو منہ میں چبا کر سانپ کے آگے ڈالیں تو آگے نہ بڑھے گا اور کسی طرح اس کے منہ میں پہنچ جائے تو مر جائے اور کاٹنے کی جگہ پر لگانا بے حد مفید ہے اور کھانا بھی مفید ہے جیسا کہ سانپ کے کاٹے کے بیان میں گزرا۔

بچھو: مولی کچل کر اس کا عرق بچھو پر ڈال دیں تو بچھو مر جائے گا۔ اگر اس کے سوراخ پر مولی کے ٹکڑے رکھ دیں تو نکل نہ سکے وہیں مر جائے۔ پسو۔ اندرائن کی جڑ یا پھل پانی میں بھگو کر تمام گھر میں چھڑک دیں پسو بھاگ جائیں گے۔ چوہے۔ سنکھیا سے مر جاتے ہیں لیکن بچوں والے گھر میں رکھنے میں خطرہ ہے بہتر یہ ہے کہ مردار سنگ اور سیاہ ٹکلی پیس کر رکھ دیں یا کالی ٹکنی اور بزرالبنج ملا کر رکھیں۔ چیونٹیاں۔ ہینگ سے بھاگتی ہیں۔ پتنگے۔ اگر کہیں ان کا چھتہ ہو تو گندھک اور لہسن کی دھونی سے مر جاتے ہیں۔ سرکہ یا مٹی کا تیل چھڑکنے سے بھی مر جاتے ہیں۔ دیمک۔ ہدہد کے پروں یا اس کے گوشت کی دھونی دینے سے بھی مر جاتی ہے۔ اگر کتابوں اور کپڑوں میں ہو جائے یہی تدبیر کریں۔ محال کی مکھی۔ پرانا کپڑا سلگا کر محال کو دھونی دیں تو مکھیوں کا زہر جاتا رہے اور مکھیاں بے ہوش ہو جائیں۔ کپڑوں کا کیڑا۔ افسنتین یا پودینہ یا لیموں کے چھلکے یا نیم کے پتے یا کافور کپڑوں اور کتابوں میں رکھ دیں۔ کھٹمل۔ چارپائی پر سرخ مرچیں ڈال کر دھوپ

میں بچھادیں دو تین دن اس طرح کریں کھٹمل مرجاتے ہیں سرخ مرچ کی دھونی دینا بھی یہی اثر رکھتی ہے۔

سفر کی ضروری تدبیروں کا بیان

(۱) سفر کرنے سے پہلے پیشاب پاخانہ سے فراغت کرلو اور کھانا تھوڑا کھاؤ تاکہ طبیعت بھاری نہ ہو۔ (۲) سفر میں کھانا ایسا کھاؤ جس سے غذا زیادہ بنتی ہو۔ جیسے قیمہ، کباب، کوفتہ جس میں گھی اچھا ہو اور سبز ترکاریوں سے غذا کم بنتی ہے لہٰذا مت کھاؤ۔ (۳) بعض سفر میں پانی کم ملتا ہے ایسے سفر میں خرفہ کے بیج آدھ سیر اور تھوڑا سرکہ ساتھ رکھو۔ نو ماشہ بیج پھانک کر چند قطرے، سرکہ پانی میں ملاکر پی لیا کرو۔ اس سے پیاس کم لگتی ہے اگر بیج نہ ہوں تو سرکہ پانی میں ملاکر پینا بھی کافی ہے اگر حج کے سفر میں اس کو ساتھ رکھیں تو بہت مناسب ہے۔[1] (۴) اگر سفر میں عرق کافور بھی ساتھ رکھیں تو مناسب ہے اس سے پیاس بھی نہیں لگتی اور ہیضہ کیلئے بھی مفید ہے۔ اس کی ترکیب ہیضہ کے بیان میں گزر چکی۔ (۵) اگر لو میں چلنا ہو تو بالکل خالی پیٹ چلنا برا ہے اس سے لو کا اثر زیادہ ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ پیاز خوب باریک تراش کر دہی یا اور کسی ترش چیز میں ملاکر چلنے سے پہلے کھالیں اور اگر پیاز کو گھی میں بھون لیں تو بدبو بھی نہ رہے اور پیاز کے پاس رکھنے سے بھی لو نہیں لگتی اور اگر کسی کو لو لگ جائے تو ٹھنڈے پانی سے اس کا ہاتھ منہ دھلاؤ اور کدو یا ککڑی یا خرفہ کچل کر روغن گل ملاکر سر پر رکھو اور ٹھنڈے پانی سے کلیاں کراؤ اور پانی ہرگز نہ پینے دو جب ذرا طبیعت ٹھہرے تو چکھنے کے طور پر بہت تھوڑا ٹھنڈا پانی پلاؤ اور یہ دوا پلاؤ وہ بھی ایک دم نہیں بلکہ تھوڑی تھوڑی کر کے پلاؤ۔ ایک ایک ماشہ زہرمہرہ خطائی اور طباشیر اور چھ رتی نارجیل کو چھ تولہ گلاب میں گھس کر شربت انار ملاکر پلاؤ اور کچی آنبی کا پنا نمک ڈال کر پلانا بھی لو کیلئے اکسیر ہے۔ ترکیب۔ یہ ہے کہ کچی آنبی کو بھوبل میں دبادیں جب بھن جائے نکال کر مل کر پانی میں ملادیں اور چھان لیں اور نمک ملاکر پلائیں۔ دوسری دوا۔ لو لگے ہوئے کیلئے بہت مفید ہے چھ ماشہ چنے کا ساگ خشک لیکر پاؤ بھر پانی میں بھگودیں اور اوپر کا صاف پانی لیکر پلاویں اور اس ساگ کو ہاتھوں اور پیروں کے تلوؤں پر لیپ کریں۔

حمل کی تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان

(۱) حمل میں قبض نہ ہونے پائے جب ذرا بھی پیٹ میں گرانی معلوم ہو تو ایک دو وقت صرف شوربا زیادہ چکنائی دار پی لیں اگر اس سے قبض نہ جائے تو دو تین تولہ منقی یا مربے کی ہڑ کھالیں اگر یہ بھی کافی نہ ہو تو یہ نسخہ استعمال کریں اس میں حمل کو کسی طرح کا نقصان نہیں اور معدہ کو قوی کرتا ہے اور بچہ کو گرنے سے محفوظ رکھتا ہے۔ ساڑھے دس ماشہ گلاب کے پھول کی پنکھڑیاں بہتر تو تازہ ہیں ورنہ خشک سہی رات کو آدھ پاؤ گلاب میں بھگو رکھیں صبح کو اتنا پیسیں کہ چھاننے کی ضرورت نہ پڑے پھر تھوڑی مصری ملاکر ناک بند کر کے پئیں اس سے دو تین دست اچھے ہو جائے ہیں گویا ہلکا مسہل ہے اور جن کو تحریک نزلہ کا زور بہت زیادہ ہو تو وہ اس کو نہ پئیں

[1] مگر جس کو نزلہ کی عادت ہو وہ سرکہ نہ کھاوے۔

بلکہ مربے کی ہڑ کھالیا کریں اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو حکیم سے پوچھیں۔ (۲) حمل میں یہ دوائیں ہرگز استعمال نہ کریں۔ سونف، تخم کثوث، حب القرطم، بالچھڑ، تخم خربزہ، گوکھرو، ہنسراج، سداب، زیرہ، خطمی، خیارین، تخم کاسنی، املتاس کے چھلکے اور جس کو حمل گرنے کا عارضہ ہو وہ ان دواؤں سے بھی پرہیز رکھے۔ گل بنفشہ، خمیرہ بنفشہ، آلو بخارا، سپستاں ریشہ خطمی اور حمل میں اگر دستوں کی ضرورت ہو تو یہ دوائیں استعمال نہ کریں ارنڈی کا تیل، جلاپا، ریوند چینی، ترنجبین، سنا، غاریقون، شربت دینار اور حاملہ کو یہ غذائیں نقصان کرتی ہیں۔ لوبیا، چنا، تل، گاجر، مولی، چقندر، ہرن کا گوشت، زیادہ مرچ، زیادہ کھٹائی، تربوز، خربوزہ، زیادہ ماش کی دال لیکن کبھی کبھی ڈر نہیں اور یہ چیزیں نقصان نہیں کرتیں۔ انگور، امروڈ، ناشپاتی، سیب، انار، جامن، میٹھا آم، بٹیر، تیتر اور چھوٹے پرندے کا گوشت۔ (۳) چلنے میں بہت زور سے پاؤں نہ پڑے اونچی جگہ سے نیچے یک لخت نہ اتریں غرض کہ پیٹ کو زیادہ حرکت سے بچائیں کوئی سخت محنت نہ کریں، بھاری بوجھ نہ اٹھائیں، بہت غصہ نہ کریں، زیادہ غم نہ کریں، فصد اور مسہل سے بچیں خاص کر چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں مہینے کے بعد زیادہ احتیاط رکھیں۔ خوشبو کم سونگھیں اور نویں مہینے خوشبو سے زیادہ احتیاط رکھیں کیونکہ بچہ مشکل سے ہوتا ہے چلنے پھرنے کی عادت رکھیں کیونکہ ہر وقت بیٹھے رہنے سے بادی اور سستی بڑھتی ہے۔ میاں کے پاس نہ جائیں خاص کر چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں کے بعد زیادہ نقصان ہے اور جن کے مزاج میں بلغم زیادہ ہو وہ زیادہ چکنائی بھی نہ کھائیں۔ قیمہ اور مونگ کی دال بھنی ہوئی اور ایسی چیزیں کھایا کریں ارادہ کر کے قے نہ کریں۔ اگر خود آئے تو روکنا نہ چاہئے۔ جن چیزوں سے نزلہ اور کھانسی پیدا ہو ان سے بچیں۔ پیٹ کو ٹھنڈی ہوا سے بچائیں۔ (۴) اگر قے بہت آیا کرے تو تین تین ماشہ انار دانہ اور پودینہ پیس کر شربت غورہ یعنی کچے انگور کے شربت میں ملا کر چاٹ لیا کریں اور اگر یہ شربت نہ ملے تو بہی کے مربے میں ملا کر چاٹیں اور چلا پھرا کریں۔ اور معدہ میں کوئی خرابی ہو اور اس وجہ سے قے آئے تو قے لانے والی دواؤں سے پیٹ صاف کریں تو معدہ کی بیماریوں کے بیان میں یہ دوائیں لکھی گئی ہیں وہاں دیکھ لو۔ (۵) اگر مٹی وغیرہ کھانے کی خواہش ہو تھوڑی خواہش تو خود جاتی رہتی ہے اگر زیادہ ہو اس گلاب والی دوا سے پیٹ صاف کریں جو نمبر (۱) میں گزر چکی ہے جب دو چار دست ہو جائیں تو شربت غورہ یا کاغذی لیموں میں شکر ملا کر چاٹ لیا کریں اور چٹ پٹی چیزیں کھایا کریں جیسے چٹنی پودینہ یا دھنیے کی جس میں مرچ اور ترشی زیادہ نہ ہو کھانے کے ساتھ تھوڑی تھوڑی چکھیں اور مرچ سیاہ ڈالیں تو بہتر ہے اگر مٹی کی بہت ہی حرص ہو تو نشاستہ کی ٹکیہ یا طباشیر کھایا کریں اس سے مٹی کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔ (۶) اگر بھوک بند ہو جائے تو چکنائی اور مٹھائی کم کھاویں اور اسی گلاب والی دوا سے پیٹ صاف کریں اور بعد غذا کے ایک تولہ جوارش مصطگی کھایا کریں۔ یا یہ چورن بنا کر غذا سے پہلے یا پیچھے چھ ماشہ سے ایک تولہ تک کھایا کریں۔ چھ چھ ماشہ مصطگی اور نمک سیاہ اور دھنیہ خشک اور ایک ایک تولہ الا ئچی دانہ خورد اور انار دانہ کوٹ کر چھلنی سے چھان کر رکھ لیں۔ (۷) جب دل دھڑکا کرے دو چار گھونٹ گرم پانی یا گرم گلاب کے ساتھ پی لیا کریں اور ذرا چلا پھرا کریں اگر اس سے نہ جائے تو دواء المسک معتدل کھایا کریں (۸) اگر پیٹ

میں درداور ریاح معلوم ہوتو یہ جوارش بہت مفید ہے ایک تولہ زیرہ سیاہ، ایک دن رات سرکہ میں بھگو کر بھون کر اورایک ایک تولہ کندراور صعتر لیکر ان تینوں دواؤں کو چھلنی میں چھان کر قند سفید میں قوام کر کے ملالیں۔ خوراک سوا دو ماشہ سے لیکر ساڑھے چار ماشہ تک یا ایک ایک ماشہ مصطگی اور نرکچور پیس کر دو تولہ گلقند میں ملا کر کھالیا کریں۔ (۹) اگر حمل میں پیچش ہو جائے تو اکثر یہ دوا کافی ہو جاتی ہے۔ چھ ماشہ تخم ریحان چھٹا نک بھر گلاب میں پکا کر تھوڑی مصری اور نو دانہ مغز بادام پیس کر اس میں ملا کر کھائیں اور حمل کی پیچش میں زیادہ لعاب دار دوائیں جیسے ریشہ خطمی وغیرہ استعمال نہ کریں خاص کر جس کو حمل گر جانے کی عادت ہو۔ (۱۰) اگر حمل میں پیروں پر ورم آجائے تو کچھ ڈر نہیں لیکن بہتر ہے کہ تین تین ماشہ ایلوا اور چھالیہ اور صندل سبز مکو کے پانی میں پیس کر مل لیں۔ (۱۱) اگر حاملہ کو اندر کے بدن میں کبھی تکلیف اور جلن معلوم ہو تو تین ماشہ رسوت کو ایک ایک تولہ گلاب اور مہندی کے پانی میں ملا کر ملتانی مٹی دہی کے پانی میں گھول کر لگائیں۔ (۱۲) اگر حمل میں خون آنے لگے تو قرص کہربا[1] کھائیں اور ان دواؤں کا استعمال کریں جو استحاضہ کے بیان میں لکھی گئی ہیں۔ (۱۳) جس کو حمل گر جانے کی عادت ہو وہ چار مہینہ تک اور پھر ساتویں مہینہ کے بعد بہت احتیاط رکھے کوئی گرم چیز نہ کھائے کوئی بوجھ نہ اٹھائے بلکہ ہر وقت لنگوٹ باندھے رکھے اور جب گرنے کی نشانیاں معلوم ہونے لگیں تو فوراً حکیم سے رجوع کرنا چاہئے اور اگر گر جائے تو اس وقت بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کوئی بات حکیم کے خلاف اپنی عقل سے نہ کریں لیکن بہت ضروری باتیں تھوڑی سی ہم نے بھی آگے لکھ دی ہیں اور چونکہ ایک دفعہ گر جانے سے آگے کو بھی عارضہ لگ جاتا ہے اور اگر بچہ ہوا بھی تو کمزور ہوتا ہے اور جیتا نہیں اور اگر جیا بھی تو ام الصبیان یعنی مرگی وغیرہ میں مبتلا رہتا ہے اس کی روک تھام کیلئے یہ معجون بنا کر حمل قائم ہونے کے بعد چوتھے مہینے سے پہلے چالیس دن تک ساڑھے چار ماشہ روز کھائیں اور حمل قرار ہونے سے پہلے طبیب سے رائے لیکر اگر مسہل کی ضرورت ہو مسہل بھی لے لیں اور اگر بدون حمل بھی کھاویں تو رحم کو تقویت دیتی ہے۔

معجون محافظ حمل۔ برادہ صندل سفید اور برادہ صندل سرخ اور مازو سبز اور درونج عقربی اور عود صلیب اور ابریشم خام مقرض اور بیخ انجبار اور گل ارمنی عود خام، عنبر اشہب بسد محروق۔ سب گیارہ گیارہ رتی اور تخم خرفہ اور مغز تخم تربوز ساڑھے بائیس بائیس رتی سب کو کوٹ چھان کر شربت غورہ بیس ماشہ اور قند سفید سات تولہ اور شہد خالص ستائیس ماشہ قوام کر کے یہ دوائیں اس میں ملائیں پھر بچے موتی اور کہربائے شمعی اور طباشیر سوا گیارہ گیارہ رتی اور چاندی سونے کے ورق ڈھائی ڈھائی عدد سب کو چار تولہ عرق بید مشک میں کھرل کر کے ملالیں اس سے دودھ بھی بڑھتا ہے اور بچہ کو ام الصبیان نہیں ہوتا۔

اسقاط یعنی حمل گر جانے کی تدبیروں کا بیان

اسقاط کے بعد غذا بالکل بند کر دیں جب بھوک زیادہ ہو تو خربزہ کے چھلے ہوئے بیج دو تین تولہ ذرا

[1] قرص کہربا کا نسخہ خاتمہ میں ہے۔

بھون کر اور ذائقہ کے موافق لاہوری نمک اور کالی مرچ ملا کر کھائیں یا منقیٰ سینک کر کھلائیں تین دن تک اور کچھ غذا نہ کھائیں اور پیٹ کی صفائی کیلئے یہ نسخہ پلاتے رہیں تخم خربزہ اور گوکھرو چھ چھ ماشہ اور بیخ کاسنی اور پرسیاوشاں اور سداب اور مشکطرمشیع یعنی پہاڑی پودینہ پانچ پانچ ماشہ اور املتاس کے چھلکے ایک تولہ پانی میں اوٹا کر چھان کر تین تولہ شربت بزوری بارد ملا کر نیم گرم پئیں اور کمر اور ناف کے نیچے نیم کے پتوں سے سینکتے رہیں۔ چوتھے دن تھوڑی موٹھ اوٹا کر اس کا پانی پلائیں، پھر پانچویں دن شوربے میں چپاتی خوب گلا کر دیں۔ اور پیٹ کی صفائی میں کمی نہ رہنے دیں اور باقی تدبیریں زچہ خانہ کی سی ہیں جن کا بیان آگے آتا ہے اور بعض عورتوں کو اسقاط سے رحم اور جگر میں ضعف ہو جاتا ہے جس سے دورہ کے سے دست آنے لگتے ہیں اور ٹھنڈا پسینہ آیا کرتا ہے اور کبھی تمام بدن پھول جاتا ہے اس مرض کو پرسوت کہتے ہیں۔[1] اس کیلئے یہ دوا نہایت مجرب ہے۔ کوڑیالوبان لیکر پیس کر ایک مٹی کی سکوری میں بچھا کر اوپر سے دوسری سکوری ڈھانک کر کناروں کو آٹے سے بند کر کے چراغ کی آنچ دیں تین چار گھنٹہ میں لوبان کا جوہر اڑ کر اوپر کی سکوری میں جم جائیگا اور نیچے کی سکوری میں کچھ راکھ سی رہ جائے گی اس راکھ کو لے لیں اور اس کے ہم وزن مشک ملا کر پانی سے گوندھ کر چنے سے دوگنی گولیاں بنالیں ایک کو روز جاڑوں کے موسم میں چلہ بھر تک کھائیں اور اگر مزاج ٹھنڈا ہے تو گرمی میں بھی کھا سکتے ہیں اور وہ لوبان کا جوہر جو اوپر کے پیالہ میں جم گیا ہے، بچوں کے ڈبہ کو اور پسلی کے درد کو ایک دو چاول کھلانا مفید ہے۔

زچہ کی تدبیروں کا بیان

(۱) جب نواں مہینہ شروع ہو جائے ہر روز ایک ماشہ مصطگی باریک پیس کر اس میں نو ماشہ روغن بادام اور ذرا سی مصری ملا کر روز چاٹ لیا کریں اور روغن بادام اچھا نہ ملے تو گیارہ بادام چھیل کر خوب باریک پیس کر مصری ملا کر چاٹ لیا کریں جس کا معدہ قوی ہو اس کو مصطگی ملانے کی ضرورت نہیں اور گائے کا دودھ جس قدر ہضم ہو سکے پیا کریں یا گائے کا مسکہ اگر ہضم ہو جائے چاٹا کریں یا دو دو تولہ ناریل اور مصری کوٹ کر جب ایک ذات ہو جائے ہر روز کھایا کریں ان سب دواؤں سے بچہ آسانی سے پیدا ہوتا ہے اور جب دن بہت ہی کم رہ جائیں تو گرم پانی سے ناف کے نیچے دھارا کریں اور خوب چکنا شوربا پیا کریں اور جب بالکل ہی وقت آن پہنچے اور درد شروع ہو تو یہ دوا بہت مفید ہے۔ املتاس کے چھلکے ڈیڑھ تولہ کچل کر پانی میں جوش دیکر تین تولہ شربت بنفشہ ملا کر پلائیں اور مقناطیس بائیں ہاتھ میں لینے سے یا بسد یعنی مونگے کی جڑ بائیں ران پر باندھنے سے بھی بچہ پیدا ہونے میں آسانی ہوتی ہے اور یہ تیل نہایت مفید ہے۔ گل بابونہ، بنفشہ، تخم خطمی، اکلیل الملک، السی کے بیج سب چھ چھ ماشہ اور ٹیسو کے پھول دو تولہ سب کو سیر بھر پانی میں اوٹالیں جب آدھا پانی رہ جائے مل کر چھان کر اس میں آدھ پاؤ ارنڈی کا تیل اور دو تولہ گائے کی نلی کا گودا اور بکری کے گودے کی چربی ملا کر پھر پکائیں۔

---

[1] اس میں دست آیا کرتے ہیں اور دستوں کا دورہ ہوتا ہے لیکن ان دستوں سے پیٹ ہلکا نہیں ہوتا اس کا بیان رحم کی بیماریوں میں گزر چکا ہے۔

جب پانی جل جائے اور تیل رہ جائے اتار کر رکھ لیں جب ضرورت ہو گرم کر کے ناف کے نیچے اور کمر پر ملیں اور دائی سے اندر استعمال کرائیں اور جس عورت کے رحم میں ورم ہو اس کے بچہ ہونے کے وقت تو اسکی مالش اور استعمال بہت ضروری ہے ورنہ عورت کے مر جانے کا ڈر ہے اور یہ تیل اس قدر ہے کہ گھروں میں تیار رہے اگر زیادہ تکلیف ہو یا بچہ پیٹ میں مر جائے یا اور کوئی نئی خطرہ کی بات پیدا ہو جائے تو فوراً حکیم کو خبر کر دو۔ پنجہ مریم دودھ میں ڈال کر عورت کے سامنے رکھنا بہت مفید ہے۔ دوا جس سے بچہ آسانی سے ہو جائے۔ زعفران اصلی ایک ماشہ پیس کر انڈے کی زردی میں ملا کر دودھ میں گھول کر نیم گرم پلا دیں اور ایک اور دوا جس سے بچہ فوراً ہو جائے۔ ایک سفید جالا مکڑی کا دو تولہ پانی میں پیس کر دائی سے رحم کے منہ میں لگوائیں۔ تنبیہ۔ جالے کو اچھی طرح سے صاف کر لیں اس میں مکڑی کے انڈے نہ ہوں اور یہ دوا دیہاتی اور قوی عورتوں کیلئے ہے نازک مزاج عورتیں نہ استعمال کریں۔ **آنول نال کاٹنے کی ترکیب**۔ جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کی غذا منہ میں نہیں پہنچتی بلکہ رحم کے اندر ایک جھلی پیدا ہو جاتی ہے اس جھلی میں خون رحم میں سے آتا ہے اور اس جھلی میں سے ایک نلی آنت کی سی شکل کی بچہ کی ناف میں ملتی ہے وہ خون بچہ کے بدن میں اس نلکی کی راہ سے پہنچتا ہے اس کو آنول نال کہتے ہیں۔ حکیم مطلق نے بچہ کے منہ اور زبان کی گندی غذا سے حفاظت کرنے کیلئے یہ راستہ بنایا کیونکہ زبان ذکر اللہ کیلئے پیدا ہوئی ہے۔ آنول نال کاٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے اس کو ناف کے پاس سے دو انگلیوں سے دبا کر آہستہ سے باہر کو سونت دیں تا کہ ہوا اور خون جو کچھ جمع ہو گیا ہو نکل جائے پھر اون کے ڈورے کو چکنا کر کے ایک بند بچہ کی ناف کے پاس باندھ دیں اور ایک بند ایک بالشت چھوڑ کر جب دونوں بند باندھ چکیں تو تیز قینچی سے دونوں بندوں کے درمیان سے کاٹ دیں اگر اس کٹی ہوئی نال کے سوراخ میں دو چاول مشک ڈال دیں تو بچہ کو کبھی مرض ڈبہ نہ ہو، کاٹنے کے بعد روغن زیتون میں کپڑا بھگو کر رکھیں یا یہ دوا چھڑکیں۔ بلدی، دم الاخوین، انزروت، زیرہ سفید، چھڑیلہ، مرکی سب تین تین ماشہ خوب باریک پیس کر چھان کر چھڑکیں اگر آنول نال کو کاٹنے اور بند باندھنے سے پہلے نہ سونتیں تو مثانہ یا رحم یا معدہ میں تمام عمر تولید ریاح کا مرض رہیگا۔ بچہ کو ایک دن رات دودھ نہ دیں بجائے دودھ کے گھٹی دیں تا کہ پیٹ خوب صاف ہو جائے اگلے دن دودھ دیں۔ بچہ کی ماں اس عرصہ میں اپنا دودھ دو تین مرتبہ دبا دبا کر نکال دے بلکہ گرم پانی سے چھاتیوں کو دھارے تا کہ جما ہوا دودھ نکل جائے ایک ہفتہ تک دن رات میں تین دفعہ سے زیادہ دودھ نہ دیں۔ (۲) دستور ہے کہ مٹی یا بیسن سے بچہ کو غسل دیتے ہیں بجائے اس کے اگر نمک کے پانی سے غسل دیں اور تھوڑی دیر کے بعد خالص پانی سے نہلائیں تو بہت سی بیماریوں سے جیسے پھوڑا پھنسی وغیرہ سب سے حفاظت رہتی ہے لیکن نمک کا پانی ناک یا آنکھ یا کان یا منہ میں نہ جانے پاوے اگر بچہ کے بدن پر میل زیادہ معلوم ہو تو کئی روز تک نمک کے پانی سے غسل دیں اور اگر میل نہ ہو تو بھی چلہ بھر تک تیسرے دن خالص پانی سے غسل دیا کریں اور غسل کے بعد تیل مل دیا کریں اگر چار پانچ مہینے تک تیل کی مالش رکھیں تو بہت مفید ہے۔ (۳) بچہ کو ایسی جگہ رکھیں جہاں بہت روشنی نہ ہو زیادہ روشنی سے اسکی نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔ (۴) گھٹی میں جو

املتاس ہوتا ہے اس کو اور دواؤں کے ساتھ پکانا نہ چاہئے اس سے اثر جاتا رہتا ہے یا تو الگ بھگو کر چھان لیں یا پکی ہوئی دوائیں ملا کر چھان لیں۔ (۵) بچہ کو دودھ دینے سے پہلے کوئی میٹھی چیز جیسے شہد یا کھجور چبائی ہوئی وغیرہ انگلی پر لگا کر اس کے تالو پر لگائیں۔[1] (۶) دستور ہے کہ زچہ کو کاڑھا پلاتے ہیں اور اس کیلئے ایک نسخہ مقرر ہے سب کو وہی دیا جاتا ہے چاہے اس کا مزاج گرم ہو یا سرد ہو یا وہ بیمار ہو یہ برا دستور ہے بلکہ مزاج کے موافق دوا دینا چاہئے۔ اگر عورت کا مزاج سرد ہے تو ایک ایک تولہ مجیٹھ اور سونف اور نرکچور اور ملوخشک سب کو چار سیر پانی میں اوٹا لیں جب تین سیر رہ جائے استعمال کریں اور اگر مزاج گرم ہے تو دو دو تولہ ملوخشک اور خربوزہ کے بیج اور گوکھر وان سب کو چار سیر پانی میں اوٹا کر جب تین سیر رہ جائے تو استعمال میں لاویں اور جب زچہ کو بخار ہو تو صرف ملوخشک کا پانی دیں اسی طرح یہ بھی دستور ہے کہ زچہ کو اچھوانی اور گوند اور سونٹھ وغیرہ دیتے ہیں یہ بھی برا دستور ہے کسی کو موافق آتا ہے کسی کو نقصان کرتا ہے خاص کر بخار میں اچھوانی بہت ہی نقصان کرتی ہے اگر زچہ بیمار ہو یا ہضم میں فتور ہو تو سب سے عمدہ غذا شوربا یا یخنی ہے البتہ روٹی نہ دیں تو مضائقہ نہیں اور اگر بخار یا بیماری زیادہ ہو تو حکیم سے پوچھ کر جو حکیم بتلا دے وہ دو جس کو گوند موافق نہ ہو اس کے واسطے وہ لڈو بناؤ جسکی ترکیب رحم سے ہر وقت رطوبت جاری رہنے کے بیان میں لکھی گئی ہے۔ (۷) بچہ کو زیادہ دیر تک ایک کروٹ پر لیٹے ہوئے کسی چیز پر نگاہ نہ جمانے دیں اس سے بھینگا پن ہو جاتا ہے۔ کروٹ بدلتے رہیں۔ (۸) زچہ کو بھی تیل ملوانا بہت مفید ہے مگر بعض عورتوں کو تیل گرمی کرتا ہے اور پھوڑے پھنسی نکل آتے ہیں ان کیلئے یہ تیل مناسب ہے۔ جھاؤ کے پتے آدھ پاؤ اور مہندی کے پتے چھٹانک بھر اور نمک مولی چھٹانک بھر اور مجیٹھ دو تولہ ان سب کو رات کو پانی میں بھگو رکھیں صبح کو جوش دیکر مل کر چھان کر سرسوں یا تل کا تیل ایک سیر ملا کر پھر پکائیں کہ پانی سب جل جائے اور تیل رہ جائے پھر اس میں دو تولہ مصطگی اور ایک تولہ قسط تلخ خوب باریک پیس کر ملا کر رکھ لیں اور نیم گرم ملوائیں۔ (۹) جس کے دودھ کم ہو اگر دودھ موافق ہو تو دودھ پلاؤ اور بھیجا زیادہ کھلاؤ اور مرغ کا شوربا پلاؤ اور یہ دوائیں بھی مفید ہیں۔ پانچ ماشہ کلونجی یا پانچ ماشہ تودری سرخ ہر روز دودھ کے ساتھ پھانکیں یا دو تولہ زیرہ سیاہ آدھ سیر گھی میں کسی قدر بھون کر سیر بھر شکر سفید اور آدھ سیر سوجھی ملا کر قوام کر لیں پھر بادام، چھوہارا، ناریل، چلغوزہ بقدر مناسب ملا لیں خوراک دو تولہ تک یا گاجر کا حلوا کھلائیں اور غذا عمدہ کھلائیں۔ (۱۰) دودھ پلانے والی کوئی چیز نقصان کرنیوالی نہ کھائے اسی طرح تیرہ تزک کا ساگ اور رائی اور پودینہ نہ کھائے ان چیزوں سے دودھ بگڑتا ہے۔ (۱۱) اگر دودھ چھاتیوں میں جم جائے اور تکلیف دے اور چھاتیوں میں کھچاؤ معلوم ہونے لگے تو فوراً علاج کریں۔ ایک علاج یہ ہے کہ ایک ایک تولہ بنفشہ اور خطمی اور گل بابونہ اور دو تولہ ٹیسو کے پھول لیکر دو سیر پانی میں اوٹا کر گرم گرم پانی سے دھاریں اور انہی دواؤں کو رکھ کر باندھیں جب ٹھنڈا ہو جائے اتار دیں۔ (۱۲) جس کا دودھ خراب ہو بچہ کو نہ پلائیں ایک بوند ناخن پر ڈال کر دیکھ

[1] اس وقت جو چیز تالو پر لگا دی جاتی ہے تمام عمر موافق رہتی ہے حتیٰ کہ بعض بچوں کے تالو میں بچھو گھس کر مصری ملا کر دیا گیا تمام عمر بچھو کا زہر نہ چڑھا۔

پس اگر فوراً بہہ جائے یا بہت دیر تک نہ بہے تو خراب ہے اور اگر ذرا بہہ کر رہ جائے تو عمدہ ہے اور جس دودھ پر مکھی نہ بیٹھے وہ برا ہے۔ **مسان کا علاج**۔ مسان ایک مرض ہے جسکی بہت سی صورتیں ظہور میں آتی ہیں کوئی بچہ سوکھ سوکھ کر مر جاتا ہے، کسی کو کمیڑہ (ام الصبیان) کے دورے پڑتے ہیں کوئی دستوں سے ہلاک ہو جاتا ہے کسی کو پیاس اور تونس بہت ہوتی ہے کسی کے بچے سوتے سوتے مر کر رہ جاتے ہیں۔ کسی کے بچے دو برس تک یا اس سے کم وبیش مدت تک اچھے رہتے ہیں پھر ایک دم مر جاتے ہیں یہ سب مسان کی شاخیں ہیں۔ یہ مرض بچہ کی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب اس کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے تو لگا تار بچے مرتے ہی چلے جاتے ہیں جب تک ماں کا علاج نہ ہو۔ شروع حمل میں بلکہ حمل سے پہلے اس کی دوا نہ کی جائے بچہ کو نفع نہیں پہنچتا کیونکہ یہ مرض آج کل بکثرت ہونے لگا ہے اس واسطے اس کا علاج لکھا جاتا ہے۔ مفصل علاج تو اس کا بہت طول چاہتا ہے یہاں چند نسخے اس مرض سے حفاظت کیلئے اور چند ضروری باتیں لکھی جاتی ہیں۔ (۱) عورت کا علاج حمل سے پہلے کسی ہوشیار حکیم سے کراؤ۔ اگر ضرورت مسہل کی ہو تو بہ رعایت خون کی صفائی اور زہر کے اتارا اور تقویت دل کا مسہل دیا جائے۔ (۲) پھر حمل کی حالت میں قبل ماہ چہارم وہ معجون دی جائے جو حمل کی تدبیروں کے بیان میں گزری جس کا نام معجون محافظ حمل ہے جس کی پہلی دوا برادہ صندل سفید ہے چالیس دن کھلاویں وہ معجون ہر مزاج کے موافق ہے۔ (۳) وہ معجون چالیس دن کھا کر چھوڑ دیں اور یہ گولی برابر بچہ ہونے تک کھاتی رہیں اور جب بچہ پیدا ہو تو بچہ کو بھی برابر دو برس تک کھلاتی رہیں اور خود بھی کھاتی رہیں۔ گولی کا نسخہ یہ ہے۔ تلسی کے پتے جلنیم کے پتے۔ جڑ چٹہ کی جڑ۔ اکاس بیل جو ببول کے درخت کی نہ ہو۔ کرنجوہ کے پتے۔ ارنڈ کے پتے سب ڈھائی ڈھائی ماشہ لیکر سایہ میں خشک کریں۔ پھر عود صلیب، بنسلوچن، دانہ الائچی کلاں چار چار ماشہ دانہ الائچی خورد دو ماشہ، زرنب یعنی تالیس پتر ڈھائی ماشہ سب کو کوٹ چھان لیں اور زہر مہرہ خطائی، اصل نار جیل دریائی، جدوار خطائی، پپیتہ گلاب میں کھرل کریں اور خشک تین چاول، زعفران اصلی تین رتی ملا کر خوب کھرل کریں اور سب ادویات کو ملا کر شہد ہم وزن میں ملا کر گولیاں چنے کے برابر بنالیں اور ایک گولی روز کھاویں اور جب بچہ پیدا ہو تو اس کو چوتھائی گولی دیں پھر چند روز کے بعد آدھی گولی پھر سال بھر کے بعد ایک گولی روز دیں یہ گولی بچہ کے بہت سے امراض کیلئے مفید ہے اور نقصان کسی حال میں نہیں کرتی۔ (۴) مسان کے مرض کیلئے سب سے ضروری تدبیر یہ ہے کہ ماں کا دودھ بالکل نہ دیا جائے کوئی دوسری تندرست عورت دودھ پلاوے یا بکری گائے وغیرہ یا ولایتی ڈبہ کے دودھ سے پرورش کی جائے۔ غرض ماں کے دودھ میں زہر ہوتا ہے یا تو ماں کا دودھ بالکل نہ دیا جائے یا ممکن ہو تو ماں کے دودھ کی صفائی کی تدبیریں کسی قابل اور تجربہ کار حکیم کی رائے سے کی جائیں مگر یہ مشکل ہے لہٰذا ماں کا دودھ نہ دینا ہی مناسب ہے۔ (۵) بچے کے گلے میں عود صلیب نر و مادہ لمبائی میں سوراخ کر کے دوڑے میں پرو کر ڈال دیا جائے۔ (۶) اگر بچہ کو مسان ہو گیا ہے تو اس کی تدبیریں اور علاج میں جو صورتیں پیش آئیں اس کے موافق حکیم کو اطلاع کر کے کرو اور بہت صورتوں کا علاج کتاب ہذا میں لکھ دیا گیا ہے۔ (۷) مسان کو تعویذ گنڈوں سے بھی بہت فائدہ ہوتا

ہے۔ کسی دیندار مسلمان عالم سے رجوع کریں جاہلوں اور بددینوں سیانوں سے ہرگز رجوع نہ کریں اور ایک عمل اسی حصہ کے آخر میں جھاڑ پھونک کے بیان میں لکھا گیا ہے، نہایت مجرب ہے۔

بچوں کی تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان

(۱) سب سے بہتر ماں کا دودھ ہے بشرطیکہ مسان کا مرض نہ ہو اور اگر مسان کا مرض ہو تو سب سے مضر ماں کا دودھ ہے (مسان کا بیان پہلے گزر چکا) تندرست ماں اگر خالی پستان بھی بچہ کے منہ میں دے تو بچہ کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ عادت کرلیں کہ ہر دفعہ دودھ پلانے سے پہلے ایک انگلی شہد چٹا دیا کریں تو بہت مفید ہے۔ (۲) جب بچہ سات دن کا ہو جائے گہوارے میں جھلانا اور لوری (گیت) سنانا اس کو بہت مفید ہے گود میں لیں یا گہوارے میں لٹا دیں بچہ کا سر اونچا رکھیں۔ (۳) بچہ جس وقت پیدا ہوتا ہے اس کا دماغ فوٹو کی سی خاصیت رکھتا ہے جو کچھ اس میں آنکھ کی راہ سے یا کان کی راہ سے پہنچتا ہے منقش ہو جاتا ہے اور تمام عمر محفوظ رہتا ہے۔ اگر اچھی تعلیم دینی ہو تو بچہ کے سامنے تمیز اور سلیقے کی باتیں کریں کوئی حرکت خلاف تہذیب نہ کریں اور کوئی بات بری منہ سے نہ نکالیں، کلمہ کلام پڑھتے رہیں۔ (۴) جب دودھ چھوڑنے کے دن نزدیک آئیں اور بچہ کچھ کھانے لگے تو اس کا خیال رکھیں کوئی سخت چیز ہرگز نہ چبانے دیں۔ اس سے ڈر ہے کہ دانت مشکل سے نکلیں اور ہمیشہ کیلئے دانت کمزور رہیں۔ (۵) ایسی حالت میں نہ غذا پیٹ بھر کر کھلاویں نہ پانی زیادہ پلاویں اس سے معدہ ہمیشہ کو کمزور ہو جاتا ہے اگر ذرا بھی پیٹ پھولا دیکھیں تو غذا بند کر دیں اور جس طرح ہو سکے بچہ کو سلا دیں اس سے غذا جلدی ہضم ہو جاتی ہے۔ (۶) اگر گرمی میں دودھ چھڑایا جائے تو پیاس اور بھڑک نہ ہونے دیں اس کی تدبیر یہ ہے کہ ہر روز زہرمہرہ گلاب یا پانی میں گھس کر پلائیں اور زیادہ چکنائی نہ کھلائیں اور ہمیشہ تیسرے دن تالو پر مہندی کی ٹکیہ رکھیں یا نشاستہ گلاب میں ملا کر تالو پر ملا کریں اس سے سوکھے کے عارضہ سے بھی حفاظت رہتی ہے اور اگر بہت جاڑوں میں دودھ چھڑایا جائے تو سردی سے بچائیں اور کوئی ثقیل چیز کھانے نہ دیں اور بدہضمی کا خیال رکھیں۔ (۷) جب مسوڑے سخت ہو جائیں اور دانت نکلتے معلوم ہوں تو مرغے کی چربی مسوڑھوں پر ملا کریں اور سر اور گردن پر تیل خوب ملا کریں اور کان میں بھی تیل خوب ڈالا کریں۔ کبھی کبھی شہد دو بوند نیم گرم کر کے کانوں میں ڈال دیا کریں کہ میل نہ جمے اور اس دوا کا استعمال کریں کہ دانت آسانی سے نکلیں۔ السی اور میتھی کے بیج اور خطمی اور گل بابونہ سب چھ چھ ماشہ رات کو پانی میں بھگوئیں صبح جوش دیکر مل کر چھان کر تین تولہ روغن گل اور دو تولہ شہد خالص اور ایک تولہ بکری کے گردے کی چربی اور مرغی کی چربی ملا کر پھر پکائیں کہ پانی جل کر مرہم سا رہ جائے پھر اس میں چھ ماشہ نمک باریک پیس کر ملا کر رکھیں اور نیم گرم کر کے ہر روز مسوڑھوں پر ملا کریں اور اگر مرغی کی چربی نہ ہو تو گائے کی نلی کا گودا ڈالیں اور کبھی دانتوں کے مشکل سے نکلنے سے بچہ کے ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں اس وقت سر اور گردن پر تیل ملیں۔ (۸) جب دانت کسی قدر نکل آئیں اور بچہ کچھ کچھ چبانے لگے تو ایک گرہ ملہٹی کی اوپر سے چھیل کر پانی میں بھگو کر نرم کر کے بچے کے ہاتھ میں

دیدیں کہ اس سے کھیلا کرے اور اس کو چبایا کرے اس سے ایک تو اپنی انگلیاں نہ چبائے گا۔ دوسرے دانت نکلنے میں مسوڑھے نہ پھولیں گے اور درد نہ کرینگے اور کبھی کبھی نمک اور شہد ملا کر مسوڑھوں پر ملتے رہیں اس سے منہ نہیں آتا اور دانت بہت آسانی سے نکلتے ہیں۔ (۹) جب بچہ کی زبان کچھ کھل چلے تو کبھی کبھی زبان کی جڑ کو انگلی سے مل دیا کریں اس سے بہت جلدی صاف بولنے لگتا ہے۔ (۱۰) حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بری عادتوں سے تندرستی خراب ہو جاتی ہے لہٰذا بچہ کی عادتیں درست رکھنے کا بہت خیال رکھیں کوئی اور بھی اس کے سامنے بیہودہ حرکت نہ کرنے پائے۔ (۱۱) بچوں کو کسی خاص غذا کی عادت نہ ڈالو بلکہ موسمی چیزیں سب کھلاتے رہو تا کہ عادت رہے البتہ بار بار نہ کھلاؤ جب تک ایک چیز ہضم نہ ہو جائے دوسری نہ دو اور کوئی چیز اتنی نہ کھلاؤ کہ ہضم نہ ہو سکے اور سبز میووں پر پانی نہ دو اور کھٹائی زیادہ نہ کھانے دو خاص کر لڑکیوں کو اور بچوں کو تاکید رکھو کہ کھانا کھاتے میں اور پانی پینے میں نہ ہنسیں نہ کوئی ایسی حرکت کریں کہ جس سے لقمہ یا پانی ناک کی طرف چڑھ جائے۔ جس قدر مقدور ہو بچوں کو اچھی طرح غذا دو اس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آجائے گی تمام عمر کام آئے گی خاص کر جاڑوں میں میوہ یا تل کے لڈو کھلا دیا کرو۔ ناریل اور مصری کھانے سے طاقت بھی آتی ہے اور چنونے پیدا نہیں ہوتے اور سوتے میں پیشاب زیادہ نہیں آتا۔ اس طرح اور میووں میں اور فائدے ہیں۔ (۱۲) بچوں کو محنت کی عادت ضرور ڈالیں۔ بلکہ بقدر ضرورت لڑکوں کو ڈنڈ، مگدر کی اور مقدور ہو گھوڑے کی سواری کی۔ لڑکیوں کو چھوٹی چکی پھر بڑی چکی پھر چرخہ پھیرنے کی عادت ڈالیں۔ (۱۳) ختنہ جتنی چھوٹی عمر میں ہو جائے بہتر ہے تکلیف کم ہوتی ہے اور زخم جلدی بھر جاتا ہے۔ (۱۴) بہت چھوٹی عمر میں شادی کر دینے میں بہت سے نقصان ہیں بہتر تو یہی ہے کہ جب لڑکا کمانے اور لڑکی گھر چلانے کا بوجھ اٹھا سکے اس وقت شادی کی جائے۔

بچوں کی بیماریوں اور علاج کا بیان

فائدہ۔ بچوں کو بہت تیز دوا مت دو خواہ گرم ہو جیسے اکثر کشتے یا سرد ہو جیسے کافور اس کی احتیاط دودھ پینے تک تو بہت ضروری ہے پھر بھی چودہ پندرہ برس کی عمر تک خیال رکھو اور دودھ پیتے بچے کے علاج میں دودھ پلائی کو پرہیز رکھنے کی بہت ضرورت ہے اور جب تک بچہ بارہ برس کا نہ ہو جائے فصد ہرگز نہ لیں اگر بہت ہی لاچاری ہو تو بھری سینگیاں لگا دیں اور یاد رکھو جب کوئی ترش دوا یا غذا بچہ کو دی جائے تو دودھ پلانے سے دو گھنٹہ کا فاصلہ ضرور ہے تا کہ دودھ کے ساتھ ترشی معدہ میں نہ جمع ہو بعض دفعہ بہت نقصان ہو جاتا ہے۔ اب کچھ بیماریاں لکھی جاتی ہیں۔

اُمّ الصبیان۔ اس کو کمیرہ [1] اور مسان بھی کہتے ہیں اس میں بچہ یک لخت بے ہوش ہو جاتا ہے اور ہاتھ

[1] اس مرض کیلئے بہت ضروری تدبیر یہ ہے کہ بچہ کو قبض نہ ہونے دیں گھٹی دیتے رہیں یا کاسٹر آئل دیدیا کریں اور دودھ پلانے والی کو بھی قبض نہ ہونے دیں۔

پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں اور منہ میں جھاگ آجاتے ہیں پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے۔ یہاں چند ضروری باتیں سمجھ لو۔ جب دورہ پڑے تو فوراً بازو اور رانیں کسی قدر کس کر باندھو اور رائی سے ہتھیلیوں اور تلوؤں کو مالش کرو اور منہ میں سے جھاگ [1] صاف کردو اور اس مرض والی کو بہت تیز اور چمکدار چیزوں کی طرف دیکھنے سے اور بھیڑ اور گائے کے گوشت سے ضرور بچانا چاہئے جند بید ستر سونگھنا اور بچے کے بستر پر چاروں طرف ذرا ذرا سا رکھ دینا مفید ہے خاص کر چاند کے شروع مہینہ میں کیونکہ یہ دن دورہ کی زیادتی کے ہیں اور اکثر بڑے ہوکر [2] یہ مرض خود بخود بھی جاتا رہتا ہے اور چونکہ یہ مرض اکثر رحم کی خرابی سے ہوتا ہے اس واسطے جس عورت کے بچوں کو یہ مرض ہوتا ہے اس کو اس معجون کا کھالینا بہت مفید اور ضروری ہے جو حمل کی تدبیروں کے بیان میں بالکل اخیر میں لکھی ہے جس کے اول میں دونوں صندل ہیں۔ سوکھا [3] اس میں بچہ کو بہت پیاس لگتی ہے اور تالو کی حرکت موقوف ہو جاتی ہے اور دم بہ دم سوکھتا چلا جاتا ہے اخیر میں کھانسی بھی ہو جاتی ہے اور دست آنے لگتے ہیں۔ علاج یہ ہے کہ کدو یعنی لوکی یا خرفہ دو تولہ کچل کر روغن گل ملا کر ٹکیہ بنا کر سر پہ رکھیں جب وہ گرم ہو جائے بدل دیں اور دو دو ماشہ تخم خرفہ اور تخم کاسنی گاؤ زبان کے عرق میں پیس کر چھان کر ایک تولہ شربت انار شیریں ملا کر چار رتی طباشیر اور زہر مہرہ دو تولہ عرق بید مشک میں گھس کر ملا کر پلائیں اور دست آتے ہوں تو خرفہ اور تخم کاسنی کو ذرا بھون کر پیسیں اور اگر کھانسی ہو تو دو ماشہ ملٹھی بھی پیس دیں اور ہاتھ پاؤں پر ہر روز مہندی لگانا اور ٹھنڈی پانی سے دھونا بھی مفید ہے اگر بچہ دودھ پیتا ہے تو دودھ پلائی کو ٹھنڈی غذا دیں جیسے کدو، ترئی، پالک، کھیرا، آش جو وغیرہ اور اس کو بھی ٹھنڈی دوائیں پلائیں اور اگر بچہ دودھ نہ پیتا ہو تو اس کیلئے سب سے بہتر غذا آش جو ہے اور جب دست ہوں تو کھچڑی اور ساگودانہ دیں۔ ڈبہ۔ جس کو پسلی کا چلنا بھی کہتے ہیں، اس کے شروع میں گرم وخشک دوا نہ دیں جیسے ککروندہ خشک یا ہلدی پان وغیرہ بلکہ جس روز ڈبہ ہو یہ گھٹی دیں۔ دو دانہ عناب، چار دانہ مویز منقیٰ، دو دو ماشہ مکو خشک، گل بنفشہ، ملٹھی، گاؤزبان اور ایک ماشہ ابریشم خام مقرض گرم پانی میں بھگو کر اور دو دو تولہ املتاس اور ترنجبین اور ایک تولہ خمیرہ بنفشہ علیحدہ بھگو کر مل کر چھان کر ملا دیں اور چار دانہ مغز بادام پیس کر بھی ملا دیں اور ایک ایک دن بیچ دیکر تین دفعہ یہ گھٹی دیں اور اول دن سے سینہ پر اس تیل کی مالش کریں چھ چھ ماشہ السی اور تخم خطمی اور گل بنفشہ اور میتھی کے بیج اور مکہ خشک پانی میں بھگو کر جوش دیکر خوب مل کر چھان کر چار تولہ روغن گل اور دو تولہ موم زرد ملا کر پھر پکائیں یہاں تک کہ پانی جل کر صرف تیل رہ جائے پھر اس تیل میں تین ماشہ مصطگی پیس ملا کر رکھ لیں اور نیم گرم کر کے سینہ پر اور جہاں گڑھا پڑتا ہو دن میں دو تین بار مالش کریں اور روئی گرم کر کے باندھ دیں کبھی اس مالش سے بھی آرام ہو جاتا ہے گھٹی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بڑوں کی پسلی کے درد کو بھی مفید ہے۔ گھٹی کے بعد اگر ککروندہ یا مشک وغیرہ دیں تو کچھ ڈر نہیں۔ بچہ کو اور دودھ

---

[1] مساج کا علاج مفصل اوپر لکھا گیا ہے۔

[2] عود صلیب نر و مادہ لے کر لمبائی میں سوراخ کر کے ڈورے میں پرو کے گلے میں ڈال دو۔

[3] اس کو تونس بھی کہتے ہیں اور عربی میں عطاش کہتے ہیں۔

بلائی کو پرہیز کی ضرورت ہے صرف مونگ کی دال چپاتی یا کھچڑی دیں۔
بچہ کا بہت رونا اور نہ سونا۔ اگر کہیں درد یا تکلیف ہے اس کا علاج کریں نہیں تو یہ دوا دیں۔ چرونجی، خشخاش سیاہ، السی، تخم خرفہ، تخم بارتنگ، تخم کاہو، انیسون، سونف، زیرہ سیاہ سب کو چھ چھ ماشہ لیکر کوٹ چھان کر قند سفید پانچ تولہ کا قوام کر کے یہ دوائیں ملالیں، دو ماشہ سے سات ماشہ تک خوراک ہے۔ اس سے بڑوں کو بھی خوب نیند آتی ہے۔ البتہ جس بچہ کو ام الصبیان کا دورہ پڑتا ہو اس کو نہ دیں اور کسی بچہ کو افیون نہ دیں اخیر میں بہت نقصان لاتی ہے افیون کی جگہ یہ دوا دیں۔ **نیند میں چونکنا۔** بچہ اگر کسی چیز سے ڈر گیا ہے تو جس طرح ہو سکے اس کے دل سے خوف مٹائیں اور اگر پیٹ چڑھا ہوا ہو تو گھٹی سے پیٹ صاف کریں۔ **کان کا درد۔** اسکی پہچان یہ ہے کہ بچہ بہت روئے اور کوئی ظاہری سبب معلوم نہ ہو اور بار بار اپنا ہاتھ کان پر لیجائے اور جب اس کے کان پر نرمی سے ہاتھ پھیریں تو آرام پائے اس کیلئے یہ دوائیں مفید ہیں ایک نسخہ سکھ درشن یا گیندے کے پتوں کا پانی نیم گرم دو دو بوند کان میں ڈالیں۔ **دوسرا نسخہ۔** رسوت صغیر، مسور تین تین ماشہ لیکر چھٹانک بھر پانی میں اوٹالیں جب پانی آدھا رہ جائے مل کر چھان کر روغن گل یا روغن بادام یا تل کا تیل دو تولہ ملا کر پھر پکائیں جب پانی جل کر تیل رہ جائے ایک ایک ماشہ نمک اندرانی اور مرمکی باریک پیس کر ملا کر رکھیں اور دو دو بوند نیم گرم ڈالیں۔ **تیسرا نسخہ۔** چھ ماشہ گل بابونہ پاؤ بھر پانی میں پیس کر پکا کر بھپارہ دیں۔ **فائدہ۔** کان میں دوا ہمیشہ نیم گرم ڈالو اور بچوں کے کان میں بہت تیز دوا نہ ڈالو کہ بہرہ ہو جانے کا ڈر ہے۔ **کان بہنا۔** باہر کی کسی دوا سے اس کا روک دینا اچھا نہیں البتہ کھانے کی دوا سے دماغ کو طاقت دینا اور رطوبت کو خشک کرنا چاہئے۔ ایک چاول مونگے کا کشتہ، [1] چھ ماشہ اطریفل کشنیزی یا اطریفل زمانی میں ملا کر سوتے وقت ایک سال تک کھلائیں اور ہفتہ میں ایک دو دن ناغہ کر دیا کریں اور باہر سے اس دوا سے کان صاف کریں نیم کے پانی سے کان دھوئیں پھر نیم کے پتوں کو پیس کر پانی نچوڑ کر اس کو شہد میں ملا کر نیم گرم ٹپکاویں اور کان میں روئی ہر وقت رکھیں کہ مکھی نہ بیٹھے اور اکثر بڑے ہو کر کان کا بہنا خود بخود جاتا رہتا ہے۔ **آنکھ کا دکھنا۔** زیرہ اور اخروٹ کی گری برابر لیکر باریک پیس کر ذرا سا منہ کا لعاب ملا کر پھر پیسیں کہ مرہم سا ہو جائے پھر ذرا سا دودھ بکری یا گائے کا ملا کر آنکھ کے اوپر لیپ کریں اور گھنٹہ دو گھنٹہ بعد بدل دیں اور جو علاج بڑوں کی آنکھ دکھنے کے بیان میں لکھے گئے ہیں وہ بھی بچوں کو فائدہ دیتے ہیں۔ اور اگر آنکھ دکھنے کے بعد چالیس روز تک یہ دوا کھلائیں [2] تو امید ہے کہ آئندہ بالکل دکھنے سے امن ہو جائے۔ کالی مرچ پانچ عدد مصری ایک تولہ، بادام پانچ دانہ پیس کر دو تولہ گائے کے مکھن میں ملا کر ہر روز چٹائیں۔ **آنکھ دکھنے کیلئے۔** ایک اور نسخہ سہاگہ کھیل کیا ہوا دو رتی لیکر پانچ تولہ گلاب میں یا پانی میں گھول کر چھان کر رکھ لیں اور صبح و شام دو پہر کو سوتے

---

1. اکثر مونگے کے کشتہ کی ضرورت بھی نہیں پڑتی صرف اطریفل کھلانا کافی ہوتا ہے۔
2. یہ نسخہ چونکہ ہر مزاج کے موافق نہیں اس لئے بغیر طبیب کی رائے کے اس کا استعمال نہ کریں بلکہ بجائے اس کے اطریفل کشنیزی تین ماشہ سے چھ ماشہ تک کھلائیں۔

وقت آنکھ میں ڈالیں یہ دوا لگتی بالکل نہیں اور اکثر قسموں میں مفید ہے۔ گھروں میں تیار رکھنے کی چیز ہے۔
فائدہ۔ یہ جو مشہور ہے کہ آنکھ دکھنے میں صرف میٹھی غذا دینا چاہئے محض غلط ہے بلکہ میٹھی چیز نقصان دیتی ہے غذا نمکین دیں اور چکنائی زیادہ ڈالیں لیکن نمک اور مرچ زیادہ نہ ہو اور ترشی اور دودھ دہی اور تیل اور گائے کے گوشت اور بادی چیزوں سے پرہیز رکھیں البتہ اگر دماغ کی طاقت کیلئے کوئی حریرہ یا حلوا دیں تو اس میں ضرورت کے موافق مٹھائی ہونا مضائقہ نہیں۔ **آنکھ کرنجی ہونا**۔ پیدا ہوتے ہی دیکھ لیں اگر آنکھیں کرنجی ہوں تو یہ دوا لگائیں۔ مشک اور زعفران برابر لیکر سرمہ کی طرح پیس کر خالص موم کی ایک سلائی بنا کر اس سلائی سے یہ دوا ہفتہ میں دو دن لگائیں باقی دنوں میں معمولی سلائی سے لگائیں اور گرم موم کی سلائی نہ بن سکے تو سیخ پر موم لپیٹ کر بنائیں۔ چالیس دن کے بعد سیاہی آجائے گی اگر نہ آئے تو چھوڑ دیں تھوڑے دنوں میں خود دوا کے اثر سے سیاہی آجائے گی۔

گھانجی یعنی انجن ہاری نکلنا۔ ایک چھوٹی سی جونک لیکر ناک پر لگا دی جائے ایک تازی ایک باسی لگانا چاہئے ہمیشہ کیلئے امن ہو جاتا ہے اور ایک رگڑا پہلے آنکھ کی بیماریوں میں گزر چکا ہے جس میں سرسوں کا تیل بھی ہے وہ اس کیلئے اکسیر ہے چالیس دن لگائیں۔ **رال بہنا**۔ اگر بہت ہو تو جوارش مصطگی تین ماشہ سے چھ ماشہ تک کھلا دیا کریں۔ مطلب یہ ہے کہ اگر رال زیادہ نہ جاتی ہو تو اس کو روکنے کی کوشش نہ کریں اس سے بچہ کے معدہ کی صفائی ہوتی ہے۔ **منہ آجانا**۔ پیدائش کے وقت سے خیال رکھیں کہ شہد میں ذرا سا نمک ملا کر کبھی کبھی زبان پر مل دیا کریں تو منہ نہیں آتا۔ اور دوائیں اس کی زبان کی بیماریوں کے بیان میں لکھی گئی ہیں۔
گھانٹی یعنی گلے آجانا۔ جب دائی اس کو اٹھائے تو بہتر ہے کہ اپنی انگلی شہد میں ڈبو کر اس پر ذرا سا پسا ہوا لاہوری نمک چھڑک کر اٹھاوے۔ **کھانسی**۔ ببول کا گوند،[1] کتیرا مغز بہدانہ ملٹھی کا ست سب ایک ایک ماشہ باریک پیس کر شہد میں گوندھ کر گولیاں چنے کے برابر بنا کر رکھ لیں اور ایک گولی ذرا سے پانی میں گھول کر چٹا دیں۔ دن میں تین چار بار گولی دیں اور چکنائی نہ دیں اور کالی کھانسی میں مکھن اور مصری چٹانا بھی مفید ہے۔ **سوتے میں گھبرا اٹھنا**۔ ایسے بچوں کو مکھن اور مصری یا بادام اور مصری چٹاتے رہیں۔
دودھ بار بار ڈالنا۔ دودھ ذرا کم پلائیں۔ اگر صرف دودھ یا سفید مواد نکلتا ہو تو دو ماشہ پودینہ اور ایک ماشہ دانہ الائچی خورد پانی میں پیس کر ایک تولہ شربت انار شیریں ملا کر پلائیں اور اگر کسی رنگ کی قے ہو تو حکیم سے پوچھیں۔
معدے کا ضعیف ہونا۔ اس سے کبھی دست آنے لگتے ہیں کبھی بھوک بند ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ایک بوتل میں گلاب بھر کر اس میں چھٹا تک بھر لونگ ڈال کر کاک لگا کر چالیس دن تک دھوپ میں رکھ دیں اور ہر روز ہلا دیا کریں چالیس روز کے بعد ایک ماشہ سے تین ماشہ تک یہ گلاب نہار منہ ہر روز پلا دیا کریں نہایت مجرب ہے۔ **دوسری دوا**۔ معدے کو قوی کرنے والی جوارش مصطگی تین ماشہ سے چھ ماشہ تک ہر روز کھلایا کریں اس کا نسخہ خاتمہ میں ہے۔

---

[1] کالی کھانسی کا علاج سینہ کی بیماریوں کے بیان میں گزرا ہے اور بہت سے نسخے گزرے۔

ہیضہ۔ پورا علاج حکیم سے پوچھو، صرف اتنا سمجھ لو کہ جس طرح ممکن ہو بیمار کو آرام دو اور اس کو سلانے کی کوشش کرو۔ اس میں نبض چھوٹ جانا اور ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو جانا زیادہ بری علامت نہیں گھبراؤ مت **ہچکی آنا**۔ بچوں کو ہچکی اکثر آیا کرتی ہے اگر زیادہ آئیں تو جوارش مصطگی دو تین ماشہ چٹا دیں۔ **دوسری دوا**۔ چھوٹی الائچی چار پانچ عدد لیکر سونف دو ماشہ چھیل کر ملا کر پانی میں یا گلاب میں پکاویں اور چھان کر شکر سفید ملا کر چمچہ سے ملا دیں اور چند دوائیں ہچکی کی امراض معدہ میں گزریں۔ **دست آنا**۔ اگر دانت نکلنے کے وقت میں آئیں تو ایک تولہ بیل گیری اور چھ ماشہ تخم خرفہ اور تین ماشہ مصطگی رومی کوٹ چھان کر دو تولہ مصری ملا کر رکھ لیں اور پونے دو ماشہ سے تین ماشہ تک بچہ کو پھکائیں یا شربت انار میں ملا کر چٹائیں اور نرم پلاؤ[1] غذا کھلائیں اور بوٹی نہ دیں اور اگر بچہ دودھ پیتا ہو تو دودھ پلائی کو یہ غذا دیں اور بچوں کی تدبیروں کے نمبر ۴ میں جو دوا دانتوں کے آسانی سے نکلنے کی لکھی ہے استعمال کریں اور اگر دودھ چھڑانے کے وقت میں آئیں تو دودھ آہستہ آہستہ چھڑائیں۔ دس پندرہ روز تک ایک دفعہ ہر روز دیدیا کریں اور رات کو دو ماشہ خشخاش کھلا دیا کریں اور غذا پلاؤ گائے کے تازہ مٹھے سے دیں لیکن بوٹی نہ دیں اور اگر کسی اور وجہ سے دست آتے ہوں تو حکیم سے پوچھیں۔ **قبض**۔ غذا بہت کم اور نرم دیں اور تین ماشہ ایلوا چھ ماشہ املتاس ہری مکو کے پانی میں یا گلاب کے پانی میں پیس کر نیم گرم گرم پیٹ پر لیپ کریں اگر اس سے نہ جائے تو گھٹی دیں۔ اگر اس سے بھی نہ جائے تو حکیم سے پوچھیں۔

پیٹ کا درد۔ جوارش مصطگی دو تین ماشہ کھلا دیں۔ دوسری دوا نمک ایک ماشہ پیس کر گلقند ایک تولہ میں ملا کر کھاویں پیٹ کے درد کیلئے سینکنے کی دوا۔ گیہوں کی بھوسی نمک باجرہ سب ایک ایک تولہ لیکر کوٹ کر دو پوٹلیاں بنا لیں اور گلاب میں ڈال کر آگ پر رکھ کر سینکیں اور بہت سی دوائیں معدہ کے امراض کے بیان میں گزریں۔ **دودھ ڈالنا**۔ اگر سفید رنگ کی قے آتی ہو تو ایک لونگ گلاب میں گھس کر سکنجبین سادہ چھ ماشہ ملا کر پلائیں بشرطیکہ بچے کو کھانسی نہ ہو اور اگر کھانسی بھی ہو تو سونٹ پودینہ خشک دو ماشہ الائچی خورد تین عدد جوش دیکر چھان کر پلائیں اور اگر قے زرد رنگ کی ہو تو نارجیل دریائی دورتی گلاب دو تولہ میں گھس کر سکنجبین ایک تولہ ملا کر پلائیں۔ تنبیہ۔ ہیضہ کا علاج معدے کے امراض میں گزرا۔

پیچش۔ کچی پکی سونف میں برابر کی شکر ملا کر دودھ پلائی کو کھلانا اور بچے کو بھی کھلانا نہایت مفید ہے۔ اگر پیچش زیادہ دن تک رہے یا آؤں خون بہت آئے تو جلدی جلدی حکیم سے علاج کراؤ اگر پیچش کے ساتھ ساتھ پیروں پر ورم اور کھانسی ہو اور بخار بھی ہو تو یہ دوا دو۔ مکو خشک، ملیٹھی، تخم کاسنی، تخم خربزہ، گل گاؤزبان، مرو ڑپھلی، ریشہ خطمی سب دو دو ماشہ لیکر پانی میں بھگو کر چھان کر ایک تولہ شربت بزوری بارد ملا کر پلائیں۔ **دوا**۔ بگڑی ہوئی پیچش اور کھانسی اور بخار اور ورم اور ضعف اور غفلت کیلئے مفید ہے۔ دواء المسک معتدل دو ماشہ ملا

---

[1] دوسری دوا دستوں کو روکنے والی جو دانتوں کے نکلنے کے زمانہ میں بہت مفید ہے کو کنار ایک ماشہ کوٹ کر پانی میں بھگو کر مل کر چھان کر سونف بھنی ہوئی اور زیرہ سفید بھنا ہوا دو ماشہ اسی پانی میں پیس کر چھان کر سفید شکر ایک تولہ ملا کر پلائیں۔ تیسری دوا گولر کا دودھ ایک قطرہ بتاشہ میں ڈال کر کھلا دیں۔

کراول چٹائیں۔ پھر بیلگری، تخم کاسنی، ملہٹی، گوکھرو، تخم خرپزہ، تخم خیارین سب دو دو ماشہ پیس کر شربت بزوری بارد ایک تولہ ملا کر پلائیں۔ چنونے۔ یعنی چھوٹے کیڑے جو پاخانہ کے مقام میں ہو جاتے ہیں۔ اس کی ایک دوا تو انتڑیوں کی بیماری میں لکھی گئی ہے اور یہ دوا کھانے کی ہے۔ ایک ایک تولہ بیخ سوسن اور ہلدی کوٹ چھان کر دو تولہ قند سفید ملا کر رکھ لیں اور تین ماشہ سے چھ ماشہ تک ہر روز پانی کے ساتھ پھکائیں اور ناریل اور مصری کھلائیں اور یہ دوا رکھنے کی ہے۔ موم کو گلا کر سوکھی مہندی پسی ہوئی ملا کر بچہ کی انگلیوں سے چار انگل کے برابر بتی بنا کر پاخانہ کے مقام میں رکھیں تھوڑی دیر کے بعد سہج سہج بتی کو کھینچ لیں کیڑے اس پر لپٹ آئیں گے۔ بادی چیزوں سے بچے کو اور دودھ پلائی کو پرہیز کرائیں۔

خروج مقعد یعنی کانچ نکلنا۔ پرانی چھلنی کا چمڑا جلا کر اس پر چھڑکیں اور ہاتھ سے اندر کو دبائیں اور ناسپاں اور شہتوت کے پتے اور کاغذ کی چھائی اور سفید پھٹکری اور مازو سب چھ چھ ماشہ پوٹلی میں باندھ کر دس سیر پانی میں پکائیں۔ جب خوب پک جائے پوٹلی کو نکال لیں اور اس نیم گرم پانی میں بچے کو ناف تک بٹھائیں جب ٹھنڈا ہو جائے نکال لیں اور بڑے ہو کر یہ مرض خود بھی جاتا رہتا ہے۔

سوتے میں پیشاب نکل جانا۔ ایک دو دفعہ اٹھا کر پیشاب کرا دیا کریں اور کھانے کی دوا مثانے کے کمزور ہونے کے بیان میں گزر چکی ہے۔

چنک۔ یعنی پیشاب بوند بوند سوزش سے آنا، بہروزہ کا تیل ایک بوند بتاشہ پر ڈال کر کھلائیں اس روغن کی ترکیب خاتمہ میں ہے اور ٹیسو کے پھولوں کے گرما گرم پانی سے دھاریں۔ اگر اس سے نہ جائے تو حکیم سے علاج کرائیں۔

بخار۔ اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے صرف ہم کئی باتیں کام کی لکھے دیتے ہیں۔ ایک یہ کہ بچہ اگر دودھ پیتا ہو تو دودھ پلائی کو دوا پلانا اور پرہیز کرانا بہت ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ سینگیاں کھنچوانا اور پاشویہ کرانا اور غفلت کے وقت سر پر دوا رکھنا جیسا یہ تدبیریں بڑوں کیلئے ہوتی ہیں بچوں کیلئے بھی ہوتی ہیں ان سب تدبیروں کا ذکر بخار کے بیان میں گزر چکا ہے۔ تیسرے یہ کہ اکثر بچوں کو بخار پیٹ کی خرابی سے ہوتا ہے اگر ایسا ہو تو قبض کا علاج کریں جس کا بیان اوپر آچکا ہے۔

چیچک۔ اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے یہاں چند ضروری باتیں لکھی جاتی ہیں۔ (۱) جیسے اور بیماریوں کا علاج ہے ایسے ہی چیچک کا بھی ہے یہ سمجھنا غلط ہے کہ اس میں علاج نہیں کرانا چاہئے۔ (۲) چیچک والے کے پاس چراغ رکھ کر گل نہ کریں دور ہٹا کر گل کریں اس کی بو نقصان کرتی ہے اسی طرح گوشت وغیرہ اتنی دور پکائیں کہ اس کے بھگار کی خوشبو اس کی ناک تک نہ پہنچے اس سے بھی نقصان پہنچتا ہے اور دھوبی کے دھلے کپڑے پہن کر فوراً اس کے پاس نہ آؤ اس کی خوشبو بھی نقصان دیتی ہے اور اس کو گرم اور سرد ہوا سے بچاؤ۔ (۳) چیچک اکثر نکلتے جاڑوں میں ہوا کرتی ہے۔ ان دنوں میں احتیاطاً یہ دوا کھلا دیا کریں۔ رتی دو رتی سچے سوتی، عرق بید مشک اور عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے رکھ لیں اور ایک چاول خمیرہ گاؤزبان یا شربت عناب میں

ملا کر ہر روز بچہ کو کھلا دیا کریں ہر ہفتہ میں دو دن کھلا دینا کافی ہے اور چیچک کے موسم میں بلکہ سب وباؤں کے دنوں میں پانی میں کیوڑہ ڈال کر پینا نہایت مفید ہے۔ البتہ نزلہ کی حالت میں نہ چاہئے۔ اسی طرح گھوڑی کا دودھ لیکر ایک دوبار اس موسم میں پلاویں اس سال چیچک نہیں نکلتی اور اس موسم میں چھوٹے بڑے سب آدمی گرم غذاؤں سے پرہیز رکھیں۔ جیسے بینگن، تیل، گائے کا گوشت، کھجور، انجیر، شہد، انگور وغیرہ اور زیادہ دودھ مٹھائی نہ کھائیں بلکہ ٹھنڈی غذائیں کھائیں اور ٹھنڈے پانی سے نہایا کریں۔ (۴) نکلنے کے شروع میں ٹھنڈا پانی گھونٹ گھونٹ پلانا صندل اور کافور سونگھنا بہت مفید ہے اس سے سارا مادہ باہر کی طرف آجاتا ہے۔ (۵) نازک اعضاء کی اس طرح ضرور حفاظت کریں کہ سرمہ گلاب میں ملا کر آنکھ میں ٹپکائیں اور آنکھ بند ہو تو یہ لیپ کریں۔ رسوت، ایلوا، گل نیلوفر، اقاقیا سب ساڑھے تین تین ماشہ اور زعفران دو رتی سب باریک پیس کر ہرے دھنیئے کے پانی میں یا گلاب میں گوندھ کر گولیاں بنائیں پھر گلاب میں گھس کر لیپ کریں اگر آنکھیں باہر کو نکلی ہوں تو آنکھ کے برابر تھیلی سی کر اس میں تین ماشہ سرمہ بھر کر اول دوا ٹپکائیں یا لیپ کر کے اوپر سے تھیلی باندھ دیں تاکہ بوجھ کے سبب سے ابھر نہ سکے اس سے آنکھ کی حفاظت رہتی ہے اور شربت شہتوت چاٹتے رہیں اور انار بیجوں سمیت خوب چبا کر کھلائیں اس سے حلق کی حفاظت رہتی ہے۔ اور مغز تخم کدو چار ماشہ اور مغز بادام چھلا ہوا اور کتیرا گوند دو دو ماشہ قند سفید چھ ماشہ باریک پیس کر لعاب اسپغول میں ملا کر ذرا ذرا چٹائیں اس سے سینہ اور پھیپھڑے کی حفاظت رہتی ہے۔ اور برادہ صندل سرخ اور گل نیلوفر، گل ارمنی اور گل سرخ سب تین تین ماشہ گلاب میں پیس کر ہر ہر جوڑ پر لگائیں اس سے جوڑوں کی حفاظت رہتی ہے، ہاتھ پیر ٹیڑھے نہیں ہوتے اور یہ قرص شروع سے ڈھلنے کے وقت تک دیتے ہیں۔ گل سرخ، تخم حماض یعنی چوکے کے بیج ساڑھے تین تین ماشہ ببول کا گوند اور نشاستہ اور طباشیر اور کتیرا ساتے ساتے ماشہ کوٹ چھان کر لعاب اسپغول میں ملا کر ساڑھے چار چار ماشہ کی ٹکیاں بنالیں ایک یا آدھی ٹکیہ ہر روز کھلاویں اس سے آنتوں کے زخم سے حفاظت رہتی ہے اور پیچش نہیں ہوتی خصوصاً ڈھلنے کے وقت یہ ٹکیہ ضرور دیں۔ (۶) چیچک سے اچھے ہونے کے بعد چند روز شربت عناب اور منڈی کا عرق پلاویں اس سے اندر گرمی نہیں رہتی۔[1] (۷) اگر چیچک کے بعد پیچش یا کھانسی ہو جائے یہ دوا دیں۔ دو تین دانہ عناب پانی میں پیس کر چھان کر اور ڈیڑھ ماشہ بہدانہ پانی میں بھگو کر اس کا لعاب لیکر اس میں شربت نیلوفر ایک تولہ ملا کر پلائیں۔ (۸) اگر اچھے ہو کر داغ رہ جائیں تو چھٹانک بھر مردار سنگ اور چھٹانک بھر سانبھر نمک پیس کر اتنے پانی میں ڈالیں کہ پانی چار انگل پر رہے اور ایک ہفتہ تک دھوپ میں رکھیں اور ہر روز تین بار ہلا دیا کریں اور ہفتہ میں پانی بدلتے رہیں چالیس دن کے بعد پانی پھینک کر خشک کریں اور چنے کا آٹا اور نرکل کی جڑ اور پرانی ہڈی اور قسط تلخ اور چاول کا آٹا اور مغز تخم خربزہ اور بکائن کے بیج سب چیزیں مردار سنگ کے ہم وزن لیکر کوٹ چھان کر رکھ لیں پھر تھوڑی سی یہ دوا لیکر میتھی کے بیج کے لعاب میں ملا کر

---

[1] چیچک کی گرمی دور کرنے کا مجرب نسخہ۔ خوب کلاں پانچ ماشہ لیکر رات کو پانی میں مٹی کے برتن میں بھگو کر شبنم میں رکھ دیں اور صبح کو بلا چھانے ہوئے شربت نیلوفر دو تولہ ملا کر پی لیں۔ یہ وزن بڑے آدمی کیلئے ہے۔ بچے کیلئے آدھا وزن کرلیں۔

ملیں اور ایک گھنٹے کے بعد دھوڈالیں۔ مہینے دو مہینے تک اسی طرح کریں۔(۹) ایک قسم کی چیچک وہ ہے جس کو موتیا چیچک اور کنٹھی کہتے ہیں کبھی وہ صرف گلے پر نکلتی ہے کبھی تمام بدن پر اس کے دانے موتی کی طرح چھوٹے چھوٹے سفید ہوتے ہیں۔ یہ جو مشہور ہے کہ اس کا علاج نہ کرنا چاہئے محض غلط ہے البتہ اس کے دبانے کا علاج نہ کریں بلکہ باہر کی طرف لانا چاہئے، اس کا علاج بھی وہی ہے جو اور چیچک کا ہے۔(۱۰) اور ایک قسم وہ ہے جس کے دانے دھوپ کی طرح ہوتے ہیں جس کو خسرہ کہتے ہیں اس میں ڈھلنے کے بعد بے خوف نہ ہوں اور شربت نیلوفر یا عناب اور عرق منڈی ضرور پلاتے رہیں اور وہ قرص جس میں طباشیر ہے اور نمبر ۵ میں لکھا گیا کھلاتے رہیں۔(۱۱) چیچک کی تمام قسموں کے علاج کا اصول یہ ہے کہ دبانے کی کوشش ہرگز نہ کریں اس سے ہلاکت کا خوف ہے بلکہ کوشش یہ کریں کہ کل مادہ چیچک کا اندر سے باہر نکل آئے جب ڈھل جائے تو گرمی دور کرنے کی کوشش کریں۔ **دوا چیچک کا مادہ باہر نکالنے والی**۔ سونے کا ورق ایک عدد اور شہد چھ ماشہ ملا کر چاٹیں اوپر سے انجیر ولایتی ایک عدد مویز منقی نو دانہ، زعفران ایک ماشہ، مصری دو تولہ جوش دیکر چھان کر پلاویں اور اگر بخار زیادہ ہو تو زعفران کی جگہ پانچ ماشہ خوب کلاں ڈالیں اور اگر بخار بہت ہی زیادہ ہو تو تخم خیارین چھ ماشہ اور بڑھالیں یہ کل دوائیوں کے وزن بڑے آدمیوں کیلئے ہیں بچوں کیلئے آدھا تہائی چوتھائی کرلیں۔ چیچک کے مریض کے بستر پر خوب کلاں بچھاویں اور ہر روز بدل دیا کریں۔ **فائدہ**۔ چیچک کی سب قسموں میں سے گرم زیادہ خسرہ ہے مگر جلد ختم ہو جاتی ہے اور جان کا خطرہ اس میں بہت کم ہوتا ہے اور بڑی چیچک میں گرمی خسرہ سے کم ہوتی ہے مگر دیر میں ختم ہوتی ہے اور بے احتیاطی سے جان کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور موتی جھرہ میں شروع میں گرمی کم ہوتی ہے مگر بعد میں بہت ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ تکلیف دینے والی اور دیر میں جانے والی ہے بائیس دن سے کم میں تو کبھی جاتی بھی نہیں اس کے علاج میں بہت غور کی ضرورت ہے حکیم سے رجوع کرنا چاہئے۔ جو تدبیریں یہاں لکھی گئی ہیں کسی قسم میں مضر نہیں ہوتیں۔ موتی جھرہ میں تکلیفیں بہت ہوتی ہیں مگر جان کا خطرہ کم ہوتا ہے۔

پھوڑا پھنسی وغیرہ

کبھی کبھی نیم کے پانی سے نہلا دیں۔ اسی طرح کچنال یعنی کچناری کی چھال پانی میں اوٹا کر اس میں نہلانا بھی مفید ہے اور برساتی پھنسیوں کیلئے آم کی بجلی پانی میں پیس کر ہر روز لگاویں اور یہ دوا ہر قسم کی پھنسیوں کو فائدہ دیتی ہے۔ ایک تولہ عناب کو چار تولہ گائے کے گھی میں جلا کر رگڑیں کہ سب گھی میں مل کر ایک ذات ہو جائیں پھر دو ماشہ دھویا ہوا توتیا ملا کر رکھ لیں اور پھنسیوں پر لگایا کریں اس سے پھنسی اور زخم جلدی اچھے ہوتے ہیں اور پھر نکلنا بند ہو جاتی ہے اور مکھیاں نہیں بیٹھتیں اور توتیا اس طرح دھلتا ہے کہ اس کو باریک پیس کر پانی میں ڈال دیں جب تہہ میں بیٹھ جائے پانی بدل دیں۔ اسی طرح تین چار بار کریں اور خشک کر کے کام میں لاویں۔ گیخ تین تین ماشہ کمیلہ، مردار سنگ، مازو، انار کے چھلکے، ہلدی کوٹ چھان کر دو تولہ زرد

موم کو چار تولہ روغن نیلوفر میں پگھلا کر اس میں سب دوائیں ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو جائے پھر ایک تولہ خالص سرکہ ملا کر دوبارہ رگڑیں اور سر پر لگایا کریں۔ **دوسری دوا۔** بہت کم خرچ دو تولہ چنے کا آٹا اور تین ماشہ توتیا خوب باریک پیس کر کھٹی دہی میں ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو جائے پھر سر پر ملیں اور ایک گھنٹہ کے بعد نیم کے پانی سے دھوڈالیں اکثر ایک ہفتے میں آرام ہو جاتا ہے۔ داد اس پر باسی منہ کا لعاب لگانا بہت مفید ہے اگر اس سے نہ جائے تو اوپر جو دوائیں داد کی لکھی گئی ہیں ان کو برتیں۔ **جل جانا۔** اسکی دوائیں اوپر جل جانے کے بیان میں آچکی ہیں۔

طاعون

اس کے موسم میں ان باتوں کا خیال رکھیں۔ (۱) مکان خوب صاف رکھیں جہاں تک ہو سکے نمی نہ ہونے دیں ہفتے میں ایک دوبار کمرے اور کوٹھری میں ان چیزوں کی دھونی دیں۔ جھاؤ چاہے تر ہو یا خشک ہو اور نیم کے پتے دونوں آدھ آدھ سیر اور درونج عقربی اور گوگل دو دو تولہ سب کو آگ پر ڈال کر کواڑ بند کر دیں تاکہ دھواں بھر جائے پھر کھول دیں اور صاف کر دیں اور مکان میں سرکہ یا گلاب تھوڑا تھوڑا چھڑکتے رہیں اور اسی طرح گندھک سلگانا یا ہینگ گلاب میں گھول کر چھڑکنا مفید ہے اور دو چار کھلے منہ کے برتنوں میں سرکہ اور ترشی ہوئی پیاز بھر کر چاروں طرف لیٹنے کے مکان میں لٹکا دیں۔ (۲) پانی بہت صاف پئیں بلکہ پکایا ہوا پانی اچھا ہے اور کیوڑہ ڈال کر پینا نہایت مفید ہے اور اگر مزاج بہت ٹھنڈا نہ ہو تو پانی میں ذرا سا سرکہ ملا کر پینا بہت مفید ہے اور مجرب ہے اور پانی خوب ٹھنڈا پئیں۔ (۳) سرکہ پیاز اور لیموں اکثر کھایا کریں اور یہ چیزیں بہت کم کھائیں زیادہ چکنائی اور گوشت اور مٹھائی اور مچھلی اور دودھ دہی اور سبز ترکاریاں، میوے جیسے انگور اور کھیرا اور ککڑی اور تربوز خربوزہ وغیرہ۔ (۴) زیادہ بھوکے نہ رہیں اور قبض ذرا نہ ہونے دیں، ذرا بھی پیٹ بھاری پائیں فوراً غذا کم کر دیں اور گلقند وغیرہ کھائیں۔ (۵) زیادہ گرم پانی سے نہ نہائیں اگر برداشت ہو تو ٹھنڈے پانی سے نہائیں ورنہ تازہ پانی سہی۔ (۶) میاں بیوی کم سوئیں بیٹھیں۔ (۷) خوشبو اور عطر کا اکثر استعمال کریں خاص کر گلاب اور خس کا عطر اور مکان میں خوشبودار پھول کے درخت لگائیں جیسے بیلا، چمبیلی، گلاب اور کافور مکان کے کونوں میں ڈالیں اور بازو پر باندھیں۔ (۸) تل کا تیل نہ لگائیں نہ جلائیں۔ (۹) اور یہ دوائیں اپنے بچوں کے استعمال میں رکھیں۔ دوا۔ وہ گولی جو بڑے آدمیوں کے بخار کے بیان میں لکھی گئی ہے جس میں زہر مہرہ خطائی ہے۔ **دوسری دوا۔** سچے موتی ڈیڑھ ماشہ اور زہر مہرہ خطائی چھ ماشہ صندل سفید تین ماشہ اور جدوار یعنی نربسی سوا ماشہ اور مشک خالص اور کافور ایک ایک رتی اور ورق نقرہ ایک رتی سرمے کی طرح کھرل کر کے لعاب اسپغول میں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک گولی صبح اور ایک گولی شام کو کھایا کریں۔ **تیسری دوا۔** زعفرانی گولی بڑی برکت کی۔ نیم کے سبز پتے یا سبز پھول اور چرائتہ اور شاہترہ تینوں کو ہم وزن لیکر الگ الگ رات کو پانی میں بھگو دیں، صبح کو چرائتہ اور شاہترہ کا زلال لیکر نیم کے پتوں اور پھولوں کو اسی کے پانی میں پیس کر پھر اس

زلال میں ملا کر آگ پر رکھ کر خوب بھون لیں جب بالکل رطوبت نہ رہے دوا کو تول لیں جتنے تولہ ہو ہر تولہ میں چار رتی یعنی آدھ ماشہ زعفران ملالیں اور تین تین ماشہ کی گولیاں بنا کر تین دن تک تھوڑی شکر ملا کر ایک گولی روز کھاویں۔ طاعون سے حفاظت رہے گی۔ **غذا**۔ طاعون والے کے لئے سب سے اچھی آش جو ہے اس میں تھوڑا عرق لیموں اور تھوڑا کیوڑہ بھی ملا دیں اگر برف ملے تو اس سے ٹھنڈا کر دیں اور بھی ٹھنڈی چیزیں کھانا مناسب ہے۔ **چوتھی دوا**۔ نہایت نافع ہے جب کوئی طاعون میں مبتلا ہو جائے اور اس کو بخار بھی ہو تو یہ دوا استعمال کریں۔ اجوائن کا ست چھ ماشہ اور کافور ایک تولہ اور پودینہ کا ست ایک ماشہ، ان تینوں کو ملا کر ایک شیشی میں رکھ لیں یہ ملتے ہی پتلے عرق کی طرح ہو جائیں گے جب ضرورت ہو تین بتاشے لیکر ہر بتاشہ میں اس کے تین تین قطرے لیکر آٹھ آٹھ گھنٹے کے فاصلہ سے ایک ایک بتاشہ کھلاویں اور دودھ خوب کثرت سے پلاویں گو بیمار انکار کریں جب بھی پلاویں اور دوسری کوئی چیز کھانے کو نہ دیں جب تک کہ بخار بالکل نہ جاتا رہے اور کم عمر کیلئے ہر بتاشے میں دو دو قطرے اور بہت ہی چھوٹے بچہ کیلئے ایک ایک قطرہ کافی ہے اور گلٹی بھی ظاہر تو شہد اور سفید شکر ہم وزن لیکر اس میں ایک ماشہ جدوار پیس کر ملا کر لیپ کریں اور اوپر دودھ چاول کی پلٹس گرم گرم باندھیں اور پلٹس گرم گرم بدلتے رہیں۔

طاعون کا اور علاج: جب کسی کے گلٹی نکلے تو کھانے پینے کی کوئی گرم دوا مت دو بلکہ دل کو قوت دینے کی اور ہوش وحواس قائم رکھنے کی اور گلٹی کے مواد نکالنے کی تدبیر کرو اور گلٹی کے بٹھانے کی کوشش ہرگز مت کرو اور مریض کو ٹھنڈی جگہ میں رکھو اور دل و دماغ پر صندل اور کافور گلاب میں گھس کر کپڑا بھگو کر رکھو اور بخار میں جو تدبیریں کی جاتی ہیں جیسے پاشویہ کرنا، ہاتھ پاؤں میں سینگیاں کھنچوانا، لخلخہ سونگھنا وہ سب تدبیریں کرو ان سب کا بیان بخار میں گزر چکا ہے اور گلٹی پر سردی نہ پہنچنے دو جب سردی کا شبہ ہو تو فوراً بابونہ پانی میں پکا کر گرم گرم سے گلٹی کو دھارو غرض گلٹی کے مادہ نکالنے کی تدبیر کرو اور جونکیں لگانا بھی عمدہ تدبیر ہے کم سے کم بارہ تازی اور بارہ باسی لگانا چاہیئے اور چند مفید تدبیریں یہ ہیں۔

پھایہ نہایت مجرب سنکھیا: سفید اور افیون ایک ایک تولہ پیس کر لہسن کے پانی میں خوب ملا کر چھ پھائے بنا دیں اور ایک پھایہ گلٹی پر رکھیں اور اس کے اوپر پیاز بھون کر باندھیں جب پیاز ٹھنڈی ہو جائے اس کو بدل دیں اور دو دو گھنٹے کے بعد پھایہ بدلتے رہیں اس سیک ایک دن میں مواد باہر آجاتا ہے اور گلٹی پک کر یا خود ٹوٹ جاتی ہے یا شگاف دلوانے کے قابل ہو جاتی ہے یا پلٹس سے ٹوٹ جاتی ہے اور سب مواد بہ کر نکل جاتا ہے۔

پینے کی دَوَا: سات دانہ آلو بخارا پانی میں بھگو کر اس کا زلال یعنی اُپر کا نتھرا پانی لے لیں اور اس پانی میں پانچ پانچ ماشہ زرشک اور تخم خرفہ پیس کر چھان کر تین ماشہ صندل سفید اور ایک ایک ماشہ جدوار یعنی نربسی اور زہر مہرہ اور دریائی نارجیل اور کافور لے کے سب کو عرق بید مشک میں گھس کر ملا کر دو تولہ شربت انار ملا کر پلائیں۔

پینے کی دوسری دَوَا: ایک ایک ماشہ زہر مہرہ خطائی اور نارجیل دریائی اور چار رتی کافور چھ تولہ گلاب میں گھس کر دو تولہ شربت انار ملا کر پلائیں۔

پینے کی تیسری دَوَا: یہ مسہل ٹھنڈا اور نہایت ہی مفید ہے۔ چھ چھ ماشہ ہلیلہ سیاہ اور جدوار روشنائی گھی سے چکنی کی ہوئی اور ایک تولہ گل سرخ رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح کو دو تولہ گلقند آفتابی چار تولہ شکر سرخ اس میں ملا کر چھان کر چار تولہ شربت دردا ور نو دانہ مغز بادام شیریں کا شیرہ ملا کر خوب ٹھنڈا کر کے پلائیں اور ہر دست کے بعد خوب ٹھنڈا پانی دیں چاہے باسی چاہے برف کا دیں اور ایک ایک دن بیچ کر کے تین دفعہ یہ مسہل دیں اور ناغہ والے دن پانچ ماشہ تخم ریحان پھنکا کر دو تولہ شربت بنفشہ ملا کر پلائیں۔

طاعون کے لیے ایک مفید علاج: یہ تجربہ سے صحیح ثابت ہوا ہے مریض کو آٹھ دن تک سوائے دودھ کے کھانے پینے کو کچھ نہ دیں۔ جب بھوک پیاس لگے تو دودھ ہی پلا دیں اگر برف سے ٹھنڈا کر دیں تو بہتر ہے دودھ بکری کا ہو یا گائے کا اور گلٹی پر میٹھا تیلیہ اکاس بیل کے پانی میں پیس کر لیپ کریں۔ اُوپر سے نیم کے پتے بھرتہ بنا کر باندھیں۔

متفرق ضروریات اور کام کی باتیں

گوشت رکھنے کی ترکیب: کاغذی لیموں کے عرق پر اگر پرانا گڑ کھرل کر کے گوشت پر سب طرف خوب مل دیں پھر شورہ قلمی باریک پیس کر چھڑکیں اور خوب مل دیں پھر لاہوری نمک پیس کر یا سانبھر نمک چھڑک کر ملیں اور دھوپ میں سکھالیں اس طرح گوشت مہینوں تک رہ سکتا ہے۔

انڈا رکھنے کی ترکیب: انڈے کو دھو کر تیل میں یا چونے کے پانی میں ڈال دیں مدتوں تک نہ بگڑے گا۔

گوشت گلانے کی ترکیب: انجیر اور سہاگہ اور نوشادر اور کچری پیس کر رکھ لیں اور دہی میں یا انڈے کی سفیدی میں تھوڑا سا اس میں سے ملا کر گوشت سکھا کر دیگچی میں رکھ کر تقریباً آٹھ منٹ تک سرپوش ڈھانک کر ہلکی آنچ دیں گوشت حلوا ہو جائے گا پھر جس طرح چاہیں پکائیں۔

مچھلی کا کانٹا گلانے اور پکانے کی ترکیب: مچھلی ایک سیر، ادرک آدھ پاؤ، چھاچھ آدھ سیر اگر کھٹی ہو اور اگر کھٹی نہ ہو تو ایک سیر مچھ کو کرن اور آلائش سے صاف کر کے ٹکڑے کریں اور ان ٹکڑوں کو سینی میں بچھا دیں اس طرح کہ درمیان میں ذرا سی جگہ خالی رہے۔ اس خالی جگہ میں ذرا سی آگ رکھ کر تھوڑا موم اس آگ پر ڈالیں اور کسی برتن سے سینی کو ڈھانک دیں تاکہ موم کا دھواں مچھلی کے قتلوں میں پہنچ جائے اور پانچ منٹ کے بعد کھول دیں اس سے مچھلی میں بساند بالکل نہ رہے گی پھر مچھلی کا مصالحہ تیل یا گھی میں بھون کر وہ قتلے دیگچی میں چنیں اور ادرک باریک تراش کر چھاچھ میں ملا کر اور پانی بھی بقدر مناسب ملا کر دیگچی میں ڈالیں اور منہ آٹے سے بند کر کے بہت ہلکی آنچ پر پکائیں کانٹا گل جائے گا۔ اگر مچھلی کو تیل میں پکانا ہو تو تیل کے صاف کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ سرسوں کے تیل کو آگ پر رکھ دیں اور سرپوش سے ڈھانک کر دیں اور دہی کا پانی یعنی دہی کا توڑ سرپوش کا ذرا سا کنارا اٹھا کر ڈالیں اور فوراً ڈھانک دیں تاکہ تیل آگ نہ لے لے ذرا دیر کے بعد دہی کا پانی اور ڈالیں اس طرح تین دفعہ میں بالکل صاف ہو جائے گا اور بو مطلق نہ رہے گی اگر مچھلی کا کانٹا

حلق میں اٹک جائے تو اس کا علاج امراضِ حلق میں لکھا گیا ہے۔

دودھ پھاڑنے کی ترکیب: اول دودھ کو جوش دیں پھر ایک انڈے کی زردی اور سفیدی کو الگ الگ ذرا سا پانی یا دودھ میں خوب گھول کر اس میں ڈال دیں فوراً پھٹ جائے گا اگر دیر لگ جائے ذرا چمچے سے ہلا دیں۔

پانی اور کھانا گرم رکھنے کی ترکیب: صندوق یا بوری میں نئی روئی بھر کر رکھیں۔ پھر گرم کھانے یا پانی کے برتن کو خوب ڈھانک کر اس روئی کے اندر دبا دیں اور صندوق یا بوری کا منہ اچھی طرح بند کر دیں جب کھولیں گے گرم ملے گا اگر نئی روئی نہ ہو تو پرانا روڑ بھی یہی کام دیتا ہے اور صندوق یا بوری نہ ہو تو گدے میں روئی یا روڑ بھر کر اس میں برتن لپیٹ دیا جائے اور اوپر سے رسی کس دیں تو اور بھی بہتر ہے۔ برف کے ملکوں میں بہت کام کی ترکیب ہے۔

خاتمہ

اس میں بعض نسخوں کی ترکیبیں لکھی ہیں جن کا نام اس حصے میں آیا ہے اگر یہ نسخے زیادہ دنوں تک کھانا ہوں یا بازار میں قابل اعتبار نہ ملیں تو گھر بنا لینا بہتر ہے۔

(۱) آشجو۔ تین تولہ جو کہ ذرا نمی دیکر کوٹیں کہ چھلکا الگ ہو جائے پھر اس کو تین پاؤ پانی میں جوش دیں جب ڈیڑھ پاؤ رہ جائے تو یہ پانی گرا دیں اور نیا پانی تین پاؤ ڈال کر پھر اوٹائیں کہ ڈیڑھ پاؤ رہ جائے پھر اس کو بھی پھینک دیں اسی طرح چھ پانی پھینک دیں اور ساتواں پانی بے ملے ہوئے چھان کر لیں اور قند سفید یا شربت نیلوفر ملا کر پئیں اگر جی چاہے تو عرق کیوڑہ بھی ملا لیں اگر دق کی بیماری میں دست بھی آتے ہوں تو جو کو کسی قدر بھون کر بنائیں تو زیادہ مفید ہے اور یہ نہ خیال کریں کہ ایسے ہلکے پانی میں کیا غذا ہو گی یہ سب کا سب غذا بن جاتا ہے۔ اور بہت جلد ہضم ہو جاتا ہے اور پیٹ میں بوجھ نہیں لاتا عمدہ خون پیدا کرتا ہے سل اور خشک کھانسی کیلئے مفید ہے اور پیچش میں بھی اچھا ہے بخار میں غذا بھی ہے اور دوا بھی ہے رگوں میں سے فاسد مادہ نکالتا ہے سرد تر ہے جس کے معدے میں سردی زیادہ ہو یا پیٹ میں درد ہو اور قبض بہت ہو اس کو بلا رائے حکیم کے نہ دیں۔ (۲) آب کاسنی مقطر۔ تین تولہ تخم کاسنی چل کر رات کو پانی میں بھگو رکھیں صبح کو ایک کپڑے کے چاروں گوشے باندھ کر لٹکائیں اور اس میں تخم کاسنی کو ڈال کر ٹپکائیں جب ٹپک چکے پھر وہی پانی کپڑے میں ڈال دیں اور ٹپکنے دیں اسی طرح سات بار کسم کی پوٹلی کی طرح ٹپکائیں۔ (۳) آب کاسنی مروق۔ کاسنی کے تازہ پتوں کو بلا دھوئے مل کر نچوڑ کر پانی نکال لیں اور آگ پر رکھیں کہ سبزی پھٹ کر الگ ہو جائے۔ پھر اس پانی کو چھان لیں۔ یہ پانی ورم جگر کو بہت مفید ہے۔ (۴) اچار پپیتہ۔ پپیتہ یعنی ارنڈ خربوزے کو چھیل کر قاشیں کر کے ذرا سے پانی میں ابال کر خشک کر کے سرکہ میں ڈال دیں اور نمک مرچ وغیرہ بقدر ذائقہ ملا لیں اور کم از کم بیس دن رکھا رہنے دیں اس کے بعد ایک تولہ سے دو تولہ تک کھاویں کوڑی کے درد کیلئے جس کو درد بائی سول کہتے ہیں بہت مفید ہے۔ (۵) اطریفل کشنیزی اور اطریفل

صغیر۔ پوست، ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی، بہیڑہ، آملہ چھوٹی ہڑ، کوٹ چھان کر روغن بادام سے یا گائے کے گھی سے چکنا کر کے اور دو تولہ دھنیہ کوٹ چھان کر ان سب کو رکھ لیں اور چھتیس تولہ شکر سفید کا قوام کر کے وہ دوائیں ملائیں اور چالیس دن تک جو یا گیہوں میں دبا رکھیں پھر کھائیں خوراک ایک تولہ سوتے وقت ہے بعض بجائے شکر کے شہد ڈالتے ہیں اور بعض ہڑ کے مربہ کا شیرہ یہ اطریفل کشنیزی ہے۔ اگر اس میں دھنیہ نہ ڈالیں تو اطریفل صغیر کہتے ہیں۔ **(۶) اطریفل زمانی** ۔ یہ اطریفل سب مزاجوں کے موافق ہوتا ہے۔ تحریک نزلہ اور مالی خولیہ یعنی جنون اور تبخیر کیلئے مفید ہے اور بہت سے فائدے ہیں پوست ہلیلہ سوا گیارہ ماشہ آملہ خشک سوا گیارہ ماشہ پوست ہلیلہ کابلی ساڑھے بائیس ماشہ، پوست ہلیلہ زرد ساڑھے بائیس ماشہ، ہلیلہ سیاہ ساڑھے بائیس ماشہ سب کو کوٹ چھان کر ساڑھے پانچ تولہ روغن بادام خالص سے چکنا کر کے برادہ صندل سفید پونے سات ماشہ، کتیرا پونے سات ماشہ، گل سرخ سوا گیارہ ماشہ، طباشیر سوا گیارہ ماشہ، گل نیلو فر سوا گیارہ ماشہ، بنفشہ ساڑھے بائیس ماشہ، سقمونیا مشوی ساڑھے بائیس ماشہ، تربد سفید مجوف پینتالیس ماشہ، دھنیہ پینتالیس ماشہ کوٹ چھان کر تیار کریں پھر ساڑھے بائیس ماشہ گل بنفشہ اور پچاس دانہ عناب اور پچاس دانہ سپستاں پانی میں جوش دیکر چھان کر اور ساڑھے چھ چھٹانک شہد خالص اور ساڑھے دس چھٹانک مربہ کی ہڑ کا شیرہ ملا کر قوام کر کے اوپر کی دوائیں ملاویں اور چالیس روز غلہ میں دبا رکھیں۔ اگر جلدی ہو تو دس روز ضرور دبائیں۔ خوراک سوتے وقت سات ماشہ سے ایک تولہ تک ہے اور اگر اس میں یہ مغزیات اور بڑھا لیں تو بے حد مقوی دماغ ہو جائے۔ مغز کدو دو تولہ، مغز تخم تربوز دو تولہ اور تخم خشخاش سفید دو تولہ اور تخم کاہو دو تولہ اور مغز بادام دو تولہ خوب کوٹ کر ملائیں اگر نزول الماء یعنی موتیا بند ہیں اس ترکیب سے کھائیں تو نہایت مفید ہے۔ **(۷) سقمونیا کا مشوی کرنا** ۔ یعنی بھوننا سقمونیا کو پیس کر ایک تھیلی میں کر کے ایک انار یا سیب یا امرود میں رکھ کر آٹے میں لپیٹ کر چولہے میں دبا دیں جب گولا سرخ ہو جائے سقمونیا کو نکال لیں۔ بس مشوی ہو گئی اور غیر مشوی انتڑیوں کو نقصان کرتی ہے۔ **(۸) جوارش کمونی** ۔ مربائے ادرک تین تولہ ورگلقند آفتابی سات تولہ اور مربائے ہلیلہ گٹھلی دور کر کے چار تولہ ڈیڑھ پاؤ گلاب میں بے مرچ کی سل پر خوب پیس کر قند سفید چار تولہ اور شہد خالص چار تولہ ساڑھے چار ماشہ ملا کر قوام کر کے تین تولہ زیرہ سیاہ جو کہ سرکہ میں بھگو کر سکھایا گیا ہو اور چار چار ماشہ یہ چار دوائیں فلفل سفید، برگ سداب، دارچینی قلمی، بورہ سرخ کوٹ کر چھلنی میں چھان کر ملائیں خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے ریاحی درد اور بار بار پاخانہ آنے کو بہت مفید ہے۔[۱] **جوارش مصطگی** ۔ طباشیر ایک تولہ اور مصطگی رومی ایک تولہ اور دانہ الائچی خورد چھ ماشہ پیس کر پاؤ بھر گلاب اور آدھ پاؤ قند کا قوام کر کے اس میں ملا لیں [۲] خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔ بھوک کم لگنے اور بار بار پاخانہ جانے کو مفید ہے اگر کھانے کے بعد کھالیں تو ہاضم ہے۔ اگر اسی جوارش میں

---

[۱] جس کو پیٹ کے درد کا عارضہ ہو ایک سال تک کھاوے تو درد موقوف ہو جائے۔

[۲] جب قوام ٹھنڈا ہو جائے تب دوائیں ملائیں گرم میں نہ ملائیں ورنہ مصطگی کا [illegible]

تین ماشہ سنگدانہ مرغ ملالیں تو ضعف معدہ کیلئے نہایت نافع ہو جائے۔ (۱۰) **خمیرہ بادام**۔ یہ سرد مزاج والوں کو بہت مفید ہے۔ مغز بادام شیریں مقشر چار تولہ، تخم کاہو چھ ماشہ، تخم کدوئے شیریں دو تولہ پانی میں خوب باریک پیس کر اس میں مصری پاؤ سیر اور شہد آدھ پاؤ ملا کر قوام کریں پھر اس میں دانہ الائچی خورد چھ ماشہ، بہمن سرخ چھ ماشہ، بہمن سفید چھ ماشہ، ملٹھی چھ ماشہ، گاؤزبان اور گل گاؤزبان چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملا لیں خوراک سات ماشہ سے ایک تولہ تک ہے اور اگر مقدور ہو تو اس میں ایک ماشہ مشک اور دو ماشہ ورق نقرہ بھی ملالیں۔ (۱۱) **خمیرہ بنفشہ**۔ دو تولہ گل بنفشہ رات کو پانی میں بھگو کر رکھ لیں صبح کو پکا کر مل کر چھان کر پاؤ بھر شکر سفید ملا کر قوام کر لیں یہ تو شربت بنفشہ ہے اور اگر دو تولہ گل بنفشہ اور لیکر کوٹ چھان کر اس شربت میں ملا کر رکھ لیں تو خمیرہ بنفشہ ہو جائے گا اور اگر بجائے سفید شکر کے سرخ شکر ملائیں تو دست لانے کیلئے اچھا ہے۔ (۱۲) **خمیرہ گاؤزبان**۔ یہ دماغ اور دل کو طاقت دیتا ہے گاؤزبان تین تولہ، گل گاؤزبان ایک تولہ، دھنیہ ایک تولہ، آبریشم خام مقرض ایک تولہ، بہمن سرخ ایک تولہ، بہمن سفید ایک تولہ، برادہ صندل سفید ایک تولہ، تخم فرنج مشک کپڑے میں باندھ کر ایک تولہ تخم بالنگو کپڑے میں باندھ کر ایک تولہ رات کو ایک سیر پانی میں بھگو کر رکھیں اور صبح کو جوش دیں جب ایک تہائی پانی رہ جائے چھان کر قند سفید آدھ سیر شہد خالص پاؤ بھر ملا کر قوام کر کے زہر مہرہ چھ ماشہ، کہربائے شمعی چھ ماشہ، بسد یعنی مونگے کی جڑ، یشب چھ چھ ماشہ عرق کیوڑہ یا عرق بید مشک میں کھرل کر کے ملالیں اور ورق نقرہ دس عدد اور ورق طلاء پانچ عدد تھوڑے شہد میں حل کر کے ملا لیں۔ طباشیر، مصطگی رومی، دانہ الائچی خورد، عود غرقی سب نو نو ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں۔ خوراک چھ ماشہ سے نو ماشہ تک ہے اور اگر اس میں ہر روز دو چاول مونگے کا کشتہ ملا کر کھایا کریں تو بہت جلدی اثر ہو یہ نسخہ گرم مزاج والوں کو بہت مفید ہے اگر اس میں ایک ماشہ موتی بھی ملالیں تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔ (۱۳) **خمیرہ مروارید**۔ مقوی قلب و اعضائے رئیسہ سچے موتی چھ ماشہ، کہربائے شمعی، سنگ یشب تین تین ماشہ، عرق بید مشک چار تولہ میں کھرل کر لیں اور تین ماشہ صندل سفید اس میں گھس لیں اور تین ماشہ طباشیر باریک پیس کر اس میں ملائیں اور قند سفید آدھ پاؤ شہد خالص ڈھائی تولہ گلاب خالص عرق بید مشک چھٹانک چھٹانک بھر میں ملا کر قوام کر کے ادویہ مذکورہ ملالیں خوراک تین ماشہ اور اگر تیز کرنا چاہیں تو سونے کے ورق بیس عدد اور ملالیں۔ **دواء المسک**۔ ایک معجون کا نام ہے جس میں مشک ضرور ہوتا ہے یہ معجون مقوی قلب بہت ہے اس کے نسخے کئی طرح کے ہوتے ہیں زیادہ برتاؤ معتدل اور بارد کا ہے وہ دونوں نسخے یہ ہیں۔ (۱۴) **دواء المسک بارد**۔ گاؤزبان نو ماشہ نرکچور چھ ماشہ اور گل گاؤزبان چھ ماشہ اور آبریشم خام مقرض چھ ماشہ اور براد صندل سفید چھ ماشہ اور برگ فرنج مشک چھ ماشہ اور تخم کاہو چھ ماشہ اور خشک دھنیہ چھ ماشہ اور تخم خرفہ سیاہ چھ ماشہ اور مغز تخم کدوئے شیریں چھ ماشہ اور بہمن سفید چھ ماشہ اور بہمن سرخ چھ ماشہ اور مصطگی رومی تین ماشہ ان سب کو کوٹ چھان کر اور آدھ پاؤ شربت سیب شیریں اور آدھ پاؤ شربت بہی شیریں اور آدھ سیر قند سفید کے قوام کر کے ملالیں پھر چار ماشہ سچے موتی اور چھ ماشہ کہربائے شمعی اور چھ ماشہ طباشیر اور چھ ماشہ بسد اور چھ

ماشہ یاقوت سرخ یہ سب چار تولہ عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے ملالیں پھر دو ماشہ مشک خالص اور تین ماشہ زعفران اور چھ ماشہ ورق نقرہ عرق کیوڑہ میں پیس کر ملا کر احتیاط سے رکھیں خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔ **(۱۵) دواء المسک معتدل**۔ دماغ اور دل کو تقویت دینے والی اور تبخیر اور فاسد خیالات کو روکنے والی دو دو ماشہ یہ سب چیزیں گل سرخ، آبریشم خام مقرض، دارچینی قلمی، بہمن سرخ، بہمن سفید، درونج عقربی اور ایک ایک ماشہ یہ چیزیں۔ چھڑیلہ مصطگی رومی دانہ ہیل خورد اور تین تین ماشہ یہ چیزیں برادہ صندل سفید، برادہ صندل سرخ، دھنیہ، آملہ خشک، تخم خرفہ اور چار ماشہ گل گاؤزبان اور پانچ ماشہ زرشک اور ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ عود ہندی۔ بادرنجبویہ ان سب کو کوٹ چھان کر اور مربہ بہی شیریں پانچ تولہ اور قند سفید پانچ تولہ اور شہد خالص پانچ تولہ کا قوام کر کے ملالیں پھر سچے موتی دو ماشہ اور کہربائے شمعی دو ماشہ اور بسد احمر تین ماشہ اور رطیا شیر تین ماشہ کو چار تولہ عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے ملالیں اور مشک ایک ماشہ اور زعفران ایک ماشہ علیحدہ عرق کیوڑہ میں پیس کر ملائیں پھر ساڑھے تین ماشہ چاندی کے ورق ذرا سے شہد میں حل کر کے ملالیں خوراک پانچ ماشہ سے نو ماشہ تک ہے اور زیادہ تر برتاؤ اسی ترکیب کا ہے اور بازار میں بھی یہی بکتی ہے۔ **(۱۶) بہروزہ کا تیل**۔ خشک بہروزہ کے ٹکڑے کر کے اس میں تھوڑا بالو ملا کر آتشی شیشی میں بھر کر منہ میں سینکیں اس طرح لگائیں کہ خوب پھنس جائیں پھر ٹوٹا ہوا ایک گھڑا یا ناند لیں جس میں سوراخ ہو اور اس میں وہ شیشی اس طرح رکھیں کہ شیشی کی گردن اس سوراخ میں سے نکلی ہوئی ایک طرف کو ڈھالو رہے پھر ناند میں بھوسی بھر کر آنچ دیں اور شیشی کے منہ کے سامنے پیالہ رکھ دیں جب تک تیل آتا رہے آنچ رہنے دیں جب تیل آنا بند ہو جائے الگ کر لیں اور بالو اس لئے ملاتے ہیں کہ بہروزہ آنچ نہ لے لے اور بھوسی کی آنچ اس لئے دیتے ہیں کہ ہلکی اور یکساں رہے اور تیل نکالنے سے پہلے ملتانی مٹی بھگو کر کپڑے کی دھجیاں اس میں خوب سیان کر کے کئی تہہ شیشی پر لپیٹیں اور سکھالیں اور اس کو گل حکمت کرنا کہتے ہیں جب بالکل سوکھ جائے تب تیل نکالیں۔ **(۱۷) موم کا تیل**۔ بھی اسی طرح نکلتا ہے۔ یہ بہروزہ کا تیل پیشاب کی جلن کیلئے ایک بوند سے چار بوند تک بتاشے میں کھانا بہت مفید ہے اور آگ سے جل جانے کو اور بچھو اور بھڑ کے زہر کو اس کا لگانا فائدہ دیتا ہے اور کان کے درد میں ٹپکانے سے فائدہ ہوتا ہے۔ **(۱۸) سکنجبین سادہ**۔ قند سفید تیس تولہ سرکہ خالص دس تولہ پانی بیس تولہ ملا کر بہت ہلکی آنچ پر رکھیں اور جھاگ اتارتے جائیں جب قوام ٹھیک ہو جائے یعنی تار دینے لگے تو اتار لیں اور ٹھنڈا ہونے تک چلاتے رہیں پھر احتیاط سے بوتل میں بھر لیں یہ سکنجبین صفرا کو بہت جلدی دور کرتی ہے اور تیز بخاروں میں بہت جلد اثر کرتی ہے اگر خربزہ اور ہلکے میوے کھا کر سکنجبین چاٹ لی جائے تو نہایت مفید ہے ان چیزوں کو صفرا نہیں بننے دیتی۔ سکنجبین کھانسی اور ضعف معدہ اور پیچش اور مسہل میں نہ دینا چاہئے اگر سکنجبین میں قند کی جگہ شہد ڈالا جائے تو سردی کم ہو جاتی ہے اور اس کو عسلی کہتے ہیں اور کبھی سرکہ کی جگہ عرق نعناع ڈالتے ہیں تو نعناعی کہتے ہیں اور لیموں [1] اور قند کے شربت کو

---

[1] یعنی لیموں کاغذی کا عرق دس تولہ بجائے سرکہ کے ڈالیں اور قند سفید تیس تولہ پانی بیس تولہ ملا کر بنائیں تو اس کو لیموں کی سکنجبین کہتے ہیں۔

لیموکی سکنجبین کہتے ہیں۔(۱۹) **شربت انجبار**۔ پانچ تولہ بیخ انجبار رات کو پانی میں بھگوئیں صبح کو جوش دیکر مل کر چھان کر پاؤ بھر قند سفید ملا کر قوام کرلیں خوراک دو تولہ ہے نکسیر اور حیض اور دستوں کو روکتا ہے تاثیر میں گرم ہے اور ٹھنڈا کرنا منظور ہو تو ڈھائی ڈھائی تولہ برادہ صندل سرخ اور برادہ صندل سفید بھی اس پانی میں بھگودیں اور شکر یا قند کا وزن آدھ سیر کردیں۔(۲۰) **شربت بزوری بارد**۔ تخم خیارین، مغز تخم کدوئے شیریں، مغز تخم پیٹھ، گوکھرو، تخم خطمی، خبازی، مغز تخم تربوز، تخم کاسنی، بیخ کاسنی، سب دو دو تولہ کچل کر رات کو پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کو جوش دیکر چھان کر چون تولہ یا چھتیس تولہ سفید شکر ملا کر قوام کرلیں خوراک دو تولہ سے تین تولہ تک اگر تخم پیٹھ نہ ملے نہ ڈالیں اور زیادہ برتاؤ اسی کا ہے اور بازار میں بھی بکتا ہے۔ (۲۱) **شربت بزوری حار**۔ پیشاب اور حیض کو جاری کرنے والا اور گردہ اور مثانہ کی ریگ کو نکال دینے والا اور یرقان اور پرانے بخاروں میں نفع دینے والا۔ تخم کاسنی، سونف، تخم خربزہ، مغز تخم کدوئے شیریں، حب القرطم سب دوائیں اڑھائی اڑھائی تولہ اور بیخ کاسنی، گل غافث، تخم خطمی، ملہٹی، بالچھڑ، گل بنفشہ، گاؤزبان یہ سب ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ کچل کر رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو آٹھ تولہ مویز منقی ملا کر اتنا پکائے کہ نصف پانی رہ جائے پھر چھان کر باسٹھ تولہ قند سفید ملا کر قوام کرلیں خوراک دو تولہ سے تین تولہ تک۔(۲۲) **شربت بزوری معتدل**۔ پوست بیخ کاسنی، تخم خربزہ، گوکھرو، تخم خیارین، اصل السوس مقشر سب دو دو تولہ کچل کر رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو جوش دیکر چھان کر بیس تولہ شکر ملا کر قوام کرلیں خوراک دو تولہ سے تین تولہ تک۔ (۲۳) **شربت دینار**۔ تخم کاسنی اور گل سرخ ہر ایک سترہ ماشہ چار رتی اور پوست بیخ کاسنی ڈھائی تولہ اور گل نیلوفر اور گاؤزبان ہر ایک پونے نو ماشہ اور تخم کشوث پوٹلی میں بندھا ہوا سوا چھبیس ماشہ سب دواؤں کو پانی میں بھگو کر جوش دیں اور جوش دیتے وقت ریوند چینی نو ماشہ کچل کر پوٹلی میں باندھ کر اس میں ڈال دیں اور کفگیر سے اس تھیلی کو دباتے رہیں جب جوش ہو جائے تو اس تھیلی کو بلا ملے نکال ڈالیں اور باقی دواؤں کو مل کر چھان کر پاؤ سیر قند سفید ملا کر قوام کرلیں خوراک دو تولہ ہے یہ شربت جگر کی بیماریوں میں دیا جاتا ہے اور سنا وغیرہ کے ساتھ دیتے ہیں تو خوب دست لاتا ہے۔(۲۴) **شربت عناب**۔ عناب پاؤ بھر کچل کر رات کو بھگو رکھیں صبح کو خوب جوش دیکر مل کر اور چھان کر قند سفید آدھ سیر ملا کر قوام کرلیں اصل وزن شکر کا یہی ہے اور اگر چاہیں سیر بھر تک ملا سکتے ہیں۔(۲۵) **شربت وردمکرر**۔ دو تولہ گل سرخ کو پاؤ سیر گلاب میں جوش دیں یہاں تک کہ آدھا گلاب رہ جائے پھر چھان کر اسی گلاب میں آدھ پاؤ گلاب اور ملا کر اور دو تولہ گل سرخ اور ڈال کر اوٹائیں کہ نصف گلاب رہ جائے پھر چھانیں اور بدستور سابق گلاب اور گل سرخ ملا کر اوٹاتے جائیں سات بار ایسا ہی کریں پھر ساتویں دفعہ چھان کر آدھ پاؤ سفید قند ملا کر قوام کرلیں اور آخر قوام میں چھ ماشہ طباشیر باریک پیس کر ملا لیں جب دست لینا منظور ہوں اس میں سے چار تولہ پانی میں ملا کر برف سے ٹھنڈا کر کے پی لیں اور ہر دست کے بعد بھی برف کا پانی پئیں جتنی دفعہ پئیں گے اتنے ہی دست آئیں گے اور مسہلوں کے خلاف اس میں یہ بات ہے کہ ٹھنڈا ہے اور معدہ کو طاقت دیتا ہے اگر کسی وجہ سے اس سے دست

نہ آئیں تو نقصان نہیں کرتا گرم امراض میں نہایت مفید اور خفیف مسہل ہے۔ **(۲۶) شربت بنانے کی ترکیب**۔ سب دوائیں رات کو چھ گنے پانی میں بھگو دیں صبح کو ان کو جوش دیں جب ایک تہائی پانی رہ جائے مل کر چھان لیں اور ان دواؤں سے دو یا تین حصہ شکر یا قند ملا کر قوام کر لیں جب ٹھنڈا ہو جائے بوتلوں میں بھر کر رکھ لیں۔ **(۲۷) عرق کھینچنے کی آسان ترکیب**۔ جس دوا کا عرق کھینچنا ہو اس کو ایک دیگچہ میں ڈال کر بہت پانی بھر کر چولھے پر رکھ کر اس کے نیچے آنچ کر دیں اور اس دیگچے کے اندر بیچوں بیچ میں ایک چھوٹی دیگچی رکھ دیں اس طرح سے کہ پانی اس کے اندر نہ جائے اگر زیادہ پانی ہونے کی وجہ سے وہ دیگچی نہ ٹکے تو کوئی اینٹ یا لوہے کا بڑا بٹہ رکھ کر اس پر دیگچی ٹکا دیں اور دیگچی کے منہ پر ایک گھڑا پانی کا بھر کر رکھ دیں، دیگچی کے پانی کو جب گرمی کی بھاپ پہنچے گی بھاپ اڑ کر اس گھڑے کے تلے میں لگ کر بوندیں بن کر اس چھوٹی دیگچی میں ٹپکیں گی تھوڑی تھوڑی دیر میں کھول کر دیکھ لیا کریں جب دیگچی بھر جائے اس کو خالی کر کے پھر رکھ دیں اور اوپر کے گھڑے کا پانی بھی دیکھتے رہیں۔ جب وہ گرم ہو جائے دوسرا گھڑا ٹھنڈے پانی کا رکھ دیں سیر بھر دوا میں سات آٹھ سیر عرق لینا بہتر ہے۔ اس طرح کہ بارہ سیر پانی ڈالیں اور آٹھ سیر عرق لیکر باقی پانی چھوڑ دیں۔ عمدہ اور اصل ترکیب یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے عرق کا شربت بنا ہو جیسے لیموں یا انار یا انگور وغیرہ تو اس کا عرق نچوڑ کر چھان کر شکر سفید عرق کے برابر ملا کر پکائیں اور جھاگ اور میل اتارتے رہیں اور چلاتے رہیں۔ جب چاشنی ٹھیک ہو جائے یعنی تار دینے لگے اتار لیں اور جب تک ٹھنڈا نہ ہو چلاتے رہیں اور اگر خشک دوا کا شربت بنا ہو تو اس کو کچل کر دس گنا پانی میں رات بھر بھگو رکھیں صبح کو پکائیں جب آدھا پانی رہ جائے چھان کر شکر سفید پانی کے ہم وزن ملا کر قوام کر لیں اس حساب سے آدھ پاؤ عناب میں دس چھٹانک شکر پڑے گی۔ فائدہ۔ چاندی یا سونے کے ورق اگر کسی معجون یا شربت میں ملانے ہوں تو عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ورقوں کو ذرا سے شہد میں ڈال کر خوب ملا لو پھر یہ شہد اس معجون میں ملا لو ورق جیسے شہد میں حل ہوتے ہیں ایسے کسی چیز میں حل نہیں ہوتے۔ **(۲۸) عرق کافور**۔ ہیضہ اور لو وغیرہ کیلئے اکسیر ہے۔ ترکیب ہیضہ کے بیان میں گزر چکی ہے۔ چاکسو کے چھیلنے کی ترکیب آنکھ کے بیان میں گزری۔ **(۲۹) قرص کہربا**۔ کتیرا، نشاستہ، ببول کا گوند، مغز خیارین یہ سب ساڑھے دس دس ماشہ اور گلنار سات ماشہ اور اقاقیہ اور کہربائے شمعی، تخم بارتنگ ساڑھے تین تین ماشہ کوٹ چھان کر پانی میں گوندھ کر ساڑھے چار چار ماشہ کی ٹکیاں بنائیں اور سایہ میں سکھا لیں۔ **(۳۰) کشتہ رانگ**۔ ایک تولہ رانگ عمدہ صاف لیکر ورق سے بنا کر مقراض سے چاول کے برابر کتر کر پاؤ بھر آنولہ کے درخت کی چھال لیکر کوٹ کر ان چاولوں کو اس میں بچھا کر ایک کپڑے یا ٹاٹ میں لپیٹ کر سُتلی سے خوب مضبوط باندھ کر دس سیر کنڈوں میں رکھ کر آنچ دیں جب آگ سرد ہو جائے احتیاط کے ساتھ کنڈوں کی راکھ کو ہٹا کر رانگ کو نکال لیں رانگ کے چاول پھول کر کوڑوں کی طرح ہو جائیں گے ان کو ہاتھ سے مل کر کپڑے میں چھان لیں جس قدر رنگ جل کر سفید چونے کی طرح ہو گیا ہو اور کپڑے میں چھن گیا ہو یہی عمدہ کشتہ ہے اور جو ڈلی سخت رہ گئی ہو اس کو الگ کریں یہ کشتہ نہایت مقوی معدہ ہے جس قدر

پرانا ہو بہتر ہے۔ اگر دو چاول بھر تھوڑی بالائی میں کھاویں تو بھوک خوب لگاتا ہے۔ **(۳۱) کشتہ مرجان۔** دو تولہ مونگہ سرخ لیکر آدھ پاؤ مصری پسی ہوئی کے بیچ میں رکھ کر ایک کاغذ یا کپڑے میں لپیٹ کر ڈوری سے باندھ دیں پھر دس سیر جنگلی کنڈون میں رکھ کر آنچ دیں اور اگر جنگلی کنڈے نہ ملیں تو گھریلو کنڈوں کی آنچ دیں۔ جب آگ بالکل سرد ہو جائے مونگے کو کنڈوں کی راکھ میں سے احتیاط سے نکالیں مونگے کی شاخیں سفید ہو جائیں گی جو سفید ہو گئی ہوں اور زیادہ سخت نہ رہی ہوں ان کو باریک پیس کر رکھ لیں یہ مونگہ کا کشتہ ہے اور جو شاخیں سیاہی مائل رہی ہوں ان کو پھر تھوڑی مصری میں ملا کر دس سیر کنڈوں کی آنچ دیں تاکہ سفید ہو جائیں پھر پیس کر رکھ لیں اس کو دس پندرہ دن کے بعد استعمال کریں کیونکہ یہ کسی قدر گرمی کرتا ہے اور جتنا پرانا ہو بہتر ہے۔ یہ کشتہ تر کھانسی ہولدلی اور ضعف دماغ کیلئے از حد مفید ہے بھوک بھی خوب لگاتا ہے ان عارضوں کیلئے دو چاول بھر تو ماشہ خمیرہ گاؤزبان میں ملا کر کھانا چاہئے۔ ایک عورت نے یہ کشتہ پیٹھ کے مربہ میں کھایا تھا جس کو ہولدلی اور تبخیر اور استحاضہ تھا بہت فائدہ دیا۔ **(۳۲) گلقند۔** سیر بھر پنکھڑیاں فصلی گلاب کے پھول کی جو عمدہ اور خوش رنگ ہوں اور تین سیر قند سفید لیکر ان دونوں کو لکڑی کی اوکھلی میں خوب کوٹو یا سل پر خوب پیسو کہ ایک ذات ہو جائیں پھر چند روز دھوپ میں رکھو کہ مزاج پکڑ جائے یہ دو سال تک نہیں بگڑتا اور اگر بجائے قند کے شہد ڈالیں تو چار سال تک اثر بدستور رہتا ہے۔ قبض کو رفع کرتا ہے۔ معدہ کو تقویت دیتا ہے اور اگر تھوڑا زیرہ سیاہ پیس کر ملا کر کھائیں تو پیٹ اور درد کمر کو نافع ہے اور یاد رکھو کہ جب گلقند کسی دوا میں گھول کر پینا ہو تو گھول کر چھان کر دینا چاہئے ورنہ پھول کی پتی قے لے آتی ہے۔ **(۳۳) لعوق سپستاں۔** سپستاں یعنی لہسوڑے اچھے بڑے بڑے سو عدد چھیل کر رات بھر پانی میں بھگور کھیں، صبح کو جوش دیکر مل کر چھان لیں شکر سفید ڈیڑھ پاؤ ملا کر شربت سے گاڑھا قوام کر لیں کہ چاٹنے کے قابل ہو جائے خوراک ایک تولہ سے دو تولہ تک ذرا ذرا سا چاٹیں کھانسی کیلئے مفید ہے، بلغم کو آسانی سے نکال دیتا ہے۔ **(۳۴) لعوق سپستاں کا دوسرا نسخہ۔** جو کہ کھانسی کیلئے بہت مفید ہے اور دافع قبض ہے۔ سپستاں بائیس عدد مویز منقی گیارہ تولہ آٹھ ماشہ دونوں کو تین سیر پانی میں رات بھر بھگور کھیں صبح کو جوش دیں کہ ایک سیر پانی رہ جائے پھر مل کر چھان لیں اور اسی پانی میں املتاس چار تولہ ساڑھے چار ماشہ مل کر پھر چھان لیں اور شکر سفید آدھ سیر ملا کر لعوق کا قوام کر لیں خوراک دو تولہ۔ **(۳۵) ماء اللحم۔** ماء اللحم گوشت کے عرق کو کہتے ہیں یہ عرق کبھی دوا میں ڈال کر بنایا جاتا ہے اور اس کے نسخے سینکڑوں ہیں جس عرق میں ٹھنڈے یا گرم میں گوشت ڈال دیں تو اس کو ماء اللحم کہہ سکتے ہیں اور کبھی صرف گوشت کا بنایا جاتا ہے یہ کمزور مریض کو بجائے شوربے کے دیتے ہیں ترکیب یہ ہے کہ بکری کی گردن کا یا سینہ کا گوشت لیکر چربی علیحدہ کر کے قیمہ کر کے دیگچی میں رکھ کر دانہ الائچی خورد، زیرہ سفید، پودینہ، گل نیلوفر، عرق گاؤزبان آب انار وغیرہ مناسب مزاج چیزیں ملا کر اس ترکیب سے عرق کھینچیں جو عرق کے بیان میں گزری کبھی صرف یخنی بنا کر مریض کو پلاتے ہیں۔ **(۳۶) مربائے آملہ بنانے کی ترکیب۔** آملہ تازہ عمدہ لیکر موٹی سی سے خوب کوچ کر پانی میں جوش

دیں جب کسی قدر نرم ہو جائیں نکال لیں پھٹکری کے پانی میں یا چاچھ میں ایک رات دن ڈال رکھیں پھر نکال کر پانی خشک کر کے قند سفید آملوں سے تین حصہ یا چوگنا لیکر قوام کر کے ذرا ہلکا جوش دیکھ رکھ لیں پھر تیسرے چوتھے دن ایک جوش اور دیں اور کم سے کم تین مہینے کے بعد یہ مربہ اچھا ہوتا ہے۔ **(۳۷) مرہم رسل۔** زخموں کیلئے مفید ہے خراب مواد کو چاٹتا ہے اور بھرلاتا ہے۔ ترکیب اس کی دنبل کے بیان میں گزر چکی ہے۔ **انڈا نیم برشت کرنے کی ترکیب۔** کھانے کے بیان میں گزر چکی ہے۔ **(۳۸) معجون دبید الورد۔** بالچھڑ، مصطگی رومی، زعفران، طباشیر، دارچینی قلمی، اذخر، اسارون، قسط شیریں، گل غافث، تخم کثوث مجیٹھ، لک مفعول، تخم کرفس، بیخ کرفس، زراوند طویل، حب بلسان، عودغرقی یہ سب دوائیں تین تین ماشہ اور گل سرخ سوا چار تولہ کوٹ چھان کر سترہ تولہ شہد خالص کا قوام کر کے اس میں سب دوائیں ملا کر رکھ لیں خوراک تین ماشہ سے پانچ ماشہ تک ہے یہ معجون جگر اور معدہ اور رحم وغیرہ کے ورم کو مفید ہے کسی قدر گرم ہے اور اگر بخار میں دی جائے تو چار تولہ عرق بید مشک اوپر سے پئیں تو بہتر ہے۔ **(۳۹) مفرح بارد۔** مقوی دل ومعدہ نافع تبخیر گرم مزاجوں کو موافق۔ آلو بخارا دس دانہ آبریشم مقرض چھ ماشہ پانی میں بھگو کر چھان لیں اور قند سفید پاؤ بھر آب انار شیریں آدھ پاؤ ملا کر قوام کر لیں پھر گاؤ زبان، برادہ صندل سفید چھ چھ ماشہ مغز تخم خیارین، تخم خرفہ، گل سرخ ایک ایک تولہ دھنیہ خشک نو ماشہ آملہ خشک ایک تولہ۔ زرشک، گل سیوتی، تخم کاہو نونو ماشہ کوٹ چھان کر ملا لیں اور زہر مہرہ خطائی، طباشیر نونو ماشہ، یشب سبز بسد احمر چھ چھ ماشہ عرق بید مشک کھرل کر کے ملا لیں خوراک نو ماشہ مفرح کی دوا جس قدر ممکن ہو باریک ہونا چاہئے۔ **فائدہ۔** یاقوتی اس معجون کو کہتے ہیں جو خاص طور پر مقوی دل ہو اسی مفرح میں سچے موتی تین ماشہ اور سونا چاندی کے ورق ملا لیں تو یاقوتی کہہ سکتے ہیں۔ **(۴۰) مومیائی۔** انڈے کی زردی تین عدد اور بھلاواں سات عدد اور رال سفید دس تولہ اور گھی دس تولہ میں اول بھلاواں گھی میں ڈال کر آگ پر رکھیں جب بھلاواں جل ہو جائے نکال کر پھینک دیں اور اس گھی میں اور دوائیں ملا کر خوب تیز آنچ کر دیں اور ہوشیاری کے ساتھ ہاتھ چلاتے رہیں جب سب دوائیں آگ لے لیں فوراً کسی برتن سے ڈھانک دیں اور چولہے پر سے اتار لیں جب ٹھنڈا ہونے کے قریب ہو نکال کر رکھ لیں، خوراک دورتی سے ایک ماشہ تک ہے جوڑوں کو بہت طاقت دیتی ہے اور چند روز میں ہڈی تک جڑ جاتی ہے۔ [1] **(۴۱) نوشدارو کا نسخہ۔** آملہ کا مربہ دس تولہ لیکر گٹھلی نکال ڈالیں اور عرق بادیان، عرق مکوہ پاؤ پاؤ بھر میں اس کو پکائیں جب خوب گل جائے پیس کر کپڑے میں چھان لیں پھر شکر سفید پاؤ بھر شہد خالص آدھ پاؤ ملا کر قوام کر لیں اور اذخر چھ ماشہ، دارچینی قلمی، مصطگی، عودغرقی، دانہ الائچی خورد، دانہ الائچی کلاں، اسارون، بالچھڑ، نرکچور، زراوند طویل سب چار چار ماشہ گل سرخ، حب بلسان، پوست ترنج پودینہ خشک چھ چھ ماشہ، خولنجان تین ماشہ، جوتری دو ماشہ برادہ صندل سفید نو ماشہ کوٹ چھان کر ملا لیں خوراک ایک تولہ یہ نوشدارو مقوی دل اور معدہ ہے اور کسی قدر گرم ہے اس کو نوشدارو سادہ کہتے ہیں اس

[1] مومیائی کو تیل میں ملا کر زخم پر لگا دیں تو فوراً خون بند ہو جائے، اسی طرح چوٹ پر لیپ کرنا بے حد مفید ہے۔

میں اگر موتی دو ماشہ، زعفران ایک ماشہ، مشک ایک ماشہ، عرق کیوڑہ چار تولہ میں پیس کر ملا لیں تو نوشدارو لولوی کہتے ہیں اور بہت مقوی دل ہو جاتی ہے۔

مولوی حکیم محمد مصطفیٰ صاحب رح کی تصدیق

جب کتاب بہشتی زیور ابتداء تالیف ہو رہی تھی تو احقر نے حسب ارشاد مولانا نور اللہ مرقدہٗ کے عورتوں کے امراض کے متعلق ایک کتاب لکھی جس میں ہر مرض کیلئے ایک غریبانہ اور ایک امیرانہ اور ایک اوسط درجے کا نسخہ لکھا تھا اس کا حجم کسی قدر زیادہ ہو گیا تو حضرت والا نے فرمایا بہشتی زیور کوئی طبی کتاب نہیں ہے اس کو مختصر کرنا چاہئے لہٰذا اس میں سے چیدہ چیدہ اور مجرب نسخے اور بہت زیادہ ضروری مضامین چھانٹ کر یہ حصہ نہم تیار کیا گیا پھر اس میں بعض مضامین طبع ثانی میں بڑھائے گئے اور کچھ مضامین طبع ثالث کے وقت بڑھائے گئے۔ اس حصہ نہم میں سب شامل کر لیا گیا۔ جن حضرات کے پاس پہلے کے طبع شدہ بہشتی زیور ہوں وہ ان کو اپنی کتاب میں نقل کر لیں۔

خادم الاطباء محمد مصطفیٰ بجنوری حال وارد میرٹھ محلّہ کرم علی

افسوس حکیم صاحب بھی اس دنیا سے کوچ فرما گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

جھاڑ پھونک کا بیان

جس طرح بیماری کا علاج دوا دارو سے ہوتا ہے اسی طرح بعض موقع پر جھاڑ پھونک سے بھی فائدہ ہو جاتا ہے اس لئے دوا دارو کا بیان لکھنے کے بعد تھوڑا سا بیان میں جھاڑ پھونک کا بھی لکھنا مناسب سمجھا دوسرے یہ کہ بعض جاہل عورتیں بچوں کی بیماری میں یا اولاد کی آرزو میں ایسی ڈانواں ڈول ہو جاتی ہیں کہ خلاف شرع کام کرنے لگتی ہیں کہیں فال کھلواتی ہیں کہیں چڑھاوے چڑھاتی ہیں کہیں واہی تباہی منتیں مانتی ہیں کہیں کسی کو ہاتھ دکھاتی ہیں۔ بددین اور ٹھگ لوگوں سے تعویذ گنڈے یا جھاڑ پھونک کراتی ہیں بلکہ بعض جاہل تو ایسے وقت میں سیتلا بھوانی تک کو پوجنے لگتی ہے جس سے دین بھی خراب ہوتا ہے اور گناہ بھی ہوتا ہے بلکہ بعض باتوں سے تو آدمی کافر مشرک ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ ایسے لوگ کچھ پیسے روپے یا کپڑا اور غلہ یا مرغا اور بکرا وغیرہ بھی وصول کر لیتے ہیں اور کبھی کبھی ایسے لوگوں کے پاس عورتوں کے آنے جانے یا بات چیت کرنے سے انکی نیت بگڑ جاتی ہے اور آبرو کے لاگو ہو جاتے ہیں۔ غرض ہر طرح کا نقصان ہے اور پھر بھی ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے اس واسطے یہی خیال ہوا کہ کسی قدر جھاڑ پھونک کے ایسے طریقے بتلا دیئے جائیں جو ہماری شرع کے خلاف نہ ہوں تاکہ خدا تعالیٰ کے نام کی برکت سے شفا بھی ہو اور دین بھی بچا رہے اور مال اور آبرو کا بھی نقصان نہ ہو۔

<u>سر کا اور دانت کا درد اور ریاح:</u> ایک پاک تختی پر پاک ریتا بچھا کر ایک میخ سے اس پر یہ لکھو

ابجد۔ ھوز۔ حطی اور میخ کوزور سے الف پر دباؤ اور درد والا اپنی انگلی زور سے درد کی جگہ رکھے اور تم ایک دفعہ الحمد پوری سورۃ پڑھو اور اس سے درد کا حال پوچھو اگر بھی رہا ہو تو اسی طرح ب کو دباؤ غرض اسی طرح ایک ایک حرف پر اسی طرح عمل کرو انشاءاللہ حروف ختم نہ ہونے پائیں گے کہ درد جاتا رہے گا۔

ہر قسم کا درد: خواہ کہیں ہو یہ آیت بسم اللہ سمیت تین دفعہ پڑھ کر دم کریں یا کسی تیل وغیرہ پر پڑھ کر مالش کریں یا با وضو لکھ کر باندھیں ﴿وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا﴾

دماغ کا کمزور ہونا: پانچوں نمازوں کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر گیارہ بار یا قَوِیُّ پڑھو۔

نگاہ کی کمزوری: بعد پانچوں نمازوں کے یَا نُوْرُ گیارہ بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

زبان میں ہکلا پن ہونا: یا ذہن کا کم ہونا فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر یہ آیت اکیس بار پڑھیں۔ ﴿رَبِّ اشْرَحْ لِیْ صَدْرِیْ وَيَسِّرْلِیْ اَمْرِیْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ يَفْقَهُوْا قَوْلِیْ﴾ اور روزمرہ ایک بسکٹ پر الحمد للہ پوری سورت لکھ کر چالیس روز کھلانے سے بھی ذہن بڑھتا ہے۔

ہولدلی: یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر گلے میں باندھیں ڈورا اتنا لمبا رہے کہ تعویذ دل پر پڑا رہے اور دل بائیں طرف ہوتا ہے۔ ﴿اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ﴾

پیٹ کا درد: یہ آیت پانی وغیرہ پر تین بار پڑھ کر پلاویں۔ یا لکھ کر پیٹ پر باندھیں۔ ﴿لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ﴾

ہیضہ اور ہر قسم کی وباء طاعون وغیرہ: ایسے دنوں میں جو چیز کھاویں پیویں پہلے تین بار اس پر سورۃ انا انزلنا پڑھ کر دم کر لیا کریں۔ انشاء اللہ حفاظت رہے گی اور جس کو ہو جائے اس کو بھی کسی چیز پر دم کر کے کھلائیں پلائیں انشاءاللہ تعالیٰ شفاء ہوگی۔

تلی بڑھ جانا: یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر تلی کی جگہ باندھیں۔ ﴿ذٰلِکَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ﴾

ناف ٹل جانا: یہ آیت بسم اللہ سمیت لکھ کر ناف کی جگہ باندھیں ناف اپنی جگہ آ جائے گی اور اگر بندھا رہنے دیں تو پھر نہ ٹلے گی۔ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَا اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا﴾

بخار: اگر بدون جاڑے کے ہو یہ آیت لکھ کر باندھیں اور اسی کو دم کریں۔ ﴿قُلْنَا يَا نَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلَامًا عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ﴾ اور اگر جاڑے سے ہو تو یہ آیت لکھ کر گلے میں یا بازو پر باندھیں۔ ﴿بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖيْهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

پھوڑا پھنسی یا ورم: پاک مٹی پنڈول وغیرہ چاہے ثابت ڈھیلا چاہے پسی ہوئی لیکر اس پر یہ دعا تین دفعہ

تھوڑا پانی چھڑک کر وہ مٹی تکلیف کی جگہ یا اس کے آس پاس دن میں دو چار بار ملا کرے۔

سانپ بچھو یا بھڑ وغیرہ کا کاٹ لینا: ذرا سے پانی میں نمک گھول کر اس جگہ ملتے جائیں اور قل یا پوری سورت پڑھ کر دم کرتے جائیں بہت دیر تک ایسا ہی کریں۔

سانپ کا گھر میں نکلنا یا کہ آسیب ہونا: چار کیلیں لوہے کی لیکر ایک ایک پر یہ آیت پچیس پچیس بار دم کر کے گھر کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں انشاء اللہ سانپ اس گھر میں نہ رہے گا۔ وہ آیت یہ ہے۔ ﴿اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّاَكِيْدُ كَيْدًا ۚ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا﴾ اس گھر میں آسیب کا اثر بھی نہ ہوگا۔

باؤلے کتے کا کاٹ لینا: یہی آیت جو اوپر لکھی گئی ہے۔ ﴿اِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ﴾ سے ﴿رُوَيْدًا﴾ تک ایک روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر ایک ٹکڑا روز اس شخص کو کھلا دیں انشاء اللہ تعالیٰ ہڑک نہ ہوگی۔

بانجھ ہونا: چالیس لونگیں لیکر ہر ایک پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے اور جس دن عورت پاکی کا غسل کرے اس دن سے ایک لونگ روزمرہ سوتے وقت کھانا شروع کر دے اور اس پر پانی نہ پئے اور کبھی کبھی میاں کے پاس بیٹھے اٹھے۔ آیت یہ ہے۔ ﴿اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا ۚ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ﴾ انشاء اللہ تعالیٰ اولاد ہوگی۔

حمل گر جانا: ایک تاگا کسم کا رنگا ہوا عورت کے قد کے برابر لیکر اس میں نو گرہ لگا دے اور ہر گرہ پر یہ آیت پڑھ کر پھونکے انشاء اللہ تعالیٰ حمل نہ گرے گا۔ اور اگر کسی وقت تاگا نہ ملے تو کسی پرچہ پر لکھ کر پیٹ پر باندھیں۔ آیت یہ ہے۔ ﴿وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾

بچہ ہوتے کا درد: یہ آیت ایک پرچہ پر لکھ کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران میں باندھے یا شیرینی پر پڑھ کر اس کو کھلا دے انشاء اللہ بچہ آسانی سے پیدا ہو۔ آیت یہ ہے۔ ﴿اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ﴾

بچہ زندہ نہ رہنا: اجوائن اور کالی مرچ آدھ پاؤ لیکر پیر کے دن دوپہر کے وقت چالیس بار سورہ والشمس اس طرح پڑھے کہ ہر دفعہ کے ساتھ درود شریف بھی پڑھے جب چالیس بار ہو جائے پھر ایک دفعہ درود شریف پڑھے اور اجوائن اور کالی مرچ پر دم کر کے اور شروع حمل سے یا جب سے خیال ہوا دودھ چھڑانے تک روزمرہ تھوڑا تھوڑا دونوں چیزوں سے کھالیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اولاد زندہ رہے گی۔

ہمیشہ لڑکی ہونا: اس عورت کا خاوند یا کوئی دوسری عورت اس کے پیٹ پر انگلی سے کنڈل یا دائرہ ستر بار بناوے اور ہر دفعہ یامتین کہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوگا۔

بچہ کو نظر لگ جانا یا رونا سوتے میں ڈرنا یا کمیڑہ وغیرہ ہو جانا

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ تین تین بار پڑھ کر اس پر دم کرے اور یہ دعا لکھ کر گلے میں ڈال دے۔ ﴿اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَّامَّةٍ﴾ انشاء اللہ سب آفتوں سے حفاظت رہے گی۔

چیچک: ایک نیلا گنڈہ سات تار کا لیکر اس پر سورہ الرحمٰن جو ستائیسویں پارہ کے آدھے پر ہے اور جب یہ آیات کہے ﴿فَبِاَيِّ آلَاءِ﴾ اس پر دم کر کے ایک گرہ لگائے سورہ کے ختم ہونے تک اکتیس گرہیں ہو جائیں گی پھر وہ گنڈہ بچے کے گلے میں ڈال دیں اگر چیچک سے پہلے ڈال دیں تو انشاء اللہ چیچک سے حفاظت رہے گی اور اگر چیچک نکلنے کے بعد ڈالیں تو زیادہ تکلیف نہ ہوگی۔

ہر طرح کی بیماری: چینی کی طشتری پر سورہ الحمد اور یہ آیتیں لکھ کر بیمار کو روزمرہ پلایا کریں بہت ہی تاثیر کی چیز ہے۔ آیات شفایہ ہیں۔ ﴿وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ط وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ط وَشِفَاءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ط وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا ط قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاءٌ يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَاءٌ لِّلنَّاسِ﴾

محتاج اور غریب ہونا: بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے گیارہ گیارہ بار درود شریف اور بیچ میں گیارہ تسبیح ﴿یــا مــعــز﴾ کی پڑھ کر دعا کیا کرے اور چاہے یہ دوسرا وظیفہ پڑھ لیا کرے بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے سات سات دفعہ درود شریف اور بیچ میں چودہ تسبیح اور چودہ دانے (یعنی چودہ سو چودہ مرتبہ) یا ﴿وھــاب﴾ پڑھ کر دعا کرے انشاء اللہ تعالیٰ فراغت اور برکت ہوگی۔

آسیب لپٹ جانا: ان آیتوں کو بیمار کے کان میں پڑھ کر دم کرے اور پانی پر پڑھ کر اس کو پلاوے۔ ﴿اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ط فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ط وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ط﴾ اور سورہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ سات بار کان میں دم کرنا اور داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہنا بھی آسیب کو بھگا دیتا ہے۔

کسی طرح کا کام اٹکنا: بارہ روز تک ہر روز اس دعا کو بارہ ہزار دفعہ پڑھ کر ہر روز دعا کیا کرے انشاء اللہ تعالیٰ کیسا ہی مشکل کام ہو پورا ہو جائیگا۔ ﴿يَا بَدِيْعَ الْعَجَآئِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ﴾

دیو کا شبہ ہو جانا: ﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ. قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ﴾ تین تین بار پانی پر دم کر کے مریض کو پلاویں اور زیادہ پانی پر دم کر کے اس پانی میں نہلا دیں۔ اور یہ دعا چالیس روز تک روزمرہ چینی کی طشتری پر لکھ کر پلایا کریں۔ ﴿يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ فِيْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَائِهٖ يَا حَيُّ﴾ انشاء اللہ

تعالیٰ جادو کا اثر جاتا رہے گا اور یہ دعا ہر اس بیمار کیلئے مفید ہے جس کو حکیموں نے جواب دے دیا ہو۔

خاوند کا ناراض یا بے پرواہ رہنا: بعد نماز عشاء کے بعد گیارہ دانہ سیاہ مرچ لیکر آگے پیچھے گیارہ بار درود شریف اور درمیان میں گیارہ تسبیح ﴿یَا لَطِیْفُ یَا وَدُوْدُ﴾ کی پڑھیں اور خاوند کے مہربان ہونے کا خیال رکھیں جب سب پڑھ چکیں ان سیاہ مرچوں پر دم کر کے تیز آنچ میں ڈالیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں انشاء اللہ تعالیٰ خاوند مہربان ہو جائے گا اور کم سے کم چالیس روز کریں۔

دودھ کم ہونا: یہ دونوں آیتیں نمک پر سات بار پڑھ کر ماش کی دال میں کھلائیں پہلی آیت ﴿وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ﴾ دوسری آیت ﴿وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِىْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ﴾ دوسری آیت اگر آٹے کے پیڑے پر دم کر کے گائے وہ بھینس کو کھلا دیں خوب دودھ دیتی رہے۔ جن کو اور زیادہ جھاڑ پھونک کی چیزیں جاننے کا شوق ہو وہ ہماری کتاب ''اعمال قرآنی'' کے تینوں حصے اور شفاء العلیل اور ظفر جلیل دیکھ لے اور ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھو کہ قرآن کی آیت بے وضو مت لکھو اور نہانے کی ضرورت میں بھی مت پڑھو، اور جس کاغذ پر قرآن کی آیت لکھ کر تعویذ بناؤ تو اس کاغذ پر ایک اور کاغذ سادہ لپیٹ دو تا کہ تعویذ لینے والا اگر بے وضو ہو تو اس کو ہاتھ میں لینا درست ہو، اور چینی کی طشتری پر بھی آیت لکھ کر بے وضو ہاتھ میں مت دو بلکہ تم خود پانی سے گھول دو۔ اور جب تعویذ سے کام نہ رہے اس کو پانی میں گھول کر کسی ندی یا نہر یا کنوئیں میں چھوڑ دو۔

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ دہم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس میں ایسی باتیں زیادہ ہیں جس سے دنیا میں خود بھی آرام سے رہے اور دوسروں کو بھی اس سے تکلیف نہ پہنچے۔ اور یہ باتیں ظاہر میں تو دنیا کی معلوم ہوتی ہے لیکن پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ پورا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔[1] اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مسلمان کو مناسب نہیں کہ کسی سخت تکلیف میں پھنس کر اپنے آپ کو ذلیل کرے اور یہ بھی آیا ہے کہ پیغمبر ﷺ وعظ میں اس کا خیال رکھتے تھے کہ سننے والے اکتا نہ جائیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مہمان اتنا نہ ٹھہرے کہ گھر والا تنگ آ جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلاضرورت تکلیف اٹھانا یا کسی کو تکلیف دینا یا ایسا برتاؤ کرنا جس سے دوسرا آدمی اکتا جائے یا تنگ ہونے لگے یہ بھی دین کے خلاف ہے۔ اس واسطے دین کی باتوں کے ساتھ ایسی باتیں بھی اس کتاب میں لکھ دی ہیں جن سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو آرام پہنچے۔

بعض باتیں سلیقہ اور آرام کی

(۱) جب رات کو گھر کا دروازہ بند کرنے لگو تو بند کرنے سے پہلے گھر کے اندر خوب دیکھ بھال لو کہ کوئی کتا بلی تو نہیں رہ گیا۔ کبھی رات کو جان کا یا چیز بست کا نقصان کر دے یا اور کچھ نہیں تو رات بھر کی کھڑ کھڑ ہی نیند اڑانے کو بہت ہے۔ (۲) کپڑوں اور اپنی کتابوں کو کبھی کبھی دھوپ دیتی رہا کرو۔ (۳) گھر صاف رکھو اور ہر چیز اپنے موقع پر رکھو۔ (۴) اگر اپنی تندرستی چاہو تو اپنے کو بہت آرام طلب مت بناؤ۔ کچھ محنت کا کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔ سب سے اچھی چیز عورتوں کے واسطے چکی پیسا یا موسل سے کوٹنا یا چرخہ کاتنا ہے۔ اس سے بدن تندرست رہتا ہے۔ (۵) اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر تک باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جائے یا اس سے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔ (۶) سب گھر والے اس بات کے پابند رہیں کہ ہر چیز کی ایک جگہ مقرر کر لیں اور وہاں سے جب اٹھائیں تو برت کر پھر وہیں پر رکھ دیں تا کہ ہر آدمی کو وقت پر پوچھنا ڈھونڈنا نہ پڑے اور جگہ بدلنے سے بعض دفعہ کسی کو بھی نہیں ملتی۔ سب کو تکلیف ہوتی ہے اور جو چیزیں خاص تمہارے برتنے کی ہے ان کی جگہ بھی مقرر رکھو تا کہ ضرورت کے وقت ہاتھ ڈالتے ہی مل جائے۔ (۷) راہ میں چارپائی یا پیڑھی یا اور کوئی برتن اینٹ پتھر، سل وغیرہ مت ڈالو۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا بعض دفعہ دن ہی میں کوئی جھپٹا ہوا روز کی عادت کے موافق بے کھٹکے چلا آ رہا ہے۔ وہ الجھ کر گر گیا اور جگہ بے جگہ چوٹ لگ

---

[1] تقویم از کنز العمال۔

گئی۔(۸) جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دو تا کہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جائے نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو۔ یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کرو گی اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسہ میں رہا۔ (۹) نمک کھانے میں کسی قدر کم ڈالا کرو۔ کیونکہ کم کا تو علاج ہو سکتا ہے لیکن اگر زیادہ ہو گیا تو اس کا علاج ہی نہیں۔ (۱۰) دال میں ساگ میں مرچ کتر کر مت ڈالو بلکہ پیس کر ڈالو کیونکہ کتر کر ڈالنے سے بیج اس کے ٹکڑوں میں رہ جاتے ہیں۔ اگر کوئی ٹکڑا منہ میں آ جاتا ہے تو ان بیجوں سے تمام منہ میں آگ لگ جاتی ہے۔ (۱۱) اگر رات کو پانی پینے کا اتفاق ہو تو اگر روشنی ہو تو خوب دیکھ لو نہیں تو لوٹے وغیرہ میں کپڑا لگا لو تا کہ منہ میں کوئی ایسی ویسی چیز نہ آ جائے۔ (۱۲) بچوں کو ہنسی میں مت اچھالو اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ۔ اللہ بچاوے، کبھی ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اور ہنسی کی گل پھنسی ہو جائے۔ اس طرح ان کے پیچھے ہنسی میں مت دوڑو شاید گر پڑیں اور چوٹ لگ جائے۔ (۱۳) جب برتن خالی ہو جائے تو اس کو ہمیشہ دھو کر الٹا رکھو اور جب دوبارہ اس کو برتنا چاہو تو پھر اس کو دھو لو۔ (۱۴) برتن زمین پر رکھ کر اگر ان میں کھانا نکالو تو ویسی ہی سینی یا دستر خوان پر مت رکھ دو پہلے اس کے تلے دیکھ لو اور صاف کر لو۔ (۱۵) کسی کے گھر مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو۔ بعض دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا۔ ناحق اسکو شرمندگی ہو گی۔ (۱۶) جہاں اور آدمی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر تھوکو مت، ناک مت صاف کرو اگر ضرورت ہو تو ایک کنارے پر جا کر فراغت کر آؤ۔ (۱۷) کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سننے والے کو گھن پیدا ہو بعض نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔ (۱۸) بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں نہ کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جائے ناحق دل ٹوٹے گا بلکہ تسلی کی باتیں کرو انشاء اللہ تعالیٰ سب دکھ جاتا رہے گا۔ (۱۹) اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو ناحق اس کو شبہ ہو گا۔ اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات ہی کرنا گناہ ہے۔ (۲۰) دامن، آنچل، آستین سے ناک مت پونچھو۔ (۲۲) پاخانے کے قدمچے میں طہارت مت کرو۔[۱] آبدست کے واسطے ایک قدمچہ الگ چھوڑ دو۔ (۲۳) جوتی ہمیشہ جھاڑ کر پہنو۔ شاید اس کے اندر کوئی موذی جانور بیٹھا ہو، اسی طرح کپڑا بستر بھی۔ (۲۴) پردے کی جگہ میں کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے یہ مت پوچھو کہ کس جگہ ہے ناحق اس کو شرمانا ہے۔[۲] (۲۵) آنے جانے کی جگہ مت بیٹھو، تم کو بھی اور سب کو بھی تکلیف ہو گی۔ (۲۶) بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا نہ ہونے دو۔ اگر دھوبی کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن ہی کے کپڑوں کو دھوڈالو، اور نہا ڈالو۔ (۲۷) آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ۔ (۲۸) گٹھلی چھلکے کسی آدمی کے اوپر مت پھینکو۔ (۲۹) چاقو،

---

[۱] اور مردوں کو پاخانہ میں پانی نہ لے جانا چاہئے بلکہ ڈھیلا لے جائیں۔ پھر غسل خانہ میں آبدست لیں۔

[۲] نیز یہ پوچھنا بے کار بھی ہے۔ کیونکہ اگر یہ معلوم ہو گیا کہ پردہ کے مقام پر ہے تو اجمالی علم تو حاصل ہی ہے پھر خواہ مخواہ مزید تحقیق کی کیا حاجت ہے۔

قینچی یا سوئی یا کسی اور چیز سے مت کھیلو، شاید غفلت سے کہیں لگ جائے۔ (۳۰) جب کوئی مہمان آئے سب سے پہلے اس کو پاخانہ بتلا دو اور بہت جلدی اس کے ساتھ کی سواری کے کھڑی کرنے کا اور بیل یا گھوڑے کی گھاس چارے کا بندوبست کر دو اور کھانے میں اتنا تکلف مت کرو کہ اس کو وقت پر کھانا نہ ملے کھانا وقت پر پکالو چاہے سادہ اور مختصر ہی ہو اور جب اس کا جانے کا ارادہ ہو تو بہت جلد اور سویرے ناشتہ تیار کر دو، غرض کہ اس کے آرام اور مصلحت میں خلل نہ پڑے۔ (۳۱) پاخانہ یا غسل خانہ سے کمر بند باندھتی ہوئی مت نکلو بلکہ اندر ہی اچھی طرح باندھ کر تب باہر آؤ۔ (۳۲) جو بات کہو یا کسی بات کا جواب دو خوب منہ کھول کر صاف صاف کہو تا کہ دوسرا اچھی طرح سمجھ لے۔ (۳۴) کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو تو دور سے مت پھینکو شاید دوسرے کے ہاتھ میں نہ آسکے تو نقصان ہو، پاس جا کر دیدو۔ (۳۵) اگر دو آدمی پڑھتے پڑھاتے ہوں یا باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ میں آکر چلانا یا کسی سے بات نہ کرنا چاہئے۔ [1] (۳۶) اگر کوئی کسی کام یا بات میں لگا ہو تو جاتے ہی اس سے اپنی بات مت شروع کرو۔ بلکہ موقع کا انتظار کرو۔ جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو تو تب بات کرو۔ (۳۷) جب کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز دینا ہو تا وقت کہ وہ دوسرا آدمی اس کو اچھی طرح سنبھال نہ لے اپنے ہاتھ سے مت چھوڑو۔ بعض دفعہ یوں ہی بیچ بیچ میں گر کر نقصان ہو جاتا ہے۔ (۳۸) اگر کسی کو پنکھا جھلنا ہو تو خوب خیال رکھو سر میں یا اور کہیں بدن یا کپڑے میں نہ لگے، اور ایسے زور سے مت جھلو جس سے دوسرا پریشان ہو۔ (۳۹) کھانا کھاتے میں ہڈیاں ایک جگہ جمع رکھو۔ اسی طرح کسی چیز کے چھلکے وغیرہ سب طرف مت پھیلاؤ۔ جب سب اکٹھے ہو جائیں موقع سے ایک طرف ڈال دو۔ (۴۰) بہت دوڑ کر یا منہ اوپر اٹھا کر مت چلو کبھی گر نہ پڑو۔ (۴۱) کتاب کو بہت سنبھال کر احتیاط سے بند کرو۔ اکثر اول، آخر کے ورق مڑ جاتے ہیں۔ (۴۲) اپنے شوہر کے سامنے کسی نامحرم مرد کی تعریف نہ کرنا چاہئے بعض مردوں کو ناگوار گزرتا ہے۔ (۴۳) اسی طرح غیر عورتوں کی تعریف بھی شوہر سے نہ کرے شاید اس کا دل اس پر آجائے اور تم سے ہٹ جائے۔ (۴۴) جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال یا اس کے مال ودولت، زیور وپوشاک کا حال نہ پوچھنا چاہئے۔ (۴۵) مہینے میں تین دن یا چار دن خاص اس کام کیلئے مقرر کر لو کہ گھر کی صفائی پورے طور سے کر لیا کرو۔ جالے اتار دیئے، فرش اٹھوا کر جھڑوا دیئے، ہر چیز قرینے سے رکھ دی۔ (۴۶) کسی کے سامنے سے کوئی کاغذ لکھا ہوا یا کتاب رکھی ہوئی اٹھا کر دیکھنا نہ چاہئے اگر وہ کاغذ قلمی ہے تو شاید اس میں کوئی پوشیدہ بات لکھی ہو۔ اور اگر وہ چھپی ہوئی ہے تو شاید اس میں کوئی ایسا کاغذ لکھا ہوا رکھا ہو۔ (۴۷) سیڑھیوں پر بہت سنبھل کر اترو چڑھو بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس سیڑھی پر ایک پاؤں رکھو دوسرا بھی اسی پر رکھ کر پھر اگلی سیڑھی پر اسی طرح پاؤں رکھو اور نہ یہ کہ ایک سیڑھی پر ایک پاؤں اور دوسری سیڑھی پر دوسرا پاؤں لڑکیوں اور عورتوں کو تو بالکل مناسب نہیں اور بچپن میں لڑکوں کو بھی منع کرو۔ (۴۸) جہاں کوئی بیٹھا ہو وہاں کپڑا یا کتاب یا اور کوئی چیز اس طرح جھٹکنا نہ چاہئے کہ اس آدمی پر گرد پڑے۔

[1] بلکہ ایسے موقع پر سلام بھی نہ کرو جب وہ لوگ اپنے کام سے فارغ ہو کر تمہاری طرف متوجہ ہوں اس وقت سلام کلام کرو۔

طرح منہ سے یا کپڑے سے بھی جھاڑ نا نہ چاہئے بلکہ اس جگہ سے دور جا کر صاف کرنا چاہئے۔ (۴۹) کسی کے غم و پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنے تو جب تک خوب پختہ طور پر تحقیق نہ ہو جائے کسی سے ذکر نہ کرے اور خاص کر اس شخص کے عزیزوں سے تو ہرگز نہ کہے، کیونکہ اگر غلط ہوئی تو خواہ مخواہ دوسرے کو پریشانی دی پھر وہ لوگ اس کو بھی برا بھلا کہیں گے کہ کیوں ایسی بدفالی نکالی۔ (۵۰) اسی طرح معمولی بیماری اور تکلیف کی خبر دور پردیس کے عزیزوں کو خط کے ذریعہ سے نہ کرے۔ (۵۱) دیوار پر مت تھوکو پان کی پیک مت ڈالو۔ اسی طرح تیل کا ہاتھ دیوار یا کواڑ سے مت پونچھو بلکہ دھو ڈالو۔ لیکن جلے ہوئے تیل کو ناپاک مت کہو جیسا کہ بعض جاہل عورتیں کہتی ہیں۔ (۵۲) اگر دستر خوان پر اور سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے برتن مت اٹھاؤ۔ دوسرے برتن میں لے آؤ۔ (۵۳) کوئی آدمی تخت یا چارپائی پر بیٹھا یا لیٹا ہو تو اس کو ہلاؤ مت، اگر پاس سے نکلو تو اس طرح پر نکلو کہ اس میں ٹھوکر گھٹنا نہ لگے اگر تخت پر کوئی چیز رکھنا ہو یا اس پر سے کچھ اٹھانا ہو تو ایسے وقت آہستہ اٹھاؤ اور آہستہ رکھو۔ (۵۴) کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی مت رکھو یہاں تک کہ اگر کوئی چیز دستر خوان پر بھی رکھی جائے لیکن وہ ذرا دیر میں یا اخیر میں کھانے کی ہو تو اس کو بھی ڈھانک کر رکھو۔ (۵۵) مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جائے تو تھوڑا سالن روٹی دستر خوان پر ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔ (۵۶) جو برتن بالکل خالی ہو اس کو الماری یا طاق وغیرہ میں رکھنا ہو تو الٹا کر کے رکھو۔ (۵۷) چلنے میں پاؤں پورا اٹھا کر آگے رکھو گھسرا کر مت چلو اس میں جوتا بھی جلد ٹوٹتا ہے اور برا بھی معلوم ہوتا ہے۔ (۵۸) چادر دوپٹے کا بہت خیال رکھو اس کا پلہ زمین پر لٹکتا نہ چلے۔ (۵۹) اگر کوئی نمک یا اور کوئی کھانے پینے کی چیز مانگے تو برتن میں لاؤ۔ ہاتھ پر رکھ کر مت لاؤ۔ (۶۰) لڑکیوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کرو ورنہ انکی شرم جاتی رہے گی۔

بعض باتیں عیب اور تکلیف کی جو عورتوں میں پائی جاتی ہیں

(۱) ایک عیب یہ ہے کہ بات کا معقول جواب نہیں دیتیں جس سے پوچھنے والے کو تسلی ہو جائے بہت سی فضول باتیں ادھر ادھر کی اس میں ملا دیتی ہیں اور اصل بات پھر بھی معلوم نہیں ہوتی۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جو شخص کچھ پوچھے اس کا مطلب خوب غور سے سمجھ لو پھر اس کا جواب ضرورت کے موافق دیدو۔ (۲) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی کام ان سے کہا جائے تو سن کر خاموش ہو جاتی ہے کام کہنے والے کو یہ شبہ رہتا ہے کہ خدا جانے انہوں نے سنا بھی ہے یا نہیں سنا۔ بعض دفعہ غلطی سے اس نے یوں سمجھ لیا کہ سن لیا ہوگا اور واقعی میں سنا نہ ہو تو اس بھروسہ پر وہ کام نہیں ہوتا۔ اور یہ پوچھنے کے وقت یہ کہہ کر الگ ہو گئیں کہ میں نے نہیں سنا غرض وہ کام تو رہ گیا اور بعض دفعہ غلطی سے اس نے یوں سمجھ لیا کہ نہیں سنا ہوگا اس لئے اس نے دوبارہ پھر کہا تو اس غریب کے لتے لئے جاتے ہیں کہ سن لیا سن لیا کیوں جان کھائی ہے۔ غرض جب بھی آپس میں رنج ہوتا ہے اگر یہ پہلی ہی دفعہ میں اتنا کہہ دیتیں کہ اچھا تو دوسرے کو خبر تو ہو جاتی۔ (۳) ایک عیب یہ ہے کہ ماما اصیل کو جو

کام بتلا دیں گی یا اور کسی سے گھر میں کوئی بات کہیں گی دور سے چلا کر کہیں گی۔ اس میں دو خرابیاں ہیں ایک تو بے حیائی اور بے پردگی کہ باہر دروازے تک بلکہ بعض موقع پر سڑک تک آواز پہنچتی ہے۔[1] دوسری خرابی یہ کہ دور سے کچھ بات سمجھ میں آئی اور کچھ نہ آئی جتنی سمجھ میں نہ آئی اتنا کام نہ ہوا۔ اب بی بی خفا ہو رہی ہیں کہ تو نے یوں کیوں نہ کیا، دوسری جواب دے رہی ہیں کہ میں نے تو سنا نہیں تھا۔ غرض خوب تو تو میں میں ہوتی۔ اور کام بگڑا سو الگ، اسی طرح ان کی ماما اصلیں ہیں کہ جس بات کا جواب باہر سے لائیں گی دروازے سے چلاتی ہوئی آئیں گی اس میں بھی کچھ سمجھ میں آیا اور کچھ نہ آیا۔ تمیز کی بات یہ ہے کہ جس سے بات کرنا ہو اس کے پاس جاؤ یا اس کو اپنے پاس بلاؤ اور اطمینان سے اچھی طرح سمجھا کر کہہ دو اور سمجھ لو سن لو۔ (۴) ایک عیب یہ ہے کہ چاہے کسی چیز کی ضرورت ہو یا نہ ہو لیکن پسند آنے کی دیر ہے۔ ذرا پسند آئی اور لے لی۔ خواہ قرض ہی ہو جائے۔ لیکن کچھ پرواہ نہیں اور اگر قرض بھی نہ ہو تب بھی اپنے پیسے کو اس طرح بیکار کھونا کونسی عقل کی بات ہے۔ فضول خرچی گناہ بھی ہے۔ جہاں خرچ کرنا ہو اول تو خوب سوچ لو کہ یہاں خرچ کرنے میں کوئی دین کا فائدہ یا دنیا کی ضرورت بھی ہے۔ اگر خوب سوچنے سے ضرورت اور فائدہ معلوم ہو خرچ کرو نہیں تو پیسے مت کھوؤ اور قرض تو جہاں تک ہو سکے ہرگز مت لو چاہے تھوڑی سی تکلیف بھی ہو جائے۔ (۵) ایک عجیب یہ ہے کہ جب کہیں جاتی ہیں خواہ شہر میں یا سفر میں ٹالتے ٹالتے بہت دیر کر دیتی ہیں کہ وقت تنگ ہو جاتا ہے اگر سفر میں جانا ہے تو منزل پر دیر میں پہنچیں گی، اگر راستہ میں رات ہو گئی ہو جان و مال کا اندیشہ ہو گیا۔ اگر گرمی کے دن ہوئے تو دھوپ میں خود بھی تپیں گی اور بچوں کو بھی تکلیف ہوگی۔ اگر برسات ہے تو اول تو برسنے کا ڈر دوسرے گارے کیچڑ میں گاڑی کا چلنا مشکل اور دیر میں دیر ہو جاتی ہے۔ اگر سویرے سے چلیں ہر طرح کی گنجائش رہے اور اگر بستی ہی میں جانا ہوا جب بھی کہاروں کو کھڑے کھڑے پریشانی۔[2] پھر دیر میں سوار ہونے سے دیر میں لوٹنا ہوگا اپنے کاموں میں حرج ہوگا۔ کھانے کے انتظام میں دیر ہوگی۔ کہیں جلدی میں کھانا بگڑ گیا کہیں میاں تقاضا کر رہے ہیں۔ کہیں بچے رو رہے ہیں اگر جلدی سوار ہو جاتیں تو یہ مصیبتیں کیوں ہوتیں۔ (۶) ایک عیب یہ ہے کہ سفر میں بےضرورت بھی اسباب بہت سا لاد کر لے جاتی ہیں جس سے جانور کو بھی تکلیف ہوتی ہے، جگہ میں بھی تنگی ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ مصیبت ساتھ کے مردوں کو ہوتی ہے۔ ان کو سنبھالنا پڑتا ہے کہیں کہیں لادنا بھی پڑتا ہے۔ مزدوری کے پیسے ان ہی کو دینے پڑتے ہیں۔ غرض

---

[1] بعض عورتوں کو آواز کے پردے کا بالکل اہتمام نہیں ہوتا۔ حالانکہ آواز کا پردہ بھی واجب ہے، جیسے کہ صورت کا پردہ بھی ضروری ہے، لہٰذا گنہگار رہوتی ہیں۔ ہر قسم کے پردہ کا نہایت سخت اہتمام کرنا چاہئے۔

[2] اور اس پریشانی کے علاوہ کہاروں کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور اس وقت کے ضائع کرنے کی کچھ مزدوری نہیں دی جاتی لہٰذا اس صورت میں عورتیں گنہگار ہوتی ہیں۔ اتفاق سے کبھی ایسا ہو بھی جائے تو کہاروں سے خطا معاف کرانی ضروری ہے یا انکو کچھ زیادہ مزدوری دیکر راضی کیا جائے اور یہی دوسری صورت زیادہ بہتر ہے کیونکہ خطا معاف کرانے سے کہار سر چڑھیں گے اور ان کی عادت بگڑے گی۔

کہ تمام تر فکران بیچاروں کی جان پر ہوتی ہے یہ اچھی خاصی گاڑی میں بےفکر بیٹھی رہتی ہیں۔ اسباب ہمیشہ سفر میں کم لیجاؤ۔ ہر طرح کا آرام ملتا ہے۔ اسی طرح ریل کے سفر میں خیال رکھو بلکہ ریل میں زیادہ اسباب لیجانے سے اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ (۷) ایک عیب یہ ہے کہ گاڑی وغیرہ میں سوار ہونے کے وقت مردوں سے کہہ دیا کہ منہ ڈھانک لو ایک گوشہ میں چھپ جاؤ اور جب سوار ہو چکیں تو ان لوگوں کو دوبارہ اطلاع نہیں دی جاتی کہ اب پردہ نہیں اس میں دو خرابیاں ہوتی ہیں کبھی تو وہ بیچارے منہ کو ڈھانکے ہوئے بیٹھے ہیں خواہ مخواہ تکلیف ہو رہی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اٹکل سے سمجھتے ہیں کہ بس پردہ ہو چکا اور یہ سمجھ کر منہ کھول دیتے ہیں یا سامنے آجاتے ہیں اور بے پردگی ہوتی ہے یہ ساری خرابی دوبارہ نہ کہنے کی ہے نہیں تو سب کو معلوم ہو جائے کہ دوبارہ کہنے کی بھی عادت ہے پس سب آدمی اس کے منتظر رہیں اور بے کہے کوئی سامنے نہ آئے۔ (۸) ایک عیب یہ ہے کہ ابھی سوار ہونے کو تیار نہیں ہوئیں اور آدھ گھنٹہ پہلے سے پردہ کرا دیا رستہ رکوا دیا۔ بے وجہ خدا کی مخلوق کو تکلیف ہو رہی ہے اور یہ ابھی گھر میں چوچلے بگھار رہی ہیں۔ (۹) ایک عیب یہ ہے کہ جس گھر جاتی ہیں گاڑی یا ڈولی سے اتر کر جھپ سے گھر میں جا گھستی ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ گھر کا کوئی مرد اندر ہوتا ہے اس کا سامنا ہو جاتا ہے تم کو چاہئے کہ ابھی گاڑی یا ڈولی سے مت اترو پہلے کسی ماما وغیرہ کو گھر میں بھیج کر دکھوالو اور اپنے آنے کی خبر کر دو کوئی مرد وغیرہ ہوگا تو وہ علیحدہ ہو جائیگا۔ جب تم سن لو کہ اب گھر میں کوئی مرد وغیرہ نہیں ہے تو تب اتر کر اندر جاؤ۔ (۱۰) ایک عیب یہ ہے کہ آپس میں جب دو عورتیں باتیں کرتی ہیں اکثر یہ ہوتا ہے ایک کی بات ختم نہیں ہونے پاتی کہ دوسری شروع کر دیتی ہے بلکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں ایک دم سے بولتی ہیں وہ اپنی کہہ رہی ہے اور یہ اپنی ہانک رہی ہے نہ وہ اس کی سنے نہ یہ اس کی۔ بھلا ایسی بات کرنے ہی سے کیا فائدہ۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب ایک بولنے والی کی بات ختم ہو جائے اس وقت دوسری کو بولنا چاہئے۔ (۱۱) ایک عیب یہ ہے کہ زیور اور کبھی روپیہ پیسہ بھی بے احتیاطی سے کبھی تکیہ کے نیچے رکھ دیا کبھی کسی طاق میں کھلا رکھ دیا، تالا کنجی ہوتے ہوئے بھی سستی کے مارے اس میں حفاظت سے نہیں رکھتیں پھر کوئی چیز جاتی رہے تو سب کا نام لگاتی پھرتی ہیں۔ (۱۲) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو ایک کام کے واسطے بھیجو جا کر دوسرے کام میں لگ جاتی ہیں، جب دونوں سے فراغت ہو جائے تب لوٹتی ہیں اس میں بھیجنے والے کو سخت تکلیف اور الجھن ہوتی ہے کیونکہ اس نے تو ایک کام کا حساب لگا رکھا ہے کہ یہ اتنی دیر کا ہے جب اتنی دیر گزر جاتی ہے تو پھر اس کو پریشانی شروع ہوتی ہے اور یہ عقلمندیں کہتی ہیں کہ آئے تو ہیں ہی لاؤ دوسرا کام بھی لگے ہاتھوں کرتے چلیں۔ ایسا مت کرو۔ اول پہلا کام کر کے اس کی فرمائش پوری کر دو پھر اپنے طور پر اطمینان سے دوسرا کام کر لو۔ (۱۳) ایک عیب سستی کا ہے کہ ایک وقت کے کام کو دوسرے وقت پر اٹھا رکھتی ہیں اس سے اکثر حرج اور نقصان ہو جاتا ہے۔ (۱۴) ایک عیب یہ ہے کہ مزاج میں اختصار نہیں اور ضرورت اور موقع کو نہیں دیکھتی کہ یہ جلدی کا وقت ہے مختصر طور پر اس کام کو نبٹا لو ہر وقت ان کو اطمینان اور تکلف ہی

سوجھتا ہے اس تکلف تکلف میں بعض دفعہ اصل کام بگڑ جاتا ہے اور موقع نکل جاتا ہے۔ (۱۵) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی چیز کھو جائے تو بے تحقیق کسی پر تہمت لگا دیتی ہیں یعنی جس نے کبھی کوئی چیز چرائی تھی بیدھڑک کہہ دیا کہ بس جی اسی کا کام ہے حالانکہ یہ کیا ضرور ہے کہ سارے عیب ایک ہی آدمی نے کئے ہوں اسی طرح اور بری باتوں میں ذرا سے شبہ سے ایسا پکا یقین کر کے اچھا خاصا گڑھ مڑھ دیتی ہیں۔ (۱۶) ایک عیب یہ ہے کہ پان تمباکو کا خرچ [1] اس قدر بڑھا لیا ہے کہ غریب آدمی تو سہار ہی نہیں سکتا اور امیروں کے یہاں اتنے خرچ میں چار پانچ غریبوں کا بھلا ہو سکتا ہے اس کو گھٹانا چاہئے۔ خرابی یہ ہے کہ بے ضرورت بھی کھانا شروع کر دیتی ہیں۔ پھر وہ علت لگ جاتی ہے۔ (۱۷) ایک عیب یہ ہے کہ ان کے سامنے دو آدمی کسی معاملہ میں بات کرتے ہوں اور ان سے نہ کوئی پوچھے نہ گچھے مگر یہ خواہ مخواہ دخل دیتی ہیں اور صلاح بتانے لگتی ہیں جب تک کوئی تم سے صلاح نہ لے تم بالکل گونگی بہری بنی بیٹھی رہو۔ (۱۸) ایک عیب یہ ہے کہ محفل میں سے آ کر تمام عورتوں کی صورت شکل ان کے زیور پوشاک کا ذکر اپنے خاوند سے کرتی ہیں، بھلا اگر خاوند کا دل کسی پر آ گیا اور وہ اس کے خیال میں لگ گیا تو تم کو کتنا بڑا نقصان پہنچے گا۔ [2] (۱۹) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کسی سے کوئی بات کرنا ہو تو وہ دوسرا آدمی چاہے کیسے ہی کام میں ہو یا وہ کوئی بات کر رہا ہو کبھی انتظار نہ کرینگی کہ اس کا کام یا بات ختم ہو لے تو ہم بات کریں بلکہ اس کی بات یا کام کے بیچ میں جا کر ٹانگ اڑا دیتی ہیں، یہ بری بات ہے، ذرا ٹھہر جانا چاہئے جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو سکے اس وقت بات کرو۔ (۲۰) ایک عیب یہ ہے کہ ہمیشہ بات ادھوری کرینگی۔ پیغام ادھورا پہنچاویں گی جس سے مطلب غلط سمجھا جاویگا بعض دفعہ اس میں کام بگڑ جاتا ہے اور بعض دفعہ دو شخصوں میں اس غلطی سے رنج ہو جاتا ہے۔ (۲۱) ایک عیب یہ ہے کہ ان سے بات کی جائے تو پورے طور سے متوجہ ہو کر اس کو نہیں سنتیں اسی میں اور کام بھی کر لیا۔ کسی اور سے بھی بات کر لی نہ تو بات کرنیوالے کا بات کر کے جی بھلا ہوتا ہے اور نہ اس کام کے ہونے کا پورا بھروسہ ہوتا ہے، کیونکہ جب پوری بات سنی نہیں تو اس کو کریں گی کس طرح۔ (۲۲) ایک عیب یہ ہے کہ اپنی خطا یا غلطی کا کبھی اقرار نہ کرینگی جہاں تک ہو سکے گا بات کو بناویں گی خواہ بن سکے یا نہ بن سکے۔ (۲۳) ایک عیب یہ ہے کہ کہیں سے تھوڑی سی چیز ان کے حصہ کی آئے یا ادنیٰ درجہ کی چیز آئے تو اس کو ناک ماریں گی۔ طعنہ دینگی گھر گئی ایسی چیز بھیجنے کی ضرورت کیا تھی بھیجتے ہوئے شرم نہ آئی۔ یہ بری بات ہے اس کی اتنی ہی ہمت تھی۔ تمہارا تو اس نے کچھ نہیں بگاڑا۔ اور خاوند کے ساتھ بھی ان کی یہ عادت ہے کہ خوش ہو کر چیز کم لیتی ہیں اس کو رد کر کے عیب نکال کر تب

---

[1] تمباکو اگر ایسا ہو جس کے کھانے سے منہ میں بدبو آنے لگے تو اس کا کھانا علاوہ اسراف کے بدبو کی وجہ سے بھی مکروہ ہے۔

[2] اور اگر اس نے تمہاری اس تعریف کرنے کی وجہ سے کوئی ناجائز کام کیا زنا وغیرہ تو اس گناہ کا سبب بن جانے کا گناہ تم کو بھی ہوگا۔

قبول کرتی ہیں۔ (۲۴) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کوئی کام کہو اس میں جھک جھک کر لیں گی پھر اس کام کو کرینگی۔ بھلا جب وہ کام کرنا ہی ہے تو اس میں واہیات باتوں سے کیا فائدہ نکلا۔ ناحق دوسرے کا بھی جی برا کیا۔ (۲۵) ایک عیب یہ ہے کہ کپڑا پورا سل جانے سے پہلے پہن لیتی ہیں۔ بعض دفعہ سوئی چبھ جاتی ہے بے ضرورت تکلیف میں کیوں پڑے۔ (۲۶) ایک عیب یہ بھی ہے کہ آنے کے وقت اور چلنے کے وقت مل کر ضرور روتی ہیں چاہے رونا نہ بھی آئے مگر اس ڈر سے روتی ہیں کہ کوئی یوں نہ کہے کہ اس کو محبت نہیں۔ (۲۷) ایک عیب یہ ہے کہ اکثر تکیہ میں یا ویسے ہی سوئی رکھ کر اٹھ کر چلی جاتی ہیں اور کوئی بے خبری میں آبیٹھتا ہے اس کے چبھ جاتی ہے۔ (۲۸) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو گرمی سردی سے نہیں بچاتیں اس سے اکثر بچے بیمار ہو جاتے ہیں پھر تعویذ گنڈے کراتی پھرتی ہیں۔ دوا علاج یا آئندہ کوئی احتیاط پھر بھی نہیں کرتیں۔ (۲۹) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو بے بھوک کھانا کھلا دیتی ہیں یا مہمان کو اصرار کر کے کھلاتی ہیں پھر بے بھوک کھانے کی تکلیف ان کو بھگتنی پڑتی ہے۔

بعض باتیں تجربے اور انتظام کی

(۱) اپنے دولڑکوں کی یا دولڑکیوں کی شادی جہاں تک ہو سکے ایک دم مت کرو کیوں کہ بہوؤں میں ضرور فرق ہوگا، دامادوں میں ضرور فرق ہوگا خود لڑکوں اور لڑکیوں کی صورت وشکل میں، کپڑے کی سجاوٹ میں، نوروصبور میں، حیاوشرم میں فرق ضرور ہوگا اور بھی بہت باتوں میں فرق ہوتا ہے اور لوگوں کی عادت ہے ذکر مذکور کرنے کی اور ایک کو گھٹانے کی اور دوسرے کو بڑھانے کی، اس سے ناحق دوسرے کا جی برا ہوتا ہے۔ (۲) ہر کسی پر اطمینان مت کر لیا کرو۔ کسی کے بھروسہ پر گھر مت چھوڑ جایا کرو۔ غرض جب تک کسی کو ہر طرح کے برتاؤ سے خوب آزما نہ لو اس کا اعتبار مت کرو خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں کوئی جزن بنی ہوئی کعبہ کا غلاف لئے ہوئے اور کوئی تعویذ گنڈے جھاڑ پھونک کرتی ہوئی کوئی فال دیکھتی ہوئی کوئی تماشا لئے ہوئے گھروں میں گھستی پھرتی ہین۔ ان کو تو گھر میں ہی مت آنے دو، دروازے ہی سے روک دو۔ ایک عورتوں سے بہت سے گھروں کی صفائی کر دی ہے۔ (۳) کبھی صندوقچی یا پاندان جس میں روپیہ پیسہ، گہنہ زیور رکھا کرتی ہو کھلا چھوڑ کر مت اٹھو۔ قفل لگا کر یا اپنے ساتھ لیکر اٹھو۔ (۴) جہاں تک ہو سکے سودا قرض مت منگاؤ جو بہت ناچاری میں منگانا ہی پڑے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو اور جب دام ہوں فوراً دیدو۔ (۵) دھوبن کے کپڑے پسنہاری کا اناج اور پسائی ان سب کا حساب لکھتی رہو زبانی یاد کا بھروسہ مت کرو۔ (۶) جہاں تک ہو سکے گھر کا خرچ بہت کفایت اور انتظام سے اٹھاؤ بلکہ جتنا خرچ تم کو ملے اس میں سے کچھ بچالیا کرو۔ (۷) جو عورتیں باہر سے گھر میں آیا کرتی ہیں ان کے سامنے کوئی ایسی بات مت کیا کرو جس کا تم کو دوسری جگہ معلوم کرانا منظور نہیں کیونکہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھر جا کر کہا کرتی ہیں

کرو۔ اگر کوئی طعنہ دے کچھ پروا مت کرو۔ (۹) جو لڑکیاں باہر نکلتی ہیں ان کو زیور بالکل مت پہناؤ اس میں جان و مال دونوں طرح کا اندیشہ ہے۔ (۱۰) اگر کوئی مرد دروازے پر آ کر تمہارے شوہر یا باپ بھائی سے اپنی ملاقات یا دوستی یا کسی قسم کی رشتہ داری کا تعلق ظاہر کرے ہرگز اس کو گھر میں مت بلاؤ یعنی پردہ کر کے بھی اس کو مت بلاؤ اور نہ کوئی قیمتی چیز اس کے قبضہ میں دو۔ غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ بھیج دو، زیادہ محبت و اخلاص مت کرو۔ جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے۔ اسی طرح ایسے شخص کی بھیجی ہوئی چیز ہرگز مت برتو اگر وہ برا مانے کچھ غم نہ کرو۔ (۱۱) اسی طرح کوئی انجان عورت ڈولی وغیرہ کے ساتھ کہیں سے آ کر کہے کہ مجھ کو فلانے گھر سے آپ کے بلانے کو بھیجا ہے۔ ہرگز اس کے کہنے سے ڈولی پر مت سوار ہو۔ غرض انجان آدمیوں کے کہنے سے کوئی کام مت کرو، نہ اس کو اپنے گھر کی کوئی چیز دو چاہے وہ مرد ہو چاہے عورت ہو چاہے وہ اپنے نام سے لے یا دوسرے کے نام سے مانگے۔ (۱۲) گھر کے اندر ایسا کوئی درخت مت رہنے دو جس کے پھل سے چوٹ لگنے کا اندیشہ ہے جیسے کیتھ کا درخت۔ (۱۳) کپڑا سردی میں ذرا زیادہ پہنو۔ اکثر عورتیں بہت کم کپڑا پہنتی ہیں۔ کہیں زکام ہو جاتا ہے کہیں بخار آ جاتا ہے۔ (۱۴) بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا نام بھی یاد کرا دو اور کبھی کبھی پوچھتی رہا کرو تا کہ اس کو یاد رہے، اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدانخواستہ بچہ کبھی کھو جائے اور کوئی اس سے پوچھے تو کس کا لڑکا ہے، تیرے ماں باپ کون ہیں، تو اگر بچہ کو نام یاد ہونگے تو بتا تو دے گا۔ پھر کوئی نہ کوئی تمہارے پاس اس کو پہنچا دیگا اور اگر یاد نہ ہوا تو پوچھنے پر اتنا ہی کہے گا کہ میں اماں کا ہوں میں ابا کا ہوں۔ یہ خبر نہیں کہ اماں کون ابا کون۔ (۱۵) ایک جگہ ایک عورت اپنا بچہ چھوڑ کر کہیں کام کو چلی گئی۔ پیچھے ایک بلی نے آ کر اس کو اس قدر نوچا کہ اسی میں جان گئی۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ بچہ کو کبھی تنہا نہیں چھوڑنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ بلی کتے جانور کا کچھ اعتبار نہیں بعض عورتیں بیوقوفی کرتی ہیں کہ بلیوں کے ساتھ سلاتی ہیں، بھلا اس کا کیا اعتبار۔ اگر رات کو کہیں دھوکہ میں پنجہ یا دانت مار دے یا نرخرہ پکڑے تو کیا کرلو۔ (۱۶) دوا ہمیشہ پہلے حکیم کو دکھا لو اور اس کو خوب صاف کرلو، کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اناڑی پنساری دوا کچھ کی کچھ دے دیتا ہے۔ بعض دفعہ اس میں ایسی چیز ملی ہوتی ہے کہ اسکی تاثیر اچھی نہیں ہوتی اور جو دوا کسی بوتل یا ڈبیہ یا پڑیا میں بچ جائے اس کے اوپر ایک کاغذ کی چٹ لگا کر اس دوا کا نام لکھ دو۔ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو اسکی پہچان نہیں رہی اس لئے چاہے کتنی ہی لاگت کی ہوئی مگر پھینکنا پڑی اور بعض دفعہ غلط یاد رہی اور اس کو دوسری بیماری میں غلطی سے برت لیا اور اس نے نقصان کیا۔ (۱۷) لحاظ کی جگہ سے قرض مت لو اور زیادہ قرض بھی مت دو اتنا دو کہ اگر وصول نہ ہو تو تم کو بھاری نہ معلوم ہو۔ (۱۸) جو کوئی بڑا نیک کام کرو اول کسی سمجھدار دیندار خیر خواہ آدمی سے صلاح لے لو۔ (۱۹) اپنا روپیہ پیسہ، مال و متاع چھپا کر رکھو ہر کسی سے اس کا ذکر نہ کرو۔ (۲۰) جب کسی کو خط لکھوا اپنا پتہ پورا اور صاف لکھو۔ اور اگر اسی جگہ پھر خط لکھو تو یوں نہ سمجھو کہ پہلے خط میں تو پتہ لکھ دیا تھا۔ اب کیا ضرورت ہے۔ کیونکہ پہلا خط خدا جانے ہے یا نہیں اگر نہ ہوا تو

نہ بتلا سکے۔ (۲۱) اگر ریل کا سفر کرنا پڑے تو اپنا ٹکٹ بڑی حفاظت سے رکھو یا اپنے مردوں کے پاس رکھو۔[1] اور گاڑی میں غافل ہو کر زیادہ مت سوؤ نہ کسی عورت مسافر سے اپنے دل کے بھید کہو، نہ اپنے اسباب اور زیور کا اس سے ذکر کرو۔ اور کسی کی دی ہوئی چیز مثلاً پان پتہ، مٹھائی، کھانا وغیرہ کچھ مت کھاؤ۔ اور زیور پہن کر ریل میں مت بیٹھو بلکہ اتار کر صندوقچہ وغیرہ میں رکھ لو جب منزل پر پہنچ کر گھر جاؤ اس وقت جو چاہو پہن لو۔ (۲۲) سفر میں کچھ خرچ ضرور پاس رکھو۔ (۲۳) باؤلے آدمی کو مت چھیڑو۔ نہ اس سے بات کرو۔ جب اس کو ہوش نہیں خدا جانے کیا کہہ بیٹھے یا کیا کر گزرے پھر ناحق تم کو شرمندگی اور رنج ہو۔ (۲۴) اندھیرے میں ننگا پاؤں کہیں مت رکھو، اندھیرے میں کہیں ہاتھ مت ڈالو، پہلے چراغ کی روشنی لے لو پھر ہاتھ ڈالو۔ (۲۵) اپنا بھید ہر کسی سے مت کہو بعض آدمی اوچھوں سے بھید کہہ کر پھر منع کر دیتے ہیں کہ کسی سے کہنا مت۔ اس سے ایسے آدمی اور بھی کہا کرتے ہیں۔ (۲۶) ضروری دوائیں ہمیشہ اپنے گھر میں رکھو۔ (۲۷) ہر کام کا پہلے انجام سوچ لیا کرو اس وقت شروع کرو۔ (۲۸) چینی اور شیشے کے برتن اور سامان بھی بلا ضرورت زیادہ مت خریدو کہ اس میں بڑا روپیہ برباد ہوتا ہے۔ (۲۹) اگر عورتیں ریل میں بیٹھیں اور اپنے ساتھ کے مرد دوسری جگہ بیٹھے ہوں تو جس سٹیشن پر اترنا ہو ریل پہنچنے کے اس سٹیشن کا نام سن کر یا تختہ پر لکھا ہوا دیکھ کر اترنا نہ چاہئے بعض شہروں میں دو تین سٹیشن ہوتے ہیں شاید ان کے ساتھ کا مرد دوسرے سٹیشن پر اترے اور یہ یہاں اتر پڑیں تو دونوں پریشان ہونگے یا مرد کی آنکھ لگ گئی ہو اور وہ یہاں نہ اترا اور یہ اتریں تب بھی مصیبت ہوگی بلکہ جب اپنے گھر کا مرد آ جائے تب اتریں۔ (۳۰) سفر میں لکھی پڑھی عورتیں یہ چیزیں بھی ساتھ رکھیں۔ ایک کتاب مسئلوں کی، پنسل، کاغذ، تھوڑے سے کارڈ، وضو کا برتن۔ (۳۱) سفر میں جانے والوں سے حتی الامکان کوئی فرمائش مت کرو کہ فلاں جگہ سے یہ خرید لانا۔ ہماری فلاں چیز فلاں جگہ رکھی ہے تم اپنے ساتھ لیتے آنا یا یہ اسباب لیتے جاؤ فلانے کو پہنچا دینا یا یہ خط فلانے کو دے دینا۔ ان فرمائشوں سے اکثر دوسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور اگر دوسرا بے فکر ہوا تو اس کے بھروسے پر رہنے سے تمہارا نقصان ہوگا۔ خط دس پیسے میں جہاں چاہو بھیج دو اور چیز ریل میں منگا سکتی ہے یا وہ چیز اگر یہاں مل سکتی ہو تو مہنگی لے سکتی ہو اپنی تھوڑی سی بچت کے واسطے دوسروں کو پریشان کرنا بہتر نہیں۔ بعض کام ہوتا تو ہے ذرا سا مگر اس کے بندوبست میں بہت الجھن ہوتی ہے اور اگر بہت ہی ناچاری آ پڑے تو چیز کے منگانے میں پہلے دام بھی دیدو اور اگر ریل بھی آئے جائے تو کچھ زیادہ دام دے دو کہ شاید اس کے پاس خود اپنا اسباب بھی ہو اور سب مل کر تولنے کے قابل ہو جائے۔ (۳۲) ریل میں یا ویسے کہیں سفر میں انجان آدمی کے ہاتھ کی دی ہوئی چیز کبھی نہ کھاؤ۔ بعض شریر آدمی کچھ زہر یا نشہ کھلا کر مال و اسباب لے بھاگتے ہیں۔ (۳۳) ریل کی جلدی میں اس کا خیال رکھو کہ جس درجہ کا ٹکٹ تمہارے پاس ہے اس سے بڑے کرایہ کے درجہ میں مت بیٹھ جاؤ۔ اس کی آسان پہچان یہ ہے کہ اس درجہ کی گاڑی پر جیسا رنگ پھرا ہوا ہو اسی رنگ کا ٹکٹ ہوگا۔ مثلاً سب سے کم کرا

[1] سنا ہے ریل والوں نے قانون بنا دیا ہے اپنے ٹکٹ اپنے پاس رکھو

کا تیسرا درجہ ہوتا ہے اس کی گاڑی زرد رنگ کی ہوتی ہے تو اس کا ٹکٹ بھی زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ بس تم دونوں چیزوں کا رنگ دیکھ کر ملا لیا کرو۔ اسی طرح سب درجوں کا قاعدہ ہے۔ (۳۴) سینے میں اگر کپڑے میں سوئی اٹک جائے تو اسے دانت سے پکڑ کر مت کھینچو بعض دفعہ ٹوٹ کر یا پھسل کر تالو میں یا زبان میں گھس جاتی ہے۔ (۳۵) ایک نہرنی ناخن تراشنے کو ضرور اپنے پاس رکھو اگر وقت بے وقت نائن کو دیر ہوگی تو اپنے ہاتھ سے ناخن تراشنے کا آرام ملے گا۔ (۳۶) بنی ہوئی دوا کبھی مت استعمال کرو۔ جب تک اس کا پورا نسخہ کسی تجربہ کار سمجھدار حکیم کو دکھلا کر اجازت نہ لی جائے خاص کر آنکھ میں تو کبھی ایسی ویسی دوا ہرگز نہ ڈالنا چاہئے۔
(۳۷) جس کام کا پورا بھروسہ نہ ہو اس میں دوسرے کو کبھی بھروسہ نہ دے ورنہ تکلیف اور رنج ہوگا۔
(۳۸) کسی کی مصلحت میں دخل اور اصلاح نہ دے البتہ جس پر پورا بھروسہ ہو یا جو خود پوچھے وہاں کچھ ڈر نہیں
(۳۹) کسی کو ٹھہرانے یا کھانا کھلانے پر زیادہ اصرار نہ کرے، بعض دفعہ اس میں دوسرے کو الجھن اور تکلیف ہوتی ہے ایسی محبت سے کیا فائدہ جس کا انجام نفرت اور الزام ہو۔ (۴۰) اتنا بوجھ مت اٹھاؤ جو مشکل سے اٹھے ہم نے بہت آدمی دیکھے ہیں کہ لڑکپن میں بوجھ اٹھا لیا اور جو کچھ نہ کچھ بگاڑ پڑ گیا جس سے ساری عمر کی تکلیف کھڑی ہوگئی۔ خاص کر لڑکیاں اور عورتیں بہت احتیاط رکھیں، ان کے بدن کے جوڑ، رنگ پٹھے اور بھی کمزور اور نرم ہوتے ہیں۔ (۴۱) سوا یا سوئی یا ایسی کوئی چیز چھوڑ کر مت اٹھو۔ شاید کوئی بھولے سے اس پر آ بیٹھے اور وہ اس کے چبھ جائے۔ (۴۲) آدمی کے اوپر سے کوئی چیز وزن کی یا خطرے کی مت دو اور کھانا پانی بھی کسی کے اوپر سے مت دو شاید ہاتھ سے چھوٹ جائے۔ (۴۳) کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینا ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسہ سے مت مارو۔ اللہ بچاوے اگر کہیں نازک جگہ چوٹ لگ جائے تو لینے کے دینے پڑ جائیں اور چہرہ اور سر پر بھی مت مارو۔ (۴۴) اگر کہیں مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکی ہو تو جاتے ہی گھر والوں کو اطلاع کردو کیونکہ وہ لحاظ کے مارے خود پوچھیں گے نہیں تو چپکے چپکے فکر کریں گے۔ خواہ وقت ہو یا نہ ہو۔ انہوں نے تکلیف جھیل کر کھانا پکایا۔ جب سامنے آیا تو تم نے کہہ دیا کہ ''ہم نے کھالیا'' اس وقت ان کو کتنا افسوس ہوگا تو پہلے ہی سے کیوں نہ کہہ دو، اسی طرح کوئی دوسرا تمہاری دعوت کرے یا تم کو ٹھہرائے تو گھر والے سے اجازت لو اگر ایسی ہی مصلحت ہو جس سے تم کو خود منظور کرنا پڑے تو گھر والے کو ایسے وقت اطلاع کرو کہ وہ کھانا پکانے کا سامان نہ کرے۔ (۴۵) جو جگہ لحاظ اور تکلف کی ہو وہاں خرید و فروخت کا معاملہ مناسب نہیں۔ کیونکہ ایسی جگہ پر نہ بات صاف ہوسکتی ہے نہ تقاضا ہوسکتا ہے، ایک دل میں کچھ سمجھتا ہے، دوسرا کچھ سمجھتا ہے انجام اچھا نہیں۔ (۴۶) چاقو وغیرہ سے دانت مت کریدو۔ (۴۷) پڑھنے والے بچوں کو دماغ کی طاقت کی غذا ہمیشہ کھلاتی رہو۔ (۴۸) جہاں تک ممکن ہو رات کو تنہا مکان میں مت رہو خدا جانے کیا اتفاق ہو اور نا چاری کی اور بات ہے۔ بعض آدمی یوں ہی مر کر رہ گئے اور کئی کئی روز لوگوں کو خبر نہ ہوتی۔ (۴۹) چھوٹے بچوں کو کنوئیں پر مت چڑھنے دو بلکہ اگر گھر میں کنواں ہو تو اس پر تختہ ڈالو کہ ہر وقت قفل لگائے رکھو اور ان کو لوٹا دیکر پانی لانے کے واسطے کبھی مت بھیجو شاید وہاں جا کر خود ہی کنوئیں سے ڈول کھینچنے لگیں۔ (۵۰) پتھر، سل، اینٹ بہت

دنوں تک جو ایک جگہ رکھی رہتی ہے اکثر اس کے نیچے بچھو وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں اس کو دفعتاً مت اٹھا لو، خوب دیکھ بھال کر اٹھاؤ۔ (۵۱) جب بچھونے پر لیٹنے لگو تو اس کو کسی کپڑے سے پھر جھاڑ لو شاید کوئی جانور اس پر چڑھ گیا ہو۔ (۵۲) ریشمی اور اونی کپڑے کی تہوں میں نیم کی پتی اور کافور رکھ دیا کرو کہ اس سے کیڑا نہیں لگتا۔ (۵۳) اگر گھر میں کچھ روپیہ پیسہ دبا کر رکھو تو ایک دو آدمی گھر کے جن کا تم کو پورا اعتبار ہو ان کو بھی بتلا دو۔ ایک جگہ ایک عورت پانچ سو روپے میاں کی کمائی کے دبا کر مر گئی جگہ ٹھیک کسی کو معلوم نہیں تھی، سارے گھر کو کھود ڈالا کہیں پتہ نہ لگا۔ میاں غریب آدمی تھا خیال کرو کیسا صدمہ ہوا ہوگا۔ (۵۴) بعض آدمی تالا لگا کر کنجی بھی ادھر ادھر پاس ہی رکھ دیتے ہیں۔ یہ بڑی غلطی کی بات ہے۔ (۵۵) مٹی کا تیل بہت نقصان کرتا ہے اس کو نہ جلائیں اور چراغ میں اپنے ہاتھ سے بنا کر ڈالیں جو نہ بہت باریک ہو اور نہ بہت موٹی ہو، بعض مامائیں بے تمیز بہت موٹی بتی ڈالتی ہے، مفت میں دوگنا تگنا تیل برباد ہو جاتا ہے، اور چراغ میں بتی اکسانے کیلئے پابندی کے ساتھ ایک لکڑی یا لوہے پیتل کا تار ضرور رکھیں ورنہ انگلی خراب کرنی پڑتی ہے۔ اور چراغ گل کرتے وقت احتیاط رکھیں، اس پر ایسا ہاتھ نہ ماریں کہ چراغ ہی آ پڑے، بلکہ اس کیلئے پنکھا یا کپڑا مناسب ہے اور مجبوری کو منہ سے بجھاویں۔ (۵۶) رات کے وقت اگر روپیہ وغیرہ گننا ہو تو آہستہ گنو کہ آواز نہ ہو اس کے ہزاروں دشمن ہیں۔ (۵۷) جلتا چراغ تنہا مکان میں چھوڑ کر مت جاؤ۔ اسی طرح دیا سلائی سلگتی ہوئی ویسی ہی مت پھینک دو، اس کو یا تو بجھا کر پھینکو یا پھینک کر جوتی وغیرہ سے مل ڈالو تا کہ اس میں بالکل چنگاری نہ رہے۔ (۵۸) بچوں کو دیا سلائی سے یا آگ سے یا آتشبازی سے ہرگز کھیلنے مت دو۔ ہمارے پڑوس میں ایک لڑکا دیا سلائی کھینچ رہا تھا کرتے میں آگ لگ گئی تمام سینہ جل گیا۔ ایک جگہ آتشبازی سے ایک لڑکے کا ہاتھ اڑ گیا۔ (۵۹) پاخانہ وغیرہ میں چراغ لیجاؤ تو بہت احتیاط رکھو کہیں کپڑوں میں نہ لگ جائے بہت آدمی اس طرح جل چکے ہیں۔ خاص کر مٹی کا تیل تو اور بھی غضب ہے۔

بچوں کی احتیاط کا بیان

(۱) ہر روز بچہ کا ہاتھ منہ، گلا، کان، چڈھے[۱] وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کر دیا کریں میل جمنے سے گوشت گل کر زخم پڑ جاتے ہیں (۲) جب پیشاب یا پاخانہ کرے فوراً پانی سے طہارت کر دیا کریں، خالی چیتھڑے سے پوچھنے پر بس نہ کیا کریں اس سے بچہ کے بدن میں خارش اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر موسم سرد ہو تو پانی نیم گرم کر لیں۔ (۳) بچہ کو الگ سلاویں اور حفاظت کے واسطے دونوں طرف کی پٹیوں سے دو چار پائیاں ملا کر بچھاویں یا اس کی دونوں کروٹ پر دو تکیئے رکھ دیں تا کہ گر نہ پڑے۔ پاس سلانے میں یہ ڈر ہے کہ شاید سوتے میں کہیں کروٹ کے تلے دب جائے۔ ہاتھ پاؤں نازک تو ہوتے ہی ہیں اگر صدمہ پہنچ جائے تعجب نہیں۔ ایک جگہ اسی طرح ایک بچہ رات کو دب گیا صبح کو مرا ہوا ملا۔ (۴) جھولے کی زیادہ عادت بچہ کو نہ

---

[۱] یعنی جنگا سے

ڈالیں کیونکہ مجھولا ہر جگہ نہیں ملتا اور بہت گود میں بھی نہ رکھیں اس سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔ (۵) چھوٹے بچہ کو عادت ڈالیں کہ وہ سب کے پاس آجایا کرے۔ ایک آدمی کے پاس زیادہ ہل جانے سے اگر وہ آدمی مر جائے یا نوکری سے چھڑا دیا جائے تو بچہ کی مصیبت ہو جاتی ہے۔ (۶) اگر بچہ کو انا کا دودھ پلانا ہو تو ایسی انا تجویز کرنا چاہئے جس کا دودھ اچھا ہو اور جوان ہو۔ اور دودھ اس کا تازہ ہو یعنی اس کا بچہ چھ سات مہینے سے زیادہ کا نہ ہو۔ اور وہ خصلت کی اچھی ہو اور دیندار ہو۔ احمق، بے شرم، بدچلن، کنجوس، لالچی نہ ہو۔ (۷) جب بچہ کھانا کھانے لگے تو انا اور کھلائی پر بچہ کا کھانا نہ چھوڑیں بلکہ خود اپنے یا اپنے کسی سلیقہ دار معتبر آدمی کے سامنے کھانا کھلایا کریں تا کہ بے اندازہ کھا کر بیمار نہ ہو جائے۔ اور بیماری میں دوا بھی اپنے سامنے بنوا دیں اپنے سامنے پلاویں۔ (۸) جب کچھ سمجھدار ہو جائے تو اس کو اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھلوا دیا کریں اور دائیں ہاتھ سے کھانا سکھلاویں اور اس کو کم کھانے کی عادت ڈالیں تا کہ بیماری اور مرض سے بچا رہے۔ (۹) ماں باپ خود بھی خیال رکھیں اور جو مرد یا عورت بچہ پر مقرر ہو وہ بھی خیال رکھے کہ بچہ ہر وقت صاف ستھرا رہے، جب ہاتھ منہ میلا ہو جائے فوراً دھلا دے۔ (۱۰) اگر ممکن ہو تو ہر وقت کوئی بچہ کے ساتھ لگا رہے۔ کھیل کود کے وقت اس کا دھیان رکھے۔ بہت دوڑنے کودنے نہ دے۔ بلند مکان پر لے جا کر نہ کھلاوے بھلے مانسوں کے بچوں کے ساتھ کھلاوے۔ کمینوں کے بچوں کے ساتھ نہ کھیلنے دے زیادہ بچوں میں نہ کھیلنے دے۔ گلیوں، سڑکوں میں نہ کھیلنے دے، بازار وغیرہ میں اس کو نہ لئے پھرے۔ اس کی ہر بات کو دیکھ کر ہر موقع کے مناسب اس کو آداب و قاعدہ سکھلاوے بیجا باتوں سے اس کو روکے۔ (۱۱) کھلائی کو تاکید کر دیں کہ اس کو غیر جگہ کچھ نہ کھلاوے۔ اگر کوئی اس کو کھانے پینے کی چیز دے تو گھر لا کر ماں باپ کے روبرو رکھ دے۔ آپ ہی آپ نہ کھلاوے۔ (۱۲) بچہ کو عادت ڈالیں بجز اپنے بزرگوں کے اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اور نہ بغیر اجازت کسی کی دی ہوئی چیز لے۔ (۱۳) بچہ کو بہت لاڈ پیار نہ کریں ورنہ ابتر ہو جائے گا۔ (۱۴) بچہ کو بہت تنگ کپڑے نہ پہناویں اور بہت گوٹا کناری بھی نہ لگاویں۔ البتہ عید بقر عید میں مضائقہ نہیں۔ (۱۵) بچہ کو منجن مسواک کی عادت ڈالیں۔ (۱۶) اس کتاب کے ساتویں حصہ میں جو آداب اور قاعدے کھانے پینے کے، بولنے چلنے کے، ملنے جلنے کے، اٹھنے بیٹھنے کے لکھے گئے ہیں ان سب کی عادت بچہ کو ڈالی۔ اس بھروسہ میں نہ رہیں کہ بڑا ہو کر آپ سیکھ جائے گا یا اس کو اس وقت پڑھا دینگے۔ یاد رکھو آپ ہی کوئی نہیں سیکھا کرتا اور پڑھنے سے جان تو جاتا ہے مگر عادت نہیں پڑتی، اور جب تک نیک باتوں کی عادت نہ ہو کتنا ہی کوئی لکھا پڑھا ہو ہمیشہ اس سے بے تمیزی، نالائقی اور دل دکھانے کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں اور کچھ پانچویں حصہ کے اور نویں حصہ کے ختم کے قریب بچوں کے متعلق لکھا گیا ہے وہاں دیکھ کر ان باتوں کا بھی خیال رکھیئے۔ (۱۷) پڑھنے میں بچہ پر بہت محنت نہ ڈالے شروع میں ایک گھنٹہ پڑھنے کا مقرر کرے پھر دو گھنٹے پھر تین گھنٹے، اسی طرح اس کی طاقت اور سہارے کے موافق اس سے محنت لیتا رہے۔ ایسا نہ کرے کہ سارا دن پڑھاتا رہے۔ ایک تو تھکن کی وجہ سے بچہ جی چرانے لگے گا پھر زیادہ محنت سے دل اور دماغ خراب ہو کر ذہن اور حافظہ میں فتور آجائے گا اور بیماروں

کی طرح سست رہنے لگے گا۔ پھر پڑھنے میں جی نہ لگاوے گا۔ (۱۸) سوائے معمولی چھٹیوں کے بدون سخت ضرورت کے بار بار چھٹی نہ دلواویں کہ اس سے طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے۔ (۱۹) جہاں تک میسر ہو جو علم و فن سکھاویں ایسے آدمی سے سکھلاویں جو اس میں پورا عالم اور کامل ہو، بعض آدمی سستا معلم رکھ کر اس سے تعلیم دلواتے ہیں، شروع ہی سے طریقہ بگڑ جاتا ہے۔ پھر درستی مشکل ہو جاتی ہے۔ (۲۰) آسان سبق ہمیشہ تیسرے پہر کے وقت مقرر کریں اور مشکل سبق صبحکو کیونکہ اخیر وقت میں طبیعت تھکی ہوئی ہوتی ہے مشکل سبق سے گھبراوے گی۔ (۲۱) بچوں کو خصوصاً لڑکی کو پکانا اور سینا ضرور سکھاویں۔ (۲۲) شادی میں دولہا دلہن کی عمر میں زیادہ فرق ہونا بہت سی خرابیوں کا باعث ہے اور بہت کم عمری میں شادی نہ کریں۔ اس میں بھی بڑے نقصان ہیں۔ لڑکوں کی تعلیم کرو کہ سب کے سامنے خاص کر لڑکیوں یا عورتوں کے سامنے ڈیلے سے استنجا نہ سکھایا کریں۔

بعض باتیں نیکیوں کی اور نصیحتوں کی

(۱) پرانی بات کا کسی کو طعنہ دینا بری بات ہے۔ عورتوں کو ایسی بری عادت ہے کہ جن رنجوں کی صفائی اور معافی بھی ہو چکی ہے جب کوئی نئی بات ہوگی۔ پھر ان رنجوں کے ذکر کو لے بیٹھیں گی یہ گناہ بھی ہے اور اس سے دلوں میں دوبارہ رنج وغبار بھی بڑھ جاتا ہے۔ (۲) اپنی سسرال کی شکایت ہرگز میکے میں جا کر مت کرو۔ بعض شکایت گناہ بھی ہے اور بے صبری کی بھی بات ہے اور اکثر اس سے دونوں طرف رنج بھی بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح سسرال میں جا کر میکے کی تعریف یا وہاں کی بڑائی مت کرو اس میں بھی بعض دفعہ فخر وتکبر کا گناہ ہو جاتا ہے اور سسرال والے سمجھتے ہیں کہ ہم کو بہو بے قدر سمجھتی ہے اس سے وہ بھی اس کی بے قدری کرنے لگتے ہیں۔ (۳) زیادہ بکواس کی عادت مت ڈالو۔ ورنہ بہت سی باتوں میں کوئی نہ کوئی بات نامناسب ضرور نکل جاتی ہے، جس کا انجام دنیا میں رنج اور عقبیٰ میں گناہ ہوتا ہے۔ (۴) جہاں تک ہو سکے اپنا کام کسی سے مت لو خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرو بلکہ دوسروں کا بھی کام کر دیا کرو اس سے تم کو ثواب بھی ہوگا اور اس سے ہر دل عزیز ہو جاؤ گی۔ (۵) ایسی عورتوں کو کبھی منہ مت لگاؤ اور نہ کان دیکر ان کی بات نہ سنو جو ادھر ادھر کی باتیں گھر میں آ کر سنا دیں ایسی باتیں سننے سے گناہ بھی ہوتا ہے اور کبھی فساد بھی ہو جاتا ہے۔ (۶) اور اگر اپنی ساس، نند، دیورانی، جٹھانی یا دور نزدیک کے رشتہ دار کی کوئی شکایت سنو تو اس کو دل میں مت رکھو، بہتر تو یہ ہے کہ اس کو جھوٹ سمجھ کر دل سے نکال ڈالو اگر اتنی ہمت نہ ہو تو جس نے تم سے کہا ہے اس کا سامنا کرا کر منہ در منہ اس کو صاف کر لو۔ اس سے فساد نہیں بڑھتا ہے۔ (۷) نوکروں پر ہر وقت سختی اور تنگی مت کیا کرو۔ اپنے بچوں کی دیکھ بھال رکھو تا کہ وہ ماما نوکروں کو یا ان کے بچوں کو نہ ستاتے پاویں۔ کیونکہ یہ لوگ لحاظ کے مارے زبان سے تو کچھ نہیں کہیں گے لیکن دل میں ضرور کوسیں گے پھر اگر نہ بھی کوسیں جب بھی ظلم کا وبال اور گناہ تو ضرور ہوگا۔ (۸) اپنا وقت فضول باتوں میں مت کھویا کرو اور بہت سا وقت اس کام کیلئے

بھی رکھو کہ اس میں لڑکیوں کو قرآن اور دین کی کتابیں پڑھا کرو۔ اگر زیادہ نہ ہو تو قرآن کے بعد یہ کتاب بہشتی زیور شروع سے ختم تک ضرور پڑھا دیا کرو۔ لڑکیاں چاہے اپنی ہوں یا پرائی ہوں ان سب کیلئے اس کا بھی خیال رکھو کہ ان کو ضروری ہنر بھی آ جائیں لیکن قرآن مجید کے ختم ہونے تک ان سے دوسرا کام مت لو اور جب قرآن پڑھ چکیں اور صاف بھی کر لیں پھر صبح کے وقت پڑھاؤ پھر جب چھٹی لیکر کھانا کھا چکیں ان سے لکھاؤ۔ پھر دن رہے سے ان کو کھانا پکانے کا اور سینے پرونے کا کام سکھاؤ۔ (۹) جو لڑکیاں تم سے پڑھنے آئیں ان سے اپنے گھر کے کام مت لو نہ ان سے اپنے بچوں کی ٹہل کراؤ بلکہ ان کو بھی اپنی اولاد کی طرح رکھو۔ (۱۰) نام کے واسطے کبھی کوئی فکر کوئی بوجھ اپنے اوپر مت ڈالو۔ گناہ کا گناہ، مصیبت کی مصیبت۔ (۱۱) کہیں آنے جانے کے وقت اس کی پابند مت ہو کہ خواہ مخواہ جوڑا ضرور ہی بدلا جائے، زیور بھی سارا لادا جائے کیونکہ اس میں یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے ہم کو بڑا سمجھیں سو ایسی نیت خود گناہ ہے اور چلنے میں اس کے سبب دیر بھی ہوتی ہے جس سے طرح طرح کے حرج ہو جاتے ہیں۔ مزاج میں عاجزی اور سادگی رکھو۔ کبھی جو کپڑے پہنے بیٹھی ہو وہی پہن کر چلی جایا کرو۔ کبھی اگر کپڑے زیادہ میلے ہوئے یا ایسا ہی کوئی موقع ہوا مختصر طور پر جتنا آسانی سے اور جلدی ہو سکا بدل لیا بس چھٹی ہوئی۔ (۱۲) کسی سے بدلہ لینے کے وقت اس کے خاندان کے یا مرے ہوئے کے عیب مت نکالو۔ اس میں گناہ بھی ہو جاتا ہے اور خواہ مخواہ دوسروں کو رنج ہوتا ہے۔ (۱۳) دوسروں کی چیز جب برت چکو یا جب برتن خالی ہو جائے فوراً واپس کر دو۔ اگر کوئی اتفاق سے اس وقت لیجانا والا نہ ملے تو اس کو اپنے برتنے کی چیزوں میں ملا جلا کر مت رکھو بالکل علیحدہ اٹھا کر رکھ دو تا کہ وہ چیز ضائع نہ ہو۔ ویسے بھی بے اجازت کسی کی چیز برتنا گناہ ہے۔ (۱۴) اچھا کھانے پینے کی عادت مت ڈالو ہمیشہ ایک سا وقت نہیں رہتا۔ پھر کسی وقت بہت مصیبت جھیلنی پڑتی ہے۔ (۱۵) احسان کسی کا چاہے تھوڑا ہی سا ہو اس کو کبھی مت بھولو اور اپنا احسان چاہے کتنا ہی بڑا ہو مت جتلاؤ۔ (۱۶) جس وقت کوئی کام نہ ہو سب سے اچھا شغل کتاب دیکھنا ہے۔ اس کتاب کے ختم پر بعض کتابوں کے نام لکھ دیئے ہیں ان کو دیکھا کرو اور جن کتابوں کا اثر اچھا نہ ہو ان کو کبھی مت دیکھو۔ (۱۷) چلا کر کبھی مت بولو، باہر آواز جائے گی۔ کیسی شرم کی بات ہے۔ (۱۸) اگر رات کو اٹھو اور گھر والے سوتے ہوں تو کھڑ کھڑ دھڑ دھڑ مت کرو۔ زور سے مت چلو تم تو ضرورت سے جاگیں بھلا اوروں کو کیوں جگایا۔ جو کام کرو آہستہ آہستہ کرو، آہستہ کواڑ کھولو، آہستہ پانی لو، آہستہ تھوکو، آہستہ چلو، آہستہ گھڑا بند کرو۔ (۱۹) بڑوں سے ہنسی مت کرو یہ بے ادبی کی بات ہے اور کم حوصلہ لوگوں سے بھی بے تکلفی نہ کرو کہ وہ بے ادب ہو جائیں گے۔ پھر تم کو ناگوار ہوگا یا وہ لوگ کہیں دوسری جگہ گستاخی کر کے ذلیل ہوں گے۔ (۲۰) اپنے گھر والوں کی یا اپنی اولاد کی کسی کے سامنے تعریف مت کرو۔ (۲۱) اگر کسی محفل میں سب کھڑے ہو جائیں تم بھی مت بیٹھی رہو کہ اس میں تکبر پایا جاتا ہے۔ (۲۲) اگر دو شخصوں میں آپس میں رنج ہو تو تم ان دونوں کے درمیان ایسی کوئی بات مت کہو کہ ان میں میل ہو جائے تو تم کو شرمندگی اٹھانی پڑے۔ (۲۳) جب تک روپیہ پیسہ یا نرمی سے کام نکل سکے سختی اور

خطرے میں نہ پڑو۔ (۲۴) مہمان کے سامنے کسی پر غصہ مت کرو اس سے مہمان کا دل ویسا کھلا ہوا نہیں رہتا جیسا پہلے تھا۔ (۲۵) دشمن کے ساتھ بھی اخلاق کے ساتھ پیش آؤ اس کی دشمنی نہیں بڑھے گی۔ (۲۶) روٹی کے ٹکڑے یوں ہی مت پڑے رہنے دو جہاں دیکھو اٹھالو اور صاف کر کے کھالو اگر کھانہ سکو تو کسی جانور کو دیدو اور دستر خوان جس میں ریزے ہوں اس کو ایسی جگہ پر مت جھاڑو جہاں کسی کا پاؤں آئے۔ (۲۷) جب کھانا کھا چکو اس کو چھوڑ کر مت اٹھو کہ اس میں بے ادبی ہے، بلکہ پہلے برتن اٹھوا دو تب خود اٹھو۔ (۲۸) لڑکیوں پر تاکید رکھو کہ لڑکوں میں نہ کھیلا کریں کیونکہ اس میں دونوں کی عادت بگڑ جاتی ہے اور جو غیر لڑکے گھر میں آئیں چاہے وہ چھوٹے ہی ہوں مگر اس وقت لڑکیاں وہاں سے ہٹ جایا کریں۔ (۲۹) کسی سے ہاتھ پاؤں کی ہنسی ہرگز مت کرو اکثر تو رنج ہو جاتا ہے اور کبھی جگہ بے جگہ چوٹ بھی لگ جاتی ہے اور زبانی بھی زیادہ ہنسی مت کرو جس سے دوسرا چڑھنے لگے اس میں بھی تکرار ہو جاتا ہے۔ خاص کر مہمان سے ہنسی کرنا اور بھی زیادہ بے ہودہ بات ہے جیسے بعض براتیوں سے ہنسی کرتے ہیں۔ (۳۰) اپنے بزرگوں کے سرہانے مت بیٹھو۔ لیکن اگر وہ کسی وجہ سے خود حکم کے طور پر بیٹھنے کو کہیں تو اس وقت ادب یہی ہے کہ کہنا مان لو۔ (۳۱) اگر کسی سے کوئی چیز مانگنے کے طور پر لو تو اس کو خوب احتیاط سے رکھو اور جب وہ خالی ہو جائے فوراً اس کے پاس پہنچا دو یہ راہ مت دیکھو کہ وہ خود مانگے اول تو اس کو خبر کیا کہ اب خالی ہوگئی۔ دوسرے شاید لحاظ کے مارے نہ مانگے اور شاید اس کو یاد نہ رہے پھر ضرورت کے وقت اس کو کیسی پریشانی ہوگی اسی طرح کسی کا قرض ہو تو اس کا خیال رکھو کہ جب ذرا بھی گنجائش ہو فوراً جتنا ہو سکے قرض اتار دو۔ (۳۲) اگر کسی ناچاری میں کہیں رات بے رات پیدل چلنے کا موقع ہو تو چھڑے کڑے وغیرہ پاؤں سے نکال کر ہاتھ میں لے لو۔ راستہ میں بجاتی ہوئی مت چلو۔ (۳۳) اگر کوئی بالکل تنہا کوٹھڑی وغیرہ میں ہو اور کواڑ وغیرہ بند ہوں دفعتاً کھول کر مت چلی جاؤ۔ خدا جانے وہ آدمی ننگا ہو کھلا ہو یا سوتا ہو اور ناحق بے آرام ہو بلکہ آہستہ آہستہ سے پہلے پکار دو اور اندر آنے کی اجازت لو اگر وہ اجازت دے دے تو اندر جاؤ نہیں تو خاموش ہو جاؤ پھر دوسرے وقت سہی۔ البتہ اگر کوئی بہت ہی ضرورت کی بات ہو تو پکار کر جگالو جب تک وہ بول نہ پڑے تب تک اندر پھر بھی نہ جاؤ۔ (۳۴) جس آدمی کو پہچانتی نہ ہو اس کے سامنے کسی شہر یا کسی قوم کی برائی مت کرو۔ شاید وہ آدمی اسی شہر یا اسی قوم کا ہو پھر تم کو شرمندہ ہونا پڑے۔ (۳۵) اسی طرح جس کام کا کرنیوالا تم کو معلوم نہ ہو تو یوں مت کہو کہ یہ کس بے وقوف نے کیا ہے، یا ایسی ہی کوئی بات مت کہو شاید کسی ایسے شخص نے کیا ہو جس کا تم لحاظ کرتی ہو پھر معلوم ہونے پر پیچھے شرمندہ ہونا پڑے۔ (۳۶) اگر تمہارا بچہ کسی کا قصور خطا کرے تو تم کبھی اپنے بچہ کی طرفداری مت کرو، خاص کر بچہ کے سامنے تو ایسا کرنا بچہ کی عادت خراب کرنا ہے۔ (۳۷) لڑکیوں کی شادی میں زیادہ یہ بات دیکھو کہ داماد کے مزاج میں خدا کا خوف اور دینداری ہو۔ ایسا شخص اپنی بی بی کو ہمیشہ آرام سے رکھتا ہے۔ اگر مال و دولت بہت کچھ ہوا اور دین نہ ہوا تو وہ شخص اپنی بی بی کا حق ہی نہ پہچانے گا اور اس کے ساتھ وفاداری نہ کرے گا، بلکہ روپیہ پیسہ بھی نہ دے گا۔ اگر دیا بھی تو اس سے زیادہ جلا دے گا۔ (۳۸) بعض عورتوں کی عادت ہے کہ

پردے میں سے کسی کو بلانا ہو تو خبر کرنے کیلئے آڑ میں ہو کر ڈھیلا پھینکتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ کسی کے لگ جاتا ہے، ایسا کام نہ کرنا چاہئے جس میں کسی کو تکلیف پہنچنے کا شبہ ہو بلکہ اپنی جگہ بیٹھی ہوئی اینٹ وغیرہ کھٹکا دینا چاہئے۔ (۳۹) اپنے کپڑوں پر سوئی ڈورے سے کوئی نشان پھول وغیرہ بنا دیا کرو کہ دھوبی کے گھر کپڑے بدلے نہ جائیں ورنہ کبھی غلطی سے تم دوسرے کے اور دوسرا تمہارے کپڑے برت کر خواہ مخواہ گنہگار ہوگا۔ اور دنیا کا بھی نقصان ہے۔ (۴۰) عرب میں دستور ہے کہ جو کسی بزرگ آدمی سے کوئی چیز تبرک کے طور پر لینا چاہتے ہیں تو وہ چیز اپنے پاس سے ان بزرگ کے پاس لا کر کہتے ہیں کہ آپ اس کو ایک دو روز استعمال کر کے ہم کو دے دیجئے۔ اس میں ان بزرگ کو تردد نہیں کرنا پڑتا ورنہ اگر بیس آدمی کسی بزرگ سے ایک ایک کپڑا مانگیں تو ان کی گٹھری میں تو ایک چیتھڑا بھی نہ رہے۔ ہمارے ہندوستان میں بے دھڑک مانگ بیٹھتے ہیں۔ بعض دفعہ ان کو سوچ ہو جاتا ہے اگر ہم لوگ بھی عرب کا دستور برتیں تو بہت مناسب ہے (۴۱) اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کوئی بات کہے تو اگر اس کے خلاف مناسب جواب دینا ہو تو اپنی طرف سے جواب دو کسی اور کے نام سے مت کہو کہ تم یوں کہتے ہو اور فلاں شخص اس کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اگر اس دوسرے شخص کو اس نے کچھ کہہ دیا تو وہ سن کر رنجیدہ ہوگا۔ (۴۲) محض اٹکل اور گمان سے بدون تحقیق کئے ہوئے کسی پر الزام مت لگاؤ اس سے بہت دل دکھتا ہے۔

تھوڑا سا بیان ہاتھ کے ہنر اور پیشہ کا

بعض لاوارث غریب عورتیں جن کے کھانے کپڑے کا کوئی سہارا نہیں ایسی پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہیں کہ خدا کی پناہ، اس کا علاج دو باتوں سے ہوسکتا ہے یا تو نکاح کر لیں یا اپنے ہاتھ کے ہنر سے چار پیسے حاصل کریں۔ مگر ہندوستان کے جاہل نکاح کو اور ہنر کو دونوں کو عیب سمجھتے ہیں اور یہ کسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ ایسے غریبوں کے خرچ کی خبر رکھے پھر بتلاؤ ان بیچاریوں کا کیونکر گزر ہو۔ بیبیو! دوسروں پر تو کچھ زور چلتا نہیں مگر اپنے دل پر اور ہاتھ پاؤں پر تو خدا تعالیٰ نے اختیار دیا ہے، دل کو سمجھاؤ اور کسی کے برا بھلا کہنے کا خیال نہ کرو۔ اگر کسی کی عمر نکاح کے قابل ہے تو نکاح کر لے اور اگر اس قابل نہ ہو یا یہ کہ اس کو عیب تو نہیں سمجھتی مگر ویسے ہی دل نہیں چاہتا یا بکھیڑے سے گھبراتی ہے تو اس صورت میں اپنا گزر کسی پاک ہنر کے ذریعہ سے کرو۔ اگر کوئی حقیر سمجھے یا ہنسے ہرگز پروا مت کرو۔ دوسرے نکاح کا بیان تو چھٹے حصے میں آ چکا ہے اور ہنر اور پیشہ کا بیان اب کیا جاتا ہے۔ بیبیو! اگر اس میں کوئی بات بے عزتی کی ہوتی تو پیغمبر ﷺ ان باتوں کو کیوں کرتے۔ ان سے زیادہ کس کی عزت ہے۔ حدیث میں ہے ہمارے پیغمبر ﷺ نے بکریاں چرائی ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسے نہیں گزرے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ سب سے اچھی کمائی اپنے ہاتھ کی ہے۔ اور حضرت داؤدؑ اپنے ہاتھ کے ہنر سے کھاتے تھے یہ ساری باتیں ہمارے پیغمبر ﷺ نے فرمائی ہیں اور پیغمبروں کے بعض ایسے کاموں کا بیان قرآن شریف میں ہے اور بعض کام

ایسی کتابوں میں لکھے ہیں جن میں پیغمبروں کا حال ہے، ان سب میں سے تھوڑوں کا نام لکھا جاتا ہے۔

بعض پیغمبروں اور بزرگوں کے ہاتھ کے ہنر کا بیان

حضرت آدمؑ نے کھیتی کی ہے اور آٹا پیسا ہے اور روٹی پکائی ہے۔ حضرت ادریسؑ نے لکھنے کا اور درزی کا کام کیا۔ حضرت نوحؑ نے لکڑی تراش کر کشتی بنائی ہے جو کہ بڑھئی کا کام ہے۔ حضرت ہودؑ تجارت کرتے تھے۔ حضرت صالحؑ بھی تجارت کرتے تھے۔ حضرت ذوالقرنین جو بہت بڑے بادشاہ تھے اور بعضوں نے ان کو پیغمبر بھی کہا ہے وہ زنبیل بنتے تھے جیسے یہاں ڈلیہ یا ٹوکری ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے کھیتی کی ہے اور تعمیر کا کام کیا ہے۔ خانہ کعبہ بنایا تھا۔ حضرت لوطؑ کھیتی کرتے تھے۔ حضرت اسماعیلؑ تیر بنا کر نشانہ لگاتے تھے۔ حضرت اسحاقؑ حضرت یعقوبؑ اور ان کے سب فرزند بکریاں چراتے تھے اور ان کے بال بچوں کو فروخت کرتے تھے۔ حضرت یوسفؑ نے غلہ کی تجارت کی ہے۔ جب قحط پڑا تھا حضرت ایوبؑ کے یہاں اونٹ اور بکریوں کے بچے بڑھتے تھے اور کھیتی ہوتی تھی۔ حضرت شعیبؑ کے یہاں بکریاں چرائی جاتی تھیں۔ حضرت موسیٰؑ نے کئی سال بکریاں چرائی ہیں اور ان کے نکاح کا یہی مہر تھا۔ حضرت ہارونؑ نے تجارت کی ہے۔ حضرت الیسعؑ کھیتی کرتے تھے۔ حضرت داؤدؑ زرہ بناتے تھے جو کہ لوہار کا کام ہے۔ حضرت لقمانؑ بڑے حکمت والے عالم ہوئے ہیں اور بعضوں نے ان کو پیغمبر بھی کہا ہے، انہوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ حضرت سلیمانؑ زنبیل بنتے تھے۔ حضرت زکریاؑ بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰؑ نے ایک دوکاندار کے یہاں کپڑے رنگے تھے۔ ہمارے پیغمبر ﷺ کا بلکہ سب پیغمبروں کا بکریاں چرانا بھی بیان ہو چکا ہے۔ اگرچہ ان پیغمبروں کا گزر ان چیزوں پر نہ تھا، مگر یہ کام کئے تو ہیں ان سے عار تو نہیں کی۔ اور بڑے بڑے ولی اور بڑے بڑے عالم جن کی کتابوں کا مسئلہ سند ہے ان میں سے کسی نے کپڑا بنا ہے کسی نے چمڑے کا کام کیا ہے، کسی نے جوتی سینے کا کام کیا ہے، کسی نے مٹھائی بنائی ہے۔ پھر ایسا کون ہے جو ان سب سے زیادہ (توبہ توبہ) عزت دار ہے۔

بعض آسان طریقے گزر کرنے کے

صابن بنانا، گوٹا بننا، چکن کاڑھنا، جالی بنانا، کمر بند بننا، سوت کے بوتام یعنی بٹن بنانا، جرابیں یعنی موزے سوتی یا اونی بنانا، گلوبند بنانا، ٹوپیاں یا صدری یا کرتیاں اور کرتے سی سی کر بیچنا، روشنائی بنانا، کپڑا رنگنا، زردوزی یعنی کارچوبی کا کام بنانا، سوزن کا کام بنانا، ٹوپی پر جیسے میرٹھ میں بکتی ہے، سینا اور اگر سینے کی مشین منگا لی جائے تو اور بھی جلدی کام ہو اور بہت فائدہ رہے، مرغی کے انڈے بیچنا، رحل، چوکی، صندوق وغیرہ رنگنا، لڑکیاں پڑھانا، کپاس لیکر چرخی سے بنولے نکال کر روئی اور بنولے الگ الگ بیچنا، چرخے سے سوت کا تنا یا اسکی نواڑ یا کپڑے بنوا کر بیچنا۔ دھان خرید کر اور کوٹ کر چاول نکال کر بیچنا، کتابوں کی جلد باندھنا، چٹنی اچار بنانا، چارپائی بننا اور اس میں پھول ڈالنا، بان یعنی رسی بٹنا، نواڑ بننا، چورن وغیرہ کی گولیاں یا نمک سلیمانی بنا کر

بیچنا، کھجور کی چٹائیں، پنکھے بنا کر بیچنا، شربت، انار، شربت عناب وغیرہ یا سرکہ بنا کر بیچنا گوٹے کی تجارت کرنا، برتنوں پر قلعی اور مسی جوش کرنا، کپڑے چھاپنا جیسے عمامہ، جانماز، رومال، چادر، فرد رضائی وغیرہ، فصل میں سرسوں وغیرہ لیکر بھر لینا اور فصل کے بعد جب مہنگی [1] ہو بیچ ڈالنا، سرمہ باریک پیس کر یا اس میں کوئی فائدہ من دوا ملا کر اسکی پڑیاں بنا کر بیچنا، پینے کا تمبا کو بنا کر بیچنا بسکٹ اور نان پاؤ بنا کر بیچنا، سوت کی ڈوریاں بٹنا، رانگے یا مونگے کا کشتہ بنا کر بیچنا اور ایسے ہی ہلکے اور چلتے کام ہیں جس کا موقع ہوا کر لیا۔ بعض عام تو ایسے ہیں کہ بے دیکھے سمجھ میں نہیں آسکتے ان کو تو کسی سے سیکھ لیں اور بعض کام ایسے ہیں کہ سمجھدار آدمی کتاب میں پڑھ کر بنا سکتا ہے ایسے کاموں کی ترکیب لکھی جاتی ہے اور ان میں بہت سی باتیں گھر کے روزانہ برتاؤ میں بھی کام آتی ہیں اور نویں حصہ میں چورن اور سلیمانی نمک اور رانگنے اور مونگے کے کشتہ کی ترکیب لکھدی ہے۔

صابن بنانے کی ترکیب: سجی ایک من، چونا ایک من، تیل ریندی کا یا گلّو کا نو سیر، چربی سترہ سیر۔ اول سجی کو ایک صاف جگہ پر رکھیں مثلاً چبوترہ پختہ ہو یا زمین پختہ ہو۔ غرض اس سے یہ ہے کہ اس میں مٹی نہ مل جائے اور جو ڈھیلے سجی کے ہوں ان کو پتھر وغیرہ سے توڑ ڈالیں پھر اس کے اوپر چونے کو ڈالیں اگر ڈھیلے ہوں تو تھوڑا پانی اس پر چھڑکیں تا کہ وہ سب گل کر باریک قابل ملنے کے ہو جائیں اور دونوں کو خوب ملادیں تا کہ چونا سجی بالکل مل جائے۔ پھر ایک حوض پختہ اس طرح کا تیار کیا جائے اور اس طرح سے اس کے اندر چار اینٹیں چاروں طرف کونوں پر رکھ دی جائیں اور ان اینٹوں پر ایک لوہے کی جالی مثل چھلنی کے ہو رکھدی جائے مگر چھید بڑے بڑے ہوں اور جالی کے اوپر ٹاٹ بچھایا جائے اور یہ ٹاٹ اتنا بڑا ہو کہ اس حوض کی دیواروں سے باہر بھی تھوڑا تھوڑا لٹکا رہے اور اس ٹاٹ اور جالی ملا ہوا ہے ڈال دیا جائے گا تو ٹاٹ اور جالی کے چھیدوں سے عرق نیچے ٹپکنے لگے گا اور جالی کے اونچے رہنے کیلئے اینٹیں غرض یہ ہے کہ جب اس کے اوپر وہ چونا اور سجی جو رکھی گئی ہے۔ اور اگر جالی میسر نہ ہو تو بانس کا ٹٹر بندھوا کر یا لکڑی بچھا کر اس کے اوپر ٹاٹ ڈال کر ٹپکادیں اور اس نل کے منہ کے نیچے ایک گھڑا یا کوئی برتن رکھ دیں اور اس حوض میں اوپر تک پانی بھر دیں اور ہلائیں نہیں اس حوض کا عرق ٹپک ٹپک کر نل کے ذریعہ سے اس گھڑے میں آجائے گا۔ جب گھڑا بھر جائے ہٹا لیں اور دوسرا گھڑا رکھ دیں اور جتنا پانی کم ہوتا جائے اور پانی ڈالتے جائیں البتہ جب ختم کا وقت آئے یعنی قریب ختم کے تب ہلا دیں اور اول پانی کو علیحدہ کر لیں اور اول کی پہچان یہ ہے کہ جب تک سرخ رنگ کا پانی آئے اول ہے اور جب اس سے کم سرخی دار آئے تو وہ دوسرا ہے اور جب بہت کم رنگ معلوم ہو یعنی سپیدی مائل پانی آنے لگے تو وہ تیسرا ہے۔ اسی طرح تینوں درجوں کے پانی کو علیحدہ کیا جائے لیکن اسکی چنداں ضرورت بھی نہیں ہے اگر نہ بھی علیحدہ علیحدہ کیا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں صرف ایک چھوٹا گھڑا اخیر پانی یعنی تیسرے درجہ کا علیحدہ کر لینا کافی ہے اور اگر تھوڑا صابن بنانا ہو تو حوض کی ضرورت نہیں بلکہ جس طرح

---

[1] جبکہ گرانی کی دعا نہ کرے اور دل میں نہ چاہے کہ یہ چیز گراں ہو جائے تا کہ مجھے نفع ہو بلکہ خود گراں ہو جائے اس وقت فروخت کردے جتنا نفع قسمت میں ہوگا خود ہی ہو جائے گا۔ پھر بدنیتی سے کیا فائدہ بلکہ بے برکتی اور محرومی کا خطرہ ہے۔

عورتیں چارپائی وغیرہ میں کپڑا باندھ کر کسم کی رنگنی ٹپکاتی ہیں اسی طرح ٹپکالیں ۔ جب سب ٹپک چکے تو اول کڑھاؤ میں ایک لوٹا پانی سادہ استعمال چھوڑ دیا جائے بعدازاں چربی اور تیل چھوڑ دیں جب جوش کر آئے تو وہی اخیر کا عرق جو اتنا ہو کہ ایک چھوٹے سے گھڑے میں آجائے اور اس کو علیحدہ کر لیا ہے لیکر اس میں تھوڑا تھوڑا چھوڑ دیں ۔ یعنی تھوڑا سا پانی پہلے چھوڑا ۔ جب گاڑھا ہونے لگے تب پھر تھوڑا سا اور ڈال دیا ۔ اس طرح جب سب گھڑے کا پانی ختم ہو جائے تو پھر اور دوسرے گھڑوں کا پانی جو علیحدہ رکھا ہوا ہے تھوڑا تھوڑا بدستور ڈالیں اور پکاویں اور تھوڑے کا مطلب ایک بدھنا پانی ہے اسی طرح کل پانی ڈال دیں ۔ اس کے بعد خوب پکاویں ۔ جب قوام پر آجائے یعنی خوب سخت گاڑھا ہو جائے تو اس وقت تھوڑا سا کفگیر سے نکال کر ٹھنڈا کر کے ہاتھ سے گولی بناویں اور دیکھیں ہاتھ میں تو نہیں لگتا اور ہاتھ میں چپکتا ہو تو اور پکاویں ، پھر دیکھیں ہاتھ میں تو نہیں چپکتا ۔ جب نہ چپکے اور گولی بناتے بناتے فوراً سخت ہو جائے ۔ جیسا کہ صابن تیار ہوتا ہے تو بس تیار ہو گیا ۔ اس قوام کے تیار ہو جانے پر آگ کا تاؤ کم کر دیں ۔ بلکہ سب لکڑیاں اور آگ اس کے نیچے سے نکال لیں اور کچھ وقفہ کے بعد اس کو ایک حوض میں جما دیں اور حوض کی ترکیب یہ ہے کہ یا تو اینٹوں کو کھڑا کر کے حوض کی طرح بنالیں یا چار تختوں کو کھڑا کر دیں اسی طرح اور اس کے باہر چاروں طرف اینٹ وغیرہ کی آڑ لگا دیں تاکہ تختے نہ گریں اور حوض کے اندر ایک کپڑا موٹا پرانا ردی لیکن اس میں سوراخ نہ ہو یا گدڑی وغیرہ ہو بچھا دیں یہاں تک کہ چاروں طرف جو تختے کی دیوار ہے ان پر بھی بچھا دیا جائے بعد اس کے اس کڑھاؤ سے تھوڑا سا ڈلوں سے نکال کر حوض میں ڈال دیں اور کفگیر سے چلاتے جائیں تاکہ جلد خشک ہو جائے تو اور ڈالیں غرض کہ سب کڑھاؤ سے نکال کر حوض میں اسی طرح ڈال کر جماویں اور بعد ٹھنڈا ہونے کے تختے علیحدہ کر کے صابن کو بااحتیاط رکھا جائے خواہ تار سے کاٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لئے جائیں اور جس چولہے پر کڑھاؤ رکھا جائے گا اس کا نقشہ یہ ہے ۔ یہ بھٹی ہے یعنی گول چولہا کڑھاؤ کے موافق ۔ اس چولہے پر کڑھاؤ کو اس طرح رکھا جائے گا کہ آنچ برابر سب طرف پہنچے ۔

نام اور شکل برتنوں کی جن کی حاجت ہوگی (۱) ایک کفگیر لوہے کا یا لکڑی کا لمبی ڈنڈی کا جیسا پلاؤ پکانے کا ہوتا ہے اس سے چلایا جاویگا ایک برتن جیسا تانبلوٹ مسجدوں میں پانی نکالنے کا ہوتا ہے ڈنڈی دار جس میں تین سیر پانی آسکے ایسا بنوانا چاہئے کہ ٹین کا اس سے عرق یعنی وہی پانی ڈالا جائے گا ۔ (۳) ایک برتن صابن کو کڑھاؤ سے نکالنے کا جیسا ڈوبو پلاؤ یا سالن نکالنے کا ہوتا ہے جس سے صابن کو کڑھاؤ سے نکال کر حوض میں ڈالا جائے گا ۔

دوسری ترکیب صابن بنانے کی : اب سے کچھ عرصہ پہلے ہندوستان میں عام طور پر سجی چونا اور تیل سے صابن بناتے تھے جس کو دیسی صابن کہا جاتا تھا ، اس کا طریقہ دشوار اور مال بھی کچھ اچھا نہ ہوتا تھا اس زمانہ میں جہاں ہر قسم کی دستکاریوں میں ترقی ہوئی ہے صابن کی صنعت میں بھی بہت کچھ ترقی ہوئی ہے اس

زمانہ میں صابن سازی کے طریقے نہایت آسان اور کارآمد ایجاد ہو گئے۔ جن میں سے کپڑے دھونے کا صابن بنانے کا طریقہ جس کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے لکھا جاتا ہے۔ انگریزی صابن دو طریقوں سے بنایا جاتا ہے ایک کچا (کولڈ پراسس) دوسرا پکا (ہاٹ پراسس) کہلاتا ہے۔ پکا صابن اگرچہ قدرے دشوار ہے لیکن بمقابلہ کچے صابن کے کم قیمت بہت کم گھسنے والا اور کپڑے کو زیادہ صاف کرنے والا ہوتا ہے یہ ممکن ہے کہ اول ہی اول دو چار مرتبہ بنانے سے خراب ہو جائے اور ٹھیک نہ بنے لیکن جب اس کا بنانا آ جائیگا تو بہت منافع کا کام ہے اور اس صابن کے بڑے جزو صرف دو ہیں ایک کاسٹک دوسرا تیل یا چربی۔ کاسٹک ایک قسم کی تیزاب کا نام ہے جو شہروں میں عام طور سے مل سکتا ہے اور وہ دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک چورا مثل شکر سرخ کے مگر رنگ اس کا بالکل سفید چونے کے ہوتا ہے جس کو انگریزی میں پوڈر کہتے ہیں اور نام اس کا ۹۸X۹۹ کاسٹک ہے جس کی قیمت آج کل سوا روپیہ سیر یا کم و بیش ہے دوسرا بڑے بڑے ڈبوں کی صورت میں ہوتا ہے، رنگ اس کا بھی نہایت سفید اور نام اس کا ۷۰X۲۷۰X۶۲ کاسٹک ہے۔ قیمت اس کی پندرہ آنے سیر یا کم و بیش ہوتی ہے۔

صابن بنانے سے پہلے کاسٹک میں پانی ڈال کر گلا لیتے ہیں جب یہ پانی میں حل ہو جاتا ہے تو اس کو لائی کہتے ہیں ۹۸X۹۹ کے ایک سیر کاسٹک میں اگر اڑھائی سیر پانی ڈالا جائے اور ۷۰X۲ کے کاسٹک میں دو سیر پانی ڈالا جائے تو ۳۵ ڈگری (درجے) کی لائی تیار ہو جاتی ہے لیکن کاسٹک کے گھٹیا بڑھیا ہونے کی وجہ سے بعض وقت ڈگری میں فرق ہو جاتا ہے یعنی کبھی تو بجائے ۳۵ ڈگری کے ۳۴ یا ۳۳ ڈگری کی لائی ہو جاتی ہے اور کبھی ۳۶ یا ۳۷ ڈگری کی جو پکے صابن میں تو چنداں مضر نہیں ہوتی۔ البتہ کچے صابن میں کچھ نقص پیدا کر دیتی ہے۔

صابن کے کارخانوں میں لائی کی ڈگری دیکھنے کیلئے ایک آلہ ہوتا ہے جس کو ہیڈرومیٹر کہتے ہیں جس کی قیمت تخمیناً تین چار روپے ہوتی ہے اس سے صحیح ڈگری معلوم ہو سکتی ہے۔

نسخہ صابن نمبر ۱: چربی ۵ سیر، [1] کاسٹک کی لائی، [2] ۳۵ ڈگری ڈھائی سیر، سوڈا ایش ڈھائی سیر، [3] پانی ڈھائی سیر۔

نسخہ صابن نمبر ۲: چربی ۵ سیر، بہروزہ، [4] ڈھائی سیر، کاسٹک کی لائی ۳۵ ڈگری ساڑھے تین سیر، سوڈا ایش ساڑھے تین سیر، پانی ۴ سیر۔

صابن پکانے کی ترکیب: اول چربی کو گلا کر کپڑے میں چھان لیا جائے اور اگر بہروزہ بھی ڈالنا منظور ہو تو اس کو بھی چربی کے ساتھ گلا کر چھان لیا جائے پھر پانی کو کڑھائی میں ڈال کر اس میں سوڈا ایش ڈال دیا جائے، آگ

---

[1] چربی دونوں قسموں میں عمدہ لینے کی ضرورت ہے۔

[2] کاسٹک کی لائی کی صابن بنانے سے پہلے حسب ترکیب مندرجہ بالا تیار کر کے رکھنی چاہیے۔

[3] سوڈا ایش ایک قسم کا کھار ہے مثل میدہ کے سفید ہوتا ہے۔ کپڑے کا میل کاٹنے کیلئے خاص چیز ہے۔

[4] بہروزہ ڈالنے سے صابن میں پختگی اور عمدگی آ جاتی ہے اور صابن کا رنگ کسی قدر زردی مائل ہو جاتا اگر سفید صابن بنانا ہو تو بہروزہ نہ ڈالا جائے۔

جلائی جائے، جب پانی میں اچھی طرح ابال آنے لگےاور سوڈاالیش حل ہو جائے اس میں چھنی ہوئی چربی اور کاسٹک کی لائی ڈال دی جائے۔اور کبھی کبھی کسی کوچے یا کفگیر یا کسی اور چیز سے چلانے لگےاور خوب پکنے دیں (ہلکی آنچ پر عمدہ پکائی ہوتی ہے)اب پکتے پکتے اگر وہ کچھ پھٹا پھٹا مثل کھیس[1] یا چھیڑہ کے ہو جائے جسکی شناخت یہ ہے کہ ابلنے کے وقت نیچے سے اوپر کو پانی آئے گا یعنی صابن علیحدہ ہوگا اور پانی علیحدہ ہوگا تو اس کے پکنے دیں۔اور اگر مثل حلوے کے گاڑھا ہو جائے اسکی شناخت یہ ہے کہ نیچے سے دھواں دیتا ہے بلبلہ اوپر کو آئے گا جس کے معنی ہیں کہ صابن ابھی خام ہے اور جل رہا ہےایسی حالت میں کاسٹک کی تھوڑی فائی تخمیناً آدھ پاؤ اور ڈال دی جائے اور ابال آنے پر اگر وہ کھیل کی طرح پھٹ جائے تو بس ٹھیک ہے پکنے دیں ورنہ اور تھوڑا سا کاسٹک ڈالیں کیونکہ جو صابن پھاڑ کر پکایا جاتا ہےاس کی پکائی عمدہ ہوتی ہےاس طرح ہلکی آنچ پر صابن دو تین گھنٹے تک پک چکے گا تو وہ خود چپٹ جائے گا یعنی صابن اور پانی مل کر مثل شہد کے کسی قدر گاڑھا ہو جائیگا۔اور اگر خود نہ ہو تو اس میں تخمیناً پاؤ بھر چربی اور ڈال دی جائے اور دس پندرہ منٹ تک اور پکنے دیں غرض اس طرح اس کو چپٹا لیا جائے۔بس صابن تیار ہو گیا اب اس کو کسی برتن میں یا ٹوکرے میں کپڑا ڈال کر جما لیا جائے اور جمنے کے بعد کام میں لایا جائے۔

کپڑا چھاپنے کی ترکیب

<u>زرد رنگ</u>: ایک سیر پانی میں پاؤ بھر کھانے کا ناگوری گوند بھگو کر جب لعاب تیار ہو جائے چھ ماشہ گیہوں کا آٹا اور چھ ماشہ گھی آپس میں خوب ملا کر اور اس میں پاؤ بھر کسیس اور تین ماشہ گولی سرخ ٹول جو بازار میں بکتی ہے خوب ملا کر اس لعاب میں خوب حل کر کے کپڑے میں چھان لیں خوب سخت ہو جانا چاہئے تب اس سے کپڑے کو چھاپیں خواہ یہ رنگ کسی کپڑے پر لپیٹ کر اپنے پاس رکھ لیں اور سانچہ اس پر لگا لگا کر کپڑا چھاپیں۔ سانچے پر لکڑی کے پھول یا بیل بنے ہوئے بازار میں بکتے ہیں یا بڑھئی سے بنوا لے۔

<u>سیاہ رنگ</u>: ایک چھٹانک ولائتی رنگ جس کو پپڑی کہتے ہیں اور بازار میں بکتا ہے اور پاؤ سیر ناگوری گوند ایک سیر پانی میں ملا کر لعاب تیار کر لیں اور ایک چھٹانک پٹاس اور چھ ماشہ توتیا جس کو نیلا تھوتھیا کہتے ہیں اور چھ ماشہ گیہوں کا آٹا اور چھ ماشہ گھی اس میں ملا کر خوب حل کر لیں اور گاڑھے گاڑھے رنگ سے کپڑا چھاپیں۔

لکھنے کی سیاہ دیسی روشنائی بنانے کی ترکیب: ببول کا گوند ایک سیر، کاجل پاؤ بھر، پھٹکری چھ ماشہ، کتھہ چھ ماشہ، ببول کی چھال ایک چھٹانک آم کی چھال ایک چھٹانک، مہندی کی لکڑی ایک چھٹانک، توتیا ایک چھٹانک اول ڈیڑھ سیر پانی میں گوند بھگو دیا جائے جب خوب بھیگ جائے تو کاجل ملا کر ایک دن حل کر کے اور لکڑی اور چھالوں کو الگ سیر بھر پانی میں اتنا جوش دیں کہ پانی پاؤ بھر رہ جائے اور وہ پانی اس گھوٹے

---

[1] کھیس یا چھیڑہ جب گائے بھینس بچہ دیتی ہے تو دوسرے یا تیسرے وقت کے دودھ کی جو حالت ہوتی ہے یعنی دودھ کی گانٹیں سی الگ اور پانی علیحدہ ہو جاتا ہے۔

ہوئے کا جل اور گوند میں ملادیں اور پھٹکری اور توتیا اور کتھا ان تینوں کو چھٹانک بھر پانی میں الگ خوب حل کر کے اسی کا جل اور گوند میں ملادے اور ایک دن لوہے کی کڑھائی میں خوب گھونٹ کر پیتی یا کشتی وغیرہ میں سب سے بہتر یہ کہ چھاج میں پتلی پتلی پھیلا کر سکھالے روشنائی تیار ہو جائے گی اور گوند ببول اگر بازار میں مہنگا ہو تو ببول کے درختوں سے جمع کر لیا جائے اکثر جنگل میں رہنے والے دو چار پیسے دینے سے بہت سالا دیتے ہیں۔

انگریزی روشنائی بنانے کی ترکیب: آسمانی رنگ اول درجہ کا ایک تولہ بیجنی رنگ ایک تولہ، سوڈا دس ماشہ، سوڈے کو دس تولہ پانی میں ملا کر گرم کرلیں اور اس پانی میں یہ دونوں رنگ ملادیں اور اس طرح چلاویں کہ سب چیزیں مل جائیں۔ انگریزی روشنائی تیار ہو جائے گی۔

فاؤنٹین پین کی روشنائی بنانے کی ترکیب: فاؤنٹین پین میں استعمال کرنے کیلئے یہ روشنائی سوان انک کو بھی مات کرتی ہے۔ بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ سادہ پانی کو بھبکے سے عرق کی طرح کشید کریں۔ یہ پانی کا عرق انگریزی میں ڈسٹل واٹر کہلاتا ہے۔ یہ بازار سے بھی ملتا ہے مگر وہ گراں پڑتا ہے۔ ایک سیر ڈسٹل واٹر میں دو تولہ آسمانی جرمنی رنگ ملا کر خوب حل کریں پھر اس میں دانہ دار شکر ایک تولہ پھٹکری سفید دو تولہ دونوں کو خوب باریک پیس کر ملالیں اور کاربالک ایسڈ دس قطرے ملادیں اور کسی چیز سے خوب حل کریں کہ سب چیزیں خوب حل ہو جائیں اب اس کو کم از کم چوبیس گھنٹہ رکھا رہنے دیں تاکہ جو کچھ ذرات تہہ نشین ہونا ہیں ہو جائیں اس کے بعد اس کو فلالین کے کپڑے میں یا نائلون کے کپڑے کی چار تہہ کر کے اس میں چھان لیں۔ مقصد یہ ہے کہ رنگ وغیرہ کے باریک ذرات بھی چھن جائیں یہ مقصد اگر کسی اور چیز میں چھاننے سے حاصل ہو جائے تو اس میں چھان لیا جائے۔ فلالین یا نائلون کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اب یہ عمدہ روشنائی تیار ہو گئی اس کو شیشیوں میں یا بوتلوں میں بھر کر خوبصورت لیبل لگا کر فروخت کریں جتنا اس کو شہرت دی جائے گی اور فروخت بڑھائی جائے گی اتنا ہی نفع ہوگا۔ (نوٹ) بجائے ڈسٹل واٹر کے اگر سادے پانی سے بھی بنالی جائے تو روشنائی بن جاویگی مگر کچھ دن کے بعد جالا پڑ جانے کا خطرہ ہے۔

لکڑی رنگنے کی ترکیب: جس طرح کا رنگ چڑھانا ہو اسی رنگ کی پڑیا بازار سے خرید کر تارپین کے تیل میں ایسے انداز سے ملاویں کہ گاڑھا ہو جائے پھر گلہری [1] کی دم یا پرندے کا پر یا کسی لکڑی پر چیتھڑا باندھ کر اس سے جس طرح کے چاہے پھول بوٹے بنادے یا بالکل سادہ رنگ لے اور اگر خشک ہونے کے بعد اس پر وارنش کا تیل مل کر سکھالے تو اور پختہ اور چمکدار ہو جائیگا۔

برتن پر قلعی کرنے کی ترکیب: پاؤ سیر نوشادر کو پیس کر تین چھٹانک پانی میں ڈال کر دیگچی یا ہانڈی میں اس قدر آنچ میں پکا لیا جائے کہ وہ پانی جل کر خشک ہو جائے جب سخت ہو جائے اس وقت اتار کر پیس لیا جائے جن پر

---

[1] اس کام کیلئے دم قصداً قطع نہ کرے یہ جانور کو بلاضرورت ایذا دینا ہے بلکہ پڑی ہوئی مل جائے تو اس کو کام میں لے آؤ۔

برتن پر قلعی کرنا منظور ہو اول خوب مانجھ کر صاف کیا جائے اور آگ دہکا کر گرم کر کے اس پر آرل روئی کے پہل سے نوشادر پھیر دیا جائے پھر تھوڑا سا رنگ جو قلعی رانگ کہلاتا ہے کسی جگہ لگا دیا جائے اور روئی کو تمام برتن پر اس طرح پھیرا جائے کہ وہ رنگ تمام پر پھیل جائے قلعی ہو جاوےگی اور برتن کو سنسی سے پکڑے رہیں۔

مسّی جوش کرنے کی یعنی پکا ٹانکا لگانے کی ترکیب: کانسی کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر لے اور اس کے برابر سہاگہ لیکر دونوں کو خوب باریک پیسے اور جس برتن میں ٹانکا لگانا ہو اس میں اگر کسی جگہ پہلا ٹانکا بھی لگا ہو جیسے لوٹے کی ٹونٹی میں ٹانکا لگا ہوتا ہے اس میں مٹی لپیٹ کر چھپا دیتے ہیں تاکہ آگ سے وہ ٹانکا نہ کھل جائے پھر جس جگہ ٹانکا لگانا ہو اس کے اندر کی طرف اسی جگہ وہ سہاگہ اور کانسی رکھ دیا جائے اور برتن کو کسی چیز سے پکڑ کر آگ پر ذرا اونچا رکھیں جب تاؤ خوب آجائے علیحدہ کر لیں آگ کی گرمی سے وہ کانسی اور سہاگہ پگھل کر اس کے شگاف میں بھر کر ٹانکا لگ جائے گا۔ اور کچا ٹانکا رانگ کا اس طرح لگتا ہے کہ رانگ کو پگھلا کر اس جگہ باہر کی طرف پھیلا دیا جائے۔ ٹھنڈا ہو کر ٹانکا لگ جاویگا اور جہاں ٹانکا لگانا ہو اس جگہ کو اول برابر کر لیتے ہیں اور اگر کچھ اونچا نیچا ہو تو اس کو ریتی سے برابر کر لیتے ہیں۔

پینے کے تمباکو بنانے کی ترکیب[1]: تمباکو جس قسم کی طبیعت کو موافق ہو لیکر اس کو خوب کوٹ لے پھر اس میں شیرہ یا پتلا بہتا ہوا گڑ گرمیوں میں تو برابر سے کچھ زیادہ اور برسات میں برابر سے کچھ کم اور جاڑوں میں برابر اس میں ملا کر پھر کوٹ لیا جائے لیکن تمباکو کو کوٹنے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ کسی دیانت اور معتبر دوکاندار یا مزدور کو مزدوری دیکر اس سے بنوالیا جائے۔

خوشبودار پینے کے تمباکو کی ترکیب: سادہ تمباکو میں یہ خوشبوئیں برابر برابر لیکر سیر پیچھے آدھی چھٹانک ملاویں اور تین چار ماشہ حنا کا عطر ملاویں وہ خوشبوئیں یہ ہیں۔ لونگ، بالچھڑ، صندل کا برادہ، بڑی الائچی، سگندبالا، کچ باؤبیر۔

ترکیب روٹی سوجی جو زود ہضم اور دیرپا ہوتی ہے: حسب معمول اول سوجی کو پانی میں گوندلیں مگر بہت زیادہ نرم نہ گوندھیں پھر اس کے پیڑے بنا کر ایک دیگچی کے اندر بقدر ضرورت پانی ڈال کر ان پیڑوں کو اس پانی میں جوش دے لیں جب پیڑے آدھے پکے ہو جائیں تو پیڑوں کو پانی سے علیحدہ نکال لیں اور پانی پھینک دیں۔ بعدہ، ان پیڑوں کو خوب اچھی طرح توڑ کر ان کے اندر گھی ملائیں کہ جس سے کسی قدر پتلے ہو جائیں پھر ان کی روٹیاں بنا کر توے یا کڑھائی میں بغیر پانی اور گھی کے مندی آنچ سے سینک لیں۔ یہ روٹیاں ثقیل نہ ہونگی اور بہت دیرپا ہونگی۔

ترکیب گوشت پکانے کی نمبر ا جو چھ ماہ تک خراب نہیں ہوتا: (نوٹ) اس ترکیب سے پکا ہوا گوشت تین ماہ تک یقینا اور چھ ماہ اور زائد از چھ ماہ تک غالبا رہ سکتا ہے۔ ترکیب نمبر ا: ۔ مصالحہ

---

[1] حقہ پینے کا بھی وہی حکم ہے جو تمباکو کھانے کا ہے۔

پیس کر دھوپ میں سکھالیا جائے۔ پھر اگر پاؤ بھر گوشت ہو تو چھٹا نک بھر گھی لیکر اول اس گھی میں پیاز بھون کر بقدر ضرورت نمک اور کچری ڈال دیں بعدہ، بلا پانی کے اس گھی میں گوشت ڈال کر دیگچی کا منہ ڈھک کر اس کو ہلکی آنچ کے اوپر رکھ دینا چاہئے، یہاں تک کہ گوشت کی بوٹیوں کا پانی (یعنی جو پانی قدرتی طور پر گوشت کے اندر ہوتا ہے) بالکل خشک ہو جائے جس کی علامت یہ ہے کہ بوٹیوں کے اندر سے جھاگ اٹھنے اور آبلے پڑنے موقوف ہو جائیں جب پانی بالکل خشک ہو چکے اور بوٹیاں بقدر ضرورت گل جائیں تو دیگچی میں سے گوشت نکال لینا چاہئے، پھر چھٹا نک بھر گھی اور لیکر اس سابق گھی میں جو دیگچی کے اندر بقیہ موجود ہو گا ملا کر وہ سکھایا ہوا مصالحہ اس میں بھون لینا چاہئے جب مصالحہ ادھ بھنا ہو جائے تو اسی کل گھی کے اندر گوشت ڈال کر حسب معمول پکا لینا چاہئے مگر اول سے آخر تک کسی وقت بھی پانی بالکل نہ ڈالنا چاہئے پک جانے کے بعد اس میں گرم مصالحہ بھی ڈال دیں اور فوراً اس گرم گرم گوشت کے برتن کو روئی کے اندر لپیٹ کر رکھ دیں اور ٹھنڈا ہونے سے قبل اور گرمیوں میں روزمرہ اور جاڑوں میں دوسرے تیسرے روز روئی میں سے اس برتن کو نکال کر گوشت کو خوب گرم کرلیا کریں کہ پکنے کے قریب ہو جایا کرے اور گرم کرنے کے بعد ٹھنڈا نہ ہونے دیں بلکہ گرمی کی حالت میں ہی اس کو روئی کے اندر لپیٹ کر رکھ دیا کریں تو کل پاؤ بھر گوشت میں کل آدھ پاؤ گھی خرچ ہوا تو بس گوشت سے آدھا گھی خرچ ہوتا ہے بعد پک چکنے اور تیار ہونے کے گوشت کے اندر اگر گھی زیادہ معلوم ہو تو اس زیادہ گھی کو دوسرے برتن میں نکال کر دوبارہ کام میں لا سکتے ہیں۔

ترکیب گوشت پکانے کی نمبر۲ جو ڈیڑھ ماہ تک خراب نہیں ہوتا

نوٹ نمبر۱:۔ اس ترکیب سے پکا ہوئے گوشت کو ڈیڑھ ماہ تک رکھ کر تجربہ کرلیا گیا ہے شروع گرمیوں میں خراب نہیں ہوتا مگر امید ہے کہ اس سے زائد عرصہ میں بھی خراب نہ ہوگا جبکہ روزمرہ گرم کرلیا جایا کرے۔

نوٹ نمبر۲:۔ اس ترکیب نمبر۲ کی ان صاحبوں کو ضرورت ہے جو گوشت کی بوٹیوں کا خوب اچھی طرح گل جانا ضروری سمجھتے ہوں۔

ترکیب نمبر۲:۔ اول مثل ترکیب نمبر اول مصالحہ پیس کر سکھالینا چاہئے، پھر مثل ترکیب نمبر۱ پاؤ بھر گوشت کیلئے چھٹا نک بھر گھی لیکر اور پیاز کو اس میں بھون کر نمک اور کچری ڈالیں، بعدہ بلا پانی کے مثل ترکیب نمبر۱ اس گھی میں گوشت ڈال کر دیگچی کا منہ ڈھک کر ہلکی آنچ پر اتنا پکائیں کہ گوشت کی بوٹیوں کا قدرتی پانی بالکل خشک ہو جائے جس کی علامت ترکیب نمبر۱ میں معروض ہوئی ہے۔ اب اس کے بعد خاطر خواہ گلانے کی ترکیب یہ ہے بعد ازاں اس ہی گوشت میں بقدر ضرورت پانی ڈال کر (مثلاً اتنا کہ گوشت کی بوٹیاں ڈوب جائیں) پھر پکانا چاہئے۔ یہاں تک کہ بوٹیاں خوب گل جائیں جب بوٹیاں خوب گل جائیں اور یہ ڈالا ہوا پانی قطعاً حل ہو جائے اور بوٹیوں میں سے جھاگ اٹھنے اور آبلے پڑنے موقوف ہو جائیں اور بوٹیاں بہ نسبت پہلے کے چھوٹی ہو جائیں (کیونکہ پانی سے بوٹیاں کسی قدر بڑھ جاتی ہیں) تو دیگچی میں سے گوشت نکال کر مثل ترکیب نمبر۱ کے

اگر پاؤ بھر گوشت پکا رہے ہوں تو چھٹانک بھر گھی اور لیکر اسی سابق گھی میں جو دیگچی کے اندر بقیہ موجود ہو گا ملا کر وہ سکھایا ہوا مصالحہ اس میں بھون لینا چاہیے جب مصالحہ ادھ بھنا ہو جائے تو اسی کل گھی کے اندر گوشت ڈال کر بلا پانی ڈالے ہوئے پھر پکانا چاہیے۔ جب بقدر ضرورت پک چکے بعد تیاری گرم مصالحہ ڈال کر فوراً گرم گرم ہی اس گوشت کو کسی ڈھکنے دار برتن میں بند کر کے روئی کے اندر لپیٹ کر رکھ دینا چاہیے اور گرمیوں میں روزمرہ اور جاڑوں میں دوسرے دن گرم کر کے اس کو پھر اسی طرح روئی کے اندر رکھ دینا چاہیے۔

نان پاؤ اور بسکٹ وغیرہ بنانے کی ترکیب: سوجی یا میدے میں خمیر ملا کر خوب گوندھا جائے پھر کسی تختے پر کوٹا جائے پھر سانچہ میں رکھ کر تنور خوب گرم کر کے پھر اس کے اندر سے سب آگ اور راکھ نکال کر ان سانچوں کو اس کے اندر رکھ کر تنور کا منہ بند کر دیا جائے جب وہ پک جائے نکال لیا جائے۔ آگے تفصیل سمجھو۔

ترکیب نان پاؤ کے خمیر کی: لونگ، الائچی خورد، جائفل، جاوتری، اندرجو، سمندر پھین، سمندر سوکھ، تال مکھانہ، پھول مکھانہ، کنول گٹہ، مونگے کی جڑ، پھول گلاب، ناگیسر، دارچینی، بیج کنگھی۔ مائیں چھوٹی بڑی، چھوٹا بڑا گوکھرو، چوب چینی، کباب چینی سب چیزیں تین تین ماشہ زعفران چھ ماشہ۔ ان سب کو کوٹ چھان کر ایک شیشی میں کہ جس کی ڈاٹ بہت سخت ہو بھر کر با احتیاط رکھیں اور ڈیڑھ ماشہ تک بھی ہر ہر دوا کا وزن ہو سکتا ہے اس سے کم میں مصالحہ ٹھیک نہ ہو گا جب ضرورت ہو شیشی میں سے سفوف ڈیڑھ ماشہ لیکر سوا تولہ دہی میں ملا کر دو انگلیوں سے ایک منٹ تک پھینٹیں بعد اس کے گیہوں کا میدہ ایسے انداز سے اس میں ملائیں کہ بہت سخت نہ ہو جائے کان کی لو کے برابر اس میں نرمی رہے یہی پہچان ہے پھر اس کو ہتھیلیوں سے گولا بنا کر ایک کپڑے میں رکھ کر ایسی طرح گرہ دیں کہ وہ گولا ڈھیلا رہے پھر اس کو کسی کھونٹی پر ٹانگ دیں، اسی طرح تین روز تک لٹکا رہے چوتھے روز اس کو اتار کر دیکھیں کہ اس کے اندر خمیر خوب پھولا ہو گا اس گولے کے اوپر جو پپڑی پڑ گئی ہو اس کو اتار دیں اور اس کے اندر کا لیس دار خمیر نکال لیں پھر ایک چھٹانک دہی میں میدہ ملا دیں اس قدر کہ سابق کے موافق ہو جائے یعنی کان کی لو کی طرح ملائم رہے اور وہی خمیر جو گولے میں سے نکالا ہے اس میں ملا کر ہاتھ سے اس طرح ملا دیں جیسے پینے کے تمباکو کو مسلتے ہیں پھر اس کا بھی گولا بنا کر اسی کپڑے میں باندھ کر چھ گھنٹہ تک لٹکائیں۔ بعد چھ گھنٹے کے پپڑی اتار کر خمیر نکال لیں اور پھر اسی طرح اب آدھ پاؤ دہی میں میدہ ملا کر اس خمیر کو ملا دیں اور کپڑے میں رکھ کر لٹکا دیں۔ چھ گھنٹے تک اسی طرح لٹکا رہے بعد چھ گھنٹے کے اتار لیا جائے اور اسی ترکیب سے خمیر نکال کر پھر آدھ پاؤ دہی ہی میں میدہ اسی طرح ملا کر لٹکا دیں بعد چھ گھنٹہ کے اتار کر اسی طرح خمیر نکال لیں یہ چوتھا مرتبہ ہے اس مرتبہ گولے پر جو پپڑی پڑتی ہے اس کو اگر نہ چھڑا دیں تو کوئی حرج نہیں ہے پھر آدھ پاؤ دہی میں اسی طرح میدہ ملا کر اس خمیر کو بھی ملا دیں اور ہاتھ سے خوب ملیں جب مل جائے تو با احتیاط کسی پٹاری وغیرہ میں رکھیں بعد چار گھنٹے کے پٹاری سے نکال کر اگر خمیر کا رکھنا منظور ہو تو اس کے اندر سے آدھی چھٹانک خمیر علیحدہ نکال لیں اور اسی طرح آدھی چھٹانک دہی میں میدہ ملا کر اس آدھی چھٹانک

خمیر کو ملا دیں اور اسی طرح لٹکا دیں بعد چھ گھنٹہ کے نکال کر اوپر کی ترکیب کے موافق اور میدہ ملا دیں اسی طرح برابر کرتے رہیں۔ یہ خمیر تو بڑھتا رہے گا اور یہ آدھی چھٹانک خمیر نکال کر جو خمیر بچا اس کی ڈبل روٹی یعنی نان پاؤ پکاویں پھر دوسرے دن جب خمیر کی ضرورت ہو تو یہ جو لٹکا ہوا خمیر رکھا ہے اس میں سے آدھی چھٹانک علیحدہ کر لیں اور باقی کا نان پاؤ پکاویں اور خمیر کو اسی طرح بڑھاتے رہیں۔

ترکیب نان پاؤ پکانے کی: جس خمیر کی روٹی پکانے کو اوپر لکھا ہے اس کو آدھ سیر میدہ میں پانی سے گوندھیں جب گندھ جائے تب اس کے اوپر کپڑا اڑھا دیں یہ دو گھنٹہ تک رکھا رہے اگر چار سیر یا پانچ سیر کے نان پاؤ پکانا ہیں تو اتنا ہی میدہ اب اس خمیر میں ملا کر گوندھیں اور تھوڑا نمک اور شکر سفید بھی ملا دیں تو بہتر ہے اور ڈیڑھ یا دو گھنٹے تک پھر رکھا رہنے دیں اور یہ جو خمیر ابھی گوندھا گیا ہے چپاتی پکانے کے آٹے کی طرح ڈھیلا ہو لیکن سیکھنے کے شروع میں زیادہ ڈھیلے آٹے کے پکانے میں ذرا دقت ہے اس لئے کم ڈھیلا رکھیں جب ہاتھ جم جائے زیادہ ڈھیلا کریں پھر دو گھنٹے کے بعد اس گوندھے ہوئے کو ہاتھ سے تھوڑا تھوڑا اٹھا کر باقی پر زور سے دے ماریں اور ہتھیلی سے ملیں پھر الٹا دیں اور دے ماریں جب خوب تار بندھ جائے تو کسی میز پر یا تخت پر یا کٹھرے میں رکھ دیں بیس منٹ کے بعد جتنی بڑی روٹی بنانا منظور ہے اتنا ہی بڑا پیڑا تول کر اور خشک میدہ یا تیل سے یا ہاتھ سے بنا بنا کر رکھیں تا کہ ہاتھ میں نہ چمٹے اور چاہے سانچہ میں رکھے یا فقط ٹین کے چورس سینی یا چوکھونٹے ٹکڑوں پر رکھے، جب پیڑا آدھا پھول جائے تب تنور کو جلائے اور یہ تنور ایسا ہونا چاہئے جس کی چھت میں یا پشت پر ایک روشندان ہو۔ جب پورے طور سے پیڑا پھول جائے اس وقت تنور کے اندر کی سب آگ نکال لے اور اگر پانی میں تھوڑا نمک اور دہی ملا کر تنور کے اندر چھڑک دیں تو بہتر ہے اور پھر اول ایک پیڑا تنور میں رکھے اور منہ تنور کا بند کر دے اور دو تین منٹ ٹھہر جائے اور دیکھے اگر اس کے اوپر رنگ آیا ہے تو اور سب پیڑے رکھ دے اور اگر تین منٹ میں وہ پیڑا جل جائے تو پندرہ منٹ تک ٹھہر جائے تا کہ اس کے موافق گرماہٹ ہو جائے اس وقت پھر ایک پیڑا رکھ کر دیکھے اور اگر تاؤ بہت کم ہو گیا تو سب نان پاؤ کے پیڑے رکھ کر تنور کے منہ پر تھوڑی سی آگ رکھ دیں اور تنور کو کسی ڈھکنے وغیرہ سے بند کر دیں تا کہ بھاپ نہ نکل جائے اور تین تین چار چار منٹ کے بعد دیکھ بھی لیا کریں۔ جب رنگ سرخی مائل یعنی بادامی آ جائے تو فوراً اس کا ڈھکنا کھول کر روٹیوں کو نکال لیں اور تنور جس قدر اب ٹھنڈا ہے ایسی ہی گرماہٹ میں نان خطائی اور میٹھے بسکٹ بھی پکتے ہیں۔ اگر نان خطائی یا میٹھا بسکٹ کچا بنا ہوا تیار ہو تو فوراً رکھ دیں اور منہ بند کر دیں اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد دیکھ لیا کریں اور جب پک جائیں نکال لیں اور اگر ابھی نان خطائی یا میٹھا بسکٹ تیار نہیں ہے تو تھوڑی سی آگ تنور کے منہ پر رکھ کر منہ بند کر دیں تا کہ گرماہٹ بنی رہے یہ گرماہٹ بیس منٹ تک رہ سکتی ہے اور اس کے بعد پھر تنور میں آگ جلانا پڑے گی۔ اور اگر تنور نیا بناویں تو تین دن اس کو جلا جلا کر چھوڑ دیں تا کہ ٹھیک ہو جائے اس کے بعد پھر روٹیاں پکاویں۔

ترکیب نان خطائی کی: گھی پاؤ بھر چینی یعنی شکر پاؤ سیر، دانہ الائچی خورد ایک ماشہ، سمندر پھین تین ماشہ، میدہ گیہوں کا پانچ چھٹانک اول گھی اور چینی اور دانہ الائچی کو ملا کر بیس منٹ تک ایک لگن میں ہاتھ سے پھینٹیں جیسے گلگلے کا آٹا پھینٹا جاتا ہے بعد بیس منٹ کے جب وہ خوب ہلکا ہو جائے اس وقت سمندر پھین پیس کر ملا دیں اور ہاتھ سے خوب پھینٹیں اور اول پاؤ بھر میدہ ڈال کر ملا دیں اگر گیلا ہو تو بچا ہوا چھٹانک بھی چھوڑ دیں اسکی بھی نرمی مثل کان کی لو کے ہونا چاہئے پھر نان خطائی بنا کر تنور میں رکھیں بروقت تیاری نکال لیں۔

ترکیب میٹھے بسکٹ کی: گھی ڈیڑھ پاؤ، شکر آدھ سیر، سمندر پھین چھ ماشہ، دودھ ایک پاؤ، میدہ گیہوں کا آدھ پاؤ کم ایک سیر، اول گھی اور شکر کو نان خطائی کی طرح خوب پھینٹیں اور ذرا ذرا دودھ چھوڑتے جائیں جب سب دودھ مل جائے تو آدھ پاؤ پانی ایک دفعہ ہی چھوڑ دیں اور اس میں سمندر پھین کو بھی پیس کر ڈال دیں اس کے اوپر میدہ ڈال دیں اگر نرم زیادہ ہو جائے تو اور میدہ ڈال دیں جب ٹھیک ہو جائے تو روٹی کی طرح بیلن سے بیلیں اور جتنا بڑا بسکٹ بنانا ہے اتنی ہی بڑی ڈبیہ سی کاٹ کر تیار کریں اور ٹین کے پتر پر رکھ کر تنور میں رکھیں جب پک جائے تو نکال لیں۔

ترکیب نمکین بسکٹ کی: گھی پاؤ سیر، شکر چھٹانک بھر، نمک سوا آٹھ ماشہ، میدہ گیہوں کا سیر بھر، اول گھی اور شکر اور نمک کو پیس کر ایک لگن میں پانچ منٹ تک خوب پھینٹیں پھر میدہ بھی ملا کر خوب پھینٹیں جیسے پوریوں کا آٹا گوندھا جاتا ہے پھر جتنا بڑا بسکٹ بنانا ہو اتنا بڑا بیلن سے بیل کر اسی طرح پتر پر رکھ کر تنور میں رکھیں اور بعد تیاری نکال لیں اس کو نان پاؤ کے پکانے سے پہلے پکانا چاہئے کیونکہ اس کو تاؤ آگ کا زیادہ چاہئے۔

آم کے اچار بنانے کی ترکیب: تازی کچی انبیوں کو جو چوٹ سے محفوظ ہوں اس قدر چھیلیں کہ سبزی نہ رہنے پاوے اور ان کو بیچ میں سے اس طرح تراشیں کہ دونوں پھانکیں جدا نہ ہونے پاویں پھر بجلی دور کر کے اس میں لہسن کے چھلے ہوئے جوئے اور سرخ مرچ اور سونف پودینہ اور ادرک اور کلونجی اور نمک مناسب انداز سے ملا کر بھر دیں اور کیری کا منہ بند کر کے ڈورے سے باندھیں آٹھ دس روز دھوپ دیکر عرق نعناع یا سرکہ میں چھوڑ کر اس کو ایک ہفتہ تک دھوپ دیکر استعمال میں لاویں اور اگر تیل میں ڈالنا ہو تو آم کو چھیلنے کی ضرورت نہیں نمک مصالحہ بھر کر سرسوں کے تیل میں چھوڑ دیں۔

چاشنی دار اچار بنانے کی ترکیب: آدھ سیر کشمش، آدھ سیر چھوہارہ، پاؤ بھر انجور، آدھ پاؤ ادرک، آدھ پاؤ لہسن ان سب مصالحہ جات کو تین سیر عرق نعناع میں چھوڑ کر ڈیڑھ سیر شکر ڈال کر پندرہ روز تک دھوپ دیکر استعمال میں لاویں۔

نمک پانی کا اچار بنانے کی ترکیب: مولی، گاجر، شلغم وغیرہ کا پوست دور کر کے قتلے تراش کر پانی میں جوش دیں بعد جوش آ جانے کے پانی دور کر کے ہوا میں خشک کر لیں پھر سرسوں کا تیل اور خشک پسی ہوئی ہلدی اور سرخ مرچ اور کلونجی اور رائی اور نمک بقدر ضرورت پانی میں ملا کر ایک ہفتہ دھوپ دے کر کام میں لاویں۔

شلجم کا اچار بہت دن رہنے والا: شلجم کے پانچ سیر قتلے پانی میں خفیف جوش دیکر خشک کر کے اس میں یہ چیزیں ملادی جائیں آدھ پاؤ نمک اور چھٹا نک بھر مرچ سرخ اور آدھ پاؤ رائی سرخ یہ سب پسیں گی اور آدھ پاؤ لہسن اور پاؤ بھر ادرک یہ باریک تراشی جائیں گی۔ جب قتلوں میں ترشی اور تیزی پیدا ہو جاویگی گڑ یا شکر سفید کا قوام کر کے ان قتلوں پر چھوڑ دیا جائے اور جب شیرہ کم ہو جائے اور بنا کر ڈال دیں مدتوں رہتا ہے۔

نورتن چٹنی بنانے کی ترکیب: مغز انبہ سیر بھر، سرکہ خواہ عرق نعناع سوا سیر، لہسن سرخ مرچ آدھی چھٹا نک، کلونجی، سونف، پودینہ، خشک دو دو تولہ، لونگ جائفل چار چار ماشہ، ادرک نمک چھٹا نک بھر، شکر یا گڑ پاؤ بھر پہلے آم کے مغز کو سرکہ میں پسوالو۔ پھر سب مصالحہ کو سرکہ میں پسوا کر آم کے مغز میں مخلوط کرا دو اور جس قدر سرکہ باقی رہ گیا ہو اس میں گڑ اور مصالحہ مغز انبہ میں ملا کر جوش دلاؤ جب چاشنی تیار ہو جائے استعمال میں لاؤ اور اگر خوش رنگ بنانا منظور ہو تو دو تولہ ہلدی بھوبھل میں بھنی ہوئی پسوا کر آمیز کر دو۔

مُربّہ بنانے کی ترکیب: آم کا پوست جدا کر دو کہ سبزی کا نشان تک رہنے پاوے۔ پھر بجلی نکلوائیں پھر کانٹے یا سوئی وغیرہ سے گودوا گودوا کر چونا اور پھٹکری کے نتھرے ہوئے پانی میں چھڑاتے جاؤ پھر دو تین گھنٹہ کے بعد صاف اور خالص پانی میں ڈالواؤ اس کے بعد دھلوا کر خالص پانی میں جوش دلواؤ جب آدھ گلے ہو جائیں ہوا میں خشک کراؤ پھر کیریوں سے دوچند شکر سرخ خواہ قند کے قوام میں چھوڑوا کر جوش دلاؤ جب قوام خوب گاڑھا ہو جائے اور تار بندھ جائے استعمال میں لاؤ اور اگر زیادہ نفیس بنانا چاہو تو تیسرے چوتھے روز دوسرا قوام بدل دو یہی ترکیب سب مربوں کی ہے۔ پیٹھا، سیب، آنولہ۔

نمک پانی کے آم کی ترکیب: ٹپکے کے آم جو سخت اور چوٹ سے محفوظ ہوں پانی میں خوب دھو کر مٹی کے برتن میں ڈال کر اس میں پانی آموں سے اوپر تک بھر دیں بعد تین روز کے پھر دھو کر وہ پانی پھینک دیں۔ دوسرا پانی بدل دیں اور ثابت مرچ اور نمک اس میں اس انداز سے ڈال دیں کہ سو آموں پر پاؤ سیر نمک اور آدھ پاؤ لہسن اور پندرہ روز کے بعد کھاویں اور پانی آموں سے اونچا رہنا چاہئے اور بعض یوں کرتے ہیں کہ دوبارہ پانی بدل کر تیسری بار کے پانی میں میتھی کو جوش دیکر جب وہ پانی ٹھنڈا ہو جائے آموں کے منہ پر تھوڑا تھوڑا تیل مل کر اس پانی میں ڈال دیتے ہیں۔ میتھی سے وہ پانی نہیں بگڑتا اور اس وجہ سے آم کچھ زیادہ ٹھہرتے ہیں۔

لیموں کے اچار کی ترکیب: پانچ سیر کاغذی لیموں لیکر ان کو ایک روز پانی میں چھوڑ دیں اور دوسرے روز پانی سے نکال کر ان کی چار چار پھانکیں کر کے ان میں گرم مصالحہ اور سینددھا نمک بھر دیں اتنے لیموں کے واسطے آدھ سیر گرم مصالحہ اور تین پاؤ نمک کافی ہے اور نمک مصالحہ بھر کر برتن میں ڈال دیں اوپر سے لیموں کا عرق نچوڑ دیں اور بعض تین پانی بدلتے ہیں اور سیر پیچھے چھٹا نک مصالحہ ڈال دیتے ہیں اور اوپر سے کھٹے لیموں کا عرق نچوڑتے ہیں جس قدر زیادہ عرق نچوڑا جائے گا زیادہ دنوں تک ٹھہرے گا اور بعض سیر بھر نمک ڈالتے ہیں اور یہ چیزیں بھی ڈالتے ہیں۔ سونٹھ چھ ماشہ، پیپل چھ ماشہ، سفید زیرہ چھ ماشہ، سمندر جھاگ چھ ماشہ اور یہ سب چیزیں

گرم مصالحہ کے ساتھ کوٹی جاتی ہیں۔

کپڑا رنگنے کی ترکیبیں

سیاہ رنگ۔ قلعی چونے کی آدھ سیر اور خالص تیل سیر بھر اور گڑ کا شیرہ آدھ سیر سب کو خوب ملا کر کسی ناند میں بھر دے اور صبح اور شام اور دوپہر کے وقت ایک لکڑی سے اس کو ہلا دیا کرے کہ اس کا خمیر اٹھ کھڑا ہو اور اگر سردی کا موسم ہو تو ناند کے چاروں طرف آگ جلا دیا کرے کہ اس کی گرمی سے خمیر اٹھ کھڑا ہو اس میں کپڑے کو رنگ لے اور اس رنگ کر جب خشک ہو جائے گائے کا تازہ دودھ میں ڈوب دیدے یا مہندی کی پتی پانی میں جوش دیکر اس پانی میں کپڑا بھگو دیں تو خوب پختہ ہو جائے گا۔

زرد رنگ۔ اول ہلدی خوب باریک پیس کر پانی میں ملا کر کپڑے کو اس میں رنگ لے اور نچوڑ کر خشک کر کے پھر دو تولہ سفید پھٹکری پیس کر پانی میں ملا دے اور کپڑے کو اس میں دھو کر خشک کر کے پھر آم کی چھال آدھ سیر لیکر تین پہر تک پانی میں جوش دے اور چھان کر کپڑے کو اس میں ڈوب دے اور پھر خشک کر لے۔

سنہرہ انبوہ رنگ۔ اول دھیلہ بھر ہلدی میں کپڑا رنگ لے پھر پاؤ سیر ناسپال کو پانی میں جوش دیکر چھان کر اس میں رنگ لے اور ناسپال کا پانی رہنے دے پھر دھیلہ بھر گیرو پانی میں ملا کر اس میں رنگ لے پھر جو ناسپال کا پانی بچا ہوا رکھا ہے اس میں ڈوب دے پھر دو پیسہ بھر پھٹکری علیحدہ پانی میں ملا کر اس میں کپڑے کو غوطہ دے پھر اس پھٹکری کے پانی میں تھوڑا کلف چاول یا آٹے کا ڈال کر ہاتھ سے ہلا کر کپڑے کو چند بار اس میں غوطہ دیکر نکال لے۔

سنہرے انبوہ کی دوسری ترکیب۔ ناسپال اور مجیٹھ دونوں برابر وزن لیکر دونوں کو نیم کوفتہ کر کے یعنی کچل کر رات کے وقت پانی میں بھگو دیں اور صبح جوش دیکر چھان لیں اول پھٹکری خوب باریک پیس کر پانی میں ملا کر اس میں کپڑے کو تر کر کے خشک کر لیں پھر اسی ناسپال اور مجیٹھ کے پانی میں غوطہ دیں

دوسری ترکیب زمردی رنگ کی۔ آم کی کونپل آدھا پاؤ لیکر آدھ سیر پانی میں جوش دیں اور چھان کر اس پانی کو الگ رکھ لیں۔ پھر دوسرے پانی میں دوبارہ جوش دیں اور اس پانی کو الگ رکھ لیں پھر تیسرے پانی میں دوبارہ جوش دیں اور چھان کر اس پانی کو الگ رکھیں۔ اول کپڑے کے پہلے پانی میں رنگ کر خشک کر لیں پھر دوسرے پانی میں رنگ کر خشک کریں۔ پھر تیسرے پانی میں نو ماشہ پھٹکری ملا کر اس میں خوب مل مل کر دھو کر خشک کر لیں۔

طوسی رنگ۔ ببول یعنی کیکر کی چھال پاؤ سیر اور کائفل چار تولہ نیم کوفتہ کر کے رات کو پانی میں بھگو دیں اور صبح کو جوش دیں۔ اول پھٹکری دو تولہ جدا پانی میں ملا کر کپڑے کو اس میں غوطہ دیں پھر اس رنگ کے پانی میں غوطہ دیں پھر اسی رنگ میں ایک تولہ کسیس ملا کر پھر غوطہ دیں مگر یہ کسیس رنگنے کا ہو ہیرا کسیس نہ ہو۔

طوسی پختہ سرخی مائل خوشنما رنگ۔ اول آدھ پاؤ مجیٹھ اور آدھ پاؤ مہندی کی پتی کچل کر رات کو چھ سیر پانی میں تر کریں صبح مٹی کی ہانڈی میں کئی جوش دیکر چھان کر رکھ لیں پھر زرد ہڑ یعنی بڑی ہڑ اور ہلدی باریک پیس کر

بہت سے پانی میں ڈال کر کپڑے کو ایسی طرح رنگیں کہ دھبہ نہ پڑے پھر نچوڑ کر سایہ میں خشک کریں اور اسی رنگ کے رہنے دیں اور آدھ پاؤ گڑ اور آدھ پاؤ خشک آملہ یعنی آنولہ ایک لوہے کی کڑھائی میں تھوڑے پانی میں ڈال کر دھوپ میں رکھ دیں۔ جب اس میں ابال اٹھنے لگے اور سیاہ ہو جائے تو اسی مجیٹھ اور مہندی کے رنگ میں ملا کر پھر کپڑا رنگیں۔

فاختئی رنگ۔ دو عدد مازو بڑے بڑے نیم کوفتہ کر کے پانی میں ایک پہر تک تر رکھیں پھر پیس کر زیادہ پانی میں ملا دیں اور کپڑے کو اس میں رنگ کر خشک ہونے دیں۔ اس پانی کو پھینک کر برتن میں نیا پانی ڈال دیں چوتھائی آبخورہ کاٹ کر اس پانی میں ملا کر پھر رنگ لیں۔

کاٹ بنانے کی ترکیب۔ پندرہ سیر پانی میں دو سیر لوہا اور تھوڑا سا آملہ اور بڑی ہڑ ڈال کر ایک ہفتہ تک رہنے دیں۔ بعض سویاں پکا کر اس کا پانی بھی اس میں ملا دیتے ہیں اور چھیپیوں کے یہاں سے بنا ہوا مل جائے تو بنانے کی ضرورت نہیں۔

سبز رنگ۔ اول کپڑے کو نیل میں رنگ لے پھر ہلدی کو پانی میں جوش دیکر کپڑے کو اس میں غوطہ دے اور خشک کر لے پھر کاکڑا سینگی کو کچل کر پانی میں جوش دیکر چھان کر اس میں غوطہ دے اور خشک کر کے پھٹکری کے پانی میں ڈال کر ملے۔

کاہی سبز رنگ۔ اول ہلدی کو باریک پیس کر اور ہنجی کا پانی اس میں ملا کر تھوڑی دیر کپڑے کو اس میں پڑا رہنے دیں پھر صابن کے پانی سے اس کو دھو کر ترش چھاچھ میں پھٹکری پیس کر ملا کر اس میں کپڑے کو رنگ لیں۔ اول ہلکا سا گیرو دے لے پھر کپڑے کو خشک کر کے تن کو ہاون دستہ میں کوٹ کر اس کے چاول یعنی بیج لیکر پانی میں دو تین جوش دے اور کسی برتن میں اول تھوڑا سا پانی لیکر اس میں آدھا رنگ ملا کر کپڑے کو غوطہ دے اگر رنگ ہلکا آئے تو آدھا رنگ جو بچا رکھا ہے وہ بھی ڈال دے۔

اودا رنگ پختہ۔ پتنگ شیریں اور تھوڑا چونہ پانی میں جوش دیکر کے صاف کر کے اس میں پھٹکری ڈال کر کپڑے کو غوطہ دیں اور بعض بڑی ہڑ اور تھوڑا کسیس بھی پیس کر ملا دیتے ہیں۔

سرخ رنگ پختہ۔ پتنگ شیریں تین چھٹانک منگا کر اس کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر کے اور سیر بھر پانی میں خفیف سا جوش دیکر رات بھر تر رکھ کر صبح کو پھر جوش دے اور جب آدھا پانی رہ جائے اس کو صاف کر کے رکھ لے پھر اتنا ہی پانی ڈال کر دوبارہ جوش دے، جب آدھا پانی رہ جائے اس کو صاف کر کے علیحدہ رکھ لے، پہلے بڑی ہڑ ایک تولہ پیس کر پانی میں ملا کر اس میں کپڑے کو غوطہ دیکر نچوڑ کر خشک کر ے پھر سفید پھٹکری ایک تولہ پیس کر اس کے پانی میں کپڑے کو غوطہ دے اور نچوڑ کر خشک کر لے پھر پتنگ کے دوسرے جوش دیئے ہوئے پانی میں کپڑے کو رنگ کر خشک کر لے پھر پہلے جوش دیئے ہوئے پانی کو ایک تولہ سفید پھٹکری پیس کر ہاتھ سے اتنا ہلائے کہ اس میں جھاگ یعنی پھین اٹھ جائے اور ایک پہر تک کپڑے کو اس میں تر رکھے اور نچوڑ کر خشک کر

کے پھر بڑی ہڑ ایک تولہ پیس کر پانی میں ملا کر اس میں کپڑے کو غوطہ دیکر تھوڑی دیر اس میں رہنے دے پھر نچوڑ کر خشک کر لے۔

پستئی رنگ۔ اول کپڑے کو ہلدی کا رنگ دیں پھر صابن کے پانی میں بھگو دیں پھر کاغذی لیموں کا عرق پانی میں نچوڑ کر اس پانی میں غوطہ دیں اور نچوڑ کر خشک کر لیں۔

دوسری ترکیب۔ اول چار ماشہ نیل پانی میں پیس کر کپڑے کو اس میں رنگیں پھر پھٹکری پیس کر اس کے پانی میں شوب دیکر خشک کر لیں پھر چھ تولہ ہلدی پانی میں ملا کر اس میں شوب دیکر خشک کر لیں اور دوبارہ پھر پھٹکری کے پانی میں شوب دیں اور خشک کر لیں پھر ناسپال چھ تولہ پانی میں جوش دیکر اس میں کپڑے کو شوب دیکر خشک کر لیں۔

فیروزی رنگ۔ اول پتھر کے چونے میں کپڑے کو ہلکا سا رنگ دیں پھر نیلا تھوتھا پیس کر پانی میں ملا کر رنگ تیار رکھیں اور اس میں سے تھوڑا تھوڑا رنگ علیحدہ لیکر کپڑے کو رنگتے رہیں اور خشک کرتے رہیں جب خواہش کے مطابق رنگ چڑھ جائے پھٹکری کے پانی میں شوب دیکر خشک کر لیں۔

چھٹانک سے من تک لکھنے کا طریقہ: آدھی چھٹانک (/ما)۔ ایک چھٹانک (-ما/)۔ آدھ پاؤ (=ما/)۔ پاؤ سیر (--ما/)۔ آدھ سیر (٠ما/)۔ تین پاؤ (٠ما/)۔ ایک سیر (اما/)۔ دوسیر (۲ما/)۔ ایک من (من)۔ اور اگر تین چھٹانک لکھنا ہو تو دیکھو تین چھٹانک کیا چیز ہے۔ سو تم جانتی ہو کہ ایک آدھ پاؤ اور ایک چھٹانک ہے تو تم چھٹانک کی اور آدھ پاؤ کی نشانی ملا کر لکھ دو اس طرح تین چھٹانک ≡ مار ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر چھٹانک کم سیر بھر لکھنا ہو تو دیکھو کہ چھٹانک کم سیر کس کو کہتے ہیں سو ظاہر ہے کہ اس میں ایک آدھ سیر ہے اور ایک پاؤ سیر ہے اور ایک آدھ پاؤ ہے اور ایک چھٹانک ہے۔ اتنی چیزیں اس میں ہیں تو تم ان سب کی نشانیاں ملا کر آگے پیچھے لکھ دو اس طرح ٠≡"ما/ بس یہ چھٹانک کم سیر ہو گیا اسی طرح جو کچھ تم کو لکھنا ہو اس کو پہلے سوچ لو اس میں کیا کیا چیزیں ہیں جتنی چیزیں معلوم ہوں سب کی نشانیاں لکھ کر اخیر میں (ما/) بنا دو اور اتنا یاد رکھو کہ کئی نشانیاں جہاں لکھی گئی ہیں بڑی نشانی پہلے لکھیں گے اور چھوٹی چھوٹی چیز کی نشانی پیچھے لکھیں گے اور سیر اگر زیادہ لکھتے ہوں تو (ما/) سے پہلے اتنا ہی ہندسہ بنا دو اور ہندسے تم کو پہلے حصہ میں معلوم ہو چکے ہیں ان کو پھر دیکھ لو مثلاً تم کو دو سیر لکھا ہو تو (ما/) سے پہلے دو کا ہندسہ یعنی ۲ بنا دو جیسے اوپر لکھا ہوا دیکھ رہی ہو اور من سے آگے دو من کو (منوان) لکھتے ہیں اور اس سے آگے لکھنے کا قاعدہ آتا ہے جس جگہ گز اور گرہ لکھنے کا طریقہ لکھا جائے گا وہاں دیکھ لو۔

چھدام سے دس ہزار روپے تک لکھنے کا طریقہ: چھدام (٦ دام)، دھیلہ (۱۲ دام)، پاؤ آنہ یعنی ایک پیسہ (--/)، آدھ آنہ (٠/)، پون آنہ (٠/)، ایک آنہ (/ا)، سوا آنہ (/ا)، ڈیڑھ آنا (/ا٠)، پونے دو آنے (/ا٠)، دو (۲) آنے، تین (۳) آنے، چار (۴) آنے۔

اسی طرح جتنے آنے لکھنے ہوں اتنا ہی ہندسہ لکھ کر اس کے آگے (/) یہ نشانی کردو مثلاً تم کو بارہ آنے لکھنے ہیں تو اول بارہ کا ہندسہ لکھو۔ اسی طرح ۱۲ پھر اس کے آگے اس طرح کا بنادو (/) تو دونوں سے مل کر یہ شکل بن جاوے گی (۱۲/) یہ بارہ آنے ہوگئے۔ اگر تم کو دوآنے یا ڈھائی آنے یا پونے تین آنے لکھنے ہوں تو یہ سوچو کہ اس میں کئے چیزیں ہیں جیسے اوپر کے بیان میں سوچا تھا۔ مثلاً پونے تین آنے میں سوچنے سے معلوم ہوا کہ ایک تو دوآنے ہیں اور ایک آدھ آنہ ہے اور ایک پاؤ آنہ ہے۔ پس تم سب کی نشانیاں اسی طرح لکھ دو ۲ بس یہ پونے تین آنے ہوگئے اسی طرح جو چاہے لکھ دو روپے سے کم ہو تو اسی طرح ہندسہ بنا کر لکھیں گے مثلاً پونے سولہ آنے کو اس طرح لکھیں گے ۱۵ اور جب یہ روپیہ پورا ہو جائے تو اور شکل شروع ہوگی۔ اس طرح:۔

ایک روپیہ (عہ ماعصہ)، دوروپے (عایاعصا)، تین روپے (سے ر)، چارروپے (للعہ ر)، پانچ روپے (صہ ر)، چھ روپے (سے ر)، سات روپے (معــــہ ر)، آٹھ روپے (مئے ر)، نو روپے (لعہ ر)، دس روپے (عہر)، گیارہ روپے (لہ عہ ر)، بارہ روپے (عہ عہر)، تیرہ روپے (ـــ عہر)، چودہ روپے (للعہ عہر)، پندرہ روپے (صہ عہر)، سولہ روپے (عہ)، سترہ روپے (معہ عہ)، اٹھارہ روپے (سہ عہ)، انیس روپے (لعہ عہ)، بیس روپے (عسہ)، تیس روپے (سہر)، چالیس روپے (للعہر)، پچاس روپے (صہر)، ساٹھ روپے (ـــ)، ستر روپے (لعمر)، اسی روپے (لمر)، نوے روپے (لعمر)، سوروپے (مار)۔

اب یاد رکھو کہ اگر تم کو درمیان کی گنتی کے روپے لکھنے ہوں تو یہ سوچو کہ اس گنتی میں کیا کیا چیزیں ہیں مثلاً ہم کو اکیس روپے لکھنا ہے تو اکیس کہتے ہیں ایک اور بیس کو تو تم یوں کرو کہ ایک کے واسطے تو وہ نشانی لکھو جو گیارہ میں دس کی رقم سے پہلے رکھی ہے یعنی (لہ) اور بیس کے واسطے بیس کی نشانی آگے لکھ دو۔ دونوں سے مل کر یہ شکل بن جاوے گی (لہ عــــہ) یہ اکیس ہوگئے۔ اسی طرح بائیس ہیں سوچنے سے دو اور بیس معلوم ہوئے۔ دو کے واسطے وہ نشانی لکھو جو بارہ کی رقم میں دس کی رقم سے نیچے لکھی ہے یعنی عــہ اور اس کے اوپر بیس کی نشانی لکھ دو۔ دونوں سے مل کر یہ ہو جائے گی۔ (عــہ عسہ) یہ بائیس ہوگئے۔ اسی طرح تین کیلئے وہ رقم لکھو جو تیرہ میں دس کی رقم کے نیچے لکھی ہے یعنی (ـــ) اور چار کیلئے چودہ والی رقم لکھو۔ یعنی (للعہ) اور پانچ کیلئے پندرہ والی یعنی (صہ) اور چھ کیلئے سولہ والی یعنی (---) اور سات کیلئے سترہ والی یعنی (معہ) اور آٹھ کیلئے اٹھارہ والی یعنی (مہ) اور نو کیلئے انیس والی یعنی (لعہ) اور ان کے اوپر بیس کی یا تیس کی یا جونسی گنتی ہو اس کی رقم کو لکھ دو مثلاً چھپن لکھنا منظور ہے تو چھپن کو سوچو کس کو کہتے ہیں چھ اور پچاس کو کہتے ہیں تو یوں کرو کہ سولہ کی رقم میں دیکھو کہ دس کی رقم کے نیچے کیسی نشانی بنی ہے۔ تو وہ نشانی یہ پائی گئی (---) اس کو اول لکھ لو۔ پھر دیکھو پچاس کی رقم کس طرح لکھی جاتی ہے تو اسکی یہ صورت ملی (صــہ) اس پچاس کی رقم کو اس پہلی رقم کے اوپر لکھ دو یہ شکل بن جاوے گی (صــــہ) یہ قاعدہ ہم نے بتلا دیا ہے، اب تم اس قاعدہ کے زور سے ننانوے تک سب رقمیں سوچ سوچ کر لکھو اور استاد یا استادنی کو دکھلا دو۔ دو سو روپے (مالر)، تین سو روپے (سار)، چار سو روپے (للعمار)، پانچ سو روپے (صمار)، چھ سو روپے (سمار)، سات سو

روپے (معمار)۔ آٹھ سو روپے (مسار)، نو سو روپے (لعمار)، ایک ہزار روپے (ال//)، دو ہزار روپے (اعہ //)، تین ہزار روپے (سہ //)، چار ہزار روپے (للعمہ //)، پانچ ہزار روپے، (صمہ //) چھ ہزار روپے (سمہ //)، سات ہزار روپے (معمہ //)، آٹھ ہزار روپے (ممہ //)، نو ہزار روپے (لعمہ //)، دس ہزار روپے (عہ //)۔

اگر روپے اتنے لکھے ہوں کہ اس میں ہزار بھی ہے اور سو بھی ہے اور اس سے کچھ کم بھی ہے تو سب کی رقمیں آگے پیچھے اور نیچے لکھیں گے۔ اس طرح کہ ہزار کی رقم پہلے لکھیں گے اس کے اوپر سو کی رقم اس کے آگے سو سے کم کی رقم مثلاً ہم کو پانچ ہزار آٹھ سو نناوے روپے لکھتے ہیں تو اس طرح لکھیں گے صمہ مسا لوعمہ// اور جو کچھ آنے بھی ہوں تو ان کو سب کے نیچے لکھیں گے مثلاً ان روپوں کے ساتھ چودہ آنے بھی ہیں تو ۱۳۰ اس اوپر کی رقم کے نیچے لکھ دیں گے اور جو کوئی دھیلا چھدام بھی ہو تو ان آنوں کے بعد اس کو لکھ دیں گے مثلاً اس طرح ۱۳۰/ ۲ دام یہ پونے چودہ آنے اور ایک دھیلا ہو گیا۔

گز اور گرہ لکھنے کا طریقہ: گز کو درعہ کہتے ہیں اور اسی طرح لکھتے ہیں اگر ایک گز لکھنا ہو تو فقط درعہ لکھیں گے اور دو گز کو درمان لکھتے ہیں اور تین گز یا زیادہ لکھنا ہو تو اوپر جو رقمیں روپوں کی لکھی جا چکی ہیں وہی رقمیں لکھ کر ان کے آگے لفظ درعہ لکھ دیتے ہیں۔ مثلاً تین گز لکھنا ہو تو اس طرح لکھیں گے (سے درعہ) اور چار گز اس طرح لکھیں گے (للعہ درعہ) اس طرح جتنے چاہو لکھتی چلی جاؤ۔ مگر یہ یاد رکھو کہ بعض رقموں کا جو پچھلا سرا گول مڑا ہوا ہوتا ہے وہ فقط روپوں کے لکھنے میں ہے اور گزوں کے لکھنے میں وہ سرا نہیں موڑا جاتا ہے مثلاً اگر دس گز لکھنا ہو تو یوں لکھیں گے (ع) اور اگر کچھ گرہ بھی لکھنا ہو تو گز کی رقم کے نیچے اتنا ہندسہ لکھ کر گرہ کا لفظ لکھ دیتے ہیں مثلاً دس گز کے ساتھ آٹھ گرہ ہوں تو یوں لکھیں گے (درعہ ۸ گرہ) اسی طرح من کے لکھنے کا قاعدہ ہے۔ مثلاً چار من کو اس طرح لکھیں گے (للعہ من) اور دس من کو اس طرح لکھیں گے (عا) اس میں اتنی بات اور زیادہ ہے کہ جن رقموں کا سرا گول مڑا ہوا تھا اس کو سیدھا نہیں لکھتے بلکہ اوپر کو اٹھا دیتے ہیں۔

تولہ ماشہ لکھنے کا طریقہ: اس میں کوئی بکھیڑا نہیں جتنے تولہ ماشے ہوں اول ہندسہ لکھو۔ پھر تولہ ماشہ یا رتی کا لفظ لکھ دو اور جو کئی چیزیں ہوں سب لکھ دو مثلاً چار تولہ اور چھ ماشہ اور تین رتی لکھنا ہو تو یوں لکھ دو ۴ تولہ چھ ماشہ ۳ رتی۔

چھوٹی بڑی گنتی کی نشانیوں کا جوڑنا: اس کو خوب سمجھ لینا مثلاً کئی چیزیں خریدیں کوئی روپوں کی کوئی آنوں کو کوئی پیسوں کو تو اب ہم کو سب کا جوڑ کر دیکھنا منظور ہے کہ سب کتنا ہوا یا گھر میں اناج کئی دفعہ آیا ہے کبھی من کبھی سیروں کبھی آدھ سیر پاؤ سیر یا سنار نے کئی چیزیں سونے کی بنائیں کوئی تولوں ہے کوئی ماشوں اور کوئی رتیوں تو اب سب سونا اس کا کتنا ہوا۔ ان چیزوں کے جوڑنے کی حساب میں ضرورت پڑتی ہے۔ سو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اول سب رقمیں روپے آنے یا سب وزن سیر چھٹانک یا تولے ماشے ہر ہر چیز کے ساتھ لکھو۔ پھر ایک

طرف دیکھتی آؤ کہ سب میں چھوٹی رقم یا سب میں چھوٹا وزن کہاں کہاں ہے۔ ان سب کو اپنے جی میں جوڑتی جاؤ پھر جوڑ کر یہ دیکھو کہ اس سے بڑی رقم یا اس سے بڑا جو وزن ہے یا یہ چھوٹی رقمیں اور وزن مل کر اس بڑی رقم یا اس سے بڑا وزن سے یا چھوٹی رقمیں اور وزن ملا کر یا اس بڑی رقم یا بڑے وزن کی گنتی میں پوری پوری چلی گئی یا نہیں اگر چلی گئی تو اس کو پھر اس سے بڑی رقم یا وزن سے جوڑو اگر نہیں گئی تو جتنی اس میں بڑے وزن سے کسر رہی ہے اس کسر کو لکھ لو اور جتنا بڑے وزن کی گنتی میں پورا ہو گیا اس کو پھر بڑی رقم یا بڑے وزن کے ساتھ ملا کر اسی طرح جوڑو پھر ان سب کو جوڑ کر دیکھو کہ اپنے سے بڑی رقم یا بڑے وزن میں پورا گنتی میں آ گیا یا نہیں اگر پورا گنتی میں آ گیا تو پہلے کی طرح اس کو پھر بڑی رقم یا وزن سے جوڑ لو اور اگر نہیں آیا تو اس کسر کو پہلے لکھے ہوئے کے ساتھ لکھ دو اور جتنا بچا اس کو پھر اس سے بڑی رقم یا وزن سے جوڑ لو اسی طرح اخیر تک حساب ختم کر دو اور لکھ دو جو سب سے اخیر لکھا ہوا ہو گا وہ سارا مل کر جتنا ہوا اس کو میزان کہتے ہیں۔

مثال رقموں کے جوڑنے کی۔ ململ عہ ر۔ لٹھا ۸۔ شال ہاف ۱۲؍ر چینی ۰ بٹن ۔ر اب ان کو جوڑنا چاہا۔ سب سے چھوٹی رقم ۔ر کی ہے اور یہ دو جگہ آئی ہے دونوں جگہ جوڑا تو ۰؍ر ہو گیا پھر دو پیسہ بھی اس میں دو جگہ ہیں اس دو پیسہ کو ان دونوں کے ساتھ جوڑا ڈیڑھ آنہ ہو گیا تو اس کا ایک آنہ اور آنوں کی گنتی میں جا سکتا ہے کسر رہی ۰؍ر کی تو اس کو پہلے لکھ دیا اس طرح ۰؍ر اور وہ جو آنہ حاصل ہوا تھا اس کو اور آنوں کے ساتھ جوڑا تو آنے دو جگہ ہیں ایک جگہ ۸؍ر اور ایک جگہ ۱۲؍ر اس ایک آنہ کو ان کے ساتھ ملا کر جوڑا تو ایک آنہ اور آٹھ آنہ نو آنے ہوئے اور نو آنے اور بارہ آنے اکیس آنے ہوئے اکیس آنوں میں ایک روپیہ اور پانچ آنے ہیں تو پانچ آنے کو اس دو پیسہ کے ساتھ لکھ دیا اس طرح (۵۰؍ر) آگے ایک روپیہ رہا۔ اب دیکھا ان رقموں میں بھی ایک روپیہ ایک جگہ ہے اس روپے کو اس روپے کے ساتھ جوڑ لیا تو دو روپے ہوئے ان دو روپوں کی رقم کو اس ۵۰؍ر کے ساتھ لکھ دیا اس طرح عصا ۵۰؍ر وہ سب دام مل کر اتنے ہوئے تو یوں کہیں گے کہ سب کپڑوں کی قیمت کی میزان عا ۵۰؍ر ہوئے اور حساب کے ختم پر لفظ میزان لکھ کر اس رقم کو لکھا بھی کرتے ہیں اسی طرح میزان عا ۵۰؍ر اسی طرح دونوں کو سوچ سمجھ کر لکھو اور لکھ کر استاد کو دکھلا دو۔

روزمرہ کی آمدنی اور خرچ لکھنے کا طریقہ: اس کو سیاق کہتے ہیں اور بڑے کام کی چیز ہے کیونکہ زبانی یاد رکھنے میں ایک تو بھول ہو جاتی ہے پھر کبھی خاوند اعتبار نہیں کرتا کبھی سوچ سوچ کر بتلانے سے خواہ مخواہ شبہ ہوتا ہے۔ کبھی یاد نہ آنے سے یا تو جھوٹ بولنا پڑتا ہے یا نہ بتلاؤ تو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اور اس سے نوکروں چاکروں پر بھی دباؤ رہتا ہے وہ کچھ لے کر مکر نہیں سکتے یہ معلوم ہوتا رہتا ہے کہ گھی فلانے فلانے دن آیا تھا اور چھٹانک روز کا خرچ ہے تو سیر بھر گھی سولہ دن ہونا چاہئے تھا یہ آٹھ دن میں کیوں ختم ہو گیا۔ ماما یہ نہیں کہہ سکتی کہ بی بی تم کو یاد نہیں رہا۔ سولہ روز ہوئے جب آیا تھا تم کو ہمیشہ اپنے ذمہ لازم سمجھنا چاہئے کہ جو رقم ملے اس کو بھی لکھ لیا کرو اور جہاں خرچ ہو اس کو بھی ساتھ ساتھ لکھ لیا کرو دوسرے وقت کے بھروسے سے نہ رہا

کرو اس میں اکثر بھول چوک ہو جاتی ہے۔ لکھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ کسی پر بدگمانی نہیں ہوتی مثلاً تمہارے پاس دس روپے تھے تم نے چھ اٹھائے۔ مگر یاد رہے پانچ۔ اب چار ہی روپے رہ گئے۔ تمہاری یاد سے پانچ ہی ہیں ایک روپیہ کہیں دیکر بھول گئیں اور سب پر چوری لگاتی پھرتی ہیں کہ فلانی نے اٹھالیا ہوگا تم کوئی چیز بے لکھے مت رہنے دیا کرو کپڑے دوتو لکھ کر قلعی کو برتن دوتو لکھ کر کسی کو مزدوری دوتو لکھ کر کوئی چیز منگاؤ تو لکھ کر اور جو تم کو ملے اس کو بھی لکھ لو۔ اب ہم تم کو آمدنی اور خرچ لکھنے کا قاعدہ بتاتے ہیں۔ ایک ہفتہ کا حساب بتالیا کرو چاہے ایک ایک مہینے کا یہ تم کو اختیار ہے وہ طریقہ یہ ہے مثلاً تم کو ایک ایک مہینہ کا حساب رکھنا منظور ہے اور رمضان سے شروع کرنا ہے۔ تو ایک کتاب بڑے بڑے ورقوں کی بنالو اور جس ورق سے لکھنا ہو اس کے شروع پر اول یہ عبارت لکھو (حساب آمد وخرچ بابتہ ماہ رمضان) پھر اس عبارت کے نیچے لفظ جمع کو لکیر کی طرح یوں لکھو۔

جمع ....

پھر اس کے نیچے دو لکیریں کھینچ کر ایک لکیر کے سرے پر لفظ بقایا اور دوسری لکیر کے سرے پر لفظ حال لکھو۔

بقایا ....

حال ....

اور بقایا کی لکیر کے نیچے جو روپیہ تمہارے پاس پہلے بچا ہو وہ لکھ دو اور حال کی لکیر کے نیچے ذرا زیادہ سی جگہ چھوڑے رکھو اور رمضان میں جو آمدنی ہوتی رہے تو تاریخ وار لکھتی رہو۔ اس طرح

بقایا ....

حال ....

یکم رمضان از منشی صاحب عمر۔ فروخت غلّہ عہ ۱۰/ وصول قرضہ از بھائی صاحب للعہ ۷/

اب اس کے بہت نیچے لفظ وجوہ ایک لکیر کی شکل میں لکھو اس طرح۔

وجوہ ....

اور اس کے بعد ذرا سی جگہ چھوڑ کر جہاں کہیں اٹھے اس کو تاریخ وار روز کے روز لکھتی رہو

اس طرح یکم رمضان چاول (للعہ)۔ گھی (صہ)۔ ۲/ رمضان شکر سفید (عا)، دودھ والا (عا/) ۳/ رمضان گرم مصالحہ ۴/۔ ۴/ رمضان مسجد میں تیل ۸/، ۵ رمضان طالب علموں کو افطاری وسحری کیلئے۔ اسی طرح مہینہ بھر تک لکھتی رہو جب مہینہ ختم ہو جائے خرچ کی ساری رقموں کو اوپر کے طریقہ کے موافق جوڑ کر سب کی میزان اس وجوہ کی لکیر کے نیچے لکھ دو مثلاً ان رقموں کو جوڑا عہ ۸/ ہوئے ان کو اس لکیر کے نیچے اس طرح لکھو۔

وجوہ..

عہ ۸/

پھر یوں کرو کہ حال کی لکیر کے نیچے جتنی رقمیں ہیں ان سب کو جوڑ کر اس حال کی لکیر کے نیچے لکھ دو مثلاً اس جگہ کی رقموں کو جو جوڑا للعہ ۷/عہ ہوئے اس کو اس کے نیچے اس طرح لکھ دیا۔

حال..

للعہ ۷/عہ ۲۴

پھر یوں کرو کہ اس حال کی جوڑی ہوئی رقم کو بقایا کی لکیر کی رقم کے ساتھ جوڑ کر جمع کی لکیر کے نیچے لکھ دو مثلاً اس للعہ ۷/عہ ۲۴ کے ساتھ عہ کو جوڑا للعہ ۷/سہ ۳۴ ہوئے اس کو اس طرح لکھا۔

جمع..

للعہ ۷/سہ

اب اس رقم کو وجوہ کی رقم سے دیکھ لو کہ دونوں برابر ہیں یا جمع کی رقم زیادہ ہے اور وجوہ کی رقم کم ہے یا جمع کی رقم کم ہے اور وجوہ کی زیادہ اگر دونوں برابر ہوں تو حساب جہاں لکھا ہوا ختم ہے اس جگہ لفظ تتمہ کو لکیر کی صورت میں لکھ دو اس طرح۔

تتمہ..

اور اس کے نیچے بالخیر کا لفظ لکھ دو مطلب یہ کہ کچھ نہیں بچا اور اگر جمع کی رقم بڑی ہے اور وجوہ کی رقم کم ہے تو معلوم ہوا کہ کچھ روپیہ بچا ہے تو اس تتمہ کی لکیر کے نیچے وہ بچی ہوئی رقم لکھ دو مثلاً اوپر کی مثال میں جمع کی رقم للعہ ۷/سہ اور وجوہ کی رقم عسہ ۸/ ۲۰ تھی تو ۔ ۱۵/عہ ۱۳ بچے اس کو اس لکیر کے نیچے اس طرح لکھو تتمہ ۔ ۱۵/عہ ۱۳ اور اگر جمع کی رقم کم ہو اور وجوہ کی رقم زیادہ ہو تو بجائے تتمہ کے لفظ فاضل لکھ کر جتنی رقم زیادہ ہو وہ اس لفظ کے نیچے لکھ دو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مہینہ میں اس قدر خرچ آمدنی سے زیادہ ہوا ہے۔ ہم اس مثال کی الگ الگ بتائی ہوئی باتوں کو اکٹھا لکھ کر بتلا دیتے ہیں۔

جمع..

للعہ ۷/سہ ۳۴

بقایا.. وجوہ ۸/عسہ ۲۰

عہ ۱۰

حال..

للعہ ۷/عسہ

یکم رمضان از منشی صاحب ۶ رمضان فروخت غلہ ۱۰ رمضان وصول از بھائی صاحبہ
یکم رمضان چاول (للعہ) ـ گھی (صہ) ۲ رمضان شکر سفید ۸ ، دودھ والا ۸ ۳ رمضان گرم مصالحہ ۴ ، ۴ رمضان مسجد میں تیل ۸ ، ۵ رمضان طالب علموں کی افطاری وسحری سے ۱۲ ۔

تتمہ .... سہ ۱۵ عہ ۱۳

اب اتنی بات کام کی اور یاد رکھو کہ جب تتمہ کی رقم لکھ چلو تو اس رقم کو اور وجوہ کی رقم کو جوڑ کر دیکھو کہ کتنی ہوگئی اگر جمع کی رقم کے برابر ہو تو حساب صحیح ہے اور کم زیادہ ہو جائے تو تتمہ کی رقم غلط لکھی گئی پھر سوچ لو کہ کتنا روپیہ خرچ سے بچا ہے اور سوچ کر صحیح لکھو اور پھر اسی طرح تتمہ کی رقم اور وجوہ کی رقم کو جوڑ کر دیکھو اب بھی جمع کی رقم برابر ہوئی یا نہیں جب برابر ہو جائے تو حساب کو صحیح سمجھو دیکھو اوپر کی مثال سہ ۱۵ عہ و ۸ عہ کو جوڑ کر دیکھا للعہ ۷ سہ ۳۴ ہوئے معلوم ہوا کہ حساب صحیح ہے خوب سمجھ لو اگر کچھ فاضل ہو تو اس فاضل رقم کو جمع کی رقم کے ساتھ جوڑ کر دیکھو اگر وجوہ کی رقم کے برابر ہو جائے تو فاضل صحیح ہے ورنہ پھر سوچو۔

تھوڑے سے گروں کا بیان: حساب کے چھوٹے چھوٹے قاعدوں کو گر کہتے ہیں ان سے آسانی کے ساتھ زبانی حساب لگ جاتا ہے تھوڑے سے گر لکھ دیتے ہیں جن کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔ **پہلا گر.** ایک من چیز جتنے روپے کی ہوگی اتنے آنوں کی ڈھائی سیر ہوگی۔ مثلاً ایک من چاول آٹھ روپے کے ہوئے آٹھ آنے کے ڈھائی سیر ہوئے اور آٹھ پیسوں کے ڈھائی پاؤ چاول ہوئے۔ **دوسرا گر۔** اگر روپے کی سیر چیز آئے گی چالیس روپے کی اتنے من آویگی۔ مثلاً ایک روپیہ کا ڈیڑھ سیر گھی ہوا تو چالیس روپے کا ڈیڑھ من ہوگا۔ **تیسرا گر۔** ایک روپے کی جے سیر چیز آویگی ایک آنہ کی اتنی چھٹانک ہوگی مثلاً ایک روپے کے بیس سیر گیہوں آئے تو ایک آنہ کے بیس چھٹانک آئیں گے۔ یعنی سوا سیر۔ **چوتھا گر۔** ایک روپے کے جے دھڑی یعنی جے پنسیری کوئی چیز آویگی تو آٹھ روپے کی اتنے من ہوگی مثلاً ایک روپے کے گیہوں جے پنسیری آئے تو آٹھ روپے کے چار من آئیں گے۔ **پانچواں گر۔** ایک روپے کے جے گز کپڑا ہوگا ایک آنہ کا اتنی گرہ ہوگا۔ مثلاً ایک روپیہ کا چار گز لٹھا ہوا تو ایک آنہ کا چار گرہ ہوگا۔ یہ حساب کی تھوڑی سی باتیں دی ہیں جو عورتوں کیلئے بہت مفید ہیں زیادہ کی ضرورت پڑے تو کسی سے سیکھ لو وہ لکھنے میں سمجھ نہیں آتیں۔

بعض لفظوں کے معنے جو ہر وقت بولے جاتے ہیں

مہینوں کے عربی اور اردو نام

محرم ۱	صفر ۲	ربیع الاول ۳	ربیع الثانی ۴	جمادی الاول ۵	جمادی الثانی
دہا	تیرہ تیزی	بارہ وفات	میرانجی	شاہدار	خواجہ جی
رجب ۷	شعبان ۸	رمضان ۹	شوال ۱۰	ذی قعدہ ۱۱	ذی الحجہ ۱۲

مریم روزہ	شب برات	رمضان	عید	خالی	بقرعید

ہندی مہینے اور موسم اور فصلیں: پھاگن ۱۔ چیت ۲۔ بیساکھ ۳۔ جیٹھ ۴۔ یہ چار مہینے گرمی کے کہلاتے ہیں اور اساڑھ ۱۔ ساون ۲۔ بھادوں ۳۔ کنوار ۴ جس کو اسوج بھی کہتے ہیں یہ چار مہینے برسات کے ہیں۔ اور کاتک ۱۱ گھن ۲ جس کو منگسر بھی کہتے ہیں۔ پوس ۳ جس کو پوہ بھی کہتے ہیں۔ ماگھ ۴ جس کو ماہ بھی کہتے ہیں یہ چار مہینے جاڑے کے ہیں اور ان میں جو بارش ہوتی ہے اس کو مہاوٹ کہتے ہیں اور یاد رکھو کہ تیسرے برس ان مہینوں میں ایک مہینہ دو دفعہ آتا ہے اس کو لوند کا مہینہ کہتے ہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھو کہ یہ مہینے چاند رات سے شروع نہیں ہوتے بلکہ چاند کے پورے ہونے سے یعنی چودھویں رات سے شروع ہوتے ہیں اور جس فصل میں گیہوں چنا ہوتا ہے وہ ربیع اور ساڑھی کہلاتی ہے اور جس موسم میں چاول اور ننھا اناج (مکی باجرہ جوار وغیرہ) پیدا ہوتا ہے وہ خریف اور ساونی کہلاتی ہے۔

رخوں کے نام: جس طرح سے سورج نکلتا ہے وہ مشرق کہلاتا ہے اور اس کو پورب بھی کہتے ہیں اور جدھر سورج چھپتا ہے وہ مغرب کہلاتا ہے اور پچھّم اور پچھاں بھی کہتے ہیں۔ اور جو مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو تو تمہارے داہنے ہاتھ کا رخ جنوب اور دکھن کہلاتا ہے اور بائیں ہاتھ کا رخ شمال اور اتر اور پہاڑ کہلاتا ہے۔ اور قطب تارہ ادھر ہی دکھائی دیتا ہے۔

بعض غلط لفظوں کی درستی: ہم اوپر غلط لفظ لکھیں گے اور ان کے نیچے صحیح لفظ لکھیں گے۔ بولنے میں ان کا خوب خیال رکھو، کیونکہ غلط بولنا بھی ایک عیب ہے۔

غلط	نامحروم	مہجت	چکو	چدد	امام جستہ	نخالص	نامکروہ	منجش
صحیح	محروم	مسجد	چاقو	چادر	ہاون دستہ	خالص	مکروہ	منضج
غلط	لغام	جلدان	دوائت	دیوال	نپاک	نخسہ	رواب	تان تشرہ
صحیح	لگام	جزدان	دوات	دیوار	ناپاک	نسخہ	رعب	طعن و تشنیع
غلط	طوفان	نویل یعنی	شادی کی خبر	مین میخ یعنی	جھگڑا فساد	تاڑی بجانا	پھاٹکر رونا	جھنگ یعنی بہلی کا گھنٹہ
صحیح	طوفان	نوید		مین میکھ		تالی بجانا	پھوٹ کر رونا	زنگ[1]

ڈاکخانے کے کچھ قاعدے[2] لکھے پڑھے آدمی کو ان سے کام پڑتا ہے۔ **خط کا قاعدہ۔** (۱) دس پیسے

[1] زنگولہ یعنی تامی گھونگرو کے مجموعہ کو کہتے ہیں۔

[2] ڈاکخانہ کے قواعد وقتاً فوقتاً بدلتے رہتے ہیں یہ قواعد پرانے ہیں۔

میں جو پوسٹ کارڈ ملتا ہے اگر وہ بھیجنا ہو تو پتہ کی طرف دائیں آدھے حصہ میں صرف جس کے پاس جاتا ہے اس کا نام اور پتہ لکھو۔ بعض لکھ دیتے ہیں جواب طلب ضروری یا بسم اللہ یا اس کے حروف یا ماشاء اللہ وبعونہ وغیرہ یا اور کچھ لکھ دیتے ہیں اس سے وہ بیرنگ ہو جاتا ہے یعنی جس کے پاس جاتا ہے اس کو بیرنگ کے دگنے پیسے دینے پڑتے ہیں اور باقی نصف حصہ میں جو چاہو سو لکھو اسی حصہ میں اپنا نام و پتہ اور تاریخ لکھ دو۔ (۲) پانے والے کا پتہ صاف اور پورا لکھنا چاہئے۔ اگر چھوٹے قصبہ میں بھیجنا ہے تو ضلع کا نام بھی ضرور لکھ دو اور اگر بڑے شہر میں بھیجنا ہے تو محلّہ کا نام اور مکان کا نمبر بھی لکھ دو۔ (۳) اگر بیس پیسے والا لفافہ بھیجتی ہو تو اس میں اس قسم کی باتیں جو قاعدہ نمبر ا میں بیان ہوئیں لکھنے کا ڈر نہیں مگر ساری جگہ مت چیت دو ورنہ ڈاکخانہ والوں کو انگریزی لکھنا پڑتی ہے وہ کہاں لکھیں گے البتہ لفافہ کی پشت پر بھی اپنا مضمون لکھ سکتی ہو۔ (۴) اگر پوسٹ کارڈ کے برابر لمبا چوڑا موٹا چکنا کاغذ کا ٹکڑا ہو اس پر دس پیسے کا ٹکٹ لگا دو وہ بھی پوسٹ کارڈ ہو جاتا ہے اور اگر اس پر ٹکٹ نہ لگاؤ تو اس کو ڈاکخانہ والے پانے والے کے پاس نہ بھیجیں گے بلکہ لاوارثی خطوں کے دفتر میں بھیج دیں گے اور اس دفتر والے اس کو پھاڑ کر پھینک دیں گے اور اگر پوسٹ کارڈ سے زیادہ یا کم لمبا چوڑا موٹا و چکنا کاغذ ہوگا تو وہ کارڈ بیرنگ کر دیا جائے گا۔ اس کو پرائیویٹ پوسٹ کارڈ کہتے ہیں۔ ایسے کارڈ پر بھی پتہ کی طرف نصف بائیں میں خط کا مضمون لکھ سکتی ہو، مگر اس کا خیال رہے کہ نصف دایاں حصہ پتہ لکھنے اور ڈاکخانہ کی مہر وغیرہ کیلئے چھٹا رہے اور اگر دائیں حصہ میں خط کا مطلب اور بائیں حصہ میں پتہ لکھو گی تو وہ بیرنگ ہو جائے گا اور اگر سادہ لفافہ پر بیس پیسے کا ٹکٹ لگا دو تو وہ بھی بیس پیسے والا لفافہ ہو جاتا ہے اور اگر اس پر ٹکٹ نہ لگاؤ تو چالیس پیسے کا بیرنگ ہو جاتا ہے مگر لفافہ کو گوند وغیرہ سے چپکا دو اور اگر نہ چپکاؤ گی تو ڈاکخانہ والے اس کو لاوارثی خطوط کے دفتر میں بھیج دیں گے اگر ٹکٹ نہ ہو تو پوسٹ کارڈ کی تصویر دس پیسہ ٹکٹ کی جگہ اور سرکاری لفافہ کی تصویر بیس پیسے کی ٹکٹ کی جگہ مت لگاؤ اور اگر لگا دو گی تو وہ بیرنگ ہو جائے گا۔ پہلے اسکی اجازت ہوگئی تھی اب ممانعت ہے۔ (۵) کارڈ یا لفافہ کو ایسی طرح مت دھوؤ کہ ٹکٹ میلا ہو جائے اور بہت ملا ہوا ٹکٹ بھی مت لگاؤ جس سے شبہ ہو اور ٹکٹ پر اپنا نام نہ لکھو نہ کسی طرح کی لکیر کھینچو ٹکٹ کو سادہ رہنے دو نہیں تو ٹکٹ بیکار ہو کر خط بیرنگ ہو جائے گا۔ استعمال شدہ ٹکٹ بھی خطوں پر کبھی مت لگاؤ کیونکہ اس حالت میں بھی خط بیرنگ ہوتا ہے اور اگر استعمال شدہ ٹکٹ پر سے سابق نشانات کے دور کرنے کی کوشش کی گئی تو وہ جرم ہو جاتا ہے اور ایسے خط استعمال کرنے سے خط بھیجنے والے پر مقدمہ قائم ہو جاتا ہے۔ اور بسا اوقات سزا ہو جاتی ہے۔ (۶) بعض آدمی ایک کارڈ کے ساتھ دوسرا کارڈ سی کر بھیجتے ہیں اس سے وہ بیرنگ ہو جاتا ہے۔ اگر جواب کیلئے کارڈ بھیجنا ہو تو بیس پیسے کا جڑا ہوا کارڈ آتا ہے وہ منگا لیا کرو۔ (۷) لفافہ میں خط رکھ کر ایک چھوٹی سی ترازو جسے نزرہ کہتے ہیں بنا لو۔ اس میں رکھ لو۔ دوسری طرف ایک تولہ یا ایک روپیہ انگریزی رکھ کر تول لیا کرو اگر ایک تولہ سے زائد نہ ہو تو بیس پیسے کے ٹکٹ میں جا سکتا ہے اور اگر یہ ایک تولہ سے بڑھ گیا تو دو تولہ تک ایک آنہ کا ٹکٹ اور لگاؤ خلاصہ

یہ کہ ہر زائد تولہ یا اس کے جزو پر ایک آنہ لگے گا اور اگر بے ٹکٹ بھیجو گی تو بیرنگ ہو جائیگا اور حساب سے جتنے ٹکٹ یہاں لگتے اس سے دگنے دام اس کو دینے پڑینگے جس کے پاس یہ خط جائیگا۔ اگر لینے والا بیرنگ خط لینے سے انکار کرے تو وہ خط تم کو واپس کر دیا جائے گا اور تم کو ہی اس کا دگنا محصول دینا پڑے گا اگر تم بھی خط لینے سے انکار کرو گی تو تمہارے تمام خطوط سوائے سرکاری خطوط کے ڈاکخانہ کے قاعدہ کے مطابق ڈاکخانہ ہی میں روک لئے جائیں گے اور جب تک محصول نہ دو گی اس وقت تک تم کو تقسیم نہیں کئے جائیں گے۔ (۸) ایک لفافہ میں کئی خط کئی آدمیوں کے نام بنا بنا کر مت رکھو۔ چونکہ یہ ڈاکخانہ کے قواعد کے خلاف ہے اس لئے شرع سے بھی منع ہے، البتہ اس خط میں دوسرے کو بھی دو چار سطریں لکھ دیں تو کچھ ڈر نہیں۔ (۹) خط یا پلندے پر جتنے کے ٹکٹ لگانے چاہئیں اگر اس سے کم کے لگے ہیں تو جتنے کی کمی ہے اس کا دوگنا اس شخص سے لیا جائے گا جس کے پاس وہ بھیجا گیا ہے۔ **پلندے کا قاعدہ۔** (۱) کوئی کتاب یا اخبار یا اشتہار یا ایسے کاغذات جن کا مضمون خط کے طور پر نہ ہو اگر ایسے طور سے کاغذ میں لپیٹ کر بند کر دو کہ ڈاک خانہ والے بسہولت کھول کر بند کر سکیں اس کو پلندہ یا پیکٹ کہتے ہیں اس کا محصول پہلے پانچ تولہ پر ایک آنہ پھر ہر پانچ تولہ یا اس کے جزو پر دو پیسے کا ٹکٹ بڑھاتی جاؤ۔ (۲) پلندہ میں خط رکھنے کی ممانعت ہے۔ (۳) پلندے میں نوٹ ہنڈی، اسٹامپ، چیک بل یا بینک کا نوٹ یا دیگر کاغذات جن سے روپیہ مل سکتا ہو بھیجنا منع ہے۔ (۴) پلندہ دو فٹ لمبا ایک فٹ چوڑا اور ایک فٹ اونچے سے زائد نہ ہونا چاہئے اور اگر پلندہ گول بنایا جائے تو تیس انچ طول اور چار انچ قطر سے زائد نہ ہو۔ (۵) اگر یہاں ٹکٹ نہ لگاؤ گی تو بیرنگ ہو جائیگا اور جتنے کے ٹکٹ یہاں حساب سے لگتے اس سے دونا محصول وہاں دینا پڑے گا جس کے نام جاتا ہے اگر وہ نہ لے تو اس بھیجنے والے سے ہی وہی دونا محصول لے لیا جائیگا۔ **رجسٹری کا قاعدہ۔** اگر خط یا پلندہ یا پارسل کی زیادہ حفاظت چاہو تو اسکی رجسٹری کر دو یعنی جتنے ٹکٹ محصول کے حساب سے لگائے ہیں نوے پیسے کے اور لگاؤ اور لے جانے والا ڈاک منشی سے کہے کہ اسکی رجسٹری ہو گی وہاں سے ایک رسید ملے گی اس کو حفاظت سے رکھو اگر تم یوں چاہو کہ جس کے نام ہم بھیجتے ہیں اس کے ہاتھ کی دستخطی رسید بھی آ جائے تا کہ وہ انکار نہ کر سکے کہ ہمارے پاس خط یا پارسل نہیں پہنچا تو دو آنہ کا ٹکٹ اور لگاؤ اور رجسٹری کرنے والے بابو سے ایک جوابی رجسٹری کا فارم جو ایک چھوٹا سا چھپا ہوا ہوتا ہے جس پر ایک طرف اپنا پتہ اور دوسری طرف جس کے نام ہے اس کا مکمل پتہ لکھ کر اس خط یا لفافہ پلندہ کے ساتھ نتھی کر دو جس پر اس شخص کے دستخط کرانے کے بعد ڈاکخانہ والے پھر واپس تمہیں پہنچا دینگے اور یہاں مثل سادہ رجسٹری کے ایک رسید اس وقت ملے گی۔ ہنڈی ٹکٹ یا اسٹامپ ہو اسکی رجسٹری حفاظت کی وجہ سے کرانی ضروری ہے بلا رجسٹری ضائع ہونے پر ڈاکخانہ ذمہ دار نہیں رجسٹری خط کے بائیں طرف نیچے کے کونے کے قریب اپنا نام اور پورا پتہ بھی لکھ دو تا کہ اس کے مکتوب الیہ کو تقسیم نہ ہونے کی صورت میں اس کے بھیجنے والے کو بغیر کھولے ہوئے بلا تاخیر واپس کر دی جائے۔ **بیمہ کا قاعدہ۔** اگر تم کو کوئی قیمتی چیز بھیجنی ہے مثلاً نوٹ، سونا، چاندی

وغیرہ تو اس کا بیمہ کرادو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جس چیز کا بیمہ کرانا ہو اس پر ایک ایک انچ کے فاصلہ پر عمدہ قسم کی لاکھ کی مہر کرو مہر پر کسی شخص کا نام کھدا ہوا ہونا چاہئے۔ پھول یا سکہ یا بٹن کی مہر نہیں کرنا چاہئے اور اس پر پانے والے کا اور اپنا پتہ صاف تحریر کرنا چاہئے اور بیمہ کی قیمت لکھنا چاہئے مثلاً بیمہ مبلغ دوسو روپے وغیرہ بیمہ کی قیمت لفظوں اور ہندسوں دونوں میں لکھنا چاہئے۔ (۲) اگر سو روپے یا سو روپے سے کم کا بیمہ ہے تو محصول خط اور فیس رجسٹری کے علاوہ چند آنہ ذمہ داری کے اور لیں گے اور اگر سو روپے سے زائد کا ہے تو دوسو تک ساڑھے پانچ آنہ اور تین سو تک آٹھ آنے اور پھر ہر سو پر دو آنے بڑھتے جائیں گے ایک ہزار تک ایک ہزار سے زائد پر تین ہزار تک ہر سو روپے پر ایک آنہ بڑھتا جائے گا۔ ڈاکخانہ سے تم کو ایک رسید ملے گی اس کو حفاظت سے رکھو۔ (۳) تین ہزار روپے سے زیادہ کا ایک بیمہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ (۴) اگر لفافہ کے اندر نوٹ ہوں تو اس کا بیمہ کرانا ضروری ہے۔ (۵) بیمہ کے واسطے ڈاکخانہ سے رجسٹری کا لفافہ منگا لینا زیادہ اچھا ہے اس لفافہ کے اندر کپڑا ہوتا ہے، اس کی قیمت ساڑھے پانچ آنے ہوتی ہے وہ اندر کپڑا لگا ہوا ہونے کی وجہ سے بہت مضبوط ہوتا ہے اس میں بہت احتیاط سے نوٹ وغیرہ جا سکتے ہیں اس لفافہ پر پھر رجسٹری کے محصول کی ضرورت نہیں اگر لفافہ کا وزن ایک تولہ یا ایک تولہ سے کم ہو تو بغیر مزید ٹکٹ لگائے رجسٹری ہو سکتا ہے اگر ایک تولہ سے زائد ہے تو محصول کا وہی حساب ہے جو خط کے محصول میں بیان ہوا ہے۔ (۶) سکہ، سونا، چاندی، بیش بہا پتھر، جواہرات، نوٹ یا اس کا کوئی حصہ یا سونا چاندی کی بنی ہوئی چیزیں صرف بذریعہ بیمہ ہی جا سکتی ہیں اگر بغیر بیمہ بھیجی جائیں گی تو ڈاکخانہ کو اگر علم ہو گیا تو پانے والے کے پاس بھیج دے گا مگر اس سے ایک روپیہ جرمانہ ملے گا۔ (۷) اگر پانے والا انکار کر دیگا واپس آئے گا اور فریسندہ سے ایک روپیہ جرمانہ لیا جائیگا۔ **پارسل کا قاعدہ۔** (۱) کوئی زیور یا روپیہ یا دوا یا عطر یا کپڑا وغیرہ اور ایسی ہی کوئی اور چیز کسی ڈبیہ یا کسی بکس وغیرہ میں بند کر کے اوپر کپڑا لپیٹ کر چاروں طرف سے سی دیا جائے اس کو پارسل کہتے ہیں۔ اس کا محصول اس طرح ہے۔

نقشہ محصول پارسل [1]

وزن پارسل	محصول	وزن پارسل	محصول	وزن پارسل	محصول	وزن پارسل	محصول	وزن پارسل	محصول
آدھ سیر ۴۰ تولہ	۸/	تین سیر ۲۴۰ تولہ	ے/	ساڑھے ۵ سیر تک ۴۴۰ تولہ	صہ۸/	۸ سیر تک ۶۴۰ تولہ	مئے	ساڑھے ۱۰ سیر تک ۸۴۰ تولہ	عہ۸/

[1] اب محصول میں بہت فرق ہو گیا ہے پارسل روانہ کرتے وقت ڈاکخانہ سے معلوم کر کے محصول لگاویں۔

ایک سیر تک ۸۰ تولہ	عہ	ساڑھے تین سیر تک ۲۸۰ تولہ	ے ۸؍	چھ سیر تک ۴۸۰ تولہ	ے	ساڑھے آٹھ سیر تک ۶۸۰ تولہ	مۂ ۸؍	گیارہ سیر تک ۸۸۰ تولہ	اعہ
ڈیڑھ سیر تک ۱۲۰ تولہ	۸؍عہ	چار سیر تک ۳۲۰ تولہ	للعہ؍	ساڑھے چھ سیر تک ۵۲۰ تولہ	ے ۸؍	نو سیر تک ۷۲۰ تولہ	لعہ؍	ساڑھے گیارہ سیر تک ۹۲۰ تولہ	اعہ۸؍
دو سیر تک ۱۶۰ تولہ	عا؍	ساڑھے چار سیر تک ۳۶۰ تولہ	للعہ؍	سات سیر تک ۵۶۰ تولہ	معہ	ساڑھے نو سیر تک ۷۶۰ تولہ	لعہ۸؍	بارہ سیر تک	عہعہ عہعہ
اڑھائی سیر تک ۲۰۰ تولہ	عا۸؍	پانچ سیر تک ۴۰۰ تولہ	صہ؍	ساڑھے سات سیر تک ۶۰۰ تولہ	معہ۸؍	دس سیر تک ۸۰۰ تولہ	عہ	ساڑھے بارہ سیر تک ۱۰۰۰ تولہ	عہ۸؍ عہ

(۲) ساڑھے بارہ سیر یعنی ایک ہزار تولہ سے زیادہ وزنی پارسل ڈاکخانہ سے نہیں جا سکتا۔
(۳) پارسل کے اندر ایک خط رکھنے کی اجازت ہے مگر وہ خط اسی شخص کے نام ہو جس کے نام پارسل ہے۔
(۴) پارسل کی ہر سیون پر گرم لاکھ لگا کر مہر کر دو اس سے حفاظت ہو جاوے گی۔ (۵) اتنا چھوٹا پارسل مت بناؤ جس میں ڈاک خانہ کی مہر کی جگہ نہ رہے۔ (۶) پارسل بیرنگ نہیں جاتا ہے۔ (۷) اگر اس میں قیمتی چیز ہو تو رجسٹری کرا دو اس سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

نیچے لکھی ہوئی صورتوں میں رجسٹری کرانا ضروری ہے: (۱) اگر کسی خط یا پارسل کا بیمہ کرایا جائے۔ (۲) اگر کوئی پارسل سیلون یا ملک سنگاپور کو بھیجنا ہو۔ (۳) اگر پارسل ایسی جگہ بھیجنا ہو جس کے واسطے (کسٹم ڈیکلریشن) یعنی تمام اشیاء کی فہرست معہ قیمت کے لکھنی پڑتی ہے۔ (۴) اگر کسی پارسل یا پلندہ کو وی پی کرانا ہو یا پارسل کا وزن ساڑھے پانچ سیر یعنی ۴۴۰ تولہ سے زیادہ ہو۔ (نوٹ) ڈاکخانہ کا سیر اسی روپیہ بھر ہوتا ہے۔

وی پی کا قاعدہ۔ اگر تم کسی کے پاس کتاب یا کوئی چیز بھیج کر اس کی قیمت منگاؤ تو پارسل پیکٹ یا خط پر پانیوالے کا پتہ لکھ کر اسکی قیمت اس طرح لکھ دو مثلاً وی پی قیمتی مبلغ (صہ) پانچ روپیہ اور اس کے ساتھ ہی ایک منی آرڈر وی پی کا بھر کر بھیج دو اسکی رجسٹری کرانی ضروری ہے، اس لئے حساب سے جتنے ٹکٹ محصول کے ہوں اس سے زیادہ ایک روپیہ پانچ پیسے لگا دو اور لیجانے والا ڈاک منشی سے کہے کہ اس کو وی پی کر دو وہاں سے ایک

رسید ملے گی اس کو حفاظت کے ساتھ رکھو پانے والے سے قیمت وصول ہو کر تمہارے پاس بذریعہ منی آرڈر آ جاویگی۔ (۲) ایک ہزار روپے سے زیادہ کی وی پی نہیں ہو سکتی۔ (۳) وی پی میں آنے کو کسر نہیں جا سکتی ہے سوائے سرکاری وی پی کے۔ (۴) اگر وی پی پانے والا لینے سے انکار کر دے تو بھیجنے والے کو واپس تقسیم کر دی جائیگی مگر ٹکٹوں کی قیمت کسی حالت میں نہیں ملے گی نہ واپسی کا کوئی محصول دینا پڑے گا۔ (۵) قیمت طلب وی پی کا بیمہ بھی ہو سکتا ہے۔ وی پی کا روپیہ اگر ایک ماہ تک وصول نہ ہو تو ڈاک منشی کو لکھ کر دینا چاہئے۔

منی آرڈر کا قاعدہ۔ (۱) اگر تم کو دوسری جگہ کچھ روپے آنے منی آرڈر کے ذریعہ سے بھیجنا منظور ہو تو ڈاکخانہ سے ایک منی آرڈر فارم اردو کا منگا لو یہ ایک چھپا ہوا کاغذ ہوتا ہے اور اس میں جس طرح لکھا ہو اس کے موافق جس شخص کے پاس تم کو بھیجنا ہے اس کا نام و پتہ اور اپنا نام و پتہ اور روپے آنے کی گنتی سب لکھ کر وہ کاغذ اور روپیہ ڈاکخانہ میں بھیج دو اور ساتھ ہی اس کے محصول بھی بھیج دو جو ابھی بتلایا جاتا ہے وہاں سے تم کو ایک رسید ملے گی اس کو اپنے پاس رکھو جب یہ روپیہ وہاں پہنچ جائے گا اس شخص کے دستخط اس منی آرڈر کے ٹکڑے پر کرا کر وہ ٹکڑا ڈاکخانہ سے تمہارے پاس پہنچایا جائے گا۔ (۲) محصول منی آرڈر کا اس طرح ہے۔

نقشہ محصول منی آرڈر

(اب محصول بہت بڑھ گیا ہے ڈاکخانہ سے معلوم کر کے محصول ادا کریں)۔

رقم	محصول	رقم	محصول	رقم	محصول
عہ تک	۲/	للعہ تک	۸/	معہ تک	۱۴/
عہ تک	۴/	صہ تک	۱۰/	عہ تک	عہ/
سہ تک	۶/	ے تک	۱۲/	ما۱۰۰/ تک	عہ۴/

اگر سو روپے سے زائد کا منی آرڈر ہو تو پھر محصول کا حساب شروع سے حسب تفصیل نقشہ لیا جاویگا۔

(۳) اس منی آرڈر فارم میں نیچے کا ذرا سا وہ حصہ ہوتا ہے اس پر لکھنے کی اجازت ہے جس کے پاس بھیجنا ہے اس کو جو چاہو لکھ دو۔ (۴) پانے والے کا نام و پتہ نہایت صاف اور صحیح ہونا چاہئے۔ اگر پتہ صحیح نہ ہونے کی وجہ سے کسی دوسرے کو منی آرڈر تقسیم ہو جاویگا تو ڈاک خانہ ذمہ دار نہ ہوگا۔ (۵) اگر پانے والا انکار کر دے یا بوجہ غلط پتہ کے منی آرڈر تقسیم نہ ہو تو روپیہ بھیجنے والے کو مل جاویگا مگر منی آرڈر کا محصول نہیں ملے گا۔ (۶) اگر تم کو روپیہ بہت جلد بھیجنا ہو تو منی آرڈر بذریعہ تار بھیج دو۔ اس میں منی آرڈر کے محصول کے علاوہ تار کی فیس اور دینی پڑے گی اور اگر ضروری تار کے ذریعہ سے بھیجنا ہو تو منی آرڈر کے فارم میں اس طرح لکھ دو۔ بذریعہ تار ضروری ورنہ بذریعہ تار ہی۔ **قواعد تار۔** تار کی دو قسمیں ہیں ایک ضروری دوسری معمولی ہندوستان میں خواہ کسی جگہ تار بھیجا جائے گا حسب ذیل محصول ہوگا۔

اقسام	تعداد الفاظ	محصول	محصول ہر مزید لفظ پر
ضروری	۸	عہ۱۰/	۲/
معمولی	۸	۱۳/	۱/

نوٹ۔ اب محصول بہت بڑھ گیا ہے ڈاکخانہ سے معلوم کر کے ادا کر دیں۔

تھوڑے سے قاعدے جو ہر وقت ضرورت کے تھے لکھ دیئے ہیں اگر کوئی زیادہ بات پوچھنی ہو تو ڈاکخانہ سے پچھوا لینا اور کبھی کبھی قاعدہ بھی بدل جاتا ہے مگر جب بدلے گا کسی نہ کسی طرح خبر ہو ہی جائیگی۔

خط لکھنے پڑھنے کا طریقہ اور قاعدہ

یہ بات تو اس کتاب کے پہلے حصہ میں پڑھ چکی ہو کہ بڑوں کو کس طرح خط لکھتے ہیں اور چھوٹوں کو کس طرح لکھتے ہیں اور لفافہ لکھنے کا کیا قاعدہ ہے اب یہاں اور چند ضروری باتیں کام کی بتلاتے ہیں۔ (۱) قلم بنانا سیکھو۔ (۲) جب خط لکھنا شروع کرو موٹے قلم سے تختی پر لکھا کرو۔ جب ہاتھ جمنے لگے استاد کی اجازت کے بعد ذرا باریک قلم سے موٹے کاغذ پر لکھو جب خط خوب پختہ ہو جائے تب باریک قلم سے باریک کاغذ پر لکھو۔ (۳) جلدی نہ لکھو خوب سنبھال کر حرفوں کو خوب سنوار کر لکھو، جس کتاب کو دیکھ دیکھ کر لکھتی ہو یا استاد نے حروف بنا دیئے ہیں جہاں تک ہو سکے ویسی صورت کے حروف بناؤ جب خط پکا ہو جائے پھر جلدی لکھنے کا ڈر نہیں۔ (۴) گھسیٹ اور کٹے ہوئے اور نقطے چھوڑ چھوڑ کر ساری عمر بھی مت لکھو۔ (۵) اگر کوئی عبارت غلط لکھی گئی یا جو بات لکھنا منظور نہ تھی وہ لکھی گئی تو اس کو تھوک یا پانی سے مت مٹاؤ لکھنے والوں کے نزدیک یہ عیب سمجھا جاتا ہے بلکہ اس قدر عبارت پر ایک لکیر کھینچ کر اس کو اس طرح کاٹ دو اور میرے واسطے ایک دری لیتے آنا اور جو اس مضمون کا پوشیدہ ہی کرنا منظور ہو تو خوب روشنائی بھر دو یا کاغذ بدل دو۔ (۶) حرف ننھے ننھے اور اوپر تلے چڑھے ہوئے مت لکھو۔ (۷) طرح طرح کے لکھے ہوئے خط پڑھا کرو اس سے خط پڑھنا آجاویگا۔ (۸) جس مرد سے شرع میں پردہ ہے اس کو بدون سخت ناچاری کے کبھی خط مت لکھو۔ (۹) خط میں کسی کو کوئی بات بے شرمی یا ہنسی کی مت لکھو۔ (۱۰) جو خط کہیں بھیجنا ہو لکھ کر اپنے شوہر کو دکھلا دو اور جس کے شوہر نہ ہو وہ اپنے گھر کے مرد کو باپ کو بھائی کو ضرور دکھلائے اس میں ایک تو یہ فائدہ ہے کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ عقل دی ہے۔ شاید اس میں کوئی بات نامناسب لکھی گئی ہو اور تمہاری سمجھ میں نہ آئی ہو وہ سمجھ کر نکال دیں گے یا سنوار دینگے۔ دوسرا فائدہ یہ کہ ان کو کسی طرح کا شبہ نہ ہوگا۔ یاد رکھو کسی عورت پر شبہ ہو جانا عورت کیلئے مر رہنے کی بات ہے تو ایسے کام کیوں کرو جو کسی کو تم پر شبہ ہو اور اسی طرح جو خط تمہارے پاس آئے وہ بھی اپنے مردوں کو دکھلا دیا کرو البتہ خود میاں کو جو خط جائے یا میاں کا خط آئے وہ نہ دکھلاؤ تو کچھ ڈر نہیں مگر اوپر سے آئے ہوئے خط کا لفافہ اور جانے والے خط کا پھر بھی دکھلا دو۔ (۱۱) جہاں تک ہو سکے لفافہ اپنے مردوں کے ہاتھ سے لکھوایا کرو بعض دفعہ کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے کہ کچہری دربار میں کسی بات کو پوچھنے کیلئے جانا پڑتا ہے تو عورتوں کے واسطے ایسی بات کس قدر بیجا ہے۔ (۱۲) کارڈ یا بیس پیسے والا لفافہ اگر پتہ کی طرف سے

کچھ بگڑ جائے تو اس کو بھی دھونا مت بعض دفعہ ٹکٹ کی جگہ میلی ہو جاتی ہے اور ڈاک والوں کو شبہ ہو جاتا کہیں کوئی مقدمہ نہ کھڑا ہو جائے ایک جگہ ایسا ہو چکا ہے جب سرکاری آدمیوں نے پوچھا تو اس عورت کو دست لگ گئے۔ بڑی مشکل سے وہ قصہ رفع دفع ہوا اور اسی طرح میلا ٹکٹ بھی نہ لگاوے۔ (۱۳) جو کاغذ سرکاری دربار میں پیش کرنیکا ہو اس پر بدون کسی ناچاری کے اپنے دستخط بھی مت کرو۔ (۱۴) شوق شوق میں ثواب لینے کے خیال سے ساری دنیا کے خط پتر نہ لکھا کرو کوئی ناچاری ہی آپڑے تو خیر مثلاً کسی غریب کا کام ضروری اٹکا ہوا ہے اور کوئی لکھنے والا میسر نہیں آتا تو مجبوری کی بات ہے ورنہ کہہ دیا کرو کہ بھائی میں کوئی منشی نہیں ہوں میں اپنا خط غیر مردوں کی نظر سے گزاروں بے شرمی کی بات ہے اپنی ضرورت کے واسطے دو چار کیرم کانٹے کھینچ لیتی ہوں جاؤ اور کسی سے لکھواؤ وجہ یہ ہے کہ بعض جگہ ایسی باتوں سے برے مردوں کی نیت بگڑ گئی ہے اللہ بری گھڑی سے بچائے۔ (۱۵) جب خط کا جواب لکھ چکو اس کو چولہے میں جلا دو اس میں ایک تو کاغذ کی بے ادبی نہ ہوگی مارا مارا نہ پھرے گا دوسرے خط میں ہزار بات ہوتی ہے خدا جانے کس کس آدمی کی نظر پڑے اپنے گھر کی بات دوسری جگہ پہنچنی کیا ضرور ہے۔ البتہ اگر کسی خاص وجہ سے کوئی خط چند روز کے واسطے رکھنا ہی ضروری ہے تو اور بات ہے مگر رکھو تو حفاظت سے صندوقچی وغیرہ میں رکھو تاکہ مارا مارا نہ پھرے۔ (۱۶) اگر کوئی پوشیدہ بات لکھنا منظور ہو تو پوسٹ کارڈ مت لکھو۔ (۱۷) خط میں تاریخ اور مہینہ اور سنہ ضرور لکھو جس مہینہ میں خط لکھ رہی ہو اس کا جونسا دن ہو اس کو تاریخ کہتے ہیں جیسے اب مثلاً جمادی الاخریٰ کا مہینہ ہے اور آج اس کا اٹھارواں دن ہے تو اٹھارہویں تاریخ ہوئی اس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ جونسی تاریخ ہو وہی ہندسہ لکھ کر اس کے بعد مہینہ کا نام لکھ دو۔ مثلاً جمادی الاخریٰ کی اٹھارویں تاریخ کو اس طرح لکھو ۱۸ جمادی الاخریٰ اور سنہ کہتے ہیں برس کو ہم مسلمانوں میں جب پیغمبر ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی جب سے برسوں کا شمار لیتے ہیں تو اب تک تیرہ سو چورانوے برس ہو چکے ہیں بس یہی سن ہوا اور اس کو ہجری سن کہتے ہیں کیونکہ ہجرت کے حساب سے ہے اور تیرہ سو چورانوے اس طرح لکھتے ہیں کہ پہلے لفظ سنہ ذرا لمبا سا لکھیں گے اور اس کے اوپر یہ ہندسہ لکھیں گے اور اس کے آگے دو چشمی ھ بنا دینگے اس طرح ۱۳۹۴ھ اور یہ سنہ محرم کے مہینے سے بدل جاتا ہے۔ مثلاً اب جو محرم آئے گا اس سے سنہ تیرہ سو پچانوے ۱۳۹۵ھ شروع ہوگا تو تیرہ کا ہندسہ تو اپنی حالت پر رہنے دینگے اور چورانوے کی جگہ پچانوے کا ہندسہ لکھیں گے اس طرح ۱۳۹۵ھ اسی طرح ہر محرم سے اس ہندسہ کو بدلتے رہیں گے کہ دوسرے محرم سے پچانوے کی جگہ چھیانوے لکھیں گے۔ تیسرے محرم سے چھیانوے کی جگہ ستانوے لکھیں گے اور تیرہ کا ہندسہ اپنی جگہ لکھا رہے گا جب سات سال گزر جائیں گے اور پورے چودہ سو برس ہو جائیں گے تب یہ تیرہ کا ہندسہ بدلے گا۔ اس زمانہ میں جو لوگ ہونگے وہ آپس میں اس کے لکھنے کا طریقہ پوچھ لیں گے تاریخ اور سنہ میں بہت فائدے ہیں ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو آئے ہوئے کتنے دن ہوئے شاید اس میں کوئی بات لکھی ہو اور اب موقع نہ رہا ہو تو دھوکہ نہ ہو دوسرے اگر ایک خط میں ایک بات لکھی ہے اور دوسرے میں اس کے خلاف لکھی ہے تو اگر تاریخ اور سنہ نہ ہو تو دیکھنے والے کو یہ نہیں معلوم ہوگا کہ اس میں کونسا پہلا ہے کونسا پچھلا اور میں کونسی بات کروں اور کونسی نہ کروں اور اگر تاریخ و سنہ ہوگا تو اس سے معلوم ہو جاویگا

کہ فلانا خط بعد کا ہے اس کے موافق عمل کرنا چاہئے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں۔ (۱۸) پتہ بہت صاف لکھو یہاں کا بھی اور وہاں کا بھی پورے حروف ہوں سب نقطے اور شوشے دیئے ہوں ورنہ بعض دفعہ بڑی دقت ہو جاتی ہے کبھی تو خط نہیں پہنچتا اور کبھی جواب بھیجنے کے وقت پتہ نہیں پڑھا جاتا تو جواب نہیں آ سکتا اور ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھا کرو شاید دوسرے کو یاد نہ رہے اور پہلا خط بھی حفاظت سے نہ رہے۔ (۱۹) ایسے کاغذ یا ایسی روشنائی سے مت لکھو کہ حرف پھیل جائیں یا دوسری طرف چھن جائیں کہ پڑھنے میں دقت ہو اور نہ بہت موٹا کاغذ لو کہ بے فائدہ وزن بڑھنے سے محصول بڑھ جائے۔ (۲۰) خط الٹ پلٹ مت لکھو کہ دوسرا یہی ڈھونڈتا پھرے کہ اس کے بعد کی عبارت کونسی ہے۔ ایک طرف سے سیدھا سادہ لکھنا شروع کرو اور ترتیب سے لکھتی چلی جاؤ تاکہ پڑھنے والا سیدھا پڑھتا چلا جائے۔ (۲۱) جب ایک صفحہ لکھ چلو تو اس کو مٹی سے یا جاذب کاغذ سے خوب خشک کرلو پھر اگلا صفحہ لکھنا شروع کرو ورنہ حرف مٹ جائیں گے پڑھے نہیں جائیں گے۔ (۲۲) بعضوں کی عادت ہے کہ قلم میں روشنائی زیادہ لگا لیتے ہیں پھر اس کو چٹائی یا فرش پر یا دیوار پر چھڑک کر روشنائی کم کرتے ہیں یہ بے تمیزی کی بات ہے اول ہی سے روشنائی سنبھال کر لگاؤ اور اگر زیادہ آئے تو دوات کے اندر جھاڑ دو۔

کتاب کا خاتمہ جس میں تین مضمون ہیں

پہلا مضمون: ان میں زیادہ علم حاصل کرنے کا طریقہ اور کچھ کتابوں کے نام ہیں ہم نے اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے خوب سوچ سوچ کر دین ودنیا کی ایسی ضروری باتیں لکھ دی ہیں جن سے زیادہ کام پڑا کرتا ہے اور اگر زیادہ باتیں معلوم کرنا ہو تو اس کے تین طریقے ہیں ایک تو یہ کہ مردوں کی طرح کچھ فارسی پڑھ کر آگے عربی پڑھنا شروع کرے عربی میں بہت بڑی بڑی اور اچھی اچھی علم کی باتیں ہیں اور سچ یہ ہے کہ دین کا علم کا مزہ اور پوری پوری خبر بدون عربی کے میسر نہیں اگر اسکی ہمت ہو تو یہ کتاب تو ختم ہونے کو آئی تم اللہ کا نام لیکر ایک کتاب ہے۔

تیسیر المبتدی: اس کا نام ہے میرے ایک دوست مولوی صاحب نے لکھی ہے اور میں نے بڑے شوق سے اس کو لکھوایا ہے اور مجھ کو بہت پسند آئی ہے اور میں اپنی سپردگی کے بچوں کو وہی پڑھواتا ہوں اور ان کو اس کے پڑھنے سے بڑی طاقت ہوتی ہے تم وہ کتاب منگوا کر خوب سمجھ سمجھ کر پڑھنا شروع کردو پھر آگے جو جو پڑھا جاویگا اسکی ترکیب اسی کتاب کے پہلے ورق میں لکھی ہے اس کے موافق پڑھتی رہنا۔ تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو عربی پڑھنے کی طاقت ہو جائے گی۔ ہم نے عربی پڑھنے کی بھی ایک مختصر اور جلدی حاصل ہو جانے کی ترکیب نکالی ہے۔ اس ترکیب کے ملنے کا پتہ بھی اسی کتاب کے پہلے ورق میں لکھا ہے۔ اس کے موافق عربی پڑھ لینا انشاء اللہ تعالیٰ اس وقت سے تین سال کے اندر تم مولوی یعنی عربی کی عالمہ ہو جاؤ گی عالموں کے جو درجے ہیں وہ تم کو ملیں گے عالموں کی طرح قرآن وحدیث کا وعظ کہنے لگو گی عالموں کی طرح فتویٰ دینے لگو گی۔ عالموں کی طرح لڑکیوں کو عربی پڑھانے لگو گی پھر تمہارے وعظ اور فتوؤں سے اور پڑھانے اور کتابوں سے جتنوں کو ہدایت ہوگی اور پھر ان سے آگے جتنوں کو ہدایت ہوگی قیامت تک سب کا ثواب تمہارے اعمال نامہ میں بھی

لکھا جائے گا۔ دیکھو تھوڑی محنت میں کتنی بڑی دولت مفت ملتی ہے سب سے بڑھ کر طریقہ دین کے علم حاصل کرنے کا تو یہ ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر تمہارے گھر میں کوئی عالم ہو تو خود اور جو تمہارے گھر میں نہ ہو شہر بستی میں ہو تو اپنے مردوں یا ہوشیار لڑکوں کے ذریعہ سے ہر طرح کی دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہو۔ مگر پورے عالم دیندار سے مسئلہ پوچھو اور جو ادھ کچا ہو یا دنیا کی محبت میں جائز ناجائز کا خیال اس کو نہ ہو اس کی بات بھروسہ کے قابل نہیں۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ دین کی اردو زبان والی کتابیں دیکھا کرو خوب سوچ سوچ کر سمجھا کرو جہاں شبہ رہے اپنی سمجھ سے مطلب مت ٹھہرالیا کرو بلکہ کسی عالم سے تحقیق کرلیا کرو اگر موقع ہو تو بہتر تو یہی ہے کہ ان کتابوں کے بھی سبق کے طور پر کسی جاننے والے سے پڑھ لیا کرو۔ اب یہ سمجھو کہ دین کے نام سے کتابیں اس زمانہ میں بہت پھیل گئی ہیں مگر بعض کتابیں ان میں صحیح نہیں ہیں اور بعض کتابوں میں کچھ غلط باتیں ملی ہوئی ہیں اور بعض کتابوں کا اثر دلوں میں اچھا پیدا نہیں ہوتا اور جو کتابیں دین ہی کی نہیں ہیں وہ تو ہر طرح سے نقصان ہی پہنچاتی ہیں لیکن لڑکیاں اور عورتیں اس بات کو بالکل ہی نہیں دیکھتیں جس کتاب کو دل چاہا خرید کر پڑھنے لگیں پھر ان سے بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے عادتیں بگڑ جاتی ہیں خیال گندے ہو جاتے ہیں بے تمیزی بے شرمی شیطانی قصے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ناحق کو علم بدنام ہوتا ہے کہ صاحب عورتوں کا پڑھانا اچھا نہیں۔ دراصل یہ ہے کہ دین کا علم تو ہر طرح اچھی ہی چیز ہے مگر جو دین ہی کا علم نہ ہو یا طریقہ سے حاصل نہ کیا جائے یا اس پر عمل نہ ہو تو اس میں علم دین پر کیا الزام ہو سکتا ہے اس بے احتیاطی سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ جو کتاب مول لینا یا دیکھنا ہو اول کسی عالم کو دکھلا لو۔ (اور وہ عالم محقق اور دیندار ہو۔ معمولی مولوی نہ ہو کیونکہ وہ خود ایسے ہی ہوتے ہیں ۱۲) اگر وہ فائدہ کی بتلا دیں تو دیکھو اگر نقصان کی بتلاویں تو نہ دیکھو بلکہ گھر میں بھی مت رکھو اگر چوری چھپے اپنے کسی بچہ کے پاس دیکھو تو اس کو الگ کر دو غرض بدون عالموں کے دکھلائے ہوئے اور بے ان سے پوچھے ہوئے کوئی کتاب مت دیکھو اور کوئی کام مت کرو بلکہ اگر عالم بھی بن جاؤ تب بھی اپنے سے زیادہ جاننے والے عالم سے پوچھ پاچھ رکھو اپنے علم پر گھمنڈ مت کرو اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں جن کتابوں کا بہت رواج ہے ان میں سے کچھ کتابوں کے نام نمونے کے طور پر بتلا دیں کہ کون کون کتابیں نفع کی ہیں اور کون کون نقصان کی ہیں۔ ان کے سوا جو اور کتابیں ہیں ان کے مضمون اگر نفع کی کتابوں سے ملتے ہوئے ہوں تو ان کو بھی نفع پہنچانے والی سمجھو نہیں تو نقصان پہنچانے والی سمجھو اور آسان بات یہ ہے کہ کسی عالم کو دکھلا لیا کرو۔

بعض کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نفع ہوتا ہے: تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی ترجمہ مشارق الانوار، سلیقہ ترجمہ ادب المفرد، صلوٰۃ الرحمٰن، راہ نجات، نصیحۃ المسلمین، مفتاح الجنۃ، بہشت کا دروازہ، حقیقۃ الصلوٰۃ مع رسالہ بے نمازان، رسالہ عقیقہ، رسالہ تجہیز و تکفین، کشف الحاجۃ، ترجمہ مالا بدمنہ، صفائی معاملات، تمیز الکلام، محاسن العمل، سعادت دارین، صبح کا ستارہ۔ لیکن اسکی روایتیں بہت پکی نہیں ہیں۔ تعلیم الدین، تحفۃ الزوجین، فروغ الایمان، جزاء الاعمال، ضمان الفردوس، رانڈوں کی شادی، زواجر ہندی، منبہات مترجم زلزلۃ الساعۃ، ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب کے قیامت نامہ کا نصاب الاحتساب

اردو، اصلاح الرسوم، شریعت کالٹھ، تنبیہ الغافلین، آثارمحشر، زجرالشبان والشیبہ، عمدۃ النصائح، بہشت نامہ، دوزخ نامہ، زینت الایمان، تنبیہ النساء، تعلیم النساء معہ دلہن نامہ، ہدایت النسوان، مراۃ النساء، توبتہ النسوح، تہذیب نسواں وترتیب الانسان۔ بھوپال کی بیگم شاہجہاں کی تصنیف ہے یہ بہت اچھی کتاب ہے مگر اس کے مسئلے ہمارے امام کے مذہب کے موافق نہیں تو ایسے مسئلوں میں بہشتی زیور کے موافق عمل کرے اسی طرح علاج معالجہ کی باتوں میں بے حکیم کے پوچھے، کتاب دیکھ کر علاج نہ کرے باقی اور سب باتیں آرام اور نصیحت اور سلیقہ کی جو لکھی ہیں وہ سب برتاؤ کے قابل ہیں فردوس آسیہ راحت القلوب خدا کی رحمت، تواریخ حبیب ﷺ یہ تینوں کتابیں حضرت پیغمبر ﷺ کے حال میں ہیں مگر ان میں کہیں کہیں مولد شریف کی محفل کرنے کا اور اس میں کھڑے ہونے کا بیان ہے۔ اس کا مسئلہ چھٹے حصے میں آچکا ہے۔ اس مسئلہ کے خلاف نہ کریں، قصص الانبیاء، الکلام المبین فی آیات رحمتہ للعالمین سرالشہادتین مترجم، اکسیر ہدایت حکایات الصالحین، مقاصد الصالحین، مناجات مقبول، غذائی روح، جہاد اکبر، تحفتہ العشاق، چشمہ رحمت، گلزار ابراہیم، نصیحت نامہ، بنجارہ نامہ، اعمال قرآنی، شفاء العلیل، خیر المتین، ترجمہ حصن حصین، ارشاد مرشد۔ لیکن اس میں جو ذکر شغل لکھا ہے وہ بدون پیر کی اجازت کے نہ کرے، وظیفوں کا کچھ ڈر نہیں، طب احسانی، مخزن المفردات، انشاء خردافروز، کاغذات کارروائی بخط شکست مبادی الحساب، مرقع نگارین، تہذیب السالکین۔

بعض کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نقصان ہوتا ہے: دیوان اور غزلوں کی کتابیں، اندرسبھا، قصہ بدر منیر، قصہ شاہ یمن، داستان امیر حمزہ، گل بکاؤلی، الف لیلہ، نقش سلیمانی، فالنامہ، قصہ ماہ رمضان، معجزہ آل نبی، چہل رسالہ جس میں بعض روایتیں محض جھوٹی ہیں، وفات نامہ جس میں بعض روایتیں بالکل بے اصل ہیں، آرائش محفل، جنگ نامہ حضرت علیؓ، جنگ نامہ محمد حنیف، تفسیر سورہ یوسف اس میں ایک تو بعض روایتیں کچی ہیں دوسرے عاشقی ومعشوقی کی باتیں عورتوں کو سننا پڑھنا بہت نقصان کی بات ہے، ہزار مسئلہ، حیرت الفقہ، گلدستہ معراج، نعت ہی نعت۔ دیوان لطف یہ تینوں کتابیں یا جو اس طرح کی ہو نام کو تو حضرت رسول اللہ ﷺ کی تعریف ہے مگر بہت سے مضمون ان میں شرع کے خلاف ہے۔ دعائے گنج العرش، عہد نامہ یہ دونوں کتابیں اور بہت سی ایسی ایسی کتابیں ہیں کہ ان کی دعائیں تو اچھی ہیں مگر ان میں جو اسنادیں لکھی ہیں اور ان میں حضرت محمد ﷺ کے نام سے بڑے لمبے چوڑے ثواب لکھے ہیں وہ بالکل گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ مراۃ العروس، بنات النعش، محصنات ایامی یہ چاروں کتابیں ایسی ہیں کہ ان میں بعض جگہ تمیز اور سلیقہ کی باتیں ہیں اور بعض جگہ ایسی ہیں کہ ان سے دین کمزور ہوتا ہے۔ ناول کی کتابیں طرح طرح کی ان سب کا ایسا برا اثر ہوتا ہے کہ زہر سے بدتر۔ اخبار شہر شہر کے ان میں بھی بہت وقت بے فائدہ خراب ہو جاتا ہے اور بعض مضمون بھی نقصان کے ہوتے ہیں۔

دوسرا مضمون: اس میں سب حصوں کے پڑھنے پڑھانے کا طریقہ اور جن جن باتوں کا اس میں خیال

رکھیں۔ ان سب کا بیان ہے پڑھانے والا مرد ہو یا عورت اس کو پہلے دیکھ لے اور اسی کے موافق برتاؤ کرے تو پڑھنے والوں اور سیکھنے والوں کو بہت فائدہ ہوا۔ (۱) اول حصہ میں الف بے تے کو خوب پہچان کرانی چاہئے اور حرفوں کو ملا کر پڑھنے کی عادت ڈالنا چاہئے اور پہچان کے بعد جہاں تک ہو سکے بچہ ہی سے نکلوانا چاہئے بدون ضرورت کے خود سہارا نہ لگانا چاہئے۔ (۲) کتاب کے شروع کے ساتھ ہی بچہ سے کہو کہ اپنا روزمرہ کا سبق تختی پر لکھ لیا کرو اس طرح کتاب کے ختم ہونے تک یہ ساری کتاب لکھا لو اس سے خوب لکھنا آ جاویگا۔ (۳) پہلے حصہ میں جو گنتی لکھی ہے اس کی صورت یاد ایسی ہوتی چاہئے کہ بے دیکھے بھی لکھ سکے۔ (۴) عقیدے اور مسئلے خوب سمجھا کر پڑھاوے اور خود پڑھنے والی کی زبان سے کہلوا دے تاکہ معلوم ہو کہ وہ سمجھ گئی ہے جو جو دعائیں کتاب میں آئی ہیں سب کو حفظ سننا چاہئے۔ (۵) جب نماز بچہ سے پڑھوائی جائے تو اس سے کہو کہ تھوڑے دنوں تک سب سورتیں اور دعائیں پکار کر پڑھے اور تم بیٹھ کر سنا کرو جب نماز خوب یاد ہو جائے پھر قاعدے کے موافق پڑھا کرے اگر پڑھانے والا مرد ہو یا کوئی مسئلہ بچہ کی سمجھ سے زیادہ ہو تو ایسا مسئلہ چھوڑ دو اور کسی رنگ سے یا پنسل سے نشان بنوا دو جب موقع ہوگا ایسے مسئلوں کو پھر سمجھا دیا جائے گا۔ وہ مرد اپنی بی بی کے ذریعہ شرم کی باتیں سمجھوا دے۔ (۶) چوتھے پانچویں حصہ میں ذرا باریک باتیں اگر بچہ کی سمجھ میں نہ آئے تو چھٹا یا ساتواں یا آٹھواں یا دسواں حصہ پہلے پڑھا دو اور ان میں سے جس کو مناسب سمجھو پہلے پڑھا دو۔ (۷) پڑھنے والی کو تاکید کرو کہ سبق کا بھی خوب مطالعہ دیکھا کرے اور طبیعت کے زور سے مطلب نکالا کرے جتنا بھی نکل سکے اور سبق پڑھ کر کئی دفعہ کہا کرے اور اپنے ہی جی سے مطلب بھی کہا کرے اس سے سمجھانے کی طاقت آ جاتی ہے پچھلے پڑھے کو کہیں کہیں سے سن لیا کرو تاکہ یاد رہے اور پڑھنے والی کو تاکید کرو کہ آموختہ کچھ مقرر کر کے روز پڑھا کرے اگر دو تین لڑکیاں ہم سبق ہیں تو ان سے کہو کہ آپس میں پوچھ پاچھ لیا کریں۔ (۸) جو باتیں کتاب کی پڑھتی جائیں جب پڑھنے والی اس کے خلاف کرے تو اس کو فوراً ٹوک دیا کرے اور اسی طرح جب کوئی دوسرا آدمی کوئی خلاف کام کرے اور نقصان پہنچ جائے تو پڑھنے والوں کو جتانا چاہئے کہ دیکھو فلانے نے کتاب کے خلاف کام کیا اور نقصان ہوا اس طریقہ سے اچھی باتوں کی بھلائی اور بری باتوں کی برائی خوب دل میں بیٹھ جائے گی۔

تیسرا مضمون: اس میں نیکیوں کے زیور کی تعریف میں وہی شعر ہیں جو اس کتاب کے دیباچہ میں لکھے گئے تھے یہی نیکیاں بہشت کے زیور ہیں تو ان شعروں کو اس کتاب کے نام اور مضمون سے بھی لگاؤ ہے اور ان نیکیوں کی محبت دل میں اور زیادہ ہوگی اس جھوٹے زیور کی حرص کم ہوگی اسی کی حرص نے اس سچے زیور کو بھلا رکھا ہے اگر کسی نے دیباچہ میں یہ شعر نہیں دیکھی ہونگی تو وہ یہاں پڑھ لے گی اور اگر پہلے دیکھ چکی ہوگی تو اور زیادہ عمل کا خیال ہوگا اس واسطے ان کو یہاں دوبارہ لکھ دیا ہے اور کتاب اسی پر ختم ہے۔ اللہ تعالیٰ نیک راہ پر قائم رکھ کر ہم سب کا خاتمہ بالخیر کریں۔ وہ شعر یہ ہیں۔ (نظم انسانی زیور)

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے	آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ بتا دیجئے مجھے	اورجو بدزیب ہیں وہ بھی جتا دیجئے مجھے
تا کہ اچھے اور برے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز	اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری	گوش دل سے بات سن لو زیوروں کی تم زری
سیم وزر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا	پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے	چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات	دین ودنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہاتھ
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام	چلتے ہیں جس ذریعہ سے ہی سب انساں کے کام
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوش ہوش کی	اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری
اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں	گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان کے پتے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب	کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراق کتاب
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں	نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں
قوت بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو	کامیابی سے سدا تو خرم وخرسند ہو !
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں	ہمتیں بازو کی اے بنی تری درکار ہیں
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے	دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
کیا کرو گی اے میری جاں زیور خلخال کو	پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور ہے یہ نور بصر	تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہ نیک پر

سیم وزر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں !
راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد والہ اصحابہ وازواجہ وذریاتہ اجمعین

صحیح

اصلی بہشتی زیور حصہ یازدہم (۱۱)

مقلب بہ

صحیح اصلی بہشتی گوہر

دیباچہ	بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم	قدیمہ

بعد الحمد وصلوٰۃ یہ رسالہ بہشتی گوہر تمہ ہے بہشتی زیور کا جو اس کے قبل دس حصوں میں شائع ہو چکا ہے اور جس کے اخیر حصہ کے ختم پر اس تمہ کی خبر اور ضرورت کو ظاہر کیا جا چکا ہے لیکن بوجہ کم فرصتی کے اس کے جمیع مسائل کو اصل کتب فقہیہ متداولہ سے نقل کرنے کی نوبت نہیں آئی بلکہ رسالہ علم الفقہ کہ لکھنو سے شائع ہوا ہے اور جس میں اکثر جگہ اصل کتب کا حوالہ بھی دیدیا گیا ہے ایک طالب علمانہ نظر سے مطالعہ کر کے اس میں سے اس تمہ کے مناسب بعض ضروری مسائل جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں مقصوداً اور کسی عارضی مصلحت سے مسائل مشترکہ تبعاً منتخب کر کے ایک جگہ جمع کرنا کافی سمجھا گیا ہے البتہ مواقع ضرورت میں اصل کتب سے بھی مراجعت کر کے اطمینان کیا گیا اور جہاں کہیں مضامین یا حوالہ کتاب کی غلطیاں تھیں ان سب کی اصلاح اور درستی کردی گئی اور کہیں کہیں قدرے کمی بیشی یا تغیر عبارت یا مختصر اضافہ بھی کیا گیا جس سے یہ مجموعہ من وجہ مستقل اور من وجہ غیر مستقل ہو گیا اور بعض ضروری مسائل صفائی معاملات سے بھی لئے گئے کچھ بعید نہیں کہ پھر بھی بعض مسائل مہمہ اس میں رہ گئے ہوں اس لئے عام ناظرین سے درخواست ہے کہ ایسے ضروری مسائل سے بعنوان سوال اطلاع فرماویں کہ طبع آئندہ میں اضافہ کر دیا جائے اور خاص اہل علم سے امید ہے کہ ایسی ضروریات کو ازخود اس کے اخیر میں مثل اضافہ حصہ دہم اصل کتاب بطور ضمیمہ کے ملحق فرمادیں چونکہ اس میں مختلف ابواب کے مسائل ہیں اس لئے بہشتی زیور کے جن حصوں کا اس میں تمہ ہے جن میں زیادہ مقدار حصہ سوم کے تمہ کی ہے ان کے مناسب اس کا تجزیہ کر کے ہر جزو مضمون کے ختم پر جلی قلم سے لکھ دیا جائے کہ فلاں حصہ کا تمہ ختم ہوا اور آگے فلاں حصہ کا تمہ شروع ہوتا ہے، سو مناسب اور سہل اور مفید طریقہ یہ ہوگا جب کوئی مرد یا لڑکا کوئی حصہ بہشتی زیور کا مطالعہ میں یا درس میں ختم کر چکے تو قبل اس کے کہ اس کا آئندہ حصہ شروع کیا جائے اس حصہ مختومہ کا تمہ اس رسالہ میں سے اس کے ساتھ دیکھ لیا جائے پھر اصل کتاب کا حصہ آئندہ پڑھا جائے اسی طرح اس کا ختم بھی ایسا ہی کیا

جائے۔﴿ وعلی هذا القياس والله الكافی لكل خير وهو الوافی من كل خير﴾
کتبہ:۔اشرف علی عفی عنہ آخر ربیع الاول ۱۳۱۴ھ

اصطلاحات[1] ضروریہ

جاننا چاہئے کہ جو احکام الٰہی بندوں کے افعال واعمال کے متعلق ہیں ان کی آٹھ قسمیں ہیں۔ (۱) فرض، (۲) واجب، (۳) سنت، (۴) مستحب، (۵) حرام، (۶) مکروہ تحریمی، (۷) مکروہ تنزیہی، (۸) مباح۔ (۱) فرض وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اور اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں فرض عین اور فرض کفایہ، فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی اس کو بغیر کسی عذر کے چھوڑے وہ مستحق عذاب اور فاسق ہے جیسے پنج وقتی نماز اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔ فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائیگا اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہونگے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ۔ (۲) واجب وہ ہے جو دلیل ظنی [2] سے ثابت ہو اس کا بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے اور جو اس کا انکار کرے وہ بھی فاسق ہے کافر نہیں۔ (۳) سنت وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہؓ نے کیا ہو اور اسکی دو قسمیں ہیں۔ سنت موکدہ اور سنت غیر موکدہ۔ سنت موکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہؓ نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک نہ کیا ہو لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو اسکا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اسکی عادت کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا۔ [3] ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اس کے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے سنت غیر موکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہؓ نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک بھی کیا ہو اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔ (۴) مستحب وہ فعل ہے جسکو نبی ﷺ نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی اسکا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنیوالے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اس کو فقہا کی اصطلاح میں نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔ (۵) حرام وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا منکر کافر ہے اور اس کا بے عذر کرنیوالا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔ (۶) مکروہ تحریمی وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا انکار کرنیوالا فاسق ہے جیسے کہ واجب کا منکر فاسق ہے اور اسکا بغیر

---

[1] یہ مضمون اہل مطابع میں سے کسی نے بڑھایا ہے حضرت مؤلف علام کا نہیں ہے۔
[2] دلیل ظنی وہ دلیل ہے جس میں دوسرا بھی احتمال ضعیف ہو اور دلیل قطعی سے درجہ میں مؤخر ہو۔
[3] شفاعت سے مراد مطلق شفاعت نہیں جو اہل کبائر تک کیلئے عام ہوگی بلکہ مراد وہ شفاعت ہے جو اتباع سنت کا ثمرہ ہے ص ۳۳۰ ج ۵ شامی۔

عذر کرنیوالا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے۔ (۷) مکروہ تنزیہی وہ فعل ہے جسکے نہ کرنے میں ثواب اور کرنے میں عذاب بھی نہ ہو۔ (۸) مباح وہ فعل ہے جس کے کرنے میں ثواب نہ ہو اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔

کِتابُ الطّہارۃ

پانی کے استعمال کے احکام: مسئلہ (۱): ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ اور بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا درست ہے مگر ایسے گارے سے مسجد نہ لیپے۔ مسئلہ (۲): دریا ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ کنواں جس کو بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ استعمال سے منع کرے۔ مسئلہ (۳): کسی شخص کی مملوک زمین میں کنواں یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے سے یا جانوروں کو پانی پلانے یا وضو و غسل و پارچہ شوئی کیلئے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے گھر کے درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اس میں سب کا حق ہے۔ البتہ اگر جانوروں کی کثرت کی وجہ سے پانی ختم ہو جانے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائے گا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے باآسانی چل سکتا ہے مثلاً کوئی دوسرا کنواں وغیرہ ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر موجود ہے اور وہ کسی کی مملوک زمین میں بھی نہیں ہے یا اس کا کام بند ہو جائے گا اور تکلیف ہوگی اگر اس کی کارروائی دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنویں والے سے کہا جائے گا یا تو اس شخص کو اپنے کنویں یا نہر وغیرہ پر آنے کی اس شرط سے اجازت دو کہ نہر وغیرہ توڑے گا نہیں ورنہ اس کو جس قدر پانی کی حاجت ہے تم خود نکال کر یا نکلوا کر اس کے حوالہ کرو۔ البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بدون اس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگوں کو جائز نہیں اس سے ممانعت کر سکتا ہے۔ یہی حکم ہے خودرو گھاس اور جس قدر نباتات بے تنہ ہیں سب گھاس کے حکم میں ہیں البتہ تنا دار درخت زمین والے کی مملوک ہیں۔ مسئلہ (۴): اگر ایک شخص دوسرے کے کنویں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ کنویں یا نہر والا اس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ مشائخ بلخ نے فتویٰ جواز کا دیا ہے۔ مسئلہ (۵): دریا، تالاب اور کنویں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے، مشک وغیرہ کے پانی بھر لے تو وہ اس کا مالک ہو جائیگا اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر

پیاس سے بے قرار ہو جائے تو زبردستی بھی چھین لینا جائز ہے جبکہ پانی والے کی سخت حاجت سے زائد موجود ہو مگر اس پانی کا ضمان دینا پڑے گا۔ مسئلہ (۶): لوگوں کے پینے کیلئے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں میں راستوں پر پانی رکھ دیتے ہیں اس سے وضو و غسل درست نہیں۔ ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اس سے پینا درست ہے۔ مسئلہ (۷): اگر کنویں میں ایک دو مینگنی گر جائے اور وہ ثابت نکل آئے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا اور من ہو یا نہ ہو۔

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل: مسئلہ (۱): غلہ گاہنے کے وقت یعنی جب اس پر بیلوں کو چلاتے ہیں اگر بیل غلہ پر پیشاب کر دیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائیگا اس لئے کہ یہاں ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۲): کافر کھانے کی شے جو بناتے ہیں اس کو اور اسی طرح ان کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ اس کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔ مسئلہ (۳): بعض لوگ جو شیر وغیرہ کی چربی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں۔ ہاں اگر طبیب حاذق دیندار کی رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوا چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے لیکن نماز کے وقت اس کو پاک کرنا ضروری ہوگا۔ مسئلہ (۴): راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ بدن یا کپڑے میں نجاست کا اثر نہ معلوم ہو فتویٰ اسی پر ہے باقی احتیاط یہ ہے کہ جس شخص کی بازار اور راستوں میں آمد ورفت نہ ہو وہ اس کے لگنے سے بدن اور کپڑے پاک کرلیا کرے چاہے ناپاکی کا اثر بھی محسوس نہ ہو۔ مسئلہ (۵): نجاست اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے وہ اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادر کو کہتے ہیں کہ نجاست ہے دھواں سے بنتا ہے۔ مسئلہ (۶): نجاست کے اوپر جو گرد وغبار ہو وہ پاک ہے بشرطیکہ نجاست کی تری نے اس میں اثر کر کے اس کو تر نہ کر دیا ہو۔ مسئلہ (۷): نجاستوں سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں لیکن ان کا کھانا درست نہیں۔ اگر ان میں جان پڑ گئی ہو اور گولر وغیرہ سب پھلوں کے کیڑوں کا یہی حکم ہے۔ مسئلہ (۸): کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں جیسے گوشت، حلوہ وغیرہ مگر نقصان کے خیال سے ان کا کھانا درست نہیں۔ مسئلہ (۹): مشک اور اس کا نافہ[1] پاک ہے۔ اور اسی طرح عنبر وغیرہ۔ مسئلہ (۱۰): سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔ مسئلہ (۱۱): گندہ انڈہ حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔ مسئلہ (۱۲): سانپ کی کیچلی پاک ہے۔ مسئلہ (۱۳): جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جائے وہ نجس ہے خواہ وہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا لیکن ان پانیوں میں فرق اتنا ہے کہ اگر پہلی دفعہ کا پانی کسی کپڑے میں لگ جائے تو یہ کپڑا تین دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر دوسری دفعہ کا پانی لگ جائے تو صرف دو دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر تیسری دفعہ کا لگ جائے تو ایک ہی دفعہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔

---

[1] ہرن کے اندر جس جگہ مشک نکلتا ہے اسے نافہ کہتے ہیں۔

مسئلہ (۱۴): مردہ انسان جس پانی سے نہلایا جائے وہ پانی نجس ہے۔ مسئلہ (۱۵): سانپ کی کھال نجس ہے یعنی وہ جو اسکے بدن پر لگی ہوئی ہے کیونکہ کینچلی پاک ہے۔ مسئلہ (۱۶): مردہ انسان کے منہ کا لعاب نجس ہے۔ مسئلہ (۱۷): اکہرے کپڑے میں ایک طرف مقدار معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو لیکن دونوں کا مجموعہ اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہوئی۔ مسئلہ (۱۸): دودھ دوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر ایک دو مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے اگر دودھ دوہنے کے علاوہ گر جائیں گی تو ناپاک ہو جائے گا۔ مسئلہ (۱۹): چار پانچ سال کا ایک لڑکا جو وضو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہیں۔ مسئلہ (۲۰): پاک کپڑا برتن اور نیز دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جائیں اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی گاڑھا نہ ہو جائے اور محاورے میں اس کو ماء مطلق یعنی صرف پانی کہتے ہوں اور اگر برتن وغیرہ میں کھانے پینے کی چیز لگی ہو تو اس کے دھوون سے وضو اور غسل کے جواز کی شرط یہ ہے کہ پانی کے تین وصفوں میں سے دو وصف باقی ہوں گو ایک وصف بدل گیا ہو اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔ مسئلہ (۲۱): مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے اور وضو اور غسل اس سے درست نہیں ہاں ایسے پانی سے نجاست دھونا درست ہے۔ مسئلہ (۲۲): زمزم کے پانی سے بے وضو کو وضو نہ کرنا چاہئے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے ہاں اگر مجبوری ہو کہ پانی ایک میل سے دور نہ مل سکے اور ضروری طہارت کسی اور طرح سے بھی حاصل نہ ہو سکتی ہو تو یہ سب باتیں زمزم کے پانی سے جائز ہیں۔ مسئلہ (۲۳): عورت کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے۔ گو ہمارے نزدیک اس سے وضو وغیرہ جائز ہے مگر امام احمد کے نزدیک جائز نہیں اور اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے۔ مسئلہ (۲۴): جن مقاموں پر خدائے تعالیٰ کا عذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم، اس مقام کے پانی سے وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے مثل مسئلہ بالا اس میں بھی اختلاف ہے مگر یہاں بھی اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے اور مجبوری اس کا بھی وہی حکم ہے جو زمزم کے پانی کا ہے۔ مسئلہ (۲۵): تنور اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائیگا بشرطیکہ بعد گرم ہونے کے نجاست کا اثر نہ رہے۔ مسئلہ (۲۶): ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپا دی جائے اس طرح کہ نجاست کی بو نہ آئے تو مٹی کا اوپر کا حصہ پاک ہے۔ مسئلہ (۲۷): ناپاک تیل یا چربی کا صابن بنالیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔ مسئلہ (۲۸): فصد کے مقام پر یا کسی اور عضو کو جو خون پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا ہو اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے پونچھ دینا کافی ہے اور بعد آرام ہونے کے بھی اس جگہ کا دھونا ضروری نہیں۔ مسئلہ (۲۹): ناپاک رنگ اگر جسم میں یا کپڑے میں لگ جائے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے۔ اگرچہ رنگ دور نہ ہو۔ مسئلہ (۳۰): اگر ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہو

گیا ہو اس کی جگہ پر رکھ کر جما دیا جائے خواہ وہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلہ کوئی ناپاک ہڈی رکھ دی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز بھر دی جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اس کو نکالنا نہ چاہئے بلکہ وہ خود بخود پاک ہو جائیگا۔ مسئلہ (۳۱): ایسی ناپاک چیز کو جو چکنی ہو جیسے تیل، گھی، مردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور اس قدر دھوئی جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائے گی اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔ مسئلہ (۳۲): ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر جا پڑیں تو وہ پاک ہیں بشرطیکہ اس نجاست کا کچھ اثر ان چھینٹوں میں نہ گرے۔ مسئلہ (۳۳): دوہرا کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو کل ناپاک سمجھا جائے گا۔ نماز اس پر درست نہیں بشرطیکہ ناپاک جانب کا ناپاک حصہ نمازی کے کھڑے ہونے یا سجدہ کرنے کی جگہ ہو اور دونوں کپڑے باہم سلے ہوئے ہوں اور اگر سلے ہوئے نہ ہوں تو پھر ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک نہ ہوگا بلکہ دوسرے پر نماز درست ہے بشرطیکہ اوپر کا کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ اس میں سے نیچے کی نجاست کا رنگ اور بو ظاہر نہ ہوتی ہو۔ مسئلہ (۳۴): مرغی یا اور کوئی پرندہ پیٹ چاک کرنے اور اسکی آلائش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دی جائے جیسا کہ آج کل انگریزوں اور ان کے ہم مشن ہندوستانیوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی۔ مسئلہ (۳۵): چاند یا سورج کی طرف پاخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے۔ نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے۔ اگرچہ نجاست اس میں نہ گرے اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہوں اور اسی طرح پھل پھول والے درخت کے نیچے جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہوں جانوروں کے درمیان میں مسجد اور عیدگاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہوتی ہو۔ قبرستان میں ایسی جگہ جہاں لوگ وضو اور غسل کرتے ہوں راستے میں اور ہوا کے رخ پر سوراخ میں راستے کے قریب اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے حاصل یہ ہے کہ ایسی جگہ جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں اور ان کو تکلیف ہوتی ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہہ کر اپنی طرف آئے، مکروہ ہے۔

پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہئے: بات کرنا، بلاضرورت کھانسنا، کسی آیت یا حدیث اور متبرک چیز کا پڑھنا، ایسی چیز جس پر خدا یا نبی یا کسی فرشتے یا کسی معظم کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا۔ البتہ اگر ایسی چیز جیب میں ہو یا تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو کراہت نہیں۔ بلاضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پاخانہ یا پیشاب کرنا، تمام کپڑے اتار کر برہنہ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا۔ ان سب باتوں سے بچنا چاہئے۔

جن چیزوں سے استنجا درست نہیں ہڈی، کھانے کی چیزیں، لید اور کل ناپاک چیزیں، وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو، پختہ اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کوئلہ، چونا، لوہا، چاندی، سونا وغیرہ (ق) ایسی

چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے سرکہ وغیرہ، وہ چیزیں جن کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بھس اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا عرق وغیرہ آدمی کے اجزاء جیسے بال، ہڈی، گوشت وغیرہ مسجد کی چٹائی یا کوڑا، جھاڑو وغیرہ، درختوں کے پتے، کاغذ خواہ لکھا ہوا ہو یا سادہ، زمزم کا پانی، دوسرے کے مال سے بلا اسکی اجازت و رضامندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز، روئی اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں ان تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے: پانی، مٹی کا ڈھیلا، پتھر، بے قیمت کپڑا اور کل وہ چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کر دیں بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہوں۔

وضو کا بیان: مسئلہ (۱): ڈاڑھی کا خلال کرے اور تین بار منہ دھونے کے بعد خلال کرے اور تین بار سے زیادہ خلال نہ کرے۔ مسئلہ (۲): جو سطح رخسارہ اور کان کے درمیان میں ہے اس کا دھونا فرض ہے خواہ ڈاڑھی نکلی ہو یا نہیں۔ مسئلہ (۳): ٹھوڑی کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ ڈاڑھی کے بال اس پر نہ ہوں یا ہوں تو اس قدر کم ہوں کہ کھال نظر آئے۔ مسئلہ (۴): ہونٹ کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونے کے بعد دکھائی دیتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔ مسئلہ (۵): ڈاڑھی یا مونچھ یا بھوں اگر اس قدر گھنی ہوں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں ہے بلکہ وہ بال ہی کھال کے قائم مقام ہیں ان پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔ مسئلہ (۶): بھوں یا ڈاڑھی یا مونچھیں اگر اس قدر گھنی ہوں کہ اس کے نیچے کی جلد چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اس قدر بالوں کا دھونا واجب ہے جو حد چہرہ کے اندر ہیں باقی بال جو حد مذکورہ سے آگے بڑھ گئے ہوں ان کا دھونا واجب نہیں۔ مسئلہ (۷): اگر کسی شخص کے مشترک حصہ کا کوئی جزو باہر نکل آئے جس کو ہمارے عرف میں کانچ نکلنا کہتے ہیں تو اس سے وضو جاتا رہے گا خواہ وہ اندر خود بخود چلا جائے یا کسی لکڑی کپڑے ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہنچایا جائے۔ مسئلہ (۸): منی اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً کسی نے کوئی بوجھ اٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمہ سے منی بغیر شہوت خارج ہو گئی۔ مسئلہ (۹): اگر کسی کے حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضو نہ جائیگا۔ مسئلہ (۱۰): نماز میں اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو وضو نہ جائیگا۔ مسئلہ (۱۱): جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا۔ بالغ ہو یا نابالغ۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان: مسئلہ (۱): بوٹ پر مسح جائز ہے بشرطیکہ پورے پیر کو مع ٹخنوں کے چھپائے اور اس کا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر کھال نظر نہ آئے جو مسح کو مانع ہو۔ مسئلہ (۲): کسی نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں کر سکتا اس لئے کہ تیمم طہارت کاملہ نہیں خواہ وہ تیمم صرف غسل کا ہو یا وضو و غسل دونوں کا ہو یا صرف وضو کا۔ مسئلہ (۳): غسل کرنیوالے کو مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت مثلاً پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ

جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھوئے اور اس کے بعد پیروں پر مسح کرے تو یہ درست نہیں۔ مسئلہ (۴): معذور[1] کا وضو جیسے نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہو جاتا ہے اور اس کو موزے اتار کر پیروں کا دھونا واجب ہے ہاں اگر اس کا مرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل صحیح آدمیوں کے سمجھا جائے گا۔ مسئلہ (۵): پیر کا اکثر حصہ کسی طرح دھل گیا اس صورت میں موزہ کو اتار کر پیروں کو دھونا چاہئے۔

حدث اصغر یعنی بے وضو ہونیکی حالت کے احکام: مسئلہ (۱): قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کو چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس موقع کو چھوئے جس میں آیت لکھی ہے یا اس موقع کو جو سادہ ہے اور اگر پورا قرآن نہ ہو بلکہ کسی کاغذ یا کپڑے یا جھلی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہوئی ہو باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے جبکہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔ مسئلہ (۲): قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہیں بشرطیکہ لکھے ہوئے کو ہاتھ نہ لگے۔ گو خالی مقام کو چھوئے مگر امام محمد کے نزدیک خالی مقام کو بھی چھونا جائز نہیں اور یہی احوط ہے پہلا قول امام ابو یوسف کا ہے اور یہی اختلاف مسئلہ سابق میں بھی ہے اور یہ حکم جب ہے کہ قرآن شریف اور سیپاروں کے علاوہ کسی کاغذ یا کپڑے وغیرہ میں کوئی آیت لکھی ہو اور اس کا کچھ حصہ سادہ بھی ہو۔ مسئلہ (۳): ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں اگر کتاب وغیرہ میں لکھے اور قرآن شریف میں ایک آیت سے کم کا لکھنا بھی جائز نہیں۔ مسئلہ (۴): نابالغ بچوں کو حدث اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھونے دینا مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۵): قرآن مجید کے سوا اور آسمانی کتابوں میں مثل توریت وانجیل وزبور وغیرہ کے بے وضو اس مقام کا چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہوا ہو سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں اور یہی حکم قرآن مجید کی منسوخ التلاوۃ آیتوں کا ہے۔ مسئلہ (۶): وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورتوں میں شک دفع کرنے کیلئے بائیں پیر کو دھوئے اسی طرح اگر وضو کے درمیان کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر عضو کو دھوئے مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہ ہو تو منہ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہو تو کہنیوں تک ہاتھ دھو ڈالے یہ اس وقت ہے کہ اگر کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اس شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔ مسئلہ (۷): مسجد کے فرش پر وضو کرنا درست نہیں ہاں اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر۔ اس میں اکثر جگہ بے

[1] اس مسئلہ کا مطلب یہ ہے کہ معذوروں کی دو حالتیں ہیں ایک تو یہ کہ جتنے عرصہ میں اس نے وضو کیا ہے او موزے پہنے ہوں اس تمام عرصہ میں اس کا وہ مرض جس کے سبب وہ معذور ہوا ہے نہ پایا جائے اور دوسرے یہ کہ مرض مذکو تمام وقت مذکور یا اس کے کسی جزء میں پایا جائے پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ وقت صلوٰۃ کے نکلنے سے اسکا وضو ٹوٹ جائے گا او چونکہ اس نے موزہ طہارۃ کاملہ پر پہنے ہیں اس لئے اس کا مسح نہ ٹوٹے گا اور تندرستوں کی طرح اقامت کی حالت میں ا دن اور ایک رات اور سفر کی حالت میں تین دن اور تین رات مسح کر سکے گا اور دوسری صورت کا حکم یہ ہے کہ وقت نکل جا ئے جس طرح اس کا وضو ٹوٹ جائے گا یونہی اس کا مسح بھی ٹوٹ جائے گا اور اس کو موزہ اتار کر پاؤں دھونے پڑینگے۔

احتیاطی ہوتی ہے کہ وضو ایسے موقع پر کیا جاتا ہے کہ پانی وضو کا فرش مسجد پر بھی گرتا ہے۔

غسل کا بیان

مسئلہ (۱): حدث اکبر سے پاک ہونے کیلئے غسل فرض ہے اور حدث اکبر کے پیدا ہونے کے چار سبب ہیں۔ پہلا سبب خروج منی یعنی منی کا اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا خواہ سوتے میں یا جاگتے میں بے ہوشی میں یا ہوش میں جماع سے یا بغیر جماع کے کسی خیال وتصور سے یا خاص حصہ کو حرکت دینے سے یا اور کسی طرح سے۔ مسئلہ (۲): اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائیگا۔ مثلاً منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر اس نے خاص حصہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کرلیا یا روئی وغیرہ رکھ لی۔ تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصہ کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہوگئی ہو تب بھی غسل فرض ہو جائیگا۔ مسئلہ (۳): اگر کسی کے خاص حصہ سے کچھ منی نکلی اور اس نے غسل کرلیا بعد غسل کے دوبارہ کچھ بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا۔ دوبارہ پھر غسل فرض ہے بشرطیکہ یہ باقی منی قبل سونے کے اور قبل پیشاب کرنے کے اور قبل چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے کے نکلے مگر اس باقی منی کے نکلنے سے پہلے اگر نماز پڑھ لی ہو تو وہ نماز صحیح رہے گی اس کا اعادہ لازم نہیں۔ مسئلہ (۴): کسی کے خاص حصہ سے بعد پیشاب کے منی نکلے تو اس پر بھی غسل واجب ہوگا بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔ مسئلہ (۵): اگر کسی مرد یا عورت کو اپنے جسم یا کپڑے پر سو اٹھنے کے بعد تری معلوم ہو تو اس میں بہت سی صورتیں ہیں منجملہ انکے آٹھ صورتوں میں غسل فرض ہے۔ (۱) یقین یا گمان غالب ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۲) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۴) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۵) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۶) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۷) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔ (۸) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد نہ ہو۔ مسئلہ (۶): اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اس کی منی خاص حصہ کے سوراخ سے باہر نکل کر اس کھال کے اندر رہ جائے جو ختنہ میں کاٹ ڈالی جاتی ہے تو اس پر غسل واجب ہو جائیگا اگر چہ منی اس کھال سے باہر نہ نکلی ہو۔ دوسرا سبب ایلاج یعنی کسی باشہوت مرد کے خاص حصہ کے سر کا کسی زندہ عورت کے خاص حصہ میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ میں داخل ہونا خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا خنثیٰ اور خواہ منی گرے یا نہ گرے اس صورت میں اگر دونوں میں غسل کی صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں یعنی دونوں بالغ ہیں تو دونوں پر ورنہ جس میں پائی جاتی ہے اس پر غسل فرض ہو جائے گا۔ مسئلہ (۷): اگر عورت کمسن ہو مگر ایسی کمسن نہ ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے سے اس کے خاص حصہ اور مشترک حصہ کے مل جانے کا خوف ہو تو اس کے خاص حصہ میں مرد کے خاص حصہ کا سر داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائیگا اگر وہ مرد بالغ ہے۔ مسئلہ (۸): جس مرد کے خصیئے کٹ گئے ہوں اس کے خاص

حصہ کا سرا اگر کسی کے مشترک حصہ یا عورت کے خاص حصہ میں داخل ہو تب بھی غسل دونوں پر فرض ہو جائے گا اگر دونوں بالغ ہوں ورنہ اس پر جو بالغ ہو۔ مسئلہ (۹): اگر کسی مرد کے خاص حصہ کا سر کٹ گیا ہو تو اس کے باقی جسم سے اس مقدار کا اعتبار کیا جائیگا یعنی اگر بقیہ عضو سے بقدر حشفہ داخل ہو گیا تو غسل واجب ہوگا ورنہ نہیں۔ مسئلہ (۱۰): اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائیگا مگر احتیاط یہ ہے کہ جسم کی حرارت محسوس ہو یا نہ ہو غسل فرض ہو جائے گا۔ مسئلہ (۱۱): اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تب بھی اس پر غسل فرض ہو جائے گا منی گرے یا نہ گرے مگر یہ شارح کی رائے ہے اور اصل مذہب میں بدون انزال غسل واجب نہیں۔ تیسرا سبب حیض سے پاک ہونا۔ چوتھا سبب نفاس سے پاک ہونا۔ ان کے مسائل بہشتی زیور میں گزر چکے ہیں۔ دیکھو حصہ دوم صحیح اصلی بہشتی زیور۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں: مسئلہ (۱): منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت جدا نہ ہو تو اگرچہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا اونچے سے گر پڑا یا کسی نے اس کو مارا اور صدمہ سے اسکی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی مرد کسی کمسن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا۔ بشرطیکہ منی نہ گرے اور وہ عورت اس قدر کمسن ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو۔ مسئلہ (۳): اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اور جماع کی لذت اسکی وجہ سے نہ محسوس ہو مگر احوط یہ ہے کہ غیبت حشفہ سے غسل واجب ہو جائے گا۔ مسئلہ (۴): اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کا جز و مقدار حشفہ سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۵): مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۶): استحاضہ سے غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۷): اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس کے اوپر اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۸): سو اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھے تو ان صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا۔ (۱) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۲) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۳) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ (۴) و (۵) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو یا یاد نہ ہو۔ (۶) شک ہو کہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو ہاں پہلی دوسری اور چھٹی صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا واجب ہے اگر غسل نہ کریگا تو نماز نہ ہوگی اور سخت گناہ ہوگا کیونکہ اس میں امام ابو یوسف اور طرفین کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا غسل واجب نہیں اور طرفین نے واجب کہا ہے اور فتویٰ قول طرفین پر ہے۔ مسئلہ (۹): حقنہ (عمل) کے مشترک حصہ میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۱۰): اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۱): اگر کوئی شخص خواب میں اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی اس کو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اور اثر معلوم نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

جن صورتوں میں غسل واجب ہے: (۱) اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو تو اس پر بعد اسلام لانے کے نہانا واجب ہے۔ (۲) اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اسے پہلا احتلام ہو تو اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے اور اس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد احتلام ہو تو اس پر غسل فرض ہے۔ (۳) مسلمان مردے کی لاش کو نہلانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

جن صورتوں میں غسل سنت ہے: (۱) جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہے۔ (۲) عیدین کے دن بعد فجر ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے (۳) حج یا عمرے کے احرام کیلئے غسل کرنا سنت ہے (۴) حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال کے غسل کرنا سنت ہے۔

جن صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے: (۱) اسلام لانے کیلئے غسل کرنا مستحب ہے اگر حدث اکبر سے پاک ہو۔ (۲) کوئی مرد یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔ (۳) پچھنے لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بے ہوشی دفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔ (۴) مردے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا مستحب ہے۔ (۵) شب برات یعنی شعبان کی پندرہویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے۔ (۶) لیلۃ القدر کی راتوں میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جس کو لیلۃ القدر معلوم ہوئی ہو۔ (۷) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کیلئے غسل کرنا مستحب ہے۔ (۸) مزدلفہ میں ٹھہرنے کیلئے دسویں تاریخ کی صبح کو بعد طلوع فجر کے غسل مستحب ہے۔ (۹) طواف زیارت کیلئے غسل مستحب ہے۔ (۱۰) کنکری پھینکنے کے وقت غسل مستحب ہے۔ (۱۱) کسوف اور خسوف اور استسقاء کی نمازوں کیلئے غسل مستحب ہے۔ (۱۲) خوف اور مصیبت کی نماز کیلئے غسل مستحب ہے۔ (۱۳) کسی گناہ سے توبہ کرنے کیلئے غسل مستحب ہے۔ (۱۴) سفر سے واپس آنے والے کو غسل مستحب ہے جب وہ اپنے وطن پہنچ جائے۔ (۱۵) مجلس عامہ میں جانے کیلئے اور نئے کپڑے پہننے کیلئے غسل مستحب ہے۔ (۱۶) جس کو قتل کیا جاتا ہے اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

حدث اکبر کے احکام[۱]: مسئلہ (۱): جب کسی پر غسل فرض ہو اس کو مسجد میں داخل ہونا حرام ہے ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے مثلاً کسی گھر کا دروازہ مسجد میں ہے اور دوسرا کوئی راستہ اس کے نکلنے کا سوا اسکے نہ ہو اور نہ وہاں کے سوا دوسری جگہ رہ سکتا ہو تو اس کو مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے یا کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ہو تو اس مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے۔ **مسئلہ (۲):** عیدگاہ میں اور مدرسہ اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔ **مسئلہ (۳):** حیض ونفاس کی حالت میں عورت کی ناف اور زانو کے درمیان

---

[۱] یعنی بے غسل ہونے کے احکام۔

کے جسم کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا جب کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو اور جماع کرنا حرام ہے۔ مسئلہ (۴): حیض ونفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا اور جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اسکی ناف اور ناف کے اوپر[1] اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگر چہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی مرد سو اٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اسکے خاص حصہ کو استادگی ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جائے گی بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو اور اگر ران وغیرہ یا کپڑوں پر بھی تری ہو تو غسل بہر حال واجب ہے۔ مسئلہ (۶): اگر دو مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں اور سو اٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جائے اور کسی طریقہ سے یہ نہ معلوم ہو کہ کس کی منی ہے اور نہ بستر پر ان سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو اس صورت میں دونوں پر غسل فرض ہوگا۔ اور اگر ان سے پہلے کوئی اور شخص بستر پر سو چکا ہے اور منی خشک ہے تو ان دونوں صورتوں میں کسی پر غسل فرض نہ ہوگا۔ مسئلہ (۷): کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے۔ اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہانا واجب ہے اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورتوں کو مردوں کے سامنے نہانا حرام ہے بلکہ تیمم کرے۔

تیمّم کا بیان

مسئلہ (۱): کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنویں میں ڈال کر تر کرلے اور اس سے نچوڑ کر طہارت کرے یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر بھی پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکال دے یا اس کے ہاتھ دھلا دے ایسی حالت میں تیمم درست ہے۔ مسئلہ (۲): اگر وہ عذر جسکی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہتا ہے تو جس قدر نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنی چاہئیں۔ مثلاً کوئی شخص جیل خانہ میں ہو اور جیل کے ملازم اس کو پانی نہ دیں یا کوئی شخص اس سے کہے کہ اگر تو وضو کریگا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا اس تیمم سے جو نماز پڑھی ہے اس کو پھر دوہرانا پڑیگا۔ مسئلہ (۳): ایک مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم کریں تو درست ہے۔ مسئلہ (۴): جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی اور مٹی نہ ہونیکی وجہ سے یا بیماری سے تو اس کو چاہئے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے پھر اس کو طہارت سے لوٹا لے مثلاً کوئی شخص ریل میں ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آجائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمم درست ہے جیسے مٹی اور مٹی کے برتن یا گرد وغبار نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت

---

[1] زانو کے چھونے اور اس سے بدن ملانے کو عام فقہاء نے تو جائز کہا ہے مگر شامی نے اسکے عورت ہونے کی وجہ سے تامل کیا ہے مگر یہ تامل تو جمع بدن میں ہے کیونکہ عورت کا سارا جسم عورت ہے اور ماتحت زانو میں ساق بھی داخل ہے کیونکہ ساق محررہ عورت ہے لہذا راجح قول جمہور کا ہے۔

نماز پڑھ لے۔ اسی طرح جیل میں جو شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو بے وضو اور تیمم کے نماز پڑھ لے اور دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ **مسئلہ (۵)**: جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اس کو نماز کے اخیر وقت مستحب تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے۔ مثلاً کنویں میں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت مستحب تک رسی ڈول مل جائے گا یا کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور یقیناً یا ظناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ریل ایسے سٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی مل سکتا ہے تو اخیر وقت مستحب تک انتظار مستحب ہے۔ **مسئلہ (۶)**: اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمم کیا ہو اور اثناء راہ میں چلتی ہوئی ریل سے اسے پانی کے چشمے تالاب وغیرہ دکھلائی دیں تو اس کا تیمم نہ جائیگا اس لئے کہ اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں ریل نہیں ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اتر نہیں سکتا۔

﴿ تتمہ حصہ اول صحیح بہشتی زیور کا تمام ہوا آگے تتمہ حصہ دوم کا شروع ہوتا ہے۔ ﴾

تتمہ حصہ دوم بہشتی زیور

نماز کے وقتوں کا بیان

مُدرِک۔ وہ شخص جس کو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اور اس کو مقتدی اور موتم بھی کہتے ہیں۔ **مسبوق**۔ وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آ کر شریک ہوا ہو۔ **لاحق**۔ وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اسکی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اس کو کوئی حدث ہو جائے اصغر یا اکبر۔ **مسئلہ (۱)**: مردوں کیلئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جائے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالت حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔ **مسئلہ (۲)**: جمعہ کی نماز کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کر کے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں اور جاڑوں کے زمانہ میں جلد پڑھنا مستحب ہے اور جمعہ کی نماز ہمیشہ اول وقت پڑھنا سنت ہے جمہور کا یہی قول ہے۔ **مسئلہ (۳)**: عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے، دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے۔ آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے اسکی تعین کیلئے فقہاء نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے[1] کے بلند ہو جائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے مگر عیدالفطر کی نماز اول وقت سے کچھ دیر میں پڑھنا چاہئے۔

[1] ایک نیزا سے یہ مراد ہے کہ طلوع کی جگہ سے اتنا اونچا ہو جائے۔

مسئلہ(۴): جب امام خطبہ کیلئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا حج وغیرہ کا تو ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور خطبہ نکاح اور ختم قرآن میں بعد شروع خطبہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ(۵): جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو اس وقت بھی نماز مکروہ ہے ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین اور ظن غالب ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائیگی یا بقول بعض علماء تشہد [1] ہی مل جانے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں یا جو سنت موکدہ شروع کر دی ہو اس کو پورا کرے۔ مسئلہ(۶): نماز عیدین کے قبل خواہ گھر میں ہو خواہ عیدگاہ میں نماز نفل مکروہ ہے اور نماز عیدین کے بعد فقط عیدگاہ میں مکروہ ہے۔

اذان کا بیان: مسئلہ(۱): اگر کسی ادا نماز کیلئے اذان کہی جائے تو اس کیلئے اس نماز کے وقت کا ہونا ضرور ہے اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ بعد وقت آنے کے پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا کسی اور وقت کی۔ مسئلہ(۲): اذان اور اقامت کا عربی زبان میں انہی خاص الفاظ سے ہونا ضرور ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہے اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ میں اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی اگر چہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصد اس سے حاصل ہو جائے۔ مسئلہ(۳): مئوذن کا مرد ہونا ضروری ہے عورت کی اذان درست نہیں۔ اگر کوئی عورت اذان دے تو اس کا اعادہ کرنا چاہئے اگر بغیر اعادہ کئے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔ مسئلہ(۴): مئوذن کا صاحب عقل ہونا بھی ضروری ہے اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنوں یا مست اذان دے تو معتبر نہ ہوگی۔ مسئلہ(۵): اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف ہو ان کلمات کو کہے ﴿اللّٰہ اکبر﴾ چار بار پھر ﴿اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ﴾ دومرتبہ پھر ﴿اشہد ان محمد رسول اللّٰہ﴾ دوبار پھر ﴿حیّ علی الصلوٰۃ﴾ دومرتبہ پھر ﴿حیّ علی الفلاح﴾ دومرتبہ پھر ﴿اللّٰہ اکبر﴾ دومرتبہ پھر ﴿لا الٰہ الا اللّٰہ﴾ ایک مرتبہ اور ﴿حیّ علی الصلوٰۃ﴾ کہتے وقت اپنے منہ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ نہ پھرنے پائے اور ﴿حیّ علی الفلاح﴾ کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور فجر کی اذان میں بعد ﴿حیّ علی الفلاح﴾ کے ﴿الصلوٰۃ خیر من النوم﴾ بھی دومرتبہ کہے پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان میں سترہ۔ اور اذان کے الفاظ کو گانے کے طور پر ادا نہ کرے اور نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے اور دومرتبہ ﴿اللّٰہ اکبر﴾ کہہ کر اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور اللہ اکبر کے سوا دوسرے الفاظ میں بھی ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے۔ مسئلہ (۶): اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے یعنی یہ بہتر ہے اور

[1] مگر ظاہر مذہب یہ ہے کہ اگر فرض صبح کی دونوں رکعتیں فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو اور تشہد مل جانے کی امید ہو تو اس صورت میں سنت فجر نہ پڑھے اور دوسرے قول کو نہر میں ضعیف کہا گیا ہے مگر فتح القدیر میں اسکی تائید کی گئی ہے۔

اقامت مسجد کے اندر اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے اور اقامت میں ﴿اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ﴾ نہیں بلکہ بجائے اس کے پانچوں وقت میں ﴿قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ﴾ دومرتبہ کہیں اور اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو بند کرنا بھی نہیں اس لئے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کیلئے بند کئے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں اور اقامت میں ﴿حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ﴾ کہتے وقت داہنے بائیں جانب منہ پھیرنا بھی نہیں ہے یعنی ضرور نہیں ورنہ بعض فقہاء نے لکھا ہے۔

اذان واقامت کے احکام: مسئلہ (۱): سب فرض عین نمازوں کیلئے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے مسافر ہو یا مقیم جماعت کی نماز ہو یا تنہا، ادا نماز ہو یا قضا۔ اور نماز جمعہ کیلئے دوبارہ اذان کہنا۔ مسئلہ (۲): اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو کہ جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اسکی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ کہی جائے تاکہ لوگوں کو اذان سن کر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو اس لئے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کیلئے صرف اقامت۔ ہاں یہ مستحب ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے۔ مسئلہ (۳): مسافر کیلئے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں اذان مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں۔ مسئلہ (۴): جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اس کیلئے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہے بشرطیکہ محلّہ کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو اس لئے کہ محلّہ کی اذان یا اقامت تمام محلّہ والوں کیلئے کافی ہے۔ مسئلہ (۵): جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہے ہاں اگر اس مسجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے۔ مسئلہ (۶): اگر کوئی شخص ایسے مقام پر جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ ہوتا ہو ظہر کی نماز پڑھے تو اسکو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ قبل نماز جمعہ کے ختم ہونے کے پڑھے یا بعد ختم ہونے کے۔ مسئلہ (۷): عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔ مسئلہ (۸): فرض عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کیلئے اذان واقامت مسنون نہیں خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازیں۔ مسئلہ (۹): جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت طاہر ہو یا جنب اس پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے اور بعض نے واجب بھی کہا ہے مگر معتمد اور ظاہر مذہب استحباب ہی ہے یعنی جو لفظ موذن کی زبان سے سنے وہی کہے مگر ﴿حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ﴾ اور ﴿حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ﴾ کے جواب میں ﴿لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ﴾ بھی کہے اور ﴿اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ﴾ کے جواب میں ﴿صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ﴾ اور بعد اذان کے درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے۔ ﴿اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَآئِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَنِ

الَّذِیْ وَعَدْتَّهُ اِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ﴾ مسئلہ (۱۰): جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کیلئے جامع مسجد میں جانا واجب ہے۔ خرید و فروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔ مسئلہ (۱۱): اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے واجب نہیں اور ﴿قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ﴾ کے جواب میں ﴿اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا﴾ کہے۔ مسئلہ (۱۲): آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہئے۔ (۱) نماز کی حالت میں (۲) خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا کسی اور چیز کا۔ (۳۔۴) حیض و نفاس میں یعنی ضرور نہیں (۵) علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں (۶) جماع کی حالت میں (۷) پیشاب یا پاخانہ کی حالت میں (۸) کھانا کھانے کی حالت میں یعنی ضرور نہیں ہاں بعد ان چیزوں کی فراغت کے اگر اذان ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دینا چاہئے۔ ورنہ نہیں۔

اذان اور اقامت کے سنن اور مستحبات: اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہیں۔ بعض مؤذن کے متعلق ہیں اور بعض اذان اور اقامت کے متعلق لہٰذا ہم پہلے (۵ تک مؤذن کی سنتوں کا ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کرینگے۔ (۱) مؤذن مرد ہونا چاہئے۔ عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کر لینا چاہئے اقامت کا اعادہ نہیں اس لئے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں بخلاف تکرار اذان کے۔ (۲) مؤذن کا عاقل ہونا مجنون اور مست اور ناسمجھ بچے کی اذان و اقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانوں کا اعادہ کر لینا چاہئے نہ اقامت کا۔ (۳) مؤذن کا مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا۔ اگر جاہل آدمی[1] اذان دے تو اس کو مؤذن کے برابر ثواب نہ ملے گا۔ (۴) مؤذن کا پرہیزگار اور دیندار ہونا اور لوگوں کے حال سے خبردار رہنا جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں ان کو تنبیہ کرنا یعنی اگر یہ خوف نہ ہو کہ مجھ کو کوئی ستاوے گا۔ (۵) مؤذن کا بلند آواز ہونا۔ (۶) اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں بلکہ تمام اسلامی شہروں میں معمول ہے۔ (۷) اذان کا کھڑے ہو کر کہنا۔ اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر مسافر سوار ہو یا مقیم اذان صرف اپنی نماز کیلئے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (۸) اذان کا بلند آواز سے کہنا ہاں اگر صرف اپنی نماز کیلئے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہو گا۔ (۹) اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔ (۱۰) اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنت ہے یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کرے کہ دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان بغیر اس قدر ٹھہرے ہوئے کہہ دے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں۔ (۱۱) اذان میں ﴿حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ﴾ کہتے وقت داہنی طرف کو منہ پھیرنا

[1] جاہل سے مراد یہ ہے کہ نماز کے اوقات سے خود واقف نہ ہو اور کسی واقف سے پوچھ کر اذان کہے۔

اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف کو منہ پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے۔ (۱۲) اذان اور اقامت کا قبلہ رخ ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو۔ بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (۱۳) اذان کہتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا ضروری ہے اور دونوں حدیثوں سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا ضروری ہے اگر حدث اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے اس طرح اگر کوئی حدث اکبر یا اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں۔ (۱۴) اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص موخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً ﴿اَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه﴾ سے پہلے ﴿اَشْهَدُاَنْ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه﴾ کہہ جائے یا ﴿حَیَّ عَلَی الصَّلٰوة﴾ سے پہلے ﴿حَیَّ عَلَی الْفَلَاح﴾ کہہ جائے تو اس صورت میں صرف موخر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اس نے مقدم کہہ دیا ہے پہلی صورت میں ﴿اَشْهَدُاَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه﴾ کہہ کر ﴿اَشْهَدُاَنْ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه﴾ پھر کہے اور دوسری صورت میں ﴿حَیَّ عَلَی الصَّلٰوة﴾ کہہ کر ﴿حَیَّ عَلَی الْفَلَاح﴾ پھر کہے پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں۔ (۱۵) اذان[1] اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام کرنا خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اثنائے اذان و اقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا اعادہ کرے اقامت کا نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱): اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور بعد اذان ختم ہونے کے خیال آئے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دیدے ورنہ نہیں۔ مسئلہ (۲): اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ نہ گزر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں۔ اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل سمجھا جائیگا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے جو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کر لینا چاہئے۔ مسئلہ (۳): اگر موذن اذان دینے کی حالت میں مرجائے یا بے ہوش ہو جائے یا اس کی آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہیں یا اسکو حدث ہو جائے اور وہ اس کو دور کرنے کیلئے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت موکدہ ہے۔ مسئلہ (۴): اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث اصغر ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کو دور کرنے کو جائے۔

---

[1] یہ حکم موذن کا ہے اور اذان اور تکبیر سننے والے کو بھی سزاوار نہیں کہ درمیان اذان اور تکبیر کے کلام کرے اور وہ نہ قرأت قرآن میں مشغول ہو اور نہ کسی کام میں سوائے جواب دینے کے اذان اور اقامت کا۔ اور اگر وہ قرآن پڑھتا ہو تو چاہئے کہ قطع کر دے اور اذان اور اقامت کے سننے اور جواب دینے میں مشغول ہو جائے۔

مسئلہ (۵): ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے۔ جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔ مسئلہ (۶): جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے ہاں اگر وہ اذان دیکر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے۔ مسئلہ (۷): کئی موذنوں کا ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے۔ مسئلہ (۸): مؤذن کو چاہئے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہیں ختم کرے۔ مسئلہ (۹): اذان اور اقامت کیلئے نیت شرط نہیں ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کر لے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کیلئے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔

نماز کی شرطوں کا بیان

مسائل طہارت: مسئلہ (۱): اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ (اوڑھ کر نماز پڑھتے ہوئے) نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اور اسی طرح اس چیز کا بھی پاک ہونا چاہئے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہو۔ بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو مثلاً نماز پڑھنے والا کسی بچہ کو اٹھائے ہوئے ہو اور وہ بچہ خود اپنی طاقت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کیلئے شرط ہے اور جب اس بچہ کا بدن اور کپڑا اس قدر نجس ہو جو مانع نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔ اور اگر خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہو تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے۔ پس یہ نجاست اسی کی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے کچھ اس کا تعلق نہ سمجھا جائے گا، اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں مثلاً نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ اس لئے کہ اس کا لعاب اس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے پس مثل اس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے جس سے طہارت شرط نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کچھ حرج نہیں اس لئے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں بخلاف اس کے کہ اگر شیشی میں پیشاب بھرا ہوا اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اسکا بند ہو اس لئے کہ اس کا یہ پیشاب اسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔ مسئلہ (۲): نماز پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقیہ[1] سے پاک ہونا چاہئے۔ ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہیں نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہیں اور اسی طرح سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہے۔ مسئلہ (۳): اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔ مسئلہ (۴): اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اس کا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا

[1] یعنی جتنی ناپاک چیزیں ہیں مثلاً پیشاب، پاخانہ، منی وغیرہ کے۔

بڑا۔ مسئلہ (۵): اگر کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔ مسئلہ (۶): اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی سوکھی نجس مقام پر پڑتا ہو [1] تو کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ (۷): اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے فعل کے ہو تو جب معذوری جاتی رہے گی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا مثلاً کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کسی دشمن نے اس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں، مثلاً کسی کے پاس کپڑے ہی نہ ہوں۔ مسئلہ (۸): اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اس سے اپنے جسم کو چھپائے چاہے اس کو بچھا کر نماز پڑھے تو اس کو چاہئے کہ اپنے جسم کو چھپا لے اور نماز اسی نجس مقام میں پڑھ لے اگر پاک جگہ میسر نہ ہو۔

قبلے کے مسائل: مسئلہ:۔ اگر قبلہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہئے لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہوگا تو اسکی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی اس لئے کہ وہ امام اس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتداء جائز نہیں لہٰذا ایسی صورتوں میں اس مقتدی کو تنہا نماز پڑھنا چاہئے جس طرح اس کا غالب گمان ہو ۱۲ محشیٰ۔

نیت کے مسائل: مسئلہ (۱): مقتدی کو اپنے امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔ مسئلہ (۲): امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے۔ امامت کی نیت کرنا شرط نہیں۔ ہاں اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور نماز جمعہ اور نماز عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتداء صحیح ہونے کیلئے اسکی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازہ یا جمعہ یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔ مسئلہ (۳): مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمر بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں ہاں اگر نام لیکر تعیین کر لیگا اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اسکی نماز نہ ہوگی۔ مثلاً کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اس مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ مسئلہ (۴): جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہئے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کیلئے پڑھتا ہوں اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اسکی میں بھی پڑھتا ہوں [2] بعض علماء

---

[1] یعنی جبکہ پاک جگہ کھڑا ہو اور سجدہ کرنے میں کپڑے نجس مقام پر پڑتے ہوں بشرطیکہ وہ نجس جگہ سوکھی یا گیلی ہو مگر کپڑوں میں اس قدر نجاست کا اثر نہ آئے جو مانع نماز ہو۔

[2] اگر امام عورت کی نماز پڑھتا ہے تو میں بھی عورت کی نماز پڑھتا ہوں اور اگر امام مرد کی پڑھتا ہے تو میں بھی مرد کی پڑھتا ہوں۔

کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کر لینا کافی ہے اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف ہے یا خسوف مگر راجح یہ ہے کہ تخصیص کے ساتھ نیت کرے۔

تکبیر تحریمہ کا بیان: مسئلہ (۱): بعض ناواقف جب مسجد میں آ کر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ تکبیر تحریمہ کی صحت کی شرط ہے اور تکبیر تحریمہ کیلئے قیام شرط ہے جب کہ قیام نہ کیا تو وہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہیں ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

فرض نماز کے بعض مسائل: مسئلہ (۱): آمین کے الف کو بڑھا کر پڑھنا چاہئے اس کے بعد کوئی سورہ قرآن مجید کی پڑھے۔ مسئلہ (۲): اگر سفر کی حالت میں ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے کہ سورۃ فاتحہ کے بعد جو سورۃ چاہے پڑھے اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورہ حجرات اور سورہ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورہ کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورۃ ہونی چاہئے باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں۔ ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ عصر اور عشاء کی نماز میں ﴿وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ﴾ اور ﴿لَمْ يَكُنْ﴾ اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہئے۔ مغرب کی نماز میں ﴿اِذَا زُلْزِلَتْ﴾ سے آخر قرآن تک۔ مسئلہ (۳): جب رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو تو امام صرف ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ اور مقتدی صرف ﴿رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ﴾ اور منفرد دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدہ میں جائے تکبیر کی انتہا اور سجدہ کی ابتداء ساتھ ہی ہو یعنی سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔ مسئلہ (۴): سجدے میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہئے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہونا چاہئے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونی چاہئیں اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوئے ہوں اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف اور پیٹ زانو سے علیحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں، پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا بچہ درمیان سے نکل سکے۔ مسئلہ (۵): مغرب اور عشاء کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۃ فاتحہ اور دوسری سورۃ اور ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو قرأت میں تو اختیار ہے مگر ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ اور تکبیریں آہستہ کہے اور ظہر اور عصر کے وقت امام صرف ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے۔ مسئلہ (۶): بعد نماز ختم کر چکنے کے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کیلئے بھی اور بعد دعا مانگ چکنے کے دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعا سنائی

دے تو خواہ سب آمین آمین کہتے رہیں۔ مسئلہ (۷): جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب، عشاء ان کے بعد بہت دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں جیسے فجر، عصر ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف دائیں یا بائیں طرف کو منہ پھیر کر بیٹھ جائے اس کے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔ مسئلہ (۸): بعد فرض نمازوں کے بشرطیکہ ان کے بعد سنتیں نہ ہوں ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے کہ ﴿اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ﴾ تین مرتبہ آیت الکرسی، ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاس﴾ ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور اسی قدر الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ مسئلہ (۹): عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہئے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئے۔ اگر کوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اٹھانا چاہئے۔ (۲) بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے اور عورتوں کو سینہ پر۔ (۳) مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھا کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہئے حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے۔ (۴) مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہئے بلکہ صرف اسی قدر جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ (۵) مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملا کر۔ (۶) مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔ (۷) مردوں کو سجدے میں پیٹ زانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملا ہوا۔ (۸) مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہئے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔ (۹) مردوں کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئے اور عورتوں کو نہیں۔ (۱۰) مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہئے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہئے۔ اسی طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آ جائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔ (۱۱) عورتوں کو کسی وقت بلند آواز سے قرأت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہئے۔

تحیۃ المسجد: مسئلہ (۱): یہ نماز اس شخص کیلئے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔ مسئلہ (۲): اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے۔ اس لئے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہے بس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو

رکعت نماز پڑھ لے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔ مسئلہ (۳): اگر مکروہ وقت ہوتو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے ﴿سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ اوراس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے اس نماز کی نیت یہ ہے ﴿نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَكْعَتَیْ تَحِیَّةِ الْمَسْجِدِ﴾ یا اُردو میں اس طرح کہہ لے خواہ دل ہی دل میں سمجھ لے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

مسئلہ (۴): دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائیگا اگر چہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی۔ مسئلہ (۵): اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص جا کر بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ حدیث۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔ مسئلہ (۶): اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہوتو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں۔

نوافل سفر: مسئلہ (۱): جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کیلئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے۔ حدیث۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر میں ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑ جاتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ حدیث۔ نبی ﷺ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔ مسئلہ (۲): مسافر کو یہ مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہوتو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

نماز قتل: مسئلہ (۱): جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہوتو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تا کہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخری عمل رہے۔

حدیث۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کیلئے کہیں بھیجا تھا اثنائے راہ میں کفار مکہ مکرمہ نے انہیں گرفتار کر لیا سوائے حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ مکرمہ میں لیجا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا جب یہ شہید ہونے لگے تو ان لوگوں سے اجازت لیکر دو رکعت نماز پڑھی اسی وقت سے یہ نماز مستحب ہوگئی۔

تراویح کا بیان: مسئلہ (۱): وتر کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ (۲): نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہوتو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے میں اختیار ہے چاہے تنہا نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے چاہے چپ بیٹھا رہے۔

مسئلہ (۳): اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور پڑھ چکنے کے بعد معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز میں کوئی بات ایسی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اس عشاء کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہئے۔ مسئلہ (۴): اگر عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہیں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھنا درست ہو جائے گا۔ جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لئے کہ وہ ان لوگوں کا تابع سمجھا جائیگا جن کی جماعت درست ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پر پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اسے چاہئے کہ پہلے کی نماز پڑھ لے پھر تراویح میں شریک ہو اور اگر اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو بعد وتر پڑھنے کے پڑھے اور یہ شخص وتر جماعت سے پڑھے۔ مسئلہ (۶): مہینہ میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے لوگوں کو کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائیگی یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے اسی قدر پڑھا جائے ﴿الم تر کیف﴾ سے اخیر تک کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں۔ ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ مسئلہ (۷): [1] ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔ مسئلہ (۸): ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو گراں نہ گزرے اگر گراں گزرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔ مسئلہ (۹): تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ ﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم﴾ بلند آواز سے پڑھ دینا چاہئے اس لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے اگرچہ کسی سورت کا جزو نہیں۔ پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے گی تو قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی۔ اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۰): تراویح کا پورے رمضان میں پڑھنا سنت ہے۔ اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہو جائے۔ مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن شریف پڑھ دیا جائے تو باقی زمانہ میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ مسئلہ (۱۱): صحیح یہ [2] ہے کہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰه﴾ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آجکل دستور مکروہ ہے۔

---

[1] شبینہ متعارف اس حکم میں داخل نہیں ہے اس کا حکم اصلاح الرسوم میں دیکھو۔

[2] وجہ کراہت یہ ہے کہ آج کل عوام نے اسکو لوازم ختم سے سمجھ لیا ہے جیسا کہ ان کے طرز عمل سے ظاہر ہے لہذا مکروہ ہے نہ یہ کہ اعادہ سورۃ فی نفسہ مکروہ ہے جیسا کہ حضرت مولانا نے تتمہ ثالث امداد الفتاوی صفحہ ۱۱۸ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے پس اعادہ سورۃ خواہ فی نفسہ جائز ہو یا مکروہ رسم ہذا قابل ترک ہے۔

نماز کسوف و خسوف: مسئلہ (۱): کسوف (سورج گرہن) کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔ مسئلہ (۲): نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے۔ بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر امام اپنی مسجد میں نماز کسوف پڑھا سکتا ہے۔ مسئلہ (۳): نماز کسوف کیلئے اذان یا اقامت نہیں بلکہ لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہوتو ﴿الصَّلٰوۃُ جَامِعَۃٌ﴾ پکار دیا جائے۔ مسئلہ (۴): نماز کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۃ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے اور قرأت آہستہ پڑھے۔ مسئلہ (۵): نماز کے بعد امام کو چاہئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک کہ گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہئے۔ ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آ جائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہئے۔ مسئلہ (۶): خسوف چاند گرہن کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں سب لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔ مسئلہ (۷): اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے۔ مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں۔ ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے اپنے گھر میں تنہا پڑھے۔ نبی ﷺ کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ مسئلہ (۸): جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں ان کے علاوہ بھی جس قدر کثرت نوافل کی کی جائے باعث ثواب وترقی درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جنکی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب نبی ﷺ نے فرمائی ہے مثل رمضان کے اخیر عشرہ کی راتوں اور شعبان کی پندرہویں تاریخ کے ان اوقات کی بہت فضیلتیں ہیں اور ان میں عبادت کا بہت ثواب حدیث میں وارد ہوا ہے۔ ہم نے اختصار کے خیال سے انکی تفصیل نہیں کی۔

استسقاء کی نماز کا بیان: جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے۔ استسقاء کیلئے دعا کرنا اس طریقہ سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پاپیادہ خشوع و عاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں جنگل کی طرف جائیں اور توبہ کی تجدید کریں اور اہل حقوق کے حقوق ادا کریں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لیجائیں۔ پھر دو رکعت بلا اذان اور اقامت کے جماعت سے پڑھیں اور امام جہر سے قرأت پڑھے پھر دو خطبے پڑھے جس طرح عید[1] کے روز کیا جاتا ہے۔ پھر امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرے اور سب حاضرین بھی دعا کریں۔ تین روز متواتر ایسا ہی کریں تین دن کے بعد نہیں کیونکہ اس سے زیادہ ثابت نہیں اور اگر نکلنے سے پہلے یا ایک دن نماز پڑھ کر بارش ہو جائے تو جب بھی تین دن پورے کر دیں اور تینوں

---

[1] یعنی جیسے کہ عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی نماز کے بعد دونوں خطبہ پڑھے

دنوں میں روزہ بھی رکھیں تو مستحب ہے اور جانے سے پہلے صدقہ خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

فرائض وواجبات صلوٰۃ کے متعلق بعض مسائل: مسئلہ (۱): مدرک پر قرأت نہیں۔ امام کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے اور حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے قرأت کرنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۲): مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں سے ایک یا دو رکعت میں قرأت کرنا فرض ہے۔ مسئلہ (۳): حاصل یہ ہے کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قرأت نہ چاہئے ہاں مسبوق کیلئے چونکہ ان گئی ہوئی رکعتوں میں امام نہیں ہوتا اس لئے اس کو قرأت چاہئے۔ مسئلہ (۴): سجدے کے مقام کو پیروں کی جگہ سے آدھ گز سے زیادہ اونچا نہ ہونا چاہئے۔ اگر آدھ گز سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے مثلاً جماعت زیادہ ہو اور لوگ اس قدر مل کر کھڑے ہوں کہ زمین پر سجدہ ممکن نہ ہو تو نماز پڑھنے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ جس شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو جو سجدہ کرنیوالا پڑھ رہا ہے۔ مسئلہ (۵): عیدین کی نماز میں علاوہ معمولی تکبیروں کے چھ تکبیریں کہنا واجب ہے۔ مسئلہ (۶): امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب کی اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۷): منفرد کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے۔ آواز بلند ہونے کی فقہاء نے یہ حد لکھی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔[1] مسئلہ (۸): امام اور منفرد کو ظہر عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب اور عشاء کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۹): جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں انہیں آہستہ آواز سے قرأت کرنا چاہئے اور جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔ مسئلہ (۱۰): اگر فجر، مغرب اور عشاء کی قضائیں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ اگر رات کو قضا پڑھے تو اسے اختیار ہے۔ مسئلہ (۱۱): اگر کوئی شخص مغرب کی یا عشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہئے۔ اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اور اخیر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

نماز کی بعض سنتیں: مسئلہ (۱): تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو شانوں تک سنت ہے۔ عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں۔ مسئلہ (۲): تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھوں کو باندھ لینا مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینہ پر سنت ہے۔ مسئلہ (۳): مردوں کو اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور

[1] یعنی جو شخص دور کھڑا ہو وہ نہ سن سکے اور یہ غرض نہیں ہے کہ جو بالکل پاس ہو وہ بھی نہ سن سکے۔

چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لینا اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا سنت ہے۔ **مسئلہ (۴)**: امام اور منفرد کو بعد سورہ فاتحہ کے ختم ہونے کے آہستہ آواز سے آمین کہنا اور قرأت بلند آواز سے ہو تب بھی سب مقتدیوں کو بھی آہستہ آمین کہنا سنت ہے۔ **مسئلہ (۵)**: مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سر اور سرین سب برابر ہو جائیں سنت ہے۔ **مسئلہ (۶)**: رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جدا رکھنا سنت ہے۔ قومے میں امام کو صرف ﴿سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ﴾ کہنا اور مقتدی کو صرف ﴿رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ﴾ کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔ **مسئلہ (۷)**: سجدہ کی حالت میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھوں کی بانہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا سنت ہے۔ **مسئلہ (۸)**: قعدہ اولیٰ اور اخری دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پہ بچھا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانو پر ہوں۔ انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب ہوں یہ سنت ہے۔ **مسئلہ (۹)**: امام کو سلام بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔ **مسئلہ (۱۰)**: امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ مرد ہوں یا عورت یا لڑکے ہوں اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور اگر محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرنا سنت ہے۔ **مسئلہ (۱۱)**: تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کا آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو سنت ہے۔

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے [۱] اس لئے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات وسنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل کے زیادہ اور قابل اہتمام ہونے کے سبب سے اس کیلئے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا جماعت کم سے کم دو آدمیوں سے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرا متبوع۔ متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔ **مسئلہ (۱)**: امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد، بالغ ہو یا سمجھدار، نابالغ بچہ۔ ہاں جمعہ وعیدین کی نماز میں کم سے کم امام کے سوا تین آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔ **مسئلہ (۲)**: جماعت کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل میں دو آدمی اس طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی خواہ امام ومقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو۔ البتہ جماعت کی نفل کا عادی ہونا یا تین مقتدیوں سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

---

۱ یعنی بعضوں کے نزدیک واجب اور بعضوں کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے جس کا مفصل بیان آگے آتا ہے۔

۲ یعنی ضمانت۔

جماعت کی فضیلت اور تاکید جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائیں تو ایک بہت کافی حجم[۲] کا رسالہ تیار ہو سکتا ہے ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ نبی ﷺ نے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا بے شبہ شریعت محمدی ﷺ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہئے تھا۔ نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اسکی تکمیل ہو وہ بھی تاکید کے اعلیٰ درجہ پر پہنچادی جائے۔ ہم اس مقام پر پہلے اس آیت کو لکھ کر جس سے بعض مفسرین اور فقہاء نے جماعت کو ثابت کیا ہے۔ چند حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ **قولہ تعالیٰ**۔ ﴿وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ﴾ نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر یعنی جماعت سے اس آیت میں حکم صریح جماعت سے پڑھنے کا ہے مگر چونکہ رکوع کے معنی بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں لہٰذا فرضیت ثابت نہ ہوگی۔ **حدیث (۱)**:۔ نبی ﷺ سے ابن عمرؓ جماعت کی نماز میں[۱] تنہا نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب روایت کرتے ہیں۔ **حدیث (۲)**۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ **حدیث (۳)**۔ انس بن مالکؓ راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (چونکہ وہ مسجد نبوی ﷺ سے دور تھے) اٹھ کر نبی ﷺ کے قریب آ کر قیام کریں۔ تب ان سے نبی ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے ہیں ثواب نہیں سمجھتے[۲] (ف) اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد میں آئے گا اسی قدر زیادہ ثواب ملے گا۔ **حدیث (۴)**۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔ **حدیث (۵)**۔ نبی ﷺ نے ایک روز عشاء کے وقت اپنے ان اصحاب سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ پڑھ کر سورہے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گزرا سب نماز میں محسوب ہوا۔[۳] **حدیث (۶)**۔ نبی ﷺ سے بریدہ اسلمیؓ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بشارت دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کیلئے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں ان کیلئے پوری روشنی ہوگی۔ **حدیث (۷)**۔ حضرت عثمانؓ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اس کو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملے گا اور جو عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا

۱　مطلب یہ ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے سے جتنا ثواب ملتا ہے، جماعت سے پڑھنے میں اس سے ستائیس گنا زیادہ ملتا ہے۔

۲　لیکن اگر کسی کے محلّہ میں مسجد ہو تو اس کو چھوڑ کر دور نہ جائے کیونکہ محلّہ کی مسجد کا حق ہے بلکہ اگر وہاں جماعت بھی نہ ہوتی ہو تب بھی وہاں ہی جا کر اذان واقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھے۔

۳　یعنی شمار کیا گیا۔

سے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ **حدیث (۸)**۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ بیشک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے اور پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا دوں۔ **حدیث (۹)**۔ ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز میں مشغول ہو جاتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال واسباب کو مع ان کے جلا دیں (مسلم) عشاء کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سوتے کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اس وقت گھروں میں ہوتے ہیں۔ امام ترمذی اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابو دردا اور ابن عباس اور جابر ؓ سے بھی مروی ہے یہ سب لوگ نبی ﷺ کے معزز اصحاب میں سے ہیں۔ **حدیث (۱۰)**۔ ابو دردا ؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بیشک ان پر شیطان غالب ہو جائے گا۔ پس اے ابو دردا جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو دیکھو بھیڑیا (شیطان) اسی بکری (آدمی) کو کھاتا ہے (بہکاتا ہے) جو اپنے گلے (جماعت) سے الگ ہو گئی ہو۔ **حدیث (۱۱)**۔ ابن عباس ؓ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سن کر جماعت میں نہ آئے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اس کی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہو قبول نہ ہو گی۔[۱] صحابہ ؓ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ خوف یا مرض اس حدیث میں خوف اور مرض کی تفصیل نہیں کی گئی بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔ **حدیث (۱۲)**۔ حضرت مِحجن ؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ کے ساتھ تھا کہ اتنے میں اذان ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے لگے میں اور میں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ آنحضرت ﷺ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اے مِحجن تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب مسجد میں آؤ اور دیکھو جماعت ہو رہی ہے لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیا کرو اگر چہ پڑھ[۲] چکے ہو ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی ﷺ نے اپنے برگزیدہ صحابی مِحجن کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں چند حدیثیں نمونے کے طور پر ذکر ہو چکیں، اب نبی ﷺ کے برگزیدہ اصحاب ؓ کے اقوال سنئے کہ انہیں جماعت کا کس قدر اہتمام

---

۱ یعنی پورا ثواب نہ ملے گا یہ غرض نہیں کہ فرض ادا نہ ہوگا کبھی کوئی اس خیال سے نماز ہی چھوڑ دے کہ نماز قبول تو ہو گی ہی نہیں پھر تنہا بھی نہ پڑھیں کیونکہ کچھ فائدہ نہیں ایسا خیال ہرگز نہ چاہئے۔

۲ مگر فجر، عصر اور مغرب کی نماز اگر تنہا پڑھ لی ہو اور پھر جماعت ہو تو اب جماعت میں شامل نہ ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ فجر اور عصر کے بعد تو نوافل نہ پڑھنا چاہئے اور مغرب میں اس لئے کہ تین رکعت نوافل کی شریعت میں نہیں ہیں

۳ اثر صحابی اور تابعین کے قول کو کہتے ہیں۔

۴ یہاں پر حضرت عائشہ ؓ کو تشبیہ دی ہے حضرت زلیخا سے وجہ تشبیہ یہ ہے کہ جب (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مد نظر تھا اور ترک جماعت کو وہ کیسا سمجھتے تھے اور کیوں نہ سمجھتے نبی ﷺ کی اطاعت اور ان کی مرضی کا ان سے زیادہ کس کو خیال ہو سکتا ہے۔ اثر (۱) اسود کہتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت ام المومنین عائشہؓ کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور اسکی فضیلت و تاکید کا ذکر نکلا اس پر حضرت عائشہؓ نے تائیداً نبی ﷺ کی مرض وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو کہ وہ نماز پڑھاویں۔ عرض کیا گیا کہ ابوبکر ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہونگے تو بے طاقت ہو جائیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے۔ آپ نے پھر وہی فرمایا پھر وہی جواب دیا گیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ تم ویسی باتیں کرتی ہو جیسے یوسفؑ سے مصر کی عورتیں کرتی تھیں [۲] ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھاویں۔ خیر حضرت ابوبکرؓ نماز پڑھانے کیلئے نکلے اتنے میں نبی ﷺ کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے نکلے میری آنکھوں میں اب تک وہ حالت موجود ہے کہ نبی ﷺ قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکیں۔ وہاں حضرت ابوبکرؓ نماز شروع کر چکے تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی ﷺ نے منع فرمایا اور انہیں سے نماز پڑھوائی۔ اثر (۲) ایک دن حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا تو ان کے گھر گئے اور ان کی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا انہوں نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اس وجہ سے اس وقت ان کو نیند آ گئی تب حضرت فاروقؓ نے فرمایا کہ مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ تمام شب عبادت کروں (موطاء امام مالک) شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز باجماعت پڑھنے میں تہجد سے بھی زیادہ ثواب ہے۔ اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری میں نماز فجر میں مخل ہو [۱] تو ترک اس کا اولیٰ ہے۔ اشعۃ اللمعات۔ اثر (۳) حضرت ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ بے شک ہم نے آزمالیا اپنے کو اور صحابہؓ کو کہ ترک جماعت نہیں کرتا مگر وہ منافق جس کا نفاق [۲] کھلا ہوا ہو یا بیمار مگر بیمار میں دو آدمیوں کا سہارا لیکر جماعت کیلئے حاضر ہوتے تھے بے شک نبی ﷺ نے ہمیں ہدایت کی راہیں بتلائیں اور منجملہ ان کے نماز ہے۔ ان مسجدوں میں جہاں اذان ہوتی ہو یعنی جماعت ہوتی ہو دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا جسے خواہش ہو کل

(گذشتہ سے پیوستہ) حضرت زلیخا کے عشق کی شہرت ہوئی کہ وہ حضرت یوسف کو چاہتی ہیں جو اس وقت میں ان کے خاوند کے غلام تھے تو انہوں نے عورتوں کی ضیافت کی اور مراد ان کی علاوہ ضیافت کے اور بھی تھی اور وہ یہ تھی کہ عورتیں حضرت یوسف کے حسن بے نظیر کو دیکھیں اور مجھے ان کے ساتھ عشق میں معذور سمجھیں اور لعن طعن سے باز آئیں۔ اسی طرح حضرت عائشہؓ کی مراد بھی علاوہ اس کے جو انہوں نے عذر کیا اور بھی تھی اور وہ یہ کہ لوگ حضرت ابوبکرؓ کے حضور ﷺ کی جگہ کھڑے ہونے کو بدفالی نہ سمجھیں اور اس بنا پر حضرت ابوبکرؓ سے لوگوں کو حضور ﷺ کے بعد کدورت نہ ہو۔

[۱] یعنی خلل انداز

[۲] یعنی بظاہر مسلمان ہونا اور حقیقت میں کافر ہونا

(قیامت میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے مسلمان جائے اسے چاہئے کہ پنج وقتی نمازوں کی پابندی کرے ان مقامات میں جہاں اذان ہوئی ہو (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی ﷺ کیلئے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں اور یہ نماز بھی انہی طریقوں میں سے ہے اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو گے جیسے کہ منافق پڑھ لیتا ہے تو بیشک تم سے چھوٹ جائے گی تمہارے نبی ﷺ کی سنت اور اگر تم چھوڑ دو گے اپنے پیغمبر ﷺ کی سنت کو تو بے شبہ گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے نماز کیلئے مسجد میں نہیں جاتا۔ مگر اس کے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ہم نے دیکھ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق ہم لوگوں کی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر تکیہ لگا کر جماعت کیلئے لائے جاتے تھے اور صف میں کھڑے کر دیئے جاتے تھے۔ اثر (۴) ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے بعد اذان [۱] کے بے نماز پڑھے ہوئے چلا گیا۔ تو حضرت ابو ہریرہؓ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی اور ان کے مقدس حکم کو نہ مانا (مسلم شریف) دیکھو حضرت ابو ہریرہؓ نے تارک جماعت کو کیا کہا۔ کیا کسی مسلمان کو اب بھی بے عذر ترک جماعت کی جرات ہو سکتی ہے کیا کسی ایماندار کو حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی گوارا ہو سکتی ہے۔ اثر (۵) حضرت ام درداؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ابو درداؓ میرے پاس اس حال میں آئے کہ نہایت غضبناک تھے میں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کو کیوں غصہ آیا کہنے لگے اللہ کی قسم میں محمد ﷺ کی امت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں یعنی اب اس کو بھی چھوڑنے لگے ہیں۔ اثر (۶) نبی ﷺ کے بہت اصحاب سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی اذان سن کر جماعت میں نہ جائے اس کی نماز ہی نہ ہوگی۔ یہ لکھ کر امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہیں [۲] اثر (۷) مجاہد نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہو مگر جمعہ اور جماعت میں نہ شریک ہوتا ہو اسے آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ دوزخ میں جائیگا (ترمذی) امام ترمذی اس حدیث کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ و جماعت کا مرتبہ کم سمجھ کر [۳] ترک کرے تب یہ حکم کیا جائیگا لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن کیلئے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔ اثر (۸) سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جس کی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اس کی ماتم پرسی کرتے (احیاء العلوم)

---

۱ بعد اذان کے مسجد سے ایسے شخص کو پھر اس مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہو جانا منع ہے، ہاں کوئی قوی عذر ہو اور سخت مجبوری ہو تو مضائقہ نہیں۔

۲ اور بے عذر تنہا نماز پڑھنے سے گو نماز ہو جائے گی مگر کامل نہ ہوگی۔

۳ اس لئے کہ احکام شرعیہ کو ہلکا اور حقیر سمجھنا کفر ہے اور اس تاویل کی جب حاجت ہوگی کہ حضرت ابن عباسؓ کے فرمانے کا یہ مطلب ہو کہ ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں جائیگا۔

۴ ظہر یہ ایک اسلامی فرقہ کا نام ہے۔

صحابہ کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے جو درحقیقت نبی ﷺ کے اقوال ہیں اب ذرا علماء امت اور مجتہدین ملت کو دیکھئے کہ ان کا جماعت کے متعلق کیا خیال ہے اور ان احادیث کا مطلب انہوں نے کیا سمجھا ہے۔ (۱) ظاہریہ اور امام احمدؒ کے بعض مقلدین کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔ (۲) امام احمد کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے اگر چہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط نہیں۔ امام شافعیؒ کے بعض مقلدین کا بھی یہی مذہب ہے۔ (۳) امام شافعی کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے امام طحاوی جو حنفیہ میں ایک بڑے درجہ کے فقیہ اور محدث ہیں ان کا بھی یہ مذہب ہے۔ (۴) اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے۔ محقق ابن ہمام اور حلبی اور صاحب بحرالرائق وغیرہ ہم اسی طرف ہیں۔ (۵) بعض حنفیہ [1] کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں اور درحقیقت حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں۔ (۶) ہمارے فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو ان سے لڑنا حلال ہے۔ قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارک جماعت کو سزا دینا امام وقت پر واجب ہے اور اس کے پڑوسی اگر اس کے اس فعل قبیح پر کچھ نہ بولیں [2] تو گنہگار ہونگے۔ (۷) اگر مسجد جانے کیلئے اقامت سننے کا انتظار کرے تو گنہگار ہوگا۔ [3] یہ اس لئے کہ اگر اقامت سن کر چلا کریگا تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانے کا خوف ہے۔ امام محمدؒ سے مروی ہے کہ جمعہ اور جماعت کیلئے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہ ہو۔ (۸) تارک جماعت ضرور گنہگار ہے اور اسکی گواہی قبول نہ کی جائے گی بشرطیکہ اس نے بے عذر صرف کہل انگاری سستی سے جماعت چھوڑ دی ہو۔ (۹) اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے اور پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائے گا اور اسکی گواہی مقبول نہ ہوگی۔ (بحرالرائق وغیرہ)۔

جماعت کی حکمتیں اور فائدے: اس بارے میں حضرات علماءؒ نے بہت کچھ بیان کیا ہے مگر جہاں تک میری نظر قاصر پہنچی ہے حضرت شاہ مولانا ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ سے بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں اگر چہ زیادہ لطیف یہی تھا کہ انہی کی پاکیزہ عبارت سے وہ مضامین سنے جائیں مگر بوجہ

---

[1] حکم جماعت کے بارے میں عبارت فقہاء میں اختلاف ہوا ہے۔ بعض نے کہا ہے جماعت سنت موکدہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ واجب ہے اس کے بعد بعض فقہاء نے اسکو اختلاف آراء پر محمول کیا اور تطبیق کی فکر نہیں کی اور بعض نے تطبیق کی فکر کی جن لوگوں نے تطبیق کی فکر کی ان میں سے بعض نے کہا کہ سنت موکدہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ واجب ہے اور اس کا وجود سنت سے ثابت ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اس پر مداومت سنت موکدہ ہے اور کبھی کبھی پڑھنا واجب ہے۔ یہ وہ باتیں تھیں جو کہ کتب فقہ میں میری نظر سے گزری ہیں۔ یہی وہ تطبیق ہے جو علم الفقہ میں بیان کی گئی ہے اور اس سے بہشتی گوہر میں منقول ہوئی تھی وہ میری نظر سے گزری اور نہ اس کا صحیح مطلب میری سمجھ میں آیا اس میں غور کرلیا جائے۔ ملا حبیب احمد)

[2] یعنی اس کو اس فعل سے نہ روکیں اور نصیحت حسب قدرت نہ کریں یہ جبکہ ان کو اس شخص سے کسی ضرر کا بھی اندیشہ نہ ہو تو وہ پڑوسی گنہگار ہونگے۔

[3] سستی سے۔

اختصار کے میں حضرت موصوف کے کلام کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔(۱) کہ کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت رسم عام کر دی جائے یہاں تک کہ وہ عبادت ایک ضروری عبادت ہو جائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عبادت کی طرح ناممکن ہو جائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شاندار نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔(۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، جاہل بھی عالم بھی لہٰذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے تو دوسرا اسے تعلیم کر دے گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہیں جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتلا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں بس یہ ایک عمدہ ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا۔(۳) جو لوگ بے نمازی ہونگے ان کا حال بھی اس سے کھل جائے گا اور ان کو وعظ ونصیحت کا موقع ملے گا۔(۴) چند مسلمانوں کا مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے۔نزول رحمت اور قبولیت کیلئے۔(۵) اس امت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کا کلمہ بلند اور کلمہ کفر پست ہو اور روئے زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر ومقیم چھوٹے اور بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کیلئے جمع ہوا کریں اور شان وشوکت اسلام کی ظاہر کریں۔ان ہی سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہوگئی اور اسکی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی سخت ممانعت کی گئی۔

جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کے درد ومصیبت میں شریک ہو سکے گا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار واستحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید اور فضیلت جا بجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں بیان فرمائی گئی ہے۔افسوس ہمارے زمانہ میں ترک جماعت ایک عام عادت ہوگئی ہے۔ جاہلوں کا کیا ذکر ہم بعض لکھے پڑھے لوگوں کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں۔افسوس یہ لوگ احادیث پڑھتے ہیں اور ان کے معنے سمجھتے ہیں مگر جماعت کی سخت تاکیدیں ان کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں۔قیامت میں جب قاضی روز جزاء کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہونگے اور اس کے ادا نہ کرنیوالے یا ادا میں کمی کرنے والوں سے باز پرس شروع ہوگی تو یہ لوگ کیا جواب دینگے۔

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں: (۱) مرد ہونا عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔(۲) بالغ ہونا نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں۔(۳) آزاد ہونا غلام پر جماعت واجب نہیں۔(۴) عاقل ہونا، مست اور بے ہوش دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔(۵) عذروں سے خالی ہونا، ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر ادا کرے تو بہتر ہے نہ ادا کرنے میں ثواب جماعت سے محروم رہے گا۔ترک جماعت کے عذر چودہ ہیں۔(۱) لباس بقدر ستر عورت کے نہ پایا جانا۔(۲) مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہو کہ چلنا سخت دشوار ہو۔ امام ابو یوسف ؒ نے حضرت امام اعظم ؒ سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کی حالت میں جماعت کیلئے آپ کیا حکم دیتے

ہیں کہ فرمایا جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔ (۳) پانی بہت زور سے برستا ہو ایسی حالت میں امام محمدؒ نے موطاء میں لکھا ہے کہ اگر چہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جا کر نماز پڑھے۔ (۴) سردی سخت ہونا کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے کا یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔ (۵) مسجد جانے میں مال واسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔ (۶) مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔ (۷) مسجد جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اوراس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرض کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی۔ (۸) اندھیری رات ہو کہ راستہ دکھلائی نہ دیتا ہو لیکن اگر روشنی کا سامان خدا نے دیا ہو تو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے۔ (۹) رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔ (۱۰) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔ (۱۱) کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب ہو اور بھوک ایسی لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔ (۱۲) پیشاب یا پاخانہ زور کا معلوم ہوتا ہو۔ (۱۳) سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائیگی۔ قافلہ نکل جائیگا، ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ وہاں ایک قافلہ کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملے تو دوسرے وقت جا سکتا ہے وہاں اگر کوئی ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں اگر ہو سکے تو شریعت سے حرج اٹھا دیا گیا ہے۔ (۱۴) کوئی ایسی بیماری ہو جسکی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہو لیکن جو نابینا بے تکلیف مسجد تک پہنچ سکے تو اس کو ترک جماعت نہ چاہئے۔

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں۔ شرط (۱) اسلام، کافر کی جماعت صحیح نہیں۔ شرط (۲) عاقل ہونا، مست بے ہوش دیوانے کی جماعت صحیح نہیں۔ شرط (۳) مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کے اقتداء کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں۔ نیت کا بیان اوپر بہ تفصیل ہو چکا ہے۔ شرط (۴) امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقتاً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد[1] یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگر چہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان جو پل کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اور اس درجہ سے دونوں کا مکان حقیقتاً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اس لئے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائیگا اور اقتداء صحیح ہو جائیگی۔ مسئلہ (۱): اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر ہو تو درست ہے اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ

---

[1] یعنی جب کہ وہ مسجد یا گھر بہت بڑے نہ ہوں کیونکہ بڑی مسجد بڑے گھر کا حکم آگے آئے گا۔

[2] تنگ سے تنگ رستہ وہ ہے جس کے عرض میں اونٹ آ سکے تو جو گول اور عرض میں اس سے کم ہو وہ مانع اقتداء نہیں۔ کذا فی الشامیہ عن ابی یوسف۔

دونوں مقام حکماً متحد سمجھے جائیں گے اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائیگی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتداء کرنا جو مسجد میں نماز پڑھا رہا ہے درست ہے۔ **مسئلہ (۲)**: اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت بڑا ہو یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہوگی۔ **مسئلہ (۳)**: اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر ہو جس میں ناؤ وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام رہ گزر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہوگی۔ البتہ بہت چھوٹی گول اگر حائل ہو جسکی برابر تنگ[2] راستہ نہیں ہوتا وہ مانع اقتداء نہیں۔ **مسئلہ (۴)**: اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا رہ گزر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتداء درست نہ ہوگی جو ان چیزوں کے اس پار ہے۔ **مسئلہ (۵)**: پیادے کی اقتداء سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لئے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے۔ شرط (۵) مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغائر نہ ہونا۔ اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغائر ہوگی تو اقتداء درست نہ ہوگی۔ مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کے ظہر کی۔ ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ البتہ امام اگر فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اس لئے کہ امام کی نماز قوی ہے۔ **مسئلہ (۶)**: مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتداء نہ ہوگی کیونکہ امام کی نماز ضعیف ہے۔ شرط (۶) امام کی نماز کا صحیح ہونا اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائیگی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے مثل اس کے کہ امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ ایک درم سے زیادہ تھی اور بعد نماز ختم ہونے کے یا اثنائے نماز میں معلوم ہوئی یا امام کو وضو نہ تھا اور بعد نماز کے یا اثنائے نماز میں اس کو خیال آیا۔ **مسئلہ (۷)**: امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہو گئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہوا ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں خواہ آدمی کے ذریعہ سے کی جائے یا خط کے ذریعہ سے۔ شرط (۷) مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اسکی اقتداء درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائیگا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائیگا اور اقتداء درست ہو جائے گی۔ شرط (۸) مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع قومے سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھ کر یا اس کے کسی مکبر (تکبیر کہنے والے) کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو

خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتداء صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتداء درست ہے۔ **مسئلہ (۸)**: اگر امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہو سکے لیکن قرائن سے اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا گاؤں کے اندر ہو اور نماز پڑھا دے مسافر کی سی یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعتیں پوری کر لینے کے بعد امام کی حالت کی تحقیق کرنا واجب ہے کہ امام کو سہو ہوا یا وہ مسافر تھا اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہوگئی اور اگر سہو کا ہونا متحقق ہوا تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر کچھ تحقیق نہیں کیا بلکہ مقتدی اسی شبہ کی حالت میں نماز پڑھ کر چلا گیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔ **مسئلہ (۹)**: اگر امام کے متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے مگر وہ نماز شہر یا گاؤں میں نہیں پڑھا رہا بلکہ شہر یا گاؤں سے باہر پڑھا رہا ہے اور اس نے چار رکعت والی نماز میں مسافر کی سی نماز پڑھائی اور مقتدی کو امام کے سہو کا شبہ ہوا اس صورت میں بھی مقتدی اپنی چار رکعت پوری کرے اور بعد نماز کے امام کا حال معلوم کرے تو اچھا ہے اگر نہ معلوم کرے تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی۔ کیونکہ شہر یا گاؤں سے باہر امام کا مسافر ہونا ہی ظاہر ہے اور اس کے متعلق مقتدی کا یہ خیال کہ شاید اس کو سہو ہوا ہے ظاہر کے خلاف ہے لہٰذا اس صورت میں تحقیق حال ضروری نہیں اسی طرح اگر امام چار رکعت والی نماز شہر یا گاؤں میں پڑھائے یا جنگل وغیرہ میں اور کسی مقتدی کو اس کے متعلق مسافر ہونے کا شبہ ہو لیکن امام نے پوری چار رکعت پڑھائیں تب بھی مقتدی کو بعد نماز کے تحقیق حال امام واجب نہیں۔ اور فجر میں اور مغرب کی نماز میں کسی وقت بھی امام کے مسافر یا مقیم ہونے کی تحقیق ضروری نہیں کیونکہ ان نمازوں میں مقیم و مسافر سب برابر ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس تحقیق کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہے جب کہ امام شہر یا گاؤں میں یا کسی اور جگہ چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پڑھائے اور مقتدی کو امام پر سہو کا شبہ ہو۔ **شرط (۹)** مقتدی کو تمام ارکان میں سوا قرأت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے۔ پہلی صورت کی مثال امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔ **مسئلہ (۱۰)**: اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتداء امام سے پہلے کی جائے اور اخیر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کرے کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتداء درست نہ ہوگی۔ **شرط (۱۰)** مقتدی کی حالت کا امام سے کم یا برابر ہونا۔ مثال (۱) قیام کرنے والے کی اقتداء قیام سے عاجز کے

---

[1] امی وہ شخص ہے جو بقدر قرأت مفروضہ یعنی ایک آیت قرآن مجید زبانی نہ پڑھ سکتا ہو اور قاری سے مراد وہ شخص ہے جو بقدر قرأت مفروضہ زبانی قرآن مجید پڑھ سکے۔

پیچھے درست ہے۔ شرع میں معذور کا قعود بمنزلہ قیام کے ہے (۲) تیمّم کرنیوالے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا وضو اور غسل کرنیوالے کی اقتداء درست ہے اس لئے کہ تیمّم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں۔ (۳) مسح کرنیوالے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتداء درست ہے اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک ہی درجہ کی طہارت ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔ (۴) معذور کی اقتداء معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں مثلاً دونوں کو سلسل بول ہو یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو۔ (۵) امی[1] کی اقتداء امی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو۔ (۶) عورت یا نابالغ کی اقتداء بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (۷) عورت کی اقتداء عورت کے پیچھے درست ہے۔ (۸) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔ (۹) نفل پڑھنے والے کی اقتداء واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے۔ (۱۰) نفل پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ (۱۱) قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ اس لئے کہ قسم کی نماز بھی فی نفسہ نفل ہے یعنی ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گا اور پھر کسی متنفل کے پیچھے اس نے دو رکعت پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی اور قسم پوری ہو جائیگی۔ (۱۲) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو۔ مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اس چیز کی نذر کی جس کی فلاں شخص نے نذر کی ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ ایک نے دو رکعت کی مثلاً الگ نذر کی اور دوسرے نے الگ تو ان میں سے کسی کو دوسرے کی اقتداء درست نہ ہوگی حاصل یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتداء درست ہو جائے گی۔ اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے خواہ یقیناً یا احتمالاً اور اقتداء درست نہیں۔ (۱) بالغ کی اقتداء خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔ (۲) مرد کی اقتداء خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے پیچھے درست نہیں۔ (۳) خنثیٰ کی خنثیٰ کے پیچھے درست نہیں خنثیٰ اس کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ہونے کی علامات ایسی متعارض ہوں کہ نہ اس کا مرد ہونا تحقیق ہو نہ عورت ہونا اور ایسی مخلوق شاذ و نادر ہی ہوتی ہے۔ (۴) جس عورت[1] کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتداء اسی قسم کی دوسری عورت کے پیچھے درست نہیں۔ ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا محتمل ہے اس لئے اقتداء جائز نہیں کیونکہ پہلی صورت میں جو خنثیٰ امام ہے شاید عورت ہو اور جو خنثیٰ مقتدی ہے شاید مرد ہو۔ اسی طرح دوسری صورت میں جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اس کے حیض کا ہو اور جو مقتدی ہے اس کی طہارۃ کا ہو۔ (۵) خنثیٰ کی اقتداء عورت کے پیچھے درست نہیں اس خیال سے کہ شاید وہ خنثیٰ مرد ہو۔ (۶) ہوش و حواس

[1] اس سے مراد وہ عورت ہے جس کو اول ایک خاص عادت کے ساتھ حیض آتا ہو اس کے بعد کسی مرض کی وجہ سے اس کا خون جاری ہو جائے اور جاری رہے اور وہ عورت اپنی عادت حیض کو بھول جائے۔

والے کی اقتداء مجنوں و مست بے ہوش و بے عقل کے پیچھے درست نہیں۔ (۷) طاہر کی اقتداء معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلسل بول وغیرہ کی شکایت ہو درست نہیں۔ (۸) ایک عذر والے کی اقتداء دو عذر والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتداء کرے جس کو خروج ریح اور سلسل بول دو بیماریاں ہوں۔ (۹) ایک طرح کے عذر والے کی اقتداء دوسری طرح کے عذر والے کے پیچھے درست نہیں۔ مثلاً سلسل بول والا ایسے شخص کی اقتداء کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو۔ (۱۰) قاری کی اقتداء امی کے پیچھے درست نہیں اور قاری وہ کہلاتا ہے جس کو اتنا قرآن مجید صحیح یاد ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے اور امی وہ جس کو اتنا بھی یاد نہ ہو۔ (۱۱) امی کی اقتداء امی کے پیچھے جبکہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں کیونکہ اس صورت میں اس امام امی کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے اور جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جن میں وہ امی مقتدی بھی ہے۔ (۱۲) امی کی اقتداء گونگے کے پیچھے درست نہیں اس لئے کہ امی اگرچہ بالفعل قرأت نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے اس وجہ سے کہ وہ قرأت سیکھ سکتا ہے گونگے میں تو یہ بھی قدرت نہیں۔ (۱۳) جس شخص کا جسم جس قدر ڈھانکنا فرض ہے چھپا ہوا ہو اس کی اقتداء برہنہ کے پیچھے درست نہیں۔ (۱۴) رکوع و سجود کرنے والے اقتداء ان دونوں سے عاجز کے پیچھے درست نہیں اور اگر کوئی شخص سجدے سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتداء درست نہیں۔ (۱۵) فرض پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں۔ (۱۶) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے۔ (۱۷) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھوں گا اور کسی نے نذر کی تو وہ نذر کرنے والا اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے تو درست نہ ہوگی اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نفل کیونکہ قسم کا پورا کرنا ہی واجب نہیں ہوتا بلکہ اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کفارہ دیدے اور وہ نماز نہ پڑھے۔ (۱۸) جس شخص سے صاف حروف ادا نہ ہو سکتے ہوں مثلاً سین کو تے یا رے کو غین پڑھتا ہو یا کسی اور حروف میں ایسا ہی تبدل و تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری قرأت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتداء صحیح ہو جائے گی۔ شرط (۱۱) امام کا واجب الانفراد نہ ہونا یعنی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء درست نہیں جس کا اس وقت منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق کہ اس کو امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی اقتداء کرے تو درست نہ ہو گی۔ شرط (۱۲) امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقتاً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے لہذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتداء کرے تو درست نہیں اسی طرح مسبوق اگر لاحق کی لاحق مسبوق کی اقتداء کرے تب بھی درست نہیں۔ یہ بارہ شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کی ہیں اگر ان میں

سے کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائیگی تو اسکی اقتداء صحیح نہ ہوگی اور جب کسی مقتدی کی اقتداء صحیح نہ ہوگی تو اسکی وہ نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالت اقتداء ادا کیا ہے۔

جماعت کے احکام: مسئلہ (۱): جماعت جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرط ہے یعنی یہ نمازیں تنہا صحیح ہی نہیں ہوتیں پنج وقتی نمازوں میں واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور تراویح میں سنت موکدہ ہے اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو اور اسی طرح نماز کسوف کیلئے اور رمضان کے وتر میں مستحب ہے اور سوائے رمضان کے اور کسی زمانہ کے وتر میں مکروہ تنزیہی ہے یعنی جبکہ مواظبت کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں اور نماز خسوف میں اور تمام نوافل میں جبکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان واقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقہ سے لوگوں کو جمع کر کے تو جماعت مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر بے اذان واقامت کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور پھر بھی دوام نہ کریں اور اسی طرح مکروہ تحریمی ہے۔ ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد میں ان چار شرطوں سے (۱) مسجد محلّہ کی ہو اور عام رہ گذر پر نہ ہو اور مسجد محلّہ کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہاں کا امام اور نمازی معین ہوں۔ (۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان واقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔ (۳) پہلی جماعت سے ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلّہ میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے۔ (۴) دوسری جماعت اسی ہئیت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہئیت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے اور یہ چوتھی شرط صرف امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور امام صاحب کے نزدیک ہئیت بدل دینے پر بھی کراہت رہتی ہے پس اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کی جائے بلکہ گھر میں ادا کی جائے تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہ گذر پر ہو محلّہ کی نہ ہو جس کے معنی اوپر معلوم ہو چکے تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلّہ میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے یا بقول امام ابو یوسف کے دوسری جماعت اس ہئیت سے ادا نہ کی جائے جس ہئیت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہئیت بدل جائے گی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جماعت مکروہ نہ ہوگی۔

تنبیہ:۔ ہر چند کہ بعض لوگوں کا عمل امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے لیکن امام صاحب کا قول دلیل سے بھی قوی ہے اور اس وقت دینیات میں اور خصوص امر جماعت میں جو تہاون وسستی اور تکاسل ہو رہا ہے اس کا مقتضاء بھی یہی ہے کہ باوجود تبدل ہئیت کراہت پر فتویٰ دیا جائے ورنہ لوگ قصداً جماعت اولیٰ کو ترک کرینگے کہ ہم اپنی دوسری کر لیں گے۔

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل: مسئلہ (۱): مقتدیوں کو چاہئے کہ تمام حاضرین میں جو امامت کے

لائق ہو جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنادیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جو امامت کی لیاقت میں برابر ہوں تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بنادیں اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے زیادہ لائق ہے کسی ایسے شخص کو امام کر دینگے جو اس سے کم لیاقت رکھتا ہے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہو جائیں گے۔ مسئلہ (۲): سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جس قدر قرأت مسنون ہے اسے یاد ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو۔ پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی قرأت کے قواعد کے موافق۔ پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ خلیق ہو۔ پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ خوبصورت ہو۔ پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ شریف ہو۔ پھر وہ جسکی آواز سب سے عمدہ ہو پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو مگر تناسب کے ساتھ۔ پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے۔ پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو۔ پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اس کے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو۔ اور بعض کے نزدیک حدث اکبر سے تیمم کرنے والا مقدم ہے اور جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو۔ مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے۔ بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو اور قرآن مجید اچھا نہ پڑھتا ہو۔ مسئلہ (۳): اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کیلئے زیادہ مستحق ہے۔ اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنادے۔ ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انہی کو استحقاق ہوگا۔ مسئلہ (۴): جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنادے تو مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۵): قاضی یعنی حاکم شرع یا بادشاہ اسلام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امام کا استحقاق نہیں۔ مسئلہ (۶): بے رضامندی قوم کی امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جاتے ہوں پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں بلکہ جو اسکی امامت سے ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔ مسئلہ (۷): فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر بدعتی وفاسق زوردار ہوں کہ ان کے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنہ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہت نہیں۔ مسئلہ (۸): غلام کا یعنی جو فقہ کے قاعدے سے غلام ہو وہ نہیں جو قحط وغیرہ میں خرید لیا جائے اس کا امام بنانا اگرچہ وہ آزاد شدہ ہو گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا جو پاکی ناپاکی کی احتیاط نہ رکھتا ہو یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولد الزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم وفضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جسکی

لے اور بہتر بھی نہیں بلکہ مکروہ ہے

داڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ مسئلہ (۹): نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں۔ پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدی کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری نہیں۔[1] اس لئے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے۔ اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی مذہب امام قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیوں کیلئے ضروری نہیں۔ ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے لہٰذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۰): امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہئے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت وضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو اس کی رعایت کر کے قرأت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قرأت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔ مسئلہ (۱۱): اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنی جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہئے۔ اگر بائیں جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۲): اور اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے۔ اگر امام کے داہنے بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۳): اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہو۔ اس کے بعد اور مقتدی آ گئے تو پہلے مقتدی کو چاہئے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں۔ اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہئے کہ اس کو پیچھے کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں اور پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہئے کہ وہ آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام کو چاہئے کہ آگے بڑھ جائے لیکن اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہو جیسا ہمارے زمانہ میں غالب ہے تو اس کو ہٹانا مناسب نہیں کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے نماز ہی غارت ہو جائے۔ مسئلہ (۱۴): اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہئے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد ہو۔ مسئلہ (۱۵): اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورت کچھ نابالغ تو امام کو چاہئے کہ اس ترتیب سے ان کی صفیں قائم کرے پہلے مردوں کی صفیں، پھر نابالغ لڑکوں کی پھر بالغ

---

[1] چونکہ اس میں بہت سے مسائل سے واقفیت ضروری ہے اور اس زمانہ میں ناواقفیت غالب ہے اس لئے جانے دو نہ کھینچے۔

[2] یہ مسئلہ درمختار سے ماخوذ ہے اور گو اس میں فی الجملہ اختلاف کیا گیا ہے مگر حضرت مؤلف قدس سرہ کے نزدیک رائج وہی ہے جو کہ انہوں نے اوپر فرمایا ہے۔

عورتوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی۔ مسئلہ (۱۶): امام کو چاہئے کہ صفیں سیدھی کرے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑا ہونے کا حکم دے۔ صف میں ایک کو دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہئے درمیاں میں خالی جگہ نہ رہنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۷): تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہئے کہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کر لے لیکن کھینچنے میں اگر احتمال ہو کہ وہ اپنی نماز خراب کر لے گا برا مانے گا تو جانے دے۔[1] مسئلہ (۱۸): پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ہاں جب پوری صف ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہئے۔ مسئلہ (۱۹): مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل اسکی زوجہ ماں، بہن وغیرہ کے موجود نہ ہو ہاں اگر کوئی مرد[2] یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۲۰): اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں کوئی شخص اس کی اقتداء کرے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ شخص دل میں قصد کرے کہ میں اب امام بنتا ہوں تا کہ نماز جماعت سے ہو جائے۔ دوسری صورت یہ کہ قصد نہ کرے بلکہ بدستور اپنے کو یہی سمجھے کہ گویا میرے پیچھے آ کر کھڑا ہوا لیکن میں امام نہیں بنتا بلکہ بدستور تنہا پڑھتا ہوں۔ پس پہلی صورت میں تو اس پر اسی جگہ سے بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے پس اگر سورہ فاتحہ یا کسی قدر دوسری سورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہئے اسی جگہ بقیہ فاتحہ اور بقیہ سورہ کو بلند آواز سے پڑھے اس لئے امام کو فجر، مغرب اور عشاء کے وقت بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اور دوسری صورت میں بلند آواز سے پڑھنا واجب نہیں اور اس مقتدی کی نماز بھی درست رہے گی کیونکہ صحت صلوٰۃ مقتدی کیلئے امام کا نیت امامت کرنا ضروری نہیں۔ مسئلہ (۲۱): امام کو اور ایسا ہی منفرد کو جبکہ وہ گھر یا میدان میں نماز پڑھتا ہو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنی جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کرے جو ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک انگلی کے برابر موٹی ہو۔ ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا سامنے سے گزر نہ ہوتا ہو تو اسکی کچھ ضرورت نہیں اور امام کا سترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے۔ بعد سترہ قائم ہو جانے کے سترہ کے آگے سے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اگر سترہ کے اندر سے کوئی شخص نکلے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔ مسئلہ (۲۲): لاحق وہ مقتدی ہے جس کی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں بعد شریک جماعت ہونے کے جاتی رہیں خواہ بعذر مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہی یا لوگوں کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کر سکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کیلئے جائے اور اس درمیان میں اسکی رکعتیں جاتی رہیں (نماز خوف میں پہلا گروہ لاحق ہے اسی طرح جو مقیم مسافر کی اقتداء کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنے کے لاحق ہے) یا بے عذر جاتی رہیں۔ مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع سجدہ کر لے[1] اور اس وجہ سے یہ رکعت اس کی کالعدم سمجھی جائے تو اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا۔ پس لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو اسکی جاتی رہیں بعد ان کے ادا

---

[1] یعنی امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں چلا جائے اور پہلے ہی اٹھ بھی کھڑا ہو

کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔ مسئلہ (۲۳): لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا۔ یعنی جیسے مقتدی قرأت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قرأت نہ کرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی۔ ویسے ہی لاحق کو بھی۔ مسئلہ (۲۴): مسبوق یعنی جسکی ایک دو رکعت رہ گئی ہو اس کو چاہئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔ مسئلہ (۲۵): مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔ مسئلہ (۲۶): مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہئے کہ پہلے قرأت والی پھر بے قرأت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی ان رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قاعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلیٰ ہذا القیاس۔ مثال:۔ ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو اس کو چاہئے کہ بعد امام کے سلام پھیر دینے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملا کر رکوع سجدے کر کے پہلا قعدہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ سورۃ ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ نہ ملائے اس لئے کہ یہ رکعت قرأت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کہ یہ قعدہ اخیر ہے۔ مسئلہ (۲۷): اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی۔ مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے۔ مگر ان کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے یعنی قرأت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے بعد اس کے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔ مثال:۔ عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اسکا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہو گئی تو اس کو چاہئے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قرأت نہ کرے اور ان تینوں کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے۔

---

[1] اگر چہ یہ احتمال ہو کہ امام رکوع میں چلا جائے گا اور اگر ایسا واقعہ ہو جائے تو بعد تشہد کے تین تسبیح کی قدر قیام کر کے رکوع میں جائے اور اسی طرح ترتیب وار سب ارکان ادا کرتا رہے خواہ امام کو کتنی ہی دور جا کر پاوے یہ اقتداء کے خلاف نہ ہوگا کیونکہ اقتداء جیسے امام کے ساتھ رہنے کو کہتے ہیں اسی طرح امام کے پیچھے پیچھے جانے کو بھی کہتے ہیں۔ امام سے پہلے کوئی کام کرنا یہ اقتداء کے خلاف ہے۔

اس لئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اسکی چوتھی رکعت ہے۔ اور اس رکعت میں اس کو قرأت بھی کرنا ہوگی اس لئے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔ مسئلہ (۲۸): مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں رکوع بھی امام کے ساتھ قومہ بھی اس کے قومہ کے ساتھ سجدہ بھی اس کے سجدہ کے ساتھ۔ غرض کہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ۔ ہاں اگر قعدہ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں[1] اسی طرح قعدہ اخیرہ میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں۔ ہاں رکوع سجدہ وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تو بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہئے۔

جماعت میں شامل ہونے نہ ہونے کے مسائل: مسئلہ (۱): اگر کوئی شخص اپنے محلّہ یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آکر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر عشاء کا وقت ہو۔ اور فجر عصر مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لئے کہ فجر عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے اور مغرب کے وقت اس لئے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔ مسئلہ (۳): اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو رکعت والا ہے جیسی فجر کی نماز تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے اور اگر وہ فرض تین رکعت والا ہو جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز کو پوری کر لے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو کیونکہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو جیسے ظہر عصر وعشاء تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دو رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جائے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو پوری کر لے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جائے ان میں سے

---
[1] یعنی قوی مذہب

مغرب اور فجر اور عصر میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جائے اور جن صورتوں میں قطع کرنا ہو کھڑے کھڑے ایک سلام پھیر دے۔ مسئلہ (۴): اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو نفل نماز کو نہ توڑے بلکہ اس کو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت کی نیت کی ہو۔ مسئلہ (۵): ظہر اور جمعہ کی سنت موکدہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے اور بہت سے فقہاء کے نزدیک راجح یہ ہے[1] کہ چار رکعت پوری کر لے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا کرنا ضروری ہے۔ مسئلہ (۶): اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائے گی تو پڑھ لے مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت فرض کی جاتی رہے گی تو پھر سنتیں موکدہ جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے پھر ظہر اور جمعہ میں بعض فرض کے بہتر یہ ہے کہ بعد والی سنت موکدہ اول پڑھ کر ان سنتوں کو پڑھ لے مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ موکدہ ہیں لہٰذا ان کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کر لی جائیں بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی امید ہو[1] اور اگر ایک رکعت کے ملنے کی بھی امید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے اور پھر اگر چاہے بعد سورج نکلنے کے پڑھے۔ مسئلہ (۷): اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہئے کہ فرض فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔ مسئلہ (۸): فرض ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اس لئے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھ لے۔ مسئلہ (۹): اگر جماعت کا قعدہ مل جائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ مسئلہ (۱۰): جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہوتی ہے: مسئلہ (۱): حالت نماز میں اپنے امام کے سوا کسی کو لقمہ دینا یعنی قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا مفسد نماز ہے۔ تنبیہ:۔ چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہاء کے درمیان میں اختلافی ہے۔ بعض علماء نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں۔ اس لئے ہم چند جزئیات اسکی اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔ مسئلہ (۲): صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں۔ قدر ضرورت سے وہ مقدار قرأت کی مقصود ہے جو مسنون ہے البتہ ایسی صورت میں امام کیلئے بہتر یہ ہے کہ رکوع کر دے جیسا اس سے اگلے مسئلہ میں آتا ہے۔ مسئلہ (۳): امام اگر بقدر

[1] ظاہر مذہب یہی ہے کہ جب تک کم از کم ایک رکعت ملنے کی امید ہو اس وقت تک پڑھ لے ورنہ چھوڑ دے اور ایک قول یہ ہے کہ قاعدہ اخیرہ ملنے تک سنتیں پڑھ لے۔ مگر راجح ظاہر مذہب ہے۔

ضرورت قرأت کر چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ رکوع کر دے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے (ایسا مجبور کرنا مکروہ ہے) اور مقتدیوں کو چاہئے کہ جب تک ضرورت شدید پیش نہ آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ (یہ بھی مکروہ ہے) ضرورت شدید سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے پڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے اور اگر بلا ضرورت شدیدہ بھی بتلا دیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی جیسا اس سے اوپر مسئلہ گزرا۔ **مسئلہ (۴):** اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے لے گا تو اس لقمہ لینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر کسی کو خود بخود یاد آ جائے خواہ اس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے یا پیچھے اس کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو اور اپنی یاد پر اعتماد کر کے پڑھے تو جس کو لقمہ دیا گیا ہے اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔ **مسئلہ (۵):** اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ **مسئلہ (۶):** مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اسکی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لے لے گا تو اس کی نماز بھی اور اگر مقتدی کو قرآن میں دیکھ کر یا دوسرے سے سنکر خود بھی یاد آ گیا اور پھر اپنی یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ **مسئلہ (۷):** اسی طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر ایک آیت قرأت کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر وہ آیت جو دیکھ کر پڑھی ہے اس کو پہلے سے یاد تھی تو نماز فاسد نہ ہوگی یا پہلے سے یاد تو نہ تھی مگر ایک آیت سے کم دیکھ کر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ **مسئلہ (۸):** عورت کا مرد کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو جانا کہ ایک کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جائے ان شرطوں سے نماز کو فاسد کرتا ہے یہاں تک کہ اگر سجدے میں جانے کے وقت عورت کا سر مرد کے پاؤں محاذی ہو جائے تب بھی نماز جاتی رہے گی۔ (۱) عورت بالغ ہو چکی ہو (خواہ جوان ہو یا بوڑھی) یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو تو اگر کوئی کمسن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۲) دونوں نماز میں ہوں پس اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہ ہو تو اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۳) کوئی حائل درمیان میں نہ ہو پس اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی سترہ حائل ہو یا کوئی بیچ میں اتنی جگہ چھوٹی ہو جس میں ایک آدمی بے تکلف کھڑا ہو سکے تو بھی فاسد نہ ہوگی۔ (۴) عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں پس اگر عورت مجنون ہو یا حالت حیض ونفاس میں ہو تو اسکی محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ اس لئے کہ ان صورتوں میں وہ خود نماز میں نہ سمجھی جائے گی۔ (۵) نماز جنازہ کی نہ ہو۔ پس جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں۔ (۶) محاذات بقدر ایک رکن[1] کے باقی رہے اگر اس سے کم محاذات رہے تو مفسد نہیں۔ مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔ (۷) تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی یہ عورت اس مرد کی مقتدی ہو یا دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں۔ (۸) امام نے اس عورت کی امامت کی نیت کی ہو نماز شروع

---

[1] نماز کے رکن چار ہیں قیام، قرأت، سجدہ، رکوع اور بقدر رکن سے یہ مراد ہے کہ جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے۔

[2] یعنی سب کی نماز فاسد ہو جائے گی امام کی بھی۔ خلیفہ کی بھی سب مقتدیوں کی بھی۔

کرتے وقت یا درمیان میں جب وہ آ کر ملی ہو اگر امام نے اسکی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اسی عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ مسئلہ (۹): اگر امام بعد حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے مسجد سے باہر نکل گیا تو مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔[۲] مسئلہ (۱۰): امام نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دیا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو تو سب کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ مسئلہ (۱۱): اگر مرد نماز میں ہو اور عورت اس مرد کا اسی حالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ہاں اگر اس کے بوسہ لیتے وقت مرد کو شہوت ہوگئی ہو تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر عورت نماز میں ہو اور کوئی مرد اسکا بوسہ لے لے تو عورت کی نماز جاتی رہے گی خواہ مرد نے شہوت سے بوسہ لیا ہو یا بلا شہوت اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی یا نہیں۔ مسئلہ (۱۲): اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس سے مزاحمت کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اس روکنے میں عمل کثیر نہ ہو اور اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہوگئی۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے: مسئلہ (۱): حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ **مثال:** کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ[۱] شانے پر ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔ مسئلہ (۲): برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر تذلل اور خشوع (عاجزی) کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۳): اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھنے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے۔ مسئلہ (۴): مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدہ کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ (۵): امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۶): صرف امام کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا جسکی بلندی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو مکروہ تنزیہی ہے اگر امام کے ساتھ چند مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو مکروہ ہے اور بعض نے کہا کہ اگر ایک ہاتھ سے کم ہو اور سرسری نظر سے اسکی اونچائی ممتاز معلوم ہوتی ہو تب بھی مکروہ ہے۔ مسئلہ (۷): کل مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں یا بعض مقتدی امام کے برابر ہوں اور بعض اونچی جگہ ہو تب بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۸): مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ (۹): مقتدی کو جبکہ امام قیام نہیں قرأت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ یا قرآن مجید کی قرأت کرنا خواہ وہ سورہ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔

---

۱ یعنی دونوں کنارے چھوٹے ہوں اگر ایک کنارہ چھوٹا ہو اور دوسرا شانہ پر پڑا ہو تو نماز مکروہ ہوگی۔

۲ یعنی وہ حدث جس سے وضو واجب ہوتا ہے۔

نماز میں حدث ہونے کا بیان: نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہوگا جس سے غسل واجب ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائیگی اور اگر حدث اصغر ہوگا [۲] تو دو حال سے خالی نہیں اختیاری ہوگا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہوگا یا نہیں اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہے کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوتے ہیں اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہوگا جیسے جنون بے ہوشی یا امام کا مر جانا وغیرہ۔ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح، پیشاب پاخانہ، مذی وغیرہ۔ پس اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس شخص کو شرعاً اختیار اور اجازت ہے کہ بعد اس حدث کے رفع کرنے کے اسی نماز کو تمام کرے اور اس کو بناء کہتے ہیں۔ لیکن اگر نماز کا اعادہ کر لے یعنی پھر شروع سے پڑھے تو بہتر ہے۔ اور اس بناء کرنے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں۔ (۱) کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے۔ (۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کیلئے جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اس لئے کہ قرآن مجید کا پڑھنا نماز کا رکن ہے۔ (۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔ (۴) بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کیلئے جائے ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔ مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو۔ [۱] **مسئلہ (۱):** منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ فوراً وضو کر لے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ چاہئے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے۔ حاصل یہ کہ جس قدر حرکت سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے بعد وضو کے چاہے وہیں اپنی بقیہ نماز تمام کر لے اور یہی افضل ہے۔ اور چاہے جہاں پہلے تھا وہاں جا کر پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ قصداً پہلی نماز کو سلام پھیر کر قطع کر دے اور بعد وضو کے از سر نو نماز پڑھے۔ **مسئلہ (۲):** امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قاعدہ اخیرہ میں ہو تو اس کو چاہئے کہ فوراً وضو کرنے کیلئے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ کھڑا کر دے۔ مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتلا دے کہ میرے اوپر اتنی رکعتیں وغیرہ باقی ہیں۔ رکعتوں کیلئے انگلی سے اشارہ

---

[۱] پس اس صورت میں اگر بقدر رکن کے آنے میں دیر لگ جائے کہ مشکل سے صفوں سے نکل کر آئے تو مضائقہ نہیں اور جس طرح اس شخص کو صفیں پھاڑ کر اپنی جگہ جانا جائز ہے اسی طرح وضو کرنے کیلئے جس کا وضو جاتا رہے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی اس کو بھی صفیں پھاڑ کر نکل جانا اور بضرورت قبلہ سے پھر جانا بھی جائز ہے۔

کرے مثلاً ایک رکعت باقی ہوتو ایک انگلی اٹھائے۔ دو رکعت باقی ہوں تو دو انگلی رکوع باقی ہوتو گھٹنوں پر ہاتھ رکھدے۔ سجدہ باقی ہوتو پیشانی پر قرأت باقی ہوتو منہ پر سجدہ تلاوت باقی ہوتو پیشانی اور زبان پر، سجدہ سہو کرنا ہوتو سینہ پر جب کہ وہ بھی سمجھتا ہو ورنہ اس کو خلیفہ نہ بنائے۔ پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہوتو جماعت میں آکر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور اگر وضو کر کے وضو کی جگہ کے پاس ہی کھڑا ہوگیا تو اگر درمیان میں کوئی ایسی چیز یا اتنا فصل حائل ہو جس سے اقتدا صحیح نہیں ہوتی تو درست نہیں ورنہ درست ہے (یعنی وضو کی جگہ ایسی صورت میں کھڑا ہونا درست ہے اور اس کا جماعت میں شریک ہونا صحیح ہو جائے گا ۱۲) اور جماعت ہو چکی ہوتو اپنی نماز تمام کرے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں۔ مسئلہ (۳): اگر پانی مسجد کے فرش کے اندر موجود ہوتو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں۔ چاہے کرے چاہے نہ کرے بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔ مسئلہ (۴): خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہٰذا اگر جماعت ہو چکی ہوتو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرلے اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کردیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام ہونے کی نیت کرلے تب بھی درست ہے بشرطیکہ اس وقت تک امام مسجد سے باہر نہ نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوئی ہوتو صفوں سے یا سترے سے آگے نہ بڑھا ہو اور اگر حدود سے آگے بڑھ چکا ہوتو نماز فاسد ہو جائے گی اب کوئی دوسرا امام نہیں بن سکتا۔[1] مسئلہ (۵): اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً وضو کرنا چاہئے۔ بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہوتو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کرلے اور مقتدی کو اپنے مقام پر جا کر نماز پڑھنا چاہئے۔ اگر جماعت باقی ہو لیکن اگر امام کی اور اس کے وضو کی جگہ میں کوئی چیز مانع اقتداء نہ ہوتو یہاں بھی کھڑا ہونا جائز ہے اور اگر جماعت ہو چکی ہوتو مقتدی کو اختیار ہے چاہے محل اقتداء میں جا کر نماز پوری کرے یا وضو کی جگہ میں پوری کرے اور یہی بہتر ہے۔ مسئلہ (۶): اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کردے تو اس کو چاہئے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ مدرک سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے میں مصروف ہو۔ مسئلہ (۷): اگر کسی کو قعدہ اخیرہ میں بعد اس کے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا بلاقصد حدث اصغر ہو جائے یا بے ہوش ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔ مسئلہ (۸): چونکہ یہ مسائل باریک ہیں اور آج کل علم کی کمی ہے ضرور غلطی کا احتمال ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ بناء نہ کرے بلکہ وہ نماز سلام کے ساتھ قطع کر کے پھر از سر نو نماز پڑھیں۔

سہو کے بعض مسائل: مسئلہ (۱): اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص خواہ امام ہو یا منفرد بلند آواز سے

---

[1] یعنی اس جماعت کو پورا کرنے کیلئے کوئی امام نہیں بن سکتا ہاں دوبارہ جماعت سے پڑھی جائے۔

[2] اور اس صورت میں منفرد پر سجدہ سہو نہیں۔

قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں [2] امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہئے ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کیلئے کافی نہ ہو مثلاً دو تین الفاظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز میں امام اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدہ سہو لازم نہیں یہی اصح ہے۔

نماز قضا ہو جانے کے مسائل: مسئلہ (۱): اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی ہو تو ان کو چاہئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قرأت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے مسئلہ (۲): اگر کوئی نابالغ لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو بقول راجح اس کو چاہئے کہ عشاء کی نماز کا پھر اعادہ کرے اور قبل طلوع فجر بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشاء کی نماز قضا پڑھے۔

مریض کے بعض مسائل: مسئلہ (۱): اگر کوئی معذور اشارے سے رکوع وسجدہ کر چکا ہو اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدہ پر قدرت ہو گئی تو وہ نماز اسکی فاسد ہو جائے گی پھر نئے سرے سے اس پر نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر ابھی اشارے سے رکوع سجدہ نہ کیا ہو کہ تندرست ہو گیا تو پہلی نماز صحیح ہے اس پر بناء جائز ہے۔ مسئلہ (۲): اگر کوئی شخص قرأت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اسکی ضرورت پیش آتی ہے۔

مسافر کی نماز کے مسائل: مسئلہ (۱): کوئی شخص پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں اور ان دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کی اذان کی آواز دوسرے مقام پر نہ جا سکتی ہو مثلاً دس روز مکہ مکرمہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منیٰ میں۔ مکہ مکرمہ سے منیٰ تین میل کے فاصلہ پر ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی شمار ہو گا۔ مسئلہ (۲): اور اگر مسئلہ مذکور میں رات کو ایک ہی مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس موضع میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہو گی۔ اب دوسرا موضع جہاں دن کو رہتا ہے اگر اس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم رہے گا۔ مسئلہ (۳): اور اگر مسئلہ مذکور میں ایک موضع دوسرے موضع سے اس قدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جا سکتی ہے تو وہ دونوں موضع ایک ہی سمجھے جائیں گے اور دونوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کی ارادے سے مقیم ہو جائے گا۔ مسئلہ (۴): مقیم کی اقتداء مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہئے کہ اپنی نماز اٹھ کر تمام کرے اور اس میں قرأت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اس

---

[1] اور وقت کے اندر یہ بات نہیں ہے کہ اقتداء مفترض کی متنفل کے پیچھے لازم آئے اس لئے کہ بوجہ اقتداء کے مسافر کے ذمہ چار رکعت فرض ہو گئیں اور وقت گزرنے کے بعد یہ حکم نہیں دونوں صورتوں کا فرق کتب فقہ میں مذکور ہے۔

لئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدہ اولیٰ اس مقتدی پر بھی متابعت امام کی وجہ سے فرض ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو بعد دونوں طرف سلام پھیرنے کے فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے۔ اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ قبل نماز شروع کرنے کے ہی اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے۔ مسئلہ (۵): مسافر بھی مقیم کی اقتداء کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر اور وقت جاتا رہا تو فجر اور مغرب میں کر سکتا ہے اور ظہر، عصر، عشاء میں نہیں اس لئے کہ جب مسافر مقیم کی اقتداء کرے گا تو بہ تبعیت امام کے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدہ اولیٰ فرض نہ ہوگا اور اس کا فرض ہوگا پس فرض پڑھنے والے کی اقتداء غیر فرض والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست نہیں۔ [1] مسئلہ (۶): اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کر لے خواہ اول میں یا درمیان میں یا اخیر میں مگر سجدہ سہو یا سلام سے پہلے یہ نیت کرے تو اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہئے اس میں قصر جائز نہیں اور اگر سجدہ سہو یا سلام کے بعد نیت کی ہو تو یہ نماز قصر ہی ہوگی ہاں اگر نماز کا وقت گزر جانے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہونے کی حالت میں نیت کرے تو اسکی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہ ہوگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر کرنا اس میں واجب ہوگا۔ **مثال (۱)**:۔ کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی بعد ایک رکعت پڑھنے کے وقت گزر گیا بعد اس کے اس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اس کو قصر سے پڑھنی ہوگی۔ **مثال (۲)**:۔ کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہوا اور لاحق ہو گیا پھر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے لگا پھر اس لاحق نے اقامت کی نیت کر لی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

خوف کی نماز: جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدھا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہئے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں۔ ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں اس وقت نماز نہ پڑھیں اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے اس قاعدہ سے نماز پڑھیں یعنی تمام مسلمانوں کے دو حصہ کر دیئے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے اگر تین چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر، عصر، مغرب، عشاء جبکہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں۔ پس جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہونے لگے تب یہ حصہ چلا جائے اور اگر یہ لوگ قصر کرتے ہوں یا دو رکعت والی نماز ہو جیسے فجر، جمعہ، عیدین کی نماز یا مسافر کی ظہر، عصر، عشاء کی نماز تو ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے اور دوسرا حصہ وہاں سے آ کر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے۔ امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہئے۔ پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو سلام پھیر دے اور یہ لوگ بدون سلام پھیرے ہوئے دشمن کے مقابلے میں

چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی بقیہ نماز بے قرأت کے تمام کرلیں اور سلام پھیر دیں اس لئے کہ وہ لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قرأت کے ساتھ تمام کرلے اور سلام پھیر دے اس لئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔ **مسئلہ (۱)**: حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کیلئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہئے اگر سوار ہوکر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائیگی اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ **مسئلہ (۲)**: دوسرے حصہ کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جانا اور پہلے حصہ کا پھر یہاں آکر اپنی نماز تمام کرنا اس کے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آکر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے ورنہ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کرلے تب دشمن کے مقابلہ میں جائے جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔ **مسئلہ (۳)**: یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کیلئے ہے کہ جب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں۔ مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے۔ پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔ **مسئلہ (۴)**: اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد ہی یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو امام کی نماز تو صحیح ہوگئی مگر مقتدیوں کا اس نماز کا اعادہ کرلینا چاہئے اس لئے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کیلئے خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ مشروع کی گئی ہے بے ضرورت شدیدہ اس قدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔ **مسئلہ (۵)**: اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی ناجائز غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کیلئے اس قدر عمل کثیر معاف نہ ہوگا۔ **مسئلہ (۶)**: نماز خلاف جہت قبلہ کی طرف شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہئے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔ **مسئلہ (۷)**: اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آجائے تو فوراً ان کو دشمن کی طرف پھر جانا جائز ہے اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔ **مسئلہ (۸)**: اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔ یہاں تک کہ پنج وقتی نمازوں کا اور ان کے متعلقات کا ذکر تھا اب چونکہ بحمد اللہ اس سے فراغت ملی لہٰذا نماز جمعہ کا بیان لکھا جاتا ہے۔ اس لئے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شعائر اسلام سے ہے اس لئے عیدین کی نماز سے اس کو مقدم کیا گیا ہے۔

جمعے کی نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر سخت تاکید اور

فضیلت شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی اور اسی وجہ سے پروردگار عالم نے اس عبادت کو اپنی ان غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کیلئے جن کا سلسلہ ابتدائے پیدائش سے آخر وقت تک بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا۔ ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے اور جمعہ کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائز ہوئی ہیں حتیٰ کہ حضرت آدمؑ جو انسانی نسل کیلئے اصل اول ہیں اسی دن پیدا کئے گئے ہیں لہٰذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا۔ اور ہم اوپر جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اسی قدر ان فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے۔ اور یہ بھی اسی وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ اور اس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا۔ ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتہ میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چونکہ جمعہ کا دن تمام دنوں میں افضل و اشرف تھا لہٰذا یہ تخصیص اسی دن کیلئے کی گئی ہے۔ اگلی امتوں کیلئے بھی خدائے تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر انہوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصہ میں پڑی۔ یہود نے سنیچر کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے چنانچہ اب تک یہ دونوں فرقے ان دنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دنیا کے کام چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے۔

جمعے کے فضائل: (۱) نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعے کا دن ہے اسی دن میں حضرت آدمؑ پیدا کئے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے جو اس عالم میں انسان کے وجود کا سبب ہوا جو بہت بڑی نعمت ہے اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا۔ (صحیح مسلم شریف) (۲) امام احمدؒ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے بعض وجوہ سے اس لئے کہ اسی شب میں سرور عالم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت محمد ﷺ کا تشریف لانا اس قدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب کوئی نہیں کر سکتا۔ (اشعۃ اللمعات فارسی شرح مشکوۃ) (۳) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو (صحیحین شریفین) علماء مختلف ہیں کہ یہ ساعت، جس کا ذکر حدیث میں گزرا کس وقت ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں چالیس قول نقل کئے ہیں مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی

۱　اس دن کی قید اس حدیث میں نہیں ہے۔
۲　یعنی زمین انبیاء علیہم السلام کے بدن میں کچھ تصرف نہیں کر سکتی جیسا دن میں تھا ویسا ہی رہتا ہے۔
۳　یعنی بڑے بڑے ستاروں والا برجوں کے یہاں یہ معنی ہیں۔

ہے۔ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے دوسرے یہ کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیرہ نے اختیار کیا ہے اور بہت احادیث صحیحہ اس کی موید ہیں۔ شیخ دہلوی فرماتے ہیں یہ روایت صحیح ہے حضرت فاطمہ ؓ جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم ہونے لگے تو ان کو خبر کردے تا کہ وہ اس وقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جائیں (اشعتہ اللمعات) (۴) نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے اسی دن صور پھونکا جائیگا اس روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کہ وہ اسی دن [1] میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے حالانکہ بعد وفات آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہونگی۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن [2] حرام کر دیا ہے۔(ابوداؤد شریف)(۵) نبی ﷺ نے فرمایا کہ شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس میں دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دیتا ہے۔ (ترمذی شریف) شاہد کا لفظ سورہ بروج میں واقع ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہے ﴿وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ﴾ قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے [3] اور قسم ہے دن موعود (قیامت) کی اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی۔(۶) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت ہے۔(ابن ماجہ)(۷) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔(ترمذی شریف)(۸) ابن عباس ؓ نے ایک مرتبہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم** کی تلاوت فرمائی ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا۔اس نے کہا کہ اگر ہم پر ایسی آیت اترتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اتری تھی، جمعہ کا دن اور عرفہ کا دن یعنی ہم کو بنانے کی کیا حاجت اس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔(۹) نبی ﷺ فرماتے تھے کہ جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے (مشکوۃ شریف)(۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیج دیں گے اور یہی دن وہاں بھی ہونگے۔اگرچہ وہاں دن رات نہ ہونگے مگر اللہ تعالیٰ ان کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرمائے گا۔پس جب جمعہ کا دن آئیگا اور وقت ہوگا جس وقت مسلمان دنیا میں جمعہ کی نماز کیلئے نکلتے تھے ایک منادی آواز دیگا کہ اے اہل جنت مزید کے جنگل میں چلو وہ ایسا جنگل ہوگا کہ جس کا طول و عرض سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا وہاں مشک کے ڈھیر ہونگے آسمان کے برابر بلند انبیاء علیہم السلام نور کے ممبر پر بٹھلائے جائیں گے اور مومنین یاقوت کی کرسیوں پر۔پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہاں ڈھیر ہوگا اڑے گا وہ ہوا اس مشک کو ان کے کپڑوں میں لے جائے گی اور منہ میں اور بالوں میں لگائے گی وہ ہوا اس مشک کے لگانے کا طریقہ اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جس کو تمام دنیا کی خوشبوئیں دی جائیں پھر حق تعالیٰ حاملان عرش کو حکم دیگا کہ عرش کو

ان لوگوں کے درمیان میں لیجا کر رکھو پھران لوگوں کوخطاب کر کے فرمائے گا کہ اے میرے بندو جوغیب پرایمان لائے ہوحالانکہ مجھ کو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر ﷺ کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی اب کچھ مجھ سے مانگو۔ یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے سب لوگ ایک زبان ہوکر کہیں گے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے خوش ہیں تو بھی ہم سے راضی ہوجا حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اے اہل جنت اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تم کو اپنی بہشت میں نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے۔ تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کرینگے کہ اے پروردگار ہم کو اپنا جمال دکھادے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ پس حق سبحانہ،تعالیٰ پردے اٹھا دیگا اور ان لوگوں پر ظاہر ہوجائے گا اور اپنے جمال جہاں آراء سے ان کو گھیر لے گا اگر اہل جنت کیلئے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بیشک وہ اس نور کی تاب نہ لاسکیں اور جل جائیں۔ پھر ان سے فرمائے گا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ اور ان لوگوں کا حسن و جمال حقیقی اثر سے دونا ہوگیا ہوگا۔ یہ لوگ اپنی بیبیوں کے پاس آئیں گے، نہ بیبیاں ان کو دیکھیں گی نہ بیبیوں کو۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جوان کو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائیگا تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ ان کی بیبیاں کہیں گی کہ جاتے وقت جیسے صورت تمہاری تھی وہ اب نہیں یعنی ہزار ہا درجہ اس سے اچھی ہے۔ یہ لوگ جواب دینگے کہ ہاں یہ اس سبب سے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا (شرح سفر السعادت) دیکھئے جمعہ کے دن کتنی بڑی نعمت ملی۔ (۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے مگر جمعہ کی برکت سے جمعہ کے دن تیز نہیں کی جاتی (احیاء العلوم) (۱۲) نبی ﷺ نے ایک جمعہ کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو اس دن لازم کرلو۔ (ابن ماجہ)

جمعے کے آداب: (۱) ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے پنجشنبہ کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کرر کھے اور خوشبو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اسی دن لا رکھے تاکہ پھر جمعہ کے دن ان کاموں میں اس کو مشغول نہ ہونا پڑے۔ بزرگان سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعہ کا فائدہ اسی کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو یہ بھی معلوم نہ ہو کہ جمعہ کب ہے۔ حتیٰ کہ صبح لوگوں سے پوچھے کہ آج کون سا دن ہے۔ اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جا کر رہتے تھے۔ (احیاء العلوم) (۲) پھر جمعہ کے دن غسل کرے سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہے۔ (احیاء صفحہ ۱۶۱ ج ۱) (۳) جمعہ کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کتروالے (احیاء العلوم) (۴) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے دروازے پر اس مسجد کے جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو آتا ہے اس کو پھر

---

۱ یعنی سویرے نہ جاتا اور یہاں بدعت سے لغوی بدعت مراد ہے یعنی نئی بات اور شرعی بدعت مراد نہیں ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ دین میں عبادت سمجھ کر نئی بات پیدا کرنا کیونکہ یہ حرام ہے اور سویرے نہ جانا حرام نہیں۔

اس کے بعد دوسرے کو اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھ لیتے ہیں اور سب سے پہلے جو آیا اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹ قربانی کرنیوالے کو اس کے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے میں۔ پھر جیسے اللہ تعالیٰ کے واسطے مرغ ذبح کرنے میں۔ پھر جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی کو انڈا صدقہ دیا جائے پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم شریف و صحیح بخاری شریف) اگلے زمانہ میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت اژدھام ہوتا تھا جیسے عید کے دنوں میں پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا کہ یہ پہلی بدعت ہے[1] جو اسلام میں پیدا ہوئی۔ یہ لکھ کر امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ کیوں شرم آتی۔ مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہودی سنیچر کو اور نصاریٰ اتوار کو اپنے عبادت خانوں میں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید و فروخت کیلئے پہنچ جاتے ہیں پس طالبان دین کیوں نہیں پیش قدمی کرتے (احیاء العلوم) درحقیقت مسلمانوں نے اس زمانہ میں اس مبارک دن کی بالکل قدر گھٹا دی ان کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کونسا دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے افسوس وہ دن جو کسی زمانہ میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی ﷺ کو فخر تھا اور جو دن اگلی امتوں کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کی ایسی ذلت اور ناقدری ہو رہی ہے خدائے تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے۔ جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾ (۵) جمعہ کی نماز کیلئے پا پیادہ جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے (ترمذی شریف) (۶) نبی ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورہ الم سجدہ اور ﴿هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ﴾ پڑھتے تھے۔ لہٰذا ان سورتوں کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے کبھی کبھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو۔ (۷) جمعہ[2] کی نماز میں نبی ﷺ سورہ جمعہ اور سورہ منافقون یا ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى﴾ اور ﴿هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ﴾ پڑھتے تھے۔ (۸) جمعہ کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورہ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جو کوئی سورہ کہف پڑھے اس کیلئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا۔ اور اس جمعہ سے پہلے جمعہ تک کے جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائیں گے (شرح سفر السعادت) علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہ صغیرہ مراد ہے اس لئے کہ کبیرہ بے توبہ کئے معاف نہیں ہوتے واللہ اعلم وھو ارحم

---

۱ یعنی کبھی اوپر کی دونوں سورتیں اور کبھی یہ دونوں سورتیں پڑھتے تھے۔

۲ یہ کلمہ ترغیب کیلئے ہے کہ تم مسلمان تو جاننے والے ہو جاننے والوں کو تو اس کے خلاف نہ کرنا چاہئے۔

۳ دوسری حدیث میں ہے کہ جس وقت امام ممبر پر آ کر بیٹھ جائے اسی وقت سے نماز پڑھنا اور کلام کرنا ناجائز ہے یہی امام اعظمؒ کا مذہب ہے

الراحمین۔ (۹) جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اس لئے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

جمعے کی نماز کی فضیلت اور تاکید: نماز جمعہ فرض عین ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اعظم شعائر اسلام سے ہے۔ منکر اس کا کافر اور بے عذر اس کا تارک فاسق ہے۔ (۱) قولہ تعالیٰ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ یعنی اے ایمان والو جب نماز جمعہ کیلئے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑ واور خرید وفروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تم جانو[۲] ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔ (۲) نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے اس کے بعد اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اس کے بعد نماز کیلئے چلے اور جب مسجد میں آئے اور کسی آدمی کو اسکی جگہ سے اٹھا کر نہ بیٹھے پھر جس قدر نوافل اسکی قسمت میں ہوں پڑھے پھر جب امام خطبہ[۳] پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گزشتہ جمعہ سے اس وقت تک کے گناہ معاف ہو جائیں گے (صحیح بخاری شریف) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں یا پیادہ جائے سوار ہو کر نہ جائے پھر خطبہ سنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اس کو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کی کامل عبادت کا ثواب ملے گا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا۔ (ترمذی شریف) (۴) ابن عمر اور ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں ورنہ خدائے تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دیگا۔ پھر وہ سخت غفلت[۱] میں پڑ جائیں گے۔ (صحیح مسلم) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے۔ (ترمذی شریف) اور ایک روایت میں ہے کہ خداوند عالم اس سے بیزار ہو جاتا ہے۔ (۶) طارق بن شہابؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر غلام یعنی جو قاعدہ شرع کے موافق مملوک ہو۔ عورت، نابالغ لڑکا، بیمار پر نہیں۔ (ابوداؤد شریف) (۷) ابن عمرؓ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے تارکین جمعہ

۱　یعنی مہر کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ خدا تعالیٰ کی پناہ جب غفلت مسلط ہوگئی تو جہنم سے چھٹکارا نہایت دشوار ہے۔

۲　یعنی مضبوط اور مستقل ارادہ ہوگیا مگر بعض وجوہات سے آپ نے ایسا نہیں کیا

۳　یہ غرض نہیں کہ وہ کافر ہوگیا جو کہ حقیقی معنی منافق کے ہیں بلکہ یہ منافق کی سی خصلت ہے جو گناہ ہے۔

۴　یعنی اس سے بے توجہ ہو جاتا ہے اور وہ تو بے پرواہ ہے ہی نہ کسی سے نفع حاصل کرنیوالا اور نہ کسی کا محتاج۔ بندہ جو بہتری کرتا ہے اپنے ہی نفع کیلئے کرتا ہے پس جب بندہ نے خود ہی اپنی نالائقی سے دوزخ میں جانے کا سامان کیا تو خدا تعالیٰ کو بھی اسکی کچھ پرواہ نہیں

۵　اس سے پہلے یہ مضمون کچھ تغیر کے ساتھ مع اسکی تاویل کے گزر چکا ہے۔

کے حق میں فرمایا کہ میرا مصمم[۲] ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کردوں اور خود ان لوگوں کے گھروں کو جلادوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے (صحیح مسلم) اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق میں بھی وارد ہوئی ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔(۸) ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بے ضرورت جمعہ کی نماز ترک کر دیتا ہے وہ منافق[۳] لکھ دیا جاتا ہے ایسی کتاب میں جو تغیر وتبدل سے بالکل محفوظ ہے۔ (مشکوۃ شریف) یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ رہے گا ہاں اگر توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاف فرمادے تو وہ دوسری بات ہے۔(۹) جابرؓ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہے سوائے مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکے اور غلام کے پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض[۴] فرماتا ہے اور وہ بے نیاز اور محمود ہے۔(مشکوۃ شریف) یعنی اس کو کسی عبادت کی پرواہ نہیں نہ اس کو کچھ فائدہ ہے اس کی ذات بہمہ صفت موصوف ہے کوئی اس کی حمد وثنا کرے یا نہ کرے۔(۱۰) ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جس شخص نے پے در پے کئی جمعے ترک کر دیئے پس اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔(اشعۃ اللمعات)۔(۱۱) ابن عباسؓ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور وہ جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہوتا تھا اس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں۔انہوں نے جواب دیا کہ وہ دوزخ میں ہے[۵] پھر وہ شخص ایک مہینہ تک برابر ان سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے (احیاء العلوم) ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعہ کی سخت تاکید شریعت میں ہے اور اس کے تارک پر سخت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعوے اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے کی جرات کر سکتا ہے۔

نماز جمعہ پڑھنے کا طریقہ:۔ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خطبہ کی اذان ہونے سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں موکدہ ہیں پھر خطبہ کے بعد دو رکعت فرض امام کے ساتھ جمعہ کی پڑھے پھر چار رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں بھی موکدہ ہیں پھر دو رکعت سنت پڑھے یہ دو رکعت بھی بعض حضرات کے نزدیک موکدہ ہیں۔

نماز جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں: (۱) مقیم ہونا پس مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں (۲) صحیح ہونا پس مریض پر نماز جمعہ واجب نہیں جو مرض جامع مسجد تک پا پیادہ جانے سے مانع ہو اسی مرض کا اعتبار ہے بڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہو گیا ہو کہ مسجد تک نہ جا سکے یا نابینا ہو۔یہ سب لوگ مریض سمجھے

---

۱ اگر چہ عورت کو شریک جماعت نہ ہونا چاہئے۔

۲ اس کا مطلب یہ ہے کہ جس بستی کو اس وجہ سے کہ اسکی آبادی قصبہ کی سی ہے عرف میں قصبہ کہہ سکیں اس میں نماز جمعہ درست ہے مردم شماری کی جو تعداد لکھی گئی ہے وہ بطور تمثیل کے ہے نہ کہ بطور تحدید کے اس مطلب کو مولانا نے تتمہ اول فتاوی امدادیہ مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۴۰ میں ایک سوال کے جواب میں واضح فرمادیا۔

جائیں گے اور نماز جمعہ ان پر واجب نہیں ہوگی (۳) آزاد ہونا غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں (۴) مرد ہونا عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں (۵) جماعت کے ترک کرنے کیلئے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہیں ان سے خالی ہونا اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہوگی۔ مثال:۔ جمعہ (۱) پانی بہت زور سے برستا ہو (۲) کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو (۳) مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو (۴) اور نمازوں کے واجب ہونے کی جو شرطیں اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں یعنی عاقل ہونا بالغ ہونا مسلمان ہونا۔ یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نماز جمعہ کے واجب ہونے کی تھیں۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے کے ان شرطوں کے نماز جمعہ پڑھے تو اسکی نماز ہو جائیگی یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمہ سے اتر جائیگا مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت[1] نماز جمعہ پڑھے۔

جمعے کی نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں: (۱) مصر یعنی شہر یا قصبہ، پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں البتہ جس گاؤں[2] کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے۔ (۲) ظہر کا وقت پس ظہر کے وقت سے پہلے اور اس کے نکل جانے کے بعد نماز جمعہ درست نہیں حتیٰ کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ قعدہ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو چکا ہو اور اسی وجہ سے نماز جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی۔ (۳) خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمدللہ کہہ دیا جائے اگرچہ صرف اسی قدر پر اکتفا کرنا بوجہ مخالفت سنت کے مکروہ ہے۔ (۴) خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ (۵) خطبہ کا وقت ظہر کے اندر ہونا پس وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔ (۶) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبہ میں سجدہ رکعت اولیٰ تک موجود رہنا گو وہ تین آدمی جو خطبہ کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور مگر یہ شرط ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت[1] کر سکیں پس اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔ (۷) اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں۔ (۸) عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار نماز جمعہ کا پڑھنا۔ پس کسی خاص مقام میں چھپ کر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں اگر کسی ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعہ کو مسجد کے دروازے بند کر لئے جائیں تو نماز نہ ہو گی یہ شرائط جو نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی بیان ہوئیں۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے تو اسکی نماز نہ ہوگی۔ نماز ظہر پھر اس کو پڑھنا ہوگی اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہٰذا ایسی حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

جمعے کے خطبے کے مسائل: مسئلہ (۱): جب سب لوگ جماعت میں آجائیں تو امام کو چاہئے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے بعد اذان کے فوراً امام کھڑا ہو کر خطبہ شروع کر دے۔ مسئلہ

[1] یعنی ان میں سے کسی کو امام بنا دیا جائے تو شرعاً اسکی امامت درست ہو جائے

(۲): خطبہ میں بارہ چیزیں مستون ہیں۔(۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا (۲) دو خطبے پڑھنا (۳) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں (۴) دونوں حدثوں میں پاک ہونا (۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا (۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔(۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں (۸) خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اسکی تعریف، خداوند عالم کی وحدت اور نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت، نبی ﷺ پر درود، وعظ و نصیحت، قرآن مجید کی آیتوں کا یا کسی سورۃ کا پڑھنا۔ دوسرے خطبہ میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبہ میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کیلئے دعا کرنا یہ آٹھ قسم کے مضامین کی فہرست تھی۔ آگے بقیہ فہرست ہے ان امور کی جو حالت خطبہ میں مستون ہیں۔(۹) خطبہ کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔(۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دیکر کھڑا ہونا اور منبر کے ہوتے ہوئے کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول نہیں۔(۱۱) دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے، خلاف سنت موکدہ اور مکروہ تحریمی ہے۔(صفحہ ۴۵ ج ا۔ امداد الفتاویٰ)(۲) خطبہ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔ دوسرے خطبہ میں نبی ﷺ کے آل واصحاب وازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ وعباس ؓ کیلئے دعا کرنا مستحب ہے۔ بادشاہ اسلام کیلئے بھی دعا کرنا جائز ہے مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ (۳): جب امام خطبہ کیلئے اٹھ کھڑا ہو اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں قضا نماز کا پڑھنا صاحب ترتیب کیلئے اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کر دے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔ مسئلہ (۴): جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا پھرنا، سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتلانا جیسا کہ حالت نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے، ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتا دے۔ مسئلہ (۵): اگر سنت نفل پڑھتے میں خطبہ شروع ہو جائے تو راجح یہ ہے کہ سنت موکدہ تو پوری کرے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔ مسئلہ (۶): دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے ہاں بے ہاتھ اٹھائے ہوئے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہے نہ آہستہ نہ زور سے لیکن نبی ﷺ اور انکے اصحاب ؓ سے منقول نہیں۔ رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع وفراق کے مضامین پڑھنا بوجہ اس کے نبی ﷺ اور ان کے اصحاب ؓ سے منقول نہیں نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے اور اس پر مداومت کرنے سے عوام کو اس کے ضروری ہونے کا خیال ہوتا ہے اس لئے بدعت ہے۔ تنبیہ:۔ ہمارے زمانہ

۱۔ مطلب آپ کا یہ تھا کہ قیامت بہت قریب ہے میرے بعد جلد آئے گی

میں اس خطبہ پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ مورد طعن ہوتا ہے اور اس خطبہ کے سننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے۔ (روح الاخوان)۔ مسئلہ (۷): خطبہ کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔ مسئلہ (۸): نبی ﷺ کا اسم مبارک اگر خطبہ میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

نبی ﷺ کا خطبہ جمعہ کے دن: نبی ﷺ کا خطبہ نقل کرنے سے یہ غرض نہیں کہ لوگ اسی خطبہ پر التزام کرلیں بلکہ کبھی کبھی بغرض تبرک واتباع اس کو بھی پڑھ لیا جایا کرے۔ عادت شریف یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہو جاتے اس وقت آپ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے جب اذان ختم ہو جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور معاً خطبہ شروع فرما دیتے۔ جب تک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تکیہ لگا لیتے تھے بعد میں منبر بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول نہیں (صفحہ ۱۲۰ ج ۱۔ زاد المعاد) دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے نہ دعا مانگتے جب دوسرے خطبہ سے آپ کو فراغت ہوتی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے۔ خطبہ پڑھتے وقت حضرت نبی ﷺ کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور مبارک آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرت نبی ﷺ کی ایسی حالت ہوتی تھی کہ جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جو عنقریب آنا چاہتا ہوا اپنے لوگوں کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبہ میں فرمایا کرتے تھے کہ ﴿بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ﴾[1] میں اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہوں جیسے یہ دو انگلیاں اور بیچ کی انگلی کو اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور اس کے بعد فرماتے تھے۔ ﴿اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ وَّشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْضِيَاعًا فَعَلَيَّ﴾ اور کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے۔ ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَصِلُوا الَّذِىْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهٗ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُوْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اِنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ مَكْتُوْبَةً فِىْ مَقَامِىْ هٰذَا فِىْ شَهْرِىْ هٰذَا فِىْ عَامِىْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ وَّجَدَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا فَمَنْ تَرَكَهَا فِىْ حَيَاتِىْ اَوْبَعْدِىْ جُحُوْدًا بِهَا اَوِ اسْتِخْفَافًا بِهَا وَلَهٗ اِمَامٌ جَائِرٌ اَوْعَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ وَلَا بَارَكَ لَهٗ فِىْ اَمْرِهٖ اَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَهٗ اَلَا وَلَا زَكٰوةَ لَهٗ وَلَا حَجَّ لَهٗ اَلَا وَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰى يَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ اَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ اِمْرَاَةٌ رَجُلًا اَلَا وَلَا يَؤُمَّنَّ اَعْرَابِىٌّ مُهَاجِرًا اَلَا وَلَا يَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا يَقْهَرَهٗ سُلْطَانٌ يَخَافُ سَيْفَهٗ وَسَوْطَهٗ﴾ (ابن ماجہ) اور کبھی حمد و صلوٰۃ کے بعد یہ خطبہ پڑھتے تھے۔ ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ

وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَايَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَايَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا﴾ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ سورہ ق خطبہ میں اکثر پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ میں نے سورہ ق حضرت محمد ﷺ سے سن کر یاد کی ہے جب آپ منبر پر اس کو پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورہ والعصر اور کبھی ﴿لَایَسْتَوِیْ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ اور کبھی وَنَادَوْا یٰمٰلِکُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّکَ قَالَ اِنَّکُمْ مّٰکِثُوْنَ﴾ (بحرالرائق)

نماز کے مسائل: مسئلہ (۱): بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۲): خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے۔ خطبہ اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر درمیان میں فصل زیادہ ہو جائے تو اس کے بعد خطبہ کے اعادہ کی ضرورت ہے ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو کوئی شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبہ کے معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں نہ خطبہ کے اعادہ کی ضرورت۔ مسئلہ (۳): نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے ﴿نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْفَرْضِ صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ﴾ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض جمعہ پڑھوں۔ مسئلہ (۴): بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں اگر چہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کوئی مسبوق قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدہ سہو کے بعد آ کر ملے تو اسکی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنا چاہئے ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۶): بعض لوگ جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی پڑھا کرتے ہیں چونکہ عوام کا اعتقاد اس سے بہت بگڑ گیا ہے ان کو مطلقاً منع کرنا چاہئے البتہ اگر کوئی ذی علم موقع شبہ میں پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے۔

عیدین کی نماز کا بیان

مسئلہ (۱): شوال کے مہینہ کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الاضحیٰ یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں۔ ان دونوں دنوں میں دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے جمعہ کی نماز کی صحت و جوب کیلئے یہ شرائط او پر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں سوائے خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں سنت ہے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے مگر عیدین کے خطبے کا سننا بھی مثل جمعہ کے خطبہ کے واجب ہے یعنی اس وقت بولنا چالنا نماز پڑھنا سب حرام ہے۔ عید الفطر کے دن تیرہ چیزیں مسنون ہیں۔ (۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا۔ (۲) غسل کرنا۔ (۳) مسواک کرنا۔ (۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے پہننا جو پاس موجود ہوں۔

---

۱ اگر زیادہ مجمع کی وجہ سے زیادہ توقف کی ضرورت ہو تو بھی مضائقہ نہیں۔

(۵) خوشبو لگانا۔ (۶) صبح کو بہت سویرے اٹھنا۔ (۷) عیدگاہ میں بہت سویرے جانا۔ (۸) قبل عیدگاہ جانے کے کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا۔ (۹) قبل عیدگاہ جانے کے صدقہ فطر دے دینا۔ (۱۰) عید کی نماز عیدگاہ میں جا کر پڑھنا۔ یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا۔ (۱۱) جس راستہ سے جائے اس کے سوائے دوسرے راستہ سے واپس آنا۔ (۱۲) پیادہ پا جانا۔ (۱۳) اور راستے میں ﴿اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ﴾ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہئے۔ مسئلہ (۲): عیدالفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے ﴿نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْوَاجِبِ صَلٰوۃِ عِیْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَکْبِیْرَاتٍ وَاجِبَۃٍ﴾ یعنی میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور ﴿سبحانک اللّٰھم﴾ آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر توقف کرے کہ تین مرتبہ [1] سبحان اللہ کہہ سکیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکاوے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھ کر حسب دستور رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو اور اس دوسری رکعت میں پہلے سورہ فاتحہ اور سورت پڑھ لے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ مسئلہ (۳): بعد نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبہ میں بیٹھتا ہے۔ مسئلہ (۴): بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا گو نبی ﷺ اور ان کے صحابہ ؓ اور تابعین اور تبع تابعین ؒ سے منقول نہیں مگر چونکہ عموماً ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔ (ق)۔ مسئلہ (۵): عیدین کے خطبہ میں پہلی تکبیر سے ابتداء کرے اول خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے دوسرے میں سات مرتبہ۔ مسئلہ (۶): عیدالاضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عیدالفطر میں ہیں فرق اسقدر ہے کہ عیدالاضحیٰ کی نیت میں بجائے عیدالفطر، عیدالاضحیٰ کا لفظ داخل کرے۔ عیدالفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے۔ یہاں نہیں۔ اور عیدالفطر میں راستہ میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے اور عیدالفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور عیدالاضحیٰ کی سویرے اور یہاں صدقہ فطر نہیں بلکہ بعد میں قربانی ہے اہل وسعت پر اور اذان و اقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں۔ مسئلہ (۷): جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اس دن [1] اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی۔ ہاں بعد نماز کے گھر میں آ کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے۔ مسئلہ (۸): عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں ان کو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۹): عیدالفطر کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام اور عیدالاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہئے۔ تکبیر تشریق

[1] اس مسئلہ میں نماز سے مراد نفل نماز ہے۔

یعنی ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ ﴿اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ﴾ کہنا واجب ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام شہر ہو یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی لیکن اگر منفرد اور عورت اور مسافر بھی کہہ لے تو بہتر ہے کہ صاحبین کے نزدیک ان سب پر واجب ہے۔ مسئلہ (۱۰): یہ تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک کہنا واجب ہے، سب تئیس نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔ مسئلہ (۱۱): اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔ مسئلہ (۱۲): نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۳): اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کریں۔ مسئلہ (۱۴): عیدالاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔ مسئلہ (۱۵): عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد میں جائز ہے۔ مسئلہ (۱۶): اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اس لئے کہ جماعت اس میں شرط ہے اسی طرح اگر کوئی شخص شریک جماعت ہوا ہو اور کسی وجہ سے اسکی نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۷): اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عیدالاضحیٰ کی بارہویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔ مسئلہ (۱۸): عیدالاضحیٰ کی نماز میں بے عذر بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جائے گی مگر مکروہ ہے اور عید الفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل ہی نماز نہیں ہوگی۔ عذر کی مثال۔ (۱) کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو[1] (۲) پانی برس رہا ہو (۳) چاند کی تاریخ محقق نہ ہوا اور بعد زوال کے جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے (۴) ابر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بعد ابر کھل جانے کے معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔ مسئلہ (۱۹): اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آ کر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو اگر قیام میں آ کر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو۔ اور اگر رکوع میں آ کر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائیگا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے بعد اس کے رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھا لے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔ مسئلہ (۲۰): اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کر لے اس کے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہئے تھا لیکن

---

[1] مراد وہ امام ہے جس کے بدون نماز پڑھنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو خواہ صاحب حکومت ہو یا نہ ہو اور اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو پھر مسلمان کسی کو امام بنا کر نماز پڑھ لیں۔ امام نہ آنے کی وجہ سے دیر نہ کریں

چونکہ اس طریقہ سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے در پے ہوئی جاتی ہیں اور یہ کسی صحابی کا مذہب نہیں ہے اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا، اگر امام تکبیر بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ حالت رکوع میں تکبیر کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت اژدھام کے سجدہ سہو نہ کرے۔

کعبہ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان: مسئلہ (۱): جیسا کہ کعبہ شریف کے باہر اس کے رخ پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے استقبال قبلہ ہو جائے گا خواہ جس طرف پڑھے اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے اور جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔ مسئلہ (۲): کعبہ شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے اس لئے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اس کے محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے سب قبلہ ہے قبلہ کچھ کعبہ کی دیواروں میں منحصر نہیں ہے اس لئے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو تو اسکی نماز بالاتفاق درست ہے لیکن چونکہ اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے اور کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے سے نبی ﷺ نے بھی منع فرمایا ہے اس لئے مکروہ تحریمی ہوگی۔ مسئلہ (۳): کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اس لئے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھ کر نہ کھڑے ہوں اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے اس لئے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام کے آگے نہ کہا جائیگا آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہوتا اور پھر مقتدی آگے بڑھا ہوا ہوتا مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ کسی آدمی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کر لی جائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔ مسئلہ (۴): اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہوں تب بھی نماز ہو جائے گی لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہوگی اس لئے کہ اس صورت میں بوجہ اس کے کہ کعبہ کے اندر کی زمین اونچی ہے امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا۔ مسئلہ (۵): اگر مقتدی اندر ہوں اور امام باہر تب بھی نماز درست ہے بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہوں۔ مسئلہ (۶): اور اگر سب باہر ہوں اور ایک طرف امام ہو اور چاروں طرف مقتدی حلقہ باندھے ہوئے ہوں جیسا کہ عام عادت وہاں اسی طرح نماز پڑھنے کی ہے تب بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی بہ نسبت امام کے خانہ کعبہ کے نزدیک نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ امام سے آگے سمجھا جائیگا جو کہ مانع اقتداء ہے البتہ اگر دوسری طرف کے مقتدی خانہ کعبہ سے بہ نسبت امام کے نزدیک بھی ہوں تو کچھ مضر نہیں اور یہ اسکی صورت ہے۔ ا۔ ب۔ ج۔ د کعبہ ہے اور ہ امام ہے جو کعبہ سے دو گز کے فاصلہ پر کھڑا ہے اور و اور ز مقتدی ہیں جو کعبہ سے ایک گز کے فاصلہ پر کھڑے ہیں مگر و تو ہ کی طرف

کھڑا ہے اور ڑ دوسری طرف کھڑا ہے وکی نماز نہ ہوگی ز کی ہو جائے گی۔

سجدہ تلاوت کا بیان: مسئلہ (۱): اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنے اس کے بعد اسکی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہئے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اگر اس کو مل جائے تو اس کو سجدہ کی ضرورت نہیں اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائیگا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ دوسرے یہ کہ وہ رکعت نہ ملے تو اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۲): مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا نہ اس پر نہ اس کے امام پر نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہو گا۔ مسئلہ (۳): سجدہ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔ مسئلہ (۴): عورت کی محاذات مفسد سجدہ تلاوت نہیں۔ مسئلہ (۵): سجدہ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے۔ تاخیر کی اجازت نہیں۔ مسئلہ (۶): خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی ادا نہیں کیا جا سکتا۔ پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا اور اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے اور ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادے۔ مسئلہ (۷): اگر دو شخص علیحدہ علیحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جا رہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو نماز ہی میں سنے تو ہر شخص پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا جو نماز ہی میں ادا کرنا واجب ہے اور اگر ایک ہی آیت کو نماز میں پڑھا اور اسی کو نماز سے باہر سنا تو دو سجدے واجب ہونگے ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا سننے کے سبب سے مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائیگا اور نماز ہی میں ادا کیا جائیگا اور جو سننے کے سبب سے ہوگا وہ خارج نماز کے ادا کیا جائیگا۔ مسئلہ (۸): اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا بعد دو تین آیتوں کے اور اس رکوع میں جھکتے وقت سجدہ تلاوت کی بھی نیت کر لی جائے تو سجدہ ادا ہو جائیگا اگر اسی طرح آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے یعنی بعد رکوع و قومہ کے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائیگا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں۔ مسئلہ (۹): جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہئے اس لئے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔

میت کے غسل کے مسائل: مسئلہ (۱): اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کا غسل دینا فرض ہے۔ پانی میں ڈوبنا غسل کیلئے کافی نہ ہوگا اس لئے کہ میت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں کوئی ان کا فعل نہیں ہوا۔ ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دیدی جائے

ل یہاں مراد اس سے وہ جگہ ہے جہاں مسلمان زیادہ بستے ہوں

تو غسل ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر میت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی ان کا غسل دینا فرض رہے گا۔ مسئلہ (۲): اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائیگا بلکہ یونہی دفن کر دیا جائے گا اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائیگا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائیگا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔ مسئلہ (۳): اگر کوئی میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دارالاسلام[1] میں یہ واقعہ ہوا تو اس کو غسل دیا جائیگا اور نماز بھی پڑھی جائیگی۔ مسئلہ (۴): اگر مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز باقی نہ رہے تو ان سب کو غسل دیا جائیگا اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں اور صرف انہی کو غسل دیا جائے گا کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔ مسئلہ (۵): اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مر جائے تو اسکی نعش اس کے ہم مذہب کو دیدی جائے اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر یہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔ مسئلہ (۶): باغی لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔ مسئلہ (۷): مرتد اگر مر جائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اس کے اہل مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔ مسئلہ (۸): اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دے دینا چاہئے۔

میت کے کفن کے بعض مسائل: مسئلہ (۱): اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو بھی کفن مسنون دینا چاہئے۔ مسئلہ (۲): کسی انسان کی قبر کھل جائے اور کسی وجہ سے اسکی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہئے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو اور اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔[1]

جنازے کی نماز کے مسائل: نماز جنازہ در حقیقت اس میت کیلئے دعا ہے ارحم الراحمین سے۔ مسئلہ (۱): نماز جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کیلئے ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہو پس جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے نماز جنازہ اس پر ضروری نہیں۔ مسئلہ (۲): نماز جنازہ کے صحیح ہونے کیلئے دو قسم کی شرطیں ہیں۔ ایک قسم کی وہ شرطیں

[1] یعنی مسنون کفن کی حاجت نہیں صرف لپیٹ کر دفن کر دے

ہیں جونماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کیلئے اوپر بیان ہو چکیں یعنی طہارت ستر عورت ،استقبال قبلہ ،نیت۔ہاں وقت اس کیلئے شرط نہیں اوراس کیلئے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے مثلاً نماز جنازہ ہورہی ہواور وضوکرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کرلے بخلاف اورنمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہوتو بھی تیمم جائز نہیں۔مسئلہ (۳): آج کل بعض آدمی جنازے کی نماز جوتہ پہنے ہوئے پڑھتے ہیں ان کیلئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوئے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتہ سے پیر نکال دیا جائے اوراس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اوران کی نماز نہیں ہوتی۔دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کا میت سے تعلق ہے وہ چھ ہیں۔(۱) میت کا مسلمان ہونا پس کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں۔مسلمان اگر چہ فاسق یا بدعتی ہو اسکی نماز صحیح ہے سوائے ان لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں اور اگر بعد لڑائی کے یا اپنی موت سے مر جائیں تو پھر ان کی نماز پڑھی جائیگی اسی طرح جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہواور اسکی سزا میں وہ مارا جائے تو اسکی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی اوران لوگوں کی نماز جراً نہیں پڑھی جاتی اور جس شخص نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہواس پر نماز پڑھنا صحیح یہ ہے کہ درست ہے۔مسئلہ (۴): جس نابالغ لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائیگا اوراسکی نماز پڑھی جائیگی۔مسئلہ (۵): میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو اور اگر مرا ہوا لڑکا پیدا ہوا ہو تو اسکی نماز درست نہیں۔شرط (۲) میت کے بدن اور کفن کا نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے بعد غسل خارج ہوئی ہواوراس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز درست ہے۔مسئلہ (۶): اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر نہ ہو۔یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا درصورت ناممکن ہونے غسل کے تیمم کرایا گیا ہو اسکی نماز درست نہیں۔ہاں اگراس کا طاہر ہونا ممکن نہ ہو مثلاً بے غسل یا تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اسکی نماز اسکی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے خیال آئے کہ اس کو غسل نہیں دیا گیا تھا تو اسکی نماز دوبارہ اسکی قبر پر پڑھی جائے اس لئے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی ،ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں لہٰذا نماز ہو جائیگی۔مسئلہ (۷): اگر کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اسکی نماز اسکی قبر پر پڑھی جائے گی جب تک کہ اسکی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے اس کی تعیین نہیں ہو سکتی یہی اصح

[1] یعنی جیسی رکعت ضروری ہے ویسے ہی ہر تکبیر ضروری ہے اوراس نماز کے ارکان تکبیریں اور قیام ہیں

ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ مدت بیان کی ہے۔ مسئلہ (۸): میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں اگر میت پاک پلنگ یا تخت پر ہو اور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہو یا میت کو بدون پلنگ وتخت کے ناپاک زمین پر رکھ دیا جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک طہارت مکان میت شرط ہے اس لئے نماز نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں اس لئے نماز صحیح ہو جائے گی۔ شرط (۲) میت کے جسم واجب الستر کا پوشیدہ ہونا اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اسکی نماز درست نہیں۔ شرط (۳) میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز درست نہیں۔ شرط (۴) جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا۔ اگر میت کے لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ شرط (۵) میت کا وہاں موجود ہونا اگر میت وہاں موجود نہ ہو تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ مسئلہ (۹): نماز جنازے میں دو چیزیں فرض ہیں۔ (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے[1] سمجھی جاتی ہے۔ (۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بے عذر کے اس کا ترک جائز نہیں۔ عذر کا بیان نماز کے بیان میں اوپر ہو چکا ہے۔ مسئلہ (۱۰): رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں۔ مسئلہ (۱۱): نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں۔ (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا (۲) نبی ﷺ پر درود پڑھنا (۳) میت کیلئے دعا کرنا، جماعت اس میں شرط نہیں ہے پس اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائیگا خواہ نماز پڑھنے والا عورت ہو یا مرد، بالغ ہو یا نابالغ۔ مسئلہ (۱۲): ہاں یہاں جماعت کی ضرورت زیادہ ہے اس لئے کہ یہ دعا ہے میت کیلئے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہ الٰہی میں کسی چیز کیلئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کیلئے۔ مسئلہ (۱۳): نماز جنازہ کا مسنون ومستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے مقابل کھڑے ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں ﴿نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَدُعَاءً لِلْمَيِّتِ﴾ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کیلئے دعا ہے۔ یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں پھر ﴿سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ﴾ آخر تک پڑھیں اس کے بعد پھر ایک بار ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود شریف پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، پھر ایک مرتبہ ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہیں اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں۔ اس تکبیر کے بعد میت کیلئے دعا کریں اگر وہ بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت یہ دعا پڑھیں۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا

وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ﴾ اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ﴾ اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بلکہ علامہ شامیؒ نے ردالمختار میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے ان دونوں دعاؤں کے سوا اور دعائیں بھی احادیث میں آئی ہیں اور ان کو ہمارے فقہاء نے بھی نقل کیا ہے جس دعا کو چاہے اختیار کرے اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے۔ ﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا﴾ اور اگر نابالغ لڑکی ہو تب بھی یہی دعا ہے صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں ﴿اجْعَلْهُ﴾ کی جگہ ﴿اجْعَلْهَا اور شَافِعًا وَمُشَفَّعًا کی جگہ شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَةً﴾ پڑھیں جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ ﴿اَللّٰهُ اَكْبَرُ﴾ کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قرأت وغیرہ نہیں ہے۔ مسئلہ (۱۴): نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثناء اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔ مسئلہ (۱۵): جنازہ کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری صف میں دو اور تیسری میں ایک۔ مسئلہ (۱۶): جنازہ کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد ہوتا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازہ کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذات سے بھی اس میں فساد نہیں آتا۔ مسئلہ (۱۷): جنازہ کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنج وقتی نمازوں یا جمعہ یا عیدین کی نماز کیلئے بنائی گئی ہو خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد کے باہر ہو اور نماز پڑھنے والے اندر ہوں، ہاں جو خاص جنازہ کی نماز کیلئے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۱۸): میت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۹): جنازہ کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔ مسئلہ (۲۰): اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازہ کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی

ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور یہ صورت اس لئے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائیگا جو مسنون ہے۔ مسئلہ (۲۱): اگر جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس ترتیب سے انکی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے ان کے بعد لڑکوں کے اور ان کے بعد بالغہ عورتوں کے ان کے بعد نابالغہ لڑکیوں کے۔ مسئلہ (۲۲): اگر کوئی شخص جنازے کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہوں ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائیگا اور اس کو چاہئے کہ فوراً آتے ہی مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہوگی۔ پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرلے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جائیگا اس کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہو جائے اور ختم نماز کے بعد اپنی گئی ہوئی تکبیروں کا اعادہ کرلے۔ مسئلہ (۲۳): اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا کسی اور تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز میں شرکت کیلئے مستعد تھا مگر سستی یا کسی اور وجہ سے شریک نہ ہوا ہو تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز ہو جانا چاہئے امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہئے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذمہ نہ ہوگا بشرطیکہ قبل اس کے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی معیت نہ ہو۔ مسئلہ (۲۴): جنازہ کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوگی اور جنازہ اس کے سامنے سے اٹھا لیا جائیگا تو دعا نہ پڑھے۔ مسئلہ (۲۵): جنازے کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازوں کے لاحق کا ہے۔ مسئلہ (۲۶): جنازے کی نماز میں سب سے زیادہ استحقاق امامت بادشاہ وقت کو ہے گو تقویٰ اور ورع[1] میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں اگر بادشاہ وقت وہاں نہ ہو اس کا نائب یعنی جو شخص اسکی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہے گو ورع اور تقویٰ میں اس سے افضل لوگ وہاں موجود ہوں اور وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر۔ وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب۔ ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا بلا ان کے اجازت کے جائز نہیں انہی کا امام بنانا واجب ہے اگر ان میں سے کوئی وہاں موجود نہ ہوں تو اس محلّہ کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزہ میں کوئی

---

[1] یہاں تقویٰ اور ورع دونوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی پرہیز گاری۔

ں اس سے افضل نہ ہو ورنہ میت کے وہ اعزہ جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے حتیٰ کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر بھی نماز پڑھ سکتا ہے تاوقت کہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔ **مسئلہ (۲۷)**: اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھا دی ہو جس کو امامت کا استحقاق ہے تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اسی طرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھا دی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہ ہوگا۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میت بحالت موجود ہونے کے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھ لے تب بھی بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں ہوگا گو ایسی حالت میں بادشاہ وقت کے امام نہ بنانے سے ترک واجب کا گناہ اولیائے میت پر ہوگا حاصل یہ کہ ایک جنازہ کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں مگر ولی میت کو جبکہ اسکی بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھا دی ہو دوبارہ پڑھنا درست ہے۔

دفن کے مسائل: **مسئلہ (۱)**: میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔ **مسئلہ (۲)**: جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کیلئے جہاں قبر کھدی ہو لے جانا چاہئے۔ **مسئلہ (۳)**: اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے اسی طرح بدلتے ہوئے لئے جائیں! اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے۔ میت کی چارپائی ہاتھوں سے اٹھا کر کندھوں پر رکھنا چاہئے مثل مال واسباب کے شانوں پر لادنا مکروہ ہے اسی طرح بلا عذر اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے مثلاً قبرستان بہت دور ہو۔ **مسئلہ (۴)**: میت کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے پچھلا داہنا پایا اپنے داہنے شانہ پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے بایاں پایا اپنے بائیں شانے پر رکھ کر دس قدم چلے پھر پچھلا بایاں پایا بائیں شانہ پر رکھ کر کم از کم دس قدم چلے تا کہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔[1] **مسئلہ (۵)**: جنازے کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت واضطراب ہونے لگے۔ **مسئلہ (۶)**: جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہو جائیں ان کو قبل اس کے کہ جنازہ شانوں سے اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ **مسئلہ (۷)**: جو لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں ان کو جنازے کے دیکھ کر کھڑا ہو جانا چاہئے۔ **مسئلہ (۸)**: جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے۔

---

[1] یعنی ہر ایک کا اٹھانا چاروں آدمیوں میں سے چالیس چالیس قدم ہو جائے۔

رچہ جنازے کے آگے بھی چلنا جائز ہے ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔ مسئلہ (۹): جنازے کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔ مسئلہ (۱۰): جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے میت کی قبر کم سے کم اس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونا چاہئے اور موافق اس کے قدم کے لمبی ہو اور بغلی قبر بہ نسبت صندوق کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔ مسئلہ (۱۱): یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھود سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔ مسئلہ (۱۲): جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلہ کی طرف قبر میں اتار دیں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔ مسئلہ (۱۳): قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی ﷺ کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔ مسئلہ (۱۴): قبر میں رکھتے وقت ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾ (ﷺ) کہنا مستحب ہے۔ مسئلہ (۱۵): میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔ مسئلہ (۱۶): قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔ مسئلہ (۱۷): بعد اس کے کچی اینٹوں پر نرکل سے بند کر دیں۔ پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے رکھ دینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۱۸): عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔ مسئلہ (۱۹): مردوں کے دفن کرتے وقت قبر پر پردہ نہ کرنا چاہئے، ہاں اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔ مسئلہ (۲۰): جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دیں اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے جبکہ بہت زیادہ ہو کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اور اگر تھوڑی سی ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۲۱): قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتداء کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے ﴿مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ﴾ اور دوسری مرتبہ ﴿وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ﴾ اور تیسری مرتبہ ﴿وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى﴾ مسئلہ (۲۲): بعد دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا اور میت کیلئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔ مسئلہ (۲۳): بعد مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑکنا مستحب ہے۔ مسئلہ (۲۴): کسی میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ مسئلہ (۲۵): قبر کا مربع بنانا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہئے۔

۱: صحیح حدیث میں قبر پر کچھ لکھنے سے ممانعت آئی ہے۔

مسئلہ (۲۶): قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ قبر پر گچ کرنا یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے۔
مسئلہ (۲۷): بعد دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبے وغیرہ کے بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے۔ میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ جائز نہیں لیکن اس زمانہ میں چونکہ عوام نے اپنے عقائد واعمال کو بہت خراب کر لیا ہے اور ان مفاسد سے مباح بھی ناجائز ہو جاتا ہے اس لئے ایسے امور بالکل ناجائز ہونگے اور جو جو ضرورتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں سب نفس کے بہانے ہیں جن کو وہ دل میں خود بھی سمجھتے ہیں۔

شہید کے احکام

اگرچہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام موتی کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہو سکتے اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں اس لئے اس کے احکام علیحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں۔ بعض علماء نے ان اقسام کے جمع کرنے کیلئے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں مگر ہم کو شہید کے جو احکام یہاں بیان کرنا مقصود ہیں وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہیں جس میں یہ چند شرطیں پائی جائیں۔ شرط (۱) مسلمان ہونا پس غیر اہل اسلام کیلئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی۔ شرط (۲) مکلّف یعنی عاقل بالغ ہونا۔ پس جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت میں تو اس کیلئے شہادت کے وہ احکام جن کو ہم آگے ذکر کرینگے ثابت نہ ہونگے۔ شرط (۳) حدث اکبر سے پاک ہونا اگر کوئی شخص حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض ونفاس میں شہید ہو جائے تو اس کیلئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہونگے۔ شرط (۴) بے گناہ مقتول ہونا پس اگر کوئی شخص بے گناہ مقتول نہیں ہوا بلکہ کسی جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یونہی مر گیا ہو تو اس کیلئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہونگے۔ شرط (۵) اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ سے مارا گیا ہو اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ آلہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے مارا جائے تو اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہونگے لیکن لوہا مطلقاً آلہ جارحہ کے حکم میں ہے گو اس میں دھار نہ ہو اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکہ زنوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکہ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلہ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتی کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مر جائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہو جائینگے۔ بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہوں۔ بلکہ اگر وہ سبب قتل بھی ہوئے ہوں یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہو جائیں تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ **مثال**:۔ (۱) کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور خود بھی اس پر سوار تھا۔ (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا، اس جانور کو کسی حربی وغیرہ نے بھگایا جسکی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مر گیا۔ (۳) کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگا دی ہو جس سے کوئی جل کر مر گیا۔ شرط (۶) اس قتل کی سزا میں ابتداء شریعت کی طرف

سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو بلکہ قصاص واجب ہوا ہو۔ پس اگر مالی عوض مقرر ہوگا تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہونگے گوظلماً مارا جائے۔ **مثال:**۔ (۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلہ جارحہ سے قتل کردے۔ (۲) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلہ جارحہ سے قتل کردے مگر خطاً مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانہ پر حملہ کررہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے۔ (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکہ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو۔ ان سب صورتوں میں چونکہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہونگے مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتدا کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہو کہ اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہو جائینگے۔ **مثال:**۔ (۱) کوئی شخص آلہ جارحہ سے قصداً ظلماً مارا گیا ہو لیکن قاتل میں اور ورثہ مقتول میں کچھ مال کے عوض صلح ہو گئی ہو تو اس صورت میں چونکہ ابتداً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداً میں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے واجب ہوا اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری ہو جائینگے۔ (۲) کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلہ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداً ہی قصاص واجب ہوا تھا مال ابتداً واجب نہیں ہوا لیکن باپ کے احترام وعظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہے، لہٰذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ شرط (۷) بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امر راحت وتمتع زندگی کا مثل کھانے پینے سونے دوا کرنے خرید وفروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئیں اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالت ہوش وحواس میں گزرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں، ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اٹھالائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ پس اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملہ میں ہے تو شہید کے حکم سے خارج ہو جائیگا اور اگر دینی معاملہ میں ہو تو خارج نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص معرکہ جنگ میں شہید ہوا اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائیگا ورنہ نہیں۔ لیکن یہ شخص اگر محاربہ میں مقتول ہوا ہے اور ہنوز حرب ختم نہیں ہوئی تو باوجود تمتعات مذکورہ کے بھی وہ شہید ہے۔ **مسئلہ** (۱): جس شہید میں یہ سب شرائط پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کردیں، دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتاریں۔ ہاں اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون کے پورا کرنے کیلئے اور کپڑے زیادہ کردیئے جائیں اسی طرح اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں۔ اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہئے۔ ہاں اگر ایسے کپڑوں کے سوا اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا چاہئے۔ ٹوپی، جوتہ، ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیا جائیگا اور باقی سب احکام جو اور موتی کیلئے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب ان کے حق میں بھی جاری ہونگے۔ اگر کسی شہید میں ان شرائط میں

سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور مثل دوسرے مردوں کے نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔

جنازے کے متفرق مسائل: مسئلہ (۱): اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور بعد میں دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے خیال آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کیلئے اسکی قبر کھولنا جائز نہیں۔ ہاں اگر صرف تختے رکھے گئے ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہاں تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہئے۔ مسئلہ (۲): عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔ مسئلہ (۳): رونے والی عورتوں کا یا بیان کرنے والیوں کا جنازہ کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔ مسئلہ (۴): میت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا بدعت ہے۔ مسئلہ (۵): اگر امام جنازہ کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہئے کہ ان زائد تکبیروں میں ان کا اتباع نہ کریں بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑے رہیں۔ جب امام سلام پھیرے تو خود بھی سلام پھیر دیں ہاں اگر زائد تکبیریں امام سے نہ سنی جائیں بلکہ مکبر سے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھیں یہ خیال کر کے شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں مکبر نقل کر چکا ہے وہ غلط ہوں امام نے اب تکبیر تحریمہ کہی ہو۔ مسئلہ (۶): اگر کوئی شخص جہاز وغیرہ پر مر جائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چاہئے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کر کے اس کو دریا میں ڈال دیں اور اگر کنارہ اس قدر دور نہ ہو اور وہاں جلدی اترنے کی امید ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کر دیں۔ مسئلہ (۷): اگر کسی شخص کو نماز جنازہ کی وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف ﴿اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ کہہ دینا کافی ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور صرف چاروں تکبیروں پر اکتفا کیا جائے تب بھی نماز ہو جائے گی اس لئے کہ دعا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہیں ہے۔ مسئلہ (۸): جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔ **مثال:** ۔ (۱) جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے ملک کی ہو اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو۔ (۲) کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔ مسئلہ (۹): اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر جائے اور مال والا مانگے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے لیکن اگر مردہ مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکہ میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔ مسئلہ (۱۰): قبل دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کیلئے لے جانا خلاف اولیٰ ہے جبکہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور بعد دفن کے قبر کھود کر نعش لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔ مسئلہ (۱۱): میت کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو یعنی وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔ مسئلہ (۱۲): میت کے اعزہ کو تسکین و تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب ان کو سنا کر ان کو صبر پر رغبت دلانا اور ان کے اور نیز میت کیلئے دعا کرنا جائز ہے اسی کو تعزیت کہتے ہیں۔ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر تعزیت کرنیوالا یا میت کے اعزہ سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو

اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت مکروہ نہیں۔ جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۳): اپنے لئے کفن تیار رکھنا مکروہ نہیں قبر کا تیار کرنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۴): میت کے کفن پر بغیر روشنائی کے ویسے ہی انگلی کی حرکت سے کوئی دعا مثل عہد نامہ وغیرہ کے لکھنا یا اس کے سینہ پر ﴿بسم اللّٰه الرّحمٰن الرّحیم﴾ اور پیشانی پر کلمہ ﴿لاالٰه الاّ اللّٰه مُحمّدٌ رّسُولُ اللّٰهِ ﷺ﴾ لکھنا جائز ہے مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے اس لئے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۵): قبر پر کوئی سبز شاخ رکھ دینا مستحب ہے اور اگر اس کے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۶): ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعش کا دفن نہ کرنا چاہئے مگر بوقت ضرورت شدیدہ جائز ہے پھر اگر سب مردے مرد ہی مرد ہوں تو جوان سب میں افضل ہو اس کو آگے رکھیں باقی سب کو اس کے پیچھے درجہ بدرجہ رکھیں اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں تو مردوں کو آگے رکھیں اور ان کے پیچھے عورتوں کو۔ مسئلہ (۱۷): قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا مردوں کیلئے مستحب ہے بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتہ میں کم سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو۔ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کیلئے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے جبکہ کوئی عقیدہ اور عمل خلاف شرع نہ ہو جیسا آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

مسجد کے احکام

یہاں ہم کو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہیں جو وقف سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے کہ ان کا ذکر وقف کے بیان میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ہم یہاں ان احکام کو بیان کرتے ہیں جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہوں۔ مسئلہ (۱): مسجد کے دروازہ کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر نماز کا وقت نہ ہو اور مال واسباب کے حفاظت کیلئے دروازہ بند کر لیا جائے تو جائز ہے۔ مسئلہ (۲): مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب یا جماع کرنا ایسا ہی ہے جیسا مسجد کے اندر۔ مسئلہ (۳): جس گھر میں مسجد ہو اس پورے گھر[1] مسجد کا حکم نہیں اسی طرح اس جگہ کو بھی مسجد کا حکم نہیں جو عیدین یا جنازے کی نماز کیلئے مقرر کی گئی ہو۔ مسئلہ (۴): مسجد کے در و دیوار[2] کا نقش کرنا اگر اپنے خاص مال سے ہو تو مضائقہ نہیں مگر محراب اور محراب والی دیوار پر مکروہ ہے۔ اور اگر مسجد کی آمدنی سے ہو تو ناجائز ہے۔ مسئلہ (۵): مسجد کی در و دیوار پر

---

[1] بلکہ وہ خاص جگہ جس کو نماز کیلئے خاص کر لیا ہے صاف پاک رکھنے کے قابل ہے گو سب احکام اس میں بھی مسجد کے نہ ہونگے۔

[2] مگر ایسا نقش ونگار نہ کیا جائے جس سے نمازیوں کو نماز میں خیال بٹے اور نمازی ان نقش ونگار کے دیکھنے میں مشغول ہوں اور نماز اچھی طرح ادا نہ کر سکیں اگر ایسا کریگا جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر رواج ہے تو گنہگار ہوگا۔

[3] یعنی جس چیز کو فروخت کرتا ہے وہ مسجد میں نہ لائی جائے اور اگر صرف قیمت کا روپیہ مسجد میں لے آیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔ **مسئلہ** (٦): مسجد کے اندر یا مسجد کی دیواروں پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا بہت بری بات ہے اور اگر نہایت ضرورت پیش آئے تو اپنے کپڑے وغیرہ میں تھوک وغیرہ لے لے۔ **مسئلہ** (٧): مسجد کے اندر وضو یا کلی وغیرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ **مسئلہ** (٨): جنب اور حائض کو مسجد کے اندر جانا گناہ ہے۔ **مسئلہ** (٩): مسجد کے اندر خرید وفروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اعتکاف کی حالت میں بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید وفروخت کرنا جائز ہے ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی جائز نہیں مگر وہ چیز مسجد کے اندر موجود نہ ہونا چاہئے۔ **مسئلہ** (١٠): اگر کسی کے پیر میں مٹی وغیرہ بھر جائے تو اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا مکروہ ہے۔ **مسئلہ** (١١): مسجد کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہے۔ ہاں اگر اس مسجد کا کوئی فائدہ ہو تو جائز ہے۔ مثلاً مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو کہ دیواروں کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں اگر درخت لگایا جائے تو وہ نمی کو جذب کر لے گا۔ **مسئلہ** (١٢): مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہیں، ہاں اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو گاہے گاہے ایسی حالت میں مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔ **مسئلہ** (١٣): مسجد میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں اس لئے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کیلئے بنائی جاتی ہے اس میں دنیا کے کام نہ ہونا چاہئیں حتیٰ کہ جو شخص قرآن وغیرہ تنخواہ لیکر پڑھاتا ہو وہ بھی پیشہ والوں میں داخل ہے اس کو مسجد سے علیحدہ بیٹھ کر پڑھانا چاہئے ہاں اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کیلئے مسجد میں بیٹھے اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت بیٹھے اور ضمناً اپنی کتاب یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔

تتمہ بہشتی زیور حصہ دوم کا تمام ہوا اور آگے تتمہ سوم کا شروع ہوتا ہے۔

تتمہ حصہ سوم بہشتی زیور

روزے کا بیان

مسئلہ (۱): ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتیٰ کہ اگر ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اسکی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن روزہ ضروری ہوگا۔ مسئلہ (۲): اگر دو ثقہ آدمیوں کی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں بعد تیس روزے پورے ہو جانے کے عید الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں دن افطار کر لیا جائے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔ مسئلہ (۳): اگر تیس تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ شب آئندہ کا سمجھا جائیگا شب گزشتہ کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ ماہ کی تاریخ نہ قرار دیا جائیگا خواہ یہ رویت زوال سے پہلے ہو یا زوال کے بعد۔ مسئلہ (۴): جو شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اس کی شہادت شرعاً قابل اعتبار نہ قرار پائے اس پر ان دونوں دنوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔ مسئلہ (۵): کسی شخص نے بسبب اس کے کہ روزے کا خیال نہ رہا کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا اور یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اس خیال سے قصداً کچھ کھا پی لیا تو اس کا روزہ اس صورت میں فاسد ہو جائے گا اور کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا واجب ہے اور اگر مسئلہ جانتا ہوا اور پھر بھول کر ایسا کرنے کے بعد عمداً افطار کر دے تو جماع کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور کھانے کی صورت میں اس وقت بھی صرف قضا ہی ہے۔ مسئلہ (۶): کسی کو بے اختیار قے ہو گئی یا احتلام ہو گیا یا کسی عورت وغیرہ کے دیکھنے سے انزال ہو گیا اور مسئلہ معلوم نہ ہونے کے سبب سے وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اور عمداً اس نے کھا پی لیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور صرف قضا لازم ہوگی نہ کفارہ اور اگر مسئلہ معلوم ہو کہ اس سے روزہ نہیں جاتا اور پھر عمداً افطار کر دیا تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ مسئلہ (۷): مرد اگر اپنے خاص حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالے تو چونکہ وہ جوف تک نہیں پہنچتی اس لئے روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ مسئلہ (۸): کسی نے مردہ عورت سے یا ایسی کمسن نابالغہ لڑکی سے جس کے ساتھ جماع کی رغبت نہیں ہوتی یا کسی جانور سے جماع کیا یا کسی کو لپٹایا یا بوسہ لیا یا جلق کا مرتکب ہوا اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہو گیا تو روزہ فاسد ہو جائیگا اور کفارہ واجب نہ ہوگا۔ مسئلہ (۹): کسی روزہ دار عورت سے زبردستی یا سونے کی حالت میں یا بحالت جنون جماع کیا تو عورت کا روزہ فاسد ہو جائیگا اور عورت پر صرف قضا لازم آئے گی اور مرد بھی اگر روزہ دار ہو تو اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔ مسئلہ (۱۰): وہ شخص جس میں روزے کے واجب ہونے کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں رمضان کے اس ادائی روزے میں جسکی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو عمداً منہ کے ذریعہ سے جوف میں کوئی ایسی چیز پہنچائے جو انسان کی دوا یا غذا میں مستعمل ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع جسمانی یا لذت متصور ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع

طبیعت نفرت نہ کرتی ہو مگر وہ بہت ہی قلیل ہو حتیٰ کہ ایک تل کے برابر یا جماع کرے یا کروائے۔ لواطت بھی اسی حکم میں ہے۔ جماع میں خاص حصہ کا سر کا داخل ہو جانا کافی ہے منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں۔ ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہونگے مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابل جماع ہو۔ بہت کم سن لڑکی نہ ہو جس میں جماع کی بالکل قابلیت نہ پائی جائے۔ مسئلہ (۱۱): اگر کوئی شخص سر میں تیل ڈالے یا سرمہ لگائے یا مرد اپنے مشترک حصہ کے سوراخ میں کوئی خشک چیز داخل کرے اور اس کا سر باہر رہے یا تر چیز داخل کرے اور وہ موضع حقنہ تک نہ پہنچے تو چونکہ یہ چیزیں جوف تک نہیں پہنچتیں اس لئے روزہ فاسد نہ ہوگا اور نہ کفارہ واجب ہوگا نہ قضا۔ اور اگر خشک چیز مثل روئی یا کپڑا وغیرہ مرد نے اپنی دبر میں داخل کی اور وہ ساری اندر غائب کر دی یا تر چیز داخل کی اور وہ موضع حقنہ تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہو جائیگا اور صرف قضا واجب ہو گی۔ مسئلہ (۱۲): جو لوگ حقہ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے حقہ پئیں روزہ کی حالت میں تو ان پر بھی کفارہ اور قضا دونوں واجب ہونگے۔ مسئلہ (۱۳): اگر کوئی عورت کسی نابالغ بچہ یا مجنون سے جماع کرائے تب بھی اس کو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہونگے۔ مسئلہ (۱۴): جماع میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر ایک مجنون ہو اور دوسرا عاقل تو عاقل پر کفارہ لازم ہوگا۔ مسئلہ (۱۵): سونے کی حالت میں منی کے خارج ہونے سے جس کو احتلام کہتے ہیں اگر چہ بغیر غسل کئے ہوئے روزے رکھے تو روزہ فاسد نہ ہوگا اسی طرح اگر کسی عورت کے یا اس کا خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرتے سے منی خارج ہو جائے جب بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ مسئلہ (۱۶): مرد کا اپنے خاص حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز مثل تیل یا پانی کے ڈالنا خواہ پچکاری کے ذریعہ سے یا ویسے ہی دیا سلائی وغیرہ کا داخل کرنا اگر چہ یہ چیزیں مثانے تک پہنچ جائیں روزے کو فاسد نہیں کرتا۔ مسئلہ (۱۷): کسی شخص نے بسبب اس کے کہ روزے کا خیال نہیں رہا یا ابھی کچھ رات باقی تھی اس لئے جماع شروع کر دیا یا کچھ کھانے پینے لگا اور بعد اس کے جیسے ہی روزے کا خیال آ گیا یا جونہی صبح صادق ہوئی فوراً علیحدہ کر دیا یا لقمہ کو منہ سے پھینک دیا۔ اگر چہ بعد علیحدہ ہو جانے کے منی بھی خارج ہو جائے تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہ انزال احتلام کے حکم میں ہوگا۔ مسئلہ (۱۸): مسواک کرنے سے اگر چہ بعد زوال کے ہو تازی لکڑی سے ہو یا خشک سے روزہ میں کچھ نقصان نہ آئے گا۔ مسئلہ (۱۹): عورت کا بوسہ لینا اور اس سے بغل گیر ہونا مکروہ ہے جبکہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کے بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو اور اگر یہ خوف واندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ مسئلہ (۲۰): کسی عورت وغیرہ کے ہونٹ کا منہ میں لینا اور مباشرت فاحشہ یعنی خاص بدن برہنہ ملانا بدون دخول کے ہر حالت میں مکروہ ہے خواہ انزال یا جماع کا خوف ہو یا نہیں۔ مسئلہ (۲۱): اگر کوئی مقیم بعد نیت صوم کے مسافر بن جائے اور تھوڑی دور جا کر کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اپنے مکان واپس آئے اور وہاں پہنچ کر روزہ کو فاسد کر دے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا اس لئے کہ اس پر اس وقت مسافر کا اطلاق نہ تھا گو وہ ٹھہرنے کی نیت سے نہ گیا تھا اور نہ وہاں ٹھہرا۔ مسئلہ (۲۲): سوائے جماع کے اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو اور ایک کفارہ ادا نہ

کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کیلئے ایک ہی کفارہ کافی ہے اگر چہ دونوں کفارے دو رمضانوں کے ہوں یا جماع کے سبب سے جے روزے فاسد ہوئے ہوں تو اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے اور اگر دو رمضان کے ہیں تو ہر ایک رمضان کا کفارہ علیحدہ دینا ہوگا اگر چہ پہلا کفارہ ادا نہ کیا ہو۔

اعتکاف کے مسائل

مسئلہ (۱): اعتکاف کیلئے تین چیزیں ضروری ہیں۔(۱) مسجد جماعت میں ٹھہرنا۔(۲) بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا۔ پس بے قصد و ارادہ ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے چونکہ نیت کے صحیح ہونے کیلئے نیت کرنیوالے کا مسلمان اور عاقل ہونا شرط ہے لہذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آ گیا۔(۳) حیض ونفاس سے خالی اور پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا۔ مسئلہ (۲): سب سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ میں کیا جائے اس کے بعد مسجد نبوی ﷺ کا اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا اس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت کا انتظام ہو اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلہ کی مسجد اس کے بعد وہ مسجد جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔ مسئلہ (۳): اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب، سنت موکدہ، مستحب۔ واجب وہ ہے جسکی نذر کی جائے نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بے کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا معلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائیگا تو میں اعتکاف کروں گا اور سنت موکدہ وہ ہے کہ رمضان کے اخیر عشرے میں نبی ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے مگر یہ سنت موکدہ بعض کے کر لینے سے سب کے ذمہ سے اتر جائیگی اور مستحب وہ ہے کہ اس عشرہ رمضان کے اخیر عشرے کے سوا کسی اور زمانہ میں خواہ وہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ۔ مسئلہ (۴): اعتکاف واجب کیلئے صوم شرط ہے جب کوئی شخص اعتکاف کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا ضروری ہوگا بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہ رکھوں تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ بھی لغو سمجھی جائے گی کیونکہ رات روزے کا محل نہیں ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر ضمناً داخل ہو جائیگی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہ ہوگی۔ روزہ کا خاص اعتکاف کیلئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کیلئے کافی ہے مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کیلئے بھی کافی ہے ہاں اس روزہ کا واجب ہونا ضروری ہے نفل روزے اس کیلئے کافی نہیں مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور بعد اس کے اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں ہوئی اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کر سکے تو کسی اور مہینہ میں اس کے بدلے کر لینے سے اسکی نذر پوری ہو جائیگی مگر علی الاتصال روزے رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔ مسئلہ (۵): اعتکاف مسنون میں تو روزہ ہوتا ہی ہے اس کے واسطے شرط کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ (۶): اعتکاف مستحب میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ شرط ہے اور معتمد یہ ہے کہ شرط نہیں۔ مسئلہ (۷): اعتکاف واجب کم سے کم ایک دن ہوسکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ اس لئے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے اخیر عشرے میں ہوتا ہے اور اعتکاف مستحب کیلئے کوئی مقدار مقرر نہیں ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہوسکتا ہے۔ مسئلہ (۸): حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائیگا اور اسکی قضا کرنا پڑے گی[1] اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائیگا اس لئے کہ اعتکاف مستحب کیلئے کوئی مدت مقرر نہیں پس اس کی قضا بھی نہیں۔ پہلی قسم اعتکاف کی جگہ سے بے ضرورت باہر نکلنا ضرورت عام ہے خواہ طبعی ہو یا شرعی۔ طبعی جیسے پاخانہ پیشاب غسل جنابت کھانا کھانا بھی ضرورت طبعی میں داخل ہے جبکہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو۔ شرعی ضرورت جیسے جمعہ کی نماز۔ مسئلہ (۹): جس ضرورت کیلئے اپنے اعتکاف کی مسجد سے باہر جائے بعد اس کے فارغ ہونے کے وہاں قیام نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو مسجد سے زیادہ قریب ہو مثلاً پاخانہ کیلئے اگر جائے اور اس کا گھر دور ہو اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہیں جائے ہاں اگر اسکی طبیعت اپنے گھر سے مانوس ہو اور دوسری جگہ جانے سے اسکی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے اگر جمعہ کی نماز کیلئے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔ مسئلہ (۱۰): بھولے سے بھی اپنے اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔ مسئلہ (۱۱): جو عذر کثیر الوقوع نہ ہو ان کیلئے اپنے معتکف کو چھوڑ دینا منافی اعتکاف ہے۔ مثلاً کسی مریض کی عیادت کیلئے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کیلئے یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے گو ان صورتوں میں معتکف سے نکل جانا گناہ نہیں بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت کیلئے نکلے اور اس درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہونے کے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نماز جنازے میں شریک ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۱۲): جمعہ کی نماز کیلئے ایسے وقت جائے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور بعد نماز کے بھی سنت پڑھنے کیلئے ٹھہرنا جائز ہے اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۱۳): اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا مثلاً کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور سپاہی اس کو گرفتار کر کے لے جائیں یا کسی کا قرض چاہتا ہو اور وہ اس کو باہر نکالے۔ مسئلہ (۱۴): اسی طرح اگر شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر معتکف تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ دوسری قسم ان افعال کی جو اعتکاف میں ناجائز ہیں۔ جماع وغیرہ کرنا خواہ عمداً کیا جائے یا سہواً اعتکاف کا خیال نہ رہنے کے سبب سے مسجد میں کیا جائے یا

---

[1] مطلب یہ ہے کہ جتنے دنوں کا اعتکاف فوت ہو گیا اس کو قضا کرنا پڑیگا واجب کی قضا واجب ہے اور سنت کی سنت ہے اور رمضان کے اعتکاف کے قضا کیلئے رمضان ہونا ضروری نہیں ہے البتہ روزہ ہونا ضروری ہے۔

مسجد سے باہر ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائیگا جو افعال کہ تابع جماع کے ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا، تاوقتیکہ منی خارج نہ ہو، ہاں اگر ان افعال سے منی کا خروج ہو جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائیگا۔ البتہ صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔ مسئلہ (۱۵): حالت اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ (۱) مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا ہاں جو کام نہایت ضرورت ہو۔ مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا کوئی دوسرا شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے مگر بیع کا مسجد میں لانا کسی حال میں جائز نہیں بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رک جانے کا خوف ہو ہاں اگر مسجد کے خراب ہونے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو بعض کے نزدیک جائز ہے۔ مسئلہ (۱۶): حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے ہاں بری باتیں زبان سے نہ نکالے جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے بلکہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے۔ خلاصہ یہ کہ چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں۔

زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ (۱): سال گزرنا سب میں شرط ہے۔ مسئلہ (۲): ایک قسم جانوروں کی جن میں زکوٰۃ فرض ہے سائمہ ہے اور سائمہ وہ جانور ہیں جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔ (۱) سال کے اکثر حصہ میں اپنے منہ سے چر کے اکتفا کرتے ہوں اور گھر میں ان کو کھڑے کر کے نہ کھلایا جاتا ہو اگر نصف سال اپنے منہ سے چر کے رہتے ہوں اور نصف سال ان کو گھر میں کھڑے کر کے کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں اسی طرح اگر گھاس ان کیلئے گھر میں منگائی جاتی ہو خواہ وہ باقیمت یا بے قیمت تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔ (۲) دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کیلئے یا فربے کرنے کیلئے رکھے گئے ہوں اگر دودھ اور نسل اور فربہی کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے کیلئے یا سواری کیلئے تو پھر سائمہ نہ کہلائیں گے۔

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان: مسئلہ (۱): سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ وہ اونٹ اونٹنی یا گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بکرا بکری، بھیڑ، دنبہ ہو۔ جنگلی جانوروں پر جیسے ہرن وغیرہ زکوٰۃ فرض نہیں ہاں اگر تجارت کی نیت سے خرید کر رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہوگی جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوں تو اگر ان کی ماں دیسی ہے تو وہ دیسی سمجھے جائیں گے اور اگر جنگلی ہے تو جنگلی سمجھے جائیں گے۔ مثال بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا ہو تو وہ بکری کے حکم میں ہے اور نیل گائے اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہو تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔ مسئلہ (۲): جو جانور سائمہ ہو اور سال کے درمیان میں اس کو تجارت کی نیت سے بیع کر دیا جائے تو اس سال اس کی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی اور جب سے اس نے تجارت کی نیت کی اس وقت سے اس کا تجارتی سال شروع ہوگا۔ مسئلہ (۳): جانوروں کے بچوں میں اگر وہ تنہا

ہوں تو زکوۃ فرض نہیں ہاں اگر ان کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو تو پھر ان پر بھی زکوۃ فرض ہو جائیگی اور زکوۃ میں وہی بڑا جانور دیا جائیگا اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔ **مسئلہ** (۴): وقف کے جانوروں پر زکوۃ فرض نہیں۔ **مسئلہ** (۵): گھوڑوں پر جب وہ سائمہ ہوں اور نر و مادہ مخلوط ہوں زکوۃ ہے یا تو فی گھوڑا ایک دینار یعنی پونے تین تولے چاندی دیدے اور یا سب کی قیمت لگا کر قیمت کا چالیسواں حصہ دے دے۔ **مسئلہ** (۶): گدھے اور خچر پر جبکہ تجارت کیلئے نہ ہوں زکوۃ فرض نہیں۔

اونٹ کا نصاب: یاد رکھو کہ پانچ اونٹ میں زکوۃ فرض ہے اس سے کم میں نہیں پانچ اونٹ میں ایک بکری اور دس میں دو اور پندرہ میں تین اور بیس میں چار بکری دینا فرض ہے خواہ نر ہو یا مادہ مگر ایک سال سے کم نہ ہو اور درمیان میں کچھ نہیں پھر پچیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو دوسرا برس شروع ہو اور چھبیس سے پینتیس تک کچھ کم نہیں پھر چھتیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو تیسرا برس شروع ہو چکا ہو اور سینتیس (۳۷) سے پینتالیس تک کچھ نہیں پھر چھیالیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو چوتھا برس شروع ہو چکا ہو اور سینتالیس سے ساٹھ تک کچھ نہیں پھر اکسٹھ اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو پانچواں برس شروع ہو اور باسٹھ سے پچھہتر تک کچھ نہیں پھر چھہتر اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو تیسرا برس شروع ہو اور ستتر سے نوے تک کچھ نہیں پھر اکیانوے اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو چوتھا برس شروع ہو اور بانوے سے ایک سو بیس تک کچھ نہیں پھر جب ایک سو بیس سے زیادہ ہو جائیں تو پھر نیا حساب کیا جائے گا یعنی اگر چار زیادہ ہیں تو کچھ نہیں جب زیادتی پانچ تک پہنچ جائے یعنی ایک سو پچیس ہو جائیں تو ایک بکری اور دو دو اونٹنیاں جن کو چوتھا برس شروع ہو جائے اسی طرح ہر پانچ میں ایک بکری بڑھتی رہے گی ایک سو چوالیس تک اور ایک سو پینتالیس ہو جائیں تو ایک دوسرے برس والی اونٹنی اور دو تین برس والی ایک سو انچاس تک اور جب ایک سو پچاس ہو جائیں تو تین اونٹنیاں چوتھے برس والی واجب ہونگی جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو پھر نئے سرے سے حساب ہو گا یعنی پانچ اونٹوں میں چوبیس تک فی پانچ اونٹ ایک بکری تین چوتھے برس والی اونٹنی کے ساتھ اور پھر پچیس میں ایک دوسرے برس والی اونٹنی اور چھتیس میں ایک تیسرے برس والی اونٹنی پھر جب ایک سو چھیانوے ہو جائیں تو چار تین برس والی اونٹنی دو سو تک پھر جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو ہمیشہ اسی طرح حساب چلے گا جیسا کہ ڈیڑھ سو کے بعد سے چلا ہے۔ **مسئلہ** (۲): اونٹ کی زکوۃ میں اگر اونٹ دیا جائے تو مادہ ہونا چاہئے البتہ نر اگر قیمت میں مادہ کے برابر ہو تو درست ہے۔

گائے اور بھینس کا نصاب: گائے اور بھینس دونوں ایک قسم میں ہیں دونوں کا نصاب بھی ایک ہے اور اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملالیں گے مثلاً بیس گائے ہوں اور دس بھینسیں تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کرلیں گے مگر زکوۃ میں وہی جانور دیا جائیگا جس کی تعداد زیادہ ہو یعنی اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوۃ میں گائے دی جائے گی اور اگر بھینسیں زیادہ ہوں تو زکوۃ میں بھینس دی جائیگی اور جو دونوں برابر ہوں تو قسم اعلیٰ میں

جو جانور کم قیمت کا ہو یا قسم ادنیٰ میں جو جانور زیادہ قیمت کا ہو دیا جائیگا پس تیس میں گائے بھینس میں ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو نر ہو یا مادہ تیس سے کم میں کچھ نہیں اور تیس کے بعد انتالیس تک بھی کچھ نہیں۔ چالیس گائے بھینس میں پورے دو برس کا بچہ نر یا مادہ اکتالیس سے انسٹھ تک کچھ نہیں جب ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک برس کے دو بچے دیئے جائیں گے پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ مثلاً ستر ہو جائیں تو ایک ایک برس کا بچہ اور ایک دو برس کا بچہ کیونکہ ستر میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا اور جب اسی ہو جائیں تو دو برس کے دو بچے کیونکہ اسی میں چالیس کے دو نصاب ہیں اور نوے میں ایک ایک برس کے تین بچے کیونکہ نوے میں تیس کے تین نصاب ہیں اور سو میں دو بچے ایک ایک برس کے اور ایک بچہ دو برس کا کیونکہ سو میں دو نصاب تیس تیس کے ہیں اور ایک نصاب چالیس کا ہے ہاں جہاں کہیں دونوں نصابوں کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہو وہاں اختیار ہے چاہے جس کا اعتبار کریں مثلاً ایک سو بیس میں چار نصاب تو تیس کے ہیں اور تین نصاب چالیس کے ہیں پس اختیار ہے کہ تیس کے نصاب کا اعتبار کر کے ایک ایک برس کے چار بچے دیں خواہ چالیس کے نصاب کا اعتبار کر کے دو دو برس کے تین بچے دیں۔

بکری بھیڑ کا نصاب: زکوٰۃ کے بارے میں بکری بھیڑ سب یکساں ہیں خواہ بھیڑ دمدار ہو جسکو دنبہ کہتے ہیں یا معمولی ہو اگر دونوں کا نصاب الگ الگ پورا ہو تو دونوں کی زکوٰۃ ساتھ[1] دی جائے گی اور مجموعہ ایک نصاب کا ہوگا اور اگر ہر ایک کا نصاب پورا نہ ہو مگر دونوں کے ملا لینے سے نصاب پورا ہو جاتا ہے جب بھی دونوں کو ملا لیں گے اور جو زیادہ ہوگا تو زکوٰۃ میں وہی دیا جائیگا اور دونوں برابر ہیں تو اختیار ہے چالیس بکری یا بھیڑ سے کم میں کچھ نہیں چالیس بکری یا بھیڑ میں ایک بکری یا بھیڑ۔ چالیس کے بعد ایک سو بیس تک زائد میں کچھ نہیں۔ پھر ایک سو اکیس میں دو بھیڑ یا بکریاں اور ایک سو بائیس سے دو سو تک زائد میں کچھ نہیں۔ پھر دو سو ایک میں تین بھیڑ یا بکریاں پھر تین سو ننانوے تک زائد میں کچھ نہیں۔ پھر چار سو میں چار بکریاں یا بھیڑیں۔ پھر چار سو سے زیادہ میں ہر سو میں ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ دینا ہوگی۔ سو سے کم میں کچھ نہیں۔ مسئلہ:۔ بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نر مادہ کی قید نہیں۔ ہاں ایک سال سے کم کا بچہ نہ ہونا چاہئے خواہ بھیڑ ہو یا بکری۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل: مسئلہ (۱): اگر کوئی شخص حرام مال کو حلال کے ساتھ ملا دے گا تو سب کی زکوٰۃ اس کو دینا ہوگی۔[2] مسئلہ (۲): اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی ہاں اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اس کا تہائی مال میں سے زکوٰۃ لے لیا جائے گا گو یہ تہائی پوری

---

[1] اس مسئلہ میں بہت سی تحقیق کے بعد منقح ہو گیا کہ اس صورت میں بھی مجموعہ کو ایک ہی قسم قرار دیکر ایک قسم میں جو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہی مجموعہ پر ہوگی۔ مثلاً چالیس بکری ہیں اور چالیس بھیڑ تو ایسا ہی ہوگا جیسے اسی بکریاں یا اسی بھیڑ ہوں اور زکوٰۃ میں ایک ہی واجب ہوگی لیکن اگر بکری دیگا تو اوتیٰ درجہ کی اور اگر بھیڑ دیگا تو اعلیٰ درجہ کی۔ غرض اس کو دو نصاب نہ کہیں گے اور دو جانور واجب نہ کہیں گے جیسا کہ المغتنم فی زکوٰۃ میں اسکی تفصیل مذکور ہے۔

[2] یعنی حرمت اور المالین مانع زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر کوئی اور وجہ مانع ہو تو دوسری بات ہے۔

زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دینے پر راضی ہوں لے لیا جائے گا۔ مسئلہ (۳): اگر ایک سال کے بعد قرض خواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کر دے تو قرض خواہ کو زکوٰۃ اس سال کی نہ دینا پڑے گی ہاں اگر وہ مدیون مالدار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائیگا اور دائن کو زکوٰۃ دینا پڑے گی کیونکہ زکوتی مال کے ہلاک کر دینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔ مسئلہ (۴): قرض وواجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت میں مستحب ہے جبکہ مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں سے زائد ہو ورنہ مکروہ ہے اسی طرح اپنے کل مال کا صدقے میں دینا بھی مکروہ ہے ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو اور اہل وعیال کو بھی تکلیف کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔ مسئلہ (۵): اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا جائے اور وہ شوہر کے گھر میں رخصت کر دی جائے تو اگر وہ لڑکی مالدار ہے تب تو اس کے مال میں صدقۂ فطر واجب ہے اور اگر مالدار نہیں ہے تو دیکھنا چاہئے کہ اگر قابل خدمت شوہر کے یا اس کے موانست کے ہے تو اس کا صدقہ فطر نہ باپ پر واجب ہے نہ شوہر پر نہ خود اس پر اور اگر وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست کے نہ ہو تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ کے ذمہ واجب رہے گا اور اگر شوہر کے گھر رخصت نہیں کی گئی تو گو وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست ہو ہر حال میں اس کے باپ پر اس کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔

﴿تتمہ حصہ سوم بہشتی زیور کا تمام ہوا۔ حصہ چہارم کا تتمہ نہیں ہے آگے تتمہ حصہ پنجم کا شروع ہوتا ہے﴾

تتمہ حصہ پنجم بہشتی زیور

بالوں کے متعلق احکام[1]

مسئلہ (۱): پورے سر پر بال رکھنا نرمہ گوش تک یا کسی قدر اس سے نیچے سنت ہے اور اگر سر منڈائے تو پورا سر منڈوا دینا سنت ہے اور کترو ادینا بھی درست ہے مگر سب کتروانا اور آگے کی طرف کسی قدر بڑے رکھنا جو آجکل کا فیشن ہے جائز نہیں اور اسی طرح کچھ حصہ منڈوانا کچھ رہنے دینا درست نہیں اسی سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ آج کل بابری رکھنی یا چندو کھلوانے یا اگلے حصہ کے سر کے بال بغرض گلائی بنوانے کا جو دستور ہے درست نہیں۔ مسئلہ (۲): اگر بال بہت بڑھائے تو عورتوں کی طرح جوڑا باندھنا درست نہیں۔ مسئلہ (۳): عورت کو سر منڈانا بال کتروانا حرام ہے حدیث میں لعنت آئی ہے۔ مسئلہ (۴): لبوں کا کتروانا اس قدر کہ لب کے برابر ہو جائے سنت ہے اور منڈانے میں اختلاف ہے بعض بدعت کہتے ہیں بعض اجازت دیتے ہیں لہذا نہ منڈانے میں احتیاط ہے۔ مسئلہ (۵): مونچھ دونوں طرف دراز رہنے دینا درست ہے بشرطیکہ لبیں دراز نہ ہوں۔ مسئلہ (۶): داڑھی منڈانا یا کتروانا حرام ہے البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اس کا کتروا دینا درست ہے اسی طرح

[1] اس حصہ کا تمام مضمون صفائی معاملات مصنف حضرت مولانا قدس سرہ سے ماخوذ ہے۔

چاروں طرف سے تھوڑا تھوڑا لے لینا کہ سڈول اور برابر ہو جائے درست ہے۔ مسئلہ (۷): رخسارے کی طرف جو بال بڑھ جائیں ان کو برابر کر دینا یعنی خط بنوانا درست ہے۔ اسی طرح اگر دونوں ابرو کسی قدر لے لی جائیں اور درست کر دی جائیں یہ بھی درست ہے۔ مسئلہ (۸): حلق کے بال منڈانا نہ چاہئے مگر ابو یوسف سے منقول ہے کہ اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ مسئلہ (۹): ریش بچہ کے جانبین لب زیرین کے بال منڈوانے کو فقہاء نے بدعت لکھا ہے اس لئے نہ چاہئے اسی طرح گدی کے بال بنوانے کو بھی فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔ مسئلہ (۱۰): بغرض زینت سفید بال کا چننا ممنوع ہے البتہ مجاہد کا دشمن پر رعب و ہیبت ہونے کیلئے دور کرنا بہتر ہے۔ مسئلہ (۱۱): ناک کے بال اکھیڑنا نہ چاہئے قینچی سے کتر ڈالنا چاہئے۔ مسئلہ (۱۲): سینہ اور پشت کے بال بنانا جائز ہے مگر خلاف ادب اور غیر اولیٰ ہے۔ مسئلہ (۱۳): موئے زیر ناف میں مرد کیلئے استرے سے دور کرنا بہتر ہے مونڈتے وقت ابتدائے ناف کے نیچے سے کرے اور ہڑتال وغیرہ کوئی اور دوا لگا کر زائل کرنا بھی جائز ہے اور عورت کیلئے موافق سنت کے یہ ہے کہ چٹکی یا چمٹی سے دور کرے استرہ نہ لگے۔ مسئلہ (۱۴): موئے بغل میں اولیٰ تو یہ ہے کہ موچنے وغیرہ سے دور کئے جائیں اور استرے سے منڈانا بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۱۵): اس کے علاوہ اور تمام بدن کے بالوں کا مونڈنا رکھنا دونوں درست ہے (ق)۔ مسئلہ (۱۶): پیر کے ناخن دور کرنا بھی سنت ہے البتہ مجاہد کیلئے دار الحرب میں ناخن اور مونچھ کا نہ کٹوانا مستحب ہے۔ مسئلہ (۱۷): ہاتھ کے ناخن اس ترتیب سے کتروانا بہتر ہے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور چھنگلیا تک بہ ترتیب کتروا کر بائیں چھنگلیا سے بہ ترتیب کٹوا دے اور دائیں انگوٹھے پر ختم کرے اور پیر کی انگلیوں میں دائیں چھنگلیا سے شروع کر کے بائیں چھنگلیاں پر ختم کرے یہ ترتیب بہتر اور اولیٰ ہے اس کے خلاف بھی درست ہے۔ مسئلہ (۱۸): کٹے ہوئے ناخن اور بال دفن کر دینا چاہئے دفن نہ کرے تو کسی محفوظ جگہ ڈال دے یہ بھی جائز ہے مگر نجس و گندی جگہ نہ ڈالے اس سے بیمار ہونے کا اندیشہ ہے۔ مسئلہ (۱۹): ناخن کا دانت سے کاٹنا مکروہ ہے[1] اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہے۔ مسئلہ (۲۰): حالت جنابت میں بال بنانا ناخن کاٹنا موئے زیر ناف وغیرہ دور کرنا مکروہ ہے۔ مسئلہ (۲۱): ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ موئے زیر ناف بغل لبیں ناخن وغیرہ دور کر کے نہا دھو کر صاف ستھرا ہونا افضل ہے اور سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے کہ قبل نماز جمعہ فراغت کر کے نماز کو جائے ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں دن سہی انتہا درجہ چالیسویں دن اس کے بعد رخصت نہیں اگر چالیس دن گزر گئے اور امور مذکورہ سے صفائی حاصل نہ کی تو گنہگار ہوگا۔

شفعہ کا بیان

مسئلہ (۱): جس وقت شفیع کو خبر بیع کی پہنچی اگر فوراً منہ سے نہ کہا کہ میں شفعہ لونگا تو شفعہ باطل ہو جائیگا پھر اس شخص کو دعویٰ کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ اگر شفیع کے پاس خط پہنچا اور اس کے شروع میں یہ خبر لکھی ہے کہ فلاں مکان

1. پس یہ کراہت طبی ہے جس سے بچنا اچھا ہے۔

فروخت ہوا اور اس وقت اس نے زبان سے نہ کہا کہ میں شفعہ لوں گا یہاں تک کہ تمام خط پڑھ گیا اور پھر کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو اس کا شفعہ باطل ہو گیا۔ مسئلہ (۲): اگر شفیع نے کہا کہ مجھ کو اتنا روپیہ دو تو اپنے حق شفعہ سے دستبردار ہو جاؤں تو اس صورت میں چونکہ اپنا حق ساقط کرنے پر رضامند ہو گیا اس لئے شفعہ تو ساقط ہوا لیکن چونکہ یہ رشوت ہے اس لئے یہ روپیہ لینا دینا حرام ہے۔ مسئلہ (۳): اگر ہنوز حاکم نے شفعہ نہیں دلایا تھا کہ شفیع مر گیا اس کے وارثوں کو شفعہ نہ پہنچے گا اور اگر خریدار مر گیا تو شفعہ باقی رہے گا۔ مسئلہ (۴): شفیع کو خبر پہنچی کہ اس قدر قیمت کو مکان بکا ہے اس نے دستبرداری کی پھر معلوم ہوا کہ کم قیمت کا بکا ہے اس وقت شفعہ لے سکتا ہے اسی طرح پہلے سنا تھا کہ فلاں شخص خریدار ہے پھر سنا کہ نہیں بلکہ دوسرا خریدار ہے یا پہلے سنا تھا کہ نصف بکا ہے پھر معلوم ہوا کہ پورا بکا ہے۔ ان صورتوں میں پہلی دستبرداری سے شفعہ باطل نہ ہوگا۔

مزارعت یعنی کھیتی کی بٹائی اور مساقاۃ یعنی پھل کی بٹائی کا بیان

مسئلہ (۱): ایک شخص نے خالی زمین کسی کو دیکر کہا کہ تم اس میں کھیتی کرو جو پیدا ہوگا اس کو فلاں نسبت سے تقسیم کر لیں گے یہ مزارعت ہے اور جائز ہے۔ مسئلہ (۲): ایک شخص نے باغ لگایا اور دوسرے شخص سے کہا کہ تم اس باغ کو سینچو خدمت کرو جو پھل آئے گا خواہ ایک دو سال یا دس بارہ سال تک نصف نصف یا تین تہائی تقسیم کر لیا جائے گا یہ مساقاۃ ہے اور یہ بھی جائز ہے۔ مسئلہ (۳): مزارعت کی درستی کیلئے اتنی شرطیں ہیں۔ (۱) زمین کا قابل زراعت ہونا۔ (۲) زمیندار و کسان کا عاقل اور بالغ ہونا۔ (۳) مدت زراعت کا بیان کرنا بیج کا بیان کر دینا کہ زمیندار کا ہوگا یا کسان۔ (۴) جنس کاشت کا بیان کر دینا کہ گیہوں ہونگے یا جو مثلاً (۵) کسان کے حصہ کا ذکر ہو جانا کہ کل پیداوار میں کس قدر ہوگا۔ (۶) زمین کو خالی کر کے کسان کے حوالے کرنا۔ (۷) زمین کی پیداوار میں کسان اور مالک کا شریک رہنا۔ (۸) زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے ہونے یا ایک کی فقط زمین اور باقی چیزیں دوسرے کے متعلق ہوں۔ مسئلہ (۴): اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو مزارعت فاسد ہو جائے گی۔ مسئلہ (۵): مزارعت فاسدہ میں سب پیداوار بیج والے کی ہوگی اور دوسرے شخص کو اگر وہ زمین والا ہے تو زمین کا کرایہ موافق دستور کے ملے گا اور اگر وہ کاشتکار کا ہے تو مزدوری موافق دستور کے ملے گی مگر یہ مزدوری اور کرایہ اس قدر سے زیادہ نہ دیا جائیگا جو آپس میں دونوں کے ٹھہر چکا ہے یعنی اگر مثلاً آدھا آدھا حصہ ٹھہرا تھا تو کل پیداوار کی نصف سے زیادہ نہ دیا جائیگا۔ مسئلہ (۶): بعد معاملہ مزارعت کے اگر دونوں میں سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کر دے تو اس سے بزور کام لیا جائے گا اگر بیج والا انکار کرے تو اس پر زبردستی نہ کی جائیگی۔ مسئلہ (۷): اگر دونوں عقد کرنے والوں میں سے کوئی مر جائے تو مزارعت باطل ہو جائیگی۔ مسئلہ (۸): اگر مدت معینہ مزارعت گزر جائے اور کھیتی پکی نہ ہو تو کسان کو زمین کی اجرت ان زائد دنوں کے عوض میں اس جگہ کے دستور کے مطابق دینی ہوگی۔ مسئلہ (۹): بعض جگہ دستور ہے کہ بٹائی کی زمین میں جو غلہ پیدا ہوتا ہے اس کو تو

حسب معاہدہ باہم تقسیم کر لیتے ہیں اور جو اجناس چری وغیرہ پیدا ہوتی ہے اس کو تقسیم نہیں کرتے بلکہ بیگھوں کے حساب سے کاشتکار سے نقد لگان وصول کر لیتے ہیں سو ظاہراً تو بوجہ اسکے کہ یہ شرط خلاف مزارعت ہے ناجائز معلوم ہوتا ہے مگر اس تاویل سے کہ اس قسم کی اجناس کو پہلے ہی سے خارج از مزارعت کہا جائے اور باعتبار عرف کے معاملہ سابقہ میں یوں تفصیل کی جائے کہ دونوں کی مراد یہ تھی کہ فلاں اجناس میں عقد مزارعت کرتے ہیں اور فلاں اجناس میں زمین بطور اجارہ کے دی جاتی ہے اس طرح جائز ہوسکتا ہے مگر اس میں جانبین کی رضامندی شرط ہے۔ مسئلہ (۱۰): بعض زمینداروں کی عادت ہے کہ علاوہ اپنے حصہ بٹائی کے کاشتکار کے حصہ میں کچھ اور حقوق ملازموں اور کمینوں کے بھی نکال لیتے ہیں سو اگر یا مقطع ٹھہرالیا کہ ہم دو من یا چار من ان کا حقوق لیں گے تو یہ ناجائز ہے اور اگر اس طرح ٹھہرایا کہ ایک من میں ایک سیر مثلاً تو یہ درست ہے۔ مسئلہ (۱۱): بعض لوگ اس کا تصفیہ نہیں کرتے کہ کیا بویا جائیگا پھر بعد میں تکرار و قضیہ ہوتا ہے یہ جائز نہیں یا تو اس تخم کا نام تصریحاً لے لے یا عام اجازت دیدے کہ جو چاہے بونا۔ مسئلہ (۱۲): بعض جگہ رسم ہے کہ کاشتکار زمین میں تخم پاشی کر کے دوسرے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے اور یہ شرط ٹھہرتی ہے کہ تم اس میں محنت و خدمت کرو جو کچھ حاصل ہوگا ایک تہائی مثلاً ان محنتیوں کا ہوگا تو یہ بھی مزارعت ہے۔ جس جگہ زمیندار اصلی اس معاملہ کو نہ روکتا ہو وہاں جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ مسئلہ (۱۳): اس اوپر کی صورت میں بھی مثل صورت سابقہ عرفاً تفصیل ہے بعض اجناس تو ان عاملوں کو بانٹ دیتے ہیں اور بعض میں فی بیگہ کچھ نقد دیتے ہیں پس اس میں بھی ظاہراً وہی شبہ عدم جواز کا اور وہی تاویل جواز کی جاری ہے۔ (ق) مسئلہ (۱۴): اجارہ یا مزارعت میں بارہ سال یا کم وبیش مدت تک زمین سے منتفع ہو کر موروثیت کا دعویٰ کرنا جیسا اس وقت رواج ہے محض باطل اور حرام اور ظلم وغصب ہے، بدون طیب خاطر مالک کے ہرگز اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں اگر ایسا کیا تو اسکی پیداوار بھی خبیث ہے اور کھانا اس کا حرام ہے۔ مسئلہ (۱۵): مساقاۃ کا حال سب باتوں میں مثل مزارعت کے ہے۔ مسئلہ (۱۶): اگر پھل لگے ہوئے درخت پرورش کر دے اور پھل ایسے ہوں کہ پانی دینے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہوں تو درست ہے اور اگر ان کا بڑھنا پورا ہو چکا ہو تو مساقاۃ درست نہ ہوگی جیسے کہ مزارعت کہ کھیتی تیار ہونے کے بعد درست نہیں۔ مسئلہ (۱۷): اور عقد مساقاۃ جب فاسد ہو جائے تو پھل سب درخت والے کے ہونگے اور کام کرنیوالے کو معمولی مزدوری ملے گی جس طرح مزارعت میں بیان ہوا ہے۔

نشے دار چیزوں کا بیان

مسئلہ (۱): جو چیز پتلی اور بہنے والی نشے دار ہو خواہ وہ شراب ہو یا تاڑی یا کچھ اور اس کے زیادہ پینے سے نشہ ہو جاتا ہو اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے اگر چہ اس قلیل مقدار سے نشہ نہ ہو اسی طرح دوا میں استعمال کرنا خواہ پینے میں یا لیپ کرنے میں نیز ممنوع ہے خواہ وہ نشہ دار چیز اپنی اصلی ہیئت پر رہے خواہ کسی تصرف سے دوسری شکل ہو جائے ہر حال میں ممنوع ہے یہاں سے انگریزی دواؤں کا حال معلوم ہو گیا جس میں اکثر اس قسم کی چیزیں

ملائی جاتی ہیں۔ **مسئلہ (۲)**: اور جو چیز نشہ دار ہو مگر پتلی نہ ہو بلکہ اصل سے منجمد ہو جیسے تمبا کو، جائفل، افیون وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ جو مقدار بالفعل نشہ پیدا کرے یا اس سے ضرر شدید ہو وہ تو حرام ہے اور جو مقدار نشہ نہ لائے نہ اس سے کوئی ضرر پہنچے وہ جائز ہے اور اگر ضماد وغیرہ میں کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

شرکت کا بیان

شرکت دو طرح کی ہے ایک شرکت املاک کہلاتی ہے جیسے ایک شخص مر گیا اور اس کے ترکہ میں چند وارث شریک ہیں یا روپیہ ملا کر دو شخصوں نے ایک چیز خرید کی یا ایک شخص نے دو شخصوں کو کوئی چیز ہبہ کر دی اس کا حکم یہ ہے کہ کسی کو کوئی تصرف بلا اجازت دوسرے شریک کے جائز نہیں۔ دوسری شرکت عقود ہے یعنی دو شخصوں نے باہم معاہدہ کیا ہم تم شرکت میں تجارت کرینگے اس شرکت کے اقسام واحکام یہ ہیں۔ **مسئلہ (۱)**: ایک قسم شرکت عقود کی شرکت عنان ہے یعنی دو شخصوں نے تھوڑا تھوڑا روپیہ بہم پہنچا کر اتفاق کیا کہ اس کا کپڑا یا غلہ یا اور کچھ خرید کر تجارت کریں اس میں یہ شرط ہے کہ دونوں کا راس المال نقد ہو خواہ روپیہ ہو یا اشرفی یا پیسے سو اگر دونوں آدمی کچھ اسباب غیر نقد شامل کر کے شرکت سے تجارت کرنا چاہیں یا ایک کا راس المال نقد ہو اور دوسرے کا غیر نقد یہ شرکت صحیح نہیں ہوگی۔ **مسئلہ (۲)**: شرکت عنان میں جائز ہے کہ ایک کا مال زیادہ اور ایک کا کم اور نفع کی شرکت باہمی رضا مندی پر ہے یعنی اگر یہ شرط ٹھہرے کہ مال تو کم وزیادہ ہے مگر نفع برابر تقسیم ہوگا یا مال برابر ہو مگر نفع تین تہائی ہوگا تو بھی جائز ہے۔[1] **مسئلہ (۳)**: اس شرکت عنان میں ہر شریک کو مال شرکت میں ہر قسم کا تصرف متعلق تجارت کے جائز ہے بشرطیکہ یہ خلاف معاہدہ نہ ہو لیکن ایک شریک کا قرض دوسرے سے نہ مانگا جائیگا۔ **مسئلہ (۴)**: اگر بعد قرار پانے اس شرکت کے کوئی چیز خریدی نہیں گئی اور مال شرکت تمام یا ایک شخص کا مال تلف ہو گیا تو شرکت باطل ہو جائیگی اور ایک شخص بھی اگر شریک کچھ خرید چکا ہے اور پھر دوسرے کا مال ہلاک ہو گیا تو شرکت باطل نہ ہوگی مال خرید دونوں کا ہوگا اور جس قدر اس مال میں دوسرے کا حصہ ہے اس حصّہ کے موافق زرِ ثمن اس دوسرے شریک سے وصول کر لیا جائیگا مثلاً ایک شخص کے دس روپے تھے اور دوسرے کے پانچ دس روپے والے نے مال خرید لیا تھا اور پانچ روپے والے کے روپے ضائع ہو گئے سو پانچ روپے والا اس مال میں ثلث کا شریک ہے اور دس روپے والا اس سے دس روپے کا ثلث نقد وصول کر لے گا یعنی تین روپے پانچ آنے چار پائی اور آئندہ یہ مال شرکت پر فروخت ہوگا۔ **مسئلہ (۵)**: اس شرکت میں دونوں شخصوں کو مال کا مخلوط کرنا ضرور نہیں صرف زبانی ایجاب وقبول سے یہ شرکت منعقد ہو جاتی ہے۔ **مسئلہ (۶)**: نفع نسبت سے مقرر ہونا چاہئے یعنی آدھا آدھا یا تین تہائی مثلاً اگر یوں ٹھہرا کہ ایک شخص کو سو روپے ملیں گے باقی دوسرے کا یہ جائز نہیں۔ **مسئلہ (۷)**: ایک قسم شرکت کی عقود شرکت ضائع کہلاتی ہے اور شرکت تقبل بھی کہتے ہیں جیسے دو درزی یا دو رنگریز باہم

---

[1] یعنی ایک کو دو تہائی اور دوسرے کو ایک تہائی۔

معاہدہ کرلیں کہ جوکام جس کے پاس آئے اس کوقبول کر لے اور جومزدوری ملے آپس میں آدھوں آدھ یا تین تہائی یا چوتھائی وغیرہ [1] کے حساب سے بانٹ لیں یہ جائز ہے۔ مسئلہ (۸): جوکام ایک نے لے لیا دونوں پر لازم ہو گیا مثلاً ایک شریک نے ایک کپڑا سینے کیلئے لیا تو صاحب فرمائش جس طرح اس پر تقاضا کر سکتا ہے دوسرے شریک سے بھی سلوا سکتا ہے اسی طرح جیسے یہ کپڑا سینے والا مزدوری مانگ سکتا ہے دوسرا بھی مزدوری لے سکتا ہے اور جس طرح اصل کومزدوری دینے سے مالک سبکدوش ہو جاتا ہے اسی طرح اگر دوسرے شریک کو دیدی تو بھی بری الذمہ ہوسکتا ہے۔ مسئلہ (۹): ایک قسم کی شرکت وجوہ ہے یعنی نہ ان کے پاس مال ہے نہ کوئی ہنر و پیشہ صرف باہمی یہ قرار دیا کہ دو دکانداروں سے ادھار مال لیکر بیچا کریں اس شرکت میں بھی ہر شریک دوسرے کا وکیل ہوگا اور اس شرکت میں جس نسبت سے شرکت ہوگی اسی نسبت سے نفع کا استحقاق ہو گا یعنی اگر خریدی ہوئی چیزوں کو بالنصف مشترک قرار دیا گیا تو نفع بھی نصفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر مال کو تین تہائی مشترک ٹھہرا گیا تو نفع بھی تین تہائی تقسیم ہوگا۔

﴿ تمہ حصہ پنجم بہشتی زیور کا تمام ہوا۔ حصہ ششم، ہفتم، ہشتم، دہم [2] کا تمہ نہیں ہے آگے حصہ نہم کا تمہ آیا ہے۔ ﴾

تمہ حصہ نہم بہشتی زیور

تمہید: ۔ چونکہ بہشتی زیور میں مسائل مخصوص بالرجال نہیں اسی طرح اس کے حصہ نہم میں امراض مخصوص بالرجال نہیں لکھے گئے اور انکی تتمیم و تکمیل کیلئے بہشتی گوہر لکھا گیا ہے اس لئے حصہ مسائل ختم ہونے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ معالجات مخصوص بالرجال بھی اس میں شامل کر دیئے جائیں اس کے کاتب بھی حکیم مولوی محمد مصطفیٰ صاحب ہیں۔ (کتبہ اشرف علی عفی عنہ)

مردوں کے امراض

جریان: ۔ اس کو کہتے ہیں کہ پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد چند قطرے سفید دودھ کے رنگ کے سے گریں اس سے ضعف دن بدن بڑھتا ہے اور چاہے کیسی ہی عمدہ غذا کھائی جائے مگر بدن کو نہیں لگتی آدمی ہمیشہ دبلا اور کمزور رہتا ہے اور جب بڑھ جاتا ہے تو معدہ بھی خراب ہو جاتا ہے بھوک نہیں لگتی اور جو کچھ کھایا جائے ہضم نہیں ہوتا دست آتے ہیں قبض ہو جاتا ہے۔ جریان کے مریض کو جب قبض بہت ہو جاتا ہے تو علاج بھی مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر دوائیں جریان کی قابض ہوتی ہیں ان سے قبض بڑھتا ہے اور قبض سے جریان کو زیادتی ہوتی ہے اس واسطے اس کے علاج سے غفلت مناسب نہیں شروع ہی میں غور سے علاج کر لیں۔ جریان کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ مزاج میں گرمی بڑھ کر خون اور منی میں حدت آجائے اس کی علامت یہ ہے کہ وہ قطرے جو پیشاب سے پہلے یا بعد میں آتے ہیں بالکل سفید نہ ہوں بلکہ کسی قدر زردی مائل ہوں اور سوزش کے

---

[1] یعنی چار حصوں میں سے ایک کو تین حصے اور دوسرے کو ایک حصہ ملے گا۔

[2] دسویں حصہ کا تمہ رسالہ آداب المعاشرت کو سمجھنا چاہئے۔

ساتھ نکلیں بلکہ پیشاب میں بھی جلن پیدا ہوتی ہے اور علامات بھی خون کی گرمی کے موجود ہوں جیسے گرمی کے موسم میں جریان کو زیادتی ہونا اور سردی میں کم ہو جانا یا سرد پانی سے نہانے سے آرام پانا۔ **علاج**:۔ یہ سفوف کھائیں۔ گوند ببول، کتیرا، چینی، گوند، طباشیر، کشتہ قلعی، ست بہروزہ، دانہ الائچی خورد، پھلی ببول، ستاور، تال مکھانہ، موصلی سیاہ، موصلی سفید، موچرس، گوند نیم، اندر جو شیریں۔ سب تین تین ماشہ کوٹ چھان کر کچی کھانڈ پونے چار تولہ ملا کر نو نو ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز گائے کی تازہ چھاچھ پاؤ بھر کیساتھ پھانکیں اگر گائے کی چھاچھ میسر نہ ہو تو بھینس کی سہی اگر یہ بھی نہ ملے تو مصری کے شربت کے ساتھ کھائیں یہ سفوف سوزاک کیلئے بھی مفید ہے۔ پرہیز۔ گائے کے گوشت اور جملہ گرم چیزوں سے جیسے میتھی، بینگن، مولی، گڑ، تیل وغیرہ۔ جریان کی اس قسم میں کسی قدر ترشی کا استعمال چنداں مضر نہیں بشرطیکہ بہت پرانا ہو گیا ہو۔ دوسرا سفوف نہایت مقوی اور سوزش پیشاب اور اس جریان کو مفید ہے جو گرمی سے ہو۔ چھوٹی مائیں، طباشیر، زہر مہرہ خطائی، تالمکھانہ، بیج بند سرخ گلاب، زیرہ، دھنیہ، پوست، بیرون، پستہ، دانہ الائچی خورد، چھالیہ کے پھول سب چھ چھ ماشہ، املی کے بیج کی گری دو تولہ کوٹ چھان کر برگد کے دودھ میں بھگوئیں اور سایہ میں خشک کر کے پھر موصلی سفید، موصلی سیاہ، شقاقل مصری، ثعلب مصری سب چار چار ماشہ کوٹ چھان کر مصری چار تولہ پیس کر ملا کر چھ چھ ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز دودھ کی لسی کیساتھ پھانکیں۔ تیسرا سفوف گرم جریان کیلئے مفید ہے اور بھوک بڑھاتا ہے اور ممسک بھی ہے۔ ثعلب مصری، تخم خرفہ، کشتہ قلعی، بن سلوچن، کہربائے شمعی، گلنار، مغز تخم کدوئے شیریں، بہمن سرخ سب چھ چھ ماشہ، مصطگی رومی دو ماشہ، مازو، تخم ریحان تین تین ماشہ کوٹ چھان کر مصری چار تولہ آٹھ ماشہ پیس کر ملا کر تین تین ماشہ کی پڑیاں بنالیں پھر ایک پڑیا صبح اور ایک پڑیا شام مصری کے شربت کے ساتھ پھانکیں۔ جریان کی دوسری قسم وہ ہے کہ مزاج میں سردی اور رطوبت بڑھ کر پٹھے کمزور ہو کر پیدا ہو۔ علامت یہ ہے کہ مادہ منی نہایت رقیق ہو اور احتلام اگر ہو تو ہونے کی خبر بھی نہ ہو اور منی ذرا ارادہ سے بالکل بے ارادہ خارج ہو جاتی ہو۔ علاج یہ دوا کھائیں۔ اندر جو شیریں، سمندر پھل، تخم کونچ، تخم پیاز، تخم اٹنگن، عاقر قرحا، ریوند چینی سب ساڑھے دس دس ماشہ کوٹ چھان کر بیس پڑیاں بنالیں۔ پھر ایک انڈا لیں اور سفیدی اس کی نکال ڈالیں اور زردی اسی میں رہنے دیں پھر ایک پڑیا دوائی مذکور کی لیکر اس انڈے میں ڈالیں اور سوراخ آٹے سے بند کر کے بھوبھل میں انڈے کو نیم برشت کر کے کھالیں اسی طرح بیس دن تک کھائیں۔ سفوف مغلظ منی اور ممسک سنگھاڑہ خشک گوند ببول چھ چھ ماشہ، مازو، مصطگی رومی تین تین ماشہ، نشاستہ، تال مکھانہ، ثعلب مصری چار چار ماشہ کوٹ چھان کر مصری ڈھائی تولہ ملا کر سفوف بنالیں اور پانچ ماشہ سے سات ماشہ تک تازے پانی کے ساتھ کھائیں اور اس قسم میں جوارش کمونی ایک تولہ ہر روز کھانا مفید ہے۔ ایک قسم جریان کی وہ ہے کہ اگر وہ بہت ضعیف ہو جائے اور چربی اسکی پگھل کر بصورت منی نکلنے لگے یہ حقیقت میں جریان نہیں صرف جریان کے مشابہ ہوتے سے اس کو جریان کہہ دیتے ہیں اس کی علامت یہ ہے کہ بعد پیشاب یا قبل پیشاب ایک سفید چیز بلا ارادہ نکلے اور مقدار بہت زیادہ ہو اور اس کے نکلنے سے ضعف بہت محسوس ہو نیز امراض گردہ

پہلے سے موجود ہوں جیسے درد گردہ پتھری ریگ وغیرہ۔ علاج۔ معجون لبوب کبیر بہت مفید ہے۔ گردہ کو طاقت دیتی ہے، ضعف باہ اور چربی پیشاب میں آنے کو دور کرتی ہے اور مقوی تمام بدن ہے۔ نسخہ یہ ہے۔ مغز پستہ، مغز فندق، مغز بادام شیریں، حبۃ الخضراء، مغز اخروٹ، مغز چلغوزہ، مغز حب الزلم، ماہی روبیان، خولجان، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، تودری سرخ، تودری زرد، سونٹھ۔ تل چھلے ہوئے دارچینی، قلمی سب پونے نونو ماشہ، بالچھڑ، ناگرموتھ، لونگ، کبابہ، حب قلفل، تخم گاجر، تخم شلغم، تخم ترب، تخم پیاز، تخم اسپست، تخم ہلیون اصیل، اندر جو شیریں، درونج عقربی، تر کچور سوا پانچ پانچ ماشہ، جوز بوا مجو تری چھڑیلہ، پیپل ساڑھے تین تین ماشہ، ثعلب مصری، مغز زار جیل، چڑوں کا مغز یعنی بھیجا، تخم خشخاش سفید ساڑھے سترہ سترہ ماشہ، سورنجان شیریں، بوزیدان، پودینہ خشک سب سات سات ماشہ عود غرقی ساڑھے چار ماشہ، زعفران، مصطگی رومی، تودری سفید سات سات ماشہ، مایہ شتر اعرابی پونے سات ماشہ سب سینتالیس دوائیں ہیں کوٹ چھان کر شہد خالص ایک سو پانچ تولہ کا قوام کر کے ملالیں اور عنبر ساڑھے چار ماشہ اور مشک اصلی سوا دو ماشہ پیس کر ملالیں اور ورق نقرہ پچیس عدد اور ورق طلا پندرہ عدد تھوڑے شہد میں حل کر کے خوب ملالیں اور چھ ماشہ ہر روز کھائیں یہ معجون نہایت مقوی اور باہ کو بڑھانے والی ہے مگر کسی قدر گرم ہے جن کے مزاج میں گرمی زیادہ ہو وہ اس دوسری معجون کو کھائیں اس کا نام معجون لبوب بارد ہے۔ معجون لبوب بارد، مغز بادام شیریں، تخم خشخاش، مغز تخم خیارین ایک ایک تولہ، مغز تخم کدوئے شیریں، سونٹھ، خولنجان، شقاقل مصری دس دس ماشہ، مغز تخم خربزہ، تخم خرفہ چھ چھ ماشہ کتیرا چار ماشہ، مغز چلغوزہ، تودری زرد، تودری سرخ، تخم گزر، تخم ہلیون اصیل دو دو ماشہ کوٹ چھان کر ترنجبین خراسانی بائیس تولہ کا قوام کر کے ملالیں۔ خوراک سات ماشہ۔ معجون لبوب کا ایک اور نسخہ ہے اس کا نام معجون لبوب صغیر ہے۔ قیمت میں کم اور نفع میں معجون لبوب کبیر کے قریب ہے۔ مقوی دماغ و گردہ و مثانہ اور رافع نسیان اور رنگ نکالنے والی اور منی پیدا کرنے والی ہے۔ مغز بادام شیریں، مغز اخروٹ، مغز پستہ، مغز حبۃ الخضراء، مغز چلغوزہ، حب الزلم، مغز فندق، مغز نارجیل، مغز حب القلقل، تخم خشخاش، تودری سرخ، تودری سفید، تل دھوئے ہوئے تخم جرجیر، تخم پیاز، تخم شلغم، تخم اسپست اصیل، بہمن سفید، بہمن سرخ، سونٹھ، پیپل، کبابہ، خرفہ، دارچینی قلمی، خولنجان، شقاقل مصری، تخم ہلیون اصیل سب ایک ایک تولہ کل ستائیس دوائیں ہیں۔ خوب کوٹ چھان کر شہد اکیاسی تولہ میں ملالیں پھر سات ماشہ سے ایک تولہ تک کھائیں۔

ضعف باہ اور سرعت کا بیان: ضعف باہ کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ خواہش نفسانی کم ہو جائے دوسرے یہ کہ خواہش بدستور رہے مگر عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے جس سے مجامعت پر پوری قدرت نہ رہے۔ بعضوں کو ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت پیش آتی ہے اور بعضوں میں دونوں جمع ہو جاتی ہیں۔ جس کو صرف پہلی صورت پیش آئے اس کو کھانے کی دوا کی ضرورت ہے اور جن کو صرف دوسری صورت پیش آئے ان کو لگانے کی دوا کی احتیاج ہے اور اگر دونوں صورتیں جمع ہوں تو کھانے اور لگانے دونوں قسموں کی ضرورت ہے۔ ضعف باہ کا بالکل صحیح باقاعدہ علاج طبیب ہی بہت غور کے ساتھ کر سکتا ہے اس لئے اقسام

اور اسباب چھوڑ کر یہاں کثیر الوقوع قسمیں اور سہل سہل علاج لکھے جاتے ہیں۔ ضعف باہ کی پہلی صورت یعنی خواہش نفسانی کا کم ہو جانا اس کے کئی سبب ہوتے ہیں ایک یہ کہ آدمی بوجہ غذا خاطر خواہ نہ ملنے یا عرصہ تک بیمار رہنے یا کسی صدمہ کے دبلا اور کمزور ہو جائے جب تمام بدن میں ضعف ہوگا تو قوت باہ میں ضرور ضعف ہو جائیگا۔ علاج یہ ہے کہ غذا عمدہ کھائیں اور دل سے صدمہ اور رنج کو جس طرح ممکن ہو ہٹائیں اور سویا زیادہ کریں اور جب تک قوت بحال ہو عورت سے علیحدہ رہیں اور معجون لبوب کبیر اور معجون صغیر اور معجون لبوب بارد اس کیلئے نہایت مفید ہے۔ یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گزر چکے ہیں۔ ایک سبب خواہش نفسانی کم ہونے کا یہ ہے کہ دل کمزور ہو اس کی علامت یہ ہے کہ ذرا سے خوف اور صدمہ سے بدن میں لرزہ سا معلوم ہونے لگے اور مزاج میں شرم وحیا حد سے زیادہ ہو۔ علاج یہ ہے کہ دواء المسک اور مفرح دوائیں کھائیں اور زیادہ شرم کو بہ تکلف کم کریں۔ دواء المسک کا نسخہ بہشتی زیور حصہ نہم میں گزر چکا ہے اور مفرح نسخے آگے آتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ۔ ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ دماغ کمزور ہو جائے علامت یہ ہے کہ مجامعت سے دردسر یا ثقل سماعت یا پریشانی حواس پیدا ہو۔ علاج قوت دماغ کیلئے حریرہ پئیں یا میوہ کھایا کریں حریرہ کا نسخہ مقوی دماغ اور مغلظ منی اور مقوی باہ ہے۔ مغز تخم کدوئے شیریں، مغز تخم تربوز، مغز تخم پیٹھا، مغز بادام شیریں سب چھ چھ ماشہ پانی میں پیس کر سنگھاڑے کا آٹا ثعلب مصری پسی ہوئی چھ چھ ماشہ ملا کر گھی چار تولہ سے بگھار کر مصری سے میٹھا کر کے پیا کریں۔ میوے کی ترکیب یہ ہے کہ ناریل اور چھوہارا اور مغز بادام شیریں اور کشمش اور مغز چلغوزہ پاؤ پاؤ بھر اور پستہ آدھا پاؤ ملا کر رکھ لیں اور تین چار تولہ ہر روز کھایا کریں اور اگر مرغوب ہو تو بھنے ہوئے چنے ملا کر کھائیں نہایت مجرب ہے اور چند نسخے مقوی دماغ حلوے وغیرہ کے آگے آتے ہیں۔ ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ اگر گردہ میں ضعف ہو یہ قسم ان لوگوں کی ہوتی ہے جن کو کوئی مرض گردہ کا رہتا ہے جیسے پتھری، ریگ وغیرہ۔ علاج۔ اگر پتھری یا ریگ کا مرض ہو تو اس کا علاج باقاعدہ طبیب سے کرائیں اور اگر پتھری یا ریگ کی شکایت نہ ہو تو گردے کی طاقت کیلئے معجون لبوب کبیر یا معجون لبوب صغیر یا معجون لبوب بارد کھائیں یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گزر چکے۔ کبھی خواہش نفسانی کم ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ معدہ یا جگر میں کوئی مرض ہوتا ہے۔ علامت اسکی بھوک نہ لگتا اور کھانا ہضم نہ ہونا ہے۔ اس کا علاج بھی باقاعدہ طبیب سے کرائیں اور اس مرض سے صحت ہو جانے کے بعد معجون زرعونی کھائیں اس کا نسخہ آگے آتا ہے۔

ضعف باہ کیلئے چند دواؤں اور غذاؤں کا بیان

حلوہ مقوی باہ اور مغلظ منی، دافع سرعت، مقوی دل و دماغ و گردہ: ثعلب مصری دو تولہ، چھوہارہ آدھ پاؤ، موصلی سفید، موصلی سیاہ، شقاقل مصری، بہمن سفید، بہمن سرخ ایک ایک تولہ کوٹ چھان کر سیب ولایتی عمدہ کدوکش میں نکالے ہوئے آدھ سیر ان سب کو گائے کے پانچ سیر دودھ میں پکائیں کہ کھویا سا

ہو جائے پھر آدھ سیر گھی میں بھون لیں کہ پانی بالکل نہ رہے اور سرخ ہو جائے پھر بیس انڈوں کی زردی کو علیحدہ ہلکا سا جوش دیکر ملالیں اور خوب ایک ذات کرلیں پھر کچی کھانڈ ڈیڑھ سیر ڈال کر ایک جوش دے لیں حلوا بن جائیگا پھر ناریل اور پستہ اور مغز بیدانہ چار چار تولہ مغز بادام شیریں پانچ تولہ مغز فندق دو تولہ خوب کوٹ کر ملا لیں اور جوز بوا جوتری چھ چھ ماشہ، زعفران دو ماشہ مشک خالص ڈیڑھ ماشہ، عرق کیوڑہ چار تولہ میں کھرل کر کے خوب آمیز کرلیں خوراک دو تولہ سے چھ تولہ تک جس کو انڈا موافق نہ ہو ڈالے۔

حلوہ مقوی باہ مقوی معدہ بھوک لگانیوالا دافع خفقان مقوی دماغ چہرہ پر رنگ لانیوالا:۔ سوجی پاؤ بھر گھی آدھ سیر میں بھونیں پھر مصری آدھ سیر میں ملا کر حلوہ بنالیں پھر بن سلوچن دانہ الائچی خورد اور مغز بادام شیریں تین تولہ دارچینی قلمی چھ چھ ماشہ، گاؤزبان، گل گاؤزبان ایک ایک تولہ، ثعلب مصری چار تولہ کوٹ چھان کر ملالیں، مغز نارجیل مغز تخم کدوئے شیریں چار چار تولہ خوب کوٹ کر ملالیں اور مشک ڈیڑھ ماشہ زعفران ایک ماشہ، عرق کیوڑہ چار تولہ میں گھس کر ملالیں اور چاندی کے ورق تین ماشہ تھوڑے شہد میں حل کر کے سارے حلوے میں خوب ملالیں اور دو تولہ سے چار تولہ تک کھائیں اگر کم قیمت کرنا ہو تو مشک نہ ڈالیں یہ حلوا زچہ عورتوں کو بھی نہایت موافق ہے۔ یہ حلوا ضعف باہ کی اس قسم میں بھی مفید ہے جو ضعف قلب سے ہو۔

گاجر کا حلوہ:۔ مقوی باہ مغلظ منی مقوی دل و دماغ فربہی لانیوالا، دافع سرعت، مقوی گردہ۔ گاجر دیسی سرخ رنگ تین سیر چھیل کر ہڈی دور کر کے کدوکش میں نکال لیں اور مغز نارجیل اور چھوہارا پاؤ بھر، ان دونوں کو بھی کدوکش میں نکال لیں پھر ثعلب مصری، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، موصلی سفید، موصلی سیاہ سب دو دو تولہ کوٹ چھان کر ان سب کو گائے کے دودھ چار سیر میں پکائیں کہ کھویا سا ہو جائے پھر ایک سیر گھی میں بھونیں اور شکر سفید دو سیر ڈال کر حلوہ بنالیں پھر گوندنا گوری چار تولہ کشتہ قلعی جوز بوا جوتری چھ چھ ماشہ اندر جو شیریں ستادر دو دو تولہ، الائچی خورد چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں اور مغز بادام شیریں، مغز پستہ، مغز تخم کدوئے شیریں پانچ پانچ تولہ کوٹ کر ڈالیں اور زعفران تین ماشہ مشک خالص ڈیڑھ ماشہ عرق کیوڑا میں حل کر کے خوب آمیزش کرلیں خوراک دو تولہ سے پانچ تولہ تک اگر قیمت کم کرنا ہے تو مشک نہ ڈالیں۔ یہ حلوہ بھی ضعف باہ کی اس قسم میں جو ضعف قلب سے ہو مفید ہے۔ گھی کوار کا حلوا مقوی باہ و مغلظ منی نافع درد کمر و درد رچی، سنگھاڑے کا آٹا مغز گھی کوار آدھ آدھ سیر گھی آدھ سیر میں بھونیں اور شکر سفید آدھ سیر ملا کر حلوا کرلیں اور چار تولہ روز چالیس دن تک کھائیں۔ یہ حلوہ ان لوگوں کیلئے ہے جن کے مزاج میں بہت سردی ہو یا جوڑوں میں درد رہتا ہو یا فالج یا لقوہ کبھی ہو چکا ہو۔ سرد مزاج عورتوں کیلئے بھی بے حد مفید ہے۔ بعض لوگوں کو سرعت انزال کی شکایت بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس میں علاوہ اور خرابیوں کے ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اولاد نہیں ہوتی وہ اس گولی کو استعمال کریں۔ طباشیر، مصطگی رومی، جدوار جوتری دارچینی قلعی ثعلب مصری شقاقل مصری، بہمن سرخ بہمن سفید، درونج عقربی، پوست بیرون، پستہ، نشاستہ، جند بیدستر[1] مغز چلغوزہ، سونٹھ، بزارانج لینج، سفید سب چار چار رتی، ماہی روبیاں تین ماشہ، مغز

[1] جند بیدستر کا کھانا جائز نہیں اس کے بجائے کشتہ فولاد اور کچلہ مدبر چار چار رتی ڈالیں

بادام شیریں ایک دانہ، زعفران دو رتی خوب باریک پیس کر افیون خالص ساڑھے چار ماشہ پانی میں گھول کر ادویہ مذکور ملالیں پھر مشک خالص دو رتی، عنبر خالص دو رتی ورق نقرہ سات عدد ورق طلاء ساڑھے تین عدد کھرل کر کے خوب ملالیں اور کالی مرچ کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک گولی تین گھنٹہ قبل مجامعت سے کھائیں اگر دودھ موافق ہو تو دودھ کے ساتھ ورنہ ایک گھونٹ پانی کے ساتھ جن کو نزلہ زکام اکثر رہتا ہو وہ زکام سے آرام ہونے کے بعد چند روز تک ایک گولی ہر روز بوقت صبح کھاتے رہیں تو آئندہ زکام نہ ہوا اور اگر افیون کھانے والا افیون چھوڑ کر چند روز اسے کھائے تو افیون کی عادت چھوٹ جاتی ہے پھر بتدریج اس کو بھی چھوڑ دے۔

دوسری کم قیمت گولی مانع سرعت:۔ عاقر قرحاء مازوئے سبز چھ چھ ماشہ، دانہ الائچی کلاں دو تولہ تخم ریحان تین تولہ مصطگی رومی ایک تولہ کوٹ چھان کر پانی سے گوندھ کر دو دو ماشہ کی گولیاں بنالیں پھر تین گولی مجامعت سے دو تین گھنٹہ پہلے گائے کے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

غذا مقوی باہ اور مغلظ منی:۔ اڑد کی دال پاؤ بھر لیں اور پیاز کا عرق اس میں ڈالیں کہ اچھی طرح تر ہو جائے ایک رات بھیگا رہنے دیں پھر سایہ میں خشک کرلیں اسی طرح تین دفعہ تر و خشک کر کے چھلکے دور کر کے رکھ لیں پھر ہر روز پونے دو تولہ اس میں دال میں سے لیکر پیس کر کچی کھانڈ پونے دو تولہ اور گھی پونے دو تولہ ملا کر[1] بلا پکائے ہوئے کھایا کریں۔ چالیس دن کھائیں اور عورت سے علیحدہ رہیں پھر اثر دیکھیں۔ جریان کے واسطے بھی ازبس مفید ہے۔

غذا مقوی باہ مولد منی دافع درد کمر مقوی گردہ:۔ گائے کا گھی اور گائے کا دودھ اور پستہ کا تیل پاؤ پاؤ بھر لیں اور ملا کر پکائیں یہاں تک کہ پاؤ بھر رہ جائے پھر ایک صاف برتن میں رکھ لیں اور ہر روز صبح کو دو تولہ سے چار تولہ تک کھایا کریں۔

غذا مقوی باہ و گردہ مولد منی اور قریب باعتدال:۔ چنے عمدہ بڑے دانہ کے لیں اور پیاز کے پانی میں بھگوئیں اور سایہ میں خشک کریں اسی طرح سات دفعہ اور کم از کم تین دفعہ کر کے پیس کر مصری ہم وزن ملا کر رکھ لیں اور ایک تولہ صبح کو اور چھ ماشہ رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔

غذا مقوی باہ سرد مزاجوں کیلئے:۔ پیاز کا پانی نچوڑا ہوا پاؤ بھر، شہد خالص پاؤ بھر ملا کر پکائیں کہ پاؤ بھر رہ جائے پھر ڈیڑھ تولہ سے تین تولہ تک گرم پانی یا چائے کے ساتھ سوتے وقت کھایا کریں۔

غذا مقوی باہ و مقوی بدن مولد منی اور فربہی لانیوالی:۔ مغز حب القلقل، مغز بادام شیریں، مغز فندق، مغز اخروٹ پانچ پانچ تولہ۔ مغز نارجیل، مغز چلغوزہ سات سات تولہ سب کو الگ الگ کوٹیں پھر ڈیڑھ تولہ قند سفید کا گاڑھا قوام کریں اور ایک ماشہ مشک خالص اور تین ماشہ زعفران عرق کیوڑہ میں حل کر کے اسی قوام میں ملا کر مغزیات مذکورہ بالا خوب ملالیں اور ڈیڑھ تولہ ہر روز کھایا کریں اگر کم قیمت کرنا ہو تو مشک نہ ڈالیں۔

[1] اگر پکا کر کھائیں تب بھی کوئی حرج نہیں نہایت مزیدار ہے

حلوہ مقوی باہ ومعدہ:۔ چنے عمدہ پاؤ بھر لیں اور پیاز کے پانی میں یا خالص پانی میں بھگوئیں جب پھول جائیں گائے کے گھی میں یا کسی گھی میں خفیف بھون لیں پھر برابر ان کے چلغوزہ لیں اور دونوں کو کوٹ کر اتنے شہد میں ملا لیں کہ جس میں گندھ جائے۔ پھر مصطگی رومی اور دارچینی قلمی ایک ایک تولہ باریک پیس کر ملا لیں اور سینی میں ڈال کر جمائیں اور قتلیاں کاٹ کر رکھ لیں اور دو تولہ سے پانچ تولہ تک کھایا کریں۔

دوا کم خرچ مقوی باہ:۔ چنے عمدہ بڑے بڑے چھانٹ کر دو تولہ رات کو پانی میں بھگو رکھیں صبح کو چنے پانی میں سے نکال کر ایک ایک کر کے کھا لیں بعد ازاں وہ پانی شہد میں ملا کر پی لیں۔ بعض لوگوں کو اس سے بے حد نفع ہوا۔

بطور اختصار چند مقوی باہ غذاؤں کا ذکر:۔ گوشت مرغ، گوشت گوسفند تر فربہ، پرندوں کا گوشت نیمبرشت انڈا خاص کر دارچینی کالی مرچ اور خولنجان کے ساتھ یا نمک سلیمانی کے ساتھ، مچھلی کے انڈے، چڑوں اور کبوتروں کے سر گھی، دودھ، چاول، انڈوں کا خریز یعنی خاگینہ۔

معجون زرعونی کا نسخہ:۔ کالی مرچ، پیپل، سونٹھ، خرفہ، دارچینی، لونگ ایک ایک ماشہ، تودری سرخ، تودری سفید، بہمن سفید، بہمن سرخ، بوزیدان، اندرجو شیریں، قسط شیریں، ناگرموتھ، بالچھڑ تین تین ماشہ کوٹ چھان کر ساڑھے بارہ تولہ شہد خالص میں ملا کر رکھ لیں اور ایک تولہ روز کھایا کریں۔ یہ معجون طبیعت میں جوش پیدا کرتی ہے اور جس کو پیشاب زیادہ آتا ہو اس کو بھی بے حد مفید ہے۔

معجون مقوی باہ مولد منی مقوی اعصاب ودماغ:۔ مغز پستہ، مغز چلغوزہ، مغز بادام شیریں، مغز اخروٹ، مغز فندق، انجیر، مغز نارجیل، حسب السمنہ، تخم خشخاش سفید ایک ایک تولہ کشمش پانچ تولہ، خوبانی چھ ماشہ کوٹ کر مرہم سا کر کے رکھ لیں۔ پھر بہدانہ دو تولہ، حب قرطم تین تولہ، بنولہ تین تولہ ان تینوں کو کچل کر آدھ سیر پانی میں پکائیں جب جوش خوب آ جائے مل کر چھان کر شہد چوبیس تولہ قند سفید اڑتالیس تولہ اور وہ پسے ہوئے میوے ملا کر شربت سے گاڑھا قوام کر لیں پھر شقاقل مصری خولنجان، ستاور، تلج قلمی ایک ایک تولہ، بسباسہ، لونگ، جائفل، عاقرقرحا، مال کنگنی چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملا لیں پھر چاندی کے ورق ڈیڑھ ماشہ سونے کے ورق چھ رتی یا گھنتی میں بیس عدد ذرا سے شہد میں خوب حل کر کے ملا لیں۔ خوراک ایک تولہ ہر روز دودھ کے ساتھ یا بلا دودھ کے یہ معجون قریب باعتدال ہے ہر مزاج کے موافق ہے اگر اس میں ایک ماشہ کشتہ فولاد ایک ماشہ کچلہ مدبر اور ملا لیں اور ایک تولہ ہر روز ایک مرتبہ آنولہ کے ساتھ کھائیں اور اوپر سے عرق کیوڑہ چار تولہ پئیں اور غذا صبح کو انڈے کا خاگینہ اور شام کو فیرنی جس میں چھوہارے بھی پڑے ہوں کھایا کریں اسی طرح ایک چلہ پورا کر لیں اور عورت سے علیحدہ رہیں تو بیرون از قیاس نفع دیکھیں۔ یہ معجون مقوی قلب بھی بہت ہے۔ اس لئے اس ضعف باہ کو بھی مفید ہے جو ضعف قلب سے ہو معجون مقوی باہ مولد منی اور کم قیمت، بھنے اور چھلے ہوئے انڈے کا آٹا، انڈے کی زردی پانچ عدد پانی میں پکائیں جب حلوہ سا ہو جائے گائے کا گھی یا جو گھی مل جائے پانچ تولہ شہد

[1] مگر یہ گرم ہے ٹھنڈے مزاج والے کھائیں

خالص پانچ تولہ ملا کر معجون کا سا قوام کر لیں اور چار تولہ روز کھایا کریں مجرب ہے۔

ضعف باہ کی دوسری صورت کا بیان: ۔ وہ یہ ہے کہ خواہش نفسانی بحال خود ہو مگر عضو تناسل میں کوئی نقص پڑ جائے اس وجہ سے جماع پر قدرت نہ ہو اس کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ صرف ضعف اور ڈھیلا پن ہو۔ علاج یہ ہے کہ یہ طلا بنالیں اور حسب ترکیب مندرجہ لگائیں۔ ہڑتال طبقی، سنکھیا سفید، میٹھا تیلیہ، نوشادر چاروں دوائیں دو دو تولہ لیں اور خوب باریک پیس کر گائے کے خالص گھی پاؤ بھر میں ملا لیں اور پارہ دو تولہ اس میں خوب حل کر لیں [1] پھر لوہے کے کرچھے میں ڈال کر ہلکی آنچ سے پکائیں یہاں تک کہ دوائیں جل کر کوئلہ ہو جائیں پھر اوپر اوپر کا گھی نتھار کر چھان کر شیشی میں رکھ لیں پھر بوقت شب اس میں پھریری ڈبو کر ہلکا ہلکا عضو تناسل پر لگائیں اس طرح کہ حشفہ یعنی سپاری اور نیچے کی جانب جسے سیون کہتے ہیں بچی رہے اور اوپر سے بنگلہ پان اور اگر نہ ملے تو دیسی پان ذرا گرم کر کے لپیٹ دیں اور صبح کو کھول ڈالیں سات روز یا چودہ روز یا اکیس روز ایسا ہی کریں اور زمانہ استعمال تک ٹھنڈے پانی اور جماع سے پرہیز کریں اور اگر اس کے استعمال کے زمانہ میں روٹی اور پنیر غذا رکھیں تو بے حد مفید ہے۔ اس طلاء سے تکلیف بہت کم ہوتی ہے اور آبلہ وغیرہ کچھ نہیں ہوتا۔ بعضوں کو بالکل بھی تکلیف نہیں ہوتی اگر کسی کو اتفاقاً تکلیف ہو تو ایک دو دن کو ناغہ کریں یا کافور گائے کے مسکہ میں ملا کر مل دیں اور ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل میں خم پڑ جائے اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے گرہ کے نرم کرنے کی تدبیر کر لی جائے بعد ازاں قوت کی نرم کرنیکی دوا یہ ہے۔ بیخ سوسن چھ ماشہ آدھ پاؤ پانی میں پکائیں جب خوب جوش آجائے مل کر چھان کر روغن بابونہ دو تولہ ملا کر پھر پکائیں کہ پانی جل کر تیل رہ جائے پھر مرغی کی چربی، بطخ کی چربی، گائے کی نلی کا گودہ موم زرد دو دو تولہ ملا کر آگ پر رکھ کر ایک ذات کر لیں اور شیشی میں حفاظت سے رکھ لیں پھر صبح کے وقت گرم کر کے عضو تناسل پر ملیں اور ہاتھ سے سیدھا کریں اور آدھے گھنٹہ کے بعد گل بابونہ اکلیل الملک بنفشہ چھ چھ ماشہ آدھ سیر پانی میں پکا کر چھان کر اس پانی سے دھاریں تین چار دن یا ایک ہفتہ غرض جب تک کجی دور ہو اس کو استعمال کریں پھر قوت کے واسطے وہ طلاء جو پہلی قسم میں گزر چکا ہے بترکیب مذکور لگائیں نہایت مجرب ہے۔ اور یہ طلاء بھی مفید ہے مغز تخم کرنجوہ، جائفل، لونگ، عاقر قرحا دو دو ماشہ باریک پیس کر سینڈھے کے دودھ سے گوندھ کر گولیاں بنالیں پھر وقت ضرورت ذرا سی گولی تین چار بوند چنبیلی کے تیل میں گھس کر لگائیں اوپر سے بنگلہ پان گرم کر کے باندھ دیں ایک ہفتہ یا چودہ دن ایسا ہی کریں۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل جڑ میں سے پتلا اور آگے سے موٹا ہو جائے یہ مرض اکثر جلق یا لواطت سے پیدا ہو جاتا ہے۔ علاج۔ مینڈک کی چربی سوا تولہ عاقر قرحا ساڑھے دس ماشہ، گائے کا گھی ساڑھے تین تولہ، اول گھی کو گرم کریں پھر چربی ملا کر تھوڑی دیر تک آنچ پر رکھ کر اتار لیں اور عاقر قرحا باریک پیس کر ملا کر ایک گھنٹہ تک خوب حل کریں کہ مرہم سا ہو جائے پھر نیم گرم لیپ کر کے پان رکھ کر کچے سوت سے لپیٹ دیں رات کو

---

[1] اسکی اصل ترکیب یہ ہے کہ سب دوا کو تیار کر کے ایک بالشت چوڑے اور ایک بالشت لمبے کپڑے پر مرہم کی طرح لپیٹ کر بتی بنا کر ایک طرف سے جلائیں اور تیل ٹپکے اس کو چینی کے برتن میں لے لیں وہ طلا ہے۔

لپیٹیں اور صبح کو کھول ڈالیں ایک ہفتہ تک ایسا ہی کریں۔ تنبیہ:۔ مینڈک دریائی لینا چاہئے کیونکہ خشکی کے مینڈک کی چربی ناپاک ہے اس کا استعمال جائز نہیں[1] دریائی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں پردہ ہوتا ہے جیسا کہ بطخ کی انگلیوں میں اگر دریائی ملنا دشوار ہو تو بجائے اس کی چربی کے روغن زیتون یا روغن بلسان یا گائے کی چربی یا مرغی کی چربی یا بطخ کی چربی ڈالیں۔

اس مرض کے واسطے سینک کا نسخہ:۔ ہاتھی دانت کا برادہ دو تولہ، تج پانچ ماشہ، مال کنگنی، کالے تل نو نو ماشہ، انبہ ہلدی ایک تولہ میدہ لکڑی، مصطگی رومی، دارچینی، عاقرقرحا تین تین ماشہ، لونگ دو ماشہ کوٹ چھان کر پوٹلی میں باندھ کر تل کے تیل میں بھگو کر گرم کر کے سینک کریں ایک ہفتہ یا کم از کم تین دن سینک کریں ایک پوٹلی تین دن کام آسکتی ہے۔ عمدہ تدبیر یہ ہے کہ پہلے ایک ہفتہ وہ لیپ کریں جس میں مینڈک کی چربی ہے اس کے بعد ایک ہفتہ یا تین دن یہ سینک کریں اگر کچھ کسر باقی رہے تو ایک ہفتہ یا چودہ دن وہ طلاء لگائیں جو پہلی قسم میں گزرا ہے جس میں نوشادر اور پارہ ہے۔

تیسری قسم ضعف باہ:۔ کی یہ ہے کہ خواہش نفسانی بھی کم ہو اور عضو میں بھی فرق ہو اس کیلئے کھانے کی دوا کی ضرورت ہے اور لگانے کی بھی۔ کھانے کی دوائیں قسم اول میں گزریں اور لگانے کی قسم دوم میں بیان ہوئیں، غور کر کے انہی میں سے نکال لیں۔

چند کام کی باتیں:۔ باہ کی دوائیں بسا اوقات ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں کچلہ یا اور کوئی زہریلی دوا ہوتی ہے لہٰذا احتیاط رکھیں کہ مقدار سے زیادہ نہ کھائیں اور ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں بچوں کا ہاتھ پہنچ جائے مبادا کوئی کھالے خاص کر طلاء وغیرہ خارجی استعمال کی دواؤں میں ضرور اس کا خیال رکھیں۔ کیونکہ طلے بہت کم زہر سے خالی ہوتے ہیں۔ طلاء کی شیشی پر اس کا نام بلکہ لفظ زہر ضرور لکھ دے اور کوئی غلطی سے کھانے کی زہریلی دوا یا طلاء کھالے تو سب سے بہتر یہ ہے کہ جس سے وہ دوا یا طلا منگایا ہو اس سے دریافت کریں کہ اس میں کونسا زہر تھا۔ پھر طبیب یا ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔

کثرت خواہش نفسانی کا بیان

بعض دفعہ اس خواہش کو کم کرنیکی ضرورت پیش آتی ہے اس واسطے علاج بھی لکھا جاتا ہے اگر خواہش نفسانی کی زیادتی بوجہ جوش جوانی اور تجرد کے ہو تو سب سے عمدہ علاج شادی کرنا ہے اور اگر میسر نہ ہو تو یہ دوا کھائیں۔ تخم کاہو، تخم خرفہ پینتیس ماشہ، دھنیہ ساڑھے دس ماشہ، گلنار، گل نیلوفر، گل سرخ سات سات ماشہ کافور ایک ماشہ کوٹ چھان کر سپغول مسلم ساڑھے دس ماشہ ملا کر سفوف بنالیں اور نو ماشہ ہر روز کھائیں

[1] ایسا ہو تو باقاعدہ ذبح کر دیا جائے کیونکہ ذبح کرنے سے تمام اجزاء پاک ہو جاتے ہیں اور خارجی استعمال درست ہو جاتا ہے یا بہت چھوٹا ہو کہ وہ غیر ذی روح میں شمار ہوتا ہے اور بلا ذبح بھی پاک ہے خارجی استعمال اس کا درست اور دریائی مینڈک چھوٹا اور بڑا سب پاک ہیں مگر مینڈک کا مارنا کراہت سے خالی نہیں اس کی بحث طبی جوہر میں مفصل گزری

اور سیسہ کا ایک ٹکڑا کمر پر گردہ کی جگہ باندھیں اور ترش چیزیں زیادہ کھائیں اور ٹھنڈے پانی سے نہایا کریں۔ بعض لوگوں کو یہ مرض ہوتا ہے کہ اگر جماع کا اتفاق ہو تو بے حد ضعف ہو جاتا ہے یا احتلام کی کثرت ہوتی ہے یا خفیف سا بخار آنے لگتا ہے اور دماغ پریشان ہونے لگتا ہے ان کا علاج یہ ہے کہ پہلے تولید منی کی کمی کی کوشش کریں بعد ازاں قوت اور غلاظت کی اس طرح کہ پہلے وہ سفوف کھائیں جو گرم جریان کے علاج میں بیان ہوا جس میں پہلی دوا گوند ببول ہے اور گائے کی چاچھ کے ساتھ کھایا جاتا ہے اس میں تخم خرفہ، تخم کاہو، گل نیلوفر، تخم خیارین تین تین ماشہ اور بڑھالیں اور کم از کم ایک ماہ تک جماع سے بالکل پرہیز رکھیں۔ اگرچہ اس اثنا میں جریان کی یا کثرت احتلام کی شکایت پیدا ہو بعد ایک ماہ کے غلاظت اور قوت کیلئے معجون لبوب بارد یا گاجر کا حلوہ مقوی کھائیں۔ ان کے نسخے ضعف باہ کے بیان میں گزر چکے ہیں

کثرت احتلام: یہ کبھی گرمی سے ہوتا ہے کبھی سردی سے اس کا علاج وہی ہے جو جریان کا تھا۔ جریان کے باب میں سے غور کر کے نکال لیں اور سوتے وقت سیسے کا ٹکڑا کمر میں گردوں کے برابر باندھنا مجرب ہے۔ **فائدہ:**۔ جماع فعل طبعی ہے اور بقائے نسل کیلئے ضروری ہے مگر کثرت اس کی اتنے امراض پیدا کرتی ہے۔ ضعف بصر، ثقل سماعت، چکر، رعشہ، درد کمر، درد گردہ، کثرت پیشاب، ضعف معدہ، ضعف قلب خصوصاً جس کو ضعف بصر یا ضعف معدہ یا سینے کا کوئی مرض ہو اس کو جماع نہایت مضر ہے غذا سے کم از کم تین گھنٹہ بعد جماع کا عمدہ وقت ہے اور زیادہ پیٹ بھرے پر اور بالکل خلو اور تکان میں مضر ہے اور بعد فراغ فوراً پانی پی لینا سخت مضر ہے۔ خصوصاً اگر ٹھنڈا ہو۔ **فائدہ:**۔ جس کو کثرت جماع سے نقصان پہنچا ہو وہ سردی اور گرمی سے بچے اور سونے میں مشغول ہو اور خون بڑھانے اور خشکی دور کرنے کی تدبیر کرے۔ مثلاً دودھ پئے یا حلوائے گاجر کھائے یا نیمبرشت انڈا یا گوشت کی یخنی استعمال کرے اگر ہاتھ پیروں میں رعشہ محسوس ہو دماغ اور کمر پر بلکہ تمام بدن پر چنبیلی کا تیل یا بابونہ کا تیل ملے اور رعشہ کیلئے یہ دوا مفید ہے۔ شہد دو تولہ لیکر چاندی کے ورق تین عدد اس میں خوب حل کر کے چاٹ لیا کریں جسکو جماع سے ضعف بصارت ہو گیا ہو وہ دماغ پر بکثرت روغن بادام یا روغن بنفشہ یا روغن چنبیلی ملے اور آنکھ پر بالائی باندھے اور گلاب ٹپکائے۔ اگر ہمیشہ بعد جماع کوئی مقوی چیز جیسے دودھ یا حلوائے گاجر یا انڈا کھا لیا کریں یا ماءاللحم پی لیا کریں اور ان تدابیر کے پابند رہیں جو ابھی ذکر ہوئیں۔ ضعف کی نوبت بھی نہ آئے اور رعشہ وغیرہ کوئی مرض پیدا نہ ہو اس بارے میں سب سے عمدہ دودھ ہے جس میں سونٹھ کی ایک گرہ یا چھوہارے اوٹائے گئے ہوں۔ **فائدہ:**۔ امساک کی زیادہ ہوس اخیر میں نقصان لاتی ہے خصوصاً اگر کچلہ یا دھتورہ وغیرہ زہریلی دوائیں کھائی جائیں امساک کیلئے وہ گولی کافی سمجھیں جو سرعت کے بیان میں مذکور ہوئی جس میں سونے کے ورق بھی ہیں۔

چند متفرق نسخے

طلاء مقوی اعصاب اور عضو میں درازی اور فربہی لانیوالا:۔ چیونٹے بڑے بڑے سات عدد

قبرستان میں سے لائیں ایک ایک کو مار کر فوراً دو تولہ روغن چمبیلی خالص میں ڈالتے جائیں پھر شیشی میں کر کے کاگ مضبوط لگا کر ایک دن رات بکری کی مینگنوں میں دفن کریں پھر نکال کر خوب رگڑیں کہ چیونٹے تیل میں حل ہو جائیں پھر نیم گرم ملیں۔ ترکیب ملنے کی یہ ہے کہ پہلے عضو کو ایک موٹے کپڑے سے خوب ملیں جب سرخی پیدا ہو جائے فوراً یہ تیل مل کر چھوڑ دیں پندرہ بیس روز ایسا ہی کریں۔

دوا مجفف رطوبت و مضیق:۔ ماز و دو ماشہ شگوفہ اذخر ایک ماشہ چھان کر ایک کپڑا گلاب میں بھگو کر اس دوا سے آلودہ کر کے استعمال کریں۔

لڈو مقوی باہ:۔ چھوہارے، چنے بھنے ہوئے پاؤ پاؤ بھر کوٹ چھان کر پیاز کے پانی سے گوندھ کر اخروٹ کے برابر لڈو بنالیں اور ایک صبح اور ایک شام کھایا کریں چھوہارے کو مع گٹھلی کے کوٹیں یا گٹھلی کو علیحدہ نکال کر آٹا کر کے ملالیں۔

معجون نہایت مقوی باہ:۔ شہد پینتیس تولہ کا قوام کریں۔ بیضہ مرغ بیس عدد کو ابال کر ان کی زردی نکال لیں اور سفیدی پھینک دیں پھر زردی کو اس شہد میں ملا کر خوب حل کریں کہ معجون سی ہو جائے پھر عاقر قرحا، لونگ، سونٹھ ہر ایک پونے چونتیس ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں اور ایک تولہ ہر روز کھالیا کریں۔

آتشک: نہایت خبیث مرض ہے اس میں پیشاب کے مقام پر اور اس کے آس پاس آبلے یا زخم ہو جاتے ہیں اور بہت سوزش ہوتی ہے اس کے آبلے پھیلاؤ میں زیادہ اور ابھار میں کم ہوتے ہیں اور زخموں کے آس پاس نیلا پن یا اودا پن ہوتا ہے اکثر پہلے یہ زخم پیشاب کے مقام سے شروع ہوتے ہیں پھر تمام بدن میں ہوتے جاتے ہیں اس کے ساتھ گٹھیا بھی ہو جاتی ہے یہ مرض کئی کئی پشت تک چلا جاتا ہے اس کیلئے ایک ہفتہ تک یہ دوا پئیں۔ افیون پوٹلی میں باندھا ہوا، مہندی خشک، ہنڈی برادہ، چوب چینی عشبہ، برنڈنڈی، ہرن کھری سب پانچ پانچ ماشہ، برگ شاہترہ، بیخ حنظل، بسفائج فستقی چھ چھ ماشہ، پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی نو نو ماشہ سب کو ڈیڑھ پاؤ پانی میں پکائیں جب آدھا رہ جائے چھان کر شربت عناب دو تولہ ملا کر پئیں اگر گٹھیا بھی ہو تو اسی میں سورنجان شیریں تین ماشہ اور بڑھالیں اگر اس سے دست آئیں غذا کھچڑی کھاویں ورنہ شور باچپاتی۔ بعد سات دن کے یہ گولی کھائیں مغز جمال گوٹہ دودھ میں پکایا ہوا اور بیچ کا پردہ نکالا ہوا، پرانا ناریل پرانا چھوہارا سب ایک ماشہ پرانا گڑ ڈیڑھ ماشہ خوب باریک پیس کر جب مرہم سا ہو جائے چنے کے برابر گولیاں بنالیں اور دو گولی روز بوقت صبح تازے پانی کے ساتھ کھائیں اس سے دست ہونگے ہر دست کے بعد بھی تازہ پانی پئیں اگلے دن گولی نہ کھائیں بلکہ یہ دوا پئیں۔ لعاب ریشہ خطمی پانچ ماشہ پانی میں نکال کر شربت عناب دو تولہ ملا کر پئیں پھر تیسرے دن گولی حسب ترکیب مذکور کھائیں اور چوتھے دن ٹھنڈائی اور پانچویں دن گولی اور چھٹے دن ٹھنڈائی استعمال کریں اور احتیاطاً مناسب ہے کہ ساتویں اور آٹھوں دن بھی ٹھنڈائی پی لیں۔ غذا ان آٹھ دنوں میں سوائے کھچڑی یا ساگودانہ کے اور کچھ نہ ہو۔ اس کے بعد مہینہ بیس روز یہ عرق پئیں۔ چوب چینی برادہ کی ہوئی، عشبہ پانچ پانچ تولہ، برگ

شاہترہ، چرائتہ، سرپھوکہ، دانہ الائچی خورد، پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی، نیل کنٹھی، برمنڈی، برادہ صندلین دو دو تولہ، سناءمکی تین تولہ رات کو پانچ سیر پانی میں بھگو رکھیں اور صبح کو دو سیر گائے کا دودھ ڈال کر عرق ساڑھے پانچ سیر کشید کریں اور تین دن رکھنے کے بعد چھ تولہ ہر روز شربت عناب دو تولہ ملا کر پیا کریں۔ ان تدبیروں سے آتشک کے زخم بھی بلا خارجی دوا کے بھر جاتے ہیں اور اگر خارجی دوا کی ضرورت ہو تو یہ مرہم لگائیں۔ چھالیہ، کچلہ، مرچ سیاہ سوا چار چار تولہ، کتھ پاپڑیا ساڑھے آٹھ ماشہ دانہ الائچی کلاں سوا تولہ، مردار سنگ، سنگ جراحت، مرچ سیاہ سوا چار چار ماشہ، نیلا تھوتھا ساڑھے آٹھ رتی، دھوانسہ بھڑ بھونجے کے ہاں کا تین ماشہ سب دواؤں کو اس طرح بھونیں کہ جل نہ جائیں پھر باریک پیس کر گائے کے گھی اکیس تولہ میں ملا کر کافور سوا چار ماشہ پیس کر ملا لیں اور زخموں پر لگائیں یہ مرہم چھاجن کیلئے بھی نہایت مفید ہے۔ **فائدہ:** آتشک والے کو زیادہ گرم چیزوں سے جیسے گائے کا گوشت تیل بینگن میٹھی وغیرہ ہمیشہ کو پرہیز چاہئے اور زیادہ ٹھنڈی چیزیں بھی جیسے تربوز ککڑی وغیرہ بھی کم کھائے اور چنا بہت مفید ہے۔

سوزاک کا بیان: پیشاب کے مقام میں اندر زخم پڑ جانے کو سوزاک کہتے ہیں اس کا علاج شروع میں آسانی سے ہوسکتا ہے اور پرانا ہو جانے کے بعد نہایت دشوار ہے۔ علاج۔ پہلے زخم کے صاف ہونیکی بعد ازاں بھرنے کی تدبیر کریں اس طرح کہ ارنڈی کا تیل چار تولہ دودھ میں ملا کر شکر سے میٹھا کر کے پئیں اور ہر دست کے بعد گرم پانی پئیں دو پہر کو سا گودانہ دودھ میں پکا ہوا شام کو دودھ چاول کھاویں اگلے دن یہ ٹھنڈائی پئیں۔ لعاب ریشہ خطمی پانچ ماشہ تخم خرفہ پانچ ماشہ پانی میں نکال کر شربت بنفشہ دو تولہ حل کر کے پئیں اور اگر بہروزہ کا تیل مل جائے تو دو بوند وہ بھی بتاشے میں کھائیں تیسرے دن پھر ارنڈی کا تیل بموجب ترکیب مذکور اور چوتھے دن ٹھنڈائی اور پانچویں دن پھر ارنڈی کا تیل اور چھٹے دن ٹھنڈائی پئیں۔ غذا برابر ساگودانہ اور دودھ چاول رہے۔ تینوں مسہلوں کے بعد یہ سفوف کھائیں۔ شورہ قلمی تین تولہ، سنگ جراحت، مغز تخم خیارین، تخم خرفہ، تخم کاسنی، خار خسک، نشاستہ نو نو ماشہ گل ارمنی صمغ عربی، ریوند چینی، حب کاکنج، ست بہروزہ، مغز تخم تربوز، دم الاخوین چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر کچی کھانڈ گیارہ تولہ ملا کر نو نو ماشہ کی پڑیاں بنالیں پھر ایک پڑیا کھا کر اوپر سے تخم خیارین پانچ ماشہ پانی میں پیس کر چھان کر شربت بزوری بارد دو تولہ ملا کر پئیں، پندرہ دن یا کم از کم ہفتہ بھر کھائیں، غذا دودھ چاول یا ٹھنڈی ترکاریاں اور گوشت ہو بعد ازاں یہ سفوف کھائیں اگر کچھ ضرورت باقی رہی ہو طباشیر، گندھک زرد سات سات ماشہ مغز تخم خیارین چودہ ماشہ، تخم خرفہ، کتیرا ہلدی چار چار رتی، مرمکی دو رتی، گلنار چھ رتی، زرشک، افیون خالص، زراوند مدحرج ایک ایک ماشہ، تل دھلے ہوئے ساڑھے تیرہ ماشہ کوٹ چھان کر کچی کھانڈ برابر ملا کر نو نو ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز تازہ پانی کے ساتھ پھانکیں اگر قبض کرے تو دو تولہ منقیٰ رات کو سوتے وقت کھالیا کریں کم از کم پندرہ روز یہ سفوف کھائیں بعد صحت مہینہ بیس دن وہ عرق مصفی پئیں جو آتشک کے بیان میں گزرا جس میں پہلا جز و چوب چینی ہے سوزاک والے کو مرچ کم کھانی چاہئے اور کچنال کی کلی بہت مفید ہے اور جو پرہیز آتشک کے بیان میں گزرا وہ یہاں بھی ہے۔

پچکاری: ۔ نافع سوزاک، توتیا کھیل کیا ہوا تین ماشہ، سرمہ پسا ہوا، دم الاخوین، پھٹکری، سفید بریاں، سنگ جراحت چھ چھ ماشہ خوب باریک پیس کر انگور کے پتوں کے پانی اور مہندی کے پتوں کے پانی چھٹانک چھٹانک بھر اور بکری کے دودھ آدھ پاؤ میں ملا کر دوتہہ کپڑے چھان کر کانچ کی پکاری سے صبح شام پچکاری لیں ایک نسخہ چار دن کو کافی ہے توتیا کی کھیل اس طرح ہوتی ہے کہ اس کو پیس کر کسی برتن میں ہلکی آگ پر رکھیں اور جلاتے رہیں جب رنگ ہلکا پڑ جائے کام میں لائیں۔ **فائدہ:** ۔ کبھی سوزاک میں پیشاب کا مقام بند ہو جاتا ہے اس صورت میں اگر پانی سے دھاریں یا بابونہ پانی میں پکا کر دھاریں اگر کسی طرح نہ کھلے ڈاکٹر سے سلائی ڈلوائیں۔

خصیہ کا اوپر کو چڑھ جانا: اس مرض میں چنک بھی ہو جاتی ہے اور پیشاب میں تکلیف ہوتی ہے۔ علاج۔ گل بابونہ، اکلیل الملک، تخم کتان، سبوس گندم دو سیر پانی میں پکا کر دھاریں اور ہینگ، مرزنجوش، فرفیون، اکلیل الملک، گل بابونہ تین تین ماشہ کوٹ چھان کر شہد میں ملا کر نیم گرم لیپ کریں اور معجون کمونی یا جوارش زرعونی کھائیں اس کا نسخہ ضعف باہ کے بیان میں گزرا غذا بھی مقوی کھائیں۔

آنت اترنا اور فوطے کا بڑھنا: پیٹ میں آنتوں پر چاروں طرف سے کئی جھلیاں لپٹی ہوئی ہیں ان میں سے بیچ کی ایک جھلی میں فوطوں کے قریب دو سوراخ ہیں ان سوراخوں کے بڑھ جانے یا پھٹ جانے سے اندر کی جھلی مع آنتوں کے یا بلا آنتوں کے یا اندر کی جھلی بھی پھٹ کر آنتیں فوطوں میں لٹک پڑتی ہے اس کو آنت اترنا کہتے ہیں۔ عربی میں اس کا نام قیل دفتق ہے اور کبھی فوطوں میں پانی آجاتا ہے اس کو عربی میں ادرہ کہتے ہیں اور کبھی صرف ریاح آجاتے ہیں اس کو قیلہ ریحی کہتے ہیں اس بحث کو تین قسم میں بیان کیا جاتا ہے۔

قسم اول: ۔ آنت اترنے کے بیان میں یہ مرض بہت بوجھ اٹھانے یا کودنے یا بہت شکم سیری پر جماع کرنے وغیرہ سے ہو جاتا ہے۔ علاج۔ چت لیٹ کر آہستہ آہستہ دبا کر اوپر کو چڑھائیں اگر دبانے سے نہ چڑھے تو گرم پانی سے دھاریں اور روغن بابونہ گرم کر کے ملیں اور خطمی پانی میں پکا کر باندھیں جب نرم ہو جائے دبا کر اوپر کو چڑھائیں جب چڑھ جائے یہ لیپ کریں تاکہ آئندہ نہ اترے۔ گلنار اقاقیہ، مازوئے سبز، ایلوا، کندر جوز السرو، رال، گوگل، ابہل سب چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر شریش ہری مکوہ کے پانی میں پکا کر ملا کر کپڑے پر لگا کر چپکائیں اور پٹی باندھ دیں اور تین روز تک چت لٹائے رکھیں یہ لیپ فتق کی جملہ قسموں کو مفید ہے خواہ آنت اتری ہو یا ریاح ہو یا پانی ہو اور غذا صرف شوربا دیں بعد تین دن کے آہستہ اٹھاویں اور ٹہلنے دیں اور یہ لیپ دوبارہ کریں اور لنگوٹ باندھے رہا کریں۔ ایک تدبیر نہایت مفید یہ ہے کہ ایک پیٹی میں ایک ڈبل پیسہ یا اور کوئی سخت چیز اتنے وزن کی لیکر اس پیٹی کو لنگوٹ کی طرح ایسا باندھیں کہ پیسہ اس جگہ رہے جہاں آنت اترنے کے وقت پھولا پن معلوم ہوتا تھا کہ اس سے وہ جگہ ہر وقت دبی رہے اس سے چند روز میں وہ سوراخ بند ہو جاتا ہے اور آنت اترنے کا اندیشہ بالکل نہیں رہتا۔ اس ترکیب کو تالا لگانا کہتے ہیں ایسی پیٹیاں انگریزی بنی ہوئی بھی بکتی ہیں۔

آنت اترنے کے واسطے پینے کی دوا: ۔ معجون فلاسفہ سات ماشہ یا معجون کمونی ایک تولہ کھا کر اوپر سے

سونٹھ پانچ ماشہ پانی میں پیس کر گلقند آفتابی دو تولہ ملا کر پئیں معجون فلاسفہ متواتر چند روز تک کھانا جملہ اقسام فتق کو مفید ہے [1] بادی چیزوں سے پرہیز رکھیں۔

قسم دوم:۔ قیلہ ریحی یعنی فوطوں میں ریاح آجانے کے بیان میں باجرہ اور نمک اور بھوسی دو دو تولہ لیکر دو پوٹلی بنا کر گلاب میں ڈال کر سینکیں اور دارچینی قلمی پیس کر بابونہ کے تیل میں ملا کر اکثر ملا کریں اور یہ گولی کھایا کریں۔ تخم کرفس، انیسون رومی، اسپند مصطگی، زعفران سب سات سات ماشہ پوست ہلیلہ کابلی، پوست ہلیلہ آملہ ساڑھے دس دس ماشہ، سکنجبین، گوگل ساڑھے تین تین ماشہ پودینہ خشک قسط شیریں، نرکچور، درونج عقربی، اسارون پونے دو ماشہ سکنجبین اور گوگل کو پانی میں گھول کر باقی دوائیں کوٹ چھان کر ملا کر گولیاں چنے کے برابر بنالیں اور ساڑھے چار ماشہ روز پھانک لیا کریں اور معجون فلاسفہ یا معجون کمونی بھی کافی ہے چند روز متواتر کھائیں، غذا میں تھوا اور مولی زیادہ مفید ہے اور بادی چیزوں سے پرہیز ضروری ہے۔

قسم سوم:۔ فوطوں میں پانی آجانے کے بیان میں پانی کم پیا کریں اور دوا وہی کھائیں جو قیلہ ریحی میں گزری اور یہ لیپ کریں۔ عاقر قرحا دو تولہ، زیرہ سیاہ ایک تولہ باریک پیس کر مویز منقیٰ چھ تولہ ملا کر اتنا کوٹیں کہ یک ذات ہو کر مثل مرہم کے ہو جائے پھر گرم کر کے صبح و شام لیپ کریں جب پانی زیادہ آجائے تو عمدہ علاج ڈاکٹر سے نکلوا دینا ہے۔[2] فائدہ:۔ کیونکہ ان تینوں قسموں کے علاج میں زیادہ فرق نہیں اس لئے ہر قسم کی علامتیں تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیں مختصر سا فرق یہ ہے کہ اگر قسم اول ہو خواہ فقط جھلی لٹک آئی ہو یا مع آنت کے اتری ہو تو مشکل سے اوپر کو چڑھتی ہے اور اگر ریاح ہوں تو ذرا دبانے سے چڑھ جاتی ہے اور اگر پانی ہو تو کسی طرح نہیں چڑھ سکتا اور فرطہ چمکدار معلوم ہوتا ہے اور جلد جلد بڑھتا ہے لنگوٹ باندھے رہنا جملہ اقسام میں مناسب ہے اور حرکت قوی اور بوجھ اٹھانے اور زیادہ چلانے اور بادی چیزوں سے پرہیز لازم ہے۔ فتق کی اور بھی چند قسمیں ہیں جن کا علاج بلا رائے طبیب کے نہیں ہو سکتا۔ آنت اترنے کے علاج میں کبھی مسہل کی ضرورت ہوتی ہے اس میں طبیب کی رائے لینا ضروری ہے۔ فائدہ:۔ کبھی فوطے بڑھ جاتے ہیں بدون اس کے کہ آنت اترے یا ریاح آجائیں یا پانی ہو اس کی علامت یہ ہے کہ تکلیف مطلق نہ ہو اور نہ فوطوں کی کھال چمکدار ہو نہ دبانے سے سخت معلوم ہوں۔ علاج۔ معجون فلاسفہ کچھ عرصہ تک کھائیں اور پھٹکری سفید تیل میں گھس کر لیپ کریں۔ دوسرا لیپ پنڈول بیس ماشہ شوکران (ایک بوٹی کا نام ہے) دو ماشہ سرکہ میں خوب پیس کر لیپ کریں اگر شوکران نہ ملے اجوائن خراسانی ڈالیں یہ مرض بعض مقامات میں کثرت سے ہوتا ہے اور مشکل سے جاتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ شروع ہی میں علاج کریں اور کچھ عرصہ تک نہ چھوڑیں۔

---

[1] حب کچلہ بھی مفید ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ کچلہ مدبر، فلفل سیاہ چھ چھ ماشہ گھی کوار کے پانی میں خوب پیس کر گولیاں کالی مرچ کے برابر بنالیں اور ایک گولی روز کھائیں ٹھنڈے مزاج والی کو یہ گولی بہت مفید ہے

[2] فوطہ بڑھنے کی ایک دوا جو سب قسموں میں مفید ہے۔ تمباکو کے ہرے پتوں کا پانی پاؤ بھر موم زرد آدھ پاؤ دونوں کو ملا کر پکائیں پانی جل کر موم رہ جائے پھر اس موم کی ٹکیہ بنا کر رکھ لیں اور صرف اسی کو ذرا گرم کر کے باندھا کریں مجرب ہے۔

فوطے یا عضو تناسل کا درد: ۔ کبھی ان اعضاء میں درد ہونے لگتا ہے بدون اس کے ورم ہو یا آنت اترے۔علاج۔ارنڈی کا تیل ملیں کہ اکثر اقسام میں مفید ہے اگر اس سے نہ جائے تو طبیب سے پوچھیں۔

فوطوں یا جنگاسوں میں خراش ہوجانا: یہ اکثر پسینہ کی شوریت سے ہوجاتا ہے اسی واسطے گرمی کے موسم میں زیادہ ہوجاتا ہے۔**علاج**۔گرم پانی اور صابن سے دھویا کریں تاکہ میل نہ جمے اور سفیدہ کاشغری روغن گل میں ملا کر لگائیں اور اگر خراش بڑھ گیا ہو اور زخم ہو گیا ہو یہ مرہم لگائیں۔ کندر، دم الاخوین، مرکی نونو ماشہ ایلوا، مردار سنگ، انزروت سات سات ماشہ باریک پیس کر روغن گل سات تولہ میں ملا کر خوب گھوٹیں کہ مرہم ہوجائے جس کو فوطوں اور جنگاسوں میں پسینہ زیادہ آتا ہو مہندی کا پانی یا ہرے دھنیہ کا پانی یا سرکہ پانی میں ملا کر لگایا کریں۔

عضو تناسل کا ورم: ۔ اگر اس میں سوزش یا تکلیف زیادہ ہو تو سرکہ اور روغن گل ملا کر ملیں اور اگر زیادہ سوزش نہ ہو تو چھوہارے کی گٹھلی اور خطمی سرکہ میں گھس کر لگائیں۔

قد وقع الفراغ عنه للخامس عشر من ذيقعدة ۱۳۲۴ ھ فی میرٹھ فالحمد لله الذی بعزته وجلاله تتم الصلحت وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه سيدنا محمد وآله واصحابه بعد دالكائنات ووقع الفراغ عن النظر ثالث السابع والعشرين من الربيع الثانی ۱۳۴۴ ھ فی میرٹھ ایضاً امتثالاً لامراخی فی الله ومحبی المولوی شبير علی التهانوی مالک اشرف المطابع ومدیر رساله النور۔

بہشتی جوہر ضمیمہ اصلی بہشتی گوہر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

﴿وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْمَعِيْنَ﴾

موت اور اس کے متعلقات اور زیارت قبور کا بیان

فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے موت کو یاد کرو اس لئے کہ وہ یعنی موت کا یاد کرنا گناہ کو دور کرتا ہے اور دنیائے مذموم اور غیر مطلوب اور فضول سے بیزار کرتا ہے یعنی جب انسان موت کو بکثرت یاد کریگا تو دنیا میں جی نہ لگے گا اور طبیعت دنیا کے سامان سے نفرت کرے گی اور زاہد ہو جائیگا اور آخرت کی طلب اور وہاں کی نعمتوں کی خواہش اور وہاں کے دردناک عذاب کا خوف ہوگا پس ضرور ہے کہ نیک اعمال میں ترقی کرے گا اور معاصی سے بچے گا اور تمام نیکیوں کی جڑ زہد ہے یعنی دنیا سے بیزار ہونا جب

تک دنیا سے اور اسکی زینت سے علاقہ ترک نہ ہوگا پوری توجہ اللہ کی طرف نہیں ہوسکتی اور بار ہا عرض کیا جا چکا ہے کہ امور ضروریہ دنیاویہ جو موقوف علیہا ہیں عبادت کے وہ مطلوب ہیں اور دین میں داخل ہیں لہٰذا اس مذمت سے وہ خارج ہیں بلکہ جس دنیا کی مذمت کی جاتی ہے اس سے وہ چیزیں مراد ہیں جو حق تعالیٰ سے غافل کریں گو کسی درجے میں سہی۔ جس درجہ کی غفلت ہوگی اسی درجے کی مذمت ہوگی بس معلوم ہوا کہ موت کی یاد اور اس کا دھیان رکھنا اور اس نازک اور عظیم الشان سفر کیلئے توشہ تیار کرنا ہر عاقل پر لازم ہے۔ دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو بیس بار روزانہ موت کو یاد کرے تو وہ درجہ شہادت پاویگا سو اگر تم اس کو یاد کرو گے تو نگری کی حالت میں تو وہ یاد کرنا اس غنا کو گرادیگا یعنی جب غنی آدمی موت کا دھیان رکھے گا تو اس غنا کی اس کے نزدیک وقعت نہ رہے گی جو باعث غفلت ہے۔ کیونکہ یہ سمجھے گا کہ عنقریب یہ مال مجھ سے جدا ہونے والا ہے اس سے علاقہ پیدا کرنا کچھ نافع نہیں بلکہ مضر ہے۔ کیونکہ محبوب کا فراق باعث اذیت ہوتا ہے ہاں وہ کام کر لیں جو وہاں کام آئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے پس ان خیالات سے مال کا کچھ برا اثر نہ پڑے گا اور اگر تم اسے فقر اور تنگی کی حالت میں یاد کرو گے تو وہ (یاد کرنا) تم کو راضی کر دے گا تمہاری بسر اوقات یعنی جو کچھ بھی تمہاری تھوڑی سی معاش ہے اسی سے راضی ہو جاؤ گے کہ چند روزہ قیام ہے پھر کیوں غم کریں۔ اس کا عوض حق تعالیٰ عنقریب نہایت عمدہ مرحمت فرمائیں گے۔ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے بیشک زمین البتہ پکارتی ہے ہر دن ستر بار اے بنی آدم کھالو جو چاہو اور جس چیز سے رغبت کرو پس خدا کی قسم البتہ میں ضرور تمہارے گوشت اور تمہارے پوست کھاؤں گی اگر شبہ ہو کہ آواز زمین کی ہم سنتے نہیں تو ہم کو کیا فائدہ، جواب یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشاد عالی سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ زمین اس طرح کہتی ہے تو جیسے زمین کی آواز دنیا دل پر سرد ہو جاتی ہے اسی طرح اب بھی اثر ہونا چاہئے کسی چیز کے علم کے واسطے یہ کیا ضرور ہے کہ اسکی آواز ہی سے علم ہو بلکہ مقصود تو اس کا علم ہونا ہے خواہ کسی طریق سے ہو مثلاً کوئی شخص دشمن کے لشکر کو آتا دیکھ کر جیسا گھبراتا ہے اور اس سے مدافعت کے سامان کرتا ہے اسی طرح کسی معتبر شخص کے خبر دینے سے بھی گھبراتا ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں اس کو دشمن کے لشکر کے آنے کا علم ہو گیا جو گھبرانے اور مدافعت کے سامان کا باعث ہے اور کوئی مخبر جناب رسالت مآب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر بلکہ آپ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا پس جب اور لوگوں کے کہنے کا اعتبار کیا جاتا ہے تو آپ کے فرمودہ کا بطریق اولیٰ اعتبار ہونا چاہئے کیونکہ آپ نہایت سچے ہیں۔ حدیث میں ہے ﴿کفی بالموت واعظا وباليقين غنا﴾ (ترجمہ) یہ ہے کہ کافی ہے موت باعتبار واعظ ہونے کے (یعنی موت کا وعظ کافی ہے کہ جو شخص اس کو یاد رکھے اس کو دنیا سے بے رغبت کرنے کیلئے اور کسی چیز کی حاجت نہیں) اور کافی ہے یقین روزی ملنے کا باعتبار غنا کے یعنی جب انسان کو حق تعالیٰ کے وعدہ پر یقین ہے کہ ہر ذی حیات کو اس اندازہ سے جو اس کے حق میں بہتر ہے رزق ضرور دیا جاتا ہے تو یہ کافی غنی ہے ایسا شخص پریشان نہیں ہوسکتا بلکہ جو مال سے غنا حاصل ہوتا ہے اس سے یہ اعلیٰ ہے کہ اسکو فنا نہیں اور مال کو فنا ہے کیا معلوم کہ جو مال اس وقت موجود ہے وہ کل کو بھی باقی

رہے گا یا نہیں اور خداوند کریم کے وعدے کو بقا ہے جس قدر کہ رزق موجود ہے ضرور ملے گا خوب سمجھ لو، حدیث میں ہے کہ جو شخص پسند کرتا ہے حق تعالیٰ سے ملنا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے وصال چاہتے ہیں اور جو حق تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اور دنیا کے مال وجاہ اور ساز وسامان سے جدائی نہیں چاہتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند فرماتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بغیر موت کے خدائے تعالیٰ سے ملاقات غیر ممکن ہے پس موت چونکہ ذریعہ ملاقات محبوب حقیقی ہے لہٰذا مومن کو محبوب ہونی چاہئے اور ایسے سامان پیدا کرے جس سے موت ناگوار نہ ہو۔ یعنی نیک اعمال کرے تاکہ بہشت کی خوشی میں موت محبوب معلوم ہو اور معاصی سے اجتناب کرے تاکہ موت مبغوض نہ معلوم ہو کیونکہ گنہگار کو بوجہ خوف عذاب شدید موت سے نفرت ہوتی ہے اس لئے کہ موت کے بعد عذاب ہوتا ہے اور نیک بخت کو بھی گو عذاب کا خوف ہوتا ہے اور جنت کی بھی امید ہوتی ہے مگر تجربہ ہے کہ نیک بخت کو باوجود اس دہشت کے موت سے نفرت نہیں ہوتی اور پریشانی نہیں ہوتی اور امید کا اثر بمقابلہ خوف کے غالب ہو جاتا ہے اور اسی طرح یہ بھی تجربہ ہے کہ کافر وفاسق پر اثر امید کا غالب نہیں ہوتا اس لئے وہ موت سے گھبراتا ہے۔ حدیث میں ہے جو نہلاوے مردے کو پس ڈھک لے اس کو (یعنی کوئی بری بات مثلاً صورت کا بگڑ جانا وغیرہ ظاہر ہوا۔ اور اس کے متعلق پورے احکام بہشتی زیور حصہ دوم میں گزر چکے ہیں وہاں ضرور دیکھ لینا چاہئے) چھپا لیگا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ یعنی آخرت میں گناہوں کی وجہ سے اسکی رسوائی نہ ہوگی) اور جو کفن دے مردے کو تو اللہ تعالیٰ اس کو سندس (جو ایک باریک ریشمی کپڑے کا نام ہے) پہناویگا آخرت میں بعض جاہل مردے کے کام سے ڈرتے ہیں اور اس کو منحوس سمجھتے ہیں یہ سخت بے ہودہ بات ہے کیا ان کو مرنا نہیں، چاہئے کہ خوب مردے کی خدمت کو انجام دے اور ثواب جزیل حاصل کرے اور اپنا مرنا یاد کرے کہ اگر ہم سے بھی لوگ ایسے بچیں جیسے کہ ہم بچتے ہیں تو ہمارے جنازے کی کیا کیفیت ہوگی اور عجب نہیں کہ حق تعالیٰ بدلہ دینے کو اس کو ایسے ہی لوگوں کے حوالے کر دیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جو غسل دے مردے کو اور اسے کفن دے اور اس کے حنوط لگائے (حنوط ایک قسم کی مرکب خوشبو کا نام ہے اس کے بجائے کافور کافی ہے) اور اٹھاوے اس کے جنازہ کو اور اس پر نماز پڑھے اور نہ افشا کرے اس کی وہ (بری) بات جو دیکھے اس سے دور ہو جائے گا اپنے گناہوں سے اس طرح جیسے کہ اس دن جبکہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا (گناہوں) سے دور تھا (یعنی صغائر معاف ہو جائیں گے) علی ما قالوا حدیث میں ہے جو نہلاوے مردے کو بس چھپالے اس کے عیب کو تو اس کے چالیس کبیرہ (یعنی صغائر میں جو بڑے صغائر ہیں) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو کفن دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سندس اور استبرق پہنادیگا اور جو میت کیلئے قبر کھودے پس اس کو اس میں دفن کرے جاری فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کیلئے اس قدر اجر جو مثل اس مکان کے ثواب کے ہوگا جس میں قیامت تک اس شخص کو رکھتا (یعنی اس کو اس قدر اجر ملے گا جتنا کہ اس مردے کو رہنے کیلئے قیامت تک مکان عاریت دینے کا اجر ملتا) واضح ہو کہ جس قدر فضیلت اور ثواب مردے کی خدمت کا اس وقت تک بیان کیا گیا سب اس صورت میں

ہے جبکہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے خدمت کی جائے۔ ریا اجرت وغیرہ مقصود نہ ہو اور اگر اجرت لی تو ثواب نہ ہو گا اگرچہ اجرت لینا جائز ہے گناہ نہیں مگر جواز اجرت امر دیگر ہے اور ثواب امر دیگر اور تمام دینی کام جو اجرت لیکر کیے جاتے ہیں بعض تو ایسے ہیں جن پر اجرت لینا حرام ہے اور ان کا ثواب بھی نہیں ہوتا اور بعض ایسے ہیں جن پر اجرت لینا جائز ہے اور وہ مال حلال ہے مگر ثواب نہیں ہوتا خوب تحقیق کر کے اس پر عمل درآمد کرنا چاہئے۔ یہ موقع تفصیل کا نہیں ہے مگر ان امور کے متعلق ایک مفید ضروری بات عرض کرتا ہوں تا کہ اہل بصیرت کو تنبیہ ہو۔ وہ یہ ہے کہ جن اعمال دینیہ پر اجرت لینا جائز ہے ان کے کرنے سے بالکل ثواب نہیں ملتا مگر بچند شرائط ثواب بھی ملے گا خوب غور سے سنو۔ کوئی غریب آدمی جس کی بسر اوقات اور نفقات واجبہ کا سوائے اس اجرت کے اور کوئی ذریعہ نہیں وہ بقدر حاجت ضروریہ دینی کام کر کے اجرت لے اور یہ خیال کرے سچی نیت سے کہ اگر ذریعہ معیشت اور کوئی ہوتا تو میں ہرگز اجرت نہ لیتا اور حسبۃً للہ کام کرتا یا اب حق تعالیٰ کوئی ذریعہ ایسا پیدا کر دیں تو میں اجرت چھوڑ دوں اور مفت کام کروں تو ایسے شخص کو دینی خدمت کا ثواب ملے گا کیونکہ اسکی نیت اشاعت دین ہے مگر معاش کی ضرورت مجبور کرتی ہے اور چونکہ طلب معاش بھی ضروری ہے اور اس کا حاصل کرنا بھی ادائے حکم الہٰی ہے اس لئے اس نیت یعنی تحصیل معاش کا بھی ثواب ملے گا اور نیت بخیر ہونے سے یہ دونوں ثواب ملیں گے مگر ان قیود پر نظر غائر کر کے عمل کرنا چاہئے خواہ مخواہ کے خرچ بڑھا لینا اور غیر ضروری اخراجات کو ضروری سمجھ لینا اور اس پر حیلہ کر لینا اس عالم غیب کے ہاں نہیں چلے گا وہ دل کے ارادوں سے خوب واقف ہے یہ تدقیق نہایت تحقیق کے ساتھ قلم بند کی گئی ہے اور ماخوذ اس کا شامی وغیرہ ہے اور ظاہر ہے کہ جس میں توکل کے شرائط جمع ہوں اور پھر وہ نیک کام پر اجرت لے تو اگر وہ ان تینوں کو جمع کر لے جن کے اجتماع سے ثواب تحریر ہوا ہے تب بھی اس کو گو ثواب ملے گا مگر توکل کی فضیلت فوت ہو جائے گی تامل فانه دقیق مسلمانوں کو خصوصاً ان میں سے اہل علم کو اس بات میں خاص توجہ واحتیاط کی ضرورت ہے کہ خالق اکبر کے دین کی خدمت کر کے اس کی رضا حاصل نہ کرنا، اور بغیر کسی سخت مجبوری کے ایک منفعت قلیلہ عاجلہ پر نظر کرنا کیا حق تعالیٰ کے ساتھ کسی درجہ کی بے مروتی نہیں ہے۔ ہمارا کام ترغیب اور دفع مغالطہ ہے اور امور مباحہ میں تضییق کا ہم کو حق حاصل نہیں ہے مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ ثواب کی ہم سب کو سخت حاجت ہے ﴿فمن شاء فليقلل ومن شاء فليكثر والله تعالیٰ اعلم بقلوب عبادہ وكفى به خبيرا بصيرا﴾ حدیث میں ہے کہ پہلا تحفہ مومن کا یہ ہے کہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اس شخص کے جو اس کے جنازے کی نماز پڑھتا ہے یعنی صغیرہ گناہ علی ما قالوا حدیث میں ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ وہ مر جائے اور اس کے جنازے پر تین صفیں مسلمانوں کی نماز پڑھیں مگر واجب کر لیا اس نے جنت کو یعنی اسکی بخشش ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے کہ نہیں ہے کوئی ایسا مسلمان کہ وہ مر جائے پس کھڑے ہوں یعنی نماز پڑھیں اس کے جنازے پر چالیس مرد ایسے جو شرک نہ کرتے ہوں خدا تعالیٰ کے ساتھ مگر بات یہ ہے کہ وہ نماز پڑھنے والے شفاعت قبول کئے جائیں گے اس (مردے) کے باب میں (یعنی جنازے کی

نماز جو حقیقت میں دعا ہے میت کیلئے قبول کر لی جائے گی اور اس مردے کی بخشش ہو جائے گی)۔ حدیث میں ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس (کے جنازے) پر ایک جماعت نماز پڑھے مگر یہ بات ہے کہ وہ لوگ شفاعت قبول کئے جائیں گے اس (میت کے بارے میں) حدیث میں ہے کہ نہیں ہے کوئی مردہ کہ اس پر ایک جماعت مسلمانوں کی نماز پڑھے جو عابدوں میں سے ہوں پس سفارش کریں وہ نمازی یعنی دعا پڑھیں اس کیلئے مگر یہ بات ہے کہ وہ سفارش قبول کئے جائیں گے اس بارے میں یعنی ان کی دعا قبول ہوگی اور اس مردے کی مغفرت ہو جائے گی حدیث میں ہے جو اٹھاوے چاروں طرفین چارپائی (جنازے) کی تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ بخش دیئے جائیں گے (اس کی تحقیق اوپر گزر چکی ہے) حدیث میں ہے افضل اہل جنازہ کا (یعنی جو جنازے کے ہمراہ ہوتے ہیں ان میں) وہ ہے جو ان میں بہت زیادہ ذکر (اللہ تعالیٰ) کا کرے اس جنازے کے ساتھ اور جو نہ بیٹھے یہاں تک کہ جنازہ (زمین پر) رکھ دیا جائے اور زیادہ پورا کرنیوالا پیمانہ (ثواب) کا وہ ہے جو تین بار اس پر مٹھی بھر کر خاک ڈالے (یعنی ایسے شخص کو خوب ثواب ملے گا) حدیث میں ہے کہ اپنے مردوں کو نیک قوم کے درمیان میں دفن کرو اس لئے کہ بیشک مردہ اذیت پاتا ہے بوجہ برے پڑوسی کے (یعنی فاسقوں یا کافروں کی قبروں کے درمیان ہونے سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے) اور صورت اذیت کی یہ ہے کہ فساق اور کفار پر جو عذاب ہوتا ہے اور وہ اسکی وجہ سے روتے اور چلاتے ہیں اس واویلا کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ اذیت پایا ہے زندہ بوجہ برے پڑوسی کے۔ حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ہمراہ کثرت سے لا الہ الا اللہ پڑھو جنازے کے ہمراہ اگر ذکر کرے تو آہستہ کرے اس لئے کہ زور سے ذکر کرنا جنازے کے ساتھ شامی میں مکروہ لکھا ہے۔ صحیح حدیث میں ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے ایک خاص وجہ سے جواب باقی نہیں رہی آگاہ ہو جاؤ پس اب زیارت کرو ان کی یعنی قبروں کی اس لئے کہ وہ زیارت قبور نرم کرتی ہے دل کو اور دل کی نرمی سے نیکیاں عمل میں آتی ہیں اور رلاتی ہے ہر آنکھ کو اور یاد دلاتی ہے آخرت کو اور تم نہ کہو غیر مشروع بات قبر پر۔ حدیث میں ہے میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے پس اب انکی زیارت کرو اس لئے کہ وہ زیارت بے رغبت کرتی ہے دنیا سے اور یاد دلاتی ہے آخرت کو زیارت قبور سنت ہے اور خاص کر جمعہ کے روز اور حدیث میں ہے کہ جو ہر جمعہ کو والدین یا والد یا والدہ کی قبر کی زیارت کرے تو اسکی مغفرت کی جائے گی اور وہ خدمت گزار والدین کا لکھ دیا جائیگا (نامہ اعمال میں) رواہ البیہقی مرسلاً مگر قبر کا طواف کرنا بوسہ لینا منع ہے خواہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی کی یا کسی کی ہو اور قبروں پر جا کر اول اس طرح سلام کرے ﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَاَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ﴾ جیسا کہ ترمذی اور طبرانی میں یہ الفاظ سلام موتی کیلئے آئے ہیں اور قبلہ کی طرف پشت کر کے اور میت کی جانب منہ کر کے قرآن مجید پڑھے جس قدر ہو سکے حدیث میں ہے کہ جو قبروں پر گزرے اور سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر مردے کو بخشے تو موافق شمار مردوں کے اس کو بھی ثواب دیا

جائیگا۔ نیز حدیث میں ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ الحمد شریف اور سورہ اخلاص سورہ تکاثر پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشے مردے اسکی شفاعت کرینگے اور نیز حدیث میں ہے کہ جو کوئی سورہ یاسین قبرستان میں پڑھے تو مردوں کے عذاب میں اللہ تعالیٰ تخفیف فرمائے گا اور پڑھنے والے کو بیشمار ان مردوں کے ثواب ملے گا یہ تینوں حدیثیں مع سند ذیل میں عربی میں لکھ دی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ نہیں ہے کوئی مرد کہ گزرے کسی ایسے شخص کی قبر پر جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا پھر اس پر سلام کرے مگر یہ بات ہے کہ وہ میت اسکو پہچان لیتا ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتا ہے (گو اس جواب کو سلام کرنے والا نہیں سنتا)۔

(۱) ﴿اخرج ابو محمد السمرقندی فی فضائل قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ عن علی رضی اللہ عنہ مرفوعاً من مرعلی المقابر وقرأ قل هو اللّٰه احد احد عشر مرة ثم وهب اجره للاموات اعطی من الاجر بعدد الاموات﴾

(۲) ﴿اخرج ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی فی فوائده عن ابو هريرة رضی اللہ عنہ مرفوعاً من دخل المقابر ثم قراء فاتحة الكتاب وقل هو اللّٰه احد والهكم التكاثر ثم قال اللهم انی جعلت ثواب ماقرات من كلامك لاهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا شفعاء له الی اللّٰه تعالیٰ﴾

(۳) ﴿اخرج عبدالعزيز صاحب الخلال بسنده عن انس رضی اللہ عنہ ان رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وسلم قال من دخل المقابر فقراء سوره ياسين خفف اللّٰه عنهم وكان له، بعدد من فيها حسنات هذا احاديث اوردها الامام السيوطی فی شرح الصدور بشرح احوال الموتی والقبور ص ۱۲۳ مطبوعه مصر قال المعلق علی رسالته بهشتی گوهر الحديث الاول والثالث يدلان ظاهر اعلی ان الثواب الحاصل من الاحياء للاموات يصل اليهم علی سواء ولايتجرن تامل﴾

(۱) بیان کیا ابو محمد سمرقندی نے فضائل میں قل ہو اللہ احد کے روایت کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً کہ جو شخص گزرے قبرستان میں اور پڑھے گیارہ مرتبہ قل ہو اللہ اور پھر اس کا ثواب بخش دے مردوں کو تو اسکو اتنا ثواب ملے گا جتنے اس قبرستان میں مردے دفن ہوئے ہیں۔

(۲) ابو القاسم سعد بن علی زنجانی حضرت ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ جو شخص داخل ہو قبرستان میں اور پڑھے الحمد شریف اور قل ہو اللہ احد اور الہٰکم التکاثر پھر کہے اے اللہ میں نے تیرے کلام کی قرات کی ثواب اس قبرستان کے ایماندار مرد اور عورتوں کو بخشا تو وہ سب اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکی شفاعت کرنیوالے ہونگے۔

(۳) بیان کیا عبدالعزیز صاحب خلال نے اپنی سند سے بوساطت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو آئے قبرستان میں پھر پڑھے سورہ یاسین تو خدا اسکی برکت سے اہل قبور کے عذاب میں تخفیف کر دیتا ہے اور اس کے پڑھنے والے کو اتنا ثواب ملتا ہے جتنے اس قبرستان میں مردے ہیں۔ ان حدیثوں کو

بیان کیا جلال الدین سیوطی نے کتاب شرح الصدور میں صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ مصر، کہا تعلیق کرنے والے رسالہ بہشتی گوہر پر کہ پہلی اور تیسری حدیث بظاہر دلالت کرتی ہے زندوں کی طرف سے ثواب پہنچنے پر مردوں کو برابر بغیر تقسیم کے۔ سوچ لے ۱۲ (از مجتبائی)

مسائل: سوال:۔ جماعت میں امام کے قرأت شروع کرنے کے بعد کوئی شخص آ کر شریک ہو تو اب اسکو ثنا یعنی ﴿سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ﴾ پڑھنا چاہئے یا نہیں اگر چاہئے تو نیت باندھنے کے ساتھ ہی یا کس وقت۔ جواب: ۔نہیں پڑھنا چاہئے۔ **سوال:** ۔کوئی شخص رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہوا اب رکعت تو اس کو مل گئی مگر ثنا فوت ہوگئی اب اسکو دوسری رکعت میں ثنا پڑھنی چاہئے یا کسی اور رکعت میں یا ذمہ سے ساقط ہوگئی۔ **جواب:**۔ کہیں نہ پڑھے۔ **سوال:**۔ رکوع کی تسبیح سہو سے سجدہ میں کہی یعنی بجائے ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی﴾ کے ﴿سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ﴾ کہتا رہا۔ یا برعکس اس کے تو سجدہ سہو تو نہ ہوگا یا نماز میں کوئی خرابی تو نہ ہوگی۔ **جواب:**۔ اس سے ترک سنت ہوا۔ اس سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا۔ **سوال:**۔ رکوع کی تسبیح سجدہ سہو میں کہہ چکا تھا اور پھر سجدہ ہی میں خیال آیا کہ یہ رکوع کی تسبیح ہے تو اب سجدہ کی تسبیح یاد آنے پر کہنا چاہئے یا رکوع کی تسبیح کافی ہوگی۔ **جواب:**۔ اگر امام یا منفرد ہے تو تسبیح سجدہ کی کہہ لے اور اگر مقتدی ہے تو امام کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو۔ **سوال:**۔ نماز میں جمائی جب نہ رکے تو منہ میں ہاتھ دے لینا چاہئے یا نہیں۔ **جواب:**۔ جب ویسے نہ رکے تو ہاتھ سے روک لینا جائز ہے۔ **سوال:**۔ ٹوپی اگر سجدے میں گر پڑے تو اسے پھر ہاتھ سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا چاہئے یا ننگے سر نماز پڑھے۔ **جواب:**۔ سر پر رکھ لینا بہتر ہے اگر عمل کثیر کی ضرورت نہ پڑے۔ **سوال:** ۔نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورت شروع کرے تو بسم اللہ کہہ کر شروع کرے اگر دو رکوع والی سورت پڑھے تو شروع سورت پر بسم اللہ کہے اور دوسری رکعت میں جب اس سورت کا دوسرا رکوع شروع کرے تو بسم اللہ کہے یا نہیں۔ **جواب:**۔ سورت کے شروع میں مندوب ہے اور رکوع پر نہیں۔ واللہ اعلم۔
(کتبہ اشرف علی تھانوی)

مسئلہ (۱:۔ امام کو بغیر کسی ضرورت کے محراب کے سوا اور کسی جگہ مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر محراب میں کھڑے ہونے کے وقت پیر باہر ہونے چاہئیں۔ **مسئلہ (۲:**۔ جو دعوت نام وری کیلئے کی جائے تو اس کا قبول نہ کرنا بہتر ہے۔ **مسئلہ (۳:**۔ گواہی پر اجرت لینا حرام ہے لیکن گواہ کو بقدر ضرورت اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے خرچ لے لینا جائز ہے بقدر اس وقت کے جو صرف ہوا ہے جبکہ اس کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہ ہو۔ **مسئلہ (۴:**۔ اگر مجلس دعوت میں کوئی امر خلاف شرع ہو سو اگر وہاں جانے کے قبل معلوم ہو جائے تو دعوت قبول نہ کرے البتہ اگر قوی امید ہو کہ میرے جانے سے وجہ میری شرم اور لحاظ کے وہ امر موقوف ہو جائے گا تو جانا بہتر ہے اور اگر معلوم نہ تھا اور چلا گیا اور وہاں جا کر دیکھا سو اگر یہ شخص مقتدائے دین ہے تب تو لوٹ آئے اور اگر مقتدا نہیں عوام الناس سے ہے سو اگر عین کھانے کے موقع پر وہ امر خلاف شرع ہے تو وہاں نہ بیٹھے اور اگر دوسرے موقع پر ہے تو خیر بہ مجبوری بیٹھ جائے اور بہتر ہے کہ صاحب مکان کو فہمائش کرے اور اگر اس قدر

ہمت نہ ہو تو صبر کرے اور دل سے اسے برا سمجھے اور اگر کوئی شخص مقتدائے دین نہ ہو لیکن ذی اثر و صاحب وجاہت ہو کہ لوگ اس کے افعال کا اتباع کرتے ہوں تو وہ بھی اس مسئلہ میں مقتدائے دین کے حکم میں ہے۔ مسئلہ (۵:۔ بنک میں روپیہ جمع کر کے اس کا سود لینا تو قطعی حرام ہے بعض لوگ بنک میں اپنا روپیہ صرف حفاظت کے خیال سے رکھتے ہیں سود نہیں لیتے مگر یہ ظاہر ہے کہ بنک اس رقم کو محفوظ نہیں رکھے گا بلکہ سودی کاروبار پر لگائے گا اس طرح ایک طرح اس میں بھی اعانت گناہ پائی جاتی ہے جو احتیاط کے خلاف ہے ہاں روپیہ کی حفاظت کیلئے صاف اور بے غبار صورت یہ ہے کہ بنک لاکر میں روپے رکھ لیں جب ضرورت ہو نکال لیں اس طرح روپیہ بھی محفوظ رہے گا سود وغیرہ کا گناہ بھی نہ ہوگا۔ یہ ضرور ہے کہ سودی منافع ملنے کے بجائے لاکر کا کرایہ اپنے پاس سے دینا پڑے گا مگر ایک گناہ عظیم سے بچنے اور اپنی پاک کمائی میں سود جیسی ناپاک چیز کی آمیزش کرنے سے بچ سکتے ہیں۔ (جو مسلمان کیلئے کسی عظیم مقصد کا درجہ رکھتا ہے)۔ مسئلہ (۶:۔ جو شخص پاخانہ پھر رہا ہو پیشاب کر رہا ہو اس کو سلام کرنا حرام ہے اور اس کا جواب دینا بھی جائز نہیں۔ مسئلہ (۷:۔ اگر کوئی شخص چند لوگوں میں کسی کا نام لیکر سلام کرے مثلاً یوں کہے السلام علیک یا زید تو جس کو سلام کیا ہے اس کے سوا اور کوئی جواب دے تو وہ جواب نہ سمجھا جائیگا اور جس کو سلام کیا ہے اس کے ذمہ جواب فرض باقی رہے گا اگر جواب نہ دے گا تو گنہگار ہوگا مگر اس طرح سلام کرنا خلاف سنت ہے۔ سنت کا طریقہ یہ ہے کہ جماعت میں کسی کو خاص نہ کرے اور السلام علیکم کہے (مؤلف) اور اگر کسی ایک ہی شخص کو سلام کرنا ہو جب بھی یہی لفظ استعمال کرے اور اسی طرح جواب میں بھی خواہ جواب جس کو دیا ہے ایک ہی شخص ہو یا زیادہ ہوں وعلیکم السلام کہنا چاہئے۔ مسئلہ (۸:۔ سوار کو پیدل چلنے والے کو سلام کرنا چاہئے اور جو کھڑا ہو وہ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے سے لوگ بہت سے لوگوں کو سلام کریں اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور ان سب صورتوں میں اگر بالعکس کرے مثلاً بہت سے لوگ تھوڑوں کو اور بڑا چھوٹے کو سلام کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ مگر بہتر وہی ہے جو پہلے بیان ہوا (ق)۔ مسئلہ (۹:۔ غیر محرم مرد کیلئے کسی جوان یا درمیانی عمر کی عورت کو سلام کرنا ممنوع ہے اسی طرح خطوں میں لکھ کر بھیجنا یا کسی کے ذریعہ سے کہلوا کر بھیجنا اور اسی طرح نامحرم عورتوں کیلئے مردوں کو سلام کرنا بھی ممنوع ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں تحت فتنہ کا اندیشہ ہے اور فتنہ کا سبب بھی فتنہ ہوتا ہے ہاں اگر کسی بڈھی عورت کو یا بڈھے مرد کو سلام کیا جائے تو مضائقہ نہیں مگر غیر محارم سے ایسے تعلقات رکھنا ایسی حالت میں بھی بہتر نہیں۔ ہاں جہاں کوئی خصوصیت اسکی مقتضی ہو اور احتمال فتنہ کا نہ ہو تو وہ اور بات ہے۔ مسئلہ (۱۰:۔ جب تک کوئی خاص ضرورت نہ ہو کافروں کو سلام نہ کرے اور اسی طرح فاسقوں کو بھی اور جب کوئی حاجت ضروری ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر اس کے سلام اور کلام کرنے سے ان کے ہدایت پر آنے کی امید ہو تو بھی سلام کرے۔ مسئلہ (۱۱:۔ جو لوگ علمی مذاکرہ کر رہے ہیں یعنی مسائل کی گفتگو کرتے ہوں پڑھتے پڑھاتے ہوں یا ان میں سے ایک علمی گفتگو کر رہا ہو اور باقی سن رہے ہوں تو ان کو سلام نہ کرے اگر کریگا تو گنہگار ہوگا اور اسی طرح تکبیر اور اذان کے وقت بھی (موذن یا غیر موذن کو) سلام کرنا مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان تینوں صورتوں میں

جواب نہ دے۔

ضمیمہ ثانیہ بہشتی گوہر مسماۃ بہ تعدیل حقوق الوالدین

از جانب محشئ بہشتی گوہر التماس ہے کہ یہ مضمون جو بعنوان ضمیمہ ثانیہ درج کیا جاتا ہے حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا تحریر فرمودہ ہے جس میں والدین کے حقوق کی تحقیق و تفصیل کی گئی ہے۔ ہر چند کہ بہشتی زیور حصہ پنجم میں بعض حقوق والدین کا بھی اجمالی تذکرہ آ چکا ہے لیکن چونکہ وہ مشترک تھا عورتوں اور مردوں کے درمیان اور اس موجودہ مضمون کا تعلق زیادہ تر مردوں سے ہے اس لئے بہشتی گوہر میں اس کا ملحق کرنا مناسب معلوم ہوا پس اس کو حصہ پنجم بہشتی زیور کا تتمہ سمجھنا چاہئے اور مضمون مذکور یہ ہے۔ ﴿بسم اللہ الرحمن الرحیم. نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم قال اللہ تعالیٰ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤدوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ الْاٰیۃ﴾ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کردو اور جب تم لوگوں میں حکم کرو انصاف سے حکم کرو۔ اس۔ اس آیت کے عموم سے دو حکم مفہوم ہوئے ایک یہ ہے کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق واجبہ ادا کرنا واجب ہے دوسرے یہ کہ ایک حق کیلئے دوسرے شخص کا حق ضائع کرنا ناجائز ہے ان دونوں حکم کلی کے متعلقات میں سے وہ خاص دو جزئی مواقع بھی ہیں جن کے متعلق اس وقت تحقیق کرنے کا قصد ہے ایک ان میں سے والدین کے حقوق واجبہ وغیر واجبہ کی تعیین ہے دوسرے والدین کے حقوق اور زوجہ یا اولاد کے حقوق میں تعارض اور تزاحم کے وقت ان حقوق کی تعدیل ہے اور ضرورت اس تحقیق کی یہ ہوئی کہ واقعات غیر محصورہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح بعض بے قید لوگ والدین کے حق میں تفریط کرتے ہیں اور ان کے وجوب اطاعت کی نصوص نظر انداز کرتے ہیں اور ان کے حقوق کا وبال اپنے سر پر لیتے ہیں اسی طرح بعض دیندار والدین کے حق میں افراط کرتے ہیں جس سے دوسرے صاحب حق کے حقوق مثلاً زوجہ کے یا اولاد کے تلف ہوتے ہیں اور ان کے وجوب و رعایت کی نصوص کو نظر انداز کرتے ہیں اور ان کے اتلاف حقوق کا وبال اپنے سر پر لیتے ہیں اور بعض کسی صاحب کا حق تو ضائع نہیں کرتے لیکن حقوق غیر واجب کو واجب سمجھ کر ان کے ادا کا قصد کرتے ہیں اور چونکہ بعض اوقات ان کا تحمل نہیں ہوتا اس لئے تنگ ہوتے ہیں اور ان سے وسوسہ ہونے لگتا ہے کہ بعض احکام شرعیہ میں ناقابل برداشت سختی اور تنگی ہے اس طرح سے ان بیچاروں کے دین کو ضرر پہنچتا ہے اور اس حیثیت سے اس کو بھی صاحب حق کے حقوق واجبہ ضائع کرنے میں داخل کر سکتے ہیں اور وہ صاحب حق اس شخص کا نفس ہے کہ اس کے بھی بعض حقوق واجب ہیں ﴿کما قال صلی اللہ علیہ وسلم ان لنفسک علیک حقا﴾ تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے اور ان حقوق واجبہ میں سے سب سے بڑھ کر حفاظت اپنے دین کی ہے۔ پس جب والدین کے حق غیر واجب کو واجب سمجھنا مفضی ہوا اس معصیت مذکورہ کی طرف اس لئے حقوق واجبہ وغیر واجبہ کا امتیاز واجب ہوا۔ اس امتیاز کے بعد پھر اگر عملاً ان

حقوق کا التزام کرلے گا مگر اعتقاداً واجب نہ سمجھے گا تو وہ مخذور تو لازم نہ آئیگا اس تنگی کو اپنے ہاتھوں کی خریدی ہوئی سمجھے گا۔ اور جب تک برداشت کرے گا اس کی عالی ہمتی ہے اور اس تصور میں بھی ایک گونہ حظ ہوگا کہ میں باوجود میرے ذمہ نہ ہونے کے اس کا تحمل کرتا ہوں اور جب چاہے گا سبکدوش ہو جائیگا۔ غرض علم احکام میں ہر طرح کی مصلحت ہی مصلحت ہے اور جہل میں ہر طرح کی مضرت ہی مضرت ہے پس اسی تمیز کی غرض سے یہ چند سطور لکھتا ہوں اب اس تمہید کے بعد اول اس کے متعلق ضروری روایات حدیثہ وفقہیہ جمع کر کے پھر ان سے جو احکام ماخوذ ہوتے ہیں ان کی تقریر کروں گا اور اگر اس کو تعدیل حقوق والدین کے لقب سے نامزد کیا جائے تو نازیبا نہیں۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان.

﴿في المشكوٰة عن ابن عمرؓ قال كانت تحتي امراة احبها وكان عمرؓ يكرهها فقال لي طلقها فابيت فاتى عمر رسول الله ﷺ فذكر ذلك له فقال لي رسول الله ﷺ طلقها رواه الترمذي في المرقاة طلقها امر ندب اووجوب ان كان هناك باعث آخر وقال امام الغزالي في الاحياء جلد ٢ صفحه ٢٦ كشوري في هذا الحديث فهذا يدل على ان حق الوالد مقدم ولكن والديكرهها لالغرض فاسد مثل عمرؓ في المشكوٰة عن معاذؓ قال اوصاني رسول الله ﷺ وساق الحديث وفيه لاتعصن والديك وان امراك ان تخرج من اهلك ومالك الحديث في المرقاة شرط للمبالغه باعتبار الاكمل ايضاً اما باعتبار اصل الجواز فلايلزمه طلاق زوجته امراة بفراقها وان تاذيا ببقاء ها ايذاء شديد الاته قد يحصل له ضرربها فلايكلفه لاجلهما اذ من شان شفقتهما انهالو تحققا ذلك لم يا مراه به فالزامهما له به مع ذلك حمق منهما ولايلتفت اليه وكذلك اخراج ماله انتهٰى مختصراً قلت والقرينة على كونه للمبالغة اقترانه بقوله عليه السلام في ذلك الحديث لاتشرك بالله وان قتلت او حرقت فهذا للمبالغة قطعاً والافنفس الجواز يتلفظ كلمته الكفروان يفعل مايقتضي الكفر ثابت بقوله تعالىٰ من كفر بالله من بعد ايمانه الامن اكره الأية فافهم في المشكوٰة عن ابن عباسؓ قال قال رسول الله ﷺ من اصبح مطيعا لله في والديه الحديث وفيه قال رجل وان ظلماه قال وان ظلماه وان ظلماه وان ظلماه رواه البيهقي في شعب الايمان في المرقاة في والديه اى في حقهما وفيه ان طاعته الوالدين لم تكن طاعة مستقلته بل هي طاعة الله التي بلغت توصيتها من الله تعالىٰ بحسب طاعتهما لطاعته الىٰ ان قال ويويده انه ورد لاطاعة لامخلوق في معصية الخالق وفيها وان ظلماه قال الطيبي يرادبالظلم مايتعلق بالامور الدنيوية لا الاخروية قلت وقوله ﷺ هذا وان ظلماه

کقوله عليه السلام فی الرضاء المصدق ارضوا مصدقیکم وان ظلمتم رواه ابو داؤد لقوله عليه السلام فیهم وان ظلموا فعليهم الحديث رواه ابو داؤد ؒ ومعناه علی ما فی اللمعات قوله وان ظلموا ای یحسب زعمکم اوعلی الفرض والتقدير مبالغة ولو کانوا ظلمين حقيقة کيف يامرهم با رضاء هم فی المشکوٰة عن ابن عمرؓ عن النبی ﷺ فی قصة ثلثة نفريتما شون واخذهم المطرفمالوا الی غار فی الجبل فالخنت علی فم غارهم صغرة فاطبقت عليهم فذکراحدهم من امره فقمت عند رؤسهما رای الوالدين الذين کاناشيخين کبيرين کمافی هذا الحديث اکره ان اوقظهما واکره ان ابداء بالصبية قبلها والصبية يتضاغون عند قدمی الحديث متفق عليه فی المرقادة تقديما الاحسان الوالدين علی المولودين لتعارض صغرهم بکبرهما فان الرجل الکبير يبقّی کا لطفل الصغير قلت وهذا لتضاغی کما فی قصة اضياف ابی طلحة قال فعليهم بشئ ونوميهم فی جواب قول امراته لما سلها هل عندک شئی قالت لا الاقوة صبيافی ومعناه کما فی اللمعات قالو اوهٰذا معمول علی الصبيان لم يکونوا محتاجين الی الطعام وانما کان طلبهم علی عادة الصبيان من غير جوع والا وجب تقديمهم وکيف يترکان واجبا وقداثنی الله عليهما اھ قلت ايضا ومما يؤيد وجوب الاضطراری الی هذا التاويل تقدم حق الولد الصغير علی حق الوالد فی نفسه کما فی الدر المختار باب النفقة ولوله اب وطفل فالطفل احق به وقيل (بصيغته التمريض) يقسمها فيهما فی کتاب الأ ثار للامام محمدؒ صفحه ۱۵۴ عن عائشة قالت افضل ما اکلتم کسبکم و ان اولادکم من کسبکم قال محمد لا باس به اذاکان محتاجا ان ياکل من مال ابنه بالمعروف فان کان غنيا فاخذمنه شيئا فهودين عليه وهو قول ابی حنيفه محمد قال اخبرنا ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم قال ليس للاب من مال ابنه شئی الا ان يحتاج اليه من طعام اوشراب اوکسوة قال محمد وبه ناخذوهو قول ابی حنيفة فی کنز العمال صفحه ۲۸۳ جلد ۸ عن الحاکم وغيره ان اولادکم هبة الله تعالیٰ لکم يهب لمن يشاء اناثا ويهب لمن يشاء الذکور فهم واموالهم لکم اذا احتجتم اليهاا ھقلت دل قوله عليه السلام فی الحديث اذا احتجتم علی تقليد امام محمد قول عائشة ان اولادکم من کسبکم بما اذاکان محتاجا ويلزم التقليد کونه دينا عليه اذا اخذمن غير حاجة کما هو ظاهر قلت وايضاً فسرابوبکر ن الصديق بهذا قوله عليه السلام انت ومالک لابيک قال ابوبکر انما يعنی بذالک النفقة رواه البيهقی کذا فی

تاریخ الخلفاء صفحہ ٦٥ وفی الدر المختار لا یفرض (القتال) علی صبی وبالغ له ابوان اواحدهما لان طاعتهما فرض عین الیٰ ان قال لایحل سفرفیه خطر الا باذنهما ومالا خطرفیه یحل بلااذن ومنه السفر فی طلب العلم فی ردالمختار انهما فی سعة من منعه اذاکان ید خلهما من ذلک مشقة شدیدة وشمل الکافرین ایضاً اواحد هما اذاکره خروجه مخافة ومشقة والابد لکراهة قتال اهل دینه فلایطیعه مالم یخف علیه الضیعة اذلوکان معسراً محتاجاً الیٰ خدمته فرضت علیه ولو کافر اولیس من الصواب ترک فرض عین لتوصل الیٰ فرضه کفایة قوله فیه خطر کالجهاد وسفرا لبحرقوله ومالا خطرکالسفر للتجارة والحج والعمرة یحل بلا اذن الا ان خیف علیهما الضیعة (سرخسی) قوله ومنه السفر فی طلب العلم لانه اولیٰ من التجارة اذاکان الطریق امنا ولم یخف علیهما الضیعته (سرخسی) اه قلت ومثله فی البحر الرائق والفتاویٰ الهندیة وفیها فی مسئلة فلا بدمن الاستیذان فیه اذاکان له منه بدجلد ٦ صفحه ۲۴۲ فی درالمختار باب النفقة وکذا تجب لها السکنی فی بیت قال عن اهله وعن اهلها الخ وفی رد المختار بعد مانقل الاقوال المختلفة مانصه فقی الشریفة ذات الیسار لابدمن افراد ها فی داروموسطة الحال یکفیهابیت واحد من دارواطال الیٰ ان قال واهل بلادتا الشامیة لایسکنون فی بیت من دار مشتملة علیٰ اجانب وهذا فی اوساطهم فضلاً عن شرفهم الا ان تکون دارا مورثة بین اخوة مثلا فیسکن کل منهم فی جهة منها مع الاشتراک فی مرافقها ثم قال لاشک ان المعروف یختلف باختلاف الزمان والمکان فعلی المفتی ان ینظر الی حال اهل زمانه وبلده اذیدون ذٰلک لا تحصل المعاشرة بالمعروف اه﴾

ان روایات سے چند مسائل ظاہر ہوئے۔ اول جو امر شرعاً واجب ہو اور ماں باپ اس سے منع کریں اس میں ان کی اطاعت جائز بھی نہیں واجب ہونے کا تو کیا احتمال ہے اس قاعدے میں یہ فروغ بھی آ گئے مثلاً اس شخص کے پاس مالی وسعت اس قدر کم ہے کہ اگر ماں باپ کی خدمت کرے تو بیوی بچوں کو تکلیف ہونے لگے تو اس شخص کو جائز نہیں کہ بیوی بچوں کو تکلیف دے اور ماں باپ پر خرچ کرے اور مثلاً بیوی کا حق ہے کہ وہ شوہر کے ماں باپ سے جدا رہنے کا مطالبہ کرے پس وہ اگر اس کی خواہش کرے اور ماں باپ اس کو شامل رکھنا چاہیں تو شوہر کو جائز نہیں کہ اس حالت میں بیوی کو ان کے شامل رکھے بلکہ واجب ہوگا کہ اس کو جدا رکھے یا مثلاً حج وعمرہ کو یا طلب العلم بقدر الفریضۃ کو نہ جانے دیں تو اس میں ان کی اطاعت ناجائز ہوگی۔ دوم جو امر شرعاً ناجائز ہو اور ماں باپ اس کا حکم کریں اس میں بھی ان کی اطاعت جائز نہیں مثلاً وہ کسی ناجائز نوکری کا حکم کریں یا رسوم جہالت

اختیار کرا دیں وعلیٰ ہذا سوم جو امر شرعاً نہ واجب ہو اور نہ ممنوع ہو بلکہ مباح ہو بلکہ خواہ مستحب ہی ہو اور ماں باپ اس کے کرنے کو یا نہ کرنے کو کہیں تو اس میں تفصیل ہے دیکھنا چاہئے کہ اس امر کی اس شخص کو ایسی ضرورت ہے کہ بدون اس کے اس کو تکلیف ہوگی مثلاً غریب آدمی ہے پیسہ پاس نہیں بستی میں کوئی صورت کمائی کی نہیں مگر ماں باپ نہیں جانے دیتے یا یہ کہ اس شخص کو ایسی ضرورت نہیں اگر اس درجہ کی ضرورت ہے تب تو اس میں ماں باپ کی اطاعت ضروری نہیں اور اگر اس درجہ ضرورت نہیں تو پھر دیکھنا چاہئے کہ اس کام کے کرنے میں کوئی خطرہ واندیشہ ہلاک یا مرض کا ہے یا نہیں۔ اور یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اس شخص کے اس کام میں مشغول ہو جانے سے بوجہ کوئی خادم وسامان نہ ہونے کے خود ان کا تکلیف اٹھانے کا احتمال قوی ہے یا نہیں۔ پس اگر اس کام میں خطرہ ہے یا اس کے غائب ہو جانے سے ان کو بوجہ بے سروسامانی تکلیف ہوگی تب تو ان کی مخالفت جائز نہیں مثلاً غیر واجب لڑائی میں جاتا ہے یا سمندر کا سفر کرتا ہے یا پھر ان کا کوئی خبر گیراں نہ رہے گا اور اس کے پاس اتنا مال نہیں جس سے انتظام خادم ونفقہ کافیہ کا کر جائے اور وہ کام اور سفر بھی ضروری نہیں تو اس حالت میں ان کی اطاعت واجب ہوگی اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں یعنی نہ اس کام یا سفر میں اس کو کوئی خطرہ ہے اور نہ ان کی مشقت وتکلیف ظاہری کا کوئی احتمال ہے تو بلا ضرورت بھی وہ کام یا سفر باوجود ان کی ممانعت کے جائز ہے گو مستحب یہی ہے کہ اس وقت بھی اطاعت کرے اور اسی کلیہ سے ان کو فروغ کا بھی حکم معلوم ہو گیا کہ مثلاً وہ کہیں کہ اپنی بی بی کو بلا وجہ معتد بہ طلاق دیدے تو اطاعت واجب نہیں۔ ﴿وحدیث ابن عمر یحمل علی الاستحباب او علی ان امر عمر کان عن سبب صحیح﴾ اور مثلاً وہ کہیں کہ تمام کمائی اپنی ہم کو دیا کرو تو اس میں بھی اطاعت واجب نہیں اور وہ اگر اس چیز پر جبر کریں گے تو گنہگار ہوں گے۔ ﴿وحدیث انت ومالک لابیک محمول علی الاحتیاج کیف وقدقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یحل مال امرء الا بطیب نفس منہ﴾ اور اگر وہ حاجت ضروریہ سے زائد بلا اذن لیں گے تو ان کے ذمہ دین ہوگا جس کا مطالبہ دنیا میں بھی ہوسکتا ہے۔ اگر یہاں نہ دیں گے تو قیامت میں دینا پڑے گا فقہاء کی تصریح اس کیلئے کافی ہے وہ احادیث کے معنی خوب سمجھتے ہیں خصوصاً جب کہ حدیث حاکم میں بھی اذا احتجتم کی قید مصرح ہے۔ واللہ اعلم۔

کتبہ اشرف علی ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ مقام تھانہ بھون

﴿اختتام بالخیر﴾

فَسْـَٔلُوٓا۟ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ⑦

سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں۔

بہشتی گوہر

مؤلف

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۸۰-۱۳۶۲ھ

مکتبۃ البشریٰ

شعبہ نشر و اشاعت

چوہدری محمد علی چیریٹیبل ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی پاکستان

فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ ۝٧

ترجمہ: سو پوچھو یاد رکھنے والوں سے اگر تم کو معلوم نہیں۔

بہشتی گوہر

مؤلف

حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۸۰ھ-۱۳۶۲ھ

مکتبۃ البشریٰ
للطباعۃ والنشر

عرضِ ناشر

''بہشتی گوہر'' اردو زبان میں فقہ حنفی کی ایک معتبر و مستند کتاب ہے جو خالص مرّدوں کے مسائل کے بارے میں لکھی گئی ہے۔

آج تک اردو زبان میں جتنی بھی کتابیں اس موضوع پر تألیف کی گئی ہیں، ان میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تصنیف ''بہشتی گوہر'' ایک امتیازی مقام رکھتی ہے۔

''بہشتی گوہر'' کا شمار اگر چہ قدیم کتابوں میں ہوتا ہے مگر یہ آج بھی روزِ اوّل کی طرح مقبول و معروف ہے اور آج بھی برصغیر کے تمام دینی مدارس کے طلباء، علماء اور عربی داں طبقہ اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔

''بہشتی گوہر'' برّ صغیر کے مختلف اور معروف طباعتی اداروں سے وقتاً فوقتاً شائع ہوتی رہی ہے، تاہم اس بات کی شدّت سے ضرورت محسوس کی گئی کہ اس کو متعلّمین کی سہولت کے لئے جدید طباعت کے تقاضوں سے ہم آہنگ کر کے طبع کیا جائے۔

ادارۃ البشریٰ نے انتہائی شدت کے ساتھ اس ضرورت کو محسوس کیا، اور اس بات کا بیڑا اُٹھایا کہ نفس مضمون و مفہوم میں کسی بنیادی تبدیلی کے بغیر ہی یہ فریضہ سرانجام دیا جائے، چنانچہ ممتاز علماء کرام کی زیر نگرانی انتہائی تحقیق و احتیاط کے ساتھ یہ فریضہ سرانجام پایا۔ اور حاشیہ میں جن فقہی مصادر اور احادیث کا حوالہ دیا گیا ہے، انکی از سرِ نو تحقیق اور تخریج کرائی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے اور حضرت مصنف رحمۃ اللہ علیہ کے بلند درجات کو مزید بلند فرمائے اور ادارۃ البشریٰ کے ساتھ جن حضرات نے جس انداز میں بھی تعاون فرمایا ہے اور فرماتے ہیں، ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور ہماری اس کاوش کو قبول عام بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

ادارۃ البشریٰ

للطباعة و النشر

۲۹/ رمضان ۱۴۲۹ھ

فہرست

دیباچہ جدیدہ بہشتی گوہر

یہ تو معلوم ہے کہ بہشتی گوہر کوئی مستقل تالیف نہیں ہے، بلکہ منتخب رسالہ ہے رسالہ ''علم الفقہ'' مؤلفہ مولانا عبدالشکور صاحب سے جیسا کہ اس کے دیباچۂ قدیمہ سے ظاہر ہے۔ مگر اس مرتبہ بعض مسائل کو علم الفقہ سے ملا کر دیکھا گیا تو اُس کے اور اِس کے بعض مسائل میں کچھ اختلاف ملا۔ اس پر بہشتی گوہر کا مُسَوَّدہ تلاش کیا گیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ اختلاف کس وجہ سے ہوا ہے۔ انتخاب کے وقت ہی یہ اختلاف پیدا ہوا ہے یا بعد میں کسی نے کمی یا زیادتی کی، لیکن مسودہ نہ مل سکا۔ نیز بعض مسائل خود اصل علم الفقہ میں محتاجِ تحقیق مکرر نظر پڑے۔ لہٰذا اب دوبارہ کُل بہشتی گوہر پر نظر کرنا ضروری ہوا۔ لہٰذا احقر کے عرض پر حکیمُ الامت مجدد الملّت معظم ومحترم حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب (نور اللہ مرقدہ العالی) نے بوجہ کثرتِ مشاغل اس مرتبہ اس طرح نظر فرمائی کہ بہشتی گوہر کو اوّل سے آخر تک ایک سرسری نظر سے ملاحظہ فرمایا اور اس میں جس مسئلہ میں شبہ ہوا اس پر نشان کر دیا، پھر ان مقامات کو برادر مکرم مولانا ظفر احمد صاحب کی خدمت میں احقر نے حسبُ الحکم حضرت الامت رحمۃ اللہ علیہ اس غرض سے پیش کیا کہ ان نشان زدہ مقامات کو کتبِ فقہ میں نکال کر بہشتی گوہر کی عبارت کو درست کر دیا جائے۔ چنانچہ بھائی صاحب موصوف نے نہایت جانفشانی سے اس کام کو انجام دیا اور مواقعِ ضرورت میں حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ سے مشورہ بھی فرماتے رہے۔ اسی طرح ان تمام مقاماتِ نشان زدہ کو درست فرما دیا۔ جزاھم اللہ تعالیٰ۔ اور چونکہ اس مرتبہ بہشتی گوہر کو دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ اُن کا حوالہ نہیں ہے۔ لہٰذا میرے مکرم احباب مولانا وصیُ اللہ صاحب اعظم گڑھی زادمجدہ و مولانا مولوی عبدالکریم صاحب گمتھلوی مرحوم نے نہایت محنت وعرق ریزی سے تمام کتبِ فقہ سے تلاش کر کے ان سب مسائل کے حوالے درج کئے اور جن مسائل میں پہلے حوالے تھے ان میں صفحات کا حوالہ نہ تھا، اُن سے میں صفحات کے حوالے درج ہوئے اور اگر پہلی لکھی ہوئی کتاب میں باوجود تلاش کے مسئلہ نہ مل سکا تو اُس کتاب کی جگہ دوسری کتاب کا حوالہ دیا گیا اور مواقعِ ضرورت میں بعد مشورہ عبارت میں بھی تغیر فرمایا۔ غرض کہ اس مرتبہ اس قدر ترمیم ہوئی ہے کہ گویا بہشتی گوہر کو دوبارہ تالیف کیا گیا ہے اور بہشتی زیور میں تو اس امر کا التزام کیا تھا کہ اس مرتبہ جو کچھ کمی یا اضافہ ہوا ہے اس کی اطلاع حاشیہ پر کر دی ہے، لیکن چونکہ بہشتی گوہر میں تغیر بہت زیادہ ہوا ہے اس لئے اس میں اس کا التزام نہیں ہو سکا، بلکہ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ اس سے پہلے کے جس قدر مطبوعہ بہشتی گوہر ہیں اُن کو اس سے درست کر لیا جائے، کیونکہ اس جدید نسخہ کے مسائل صحیح اور مطبوعۂ سابق کے بعض مسائل غلط ہیں۔

ضروری التماس

بہشتی زیور اور بہشتی گوہر پر چونکہ پوری طرح نظرِ ثانی حضرات متذکرۂ بالا نے فرمائی ہے، حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے تو محض ایک سرسری نظر فرمائی ہے، لہٰذا ان میں جو کوتاہیاں رہ گئی ہوں (اگرچہ اپنے نزدیک تو کوتاہی چھوڑی نہیں ہے) اُن کو حضرت حکیم الامت دام ظلہم کی طرف نسبت کر کے خوانخواہ معاندانہ اعتراض سے بچیں۔ ہاں طلبِ حق کیلئے اگر کسی مسئلہ کی بابت دریافت کرنا ہو تو پوچھیں، مگر طرزِ سوال سے طلبِ حق یا عناد صاف طور پر معلوم ہو ہی جاتا ہے۔

محمد شبیر علی تھانوی عفی عنہ

۱۳۴۴ھ

اصطلاحات[1] ضروریہ

جاننا چاہئے کہ جو احکامِ الٰہی بندوں کے افعالِ اعمال کے متعلق ہیں اُن کی آٹھ قسمیں ہیں: (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مستحب (۵) حرام (۶) مکروہِ تحریمی (۷) مکروہِ تنزیہی (۸) مباح۔

(۱) **فرض:** وہ ہے وہ دلیلِ قطعی سے ثابت ہو اور اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر[2] ہے۔ پھر اس کی دو قسمیں ہیں۔ فرضِ عین، اور فرضِ کفایہ۔

فرضِ عین وہ ہے جس کا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی اس کو بغیر کسی عذر کو چھوڑے وہ مستحقِ عذاب اور فاسق ہے، جیسے پنج وقتی نماز اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔ فرضِ کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں، بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ[3]۔

(۲) **واجب:** وہ ہے جو دلیلِ ظنّی[4] سے ثابت ہو، اس کا بلا عذر ترک کرنے والا فاسق ہے اور عذاب کا مستحق ہے، بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے اور جو اس کا انکار کرے وہ بھی فاسق ہے، کافر[5] نہیں۔

(۳) **سنت:** وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو، اور اس کی دو قسمیں ہیں: سنّتِ مؤکدہ اور سنّتِ غیر مؤکدہ۔ سنّتِ مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے ترک نہ کیا ہو، لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو، اس کا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے، یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اس کی عادت کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا[6]۔ ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں، مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اس کے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے۔

---

(۱) یہ مضمون اہلِ مطابع میں سے کسے نے بڑھایا ہے، حضرت مؤلف علّام کا نہیں۔ (محشی) (۲) ردّالمحتار ۱/۲۱۵.
(۳) ردّالمحتار ۱/۹۰۶-۹۰۷. (۴) دلیلِ ظنّی وہ دلیل ہے کہ جس میں دوسرا بھی احتمالِ ضعیف ہو اور دلیلِ قطعی سے درجہ میں مؤخر ہو۔ (محشی)
(۵) ردّالمحتار ۱/۲۱۶. (۶) شفاعت سے مراد مطلق شفاعت نہیں جو اہلِ کبائر تک کیلئے عام ہوگی، بلکہ مراد وہ شفاعت ہے جو اتباعِ سنت کا ثمرہ ہے۔ [شامي ۹/۵۵۸]

سنّتِ غیر مؤکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کبھی ترک بھی کیا ہو، اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں، اور اس کو سنّتِ زائدہ اور سنّتِ عادیہ بھی کہتے ہیں ۔[١]

(۴) مستحب: وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو، لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی۔ اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اس کو فقہاء کی اصطلاح میں نفل اور مندوب اور تطوّع بھی کہتے ہیں ۔[٢]

(۵) حرام: وہ ہے جو دلیلِ قطعی سے ثابت ہو، اس کا منکر کافر ہے اور اس کا بے عذر کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے ۔[٣]

(۶) مکروہِ تحریمی: وہ ہے جو دلیلِ ظنّی سے ثابت ہو، اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے جیسے کہ واجب کا منکر فاسق ہے، اور اس کا بغیر عذر کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے ۔[٤]

(۷) مکروہِ تنزیہی: وہ فعل ہے جس کے نہ کرنے میں ثواب ہو اور کرنے میں عذاب نہ ہو ۔[٥]

(۸) مباح: وہ فعل ہے جس کے کرنے میں نہ ثواب ہو اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو ۔[٦]

---

① ردّالمحتار ۱/۲۳۰ و ۹/۵۵۸. ② ردّالمحتار ۱/۲۳۰و ۹/۵۵۸. ③ ردّالمحتار ایضاً.

④ شرح التنویر و ردّالمحتار ۹/۵۵۸. ⑤ ردّالمحتار ۹/۵۵۷. ⑥ ردّالمحتار ایضاً.

بہشتی زیور کا گیارہواں حصہ ملقّب بہ

''بہشتی گوہر''

دیباچہ قدیمہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

بعد الحمد والصلوٰۃ، یہ رسالہ بہشتی گوہر تتمّہ ہے ''بہشتی زیور'' کا جو اس کے قبل دس۱۰ حصّوں میں شائع ہو چکا ہے اور جس کے اخیر حصہ کے ختم پر اس تتمہ کی خبر اور ضرورت کو ظاہر کیا جا چکا ہے، لیکن بوجہ کم فرصتی کے اس کے جمیع مسائل کو اصل کتبِ فقہیہ مُتَدَاوِلہ سے نقل کرنے کی نوبت نہیں آئی ، بلکہ رسالہ علمُ الفقہ کو جو لکھنؤ سے شائع ہوا ہے، اور جسمیں اکثر جگہ اصل کتب کا حوالہ بھی دیدیا گیا ہے، ایک طالب① علمانہ نظر سے مطالعہ کر کے اسمیں سے اس تتمّہ کے مناسب یعنی ضروری مسائل جو مَردوں کے ساتھ مخصوص ہیں مقصوداً اور کسی عارضی مصلحت سے مسائلِ مشترکہ تبعاً منتخب کر کے ایک جگہ جمع کرنا کافی سمجھا گیا ہے، البتہ مواقعِ ضرورت میں اصل کتب سے بھی مراجعت کر کے اطمینان کیا گیا اور جہاں کہیں مضامین یا حوالۂ کتاب کی غلطیاں تھیں اُن سب کی اصلاح اور درستی کر دی گئی ، اور کہیں کہیں قدرے کمی بیشی یا تغیرِ عبارت یا مختصر اضافہ بھی کیا گیا ہے، جس سے یہ مجموعہ مِنۡ وجہٍ مستقل اور مِنۡ وجہٍ غیر مستقل ہو گیا، اور بعض ضروری مسائل ''صفائی معاملات'' سے بھی لئے گئے ۔ کچھ بعید نہیں کہ پھر بھی بعض مسائل مہمّہ اسمیں رہ گئے ہوں، اس لئے عام ناظرین سے درخواست ہے کہ ایسے ضروری مسائل سے بعنوان سوال اطلاع فرمائیں تا کہ طبع آئندہ میں اضافہ کر دیا جاوے اور خاص اہلِ علم سے امید ہے کہ ایسی ضروریات کو از خود اسکے اخیر

---

① یعنی سرسری نظر سے اور وہ بھی صرف ایک تھی نہ کہ متعدد۔ مقصود یہ ہے کہ جس طرح طالب علم مطالعہ کرتے وقت صرف اُنھیں مقامات کو قابلِ غور سمجھتا ہے جن میں اس کو شبہ ہوتا ہے اور اُنھیں کی تحقیق کی فکر کرتا ہے اور جو مقامات اُس کی سمجھ میں آجاتے ہیں گو وہ فی نفسہ قابل تحقیق ہوں مگر وہ ان کے درپے نہیں ہوتا، یونہی ہم نے بھی صرف اِنھیں مقامات کی تحقیق کی ہے جو کہ ہم کو سرسری نظر میں مشتبہ معلوم ہوئے ، اور جن مقامات میں ہم کو سرسری نظر میں شبہ نہیں معلوم ہوا اُن کے متعلق ہم نے کوئی کاوش نہیں کی ، بلکہ وہاں اصل کتاب پر اعتماد کیا ہے۔

میں مثل اضافہ حصہ دہم اصل کتاب بطور ضمیمہ کے ملحق فرمائیں۔ چونکہ اس میں مختلف ابواب کے مسائل ہیں اس لئے بہشتی زیور کے جن حصّوں کا اس میں تتمّہ ہے جن میں زیادہ مقدار حصہ سوم کے تتمّہ کی ہے، ان کے مناسب اس کا تجزیہ کر کے ہر جز و مضمون کے ختم پر جلی قلم سے لکھ دیا جائے گا کہ یہاں فلاں حصہ کا تتمّہ ختم ہوا اور آگے فلاں حصہ کا تتمّہ شروع ہوتا ہے۔ پس مناسب اور سہل اور مفید طریقہ یہ ہوگا کہ جب کوئی مرد یا لڑکا کوئی حصہ بہشتی زیور کا مطالعہ میں یا درس میں ختم کر چکے تو قبل اسکے کہ آئندہ حصہ شروع کیا جاوے، اس حصّۂ مختومہ کا تتمّہ اس رسالہ میں سے اس کے ساتھ دیکھ لیا جاوے۔ پھر اصل کتاب کا حصہ آئندہ دیکھا پڑھا جاوے، اسی طرح اس کا ختم بھی ایسا ہی کیا جاوے۔ وعلی ھذا القیاس واللہ الکافی لکل خیر وھو الوافی من کل ضیر.

کتبہ اشرف علی عفی عنہ

آخر ربیع الاوّل ۱۳۲۴ھ

تتمہ حصہ اوّل

کتابُ الطّہارۃ

پانی کے استعمال کے احکام

مسئلہ ۱: (۱) ایسے ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ، بُو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں، نہ جانوروں کو پلانا درست ہے، نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے، اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا درست ہے، مگر ایسے گارے سے مسجد نہ لیپے۔

مسئلہ ۲: (۲) دریا، ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ کنواں جس کو بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اُٹھا سکتے ہیں، کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو، جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو، تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقۂ استعمال سے منع کر دے۔

مسئلہ ۳: (۳) کسی شخص کی مملوک زمین میں کنواں یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے سے یا

---

(۱) إذا تنجّس الماء القليل بوقوع النّجاسة فيه: إن تغيّرت أوصافه، لا ينتفع به من كل وجهٍ كالبول، وإلّا جاز سقى الدّواب وبلّ الطّين، ولا يطيَّن به المسجد.[الهندية: ۱/۲۹] (۲) اعلم أنّ المياه أربعة أنواع: الأوّل ماء البحار، ولكل أحد فيها حقُّ الشفة وسقى الأراضي. فلايمنع من الانتفاع على أي وجهٍ شاء، والثانى ماء الأودية العظام كسيحون، وللناس فيه حق الشفه مطلقا، وحقّ سقى الأراضي إن لم يضرّ بالعامّة، ...... فإن أضرّ بأن يفيض الماء ويفسد حقوق النّاس أوينقطع الماء عن النّهر الأعظم أويمنع جريان السفن، فلكل واحد مسلما كان أو ذميا أو مكاتباً منعه "بزازيه". [ردّ المحتار ۱۰/۱۵،۱٦] (فصل الشّرب). (۳) لا سقى دوابّه إن خيف تخريب النّهر لكثرتها، ولا سقى أرضه وشجره و زرعه ونصب دولاب ونحوها من نهر غيره وقناته وبئره إلا بإذنه؛ لأن الحق له فيتوقف على إذنه، وله سقي شجر أو خضر زرع في داره حملاً إليه بجراره وأوانيه فى الأصح،... ولو كانت البئر أوالحوض أوالنّهر في ملك رجل، فله أن يمنع مريد الشفة من الدخول في ملكه إذا كان يجد ماءً بقربه،=

جانوروں کو پلانے یا وضو وغسل اور پارچہ شوئی کے لئے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے گھر کے درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کرسکتا، کیونکہ اس میں سب کا حق ہے، البتہ اگر کثرتِ جانوروں کی وجہ سے پانی ختم ہونے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے، اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائے گا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے بآسانی چل سکتا ہے (مثلاً کوئی دوسرا کنواں وغیرہ ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر موجود ہے اور وہ کسی کی مملوک زمین میں بھی نہیں ہے) یا اُس کا کام بند ہو جاوے گا اور تکلیف ہوگی۔ اگر اُسکی کارروائی دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر، ورنہ اس کنویں والے سے کہا جاوے گا کہ یا تو اس شخص کو اپنے کنویں یا نہر وغیرہ پر آنے کی اس شرط سے اجازت دو کہ نہر وغیرہ توڑے گا نہیں، ورنہ اس کو جس قدر پانی کی حاجت ہے تم خود نکال کر یا نکلوا کر اُسکے حوالہ کرو، البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بدون اُس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگوں کو جائز نہیں، اس سے ممانعت کرسکتا ہے، یہی حکم ہے خود رو گھاس کا، اور جس قدر نباتات بے تَنَہ ہیں سب گھاس کے حکم میں ہیں، البتہ تَنَہ دار درخت زمین والے کی مملوک ہیں۔

مسئلہ ۴: ① اگر ایک شخص دوسرے کے کنویں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ کنویں یا نہر والا اس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہیں، اس میں اختلاف ہے۔ مشائخِ بلخ نے فتویٰ جواز کا دیا ہے۔

مسئلہ ۵: ② دریا، تالاب اور کنویں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے، مشک وغیرہ کے پانی بھر لے تو وہ اس پانی کا مالک ہو جائے گا، اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر پیاس سے بے قرار ہو جائے تو زبردستی چھین لینا جائز ہے، جبکہ پانی والے کی سخت حاجت سے زائد موجود ہو، مگر اس پانی کا ضمان دینا پڑے گا۔

= فإن لم يجد يقال له أي لصاحب البئر ونحوه: إما أن تخرج الماء إليه أوتتركه ليأخذ الماء بشرط أن لا يكسر ضفته أى جانب النهر و نحوه؛ لأن له حينئذٍ حق الشفة لحديث أحمد"المسلمون شركاء في ثلث: فى الماء، والكلاء، والنار" وحكم الكلاء كحكم الماء، فيقال للمالك: إما أن تقطع وتدفع إليه، وإلا تتركه ليأ خذ قدر مايريد. [الدرّالمختار ١٠/١٦-١٩] ① وجوّز بعض مشائخ بلخ بيع الشرب لتعامل أهل بلخ، والقياس يترك للتعامل. [وتمام الكلام فى الدرّالمختار وردّ المحتار. [١٠/٢٩] (فصل الشّرب) ② وإن كان محرزا في الأوان ى قاتله بغير السلاح كطعام عند المخمصة درر إذا كان فيه فضل عن حاجته لملكه بالإحراز، فصار نظير الطعام، (الدّر المختار) ويضمن له ما أخذ؛ لأن حل الأخذ للاضطرار لا ينافي الضمان. [الدّرالمختار و ردّالمحتار ١٠/٢٠]

مسئلہ ۶:① لوگوں کے پینے کے لئے جو پانی رکھا ہوا ہو، جیسے گرمیوں میں راستوں پر پانی رکھ دیتے ہیں، اس سے وضوو غسل درست نہیں، ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں، اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہوا اُس سے پینا درست ہے۔

مسئلہ ۷:② اگر کنویں میں ایک دو مینگنی گر جاوے اور وہ ثابت نکل آوے تو وہ کنواں ناپاک نہیں ہوتا، خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا، اور مَن ہو یا نہ ہو۔

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل

مسئلہ ۱: غلّہ گاہنے کے وقت یعنی جب اُس پر بیلوں کو چلاتے ہیں، اگر بیل غلّہ پر پیشاب کردیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف③ ہے، یعنی غلہ اس سے ناپاک④ نہ ہوگا۔ اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائے گا، اس لئے کہ یہاں ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۲:⑤ کافر کھانے کی شے جو بناتے ہیں اسکو اور اسی طرح اُن کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے، تاوقتیکہ اُس کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔

مسئلہ ۳:⑥ بعض لوگ جو شیر وغیرہ کی چربی استعمال کرتے ہیں اور اسکو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں، ہاں اگر

---

① الماء المسبل في الفلاة لا يمنع التيمّم مالم يكن كثيرا، فيعلم أنه للوضوء أيضا، ويشرب ما للوضوء. [الدرالمختار ۱/ ٤٧٤ باب التيمّم] ② قوله: (وبعرتي إبل وغنم) أي: لانزح بهما، وهذا استحسان، قال في "الفيض" فلا ينجّس إلّا إذا كان كثيراً، سواء كان رطباً أو يابساً، صحيحاً أو منكسرا، ولافرق بين أن يكون للبئرحاجز كالمدن أو لا كالفلوات هو الصحيح. [ردّ المحتار ۱/ ٤٢٢] ③ كما لوبال حمر خصّها لتغليظ بولها اتفاقاً على نحو حنطة تدوسها فقسم أوغسل بعضه أوذهب بهبة أوأكل أوبيع كما مرّحيث يطهر الباقي. [الدّر المختار ۱/ ٥٨٨ والهندية ۱/ ٥٠] ولعلّ المؤلّف اختار في ذلك مذهب محمد رحمه الله، فإن بول مايؤكل لحمه طاهر عنده، ولذا لم يذكر قيد الهبة والتقسيم وإلا فقيدوا المسئلة بالهبة والتقسيم. (ف) ④ "عام کتبِ فقہ میں تقسیم وہبہ کی قید ہے، غالبًا یہ مسئلہ امام محمد صاحب رحمہ اللہ علیہ کے قول پر بلا قیدِ تقسیم وغیرہ لکھا گیا ہے، کیونکہ وہ بول مایؤکل لحمہ کو مطلقاً اور حمار وغیرہ کے بول کو ضرورتِ بلویٰ کی وجہ سے پاک کہتے ہیں"۔ (ظفر احمد) ⑤ لابأس بطعام المجوس كلّه إلّا الذّبيحة؛ فإن ذبيحتهم حرام. قال محمد رحمه الله: ويكره الأكل والشّرب في أواني المشركين قبل الغسل، ومع هذا لوأكل أو شرب فيها قبل الغسل جاز، ولا يكون اكلاً وشارباً حراماً، وهذا إذا لم يعلم بنجاسة الأواني، فأما إذاعلم فإنه لا يجوز أن يشرب ويأ كل منها قبل الغسل،... والصلوة فى سراويلهم نظير الأكل والشّرب من أوانيهم، إن علم أن سراويلهم نجسة لا تجوز الصلوة فيها وإن لم يعلم تكره الصلاة فيها. [الهندية مختصراً ۱/ ٣٤٧] ⑥ اختلف في التداوى بالمحرم، وظاهرالمذهب المنع،... وقيل: يرخص إذا علم =

طبیب حاذق دیندار کی یہ رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوائے چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے، لیکن نماز کے وقت اُسکو پاک کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ ۴: راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے، بشرطیکہ بدن یا کپڑے میں نجاست کا اثر نہ معلوم ہو، فتویٰ اسی پر ہے،① باقی احتیاط یہ ہے کہ جس شخص کی بازار اور راستوں میں زیادہ آمد ورفت نہ ہو وہ اس کے لگنے سے بدن اور کپڑے پاک کرلیا کرے، چاہے ناپاکی کا اثر بھی محسوس نہ ہو۔

مسئلہ ۵: نجاست اگر جلائی جائے تو اسکا دھواں پاک ہے، وہ اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے، جیسے نوشادر کو کہتے ہیں کہ نجاست کے دھوئیں سے بنتا ہے۔②

مسئلہ ۶: نجاست کے اوپر جو گرد وغبار ہو وہ پاک ہے، بشرطیکہ نجاست کی تری نے اسمیں اثر کرکے اسکو تر نہ کردیا ہو۔③

مسئلہ ۷: نجاستوں سے جو بُخارات اُٹھیں وہ پاک ہیں،④ پھل⑤ وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں، لیکن اُن کا کھانا درست نہیں اگر ان میں جان پڑ گئی ہو، اور گولر وغیرہ سب پھلوں کے کیڑوں⑥ کا یہی حکم ہے۔

=فيه الشفاء ولم يعلم دواء آخر. [الدّر المختار ١/٤٠٥] ① طين الشوارع عفو إذا لم يظهر فيه أثر النّجاسة، الصحيح أنه لمن ابتلى به بحيث يجيء ويذهب في أيام الادحال، بخلاف من لايمر بها أصلا في هذه الحالة فلايعفى في حقّه. [ملخص ما في ردّالمحتار ١/٥٨٣] ② اما النوشادر المستجمع من دخان النّجاسة فهو طاهر. [ردّ المحتار ١/٥٨٤] ③ وغبار سرقين ومحل كلاب وانتضاح غسالة لاتظهر مواقع قطرها في الإناء عفو [الدّرالمختار ١/٥٨٤] وقال العلامة ابن عابدين: والعفو مقيد بما إذا لم يظهر فيه أثر النّجاسة كما نقله في الفتح عن التجنيس، وقال القهستاني: إنه الصحيح، وتمام بحثه في ردّ المحتار. [١/٥٨٣] ④ وبخار نجس... عفو. وفي ردالمحتار: وما يصيب الثوب من بخارات النّجاسة، قيل: ينجّسه، وقيل: لا، وهو الصحيح. [ردّ المحتار ١/٥٨٣] ⑤ ولا توكل المرقة إن تفسخ الدود فيها؛ لأنه ميتة وإن كان طاهرا، قلت: وبه يعلم حكم الدود في الفواكه والثمار. [ردّ المحتار ١/٦٢٠] ويؤخذ منه أن أكل الجبن أو الخل أو الثمار كالنبق بدوده لا يجوز إن نفخ فيه الروح. [ردّالمحتار ٥/٢٩٩] ⑥ سرکہ اور دوا کے کیڑوں کا بھی یہی حکم ہے، شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں آیتِ شریفہ (إنما حرم عليكم الميتة إلخ البقرة:١٧٣) کے ذیل میں لکھا ہے ''وکرمے کہ در بعض فواکہ می باشد مانند گولر وغیرہ یا در سرکہ می افتد نیز ہمیں حکم دارد بلکہ خوردن آں کرم بہ تبعیت آں میوہ وآں سرکہ نیز جائز است، اما آں کرم راجدا گانہ ازاں میوہ وازاں سرکہ برآوردہ خوردن درست نیست ۲۰۸'' [تفسیر عزیزی اردو۲/۹۴۱، ایچ ایم سعید، کراچی] شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کو دیکھ کر بعض حضرات نے بہشتی گوہر کے مسئلہ پر اعتراض کیا ہے، ہم نے عباراتِ فقہیہ حاشیہ میں نقل کردی ہیں جن سے بہشتی گوہر کے مسئلہ کو اخذ کیا گیا ہے، اور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا محمل ہمارے نزدیک یہ نہیں ہے کہ جو کیڑے پھلوں میں ہوتے ہیں اگرچہ وہ علیحدہ ہوسکتے ہوں اور کثیر تعداد میں ہوں ان کو بھی کھالیا جائے، بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر کوئی کیڑا اس میں مخلوط ہوکر کھایا جائے تو تبعیت کی وجہ سے اسکا کھانا جائز ہے۔ لان العلة علىٰ ماقالوا هي الاستقذار، وهي لا يوجد=

مسئلہ ۸: ① کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بُو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں، جیسے گوشت، حلوہ، وغیرہ، مگر نقصان کے خیال سے اُن کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ ۹: ② مشک اور اسکا نافہ ③ پاک ہے، اور اسی طرح عنبر وغیرہ۔

مسئلہ ۱۰: ④ سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔

مسئلہ ۱۱: ⑤ گندا انڈا حلال جانور کا پاک ہے، بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔

مسئلہ ۱۲: ⑥ سانپ کی کیچلی پاک ہے۔

مسئلہ ۱۳: ⑦ جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جاوے وہ نجس ہے، خواہ وہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا، لیکن ان پانیوں میں اتنا فرق ہے کہ اگر پہلی دفعہ کا پانی کسی کپڑے میں لگ جاوے تو یہ کپڑا تین دفعہ دھونے سے پاک ہوگا، اور اگر دوسری دفعہ کا پانی لگ جاوے تو صرف دو دفعہ دھونے سے پاک ہوگا، اور اگر تیسری دفعہ کا لگ جاوے تو ایک ہی دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔

مسئلہ ۱۴: ⑧ مُردہ انسان جس پانی سے نہلایا جاوے وہ پانی نجس ہے۔

=باختلاط شيء قليل غاية القلة، كما إذا طبخ في قدر ذبابة وانحلت فيه. یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کیڑے علیحدہ ہو سکتے ہوں اُن کو قصداً کھالیا جائے جیسا کہ عام طور پر گولر کو عوام آنکھ بند کر کے کھاتے ہیں، عباراتِ فقہیہ کے علاوہ احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، ابوداؤد میں ہے: عن أنس بن مالك رضي الله عنه قال: أتي النبي صلى الله عليه وسلم بتمر عتيق، فجعل يفتشه يخرج السوس منه. اسکی شرح میں شیخنا ومولانا خلیل احمد صاحب نوراللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں: فعلم من ذلك أن أكل دود الثمار لا يجوز، و وجهه أن الديدان من الخبائث، وقال تعالىٰ: "ويحرم عليهم الخبائث [الأعراف:١٥٧]" قال القاري: وروى الطبراني بإسناد حسن عن ابن عمر مرفوعاً: نهى أن يفتش التمر عما فيه، فالنهي محمول على التمر الجديد دفعا للوسوسة أوفعله محمول على بيان الجواز. انتهى. قلت: إذا كره أكل الديدان فإذا كان غلبة الظن على وجود الديدان في الثمر لا يجوز أكله، إما اذالم يغلب على الظن وجودها يجوز أكلها، فأما إذا كان قطعي الوجود حرم أكله للنص، فلا معنى لحمله على التنزيه وبيان الجواز. [بذل المجهود ٤/٣٦٥] ① يحرم أكل لحم أنتن، لانحو سمن ولبن؛ لأنه يضرّ لا لأنه نجس، أما نحو اللبن المنتن فلا يضر. [ردّ المحتار ١/٦٢٠] ② والمسك طاهر حلال و كذا نافجته مطلقاً على الأصح. [تنوير الأبصار مع الدر ١/٤٠٤] ③ ہرن کے اندر جس جگہ سے مشک نکلتا ہے اُسے نافہ کہتے ہیں۔

④ لعاب النائم طاهرٌ سواء كان من الفم أو منبعثا من الجوف عند أبي حنيفة و محمد رحمهما الله و عليه الفتوىٰ [الهندية ١/٥٢]

⑤ كبيضة حال محها [الهدايه ١/٥٨] أى تغيّر صفرته دما حتى لو صلى وفى كمه تلك البيضة تجوز صلوته. [البحرالرائق ١/٨٩]

⑥ قميص الحية، الصحيح أنه طاهر. [الهندية ١/٥٢] ⑦ والمياه الثلثة نجسة متفاوتة، فالأول: إذا أصاب شيئاً يطهر بالثلث، والثاني بالمثنىٰ والثالث بالواحد. [الهندية ١/٤٧] ⑧ غسالة الميت نجسة، أطلقه محمد في الأصل، والأصح أنه إذالم يكن=

مسئلہ ١٥: ① سانپ کی کھال نجس ہے، یعنی وہ جو اس کے بدن سے لگی ہوئی ہے، کیونکہ کینچلی پاک ہے۔

مسئلہ ١٦: ② مُردہ انسان کے منہ کا لعاب نجس ہے۔

مسئلہ ١٧: ③ اکہرے کپڑے میں ایک طرف مقدارِ معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو، لیکن دونوں کا مجموعہ اُس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ کم ہی سمجھی جائے گی اور معاف ہوگی، ہاں اگر کپڑا دوہرا ہو یا دو کپڑوں کو ملا کر اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائیگی اور معاف نہ ہوگی۔

مسئلہ ١٨: ④ دودھ دوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر دو ایک مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے، بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے۔ (اور اگر دودھ دوہنے کے وقت کے علاوہ گر جائیگی تو ناپاک ہو جاوے گا)۔

مسئلہ ١٩: ⑤ چار پانچ سال کا ایسا لڑکا، جو وضو کو نہیں سمجھتا، وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہیں۔

مسئلہ ٢٠: ⑥ پاک کپڑا، برتن اور نیز دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جاویں اس سے وضو اور غسل درست ہے، بشرطیکہ پانی گاڑھا نہ ہو جاوے اور محاورے میں اسکو ماءِ مطلق یعنی صرف پانی کہتے ہوں، اور اگر برتن وغیرہ میں کھانے پینے کی چیز لگی ہو تو اسکے دھوون سے وضو اور غسل کے جواز کی شرط یہ ہے کہ پانی کے تین وصفوں میں سے دو وصف باقی ہوں، گو ایک وصف بدل گیا ہو، اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔

مسئلہ ٢١: ⑦ مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے، اور وضو غسل اس سے درست نہیں، ہاں ایسے پانی سے نجاست دھونا درست ہے۔

=علی بدنه نجاسة يصير الماء مستعملا إلاأن محمداً إنما أطلق؛ لأن الميت لا يخلو عن النّجاسة غالبا.[الهندية ١/٢٦ وردّ المحتار ١/٣٨٦] ① جلد الحية نجس و إن كانت مذبوحة؛ لأنه لا يحتمل الدباغة. [الهندية ١/٥١] ② واما لعاب الميت فقد قيل: إنه نجس. [الهندية ١/٥٢] ③ ولا يعتبر نفوذ المقدار إلى الوجه الآخر لو الثوب واحداً، بخلاف ما إذا كان ذا طاقين كدرهم متنجّس الوجهين. [ردالمحتار ١/٥٧٢] ④ يعفى لو وقعتا (بعرتى إبل و غنم) في محلب وقت الحلب فر ميتا فورا قبل تفتت وتلون. [الدّر المختار ١/٤٢٢] ⑤ صبي توضأ هل يصير الماء مستعملا ؟ المختار أنه يصير مستعملا إذا كان الصبي عاقلا و إلا فلا. [الهندية ١/٢٦ والبحر الرائق ١/٢٠٦] ⑥ فلوتوضأ متوضئ لتبرد أو تعليم أولطين بيده لم يصر مستعملا اتفاقا، كزيادة على الثلاث بلا نية قربة، وكغسل نحو فخذ أو ثوب طاهر (الدّر المختار) و نحوه من الجامدات كالقدور والقطاع والثمار. [ردّ المحتار ١/٣٨٧] ⑦ يكره شربه والعجن به تنزيها للاستقذار، وعلى رواية نجاسته تحريما. [الدّر المختار ١/٣٩١ والبحرالرائق ١/٢١٧]

مسئلہ ۲۲: (۱) زمزم کے پانی سے بے وضو کو وضو کرنا نہ چاہئے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرے، اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے، ہاں اگر مجبوری ہو کہ پانی ایک میل سے ورے نہ مل سکے اور ضروری طہارت کسی اور طرح بھی حاصل نہ ہو سکتی ہو تو یہ سب باتیں زمزم کے پانی سے جائز ہیں۔

مسئلہ ۲۳: (۲) عورت کے وُضو اور غُسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے، گو ہمارے نزدیک اس سے وضو وغیرہ جائز ہے، مگر امام احمد کے نزدیک جائز نہیں اور اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے۔

مسئلہ ۲۴: (۳) جن مقاموں پر خدائے تعالیٰ کا عذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم، اُس مقام کے پانی سے وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے، مثل مسئلہ بالا اسمیں بھی اختلاف ہے، مگر یہاں بھی اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے اور مجبوری کو اسکا بھی وہی حکم ہے جو زمزم کے پانی کا ہے۔

مسئلہ ۲۵: (۴) تنور اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائیگا، بشرطیکہ بعد گرم ہونے کے نجاست کا اثر نہ رہے۔

مسئلہ ۲۶: (۵) ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چُھپا دی جائے اس طرح کہ نجاست کی بُو نہ آوے تو مٹی کا اوپر کا حصہ پاک ہے۔

مسئلہ ۲۷: (۶) ناپاک تیل یا چربی کا صابن بنا لیا جائے تو پاک ہو جائیگا۔

---

(۱) يجوز الوضوء والغسل بماء زمزم عندنامن غير كراهة، بل ثوابه أكثر، وفصّله صاحب لباب المناسك آخر الكتاب، فقال: يجوز الاغتسال والتوضوء بماء زمزم إن كان على الطهارة للتبرك، فلا ينبغي أن يغتسل به جنب ولا محدث ولا في مكان نجس ولا يستنجى به ولا يزال به نجاسة حقيقية، وعن بعض العلماء تحريم ذلك، وقيل: إن بعض الناس استنجى به فحصل له باسور [طحطاوى على المراقي ۲۱] رجل معه ماء زمزم فى قمقمة وقد رصص رأس الإناء وهو يحمله للعطية أوللاستشفاء لايجوز له التيمم. [منية المصلّى مع حلبي ۷۰] (۲) ومن منهياته التوضي بفضل ماء المرأة. [الدّر المختار ۱/۲۸۲] (۳) ينبغي كراهة التطهير أيضا أخذا مما ذكرنا وإن لم أره لأحد من أئمتنا بماء أو تراب من كل أرض غضب عليها إلابئر الناقة بأرض ثمود، فقد صرح الشافعية بكراهته ولا يباح عندأحمد. [ردّ المحتار ۱/۲۸۳] (۴) ويطهر زيت تنجس بجعله صابونا، به يفتى للبلوى، كتنور رش بماء نجس أو بال فيه صبي أو مسح بخرقة مبتلة نجسة لابأس بالخبز فيه أى بعد ذهاب البلة النجسة بالنار وإلا تنجس. [ردّ المحتار ۱/۵۷۰] (۵) وإن كانت النّجاسة رطبة فألقى عليها لبداً أوثنى ماليس ثخينا أو كبسها بالتراب فلم يجد ريح النّجاسة جازت صلوته. [مراقي الفلاح ۸/۲۰۸] (۶) حاشیہ مسئلہ ۲۵ باب ہذا دیکھو۔

مسئلہ ۲۸[1]: فصد کے مقام یا اور کسی عضو کو جو خون پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا ہو اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے پونچھ دینا کافی ہے اور بعد آرام ہونے کے بھی اُس جگہ کا دھونا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۹[2]: ناپاک رنگ اگر جسم میں یا کپڑے میں لگ جاوے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے، اگرچہ رنگ دُور نہ ہو۔

مسئلہ ۳۰[3]: اگر ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا ہے اس کی جگہ پر رکھ کر جما دیا جائے، خواہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے، اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھدی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز بھر دی جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اُسکو نکالنا نہ چاہئے، بلکہ وہ خود بخود پاک ہو جاوے گا۔

مسئلہ ۳۱[4]: ایسی ناپاک چیز کو جو چکنی ہو، جیسے تیل، گھی اور مُردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور اس قدر دھوئی جاوے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائیگی، اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔

مسئلہ ۳۲[5]: ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر جا پڑیں تو وہ پاک ہیں، بشرطیکہ اُس نجاست کا کچھ اثر اُن چھینٹوں میں نہ ہو۔

مسئلہ ۳۳[6]: دوہرا کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو کُل ناپاک سمجھا جائے گا،

---

① إذا مسح موضع المحجمة بثلث خرقات رطاب نظاف أجزأه عن الغسل، لأنه يعمل عمل الغسل. [الهندية ١/٤٩]

② ولا يضرّ بقاء أثر كلون وريح لازم فلا يكلّف في إزالته إلى ماء حارّ أو صابون ونحوه، بل يطهر ماصبغ أو خضب بنجس بغسله ثلاثا، والأولىٰ غسله إلى أن يصفو الماء. [الدّر المختار ١/٥٨٩] ③ شعر الإنسان ... وعظمه وسنه (طاهر) مطلقا (الدّر المختار) أي سواء كان سنه أو سن غيره من حي أو ميت قدر الدرهم أو أكثر حمله معه أو أثبته مكانه. [ردالمحتار ١/٤٠٠] كسر عظمه فوصل بعظم الكلب ولا ينزع الابضرر جازت الصلوة،... وفي الفتاوىٰ الخيرية من كتاب الصلوة: سئل في رجل على يده وشم، هل تصح صلوٰته وإمامته معه أم لا؟ أجاب: نعم تصح صلوٰته وإمامته بلا شبهة. [ردّ المحتار ١/٥٩٢]

④ حاشیہ مسئلہ ۲۹ باب ہذا دیکھو۔ ⑤ حمار بال في الماء فخرج منه رشاش، فأصاب من ذلك الرش ثوب إنسان، لا يمنع ذلك الرش جواز الصلوة بذلك الثوب وإن كثر حتى يستيقن أنه أي ذلك الرش بول، وكذا لورميت العذرة في الماء، فخرج منها رشاش فأصاب ثوباً، إن ظهر أثرها تنجس وإلا فلا، هذا هو المختار. [غنية المتملى (حلبئ كبير) ١٨٩ وملخص ردالمحتار ١/٦١٦] ⑥ ولوصلى على شيىء مبطن وفي باطنه قذر: إن كان مخيطا لا تجوز صلوٰته، وإن لم يكن مخيطا جاز صلوٰته. [منية المصلّي مع حلبي ١٩٩]

نماز اس پر درست نہیں، بشرطیکہ ناپاک جانب کا ناپاک حصہ نمازی کے کھڑے ہونے یا سجدہ [1] کرنے کی جگہ ہو اور دونوں کپڑے باہم سِلے ہوئے ہوں۔ اور اگر سِلے ہوئے نہ ہوں تو پھر ایک کے ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک نہ ہوگا، بلکہ دوسرے پر نماز درست ہے، بشرطیکہ اوپر کا کپڑا اسقدر موٹا ہو کہ اُس میں سے نیچے کی نجاست کا رنگ اور بُو ظاہر نہ ہوتی ہو۔

مسئلہ ۳۳: [2] مرغی یا اور کوئی پرند پیٹ چاک کرنے اور اُس کی آلائش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دیجائے، جیسا کہ آجکل انگریزوں اور اُن کے ہم منش ہندوستانیوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہوسکتی۔

مسئلہ ۳۴: [3] چاند یا سورج کی طرف پائخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے، نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے، اگر چہ نجاست اُسمیں نہ گرے، اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہوں، اور اسی طرح پھل پھول والے درخت کے نیچے، جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہوں، جانوروں کے درمیان میں، مسجد اور عیدگاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبُو سے نمازیوں کو تکلیف ہو، قبرستان میں یا ایسی جگہ جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں، راستے میں، اور ہوا کے رخ پر، سوراخ میں، راستے کے قریب اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہِ تحریمی ہے، حاصل یہ ہے کہ ایسی جگہ جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں اور اُن کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

پیشاب پاخانہ کے وقت جن اُمور سے بچنا چاہیے

بات [4] کرنا، بلاضرورت کھانسنا، کسی آیت یا حدیث اور متبرک چیز کا پڑھنا، ایسی چیز جس پر خدا یا نبی یا کسی فرشتے یا

[1] سجدہ میں نہ پیشانی ٹکنے کی جگہ وہ جانب ہو اور نہ ہاتھوں اور گھٹنوں کے ٹکنے کی جگہ ہو۔ (شبیر علی) [2] وكذا دجاجة ملقاة حالة غلي الماء للنتف قبل شقها (الدّر المختار) قال في الفتح: إنها لا تطهر أبداً. [ردّ المحتار ١/٥٩٨] [3] (يكره) استقبال شمس وقمر لهما وبول وغائط في ماء ولو جاريا، وعلى طرف نهر أو بئر أوحوض أو عين أو تحت شجرة مثمرة أو في زرع أو في ظل ينتفع بالجلوس فيه وبجنب مسجد و مصلى عيد و في مقابر و بين دواب وفي طريق الناس وفي مهب ريح وحجر فارة أوحية أونملة وثقب وفي موضع يعبر عليه أحد أو يقعد عليه وبجنب طريق أوقافلة وفي أسفل الأرض إلى أعلا ها. [الدرّ المختار ١/٦١٠]
[4] (ويكره) التكلّم عليهما وأن يبول قائما أو مضطجعا أو مجردا من ثوبه بلا عذر. [الدرّ المختار ١/٦١٢] ويكره دخول=

کسی معظم کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دُعا لکھی ہوئی ہو اپنے ساتھ رکھنا، البتہ اگر ایسی چیز جیب میں ہو یا تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو کراہت نہیں، بلا ضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پائخانہ پیشاب کرنا، تمام کپڑے اُتار کر برہنہ ہو کر پائخانہ پیشاب کرنا، داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا (ان سب باتوں سے بچنا چاہئے)۔

جن چیزوں سے استنجا درست نہیں

ہڈی[۱]، کھانے کی چیزیں، لید اور کل ناپاک چیزیں، وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو، پختہ اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کوئلہ، چونا، لوہا، چاندی اور سونا وغیرہ (ق) اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کریں جیسے سرکہ وغیرہ، وہ چیزیں جن کو جانور کھاتے ہوں جیسے بُھس اور گھاس وغیرہ، اور ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں، خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا[۲]، عرق وغیرہ، آدمی کے اجزاء جیسے بال، ہڈی اور گوشت وغیرہ۔ مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ، درختوں کے پتے، کاغذ خواہ لکھا ہوا ہو یا سادہ، زمزم کا پانی، دوسرے کے مال سے بلا اُس کی اجازت ورضامندی کے، خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز، روئی اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا اُن کے جانور نفع اُٹھائیں، ان تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے

پانی، مٹی کا ڈھیلہ[۳]، پتھر، بے قیمت کپڑا اور کل وہ چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دُور کردیں، بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہوں۔

=المخرج وفي إصبعه خاتم فيه شيء من القران أومن أسمائه تعالىٰ لما فيه من ترك التعظيم، وقيل: لا يكره إن جعل فصّه إلى باطن الكف، ولو كان مافيه شيء من القران أومن أسمائه تعالىٰ في جيبه لابأس به، وكذالو كان ملفوفا في شئ، و التحرز أولىٰ. [غنية المستملى ٦٠] ① وكره تحريما بعظم و طعام وروث يابس كعذرة يابسة وحجر استنجي به إلابحرف آخرو آجر وخزف وزجاج وشئ محترم كخرقة ديباج ويمين ولا عذر بيسراه، وفحم و علف حيوان و حق غير وكل ما ينتفع به، (الدّر المختار) قوله: (وشيء محترم) أى ماله احترام واعتبار شرعا، فيد خل فيه كل متقوم إلا الماء ويدخل فيه جزء الادمي ولو كافرا أوميتا، وينبغي أن يدخل فيه كناسة مسجد، وكذا ورق الكتابة لصقالته وتقومه، وله احترام أيضاً لكونه آلة لكتابة العلم. [ردّ المحتار ١/٦٠٥] ② یعنی وہ کپڑا جس کو اگر بعد استنجاء دھویا جاوے تو اس کی قیمت میں کمی آجاوے جیسے دیباج وغیرہ، محترم وہ چیز جو کچھ قدر و قیمت رکھتی ہو۔ ③ بنحو حجر مما هو عين طاهرة قالعة لا قيمة لها كمدر. [الدرّ المختار ١/٦٠١]

وضو کا بیان

مسئلہ ۱:① ڈاڑھی کا خلال کرے اور تین بار منھ دھونے کے بعد خلال کرے اور تین بار سے زیادہ خلال نہ کرے۔

مسئلہ ۲:② جو سطح رخسار اور کان کے درمیان میں ہے اسکا دھونا فرض ہے، خواہ ڈاڑھی نکلی ہو یا نہیں۔

مسئلہ ۳:③ ٹھوڑی کا دھونا فرض ہے، بشرطیکہ ڈاڑھی کے بال اُس پر نہ ہوں یا ہوں تو اسقدر کم ہوں کہ کھال نظر آئے۔

مسئلہ ۴:④ ہونٹ کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونے کے بعد دکھائی دیتا ہے اُسکا دھونا فرض ہے۔

مسئلہ ۵:⑤ ڈاڑھی یا مونچھ یا بھویں اگر اسقدر گھنی ہوں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں ہے، بلکہ وہ بال ہی قائم مقام کھال کے ہیں، اُن پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔

مسئلہ ۶:⑥ بھویں یا ڈاڑھی یا مونچھ اگر اسقدر گھنی ہوں کہ اُس کے نیچے کی کھال چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اسقدر بالوں کا دھونا واجب ہے جو حدّ چہرہ کے اندر ہیں، باقی بال جو حدِ مذکورہ سے آگے بڑھ گئے ہوں اُن کا دھونا واجب نہیں۔

مسئلہ ۷:⑦ اگر کسی شخص کے مشترک حصہ⑧ کا کوئی جزو باہر نکل آئے جس کو ہمارے عرف میں کانچ نکلنا کہتے ہیں تو اس سے وضو جاتا رہے گا، خواہ وہ اندر خود بخود چلا جائے یا کسی لکڑی کپڑے ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہنچایا جائے۔

مسئلہ ۸:⑨ منی اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا، مثلاً کسی نے کوئی بوجھ اُٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر

---

① (وسننه)...وتخليل لحية لغير المُحرم بعد التثليث. [الدرّ المختار ١/٢٥٥] ② فيجب غسل المياقى وما يظهر من الشفة عند انضمامها، وما بين العذار والأذن لدخوله في الحد، وبه يفتى. [الدرّ المختار ١/٢١٩] ③ لاخلاف أن المسترسل لا يجب غسله ولا مسحه بل يسن، وأن الخفيفة التي ترى بشرتها يجب غسل ماتحتها، كذافي النهر. و في البرهان: يجب غسل بشرة لم يسترها الشعر كحاجب وشارب و عنفقة في المختار. أما المستور فساقط غسلها للحرج. [الدرّ المختار ١/٢٢٦] لاغسل باطن العينين والأنف والفم وأصول شعر الحاجبين واللحية والشارب. [الدّرالمختار ١/٢٢٠] ④، ⑤، ⑥ حاشیہ مسئلہ ۳ باب ہذا دیکھو۔

⑦ باسوري خرج دبره، إن أدخله بيده انتقض وضوءه، وإن دخل بنفسه لا ينتقض؛ لعدم تحقق الخروج، لكن ذكر بعده في البحرعن الحلواني أنه إن تيقن خروج الدبر تنتقض طهارته بخروج النّجاسة من الباطن إلى الظاهر، و به جزم في الإمداد. [الدّر المختار و ردّ المحتار ١/٣٠٨] ⑧ یعنی پاخانہ کی جگہ۔ ⑨ والمني إذا خرج من غير شهوة بأن حمل شيئا فسبقه المني أو سقط من مكان مرتفع يوجب الوضوء. [الهندية ١/١٢]

پڑا اور اس صدمہ سے منی بغیر شہوت خارج ہوگئی۔

مسئلہ ۹: ①اگر کسی کے حواس میں خلل ہوجائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضو نہ جائے گا۔

مسئلہ ۱۰: ②نماز میں اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو وضو نہ جائے گا۔

مسئلہ ۱۱: ③جنازے کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا، بالغ ہو یا نابالغ۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: ④بوٹ پر مسح جائز ہے، بشرطیکہ پورے پیر کو مع ٹخنوں کے چھپائے، اور اُسکا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اسقدر کھال نظر نہ آئے جو مسح کو مانع ہو۔

مسئلہ ۲: ⑤کسی نے تیمّم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وضو کرے تو اُن موزوں پر مسح نہیں کرسکتا، اس لئے کہ تیمّم طہارتِ کاملہ نہیں، خواہ وہ تیمّم صرف غسل کا ہو یا وضو و غسل دونوں کا ہو یا صرف وضو کا۔

مسئلہ ۳: ⑥غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں، خواہ غسل فرض ہو یا سُنّت، مثلاً پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھوئے، اس کے بعد پیروں پر مسح کرے تو یہ درست نہیں۔

مسئلہ ۴: ⑦معذور کا ⑧وضو جیسے نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اسکا مسح بھی باطل ہوجاتا ہے اور اُس

---

① وأمّا العته فهو غير ناقض. [طحطاوي على مراقي الفلاح ۹۱] ② ولو قهقه نائما في الصلوة فالصحيح أنها لا تبطل الوضوء ولا الصلوة. [الهندية ۱/۱۵ و ردالمحتار ۱/۳۰۱] ③ ولو قهقه في سجدة التلاوة أو في صلوة الجنازة تبطل ما كان فيها ولا تنقض الطهارة. [الهندية ۱/۱۵ و ردالمحتار ۱/۳۰۲] ④ شرط مسحه... كونه ساتر... القدم مع الكعب أو يكون نقصا نه أقل من الخرق المانع، فيجوز على الزربول لو مشدوداً، إلّا أن يظهر قدر ثلثة أصابع. [الدّر المختار ۱/۴۸۸]
⑤ لايجوز المسح للمحدث المتيمم. [الهندية ۱/۳۷] ⑥ صح المسح على الخفين في الحدث، أماالجنابة ونحوها لايصح فيها المسح لورود النص بذلك. [طحطاوي على مراقي الفلاح ۱۲۸] إذا توضأ ولبس ثم أجنب، ليس له أن يشد خفيه فوق الكعبين، ثم يغتسل ويمسح، أو يغتسل قاعدا واضعاً رجليه على شئ مرتفع ثم يمسح الخ. [ردالمحتار ۱/۴۹۶]
⑦ خرج الناقص حقيقة كلمعة أومعنى كتيمم و معذور، فإنه يمسح في الوقت فقط، إلا إذا توضأولبس على الانقطاع فكالصحيح. [الدّر المختار ۱/۵۰۲] ⑧ اس مسئلہ کا مطلب یہ ہے کہ معذور کی دو حالتیں ہیں: ایک تو یہ کہ جتنے عرصہ میں اس نے وضو کیا ہے اور موزے پہنے ہیں اس تمام عرصہ میں اس کا وہ مرض جس کے سبب سے وہ معذور ہوا ہے نہ پایا جاوے اور دوسرے یہ کہ مرضِ مذکور تمام وقتِ مذکور یا اس کے کسی جزو میں پایا جاوے، پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ وقتِ صلوٰۃ کے نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جاوے گا اور چونکہ اس نے موزے=

کو موزے اُتار کر پیروں کا دھونا واجب ہے۔ ہاں اگر اُسکا مرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل اور صحیح آدمیوں کے سمجھا جائے گا۔

مسئلہ۵:① پیر کا اکثر حصہ کسی طرح دُھل گیا، اس صورت میں موزوں کو اُتار کر پیروں کو دھونا چاہئے۔

حدثِ اصغر یعنی بے وضو ہونے کی حالت کے احکام

مسئلہ۱:② قرآن مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کا چُھونا مکروہِ تحریمی ہے، خواہ اُس موقع کو چھوئے جسمیں آیت لکھی ہے یا اُس موقع کو جو سادہ ہے، اور اگر پورا قرآن نہ ہو بلکہ کسی کاغذ یا کپڑے یا جھلّی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہوئی ہو، باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے، بشرطیکہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔

مسئلہ۲:③ قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہیں، بشرطیکہ لکھے ہوئے کو ہاتھ نہ لگے، گو خالی مقام کو چھوئے، مگر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک خالی مقام کو بھی چھونا جائز نہیں اور یہی احوط ہے۔ پہلا قول امامِ ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہی اختلاف مسئلۂ سابق میں بھی ہے۔ اور یہ حکم جب ہے کہ قرآن شریف اور سیپاروں کے علاوہ کسی کاغذ یا کپڑے وغیرہ میں کوئی آیت لکھی ہو اور اس کا کچھ حصہ سادہ بھی ہو۔

مسئلہ۳:④ ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں اگر کتاب وغیرہ میں لکھے، اور قرآن شریف میں ایک آیت سے کم کا لکھنا بھی جائز نہیں۔

= طہارتِ کاملہ پر پہنے ہیں اس لئے اس کا مسح نہ ٹوٹے گا اور تندرستوں کی طرح اقامت کی حالت میں ایک دن اور ایک رات، اور سفر کی حالت میں تین دن اور تین رات مسح کر سکے گا۔ اور دوسری صورت کا یہ حکم ہے کہ وقت کے نکل جانے سے جس طرح اس کا وضو ٹوٹ جاوے گا یونہی اس کا مسح بھی ٹوٹ جاوے گا اور اس کو موزہ اُتار کر پاؤں دھونا پڑیں گے۔ یہ مسئلہ ''غنیۃ المستملی'' ۱۰۶ میں مذکور ہے۔ (حبیب احمد)

① وينتقض أيضابغسل أكثر الرّجل فيه لو دخل الماء خفه. [الدرّ المختار ۵۱۲] فيجب قلع الخف و غسلهما. [طحطاوى على مراقي الفلاح ۱۳۳] ② لا يجوز مس المصحف كلّه المكتوب وغيره، بخلاف غيره فإنه لايمنع إلامس المكتوب ، كذا ذكره في السراج الوهاج مع أن في الأول اختلافاً فقال في غاية البيان: وقال بعض مشائخنا: المعتبر حقيقة المكتوب حتى أن مس الجلد و مس مواضع البياض لايكره؛ لأنه لم يمس القرآن، وهذا أقرب إلى القياس، والمنع أقرب إلى التعظيم. [البحر ۱/۲۱۲]
③ لابأس للجنب أن يكتب القرآن و الصحيفة أو اللوح على الأرض أوالوسادة عند أبي يوسف خلافا لمحمد. [غنية المستملى ۵۸]
④ ويكره للجنب و الحائض أن يكتبا الكتاب الذى في بعض سطوره اٰية من القرآن وإن كانا لا يقرء ان القرآن. [الهندية ۱/۴۳] وقيد بالاٰية؛ لأنه لو كتب مادونها لايكره مسه. [ردّالمحتار ۱/۵۳۶]

مسئلہ ۳: [1] نابالغ بچوں کو حدثِ اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھونے دینا مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۴: [2] قرآن مجید کے سوا اور آسمانی کتابوں میں مثل توریت [3] وانجیل وزبور وغیرہ کے بے وضو صرف اسی مقام کا چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو۔ سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں اور یہی حکم قرآن مجید کی منسوخ التلاوۃ آیتوں کا ہے۔

مسئلہ ۵: [4] وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو، لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک دفع کرنے کے لئے بائیں پیر کو دھوئے، اسی طرح اگر وضو کے درمیان کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر عضو کو دھوئے، مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہ ہو تو منہ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہو تو کہنیوں تک ہاتھ دھو ڈالے، یہ اس وقت ہے کہ اگر کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اُس کو چاہئے کہ اُس شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔

مسئلہ ۶: [5] مسجد کے فرش پر وضو کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر۔ اس میں اکثر جگہ بے احتیاطی ہوتی ہے کہ وضو ایسے موقع پر کیا جاتا ہے کہ پانی وضو کا، فرشِ مسجد پر بھی گرتا ہے۔

غسل کا بیان

مسئلہ ۱: [6] حدثِ اکبر سے پاک ہونے کے لئے غسل فرض ہے اور حدثِ اکبر کے پیدا ہونے کے چار سبب ہیں:

پہلا سبب: خروجِ منی، یعنی منی کا اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا، خواہ سوتے میں یا جاگتے میں، بیہوشی میں یا ہوش میں، جماع سے یا بغیر جماع کے، کسی خیال و تصوّر سے یا خاص حصے کو حرکت دینے سے یا اور کسی طرح سے۔

---

① ولابأس بدفع المصحف إلى الصبيان وإن كانوا محدثين وهو الصحيح. [الهندية ١/٤٤] ② لايحرم في غير المصحف إلاالمكتوب أي موضع الكتابة. [ردّالمحتار ١/٣٤٨] وتفصيل مس التوراة والإنجيل والزبور واختلاف الروايات فيه مذكور في ردالمحتار. [١/٣٤٧] ③ یہ حکم اصلی کتابوں کا ہے جو دنیا میں موجود نہیں۔ جو موجود ہیں وہ ترجمے بھی غلط ہیں، ان کا چھونا بلا وضو جائز ہے۔
④ شك في بعض وضوئه أعاد ما شك فيه لو في خلاله ولم يكن الشك عادة له، وإلا لا، ولوعلم أنه لم يغسل عضواً وشك في تعيينه غسل رجله اليسرى؛ لأنه اخر العمل.[الدرّ المختار: ١/٣٠٩] ولا يخفىٰ أن المراد إذا كان الشك بعد الفراغ، وقياسه أنه لو كان في أثناء الوضوء يغسل الأخير الخ. [ردّ المحتار ١/٣٠٩] ⑤ و(يكره) الوضوء إلافيما أعد لذلك (الدّر المختار) لأن ماءه مستقذر طبعاً، فيجب تنزيه المسجد عنه كما يجب تنزيهه عن المخاط والبلغم، بدائع. [ردّالمحتار ٢/٥٢٥] ⑥ أحدهما خروج المني على وجه الدفق والشهوة من غير إيلاج باللمس أوالنظر أو الاحتلام أوالاستمناء... من الرجل والمرأة في النوم واليقظة. [الهندية ١/١٧]

مسئلہ ۲: [1] اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی، مگر خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی، تب بھی غسل فرض ہوجائے گا۔ مثلاً منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی، مگر اس نے خاص حصّہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کرلیا یا روئی وغیرہ رکھ لی، تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اُس نے خاص حصّہ کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہوگئی، تب بھی غسل فرض ہوجائے گا۔

مسئلہ ۳: [2] اگر کسی کے خاص حصّے سے کچھ منی نکلی اور اُس نے غسل کرلیا، بعد غسل کے دوبارہ کچھ بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہوجائے گا، دوبارہ پھر غسل فرض ہے، بشرطیکہ یہ باقی منی قبل سونے کے اور قبل پیشاب کرنے کے اور قبل چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے کے نکلے، مگر اس باقی منی کے نکلنے سے پہلے اگر نماز پڑھ لی ہو تو وہ نماز صحیح رہے گی، اس کا اعادہ لازم نہیں۔

مسئلہ ۴: [3] کسی کے خاص حصّے سے بعد پیشاب کے منی نکلے تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا، بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔

مسئلہ ۵: [4] اگر کسی مرد یا عورت کو اپنے جسم یا کپڑے پر سو کر اُٹھنے کے بعد تری معلوم ہو تو اسمیں بہت سی صورتیں ہیں۔ منجملہ اُنکے آٹھ صورتوں میں غسل فرض ہے:

۱: یقین یا گمانِ غالب ہوجائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو۔

---

① وتعتبر الشهوة عندانفصاله عن مكانه لاعندخروجه من رأس الإحليل، إذا احتلم أو نظر إلى امرأة، فزال المني عن مكانه بشهوة، فأمسك ذكره حتى سكنت شهوته، ثم سال المني، عليه الغسل عندهما وعند أبي يوسف لايجب. [الهندية ١/١٧]

② لواغتسل من الجنابة قبل أن يبول أوينام وصلى ثم خرج بقية المني، فعليه أن يغتسل عندهما خلافا لأبي يوسف، ولكن لايعيد تلك الصلوة في قولهم جميعا، ولوخرج بعد مابال أونام أومشى لايجب عليه الغسل اتفاقا. [الهندية ١/١٧ وردّالمحتار ١/٣٢٨] ③ رجل بال فخرج من ذكره مني: إن كان منتشرا عليه الغسل، وإن كان منكسرا عليه الوضوء. [الهندية ١/١٧]

④ اعلم أن هذه المسئلة على أربعة عشروجها؛ لأنه إما أن يعلم أنه مني أو مذي أو ودي أوشك في الأولين أو في الطرفين أو في الأخيرين أو في الثلثة، وعلى كل إما أن يتذكر احتلاما أو لا، فيجب الغسل اتفاقاً في سبع صورمنها، وهي ما إذا علم أنه مذي أوشك في الأولين أو في الطرفين أو في الأخيرين أوفي الثلاثة مع تذكرالاحتلام فيها، أوعلم أنه مني مطلقا. ولايجب اتفاقا فيما إذا علم أنه ودي مطلقا، وفيما إذاعلم أنه مذي أوشك في الأخيرين مع عدم تذكر الاحتلام، ويجب عندهما فيما إذاشك في الأولين أو في الطرفين أو في الثلاثة احتياطا، ولايجب عند أبي يوسف للشك في وجودالموجب، [ردّ المحتار ١/٣٣١] أما إذالم يتذكر الاحتلام وتيقن أنه مني أوشك هل هو مني أومذي، فكذلك يجب عليه الغسل في هاتين الحالتين أيضاً إجماعا للاحتياط. [غنية المستملي ٤٢]

۲: یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔

۳: یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔

۴: شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔

۵: شک ہو کہ یہ منی ہے یا وَدِی ہے اور احتلام یاد ہو۔

۶: شک ہو کہ یہ مذی ہے یا وَدِی ہے اور احتلام یاد ہو۔

۷: شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا وَدِی ہے اور احتلام یاد ہو۔

۸: شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد نہ ہو۔(۱)

مسئلہ ۶:(۲) اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اسکی منی خاص حصّہ کے سوراخ سے باہر نکل کر اُس کھال کے اندر رہ جائے جو ختنہ میں کاٹ ڈالی جاتی ہے تو اُس پر غسل فرض ہو جائے گا، اگر چہ وہ منی اُس کی کھال سے باہر نہ نکلی ہو۔

دوسرا سبب:(۳) ایلاج، یعنی کسی باشہوت مرد کے خاص حصہ کے سر کا کسی زندہ عورت کے خاص حصہ یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ میں داخل ہونا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا خنثیٰ اور خواہ منی گرے یا نہ گرے، اس صورت میں اگر دونوں میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں، یعنی دونوں بالغ ہوں تو دونوں پر، ورنہ جس میں پائی جاتی ہیں اُس پر غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ ۷:(۴) اگر عورت کمسن ہو مگر ایسی کم سن نہ ہو کہ اُس کیساتھ جماع کرنے سے اس کے خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو تو اس کے خاص حصے میں مرد کے خاص حصے کا سر داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائے گا، اگر وہ مرد بالغ ہے۔

مسئلہ ۸:(۵) جس مرد کے خصیے کٹ گئے ہوں اُس کے خاص حصے کا سر اگر کسی کے مشترک حصے یا عورت کے خاص

(۱) شامی نے اس صورت میں عدمِ وجوبِ غسل پر اتفاق نقل کیا ہے، لیکن کبیری میں وجوب پر اجماع لکھا ہے، لہٰذا ہم نے احتیاطاً کبیری کا قول لیا ہے۔(محشی)۔ (۲) واعلم أنه كما ينتقض الوضوء بنزول البول إلى القلفة يجب الغسل بوصول المني إليها. [البحرالرائق ۱/۱۳۲] (۳)، (۴) وعند إيلاج حشفة...... ادمي ... أو قدرها من مقطوعها ... في أحد سبيلي آدمي حتىٰ يجامع مثله عليهما لو كانا مكلفين، ولو أحدهما مكلفاً فعليه فقط...... وإن لم ينزل. [الدّر المختار بحذف ۱/۳۲۸] (۵) وجماع الخصي=

حصے میں داخل ہو تب بھی غسل دونوں پر فرض ہو جائیگا اگر دونوں بالغ ہوں، ورنہ اُس پر جو بالغ ہو۔

مسئلہ ۹: [1] اگر کسی مرد کے خاص حصہ کا سر کٹ گیا ہو تو اسکے باقی جسم سے اس مقدار کا اعتبار کیا جائیگا، یعنی اگر بقیہ عضو میں سے بقدرِ حشفہ داخل ہو گیا تو غسل واجب ہوگا، ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۱۰: [2] اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائے گا، مگر احتیاط یہ ہے کہ جسم کی حرارت محسوس ہو یا نہ ہو غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۱: [3] اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تب بھی اُس پر غسل فرض ہو جائے گا، منی گرے یا نہ گرے، مگر یہ شارحِ مُنیہ کی رائے ہے، اور اصل مذہب میں بدونِ انزال غسل واجب نہیں۔

تیسرا سبب: حیض [4] سے پاک ہونا۔

چوتھا سبب: نفاس [5] سے پاک ہونا۔ ان کے مسائل بہشتی زیور میں گزر چکے۔ دیکھو حصہ دوم۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں

مسئلہ: [6] منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت جدا نہ ہو تو اگرچہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا۔ مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اُٹھایا یا اونچے سے گر پڑا یا کسی نے اُس کو مارا اور اس صدمہ سے اسکی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہوگا۔

=یوجب الغسل على الفاعل والمفعول به لمواراة الحشفة. [فتاویٰ قاضي خان ۱/۲۱] ① دیکھو مسئلہ ۸ باب ہذا۔
② ولو لف على ذكره خرقة و أولج ولم ينزل، قال بعضهم: يجب الغسل لأنه يسمّى مولجا، وقال بعضهم: لايجب، والأصح إن كانت الخرقة رقيقةً بحيث يجد حرارة الفرج واللذة وجب الغسل وإلّا فلا. والأحوط وجوب الغسل في الوجهين. [البحرالرائق ۱/۱۳۵] ③ ولا عند إدخال إصبع ونحوه كذكر غير ادمي وذكر خنثى وميت وصبي لا يشتهي، ومايصنع من نحو خشب في الدبر أوالقبل على المختار [الدر المختار: ۱/۳۳۵]. وفي ردالمحتار: وقوله لأن المختار وجوب الغسل الخ بحث منه سبقه إليه شارح المنية حيث قال: والأولى أن يجب في القبل الخ. [ردّالمحتار ۱/۳۳۶] ④، ⑤ ويجب عندانقطاع حيض ونفاس. [الدرّ المختار ۱/۳۳٤] ⑥ قوله: (بشهوة) متعلق بقوله: منفصل احترز به عمّالوانفصل بضرب أوحمل ثقيلٍ على ظهره، فلا غسل عندنا. [ردّالمحتار ۱/۳۲٦]

مسئلہ ۲:① اگر کوئی مرد کسی کمسن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا، بشرطیکہ منی نہ گرے اور وہ عورت اسقدر کمسن ہو کہ اُس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو۔

مسئلہ ۳:② اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا، بشرطیکہ کپڑا اسقدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اور جماع کی لذّت اس کی وجہ سے نہ محسوس ہو، مگر احوط یہ ہے کہ غیبتِ حشفہ سے غسل واجب ہو جائیگا۔

مسئلہ ۴:③ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے کا جزو مقدارِ حشفہ سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ ۵:④ مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۶:⑤ استحاضہ سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۷:⑥ اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اُس کے اوپر اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ ۸:⑦ سوکر اُٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھے تو ان صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا:

۱: یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔

۲: شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔

۳: شک ہو کہ یہ مذی یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔

۴،۵: یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔

۶: شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ ہاں پہلی، دوسری اور چھٹی صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا واجب ہے، اگر غسل نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی اور سخت گناہ ہوگا، کیونکہ اسمیں امام ابو یوسف اور طرفین کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف نے غسل واجب نہیں کہا اور طرفین نے واجب کہا ہے۔ اور فتویٰ قولِ طرفین پر ہے۔

---

① ولاعند وطئ بهيمةٍ أو ميتةٍ أو صغيرة غير مشتهاةٍ بأن تصير مفضاة بالوطي وإن غابت الحشفة...... بلا إنزال. [الدرّ المختار بحذف ١/٣٣٦] ② أولج حشفته أوقدرها ملفوفة بخرقة إن وجد لذة الجماع وجب الغسل وإلا لا على الأصح، والأحوط الوجوب. [الدّر المختار ١/٣٣٤] ③ حاشیہ مسئلہ ۹ باب ہذا دیکھو۔ ④ وليس في المذي والودي غسل. [الهداية ١/٤٩]
⑤ ودم الاستحاضة كالرعاف الدائم لايمنع الصلوة ولا الصوم ولا الوطي. [الهندية ١/٤٤] ⑥ دیکھو حاشیہ مسئلہ ا باب ھذا۔
⑦ دیکھو حاشیہ مسئلہ ۵ باب ''غسل کا بیان''۔

مسئلہ ۹: حُقنہ[1] (عمل[2]) کے مشترک حصے میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۰: اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اُس پر غسل فرض نہ ہوگا۔[3]

مسئلہ ۱۱: اگر کوئی شخص خواب میں اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی لذّت بھی اس کو محسوس ہو، مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اور اثر معلوم نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔[4]

جن صورتوں میں غسل واجب ہے

۱: اگر[5] کوئی کافر اسلام لائے اور حالتِ کفر میں اُس کو حدثِ اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو تو اُس پر بعد اسلام لانے کے نہانا واجب ہے۔

۲: اگر[6] کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اُسے پہلا احتلام ہو تو اُس پر احتیاطاً غسل واجب ہے، اور اُس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد محتلم ہو تو اُس پر غسل فرض ہے۔

۳: مسلمان[7] مرد کی لاش کو نہلانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

---

① ومنها (أى من أشياء لايغتسل منها) حقنة؛ لأنها لإخراج الفضلات لاقضاء الشهوة. [مراقي الفلاح ١٠١]

② کسی دوا کی بتی یا پچکاری مقعد میں چڑھانا۔(ازمصحح)

③ أولج حشفته أوقدرها ملفوفة بخرقة إن وجد لذة الجماع وجب الغسل وإلا لاعلى الأصح، والأحوط الوجوب. [الدرّالمختار ١/٣٣٤] والأصحّ إن كانت الخرقة رقيقةً يجد حرارة الفرج واللذة يجب الغسل وإلافلا، والأحوط وجوب الغسل في الوجهين. [الهندية ١/١٨]

④ ولوتذكر الاحتلام ولذة الإنزال ولم يربللاً لايجب عليه الغسل. [الهندية ١/١٧ والدّر المختار ١/٣٣٣]

⑤ يجب على من أسلم جنبا أوحائضا أونفساء. [الدّرالمختار ١/٣٣٨]

⑥ احتلم الصبي أوالصبيّة الاحتلام الذي به البلوغ وأنزلاعلى وجه الدفق والشهوة لا يجب الغسل؛ لأن الخطاب إنما توجه عقيب الإنزال، فهو سابق على الخطاب، قال قاضي خان: والأحوط وجوب الغسل. [غنية المستملي ٤٦ والدّر المختار ١/٣٣٨] ⑦ ويجب أي يفرض على الأحياء المسلمين كفاية أن يغسلوا الميت المسلم إلاالخنثى المشكل فييمّم. [الدرّ المختار ١/٣٣٧]

جن صورتوں میں غسل سنّت[①] ہے

۱: جمعہ[②] کے دن نمازِ فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کو غسل کرنا سنّت ہے جن پر نمازِ جمعہ واجب ہو۔
۲: عیدین[③] کے دن بعدِ فجر اُن لوگوں کو غسل کرنا سنّت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔
۳: حج یا عمرے[④] کے احرام کیلئے غسل کرنا سنّت ہے۔
۴: حج کرنے[⑤] والے کو عرفہ کے دن بعد زوال کے غسل کرنا سنّت ہے۔

جن صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے

۱: اسلام[⑥] لانے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے اگر حدثِ اکبر سے پاک ہو۔
۲: کوئی[⑦] مرد یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اُس میں نہ پائی جاوے تو اُس کو غسل کرنا مستحب ہے۔
۳: پچھنے[⑧] لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بیہوشی دفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔
۴: مُردے[⑨] کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا مستحب ہے۔
۵: شبِ[⑩] برات یعنی شعبان کی پندرہویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے۔
۶: لیلۃُ القدر[⑪] کی راتوں میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جس کو لیلۃ القدر معلوم ہوئی ہو۔

---

① قال الشامي: هو من سنن الزوائد فلاعتاب بتركه إلخ. [۱/۳۳۹] ② تا ⑤ وسن لصلوة جمعة ولصلوة عيد هو الصحيح، ولأجل إحرام أي بحج أو عمرة أوبهما، وعرفة بعد الزوال. [الدّر المختار ۱/۳۳۹ و البحرالرائق ۱/۱٤۲]

⑥ وواحد مستحب وهو غسل الكافر إذا أسلم ولم يكن جنبا. [الهندية ۱/۱۸] ⑦ و(إلا) بأن أسلم طاهرا أوبلغ بالسن (فمندوب). [الدّر المختار ۱/۳۳۹] ⑧ تا ⑪ وندب لمجنون أفاق وكذا المغمىٰ عليه، وعندحجامة، وفي ليلة براء ة وعرفة وقدر إذا رآها، وعندالوقوف بمزدلفة غداة يوم النحر للوقوف، وعند دخول منىٰ يوم النحر لرمي الجمرة وكذا لبقية الرمي، وعنددخول مكة لطواف الزيارة، ولصلوة كسوف وخسوف و استسقاء و فزع و ظلمة و ريح شديد، وكذا لدخول المدينة، ولحضور مجمع الناس، ولمن لبس ثوبا جديدا أوغسل ميتا أو يراد قتله، ولتائب من ذنب، ولقادم من سفر. [الدّرّالمختار ۱/۳٤۱ و ۳٤۲]

۷: مدینہ منورہ (۱) میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

۸: مزدلفہ (۲) میں ٹھہرنے (۳) کے لئے دسویں (۴) تاریخ کی صبح کو طلوعِ فجر کے بعد غسل مستحب ہے۔

۹: طوافِ (۵) زیارت (۶) کے لئے غسل مستحب ہے۔

۱۰: کنکری (۷) پھینکنے (۸) کے وقت غسل مستحب ہے۔

۱۱: کسوف (۹) اور خسوف اور استسقا کی نمازوں کے لئے غسل مستحب ہے۔

۱۲: خوف (۱۰) اور مصیبت کی نماز کے لئے غسل مستحب ہے۔

۱۳: کسی (۱۱) گناہ سے توبہ کرنے کے لئے غسل مستحب ہے۔

۱۴: سفر (۱۲) سے واپس آنے والے کو غسل مستحب ہے جب وہ اپنے وطن پہنچ جائے۔

۱۵: مجلس (۱۳) عامہ میں جانے کے لئے اور نئے کپڑے پہننے کے لئے غسل مستحب ہے۔

۱۶: جس (۱۴) کو قتل کیا جاتا ہے اُس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

حدثِ اکبر (۱۵) کے احکام

مسئلہ ۱: جب کسی پر (۱۶) غسل فرض ہو اسکو مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے۔ مثلاً کسی کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور دوسرا کوئی راستہ اُس کے نکلنے کا سوا اس کے نہ ہو اور نہ وہاں کے سوا دوسری جگہ رہ سکتا ہو تو اس کو مسجد میں تیمّم کر کے جانا جائز ہے۔ یا کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ہو تو اُس مسجد میں تیمّم کر کے جانا جائز ہے۔

مسئلہ ۲: عیدگاہ (۱۷)، مدرسے اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔

---

(۱)، (۲) دیکھو حاشیہ (۸) تا (۱۱) صفحہ ۲۲ باب ہذا۔ (۳) یہ قیام ایامِ حج میں ہوتا ہے اور ''مزدلفہ'' مکہ کے قریب ایک جگہ ہے۔ (محشی)
(۴) یعنی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح کو۔ (۵) دیکھو حاشیہ (۸) تا (۱۱) صفحہ ۲۲ باب ہذا۔ (۶) یہ طواف حج میں ہوتا ہے۔
(۷) دیکھو حاشیہ (۸) تا (۱۱) صفحہ ۲۲ باب ہذا۔ (۸) یہ فعل بھی حج میں ہوتا ہے (محشی) (۹) تا (۱۴) دیکھو حاشیہ (۸) تا (۱۱) صفحہ ۲۲ باب ہذا۔
(۱۵) یعنی بے غسل ہونے کے احکام۔ (۱۶)، (۱۷) ویحرم بالحدث الأكبر دخول مسجد لا مصلى عيد وجنازة ورباط ومدرسة ولو للعبور إلا لضرورة حيث لايمكنه غيره كأن يكون باب بيته إلى المسجد، ولايمكنه تحويله ولايقدر على السكنى في غيره،=

مسئلہ ۳:① حیض ونفاس کی حالت میں عورت کی ناف اور زانو کے درمیان جسم کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا جب کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو، اور جماع کرنا حرام ہے۔

مسئلہ ۴:② حیض ونفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا اور جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اسکے ناف اور ناف کے اوپر، زانو③ اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو، اور ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے، بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اُس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۵:④ اگر کوئی مرد سو اُٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اسکے خاص حصے کو استادگی ہو تو اُس پر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جائے گی، بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اُس تری کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو، اور اگر ران وغیرہ یا کپڑوں پر بھی تری ہو تو غسل بہرحال واجب ہے۔

مسئلہ ۶:⑤ اگر دو مرد یا عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں، اور سو اُٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جاوے اور کسی طریقہ سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کس کی منی ہے اور نہ اس بستر پر اُن سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو اس صورت میں دونوں پر غسل فرض ہوگا، اور اگر اُن سے پہلے کوئی اور شخص اُس بستر پر سو چکا ہے اور منی خشک ہے تو

=ومن صوره مافي العناية عن المبسوط: مسافر مرّ بمسجد فيه عين ماء وهو جنب ولا يجد غيره فإنه يتيمّم لدخول المسجد عندنا. [الدّر المختار مع ردالمحتار ۱/۳۴۳] ①، ② ويمنع حل الطواف وقربان ماتحت إزاريعني مابين سرة و ركبة ولوبلاشهوة، وحل ماعداه مطلقا (الدّر المختار)، فيجوز الاستمتاع بالسرة ومافوقها والركبة وماتحتها ولوبلا حائل، وكذا بما بينهما بحائل بغير الوطي ولوتلطخ دما. [ردالمحتار ۱/۵۳۳] وفي الهندية: ومنها حرمة الجماع،... وله أن يقبّلها ويضاجعها و يستمتع بجميع بدنها ما خلابين السرة والركبة عند أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله. [۱/۴۴] ③ زانو کے چھونے اور اس سے بدن ملانے کو عام فقہاء نے تو جائز کہا ہے، مگر شامی نے اس کے عورت ہونے کی وجہ سے تامل کیا ہے، مگر یہ تامل تو جمیع بدن میں ہے کیونکہ حرہ کا سارا جسم عورت ہے اور ماتحت الازار میں ساق بھی داخل ہے کیونکہ ساقِ حرہ عورت ہے، لہٰذا راجح قول جمہور کا ہے۔ (ظفر احمد)

④ وإن استيقظ فوجد في إحليله بللا لا يدرى أمني هو أم مذي؛ ولم يتذكر حلماً؛ ينظر إن كان ذكره منتشراً قبل النوم فلا غسل عليه، وإن كان ساكناً فعليه الغسل، هذا إذانام قائما أو قاعدا، أما إذا نام مضطجعا أوتيقن أنه مني فعليه الغسل. [غنية مع حلبى ۴۳] ⑤ ولووجدبين الزوجين ماء ولا مميزولا تذكرولانام قبلهما غيرهما اغتسلا، فلوكان قدنام عليه غيرهما وكان المنّي المرئي يابسا فالظاهر أنه لايجب الغسل على واحد منهما، والتقييد بالزوجين اتفاقي جرياً على الغالب، ولذاقال ط: الأجنبي والأجنبيّة كذلك، وكذا لوكانا رجلين أوامرأتين فالظاهر اتحاد الحكم. [الدّر المختار مع ردالمحتار ۱/۳۳۳]

ان دونوں صورتوں میں کسی پر غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ:① کسی پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہیں، تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مَردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے، اسی طرح عورت کو بھی عورتوں کے سامنے نہانا واجب ہے، اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورتوں کو مَردوں کے سامنے نہانا حرام ہے بلکہ تیمّم کرے۔

تیمّم کا بیان

مسئلہ ۱:② کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنوئیں میں ڈالکر تر کرلے اور اس سے نچوڑ کر طہارت کرے، یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر بھی پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکالدے یا اُس کے ہاتھ دُھلا دے، ایسی حالت میں تیمّم درست ہے۔

مسئلہ ۲:③ اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمّم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اُس تیمّم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنا چاہئے، مثلاً کوئی شخص جیل خانہ میں ہو اور جیل کے ملازم اُس کو پانی نہ دیں یا کوئی شخص اُس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے گا تو میں تجھے مارڈالوں گا، اس تیمّم سے جو نماز پڑھی ہے اُسکو پھر دہرانا پڑے گا۔

مسئلہ ۳:④ ایک مقام سے اور ایک ہی ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمّم کریں درست ہے۔

مسئلہ ۴:⑤ جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی اور مٹی نہ ہونیکی وجہ سے یا بیماری سے، تو اُسکو

---

① عليه غسل وثمة رجال لا يدعه وإن رأوه، والمرأة بين رجال أورجال ونساء تؤخره لابين نساء فقط، واختلف في الرجل بين رجال ونساء أونساء فقط...... و ينبغي لها أن تتيمّم وتصلى لعجزها شرعا عن الماء. [الدّر المختار ١/٣١٨] ② وتيمم لفقد الة كحبل ودلو؛لأنه يصير البئر كعد مها. [المراقي ١١٦ و ردالمحتار ١/٤٤٦] ③ الرجل إذاقال لغيره إن توضأت حبستك أوقتلتك فإنه يصلي بالتيمم ثم يعيد، والمحبوس في السجن يصلي بالتيمم ويعيد بالوضوء؛ لأن العجز إنما تحقق بصنع العباد، و صنع العباد لايؤثر في إسقاط حق اللّٰه تعالى. [الهندية ١/٣٢ و الدّر المختار ١/٤٤٤] ④ جاز تيمم جماعة من محل واحد. [الدّر المختار ١/٤٧٥ والهندية ١/٣٥] ⑤ (والمحصور فاقد) الماء والتراب (الطهورين) بأن حبس في=

چاہیئے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے، پھر اسکو طہارت سے لوٹا لے۔ مثلاً کوئی شخص ریل میں ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آجائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمّم درست ہے جیسے مٹی اور مٹی کے برتن یا گرد وغبار نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھ لے، اسی طرح جیل میں جو شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو بے وضو اور تیمّم کے نماز پڑھ لے اور دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۵: [1] جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اسکو نماز کے اخیر وقتِ مستحب تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے۔ مثلاً کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقتِ مستحب تک رسّی ڈول مل جائے گا، یا کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور یقیناً یا ظناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ریل ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی مِل سکتا ہے، تو اخیر وقتِ مستحب تک انتظار مستحب ہے۔

مسئلہ ۶: [2] اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمّم کیا ہو اور اثناءِ راہ میں چلتی ہوئی ریل سے اُسے پانی کے چشمے تالاب وغیرہ دکھلائی دیں تو اسکا تیمّم نہ جائے گا، اس لئے کہ اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں۔ ریل نہیں ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اُتر نہیں سکتا۔

تتمہ حصہ اول بہشتی زیور کا تمام ہوا آگے تتمہ حصہ دوم کا شروع ہوتا ہے

=مكان نجس ولا يمكنه إخراج تراب مطهر، وكذا العاجز عنهما لمرض (يؤخرها عنده).... وقالا: يتشبه بالمصلين وجوباً، فيركع ويسجد إن وجد مكانا يابسا، وإلا يؤمي قائما ثم يعيد كالصوم، به يفتى، وإليه صح رجوعه. [الدّر المختار ١/٤٧٢]

① وندب لراجيه رجاءً قويا آخر الوقت المستحب، ولو لم يؤخر و تيمم وصلى جاز إن كان بينه وبين الماء ميل، وإلّا لا. [الدّر المختار ١/٤٦٦] ② وإن مر على الماء وهو في موضع لا يستطيع النزول إليه لخوف عدو أو سبع لم ينتقض. [الهندية ١/٣٣]

تتمہ حصہ دوم بہشتی زیور

نماز کے وقتوں کا بیان

مُدرِک:① وہ شخص جس کو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے، اور اُسکو ''مقتدی'' اور ''مؤتم'' بھی کہتے ہیں۔

مَسبُوق: وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو۔

لَاحِق: وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اُس کی سب رکعتیں جاتی رہیں، خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اُس کو کوئی حدث ہو جائے، اصغر یا اکبر۔

مسئلہ ۱:② مَردوں کے لئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اُس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جاوے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اُس میں پڑھ سکیں۔ اور عورتوں کو ہمیشہ، اور مَردوں کو حالتِ حج میں مزدلفہ میں، فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲:③ جمعہ کی نماز کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر④ کر کے پڑھنا بہتر ہے، خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں، اور جاڑوں کے زمانہ میں جلد پڑھنا مستحب ہے،

---

① اعلم أن المقتدي ثلاثة أقسام: مدرك، ولاحق، و مسبوق، فالمدرك: من صلى الركعات كلها مع الإمام. واللاحق: هو من دخل معه وفاته كلها أو بعضها بأن عرض له نوم أو غفلة أو زحمة أو سبق حدث أو كان مقيما خلف مسافر. والمسبوق: هو من سبقه الإمام بكلها أو بعضها. [طحطاوی علی مراقي الفلاح ۳۰۹ و ردّ المحتار ۲/۴۱۴] ② والمستحب للرجل الابتداء في الفجر بإسفاره والختم به، هو المختار بحيث يرتل أربعين آية ثم يعيده مع ترتيل القراءة المذكورة لو فسد، إلا لحاج بمزدلفة، فالتغليس أفضل كمرأة مطلقا. [الدّر المختار ۲/۳۰] ③ والثالث (من شرائط الجمعة) وقت الظهر فتبطل الجمعة بخروجه. [الدّر المختار ۳/۲۱] ④ وتأخير ظهر الصيف بحيث يمشي في الظل مطلقا. [الدّر المختار ۲/۳۰]=

اور جمعہ کی نماز ہمیشہ اوّل وقت پڑھنا سنّت ہے، جمہور کا یہی قول ہے۔

مسئلہ ۳: [1] عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے، دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے، آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہوجائے کہ نظر نہ ٹھہرے، اس کی تعیین کے لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے [2] کے بلند ہوجائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے، مگر عید الفطر کی نماز اوّل وقت سے کچھ دیر [3] میں پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ ۴: [4] جب امام خطبے کے لئے اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑا ہوا اور خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا حج وغیرہ کا، تو ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور خطبۂ نکاح اور ختمِ قرآن میں بعد شروع خطبہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۵: [5] جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو اُس وقت بھی نماز مکروہ ہے، ہاں اگر فجر کی سنّت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین یا ظن غالب ہو کہ ایک رکعت جماعت مل جائے گی یا بقول [6] بعض علماء تشہد ہی مل جانے کی اُمید ہو تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں، یا جو سُنتِ مؤکدہ شروع کردی ہو اُس کو پورا کرلے۔

=والمستحب تعجيل ظهر شتاء. [الدّر المختار ۲/۳۵] و جمعة كظهر أصلا واستحبابا في الزمانين؛ لأنها خلفه، وقال الجمهور: ليس بمشروع؛ لأنها تقام بجمع عظيم، فتأخير ها مفض إلى الحرج، ولا كذالك الظهر، و موافقة الخلف لأصله من كل وجه ليس بشرط. [الدّر المختار مع ردالمحتار ۲/۳۱] ① وابتداء وقت صحة صلوة العيد من ارتفاع الشمس قدر رمح أو رمحين حتى تبيض إلى قبيل زوالها. [مراقي الفلاح ۵۳۲ و ردالمحتار ۳/۶۰] ② ایک نیزے سے یہ مُراد ہے کہ طلوع کی جگہ سے اتنا اونچا ہوجائے۔ (محشی) ③ يندب تعجيل الأضحى لتعجيل الأضا حي وتأخير الفطر ليؤدي الفطرة. [ردالمحتار ۳/۶۱]

④ و(كره) عند خروج إمام لخطبة [الدّر المختار ۲/۴۷] ويكره التنفل عند خطبة الحج و خطبة النكاح، ويكره التطوع إذا خرج الإمام للخطبة يوم الجمعة. [الهندية ۱/۵۹]

⑤ ويكره التنفل إذا أقيمت الصلوة إلا سنة الفجر إن لم يخف فوت الجماعة. [الهندية ۱/۵۹] وإذا خاف فوت ركعتي الفجر لاشتغاله بسنتها تركها لكون الجماعة أكمل، و إلا بأن رجا إدراك ركعة في ظاهر المذهب، وقيل: التشهد، واعتمده المصنف والشر نبلالي تبعا للبحر، لكن ضعفه في النهر، لا يتركها بل يصليها عند باب المسجد إن وجد مكانا، وإلا تركها، لأن ترك المكروه مقدم على فعل السنة. [الدّر المختار ۲/۶۱۶]

⑥ مگر ظاہرِ مذہب یہ ہے کہ فرض صبح کی دونوں رکعتیں فوت ہونے کا اندیشہ ہو، گو تشہد مل جانے کی امید ہو تو اس صورت میں سنتِ فجر نہ پڑھے اور دوسرے قول کو نہر میں ضعیف کہا ہے، گو فتح القدیر میں اس کی تائید کی ہے۔

مسئلہ ۶:(۱) نمازِ عیدین کے قبل خواہ گھر میں خواہ عیدگاہ میں نمازِ نفل مکروہ ہے اور نمازِ عیدین کے بعد فقط عیدگاہ میں مکروہ ہے۔

اذان کا بیان

مسئلہ:(۲) اگر کسی ادا نماز کے لئے اذان کہی جائے تو اس کیلئے اُس نماز کے وقت کا ہونا ضروری ہے۔ اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی، بعد وقت آنے کے پھر اُسکا اعادہ کرنا ہوگا، خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا کسی اور وقت کی۔

مسئلہ ۲:(۳) اذان اور اقامت کا عربی زبان میں انہی خاص الفاظ سے ہونا ضروری ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ سے اذان کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی، اگرچہ لوگ اُس کو سُن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے۔

مسئلہ ۳:(۴) مؤذن کا مرد ہونا ضروری ہے، عورت کی اذان درست نہیں، اگر کوئی عورت اذان دے تو اُس کا اعادہ کرنا چاہئے اور اگر بغیر اعادہ کئے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔

مسئلہ ۴:(۵) مؤذن کا صاحبِ عقل ہونا بھی ضروری ہے، اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو معتبر نہ ہوگی۔

مسئلہ ۵:(۶) اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر کسی اونچے مقام پر مسجد

---

(۱) ولا يتنفل قبلها مطلقاً، وكذابعدها في مصلاها؛ فإنه مكروه عند العامة. [الدّر المختار ۳/۵۸-۵۷] (۲) تقديم الأذان على الوقت في غير الصبح لا يجوز إتفاقاً، وكذا في الصبح عند أبي حنيفة و محمد رحمهما الله تعالىٰ، وإن قدّم يعاد في الوقت. [الهندية ۱/۶۰ و ردالمحتار ۲/۶۳] (۳) الأذان هوإعلام مخصوص على وجه مخصوص بألفاظ كذلك أي مخصوصة، أشار إلى أنه لايصح بالفارسية وإن علم أنه أذان، وهو الأظهر والأصح. [الدّر المختارمع ردالمحتار ۲/۵۸] (۴) وكره أذان الجنب وإقامته و إقامة المحدث وأذان المرأة، وأما أذان المرأة فلأنها منهية عن رفع صوتها؛ لأنه يؤدي إلى الفتنة، وذكر في السراج الوهاج: إذالم يعيدوا أذان المرأة فكأنهم صلوابغيرأذان، فلهذا كان عليهم الإعادة، وهو يقتضي عدم صحته. [البحرالرائق ۱/۵۳۲] وفي البدائع: يكره أذان المرأة باتفاق الروايات، ولوأذنت للقوم أجزأهم حتى لايعاد لحصول المقصود وهوالإعلام، وروي عن أبي حنيفة أنه يستحب الإعادة. [حاشيه البحرالرائق ۱/۴۶۰] (۵) وأذان الصبي الذي لايعقل لا يجوز، ويعاد، وكذا المجنون. [الهندية ۱/۶۰ وردالمحتار ۲/۷۵] (۶) ومن السنة أن ياتى بالأذان والإقامة جهراً رافعاً بهما صوته إلاأن الإقامة=

سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہوا اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی اُنگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے (نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف ہو) ان کلمات کو کہے: اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار بار، پھر اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دومرتبہ، پھر اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دوبار، پھر حَيَّ عَلَی الصَّلٰوۃ دومرتبہ، پھر حَيَّ عَلَی الْفَلَاحُ دومرتبہ پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ایک مرتبہ اور حَيَّ ① عَلَی الصَّلٰوۃ کہتے وقت اپنے منہ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور حَيَّ عَلَی الْفَلَاح کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح ② کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے، اور فجر کی اذان میں بعد حَيَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کے اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمْ بھی دومرتبہ کہے، پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان میں سترہ، اور اذان کے الفاظ کو گانے کے طور پر نہ ادا کرے اور نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے۔ اور دو مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہہ کر اسقدر سکوت ③ کرے کہ سُننے والا اسکا جواب دے سکے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے سوا دوسرے الفاظ میں بھی ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے۔

مسئلہ ۶: ④ اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے، صرف فرق اسقدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے، یعنی یہ بہتر ہے، اور اقامت مسجد کے اندر۔ اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی اور اقامت پست آواز سے۔ اور اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ ⑤ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمْ نہیں، بلکہ بجائے اسکے پانچوں وقت میں قَدْقَامَتِ الصَّلٰوۃ دومرتبہ۔ اور اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کا بند کرنا بھی نہیں، اس لئے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لئے بند کئے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں۔ اور اقامت میں حَيَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت داہنے بائیں جانب ⑥ منہ پھیرنا بھی نہیں ہے یعنی ضروری نہیں، ورنہ بعض فقہاء نے لکھا ہے۔

=أخفض منه... وينبغي أن يؤذن على المئذنة أو خارج المسجد ولايؤذن في المسجد......، والسنة أن يؤذن في موضع عال يكون أسمع لجيرانه، ويرفع صوته،... ويكره للمؤذن أن يرفع صوته فوق الطاقة،... ولا ترجيع في الأذان ويستقبل بهما القبلة، وجعلُ إصبعيه في أذنيه سنةُ الأذان ليرفع صوته بخلاف الإقامة. [الهندية ۱/۶۲] ① ويستحب أن يحول وجهه يميناً بالصلوة ويسارا بالفلاح. [مراقی الفلاح ۱۹۷] ② يحول وجهه لاصدره...... ولا قدميه. [ردالمحتار ۲/۶۶] ③ ويقول بعد فلاح أذان الفجر: "الصلوة خير من النوم" مرتين. [الدر المختار ۲/۶۷] ④ ويترسل فيه بسكتة (تسع الإجابة) بين كلمتين. [ردالمحتار ۲/۶۶] ⑤ والإقامة كالأذان فيما مرّ...... ولايضع...... إصبعيه في أذنيه،...... ويحدر...... ويزيد "قدقامت الصلوة" بعد فلاحها مرتين. [الدّر المختار ۱/۶۷] ⑥ ويلتفت فيه، وكذا فيها (أى في الإقامة) مطلقاً، و قيل: إن المحل متسعا. [الدّر المختار ۲/۶۶]

اذان و اقامت کے احکام

مسئلہ ۱:① سب فرض عین نمازوں کے لئے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سُنّتِ مؤکّدہ ہے۔ مسافر ہو یا مقیم، جماعت کی نماز ہو یا تنہا، ادا نماز ہو یا قضا۔ اور نماز جمعہ کیلئے دو بار اذان کہنا۔

مسئلہ ۲:② اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو جس میں عام لوگ مبتلا ہوں تو اُس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ کہی جاوے تا کہ لوگوں کو اذان سن کر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو، اس لئے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سُستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سُستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں، اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سُنّت ہے اور باقی نمازوں کے لئے صرف اقامت۔ ہاں یہ مستحب ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے۔

مسئلہ ۳:③ مسافر کے لئے اگر اُسکے تمام ساتھی موجود ہوں اذان مستحب ہے، سُنّتِ مؤکدہ نہیں۔

مسئلہ ۴:④ جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اُس کے لئے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں، بشرطیکہ محلّہ کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس لئے کہ محلّہ کی اذان اور اقامت تمام محلے والوں کو کافی ہے۔

مسئلہ ۵:⑤ جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان اور

---

① وهو سنة للرجال في مكان عالٍ مؤكدة للفرائض الخمس في وقتها ولو قضاء. [الدّر المختار ٢/٦٠] ② ويسن أن يؤذن ويقيم لفائتة رافعاً صوته لو بجماعة أو صحراء لا ببيته منفرداً، وكذا يسنان لأولى الفوائت ويخير فيه للباقي. [الدّر المختار ٢/٧١] ③ وكره تركهما معا لمسافر ولو منفرداً وكذا تركها لا تركه لحضور الرفقه. [الدّر المختار ٢/٧٨] ④ ولو صلى في بيته في قرية إن كان في القرية مسجد فيه أذان وإقامة فحكمه حكم من صلى في بيته في المصر، وإن لم يكن فيها مسجد فحكمه حكم المسافر. [الهندية ١/٦١] وكره تركهما للمسافر لا لمصل في بيته في المصر و ندبا لهما. [البحر الرائق ١/٥٢٥] ⑤ أهل المسجد إذا صلوا بأذان و جماعة يكره تكرار الأذان والجماعة فيه،...... مسجد ليس له مؤذن وإمام معلوم يصلي فيه الناس فوجاً فوجاً بجماعة، فالأفضل أن يصلي كل فريق بأذان و إقامة. [الهندية ١/٦١ و ردّ المحتار ٢/٧٨-٧٩]

اقامت کا کہنا مکروہ ہے، ہاں اگر اس مسجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے۔

مسئلہ ۶: ① اگر کوئی شخص ایسے مقام پر جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ ہوتا ہو ظہر کی نماز پڑھے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے، خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ قبل نماز جمعہ کے ختم ہونے کے پڑھے یا بعد ختم ہونے کے۔

مسئلہ ۷: ② عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے، خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔

مسئلہ ۸: ③ فرضِ عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کے لئے اذان واقامت مسنون نہیں، خواہ فرضِ کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز، یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین، یا نفل ہو جیسے اور نمازیں۔

مسئلہ ۹: ④ جو شخص اذان سُنے، مرد ہو یا عورت، طاہر ہو یا جنب، اس پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے، اور بعض نے واجب بھی کہا ہے، مگر معتمد اور ظاہرِ مذہب استحباب ہی ہے، یعنی ⑤ جو لفظ مؤذن کی زبان سے سُنے وہی کہے، مگر حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ بھی کہے اور اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ اور بعد ⑥ اذان کے درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ اِلَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ.

---

① ولايسنان أيضا لظهر يوم الجمعة في مصر، شمل المعذور وغيره، ... وفي القرى لايكره بكل حال. [الدّر المختار مع ردّالمحتار ٢/٧٣] ② ولايسن ذلك أي الأذان والاقامة فيما تصليه النساء أداءً وقضاءً ولوجماعةً وأرادبنفي السنيّة الكراهة. [الدر المختار و ردالمحتار ٢/٧٢] ③ وليس لغير الصلوات الخمس والجمعة نحو السنن والوترو التطوعات والتراويح والعيدين أذان ولا إقامة. [الهندية ١/٥٩] لايسن لغيرها من الصلوات. [ردالمحتار ٢/٦٢] ④ اختلف في الإجابة، فقيل: واجبة وهو ظاهر مافي الخانية والخلاصة والتحفة، وإليه مال الكمال... وقيل: مندوبة، وبه قال مالك والشافعي وأحمد و جمهور الفقهاء، واختاره العيني. [طحطاوي على المراقي ٢٠٢] و يجيب... من سمع الأذان ولو جنباً لاحائضا ونفساء. [الدّر المختار ٢/٧٩-٨١] ⑤ وصفة الإجابة أن يقول كما قال مجيبا له، فيكون قوله مثله... ولكن حوقل... في... الحيعلتين... وفي أذان الفجر قال المجيب: "صدقت وبررت"[قلت: صرح بذلك عامة الفقهاء الحنفية والشافعية، وقال ابن عابدين: قيل: يقوله للمناسبة، ولورود خبر فيه، وردبأنه غير معروف، وأجيب بأن من حفظ حجة على من لم يحفظه. [ردّ المحتار ٢/٨٣] أو..."ماشاء اللّٰه"... عند قول المؤذن... "الصلوة خير من النوم". [مراقي الفلاح ٢٠٣] ⑥ ثم دعا المجيب والمؤذن بالوسيلة بعد صلاته على النبي ﷺ عقب الإجابة، فيقول: اللّٰهم رب هذه الخ. [المراقي بحذف ٢٠٤]

مسئلہ:① جمعہ کی پہلی اذان سُن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد جانا واجب ہے، خرید و فروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۱:② اقامت کا جواب دینا بھی مستحب ہے، واجب نہیں اور قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا کہے۔

مسئلہ ۱۲:③ آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہئے:۔

۱: نماز کی حالت میں۔

۲: خطبہ سُننے کی حالت میں، خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا اور کسی چیز کا۔

۳،۴: حیض ونفاس میں یعنی ضروری نہیں۔

۵: علم دین پڑھنے یا پڑھانے کی حالت میں۔

۶: جماع کی حالت میں۔

۷: پیشاب یا پاخانہ کی حالت میں۔

۸: کھانا کھانے کی حالت میں یعنی ضروری نہیں، ہاں بعد ان چیزوں کی فراغت کے اگر اذان ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دینا چاہئے، ورنہ نہیں۔

اذان اور اقامت کے سُنن اور مستحبات

اذان اور اقامت کے سُنن دو قسم کے ہیں: بعض مؤذن کے متعلق ہیں اور بعض اذان اور اقامت کے متعلق، لہٰذا ہم

---

① ووجب سعي إليها، وترك البيع، وأراد به كل عمل ينافي السعي، وخصه اتباعاً للآية في الأصح. [الدّر المختار مع ردالمحتار ۳/۴۲] ② ويجيب الإقامة ندباً إجماعا كالأذان ويقول عند "قد قامت الصلوة" "أقامها اللّٰه وأدامها" وقيل: لايجيبها. [الدّر المختار ۲/۸۷] ③ ولم أرحكم ما إذا فرغ المؤذن ولم يتابعه السامع هل يجيب بعد فراغه وينبغي أنه إن طال الفصل لا يجيب وإلا يجيب. وفي المجتبى: في ثمانية مواضع إذا سمع الأذان لايجيب: في الصلوة، واستماع خطبة الجمعة وثلاث خطب الموسم، والجنازة، وفي تعلم العلم وتعليمه، والجماع، والمستراح، وقضاء الحاجة، والتغوط. قال أبو حنيفة: لايثنى بلسانه. وكذاالحائض والنفساء لايجوز أذانهما وكذاثنا ؤهما، والمراد بالثناء الإجابة، وكذا لا تجب الإجابة عند الأكل. [البحرالرائق ۱/۵۱۵]

پہلے نمبر پانچ تک مؤذن کی سنّتوں کا ذکر کرتے ہیں، اُس کے بعد اذان کی سنّتیں بیان کرینگے۔

۱: مؤذن مرد ہونا چاہئے، عورت کی اذان و اقامت مکروہِ تحریمی ہے، اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کر لینا چاہئے، اقامت کا اعادہ نہیں۔ اس لئے کہ تکرارِ اقامت مشروع نہیں بخلاف تکرارِ اذان کے۔ ①

۲: مؤذن کا عاقل ہونا، مجنون اور مست اور ناسمجھ بچے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور اُن کی اذانوں کا اعادہ کر لینا چاہئے نہ کہ اقامت کا۔ ②

۳: مؤذن کا مسائلِ ضروریّہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا۔ اگر ③ جاہل آدمی اذان دے تو اُس کو مؤذنوں کے برابر ثواب نہ ملے گا۔ ④

۴: مؤذن کا پرہیزگار اور دیندار ہونا اور لوگوں کے حال سے خبردار رہنا۔ جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں اُن کو تنبیہ کرنا، یعنی اگر یہ خوف نہ ہو کہ مجھ کو کوئی ستائے گا۔ ⑤

۵: مؤذن کا بلند آواز ہونا۔ ⑥

۶: اذان کا کسی اُونچے مقام پر مسجد سے علیٰحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہِ ⑦ تنزیہی ہے۔ ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں، بلکہ تمام اسلامی شہروں میں معمول ہے۔ ⑧

---

①،② ويكره أذان جنب و إقامته وإقامة محدث لا أذانه على المذهب، وأذان امرأة وخنثى وفاسق ولو عالماً، لكنه أولى بإمامة وأذان من جاهل تقي، و سكران ولو بمباح كمعتوه وصبي لايعقل وقاعد إلا إذا أذّن لنفسه وراكب إلا لمسافر، ويعاد أذان جنب ندباً، وقيل: وجوباً لا إقامته لمشروعية تكراره في الجمعة دون تكرارها، وكذا يعاد أذان امرأة ومجنون و معتوه وسكران وصبي لايعقل لا إقامتهم لما مرّ. [الدر المختار ٧٥/٢] ③ جاہل سے مراد یہ ہے کہ نماز کے اوقات سے خود واقف نہ ہو اور نہ کسی واقف سے پوچھ کر اذان کہے۔ ④ المؤذن إذا لم يكن عالماً بأوقات الصلوة لا يستحق ثواب المؤذنين. [البحر الرائق ٥٠٥/١]

⑤ وينبغي أن يكون المؤذن رجلاً عاقلاً صالحاً تقياً عالماً بالسنة...، وينبغي أن يكون مهيباً، ويتفقّد أحوال الناس، ويزجر المتخلفين عن الجماعات. [الهندية ٦٠/١] ⑥ لقوله ﷺ: فقم مع بلال فألق عليه مارأيت فليؤذن به فإنه أندى صوتاً منك (الحديث). [مشكوٰة ٦٤/١] ⑦ دیکھو رسالہ ''تنشیط الاذان'' مصنفہ مولانا خلیل احمد صاحب۔

⑧ وينبغي أن يؤذن على المئذنة أو خارج المسجد، ولا يؤذن في المسجد، والسنة أن يؤذن في موضع عال يكون أسمع لجيرانه ويرفع صوته. [الهندية ٦٢/١] والأذان بين يديه جرى به التوارث كالإقامة بعد الخطبة. [مراقي الفلاح ٥١٥]

۷: اذان کا کھڑے ہو کر کہنا، اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اُس کا اعادہ کرنا چاہیئے، ہاں اگر مسافر سوار ہو یا مقیم اذان صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔ ①

۸: اذان کا بلند آواز سے کہنا، ہاں اگر صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو اختیار ہے، مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا۔ ②

۹: اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔ ③

۱۰: اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سُنّت ہے، یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سُننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان بغیر اس قدر ٹھہرے ہوئے کہہ دے تو اس کا اعادہ مستحب ہے۔ اور اگر ④ اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں۔ ⑤

۱۱: اذان میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کہتے وقت داہنی طرف کو منھ پھیرنا اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحُ کہتے وقت بائیں طرف منھ کو پھیرنا سُنّت ہے، خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی، مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے۔ ⑥

۱۲: اذان اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو۔ بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہِ تنزیہی ہے۔ ⑦

۱۳: اذان کہتے وقت حدثِ اکبر سے پاک ہونا ضروری ہے، اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اگر حدثِ اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہِ تحریمی ہے اور اُس اذان کا اعادہ مستحب ہے، اسی طرح اگر کوئی حدثِ اکبر یا اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہِ تحریمی ہے، مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں۔ ⑧

---

① دیکھو حاشیہ نمبر ① صفحہ ۴۴۲ باب ہٰذا۔ ② لقوله عليه السلام: إذا كنت في غنمك أو باديتك فأذّنت للصّلوة فارفع صوتك بالنداء (الحديث). [الشامية ٢/٧١] ③ وجعلُ إصبعيه في أذنيه سنة الأذان. [الهندية ١/٦٣] ④ ويحدر فيها... فلو ترسل لم يعدها في الأصح. [الدّر المختار ٢/٦٨] ⑤ ويترسل فيه بسكتة بين كل كلمتين، ويكره تركه، وتندب اعادته لو ترك الترسل. [الدّر المختار مع ردّ المحتار ٢/٦٦] ⑥ ويلتفت فيه أي يحول وجهه لا صدره ولا قدميه يميناً ويساراً فقط... بصلوة وفلاح ولو وحده أو لمولود؛ لأنه سنة الأذان مطلقاً. [الدّر المختار مع ردّ المحتار ٢/٦٦] ⑦ ويستقبل غير الراكب القبلة بهما، أي بالإذان والإقامة ويكره تركه تنزيها. [الدّر المختار مع ردالمحتار ٢/٦٩] ⑧ دیکھو حاشیہ ① صفحہ ۴۴۲ باب ہٰذا۔

۱۴: اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے، اگر کوئی شخص مؤخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه سے پہلے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه کہہ جائے یا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة سے پہلے حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہہ جائے تو اس صورت میں صرف اسی مؤخر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اُس نے مقدم کہہ دیا ہے۔ پہلی صورت میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہہ کر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه پھر کہے اور دوسری صورت میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کہہ کر حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پھر کہے، پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں۔①

۱۵: اذان② اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا، خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی شخص اثنائے اذان و اقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا اعادہ کرے، اقامت کا نہیں۔③

متفرق مسائل

مسئلہ ۱: ④ اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور بعد اذان ختم ہونے کے خیال آئے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دیدے، ورنہ نہیں۔

مسئلہ ۲: ⑤ اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہئے۔ ہاں اگر کچھ تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں، اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائے گا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا، اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے جو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کر لینا چاہئے۔

① ولو قدم فيها مؤخرا أعادما قدم فقط. كما لو قدم الفلاح على الصلوٰة يعيده أي ولا يستأنف الأذان من أوله. [الدّر المختار مع ردّ المحتار ۲/۶۹] ② ولا يتكلم فيهما أصلا ولو رد سلام، فإن تكلم استأنفه إلا إذا كان الكلام يسيراً. [الدّر المختار مع ردالمحتار ۲/۶۹] ③ یہ حکم مؤذن کا ہے، اور اذان اور تکبیر سننے والے کو بھی سزاوار نہیں کہ درمیان اذان اور تکبیر کے کلام کرے اور نہ وہ قراءت قرآن میں مشغول ہو اور نہ کسی کام میں سوائے جواب دینے کے اذان اور اقامت کا، اور اگر وہ قرآن پڑھتا ہو تو چاہئے کہ قطع کر دے اور اذان اور اقامت کے سننے اور جواب دینے میں مشغول ہو جائے۔ [عالمگیری:۶۴] ④ هل يجيب بعد الفراغ من هذه المذكورات أم لا ينبغي أنه إن لم يطل الفصل فنعم، وإن طال فلا. [ردالمحتار ۲/۸۱] ⑤ صلى السنة بعد الإقامة أو حضر الإمام بعد ها لا يعيد ها...، وينبغي إن طال الفصل أو وجد ما يعدّ قاطعا كأكل أن تعاد. [الدّر المختار ۲/۸۷]

مسئلہ۳: اگر مؤذن اذان دینے کی حالت میں مرجائے یا بیہوش ہوجائے یا اُس کی آواز بند ہوجائے یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اسکو حدث ہوجائے اور وہ اُس کے دُور کرنے کے لئے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سُنّتِ مؤکدہ ہے۔[1]

مسئلہ۴: اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدثِ اصغر ہوجائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کے دور کرنے کو جائے۔[2]

مسئلہ۵: ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے، جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔[3]

مسئلہ۶: جو شخص اذان دے اقامت بھی اُسی کا حق ہے، ہاں اگر وہ اذان دے کر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے۔[4]

مسئلہ۷: کئی مؤذنوں کا ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے۔[5]

مسئلہ۸: مؤذن کو چاہئے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہیں ختم کردے۔[6]

مسئلہ۹: اذان اور اقامت کے لئے نیت شرط نہیں، ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا، اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لئے کہتا ہوں، اور کچھ مقصود نہیں۔[7]

---

① ويجب استقبالهالموت مؤذن وغشيه وخرسه وحصره ولا ملقن، وذهابه للوضوء لسبق حدث. والمراد بالوجوب اللزوم في تحصيل سنة الأذان. [الدّر المختار مع ردّالمحتار ۲/۷۵]

② قوله: وذهابه للوضوء، لكن الأولى أن يتممها ثم يتوضاء؛ لأن ابتداء هما مع الحدث جائز فالبناء أولى. [ردّالمحتار ۲/۷۵]

③ يكره له أن يؤذن في مسجدين. [الدّر المختار ۲/۸۸]

④ وإن أذن رجل وأقام آخر، إن غاب الأوّل جاز من غير كراهة، وإن كان حاضراً ويلحقه الوحشة بإقامة غيره يكره، وإن رضي به لايكره عندنا. [الهندية ۱/۶۰ و ردالمحتار ۲/۷۹]

⑤ قوله: "وإذا أذن المؤذنون الأذان الأول ترك الناس البيع"، ذكر المؤذنين بلفظ الجمع إخراجا للكلام مخرج العادة، فإن المتوارث فيه اجتماعهم لتبلغ أصواتهم إلى أطراف المصر الجامع، ففيه دليل على أنه غير مكروه؛ لأن المتوارث لا يكون مكروها. [ردالمحتار ۲/۷۱]

⑥ فلوغيره (أي الإمام) يتمها (أى الإقامة) في موضع البداءة بلا خلاف. [ردالمحتار ۲/۸۰] ⑦ لقوله ﷺ: إنما الأعمال بالنيات. وتفصيل المسئله في. [ردالمحتار ۲/۷۴]

نماز کی شرطوں کا بیان

مسائلِ طہارت

مسئلہ:① اگر کوئی چادر اسقدر بڑی ہو کہ اسکا نجس حصہ (اوڑھ کر نماز پڑھتے ہوئے) نماز پڑھنے والے کے اُٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں۔ اور اسی طرح اُس چیز کو بھی پاک ہونا چاہئے جس کو نماز پڑھنے والا اُٹھائے ہوئے ہو، بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو، مثلاً نماز② پڑھنے والا کسی بچے کو اٹھائے ہوئے ہو اور وہ بچہ خود اپنی طاقت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لئے شرط ہے۔ اور جب اُس بچّہ کا بدن اور کپڑا اسقدر نجس ہو جو مانعِ نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔ اور اگر خود اپنی طاقت سے رُکا ہوا بیٹھا ہو تو کچھ حرج نہیں، اس لئے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے، پس یہ نجاست اُسی کی طرف منسوب ہوگی، اور نماز پڑھنے والے سے کچھ اس کا تعلق نہ سمجھا جائے گا۔ اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم③ پر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں، مثلاً نماز پڑھنے والے کے جسم پر کتّا بیٹھ جائے اور اُس کے منھ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں، اس لئے کہ اسکا لُعاب اُس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اُس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے، پس مثل اس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے جس سے طہارت شرط نہیں، اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا④ جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کچھ حرج نہیں، اس لئے کہ اسکا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے، خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں، بخلاف اس کے کہ اگر شیشی میں پیشاب بھرا ہوا اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اس کا بند ہو اس لئے کہ یہ پیشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔

---

① تا ③ هي (أي شرائط الصلوة) ستة: طهارة بدنه أي جسده... من حدث... و خبث...، وثوبه، وكذا ما يتحرك بحركته كمنديل طرفه على عنقه وفي الآخر نجاسة مانعة إن تحرك موضع النّجاسة بحركات الصلوٰة منع وإلا لا، بخلاف مالم يتصل كبساط طرفه نجس و موضع الوقوف والجبهة طاهر فلايمنع مطلقاً،... أويعد حاملا له كصبي عليه نجس إن لم يستمسك بنفسه منع، وإلا لا، كجنب وكلب إن شد فمه في الأصح. [الدّر المختار مع ردالمحتار ۲/۹۱] ④ لوصلى حاملا بيضة مذرة صار محها دما جاز؛ لأنه في معدنه، والشئ مادام في معدنه لايعطي له حكم النّجاسة، بخلاف مالو حمل قارورة مضمومة فيها بول فلا تجوز صلوٰته لأنه في غير معدنه. [ردّ المحتار ۲/۹۲]

مسئلہ۲: ① نماز پڑھنے کی جگہ نجاستِ حقیقیہ ② سے پاک ہونی چاہئے۔ ہاں اگر نجاست بقدرِ معافی ہو تو کچھ حرج نہیں، نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مُراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہیں اور اسی طرح سجدہ کرنے کی حالت میں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو۔

مسئلہ۳: ③ اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اُٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ۴: ④ اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اُسکا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے، پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں، خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا۔

مسئلہ۵: ⑤ اگر کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اسمیں یہ بھی شرط ہے کہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اسکے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔

مسئلہ۶: ⑥ اگر نماز ⑦ پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی (سوکھے) نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ۷: ⑧ اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے فعل کے ہو تو جب معذوری جاتی رہے گی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا، مثلاً کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اُتار لئے ہوں یا کسی دشمن

---

① ومنها (أي من شروط الصلوٰة) طهارة الجسد والثوب والمكان... من نجس غير معفوعنه...حتى... موضع القدمين... واليدين والركبتين على الصحيح،... والجبهة على الأصح،... ولا يمنع نجاسة في محل أنفه مع طهارة باقي المحال بالاتفاق؛ لأن الأنف أقل من الدّرهم، ويصير كأنه اقتصر على الجبهة مع الكراهة. [مراقي الفلاح ٢٠٧] أي التحريمية لأن وضع الأنف واجب، وإذا وضعه على نجاسة كأنه لم يضعه. [طحطاوي ٢١٠] ② یعنی جتنی چیزیں ناپاک ہیں مثل پیشاب پاخانہ منی وغیرہ کے۔ (محشی) ③ فإن وضع إحدى القدمين التي موضعها طاهر و رفع القدم الأخرى التي موضعها نجس و صلى فإن صلوته جائزة. [الهندية ١/٦٨ و الدّر المختار ٢/٩٢] ④ بخلاف مالو كانت النّجاسة في بعض أطراف البساط حيث تجوز الصلوٰة على الطاهر منه ولو تحرك الطرف الآخر بحركته لأن البساط بمنزلة الأرض، فيشترط فيه طهارة مكان المصلي فقط كما في الخانية. [طحطاوي ٢٠٨] ⑤ وكذا الثوب اذافرش على النّجاسة اليابسة إن كان رقيقاً يشف ما تحته أو توجد منه رائحة النّجاسة على تقدير أن لها رائحة لاتجوز الصلوة عليه، وإن كان غليظاً بحيث لا يكون كذلك جازت. [طحطاوي على المراقي ٢٠٨] ⑥ لو كانت تقع ثيابه (أي المصلي) على أرض نجسة عند السجود لايضر. [الشامية ٢/٩٢]
⑦ یعنی جب کہ پاک جگہ کھڑا ہو اور سجدہ کرنے میں کپڑے نجس مقام پر پڑتے ہوں بشرطیکہ وہ جگہ نجس سوکھی ہو یا گیلی ہو، مگر کپڑوں میں اس قدر نجاست کا اثر نہ آئے جو مانعِ نماز ہے۔ (محشی) ⑧ وينبغي أن تلزمه الإعادة عندنا إذاكان العجز لمنع من العباد، كما إذا غصب ثوبه، لما صرحوا به في باب التيمم أن المنع من الماء إذاكان من قبل العباد يلزمه الإعادة. [البحرالرائق ١/٥٤٢]

نے اُس کے کپڑے اُتار لئے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا، اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں مثلاً کسی کے پاس کپڑے ہی نہ ہوں۔

مسئلہ ۸: ① اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اُس سے اپنے جسم کو چھپالے چاہے اُس کو بچھا کر نماز پڑھے تو اُس کو چاہئے کہ اپنے جسم کو چھپالے اور نماز اسی نجس مقام میں پڑھ لے اگر پاک جگہ میسّر نہ ہو۔

قبلے کے مسائل

مسئلہ ۱: ② اگر قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہئے، لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہوگا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی، اس لئے کہ وہ امام اُس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اُس کی اقتدا جائز نہیں۔ (لہٰذا ایسی صورت میں اُس مقتدی کو تنہا نماز پڑھنا چاہئے جس طرف اس کا غالب گمان ہو۔ محشی)

نیت کے مسائل

مسئلہ ۱: ③ مقتدی کو اپنے امام کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

مسئلہ ۲: ④ امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے، امامت کی نیت کرنا شرط نہیں، ہاں اگر کوئی عورت اُسکے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مَردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ، جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اسکی اقتدا صحیح ہونے کے لئے اسکی امامت کی نیت کرنا شرط ہے، اور اگر مَردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازہ یا جمعہ یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔

---

① والضابطة أن من ابتلى ببليتين فإن تساويا خير، وإن اختلفا اختار الأخف. [الدّر المختار ۲/۱۰۸] ② (صلى جماعة عند اشتباه القبلة) فلو لم تشتبه إن أصاب جاز (بالتحرى) مع إمام (وتبين أنهم صلوا إلى جهات مختلفة فمن تيقن) منهم (مخالفة إمامه في الجهة) أو تقدم عليه (حالة الأداء) لم تجز صلوته. [الدرّالمختار ۲/۱٤۷] ③ والخامس منها (أي من شروط الصحة) نية المتابعة مع نية أصل الصلوٰة للمقتدي. [مراقي الفلاح ۱/۲۲۱] ④ والإمام ينوي صلوته فقط، ولا يشترط لصحة الاقتداء نية إمامة المقتدي...... وإن أم نساء، فإن اقتدت به المرأة محاذية لرجل في غير صلوة جنازة، فلا بد لصحة صلاتها من نية إمامتها......، وإن لم تقتد محاذية اختلف فيه، فقيل: يشترط، وقيل: لا كجنازة إجماعا و كجمعة وعيد على الأصح. [الدّر المختار ۲/۱۲۸]

مسئلہ:[1] مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمرو، بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں، ہاں اگر نام لے کر تعیین کرلے گا اور پھر اُسکے خلاف ظاہر ہوگا تو اسکی نماز نہ ہوگی، مثلاً کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اس (مقتدی) کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:[2] جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہئے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میّت کی دعا کیلئے پڑھتا ہوں، اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میّت مرد ہے یا عورت تو اُسکو یہ نیت کرلینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اُسکی میں بھی پڑھتا ہوں، بعض علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کرلینا کافی[3] ہے۔ اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نماز سُنّت ہے یا مستحب، اور سُنّت فجر کے وقت کی ہے، یا یہ سُنّت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف ہے یا خسوف، مگر راجح یہ ہے کہ تخصیص کے ساتھ نیت کرے۔

تکبیر تحریمہ کا بیان

مسئلہ:[4] بعض ناواقف جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جُھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، اُن کی نماز نہیں ہوتی، اس لئے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کیلئے شرط ہے، اور تکبیر تحریمہ کے لئے قیام شرط ہے، جب قیام نہ کیا وہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہوسکتی ہے۔

---

① ونية استقبال القبلة ليست بشرط مطلقا...... كنية تعيين الإمام في صحة الاقتداء فإنها ليست بشرط، فلوائتم به يظنه زيدا فإذا هو بكر صحّ، إلا إذاعينه باسمه فبان غيره. [الدّر المختار ١٢٩/٤٢] وإذانوى الاقتداء بزيد فإذا هو عمرو لم يجز. [الهندية ٧٤/١] ② ومصلي الجنازة ينوي الصلوة لله تعالى، وينوي أيضا الدعاء للميت، (وأيضا لا بد) أنه لوكان الميت ذكرا فلابد من نيته في الصلوة، وكذالك الأنثى والصبي والصبية، ومن لم يعرف أنه ذكرأوأنثى يقول: نويت أن أصلى الصلوة على الميت الذي يصلي عليه الإمام. [الدّر المختار مع ردّ المحتار ١٢٦/٢] ③ وكفى مطلق نية الصلوة وإن لم يقل لله لنفل وسنة راتبة وتراويح على المعتمد، إذ تعيينها بوقوعها وقت الشروع، و التعيين أحوط، ولا بد من التعيين عند النية...... لفرض...... ولو...... قضاء. [الدّر المختار ١١٦/٢-١١٩] ④ فلوأدرك الإمام راكعا فكبر منحنيا لم تصح تحريمته. [الدّر المختار ١٧٦/٢]

فرض نماز کے بعض مسائل

مسئلہ۱: (۱) آمین کے الف کو بڑھا کر پڑھنا چاہئے، اس کے بعد کوئی سورت قرآن مجید کی پڑھے۔

مسئلہ۲: (۲) اگر سفر کی حالت ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے کہ سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت چاہے پڑھے، اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورۂ حجرات اور سورۂ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے، فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہئے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں، ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ عصر اور عشاء کی نماز میں **والسماء والطارق** اور **لم یکن** اور اُنکے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہئے۔ مغرب کی نماز میں **اذازلزلت** سے آخر (قرآن) تک۔

مسئلہ۳: (۳) جب رکوع سے اُٹھ کر سیدھا کھڑا ہو تو امام صرف **سمع اللّٰہ لمن حمدہ** اور مقتدی صرف **ربنا لک الحمد** اور منفرد دونوں کہے، پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے، تکبیر کی انتہا اور سجدہ کی ابتدا ساتھ ہی ہو، یعنی سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔

مسئلہ۴: (۴) سجدے میں پہلے گھٹنوں (۵) کو زمین پر رکھنا چاہئے، پھر ہاتھوں کو، پھر ناک کو، پھر پیشانی کو، منھ دونوں

---

(۱) وأمن بمد (هي أشهر ها وأفصحها)، وقصر (وهي مشهورة). [الدرّالمختار ۲/۲۳۷] و أمن الإمام والمأموم سرا...... ثم قرأ سورة. [مراقي الفلاح ۲۸۲] (۲) سنتها (اي القراءة) حالة الاضطرار في السفر، وهو: أن يدخله خوف أوعجلة في سيره أن يقرأبفاتحة الكتاب وأي سورة شاء، وحالة الاضطرار في الحضر وهو ضيق الوقت أوالخوف على نفس أومال أن يقرأ قدر مالا يفوته الوقت أوالأ من......، واستحسنوا في الحضر طوال المفصل في الفجر و الظهر، و أوساطه في العصر والعشاء، وقصاره في المغرب، وطوال المفصل من الحجرات إلى البروج، والأوساط من سورة البروج إلى لم يكن، والقصار من سورة لم يكن إلى الآخر...... وإطالة القرأة في الركعة الأولى على الثانية من الفجر مسنونة بالإجماع. [الهندية بحذف ۱/۸۵-۸۶]

(۳) فإن كان إماما يقول: "سمع اللّٰه لمن حمده" بالإجماع، وإن كان مقتدياً يأتي بالتحميد ولا يأتي بالتسميع بلاخلاف، وإن كان منفردا الأصح أنه يأتي بهما. [الهندية ۱/۸۲] (۴) قالوا: إذا أرادالسجود يضع أولا ماكان أقرب إلى الأرض فيضع ركبتيه أولا ثم يديه ثم أنفه ثم جبهته......، ويضع يديه في السجود حذاء أذنيه، ويوجّه أصابعه نحو القبلة وكذا أصابع رجليه...... ويبدى ضبعيه عن جنبيه...... ويجافي بطنه عن فخذيه. [الهندية ۱/۸۳] (۵) اور سجدے سے اُٹھنے کے وقت پہلے پیشانی اُٹھاوے، پھر ناک، پھر ہاتھ، پھر گھٹنے۔ (ف)

ہاتھوں کے درمیان ہونا چاہئے اور اُنگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونی چاہئیں، اور دونوں پیر اُنگلیوں کے بَل کھڑے ہوئے اور اُنگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف اور پیٹ زانو سے علیحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں۔ پیٹ زمین سے اس قدر اُونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا بچّہ درمیان سے نکل سکے۔

مسئلہ ۵: (۱) فجر، مغرب، عشاء کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے، اور منفرد کو قراءت میں تو اختیار ہے، مگر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور تکبیریں آہستہ کہے، اور ظہر، عصر کے وقت امام صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے۔

مسئلہ ۶: (۲) بعد نماز ختم کر چکنے کے دونوں ہاتھ سینہ تک اُٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لئے بھی، اور بعد دُعا مانگ چکنے کے دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دُعا سُنائی دے تو خواہ سب آمین کہتے رہیں۔

مسئلہ ۷: (۳) جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب، عشاء، اُن کے بعد بہت دیر تک دُعا نہ مانگے، بلکہ مختصر دُعا مانگ کر اُن سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر، عصر، اُن کے بعد جتنی دیر تک چاہے دُعا مانگے، اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف داہنی یا بائیں طرف کو منھ پھیر کر بیٹھ جائے، اسکے بعد دعا مانگے، بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

مسئلہ ۸: (۴) بعد فرض نمازوں کے بشرطیکہ انکے بعد سنتیں نہ ہوں (ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے) کہ أستغفر اللّٰہ

---

(۱) ویجهر الإمام وجوبافي الفجر و أولیي العشائین، ویسر في غیرها، ویخیر المنفرد في الجهرإن أدی کمتنفل باللیل، ویخافت حتما إن قضی الجهریة في وقت المخافته. [الدّر المختار ۲/۳۰۴] وجهر الإمام بالتکبیر بقدرحاجته للإعلام بالدخول والانتقال، وکذابالتسمیع والسلام. واماالمؤتم والمنفرد فیسمع نفسه. [الدّر المختار ۲/۲۰۸] (۲) ثم یدعون لأنفسهم...... رافعي أیدیهم...... حذاء الصدر...... ثم یمسحون بأیدیهم وجوههم في آخره. [مراقي الفلاح ۳۱۶-۳۱۷]

(۳) ویستقبل القوم بوجهه إذالم یکن بحذائه مسبوق فإن کان ینحرف یمنة أویسرة، والصیف والشتاء سواء هو الصحیح، وفي الحجة الإمام إذا فرغ من الظهر والمغرب والعشاء یشرع في السنة ولا یشتغل بأدعیة طویلة . [الهندیة ۱/۸۵]

(۴) ویستغفرون اللّٰه ثلاثا، ویقرؤن آیة الکرسی والمعوّذات، ویسبّحون اللّٰه تعالیٰ ثلاثا وثلثین،ویحمدونه کذلك، ویکبّرونه کذلك، ثم یقولون: لاإله اللّٰه وحده لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شيءٍ قدیر. [مراقي الفلاح بحذف ۳۱۴]

الذی لا إلٰه إلا هو الحيّ القيوم تین مرتبہ،آیت الکرسی،قل هو اللّٰه أحد،قل أعوذ بربّ الفلق اورقل أعوذ بربّ النّاس ایک ایک مرتبہ پڑھ کرتینتیس (۳۳)مرتبہ سُبحان اللّٰه اوراسی قدر الحمد للّٰه اور چونتیس مرتبہ اللّٰه أکبر پڑھے۔

مسئلہ:۹ ① عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں۔صرف چند مقامات پران کواسکے خلاف کرنا چاہئے جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

۱: تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادروغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اُٹھانا چاہئے،اگرکوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندرہاتھ رکھنے کی نہ ہو۔اورعورتوں کو ہرحال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اُٹھانا چاہئے۔

۲: بعد② تکبیر تحریمہ کے مَردوں کوناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے اورعورتوں کوسینہ پر۔

۳: مَردوں③ کوچھوٹی اُنگلی اورانگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کوپکڑنا چاہئے اورداہنی تین اُنگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئے،اورعورتوں کوداہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پررکھدینا چاہئے۔حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کوپکڑنا نہ چاہئے۔

۴: مَردوں④ کورکوع میں اچھی طرح جُھک جانا چاہئے کہ سراورسُرین اور پشت برابر ہوجائیں،اورعورتوں کو اسقدر نہ جُھکنا چاہئے بلکہ صرف اسی قدر جس میں اُن کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵: مَردوں⑤ کورکوع میں اُنگلیاں کشادہ کرکے گھٹنوں پررکھنا چاہئے اورعورتوں کوبغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملاکر۔

---

①،②،③ قوله: ويسنّ وضع المرأة يديها على صدرها من غير تحليق [مراقی الفلاح ۲۵۹] المرأة تخالف الرجل في مسائل: منها هذه، ومنها: أنها لا تخرج كفيها من كميها عند التكبير، وترفع يديها حذاء منكبيها، ولا تفرج أصابعها في الركوع وتنحني فى الركوع قليلا بحيث تبلغ حدالركوع، فلا تزيد على ذلك؛ لأنه أسترلها وتلزق مرفقيها بجنبيها فيه، وتلزق بطنها بفخذيها في السجود، وتجلس متوركة في كل قعود بأن تجلس على أليتها اليسرى وتخرج كلتا رجليها من الجانب الأيمن وتضع فخذيها على بعضهما، وتجعل الساق الأيمن على الساق الأ يسر كما في مجمع الأنهر، ولا تؤم الرجال، وتكره جماعتهن ويقف الإمام وسطهن، ولا تجهر في موضع الجهر، ولا يستحب في حقها الإسفار بالفجر والتتبع ينفي الحصر. [الطحطاوي على المراقي ۲۵۹] ووضع الرجل يمينه على يساره تحت سرّته اخذارسغها بخنصره وإبهامه (أي يحلق الخنصروالإبهام على الرسغ) ويبسط الأصابع الثلاث. [الدّر المختار ۲/۲۲۸] ④ ويبسط ظهره ويسوي ظهره بعجزه، أماالمرأة فتنحني في الركوع يسيرا. [الدّر مع الشامية ۲/۲٤۱] ⑤ ويفرج أصابعه في الركوع (وهى) لاتفرج ولكن تضم وتضع يديها على ركبتيها وضعاً. [الدّرالمختار و ردّالمحتار ۲/۲٤۰-۲٤۱]

۶: مَردوں[1] کو حالتِ رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

۷: مَردوں[2] کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملا ہوا۔

۸: مَردوں[3] کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اُٹھی ہوئی رکھنا چاہئے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

۹: مَردوں[4] کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بَل کھڑے رکھنا چاہئے اور عورتوں کو نہیں۔

۱۰: مَردوں[5] کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پَیر پر بیٹھنا چاہئے اور داہنے پَیر کو انگلیوں کے بَل کھڑا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بائیں سُرین کے بَل بیٹھنا چاہئے اور دونوں پَیر داہنی طرف نکال دینا چاہئے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آجائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

۱۱: عورتوں[6] کو کسی وقت بلند آواز سے قراءت کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہئے۔

تحیۃ المسجد

مسئلہ ۱: یہ نماز[7] اُس شخص کے لئے سُنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔

مسئلہ ۲: اس نماز[8] سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درِحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے، اس لئے کہ مکان کی تعظیم صاحبِ مکان کے خیال سے ہوتی ہے، پس غیرِ خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے، بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔

---

[1]،[2]،[3] ویسن مجافاۃ الرجل... بطنه عن فخذیه... ومرفقیه عن جنبیه وذراعیه عن الأرض، ...ویسن انخفاض المرأۃ ولزقها بطنها بفخذیها. [مراقي الفلاح ۲۶۸] [4] وذکر في البحر أنها لا تنصب أصابع القدمین. [ردّالمحتار ۱/ ۲۵۹]
[5] ویسن افتراش الرجل رجله الیسری ونصب الیمنی... ویسن تورك المرأۃ بأن تجلس علی ألیتها، وتضع الفخذ علی الفخذ، وتخرج رجلها من تحت ورکها الیمنی. [مراقي الفلاح ۲۶۹] [6] ولا تجهر في الجهریة. [ردّالمحتار ۲/ ۲۵۹]
[7]،[8] ویسن تحیة رب المسجد، وهی رکعتان. وقال ابن عابدین: قوله: (رب المسجد) أفادأنه علی حذف مضاف؛ لأن المقصود منها التقرب إلی الله تعالیٰ لا إلی المسجد؛ لأن الإنسان إذا دخل بیت الملك یحیي الملك لا بیته. [ردّالمحتار ۲/ ۵۵۵]

مسئلہ ۳:[1] اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے، اس نماز کی نیت یہ ہے: نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيْ تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ یا اُردو میں اس طرح کہہ لے خواہ دل ہی میں سمجھ لے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

مسئلہ ۴:[2] دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں، اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں، اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سُنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائیگی یعنی اسکے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائیگا، اگرچہ اسمیں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی۔

مسئلہ ۵:[3] اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اسکے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں، مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔

حدیث: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے[4] فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔

مسئلہ ۶:[5] اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے، خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں۔

نوافلِ سفر

مسئلہ ۱:[6] جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر

---

① وقد حكى الإجماع على سنيتها، غير أن أصحابنا يكرهونها في الأوقات المكروهة تقديما لعموم الحاظر على عموم المبيح، قوله: (وهي ركعتان) في القهستاني: وركعتان أوأربع، وهى أفضل لتحيّة المسجد إلا إذا دخل فيه بعد الفجر أوالعصر، فإنه يسبح ويهلل ويصلي على النبي صلى الله عليه وسلم. [ردّالمحتار ٢/٥٥٥] ② وأداء الفرض أوغيره، وكذا دخوله بنية فرض أواقتداء ينوب عنها بلانية. [الدّرالمختار ٢/٥٥٥] ③ ولا تسقط بالجلوس عندنا. [الدّر المختار ٢/٥٥٧] ④ عن أبي قتادة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذادخل أحدكم المسجد فليركع ركعتين قبل أن يجلس. متفق عليه. [مشكوٰة ٥٣]

⑤ وتكفيه لكل يوم مرة إذا تكرر دخوله لعذر، وظاهر إطلاقه أنه مخير بين أن يؤديها في أول المرات أوآخرها. [ردّالمحتار ٢/٥٥٧]

⑥ ومن المندوبات: ركعتا السفروالقدوم منه. [ردّالمحتار ٢/٥٦٥]

کرے، اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت پڑھ لے، اسکے بعد اپنے گھر جائے۔

حدیث: نبی ﷺ [1] نے فرمایا ہے کہ کوئی اپنے گھر میں اُن دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑ جاتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔

حدیث: [2] نبی ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت پڑھ لیتے تھے۔

مسئلہ: [3] مسافر کیلئے یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

نمازِ قتل

مسئلہ: [4] جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تا کہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخری عمل رہے۔

حدیث: ایک مرتبہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کیلئے کہیں بھیجا تھا، اثنائے راہ میں کفار مکہ نے اُنھیں گرفتار کیا۔ سوا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکّہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا، جب یہ شہید ہونے لگے تو ان لوگوں سے اجازت لے کر دو رکعت نماز پڑھی، اسی وقت سے یہ نماز مستحب [5] ہوگئی۔

---

① عن مقطم بن المقدام قال: قال رسول الله ﷺ: ماخلف أحد عند أهله أفضل من ركعتين يركعهما عندهم حين يريد سفرا. رواه الطبراني. [ردّالمحتار ٢/٥٦٥] ② وعن كعب بن مالك: كان رسول الله ﷺ لايقدم من السفر إلانهاراً في الضّحى، فإذاقدم بدأ بالمسجد، فصلى فيه ركعتين. ثم جلس فيه رواه مسلم. [ردّالمحتار ٢/٥٦٥] ③ وينبغي إذانزل منزلا يصلي فيه ركعتين أيضا ليكون قدومه ووداعه مفتتحاً بالصلوة ومختتما بها. قال الطحطاوي: يستحب أن لا يقعد حتى يصلي ركعتين. [ردّالمحتار ٣٩] ④ من المندوب: صلوة القتل، فإذاابتلى به مسلم يستحب أن يصلي ركعتين يستغفر بعدهما من ذنوبه لتكون الصلوة والاستغفار آخر أعماله. [طحطاوي على مراقى الفلاح ٤٠١] ⑤ قال البخاري في حديث طويل: فخرجوه (أى الخبيب رضي الله عنه) من الحرم ليقتلوه، فقال دعوني أصلى ركعتين، ثم انصرف إليهم، فقال: لولا أن تَرَوْا أن مابي جزع من الموت لزدت، فكان أول من سن ركعتين عند القتل. [فتح الباري على البخاري ٧/٤٧٣، حديث ٤٠٨٦، دارالسلام، رياض]

تراویح کا بیان

مسئلہ ۱:① وتر کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے، اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ ۲:② نمازِ تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے۔ ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے، اس بیٹھنے میں اختیار ہے، چاہے تنہا نوافل پڑھے، چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے، چاہے چُپ بیٹھا رہے۔

مسئلہ ۳:③ اگر کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشاء کی نماز میں کوئی بات ایسی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشاء کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۴:④ اگر عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے، ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھنا درست ہو جائے گا جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے، اس لئے کہ وہ اُن لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا جن کی جماعت درست ہے۔

مسئلہ ۵:⑤ اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پر پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اُسے چاہئے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھ لے، پھر تراویح میں شریک ہو، اور اگر اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو بعد وتر پڑھنے کے

---

① ويصح تقديم الوتر على التراويح وتأخيره عنها، وهو أفضل. [مراقي الفلاح ٤١٣] ② يجلس ندبا بين كل أربعة بقدرها، وكذابين الخامسة والوتر، ويخيرون بين تسبيح وقراءة و سكوت. [الدّر المختار ٥٩٩/٢] ينتظر الإمام بين كل ترويحة قدر ما يصلي فيه أربع ركعات فإذا أتمها ينتظر قدر ترويحة، ثم يوتر إلا أن يعلم أنه يثقل على القوم. [الفتاوىٰ السراجية ٢٠]

③ لوتبين فساد العشاء دون التراويح أعادوا العشاء ثم التراويح. [مراقي الفلاح ٤١٣ والهنديه ١٢٨/١] ④ ولو تركوا الجماعة في الفرض لم يصلوا التراويح جماعة؛ لأنها تبع، فمصليه وحده يصليها معه [الدّرالمختار ٦٠٣/٢] فلو أقيمت بجماعة وحدها كانت مخالفة للواردفيها فلم تكن مشروعة، أما لوصليت بجماعة الفرض وكان رجل قد صلى الفرض وحده فله أن يصليها مع ذلك الإمام؛ لأن جماعتهم مشروعة فله الدخول فيها معهم. [ردّالمحتار ٦٠٣/٢]

⑤ فلوفاته بعضها وقام الإمام إلى الوتر أوترمعه ثم صلى مافاته [الدّرالمختار ٥٩٨/٢]

پڑھے اور یہ شخص وتر جماعت سے پڑھے۔

مسئلہ ۶:[①] مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سُنّتِ مؤکدہ ہے، لوگوں کی کاہلی یا سُستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہیئے، ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائیگا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائیگی یا اُن کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گذرے اسی قدر پڑھا جائے۔ **الم تر کیف** سے اخیر تک کی دس[(۱۰)] سورتیں پڑھ دی جائیں، ہر رکعت میں ایک سورت، پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو اُنھیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔

مسئلہ ۷:[②] ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

مسئلہ ۸:[③] ایک رات[④] میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے، بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ اُن کو گراں نہ گذرے، اگر گراں گذرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹:[⑤] تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ **بسم اللہ الرحمن الرحیم** بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیئے، اسلئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے، اگر چہ کسی سورت کا جز نہیں، پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے گی تو قران مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جاوے گی۔ اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائیگی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۰:[⑥] تراویح کا رمضان کے پورے مہینے میں پڑھنا سُنت ہے، اگر چہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم

---

①، ② فلا يترك الختم لكسل القوم، لكن في الاختيار: الأفضل في زماننا قدر مالا يثقل عليهم، قال في البحر: فالحاصل أن المصحّح في المذهب أن الختم سنة، لكن لا يلزم منه عدم تركه إذالزم منه تنفيرالقوم وتعطيل كثير من المساجد خصوصا في زماننا، فالظاهراختيار الأخف على القوم. [الدّر مع الشامية ۲/۶۰۱] وفي التجنيس: ثم بعضهم اعتادوا قراءة (قل هو اللّٰه احد) في كل ركعة، و بعضهم اختاروا قراءة سورة الفيل إلى آخر القرآن وهذا حسن. [البحرالرائق ۲/۱۲۱] ③ عن أبي حنيفة رحمه الله عليه أنه كان يختم في رمضان إحدى وستين ختمة، في كل يوم ختمة، وفي كل ليل ختمة وفي كل التراويح ختمة. [مراقي الفلاح ۴۱۵] ④ شبینۂ متعارف اس حکم میں داخل نہیں ہے، اس کا حکم ''اصلاحُ الرسوم'' میں دیکھو. (حبیب احمد). ⑤ لوقرأ تمام القران في التراويح ولم يقرأالبسملة في ابتداء سورة من السورسوى مافي النملة لم يخرج عن عهدة السنية، ولوقرأها الإمام سراخرج عن عهدة السنية لكن لم يخرج المقتدون عن العهدة [أحكام القنطر۲۷۳] إنها (أي البسملة) اية فذة ليست من الفاتحة ولا من سورة أخرى أنزلت لبيان مبادي السوروخواتيمها. ⑥ لوحصل الختم ليلة التاسع عشر=

ہو جائے۔ مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن شریف پڑھ دیا جائے تو باقی زمانہ میں بھی تراویح کا پڑھنا سُنّتِ مؤکدہ ہے۔

مسئلہ: ① صحیح یہ ہے ② کہ قل ھو اللّٰہ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آجکل دستور ہے مکروہ ہے۔

نمازِ کسوف وخسوف

مسئلہ ۱: ③ کسوف (سورج گرہن) کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔

مسئلہ ۲: ④ نمازِ کسوف جماعت سے ادا کی جائے، بشرطیکہ امامِ جمعہ یا حاکمِ وقت یا اس کا نائب امامت کرے، اور ایک روایت میں ہے کہ ہر امامِ مسجد اپنی مسجد میں نمازِ کسوف پڑھا سکتا ہے۔

مسئلہ ۳: ⑤ نمازِ کسوف کے لئے اذان یا اقامت نہیں، بلکہ لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو اَلصَّلوٰةُ جَامِعَةٌ پکار دیا جائے۔

مسئلہ ۴: ⑥ نمازِ کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۂ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے، اور قراءت آہستہ ⑦ پڑھے۔

مسئلہ ۵: ⑧ نماز کے بعد امام کو چاہئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں، جب تک کہ گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہئے، ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آ جائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہئے۔

=أو الحادي والعشرين لاتترك التراويح في بقية الشهر؛لأنها سنة. [الفتاوىٰ الهندية: ١/ ١٣٠] ① قراءة "قل هو الله احد" ثلاث مرات عقيب الختم لم يستحسنها بعض المشائخ، واستحسنها أكثر المشائخ. [الفتاوىٰ الهندية ٥/ ٣٩٢] ② وجہ کراہت یہ ہے کہ آج کل عوام نے اس کو لوازمِ ختم سے سمجھ لیا ہے جیسا کہ ان کے طرزِ عمل سے ظاہر ہے، لہٰذا مکروہ ہے، نہ یہ کہ اعادۂ سورۃ فی نفسہ مکروہ ہے، جیسا کہ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے تتمہ ثالثہ امداد الفتاویٰ ۱۱۸ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔ پس اعادۂ سورۃ خواہ فی نفسہ جائز ہو یا مکروہ، رسم ہٰذا قابلِ ترک ہے۔ (تصحیح الاغلاط) ③ سن ركعتان كهيئة النفل للكسوف. [مراقي الفلاح ٥٤٣] ④ يصلي بالناس من يملك إقامة الجمعة، وعن أبي حنيفة في غير رواية الأصول: لكل إمامِ مسجد أن يصلي بجماعة في مسجده، والصحيح ظاهر الرواية، وهو أنه لا يقيمها إلا الذي يصلي بالناس الجمعة. [الدّرالمختار ٣/ ٧٧] ⑤ بلا أذان ولا إقامة ولاجهر،... بل ينادي: الصلوة جامعة. [مراقي الفلاح ٥٤٥] ⑥ وسن تطويلهما بنحو سورة البقرة: وسن تطويل ركوعهما وسجودهما. [مراقي الفلاح ٥٤٥] ⑦ ويخفي القرأة عند أبي حنيفة رحمه الله، وعند هما يجهر، وعن محمد كقول أبي حنيفة رحمه الله. [الحلبي ٤٢٤]

⑧ ثم يدعو الإمام... جالساً مستقبل القبلة... أويدعو قائما مستقبل الناس... وهو أحسن... ويؤمنون على دعائه ... حتى يكمل انجلاء الشمس. وإن غربت كاسفة أمسك عن الدعاء، واشتغل بصلوة المغرب. [مراقي الفلاح مع الطحطاوي: ٥٤٦]

مسئلہ ٦: [1] خسوف (چاند گرہن) کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے، مگر اس میں جماعت مسنون نہیں، سب لوگ تنہا علیٰحدہ علیٰحدہ نمازیں پڑھیں، اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں، مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔

مسئلہ ٧: [2] اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے، مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو، مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے، ہر شخص اپنے اپنے گھر میں تنہا پڑھے۔ نبی ﷺ کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔

مسئلہ ٨: جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں اُن کے علاوہ بھی جس قدر کثرت نوافل کی کی جائے باعث ثواب وترقی درجات ہے، خصوصاً ان اوقات میں جن کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب نبی ﷺ نے فرمائی ہے، مثل رمضان [3] کے اخیر عشرہ کی راتوں اور شعبان [4] کی پندرہویں تاریخ کے، ان اوقات کی بہت فضیلتیں اور ان میں عبادت کا بہت ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے، ہم نے اختصار کے خیال سے اُن کی تفصیل بیان نہیں کی۔

---

(١) يصلون ركعتين في خسوف القمر وحدانا. [الفتاوى الهندية ١/١٦٨] كما يصلون في خسوف القمر فرادى بلاجماعة لتعذر الاجتماع بالليل أولخوف الفتنة، وفي التحفة: يصلون في منازلهم، و قيل: الجماعة جائزة فيه عندنا لكنّها ليست بسنّة. [مجمع الانهر ١/٢٠٦]

(٢) وكالصلوة فرادى لحصول الظلمة الهائلة نهارا، والريح الشديدة ليلا كان أو نهاراً، والفزع بالزلازل والصواعق، وانتشار الكواكب والضوء الهائل ليلا، والثلج والأمطار الدائمة، وعموم الأمراض، والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك من الأفزاع والأهوال؛ لأنها آيات مخوّفة للعباد ليتركوا المعاصي، ويرجعوا إلى طاعة الله تعالىٰ التي بها فوزهم و صلاحهم، وأقرب أحوال العبد في الرجوع إلى ربه الصلوٰة، نسأل الله من فضله العفو والعافية بجاه سيدنا محمد ﷺ. [مراقي الفلاح ٥٤٦] و ذكر في البدائع أنهم يصلون في منازلهم. [الفتاوىٰ الهندية ١/١٦٩]

(٣) وندب إحياء ليالي العشر الأخير من رمضان؛ لما ورد عن عائشة رضي الله عنها أن النبي ﷺ كان إذا دخل العشر الأخير من رمضان أحيا الليل و أيقظ أهله و شدّ المئزر. [مراقي الفلاح ٣٩٩]

(٤) وندب إحياء ليلة النصف من شعبان؛ لأنها تكفر ذنوب السنة. [مراقي الفلاح ٤٠٠]

استسقا کی نماز کا بیان

جب[1] پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اُس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے، استسقا کے لئے دعا کرنا اس طریقہ سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پا پیادہ خشوع و عاجزی کیساتھ معمولی لباس میں جنگل کی طرف جائیں اور توبہ کی تجدید کریں اور اہل حقوق کے حقوق ادا کریں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لے جائیں، پھر دو رکعت بلا اذان اور اقامت کے جماعت سے پڑھیں اور امام جہر سے قرأت پڑھے، پھر دو خطبے پڑھے جس طرح عید[2] کے روز کیا جاتا ہے۔ پھر امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جاوے اور دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرے اور سب حاضرین بھی دعا کریں، تین روز متواتر ایسا ہی کریں، تین روز کے بعد نہیں کیونکہ اس سے زیادہ ثابت نہیں۔ اور اگر نکلنے سے پہلے یا ایک دن نماز پڑھ کر بارش ہو جائے تو جب بھی تین دن پورے کر دیں، اور تینوں دنوں میں روزہ بھی رکھیں تو مستحب ہے، اور جانے سے پہلے صدقہ خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

فرائض و واجبات صلوٰۃ کے متعلق بعض مسائل

مسئلہ ۱:[3] مدرک پر قرأت نہیں، امام کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے، اور حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے قراءت کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲:[4] مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں سے ایک یا دو رکعت میں قراءت کرنا فرض ہے۔

---

① الإستسقاء: دعاء واستغفار ... بلاجماعة مسنونة بل هى جائزة وبلاخطبة، وقالا: تفعل كالعيد، ... و بلا حضور ذمّي، وإن صلوا فرادى جاز، ... ويخرجون ثلاثة أيام ... متتابعات، ويستحب للإمام أن يامرهم بصيام ثلثة أيام قبل الخروج وبالتوبة، ثم يخرج بهم في الرابع مشاة في ثياب غسيلة أومرقعة متذللين متواضعين خاشعين لله ناكسين رؤسهم، ويقدمون الصدقة في كل يوم قبل خروجهم، ويجدّدون التوبة، ويستغفرون للمسلمين ويستسقون بالضعفة والشيوخ والعجائز والصبيان، ويبعدون الأطفال عن أمهاتهم. [الدّرالمختار بحذف: ٨١/٣] ② یعنی جیسے کہ عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی نماز کے بعد دونوں خطبے پڑھے۔ ③ ولايقرأالمؤتم خلف الإمام لقوله عليه السلام: "من كان له إمام فقرإة الإمام له قراءة" ويكره عندهما (عند أبي حنيفة وأبي يوسف) لمافيه من الوعيد. [الهداية بحذف ٢٢٩/١]

④ ولوأدرك ركعتين قضى ركعتين بقرإة ولوترك فى إحداهما فسدت. [الفتاوىٰ الهندية ١٠٢/١]

مسئلہ ۳:① حاصل یہ ہے کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قراءت نہ کرنی چاہئے، ہاں مسبوق کیلئے چونکہ اُن گئی ہوئی رکعتوں میں امام نہیں ہوتا اسلئے اس کو قراءت کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۴:② سجدے کے مقام کو پیروں کی جگہ سے آدھ گز سے زیادہ اُونچا نہ ہونا چاہئے، اگر آدھ گز سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں، ہاں اگر کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے، مثلاً جماعت زیادہ ہو اور لوگ اس قدر مل کر کھڑے ہوں کہ زمین پر سجدہ ممکن نہ ہو تو نماز پڑھنے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے، بشرطیکہ جس شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جاوے وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو جو سجدہ کرنیوالا پڑھ رہا ہے۔

مسئلہ ۵:③ عیدین کی نماز میں علاوہ معمول کی تکبیروں کے چھ تکبیریں کہنا واجب ہے۔

مسئلہ ۶:④ امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب کی اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ وہ قضا ہوں یا ادا اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۷:⑤ منفرد کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے، چاہے بلند آواز سے قراءت کرے یا آہستہ آواز سے۔ بلند⑥ آواز ہونے کی فقہاء نے یہ حد لکھی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سُن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سُن سکے، دوسرا نہ سُن⑦ سکے۔

مسئلہ ۸:⑧ امام اور منفرد کو ظہر عصر کی کُل رکعتوں میں اور مغرب اور عشاء کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قراءت کرنا واجب ہے۔

---

① دیکھو حاشیہ مسئلہ ۲ باب ہذا۔ ② ومن شروط صحة السجود عدم ارتفاع محل السجود عن موضع القدمين بأكثر من نصف ذراع ... وإن زاد على نصف ذراع لم يجز السجود، ... إلا ... لزحمة سجد فيها على ظهر مصلي صلوته. [مراقي الفلاح ۲۳۲] ③ ويجب تكبيرات العيدين وهي ثلاث في كل ركعة وكل تكبيرة منها واجبة يجب بتركها سجود السهو. [مراقي الفلاح ۲۵۲] ④ ويجهر الإمام وجوبا ... في الفجر وأوليي العشائين أداءً وقضاءً وجمعة و عيدين وتراويح ووتر بعدها. [الدّرالمختار ۲/۳۰٤] ⑤ وخير المنفرد بين الجهر والإخفاء في نفل الليل ... وفي الفرض الجهري إن كان في وقته أي: إذا أراد المنفرد أداء الجهري خير: إن شاء جهر لكونه إمام نفسه، وإن شاء خافت إذ ليس خلفه من يسمعه، وفضل الجهر ليكون الأداء على هيئة الجماعة، ... وقيد بالجهري لأنه لايخير في غيره بل يخافت حتما. [مجمع الأنهر ۱/۱۰۳]
⑥ وأدنى الجهر إسماع غيره، وأدنى المخافتة إسماع نفسه ومن يقربه. [سكب الأنهر ۱/۱۰۳] ⑦ یعنی جو شخص دُور کھڑا ہو وہ نہ سُن سکے اور یہ غرض نہیں ہے کہ جو بالکل پاس کھڑا ہو وہ بھی نہ سن سکے۔ (محشی) ⑧ ويجب الإسرار ... في جميع ركعات الظهر=

مسئلہ ۹: ① جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قراءت کرنا چاہئے اور جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔

مسئلہ ۱۰: ② منفرد اگر فجر، مغرب، عشاء کی قضاء دن میں پڑھے تو اُن میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قراءت کرنا واجب ہے، اگر رات کو قضاء پڑھے تو اُسے اختیار ہے۔

مسئلہ ۱۱: ③ اگر کوئی شخص مغرب کی یا عشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اُسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہئے، اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے، اور اخیر میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

نماز کی بعض سنتیں

مسئلہ ۱: ④ تکبیرِ تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اُٹھانا، مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو شانوں تک سُنّت ہے، عذر کی حالت میں مَردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اُٹھانے میں کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ ۲: ⑤ تکبیرِ تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھوں کو باندھ لینا، مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینہ پر سُنّت ہے۔

مسئلہ ۳: ⑥ مَردوں کو اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی

=والعصر... وفيما بعد أوليي العشائين، الثالثة من المغرب وهى والرابعة من العشاء. [مراقي الفلاح ۲۵۳]

① و(يجب) الإسرار في نفل النهار،... والمنفرد مخير فيما يجهر،... كمتنفل بالليل فإنه مخير. [مراقي الفلاح ۲۵۴]

② ويخافت المنفرد حتما أى وجوباً إن قضى الجهرية في وقت المخافتة كأن صلى العشاء بعد طلوع الشمس. قوله: (في وقت المخافتة) قيد به؛ لأنه إن قضى في وقت الجهر خير كما لايخفي. [الدرّ مع الشامية ۲/۳۰۷] ③ (ولوترك سورة) أرادبها مايقرأمع الفاتحة في أوليي العشاء، قيد به وإن كان غيره كذلك لبيان الجهر بذلك قضاها وجوبا في الأخريين مع الفاتحة لوجوب قضاء الواجب وجهر بهما. [الهندية ۱/۸۰] ④ ويرفع يديه حتى يحاذي بإبهاميه شحمتي أذنيه، ... والمرأة ترفع يديها حذاء منكبيها. [الهندية ۱/۸۰] وما رواه الشافعي من حديث ابن عمر قال: "رأيت النبي ﷺ إذا افتتح الصلوة رفع يديه حتى يحاذي منكبيه" محمول على حالة العذر. [طحطاوي على المراقي ۲۵۶] ⑤،⑥ ووضع الرجل يمينه على يساره تحت سرّته اخذ ارسغها بخنصره وإبهامه هو المختار، وتضع المرأة والخنثى الكف على الكف تحت ثديها كما فرغ من التكبير بلا إرسال. [الدرّالمحتار ۲/۲۲۸]

سے بائیں کلائی کو پکڑ لینا اور تین اُنگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا سنّت ہے۔

مسئلہ ۴: (۱) امام اور منفرد کو بعد سورۂ فاتحہ کے ختم ہونے کے آہستہ آواز سے آمین کہنا، اور قراءت بلند آواز سے ہو تب بھی سب مقتدیوں کو بھی آہستہ آمین کہنا سُنّت ہے۔

مسئلہ ۵: (۲) مَردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جُھک جانا کہ پیٹھ اور سر اور سُرین سب برابر ہو جائیں سُنّت ہے۔

مسئلہ ۶: (۳) رکوع میں مَردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جُدا رکھنا سُنت ہے، قومے (۴) میں امام کو صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَه کہنا اور مقتدی کو صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْد کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سُنّت ہے۔

مسئلہ ۷: (۵) سجدے کی حالت میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانو سے، کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھوں کی باہوں کا زمین سے اُٹھا ہوا رکھنا سُنّت ہے۔

مسئلہ ۸: (۶) قعدۂ اولیٰ اور اُخریٰ دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہو اور اُسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوں پر ہوں اور انگلیوں کے سرے گھٹنوں کی طرف ہوں، یہ سنت ہے۔

مسئلہ ۹: (۷) امام کو سلام بلند آواز سے کہنا سُنت ہے۔

مسئلہ ۱۰: (۸) امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ مرد ہوں یا عورت یا لڑکے ہوں اور ساتھ

---

(۱) وأمن الإمام سرا كما مؤتم ومنفرد. [تنوير الأبصار مع الدرّ ۲/۲۳۷] (۲) ويسن بسط ظهره حال ركوعه وتسوية رأسه بعجزه. [مراقي الفلاح ۲۶٦] (۳) ارفع يديك عن جنبيك. [المراقي ۲٦٦ و ردّالمحتار ۲/۲٤١] (۴) ويقول الإمام: سمع الله لمن حمده، ويقول المؤتم: ربنا لك الحمد، ولا يقولها الإمام عندأبي حنيفة رحمه الله عليه وقالا: يقولها في نفسه،... والمنفرد يجمع بينهما في الأصح. [الهداية ۱/۱۹۷-۱۹۸] (۵) ويسنّ مجافاة الرجل ... بطنه عن فخذيه، ومرفقيه عن جنبيه، وذراعيه عن الأرض. [مراقي الفلاح ۲٦٨] (۶) يفترش الرجل رجله اليسرى ... ويجلس عليها، وينصب رجله اليمنى، ويوجه أصابعه... نحو القبلة، ... ويضع يمناه على فخذه اليمنى ويسراه على اليسرى، ويبسط أصابعه ... جاعلا أطرافها عند ركبتيه. [الدرّ المختار ۲/۲٦٥] (۷) وفي البدائع: ومنها أي من السنن أن يجهر بالتسليم إن كان إماما لأنه للخروج عن الصلوة، فلابدمن الإعلام. [البدائع ۱/۵۰۲] (۸) وينوي الإمام بخطابه السلام على من في يمينه ويساره ...والحفظة فيهما ...ويريد المؤتم السلام على إمامه في التسليمة الأولى إن كان الإمام فيها وإلافقي الثانية، ونواه فيهما لومحاذ يا، وينوي المنفرد الحفظة فقط. [الدّر المختار ۲/۲٩٤]

رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا، اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی، اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور اگر محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرنا سنّت ہے۔

مسئلہ[۱۱]: تکبیر تحریمہ کہتے وقت مَردوں کو اپنے ہاتھوں کا آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو سنّت ہے۔[۱]

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنّت[۲] موکدہ ہے، اس لئے اس کا ذکر نماز کے واجبات و سنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا، اور مسائل کے زیادہ اور قابل اہتمام ہونے کے سبب سے اس کے لئے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا، جماعت کم سے کم دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرا متبوع۔ متبوع کو ''امام'' اور تابع کو ''مقتدی'' کہتے ہیں۔

مسئلہ[۱]: امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے،[۳] خواہ وہ مرد ہو یا عورت، غلام ہو یا آزاد، بالغ ہو یا سمجھدار نابالغ بچہ، ہاں[۴] جمعہ اور عیدین کی نماز میں کم سے کم امام کے سوا تین آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔

مسئلہ[۲]: جماعت[۵] کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو، بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی، خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو۔ البتہ جماعت کی نفل کا عادی ہونا یا تین مقتدیوں سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

---

① إذا أراد الرجل الدخول في الصلوة... أخرج كفيه من كميه بخلاف المرأة وحال الضرورة. [مراقي الفلاح ٢٧٨]

② وأقلها (أي الجماعة) اثنان واحد مع الإمام ولو مميزا. [الدر المختار:٢/٣٤٤] ③ بعضوں کے نزدیک واجب اور بعضوں کے نزدیک سنتِ مؤکدہ ہے جس کا مفصل بیان آگے آتا ہے۔(محشی) ④ والسادس الجماعة وأقلها ثلاثة رجال ...سوى الإمام. [الدرّ المختار ٢٧/٣ باب الجمعة] ⑤ ولا يصلي الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان، أي: يكره ذلك لو على سبيل التداعي بأن يقتدي أربعة بواحد. [الدرّالمختار ٦٠٤/٢]

جماعت کی فضیلت اور تاکید

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائیں تو ایک بہت کافی حجم کا رسالہ تیار ہوسکتا ہے، ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ نبی ﷺ نے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا، حتّٰی کہ حالتِ مرض میں جب آپکو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا۔ بے شبہ شریعتِ محمدیہ میں جماعت کا بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہئے تھا۔ نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی تاکید کے اعلیٰ درجہ پر پہنچادی جائے، ہم اس مقام پر اس آیت کو لکھ کر جس سے بعض مفسرین اور فقہاء نے جماعت کو ثابت کیا ہے چند حدیثیں بیان کرتے ہیں، قال اللہ تعالیٰ: ''وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ'' ''نماز[1] پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر یعنی جماعت سے۔ اس آیت میں حکمِ صریح جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے، مگر چونکہ رکوع کے معنیٰ بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں لہٰذا فرضیت ثابت نہ ہوگی۔

حدیث ۱:[2] نبی ﷺ سے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جماعت کی نماز میں تنہا[3] نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب روایت کرتے ہیں۔

حدیث ۲:[4] نبی ﷺ نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اُسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

حدیث ۳: انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (چونکہ وہ مسجد نبوی سے دور تھے) اُٹھ کر نبی ﷺ کے قریب آکر قیام کریں، تب اُن سے نبی ﷺ نے

---

① وجاز أن يراد بالركوع الصلوة كما يعبر عنها بالسجود، وأن يكون أمراً بالصلوة مع المصلين يعني في الجماعة أي صلوها مع المصلين لا منفردين. [مدارك التنزيل ٣٦/١] ② مطلب یہ ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے سے جتنا ثواب ملتا ہے جماعت سے پڑھنے سے اس سے ستائیس گنا زیادہ ثواب ملتا ہے۔ (محشی)۔ ③ عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ: صلوٰة الجماعة تفضل صلوة الفذّ بسبع وعشرين درجة. (متفق عليه) [مشكاة المصابيح ٩٥] ④ عن أبي بن كعب رضي الله عنه في حديث طويل قال رسول الله ﷺ: وإن صلوة الرجل مع الرجل أزكى من صلوته وحده، وصلوٰته مع الرجلين أزكى من صلوته مع الرجل، وما كثر فهو أحب إلى الله. رواه ابوداؤد والنسائي. [مشكاة المصابيح ٩٦]

فرمایا کہ کیا تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے ہیں ثواب[١] نہیں سمجھتے؟

فائدہ: اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد میں آئے گا اس قدر زیادہ[٢] ثواب ملے گا۔

حدیث۴: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار میں گذرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔

حدیث۵: نبی ﷺ نے ایک روز عشاء کے وقت اپنے اُن اصحاب سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ پڑھ کر سو رہے ہیں اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گزرا سب نماز میں محسوب ہوا۔

حدیث٦: نبی ﷺ سے بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: بشارت دو اُن لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کے لئے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں ان کے لئے پوری روشنی ہوگی۔

حدیث۷: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اس کو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اور جو عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا اُسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

حدیث۸: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ بے شک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے، پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں اُن لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور اُن کے گھروں کو جلا دوں۔

حدیث۹: ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز میں مشغول ہو جاتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال واسباب کو مع ان کے جلا دیں (مسلم)، عشاء کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اس وقت گھروں میں

---

① عن جابر رضي الله عنه قال: خلت البقاع حول المسجد فأراد بنو سلمة أن ينتقلوا قرب المسجد، فبلغ ذلك النبي ﷺ، فقال لهم: بلغني أنكم تريدون أن تنتقلوا قرب المسجد، قالوا: نعم يا رسول الله! قد أردنا ذلك، فقال: يا بني سلمة! دياركم، تكتب اٰثاركم، دياركم، تكتب اٰثاركم. (رواه مسلم). [مشكاة المصابيح ٦٨] ② لیکن اگر کسی کے محلّہ میں مسجد ہو تو اس کو چھوڑ کر دُور نہ جاوے، کیونکہ محلّہ کی مسجد کا حق ہے، بلکہ اگر وہاں جماعت بھی نہ ہوتی ہو تب بھی وہاں جا کر اذان واقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھے۔ (محشی) [ردّالمحتار ٣٤٧/٢ أحكام المساجد]

ہوتے ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابودرداء اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے، یہ سب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز اصحاب میں ہیں۔

حدیث ١٠: ابودرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بیشک اُن پر شیطان غالب ہوجائے گا، پس اَے ابودرداء! جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو، دیکھو بھیڑیا (شیطان) اُسی بکری (آدمی) کو کھاتا (بہکاتا) ہے جو اپنے گلّے (جماعت) سے الگ ہوگئی ہو۔

حدیث ١١: ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سُن کر جماعت میں نہ آئے اور اُسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اسکی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہو قبول[١] نہ ہوگی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے؟ حضرت نے فرمایا کہ خوف یا مرض۔ اس حدیث میں خوف اور مرض کی تفصیل نہیں کی گئی۔ بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔

حدیث ١٢: حضرت مِحجن[٢] رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اتنے میں اذان ہوئی اور رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جا کر بیٹھ گیا۔ حضرت نے نماز سے فارغ ہوکر فرمایا کہ اے مِحجن! تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی، کیا تم مسلمان نہیں ہو؟ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ میں مسلمان تو ہوں، مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسجد میں آؤ اور دیکھو کہ جماعت ہورہی ہے تو لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ[٣] پڑھ چکے ہو۔ ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ صحابی مِحجن رضی اللہ عنہ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو؟

چند حدیثیں نمونے کے طور پر ذکر ہوچکیں، اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے اقوال سُنیے کہ اُنھیں جماعت کا کس قدر اہتمام مدّنظر تھا اور ترک جماعت کو وہ کیسا سمجھتے تھے، اور کیوں نہ سمجھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور اُن کی مرضی کا اُن سے زیادہ کس کو خیال ہوسکتا ہے؟۔

---

(١) یعنی پورا ثواب نہ ملے گا، یہ غرض نہیں ہے کہ فرض ادا نہ ہوگا، کبھی کوئی اس خیال سے نماز ہی چھوڑ دے کہ نماز قبول تو ہوگی ہی نہیں پھر تنہا بھی نہ پڑھیں کیونکہ کچھ فائدہ نہیں، ایسا خیال ہرگز نہ چاہئے۔ (محشی) (٢) بالکسر وفتح الجیم۔ (محشی) (٣) مگر فجر اور عصر اور مغرب کی نماز اگر تنہا پڑھ لی ہو اور پھر جماعت ہو تو اب جماعت میں شامل نہ ہونا چاہئے، اس لئے کہ فجر اور عصر کے بعد تو نوافل نہ پڑھنا چاہئیں اور مغرب میں اس لئے کہ تین رکعت نفل کی شریعت میں نہیں ہیں۔ (محشی)

اثر[1]: اسود کہتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور اسکی فضیلت اور تاکید کا ذکر (چل) نکلا، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تائیداً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرضِ وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابوبکر سے کہو: نماز پڑھاویں۔ عرض کیا گیا کہ ابوبکر ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپکی جگہ پر کھڑے ہونگے تو بے طاقت ہو جائیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے، آپ نے پھر وہی فرمایا۔ پھر وہی جواب دیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ تم ایسی باتیں کرتی ہو جیسے یوسف علیہ السلام سے مصر کی عورتیں[2] کرتی تھیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھاویں۔ خیر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے کو نکلے۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے نکلے، میری آنکھوں میں اب تک وہ حالت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے، یعنی اتنی قوّت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اُٹھا سکیں۔ وہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز شروع کر چکے تھے، چاہا کہ پیچھے ہٹ جاویں، مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اُنھیں سے نماز پڑھوائی۔

اثر ۲: ایک دن حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا تو اُن کے گھر گئے اور اُن کی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا، انھوں نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اس وجہ سے اس وقت اُن کو نیند آ گئی، تب حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ تمام شب عبادت کروں۔ (مؤطا امام مالک)۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز با جماعت پڑھنے میں تہجد سے بھی زیادہ ثواب ہے، اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر میں مخل ہو تو ترک اس کا اولیٰ ہے۔ (اشعۃ اللمعات)۔

---

① ''اثر'' صحابی اور تابعین کے قول کو کہتے ہیں۔ (محشی) ② یہاں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تشبیہ دی حضرت زلیخا سے، وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جب حضرت زلیخا کے عشق کی شہرت ہوئی کہ وہ حضرت یوسف علیہ السلام کو چاہتی ہیں جو اس وقت میں ان کے خاوند کے غلام تھے تو اُنھوں نے عورتوں کی ضیافت کی اور مراد ان کی علاوہ ضیافت کے اور بھی تھی اور وہ یہ تھی کہ یہ عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کے حُسنِ بے نظیر کو دیکھیں اور مجھے اُن کے ساتھ عشق میں معذور سمجھیں اور لعن وطعن سے باز آئیں، اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مُراد بھی علاوہ اس کے جو انھوں نے عذر کیا اور بھی تھی اور وہ یہ کہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہونے کو بدفالی نہ سمجھیں اور اس بنا پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے لوگوں کو حضور کے بعد کدورت نہ ہو (کذا فی فتح الباری وغیرہ)۔ (محشی)

اثر۳: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بیشک ہم نے آزمالیا اپنے کو اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو کہ ترک جماعت نہیں کرتا مگر وہ منافق کہ جس کا نفاق کُھلا ہوا ہو یا بیمار، مگر بیمار بھی تو دو آدمیوں کا سہارا دیکر جماعت کیلئے حاضر ہوتے تھے، بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی راہیں بتلائیں، اور منجملہ اُن کے نماز ہے ان مسجدوں میں جہاں اذان ہوتی ہو، یعنی جماعت ہوتی ہو۔ دوسری ہدایت میں ہے کہ فرمایا: جسے خواہش ہو کل (قیامت میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے مسلمان جائے اُسے چاہئے کہ پنج وقتی نمازوں کی پابندی کرے اُن مقامات میں جہاں اذان ہوتی ہو (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو)۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کیلئے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں، اور یہ نماز بھی اُن ہی طریقوں میں سے ہے، اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کروگے جیسے کہ منافق پڑھتا ہے تو بیشک تم سے چھوٹ جائے گی تمہارے نبی کی سُنّت اور اگر تم چھوڑ دوگے اپنے پیغمبر کی سُنّت کو تو بے شبہ گمراہ ہوجاؤ گے، اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کرکے نماز کیلئے مسجد نہیں جاتا، مگر اس کے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے، اور ہم نے دیکھ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق۔ ہم لوگوں کی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آمیوں پر تکیہ لگا کر جماعت کیلئے لائے جاتے تھے اور صف میں کھڑے کردئے جاتے تھے۔

اثر۴: ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے بعد اذان[1] کے بغیر نماز پڑھے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور انکے مقدس حکم کو نہ مانا (مسلم شریف)۔ دیکھو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے تارک جماعت کو کیا کہا۔ کیا کسی مسلمان کو اب بھی بے عذر ترکِ جماعت کی جرأت ہوسکتی ہے؟ کیا کسی ایمان دار کو حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی گوارا ہوسکتی ہے؟

اثر۵: حضرت اُمّ درداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ میرے پاس اس حال میں آئے کہ نہایت غضبناک تھے، میں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کو کیوں غصہ آیا، کہنے لگے: اللہ کی قسم! میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا، مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں، یعنی اب اس کو بھی چھوڑنے لگے۔

---

① بعد اذان کے مسجد سے ایسے شخص کو کہ پھر اس مسجد میں آکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو جانا منع ہے، ہاں کوئی قوی عذر ہو اور سخت مجبوری ہو تو مضائقہ نہیں۔ (محشی)

اثر ۶: نبی ﷺ کے بہت اصحاب سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ جو کوئی اذان سُن کر جماعت میں نہ جائے اس کی نماز ہی نہ ہوگی، یہ لکھ کر امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے، مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترکِ جماعت جائز نہیں[①]۔

اثر ۷: مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہو، مگر جمعہ اور جماعت میں نہ شریک ہوتا ہو اُسے آپ کیا کہتے ہیں، فرمایا کہ دوزخ میں جائے گا۔(ترمذی)۔امام ترمذی اس حدیث کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ جمعہ و جماعت کا مرتبہ کچھ کم سمجھ کر[②] ترک کرے تب یہ حکم کیا جائے گا، لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن کے لئے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔

اثر ۸: سلفِ صالحین کا یہ دستور تھا کہ جسکی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اُس کی ماتم پُرسی کرتے (احیاء العلوم)۔صحابہ رضی اللہ عنہم کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے ہیں جو درحقیقت نبی ﷺ کے اقوال ہیں۔

اب ذرا علمائے اُمّت اور مجتہدین ملّت کو دیکھئے کہ ان کا جماعت کی طرف کیا خیال ہے اور اِن احادیث کا مطلب انھوں نے کیا سمجھا ہے:

۱: ظاہریہ[③] اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مقلدین کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے، بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔

۲: امامِ احمد کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے اگرچہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط نہیں۔امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مقلدین کا بھی یہی مذہب ہے۔

۳: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرضِ کفایہ ہے، امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ جو حنفیہ میں ایک بڑے درجے کے فقیہ اور محدّث ہیں ان کا بھی یہی مذہب ہے۔

---

① اور بے عذر تنہا نماز پڑھنے سے گو نماز ہو جاوے گی، مگر کامل نہ ہوگی۔ ② اس لئے کہ احکامِ شرعیہ کو ہلکا اور حقیر سمجھنا کفر ہے، اور اس تاویل کی حاجت جب ہوگی جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فرمانے کا یہ مطلب ہو کہ ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔(محشی)

③ ''ظاہریہ'' ایک اسلامی فرقہ کا نام ہے۔

۴: اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے۔ محقق ابن ہمام اور حلبی اور صاحبُ البحر الرّائق وغیرہم اسی طرف ہیں۔

۵: بعض حنفیہ (۱) کے نزدیک جماعت سُنّتِ مؤکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں، اور در حقیقت حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں۔

۶: ہمارے فقہاء لکھتے ہیں اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو ان سے لڑنا حلال ہے۔

۷: "قنیہ" وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارک جماعت کو سزا دینا امامِ وقت پر واجب ہے، اور اسکے پڑوسی اگر اسکے اس فعلِ قبیح پر کچھ نہ بولیں (۲) تو گنہگار ہونگے۔

۸: اگر مسجد جانے کیلئے اقامت سُننے کا انتظار کرے تو گنہگار ہوگا، یہ اس لئے کہ اگر اقامت سُن کر چلا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانے کا خوف ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جمعہ اور جماعت کیلئے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہ ہو۔

۹: تارکِ جماعت ضرور گنہگار ہے اور اسکی گواہی قبول نہ کی جائے۔ بشرطیکہ اس نے بے عذر صرف سہل انگاری (سُستی) سے جماعت چھوڑی ہو۔

۱۰: اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائے گا اور اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔

---

(۱) حکم جماعت کے بارے میں عباراتِ فقہاء میں اختلاف ہوا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ جماعت سنّت مؤکدہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ واجب ہے، اس کے بعد فقہاء نے تو اس کو اختلافِ آراء پر محمول کیا اور تطبیق کی فکر نہیں کی۔ بعض نے تطبیق کی فکر کی۔ جن لوگوں نے تطبیق کی فکر کی ان میں سے بعض نے کہا کہ سنّت مؤکدہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ واجب ہے اور اس کا وجوب سنّت سے ثابت ہے، اور بعض نے کہا کہ اس پر مداومت سنّتِ مؤکدہ ہے اور کبھی کبھی پڑھنا واجب ہے، یہ وہ تطبیقیں تھیں جو کہ کتبِ فقہ میں میری نظر سے گذری ہیں۔ رہی وہ تطبیق جو علم الفقہ میں بیان کی گئی ہے اور اس سے بہشتی گوہر میں منقول ہوئی ہے نہ وہ میری نظر سے گذری اور نہ اس کا صحیح مطلب میری سمجھ میں آیا اس میں غور کر لیا جائے۔ (حبیب احمد)

(۲) یعنی اس کو اس فعل سے نہ روکیں اور نصیحت حسبِ قدرت نہ کریں، یہ جبکہ ان کو اس شخص سے کسی ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو وہ پڑوسی گنہگار ہونگے۔

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

اس بارے میں حضراتِ علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ بیان کیا ہے، مگر جہاں تک میری نظر قاصر پہنچی ہے حضرت شاہ مولانا ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر، جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں، اگرچہ زیادہ لُطف یہی تھا کہ اُنھیں کی پاکیزہ عبارت سے وہ مضامین سُنے جائیں، مگر بوجہ اختصار کہ میں حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں، وہ فرماتے ہیں:

۱: کوئی چیز اُس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت رسمِ عام کردی جائے یہاں تک کہ وہ عبادت ایک ضروری عبادت ہوجائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عادت کی طرح ناممکن ہوجائے، اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شاندار نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔

۲: مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں، جاہل بھی عالم بھی، لہٰذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں، اگر کسی سے کچھ غلطی ہوجائے تو دوسرا اُسے تعلیم کردے، گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اُسے دیکھتے ہیں، جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتلا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اُسے پسند کرتے ہیں، پس یہ ایک عمدہ ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا۔

۳: جو لوگ بےنمازی ہونگے اُن کا حال بھی اس سے کھل جائے گا اور ان کو نصیحت کرنے کا موقع ملے گا۔

۴: چند مسلمانوں کا مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزولِ رحمت اور قبولیت کے لئے۔

۵: اس اُمّت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اُس کا کلمہ بلند اور کلمۂ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے، اور یہ بات جب ہی ہوسکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص، مسافر اور مقیم، چھوٹے بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لئے جمع ہوا کریں اور شان و شوکت اسلام کی ظاہر کریں، ان ہی سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہوگئی اور اس کی ترغیب دی گئی اور اسکے چھوڑنے کی سخت ممانعت کی گئی۔

۶: جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی، اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکے گا، جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید اور فضیلت جا بجا قرآنِ عظیم اور احادیثِ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم میں فرمائی گئی ہے، افسوس! ہمارے زمانے میں ترک جماعت ایک عام عادت ہوگئی ہے، جاہلوں کا کیا ذکر ہم بعضے لکھے پڑھے لوگوں کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں۔ افسوس! یہ لوگ احادیث پڑھتے ہیں اور ان کے معنی سمجھتے ہیں، مگر جماعت کی سخت تاکیدیں اُن کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں، قیامت میں جب قاضیٔ روزِ جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہونگے اور اسکے نہ ادا کرنے والے یا ادا میں کمی کرنے والوں سے باز پُرس شروع ہوگی تو یہ لوگ کیا جواب دیں گے؟۔

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں

۱: مرد[①] ہونا۔ عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔

۲: بالغ ہونا۔ نابالغ بچّوں پر جماعت واجب نہیں۔

۳: آزاد ہونا۔ غلام پر جماعت واجب نہیں۔

۴: عاقل ہونا۔ مست، بیہوش اور دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔

۵: تمام[②] عذروں سے خالی ہونا۔ ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں، مگر ادا کر لے تو بہتر ہے، نہ ادا

---

① فتسن أو تجب على الرجال العقلاء البالغين الأحرار القادرين على الصلوة بالجماعة من غير حرج. [تنوير الأبصار مع الدر المختار ۲/۳۴۶] (قوله: البالغين) قيد به؛ لأن الرجل قد يراد به مطلق الذكر بالغاً أو غيره، كما في قوله تعالى: "وإن كانوا إخوةً رجالاً" و كما في حديث: "ألحقوا الفرائض بأهلها، فما أبقت فلأ ولى رجل ذكر" ولذا قيد بذكر، لدفع أن يراد به البالغ بناء على ما كان في الجاهلية من عدم توريثهم إلا من استعد للحرب دون الصغار، فافهم. (قوله: الأحرار) فلاتجب على القن، وسياتي في الجمعة لو أذن له مولاه وجبت، وقيل: يخير، ورجحه في البحر. [ردّالمحتار ۲/۳۴۶] ② (قوله: من غير حرج) قيد به لكونها سنة موكدة أو واجبة، فبالحرج يرتفع الاثم ويرخص في تركها ولكنه يفوته الأفضل، ...والظاهر أن المراد به العذر المانع كالمرض والشيخوخة والفلج. [ردّالمحتار ۲/۳۴۶]

کرنے میں ثوابِ جماعت سے محروم رہے گا۔ ترک جماعت کے عذر چودہ۱۴ ہیں:۔

۱: لباس① بقدر سترِ عورت کے نہ پایا جانا۔

۲: مسجد② کے راستے میں سخت کیچڑ ہو کہ چلنا سخت دشوار ہو، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ نے امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کی حالت میں جماعت کے لئے آپ کیا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا کہ جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔

۳: پانی③ بہت زور سے برستا ہو، ایسی حالت میں امام محمد نے مؤطا میں لکھا ہے کہ اگرچہ نہ جانا جائز ہے، مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جاکر نماز پڑھے۔

۴: سردی③ سخت ہونا کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہوجانے کا یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔

۵: مسجد⑤ جانے میں مال واسباب کے چوری ہوجانے کا خوف ہو۔

۶: مسجد⑥ جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔

۷: مسجد⑦ جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو، بشرطیکہ اس کے قرض کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو، اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا اور اس کو ترکِ جماعت کی اجازت نہ ہوگی۔

۸: اندھیری⑧ رات ہو کہ راستہ نہ دکھلائی دیتا ہو، لیکن اگر روشنی کا سامان خدا نے دیا ہو تو جماعت نہ چھوڑنی چاہئے۔

۹: رات⑨ کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔

۱۰: کسی⑩ مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔

۱۱: کھانا⑪ تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک ایسی لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

۱۲: پیشاب⑫ یا پاخانہ زور کا معلوم ہوتا ہو۔

---

① والأفضل أن يصلي العراة وحدانا متباعدين. [الهندية ۱/۹٤] ② عن أبي يوسف سألتُ أبا حنيفة عن الجماعة في طين و ردغة، فقال: لا أحب تركها. وقال محمد في المؤطا: الحديث رخصة، يعني قوله ﷺ: "إذا ابتلّت النعال فالصلوة في الرحال" والنعال: هنا الأراضي الصلاب. [ردّالمحتار ۲/۳٤۸] ③ تا ⑭ فلاتجب على مريض ومقعد وزمن و مقطوع يد ورجل من=

۱۳: سفر[1] کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی، قافلہ نکل جائے گا، ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے، مگر فرق اس قدر ہے کہ وہاں ایک قافلے کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے، اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے، اگر ایک وقت کی ریل نہ ملے تو دوسرے وقت جاسکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں، ہماری شریعت سے حرج اُٹھادیا گیا ہے۔

۱۴: کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو یا لنجا ہو یا کوئی پَیر کٹا ہوا ہو لیکن جو نابینا بے تکلف مسجد تک پہنچ سکے اس کو ترکِ جماعت نہ کرنا چاہیے۔

جماعت[2] کے صحیح ہونے کی شرطیں

شرط (۱): اسلام[3]۔ کافر کی جماعت صحیح نہیں۔

شرط (۲): عاقل ہونا۔ مست، بیہوش اور دیوانے کی جماعت صحیح نہیں۔

شرط (۳): مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کے اقتدا کی بھی نیت کرنا، یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں، نیت کا بیان اوپر بہ تفصیل ہو چکا ہے۔

شرط (۴): امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا، خواہ حقیقتاً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد[4] یا ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پُل کے اُس پار ہو مگر

=خلاف أو رجل فقط، ... و مفلوج و شيخ كبيرعا جز وأعمى، وإن وجد قائدا، ولا على من حال بينه وبينها مطر و طين و برد شديد و ظلمة كذلك، وريح ليلا لانهاراً، أو خوف على ماله، أو من غريمه، أو ظالم، و مدافعة أحد الأخبثين، وإرادة سفر، وقيامه بمريض، وحضور طعام تتوقه نفسه. [الدرّالمختار ۲/۳٤۷] (قوله: أو من غريم) أی: إذا كان معسرا ليس عنده مايوفي غريمه، وإلا كان ظالماً. (قوله: وقيامه بمريض) أي يحصل له بغيبته المشقة والوحشة. [رد المحتار:۲/۳٤۹]

① (وإرادة سفر) أي: وأقيمت الصلوة ويخشى أن تفوته القافلة. بحر. وأما السفر نفسه فليس بعذر. [ردّالمحتار ۲/۳٤۹] ② یعنی جماعت میں امام کی امامت اور مقتدی کی اقتدا کے صحیح ہونے کی شرطیں۔ ③ وشروط صحة الإمامة للرجال الأصحاء ستة أشياء: الإسلام ... والبلوغ ... والعقل ... والذكورة... والقراءة ... والسلامة من الأعذار ... كالرعاف... والفأفأة والتمتمة... واللثغ... ومن فقد شرط كطهارة... وستر عورة. [مراقي الفلاح ۲۸۷]

④ یعنی جبکہ وہ مسجد یا گھر بہت بڑے نہ ہوں، کیونکہ بڑی مسجد اور بڑے گھر کا حکم آگے آئے گا۔ (حبیب احمد)

درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور اُن مقتدیوں کے درمیاں میں جو پُل کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقۃً متحد نہیں، مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اس لئے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتدا صحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ: (١) اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے، اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے، اور یہ دونوں مقام حکماً متحد سمجھے جائیں گے، اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی، اور اُس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کرنا جو مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔

مسئلہ ٢: (٢) اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت بڑا یا جنگل ہو، اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جسمیں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی۔

مسئلہ ٣: (٣) اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر ہو جس میں ناؤ وغیرہ چل سکے، یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو، یا کوئی عام رہگذر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے، اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی، البتہ بہت چھوٹی گول اگر حائل ہو جس کی برابر تنگ (٤) راستہ نہیں ہوتا وہ مانعِ اقتدا نہیں۔

---

(١) ويمنع من الاقتداء ..طريق تجرى فيه عجلة ...أو نهر تجرى فيه السفن... أو خلاء ... في الصحراء أو في مسجد كبير جداً كمسجد القدس يسع صفين فأكثر إلا إذا اتصلت الصفوف فيصح مطلقاً، كأن قام في الطريق ثلاثة، وكذا اثنان عند الثاني لا واحد اتفاقا. [الدرّالمختار ٢/٣٩٨] وصورة اتصال الصفوف في النهر: أن يقفوا على جسر موضوع فوقه أو على سفن مربوطة فيه. [ردّالمحتار ٢/٤٠١] (٢) ولو قام على سطح المسجد واقتدى بإمام في المسجد إن كان للسطح باب في المسجد ولا يشتبه عليه حال الإمام يصح الاقتداء، وإن اشتبه عليه حال الإمام لا يصح. [الفتاوىٰ الهندية ١/٩٨] ولو اقتدى من سطح داره المتصلة بالمسجد لم يجز لاختلاف المكان، دررو بحرو غيرهما، وأقره المصنف، لكنه تعقبه في الشرنبلالية، ونقل عن البرهان وغيره: أن الصحيح اعتبار الاشتباه فقط. قلت: وفي "الأشباه" و"زواهر الجواهر" و"مفتاح السعادة": أنه الأصح. وفي النهر: عن الزاد أنه اختيار جماعة من المتأخرين. [الدّرالمختار ٢/٤٠٣] (٣) دیکھو باب ہذا نمبر (٣)۔ (٤) تنگ سے تنگ راستہ وہ ہے جس کے عرض میں اونٹ آسکے تو جو گول یا راجبہا عرض میں اس سے کم ہو وہ مانعِ اقتدا نہیں۔ کذافي الشاميه عن أبي يوسف. ظ.

مسئلہ ۴: (۱) اسی طرح اگر دوصفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا رہگذر واقع ہوجائے تو اس صف کی اقتدا درست نہ ہوگی جو ان چیزوں کے اُس پار ہے۔

مسئلہ ۵: (۲) پیادے کی اقتدا سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں، اس لئے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں، ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے۔

شرط (۵): (۳) مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا مغایر (جدا) نہ ہونا۔ اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغایر ہوگی تو اقتدا درست نہ ہوگی۔ مثلاً (۴) امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے۔ یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کی ظہر کی۔ ہاں اگر دونوں کل کی ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کی ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ البتہ اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اس لئے کہ امام کی نماز قوی ہے۔

مسئلہ ۶: (۵) مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدا نہ ہوگی، کیونکہ امام کی نماز ضعیف ہے۔

شرط (۶): (۶) امام کی نماز کا صحیح ہونا، اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہوجائیگی، خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہوجائے یا بعد ختم ہونے کے مثل اس کے کہ امام کے کپڑوں میں نجاستِ غلیظہ ایک درھم سے زیادہ تھی اور بعد نماز ختم ہونے یا اثنائے نماز میں معلوم ہوگیا، یا امام کا وضو نہ تھا اور بعد نماز ختم ہونے کے یا اثنائے نماز میں اس کو خیال آیا۔

مسئلہ ۷: (۷) امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہوگئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے مقتدیوں

---

(۱) دیکھو حاشیہ مسئلہ باب ہذا۔ (۲) ولا نازل براكب ولا راكب براكب دابة أخرى، فلو معه صح. [الدرّالمختار ۳۹۵/۲]
(۳) لأن اتحاد الصلوتين شرط عندنا. [الدرّالمختار ۳۹۲/۲] (۴) ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضا اخر، سواء تغاير الفرضان اسما أو صفة، كمصلي ظهر أمس بمصلي ظهر اليوم، بخلاف ما إذا فاتتهم صلوٰة واحدة من يوم واحد فإنه يجوز. [ردّالمحتار ۳۹۱/۲] (۵) إذا صلى التراويح مقتديا بمن يصلي المكتوبة أو بمن يصلي نافلة غير التراويح اختلفو فيه. والصحيح أنه لايجوز. [رد المحتار: ۴۰۸/۲] (۶) (قوله: وصحة صلوة إمامه) فلو تبين فسادها فسقا من الإمام أو نسيانا لمضي مدة المسح أو لوجود الحدث أو غير ذلك لم تصح صلوة المقتدي لعدم صحة البناء. [ردالمحتار: ۳۳۹/۲] (۷) وإن ظهر بطلان صلوة إمامه... أعاد،... ويلزم الإمام... إعلام القوم بإعادة صلوتهم بالقدر الممكن ولو بكتاب أو رسول في المختار. [مراقي الفلاح ۲۹۶ و ردّالمحتار ۴۱۱/۲]

کوحتی الامکان اس کی اطلاع کردے تاکہ اپنی اپنی نمازوں کا اعادہ کرلیں، خواہ اطلاع آدمی کے ذریعہ سے کی جائے یا خط کے ذریعہ سے۔

شرط (۷)[1]: مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا، خواہ برابر ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اسکی اقتدا درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہوجائے، اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پَیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتدا، درست ہوجائے گی۔

شرط (۸)[2]: مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع، قومے، سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا، خواہ امام کو دیکھ کر یا اسکی یا کسی مکبّر (تکبیر کہنے والے) کی آواز سُن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر۔ اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدا صحیح نہ ہوگی، اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو، مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتدا درست ہے۔

مسئلہ[3]: اگر امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہو، لیکن قرائن سے اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا

---

① وتقدُّمُ الإمام بعقبه عن عقب المقتدي شرط لصحة اقتدائه، حتى لو كان عقب المقتدي غير متقدم على عقب الإمام، لكن قدمه أطول فتكون أصابعه قدام أصابع إمامه تجوز، كما لو كان المقتدي أطول من إمامه فيسجد أمامه. [رد المحتار ۲/۳۳۹]

② (وعلمه بانتقالاته) أي: بسماع أورؤية للإمام أولبعض المقتدين، وإن لم يتحد المكان. [ردالمحتار ۲/۳۳۹]

③ (قوله: و بعكسه صح فيهما) وهو اقتداء المقيم بالمسافر فهو صحيح في الوقت وبعده؛ لأن صلوة المسافر في الحالين واحدة، والقعدة فرض في حقه غيرفرض في حق المقتدي؛ وبناء الضعيف على القوى جائز، و قد أمّ النبي ﷺ وهو مسافرأهل مكة، وقال: "أتموا صلاتكم فإنا قوم سفر" ويستحب أن يقول ذلك بعد السلام كل مسافر صلى بمقيم لاحتمال أن خلفه من لا يعرف حاله ولا يتيسرله الاجتماع بالإمام قبل ذهابه، فيحكم حنيئذٍ بفساد صلوة نفسه بناء على ظن إقامة الإمام ثم إفساده بالسلام على رأس الركعتين، وهذا محمل مافي الفتاوى. إذا اقتدى بالإمام لا يدرى أمسافر هو أم مقيم لايصح؛ لأن العلم بحال الإمام شرط الأداء بجماعة، لا أنه شرط في الابتداء لمافي المبسوط: رجل صلى الظهر بالقوم بقرية أومصر ركعتين وهم لايدرون أمسافر هو أم مقيم فصلاتهم فاسدة، سواء كانوا مقيمين أم مسافرين؛ لان الظاهر من حال من في موضع الإقامة أنه مقيم، والبناء على الظاهر واجب حتى يتبين خلافه، فإن سألوه فأخبرهم أنه مسافر جازت صلاتهم، وفي القنية: وإن كان خارج المصر لا تفسد ويجوز الأخذ بالظاهر في مثله، وانما كان قول الإمام ذلك مستحبا؛ لأنه لم يتعين معرفا صحة سلامه لهم، فإنه ينبغي أن يتموا ثم يسألوه فتحصل المعرفة . [البحر الرائق ۲/۲۱۲]

گاؤں کے اندر ہو اور نماز پڑھائے مسافر کی سی یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعتیں پوری کر لینے کے بعد امام کی حالت کی تحقیق کرنا واجب ہے کہ امام کو سہو ہوا یا وہ مسافر تھا، اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہو گئی اور اگر سہو کا ہونا متحقق ہوا تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر کچھ تحقیق نہیں کی بلکہ مقتدی اسی شبہ کی حالت میں نماز پڑھ کر چلا گیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ[①]: اگر امام کے متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے، مگر وہ نماز شہر یا گاؤں میں نہیں پڑھا رہا بلکہ شہر یا گاؤں سے باہر پڑھا رہا ہے اور اس نے چار رکعت والی نماز میں مسافر کی سی نماز پڑھائی اور مقتدی کو امام کے سہو کا شبہ ہوا اس صورت میں بھی مقتدی اپنی چار رکعت پوری کر لے اور بعد نماز کے امام کا حال معلوم کر لے تو اچھا ہے، اگر نہ معلوم کرے تو اس کی نماز فاسد نہ ہو گی کیونکہ شہر یا گاؤں سے باہر امام کا مسافر ہونا ہی ظاہر ہے، اور اس کے متعلق مقتدی کا یہ خیال کہ شاید اس کو سہو ہوا ہے ظاہر کے خلاف ہے، لہٰذا اس صورت میں تحقیق حال ضروری نہیں، اسی طرح اگر امام چار رکعت والی نماز شہر یا گاؤں میں پڑھائے یا جنگل وغیرہ میں اور کسی مقتدی کو اس کے متعلق مسافر ہونے کا شبہ ہو لیکن امام نے پوری چار رکعت پڑھائیں تب بھی مقتدی کو بعد نماز کے تحقیقِ حال امام واجب نہیں، اور فجر اور مغرب کی نماز میں کسی وقت بھی امام کے مسافر یا مقیم ہونے کی تحقیق ضروری نہیں، کیونکہ ان نمازوں میں مقیم و مسافر سب برابر ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس تحقیق کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہے جبکہ امام شہر یا گاؤں میں یا کسی جگہ چار رکعت کی نماز میں دو رکعت پڑھائے اور مقتدی کو امام پر سہو کا شبہ ہو۔

شرط (۹)[②]: مقتدی کو تمام ارکان میں سوائے قراءت کے امام کا شریک رہنا، خواہ امام کیساتھ ادا کرے یا اسکے بعد یا اس سے پہلے، بشرطیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے۔

پہلی صورت کی مثال: امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔

دوسری صورت کی مثال: امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔

---

① دیکھو حاشیہ مسئلہ ۸ باب ہذا۔ ② (قوله: ومشاركته في الأركان) أي: في أصل فعلها أعم من أن يأتي بها معه أو بعده لاقبله، إلا إذا أدركه إمامه فيها فالأول ظاهر، والثاني كما لو ركع إمامه ورفع ثم ركع هو فيصح، والثالث عكسه، فلايصح إلاإذا ركع وبقي راكعاً حتى أدركه إمامه، فيصح لوجود المتابعة التي هي حقيقة الاقتداء. [رد المحتار ۲/۳۳۹]

تیسری صورت کی مثال: امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔

مسئلہ: [1] اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے، مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور اخیر تک امام اس میں شریک نہ ہو۔ مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کرے مقتدی کھڑا ہو جائے، ان دونوں صورتوں میں اقتدا درست نہ ہوگی۔

شرط (۱۰): [2] مقتدی کی حالت کا امام سے کم یا برابر ہونا۔

مثال (۱): [3] قیام کرنے والے کی اقتدا قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے، شرع میں معذور کا قعود بمنزلہ قیام کے ہے۔

۲: تیمّم [4] کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا، وضو اور غسل کرنے والے کی اقتدا درست ہے، اس لئے کہ تیمّم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے، کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں۔

۳: مسح [5] کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر، دھونے والے کی اقتدا درست ہے، اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک ہی درجے کی طہارت ہیں، کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔

۴: معذور [6] کی اقتدا معذور کے پیچھے درست ہے، بشرطیکہ دونوں ایک عذر میں مبتلا ہوں۔ مثلاً دونوں کو سلسل بول ہو یا دونوں کو خروجِ ریح کا مرض ہو۔

۵: امّی [7] کی اقتدا امّی کے پیچھے درست [8] ہے۔ بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو۔

---

① ويفسدها مسابقة المقتدي بركن لم يشاركه فيه إمامه، كما لو ركع ورفع رأسه قبل الإمام ولم يعده معه أو بعده وسلم. [مراقي الفلاح ٣٣٧] ② وكونه مثله و أو دونه فيها، (أى في الأركان) وفي الشرائط. [الدّر المختار ٢/٣٣٩]

③ .④.⑤ وصح اقتداء متوضئ لاماء معه أي: مع المقتدي، أما لو كان معه ماء فلايصح الاقتداء بتيمم، أي: عندهما، بناء على أن الخلفية عندهما بين الآلتين و هما الماء والتراب والطهارتان سواء. (وغاسل بماسح ولوعلى جبيرة) الأولى قوله في الخزائن: على خف أو جبيرة، إذلا وجه للمبالغة هنا أيضا؛ لأن المسح على الجبيرة أولى بالجواز؛ لأنه كالغسل لماتحته. (وقائم بقاعد يركع ويسجد) وقيد القاعد بكونه يركع ويسجد؛ لأنه لو كان مؤميا لم يجز اتفاقا. [ردّ المحتار ٢/٤٠٥] ⑥ (وصح اقتداء معذور بمثله). أي: إن اتحد عذرهما،...... ويصلى من به سلسل البول خلف مثله. [ردّ المحتار ٢/٣٨٩] ⑦ أمّی وہ شخص ہے جو بقدرِ قراءتِ مفروضہ یعنی ایک آیت قرآن مجید زبانی نہ پڑھ سکتا ہو اور قاری سے مراد وہ شخص ہے جو بقدر قراءت مفروضہ زبانی قرآن مجید پڑھ سکے۔ (محشی) ⑧ أما اقتداء أخرس بأخرس أو أمي بأمي فصحيح. [ردّ المحتار ٢/٣٩١]

۶: عورت(۱) یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔

۷: عورت(۲) کی اقتدا عورت کے پیچھے درست ہے۔

۸: نابالغ(۳) عورت یا نابالغ مرد کی اقتدا نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔

۹: نفل(۴) پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے۔

۱۰: نفل(۵) پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔

۱۱: قسم(۶) کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے، اس لئے کہ قسم کی نماز بھی فی نفسہ نفل ہے، یعنی ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گا اور پھر کسی متنفل کے پیچھے اس نے دو رکعت پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی اور قسم پوری ہو جائے گی۔

۱۲: نذر(۷) کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے، بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو، مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اس چیز کی نذر کی جس کی فلاں شخص نے نذر کی ہے، اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ ایک نے دو رکعت کی مثلاً الگ نذر کی اور دوسرے نے الگ، تو ان میں سے کسی کو دوسرے کی اقتدا درست نہ ہوگی، حاصل یہ ہے کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتدا درست ہو جائے گی، اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے خواہ یقیناً یا احتمالاً، اور اقتدا درست نہیں:۔

۱: بالغ(۸) کی اقتدا خواہ مرد ہو یا عورت، نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔

---

(۱) إمامة الرجل للمرأة جائزة إذانوى الإمام إما متها ولم يكن في الخلوة...... ويصح اقتداء المرأة بالرجل في صلوة الجمعة وإن لم ينوإما متها. [الهندية ۱/۹٤ والشامية ۲/۳۸۷] (۲) والأنثى البالغة تصح إمامتها للأنثى مطلقا فقط مع الكراهة. [الشامية ۲/۳۸۷] (۳) وأما غيرالبالغ فإن كان ذكرا تصح إمامته لمثله من ذكروأنثى. [الشامية ۲/۳۸۷] (۴) و(صح اقتداء) متنفل بمفترض في غير التراويح. [الدّر المختار ۲/٤۰۸] (۵) صح اقتداء متنفل بمتنفل. [الدرّالمختار ۲/٤۰۹] (۶) صح اقتداء الحالف بالمتنفل، لأن المحلوف عليها نفل. [الشامية ۲/۳۹۳] (۷) ولا (يصح اقتداء) ناذر......بنا ذر؛ لأن كلا منهما كمفترض فرضا آخر، إلا إذانذرأحدهما عين منذورالآخر للإتحاد. بأن قال بعد نذر صاحبه: نذرت تلك المنذورة التي نذرها فلان. [الدّر المختار مع الشامية ۲/۳۹۲] (۸) وأما غير البالغ فبان كان ذكرا تصح إمامته لمثله من ذكروأنثى وخنثى،=

۲: مرد(۱) کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ، عورت کے پیچھے درست نہیں۔

۳: خنثیٰ(۲) کی خنثیٰ کے پیچھے درست نہیں۔ خنثیٰ اس کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ہونے کی علامات ایسی متعارض ہوں کہ نہ اس کا مرد ہونا تحقیق ہو نہ عورت ہونا اور ایسی مخلوق شاذ و نادر ہوتی ہے۔

۴: جس(۳) عورت(۴) کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتدا اسی قسم کی عورت کے پیچھے درست نہیں۔
ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا محتمل ہے اسلئے اقتدا جائز نہیں، کیونکہ پہلی صورت میں جو خنثیٰ امام ہے شاید عورت ہو اور جو خنثیٰ مقتدی ہے شاید مرد ہو، اسی طرح دوسری صورت میں جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اس کے حیض کا ہو اور جو مقتدی ہے اس کی طہارت کا ہو۔

۵: خنثیٰ(۵) کی اقتدا عورت کے پیچھے درست نہیں اس خیال سے کہ شاید وہ خنثیٰ مرد ہو۔

۶: ہوش(۶) وحواس والے کی اقتدا مجنون، مست، بیہوش اور بے عقل کے پیچھے درست نہیں۔

۷: طاہر(۷) کی اقتدا معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلسل بول وغیرہ کی شکایت ہو درست نہیں۔

۸: ایک(۸) عذر والے کی اقتدا دو عذر والے کے پیچھے درست نہیں، مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو خروجِ ریح اور سلسلِ بول کی دو بیماریاں ہوں۔

۹: ایک(۹) طرح کے عذر والے کی اقتدا دوسری طرح کے عذر والے کے پیچھے درست نہیں، مثلاً سلسل بول والا

=وإن كان أنثى تصح إمامتها لمثلها فقط. [ردّ المحتار ۲/۳۸۷] (۱) ولايصح اقتداء رجل بامرأة. [الدّر المختار ۲/۳۸۷] (۲) والخنثى البالغ تصح إمامته للأنثى مطلقاً فقط، لاللرجل ولالمثله. [الشامية ۲/۳۸۷] (۳) الاقتداء بالمماثل صحيح إلاثلاثة: الخنثى المشكل، والضالة؛ لاحتمال الحيض، ومن جوز اقتداء الضالة بالضالة فقد غلط غلطا فاحشاً. [الدّر المختار مع الشامية ۲/۳۹۰] (۴) اس سے مراد وہ عورت ہے جس کو اول ایک خاص عادت کے ساتھ حیض آتا ہو اس کے بعد کسی مرض کی وجہ سے اس کا خون جاری ہو جائے اور جاری رہے اور وہ عورت اپنی عادتِ حیض کو بھول جائے۔ (حبیب احمد) (۵) صفحہ ہذا حاشیہ۲ دیکھو۔
(۶) ولا يصح الاقتداء بالمجنون المطبق ولا بالسكران، فإن كان يجن ويفيق يصح الاقتداء به في زمان الإفاقة، هكذا في فتاوى قاضي خان، قال الفقيه: وفي الروايات الظاهرة لافرق بين أن يكون لإفاقته وقت معلوم أولم يكن، فهو بمنزلة الصحيح في زمان الإفاقة، وبه ناخذ، هكذا في التتارخانية. [الهندية ۱/۹۴] (۷) ولايصلي الطاهر خلف من به سلسل البول، ولا الطاهرات خلف المستحاضة. [الهندية ۱/۹۴] (۸) لا يصلي من به سلسل بول خلف من به انفلات ريح وجرح لا يرقأ؛ لأن الإمام صاحب عذرين، والماموم صاحب عذر. [الهندية ۱/۹۴] (۹) ويجوز اقتداء المعذور بالمعذور إن اتحد عذرهما،=

ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو۔

۱۰: قاری① کی اقتداء اُمّی کے پیچھے درست نہیں۔ اور قاری وہ کہلاتا ہے جس کو اتنا قرآن صحیح یاد ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے اور اُمّی وہ جس کو اتنا بھی یاد نہ ہو۔

۱۱: اُمّی② کی اقتدا اُمّی کے پیچھے جبکہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں، کیونکہ اس صورت میں اس امام اُمّی کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ اس لئے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اسکی قراءت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے، اور جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جن میں وہ اُمّی مقتدی بھی ہے۔

۱۲: اُمّی③ کی اقتدا گونگے کے پیچھے درست نہیں، اس لئے کہ اُمّی اگر چہ بالفعل قراءت نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے اس وجہ سے کہ وہ قراءت سیکھ سکتا ہے، گونگے میں تو یہ قدرت بھی نہیں۔

۱۳: جس④ شخص کا جسم جس قدر ڈھانکنا فرض ہے چھپا ہوا ہو، اس کی اقتدا برہنہ کے پیچھے درست نہیں۔

۱۴: رکوع⑤ سجود کرنے والے کی اقتدا ان دونوں سے عاجز کے پیچھے درست نہیں، اور اگر کوئی شخص صرف سجدے سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتدا درست نہیں۔

۱۵: فرض⑥ پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں۔

۱۶: نذر⑦ کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں، اسلئے کہ نذر کی نماز واجب ہے۔

=وإن اختلف فلا يجوز. [الهندية ١/٩٣] ① لا حافظ آية من القران بغير حافظ لها وهو الأمي. [الدّر المختار ٢/٣٩١]
② وإذا اقتدى أمي وقاري بأمي تفسد صلوة الكل للقدرة على القراءة بالاقتداء بالقاري. [الدرّالمختار ٢/٤١٢]
③ ولا أمي باخرس لقدرة الأمي على التحريمة فصح عكسه. [الدرّالمختار ٢/٣٩١] ④ ولا مستور عورة بعار. [الدرّالمختار ٢/٣٩١] ⑤ ولاقادر على ركوع و سجود بعا جز عنهما لبناء القوي على الضعيف. [الدرّالمختار ٢/٣٩١]
⑥ ولا مفترض بمتنفل. [الدرّالمختار ٢/٣٩١] ⑦ ولا ناذر بمتنفل؛ لان النذر واجب فيلزم بناء القوي على الضعيف؛ ولا ناذر بحالف؛ لان المنذورة أقوى. أي: من المحلوف عليها فإنها لاتخرج بالحلف عن كو نها نافلة. [الدرّالمختار مع الشامية ٢/٣٩٢]

۱۷: نذر[۱] کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں، مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھوں گا اور کسی نے چار رکعت نماز کی نذر کی تو وہ نذر کرنے والا اگر اِس کے پیچھے نماز پڑھے تو درست نہ ہوگی، اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نفل۔ کیونکہ قسم کا پورا کرنا ہی واجب نہیں ہوتا بلکہ اس میں یہ بھی ہو[۲] سکتا ہے کہ کفارہ دیدے اور وہ نماز نہ پڑھے۔

۱۸: جس[۳] شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں، مثلاً سین کو ثے یا رے کو غین پڑھتا ہو یا کسی اور حرف میں ایسا ہی تبدّل و تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر پوری قراءت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتدا صحیح ہو جائے گی۔

شرط (۱۱)[۴]: امام کا واجبُ الانفراد نہ ہونا، یعنی ایسے شخص کے پیچھے اقتدا درست نہیں جس کا اس وقت منفرد رہنا ضروری ہے، جیسے مسبوق کہ اس کو امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے، پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی اقتدا کرے تو درست نہ ہوگی۔

شرط (۱۲)[۵]: امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا، یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے جو خود کسی کا مقتدی ہو، خواہ حقیقۃً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق، لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص کسی مُدرک یا لاحق کی اقتدا کرے تو درست نہیں، اسی طرح مسبوق اگر لاحق کی یا لاحق مسبوق کی اقتدا کرے تب بھی درست نہیں۔ یہ بارہ[۶] شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کیں اگر ان میں سے کوئی

---

① دیکھو حاشیہ ۷ صفحہ ۷۵ باب ہذا۔ ② تفصیل اس کی یہ ہے کہ جس کام کے لئے قسم کھائی جائے اگر وہ کام اصل سے فرض یا واجب ہے تب تو قسم کا پورا کرنا متعین ہے اور اگر وہ کام گناہ ہے تو قسم توڑنا اور کفارہ دینا متعین ہے، اور اگر نہ فرض و واجب ہے نہ گناہ تو دیکھا جائے گا کہ اس کا کرنا بہتر ہے تو قسم کا پورا کرنا افضل ہوگا، اور نہ کرنا بہتر ہے تو قسم کا توڑنا بہتر ہوگا، اور اگر دونوں برابر ہیں تو قسم پورا کرنا اولیٰ ہوگا، بہرحال جس کام پر قسم کھائی جائے اس کام کا کرنا مطلقاً واجب نہیں ہو جاتا، اس لئے اگر نفلی نماز کے لئے قسم کھالی تو وہ واجب نہ ہوئی [کذافي ردالمحتار ۱/۵٤۳] محمد شفیع دیوبندی۔ ③ لا غير الألثغ به أي: بالألثغ على الأصح، هو الذى يتحول لسانه من السين إلى الثاء، وقيل: من الراء إلى الغين أو اللام أو الياء، زاد في القاموس: أومن حرف الى حرف، وكذا من لا يقدر على التلفظ بحرف من الحروف أولا يقدر على إخراج الفاء إلا بتكرار. [الشامية ۲/۳۹۵] ④،⑤ ولا لاحق ولا مسبوق بمثلها؛ لما تقرر أن الاقتداء في موضع الانفراد مفسد كعكسه. [الدرّالمختار ۱/٦۰۷] ⑥ واعلم انه اذا فسد الاقتداء بأي وجه كان لايصح شروعه في صلوة نفسه؛ على=

شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائے گی تو اسکی اقتدا صحیح نہ ہوگی۔ اور جب کسی مقتدی کی اقتدا صحیح نہ ہوگی تو اس کی وہ نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالتِ اقتدا ادا کیا ہے۔

جماعت کے احکام

مسئلہ: جماعت جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرط ہے،[1] یعنی یہ نمازیں تنہا صحیح ہی نہیں ہوتیں۔ پنج وقتی نمازوں[2] میں واجب ہے، بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور تراویح میں سُنتِ مؤکدہ ہے اگر چہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا ہو، اور اسی طرح نماز کسوف کے لئے اور رمضان[3] کے وتر میں مستحب ہے، اور سوائے رمضان کے اور کسی زمانے کے وتر میں مکروہِ تنزیہی ہے، یعنی جبکہ مواظبت کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں،[4] اور نماز خسوف میں اور تمام نوافل میں، جبکہ نوافل اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے، یعنی اذان واقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقہ سے لوگوں کو جمع کر کے، تو جماعت مکروہِ تحریمی ہے۔ ہاں اگر بے اذان واقامت کے اور بے بُلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور پھر بھی دوام نہ کریں، اور اسی طرح مکروہِ تحریمی ہے ہر فرض

=المذهب. [الدرّالمختار ٢/٣٩٧] ① و(الشرط) السادس(من شروط صحة الجمعة): الجماعة وأقلها ثلاثة رجال. [الدرّالمختار ٣/٢٧] تجب صلاتهما (أي: العيدين) في الأصح على من تجب عليه الجمعة بشرائطها سوى الخطبة فإنها سنة بعدها. [الدّرالمختار ٣/٥١] ② ومنها أنها واجبة للصلوات الخمس إلاللجمعة فإنها شرط فيها، وتجب لصلوة العيدين على القول بوجوبهما وتسن فيها على القول بسنّيتها، وفي الكسوف والتراويح سنة. [البحر ١/٦٥٠] ③ وتستحبّ في الوترفي رمضان على قول ولا تستحب فيه على قول [البحر ١/٦٥١] ولا يصلى الوتر والتطوع بجماعة خارج رمضان أي: يكره ذلك لوعلى سبيل التداعي بأن يقتدي أربعة بواحد. [الدرّالمختار ٢/٦٠٤] قال الشامي: إن كان ذلك أحيانا كما فعل عمر كان مباحا غير مكروه، وإن كان على سبيل المواظبة كان بدعة مكروهة؛ لأنه خلاف المتوارث، وعلل الكراهة بأن الوتر نفل من وجه، والنفل بالجماعة غير مستحب في غير رمضان، وهو كالصريح في أنها كراهة تنزيه، والتداعي: هو أن يدعو بعضهم بعضاً. [الشامية مختصرا ٢/٦٠٤] ④ وهي مكروهة في صلوة الخسوف، وقيل: لا. وأما ما عدا هذه الجملة ففي الخلاصة: الاقتداء في الوتر خارج رمضان يكره، وذكر القدوري أنه لا يكره. وأصل هذا أن التطوع بالجماعة يكره في الأصل للصدر الشهيد، أما إذا صلوا بجماعة بغير أذان وإقامة في ناحية المسجد لا يكره. وقال شمس الأئمة الحلواني: إن كا ن سوى الإمام ثلاثة لا يكره بالاتفاق، وفي الأربع اختلف المشائخ، والأصح أنه لايكره. [البحر ١/٦٥١]

کی دوسری[1] جماعت مسجد میں ان چار شرطوں سے :۔

۱: مسجد محلّے کی ہو اور عام رہگذر پر نہ ہو، اور مسجد محلے کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہاں کا امام اور نمازی معین ہوں۔

۲: پہلی جماعت بلند آواز سے اذان و اقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔

۳: پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے۔

۴: دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے اور یہ چوتھی شرط صرف امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہے، اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ہیئت بدل دینے پر بھی کراہت رہتی ہے۔ پس اگر وہ دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کی جائے بلکہ گھر میں ادا کی جائے تو مکروہ نہیں، اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے، مثلاً مسجد عام رہگذر پر ہو محلے کی نہ ہو جس کے معنی اوپر معلوم ہو چکے تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں۔ یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں نہیں رہتے، نہ ان کو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے، یا بقول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے دوسری جماعت اس ہیئت سے ادا نہ کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے، جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جماعت مکروہ نہ ہو گی۔

تنبیہ: ہر چند کہ بعض لوگوں کا عمل امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے قول پر ہے، لیکن امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول دلیل سے بھی قوی ہے اور اس وقت دینیات میں اور خصوصاً امرِ جماعت میں جو تہاوُن (سُستی) اور تکاسل ہو رہا ہے اس کا مُقتضا بھی یہی ہے کہ باوجود تبدّلِ ہیئت کراہت پر فتویٰ دیا جائے، ورنہ لوگ قصداً جماعت اولیٰ کو ترک کریں گے کہ ہم اپنی دوسری کر لیں گے۔

---

① ویکرہ (تحریما) تکرار الجماعة بأذان وإقامة في مسجد محلة لافي مسجد طریق أومسجد لاامام له ولا مؤذن، إلاإذاصلی بهما فیه أوّلا غیر أهله أوأهله لکن بمخافتة الأذان، ولو کررأهله بدونهما أوکان مسجد طریق جاز إجماعا، والمراد بمسجد المحلة: ماله إمام وجماعة معلومون. [الدرّالمختار والشامیة ۲/۳٤۲]

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

مسئلہ: ① مقتدیوں کو چاہئے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اسکو امام بناویں، اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جو امامت کی لیاقت میں برابر ہوں تو غلبۂ رائے پر عمل کریں، یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اسکو امام بناویں۔ اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے زیادہ لائق ہے کسی ایسے شخص کو امام کردینگے جو اس سے کم لیاقت رکھتا ہو تو ترکِ سُنّت کی خرابی میں مبتلا ہونگے۔

مسئلہ: ② سب سے زیادہ استحقاقِ امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو، بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جسقدر قراءت مسنون ہے اسے یاد ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو، پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی قراءت کے قواعد کے موافق، پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو، پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو، پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خلیق ہو، پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوبصورت ہو، پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ شریف ہو، پھر وہ جس کی آواز سب سے عمدہ ہو، پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو، پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو مگر تناسب کے ساتھ، پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے، پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو، پھر وہ شخص جس نے حدثِ اصغر سے تیمّم کیا ہو بہ نسبت اس کے جس نے حدث اکبر سے تیمّم کیا ہو۔ اور بعض کے نزدیک حدثِ اکبر سے تیمّم کرنے والا مقدم ہے۔ اور ③ جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو، مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا

---

① فإن استووا يقرع بين المستويين أو الخيار إلى القوم، فإن اختلفوا اعتبر أكثرهم، ولو قدموا غير الأولى أساؤوا وتركوا السنة. [الدرّالمختار و الشامية ۲/۳۵۳] ② والأحق بالامامة الأعلم بأحكام الصلوة فقط صحةً وفسادا بشرط اجتنابه الفواحش الظاهرة، وحفظه قدر فرض، ثم الأحسن تلاوة و تجويداً للقراءة، ثم الأورع، ثم الأسن، ثم الأحسن خلقا، ثم الأحسن وجها، ثم الأشرف نسباً، ثم الأحسن صوتا، ثم الأنظف ثوبا، ثم الأكبر رأسا، ثم المقيم على المسافر، ثم الحر الأصلي على العتيق، ثم المتيمّم عن حدث على المتيمم عن جنابة. [الدرّالمختار ۲/ ۳۵۰) وفي الشامية: لكن في منية المفتي: المتيمم عن الجنابة أولى بالإمامة من المتيمم عن حدث. [۲/۳۵۲] ③ لايقدم أحد في التزاحم إلابمرجح، ومنه السبق إلى الدرس الخ. [الدرّالمختار ۲/۳۵۳) وفي الشامية: ولوأن رجلين في الفقه والصلاح سواء إلا أن أحدهما أقرأ، فقدم القوم الآخر، فقد أساؤوا وتركوا السنة. [۲/۳۵٤]

پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو اور قرآن مجید اچھا نہ پڑھتا ہو۔

مسئلہ ۳:① اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحبِ خانہ امامت کے لئے زیادہ مستحق ہے، اُس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنادے۔ ہاں اگر صاحبِ خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر ان ہی کو استحقاق ہوگا۔

مسئلہ ۴:② جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اسکے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنائے تو پھر مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۵:③ قاضی یعنی حاکمِ شرع یا بادشاہِ اسلام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔

مسئلہ ۶:④ بے رضامندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاقِ امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اسکے برابر کسی میں نہ پائے جاویں تو پھر اسکے اوپر کچھ کراہت نہیں، بلکہ جو اس کی امامت سے ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔

مسئلہ ۷:⑤ فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر بدعتی و فاسق زوردار ہوں کہ اُنکے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنہ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہت نہیں۔

مسئلہ ۸:⑥ غلام کا یعنی جو فقہ کے قاعدے سے غلام ہو، وہ نہیں جو قحط وغیرہ میں خرید لیا جائے اس کا امام بنانا اگرچہ

---

① وصاحب البيت أولى بالإمامة من غيره مطلقاً، أي: وإن كان غيره من الحاضرين من هو أعلم وأقرأ منه، فإن قدم (أي المالك) واحداً منهم (أي من الأضياف) بعلمه وكبره فهو أفضل. [الدرّالمختار والشامية ٢/٣٥٤] ② واعلم أن (صاحب البيت) ومثله إمام المسجد الراتب (أولى بالإمامة من غيره). [الدرّالمختار ٢/٣٥٤] ③ وأما إذا اجتمعوا فالسلطان مقدم، ثم الأمير، ثم القاضي،... وكذا يقدم القاضي على إمام المسجد. [ردّالمحتار ٢/٣٥٤] ④ ولو أم قوما وهم له كارهون ... كره، وإن هو أحق لا، والكراهة عليهم. [الدرّالمختار ٢/٣٥٥] ⑤ يكره إمامة عبدو أعرابي و فاسق وأعمى ومبتدع الخ، ...هذا إن وجد غيرهم وإلا فلا كراهة. [الدرّالمختار ٢/٣٥٥] في الشامية: على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم. [٢/٣٥٦]

⑥ ويكره تنزيها إمامة عبد ولومعتقا، وأعرابى وهومن يسكن البادية عربيا أوعجميا، وأعمى ونحوه الأعشى، هو سيء البصر ليلاً ونهاراً، لايتوقى النّجاسة، إلا أن يكون أعلم القوم فهو أولى، قيد كراهة إمامة الأعمى في المحيط وغيره بأن لايكون=

وہ آزاد شدہ ہو، اور گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا، اور نابینا کا جو پاکی ناپاکی کی احتیاط نہ رکھتا ہو، یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو، اور ولد الزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہِ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ صاحبِ علم وفضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی ڈاڑھی نہ نکلی ہو، اور بے عقل کو امام بنانا مکروہِ تنزیہی ہے۔

مسئلہ ۹: نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے،[1] ہاں سُنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں، پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اُٹھتے وقت ہاتھوں کو اُٹھائے تو حنفی مقتدیوں کو ہاتھوں کا اُٹھانا ضروری[2] نہیں، اس لئے کہ ہاتھوں کا اُٹھانا ان کے نزدیک بھی سُنّت ہے، اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی المذہب قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں، ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے، لہٰذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ:[3] امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا مکروہِ تحریمی ہے، بلکہ امام کو چاہئے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے، جو سب میں زیادہ صاحبِ ضرورت ہو اس کی رعایت کر کے قراءت وغیرہ کرے، بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قراءت کرنا بہتر ہے، تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو جو قلتِ جماعت کا سبب ہو جائے۔

=أفضل القوم، فإن كان أفضلهم فهو أولى، ثم ذكر أنه ينبغي جريان هذا القيد في العبد والأعرابى وولد الزنا، ولو عدمت أي: علة الكرهة بأن كان الأعرابى أفضل من الحضري، والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشدة، والأعمى من البصير، فالحكم بالضد، ولعل وجهه أن تنفير الجماعة بتقديمه يزول إذا كان أفضل من غيره، بل التنفير يكون في تقديم غيره. [الدرّالمختار والشامية: ٢/٣٥٥-٣٥٦) وكذا تكره خلف أمرد وسفيه. [الدرّالمختار ٢/٣٥٩] ① تجب متابعته للإمام في الواجبات فعلاً وكذا تركاً، ...ولا تجب المتابعة في السنن فعلاً وكذا تركاً، فلايتابعه في ترك رفع اليدين في التحريمة والثناء وتكبير الركوع، بخلاف القنوت وتكبيرات العيدين. [الشامية مختصرا ٢/٢٠٣] ② اور بہتر بھی نہیں بلکہ مکروہ ہے۔ (محشی)

③ ويكره تحريما تطويل الصلوٰة على القوم زائدا على قدر السنّة في قراءة أو أذكار، رضى القوم أولا؛ لإطلاق الأمر بالتخفيف. [الدرّالمختار ٢/٣٦٤]

مسئلہ ۱۱: ① اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنی جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیے، اگر بائیں جانب امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۲: ② اور اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہیے، اگر امام کے داہنے بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہِ تنزیہی ہے، اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہِ تحریمی ہے، اسلئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳: ③ اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہوا، اس کے بعد اور مقتدی آ گئے تو پہلے مقتدی کو چاہیے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہیے کہ اس کو کھینچ لیں، اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں، پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہیے کہ آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں، اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہیے کہ آگے بڑھ جائے، لیکن اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہوں جیسا ہمارے زمانے میں غالب ہے تو اس کو ہٹانا مناسب نہیں کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے نماز ہی غارت ہو۔

مسئلہ ۱۴: ④ اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہیے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو، خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

مسئلہ ۱۵: ⑤ اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورت کچھ نابالغ تو امام کو چاہیے کہ اس ترتیب سے اُن کی صفیں قائم کرے، پہلے مَردوں کی صفیں، پھر نابالغ لڑکوں کی، پھر بالغ عورتوں کی، پھر نابالغ لڑکیوں کی۔

مسئلہ ۱۶: ⑥ امام کو چاہیے کہ صفیں سیدھی کرے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے، سب کو برابر

---

① ویقف الواحد ولو صبیا محاذ یا لیمین إمامه، ولا عبرة بالراس بل بالقدم، فلووقف عن یساره کره، وکذا خلفه علی الأصح. [الدرّالمختار ۲/۳٦۸ الفتاوی الهندیة ۱/۹۸] ② والزائد یقف خلفه، فلوتوسط اثنین کره تنزیها، وتحریما لوأکثر. [الدرّالمختار ۲/۳۷۰ الفتاوی الهندیة ۱/۹۸] ③ وینبغي للمقتدي التأخر إذاجاء ثالث، فإن تأخر وإلا جذبه الثالث إن لم یخش إفساد صلاته، فإن اقتدی عن یسارالإمام یشیر إلیهما بالتأخر، وهوأولی من تقدمه؛ لأنه متبوع. [ردّ المحتار ۲/۳۷۱] ③ بخلاف المرأة الواحدة فإنها تتأخر مطلقاً کالمتعددات. [الشامیة ۲/۳۷۸] ⑤ ویصف ...الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء. [الدرّالمختار ۲/۳۷۰ و البحر الرائق ۱/٦٦٥] ⑥ یصفهم الإمام بأن یأمرهم بذلك. قال الشمني: وینبغي أن یأمرهم بأن یترا صوا ویسدوا الخلل ویسووا مناکبهم. [الدرّالمختار ۲/۳۷۰]

کھڑے ہونے کا حکم دے۔ صف میں ایک کو دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہئے، درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۷: [۱] تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے، بلکہ ایسی حالت میں چاہئے کہ آگے صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کر لے، لیکن کھینچنے میں اگر احتمال ہو کہ وہ اپنی نماز خراب کر لے گا یا بُرا مانے گا تو جانے دے۔ [۲]

مسئلہ ۱۸: [۳] پہلی صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ہاں جب صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہئے۔

مسئلہ ۱۹: [۴] مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہِ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ یا ماں بہن وغیرہ کے موجود ہو، ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۲۰: [۵] اگر کوئی [۶] شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں کوئی شخص اس کی اقتدا کرے تو اس میں دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ یہ شخص دل میں قصد کر لے کہ میں اب امام بنتا ہوں تا کہ نماز جماعت سے ہو جائے، دوسری صورت یہ کہ قصد نہ کرے بلکہ بدستور اپنے کو یہی سمجھے کہ گو یہ میرے پیچھے آ کر کھڑا ہوا لیکن میں امام نہیں بنتا بلکہ بدستور تنہا پڑھتا ہوں، پس پہلی صورت میں تو اس پر اسی جگہ سے بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے، پس اگر سورۂ فاتحہ یا کسی قدر دوسری سورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہئے کے اسی

---

① ويقف الواحد محاذيا ليمين إمامه، فلو وقف عن يساره كره اتفاقا، وكذا يكره خلفه على الأصح لمخالفة السنة، [الدرّالمختار ۲/۳٦۸] في الطحطاوي على المراقى : الأصح أنه ينتظر إلى الركوع، فإن جاء رجل وإلا جذب إليه رجلاً، أودخل في الصف، والقيام وحده أولى في زماننا لغلبة الجهل. [۳۰۷] ② چونکہ اس میں بہت سے مسائل سے واقفیت ضروری ہے اور اس زمانہ میں ناواقفی غالب ہے اسلئے جانے دے، نہ کھینچے۔ ③ ولوصلى على رفوف المسجد إن وجد في صحنه مكانا كره كقيامه في صف خلف صف فيه فرجة. [الدرّالمختار ۲/۳۷٤] ④ تكره إمامة الرجل لهن في بيت ليس معهن رجل غيره ولا محرم منه كأخته أو زوجته أوأمته، أما إذاكان معهن واحد من ذكر أوأمّهن في المسجد لا يكره. [الدرّالمختار ۲/۳٦۸]

⑤ (ويجهر الإمام) وجوباً بحسب الجماعة، فإن زاد عليه أساء، ولوائتم به بعد الفاتحة أوبعضها سراً أعادها جهراً، لكن في اخر شرح المنيه: إئتم به بعد الفاتحة يجهر بالسورة إن قصد الإمامة، وإلا فلا يلزمه الجهر. (في الفجر و أوليي العشائين أداء وقضاءً وجمعة وعيدين و تراويح ووتر بعدها) أي في رمضان فقط، ويسرفي غيرها. [الدرّالمختار ۲/۳۰٤] ⑥ یہ مسئلہ درمختار سے ماخوذ ہے اور گو اس میں فی الجملہ اختلاف کیا گیا ہے، مگر حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک راجح وہی ہے جو کہ انھوں نے تحریر فرمایا ہے۔

جگہ سے بقیہ فاتحہ یا بقیہ سورت کو بلند آواز سے پڑھے، اس لئے کہ امام کو فجر و مغرب و عشاء کے وقت بلند آواز سے قراءت کرنا واجب ہے، اور دوسری صورت میں بلند آواز سے پڑھنا واجب نہیں، اور اس مقتدی کی نماز بھی درست رہے گی کیونکہ صحتِ صلوٰۃِ مقتدی کے لئے امام کا نیتِ امامت کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۱: ① امام کو اور ایسا ہی منفرد کو جبکہ وہ گھر یا میدان میں نماز پڑھتا ہو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنی جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کرلے جو ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک اُنگلی کے برابر موٹی ہو، ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نمازی کے سامنے سے گزر نہ ہوتا ہو تو اسکی کچھ ضرورت نہیں، اور امام کا سُترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے، بعد سُترہ قائم ہوجانے کے آگے سے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں، لیکن اگر سُترہ کے اندر کوئی شخص نکلے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

مسئلہ ۲۲: ② لاحق وہ مقتدی ہے جس کی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں بعد شریک جماعت ہونے کے جاتی رہیں، خواہ بعذر، مثلاً نماز میں سوجائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہی، یا لوگوں کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کرسکے، یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لئے جائے اور اس درمیان میں اس کی رکعتیں جاتی رہیں، (نمازِ خوف میں پہلا گروہ لاحق ہے، اسی طرح جو مقیم مسافر کی اقتدا کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنے کے لاحق ہے)، یا بے عذر جاتی رہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع ③ سجدہ کرلے اور اس وجہ سے رکعت اس کی کالعدم سمجھی جائے تو اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا۔ پس لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی اُن رکعتوں کو ادا کرے جو اس کی جاتی رہیں، بعد ان کے ادا کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہوجائے، ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔

---

① وينبغي لمن يصلي في الصحراء أن يتخذ أمامه سترةً، وطولها ذراع (فصاعدا) وغلظها غلظ الإصبع، ... ولا بأس بترك السترة إذا أمن المرور ولم يواجه الطريق... وسترة الإمام سترة للقوم. [الهندية ١/١١٦ مراقي الفلاح ٣٦٥]

② واللاحق من فاتته الركعات كلها أو بعضها، لكن بعد اقتدائه بعذر كغفلة وزحمة وسبق حدث و صلوة خوف ومقيم ائتم بمسافر، وكذا بلا عذر، بأن سبق إمامه في ركوع وسجود فإنه يقضي ركعة، وحكمه كمؤتم، فلا يأتي بقراءة ولا سهو ولا يتغير فرضه بنية إقامة، ويبدأ بقضاء مافاته عكس المسبوق، ثم يتابع إمامه إن أمكنه إدراكه، وإلا تابعه. [الدرّالمختار ٢/٤١٤] ③ یعنی امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا جائے اور پہلے اُٹھ بھی کھڑا ہو۔ (محشی)

مسئلہ ۲۳: ① لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا، یعنی جیسے مقتدی قراءت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قراءت نہیں کرے، بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے، اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے لاحق کو بھی۔

مسئلہ ۲۴: ② مسبوق یعنی جس کی ایک دو رکعت رہ گئی ہو، اُس کو چاہئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے، بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔

مسئلہ ۲۵: ③ مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قراءت کیساتھ ادا کرنا چاہئے، اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدۂ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۲۶: ④ مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہئے کہ پہلے قراءت والی پھر بے قراءت کی، اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے اُن کے حساب سے قعدہ کرلے، یعنی اُن رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو اس میں اخیر قعدہ کرے۔ وعلی ھٰذا القیاس۔

مثال: ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو، اس کو چاہئے کہ بعد امام کے سلام پھیرنے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے: پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملا کر رکوع سجدہ کر کے پہلا قعدہ کرے، اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے، پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے، اسلئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے، پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت قراءت کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کہ یہ قعدۂ اخیرہ ہے۔

---

① مسئلہ ۲۲ کا حاشیہ صفحہ نمبر ۸۴ پر دیکھو۔ ②،③،④ والمسبوق من سبقه الإمام بها أو ببعضها وهو منفرد حتى يثني ويتعوذ ويقرأ وإن قرأمع الإمام لعدم الاعتداد بها لكراهتها، ...فيما يقضيه أي بعد متابعته لإمامه، فلوقبلها فالأظهر الفساد ويقضي أول صلاته في حق قرأة واخرها في حق تشهد فمدرك ركعة من غير فجر يأتي بركعتين بفاتحة و سورة وتشهد بينهما، وبرابعة الرباعي بفاتحة فقط، ولايقعد قبلها إلافي أربع۔ إلى۔ قوله ورابعها: لوقام الى قضاء ماسبق به وعلى الإمام سجد تا سهو فعليه أن يعود. [الدرّالمختار ۲/۴۱۷-۴۱۹]

مسئلہ ۲۷:[①] اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں، تو اس کو چاہیے پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے، مگر اُن کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے، یعنی قراءت نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے، اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جاوے، ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے، بعد اس کے اُن رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔

مثال: عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا، اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا، اس درمیان میں نماز ختم ہوگئی، تو اس کو چاہیے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں، پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی، اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قراءت نہ کرے، اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا۔ پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے، پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے، اور اس رکعت میں اسکو قراءت بھی کرنا ہوگی اس لئے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ ۲۸:[②] مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سُنّت ہے۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ

---

① ثم صلى اللاحق ماسبق به بقراءة إن كان مسبوقاً أيضا، بأن اقتدى في أثناء صلوة الإمام ثم نام مثلا، وهو المسبوق اللاحق. وحكمه: أنه يصلي إذا استيقظ مثلا مانام فيه، ثم يتابع الإمام فيما أدرك، ثم يقضي مافاته، بيانه: أنه لو سبق بركعة من ذوات الأربع ونام في ركعتين يصلي أوّلا مانام فيه، ثم ما أدركه مع الإمام،ثم ما سبق به فيصلي ركعة مما نام فيه مع الإمام ويقعد متابعة له، لأنها ثانية إمامه،ثم يصلي الأخرى ممانام فيه، ويقعد؛ لأنها ثانيته ثم يصلى التي انتبه فيها، ويقعد متابعة لإمامه؛ لأنها رابعة وكل ذلك بغير قراءة؛ لأنه مقتد، ثم يصلي الركعة التى سبق بها بقراءة الفاتحة وسورة، والأصل: أن اللاحق يصلي على ترتيب صلوة الإمام، والمسبوق يقضي ماسبق به بعد فراغ الإمام. [ردّالمحتار ٢/٤١٦] ② والحاصل: أن متابعة الإمام في الفرائض والواجبات من غير تأخير واجبة، فإن عارضها واجب لا ينبغي أن يفوته بل يأتي به ثم يتابع، كما لوقام الإمام قبل=

کریں، رکوع بھی امام کے ساتھ، قومہ بھی اس کے قومے کے ساتھ، سجدہ بھی اُس کے سجدے کے ساتھ۔ غرضیکہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ۔ ہاں اگر قعدۂ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں (۱)، اسی طرح قعدۂ اخیرہ میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں۔ ہاں رکوع سجدہ وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو (۲) تو بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہئے۔

جماعت میں شامل ہونے، نہ ہونے کے مسائل

مسئلہ (۳): اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آ کر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔

مسئلہ ۲ (۴): اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو، اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض نماز جماعت سے ہو رہا ہے، تو اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے، بشرطیکہ ظہر، عشاء کا وقت ہو، اور فجر، عصر، مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو، اس لئے کہ فجر، عصر کی نماز کے بعد نفل نماز مکروہ ہے، اور مغرب کے وقت اس لئے کہ یہ

=أن يتم المقتدي التشهد فإنه يتم ثم يقوم، ... بخلاف ما إذا عارضها سنة كما لو رفع الإمام قبل تسبيح المقتدي ثلاثا فالأصح أنه يتابعه. [ردّالمحتار ۲/۲۰۲] (۱) اگرچہ یہ احتمال ہو کہ امام رکوع میں چلا جائے گا اور اگر ایسا واقع ہو جائے تو بعد تشہد کے تین تسبیح کی قدر قیام کر کے رکوع میں جائے اور اسی طرح ترتیب وار سب ارکان ادا کرتا رہے، خواہ امام کو کتنی ہی دُور جا کر پاوے، یہ اقتداء کے خلاف نہ ہوگا کیونکہ اقتدا جیسے امام کے ساتھ رہنے کو کہتے ہیں اسی طرح امام کے پیچھے پیچھے جانے کو بھی کہتے ہیں، امام سے پہلے کوئی کام کرنا یہ اقتدا کے خلاف ہے۔ (محشی) (۲) یعنی رکوع میں "سبحان ربی العظیم" اور سجدہ میں "سبحان ربی الأعلی" بالکل نہ پڑھا ہو یا تین بار سے کم پڑھا ہو۔ (محشی) (۳) وإذا فاتته لايجب عليه الطلب في المساجد بلا خلاف بين أصحابنا، بل إن أتى مسجدا لجماعة آخر فحسن، وذكر القدوري: يجمع بأهله ويصلي بهم يعني وينال ثواب الجماعة، قال شمس الائمة: الأولى في زماننا تتبعها. [البحرالرائق ۱/۶۵۲] (۴) وكره خروج من لم يصل من مسجد أذن فيها الّا لمن ينتظم به أمر جماعة أخرى وإلّا لمن صلى الظهر والعشاء وحده مرة فلايكره خروجه إلاعند الشروع في الإقامة فيكره؛ لمخالفة الجماعة بلاعذر بل يقتدي متنفلا وإلّا لمن صلى الفجر والعصر والمغرب مرة فيخرج مطلقا وإن أقيمت؛ لكراهة النفل بعد الأولين، وفي المغرب أحد المحظورين البتيراء، أو مخالفة الإمام بالإتمام. [الدرّالمختار ۲/۶۱۲-۶۱۵]

دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔

مسئلہ ۳:(۱) اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو، اور اسی حالت میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو رکعت والا ہے جیسے فجر کی نماز تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جاوے، اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جاوے، اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کرلیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے، اور اگر وہ فرض تین رکعت والا ہو جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے، اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کرلیا ہو تو اپنی نماز کو پوری کر لے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو کیونکہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں، اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو جیسے ظہر، عصر وعشاء تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے، اور اگر سجدہ کرلیا ہو تو دو رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جاوے، اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے، اور اگر سجدہ کرلیا ہو تو پوری کر لے، اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جاوے، ان میں سے مغرب اور فجر اور عصر میں تو دوبارہ شریکِ جماعت نہ ہو، اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جاوے، اور جن صورتوں میں قطع کرنا ہو کھڑے کھڑے ایک سلام پھیر دے۔

مسئلہ ۴:(۲) اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو، اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو نفل نماز کو نہ توڑے بلکہ اس کو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت کی نیت کی ہو۔

مسئلہ ۵:(۳) ظہر اور جمعہ کی سُنتِ مؤکدہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر

---

① شرع فيها أداء منفرداً ثم أقيمت يقطعها قائما بتسليمة واحدة ويقتدي بالإمام، وهذا إن لم يقيد الركعة الأولى بسجدة أوقيدها بهافي غير رباعية، (الدرّ المختار بحذف) قال الشامي: حاصل هذه المسئلة: شرع في فرض فأقيم قبل أن يسجد للأولى قطع واقتدى، فإن سجدلها، فإن في رباعي أتم شفعاً واقتدي مالم يسجد للثالثة، فإن سجد أتم واقتدي متنفلاً إلافي العصر، وإن في غير رباعي قطع واقتدى مالم يسجد للثانية، فإن سجدلها أتم ولم يقتد، وإن قيدها بسجدة في غيررباعية كالفجر والمغرب فإنه يقطع ويقتدي أيضا مالم يقيد الثانية بسجدة، فإن قيدها أتم، ولا يقتدي لكراهة التنفل بعد الفجر، وبالثلاث في المغرب، وفي جعلها أربعا مخالفة لإمامه. [الشامية ٢/٦٠٦-٦١٠] ②،③ والشارع في نفل لايقطع مطلقا ويتمه ركعتين، وكذا سنة الظهر وسنة الجمعة إذا أقيمت أوخطب الإمام يتمها أربعاعلى القول الراجح، خلافا لما رجحه الكمال حيث قال: وقيل: يقطع على رأس الركعتين، وهو الراجح، ثم اعلم أن هذا كله حيث لم يقم إلى الثالثة. أما إن قام إليها=

سلام پھیر کر شریکِ جماعت ہو جائے، اور بہت سے فقہاء کے نزدیک راجح[1] یہ ہے کہ چار رکعت پوری کر لے، اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۶:[2] اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنّت وغیرہ نہ شروع کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو۔ ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائے گی تو پڑھ لے، مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سُنّت پڑھنے سے کوئی رکعت فرض کی جاتی رہے گی تو پھر سنّتیں مؤکّدہ جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے، پھر ظہر اور جمعہ میں بعد فرض کے بہتر یہ ہے کہ بعد والی سُنّتِ مؤکدہ اوّل پڑھ کر ان سنّتوں کو پڑھ لے، مگر فجر کی سنّتیں چونکہ زیادہ مؤکّدہ ہیں لہٰذا ان کے لیے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کر لی جائیں، بشرطیکہ ایک رکعت مِل جانے کی امید[3] ہو، اور اگر ایک رکعت کے ملنے کی بھی اُمید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے، اور پھر اگر چاہے بعد سورج نکلنے کے پڑھے۔

مسئلہ:[4] اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سُنّت اگر نماز کے سُنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو

=وقیدُھا بسجدة، ففي رواية النوادر: يضيف إليها رابعة ويسلم. [الدرّالمختار ۲/۶۱۱-۶۱۲] ① یعنی قوی مذہب۔ (محشی)

② (وإذاخاف فوت) ركعتي (الفجر لاشتغاله بسنتها تركها، وإلا) بأن رجا إدراك ركعة في ظاهر المذهب. وقيل: التشهد، (لا) يتركها بل يصليها عند باب المسجد أي: خارج المسجد لأنه لوصلاها في المسجد كان متنفلاً فيه عند اشتغال الإمام بالفريضة وهو مكروه، فإن لم يكن على باب المسجد موضع للصلوة يصليها في المسجد خلف سارية من سواري المسجد، وأشدها كراهة أن يصليها مخالطا للصف مخالفا للجماعة والذي يلي ذلك خلف الصف من غير حائل، إن وجد مكانا، وإلا تركها، (ولا يقضيها إلابطريق التبعية) أي: لا يقضى سنة الفجر إلا إذافاتت مع الفجر فيقضيها تبعا لقضائه لوقبل الزوال، وأما إذا فاتت وحدها فلا تقضي قبل طلوع الشمس بالإجماع، لكراهة النفل بعد الصبح، وأمابعد طلوع الشمس فكذلك عندهما، وقال محمد: أحب إلي أن يقضيها إلى الزوال، قيل: هذا قريب من الاتفاق؛ لأن قوله "أحب الى" دليل على أنه لو لم يفعل لا لوم عليه، وقالا: لايقضي، وإن قضي فلا بأس به، (بخلاف سنة الظهر) وكذا الجمعة (فإنه) إن خاف فوت ركعة يتركها ويقتدي (ثم يأتي بها في وقته) أي: الظهر (قبل شفعه) عند محمد، وبه يفتى. أقول: وعليه المتون، لكن رجح في الفتح تقديم الركعتين، قال في الإمداد: وفي فتاوىٰ العتابي أنه المختار، وفي مبسوط شيخ الاسلام أنه الأصح، لو خاف أنه لوصلى سنة الفجر بوجهها تفوته الجماعة، ولواقتصر فيها بالفاتحة وتسبيحة في الركوع والسجود يدركها فله أن يقتصر عليها. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ۲/۶۱۶-۶۲۱] ③ ظاہرِ مذہب یہی ہے کہ جب تک کم از کم ایک رکعت ملنے کی امید ہو اُس وقت تک پڑھ لے، ورنہ چھوڑ دے اور ایک قول یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ ملنے تک سنّتیں پڑھ لے، مگر راجح ظاہر مذہب ہے۔ (ظفر احمد)۔ ④ دیکھو حاشیہ مسئلہ ۶ باب ہذا۔

جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہئے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے، سُنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔

مسئلہ ۸:[۱] فرض شروع ہونے کی حالت میں جو سنّتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو، اس لئے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے، اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشے میں پڑھ لے۔

مسئلہ ۹:[۲] اگر جماعت کا قعدہ مل جائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب مل جاوے گا۔

مسئلہ ۱۰:[۳] جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جاوے کہ وہ رکعت مل گئی۔ ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہوتی ہے

مسئلہ ۱:[۴] حالتِ نماز میں اپنے امام کے سوا کسی کو لقمہ دینا یعنی قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا مفسدِ نماز ہے۔

تنبیہ: چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہا کے درمیان میں اختلافی ہے، بعض علمائے کرام نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں، اس لئے ہم چند جزئیات اس کی اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔

مسئلہ ۲:[۵] صحیح یہ ہے کہ اگر مقتدی اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی، خواہ امام بقدرِ ضرورت قراءت کر چکا ہو یا نہیں۔ قدرِ ضرورت سے وہ مقدار مقصود ہے جو مسنون ہے، البتہ ایسی صورت میں امام کے لیے بہتر یہ ہے کہ وہ رکوع کر دے جیسا اس سے اگلے مسئلہ میں آتا ہے۔

مسئلہ ۳:[۶] امام اگر بقدرِ ضرورت قراءت کر چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ رکوع کر دے، مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ

---

① دیکھو حاشیہ مسئلہ ٦ باب ہذا۔ ② لو أدرك التشهد يكون مدركا لفضيلتها (أي الجماعة) [الشامية ٢/٦١٧]

③ إذا وصل إلى حد الركوع قبل أن يخرج الإمام من حد الركوع، فقد أدرك معه الركعة. [طحطاوي على المراقي ٤٥٥]

④ ويفسدها ...فتحه على غير إمامه. [الدرّالمختار ٢/٤٦١ و البحرالرائق ٢/١١] ⑤ لو فتح على إمامه فلا فساد، أما إن كان الإمام لم يقرء الفرض فظاهر، وأما إن كان قرأ ففيه إختلاف، والصحيح عدم الفساد. [البحر الرائق ٢/١١ و الدرّ المختار ٢/٤٦١] ⑥ يكره أن يفتح من ساعته، كما يكره للإمام أن يلجئه اليه، بل ينتقل الى اية أخرى، أوإلى سورة أخرى، أويركع إذا قرأ قدر الفرض، وفي رواية: قدر المستحب. [ردّالمحتار ٢/٤٦٢ البحر الرائق ٢/١١]

کرے (ایسا مجبور کرنا مکروہ ہے)، اور مقتدیوں کو چاہئے کہ جب تک ضرورتِ شدیدہ نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دیں (یہ بھی مکروہ ہے)، ضرورتِ شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے پڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے۔ اور اگر بلا ضرورتِ شدیدہ بھی بتلا دیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی جیسا اس سے اوپر مسئلے میں گزرا۔

مسئلہ ۴: (۱) اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو، خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے لے گا تو اس لقمہ لینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر خود بخود یاد آ جائے خواہ اُس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے یا پیچھے اس کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو اور اپنی یاد پر اعتماد کر کے پڑھے تو جس کو لقمہ دیا گیا ہے اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔

مسئلہ ۵: (۲) اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں، خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں، ہر حال میں اس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ ۶: (۳) مقتدی اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سُن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لے لیگا تو اس کی نماز بھی۔ اور اگر مقتدی کو قرآن میں دیکھ کر یا دوسرے سے سُن کر خود بھی یاد آ گیا اور پھر اپنی یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد (۴) نہ ہوگی۔

مسئلہ ۷: (۵) اسی طرح اگر حالتِ نماز میں قرآن مجید دیکھ کر ایک آیت قراءت کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر وہ آیت جو دیکھ کر پڑھی ہے اُس کو پہلے سے یاد تھی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یا پہلے سے یاد تو نہ تھی مگر ایک

---

(۱)،(۲) ويفسدها فتحه أي المصلي على غير إمامه سواء كان الغير في الصلوة أم لا، وتفسد بأخذ الإمام ممن ليس معه. [طحطاوي المراقي ۳۳۳] وفتحه على غير إمامه، وهو شامل لفتح المقتدي على مثله وعلى المنفرد وعلى غير المصلي وعلى إمام اخر، ولفتح الإمام والمنفرد على أيّ شخص كان، وكذا الأخذ أي أخذ المصلي غير الإمام بفتح من فتح عليه مفسد أيضا، أو أخذ الإمام بفتح من لبس في صلاته. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ۲/۴٦۱] (۳) إذا سمعه المؤتم من غير مصل ففتح به تفسد صلوة الكل، وقراءته من مصحف مطلقاً، إلا إذا كان حافظا لما قرأه وقرأ بلاحمل، وقيل: لاتفسد إلا بآية. [الدّرالمختار ۲/۴٦۱ والبحر الرائق ۲/۱۲] (۴) لم أره صريحا ولم يكن جزم به في الدر مسئلة النظر من المصحف عموما، و في مسئلة السماع في حق الإمام، والظاهر أن المؤتم مثله. (ظفراحمد) (۵) دیکھو حاشیہ نمبر۳ صفحہ ہٰذا۔

آیت سے کم دیکھ کر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ ۸: [۱] عورت کا مرد کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو جانا کہ ایک کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جائے ان شرطوں سے نماز کو فاسد کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر سجدے میں جانے کے وقت عورت کا سر مرد کے پاؤں کے محاذی ہو جائے تب بھی نماز جاتی رہے گی:۔

۱: عورت بالغ ہو چکی ہو (خواہ جوان ہو یا بوڑھی) یا نابالغ ہو مگر قابلِ جماع ہو، تو اگر کوئی کمسن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

۲: دونوں نماز میں ہوں پس اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہ ہو تو اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

۳: کوئی حائل درمیان میں نہ ہو، پس اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی سترہ حائل ہو یا بیچ میں اتنی جگہ چھوٹی ہو جس میں ایک آدمی بے تکلّف کھڑا ہو سکے تو بھی فاسد نہ ہوگی۔

۴: عورت [۲] میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں۔ پس اگر عورت مجنوں ہو یا حالتِ حیض و نفاس میں ہو تو اس کی محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی، اس لئے کہ ان صورتوں میں وہ خود نماز میں نہ سمجھی جائے گی۔

۵: نماز جنازے کی نہ ہو پس جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں۔

۶: محاذات بقدر ایک رکن [۳] کے باقی رہے، اگر اس سے کم محاذات رہے تو مفسد نہیں۔ مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔

۷: تحریمہ دونوں کی ایک ہو، یعنی یہ عورت اس مرد کی مقتدی ہو یا دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں۔

---

① وإذا حاذته ولو ببعضو واحد امرأة ولو أمة مشتهاة حالا كبنت تسع، أو ماضيا كعجوز، ولا حائل بينهما، أقله قدر ذراع في غلظ إصبع، أو فرجة تسع رجلاً، في صلوة مطلقة مشتركة تحريمة وأداءً، والاشتراك في التحريمة أن تبنى صلاتها على صلوة من حاذته أو على صلوة إمام من حاذته واتحدت الجهة فسدت صلوته. [الدرّالمختار والشامية ۲/۳۷۸-۳۸۷ و البحر ۱/۶۶۹]

② ومنها: أن تكون ممن تصح منها الصلوة حتى أن المجنونة إذا حاذته لاتفسد صلوته، ومنها: أن ينوي الإمام إما متها أو إمامة النساء وقت الشروع لابعده، وأن تكون المحاذاة في ركن كامل، وأن تكون الصلوة مطلقة وهي التي لها ركوع و سجود، وأن تكون الصلوة مشتركة، تحريمة وأداءً. [الهندية ۱/۹۹] ③ نماز کے رکن چار ہیں قیام، قراءت، سجدہ اور رکوع۔ اور بقدرِ رکن سے یہ مراد ہے کہ جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے۔ (محشی)

۸: امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت یا درمیان① میں جب وہ آ کر ملی، کی ہو، اگر امام نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اسی عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ ۹: ② اگر امام بعد حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے مسجد سے باہر نکل گیا تو مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۰: ③ امام نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دیا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں، مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچّے کو یا کسی عورت کو تو سب کی نماز فاسد④ ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۱: ⑤ اگر مرد نماز میں ہو اور عورت اس مرد کا اسی حالت نماز میں بوسہ لے تو اُس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ہاں اگر اِس کے بوسہ لیتے وقت مرد کو شہوت ہوگئی ہو تو البتہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر عورت نماز میں ہو اور کوئی مرد اس کا بوسہ لے لے تو عورت کی نماز جاتی رہے گی، خواہ مرد نے شہوت سے بوسہ لیا ہو یا بلاشہوت اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی ہو یا نہیں۔

مسئلہ ۱۲: ⑥ اگر کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس سے مزاحمت کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ اس روکنے میں عملِ کثیر نہ ہو اور اگر عملِ کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو گئی۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے

مسئلہ ۱: ⑦ حالت نماز میں کپڑے کا خلافِ دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقے سے اس کو

---

① عبارت خط کشیدہ اصل میں موجود ہے، مگر عالمگیري، شامي وغیرہ میں تصریح ہے کہ صرف امام کے نماز شروع کرتے وقت نیت کرنے کا اعتبار ہے درمیان مین نیت کرنے کا اعتبار نہیں، اس لئے اگر درمیان میں جب وہ آ کر ملی امام اس کی امامت کی نیت کر لے تو محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی ولیحرر من الجامع۔ ② سبق الإمام حدث استخلف مالم یخرج من المسجد، فإذا خرج بطلت الصلوة، والمراد ببطلان الصلوة صلوٰة القوم والخلیفة دون الإمام في الأصح. [الدرّالمختار و الشامیة ۲/۴۲۴-۴۲۶] ③ ولم یستخلف الإمام غیر صالح لها کصبي وامرأة وأمي، فإذا استخلف أحدهم فسدت صلوته وصلوة القوم. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ۲/۴۲۳ والفتاوی الهندیة ۱/۱۰۶ و البحر ۱/۶۹۴] ④ یعنی سب کی نماز فاسد، امام کی بھی، خلیفہ کی بھی، مقتدیوں کی بھی۔ (محشی)

⑤ لو کانت المرأة في الصلوة فجامعها زوجها تفسد صلوتها وإن لم ینزل مني، و کذالوقبّلها بشهوة أو بغیر شهوة أومسها، أما لوقبلت المرأة المصلي ولم یشتهها لم تفسد صلاته. [ردّالمحتار ۲/۴۷۰] ⑥ (ویدفعه هو رخصة) فترکه أفضل (بتسبیح أوإشارة) ویؤخذ منه فساد الصلوة لو بعمل کثیر. [الدرّ المختار و ردّالمحتار ۲/۴۸۵] ⑦ کره سدل ثوبه تحریما للنهي أي=

اہلِ تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مثال: کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ[①] شانے پر نہ ڈالے یا کُرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے، اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲:[②] برہنہ سر نماز پڑھنا مکروہ ہے، ہاں اگر تذلّل اور خشوع کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۳:[③] اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھنے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اُٹھا کر پہن لے، لیکن اگر اُس کے پہننے میں عملِ کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے۔

مسئلہ ۴:[④] مَردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہِ تحریمی ہے۔

مسئلہ ۵:[⑤] امام کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہِ تنزیہی ہے، ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہوتا ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۶:[⑥] صرف امام کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو مکروہِ تنزیہی ہے۔ اگر امام کے ساتھ چند مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں۔ اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہے تو مکروہ ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ اگر ایک ہاتھ سے کم ہو اور سرسری نظر سے اس کی اونچائی ممتاز معلوم ہوتی ہو تب بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۷:[⑦] کُل مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہِ تنزیہی ہے، ہاں کوئی ضرورت

=إرساله بلا لبس معتاد، وفسره الكرخي بأن يجعل ثوبه على رأسه أوعلى كتفيه ويرسل أطرافه من جانبه، وكذا القباء بكم إلى وراء، إذا أخرج المصلي يده من الخرق وأرسل الكم إلى ورائه مثلاً فإنه يكره لصدق السدل عليه؛ لأنه إرخاء من غير لبس؛ لأن لبس الكم يكون بإدخال اليد فيه. [الدرّالمختار والشامية ۲/۴۸۸] ① یعنی دونوں کنارے چُھوٹے ہوں، اگر ایک کنارہ چھوٹا ہو اور دوسرا شانے پر پڑا ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی۔ (محشی) ② (وتكره) صلوته كاشفارأسه للتكاسل ولابأس به للتذلل. [الدرّالمختار ۲/۴۹۱] ③ ولوسقطت قلنسوته فإعادتها أفضل، إلا إذا احتاجت لتكوير أوعمل كثير. [الدرّالمختار ۲/۴۹۱]

④ يكره افتراش الرجل ذراعيه أي بسطها في حالة السجود، والظاهر أنها تحريمية. [الشامية ۲/۴۹۶ والهداية ۱/۲۷۷]

⑤ وقيام الإمام في المحراب، لاسجوده فيه وقد ماه خارجه، يظهر من كلامهم أنها كراهة تنزيهية. [الدرّالمختار والشامية ۲/۴۹۹] ⑥،⑦ وانفراد الإمام على الدكان للنهي، وقدر الارتفاع بذراع، ولابأس بمادونه، وقيل: مايقع به الامتياز، وكره عكسه عند عدم العذر كجمعة وعيد، فلوقاموا على الرفوف والإمام على الأرض أوفي المحراب لضيق المكان لم يكره، كما لو كان معه بعض القوم. [الدرّالمختار ۲/۵۰۰ والهداية ۱/۲۸۰]

ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں، بعض مقتدی امام کے برابر ہوں اور بعض اونچی جگہ ہوں تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۸: مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔[1]

مسئلہ ۹: مقتدی کو جبکہ امام قیام میں قراءت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ یا قرآن مجید کی قراءت کرنا خواہ وہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہِ تحریمی ہے۔[2]

نماز میں حدث ہوجانے کا بیان

نماز[3] میں اگر حدث ہوجائے تو اگر حدث اکبر ہوگا جس سے غسل واجب ہوجائے تو نماز فاسد ہوجائے گی۔ اور اگر حدثِ اصغر[4] ہوگا تو دو حال سے خالی نہیں: اختیاری ہوگا یا بے اختیاری، یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہوگا یا نہیں، اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہوجائے گی، مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہے کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراجِ ریح کرے، یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے، ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہوجائے گی، اس لئے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوتے ہیں۔ اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس میں دو صورتیں ہیں: یا نادر الوقوع ہوگا جیسے جنون، بیہوشی، یا امام کا مرجانا وغیرہ، یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح، پیشاب، پاخانہ، مذی وغیرہ۔ پس اگر نادرُ الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہوجائے گی، اور اگر

---

① ویکره للمأموم أن یسبق الإمام بالرکوع والسجود وأن یرفع راسه فیهما قبل الإمام. [الهندیة ۱/۱۱۹] ② والمؤتم لایقرأ مطلقا ولا الفاتحة في السریة، فإن قرأ (کره تحریما) بل یستمع إذا جهر و ینصت إذا أسر. [الدرّالمختار ۲/۳۲٦]

③ (اعلم أن لجواز البناء ثلثة عشر شرطاً: کون الحدث سماویاً) هو مالا اختیار للعبد فیه ولا في سببه، فخرج بالأول مالو أحدث عمداً، وبالثاني مالو کان بسبب شجة أوعضة أوسقوط حجر من رجل مشی علی نحو سطح، (من بدنه، غیر موجب لغسل، ولا نا در وجوده، ولم یؤد رکنامع حدث) خرج ما إذا سبقه الحدث ساجدا فرفع رأسه قاصداً لأداء أوقرأذاهباً (أومشی) خرج ما إذا قرأ آیباً ولم یفعل منا فیا أوفعلا له منه بدُ ولم یتراخ بلا عذر، ولم یظهر حدثه السابق کمضي مدة مسحه، ولم یتذکر فائتة وهوذو ترتیب، ولم یتم المؤتم في غیر مکانه، ولم یستخلف الإمام غیر صالح لها، واستینافه أفضل، ویتعین الاستیناف لجنون أوحدث عمداً أوخروجه من مسجد بظن حدث أواحتلام أوإغماء أوقهقهة. [الدّرالمختار و الشامیة ۲/۴۲۲-۴۲۹ والهندیة ۱/۱۰۴] ④ یعنی وہ حدث جس سے وضو واجب ہوتا ہے۔ (محشی)

نادرُ الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی، بلکہ اس شخص کو شرعاً اختیار اور اجازت ہے کہ بعد اُس حدث کو رفع کرنے کے اسی نماز کو تمام کرلے اور اس کو "بناء" کہتے ہیں، لیکن اگر نماز کا اعادہ کرے یعنی پھر شروع سے پڑھے تو بہتر ہے۔ اور اس بنا کرنے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں:۔

۱: کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے۔

۲: کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے، مثلاً جب وضو کے لئے جائے یا وضو کر کے لَوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے، اس لئے کہ قرآن مجید کا پڑھنا نماز کا رُکن ہے۔

۳: کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے، نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔

۴: بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رُکن کے توقف نہ کرے، بلکہ فوراً وضو کرنے کے لئے جائے۔ ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں، مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو۔[1]

مسئلہ ۱:[2] منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو جائز ہے کہ فوراً وضو کرلے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے، مگر وضو تمام سُنن اور مستحبات کے ساتھ چاہئے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے، پانی اگر قریب مِل سکے تو دور نہ جائے۔ حاصل یہ کہ جس قدر حرکت سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے۔ بعد وضو کے چاہے وہیں اپنی بقیہ نماز تمام کرلے اور یہی افضل ہے، اور چاہے جہاں پہلے تھا وہاں جا کر پڑھے، اور بہتر یہ ہے کہ قصداً پہلی نماز کو سلام پھیر کر قطع کر دے اور بعد وضو کے از سرِ نو نماز پڑھے۔

مسئلہ ۲:[3] امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں ہو تو اُسکو چاہئے کہ فوراً وضو کرنے کے لئے چلا جائے، اور

---

① پس اس صورت میں اگر بقدر رکن کے آنے میں دیر لگ جائے کہ مشکل سے صفوں سے نکل کر آئے تو مضائقہ نہیں اور جس طرح اس شخص کو صفیں پھاڑ کر اپنی جگہ جانا جائز ہے اسی طرح وضو کرنے کے لئے جس کا وضو جاتا رہے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی اس کو بھی صفوں کو پھاڑ کر نکل جانا اور بضرورت قبلہ سے پھر جانا بھی جائز ہے۔ (محشی) ② (وإذا ساغ له البناء توضأ فوراً) أي بلامكث قدر أداء ركن بلاعذر (بكل سنة) أي من سنن الوضوء (وبنى على ما مضى ويتم صلوته ثمه، أويعود إلى مكانه كمنفرد فإنه مخير، واستينافه أفضل) هذا ظاهر في المنفرد ولأن مانواه هو عين صلوته، وأما المنفرد فيخير بين العود وعدمه. [الدرّالمختار ٤٣٢/٢ و الشامية بتقديم وتأخير ٤٣٢/٢] ③ (سبق الإمام حدث ولو بعد التشهد استخلف أي جاز له ذلك، ولو في جنازة بإشارة أوجر لمحراب، ولو

بہتر یہ ہے اپنے مقتدیوں میں جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اُس کو اپنی جگہ کھڑا کردے، مُدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے۔ اگر مسبوق کو کردے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتلادے کہ میرے اوپر اتنی رکعتیں وغیرہ باقی ہیں۔ رکعتوں کے لئے انگلی سے اشارہ کرے، مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک اُنگلی اُٹھاوے۔ دو رکعت باقی ہوں تو دو انگلی۔ رکوع باقی ہو تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھدے۔ سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر۔ قراءت باقی ہو تو منہ پر۔ سجدۂ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر۔ سجدۂ سہو کرنا ہو تو سینے پر جبکہ وہ سمجھتا ہو ورنہ اُس کو خلیفہ نہ بنائے۔ پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آکر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے۔ اور اگر وضو کر کے وضو کی جگہ کے پاس ہی کھڑا ہوگیا تو اگر درمیان میں کوئی ایسی چیز یا اتنا فصل حائل ہو جس سے اقتدا صحیح نہیں ہوتی تو درست نہیں، ورنہ درست[1] ہے۔ اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرلے، خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں، یا جہاں پہلے تھا وہاں۔

مسئلہ[۳]: اگر پانی مسجد کے فرش کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں، چاہے کرے اور چاہے نہ کرے، بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے، اور اتنی دیر مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔[2]

مسئلہ[۴]: خلیفہ کر دینے[3] کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے، لہٰذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام

=لبقاء ركعة، وبإصبعين لركعتين، ويضع يده على ركبته لترك ركوع، وعلى جبهته لسجود، وعلى فمه لقراءة، وعلى جبهته ولسانه لسجود تلاوة أو صدره لسهو، [الدرّالمختار والشامية ١/٤٢٤] (وإذا ساغ له البناء توضأ فوراً وبنى على ما مضى بلا كراهة ويتم صلوته ثمه، وهو أولى تقليلا للمشي، أويعود إلى مكانه ليتخذ مكانها، وهذا كله) أي تخير الإمام بين العود إلى مكانه وعدمه (إن فرغ خليفته وإلاعاد إلى مكانه) أي الذى كان فيه، أوقريبا منه مما يصح فيه الاقتداء؛ لأنه بالاستخلاف خرج عن الإمامة وصار مقتديا بالخليفة، (حتما لو بينهما ما يمنع الاقتداء)؛ لأن شرط الاقتداء اتحاد البقعة. [الدرّالمختار و الشامية بحذف ٢/٤٣٣] ① یعنی وضو کی جگہ ایسی صورت میں کھڑا ہونا درست ہے اور اس کا جماعت میں شریک ہونا صحیح ہو جائے گا۔ (محشی)

② لو كان الماء في المسجد فإنه يتوضأ ويبني ولا حاجة إلى الاستخلاف، وإن لم يكن في المسجد فالأ فضل الاستخلاف. [الشامية ٢/٤٢٥] ③ (استخلف أشار إلى أن الاستخلاف حق الإمام؛ حتى لواستخلف القوم بعد استخلافه فالخليفة خليفته فمن اقتدى بخليفتهم فسدت صلاته ولو قدم الخليفة غيره إن قبل أن يقوم مقام الأول وهو۔ أي الأول۔ في المسجد جاز، وإن قدم القوم واحدا أو تقدم بنفسه لعدم استخلاف الإمام جاز إن قام مقام الأول قبل أن يخرج من المسجد؛ ولو خرج منه فسدت صلوة الكل دون الإمام، (مالم يجاوز الصفوف لوفي الصحراء ومالم يخرج من المسجد) فإذا خرج بطلت الصلوة فلم يصح الاستخلاف، (أو الجبانة أو الدار لو كان يصلي فيه) أي في أحد المذكورات؛ (لأنه على إمامته مالم يجاوزهذا الحد) أي الصحراء أو المسجد ونحوه أي فإذا تجاوزه خرج الإمام عن الإمامة وإلا فلا. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ٢/٤٢٥]

اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرلے۔ اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کردیں، یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہوجائے اور امام ہونے کی نیت کرلے تب بھی درست ہے، بشرطیکہ اس وقت تک امام مسجد سے باہر نہ نکل چکا ہو۔ اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں سے یا سُترے سے آگے نہ بڑھا ہو، اور اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہوجائے گی اب کوئی دوسرا امام نہیں بن سکتا۔①

مسئلہ ۵:② اگر مقتدی کو حدث ہوجائے اس کو بھی فوراً وضو کرنا چاہئے، اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہوجائے، ورنہ اپنی نماز تمام کرلے اور مقتدی کو اپنے مقام پر جاکر نماز پڑھنا چاہئے اگر جماعت باقی ہو، لیکن اگر امام کی اور اُسکے وضو کی جگہ میں کوئی چیز مانعِ اقتدا نہ ہو تو یہاں بھی کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور اگر جماعت ہوچکی ہو تو مقتدی کو اختیار ہے، چاہے محلِ اقتداء میں جاکر نماز پوری کرے یا وضو کی جگہ میں پوری کرلے اور یہی بہتر ہے۔

مسئلہ ۶:③ اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کردے تو اُس کو چاہئے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو ادا کرکے کسی مدرک کو اپنی جگہ کردے تاکہ وہ مدرک سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں مصروف ہو۔

مسئلہ ۷:④ اگر کسی کو قعدۂ اخیرہ میں بعد اسکے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہوجائے یا حدثِ اکبر ہوجائے یا بلا قصد حدثِ اصغر ہوجائے یا بیہوش ہوجائے تو نماز فاسد ہوجائے گی اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔

مسئلہ ۸:⑤ چونکہ یہ مسائل باریک ہیں اور آج کل علم کی کمی ہے، ضرور غلطی کا احتمال ہے، اس لئے بہتر یہ ہے کہ بنانہ کرے، بلکہ وہ نماز سلام کے ساتھ قطع کرکے پھر از سرِ نو نماز پڑھیں۔

---

① یعنی اس نماز کے پورا کرنے کو کوئی امام نہیں بن سکتا۔ ہاں دوبارہ جماعت سے پڑھی جائے۔ (محشی) ② والمقتدي يعود إلى مكانه إلا أن يكون إمامه قد فرغ أولا يكون بينهما حائل. [الهداية ١/٢٥٠ والفتاوى الهندية ١/١٠٦] ③ ومن اقتدى بالإمام بعد ما صلى ركعة فأحدث الإمام فقدمه أجزأه فلوتقدم يبتدى من حيث انتهى إليه الإمام؛ وإذا انتهى إلى السلام يقدم مدركا يسلم بهم. [الهداية ١/٢٥٧ الدرّالمختار ٢/٤٤٠ الفتاوى الهندية ١/١٠٦] ④ ويتعين الاستيناف إن لم يكن تشهد يعني إن لم يكن قعد قدر التشهد، لجنون أوحدث عمدا. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ٢/٤٢٨] ⑤ استينافه أفضل أي بأن يعمل عملا يقطع الصلوة، ثم يشرع بعد الوضوء تحرزاً عن الخلاف. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ٢/٤٢٨]

سہو کے بعض مسائل

مسئلہ: [1] اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص خواہ امام ہو یا منفرد بلند آواز سے قراءت کر جائے، یا بلند آواز کی نماز میں امام [2] آہستہ آواز سے قراءت کرے تو اس کو سجدۂ سہو کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قراءت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہ ہو۔ مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز میں امام اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدۂ سہو لازم نہیں ہے، یہی اصحّ ہے۔

نماز قضا ہو جانے کے مسائل

مسئلہ: [3] اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی ہو تو انکو چاہیئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں، اگر بلند آواز کی نماز ہو تو بلند آواز سے قراءت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔

مسئلہ: [4] اگر کوئی نابالغ لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے، اور بعد طلوعِ فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو بقولِ راجح اس کو چاہیئے کہ عشاء کی نماز کا پھر اعادہ کرے، اور اگر قبل طلوعِ فجر بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشاء کی نماز قضا پڑھے۔

مریض کے بعض مسائل

مسئلہ: [5] اگر کوئی معذور اشارے سے رکوع سجدہ ادا کر چکا ہو، اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو وہ نماز اس کی فاسد ہو جائے گی، پھر نئے سرے سے اس پر نماز پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر ابھی

---

① والجهر فيما يخافت فيه لكلّ مصلٍّ و عكسه للإمام والأصح تقديره بقدر ما تجوز به الصلوة في الفصلين؛ لأن اليسير من الجهر والإخفاء لايمكن. [الدّرالمختار والشامية ٢/٦٥٧] ② اور اس صورت میں منفرد پر سجدۂ سہو نہیں۔ (محشی) ③ ومتى قضى الفوائت إن قضاها بجماعة: فإن كانت صلوة يجهر فيها يجهر فيها الإمام بالقراءة، وإن قضاها وحده يتخير بين الجهر والمخافتة. [الفتاوى الهندية ١/١٣٤] ④ صبي احتلم بعد صلوة العشاء واستيقظ بعد الفجر لزمه قضاؤها، ولو استيقظ قبل الفجر لزمه إعادتها إجماعا. [الدرّالمختار و الشامية ٢/٦٤٩] ⑤ ولو كان يصلي بالإيماء فصح لايني، إلا إذا صح قبل أن يؤمي بالركوع والسجود. [الدرّالمختار ٢/٦٨٩]

اشارے سے رکوع سجدہ نہ کیا ہو کہ تندرست ہو گیا تو پہلی نماز صحیح ہے، اس پر بنا جائز ہے۔

مسئلہ ۲: ① اگر کوئی شخص قراءت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں۔ تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔

مسافر کی نماز کے مسائل

مسئلہ ۱: ② کوئی شخص پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں، اور اُن دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کی اذان کی آواز دوسرے مقام پر نہ جا سکتی ہو، مثلاً دس روز مکہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منٰی میں۔ مکہ سے منٰی تین میل کے فاصلہ پر ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی شمار ہو گا۔

مسئلہ ۲: ③ اور اگر مسئلہ مذکور میں رات کو ایک ہی مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں، تو جس موضع میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا، وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہو گی۔ اب دوسرا موضع جس میں دن کو رہتا ہے اگر اُس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم رہے گا۔

مسئلہ ۳: ④ اور اگر مسئلہ مذکور میں ایک موضع دوسرے موضع سے اس قدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جا سکتی ہے تو وہ دونوں موضع ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کے ارادہ سے مقیم ہو جائے گا۔

---

① من تعذر عليه القيام لمرض حقيقي أو حكمي بأن خاف زيادته، أو وجد لقيامه ألماً شديداً صلى قاعدا ولو مستندا إلى وسادة أو إنسان. [الدرّالمختار ۲/۶۸۱] ② فيقصر إن نوى فيه لكن بموضعين مستقلين كـ "مكة" ومنىٰ. [الدرّالمختار ۲/۷۲۹] ③ كما لو نوى مبيته بأحدهما. فإن دخل أوّلا الموضع الذي نوى المقام فيه نهارا لايصير مقيما، وإن دخل أوّلا مانوى المبيت فيه يصير مقيما، ثم بالخروج إلى الموضع الآخر لايصير مسافرا؛ لأن موضع إقامة الرجل حيث يبيت به. [الدرّالمختار و الشامية ۲/۷۳۰] ③ أو كان أحدهما تبعا للآخر بحيث تجب الجمعة على ساكنه للاتحاد حكما كالقرية التي قربت من المصر بحيث يسمع النداء على مايأتي في الجمعة. [الدرّالمختار و الشامية ۲/۷۳۰]

مسئلہ ۴:[①] مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے، خواہ ادا نماز ہو یا قضا، اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہئے کہ اپنی نماز اُٹھ کر تمام کر لے، اور اس میں قراءت نہ کرے بلکہ چُپ کھڑا رہے، اسلئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدۂ اولیٰ اس مقتدی پر بھی متابعت امام کی وجہ سے فرض ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو بعد دونوں طرف سلام پھیرنے کے فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے۔ اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ قبل نماز شروع کرنے کے بھی اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے۔

مسئلہ ۵:[②] مسافر بھی مقیم کی اقتدا کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر، اور وقت جاتا رہا تو فجر اور مغرب میں کر سکتا ہے اور ظہر، عصر، عشاء میں نہیں۔ اسلئے کہ جب مسافر مقیم کی اقتدا کرے گا تو بہ تبعیت امام کے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدۂ اولیٰ فرض نہ ہوگا اور اس کا فرض ہوگا۔ پس فرض پڑھنے والے کی اقتدا غیر فرض والے کے پیچھے ہوئی اور یہ درست[③] نہیں۔

مسئلہ ۶:[④] اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کر لے خواہ اوّل میں یا درمیان میں یا اخیر میں، مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے یہ نیت کر لے تو اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہئے، اس میں قصر جائز نہیں۔ اور اگر سجدۂ سہو یا سلام کے بعد نیت کی ہو تو یہ نماز قصر ہی ہوگی۔ ہاں اگر نماز کا وقت گزر جانے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہونے کی حالت میں نیت کرے تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہ ہوگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اُس کو قصر کرنا اس میں واجب ہوگا۔

---

① وصح اقتداء المقيم بالمسافر في الوقت وبعده، فإذاقام المقيم إلى الإتمام لايقرأ ولا يسجد للسهو، لأنه كاللاحق، وندب للإمام أن يقول بعد التسليمتين: "أتموا صلاتكم فإني مسافر" وينبغي أن يخبرهم قبل شروعه وإلا فبعد سلامه. [الدرّالمختار ۷۳۵/۲ والبحر ۲/۲ ۲۱] ② وأما اقتداء المسافر بالمقيم فيصح في الوقت ويتم لابعده فيما يتغير؛ لأنه اقتداء المفترض بالمتنفل في حق القعدة لواقتدى في الأولين أوالقراءة لوفي الأخريين. [الدرّالمختار و الشامية ۷۳٦/۲] ③ اور وقت کے اندر یہ بات نہیں ہے کہ اقتدا مفترض کی متنفل کے پیچھے لازم آوے، اس لئے کہ بوجہ اقتدا کے مسافر کے ذمے چار رکعت فرض ہوگئیں اور وقت گذرنے کے بعد یہ حکم نہیں۔ دونوں صورتوں کا فرق کتب فقہ میں مذکور ہے۔ (محشی) ④ أوينوي ولو في الصلوة، شمل إذا كان في أولها أو وسطها أواخرها أوكان منفرداً أومقتدياً مدركا أومسبوقا، و شمل ما إذا كان عليه سجود سهو ونوى الإقامة قبل السلام والسجود أو بعدهما، أما لو نواها بينهما فلا تصح نيته بالنسبة لهذه الصلوة مالم يتغير فرضها إلى الأربع، إذا لم يخرج وقتها أي قبل أن ينوي الإقامة؛ لانه إذانواها بعد صلوة ركعة ثم خرج الوقت تحول فرضه إلى الأربع، أما لو خرج الوقت وهو فيها ثم=

مثال۱: کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی، بعد ایک رکعت پڑھنے کے وقت گزر گیا، بعد اسکے اُس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اُس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

مثال۲: کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہوا اور لاحق ہوگیا، پھر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے لگا، پھر اُس لاحق نے اقامت کی نیت کرلی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا۔ اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

خوف کی نماز

جب[①] کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اُترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہئے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں، استقبالِ قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں، ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کرلیں۔ اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں اس وقت نماز نہ پڑھیں، اطمینان کے بعد اس کی قضاء پڑھ لیں، اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں اُنکو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے، اس قاعدہ سے نماز پڑھیں یعنی تمام مسلمانوں کے دو حصے کردیئے جائیں: ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کردے۔ اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر، عصر، مغرب، عشاء جبکہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں، پس جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے لگے تب یہ

=نوى الإقامة فلا يتحول في حق تلك الصلوة، ولم يك لاحقا، إقامة نصف شهر حقيقة أو حكما. [الدرّالمختار والشامية ۷۲۸/۲] ① هي جائزة بشرط حضور عدو أو سبع أو حية عظيمة ونحوها وحان خروج الوقت، فيجعل الإمام (ولا فرق بين ما إذا كان العدو في جهة القبلة أولا، على المعتمد.) طائفة بإزاء العدو ويصلي بأخرى ركعة في الثنائي، ومنه الجمعة والعيد، و ركعتين في غيره لزوما وذهبت اليه، وجاءت الأخرى فصلى بهم مابقي وسلم وحده وذهبت اليه ندبا، وجاءت الطائفة الأولى وأتموا صلاتهم بلاقراءة؛ لأنهم لاحقون وسلموا، ثم جاءت الطائفة الأخرى وأتموا صلاتهم بقراءة؛ لأنهم مسبوقون، وإن اشتد خوفهم وعجز واعن النزول صلوا ركبانا فرادى إلا إذا كان رديفا للإمام فيصح الاقتداء بالإيماء بالركوع والسجود وإلى جهة قدرتهم للضرورة. [الدرّالمختار ۸۶/۳ والهداية ۴۰۴/۱]

حصہ چلا جاوے اور اگر یہ لوگ قصر کرتے ہوں یا دو رکعت والی نماز ہو جیسے فجر، جمعہ، عیدین کی نماز یا مسافر کی ظہر، عصر، عشاء کی نماز تو ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جاوے اور دوسرا حصہ وہاں آکر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے، امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہئے، پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو سلام پھیر دے اور یہ لوگ بدون سلام پھیرے ہوئے دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی بقیہ نماز بے قراءت کے تمام کرلیں اور سلام پھیر دیں، اسلئے کہ وہ لوگ لاحق ہیں، پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں، دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قراءت کے ساتھ تمام کرلے اور سلام پھیر دے، اسلئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔

مسئلہ ۱: ① حالتِ نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں نماز تمام کرنے کیلئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہئے، اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اسلئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔

مسئلہ ۲: ② دوسرے حصہ کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلے جانا اور پہلے حصے کا پھر یہاں آکر اپنی نماز تمام کرنا اُسکے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آکر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے، ورنہ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے، اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیّہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کرلے، تب دشمن کے مقابلہ میں جائے، جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے، یہاں نہ آوے۔

مسئلہ ۳: ③ یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اُس وقت کے لئے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں، مثلاً اگر کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں، ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے، پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔

مسئلہ ۴: ④ اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد ہی یہاں پہنچ جائے گا، اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی، بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا، تو امام کی نماز تو صحیح ہوگئی، مگر مقتدیوں کو اس نماز

---

① والواجب أن يذهبوا مشاةً، فلو ركبوا بطلت، لأنه عمل كثير. [ردالمحتار ۳/۸۷] ② فلو أتموا صلاتهم في مكانهم صحت، وهل الأفضل الإتمام في مكان الصلوة أو في محل الوقوف؟ في الكافي: إن العود أفضل. [ردالمحتار ۳/۸۷] ③ هذا إن تنازعوا في الصلوة خلف واحد، وإلا فالأفضل أن يصلى بكل طائفة إمام. [الدرّالمختار والشامية ۳/۸۸ والبحر ۲/۲٦٦]
④ فلو صلوا على ظنه أي حضوره، فظهر غير ذالك أعادوا أي القوم، وجازت صلوة الإمام. [الدرّالمختار وردّ المحتار ۳/۸٦ والبحر ۲/۲٦۷]

کا اعادہ کر لینا چاہئے، اس لئے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے لئے خلافِ قیاس عمل کثیر کے ساتھ مشروع کی گئی ہے، بے ضرورتِ شدیدہ اس قدر عملِ کثیر مفسدِ نماز ہے۔

مسئلہ ۵:[۱] اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں، مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں، یا کسی دنیاوی ناجائز غرض سے کوئی کسی سے لڑے، تو ایسے لوگوں کے لئے اس قدر عملِ کثیر معاف نہیں ہوگا۔

مسئلہ ۶:[۲] نماز خلاف جہت قبلہ کی طرف شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے، تو ان کو چاہئے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائیں، ورنہ نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۷:[۳] اگر اطمینان سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں، اور اسی حالت میں دشمن آ جائے، تو فوراً ان کو دشمن کی طرف پھر جانا جائز ہے، اور اس وقت استقبالِ قبلہ شرط نہ رہے گا۔

مسئلہ ۸:[۴] اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو اور نماز کا وقتِ اخیر ہو جائے تو اس کو اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

یہاں تک پنج وقتی نماز کا اور انکے متعلقات کا ذکر تھا، اب چونکہ بحمد اللہ اس سے فراغت ملی، لہٰذا جمعہ کا بیان لکھا جاتا ہے، اس لئے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شعائر اسلام سے ہے، اس لئے عیدین کی نماز سے اس کو مقدم کیا گیا ہے۔

جمعے کی نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کو نماز سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں، اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر سخت تاکید اور فضیلت

---

(۱) لا تشرع صلوة الخوف للعاصي في سفره، وعليه فلا تصح من البغاة. [الدرّالمختار ۸۹/۳] (۲) ولو حصل الأمن في وسط الصلوة بأن ذهب العدو لايجوز أن يتموا صلوة الخوف، ولكن يصلون صلوة الأمن مابقى من صلوتهم، ومن حول منهم وجهه عن القبلة بعد ما انصرف العدو فسدت صلاته، ومن حول منهم وجهه قبل انصراف العدو لأجل الصلوة ثم ذهب العدو بنى على صلوته. [الهندية ۱۷۱/۱] (۳) شرعوا ثم ذهب العدو لم يجز انحرافهم، وبعكسه جاز أي لهم الانحراف في أوانه لوجود الضرورة. [الدرّالمختار والشامية ۸۹/۳] (۴) والسابح في البحر إن أمكنه أن يرسل أعضاء ساعة صلى بالإيماء. [الدرّالمختار ۸۹/۳ والهندية ۱۷۱/۱]

شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی، اوراسی وجہ سے پروردگارِ عالم نے اس عبادت کو اپنی ان غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لئے جن کا سلسلہ ابتدائے پیدائش سے آخری وقت تک، بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا، ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے، اور جمعے کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائز (حاصل) ہوئی ہیں، حتّٰی کہ حضرت آدم علیہ السلام جو انسانی نسل کے لئے اصلِ اوّل ہیں اسی دن پیدا کئے گئے ہیں، لہٰذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا، اور ہم اوپر جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں، اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اُسی قدر اُن فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے، اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب مختلف محلّوں کے لوگ اور اس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں، اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا۔ ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں، اور چونکہ جمعہ کا دن تمام دنوں میں افضل واشرف تھا، لہٰذا یہ تخصیص اسی دن کے لئے کی گئی ہے۔ اگلی امتوں کو بھی خدائے تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا، مگر انھوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا، اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سعادتِ عظمیٰ سے محروم رہے، اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصے میں پڑی۔ یہود نے سنیچر کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے، چنانچہ اب تک یہ دونوں فرقے ان دونوں دنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں، اور تمام دُنیا کے کام کو چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں، نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہو جاتی ہے۔

جمعے کے فضائل

۱: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعے کا دن ہے، اسی میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے، اور اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے، اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے، (جو اس عالم میں انسان کے وجود کا سبب ہوا، جو بہت بڑی نعمت ہے) اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا (صحیح مسلم شریف[1])۔

---

[1] ص: ۸۱۱ رقم الحدیث: ۱۹۷۶، دار السلام۔

۲: امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا شبِ جمعہ کا مرتبہ بعض وجوہ سے لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے، اس لئے کہ اسی شب میں سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکمِ طاہر میں جلوہ افروز ہوئے، اور حضرت کا تشریف لانا اس قدر خیر و برکتِ دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب کوئی نہیں کرسکتا۔ (اشعۃ اللمعات[۱] فارسی شرح مشکوٰۃ شریف)۔

۳: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے تو ضرور قبول ہو (صحیحین شریفین[۲])، علماء مختلف ہیں کہ یہ ساعت جس کا ذکر حدیث میں گذرا کس وقت ہے۔ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں چالیس قول نقل کئے ہیں، مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے، ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے، اور اس دوسرے قول کو ایک جماعتِ کثیر نے اختیار کیا ہے، اور بہت احادیثِ صحیحہ اس کی مؤید ہیں۔ شیخ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم ہونے لگے تو اُن کو خبر کردے تاکہ وہ اس وقت ذکر اور دعا میں مشغول ہوجاویں (اشعۃ اللمعات[۳])۔

۴: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے، اسی دن صور پھونکا جائے گا، اس روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کہ وہ اُسی[۴] دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے حالانکہ بعد وفات آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہونگی، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن[۵] حرام کردیا ہے (ابوداؤد شریف[۶])۔

۵: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے۔ کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں، اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس میں دُعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے، اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دیتا ہے (ترمذی شریف)، شاہد کا لفظ سورۂ بروج میں واقع ہے، اللہ تعالیٰ نے اُس دن

---

① ص ٦١٦/١. ② مشكوٰة المصابيح ١١٩/١. ③ ص: ٦١٠/١. ④ اسی دن کی قید اس حدیث میں نہیں ہے۔ (محشی)
⑤ یعنی زمین انبیاء کے بدن میں کچھ تصرف نہیں کرسکتی جیسا کہ دُنیا میں تھا ویسا ہی رہتا ہے۔ (محشی)
⑥ ص ١٣٠١، رقم الحديث: ١٠٤٧.

کی قسم کھائی ہے: وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ. وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ. وَشَاهِدٍ وَّ مَشْهُوْدٍ" (البروج:۱-۳) قسم ہے اُس آسمان کی جو بُرجوں والا ہے (یعنی بڑے بڑے ستاروں والا) اور قسم ہے دنِ موعود (قیامت) کی۔ اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی۔

۶: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے بزرگ ہے، اور عید الفطر اور عید الضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت ہے (ابن ماجہ)[۱]۔

۷: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعے کے دن یا شبِ جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھتا ہے (ترمذی شریف)[۲]۔

۸: ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آیت "اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ" (المائدۃ:۳) کی تلاوت فرمائی۔ اُن کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا اس نے کہا اگر ہم پر ایسی آیت اُترتی تو ہم اُس دن کو عید بنا لیتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اُتری تھی: جمعے کا دن، اور عرفہ کا دن۔ یعنی ہم کو بنانے کی کیا حاجت اُس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں[۳]۔

۹: نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے (مشکوٰۃ شریف)[۴]۔

۱۰: قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقینِ جنت کو جنت میں اور مستحقینِ دوزخ کو دوزخ میں بھیج دیں گے اور یہی دن وہاں بھی ہونگے، اگرچہ وہاں دن رات نہ ہونگے، مگر اللہ تعالیٰ اُن کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرمائے گا، پس جب جمعہ کا دن آئے گا اور وہ وقت ہوگا جس وقت مسلمان دنیا میں جمعہ کی نماز کے لئے نکلتے تھے ایک منادی آواز دے گا کہ اے اہلِ جنت! مزید کے جنگلوں میں چلو، وہ ایسا جنگل ہے جس کا طول وعرض سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا، وہاں مُشک کے ڈھیر ہونگے آسمان کے برابر بلند، انبیا علیہم السلام نور کے ممبروں پر بٹھلائے جائیں گے، اور مؤمنین یاقوت کی کرسیوں پر۔ پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے، حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہاں ڈھیر ہوگا اُڑے گا۔ وہ ہوا اس مُشک کو اُن کے کپڑوں میں لے جائے گی اور منہ میں اور بالوں میں لگائے گی، وہ ہوا اس مُشک کے لگانے کا طریقہ اس عورت سے بھی زیادہ جانتی

---

۱ ص: ۲۵۴۰، رقم الحدیث: ۱۰۸۴۔ ۲ ص: ۱۷۵۵، رقم الحدیث: ۱۰۷۴۔ ۳، ۴ مشکوٰۃ المصابیح: ۱/۱۲۱۔

ہے جس کو تمام دنیا کی خوشبوئیں دی جائیں۔ پھر حق تعالیٰ حاملانِ عرش کو حکم دے گا کہ عرش کو ان لوگوں کے درمیان میں لے جا کر رکھو، پھر ان لوگوں کو خطاب فرمائے گا کہ اے میرے بندو! جو غیب پر ایمان لائے ہو حالانکہ مجھ کو دیکھا نہ تھا، اور میرے پیغمبر ﷺ کی تصدیق کی، اور میرے حکم کی اطاعت کی، اب کچھ مجھ سے مانگو، یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے، سب لوگ ایک زبان ہو کر کہیں گے کہ اَے پروردگار! ہم تجھ سے خوش ہیں، تو بھی ہم سے راضی ہو جا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا: اَے اہل جنت! اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تم کو اپنی بہشت میں نہ رکھتا۔ اور کچھ مانگو، یہ دن مزید کا ہے تب سب لوگ مُتفِقُ اللّسان ہو کر عرض کریں گے کہ اَے پروردگار! ہم کو اپنا جمال دکھا دے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں، پس حق سبحانہ وتعالیٰ پردہ اُٹھا دے گا، اور اُن لوگوں پر ظاہر ہو جاوے گا، اور اپنے جمال جہاں آراء سے اُن کو گھیر لے گا، اگر اہل جنت کے لئے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بیشک وہ اس نور کی تاب نہ لاسکیں اور جل جائیں، پھر اُن سے فرمائے گا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ، اور ان لوگوں کا حسن و جمال اس جمال حقیقی کے اثر سے دونا ہو گیا ہوگا، یہ لوگ اپنی بیبیوں کے پاس آئیں گے، نہ بیبیاں اُن کو دیکھیں گی نہ یہ بیبیوں کو، تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو اُن کو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائے گا، تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے، ان کی بیبیاں کہیں گی: جاتے وقت جیسی صورت تمہاری تھی وہ اب نہیں، یعنی ہزار ہا درجہ اس سے اچھی ہے، یہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں یہ اس سبب سے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذاتِ مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا، اور ہم نے اُس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا (شرح سفر السعادت)۔ دیکھئے جمعہ کے دن کتنی بڑی نعمت ملی۔

۱۱: ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ[۱] تیز کی جاتی ہے، مگر جمعہ کی برکت سے جمعہ کے دن نہیں تیز کی جاتی (احیاء العلوم[۲])۔

۱۲: نبی ﷺ نے ایک جمعہ کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے، پس اس دن غسل کرو، اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے، اور مسواک کو اُس دن لازم کرو (ابن ماجہ[۳])۔

---

① حدیث نمبر۱ کو اور اس حدیث کو ابوداؤد نے ذکر کیا ہے۔ (محشی)

② ص: ۱/۲۵۲ وأخرجه أبو داود ص: ۱۳۰۳، رقم الحديث: ۱۰۸۳

③ ص: ۲۵٤۱ رقم الحديث: ۱۰۹۸.

جمعے کے آداب

۱: ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے، پنجشنبہ کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کرر کھے اور اگر خوشبو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اُسی دن لار کھے، تا کہ پھر جمعہ کے دن ان کاموں میں اس کو مشغول ہونا نہ پڑے، بزرگانِ سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعہ کا فائدہ اس کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے، حتیٰ کے صبح کو لوگوں سے پوچھے کے آج کونسا دن ہے اور بعض بزرگ شبِ جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جا کر رہتے تھے۔ (احیاء العلوم ۱/۱۶۱)[۱]۔

۲: پھر جمعہ کے دن غسل کرے، سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے، اور مسواک کرنا بھی اُس دن بہت فضیلت رکھتا ہے۔ (احیاء العلوم ۱/۱۶۱)[۲]۔

۳: جمعہ کے دن بعد غسل عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے، اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے، اور ناخن وغیرہ بھی کتروائے (احیاء العلوم ۱/۱۶۱)[۳]۔

۴: جامع مسجد میں بہت سویرے جائے، جو شخص جتنے سویرے جائے گا اسی قدر اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے دروازے پر اُس مسجد کے جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے کھڑے ہوتے ہیں، اور سب سے پہلے جو آتا ہے اُسکو، پھر اُسکے بعد دوسرے کو، اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہیں، اور سب سے پہلے جو آیا اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹ قربان کرنے والے کو، اس کے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے میں، پھر جیسے اللہ تعالیٰ کے واسطے مُرغ کے ذبح کرنے میں، پھر جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی کو انڈا صدقہ دیا جائے، پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں، اور خطبہ سُننے میں مشغول ہو جاتے ہیں، (صحیح مسلم شریف[۴] و صحیح بخاری شریف[۵]) اگلے زمانے میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں، تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت اژدحام ہوتا تھا جیسے عید کے دنوں میں،

---

① ص ۱/۲۵۴. ②، ③ ۱/۲۵۵. (مطبوعه مكتبه رشيديه، كوئٹه) ④ ص: ۸۱۲، رقم الحديث: ۱۹۸۶.

⑤ ص: ۷۳، رقم الحديث: ۹۲۹.

پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا کہ یہ پہلی بدعت[1] ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی۔

یہ لکھ کر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کیوں شرم نہیں آتی مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن، یعنی یہود سنیچر کو اور نصاریٰ اتوار کو اپنے عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں، اور طالبان دُنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید و فروخت کیلئے پہنچ جاتے ہیں، پس طالبانِ دین کیوں نہیں پیش قدمی کرتے (احیاء العلوم[2])۔ درحقیقت مسلمانوں نے اِس زمانے میں اس مبارک دن کی بالکل قدر گھٹا دی، ان کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کون سا دن ہے، اور اس کا کیا مرتبہ ہے، افسوس! وہ دن جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ (افضل) تھا، اور جس دن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر تھا، اور جو دن اگلی اُمتوں کو نصیب نہ ہوا تھا، آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کی ایسی ناقدری ہو رہی ہے، خدائے تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے، جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

۵: جمعہ کی نماز کے لئے پاپیادہ جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے (ترمذی شریف[3])۔

۶: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ الم سجدہ اور سورۃ ھَل اَتیٰ عَلَی الاِنسان پڑھتے[4] تھے، لہٰذا ان سورتوں کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے، کبھی کبھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو۔

۷: جمعہ کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح[5] اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اَتاکَ حدیثُ الغاشِیہ پڑھتے تھے[6]۔

۸: جمعہ کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورۂ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعے کے دن جو کوئی سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ یہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آوے گا، اور اُس جمعے سے پہلے جمعے تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف

---

① یعنی سویرے نہ جانا، اور یہاں بدعت سے لغوی مُراد ہے یعنی نئی بات اور شرعی بدعت مُراد نہیں ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ دین میں عبادت سمجھ کر نئی بات پیدا کرنا، کیونکہ یہ حرام ہے اور سویرے نہ جانا حرام نہیں۔ (محشی) ② ۱/۲۵۷. ③ ص: ۱۶۹۳، رقم الحدیث: ٤٩٦.
④ الترمذی: ۱۶۹٦، رقم الحدیث: ۵۲۰. ⑤ یعنی کبھی اوپر کی دونوں سورتیں اور کبھی یہ دونوں سورتیں پڑھتے تھے۔ (محشی)
⑥ الترمذی: ۱۶۹٦، رقم الحدیث: ۵۱۹.

ہو جائیں گے (شرح سفر السعادت)۔ علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہِ صغیرہ مراد ہیں اس لئے کہ کبیرہ بے توبہ کے نہیں معاف ہوتے۔ واللہ اعلم، وھو ارحم الراحمین۔

۹: جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے، اسی لئے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

جمعے کی نماز کی فضیلت اور تاکید

اسلام میں نمازِ جمعہ فرضِ عین ہے، قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماعِ اُمّت سے ثابت ہے، اور اعظمِ شعائرِ اسلام سے ہے، منکر اس کا کافر اور بے عذر اس کا تارک فاسق ہے۔

۱: قولہ تعالیٰ: "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ط ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ" (الجمعۃ: ۹) یعنی اے ایمان والو! جب نمازِ جمعہ کے لئے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو، اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم[۱] جانو۔ ذکر سے مراد اِس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے۔ دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔

۲: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے، بعد اُس کے اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے، اس کے بعد نماز کے لئے چلے، اور جب مسجد میں آئے اور کسی آدمی کو اُس کی جگہ سے اُٹھا کر نہ بیٹھے، پھر جس قدر نوافل اُس کی قسمت میں ہوں پڑھے، پھر جب امام خطبہ[۲] پڑھنے لگے تو سکوت کرے، تو گذشتہ جمعہ سے اس وقت تک کے گناہ اس شخص کے معاف ہو جائیں گے (صحیح بخاری شریف[۳])۔

۳: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پیادہ پا جائے، سوار ہو کر نہ جائے، پھر خطبہ سنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے، تو اُس کو ہر قدم کے عوض ایک سال کامل کی عبادت کا

---

① یہ کلمہ ترغیب کیلئے ہے کہ تم مسلمان تو جانتے ہو، جاننے والوں کو اس کے خلاف نہ کرنا چاہئے۔ (محشی) ② دوسری حدیث میں ہے کہ جس وقت امام منبر پر آ کر بیٹھ جائے اُسی وقت سے نماز پڑھنا اور کلام کرنا جائز نہیں اور یہی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ (محشی) ③ ص: ٦٩، رقم الحدیث: ٨٨٣.

ثواب ملے گا، ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا۔ (ترمذی شریف[1])۔

۴: ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ، ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں، ورنہ خدائے تعالیٰ اُن کے دلوں پر مہر کر دے گا، پھر وہ سخت[2] غفلت میں پڑ جائیں گے۔ (صحیح مسلم شریف[3])۔

۵: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سُستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اُس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے (ترمذی شریف[4])۔ اور ایک روایت میں ہے کہ خداوندِ عالم اُس سے بیزار ہو جاتا ہے۔

۶: طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نمازِ جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حقِ واجب ہے، مگر چار پر: (۱) غلام یعنی جو قاعدہ شرع کے موافق مملوک ہو (۲) عورت (۳) نابالغ لڑکا (۴) بیمار۔ (ابوداؤد شریف[5])۔

۷: ابن عمر رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جمعہ کے حق میں فرمایا کہ میرا مصمم[6] ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کر دوں، اور خود اُن لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے (صحیح مسلم شریف[7])، اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق میں بھی وارد ہوئی ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

۸: ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بے ضرورت جمعے کی نماز ترک کر دیتا ہے وہ منافق[8] لکھ دیا جاتا ہے ایسی کتاب میں جو تغیر و تبدل سے بالکل محفوظ ہے (مشکوٰۃ شریف[9])، یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ رہے گا، ہاں اگر توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاف فرمائے تو وہ دوسری بات ہے۔

۹: جابر رضی اللہ عنہ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو، اُس کو جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہے، مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام۔ پس

---

① ص: ۱٦۹۳، رقم الحدیث: ٤۹٦. ② یعنی مُہر کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا۔ خدائے تعالیٰ کی پناہ! جب غفلت مسلّط ہوگئی تو جہنم سے چھٹکارا نہایت دشوار ہے۔ (محشی) ③ ص: ۸۱۳، رقم الحدیث: ۲۰۰۲. ④ ص: ۱٦۹۳، رقم الحدیث: ۵۰۰. ⑤ ص: ۱۳۰۲، رقم الحدیث: ۱۰٦۷. ⑥ یعنی مضبوط اور مستقل ارادہ ہوگیا، مگر بعض وجوہات سے آپ نے ایسا کیا نہیں۔ (محشی) ⑦ ص ۷۷۹، رقم الحدیث: ۱٤۸۵. ⑧ یہ غرض نہیں ہے کہ وہ کافر ہوگیا جو کہ حقیقی معنی منافق کے ہیں، بلکہ یہ منافق کی سی خصلت ہے جو گناہ ہے۔ (محشی)

⑨ ص: ۱/۱۲۱.

اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض[۱] فرماتا ہے اور وہ بے نیاز اور محمود ہے (مشکوٰۃ شریف[۲])۔ یعنی اس کو کسی کی عبادت کی پرواہ نہیں، نہ اس کا کچھ فائدہ ہے۔ اس کی ذات بہ ہمہ صفت موصوف ہے، کوئی اس کی حمد و ثنا کرے یا نہ کرے۔

۱۰: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے فرمایا: جس شخص نے پے در پے کئی جمعے ترک کر دیئے پس اُس نے اسلام کو پس پُشت ڈال دیا (اشعۃ اللمعات[۳])۔

۱۱: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا، اور وہ جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہوتا تھا اُس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں، اُنھوں نے جواب دیا کہ وہ دوزخ[۴] میں ہے۔ پھر وہ شخص ایک مہینے تک برابر ان سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے (احیاء العلوم[۵])۔ ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہی نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نمازِ جمعہ کی سخت تاکید شریعت میں ہے، اور اس کے تارک پر سخت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعویٰ اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے پر جرأت کر سکتا ہے۔

نمازِ جمعہ[۶] کا بیان

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خطبہ کی اذان ہونے سے پہلے چار رکعت سُنّت پڑھے، یہ سنّتیں مؤکدہ ہیں۔ پھر خطبہ کے بعد دو رکعت فرض امام کے ساتھ جمعہ کی پڑھے۔ پھر چار رکعت سُنّت پڑھے۔ یہ سنّتیں بھی مؤکدہ ہیں۔ پھر دو رکعت سُنّت پڑھے۔ یہ دو رکعت بھی بعض حضرات کے نزدیک مؤکدہ ہیں۔

نمازِ جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں

۱: مقیم[۷] ہونا۔ پس مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

---

① یعنی اس سے بے توجہ ہو جاتا ہے اور وہ تو بے پرواہ ہے ہی، نہ کسی کا محتاج، نہ کسی سے نفع حاصل کرنے والا۔ بندہ جو بہتری بھی کرتا ہے اپنے ہی نفع کے لئے کرتا ہے، پس جب بندہ نے خود ہی اپنی نالائقی سے دوزخ میں جانے کا سامان کیا تو خدائے تعالیٰ کو بھی اس کی کچھ پرواہ نہیں۔ (محشی)

② ص: ۱۲۱/۱. ③ ص: ۶۱۷. ④ اس سے پہلے یہ مضمون کچھ تغیر کے ساتھ مع اس کی تاویل کے گذر چکا ہے۔ (محشی)

⑤ ص: ۲۵۲/۱. ⑥ یہ پورا مضمون اس مرتبہ اضافہ ہوا۔ (شبیر علی) ⑦ الجمعة فرض علی کل من اجتمع فیه سبعة=

۲: صحیح ہونا۔ پس مریض پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ جو مرض جامع مسجد تک پیادہ پا جانے سے مانع ہو اُسی مرض کا اعتبار ہے، بوڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہو گیا ہو یا مسجد تک نہ جا سکے یا نابینا ہو، یہ سب لوگ مریض سمجھے جائیں گے اور نمازِ جمعہ اُن پر واجب نہ ہوگی۔

۳: آزاد ہونا۔ غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

۴: مرد ہونا۔ عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

۵: جماعت کے ترک کرنے کے لئے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہیں اُن سے خالی ہونا۔ اگر اُن عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہوگی۔

مثال:

۱: پانی بہت زور سے برستا ہو۔

۲: کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو۔

۳: مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو۔

۴: اور نمازوں کے واجب ہونے کی جو شرطیں اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں۔ یعنی عاقل ہونا، بالغ ہونا، مسلمان ہونا، یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نمازِ جمعہ کے واجب ہونے کی تھیں۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرطوں کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ یعنی ظہر کا فرض اُس کے ذمّہ سے اُتر جائے گا۔ مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت[۱] نمازِ جمعہ پڑھے۔

=شرائط: الذكورة، خرج به النساء، فلا تجب على امرأة. والحرية، خرج به الأرقاء، فلا تجب عليهم إجماعاً. والإقامة، لوبنية المكث خمسة عشريوما، خرج به المسافر. والصحة، خرج به المريض أي الذي لايقدر على الذهاب إلى الجامع، أويقدر ولكن يخاف زيادة مرضه، أوبطء برئه بسبب جلي. والشيخ الكبير الذي ضعف ملحق بالمريض، وألحق بالمريض الممرض إن بقى المريض ضائعا بخروجه على الأصح. والأمن من ظالم، فلا تجب على من اختفى من ظالم، ويلحق به المفلس الخائف من الحبس. وسلامة العينين، فلا تجب على الأعمى. وسلامة الرجلين: فلا تجب على المقعد لعجزه عن السعي اتفاقا. ومن العذر المطر العظيم، وكذا الثلج، والوحل، قال في الشرح: وقدمنا أنه يسقط به الحضور للجماعة، وأما البلوغ والعقل فليسا خاصين بالجمعة. [مراقي الفلاح والطحطاوى ٥٠٣] إن اختار العزيمة أي صلوة الجمعة، وصلاها وهو مكلف بالغ عاقل وقعت فرضا عن الوقت، وهى أفضل إلاللمرأة؛ لأن صلوتها في بيتها أفضل. [الدرّالمختار و الشامية ٣/٣٣] ① اگرچہ عورت کو شریکِ جماعت نہ ہونا چاہئے۔ (محشی)

جمعے کی نماز کے صحیح① ہونے کی شرطیں

۱: مصر② یعنی شہر یا قصبہ۔ پس گاؤں یا جنگل میں نمازِ جمعہ درست نہیں، البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے۔

۲: ظہر کا وقت۔ پس وقت ظہر سے پہلے اور اس کے نکل جانے کے بعد نمازِ جمعہ درست نہیں، حتّٰی کہ اگر نمازِ جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی، اگرچہ قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو چکا ہو، اور اسی وجہ سے نماز جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی۔

۳: خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، خواہ صرف **سبحان اللّٰہ** یا **الحمد للّٰہ** کہہ دیا جائے اگرچہ صرف اسی قدر پر اکتفا کرنا بوجہ مخالفتِ سُنّت کے مکروہ ہے۔

۴: خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

۵: خطبہ کا وقت ظہر کے اندر ہونا۔ پس وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

۶: جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبے سے سجدۂ رکعت اولیٰ تک موجود رہنا، گو وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہوں، اور نماز کے وقت اور۔ مگر یہ شرط ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں کہ امامت

---

① رسالہ "الظهر في القرىٰ القول البديع احسن القرىٰ" کو ملاحظہ فرمائیں اس کے متعلق کافی ذخیرہ جمع کیا گیا ہے۔ (ی)

② ويشترط لصحتها المصر، وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها أسواق ووقت الظهر، فتبطل الجمعة بخروجه مطلقا أي ولو بعد القعود قدر التشهد، والخطبة فيه، أي في الوقت فلو خطب قبله وصلى فيه لم تصح، وكفت تحميدة أو تهليلة أو تسبيحة للخطبة المفروضة مع الكراهة، وكونها قبلها أي بلافصل كثير؛ لأن شرط الشيء سابق عليه، وهي شرط الانعقاد في حق من ينشئ التحريمة للجمعة لا كل من صلاها؛ فلذا قالوا: لو أحدث الإمام فقدم من لم يشهدها جاز؛ لأنه بانٍ تحريمته على تلك التحريمة المنشأة، بحضرة جماعة تنعقد بهم الجمعة؛ بأن يكونوا ذكورا بالغين عاقلين ولو كانوا معذورين بسفر أو مرض، والجماعة وأقلها ثلثة رجال سوى الإمام، ولو غير الثلاثة الذين حضرو الخطبة، فإن نفرو بعد شروعهم معه قبل سجوده بطلت، وإن بقى ثلثة أو نفروا بعد سجوده لاتبطل، وأتمها جمعة أي ولو وحده فيما إذالم يعودوا ولم يأت غيرهم، والإذن العام، من الإمام أي أن يأذن للناس إذنا عاما بأن لا يمنع أحدا ممن تصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذي تصلي فيه، وهو يحصل بفتح أبواب الجامع للواردين أي من المكلفين بها فلا يضر منع نحو النساء لخوف الفتنة. [الدرّالمختار و الشامية ۳/۶-۲۸۹]

کر سکیں، پس اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔

۷: اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں، اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں، یا کوئی نہ رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں۔

۸: عام اجازت کے ساتھ علی الاشتہار (علی الاعلان) نماز جمعہ کا پڑھنا۔ پس کسی خاص مقام میں چھپ کر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو، یا جمعہ کو مسجد کے دروازے بند کر لئے جاویں تو نماز نہ ہوگی، یہ شرائط جو نمازِ جمعہ کے صحیح ہونے کی بیان ہوئیں، اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے اس کی نماز نہ ہوگی، نماز ظہر پھر اس کو پڑھنا ہوگی۔ اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے، لہٰذا ایسی حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہِ تحریمی ہے۔

جمعے کے خطبے کے مسائل

مسئلہ:[①] جب سب لوگ جماعت میں آ جائیں، تو امام کو چاہئے کہ منبر پر بیٹھ جائے، اور مؤذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے۔ بعد اذان کے فوراً امام کھڑا ہو کر خطبہ شروع کر دے۔

مسئلہ ۲:[②] خطبے میں بارہ چیزیں مسنون ہیں:۔

۱: خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔

۲: دو خطبے پڑھنا۔

---

① ویؤذّن ثانیاً بین یدیه أي الخطیب إذا جلس علی المنبر، إذا فرغ المؤذّنون قام الإمام والسّیف في یساره وهو متّکیء علیه. [الدرّالمختار ٤٢/٣] ② (وسن خطبتان بجلسة بینهما وطهارة قائما) أما سننها فأحدها: الطهارة، و ثانیها: القیام، وثالثها: استقبال القوم بوجهه. و رابعها: التعوّذ في نفسه قبل الخطبة، وخامسها: أن یسمع القوم الخطبة، وسادسها: أنه یخطب خطبة خفیفة، وهی تشتمل علی عشرة: أحدها: البداءة بحمد اللّٰه. وثانیها: الثّناء علیه، وثالثها: الشهادتان، ورابعها: الصّلوة علی النّبي ﷺ، وخامسها: العظة والتذکیر، وسادسها: قراءة القران، وسابعها: الجلوس بین الخطبتین: وثامنها: أن یعید في الخطبة الثانیة الثناء والحمد للّٰه والصلوة علی النّبي ﷺ، وتاسعها: أن یزید فیها الدعاء للمؤمنین والمؤمنات، وعاشرها: تخفیف الخطبتین بقدر سورة من طوال المفصل ویکره التطویل، ومن السّنة: أن یکون الخطیب علی المنبر. [البحر ٢٣٠/٢ الهندیة ١٦١/١]

۳: دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔

۴: دونوں حدثوں سے پاک ہونا۔

۵: خطبہ پڑھنے کی حالت میں منھ لوگوں کی طرف رکھنا۔

۶: خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں أعوذ باللہ من الشّیطان الرّجیم کہنا۔

۷: خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں۔

۸: خطبہ میں ان آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا: اللہ تعالیٰ کا شکر[1]، اس کی تعریف[2]، خداوند[3] عالم کی وحدت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت، نبی[4] صلی اللہ علیہ وسلم پر درود، وعظ[5] ونصیحت، قرآن[6] مجید کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا، دوسرے[7] خطبے میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا اور دوسرے[8] خطبے میں بجائے وعظ ونصیحت کے مسلمانوں کے لئے دُعا کرنا۔ یہ آٹھ قسم کے مضامین کی فہرست تھی، آگے بقیہ فہرست ہے ان اُمور کی جو حالت خطبہ میں مسنون ہیں۔

۹: خطبے کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔

۱۰: خطبہ منبر پر پڑھنا، اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ کا سہارا دے کر کھڑا ہونا، اور منبر کے ہوتے ہوئے کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول① نہیں۔

۱۱: دونوں خطبوں کا عربی② زبان میں ہونا، اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا، جیسا کہ ہمارے زمانہ میں بعض عوام کا دستور ہے خلافِ سُنّت مؤکدہ اور مکروہِ تحریمی③ ہے۔

۱۲: خطبہ④ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔ دوسرے خطبے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل واصحاب وازواجِ مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ وحضرت عباس رضی اللہ عنہم کے لئے دعا کرنا مستحب ہے، بادشاہِ اسلام کے لئے بھی دعا

---

① دیکھو حاشیہ۲ صفحہ ۱۱۹۔ ② اور عربی زبان میں خطبہ کا ضروری ہونا اس کی مفصل بحث رسالہ تحقیق الخطبہ میں بھی ہے۔ (شبیر علی)

③ اس مسئلہ پر ہر عبارات فقہیہ کی تفصیل امداد الفتاویٰ مبوب جلد اوّل کے ۴۱۵ و ۴۲۴ پر موجود ہے۔ ④ ویندب ذکر الخلفاء الرّاشدین والعمّین هما حمزة والعبّاس رضی اللہ عنہم لا الدّعاء للسلطان، وجوّزه القهستاني، ويكره تحريما وصفه بما ليس فيه [الدرّالمختار والشامية ٣/ ٢٤] ويستحبّ للرّجل أن يستقبل الخطيب بوجهه، هذا إذا كان أمام الإمام. فإن كان عن يمين الإمام أو عن يساره قريبا من الإمام ينحرف إلى الإمام مستعدا للسماع. [الهندية ١/ ١٦٢]

کرنا جائز ہے مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہِ تحریمی ہے۔

مسئلہ ۳: ① جب امام خطبہ کے لئے اُٹھ کر کھڑا ہوا اُس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہِ تحریمی ہے، ہاں قضا نماز کا پڑھنا صاحبِ ترتیب کے لئے اس وقت بھی جائز ہے بلکہ واجب ہے، پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کردے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

مسئلہ ۴: ② جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے، خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دُور۔ اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سُننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے، اور کھانا پینا، بات چیت کرنا، چلنا پھرنا، سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا، جیسا کہ حالتِ نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے۔ ہاں خطیب کیلئے جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتاوے۔

مسئلہ ۵: ③ اگر سنّت نفل پڑھنے میں خطبہ شروع ہو جائے تو راجح یہ ہے کہ سُنّتِ مؤکدہ تو پوری کرلے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

مسئلہ ۶: ④ دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو، یا مقتدیوں کو ہاتھ اُٹھا کر دُعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں بے ہاتھ اُٹھائے ہوئے اگر دل میں دُعا مانگی جائے تو جائز ہے، بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہے۔ نہ آہستہ نہ زور سے، لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں، رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع وفراق کے مضامین پڑھنا بوجہ اس کے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں، نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے، اور اس پر مداومت کرنے سے عوام کو اس کے ضروری ہونے کا خیال ہوتا ہے اس لئے بدعت ہے۔

تنبیہ: ہمارے زمانہ میں اس خطبہ پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ موردِ طعن ہوتا ہے اور اس خطبے کے سُننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے (روح الاخوان)۔

---

① إذا خرج الإمام فلا صلوة ولا كلام إلي تمامها خلا قضاء فائتة لم يسقط ترتيب بينها وبين الوقتية. [الدرّالمختار ٣/٣٨ والبحر ٢/ ٢٤٢] ② (كل ماحرم في الصلوة حرم في الخطبة، فيحرم أكل وشرب و كلام ولو تسبيحاً، أورد سلام أوأمر بمعروف)، ويكره للخطيب أن يتكلم في حال الخطبة إلا إذا كان أمراً بمعروف فلا يكره (بل يجب عليه أن يستمع ويسكت بلا فرق بين قريب و بعيد). [الدرّالمختار ٣/٣٩ والبحر ٢/٢٤٤] ③ لو خرج وهو في السنة أوبعد قيامه لثالثة النفل يتم في الأصح ويخفّف القرأة. [الدرّالمختار ٣/٣٨ و البحر ٢/٢٤٣] ④ فيسن الدعاء بقلبه لابلسانه. [ردّ المحتار ٣/٤٧]

مسئلہ: خطبہ کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ ۸: نبی ﷺ کا اسمِ مبارک اگر خطبے میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز[1] ہے۔

نبی ﷺ کا خطبہ جمعہ کے دن کا

نبی ﷺ کا خطبہ نقل کرنے سے یہ غرض نہیں کہ لوگ اسی خطبے پر التزام کرلیں، بلکہ کبھی کبھی بغرض تبرّک و اتباع اس کو بھی پڑھ لیا جایا کرے۔ عادت شریفہ یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہوجاتے، اس وقت آپ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان کہتے۔ جب اذان ختم ہوجاتی آپ کھڑے ہوجاتے اور معاً خطبہ شروع فرمادیتے۔ جب تک منبر نہ بنا تھا کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے۔ بعد منبر بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول[2] نہیں (تفصیل حاشیہ پر دیکھو)۔ دو خطبے پڑھتے، اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے نہ دعا مانگتے، جب دوسرے خطبے سے آپ کو فراغت ہوتی، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے۔ خطبہ پڑھتے وقت حضرت نبی ﷺ کی آواز بلند ہوجاتی تھی اور مبارک آنکھیں سُرخ ہوجاتی تھیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرت ﷺ کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جو عنقریب آنا چاہتا ہو اپنے لوگوں کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبے میں فرمایا کرتے تھے کہ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ میں[3] اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجے گئے ہیں جیسے

---

① اختلفوا في الصلوة على النبي ﷺ عند سماع اسمه، والصّواب أنه يصلي في نفسه. [البحر ۲/ ۲۴۴ الدرّالمختار ۳/ ۴۰]

② اس عبارت کو دیکھ کر بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوا ہے کہ خطیب کو خطبہ کے وقت لاٹھی لینا مکروہ ہے، اس لئے حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق امدادالفتاوی مبوّب جلد اوّل ۴۶۱ سے نقل کی جاتی ہے تاکہ اشتباہ زائل ہوجائے۔ **سوال:** الخطب الماثورہ میں مذکور ہے کہ امام خطبہ کے وقت عصا کو ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو اور بہشتی زیور سے ممانعت مفہوم ہے۔ فكيف التوفيق وعلى أي القولين العمل. **جواب:** ''درمختار'' میں قوس یا عصا پر سہارا لگانے کو مکروہ کہا ہے، اور ردالمختار میں اس پر دو اشکال کئے ہیں: ایک ابوداؤد کی روایت سے کہ حضور ﷺ نے عصا یا قوس کا سہارا لیا ہے، دوسرا محیط کی روایت سے کہ اخذ عصا کو سنت کہا ہے مثل قیام، [۱/ ۸۶۲] اور ترجیح ردالمختار کے قول کو ہے۔ پس بہشتی زیور میں گو اس مسئلہ کا ہونا جید ہے اس لئے کہ اس میں احکامِ مختصہ بالرجال نہیں لئے گئے۔ لیکن اگر کہیں ایسا ہے تو غالباً ''درمختار'' کی روایت کی بنا پر لکھ دیا ہوگا جس کا مرجوح ہونا ابھی معلوم ہوا۔ (۱۵، ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری) ③ مطلب آپ کا یہ تھا کہ قیامت بہت قریب ہے میرے بعد جلد آئے گی۔ (محشی)

یہ دوانگلیاں۔اور بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور اس کے بعد فرماتے تھے:
أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، وَّ شَرُّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِأَهْلِهِ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْضِيَاعًا فَعَلَيَّ.

کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے: يَآ أَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَ بَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَصِلُوا الَّذِيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهُ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ مَكْتُوْبَةً فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا فِيْ شَهْرِيْ هٰذَا فِيْ عَامِيْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ وَّجَدَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا فَمَنْ تَرَكَهَا فِيْ حَيَاتِيْ اَوْبَعْدِيْ جُحُوْدًا بِهَا وَاسْتِخْفَافًا بِهَا وَلَهُ إِمَامٌ جَائِرٌ اَوْعَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهُ وَلَا بَارَكَ لَهُ فِيْ أَمْرِهِ أَلَاوَلَا صَلٰوةَ لَهُ أَلَا وَلَا صَوْمَ لَهُ أَلَا وَلَا زَكٰوةَ لَه أَلَا وَلَا حَجَّ لَهُ أَلَا وَلَا بِرَّلَهُ حَتّٰى يَتُوْبَ فَإِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ أَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ إِمْرَأَةٌ رَجُلًا أَلَا وَلَا يَؤُمَّنَّ أَعْرَابِيٌّ مُهَاجِرًا أَلَا وَلَايَؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا أَلَا اَنْ يَّقْهَرَهُ سُلْطَانٌ يَخَافُ سَيْفَهُ وَسَوْطَهُ. (ابن ماجہ) اور کبھی بعد حمد وصلوٰۃ کے یہ خطبہ پڑھتے تھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ اَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَرْسَلَهُ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَقَدْ رَشَدَوَاهْتَدٰى وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَإِنَّهُ لَايَضُرُّ إِلَّانَفْسَهُ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا. ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت سورۂ قٓ خطبے میں اکثر پڑھا کرتے تھے، حتّٰی کہ میں نے سورۂ قٓ حضرت ہی سے سُن کر یاد کی ہے جب آپ منبر پر اس کو پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورۂ[①] والعصر اور کبھی لَايَسْتَوِيْٓ اَصْحَابُ النَّارِ وَاَصْحَابُ الْجَنَّةِ اَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَائِزُوْنَ؁ (الحشر:۲۰) اور کبھی وَنَادَوْ يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مَاكِثُوْنَ. (الزخرف:۷۷)

① وروي أنه ﷺ قرأ فيها "سورة العصر" ومرة أخرى "لايستوي" (الآية) وأخرى "ونادوا يا مالك ليقض" (الآية) [البحر ۲/۲۳۰]

نماز کے مسائل

مسئلہ ۱: ① بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے، اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۲: ② خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے، خطبے اور نماز کے درمیان میں کوئی دُنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے، اور اگر درمیان میں فصل زیادہ ہو جائے اس کے بعد خطبے کے اعادہ کی ضرورت ہے۔ ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو کوئی شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبہ کے معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت نہیں، نہ خطبے کے اعادہ کی ضرورت ہے۔

مسئلہ ۳: نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے: نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ الْفَرْضِ صَلٰوةَ الْجُمُعَةِ ۔یعنی میں نے ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نمازِ جمعہ پڑھوں۔

مسئلہ ۴: ③ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں، اگر چہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نمازِ جمعہ جائز ہے۔

مسئلہ ۵: ④ اگر کوئی مسبوق قعدۂ اخیرہ میں التّحیات پڑھتے وقت یا سجدۂ سہو کے بعد آکر ملے تو اُس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنا چاہئے، ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۶: ⑤ بعض لوگ جمعہ کے بعد ظہرِ احتیاطی پڑھا کرتے ہیں، چونکہ عوام کا اعتقاد اس سے بہت بگڑ گیا ہے ان کو مطلقاً منع کرنا چاہئے، البتہ اگر کوئی ذی علم موقعِ شبہ میں پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے۔

---

① لاينبغي أن يصلي (بالقوم) غير الخطيب؛ لأنها كشيء واحد، فإن فعل بأن خطب صبي بإذن السلطان وصلى بالغ جاز. [الدرّالمختار ۴۳/۳] ② فإذا أتم أقيمت بحيث يتصل أول الإقامة بآخر الخطبة، ويكره الفصل بأمر الدنيا إما بنهي عن منكر أوأمر بمعروف فلا، وكذا بوضوء لوغسل أوظهر أنه محدث أوجنب، بخلاف أكل وشرب حتى لو طال الفصل استأنف الخطبة. [الدرّالمختار و الشامية ۴۳/۳] ③ وتؤدى في مصر واحد بمواضع كثيرة. [الدرّالمختار و الشامية ۱۸/۳ والبحر ۲۴۹/۲ والأفضل هو الجامع الواحد حلبي كبير ۵۵۲] ④ وإن كان أدركه في التشهد، أوفي سجود السّهو بنٰى عليها الجمعة. [الهداية ۳۸۰/۱ الدرّالمختار والشامية ۳۷/۳] ⑤ مع مالزم من فعلها في زماننا من المفسدة العظيمة، وهو اعتقاد الجهلة أن الجمعة ليست بفرض؛ لما يشاهدون من صلوة الظهر فيظنّون أنّها الفرض وأن الجمعة ليست بفرض، فيتكاسلون عن أداء الجمعة فكان الاحتياط في تركها، وعلى تقدير فعلها ممن لايخاف عليه مفسدة منها، فالأولى أن=

عیدین کی نماز کا بیان

مسئلہ ۱: ① شوال کے مہینہ کی پہلی تاریخ کو "عید الفطر" کہتے ہیں، اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو "عید الضحیٰ"۔ یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں۔ ان دونوں دنوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے، جمعہ کی نماز کی صحت و وجوب کے لئے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں، سوائے خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے، اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں سنّت ہے اور نماز کے بعد پڑھا جاتا ہے، مگر عیدین ② کے خطبے ③ کا سننا بھی مثل جمعہ کے خطبے کے واجب ہے، یعنی اس وقت بولنا چالنا نماز پڑھنا سب حرام ہے، عید الفطر کے دن تیرہ[۱۳] چیزیں ④ مسنون ہیں: شرع[۱] کے موافق اپنی آرائش کرنا۔ غسل[۲] کرنا۔ مسواک[۳] کرنا۔ عمدہ[۴] سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔ خوشبو[۵] لگانا۔ صبح[۶] کو بہت سویرے اُٹھنا۔ عید[۷] گاہ میں بہت سویرے جانا۔ قبل[۸] عید گاہ جانے کے کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا۔ قبل[۹] عید گاہ جانے کے صدقۂ فطر دے دینا۔ عید[۱۰] کی نماز عید گاہ میں جا کر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا۔ جس[۱۱] راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔ پیادہ[۱۲] پا جانا اور راستے[۱۳] میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ. آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔

مسئلہ ۲: ⑤ عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے: نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْوَاجِبِ صَلٰوۃَ

=تكون في بيته خفية خوفا من مفسدة فعلها. [البحر ۲/۲۵۲ و رد المحتار ۳/۱۹] ① تجب صلوتهما على من تجب عليه الجمعة بشرائطها المتقدمة سوى الخطبة فإنها سنة بعدها. [الدرّالمختار ۳/۵۱ والهداية ۱/۳۸۵ والبحر ۲/۲۴۷]
② ويخطب بعدها خطبتين، ومايسن في الجمعة ويكره، يسن فيها ويكره. [الدرّالمختار ۲/۶۶ الهداية ۱/۳۹۱ البحر ۲/۲۵۴] ③ وكذا يجب الاستماع لسائر الخطب كخطبة نكاح وخطبة عيد. [الدرّالمختار ۳/۴۰] ④ وندب في الفطر ثلاثة عشر شيئا: أن يأكل بعد الفجر قبل ذهابه للمصلي شيئاً حلواً، ويغتسل، ويستاك، ويتطيب، ويلبس أحسن ثيابه التي يباح لبسها، ويؤدي صدقة الفطر إن وجبت عليه قبل خروج الناس إلى الصلوٰة، والتبكير وهو سرعة الانتباه، والابتكار وهو المسارعة إلى المصلى، ثم يتوجه إلى المصلى ماشيا مكبراً سراً، ويرجع من طريق آخر، [نورالإيضاح والمراقي ۵۲۸] والخروج إلى الجبانة لصلوة العيد سنّة وإن كان يسعهم المسجد الجامع. [البحر ۲/۲۴۹ الدرّالمختار ۳/۵۵] ⑤ وكيفية صلوة العيدين أن ينوي صلوة العيد، ثم يكبر للتحريمة، ثم يقرأ الإمام والمؤتمّ الثّناء،(سبحانك اللّٰهم) الخ. ثم يكبر الإمام والقوم تكبيرات الزوائد ثلثا، يسكت بعد كل تكبيرة مقدار ثلث تكبيرات، يرفع يديه الإمام والقوم في كل منها، ثم يتعوّذ=

عِیْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَکْبِیْرَاتٍ وَاجِبَۃٍ یعنی میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں۔ یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے، اور سبحانک اللّٰھم آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ ''اللہ اکبر'' کہے، اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک اُٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکا دے، اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف کرے کہ تین ① مرتبہ ''سبحان اللہ'' کہہ سکیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور ''اعوذ باللہ'' اور ''بسم اللہ'' پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر حسب دستور رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو، اور دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھ لے، اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے، لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جاوے۔

مسئلہ ۳: بعد نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعے کے خطبے میں۔

مسئلہ ۴: بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا۔ گو نبی ﷺ اور ان کے صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین اور تبعِ تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں، مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا (ق)۔

مسئلہ ۵: ② عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتدا کرے، اوّل خطبے میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے، دوسرے میں سات مرتبہ۔

مسئلہ ۶: ③ عید الضحیٰ کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عیدُ الفطر میں۔ فرق اس قدر ہے کہ عید الضحیٰ کی نیت میں بجائے عید الفطر کے عید الضحیٰ کا لفظ داخل کرے۔ عید الفطر میں عید گاہ

=الإمام، ثم يسمي سرا، ثم يقرأ الإمام الفاتحة ثم سورة، ثم يركع، فإذا قام للثانية ابتدأ بالبسملة ثم بالفاتحة، ثم بالسورة، ثم يكبّر تكبيرات الزّوائد ثلثا، ويرفع يديه فيها كما في الركعة الأولىٰ. [مراقي الفلاح ٥٣٢] وليس بين تكبيراته ذكر مسنون، ولذا يرسل يديه ويسكت بين كل تكبيرتين مقدار ثلاث تسبيحات. [الدرّالمختار ٣/٦٦] ① اگر زیادہ مجمع کی وجہ سے زیادہ توقف کی ضرورت ہو تو بھی مضائقہ نہیں۔ [الشامية ٣/٦٦] ② ويستحب أن يستفتح الأولى بتسع تكبيرات تترى، والثانية بسبع. [الدرّالمختار ٣/٦٧ والبحر ٢/اي٢] ③ الأحكام المذكورة لعيد الفطر ثابتة لعيد الأضحى صفةً وشرطاً ووقتاً ومندوباً، لكن هنا يؤخرالأكل عنها ويكبر في الطريق جهراً. [البحر ٢/٢٥٥ والدرّالمختار ٣/٦٨]

جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے، یہاں نہیں۔ اور عیدُ الفطر میں راستے میں چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے۔ اور عیدُ الفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور عیدالضحٰی کی سویرے،① اور یہاں صدقۂ فطر نہیں بلکہ بعد میں قربانی ہے اہلِ وسعت پر۔ اور اذان② واقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں۔

مسئلہ ۷:③ جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اُس دن اور کوئی④ نماز پڑھنا مکروہ ہے، نماز سے پہلے بھی اور بعد میں بھی۔ ہاں بعد نماز کے گھر میں آکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں، اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۸:⑤ عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں، اُن کو بھی قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹:⑥ عیدُ الفطر کے خطبہ میں صدقۂ فطر کے احکام، اور عیدالضحٰی کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہیے۔ تکبیرِ تشریق یعنی ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ کہنا⑦ واجب ہے، بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام مصر⑧ ہو۔ یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں، اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو اُن پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی، لیکن اگر منفرد اور عورت اور مسافر بھی کہہ لے تو بہتر ہے کہ صاحبین کے نزدیک ان سب پر واجب ہے۔

---

① يستحب تعجيل صلوة الأضحى، وفي عيد الفطر يؤخر الخروج قليلا. [البحر ۲/۲۵۱ و الشامية ۳/۶۱]
② ولا يسن (الأذان) لغيرها (أي الفرائض) من الصلوات كعيد. [الدّرالمختار والشامية ۲/۶۲] ③ ولا يتنفل قبلها مطلقاً، سواء كان في المصلى اتفاقا أوفي بيت في الأصح، وسواء كان ممن يصلي العيد أو لا، حتى أن المرأة إذا أرادت صلوة الضحى يوم العيد تصليها بعد مايصلي الإمام في الجبانة. [الدّرالمختار و ردّالمحتار ۳/۵۷ والبحر ۲/۲۵۰] ④ اس مسئلہ میں نماز سے مراد نفل نماز ہے۔ (محشی) ⑤ دیکھو حاشیہ مسئلہ ۷ باب ہذا۔ ⑥ يُعلم النّاس فيها أحكام صدقة الفطر ويعلم الأضحية وتكبير التشريق في الخطبة. [الدّرالمختار ۳/ ۶۷-۶۹] ⑦ ويجب تكبير التشريق "اللّٰه أكبر اللّٰه أكبر" (الخ) عقب كل فرض أدّي بجماعة مستحبّة، ووجوبه على إمام مقيم بمصر وعلى مقتد مسافر أوقروي أوامرأة، ويجب على مقيم اقتدى بمسافر، وقالا بوجوبه فوركل فرض مطلقاً ولومنفرداً أومسافراً أو امرأة. [ردّالمحتار ۳/۷۱ والبحر ۲/۲۵۷] ⑧ یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے، صاحبین کے نزدیک گاؤں والوں پر بھی واجب ہے اور اس مسئلہ میں فتویٰ صاحبین ہی کے قول پر ہے، اس لئے گاؤں والوں پر بھی تکبیرِ تشریق واجب ہے، چنانچہ البحرالرائق ۲/۲۶۰ میں ہے: وأما عندهما فهو واجب على كل من يصلي المكتوبة؛ لأنه تبع لها، فيجب على المسافر والمرأة والقروي، قال في السراج الوهاج والجوهرة: والفتوى على قولهما في هذا أيضا، فالحاصل أن الفتوى على=

مسئلہ ۱۰: ① یہ تکبیر عرفہ یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہئے، کل تیئس [۲۳] نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

مسئلہ ۱۱: ② اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے۔ ہاں عورتیں (اگر کہیں تو) آہستہ آواز سے کہیں۔

مسئلہ ۱۲: ③ نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۳: ④ اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں، یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں۔

مسئلہ ۱۴: ⑤ عیدالضحٰی کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵: ⑥ عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مواضع ⑦ میں جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶: ⑧ اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا، اس لئے کہ جماعت اس میں شرط ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص شریکِ نماز ہوا ہو اور کسی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا، نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۷: ⑨ اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جاسکے تو عیدُ الفطر کی نماز دوسرے دن اور عیدالضحٰی کی بارہویں تاریخ تک پڑھی جاسکتی ہے۔

=قولهما في آخر وقته وفيمن يجب عليه. (ف) ① من فجر عرفة إلى أخر أيام التّشريق وعليه الاعتماد [الدرّالمختار ٣/٧٤] في البحر: ينتهي بالتكبير عقب العصر من اخر أيّام التشريق وهى ثلاث وعشرون صلاة. [٢/٢٥٨] ②،③ ويجب التشريق عقب كل فرض بلا فصل يمنع البناء، وقالا بوجوبه فور كل فرض لكن المرأة تخافت. [الدرّالمختار ٣/٧١-٧٥ و البحر ٢/٦٥٩،٢٦١] ④ ويأتي المؤتم به وجوباً وإن تركه إمامه. [الدرّالمختار ٣/٧٦ البحر ٢/٢٦٠] ⑤ ولابأس به عقب العيد؛ لأن المسلمين توارثوه فوجب اتباعهم. [الدرّالمختار ٣/٧٥ والبحر ٢/٢٥٩] ⑥ تؤدى بمصر واحد بمواضع كثيرة اتفاقا. [الدرّالمختار ٣/٦٨] ⑦ یہاں لفظ مساجد کی جگہ بعد تحقیق لفظ مواضع اس مرتبہ لکھا گیا۔ (شبیر علی) ⑧ ولا يصليها وحده إن فاتت مع الإمام ولو بالإفساد، و لو أمكنه الذهاب إلى إمام اخر فعل. [الدرّالمختار ٣/٦٧ والبحر ٢/٢٥٤] ⑨ وتؤخر بعذر إلى الزوال من الغد فقط لكن هنا أي في الأضحى يجوز تأخيرها إلى ثالث أيام النحر بلا عذر مع الكراهة، وبه أي بالعذر بدونها، فالعذر هنا لنفي الكراهة، وفي الفطر لنفي الصحة. [الدرّالمختار ٣/٦٨ والهداية ١/٣٩٣]

مسئلہ ۱۸:① عید الضحیٰ کی نماز میں بے عذر بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جائے گی، مگر مکروہ ہے اور عیدُ الفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل نماز نہیں ہو گی۔

عذر کی مثال②:

۱: کسی③ وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو۔

۲: پانی برس رہا ہو۔

۳: چاند کی تاریخ محقق نہ ہو اور بعد زوال کے جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے۔

۴: اَبر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بعد اَبر کُھل جانے کے معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔

مسئلہ ۱۹:④ اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آکر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو، تو اگر قیام میں آکر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیریں کہہ لے، اگرچہ امام قراءت شروع کر چکا ہو۔ اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے، بعد اس کے رکوع میں جائے، اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالتِ رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے، مگر حالتِ رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اُٹھائے، اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اُٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے، اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔

مسئلہ ۲۰:⑤ اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قراءت کر لے

---

① دیکھو حاشیہ مسئلہ ۷ اباب ہٰذا۔ ② وتؤخر بعذر كمطر دخل فيه ما إذا لم يخرج الإمام وما إذا غم الهلال فشهدوا به بعد الزوال أو قبله بحيث لايمكن جمع الناس، أوصلاها في يوم غيم وظهر أنها وقعت بعد الزوال. [ردّالمحتار ۳/۶۸] ③ مراد وہ امام ہے جس کے بدون نماز پڑھنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو، خواہ صاحب حکومت ہو یا نہ ہو اور اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو مسلمان کسی کو امام بنا کر نماز پڑھ لیں، امام کے نہ آنے کی وجہ سے دیر نہ کریں۔ (ظفر احمد) ④ ولو أدرك المؤتم الإمام في القيام بعد ما كبّر، كبّر في الحال وإن كان الإمام قد شرع في القراءة، أمالو أدركه راكعاً فإن غلب على ظنه إدراكه في الركوع كبر قائماً برأي نفسه ثم ركع، وإلا ركع و كبر في ركوعه ولا يرفع يديه، وإن رفع الإمام رأسه سقط عنه مابقى من التكبير. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ۳/۶۴] ⑤ ولو سبق بركعة يقرأ ثم يكبر لئلا يتوالي التكبيرات، ولم يقل به أحد من الصحابة. [الدرّالمختار والشامية ۳/۶۴]

اس کے بعد تکبیر کہے، اگر چہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہئے تھا، لیکن چونکہ اس طریقے سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے در پے ہوئی جاتی ہیں، اور یہ کسی صحابی کا مذہب نہیں ہے اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع میں اُس کو خیال آئے تو اُس کو چاہئے کہ حالتِ رکوع میں تکبیر کہہ لے، پھر قیام کی طرف نہ لَوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے، یعنی نماز فاسد نہ ہوگی، لیکن ہر حال میں بوجہ کثرتِ ازدحام کے سجدۂ سہو نہ کرے۔①

کعبہ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

مسئلہ ۱:② جیسا کے کعبہ شریف کے باہر اُس کے رُخ پر نماز پڑہنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑہنا درست ہے، استقبال قبلہ ہو جائے گا خواہ جس طرف پڑھے۔ اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے جس طرف منھ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے، اور جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔

مسئلہ ۲:③ کعبہ شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے، اس لئے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اس کے محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے سب قبلہ ہے۔ قبلہ کچھ کعبہ کی دیواروں پر منحصر نہیں ہے۔ اسی لئے اگر کوئی شخص بلند پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو تو اُس کی نماز بالاتفاق درست ہے، لیکن چونکہ اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے، اور کعبہ کی چھت پر نماز پڑہنے سے نبی ﷺ نے بھی منع فرمایا ہے، اس لئے مکروہِ تحریمی ہوگی۔

مسئلہ ۳:④ کعبے کے اندر تنہا نماز پڑہنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی، اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور

---

③ لو ركع الإمام قبل أن يكبر فإن الإمام يكبر في الركوع ولايعود إلى القيام ليكبر في ظاهر الرواية، فلوعاد ينبغي الفساد. [الدرّالمختار ٣/٦٥] وفي الشامي: يعود إلى القيام ويكبر و يعيد الركوع دون القراءة [٣/٦٥] ولا يأتي الإمام بسجود السهو في الجمعة والعيدين. [نورالإيضاح مع المراقى ٤٦٥] ④ يصح فرض ونفل فيها وفوقها. [الدرّالمختار ٣/١٩٨ البحر ٢/٣١٦] ① صحح فرض ونفل فيها وفوقها، وإنما جازت فوقها؛ لأن الكعبة هى العرصة والهواء إلى عنان السماء عندنا دون البناء؛ لأنه ينقل، ألاترى أنه لوصلّى على أبي قبيس جاز و لا بناء بين يديه إلا أنه يكره؛ لمافيه من ترك التعظيم، وقدورد النهى عنه. [البحر ٢/ ٣١٧ الدّرالمختار ٣/١٩٨] ② يصح فرض ونفل فيها وفوقها وإن كره الثاني منفرداً أوبجماعة وإن=

مقتدیوں کا منھ ایک ہی طرف ہو، اس لئے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے، ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھ کر نہ کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منہ امام کے منھ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے، اس لئے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ کہا جائے گا، آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منھ ایک ہی طرف ہوتا اور پھر مقتدی آگے بڑھا ہوا ہوتا۔ مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی۔ اس لئے کہ کسی آدمی کی طرف منھ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کر لی جائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔

مسئلہ ۴: [1] اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہوں تب بھی نماز ہو جائے گی، لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہوگی، اس لئے کہ اس صورت میں بوجہ اس کے کہ کعبہ کے اندر کی زمین اونچی ہے، امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا۔

مسئلہ ۵: [2] اگر مقتدی اندر ہوں اور امام باہر تب بھی نماز درست ہے، بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہوں۔

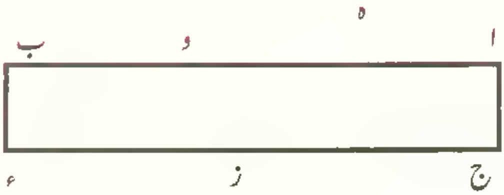
مسئلہ ۶: [3] اور اگر سب باہر ہوں اور ایک طرف امام ہو اور چاروں طرف مقتدی حلقہ باندھے ہوئے ہوں جیسا کہ عام عادت وہاں اسی طرح نماز پڑھنے کی ہے تو بھی درست ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی بہ نسبت امام کے خانہ کعبہ کے زیادہ نزدیک نہ ہو، کیونکہ اس صورت میں وہ امام سے آگے سمجھا جائے گا جو کہ مانع اقتدا ہے۔ البتہ اگر دوسری طرف کے مقتدی خانہ کعبہ سے بہ نسبت امام کے نزدیک بھی ہوں تو کچھ مضر نہیں اور یہ اُس کی صورت ہے:

=اختلفت وجوههم، إلا إذا جعل قفاه إلى وجه إمامه فلايصح اقتداؤه لتقدمه عليه، ويكره جعل وجهه لوجهه بلا حائل. [الدّرالمختار ۳/۱۹۸ البحر ۲/۳۱۶]

[1] ويصح لو تحلقوا حولها، وكذا لو اقتدوا من خارجها بإمام فيها، [الدرّالمختار ۳/۱۹۹] سواء كان معه بعض القوم أولا، ولكنه يكره ذلك لارتفاع مكان الإمام قدر القامة، كإنفراده على الدكان لم يكن معه احد. [ردّالمحتار ۳/۲۰۰]

[2] لو كان المقتدي فيها والإمام خارجها، والظاهر الصحة إن لم يمنع منها مانع من التقدم على الإمام عند اتحاد الجهة. [ردّالمحتار ۳/۲۰۰]

[3] ويصح لو تحلقوا حولها، ولو كان بعضهم أقرب إليها من إمامه إن لم يكن في جانبه؛ لتأخره حكماً، ولو وقف مسامتاً لركن في جانب الإمام وكان أقرب: لم أره، وينبغي الفساد احتياطاً لترجيح جهة الإمام. [الدرّالمختار و الشامية ۳/۱۹۹]



''ا۔ب۔ج۔ء'' کعبہ ہے،'' ہ '' امام ہے جو کعبہ سے دو گز کے فاصلہ پر کھڑا ہے، اور'' و ''اور'' ز ''مقتدی ہیں جو کعبہ سے ایک گز کے فاصلہ پر کھڑے ہیں۔مگر'' و ''تو'' ہ '' کی طرف کھڑا ہے اور'' ز ''دوسری طرف کھڑا ہے'' و '' کی نماز نہ ہوگی'' ز '' کی ہو جائے گی۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

مسئلہ ۱:① اگر کوئی شخص کسی امام سے آیتِ سجدہ سُنے اس کے بعد اس کی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہئے۔اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اس کو اگر مل جائے تو اس کو سجدہ کی ضرورت نہیں، اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔دوسری یہ کہ وہ رکعت نہ ملے تو اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۲:② مقتدی سے اگر آیت سجدہ سُنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا، نہ اس پر، نہ اس کے امام پر نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں۔ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو اُن پر سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ ۳:③ سجدۂ تلاوت میں قہقہے سے وضو نہیں جاتا، لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔

---

① فإن قرأها الإمام وسمعها رجل ليس معه في الصلوة فدخل معه بعد ما سجدها الإمام لم يكن عليه أن يسجدها؛ لأنه صار مدركاً لها بإدراك الركعة، وإن دخل معه قبل أن يسجدها سجدها معه وإن لم يدخل معه سجدها وحده (خارج الصلوة). [الهداية ١/٣٥٥ والبحر ٢/١٩٣] ② ولو تلاها المؤتم لم يسجد المصلي أصلاً أي المصلي صلاته، سواء كان هو أي المؤتم التالي، أو كان إمامه أو مؤتماً بإمامه، ولو سمع المصلي من غيره لم يسجد فيها بل بعدها. [الدرّالمختار و ردالمحتار ٢/٦٩٧]

③ فلا تنقض في صلوة جنازة وسجدة تلاوة لكن يبطلان. [ردّالمحتار ١/٣٠٢]

مسئلہ ۴: (۱) عورت کی محاذات مفسد سجدۂ تلاوت نہیں۔

مسئلہ ۵: (۲) سجدۂ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے، تاخیر کی اجازت نہیں۔

مسئلہ ۶: (۳) خارجِ نماز کا سجدہ نماز میں، اور نماز کا خارج میں، بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جا سکتا۔ پس اگر کوئی شخص نماز میں آیتِ سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمّہ ہوگا۔ اور اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے اور ارحم الراحمین اپنے فضل وکرم سے معاف فرما دیں۔

مسئلہ ۷: (۴) اگر دو شخص علیحدہ علیحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جا رہے ہوں، اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو نماز ہی میں سُنے تو ہر شخص پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، جو نماز ہی میں ادا کرنا واجب ہے۔ اور اگر ایک ہی آیت کو نماز میں پڑھا اور اسی کو نماز سے باہر سُنا تو دو سجدے واجب ہونگے: ایک تلاوت کے سبب، دوسرا سُننے کے سبب سے۔ مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائے گا، اور نماز ہی میں ادا کیا جائے گا، اور سُننے کے سبب سے جو ہوگا وہ خارج نماز کے ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ ۸: (۵) اگر آیتِ سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا بعد دو تین آیتوں کے، اور اس رکوع میں جھکتے وقت سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کر لی جائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اگر اسی طرح آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے، یعنی بعد رکوع وقومہ کے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۹: (۶) جمعے اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیتِ سجدہ نہ پڑھنا چاہیئے، اس لئے کہ سجدہ کرنے میں

---

(۱) في صلوة مطلقة خرج (به) الجنازة وكذا سجدة التلاوة. [الدرّ المختار والشامية ۲/۳۸۲ والهداية ۱/۲۴۲]
(۲) فإن كانت صلوية فعلى الفورو يأثم بتأخيرها. [الدرّالمختار ۲/۷۰۴] (۳) ولو تلاها في الصلوة سجدها فيها لا خارجها، وإذالم يسجد أثم فتلزمه التوبة. [الدرّالمختار وردّالمحتار ۲/۷۰۵ والبحر ۲/۱۹۳] (۴) راكبان كل منهما يصلي صلوة نفسه، فتلا أحدهما آية مرتين والآخر آية أخرى مرة وسمع كل من الآخر، فعلى الأوّل سجد تان: إحداهما في الصلوة لقراءة، والأخرى بعد الفراغ لقراءة صاحبه؛ لأنها لاتكون صلاتيةً. وعلى الثاني سجدة في صلاته لقراءته، وسجد تان بعد الفراغ لتلاوتي صاحبه على رواية النوادر، و واحدة في ظاهر الرواية، وعليه الاعتماد؛ لأن السامع مكانه واحد، وكذا التالي. [ردّالمحتار ۲/۷۱۶] (۵) وتؤدى بركوع صلوة إذاكان على الفورمن قراءة آية أوآيتين، وكذا الثلاث على الظاهر كما في البحر إن نواه وتؤدي بسجودها كذلك وإن لم ينو. [الدرّالمختار ۲/۷۰۶] (۶) يكره للإمام أن يتلوآية السجدة في صلوة يخافت فيها بالقراءة، وكذا لا ينبغي أن يقرأها في الجمعة والعيدين. [البحر ۲/۱۹۱]

مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔

میّت کے غسل کے مسائل

مسئلہ: (۱) اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مرگیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اُس کا غسل دینا فرض ہے، پانی میں ڈوبنا غسل کے لئے کافی نہ ہوگا، اس لئے کہ میّت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے، اور ڈوبنے میں کوئی ان کا فعل نہیں ہوا۔ ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دے دی جائے تو غسل ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر میّت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی اس کا غسل دینا فرض رہے گا۔

مسئلہ ۲: (۲) اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے گا، بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا۔ اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے، خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے۔ اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے گا، ورنہ نہیں۔ اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔

مسئلہ ۳: (۳) اگر کوئی میّت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر، تو اگر دارالاسلام (۴) میں یہ واقعہ ہوا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

مسئلہ ۴: (۵) اگر مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز نہ باقی رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا۔ اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں اور صرف اُن ہی کو غسل دیا جائے، کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔

---

(۱) لو وجد میت في الماء فلا بد من غسله ثلاثا لأنا أمرنا بالغسل، فيحركه في الماء بنية الغسل ثلثاً. [الدّرالمختار ۳/۱۰۸ والبحر ۲/۲۷٤] (۲) وجد رأس آدمي أو أحد شقيه لايغسل ولا يصلى عليه بل يدفن، إلا أن يوجد أكثر من نصفه ولو بلارأس، وكذا يغسل لو وجد النصف مع الرأس. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ۳/۱۰۷ والبحر ۲/۲۷۵] (۳) لو لم يدرأ مسلم أم كافر، ولاعلامة، فإن في دارنا، غسل وصلى عليه، وإلا لا. [الدرّالمختار ۳/۱۰۹ والبحر ۲/۲۷۵ والهندية ۱/۱۷٤]

(۴) یہاں مراد اس سے وہ جگہ ہے جہاں مسلمان زیادہ بستے ہوں۔ (محشی) (۵) اختلط موتانا بكفار و لا علامة، اعتبر الأكثر، فإن استووا غسلوا. [الدرّالمختار وردّالمحتار ۳/۱۰۹ والبحر ۲/۲۷۵) في الشامي: إن كان بالمسلمين علامة فلا إشكال في إجراء أحكام المسلمين عليهم. [ردّالمحتار ۳/۱۰۹ والهندية ۱/۱۷٤]

مسئلہ ۵:[1] اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مرجائے تو اُس کی نعش اُس کے ہم مذہب کو دے دی جائے۔ اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو، یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے، تو بدرجۂ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے، مگر نامسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے، اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے، کافور وغیرہ اُس کے بدن میں نہ ملا جائے، بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں، اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا، حتّٰی کہ اگر کوئی شخص اس کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔

مسئلہ ۶:[2] باغی لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو اُن کے مُردوں کو غسل نہ دیا جائے، بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔

مسئلہ ۷:[3] مُرتد اگر مرجائے تو اسکو بھی غسل نہ دیا جائے، اور اگر اسکے اہلِ مذہب اسکی نعش مانگیں تو انکو بھی نہ دی جائے۔

مسئلہ ۸:[4] اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میّت کو تیمّم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اُس کو غسل دے دینا چاہئے۔

میّت کے کفن کے بعض مسائل

مسئلہ ۱:[5] اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے، تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔ ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو، یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو پھر کفنِ مسنون دینا چاہئے۔

---

① ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه کخاله الکافر الأصلي عند الاحتیاج، فلوله قریب فالأولی ترکه لهم من غیر مراعاة السنة، فیغسله غسل الثوب النجس، ویلفه في خرقة ویلقیه في حفرة، ولا یکون الغسل طهارة له حتی لو حمله إنسان لم تجز صلوته. [الدرّالمختار ۳/۱۵۸ والبحر ۲/۲۹۸ الهدایة ۱/۴۲۲] ② وهي فرض علی کل مسلم مات خلا أربعة: بغاة، وقطاع طریق، فلا یغسلون ولا یصلی علیهم إذاقتلوا في الحرب. [الدرّالمختار ۳/۱۲۵ والهندیة ۱/۱۷۵] ③ أما المرتد فلا یغسل ولا یکفن، وإنما یلقی في حفیرة کالکلب، ولا یدفع إلی من انتقل إلی دینهم. [البحر ۲/۲۹۹ وردّالمحتار ۳/۱۵۸] ④ یُمِّمَ لفقد ماء وصلی علیه، ثم وجدوه غسلوه وصلوا ثانیاً. [الدرّالمختار ۳/۱۱۱] ⑤ لو وجد طرف من أطراف إنسان أو نصفه مشقوقاً طولاً أوعرضاً یلف في خرقة إلا إذاکان معه الرأس فیکفن. [ردّالمحتار ۳/۱۱۷]

مسئلہ ۲:① کسی انسان کی قبر کُھل جائے، یا اور کسی وجہ سے اُس کی نعش باہر نکل آئے، اور کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفنِ مسنون دینا چاہیے، بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو، اور اگر پھٹ گئی ہو تو کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے (مسنون کفن کی حاجت نہیں)۔

جنازے کی نماز کے مسائل

نمازِ جنازہ② درحقیقت اس میّت کے لئے دعا ہے ارحمُ الرّاحمین سے۔

مسئلہ ۱:③ نماز جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کے لئے ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے، وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہو، پس جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے، نمازِ جنازہ اس پر ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲:④ نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں: ایک قسم کی وہ شرطیں ہیں جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں، وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لئے اوپر بیان ہو چکیں یعنی طہارت، سترِ عورت، استقبالِ قبلہ، نیت۔ ہاں وقت اس کیلئے شرط نہیں اور اس کیلئے تیمّم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے، مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمّم کرلے، بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تو بھی تیمّم جائز نہیں۔

مسئلہ ۳:⑤ آج کل بعضے آدمی جنازے کی نماز جوتے پہنے ہوئے پڑھتے ہیں، اُن کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ

---

① وآدمي منبوش طري لم يتفسخ يكفن كالذي لم يدفن مرة بعد أخرى، وإن تفسخ كفن في ثوب واحد. [الدرّالمختار ١١٧/٣] ② إن صلوة الجنازة هى الدعاء للميّت إذهو المقصود منها. [ردّالمحتار ١٢٥/٣] ③ أما شروط وجوبها فهي شروط بقية الصلوٰت من القدرة والعقل والبلوغ والإ سلام مع زيادة العلم بموته. [ردّالمحتار ١٢١/٣ و البحر ٢٨٢/٢]

④ وأما الشروط التي ترجع إلى المصلى فهى شروط بقية الصلوٰت من الطهارة الحقيقية بدناً وثوباً ومكاناً والحكمية، وستر العورة والاستقبال والنية سوى الوقت، وجاز (التيمم) لخوف فوت صلوة جنازة ولو كان الماء قريبا. [ردّالمحتار ١٢١/٢ والدرّالمختار ٤٥٥/١ والبحر ٢٨٣/١] ⑤ لوقام على النّجاسة وفي رجليه نعلان لم يجز، ولو افترش نعليه وقام عليهما جازت وبهذا يعلم ما يفعل في زماننا من القيام على النعلين في صلوٰة الجنازة لكن لابدمن طهارة النعلين. [البحر ٢٨٣/٢]

جگہ جس پر کھڑے ہوئے ہوں اور جوتے، دونوں پاک ہوں اور اگر جوتا پیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری[۱] ہے۔ اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کو میّت سے تعلق ہے، وہ چھ ہیں[۲]:

شرط (۱) میّت کا مسلمان ہونا، پس کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں، مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اس کی نماز صحیح ہے، سوائے اُن لوگوں کے جو بادشاہِ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں، بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہِ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں، اور اگر بعد لڑائی کے یا اپنی موت سے مرجائیں تو پھر اُن کی نماز پڑھی جائے گی، اسی طرح جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو، اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی، اور ان لوگوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی، جس شخص نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو تو اس پر نماز پڑھنا، صحیح یہ ہے کہ درست ہے۔

مسئلہ ۴:[۳] جس (نابالغ) لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائے گا، اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔

مسئلہ ۵:[۴] میت سے مُراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو۔ اور اگر مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔

شرط (۲) میّت[۵] کے بدن اور کفن کا نجاستِ حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا۔ ہاں اگر نجاستِ حقیقیہ اس کے بدن سے (بعد غسل) خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں، نماز درست ہے۔

مسئلہ ۶:[۶] اگر کوئی میّت نجاست حکمیہ سے طاہر نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو، یا درصورت ناممکن ہونے غسل کے

---

① یعنی جوتے کا اوپر سے پاک ہونا ضروری ہے خواہ تلا ناپاک ہو۔ (شبیرعلی) ② وشرطها ستة: إسلام الميت...... خلا بغاة وقطاع طريق فلا يغسلوا ولا يصلى عليهم إذا قتلوا في الحرب، ولو بعده صلى عليهم، من قتل نفسه ولو عمدا يغسل ويصلى عليه به يفتى، ولا يصلى على قا تل أحد أبويه إهانةً له. [الدرّالمختار ۱۲۱/۳ - ۱۲۸/۳] ③ أسلم أحد أبويه يجعل مسلما تبعا، سواء كان الصغير عاقلاً أولم يكن؛ لأن الولد يتبع خير الأبوين ديناً. [الشامية ۱۰۰/۳] ④ المراد بالميت: من مات بعد ولاده حياً. [ردّالمحتار ۱۲۱/۳] ومن استهل صلى عليه وإلا لا. [البحر ۲۹٤/۲] ⑤ الطهارة من النّجاسة في ثوب وبدن ومكان، وستر العورة شرط في حق الميت والإمام جميعاً، وكذا لو تنجس بدنه بما خرج منه إن كان قبل أن يكفن غسل، وبعده لا. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ۱۲۲/۳] ⑥ ولاتصح على من لم يغسل،...... وهذا الشرط عندالإمكان؛ فلو دفن بلاغسل ولم يمكن إخراجه إلابالنبش صلى على قبره بلاغسل للضرورة، ولو صلى عليه بلاغسل جهلاً مثلاً ولا يخرج إلّا بالنبش تعاد لفساد الأولىٰ. [البحر ۲۸۲/۲ و ردّالمحتار ۱۲۱/۳-۱۲۲]

تیمّم نہ کرایا گیا ہو، اس کی نماز درست نہیں ہاں اگر اس کا طاہر ہونا ممکن نہ ہو مثلاً بے غسل یا تیمّم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو، تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی میّت پر بے غسل یا تیمّم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے علم ہو کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا، تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے، اس لئے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی۔ ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں، لہٰذا نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ ۷: [۱] اگر کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے جب تک کہ اس کی نعش پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہو گی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے، اور نعش پھٹنے کی مدّت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے، اس کی تعیین نہیں ہو سکتی یہی اصح ہے، اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ مدّت بیان کی ہے۔

مسئلہ ۸: [۲] میّت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں۔ اگر میّت پاک پلنگ یا تخت پر ہو اور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہو یا میّت کو بدون پلنگ و تخت کے ناپاک زمین پر رکھ دیا جائے، تو اس صورت میں اختلاف ہے: بعض کے نزدیک طہارت مکان میّت شرط ہے، اس لئے نماز نہ ہو گی، اور بعض کے نزدیک شرط نہیں، لہٰذا نماز صحیح ہو جائے گی۔

شرط (۳) میّت [۳] کے جسمِ واجبُ الستر [۴] کا پوشیدہ ہونا۔ اگر میّت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔

شرط (۴) میّت [۵] کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میّت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز درست نہیں۔

شرط (۵) میّت [۶] کا یا جس چیز پر میّت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا۔ اگر میّت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اُٹھائے ہوئے ہوں، یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہو گی۔

شرط (۶) میّت کا وہاں موجود ہونا۔ اگر میّت وہاں نہ موجود ہو تو نماز صحیح نہ ہو گی۔

---

(۱) وإن دفن وأهيل عليه التراب بغير صلوة صلى على قبره مالم يغلب على الظن بفسخه من غير تقدير، وهو الأصح، وقيل يقدر بثلثة أيام، وقيل عشرة، وقيل شهر. [الدرّالمختار والشامية ۱۴۶/۳، ۱۴۷/۳ و البحر ۲۸۷/۲] (۲) سئل قاضي خان عن طهارة مكان الميت هل تشترط لجواز الصلوة عليه، قال: إن كان الميت على الجنازة لاشك أنه يجوز، وإلا فلارواية لهذا، وينبغي الجواز. [ردّالمختار ۱۲۲/۳ و البحر ۲۸۳/۲] (۳) وهى سترا العورة، وحضور الميت، وكونه أوأكثره أمام المصلي، وكونه للقبلة. فلا تصح على غائب ومحمول على نحو دابة أي كمحمول على أيدى الناس وموضوع خلفه. [الدرّالمختار والشامية ۱۲۱/۳-۱۲۳] (۴) یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا واجب اور ضروری ہو۔ (۵)،(۶) دیکھو حاشیہ شرط نمبر ۳ کا۔

مسئلہ ۹: ① نمازِ جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں: (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت ② کے سمجھی جاتی ہے۔ (۲) قیام یعنی کھڑے ہوکر نمازِ جنازہ پڑھنا، جس طرح فرض واجب نمازوں میں قیام فرض ہے، اور بے عذر کے اس کا ترک جائز نہیں۔ عُذر کا بیان (نماز کے بیان میں) اوپر ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۰: ③ رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں۔

مسئلہ ۱۱: ④ نمازِ جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا، (۲) نبی ﷺ پر درود پڑھنا، (۳) میّت کے لئے دعا کرنا۔ جماعت اس میں شرط نہیں، پس اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا خواہ وہ (نماز پڑھنے والا) عورت ہو یا مرد بالغ ہو یا نابالغ۔

مسئلہ ۱۲: ہاں یہاں جماعت کی ضرورت زیادہ ہے اس لئے کہ یہ دُعا ہے میّت کے لئے، اور چند مسلمانوں کا جمع ہوکر بارگاہِ الٰہی میں کسی چیز کے لئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزولِ رحمت اور قبولیت کے لئے۔

مسئلہ ۱۳: ⑤ نمازِ جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میّت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو جائے، اور سب لوگ یہ نیت کریں: نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ صَلٰوةَ الْجَنَازَةِ لِلّٰهِ تَعَالٰى وَدُعَاءً لِلْمَيِّتِ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ نمازِ جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میّت کے لئے دُعا ہے، یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیرِ تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں، پھر سُبْحَانَكَ

---

① وركنها شيئان: التكبيرات الأربع، والقيام، فلم تجز قاعدا بلاعذر. [الدرّالمختار ١٢٤/٣ البحر ٢٨٨/٢] ② یعنی جیسے رکعت ضروری ہے ویسے ہی ہر تکبیر ضروری ہے اور اس نماز کے ارکان تکبیریں اور قیام ہیں۔ (محشی) ③ في صلوة مطلقة وهى ذات الركوع والسجود خرج الجنازة. [الدرّالمختار والشامية ٣٨٢/٢] ④ وسننها ثلثة: التحميد، والثناء، (والصلوة على النبي ﷺ)، والدعاء فيها [الدرّالمختار ١٢٤/٣]. وتبين أنه لاتجب صلوة الجماعة فيها، لكن نقل في الأحكام عن جامع الفتاوى: سقوطها بفعله أي الصبي الخ. [ردّالمحتار ١٢٢/٣ والبحر ٢٨٣/٢] ⑤ وهى أربع تكبيرات يرفع يديه في الأولى فقط ويثنى بعدها وهو: سبحانك اللهم وبحمدك، ويصلي على النّبي ﷺ بعد الثانية، ويدعو بعد الثالثة بأمور الأخرة، ومن المأثور: اللّٰهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا الخ...... اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنا الخ. ويسلم بلادعاء بعد الرابعة تسليمتين ناويا الميت مع القوم، ويسر الكل إلا التكبير ولاقراءة ولا تشهّد فيها، ولا يستغفر فيها لصبي ومجنون، بل يقول بعد دعاء البالغين: اللّٰهم اجعله لنا فرطا واجعله لنا أجراً وذخراً وشافعاً ومشفعاً، ويقوم الإمام ندبا بحذاء الصدر مطلقاً للرجل والمرأة، الشامل للصغير والصغيرة. [الدرّالمختار ١٢٨/٣-١٣٤ والهندية ١٨٠/١ البحر ٢٨٨/٢-٢٩٠]

اَللّٰھُمَّ آخر تک پڑھیں۔ اس کے بعد پھر ایک بار اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہیں، مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اُٹھائیں، بعد اس کے درود شریف پڑھیں، اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے، پھر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہیں، اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اُٹھائیں اس تکبیر کے بعد میّت کے لئے دعا کریں، اگر وہ بالغ ہو تو خواہ مرد ہو یا عورت یہ دُعا پڑھیں: ’’اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَأُنْثَانَا. اَللّٰھُمَّ مَنْ أَحْیَیْتَهُ مِنَّا فَأَحْیِهٖ عَلَی الْإِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَی الْإِیْمَانِ‘‘ اور بعض احادیث میں یہ دُعا بھی وارد ہوئی ہے: ’’اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَکْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرْدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْأَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَاراً خَیْراً مِّنْ دَارِهٖ وَأَهْلاً خَیْراً مِّنْ أَهْلِهٖ وَزَوْجاً خَیْراً مِّنْ زَوْجِهٖ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ‘‘ اور اگر ان دونوں دُعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے، بلکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ’’ردالمحتار‘‘ میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے۔ ان دونوں دُعاؤں کے سوا اور دعائیں بھی احادیث میں آئی ہیں، اور ان کو ہمارے فقہاء نے بھی نقل کیا ہے، جس دُعا کو چاہے اختیار کرلے، اور اگر میّت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دُعا پڑھے، ’’اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا أَجْراً وَّذُخْراً وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً‘‘ اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو بھی یہی دعا ہے، صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں اجْعَلْهُ کی جگہ اِجْعَلْهَا اور شَافِعاً وَّ مُشَفَّعاً کی جگہ شَافِعَةً وَّ مُشَفَّعَةً پڑھیں۔ جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کہیں، اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اُٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں۔ اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قراءت وغیرہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴: ① نمازِ جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے، صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے، باقی چیزیں یعنی ثنا اور درود اور دُعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔

① ویخافت في الکل إلا في التکبیر، ولا یقرأ فیها القران، ولا یرفع یدیه إلا في التکبیرة الأولیٰ، والإمام والقوم فیه سواء. [الهندیة ۱/۱۸۰]

مسئلہ ۱۵: ① جنازے کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں، یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے، اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں، دوسری میں دو، اور تیسری میں ایک۔

مسئلہ ۱۶: ② جنازہ کی نماز بھی اُن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آتا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازہ کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا، اور عورت کی محاذات سے بھی اس میں فساد نہیں آتا۔

مسئلہ ۱۷: ③ جنازے کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنج وقتی نمازوں یا جمعے یا عیدین④ کے لئے بنائی گئی ہو، خواہ جنازہ مسجد سے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہو اور نماز پڑھنے والے اندر ہوں۔ ہاں جو خاص جنازہ کی نماز کیلئے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۱۸: ⑤ میّت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۹: ⑥ جنازے کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔

مسئلہ ۲۰: ⑦ اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علیحدہ پڑھی جائے،

---

① إذا كان القوم سبعة قاموا ثلثة صفوف، يتقدم واحد وثلثة بعده واثنان بعد هم وواحد بعدها. [الهندية ١/١٨٠] ② وتفسد صلوة الجنازة بما تفسد به سائر الصلوٰت إلّا محاذاة المرأة. [الهندية ١/١٨٠] ولو قهقه في سجدة التلاوة أوفي صلوة الجنازة تبطل ما كان فيها ولا تنقض الطهارة. [الهندية ١/١٥] ③ وكرهت تحريماً في مسجد جماعة هو أي الميت فيه وحده أومع القوم. واختلف في الخارجة عن المسجد وحده أومع بعض القوم، والمختار الكراهة مطلقاً. [الدّرالمختار ١٤٨/٣ و البحر ٢٩٢/٢] في الهندية: أما المسجد الذي بني لأجل صلوة الجنازة فلا تكره فيه. [١/١٨١] ④ عیدگاہ میں فقہا کے دو قول ہیں: بعض اس کو مسجد کے حکم میں کہتے ہیں اور بعض انکار کرتے ہیں، جو مسجد کے حکم میں نہیں مانتے وہ عیدگاہ میں نمازِ جنازہ کو جائز کہتے ہیں۔ (ف)

⑤ كره تأخير صلاته ودفنه ليصلي عليه جمع عظيم بعد صلاة الجمعة. [الدّرالمختار ١٦٠/٣] ⑥ ولم تجز الصلوة عليها راكباً ولا قاعداً بغير عذر. [الدّرالمختار ١٤٧/٣] ⑦ وإذا اجتمعت الجنائز فإفراد الصلوة على كل واحدة أولى من الجمع، وإن جمع جاز، ثم إن شاء جعل الجنائز صفا واحداً وقام عند أفضلهم، وإن شاء جعلها صفا ممايلي القبلة واحداً خلف واحد بحيث يكون صدر كل جنازة ممايلي الإمام ليقوم بحذاء صدر الكل، وإن جعلها درجاً فحسن لحصول المقصود، وراعي الترتيب المعهود خلفه حالة الحيوٰة، فيقرب منه الأفضل فالأفضل، الرجل مما يليه، فالصبي فالخنثى فالبالغة فالمراهقة والصبي الحريقدم على العبد، والعبد على المرأة. [الدّرالمختار ١٣٨/٣ والهندية ١/١٨١]

اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے، اور اس وقت چاہئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کردی جائے، جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف، اور یہ صورت اس لئے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہوجائے گا جو مسنون ہے۔

مسئلہ ۲۱: ① اگر جنازے مختلف اصناف (قسموں) کے ہوں تو اس ترتیب سے اُنکی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مَردوں کے جنازے، ان کے بعد لڑکوں کے، اور ان کے بعد بالغہ عورتوں کے، ان کے بعد نابالغہ لڑکیوں کے۔

مسئلہ ۲۲: ② اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہوچکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہوچکی ہوں اُن کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا، اور اس کو چاہئے کہ فوراً آتے ہی مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہوجائے، بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے، جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے، اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیرِ تحریمہ ہوگی۔ پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرلے، اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جائے گا، اس کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ کر امام کے سلام سے پہلے شریک ہوجائے اور ختم نماز کے بعد اپنی گئی ہوئی تکبیروں کا اعادہ کرلے (لوٹالے)۔

مسئلہ ۲۳: ③ اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا کسی اور تکبیر کے وقت موجود تھا، اور نماز میں شرکت کے لئے مستعد تھا مگر سُستی یا اور کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز ہوجانا چاہئے۔ امام کی دوسری

---

① دیکھو حاشیہ مسئلہ ۲۰ بابِ ہٰذا۔ ② والمسبوق ببعض التكبيرات لايكبر في الحال، بل ينتظر تكبير الإمام ليكبر معه كمالا ينتظر الحاضر في حال التحريمة، ثم يكبر ان أي المسبوق والحاضر مافاتهما بعد الفراغ نسقا بلا دعاء إن خشيا رفع الميت على الأعناق، فلو جاء المسبوق بعد تكبيرة الإمام الرابعة فاتته الصلوة؛ لتعذر الدخول في تكبيرة الإمام، وعندأبي يوسف يدخل لبقاء التحريمة، فإذا سلم الإمام كبر ثلثاً، وعليه الفتوى. [الدرّالمختار ۱۳٤/۳ والبحر ۲۹۰/۲] ③ وإن كان مع الإمام فتغافل ولم يكبر مع الإمام، أو كان في النية بعد فأخر التكبير فإنه يكبر ولا ينتظر تكبيرة الإمام الثانية في قولهم؛ لأنه لما كان مستعداً جعل بمنزلة المشارك. [الهندية ۱۸۱/۱ و ردّالمحتار ۱۳٥/۳]

تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہیے، اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذمے نہ ہوگا، بشرطیکہ قبل اس کے کہ امام دوسری تکبیر کہے۔ یہ اس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی معیّت نہ ہو۔

مسئلہ ۲۴: (۱) جنازے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے، اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوگی، اور جنازہ اس کے سامنے سے اُٹھالیا جاوے گا تو دُعا نہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۵: (۲) جنازے کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کو وہی حکم ہے جو اور نمازوں کے لاحق کا ہے۔

مسئلہ ۲۶: (۳) جنازے کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہِ وقت کو ہے، گو تقویٰ اور ورع (۴) میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں۔ اگر بادشاہِ وقت وہاں نہ ہو تو اس کا نائب یعنی جو شخص اُس کی طرف سے حاکمِ شہر ہو وہ مستحق امامت ہے، گو ورع اور تقویٰ میں اس سے افضل لوگ وہاں موجود ہوں۔ اور وہ بھی نہ ہو تو قاضیٔ شہر۔ وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب۔ ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا بلا اُن کی اجازت کے جائز نہیں، اُن ہی کا امام بنانا واجب ہے۔ اگر یہ لوگ کوئی وہاں موجود نہ ہوں تو اس محلّہ کا امام مستحق ہے، بشرطیکہ میّت کے اعزّہ میں کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو، ورنہ میّت کے وہ اَعِزّہ جن کو حقِّ ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں۔ اگر بے اجازتِ ولی میّت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہیں، تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے، حتّٰی کہ اگر میّت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے، تاوقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔

مسئلہ ۲۷: (۵) اگر بے اجازتِ ولی میّت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا استحقاق ہے، تو پھر ولی

---

(۱) ثم یكبران مافاتهما بعد الفراغ نسقا بلادعاء إن خشيا رفع الميت. [الدرّالمختار ۳/۱۳٦ والهندية ۱/۱۸۱ والبحر ۲/۲۹۰]

(۲) اللاحق فيها كاللاحق في سائر الصلوات. [البحر ۲/۳۲٦] (۳) ويقدم في الصلوة عليه السلطان إن حضر أو نائبه وهو أمير المصر، ثم القاضي، ثم صاحب الشرط، ثم خليفته، ثم خليفة القاضي، ثم إمام الحي بشرط أن يكون أفضل من الولي، وإلا فالولي، أولى، ثم الولي بترتيب عصوبة الإنكاح، وله أي للولي الإذن لغيره فيها؛ فإن صلى غيرُهُ أي غيرالولي ممن ليس له حق التقدم على الولي ولم يتابعه الولي أعاد الولي ولو على قبره مالم يتمزق۔[الدرّالمختار ۳/۱۳۹-۱٤٤ والهندية ۱/۱۷۹ والبحر ۲/۲۸۱ - ۲/۲۸٦] (۴) یہاں تقویٰ اور ورع دونوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی پرہیزگاری۔ (محشی) (۵) وإن صلى هو أي الولي بحق بأن لم يحضر من يقدم عليه لايصلي غيره بعده. [الدرّالمختار ۳/۱٤٦] في الشامية: لوصلى السلطان أوالقاضي أو إمام=

میّت نماز کا اعادہ نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اگر ولی میّت نے بحالت نہ موجود ہونے بادشاہِ وقت وغیرہ کے نماز پڑھا دی ہو تو بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں ہے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میّت بحالت موجود ہونے بادشاہِ وقت وغیرہ کے نماز پڑھ لے تب بھی بادشاہِ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہ ہوگا، گو ایسی حالت میں بادشاہِ وقت کے امام نہ بنانے سے ترکِ واجب کا گناہ اولیائے میّت پر ہوگا۔ حاصل یہ کہ ایک جنازہ کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں، مگر ولی میّت کو جبکہ اس کی بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھا دی ہو دوبارہ پڑھنا درست ہے۔

دفن کے مسائل

مسئلہ ۱:① میّت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔

مسئلہ ۲:② جب میّت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لئے جہاں قبر کھُدی ہو لے جانا چاہیے۔

مسئلہ ۳:③ اگر میّت کوئی شیر خوار بچہ یا اُس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہیے کہ اس کو دست بدست لے جائیں، یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اُٹھا لے، پھر اُس سے دوسرا آدمی لے لے۔ اسی طرح بدلتے ہوئے لے جائیں، اور اگر میّت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائیں، اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اُٹھائے۔ میّت کی چارپائی ہاتھوں سے اُٹھا کر کندھوں④ پر رکھنا چاہیے۔ مثل مال واسباب کے شانوں پر لادنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لے جانا بھی مکروہ ہے، اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے مثلاً قبرستان بہت دُور ہو۔

=الحي ولم يتابعه الولي ليس له الإعادة؛ لأنهم أولى منه. ففيه نظر: إذلا يلزم من كونهم أولى منه أن تثبت لهم الإعادة إذا صلى بحضرتهم؛ لأنه صاحب الحق وإن ترك واجب احترام السلطان ونحوه. [الشامية ۱۴۵/۳] ① دفنُ الميت فرض على الكفاية. [الهندية ۱۸۲/۱] ② ويستحب الإسراع بتجهيزه كله. [مراقي الفلاح ۶۰۴] ③ ويوخذ سريره بقوائمه الأربع، ويرفعونه أخذاً باليد لا وضعا على العنق كما تحمل الأمتعة، وكره أن يحمل بين عمودي السرير من مقدمه أومؤخره؛ لأن السنة فيه التربيع، ويكره حمله على الظهر والدابة، الصبي الرضيع أوالفطيم أوفوق ذلك قليلا إذامات فلاباس بأن يحمله رجل واحد على يديه ويتد اوله الناس بالحمل على أيديهم. [البحر ۲۹۹/۲ الهندية ۱۷۸/۱] يكره حمله على ظهر ودابة بلاعذر. [مراقي الفلاح ۶۰۳] ④ یعنی ہر ایک کا اُٹھانا چاروں آدمیوں میں سے چالیس چالیس قدم ہو جائے۔ (محشی)

مسئلہ ۴:① میّت کے اُٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے، بعد اس کے پچھلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے۔ بعد اس کے بایاں پایا اپنے بائیں شانے پر رکھ کر، پھر پچھلا بایاں پایا بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس دس قدم چلے، تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔

مسئلہ ۵:② جنازے کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے، مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت واضطراب ہونے لگے۔

مسئلہ ۶:③ جو لوگ جنازے کے ہمراہ جائیں ان کو قبل اس کے کہ جنازہ شانوں سے اُتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۷:④ جو لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں اُن کو جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہونا نہیں چاہئے۔

مسئلہ ۸:⑤ جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہوں اُن کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے اگر چہ جنازے کے آگے بھی چلنا جائز ہے، ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے، اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹:⑥ جنازے کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے، اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔

مسئلہ ۱۰:⑦ جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ میّت کی قبر کم سے کم

---

① فإذا حمل الجنازة وضع ندباً مقدمها على يمينه عشر خطوات، ثم وضع مؤخرها على يمينه كذلك، ثم مقدمها على يساره، ثم مؤخرها كذلك. [الدرّالمختار ۳/۱۵۸ والهندية ۱/۱۷۸] ② ويسرع بهابلا خبب، وحد التعجيل المسنون: أن يسرع به بحيث لايضطرب الميت على الجنازة. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ۳/۱۶۰ والبحر ۲/۲۹۹] ① كما كره لمتبعها جلوس قبل وضعها. [الدرّالمختار ۳/۱۶۰ والبحر ۲/۳۰۰] ② ولايقوم من مرت به جنازة ولم يرد المشي معها. [مراقي الفلاح ۶۰۷] ③ وندب المشي خلفها ولو مشى أمامها جاز، ولكن إن تباعد عنها أوتقدم الكل أو ركب أمامها كُرِه. [الدرّالمختار ۳/۱۶۱ البحر ۲/۳۰۰] ④ أما الركوب خلفها فلا بأس به، والمشي أفضل. [الشامية ۳/۱۶۲ والبحر ۲/۳۰۰] ⑤ وينبغي لمن تبع جنازة أن يطيل الصمت، ويكره رفع الصوت بالذكر و قراء ة القران وغيرهما في الجنازة. [البحر ۲/۳۰۰ والدرّالمختار و الشامية ۳/۱۶۳] وحفر قبره مقدار نصف قامة، فعلم أن الأدنى نصف القامة والأعلى القامة، وطوله على قدر طول الميت، وعرضه على قدر نصف طوله، ويلحد ولا يشق إلافي أرض رخوة. [الدرّالمختار و الشامية ۳/۱۶۳ والبحر ۲/۳۰۳]

اس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے، اور قد سے زیادہ نہ ہونی چاہئے، اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو اور بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے، ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔

مسئلہ ۱۱: ① یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کُھد سکے تو میّت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں، خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا، مگر بہتر ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھادی جائے۔

مسئلہ ۱۲: ② جب قبر تیار ہو چکے تو میّت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اُتار دیں، اُسکی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے، اور اُتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اُٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔

مسئلہ ۱۳: ③ قبر میں اُتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قبرِ مقدس میں چار آدمیوں نے اُتارا تھا۔

مسئلہ ۱۴: ④ قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۵: ⑤ میّت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ رُو کر دینا مسنون ہے۔

مسئلہ ۱۶: ⑥ قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کُھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔

مسئلہ ۱۷: ⑦ بعد اس کے کچّی اینٹوں یا نرکل (سرکنڈے) سے بند کر دیں۔ پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے، ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو، تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے رکھ دینا، یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔

---

① ولا بأس باتخاذ تابوت ولو من حجر أو حديد له عند الحاجة كرخاوة الأرض، ويسن أن يفترش فيه التراب. [الدرّالمختار ۱۶۵/۳ والبحر ۳۰۳/۲] ② ويدخل من قبل القبلة، وهو أن توضع الجنازة في جانب القبلة من القبر، ويحمل الميت منه، فيوضع في اللحد، فيكون الآخذ له مستقبل القبلة حال الأخذ. [البحر ۳۰۴/۲ والدرّالمختار ۱۶٦/۳] ③ لايضر وتر دخل القبر أم شفع،...... أن النبي صلی اللہ علیہ وسلم لمادفن أدخله العباس والفضل بن العباس وعلي وصهيب . [البحر ۳۰۴/۲ والشامية ۱۶٦/۳] ④ ويستحب أن يقول واضعه: بسم الله، و بالله، وعلى ملة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم. [الدرّالمختار ۱۶٦/۳] ⑤ ويوضع في القبر على جنبه الأيمن مستقبل القبلة وتحل العقده. [الهندية ۱۸۲/۱ والبحر ۳۰۴/۲ والدرّالمختار ۱۶۷/۳]

⑥ دیکھو حاشیہ مسئلہ ۱۵ باب ہذا۔ ⑦ ويسوي اللبن عليه والقصب لا الآجر والخشب، وقيده الإمام السرخسي بأن لايكون الغالب على الأراضي النز والرخاوة، فإن كان فلا بأس بهما. [البحر ۳۰۵/۲ والدرّالمختار و الشامية ۱۶۷/۳]

مسئلہ ۱۸:① عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے، اور اگر میّت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۹:② مَردوں کے دفن کے وقت قبر پر پردہ کرنا نہ چاہیئے، ہاں اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو، یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔

مسئلہ ۲۰:③ جب میّت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اُس پر ڈال دیں، اُس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے جب کہ بہت زیادہ ہو، کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے، اور اگر تھوڑی سی ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۲۱:④ قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتداء کی جائے، اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے، اور پہلی مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ، اور دوسری مرتبہ: وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ، اور تیسری مرتبہ: وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى (طٰہٰ:۵۵).

مسئلہ ۲۲:⑤ بعد دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا اور میّت کے لئے دُعائے مغفرت کرنا، یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۳:⑥ بعد مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۴:⑦ کسی میّت کو چھوٹا ہو یا بڑا، مکان کے اندر دفن نہ کرنا چاہیئے، اس لئے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے

---

① ويستحب أي يغطى قبرها، أي بثوب و نحوه استحباباً حال إدخالها القبر حتى يسوي اللبن على اللحد كذافي شرح المنية والإمداد، ونقل الخير الرملي: أن الزيلعي صرح في كتاب الخنثى أنه على سبيل الوجوب، قلت: ويمكن التوفيق بحمله على ماإذا غلب على الظن ظهور شيء من بدنها. [الشامية ۱۶۸/۳] ② ويسجي قبرها لاقبره إلا أن يكون لمطر أوثلج. [البحر ۳۰۵/۲ والدرّالمختار ۱۶۸/۳] ③ ويهال التراب، ويكره أن يزيد فيه على التراب الذي خرج منه، و يجعله مرتفعا من الأرض قدر شبر أو أكثر بقليل. [مراقي الفلاح ۶۱۰] ④،⑤،⑥ ويستحب حثيه من قبل رأسه ثلثاً، ويقول في الحثية الأولى: (منها خلقنٰكم)، وفي الثانية: (وفيها نعيدكم)، وفي الثالثة (ومنها نخرجكم تارةً اخرىٰ)، وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقراءة، ولاباس برش الماء عليه بل ينبغي أن يندب. [الدرّالمختار والشامية ۱۶۸/۳ والهندية ۱۸۲/۱]

⑦ ولاينبغي أن يدفن الميت في الدار و لو كان صغيراً؛ لاختصاص هذه السنة بالأنبياء عليهم السلام. [الدّرالمختار ۱۶۶/۳ والبحر ۳۰۴/۲]

ساتھ خاص ہے۔

مسئلہ ۲۵: قبر کا مربع بنانا مکروہ ہے، مستحب یہ ہے کہ اُٹھی ہوئی مثل کوہانِ شتر کے بنائی جائے، اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہئے۔

مسئلہ ۲۶:[۱] قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہِ تحریمی ہے، قبر پر گچ (چونا یا سیمنٹ کا مسالا) کرنا یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۷:[۲] بعد دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبّے وغیرہ کے بنانا بغرضِ زینت حرام ہے، اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے، میّت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے، بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ[۳] جائز نہیں، لیکن اس زمانہ میں چونکہ عوام نے اپنے عقائد اور اعمال کو بہت خراب کر لیا ہے، اور ان مفاسد سے مباح بھی ناجائز ہو جاتا ہے، اس لئے ایسے امور بالکل ناجائز ہونگے، جو جو ضرورتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں، سب نفس کے بہانے ہیں جن کو وہ دل میں خود بھی سمجھتے ہیں۔

شہید کے احکام

اگرچہ شہید بھی بظاہر میّت ہے مگر عام موتیٰ کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہو سکتے، اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں۔ اِس لئے اُس کے احکام علیحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں، بعض علماء نے اُن اقسام کے جمع کرنے کے لئے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں، مگر ہم کو شہید کے جو احکام یہاں بیان کرنا مقصود ہیں، وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہیں جس میں یہ چند شرطیں پائی جائیں:

شرط (۱) مسلمان ہونا۔ پس غیرِ اہلِ اسلام کیلئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی۔

شرط[۴] (۲) مکلّف یعنی عاقل بالغ ہونا، پس جو شخص حالتِ جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدمِ بلوغ کی حالت میں،

---

① و ② ولا يجصص ولا يطين ولا يرفع عليه بناء، أي يحرم لو للزينة، ويكره لو للإحكام بعد الدفن، وإن احتيج إلى الكتابة حتى لا يذهب الأثر ولا يمتهن فلابأس به، فأما الكتابة بغير عذر فلا. [الدرّالمختار ۱۶۹/۳ والشامية ۱۷۱/۳ والبحر ۳۰۶/۲]

③ صحیح حدیث میں قبر پر کچھ لکھنے کی ممانعت آئی ہے۔ (م) ④ (هو كل مكلف) هو البالغ العاقل، خرج به الصبي والمجنون،=

تو اس کے لئے شہادت کے وہ احکام جن کا ہم ذکر آگے کرینگے ثابت نہ ہونگے۔

شرط (۳) حدثِ اکبر سے پاک ہونا۔ اگر کوئی شخص حالتِ جنابت میں، یا کوئی عورت حیض و نفاس میں شہید ہو جائے، تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہونگے۔

شرط (۴) بے گناہ مقتول ہونا۔ پس اگر کوئی شخص بے گناہ نہیں مقتول ہوا، بلکہ کسی جُرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو، یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یونہی مر گیا ہو، تو اُس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہونگے۔

شرط (۵) اگر کسی مسلمان یا ذِمّی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلۂ جارحہ سے مارا گیا ہو، اگر کسی مسلمان یا ذِمّی کے ہاتھ سے بذریعہ آلۂ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو، مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے مارا جائے تو اُس پر شہید کے احکام جاری نہ ہونگے۔ لیکن لوہا مطلقاً آلہ جارحہ کے حکم میں ہے، گو اس میں دھار نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکہ زنوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو، یا اُن کے معرکۂ جنگ میں مقتول ملے، تو اس میں

=(مسلم) أما الكافر فليس بشهيد، (طاهر) أي: ليس به جنابة ولا حيض ولا نفاس ولا انقطاع أحدهما، (قتل ظلماً) ولو قتل بحد أو قصاص مثلا لا يكون شهيداً (بغير حق بجارحة) وهذا قيد في غير من قتله باغ أو حربي أو قاطع طريق أي بما يوجب القصاص، ولم يجب بنفس القتل مال بل قصاص، حتى لو وجب المال بعارض، كالصلح أو قتل الأب ابنه لا تسقط الشهادة، فالحاصل: أنه إذا وجب بقتله القصاص وإن سقط لعارض أو لم يجب بقتله شيء أصلاً فهو شهيد، أما إذا وجب به المال ابتداءً فلا، وذلك بأن كان قتله شبه العمد كضرب بعصا أو خطاءً كرمي غرض فأصابه، أو ما جرى مجراه كسقوط نائم عليه، وكذا إذا وجب به القسامة لو جوب المال بنفس القتل شرعاً، وكذا لو وجد مذبوحا ولم يعلم قاتله، سواء وجبت فيه القسامة أولا، (ولم يرتث) وكذ ايكون شهيدا لوقتله باغ أو حربي أو قاطع طريق، (ولو تسببا) أو بغير الة جارحة فإن مقتولهم شهيد بأي الة قتلوه (فلو أوطاؤا دابتهم مسلما، أو نفروا دابة مسلم فرمته، أو رموا ناراً في سفينته فاحترقت ونحو ذلك، فهو شهيد. أما لو قتل بانفلات دابة مشرك ليس عليها أحد أو دابة مسلم أو برمينا إليهم فأصابه، أو نفر المسلمون منهم فألجأوهم إلى خندق أو نار أو نحوه فمات لم يكن شهيداً، أو وجد جريحا ميتا في معركتهم، (المراد بالجراحة: علامة القتل) كخروج الدم من عينه أو أذنه أو حلقه صافياً، لا من أنفه أو ذكره أو دبره أو حلقه جامدا، ويغسل من وجد قتيلا في مصر أو قرية فيما تجب فيه الدية، ولو في بيت المال كالمقتول في جامع أو شارع، ولم يعلم قاتله، أو علم ولم يجب القصاص، فإن وجب كان شهيداً، أو قتل بحد أو قصاص أو جرح وارتث، وذلك بأن أكل أو شرب أو نام أو تداوى ولو قليلا أو أوى خيمة أو مضى عليه وقت صلوة وهو يعقل ويقدر على أدائها، أو نقل من المعركة وهو يعقل، سواء وصل حياً أو مات على الأيدي، وكذا لو قام من مكانه إلى مكان آخر لا لخوف وطي الخيل، أو أوصى بأمور الدنيا، وإن بأمور الآخرة لا يصير مرتثا، أو باع أو اشترى أو تكلم بكلام كثير وإلا فلا، وهذا كله إذا كان بعد انقضاء الحرب، ولو فيها يصير مرتثا بشيء مما ذكر. [الدرّالمختار والشامية ۳/۱۸۷ والبحر ۲/۳۰۹ والهندية ۱/۱۸۴]

آلۂ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں، حتّٰی کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں یا مرجائے، تو شہید کے احکام اُس پر جاری ہوجائیں گے، بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکبِ قتل ہوئے ہوں، بلکہ اگر وہ سبب قتل بھی ہوئے ہوں یعنی اُن سے وہ اُمور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہوجائیں تب بھی شہید کے احکام جاری ہوجائیں گے:

مثال:

۱: کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روندڈالا اور خود بھی اس پر سوار تھا۔

۲: کوئی مسلمان جانور پر سوار تھا اُس جانور کو کسی حربی وغیرہ نے بھگایا جس کی وجہ سے مسلمان اُس جانور سے گر کر مر گیا۔

۳: کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگادی جس سے کوئی جل کر مر گیا۔

شرط (٦) اُس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو، بلکہ قصاص واجب ہوا ہو۔ پس اگر مالی عوض مقرر ہوگا تب بھی اُس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے گو ظلماً مارا جائے۔

مثال:

۱: کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلۂ جارحہ سے قتل کردے۔

۲: کوئی مسلمان کسی مسلمان کو آلۂ جارحہ سے قتل کردے مگر خطاً۔ مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کررہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے۔

۳: کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکۂ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو، ان سب صورتوں میں چونکہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے، قصاص نہیں واجب ہوتا اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہونگے، مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتداءً کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو، مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہوکر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہوجائیں گے۔

مثال:

۱: کوئی شخص آلۂ جارحہ سے قصداً یا ظلماً مارا گیا، لیکن قاتل میں اور ورثۂ مقتول میں کچھ مال کے عوض صلح ہوگئی ہو، تو

اس صورت میں چونکہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا، اور مال ابتدا میں واجب نہیں ہوا تھا، بلکہ صلح کے سبب سے واجب ہوا، اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری ہوجائیں گے۔

۲: کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلۂ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداءً قصاص ہی واجب ہوا تھا، مال ابتداءً واجب نہیں ہوا، لیکن باپ کے احترام وعظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہوکر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہے، لہٰذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہوجائیں گے۔

شرط (۷) بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امر راحت وتمتع زندگی کا مثل کھانے، پینے، سونے، دوا کرنے اور خرید وفروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئے، اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالتِ ہوش وحواس میں گذرے، اور نہ اس کو حالتِ ہوش میں معرکہ سے اُٹھا کر لائیں۔ ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اُٹھالائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ پس اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا، اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وصیّت کرے تو وہ وصیّت اگر کسی دنیاوی معاملہ میں ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہوجائے گا، اور اگر دینی معاملہ میں ہو تو خارج نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص معرکۂ جنگ میں شہید ہوا اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو شہید کے احکام سے خارج ہوجائے گا، ورنہ نہیں، لیکن یہ شخص اگر محاربہ میں مقتول ہوا ہے، اور ہنوز حرب ختم نہیں ہوئی تو باوجود تمتعاتِ مذکورہ کے بھی وہ شہید ہے۔

جس[①] شہید میں یہ سب شرائط پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے، اور اُس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے، اسی طرح اُس کو دفن کردیں۔ دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں اُن کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اُتاریں، ہاں اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں، تو عدد مسنون کے پورا کرنے کے لئے اور کپڑے زیادہ کردیئے جائیں۔ اسی طرح اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑے اُتار لئے جائیں۔ اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو اُن کو بھی اُتار لینا چاہئے۔ ہاں اگر ایسے کپڑوں کے سوا اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ

① فینزع عنه مالا یصلح للكفن، مثل الفرو والحشو والقلنسوة والخف والسلاح والدرع، ويزاد إن نقص ماعليه من كفن السنة، وينقص إن زاد لأجل أن يتم كفن المسنون، ويصلي عليه بلا غسل ويد فن بدمه وثيابه. [الدرّالمختار والشامية ۱۹۱/۳ والبحر ۳۱۲/۲ والهندية ۱۸٤/۱]

کو نہ اُتارنا چاہئے۔ٹوپی، جوتا، اور ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اُتار لیا جائے گا، اور باقی سب احکام جو اور موتٰی کے لئے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب اُن کے حق میں بھی جاری ہونگے، اگر کسی شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے، تو اس کو غُسل بھی دیا جائے گا اور مثل دوسرے مُردوں کے نیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔

جنازے کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱: ① اگر میّت کو قبر میں قبلہ رُو کرنا یاد نہ رہے، اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے خیال آئے، تو پھر قبلہ رُو کرنے کے لئے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں۔ ہاں صرف تختے رکھے گئے ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو، تو وہاں تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رُو کر دینا چاہئے۔

مسئلہ ۲: ② عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ ۳: ③ رونے والی عورتوں کا یا بین کرنے والیوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔

مسئلہ ۴: ④ میّت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا بدعت ہے۔

مسئلہ ۵: ⑤ اگر امام جنازے کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے، تو حنفی مقتدیوں کو چاہئے کہ اُن زائد تکبیروں میں اُس کا اتباع نہ کریں بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑے رہیں، جب امام سلام پھیرے تو خود بھی سلام پھیر دیں۔ ہاں اگر زائد تکبیریں امام سے نہ سُنی جائیں، بلکہ مکبّر سے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ اتباع کریں، اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھیں یہ خیال کر کے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں نقل کر چکا ہے وہ غلط ہوں، امام نے اب تکبیر تحریمہ کہی ہو۔

مسئلہ ۶: ⑥ اگر کوئی شخص جہاز وغیرہ پر مرجائے، اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہوجانے کا

---

① ولو وضع الميت لغير القبلة أو على شقه الأيسر أو جعل رأسه موضع رجليه وأهيل عليه التراب لم ينبش، ولو سوى عليه اللبن ولم يهل عليه التراب نزع اللبن وروعي السنة. [الهندية ١/١٨٣ والبحر ٢/٣٠٥] ②،③ ويكره خروجهن تحريما، وتزجر النائحة وكذا الصائحة. [الدرّالمختار والشامية ٣/١٦٢ والبحر ٢/٣٠١] ④ لا يسن الأذان عند إدخال الميت في قبره كما هو المعتاد الآن، وقد صرح ابن حجر في فتاواه بأنه بدعة. [الشامية ٣/١٦٦] ⑤ ولو كبر إمامه خمسالم يتبع فيمكث المؤتم حتى يسلم معه إذا سلم، هذا إذا سمع من الإمام ولو من المبلغ تابعه، وينوي الافتتاح بكل تكبيرة. [الدّرالمختار ٣/١٣١ والبحر ٢/٢٨٩ والهندية ١/١٨١] ⑥ ومن مات في سفينة وكان البر بعيدا وخيف الضرر به أي التغير، غسل وكفن وصلي عليه،=

خوف ہو، تو اس وقت چاہئے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کر کے اس کو دریا میں ڈال دیں، اور اگر کنارہ اس قدر دُور نہ ہو اور وہاں جلدی اُترنے کی امید ہو، تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کر دیں۔

مسئلہ ۷: (۱) اگر کسی شخص کو نماز جنازہ کی وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف ''اللھم اغفر للمومنین والمومنات'' کہہ دینا کافی ہے، اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور صرف چار تکبیروں پر اکتفا کیا جائے تب بھی نماز ہو جائیگی، اس لئے کہ دعا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے، اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہیں ہے۔

مسئلہ ۸: (۲) جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اُس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔

مثال:

۱: جس زمین میں اُس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی مِلک ہو، اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو۔

۲: کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔

مسئلہ ۹: (۳) اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو، تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نِگل کر مر جائے اور مال والا مانگے، تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے، لیکن اگر مُردہ مال چھوڑ کر مَرا ہے تو اس کے ترکہ میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے، اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۰: (۴) قبل دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کیلئے لے جانا خلافِ اولیٰ ہے، جبکہ وہ

=وألقي في البحر مستقبل القبلة على شقه الأيمن، ويشد عليه كفنه، وأما إذالم يخف عليه التغير ولو بعد البر أو كان البر قريبا وأمكن خروجه، فلا يرمى. [المراقي وطحطاوي ٦١٣] (١) ومن لا يحسن الدعاء يقول: "اللهم اغفر للمؤمنين" الخ وهو لايقتضي ركنية الدعاء؛ لأن نفس التكبيرات رحمة للميت وإن لم يدع له. [البحر ٢/٢٨٩ والهندية ١/١٨٠]

(٢) ولايخرج منه بعد إهالة التراب إلالحق آدمي، كأن تكون الأرض مغصوبة، وكما إذا سقط في قبر متاع أو كفن بثوب مغصوب أودفن معه مال أوأخذت بشفعة. [الدرّالمختار والشامية ٣/١٧٠ والبحر ٢/٣٠٧ والهندية ٢/١٨٣] (٣) حامل ماتت وولدها حي يضطرب، شق بطنها من الأيسر ويخرج ولدها، ولوبلع مال غيره ومات هل يشق؟ قولان: والأولى نعم. [الدرّالمختار ٣/١٧١] (٤) يندب دفنه في جهة موته أي في مقابر أهل المكان الذي مات فيه أو قتل، فلابأس بنقله قبل دفنا بقدرميل أوميلين، فيكره فيما زاد، وأما نقله بعد دفنه فلا مطلقاً. [الدرّالمختار والشامية ٣/١٧٢-١٧٣ والهندية ١/١٨٣]

دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو۔ اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں، اور بعد دفن کے نعش کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔

مسئلہ ۱۱: ① میت کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے، بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو، وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔

مسئلہ ۱۲: ② میت کے اعزّہ کو تسکین و تسلّی دینا، اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب اُن کو سُنا کر اُن کو صبر پر رغبت دلانا، اور اُن کے اور نیز میت کیلئے دعا کرنا جائز ہے، اسی کو تعزیت کہتے ہیں۔ تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے، لیکن اگر تعزیت کرنیوالا یا میّت کے اعزّہ سفر میں ہوں، اور تین دن کے بعد آئیں، تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت مکروہ نہیں، جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۳: ③ اپنے لئے کفن تیار رکھنا مکروہ نہیں، قبر کا تیار رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۴: ④ میت کے کفن پر بغیر روشنائی کے ویسے ہی اُنگلی کی حرکت سے کوئی دُعا مثل عہد نامہ وغیرہ کے لکھنا، یا اس کے سینے پر "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" اور پیشانی پر کلمہ "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" لکھنا جائز ہے، مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے، اس لئے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہیئے۔

مسئلہ ۱۵: ⑤ قبر پر کوئی سبز شاخ رکھ دینا مستحب ہے، اور اگر اس کے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۶: ⑥ ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعش کا دفن کرنا نہ چاہئے، مگر بوقتِ ضرورتِ شدیدہ جائز ہے، پھر اگر سب

---

① ولا بأس بإرثائه بشعر أو غيره، لكن يكره الإفراط في مدحه، لا سيما عند جنازته. [الدرّالمختار ۳/۱۷۳]

② وبتعزية أهله، وترغيبهم في الصبر، و بالجلوس لها في غير مسجد ثلثة أيام، و أولها أفضل وتكره بعدها إلا لغائب أي إلا أن يكون المعزّى أو المعزى غائبا فلا بأس بها، وتكره التعزية ثانيا. [الدرّالمختار و الشامية ۳/۱۸٤ والهندية ۱/۱۸۳]

③ والذي ينبغي أنه لايكره تهيئة نحو الكفن، بخلاف القبر. [الدرّالمختار ۳/۱۸۳] ④ كتب على جبهة الميت أوعمامته أو كفنه "عهدنامه" يرجى أن يغفر الله للميت. وأوصى بعضهم أن يكتب في جبهته وصدره "بسم الله الرحمن الرحيم" [الدرّالمختار ۳/۱۸۵] في الشامية: فالمنع هنا بالأولىٰ مالم يثبت عن المجتهد أوينقل فيه حديث ثابت الخ. [۳/۱۸٦]

⑤ ولووضع عليه شيء من الأشجار فلا بأس به، ويكره قطع الحشيش والحطب من المقبرة إلا إذاكان يابسا. [البحر ۲/۳۰۹ والشامية ۳/۱٦۷] ⑥ ولا يدفن اثنان أوثلثة في قبر واحد إلاعند الحاجة، فيوضع الرجل مما يلي القبلة،=

مُر دے مرد ہی مرد ہوں، تو جواُن سب میں افضل ہو اس کو آگے رکھیں، باقی سب کو اس کے پیچھے درجہ بدرجہ رکھ دیں۔اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں، تو مردوں کو آگے رکھیں اور اُن کے پیچھے عورتوں کو۔

مسئلہ ۱۷: ① قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا مردوں کے لئے مستحب ہے، بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتے میں کم سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے، اور بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو۔ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کیلئے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے، جبکہ کوئی عقیدہ اور عمل خلافِ شرع نہ ہو، جیسا آج کل عُرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

مسجد کے احکام

یہاں ہم کو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہیں جو وقف سے تعلق رکھتے ہیں، اس لئے کہ ان کا ذکر وقف کے بیان میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ہم یہاں اُن احکام کو بیان کرتے ہیں جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

مسئلہ ۱: ② مسجد کے دروازہ کا بند کرنا مکروہِ تحریمی ہے، ہاں اگر نماز کا وقت نہ ہو اور مال واسباب کی حفاظت کیلئے دروازہ بند کرلیا جائے تو جائز ہے۔

مسئلہ ۲: ③ مسجد کی چھت پر پائخانہ پیشاب یا جماع کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ مسجد کے اندر۔

مسئلہ ۳: ④ جس گھر میں مسجد ہو اُس پورے گھر ⑤ کو مسجد کا حکم نہیں، اسی طرح اُس جگہ کو بھی مسجد کا حکم نہیں جو عیدین یا جنازے کی نماز کیلئے مقرر کی گئی ہو۔

=ثم خلفه الغلام، ثم خلفه المرأة، ويجعل بين كل ميتين حاجز من التراب، و إن كا نا رجلين يقدم في اللحد أفضلهما، وكذا إذاكانتا امرأتين. [الهندية ١/١٨٣ والبحر ٣/٣٠٧] ① (وبزيارة القبور) أي لابأس بها، بل تندب، وتزار في كل أسبوع إلا أن الأفضل يوم الجمعة والسبت والاثنين والخميس، وهل تندب الرحلة لها؟ لم أر من صرح به من أئمتنا. [الشامية ٣/١٧٧ والبحر ٢/٣٠٨ وصرح الغزالي بالاستحباب، كذافي احياء العلوم ١/٢١٩] ② كره غلق باب المسجد إلالخوف على متاعه، به يفتى. [الدرّالمختار ٢/٥١٦ والهدايه ١/٢٨٦ والبحر ٢/٦٣ والهندية ١/١٢١] ③ وكره تحريماً الوطئ فوقه، والبول والتغوط؛ لأنه مسجد إلى عنان السماء. [الدرّالمختار ٢/٥١٦ والبحر ٢/٦٤ والهندية ١/١٢١] ④ لافوق بيت فيه مسجد واختلفوا في مصلى العيد الجنازة، والأصح أنه لا يأ خذحكم المسجد. [الهندية ١/١٢١ والبحر ٢/٦٩ والدّرالمختار ٢/٥١٨] ⑤ بلکہ وہ خاص جگہ جس کو نماز کے لئے خاص کرلیا ہے صاف پاک رکھنے کے قابل ہے، گو سب احکام اس میں بھی مسجد کے نہ ہونگے۔

مسئلہ ۴: ① مسجد کے در ② و دیوار کا منقش کرنا اگر اپنے خاص مال سے ہو تو مضائقہ نہیں، مگر محراب اور محراب والی دیوار پر مکروہ ہے، اور اگر مسجد کی آمدنی سے ہو تو ناجائز ہے۔

مسئلہ ۵: ③ مسجد کے در و دیوار پر قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔

مسئلہ ٦: ④ مسجد کے اندر یا مسجد کی دیواروں پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا بہت بُری بات ہے اور اگر نہایت ضرورت در پیش آئے تو اپنے کپڑے وغیرہ میں تھوک وغیرہ لے لے۔

مسئلہ ۷: ⑤ مسجد کے اندر وضو یا کُلّی وغیرہ کرنا مکروہِ تحریمی ہے۔

مسئلہ ۸: ⑥ جنبی اور حائض کو مسجد کے اندر جانا گناہ ہے۔

مسئلہ ۹: ⑦ مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہِ تحریمی ہے، ہاں اعتکاف کی حالت میں بقدرِ ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے، ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی جائز نہیں، مگر وہ چیز ⑧ مسجد کے اندر موجود نہ ہونا چاہئے۔

مسئلہ ۱۰: ⑨ اگر کسی کے پَیر میں مٹی وغیرہ بھر جائے تو اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۱: ⑩ مسجد کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے، اس لئے کہ یہ دستور اہلِ کتاب کا ہے، ہاں اگر اس میں مسجد کا

---

① ولا بأس بنقشه خلا محرابه فإنه يكره؛ لأنه يلهي المصلي، والمراد بالمحراب جدار القبلة، بجص وماء ذهب بماله الحلال، لامن مال الوقف؛ فإنه حرام، وضمن متوليه لو فعل. [الدرّالمختار ۲/۵۲۰ والبحر ۲/۷۰ والهندية ۱/۱۲۱]
② مگر ایسا نقش و نگار نہ کیا جائے جس سے نمازیوں کا نماز میں خیال بٹے اور وہ ان نقش و نگار کے دیکھنے میں مشغول ہوں اور نماز اچھی طرح ادا نہ کرسکیں، اگر ایسا کرے گا جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر رواج ہے تو گنہگار ہوگا۔ (محشی) ③،④ وليس بمستحسن كتابة القران على المحاريب والجدران، ويكره المضمضة والوضوء في المسجد، ولا يبزق على حيطان المسجد، ولا بين يديه على الحصى، ولافوق البواري ولاتحتها، وكذا المخاط، ولكن يأخذ بثوبه الخ. [الهندية ۱/۱۲۱ والبحر ۲/۷۰]
⑤ دیکھو حاشیہ مسئلہ ۵ بابِ ہٰذا۔ ⑥ إنه حرم عليها وعلى الجنب الدخول في المسجد. [الهندية ۱/۴۳ والهداية ۱/۱۱۳ والدّرالمختار ۱/۳۴۴] ⑦ (ويكره) كل عقد، المراد به. عقد مبادلة إلالمعتكف بشرط أن لا يكون للتجارة، بدون إحضار السلعة. [الدرّالمختار والشامية ۲/۵۲٦] ⑧ یعنی جس چیز کو فروخت کرتا ہے وہ مسجد میں نہ لائی جائے، اگر صرف قیمت کا روپیہ مسجد میں لایا جائے تو مضائقہ نہیں۔ (محشی) ⑨،⑩ ولو مشى في الطين كره أن يمسحه بحائط لمسجد أو بأسطوانته، ويكره غرس الشجر=

کوئی فائدہ ہوتو جائز ہے، مثلاً مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو کہ دیواروں کے گر جانے کا اندیشہ ہو، تو ایسی حالت میں اگر درخت لگایا جائے تو وہ نمی کو جذب کر لے گا۔

مسئلہ ۱۲: ① مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہیں، ہاں اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو گاہے گاہے ایسی حالت میں مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳: ② مسجد میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں، اس لئے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کیلئے بنائی جاتی ہے، اس میں دُنیا کے کام نہ ہونے چاہئیں، حتّٰی کہ جو شخص قرآن وغیرہ تنخواہ لے کر پڑھاتا ہو تو وہ بھی پیشہ والوں میں داخل ہے، اس کو مسجد سے علیٰحدہ بیٹھ کر پڑھانا چاہئے۔ ہاں اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کیلئے مسجد میں بیٹھے، اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت بیٹھے، اور ضمناً اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔

تمّہ حصہ دوم اصلی بہشتی زیور کا تمام ہوا، آگے حصہ سوم شروع ہوتا ہے

=في المسجد؛ لأنه يشبه بالبيعة ويشغل مكان الصلوة، إلا أن يكون فيه منفعة للمسجد؛ بأن كانت الأرض نزة لا يستقر أساطينها، فيغرس فيه الشجر؛ ليقل النز، أو رجل يمرفي المسجد ويتخذ طريقاً إن كان بغير عذر لايجوز، و بعذر يجوز. [الهندية ۱/۱۲۲]

① دیکھو حاشیہ مسئلہ ۱۰ باب ہذا۔ ② الخياط إذاكان يخيط في المسجد يكره، إلا إذا جلس لدفع الصبيان وصيانه المسجد الخ لأباس به، وكذا الكاتب، إذاكان يكتب بأجر يكره، وبغير أجر لا، وجعل مسئلة المعلم كمسئلة الكاتب والخياط. [الهندية ۱/۱۲۲]

تتمّہ حصہ سوم اصلی بہشتی زیور

روزے کا بیان

مسئلہ ۱: (۱) ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے۔ ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو، حتیٰ کہ اگر ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقہ سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے، تو اُن پر بھی اُس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔

مسئلہ ۲: (۲) اگر دو ثقہ آدمیوں کی شہادت سے رؤیتِ ہلال ثابت ہو جائے، اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں، اور بعد تیس روزے پورے ہو جانے کے عیدُ الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے، خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں، تو اکتیسویں دن افطار کر لیا جائے، اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔

مسئلہ ۳: (۳) اگر تیس کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ شب آئندہ کا سمجھا جائے گا، شب گذشتہ کا نہ سمجھا جائے گا، اور وہ دن آئندہ ماہ کی تاریخ نہ قرار دیا جائے گا، خواہ یہ رؤیت زوال سے پہلے ہو، یا زوال کے بعد۔

مسئلہ ۴: (۴) جو شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے، اور کسی سبب سے اس کی شہادت شرعاً قابلِ اعتبار نہ قرار پائے، اُس پر اُن دونوں دنوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔

مسئلہ ۵: (۵) کسی شخص نے بسبب اس کے کہ اس کو روزے کا خیال نہ رہا کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا اور یہ سمجھا کہ میرا

---

(۱) واختلاف المطالع غير معتبر على ظاهر المذهب، فيلزم أهل المشرق برؤية أهل المغرب إذاثبت عندهم رؤية أولئك بطريق موجب. [الدرّالمختار ۳/۴۱۷ و البحر ۲/۴۲٤ والهندية ۱/۲۱۹] (۲) وإذا شهد على هلال رمضان شاهد ان والسماء متغيمة وقبل القاضي شهادتهما وصاموا ثلثين يوماً فلم يروا هلال شوال إن كانت السماء متغيمة يفطرون من الغد بالاتفاق، وإن كانت مصحية يفطرون أيضاً على الصحيح. [الهندية ۱/۲۱۹ و الدرّالمختار ۳/۴۱۳ و البحر ۲/۴۲۲]

(۳) ورؤيته بالنهار لليلة الآتية مطلقاً، سواء رؤي قبل الزوال أوبعده. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ۳/۴۱٦] (۴) رأى مكلف هلال رمضان أوالفطر ورد قوله بدليل شرعي صام مطلقاً وجوباً. [الدرّالمختار ۳/۴۰٤ والبحر ۲/ ۴۱۹] (۵) أوأكل أوجامع ناسياً فظن أنه أفطر فأكل عمداً للشبهة (قضى فقط)، ولو علم عدم فطره لزمته الكفارة إلافي مسئلة المتن، فلاكفارة مطلقاً=

روزہ جاتا رہا، اس خیال سے قصداً کچھ کھا پی لیا تو اس کا روزہ اس صورت میں فاسد ہو جائے گا، اور کفارہ لازم نہ ہوگا، صرف قضا واجب ہے اور اگر مسئلہ جانتا ہو اور پھر بھول کر ایسا کرنے کے بعد عمداً افطار کر دے، تو جماع کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور کھانے کی صورت میں اس وقت بھی صرف قضا ہی ہے۔

مسئلہ ۶: ① کسی کو بے اختیار قے ہوگئی، یا احتلام ہوگیا، یا صرف کسی عورت وغیرہ کو دیکھنے سے انزال ہوگیا اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کی وجہ سے وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا، اور عمداً اُس نے کھا پی لیا تو روزہ فاسد ہوگیا، اور صرف قضا لازم ہوگی نہ کفارہ، اور اگر مسئلہ معلوم ہو کہ اس سے روزہ نہیں جاتا، اور پھر عمداً افطار کر دیا تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔

مسئلہ ۷: ② مرد اگر اپنے خاص حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالے تو وہ چونکہ جوف ③ تک نہیں پہنچتی اس لئے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ ۸: ④ کسی نے مُردہ عورت سے، یا ایسی کمسن نابالغہ لڑکی سے جس کے ساتھ جماع کی رغبت نہیں ہوتی، یا کسی جانور سے جماع کیا، یا کسی کو لپٹایا، بوسہ لیا یا جلق کا مرتکب ہوا، اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہوگیا، تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور کفارہ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ ۹: ⑤ کسی روزہ دار عورت سے زبردستی یا سونے کی حالت میں یا بحالتِ جنون جماع کیا، تو عورت کا روزہ فاسد ہو جائے گا، اور عورت پر صرف قضا لازم آئے گی، اور مرد بھی اگر روزہ دار ہو اُس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔

مسئلہ ۱۰: ⑥ وہ شخص جس میں روزے کے واجب ہونے کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں، رمضان کے اُس ادائی

=على المذهب لشبهة خلاف مالك، خلافا لهما هذا مافي الدر. قال العلامة الشامي: قوله: "إلافي مسئلة المتن" وهي مالو أكل، وكذا لو جامع أو شرب؛ لأن علة عدم الكفارة خلاف مالك، وخلافه في الأكل والشرب والجماع. [الدرّالمختار ٣/٤٣١] ① أواحتلم أوأنزل بنظر، أوذرعه القيء، فظن أنه أفطر فأكل عمداً للشبهة (ولو علم عدم فطره لزمته الكفارة) قضى في الصور كلها فقط. [الدرّالمختار ٣/٤٢١-٤٣٩] ② ولو أقطر في إحليله لم يفطر. [الهداية ٣/١١٦ و ردّالمحتار ٣/٤٢٧] ③ عربی میں پیٹ کو جوف کہتے ہیں اور اندرونی حصہ کو بھی، یہاں یہی مراد ہے یعنی بدن کے اندر کا حصہ جس میں دوا وغیرہ کے پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔(ف) ④ أووطىء امرأة ميتة أوصغيرة لاتشتهى أوبهيمة أوقبّل أولمس أواستمنى بكفه فأنزل، قضى في الصور كلها فقط. [الدرّالمختار ٣/٤٣٥ و الهداية ٢/١١١] ⑤ أووطئت نائمةً أومجنونة قضى في الصور كلها فقط، أما الواطي فعليه القضاء والكفارة. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ٤/٤٣٥ و الهداية ٢/١٣٦] ⑥ وإن جامع المكلف آدمياً=

روزہ میں جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو، عمداً منہ کے ذریعہ سے جوف میں کوئی ایسی چیز پہنچائے جو انسان کی دوا یا غذا میں مستعمل ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع جسمانی یا لذّت متصوّر ہو، اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو، گو وہ بہت ہی قلیل ہو حتیٰ کہ ایک تل کے برابر، یا جماع کرے یا کرائے، لواطت بھی اسی کے حکم میں ہے۔ جماع میں خاص حصہ کے سر کا داخل ہو جانا کافی ہے منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں۔ ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے، مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابل جماع ہو، بہت کمسن لڑکی نہ ہو جس میں جماع کی بالکل قابلیت نہ پائی جائے۔

مسئلہ ۱۱: ① اگر کوئی شخص سر میں تیل ڈالے یا سُرمہ لگائے، یا مرد اپنے مشترک حصے کے سوراخ میں کوئی خشک چیز داخل کرے اور اس کا سر باہر رہے، یا تر چیز داخل کرے اور وہ موضع حقنہ تک نہ پہنچے، تو چونکہ یہ چیزیں جوف تک نہیں پہنچتیں اس لئے روزہ فاسد نہ ہوگا، اور نہ کفارہ واجب ہوگا نہ قضا۔ اور اگر خشک چیز مثلاً روئی یا کپڑا وغیرہ مرد نے اپنی دُبر میں داخل کی اور وہ ساری اندر غائب کر دی، یا تر چیز داخل کی اور وہ موضع حقنہ تک پہنچ گئی، تو روزہ فاسد ہو جائے گا، اور صرف قضا واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۲: ② جو لوگ حقّہ پینے کے عادی ہوں، یا کسی نفع کی غرض سے حُقّہ پئیں روزہ کی حالت میں، تو اُن پر بھی کفّارہ اور قضا دونوں واجب ہونگے۔

مسئلہ ۱۳: ③ اگر کوئی عورت کسی نابالغ بچّے یا مجنون سے جماع کرائے، تب بھی اُس کو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہونگے۔

=مشتهى في رمضان أداء، أوجو مع وتوارت الحشفة في أحد السبيلين أنزل أو لا، أوأكل أوشرب غذاءً أو دواءً، والضابط وصول مافيه صلاح بدنه لجوفه، ومنه ريق حبيبه، قضى في الصور كلها و كفر. [الدرّالمختار ٣/٤٤٢ و الهداية ٢/١١١]

① (أوادهن أو اكتحل أوأدخل عوداً ونحوه في مقعدته وطرفه خارج) وإن غيبه فسد، (أوأدخل إصبعه اليابسة فيه) أي دبره أوفرجها ولو مبتلة فسد، وهذا لو أدخل الإصبع موضع المحقنة. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ٣/٤٢١-٤٢٤ والهندية ١/٢٢٧]

② لو أدخل حلقه الدخان أفطر، أيّ دخان كان:

ويمنع من بيع الدخان وشربه — وشاربه في الصوم لاشك يفطر

ويلزمه التكفير لوظن نافعاً — كذا دافعاً شهوات بطن فقرّروا.

[الدرّالمختار و ردّالمحتار ٣/٤٢١]

③ ولومكنت نفسها من صبي أومجنون فزنى بهافعليها الكفارة. [الهندية ١/٢٢٥]

مسئلہ ۱۴: ① جماع میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں۔ حتیٰ کہ اگر ایک مجنون ہو اور دوسرا عاقل، تو عاقل پر کفارہ لازم ہوگا۔

مسئلہ ۱۵: ② سونے کی حالت میں منی کے خارج ہونے سے جس کو احتلام کہتے ہیں اگرچہ بغیر غسل کئے ہوئے روزہ رکھے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ اسی طرح کسی عورت کے یا اس کا خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہو جائے جب بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۱۶: ③ مرد کا اپنے خاص حصے کے سوراخ میں کوئی چیز مثل تیل یا پانی کے ڈالنا، خواہ پچکاری کے ذریعہ سے یا ویسے ہی۔ یا سلائی وغیرہ کا داخل کرنا اگرچہ یہ چیزیں مثانے تک پہنچ جائیں روزے کو فاسد نہیں کرتا۔

مسئلہ ۱۷: ④ کسی شخص نے بسبب اس کے کہ اس کو روزہ کا خیال نہیں رہا، یا ابھی کچھ رات باقی تھی اس لئے جماع شروع کر دیا، یا کچھ کھانے پینے لگا اور بعد اس کے جیسے ہی روزہ کا خیال آ گیا، یا جونہی صبح صادق ہوئی فوراً علیحدہ ہو گیا یا لقمے کو منہ سے پھینک دیا، اگرچہ بعد علیحدہ ہو جانے کے منی بھی خارج ہو جائے تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا، اور یہ انزال احتلام کے حکم میں ہوگا۔

مسئلہ ۱۸: ⑤ مسواک کرنے سے اگرچہ بعد زوال کے ہو، تازی لکڑی سے ہو یا خشک سے، روزے میں کچھ نقصان نہ آئے گا۔

مسئلہ ۱۹: ⑥ عورت کا بوسہ لینا اور اس سے بغل گیر ہونا مکروہ ہے جبکہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کے بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو، اور اگر یہ خوف و اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

---

① إذا لا فرق بين وطئه عاقلة أو غيرها. [ردّالمحتار ۳/۴۳۵] ② فإن نام فاحتلم لم يفطر، وكذا إذا نظر إلى امرأة فأمنى، وصار كالمتفكر إذا أمنى. [الهداية ۲/۱۰۶ و ردّالمحتار ۳/۴۲۱] ③ أو أقطر في إحليله ماء أو دهنا وإن وصل إلى المثانه. [الدرّالمختار ۳/۴۲۷] ④ أو نزع المجامع حال كونه ناسياً في الحال عند ذكره، وكذا عند طلوع الفجر، وإن أمنى بعد النزع، كما لو نزع ثم أولج، أو رمى اللقمة من فيه عند ذكره أو طلوع الفجر. [الدرّالمختار ۳/۴۲۴ و البحر ۲/۴۲۶]

⑤ ولا بأس بالسواك الرطب بالغداة والعشي للصائم. [الهداية ۲/۱۱۸ والهندية ۱/۲۲۰ و الدرالمختار ۳/۴۵۸]

⑥ ولا بأس بالقبلة إذا أمن على نفسه الجماع أو الإنزال، ويكره إذا لم يأمن. [الهداية ۲/۱۰۸ والبحر ۲/۴۲۸ والهندية ۱/۲۲۰]

مسئلہ ۲۰: ① کسی عورت وغیرہ کے ہونٹ کا منہ میں لینا، اور مباشرتِ فاحشہ یعنی خاص بدن برہنہ ملانا بدون دخول کے ہرحال میں مکروہ ہے، خواہ انزال یا جماع کا خوف ہو یا نہیں۔

مسئلہ ۲۱: ② اگر کوئی مقیم بعد نیت صوم کے مسافر بن جائے اور تھوڑی دور جا کر کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اپنے مکان واپس آئے، اور وہاں پہنچ کر روزے کو فاسد کردے تو اُس کو کفارہ دینا ہوگا، اس لئے کہ اُس پر اُس وقت مسافر کا اطلاق نہ تھا، گو وہ ٹھہرنے کی نیت سے نہ گیا تھا اور نہ وہاں ٹھہرا۔

مسئلہ ۲۲: ③ سوائے جماع ④ کے اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو، اور ایک کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے، تو ان دونوں کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہے، اگرچہ دونوں کفارے دو۲ رمضان کے ہوں۔ ہاں جماع کے سبب سے جے (جتنے) روزے فاسد ہوئے ہوں، تو اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے۔ اور دو۲ رمضان کے ہیں تو ہر ایک رمضان کا کفارہ علیحدہ دینا ہوگا، اگرچہ پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو۔

---

① إن المباشرة الفاحشة نكره وإن أمن، والمباشرة الفاحشة: أن يتعانقا وهما متجردان ويمس فرجه فرجها وهو مكروه بلا خلاف. [الهندية ١/٢٢٠ و البحر ٢/٤٢٨ والهداية ٢/١٠٨] القبلة الفاحشة بأن يمضغ شفتيها نكره على الإطلاق. [ردّالمحتار ٣/٤٥٤] ② ولو سافر في شهر رمضان ثم رجع إلى أهله ليحمل شيئاً نسيه فأكل بمنزله ثم خرج، القياس أن تجب عليه الكفارة؛ لأنه رفض سفره. [الهندية ١/٢٢٧] ③ ولو تكرر فطره ولم يكفر للأول يكفيه واحدة ولو في رمضانين، واختار بعضهم للفتوى أن الفطر بغير الجماع تداخل وإلا لا، أي: وإن كان الفطر المتكرر في يومين بجماع لا تتداخل الكفارة وان لم يكفر للأول لعظم الجناية. [الدّرالمختار و ردّ المحتار ٣/٤٤٨-٤٤٩ والبحر ٢/٤٣٤] ④ اس مسئلہ میں تین مسلک ہیں: ایک یہ کہ قبل کفارہ مطلقاً تداخل ہوسکتا ہے۔ دوم یہ کہ ایک رمضان میں مطلقاً تداخل ہوسکتا ہے اور دو رمضان میں مطلقاً نہیں ہوسکتا۔ سوم یہ کہ کفارۂ جماع میں مطلقاً تداخل نہیں ہوسکتا اور کفارۂ غیر جماع میں مطلقاً تداخل ہوسکتا ہے۔ بہشتی زیور میں مسلکِ دوم کو اختیار کیا ہے اور بہشتی گوہر میں مسلکِ سوم کو۔ یہ اختلاف رائے مولوی احمد علی صاحب مؤلف بہشتی زیور و مولوی عبدالشکور صاحب مؤلف علم الفقہ کا ہے۔ اور حضرت مولانا مدظلہ العالی نے امداد الفتاویٰ مبوّب جلد دوم ۲/۱۳۵ میں ایک سوال کے جواب میں مسئلہ بہشتی زیور کو غیر معلوم السند اور مسئلہ بہشتی گوہر کو مستند الی الدرالمختار وردالمحتار خیال فرمایا ہے اور ہم نے اس کی اصلاح میں ثابت کیا ہے کہ مسئلہ بہشتی زیور ماخوذ از ردالمحتار ہے اور وہی ان کے نزدیک راجح ہے۔ فمن شاء التفصیل فلیراجع الی اصلاحاتنا المتعلقہ بالتتمۃ المذکورۃ (تصحیح الاغلاط)۔ پھر بعد میں بہشتی گوہر کے مسلک پر بھی ترمیم کردی گئی، اب حاصل مسئلہ کا یہ ہے کہ غیر جماع میں تو مطلقاً تداخل ہوسکتا ہے اور جماع میں ایک رمضان کے کفارات متداخل ہوسکتے ہیں، دو رمضان کے نہیں کیونکہ جماع سے مطلقاً تداخل نہ ہونا خلافِ ظاہر روایت ہے۔ كما يظهر من الشامية ومراقي الفلاح فليراجع۔ خلاصہ یہ کہ ظاہر روایت میں ایک رمضان کے کفارات متداخل ہوسکتے ہیں جبکہ ہنوز کوئی کفارہ ادا نہ کیا ہو، دو رمضان کے متداخل نہیں ہوسکتے اور اس میں جماع و غیر جماع سب مساوی ہیں، مگر ہم نے غیرِ جماع میں قول صحیح و معتمد کو لیا ہے۔ (ظفر احمد)

اعتکاف کے مسائل

مسئلہ[1]: اعتکاف کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔

۱: مسجد جماعت میں ٹھہرنا۔

۲: بہ نیتِ اعتکاف ٹھہرنا۔ پس بے قصد وارادہ ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے، چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لئے نیت کرنے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا شرط ہے، لہٰذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آگیا۔

۳: حیض ونفاس سے خالی اور پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا۔

مسئلہ ۲[2]: سب سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرّمہ میں کیا جائے، اُس کے بعد مسجد نبوی کا۔ اس کے بعد مسجد بیتُ المقدس کا۔ اس کے بعد اُس جامع مسجد کا جس میں جماعت کا انتظام ہو۔ اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلّے کی مسجد، اس کے بعد وہ مسجد جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔

مسئلہ ۳[3]: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: واجب، سنتِ مؤکدہ، مستحب، واجب ہوتا ہے اگر نذر کی جائے، نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بے کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے، یا معلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔ اور سُنّتِ مؤکدہ ہے رمضان کے اخیر عشرے میں، نبی ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیثِ صحیحہ میں منقول ہے، مگر یہ سنّتِ مؤکدہ بعض کے کر لینے سے سب کے ذمّے سے اُتر جائے گی، اور مستحب ہے اس عشرۂ رمضان کے اخیر عشرے کے سوا اور کسی زمانے میں، خواہ وہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ۔

---

[1] أما شروطه،...... فمنها: النية حتى لو اعتكف بلا نية لا يجوز، ومنها: مسجد الجماعة، ومنها: الإسلام والعقل والطهارة عن الجنابة والحيض والنفاس. [الهندية ١/٢٣٢ والدرّالمختار ٣/٤٩٤ و البحر ٢/٤٦٩] [2] وأفضل الاعتكاف ماكان في مسجد الحرام، ثم في مسجد النبي (عليه الصلوة والسلام)، ثم في بيت المقدس، ثم في الجامع، ثم في ماكان أهله أكثر وأوفر. [الهندية ١/٢٣٢ و ردّالمحتار ٣/٤٩٣] [3] وهو ثلثه أقسام: واجب بالنذر بلسانه، و بالشروع، وبالتعليق، وسنة مؤكدة في العشر الأخير من رمضان، أي سنة كفاية، ومستحب في غيره من الأزمنة. [الدّرالمختار ٣/٤٩٥ والهندية ١/٢٣٢ والبحر ٢/٤٦٩]

مسئلہ ۴: ① اعتکافِ واجب کے لئے صوم شرط ہے۔ جب کوئی شخص اعتکاف کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا، بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہ رکھوں گا، تب بھی اُس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جاوے گی، کیونکہ رات روزے کا محل نہیں۔ ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی، اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔ اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہ ہوگی، روزے کا خاص اعتکاف کیلئے رکھنا ضروری نہیں، خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کے لئے کافی ہے، مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اُس اعتکاف کے لئے بھی کافی ہے۔ ہاں اُس روزہ کا واجب ہونا ضروری ہے نفل روزہ اس کے لئے کافی نہیں۔ مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور بعد اس کے اُسی دن اعتکاف کی نیت کرے تو صحیح نہیں، اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے، اور اتفاق سے رمضان میں نہ کر سکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی، مگر علی الاتصال روزے رکھنا اور اُن میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ ۵: ② اعتکافِ مسنون میں تو روزہ ہوتا ہی ہے، اس لئے اس کے لئے شرط کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۶: ③ اعتکاف مستحب ④ میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ شرط ہے اور معتمد یہ ہے کہ شرط نہیں۔

---

① شرط الصوم لصحة الأول اتفاقاً فقط. فلو نذر اعتكاف ليلة لم يصح وإن نوى معها اليوم: لعدم محليتها للصوم، أما لو نوى بها اليوم صح، بخلاف مالو قال في نذره ليلاً ونهاراً، فإنه يصح وإن لم يكن الليل محلاً للصوم؛ لأنه يدخل الليل تبعاً، واعلم أن الشرط في الصوم مراعاة وجوده لا إيجاده للمشروط قصداء افلو نذر اعتكاف شهر رمضان لزمه، وأجزأه صوم رمضان عن صوم الاعتكاف، لكن قالوا: لو صام تطوعاً ثم نذر اعتكاف ذلك اليوم لم يصح لانعقاده من أوله تطوعاً فتعذر جعله واجباً، وإن لم يعتكف رمضان المعين قضى شهراً غيره، (أي: متتا بعاً) لعود شرطه إلى الكمال الأصلي، فلم يجزفي رمضان آخر، ولا في واجب سوى قضاء رمضان الأوّل. [الدرّالمختار ٣/٤٩٦ والبحر ٢/٤٧٠ الهندية ١/٢٣٢] ② وسكتوا عن بيان حكم المسنون لظهورأنه لا يكون إلابالصوم عادةً. [ردّالمحتار ٣/٤٩٦] ③ وشرط الصوم لصحة الأول(أي النذر) اتفاقاً على المذهب، ومقابله رواية الحسن أنه شرط للتطوع أيضاً، وهو مبنى على اختلاف الرواية في أن التطوع مقدر بيوم أولا، ففي رواية الأصل غير مقدر، فلم يكن الصوم شرطاً له، وعلى رواية تقديره بيوم وهي رواية الحسن أيضاً يكون الصوم شرطا له، كمافي البدائع. [الدّرالمختار و الشامية ٣/٤٩٦] ④ اعتکافِ مستحب میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ شرط ہے، اعتکافِ مستحب میں دو قول ہیں: ایک یہ کہ اس کی مقدار کم از کم ایک دن ہے، اور یہ احتیاط اسی قول کے مطابق ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں ہے۔ مسئلہ ۸ (جو آگے آرہا ہے) دوسرے قول کے مطابق لکھا گیا ہے۔ (ف)

مسئلہ۷:① اعتکاف واجب کم سے کم ایک دن ہوسکتا ہے، اور زیادہ جس قدر نیت کرے، اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ، اس لئے کہ اعتکافِ مسنون رمضان کے اخیر عشرے میں ہوتا ہے، اور اعتکافِ مستحب کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں ایک منٹ، بلکہ اس سے بھی کم ہوسکتا ہے۔

مسئلہ۸:② حالتِ اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں، یعنی اُن کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہوجائے گا، اور اس کی قضا③ کرنا پڑے گی، اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہوجائے گا۔ اس لئے کہ اعتکاف مستحب کے لئے کوئی مدّت مقرر نہیں، پس اس کی قضا بھی نہیں۔

پہلی قسم④: اعتکاف کی جگہ سے بے ضرورت باہر نکلنا، ضرورت عام ہے خواہ طبعی ہو یا شرعی، طبعی جیسے پائخانہ، پیشاب، غسلِ جنابت۔ کھانا کھانا بھی ضرورتِ طبعی میں داخل ہے جبکہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو۔ شرعی ضرورت جیسے جمعہ کی نماز۔

مسئلہ۹:⑤ جس ضرورت کے لئے اپنے اعتکاف کی مسجد سے باہر جائے بعد اس کے فارغ ہونے کے وہاں قیام نہ کرے، اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اُس مسجد سے زیادہ قریب ہو۔ مثلاً پائخانے کے لئے اگر جائے اور اس کا گھر دور ہو اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہیں جائے۔ ہاں اگر اس کی طبیعت

---

① (وأقله) أي أقل مدة الاعتكاف الواجب يوم عند الإمام، وأقل مدة اعتكاف النفل ساعة، وسنة موكدة وهو اعتكاف العشر الأخير من رمضان. [مجمع الأنهر بتغير ۱/۳۷٦] ② وحرم عليه أي على المعتكف اعتكافاً واجباً، وأما النفل فله الخروج؛ لأنه مُنهٍ له لا مبطل. [الدّرالمختار ۳/۵۰۰ والبحر ۲/٤۷۳] ③ مطلب یہ ہے کہ جتنے دنوں کا اعتکاف فوت ہوگیا اس کو قضا کرنا پڑے گا، واجب کی قضا واجب ہے، اور سنّت کی سنّت ہے اور رمضان کے اعتکاف کی قضا کے لئے رمضان ہونا ضروری نہیں۔ البتہ روزہ ہونا ضروری ہے۔ (محشی) ④ حرم عليه الخروج إلا لحاجة الإنسان طبيعيةً كبول وغائط و غسل، لواحتلم ولا يمكنه الاغتسال في المسجد. أو شرعية كعيد والجمعة وقت الزوال، [الدّرالمختار ۳/۵۰۰] في البحر: وقيل: يخرج بعد الغروب للأكل والشرب، وينبغي حمله على ما إذا لم يجد من يأتي له به، فحينئذٍ يكون من الحوائج الضرورية. [۲/٤۷٦]

⑤ ولا يمكث بعد فراغه من الطهور، ولا يلزمه أن يأتي بيت صديقه القريب (إلى قوله) لأن الإنسان قد لا يألف غير بيته. رحمتي. [الشامية ۳/۵۰۱] ومن بعد معتكفه خرج في وقت يدركها (أي الجمعة) ولو مكث أكثر كيوم وليلة أوأتم اعتكافه فيه لم يفسد؛ لأنه محل له، أي: مسجد الجمعة محل للاعتكاف، وكره تنزيها لمخالفة ما التزمه بلاضرورة. [الدّرالمختار و ردّالمحتار ۳/۵۰۲ والبحر ۲/٤۷۳]

اپنے گھر سے مانوس ہو اور دوسری جگہ جانے سے اس کی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ اگر جمعے کی نماز کے لئے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز، ہے مگر مکروہ ہے۔

مسئلہ:① بھولے سے بھی اپنی اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۱:② جو عذر کثیر الوقوع نہ ہوں اُن کے لئے اپنے معتکف کو چھوڑ دینا منافیٔ اعتکاف ہے، مثلاً کسی مریض کی عیادت کے لئے، یا کسی ڈوبتے ہوئے کو بچانے کے لئے، یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے، گو ان صورتوں میں معتکف سے نکل جانا گناہ نہیں، بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے، مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت کے لئے نکلے اور اس درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہونے سے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نمازِ جنازہ میں شریک ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۱۲:③ جمعے کی نماز کے لئے ایسے وقت جائے کہ تحیۃ المسجد اور سنّتِ جمعہ وہاں پڑھ سکے، اور بعد نماز کے بھی سُنّت پڑھنے کے لئے ٹھہرنا جائز ہے، اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۱۳:④ اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے، تب بھی اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ مثلاً کسی جُرم میں حاکمِ وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور سپاہی اُس کو گرفتار کر لے جائیں، یا کسی کا قرض چاہتا ہو اور وہ اس کو باہر نکالے۔

مسئلہ ۱۴:⑤ اسی طرح اگر شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی قرض خواہ روک لے، یا بیمار ہو جائے، اور پھر معتکف تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

---

① فلو خرج ولونا سياساعة زمانية بلا عذر فسد. [الدّرالمختار ٣/٥٠٣ والبحر ٢/٤٧٤] ② وأما ما لايغلب كإنجاء غريق وانهدام مسجد فمسقط للإثم لا للبطلان. لو خرج لها ثم ذهب لعيادة مريض أوصلوة جنازة من غير أن يكون خرج لذلك قصداً فإنه جائز. [الدّرالمختار و ردّالمحتار ٣/٥٠٤ والبحر ٢/٤٧٤ الهندية ١/٢٣٤] ③ يخرج في وقت يمكنه إدراكها وصلوة أربع قبلها، وركعتان تحية المسجد، يحكم في ذلك رأيه أن يجتهد في خروجه على إدراك سماع الجمعة. [البحر ٢/٤٧٣] ④،⑤ لو خرج ناسياً أومكرهاً أولبول فحبسه الغريم ساعة فسد عنده. [ردّالمحتار ٣/٥٠٤ والهندية ١/٢٣٤]

دوسری قسم[1]: اُن افعال کی جو اعتکاف میں ناجائز ہیں، جماع وغیرہ کرنا خواہ عمداً کیا جائے یا سہواً۔ اعتکاف کا خیال نہ رہنے کے سبب سے مسجد میں کیا جائے یا مسجد سے باہر۔ ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ جو افعال کہ تابع جماع کے ہیں، جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا، وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں، مگر اُن سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا تاوقتیکہ منی نہ خارج ہو۔ ہاں اگر ان افعال سے منی کا خروج ہو جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ البتہ صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۵[2]: حالت اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے، مثلاً بے ضرورت خرید وفروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا۔ ہاں جو کام نہایت ضروری ہو، مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا کوئی دوسرا شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو، ایسی حالت میں خرید وفروخت کرنا جائز ہے، مگر مبیع کا مسجد میں لانا کسی حال میں جائز نہیں، بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے کا یا جگہ رُک جانے کا خوف ہو۔ ہاں اگر مسجد کے خراب ہونے یا جگہ رُک جانے کا خوف نہ ہو تو بعض کے نزدیک جائز ہے۔

مسئلہ ۱۶[3]: حالتِ اعتکاف میں بالکل چُپ بیٹھنا بھی مکروہِ تحریمی ہے، ہاں بُری باتیں زبان سے نہ نکالے، جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے، بلکہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے، یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے، خلاصہ یہ ہے کہ چُپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں۔

---

① ومنها الجماع ودواعيه: فيحرم على المعتكف الجماع ودواعيه نحو المباشرة والتقبيل واللمس والمعانقة، والجماع فيما دون الفرج، والليل والنهار سواءٌ، والجماع عامداً أو ناسياً ليلاً أو نهاراً، يفسد الاعتكاف أنزل أولم ينزل، وما سواه يفسد إذا أنزل، وإن لم ينزل لا يفسد، ولو أمنى بالتفكر والنظر لايفسد اعتكافه. [الهندية ١/ ٢٣٤ والدرّالمختار ٣/ ٥٠٨ والبحر ٢/ ٤٧٧]

② فلو خرج لأجلها فسد لعدم الضرورة. وقيل يخرج بعد الغروب للأكل والشرب، وينبغي حمله على ماإذالم يجد من يأتي له به، فحينئذٍ يكون من الحوائج الضرورية، وكره تحريماً إحضار مبيع فيه، ودل تعليلهم أن المبيع لو لم يشغل البقعة لا يكره إحضاره كدراهم يسيرة، لكن مقتضى التعليل الأوّل الكراهة وإن لم يشغل. [ردّالمحتار ٣/ ٥٠٦ والبحر ٢/ ٤٧٦]

③ ويكره تحريماً صمت إن اعتقده قربة وإلا لا، ولا يتكلم إلا بخير، وهو مالا إثم فيه، ومنه المباح عند الحاجة إليه، كقراءة قرآن وحديث وعلم وتدريس في سير الرسول عليه السلام وقصص الأنبياء (عليهم السلام) وحكايات الصالحين وكتابة أمورالدين. [الدرّالمختار ٣/ ٥٠٧ والبحر ٢/ ٥٣١ والهندية ١/ ٢٣٣]

زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ:① سال گذرنا سب میں شرط ہے۔

مسئلہ:② ایک قسم جانوروں کی جن میں زکوٰۃ فرض ہے سائمہ ہے۔ اور سائمہ وہ جانور ہیں جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہوں:

۱: سال کے اکثر حصے میں اپنے مُنہ سے چر کے اکتفا کرتے ہوں، اور گھر میں ان کو کھڑے کر کے نہ کھلایا جاتا ہو۔ اگر نصف سال اپنے منہ سے چُر کے رہتے ہوں، اور نصف سال اُن کو گھر میں کھڑے کر کے کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں۔ اسی طرح اگر گھاس اُن کے لئے گھر میں منگائی جاتی ہو، خواہ وہ بقیمت یا بے قیمت تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔

۲: دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کے لئے یا فربہ کرنے کے لئے رکھے گئے ہوں، اگر دودھ اور نسل اور فربہی کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں، بلکہ گوشت کھانے کے لئے یا سواری کے لئے تو پھر سائمہ نہ کہلائیں گے۔

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ:③ سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ وہ اونٹ اونٹنی یا گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بکرا، بکری، بھیڑ اور دُنبہ ہو، جنگلی جانوروں پر جیسے ہرن وغیرہ پر زکوٰۃ فرض نہیں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے خرید کر رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہوگی۔ جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوں تو اگر اُن کی ماں دیسی ہے تو وہ دیسی سمجھے جائیں گے، اور اگر جنگلی ہے تو جنگلی سمجھے جائیں گے۔

---

① وحال عليه الحول. [الهداية ٢/٣ والهندية ١/١٩٣] ② السائمة هى الراعية، المكتفية بالرعي المباح في أكثر العام لقصد الدرو النسل والزيادة والسمن، لو أسامها للحم فلا زكوٰة فيها، كما لوأسامها للحمل والركوب، فلو علفها نصفه لاتكون سائمة، إذلوحمل الكلاء إليها في البيت لاتكون سائمةً. [الدرّالمختار و ردّالمحتار ٣/٢٣٢ والهندية ١/١٩٤ والبحر ٢/٢٣٤] ③ أطلقها فشمل المتولدة من أهلي ووحشي، لكن بعد كون الأم أهلية كالمتولدة من شاة وظبي وبقر وحشي وأهلي فتجب الزكوٰة بها. [ردّالمحتار ٣/٢٣٣]

مثال: بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا ہو تو وہ بکری کے حکم میں ہے، اور نیل گاؤ اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہوا ہو تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۲: (۱) جو جانور سائمہ ہو اور سال کے درمیان میں اس کو تجارت کی نیت سے بیع (۲) کر دیا جائے تو اس سال اس کی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی، اور جب سے اُس نے تجارت کی نیت کی اس وقت سے اس کا تجارتی سال شروع ہوگا۔

مسئلہ ۳: (۳) جانوروں کے بچّوں میں اگر وہ تنہا ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ ہاں اگر اُن کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو تو پھر اُن پر بھی زکوٰۃ فرض ہو جائے گی، اور زکوٰۃ میں وہی بڑا جانور دیا جائے گا، اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ ۴: (۴) وقف کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

مسئلہ ۵: (۵) گھوڑوں پر جب وہ سائمہ ہوں اور نر و مادہ مخلوط ہوں زکوٰۃ ہے، یا تو فی گھوڑا ایک دینار یعنی پونے تین تولہ چاندی دیدے، اور یا سب کی قیمت لگا کر اسی قیمت کا چالیسواں حصہ دیدے۔

مسئلہ ۶: (۶) گدھے اور خچّر پر جبکہ تجارت کے لئے نہ ہوں زکوٰۃ فرض نہیں۔

اونٹ کا نصاب

مسئلہ ۱: (۷) یاد رکھو کہ پانچ اونٹ میں زکوٰۃ فرض ہے، اس سے کم میں نہیں، پانچ(۵) اونٹ میں ایک بکری، اور دس(۱۰) میں

(۱) لو باع السائمة في وسط الحول أو قبله بيوم فإنه يستقبل حولاً آخر. [الدرّالمختار ۳/۲۳۵] (۲) یعنی کسی جانور کے بدلے میں یا اسباب کے بدلے میں اس کو فروخت کر دیا اور اب اس جانور یا اسباب کے خریدنے کے وقت تجارت کی نیت کر لی۔ (۳) ولا في حمل وفصيل و عجول إلا تبعاً لكبير و لو واحداً، ويجب ذلك الواحد، وهلاكه يسقطها. [الدرّالمختار ۳/۲٤۵ والبحر ۲/۲٤۲ والهندية ۱/۱۹٦] (۴) وليس في سوائم الوقف (الزكوة). [الدرّالمختار ۳/۲۳٦] (۵) إذا كانت الخيل سائمةً ذكوراً وإناثا، فصا حبها بالخيار: إن شاء أعطى عن كل فرس ديناراً، وإن شاء قوّمها وأعطى عن كل مائتي درهم خمسة دراهم. [الهداية ۲/۲۱] (۶) ولا في بغال وحمير ليست للتجارة فلولها فلا كلام. [الدرّالمختار ۳/۲٤۵] (۷) ليس في أقل من خمس ذود صدقة، فإذا بلغت خمسا سائمة وحال عليها الحول، ففيها شاة إلى تسع، فإذا كانت عشرا ففيها شأتان إلى أربع عشرة، فإذا كانت خمس عشــرة ففيها ثلث شياه إلى تسع عشرة، فإذا كانت عشرين ففيها أربع شياه إلى أربع و عشرين، فإذا بلغت خمسا وعشرين ففيها بنت مخاض، وهي التي طعنت في الثانية إلى خمس وثلثين، فإذا كانت ستا وثلثين ففيها بنت لبون، وهي التي طعنت=

دو۔ اور پندرہ[15] میں تین، اور بیس[20] میں چار بکری دینا فرض ہے، خواہ نر ہو یا مادہ، مگر ایک سال سے کم نہ ہو، اور درمیان میں کچھ نہیں، پھر پچیس[25] اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو دوسرا برس شروع ہو۔ اور چھبیس[26] سے پینتیس[35] تک کچھ نہیں، پھر چھتیس[36] اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو تیسرا برس شروع ہو چکا ہو، اور سینتیس[37] سے پینتالیس[45] تک کچھ نہیں، پھر چھیالیس[46] اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو چوتھا برس شروع ہو، اور سینتالیس[47] سے ساٹھ[60] تک کچھ نہیں، پھر اکسٹھ[61] اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو پانچواں[5] برس شروع ہو، اور باسٹھ[62] سے پچھتر[75] تک کچھ نہیں، پھر چھہتر[76] اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو تیسرا برس شروع ہو، اور ستتر[77] سے نوے[90] تک کچھ نہیں، پھر اکیانوے[91] اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو چوتھا برس شروع ہو، اور بانوے[92] سے ایک سو بیس[120] تک کچھ نہیں، پھر جب ایک سو بیس[120] سے زیادہ ہو جائیں تو پھر نیا حساب کیا جائے گا یعنی اگر چار زیادہ ہیں تو کچھ نہیں، جب زیادتی پانچ تک پہنچ جائے، یعنی ایک سو پچیس[125] ہو جائیں تو ایک بکری اور دو وہ اونٹنیاں جن کو چوتھا سال شروع ہو جائے، اسی طرح ہر پانچ میں ایک بکری بڑھتی رہے گی ایک سو چوالیس[144] تک، اور ایک سو پینتالیس[145] ہو جائیں تو ایک دوسرے① برس والی اونٹنی اور دو تین برس والی ایک سو انچاس[149] تک، اور جب ایک سو پچاس[150] ہو جائیں تو تین اونٹنیاں چوتھے برس والی واجب ہوں گی، جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو پھر نئے سرے سے حساب ہوگا یعنی پانچ اونٹوں میں چوبیس[24] تک فی پانچ اونٹ ایک بکری تین چوتھے برس والی اونٹنی کے ساتھ، اور پچیس[25] میں ایک دوسرے برس والی اونٹنی، اور چھتیس[36] میں ایک تیسرے برس والی اونٹنی، پھر جب ایک سو چھیانوے[196] ہو جائیں تو چار تین برس والی اونٹنی دو سو تک، پھر جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو ہمیشہ اسی طرح حساب چلے جیسا کہ ڈیڑھ سو[150] کے بعد سے چلا ہے۔

=في الثالثة إلى خمس وأربعين، فإذا كانت ستاوأربعين ففيها حقة، وهي التي طعنت في الرابعة الى ستين، فإذا كانت إحدى وستين ففيها جذعة، وهي التي طعنت في الخامسة إلى خمس وسبعين، فإذاكانت ستا وسبعين ففيها بنتا لبون إلى تسعين، فإذاكانت إحدى و تسعين ففيها حقتان إلى مائة وعشرين، ثم إذا زادت على مائة وعشرين تستأ نف الفريضة، فيكون في الخمس شاة مع الحقتين، وفي العشر شاتان، وفي خمس عشرة ثلث شياه، وفي العشرين أربع، وفي خمس وعشرين بنت مخاض إلى مائة وخمسين، فيكون فيها ثلث حقاق، ثم تستأنف الفريضة، فيكون في الخمس شياه وفي العشر شاتان، وفي خمس عشر ثلث شياه، وفي العشرين أربع شياه، وفي خمس وعشرين بنت مخاض، وفي ست وثلثين بنت لبون، فإذا بلغت مائة وستا وتسعين، ففيها أربع حقاق إلى مائتين، ثم تستأنف الفريضةُ أبداً كما تستأنف في الخمسين التي بعد المائة والخمسين. [الهداية ١/ ١٣ – ١٥ والدّرالمختار ٣/ ٢٣٧ والبحر ٢/ ٣٣٥] ① بجائے لفظ دو برس کے اس مرتبہ لفظ دوسرے برس درج کیا گیا۔

مسئلہ: ① اونٹ کی زکوٰۃ میں اگر اونٹ دیا جائے تو مادہ ہونا چاہئے، البتہ نر اگر قیمت میں مادہ کے برابر ہو تو درست ہے۔

گائے اور بھینس کا نصاب

گائے ② اور بھینس دونوں ایک قسم میں ہیں، دونوں کا نصاب بھی ایک ہے، اور اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملا لیں گے مثلاً بیس گائے ہوں اور دس بھینسیں تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کر لیں گے، مگر زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جس کی تعداد زیادہ ہو، یعنی اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں گائے دی جائے گی اور اگر بھینس زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں بھینس دی جائے گی۔ اور جو دونوں برابر ہوں تو قسم اعلیٰ میں جو جانور کم قیمت کا ہو، یا قسم ادنیٰ میں جو جانور زیادہ قیمت کا ہو دیا جائے گا۔ پس تیس گائے بھینس میں ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو نر ہو یا مادہ ہو، تیس سے کم میں کچھ نہیں اور تیس کے بعد انتالیس تک بھی کچھ نہیں چالیس گائے بھینس میں پورے دو برس کا بچہ نر ہو یا مادہ، اکتالیس سے اُنسٹھ تک کچھ نہیں، جب ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک برس کے دو بچے دیئے جائیں گے، پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک برس کا بچہ۔ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ۔ مثلاً ستر ہو جائیں تو ایک ایک برس کا بچہ اور ایک دو برس کا بچہ۔ کیونکہ ستر میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا۔ اور جب اسّی ہو جائیں تو دو برس کے دو بچے۔ کیونکہ اسّی میں چالیس کے دو نصاب ہیں۔ اور نوّے میں ایک ایک برس کے تین بچے۔ کیونکہ نوّے میں تیس کے تین نصاب ہیں۔ اور سَو میں دو بچے ایک ایک برس کے اور

---

① ولا تجزىء ذكور الإبل إلا بالقيمة للإناث. [الدّرالمختار ۳/۲٤۰] ② نصاب البقر والجاموس (ويكمل به نصاب البقر، وتؤخذ الزكوة من أغلبها، وعند الاستواء يوخذ أعلى الأدنى وأدنى الأعلى) ثلثون سائمة، (ذكوراً كانت أو إناثا، وكذا الجواميس) غير مشتركة وفيها تبيع؛ لأنه يتبع أمه ذو سنة كاملة، أو تبيعة أنثاه، وفي أربعين مسن ذو سنتين أو مسنة، وفيما زاد على الأربعين بحسابه في ظاهر الرواية عن الإمام (أي: لا يكون عفوا بل يحسب إلى ستين، ففي الواحدة الزائدة ربع عشر مسنة، وفي الثنتين نصف عشر مسنة) وعنه لاشيء فيما زاد إلى ستين، ففيها ضعف مافي ثلثين، وهو قولهما والثلاثة، وعليه الفتوى، ثم في كل ثلثين تبيع، وفي كل أربعين مسنة، فيتغير الواجب بكل عشرة، ففي سبعين تبيع ومسنة، وفي ثمانين مسنتان، وفي تسعين ثلاث أتبعة، وفي مائة تبيعان ومسنة، إلا إذا تداخلا كمائة وعشرين، فخيّر بين أربع أتبعة وثلث مسنات، وهكذا أي: الحكم على هذا المنوال، ففي مائتين وأربعين ثمانية أتبعة أو ست مسنات. [الدرّالمختار وردّالمحتار ۳/۲٤۱ والهداية ۲/۱۷]

ایک بچّہ دو برس کا۔ کیونکہ سَو میں دو نصاب تیس[۳۰] تیس[۳۰] کے اور ایک نصاب چالیس[۴۰] کا ہے۔ ہاں جہاں کہیں دونوں نصابوں کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہو وہاں اختیار ہے چاہے جس کا اعتبار کریں، مثلاً ایک سو بیس[۱۲۰] میں چار نصاب تو تیس[۳۰] کے ہیں، اور تین نصاب چالیس[۴۰] کے، پس اختیار ہے کہ تیس[۳۰] کے نصاب کا اعتبار کر کے ایک ایک برس کے چار بچّے دیں، یا چالیس[۴۰] کے نصاب کا اعتبار کر کے دو دو برس کے تین بچّے دیں۔

بکری بھیڑ کا نصاب

زکوٰۃ[①] کے بارے میں بکری بھیڑ سب یکساں ہیں، خواہ بھیڑ دُمدار ہو جس کو دُنبہ کہتے ہیں یا معمولی ہو۔ اگر دونوں کا نصاب الگ الگ پورا ہو تو دونوں کی زکوٰۃ[②] ساتھ دی جائے گی اور مجموعہ ایک نصاب ہوگا، اور اگر ہر ایک کا نصاب پورا نہ ہو، مگر دونوں کے ملا لینے سے نصاب پورا ہو جاتا ہے تب بھی دونوں کو ملا لیں گے۔ اور جو زیادہ ہوگا تو زکوٰۃ میں وہی دیا جائے گا، اور دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے، چالیس[۴۰] بکری یا بھیڑ سے کم میں کچھ نہیں۔ چالیس[۴۰] بکری یا بھیڑ میں ایک بکری یا بھیڑ۔ چالیس[۴۰] کے بعد ایک سو بیس[۱۲۰] تک زائد میں کچھ نہیں۔ پھر ایک سو اکیس[۱۲۱] میں دو بھیڑ یا بکریاں، اور ایک سو بائیس[۱۲۲] سے دو سَو[۲۰۰] تک زائد کچھ نہیں، پھر دو سَو[۲۰۰] ایک میں تین بھیڑ یا بکریاں، پھر تین سو ننانوے[۳۹۹] تک زائد کچھ نہیں، پھر چار سَو[۴۰۰] میں چار بکریاں یا بھیڑیں، پھر چار سَو[۴۰۰] سے زیادہ میں ہر سَو[۱۰۰] میں ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ دینا ہوگی، سَو[۱۰۰] سے کم میں کچھ نہیں۔

مسئلہ: بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نَر مادہ کی قید نہیں، ہاں ایک سال سے کم کا بچّہ نہ ہونا چاہئے، خواہ بھیڑ ہو یا بکری۔

---

① نصاب الغنم (ضأناً أو معزاً فإنهما سواء في تكميل النصاب) أربعون، وفيها شاة، تعم الذكور والإناث. وفي مائة وإحدیٰ وعشرين شاتان، وفي مأتين وواحدة ثلث شياه، وفي أربع مائة أربع شياه، وما بينهما عفو، ثم بعد بلوغها أربع مائة في كل مائة شاة إلى غير نهاية، ويؤخذ في زكوتها أي الغنم الثني من الضأن والمعز، وهو ماتمت له سنة لا الجذع بالقيمة، وهو ما أتى عليه أكثرها. [الدّرالمختار ۳/۲۴۲ والهداية ۲/۱۹]

② اس مسئلہ میں بہت سی تحقیق کے بعد منقح ہو گیا کہ اس صورت میں بھی مجموعہ کو ایک ہی قسم قرار دے کر ایک قسم میں جو زکوٰۃ واجب ہوتی ہے وہی مجموعہ پر ہوگی، مثلاً چالیس بکری ہیں اور چالیس بھیڑ تو ایسا ہی ہوگا جیسے اسّی بکریاں یا اسّی بھیڑ ہوں، اور زکوٰۃ میں ایک ہی واجب ہوگی، لیکن اگر بکری دے گا تو ادنیٰ درجہ کی اور اگر بھیڑ دے گا تو اعلیٰ درجہ کی، غرض اس کو دو نصاب نہ کہیں گے اور دو جانور واجب نہ کہیں گے جیسا کہ ''المغتنم في زكوٰة الغنم'' میں اس کی تفصیل مذکور ہے (محشی)

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ: اگر کوئی شخص حرام[۱] مال کو حلال کے ساتھ ملا دے تو سب کی زکوٰۃ اُس کو دینا ہوگی۔[۲]

مسئلہ۲: اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی، ہاں اگر وہ وصیّت کر گیا ہو تو اس کے تہائی مال میں سے زکوٰۃ لے لی جائے گی، گو یہ تہائی پوری زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے، اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دیدیں لے لیا جائے گا۔[۳]

مسئلہ۳: اگر ایک سال کے بعد قرض خواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کر دے، تو قرض خواہ پر زکوٰۃ اس ایک سال کی نہ دینا پڑے گی، ہاں اگر وہ مدیون مالدار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا اور دائن کو زکوٰۃ دینا پڑے گی، کیونکہ زکوٰتی مال کے ہلاک کر دینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔[۴]

مسئلہ۴: فرض وواجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت میں مستحب ہے جبکہ مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں سے زائد ہو، ورنہ مکروہ ہے۔ اسی طرح اپنے کُل مال کا صدقہ دے دینا بھی مکروہ ہے، ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکّل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو اور اہل عیال کو بھی تکلیف کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔[۵]

مسئلہ۵: اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا جائے اور وہ شوہر کے گھر میں رخصت کر دی جائے، تو اگر وہ (لڑکی)[۶]

---

① ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه، فتجب الزكوٰة فيه ويورث عنه. [الدّرالمختار و الشامية ۲۵۸/۳ والبحر ۳۵۲/۲] ② یعنی حرمت احدالمالین مانع زکوٰۃ نہیں ہے، لیکن اگر کوئی اور وجہ مانع ہو تو یہ دوسری بات ہے۔ (تصحیح الاغلاط) ③ ولا تؤخذ من تركته بغير وصية؛ لفقد شرطها وهو النية، وإن أوصى بها اعتبر من الثلث، إلا أن يجيز الورثة. [الدّرالمختار ۲۶۵/۳]

④ ولوأبرأ رب الدَّين المديون بعد الحول فلا زكوٰة، سواء كان الدين قوياً أو لا، وقيده في المحيط بالمعسر و أما الموسر فهو استهلاك. [الدّرالمختار ۲۸۳/۳ والبحر ۳۲۸/۲] ⑤ اعلم أن الصدقة تستحب بفاضل عن كفايته و كفاية من يمونه و إن تصدق بما ينقص مؤنة من يمونه أثم، ومن أراد التصدق بما له كله وهو يعلم من نفسه حسن التوكل والصبر عن المسألة فله ذلك، وإلا فلا يجوز ويكره لمن لا صبرله على الضيق أن ينقص نفقة نفسه عن الكفاية التامة. [ردّالمحتار ۳۶۰/۳]

⑥ (لوزوّج طفلته) أي الفقيرة إذ صدقة الغنية في مالها تزوجت أولا (الصالحة لخدمة الزوج) لو سلمت لزوجها لاتجب فطرتها على أبيها لعدم المؤنة، فأفاد تقييد المسئلة بقيدين: صلاحيتها للخدمة، وتسليمها للزوج. (ثم قال:) فلا فطرة، أما عليها فلفقرها، وأما على زوجها فلما سيأتي في قوله: "لاعن زوجته" وأما على أبيها فلأنه لايمونها وإن ولي عليها. [الدّرالمختار وردّالمحتار ۳۶۸/۳ والبحر ۳۹۹/۲]

مالدار ہے تب تو اس کے مال میں صدقۂ فطر واجب ہے۔ اور اگر مالدار نہیں تو دیکھنا چاہئے کہ اگر قابلِ خدمت شوہر کے یا اس کی موانست کے ہے، تو اس کا صدقہ فطر نہ باپ پر واجب ہے نہ شوہر پر نہ خود اس پر، اور اگر وہ قابل خدمت اور قابل موانست کے نہیں ہے، تو اس کا صدقۂ فطر اس کے باپ کے ذمّے واجب رہے گا، اور اگر شوہر گھر کے میں رخصت نہیں کی گئی، تو گو وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست ہو، ہر حال میں اس کے باپ پر اس کا صدقۂ فطر واجب ہوگا۔

تتمّہ حصہ سوم اصلی بہشتی زیور کا تمام ہوا۔ حصہ چہارم کا تتمّہ نہیں ہے۔ آگے تتمّہ حصہ پنجم کا شروع ہوتا ہے۔

تتمّہ حصہ پنجم اصلی بہشتی زیور (۱)

بالوں کے متعلق احکام

مسئلہ: (۲) پورے سر پر بال رکھنا نرمہ گوش تک یا کسی قدر اس سے نیچے سُنّت ہے، اور اگر سر منڈائے تو پورا سر منڈوا دینا سنت ہے، اور کتروانا بھی درست ہے، مگر سب کتروانا اور آگے کی طرف کسی قدر بڑے رکھنا جو کہ آج کل کا فیشن ہے جائز نہیں، اور اسی طرح کچھ حصہ منڈوانا کچھ رہنے دینا درست نہیں، اسی سے معلوم ہوگیا ہوگا کہ آج کل بابری رکھنی، یا چندوا کھلوانے، یا اگلے حصہ سر کے بال بغرض گلائی بنوانے کا جو دستور ہے درست نہیں۔

مسئلہ۲: (۳) اگر بال بہت بڑھا لئے تو عورتوں کی طرح جوڑا باندھنا درست نہیں۔

مسئلہ۳: (۴) عورت کو سر مُنڈانا یا بال کتروانا حرام ہے، حدیث میں لعنت آئی ہے۔

مسئلہ۴: (۵) لبوں کا کتروانا اس قدر کہ لب کے برابر ہو جائیں سُنّت ہے، اور مُنڈانے میں اختلاف ہے، بعضے بدعت کہتے ہیں، بعضے اجازت دیتے ہیں، لہٰذا نہ منڈانے ہی میں احتیاط ہے۔

مسئلہ۵: (۶) مونچھ دونوں طرف دراز رہنے دینا درست ہے، بشرطیکہ لبیں دراز نہ ہوں۔

مسئلہ۶: (۷) ڈاڑھی منڈانا، کتروانا حرام (۸) ہے، البتہ ایک مُشت سے جو زائد ہو اس کا کتروا دینا درست ہے۔ اسی طرح چاروں طرف سے تھوڑا تھوڑا لے لینا کہ سڈول اور برابر ہو جائے درست ہے۔

---

(۱) اس حصہ کا تمام مضمون ''صفائی معاملات'' مصنفہ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے ماخوذ ہے۔ (محشی) (۲) أن السنة في شعر الرأس إما الفرق أوالحلق، وذكرا لطحاوي أن الحلق سنة، ويكره القزع وهو أن يحلق البعض ويترك البعض قطعاً مقدار ثلاثة أصابع. [ردّ المحتار ۹/۶۷۲ والهندية ۵/۴۳۷] (۳) ويرسل شعره من غير أن يفتله، وإن فتله فذلك مكروه. [الدّرالمختار ۹/۶۷۲ والهندية ۵/۴۳۷] (۴) قطعت شعر رأسها أثمت ولعنت. [الدّر المختار ۹/۶۷۱] (۵) حلق الشارب بدعة، وقيل سنة، والقص منه حتى يوازي الحرف الأعلى من الشفة العليا سنة بالإجماع. [ردّ المحتار ۹/۶۷۱] (۶) كان بعض السلف يترك سباليه، وهما: أطراف الشوارب. [الهندية ۵/۴۳۷ وردّالمحتار ۹/۶۷۲] (۷) لابأس بأخذ أطراف اللحية، والسنة فيها القبضة، وهو أن يقبض الرجل لحيته فما زاد فيها على قبضته قطعه. [ردّ المحتار ۹/۶۷۱ والهندية ۵/۴۳۸] يحرم على الرجل قطع لحيته. [الدّر المختار ۹/۶۷۲] (۸) ڈاڑھی رکھنا واجب ہے، جو ڈاڑھی منڈاتا یا کٹاتا ہو اس کی شہادت بھی قبول نہیں کی جائے گی، ڈاڑھی مرد کی زینت ہے،=

مسئلہ ۷: (۱) رُخسارے کی طرف جو بال بڑھ جاویں ان کو برابر کر دینا یعنی خط بنوانا درست ہے، اسی طرح اگر دونوں ابرو کسی قدر لے لی جاویں اور درست کر دی جاویں یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ ۸: (۲) حلق کے بال منڈوانا نہ چاہئے، مگر ابو یوسف سے منقول ہے کہ اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ ۹: (۳) ریش بچّہ کے جانبین لبِ زیرین کے بال منڈوانے کو فقہاء نے بدعت لکھا ہے، اس لئے نہ منڈوانا چاہئے۔ اسی طرح گدّی کے بال بنوانے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

مسئلہ ۱۰: (۴) بغرض زینت سفید بال کا چننا ممنوع ہے، البتہ مجاہد کو دشمن پر رعب و ہیبت ہونے کے لئے دور کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۱: (۵) ناک کے بال اُکھیڑنا نہ چاہئے، قینچی سے کتر ڈالنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۲: (۶) سینہ اور پُشت کے بال بنانا جائز ہے، مگر خلافِ ادب اور غیرِ اولیٰ ہے۔

مسئلہ ۱۳: (۷) موئے زیرِ ناف میں مرد کے لئے استرے سے دُور کرنا بہتر ہے۔ مونڈتے وقت ابتدا ناف کے نیچے سے کرے، اور ہڑتال وغیرہ کوئی اور دوا لگا کر زائل کرنا بھی جائز ہے اور عورت کے لئے موافق سُنّت کے یہ ہے کہ چٹکی یا چمٹی سے دُور کرے، اُسترہ نہ لگے۔

مسئلہ ۱۴: (۸) موئے بغل میں اولیٰ تو یہ ہے کہ موچنے وغیرہ سے دور کئے جائیں اور اُسترے سے منڈوانا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۱۵: اس کے علاوہ اور تمام بدن کے بالوں کا مونڈنا، رکھنا دونوں درست ہے۔ (ق)

مسئلہ ۱۶: (۹) پَیر کے ناخن دُور کرنا بھی سُنّت ہے، البتہ مجاہد کے لئے دارُالحرب میں ناخن اور مونچھ نہ کٹوانا مستحب ہے۔

=تمام انبیاء علیہم السلام رکھتے تھے، ایک مٹھی یعنی چار انگل ڈاڑھی واجب ہے، اس سے کم کرنا گناہ ہے۔ (ف) (۱) ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه مالم يشبه المخنث. [ردّ المحتار ٩/٦٧٠ والهندية ٥/٤٣٨] (۲) ولا يحلق شعر حلقه، وعن أبي يوسف: لابأس به. [ردّالمحتار ٩/٦٧١ والهندية] (۳) نتف الفنبكين بدعة، وهما جانبا العنفقة: وهي شعر الشفة السفلى. [ردّالمحتار ٩/٦٧٠ والهندية ٥/٤٣٨] (۴) نتف الشيب مكروه للتزين لا لترهيب العدو. [الهندية ٥/٤٣٩] (۵)، (۶) ولا ينتف أنفه، وفي حلق شعر الصدر والظهر ترك الأدب. [ردّ المحتار ٩/٦٧١ والهندية ٥/٤٣٨] (۷) ويستحب حلق عانته، ويبتدئ من تحت السرة، ولو عالج بالنورة يجوز، والسنة في عانة المرأة النتف. [ردّ المحتار ٩/٦٧١] (۸) ويجوز فيه الحلق، والنتف أولى. [الدّر المختار ٩/٦٧٠] (۹) ويستحب قلم أظافيره إلا لمجاهد في دارالحرب، فيستحب توفير شاربه وأظفاره. [الدّر المختار ٩/٦٦٨]

مسئلہ ۱۷:① ہاتھ کے ناخن اس ترتیب سے کتروانا بہتر ہے: دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور چھنگلیا تک بہ ترتیب کتروا کر پھر بائیں چھنگلیا، پھر بہ ترتیب کٹوا دے اور دائیں انگوٹھے پر ختم کرے، اور پَیر کی انگلیوں میں دائیں چھنگلیا سے شروع کر کے بائیں چھنگلیا پر ختم کرے، یہ ترتیب بہتر ہے اور اولیٰ ہے، اس کے خلاف بھی درست ہے۔

مسئلہ ۱۸:② کٹے ہوئے ناخن اور بال دفن کر دینا چاہئے، دفن نہ کرے تو کسی محفوظ جگہ پر ڈال دے، مگر نجس گندی جگہ پر نہ ڈالے، اس سے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

مسئلہ ۱۹:③ ناخن کا دانت سے کاٹنا مکروہ④ ہے، اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۲۰:⑤ حالتِ جنابت میں بال بنانا، ناخن کاٹنا، موئے زیرِ ناف وغیرہ دُور کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۱:⑥ ہر ہفتے میں ایک مرتبہ موئے زیرِ ناف، موئے بغل، لبیں اور ناخن وغیرہ دُور کر کے نہا دھو کر صاف ستھرا ہونا افضل ہے، اور سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے کہ قبل نماز جمعہ فراغت کر کے نماز کو جائے۔ ہر ہفتہ میں نہ ہو تو پندرہویں دن سہی، انتہا درجہ چالیسویں دن، اس کے بعد رخصت نہیں۔ اگر چالیس دن گذر گئے اور امور مذکورہ سے صفائی حاصل نہ کی تو گنہگار ہوگا۔

شفعہ کا بیان

مسئلہ ۱:⑦ جس وقت شفیع کو خبر بیع کی پہنچی اگر فوراً منہ سے نہ کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو شفعہ باطل ہو جائے گا، پھر اس

---

① قلموا أظفاركم بالسنة والأدب،...... وبيانه بدأ بمسبحته اليمنى إلى الخنصر، ثم بخنصر اليسرى إلى الإبهام، وختم بإبهام اليمنى،...... والأولى: تقليمها كتخليلها، يعني يبدأ بخنصر رجله اليمنى، ويختم بخنصره اليسرى. [ردّ المحتار ۹/۶۶۹]

② فإذا قلم أظفاره أوجز شعره ينبغي أن يدفنه، فإن رمى به فلا بأس، وإن ألقاه في الكنيف أوفي المغتسل كره؛ لأنه يورث داء. [ردّ المحتار ۹/۶۶۸ والهندية ۵/۴۳۸] ③ قلمها بالأسنان مكروه، يورث البرص. [ردّ المحتار ۹/۶۶۸]

④ پس یہ کراہت طبّی ہے جس سے بچنا اچھا ہے۔ (محشی) ⑤ حلق الشعر في حالة الجنابة مكروه، وكذاقص الأظافير. [الهندية ۵/۴۳۸] ⑥ الأفضل أن يقلم أظفاره ويحفي شاربه ويحلق عانته وينظف بدنه بالاغتسال في كل أسبوع مرة، فإن لم يفعل ففي كل خمسة عشر يوماً، ولا يعذر في تركه وراء الأربعين، ويستحق الوعيد. [الهندية ۵/۴۳۷ و ردّ المحتار ۹/۶۷۱]

⑦ وهذا الطلب لا بدمنه، حتى لو تمكن ولو بكتاب أورسول ولم يشهد بطلت شفعته. [الدّر المختار ۹/۳۷۵] أخبر=

شخص کو دعویٰ کرنا جائز نہیں، حتیٰ کہ اگر شفیع کے پاس خط پہنچا، اور اس کے شروع میں یہ خبر لکھی ہے کہ فلاں مکان فروخت ہوا، اور اُس وقت اُس نے زبان سے نہ کہا کہ میں شفعہ لوں گا، یہاں تک کہ تمام خط پڑھ گیا، اور پھر کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو اس کا شفعہ باطل ہوگیا۔

مسئلہ ۲: ① اگر شفیع نے کہا کہ مجھ کو اتنا روپیہ دو تو اپنے حقِ شفعہ سے دستبردار ہو جاؤں، تو اس صورت میں چونکہ اپنا حق ساقط کرنے پر رضامند ہوگیا اس لئے شفعہ تو ساقط ہوا، لیکن چونکہ یہ رشوت ہے اسلیئے روپیہ لینا دینا حرام ہے۔

مسئلہ ۳: ② اگر ہنوز حاکم نے شفعہ نہیں دلایا تھا کہ شفیع مر گیا، اس کے وارثوں کو شفعہ نہ پہنچے گا، اور اگر خریدار مر گیا، شفعہ باقی رہے گا۔

مسئلہ ۴: ③ شفیع کو خبر پہنچی کہ اس قدر قیمت کا مکان بِکا ہے اُس نے دستبرداری کی۔ پھر معلوم ہوا کہ کم قیمت کا بِکا ہے، اُس وقت شفعہ لے سکتا ہے، اسی طرح پہلے سنا تھا کہ فلاں شخص خریدار ہے پھر سُنا کہ نہیں بلکہ دوسرا خریدار ہے، یا پہلے سُنا تھا کہ نصف بِکا ہے، پھر معلوم ہوا کہ پورا بِکا ہے، ان صورتوں میں پہلی دستبرداری سے شفعہ باطل نہ ہوگا۔

مُزارعت یعنی کھیتی کی بٹائی اور مُساقاۃ یعنی پھل کی بٹائی کا بیان

مسئلہ ۱: ④ ایک شخص نے خالی زمین کسی کو دے کر کہا کہ تم اس میں کھیتی کرو جو پیدا ہوگا اس کو فلاں نسبت سے تقسیم کرلیں گے یہ مزارعت ہے اور جائز ہے۔

مسئلہ ۲: ⑤ ایک شخص نے باغ لگایا اور دوسرے شخص سے کہا کہ تم اس باغ کو سینچو، خدمت کرو، جو پھل آوے گا خواہ

=بكتاب والشفعة في أوله أو وسطه وقرأه إلى آخره بطلت. [ردّ المحتار ٣٧٤/٩ والهندية ٢١٤/٥] ① وإن صالح من الشفعة على عوض بطلت الشفعة ورد العوض؛ لأن حق الشفعة ثبت بخلاف القياس؛ لدفع الضرر فلا يظهر ثبوته في حق الاعتياض، ولا يتعلق إسقاطه بالجائز من الشرط فبالفاسد أولى. [الهندية ٣٣/٤ والهداية ٥٠/٧] ② ويبطلها موت الشفيع قبل الأخذ بعد الطلب أوقبله، ولاتورث، لايبطلها موت المشتري. [الدّر المختار ٤٠١/٩ والهداية ٥٠/٧] ③ وإذابلغ الشفيع أنها بيعت بألف درهم وسلم، ثم علم أنها بيعت بأقل أوبحنطة أو شعير، قيمتها: ألف أو أكثر، فتسليمه باطل، وله الشفعة،...... وإذاقيل له: إن المشتري فلان، فسلم الشفعة،...... ثم علم أنه غيره، فله الشفعة،...... ولو بلغه شراء النصف فسلم، ثم ظهر شراء الجميع، فله الشفعة. [الهداية ٥٢/٧] ④ وفي الشريعة: هي: عقد على الزرع ببعض الخارج، وهي جائزة. [الهداية ٩٩/٧ والدّر المختار ٤٥٦/٩ والهندية ٢٩١/٥] ⑤ المساقاة بجزء من الثمر...... جائزة، إذا ذكر مدة معلومة، وسمي جزء من الثمر مشاعا،=

ایک دو سال، یا دس بارہ سال تک نصفا نصف، یا تین تہائی تقسیم کرلیا جاوے گا یہ مساقاۃ ہے اور یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۳:[1] مزارعت کی درستی کے لئے بارہ شرطیں ہیں:۔

۱: زمین کا قابلِ زراعت ہونا۔

۲: زمیندار وکسان کا عاقل و بالغ ہونا۔

۳: مدّتِ زراعت کا بیان کرنا۔

۴: بیج کا بیان کردینا کہ زمیندار کا ہوگا یا کسان کا۔

۵: جنسِ کاشت کا بیان کردینا کہ گیہوں ہونگے یا جَو مثلاً۔

۶: کسان کے حصے کا ذکر ہوجانا کہ کُل پیداوار میں کس قدر ہوگا۔

۷: زمین کو خالی کرکے کسان کے حوالہ کرنا۔

۸: زمین کی پیداوار میں کسان اور مالک کا شریک رہنا۔

۹: زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ امور دوسرے کے ہونے، یا ایک کی فقط زمین اور باقی چیزیں دوسرے کے متعلق ہوں۔

مسئلہ ۴:[2] اگر ان شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو مزارعت فاسد ہوجائے گی۔

مسئلہ ۵:[3] مزارعت فاسدہ میں سب پیداوار بیج والے کی ہوگی اور دوسرے شخص کو اگر وہ زمین والا ہے تو زمین کا کرایہ موافق دستور کے ملے گا، اور اگر وہ کاشتکار ہے تو مزدوری موافق دستور کے ملے گی، مگر یہ مزدوری اور کرایہ اس

=والمساقاة: هي المعاملة في الأشجار۔ [الهداية ۱۱۷/۷ والدّرالمختار ۴۷۶/۹] (۱) وعندهما تصح بشروط ثمانية، صلاحية الأرض للزراعة وأهلية العاقدين، وذكر المدة، وذكر رب البذر، و ذكر جنسه، وذكر قسط العامل الآخر، وبشرط التخلية بين الأرض ولومع البذر والعامل، وبشرط الشركة في الخارج، وكذا صحت لو كان الأرض له والباقي لآخر، والعمل له والباقي للآخر، فهذه الثلاثة جائزة. [الدّر المختار ۴۵۸/۹] (۲) فتبطل إن شرط لأحدهما قفزان مسماة إلخ، وبطلت في أربعة أوجه إلخ. [الدّر المختار ۴۶۰/۹] (۳) وإن فسدت المزارعة فالخارج لرب البذر، ويكون للآخر أجر مثل عمله أوأرضه، ولا يزاد على الشرط. [الدّر المختار ۴۶۵/۹ والهداية ۱۰۷/۷]

قدر سے زیادہ نہ دیا جائے گا جو آپس میں دونوں کے ٹھہر چکا تھا، یعنی اگر مثلاً آدھا آدھا حصہ ٹھہرا تھا تو کُل پیداوار کا نصف سے زیادہ نہ دیا جائے گا۔

مسئلہ ۶: ① بعد معاملۂ مزارعت کے اگر دونوں میں سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے تو اس سے بزور کام لیا جائے گا، لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو اُس پر زبردستی نہ کی جائے گی۔

مسئلہ ۷: ② اگر دونوں عقد کرنے والوں میں سے کوئی مر جائے تو مزارعت باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ ۸: ③ اگر مدّتِ معینہ مزارعت کی گذر جائے اور کھیتی پکّی نہ ہو، تو کسان کو زمین کی اُجرت ان زائد دنوں کے عوض میں اس جگہ کے دستور کے موافق دینی ہوگی۔

مسئلہ ۹: ④ بعض جگہ دستور ہے کہ بٹائی کی زمین میں جو غلہ پیدا ہوتا ہے اس کو تو حسب معاہدہ باہم تقسیم کر لیتے ہیں، اور جو اجناس چری وغیرہ پیدا ہوتی ہے تو اس کو تقسیم نہیں کرتے، بلکہ بیگھوں کے حساب سے کاشتکار سے نقد لگان وصول کرتے ہیں، سو ظاہراً تو بوجہ اس کے کہ یہ شرط خلافِ مزارعت ہے ناجائز معلوم ہوتی ہے، مگر اس تاویل سے کہ اس قسم کی اجناس کو پہلے ہی سے خارج از مزارعت کہا جائے، اور باعتبار عرف کے معاملہ سابقہ میں یوں تفصیل کی جائے کہ دونوں کی مُراد یہ تھی کہ فلاں اجناس میں عقد مزارعت کرتے ہیں، اور فلاں اجناس میں زمین بطور اجارہ کے دی جاتی ہے، اس طرح جائز ہوسکتا ہے، مگر اس میں جانبین کی رضامندی شرط ہے۔

مسئلہ ۱۰: ⑤ بعض زمینداروں کی عادت ہے کہ علاوہ اپنے حصہ بٹائی کے کاشتکار کے حصہ میں سے کچھ اور حقوق ملازموں اور کمینوں کے بھی نکالتے ہیں، سو اگر بالمقطع ٹھہرالیا کہ ہم دو من یا چار من ان حقوق کا لیں گے یہ تو ناجائز ہے، اور اگر اس طرح ٹھہرالیا کہ ایک من میں ایک سیر مثلاً، یہ درست ہے۔

مسئلہ ۱۱: ⑥ بعض لوگ اس کا تصفیہ نہیں کرتے کہ کیا بویا جائے گا، پھر بعد میں تکرار وقضیہ ہوتا ہے یہ جائز نہیں، یا تو

---

① ويجبر من أبي عن المضي إلا رب البذر فلا يجبر. [الدّر المختار ۹/٤٦٥ والهداية ۷/۱۰۹] ② وإذا مات أحد المتعاقدين بطلت المزارعة. [الهداية ۷/۱۱۰] ③ فإن مضت المدة قبل إدراك الزرع، فعلى العامل أجر مثل نصيبه من الأرض إلى إدراكه. [الدّر المختار ۹/٤٦٧ والهداية ۷/۱۱۲] ④ هكذا يستنبط من الدرو الشامية. [۵/۱۹۷] ⑤ تفصيله في الفتاوىٰ الهندية. [۵/۲۹۷] ⑥ وأما الذي يرجع إلى المزروع فهو أن يكون معلوماً، وهو أن يبين ما زرع إلا إذا قال له: ازرع فيها ما شئت، فيجوز له أن يزرع ماشاء. [الهندية ۵/۲۹۱]

اس تخم کا نام تصریحاً لے لے، یا عام اجازت دیدے کہ جو چاہے بونا۔

مسئلہ ۱۲: ① بعض جگہ رسم ہے کہ کاشتکار زمین میں تخم پاشی کر کے دوسرے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے، اور یہ شرط ٹھہرتی ہے کہ تم اس میں محنت و خدمت کرو، جو کچھ حاصل ہوگا ایک تہائی مثلاً ان محنتیوں کا ہوگا، سو یہ بھی مزارعت ہے، جس جگہ زمیندار اصلی اس معاملہ کو نہ روکتا ہو وہاں جائز ہے، ورنہ جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۳: اس اوپر کی صورت میں بھی مثل صورتِ سابقہ عرفاً تفصیل ہے، بعض اجناس تو ان عاملوں کو بانٹ دیتے ہیں اور بعض میں فی بیگھہ کچھ نقد دیتے ہیں، پس اس میں بھی ظاہراً وہی شبہ عدم جواز کا اور وہی تاویل جواز کی جاری ہے۔ (ق)

مسئلہ ۱۴: ② اجارہ یا مزارعت میں بارہ سال یا کم و بیش مدّت تک زمین سے منتفع ہو کر موروثیت کا دعویٰ کرنا، جیسا اس وقت رواج ہے محض باطل اور حرام اور ظلم و غصب ہے، بدون طیبِ خاطر مالک کے ہرگز اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔ اگر ایسا کیا تو اس کی پیداوار بھی خبیث ہے اور کھانا اس کا حرام ہے۔

مسئلہ ۱۵: ③ مساقاۃ کا حال سب باتوں میں مثل مزارعت کے ہے۔

مسئلہ ۱۶: ④ اگر پھل لگے ہوئے درخت پرورش کو دے، اور پھل ایسے ہوں کہ پانی دینے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہوں تو درست ہے، اور اگر ان کا بڑھنا پورا ہو چکا ہو تو مساقات درست نہ ہوگی، جیسے مزارعت کہ کھیتی تیار ہونے کے بعد درست نہیں۔

مسئلہ ۱۷: ⑤ اور عقدِ مساقات جب فاسد ہو جائے تو پھل سب درخت والے کے ہونگے اور کام کرنے والے کو معمول کی مزدوری ملے گی جس طرح مزارعت میں بیان ہوا۔

---

① اذا أراد المزارع أن يدفع الأرض إلى غيره مزارعةً، فإن كان البذر من قبل رب الأرض، ليس له أن يدفع الأرض إلى غيره مزارعة إلا أن أذن له رب الأرض بذلك نصاً أو دلالةً. [الهندية ٥/٣٠٩] ② وأما مجرد وضع اليد على الدكان ونحوها، وكونه يستاجرها عدة سنين بدون شيء مما ذكر فهو غير معتبر، فللموجر إخراجها من يده، إذا مضت مدة إجارته وإيجارها لغيره. [ردّ المحتار ٤/٢٤] ③ وهي كالمزارعة حكماً وخلافاً وكذا شروطاً. [الدّر المختار ٩/٤٧٧] ④ لوفيه أي الشجر المذكور ثمرة غير مدركة يعني تزيد بالعمل، وإن مدركة قد انتهت لاتصح كالمزارعة؛ لعدم الحاجة. [الدّر المختار ٩/٤٨١ والهداية ٧/١٢١] ⑤ وإذافسدت المساقاة فللعامل أجر مثله وصارت كالمزارعة إذافسدت. [الهداية ٧/١٢١ والدّر المختار ٩/٤٧٩]

نشے دار چیزوں کا بیان

مسئلہ:① جو چیز پتلی بہنے والی نشے دار ہو، خواہ شراب ہو یا تاڑی یا اور کچھ، اور اس کے زیادہ پینے سے نشہ ہو جاتا ہو اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے، اگر چہ اس قلیل مقدار سے نشہ نہ ہو۔ اسی طرح دوا میں استعمال کرنا خواہ پینے میں یا لیپ کرنے میں نیز ممنوع ہے، خواہ وہ نشہ دار چیز اپنی اصلی ہیئت پر رہے خواہ کسی تصرف سے دوسری شکل ہو جائے ہر حال میں ممنوع ہے۔ یہاں سے انگریزی دواؤں کا حال معلوم ہو گیا جن میں اکثر اس قسم کی چیزیں ملائی جاتی ہیں۔

مسئلہ ۲:② اور جو چیز نشہ دار ہو مگر پتلی نہ ہو بلکہ اصل سے منجمد ہو جیسے تمباکو، جائفل، افیون وغیرہ، اس کا حکم یہ ہے کہ جو مقدار بالفعل نشہ پیدا کرے یا اس سے ضررِ شدید ہو وہ تو حرام ہے، اور جو مقدار نشہ نہ لائے نہ اس سے کوئی ضرر پہنچے وہ جائز ہے۔ اور اگر ضماد وغیرہ میں استعمال کیا جائے تو بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

شرکت کا بیان

شرکت③ دو طرح کی ہے، ایک شرکتِ املاک کہلاتی ہے، جیسے ایک شخص مر گیا اور اس کے ترکہ میں چند وارث شریک

---

① ما أسكر كثيره قليله حرام،...... وكل مسكر خمر، ويكره شرب دردي الخمر والامتشاط به، المراد بالكراهة الحرمة؛ لأن فيه أجزاء الخمر، ولا يجوز الانتفاع بالخمر لأن الانتفاع بالنجس حرام، ولا يجوز أن يداوي بها جرح ولا دبرداية؛ لأنه نوع انتفاع، ولا تسقي آدمياً ولو صبياً. [مجمع الأنهر ٤/٢٤٩-٢٥٢] ② ويحرم أكل البنج والحشيشة الخ، الصواب أن مراد صاحب الهداية وغيره إباحة قليله للتداوي ونحوه، ومن صرح بحرمته أراد به القدر المسكر منه، يدل عليه مافي غاية البيان عن شرح شيخ الإسلام: أكل قليل البنج مباح للتداوي، ومازاد على ذلك إذاكان يقتل أو يذهب العقل حرام، فهذا صريح فيما قلنا، مؤيد لما بحثنا سابقا من تخصيص مامرأن ما أسكر كثيره حرم قليله بالمائعات، وهكذا يقال في غيره من الأشياء الجامدة المضرة في العقل وغيره يحرم تناول القدر المضر منها دون القليل النافع، وإن حرمتها ليست بعينها بل لضررها. [الدّر المختار ١٠/٤٦] ③ الشركة نوعان: شركة ملك، وهي أن يتملك رجلان شيئاً من غير عقد الشركة بينهما. وشركة عقد، وهي أن يقول أحدهما: شاركتك في كذا، ويقول الآخر: قبلت، شركةُ الملك نوعان: شركة جبر، و شركة اختيار، فشركة الجبر أن يختلط المالان لرجلين بغير اختيار المالكين خلطاً لايمكن التميز حقيقةً بأن كان الجنس واحداً، أو يمكن التميز بضرب كلفة ومشقة، نحو أن يختلط الحنطة بالشعير، أو يرثا مالاً، وشركة الاختيار أن يوهب لهما مال، أو يملكا مالا باستيلاء أو يخلطا مالهما، أو يملكا مالاً بالشراء أو بالصدقة أو يوصى لهما فيقبلان، وركنها: اجتماع النصيبين، وحكمها وقوع الزيادة على=

ہیں، یا روپیہ ملا کر دو شخصوں نے ایک چیز خرید کی، یا ایک شخص نے دو شخصوں کو کوئی چیز ہبہ کر دی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ کسی کو کوئی تصرف بلا اجازت دوسرے شریک کے جائز نہیں۔ دوسری شرکت عقود ہے یعنی دو شخصوں نے باہم معاہدہ کیا کہ ہم تم شرکت میں تجارت کریں گے، اس شرکت کے اقسام واحکام یہ ہیں:

مسئلہ ۱: ① ایک قسم شرکتِ عقود کی شرکتِ عنان ہے، یعنی دو شخصوں نے تھوڑا تھوڑا روپیہ بہم پہنچا کر اتفاق کیا کہ اس کا کپڑا یا غلہ یا اور کچھ خرید کر تجارت کریں، اس میں یہ شرط ہے کہ دونوں کا راسُ المال نقد ہو، خواہ روپیہ یا اشرفی یا پیسے، سو اگر دونوں آدمی کچھ اسباب غیر نقد شامل کر کے شرکت سے تجارت کرنا چاہیں، یا ایک کا راسُ المال نقد ہو اور دوسرے کا غیر نقد، یہ شرکت صحیح نہیں ہوگی۔

مسئلہ ۲: ② شرکتِ عنان میں جائز ہے کہ ایک کا مال زیادہ ہو ایک کا کم، اور نفع کی شرکت باہمی رضامندی پر ہے، یعنی اگر یہ شرط ٹھہرے کہ مال تو کم وزیادہ ہے مگر نفع برابر تقسیم ہوگا، یا مال برابر ہے مگر نفع تین تہائی ③ ہوگا تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۳: ④ اس شرکت عنان میں ہر شریک کو مال شرکت میں ہر قسم کا تصرف متعلق تجارت کے جائز ہے، بشرطیکہ خلاف معاہدہ نہ ہو۔ لیکن ایک شریک کا قرض دوسرے سے نہ مانگا جائے گا۔

مسئلہ ۴: ⑤ اگر بعد قرار پانے اس شرکت کے کوئی چیز خریدی نہیں گئی، اور مالِ شرکت تمام یا ایک شخص کا مال تلف ہو گیا تو شرکت باطل ہو جائے گی۔ اور ایک شخص بھی اگر کچھ خرید چکا ہے اور پھر دوسرے کا مال ہلاک ہو گیا تو شرکت

=الشركة بقدر الملك، ولايجوز لأحدهما أن يتصرف في نصيب الآخر إلابأمره، وكل واحد منهما كالأجنبي في نصيب صاحبه. [الهندية ٢/٣٢٠] ①، ② وشركة عنان، وهي أن يشتركا متساويين أوغير متساويين، وتتضمن الوكالة فقط دون الكفالة، وتصح في نوع من التجارات أوفي عمومها، وببعض مال كل منهما وبكله، ومع التفاضل في رأس المال والربح ومع التساوي فيهما أوفي أحدهما دون الآخر، ومع زيادة الربح للعامل عند عمل أحدهما. [مجمع الأنهر ٢/٥٥٢] ولا يصح بمال غائب أودين في الحالين. [الهندية ٢/٣٢٤] ③ یعنی ایک کو دو تہائی، اور دوسرے کو ایک تہائی۔ (محشی)

④ دیکھو حاشیہ مسئلہ ① و② صفحہ ہذا۔ ⑤ وإذا هلك مال الشركة أو أحد المالين قبل أن يشتريا شيئاً، بطلت الشركة، وإن اشترى أحدهما بماله وهلك مال الآخر قبل الشراء، فالمشترى بينهما على ماشرطا، ويرجع على شريكه بحصته من ثمنه. [الهداية ٤/٣٧٦ والدّر المختار ٦/٤٨٣]

باطل نہ ہوگی، مال خرید دونوں کا ہوگا اور جس قدر راسُ المال میں دوسرے شریک کا حصہ ہے اس حصے کے موافق زرِ ثمن اُس دوسرے شریک سے وصول کرلیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص کے دس روپے تھے اور دوسرے کے پانچ۔ دس روپے والے نے مال خرید لیا تھا اور پانچ روپے والے کے روپے ضائع ہوگئے، سو پانچ روپے والا اس مال میں ثلث کا شریک ہے، اور دس روپے والا اس سے دس روپے کا ثلث نقد وصول کرلے گا، یعنی تین روپے پانچ آنے چار پائی۔ اور آئندہ یہ مال شرکت پر فروخت ہوگا۔

مسئلہ ۵: ① اس شرکت میں دونوں شخصوں کو مال کا مخلوط کرنا ضروری نہیں، صرف زبانی ایجاب وقبول سے یہ شرکت منعقد ہوجاتی ہے۔

مسئلہ ۶: ② نفع نسبت سے مقرر ہونا چاہئے یعنی آدھا آدھا یا تین تہائی، مثلاً اگر یوں ٹھہرا کہ ایک شخص کو سو روپے ملیں گے، باقی دوسرے کا، یہ جائز نہیں۔

مسئلہ ۷: ③ ایک قسم شرکتِ عقود کی شرکتِ صنائع کہلاتی ہے، اور شرکتِ تقبل بھی کہتے ہیں، جیسے دو درزی یا دو رنگریز باہم معاہدہ کرلیں کہ جو کام جس کے پاس آئے اس کو قبول کرلے، اور جو مزدوری ملے وہ آپس میں آدھوں آدھ یا تین تہائی یا چوتھائی وغیرہ کے حساب سے بانٹ لیں یہ جائز ہے۔

مسئلہ ۸: ④ جو کام ایک نے لے لیا دونوں پر لازم ہوگیا، مثلاً ایک شریک نے ایک کپڑا سینے کے لئے لیا تو صاحبِ فرمائش جس طرح اس پر تقاضا کرسکتا ہے دوسرے شریک سے بھی سِلوا سکتا ہے، اسی طرح جیسے یہ کپڑا سینے والا مزدوری مانگ سکتا ہے دوسرا بھی مزدوری لے سکتا ہے، اور جس طرح اصل کو مزدوری دینے سے مالک سبکدوش ہوجاتا ہے اسی طرح اگر دوسرے شریک کو دیدی تو بھی بری الذمہ ہوسکتا ہے۔

مسئلہ ۹: ⑤ ایک قسم شرکت کی شرکتِ وجوہ ہے، یعنی نہ اُن کے پاس مال ہے نہ کوئی ہنر و پیشہ ہے، صرف باہمی یہ

---

① وتجوز الشركة وإن لم يخلطا. [الهداية ٤/٣٧٨] ② ولاتجوز الشركة إذاشرط لأحدهما دراهم مسماة من الربح. [الهداية ٤/٣٧٩ والدّر المختار ٦/٤٨٤] ③ أما شركة الصنائع، وتسمى شركة التقبل كالخياطين والصباغين يشتركان على أن يتقبلا الأعمال، ويكون الكسب بينهما، فيجوز ذلك. [الهداية ٤/٣٨٠ والدّرالمختار ٦/٤٩٣] ④ وكل ماتقبله أحدهما يلزمهما، فيطالب كل واحد منهما بالعمل، ويطالب كل منهما بالأجر، ويبرأ دافعها بالدفع إليه. [الدّر المختار ٦/٤٩٤ والهداية ٤/٣٨٢] ⑤ وشركة الوجوه، وهى أن يشتركا (ولا مال لهما ولا عمل) على أن يشتريا بوجوهما أي بسبب وجاهتهما ويبيعا،=

قرار دیا کہ دوکانداروں سے اُدھار مال لے کر بیچا کریں۔ اس شرکت میں بھی ہر شریک دوسرے کا وکیل ہوگا، اور اس شرکت میں جس نسبت سے شرکت ہوگی اُسی نسبت سے نفع کا استحقاق ہوگا، یعنی اگر خریدی ہوئی چیزوں کو بالنصف مشترک قرار دیا گیا تو نفع بھی نصفا نصف تقسیم ہوگا۔ اور اگر مال کو تین تہائی مشترک ٹھہرایا گیا تو نفع بھی تین تہائی تقسیم ہوگا۔

تتمّہ حصہ پنجم اصلی بہشتی زیور کا تمام ہوا، حصہ ششم، ہفتم، ہشتم اور دہم[۱] کا تتمّہ نہیں ہے آگے حصہ نہم کا تتمّہ آتا ہے

=فماحصل بالبيع يدفعان منه ثمن مااشتر يا بالنسبة، والربح الباقي يكون بينهما، وتتضمن الوكالة فيما يشتر يانه، فإن شرطافي الوجوه مناصفة المشتري أومثالثة فالربح كذلك. [سكب الأنهر ۱/۷۳۵]

[۱] حصہ دہم کا تتمہ رسالہ ''رفیقِ سفروآدابُ المعاشرت'' کو سمجھنا چاہئے جو علیٰحدہ علیٰحدہ شائع ہو چکے ہیں۔ (ی)

تتمّہ حصہ نہم اصلی بہشتی زیور

تمہید

چونکہ بہشتی زیور میں مسائل مخصوص بالرِّ جال نہیں، اسی طرح اس کے حصہ نہم میں امراض مخصوص بالرِّ جال نہیں لکھے گئے اور اُن کی تتمیم و تکمیل کے لئے بہشتی گوہر لکھا گیا ہے، اس لئے حصّہ مسائل کے ختم ہونے کے بعد مناسب معلوم ہوا کہ معالجات مخصوص بالرّ جال بھی اس میں شامل کر دیئے جائیں، اس کے کاتب بھی حکیم مولوی محمد مصطفیٰ صاحب ہیں۔ (کتبہ اشرف علی عفی عنہ)

مَردوں کے امراض

جریان: اس کو کہتے ہیں کہ پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد چند قطرے سفید دودھ کے سے رنگ کے گریں۔ اس سے ضعف دن بدن بڑھتا ہے، اور چاہے کیسی ہی عمدہ غذا کھائی جائے مگر بدن کو نہیں لگتی۔ آدمی ہمیشہ دُبلا اور کمزور، زرد رہتا ہے، اور جب بڑھ جاتا ہے تو معدہ بھی خراب ہو جاتا ہے، بھوک نہیں لگتی اور جو کچھ کھایا جائے ہضم نہیں ہوتا، دست آجاتے ہیں، قبض ہو جاتا ہے، جریان کے مریض کو جب قبض بہت ہو جاتا ہے تو علاج بھی مشکل ہو جاتا ہے، کیونکہ اکثر دوائیں جریان کی قابض ہوتی ہیں، ان سے قبض بڑھتا ہے، اور قبض سے جریان کو زیادتی ہوتی ہے اس واسطے اس کے علاج سے غفلت مناسب نہیں، شروع ہی میں غور سے علاج کر لیں۔

جریان کی اقسام: جریان کی کئی قسمیں ہیں:

(۱) ایک یہ کہ مزاج میں گرمی بڑھ کر خون اور منی میں حدّت آجائے، اس کی علامت یہ ہے کہ وہ قطرے جو پیشاب سے پہلے یا بعد میں آتے ہیں بالکل سفید نہ ہوں، بلکہ کسی قدر زردی مائل ہوں اور سوزش کے ساتھ نکلیں، بلکہ پیشاب میں بھی جلن پیدا ہوتی ہو، اور علامات بھی خون کی گرمی کے موجود ہوں، جیسے گرمی کے موسم میں جریان کو زیادتی ہونا اور سردی میں کم ہو جانا یا سرد پانی سے نہانے سے آرام پانا۔

علاج: یہ سفوف کھائیں، گوند ببول، کتیرا، چینی گوند، طباشیر، کشتہ قلعی، ست بہروزہ، دانہ الائچی خورد، پھلی ببول، ستاور، تالمکھانہ، موصلی سیاہ، موصلی سفید، موچرس، گوند نیم، اندر جو شیریں، سب تین تین ماشہ کوٹ چھان کر کچی کھانڈ پونے چار تولہ ملا کر نو نو ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز گائے کی تازی چھاچھ پاؤ بھر کے ساتھ پھانکیں، اگر گائے کی چھاچھ میسر نہ ہو تو بھینس کی سہی، اگر یہ بھی نہ ملے تو مصری کے شربت کے ساتھ کھائیں، یہ سفوف سوزاک کے لئے بھی مفید ہے۔

پرہیز: گائے کے گوشت اور جملہ گرم چیزوں سے جیسے میٹھی، بیگن، مولی، گڑ، تیل وغیرہ، جریان کی اس قسم میں کسی قدر تُرشی کا استعمال چنداں مُضر نہیں، بشرطیکہ بہت پُرانا ہو گیا ہو۔

دوسرا سفوف: نہایت مقوی اور سوزش پیشاب اور اس جریان کو مفید ہے جو گرمی سے ہو۔ چھوٹی مائیں، طباشیر، زہر مہرہ خطائی، تالمکھانہ، بیجبند، سُرخ گلاب، زیرہ دھنیا، پوست بیرون پستہ، دانہ الائچی خورد، چھالیہ کے پھول سب چھ چھ ماشہ، املی کے بیجوں کی گری دو تولہ کوٹ چھان کر برگد کے دودھ میں بھگوئیں، اور سایہ میں خشک کر لیں، پھر موصلی سفید، موصلی سیاہ، شقاقل مصری، ثعلب مصری سب چار چار ماشہ کوٹ چھان کر مصری چار تولہ پیس کر ملا کر چھ چھ ماشہ کی پُڑیاں بنالیں، اور ایک پُڑیا ہر روز دودھ کی لسّی کے ساتھ پھانکیں۔

تیسرا سفوف: گرم جریان کے لئے مفید ہے اور بھوک بڑھاتا ہے اور ممسک بھی ہے، ثعلب مصری، تخم خرفہ، کشتہ قلعی، بنسلوچن، کہربائے شمعی، گلنار، مغز تخم کدوئے شیریں، بہمن سُرخ، سب چھ چھ ماشہ، مصطگی رومی دو ماشہ، مازو، تخمِ ریحاں، تین تین ماشہ کوٹ چھان کر، مصری چار تولہ آٹھ ماشہ پیس کر ملا کر تین تین ماشہ کی پڑیاں بنالیں، پھر ایک پڑیا صبح اور ایک شام مصری کے شربت کے ساتھ پھانکیں۔

جریان کی دوسری قسم: وہ ہے کہ مزاج میں سردی اور رطوبت بڑھ کر پٹھے کمزور ہو کر پیدا ہو۔ علامت یہ ہے مادۂ منی نہایت رقیق ہو اور احتلام اگر ہو تو ہونے کی خبر بھی نہ ہو، اور منی ذرا ارادہ سے یا بالکل بے ارادہ خارج ہو جاتی ہو۔

علاج: یہ دوا کھائیں۔ اندر جو شیریں، سمندر پھل، تخم کونچ، تخم پیاز، تخم اٹنگن، عاقر قرحا، ریوند چینی، سب ساڑھے دس دس ماشہ کوٹ چھان کر بیس پڑیاں بنالیں، پھر ایک انڈا لیں اور سفیدی اس کی نکال ڈالیں، اور زردی اسی میں

رہنے دیں، پھر ایک پڑیا دوائی مذکور کی لے کر اس انڈے میں ڈالیں اور سوراخ آٹے سے بند کر کے بھو بھل میں انڈے کو نیم برشت کر کے کھالیں۔ اسی طرح بیس۲۰ دن تک کھائیں۔

سفوفِ مغلظِ منی اور ممسک: سنگھاڑا خشک، گوند ببول چھ چھ ماشہ، مازو، مصطگی رومی تین تین ماشہ، نشاستہ، تالمکھانہ، ثعلب مصری چار چار ماشہ کوٹ چھان کر، مصری ڈھائی تولہ ملا کر سفوف بنالیں اور پانچ ماشہ سے سات ماشہ تک تازے پانی کے ساتھ کھائیں، اور اس قسم میں جوارشِ کمونی ایک تولہ ہر روز کھانا مفید ہے۔

ایک قسم جریان: کی وہ ہے کہ گُردہ بہت ضعیف ہوجائے اور چربی اس کی پگھل کر بصورت منی نکلنے لگے، یہ حقیقت میں جریان نہیں صرف جریان کے مشابہ ہونے سے اس کو جریان کہہ دیتے ہیں، اس کی علامت یہ ہے کہ بعد پیشاب یا قبل پیشاب ایک سفید چیز بلا ارادہ نکلے، اور مقدار بہت زیادہ ہو، اور اس کے نکلنے سے ضعف بہت محسوس ہو، نیز امراضِ گُردہ پہلے سے موجود ہوں جیسے دردِ گُردہ، پتھری، ریگ وغیرہ۔

علاج: معجون لبوبِ کبیر بہت مفید ہے، گُردہ کو طاقت دیتی ہے اور ضعف باہ اور چربی پیشاب میں آنے کو دُور کرتی ہے اور مقوی تمام بدن ہے، نسخہ یہ ہے (قادری): مغز پستہ، مغز فندق، مغز بادام شیریں، حبۃ الخضراء، مغز اخروٹ، مغز چلغوزہ، مغز حب الزلم، ماہی روبیان، خولنجان، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، تودری زرد، تودری سُرخ، سونٹھ، تل چھلے ہوئے، دارچینی قلمی، سب پونے نو نو ماشہ، بالچھڑ، ناگرموتھ، لونگ، کبابہ، حب القلقل، تخمِ گاجر، تخمِ شلغم، تخمِ ترب، تخم پیاز، تخم اسپست، تخم ھلیون اصیل، اندر جو شیریں، درونج عقربی، نرکچور سوا پانچ پانچ ماشہ، جوزبوا، جوتری، چھڑیلہ، پیپل، ساڑھے تین تین ماشہ، ثعلب مصری، مغز تارجیل، چڑوں کا مغز یعنی بھیجا، تخم خشخاش سفید ساڑھے سترہ سترہ ماشہ، سورنجان شیریں، بوزیدان، پودینہ خشک، سب سات سات ماشہ، عودغرقی ساڑھے چار ماشہ، زعفران، مصطگی رومی، تودری سفید، سات سات ماشہ، مایہ شتر اعرابی پونے سات ماشہ، سب سینتالیس دوائیں ہیں، کوٹ چھان کر شہد خالص ایک سو پانچ تولہ کا قوام کر کے ملالیں، اور عنبر ساڑھے چار ماشہ اور مشک اصلی سوا دو ماشہ پیس کر ملالیں، اور ورق نقرہ پچیس عدد اور ورق طلا پندرہ عدد تھوڑے شہد میں حل کر کے خوب ملالیں، اور چھ ماشہ ہر روز کھائیں۔ یہ معجون نہایت مقوی اور باہ کو بڑھا دینے والی ہے، مگر کسی قدر گرم ہے، جن کے مزاج میں گرمی زیادہ ہو وہ اس دوسری معجون کو کھائیں اس کا نام معجون لبوب بارد ہے (قادری)۔

معجون لبوب بارد: مغز بادام شیریں، تخم خشخاش سفید، مغز تخم خیارین ایک ایک تولہ، مغز تخم کدوئے شیریں، سونٹھ، خلنجان، شقاقل مصری، دس دس ماشہ، مغز تخم خربزہ، تخم خرفہ چھ چھ ماشہ، کتیرا چار ماشہ، مغز چلغوزہ، تودری زرد، تودری سُرخ، تخم گذر، تخم ھلیون اصیل دو دو ماشہ کوٹ چھان کر ترنجبین خراسانی بائیس تولہ کا قوام کر کے ملا لیں، خوراک سات ماشہ۔

معجون لبوب: کا ایک اور نسخہ ہے، اس کا نام معجون لبوب صغیر ہے، قیمت میں کم، نفع میں معجون لبوب کبیر کے قریب ہے۔ دماغ و گُردہ مثانہ اور دافع نسیان اور رنگ نکالنے والی اور منی پیدا کرنے والی ہے۔ مغز بادام شیریں، مغز اخروٹ، مغز پستہ، مغز حبۃ الخضراء، مغز چلغوزہ، حب الزلم، مغز فندق، مغز نارجیل، مغز حب القلقل، تخم خشخاش سفید، تودری سُرخ، تودری سفید، تل دھوئے ہوئے، تخم جرجیر، تخم پیاز، تخم شلغم، تخم اسپست اصیل، بہمن سفید، بہمن سُرخ، سونٹھ، پیپل کبابہ، خرفہ، دارچینی قلمی، خولنجان، شقاقل مصری، تخم ہلیون اصیل سب ایک ایک تولہ (کُل ستائیس دوائیں ہیں) خوب کوٹ کر شہد اکیاسی ۸۱ تولہ میں ملا لیں، پھر سات ماشہ سے ایک تولہ تک کھائیں۔

ضعفِ باہ اور سُرعت کا بیان

ضعف باہ کی بارہ صورتیں ہیں: ایک یہ کہ خواہشِ نفسانی کم ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ خواہش بدستور رہے مگر عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے جس سے مجامعت پر پوری قدرت نہ رہے۔ بعضوں کو ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت پیش آتی ہے، اور بعضوں میں دونوں جمع ہو جاتی ہیں، جس کو صرف پہلی صورت پیش آئے، اس کو کھانے کی دوا کی ضرورت ہے، اور جن کو صرف دوسری صورت پیش آئے اُن کو لگانے کی دوا کی احتیاج ہے، اور اگر دونوں صورتیں جمع ہوں تو کھانے اور لگانے دونوں قسموں کی ضرورت ہے۔ ضعف باہ کا بالکل صحیح باقاعدہ علاج طبیب بہت غور کے ساتھ کر سکتا ہے، اس لئے اقسام اور اسباب چھوڑ کر کثیر الوقوع قسمیں اور سہل سہل علاج لکھے جاتے ہیں۔

ضعفِ باہ کی پہلی صورت: یعنی خواہشِ نفسانی کا کم ہو جانا۔ اس کے کئی سبب ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی بوجہ غذا خاطر خواہ نہ ملنے، یا عرصہ تک بیمار رہنے، یا کسی صدمے کے دُبلا اور کمزور ہو جائے، جب تمام بدن میں ضعف ہوگا تو قوّتِ باہ میں ضرور ضعف ہو جائے گا۔

علاج: یہ ہے کہ غذا عمدہ کھائیں، اور دل سے صدمہ اور رنج کو جس طرح ممکن ہو ہٹائیں، اور سویا زیادہ کریں، اور جب تک قوّت بحال نہ ہو عورت سے علیحدہ رہیں، اور معجون لبوب کبیر اور معجون صغیر اور معجوب لبوب بارد اس کے لئے نہایت مفید ہیں۔ یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گذر چکے ہیں، ایک سبب خواہشِ نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ دل کمزور ہو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ ذرا سے خوف اور صدمے سے بدن میں لرزہ سا محسوس ہونے لگے اور مزاج میں شرم وحیا حد سے زیادہ ہو۔

علاج: یہ ہے کہ دواء المسک اور مفرح دوائیں کھائیں اور زیادہ شرم کو بتکلف کم کریں۔ دواء المسک کا نسخہ بہشتی زیور حصہ نہم میں صفحہ ۷۷ پر گزر چکا ہے، اور مفرّح نسخے آگے آتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ۔ ایک سبب خواہشِ نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ دماغ زیادہ کمزور ہو جائے۔ علامت یہ ہے کہ مجامعت سے درد سر یا ثقلِ سماعت یا پریشانی حواس پیدا ہو۔

علاج: قوّتِ دماغ کے لئے حریرہ پئیں، یا میوہ کھایا کریں۔

حریرہ کا نسخہ: جو مقویٔ دماغ اور مغلظِ منی اور مقویٔ باہ ہے، مغز تخم کدوئے شیریں، مغز تخم تربوز، مغز تخم پیٹھا، مغز بادام شیریں، سب چھ چھ ماشہ پانی میں پیس کر سنگھاڑے کا آٹا، ثعلب مصری پسی ہوئی، چھ چھ ماشہ ملا کر گھی چار تولہ سے بگھار کر مصری سے میٹھا کر کے پیا کریں۔ میوے کی ترکیب یہ ہے کہ ناریل، چھوہارہ، مغز بادام شیریں، کشمش اور مغز چلغوزہ پاؤ پاؤ بھر اور پستہ آدھا پاؤ ملا کر رکھ لیں اور تین چار تولے ہر روز کھایا کریں، اور اگر مرغوب ہو تو بھُنے ہوئے چنے ملا کر کھائیں کہ نہایت مجرب ہے، اور چند نسخے مقوی دماغ حلوے وغیرہ کے آگے آتے ہیں۔ ایک سبب خواہش نفسانی کم ہونے کا یہ ہے کہ گُردہ میں ضعف ہو۔ یہ قسم ان لوگوں کو ہوتی ہے جن کو کوئی مرض گُردہ کا رہتا ہے جیسے پتھری، ریگ وغیرہ۔

علاج: اگر پتھری یا ریگ کا مرض ہو تو اس کا علاج باقاعدہ طبیب سے کرائیں، اور اگر پتھری یا ریگ کی شکایت نہ ہو تو گُردے کی طاقت کے لئے معجونِ لبوبِ کبیر یا معجونِ لبوبِ صغیر یا معجونِ لبوب بارد کھائیں۔ (طب اکبر)

یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گذر چکے ہیں۔ کبھی خواہش نفسانی کم ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ معدہ یا جگر میں

کوئی مرض ہوتا ہے، علامت اس کی بھوک نہ لگنا ور کھانا ہضم نہ ہونا ہے۔اس کا علاج بھی باقاعدہ طبیب سے کرائیں،اوران امراض سے صحت ہوجانے کے بعد معجون زرعونی کھائیں۔اس کانسخہ آگے آتا ہے۔

ضعفِ باہ کے لئے چند دواؤں اور غذاؤں کا بیان

حلوا مقوّیٔ باہ اور مغلظِ منی دافعِ سُرعت مقوّیٔ دل ودماغ وگُردہ

ثعلب مصری دوتولہ، چھوہارہ آدھ پاؤ، موصلی سفید، موصلی سیاہ، شقاقل مصری، بہمن سفید، بہمن سُرخ ایک ایک تولہ کوٹ چھان کرسیب ولایتی عمدہ کدوکش میں نکالے ہوئے آدھ سیر، ان سب کو گائے کے پانچ سیر دودھ میں پکائیں کہ کھویا سا ہوجائے، پھرآدھ سیر گھی میں بھون لیں، پانی بالکل نہ رہے اور سُرخ ہوجائے پھر بیس انڈوں کی زردی کو علیٰحدہ ہلکا سا جوش دیکر ملالیں،اورخوب ایک ذات کرلیں، پھر کچی کھانڈ ڈیڑھ سیر ڈال کر ایک جوش دے لیں کہ حلوا بن جائے، پھر ناریل، پستہ اور مغز بہدانہ چار چار تولہ، مغز بادام شیریں پانچ تولہ، مغز فندق دوتولہ خوب کوٹ کر ملالیں، اور جوز بوا، جوتری چھ چھ ماشہ، زعفران دوماشہ، مشک خالص ڈیڑھ ماشہ، عرق کیوڑہ چار تولہ میں کھرل کرکے خوب آمیز کرلیں، خوراک دوتولہ سے چھ تولہ تک، جس کو انڈا موافق نہ ہو نہ ڈالے۔

حلوا مقوّیٔ باہ مقوّیٔ معدہ بھوک لگانے والا

رافعِ خفقان مقوّیٔ دماغ چہرہ پر رنگ لانے والا

سوجی پاؤ بھر، گھی آدھ سیر میں بُھونیں، پھرمصری آدھ سیر ملا کر حلوا بنالیں، پھر بنسلوچن، دانہ الائچی خورد، دارچینی قلمی چھ چھ ماشہ، گاؤزبان، گلِ گاؤزبان ایک ایک تولہ، ثعلب مصری چار تولہ کوٹ چھان کر ملالیں اور مغز بادام شیریں تین تولہ مغز نارجیل، مغز کدوئے شیریں چار چار تولہ خوب کوٹ کر ملالیں اور مُشک ڈیڑھ ماشہ، زعفران ایک ماشہ، عرق کیوڑہ چار تولہ میں پیس کر ملالیں اور چاندی کے ورق تین ماشہ تھوڑے شہد میں حل کرکے سارے حلوے میں خوب ملالیں اوردوتولہ سے چار تولہ تک کھائیں، اگر کم قیمت کرنا ہوتو مشک نہ ڈالیں۔یہ حلوا زچہ عورتوں کو بھی بہت موافق ہے۔یہ حلوا ضعف باہ کی اس قسم میں مفید ہے جو ضعفِ قلب سے ہو۔

گاجر کا حلوا: مقویٔ باہ مغلظِ منی مقویٔ دل و دماغ فربہی لانے والا دافعِ سُرعت ومقویٔ گُردہ۔ گاجر دیسی سُرخ رنگ تین سیر چھیل کر ہڈی دور کر کے کدوکش میں نکالیں، اور مغز نارجیل اور چھوہارہ پاؤ پاؤ بھران دونوں کو بھی کدوکش میں نکال لیں، پھر ثعلب مصری، شقاقل مصری، بہمن سُرخ، بہمن سفید، موصلی سفید، موصلی سیاہ سب دو دو تولہ کوٹ چھان کر ان سب کو گائے کے دودھ چار سیر میں پکائیں کہ کھویا سا ہو جائے، پھر ایک سیر گھی میں بھونیں اور شکر سفید دو سیر ڈال کر حلوا بنالیں، پھر گوندنا گوری چار تولہ، کشتۂ قلعی، جوز بوا، جوتری چھ چھ ماشہ، اندر جو شیریں، ستاور دو دو تولہ، الائچی خورد چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں، اور مغز بادام شیریں، مغز پستہ، مغز تخم کدوئے شیریں پانچ پانچ تولہ کوٹ کر ڈالیں اور زعفران تین ماشہ، مُشک خالص ڈیڑھ ماشہ عرق کیوڑہ میں حل کر کے خوب آمیز کرلیں، خوراک دو تولہ سے پانچ تولہ تک۔ اگر قیمت کم کرنا ہو تو مشک نہ ڈالیں، یہ حلوا بھی ضعفِ باہ کی اس قسم میں جو ضعفِ قلب سے ہو مفید ہے۔

گھیکوار کا حلوا: مقویٔ باہ و مغلظِ منی نافعِ دردِ کمر و دردِ ریحی۔ سنگھاڑے کا آٹا، مغز گھیکوار آدھ آدھ سیر، گھی آدھ سیر میں بھونیں، شکر سفید آدھ سیر ملا کر حلوا کرلیں اور چار تولہ روز چالیس دن تک کھائیں۔ یہ حلوا اُن لوگوں کے لئے ہے جن کے مزاج میں بہت سردی ہو یا جوڑوں میں درد رہتا ہو، یا فالج یا لقوہ کبھی ہو چکا ہو۔ سرد مزاج عورتوں کے لئے بھی بے حد مفید ہے، بعض لوگوں کو سُرعت انزال کی شکایت بہت زیادہ ہو جاتی ہے، اس میں علاوہ اور خرابیوں کے ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اولاد نہیں ہوتی، وہ اس گولی کا استعمال کریں۔ طباشیر، مصطگی رومی، جدوار، جوتری، دارچینی قلمی، ثعلب مصری، شقاقل مصری، بہمن سُرخ، بہمن سفید، درونج عقربی، پوست بیرون پستہ، نشاستہ، کچلہ[1] مدبّر کشتۂ فولاد، مغز چلغوزہ، سونٹھ، بزرالبنج سفید سب چار چار رتی، ماہی روبیاں تین ماشہ، مغز بادام شیریں ایک دانہ، زعفران دو رتی خوب باریک پیس کر افیون خالص ساڑھے چار ماشہ پانی میں گھول کر ادویہ مذکورہ میں ملالیں، پھر مُشک خالص دو رتی، عنبر خالص دو رتی، ورق نقرہ سات عدد، ورق طلا ساڑھے تین عدد کھرل کر کے خوب ملالیں، اور کالی مرچ کے برابر گولیاں بنالیں، اور ایک گولی تین گھنٹہ قبل مجامعت سے کھائیں، اگر دودھ موافق ہو دودھ کے ساتھ، ورنہ ایک گھونٹ پانی کے ساتھ، جن کو نزلہ زکام اکثر رہتا ہو، وہ زکام سے آرام ہونے کے بعد چند روز تک

[1] جند بید ستر کا کھانا جائز نہیں، اس لئے حکیم صاحب مرحوم نے اس کا جو بدل تجویز کیا تھا اس مرتبہ وہی لکھ دیا گیا۔ (شبیر علی)

ایک گولی ہر روز بوقت صبح کھاتے رہیں تو آئندہ زکام نہ ہو، اور اگر کھانے والا افیون چھوڑ کر چند روز اُسے کھائے تو افیون کی عادت چھوٹ جاتی ہے، پھر بتدریج اس کو بھی چھوڑ دے۔

دوسری کم قیمت گولی مانع سُرعت: عاقر قرحا، مازوئے سبز چھ چھ ماشہ، دانہ الائچی کلاں دو تولہ، تخم ریحان تین تولہ، مصطگی رومی ایک تولہ کوٹ چھان کر پانی سے گوندھ کر دو دو ماشہ کی گولیاں بنالیں، پھر تین گولی مجامعت سے دو تین گھنٹے پہلے گائے کے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

غذا مقوی باہ اور مغلظِ منی: (قانون جلد۲) اُڑد کی دال پاؤ بھر لیں اور پیاز کا عرق اس میں ڈالیں کہ اچھی طرح تر ہو جائے، ایک رات بھیگا رہنے دیں، پھر سایہ میں خشک کر لیں، اسی طرح تین دفعہ تر و خشک کر کے چھلکے دُور کر کے رکھ لیں، پھر ہر روز پونے دو تولہ اس دال میں سے لے کر پیس کر کچّی کھانڈ پونے دو تولہ اور گھی پونے دو تولہ ملا کر بلا پکائے① ہوئے کھایا کریں، چالیس دن کھائیں، اور عورت سے علیٰحدہ رہیں، پھر اثر دیکھیں جریان کے واسطے بھی ازبس مفید ہے۔

غذا② مقوی باہ مولّدِ منی دافعِ دردِ کمر مقوی گُردہ وغیرہ: گائے کا گھی اور گائے کا دودھ اور پستے کا تیل پاؤ پاؤ بھر لیں اور ملا کر پکائیں، یہاں تک کہ پاؤ بھر رہ جائے، پھر ایک صاف برتن میں رکھ لیں اور ہر روز صبح دو تولہ سے چار تولہ تک کھایا کریں۔

غذا③ مقوی باہ و گردہ مولّدِ منی اور قریب باعتدال: چنے عمدہ بڑے دانہ کے لیں اور پیاز کے پانی میں بھگوئیں اور سایہ میں خشک کریں، اسی طرح سات دفعہ اور کم از کم تین دفعہ کر کے پیس کر مصری ہم وزن ملا کر رکھ لیں اور ایک تولہ صبح کو اور چھ ماشہ رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔

غذا④ مقوی باہ سرد مزاجوں کے لئے: پیاز کا پانی نچوڑا ہوا پاؤ بھر، شہد خالص پاؤ بھر ملا کر پکائیں کہ پاؤ بھر رہ جائے، پھر ڈیڑھ تولہ سے تین تولہ تک گرم پانی یا چائے کے ساتھ سوتے وقت کھایا کریں۔

غذا مقوی باہ و مقوی بدن و مولّدِ منی اور فربہی لانے والی: مغز حب القلقل، مغز بادام شیریں، مغز فندق، مغز

① اگر پکا کر کھائیں تب بھی کچھ حرج نہیں اور نہایت مزیدار ہوتا ہے۔ ② قانون جلد۳۔ ③ قانون۔ ④ قانون۔

اخروٹ[1] پانچ پانچ تولہ، مغز نارجیل، مغز چلغوزہ، سات سات تولہ سب کو الگ الگ کوٹیں، پھر اڑسٹھ تولہ قند سفید کا گاڑھا قوام کریں، اور ایک ماشہ مشک خالص، اور تین ماشہ زعفران عرق کیوڑہ میں حل کر کے اسی قوام میں ملا کر مغزیات مذکورہ بالا خوب ملالیں، اور ڈیڑھ تولہ ہر روز کھایا کریں، اگر کم قیمت کرنا ہو مشک نہ ڈالیں۔

حلوہ[2] **مقوی باہ و معدہ**: چنے عمدہ پاؤ بھر لیں اور پیاز کے پانی میں یا خالص پانی میں بھگوئیں، جب پھول جائیں گائے کے گھی میں یا کسی گھی میں خفیف بھون لیں، پھر برابر ان کے چلغوزہ لیں اور دونوں کو کوٹ کرا تنے شہد میں ملالیں کہ جس میں گندھ جائے، پھر مصطگی رومی اور دارچینی قلمی ایک ایک تولہ باریک پیس کر ملالیں، اور سینی میں ڈال کر جمائیں، اور قتلیاں کاٹ کر رکھ لیں، اور دو تولہ سے پانچ تولہ تک کھایا کریں۔

دوا[3] **کم خرچ مقوی باہ**: چنے عمدہ بڑے بڑے چھانٹ کر دو تولہ رات کو پانی میں بھگو کر رکھیں، صبح کو چنے پانی میں سے نکال کر ایک ایک کر کے کھالیں، بعدازاں وہ پانی شہد میں ملا کر پی لیں، بعض لوگوں کو اس سے بے حد نفع ہوا۔

بطورِ اختصار چند مقوی باہ غذاؤں کا ذکر

گوشت مرغ، گوشت گوسفند نر فربہ، پرندوں کا گوشت، نیم برشت انڈا، خاص کر دارچینی اور کالی مرچ اور خولنجان کے ساتھ یا نمک سلیمانی کے ساتھ، مچھلی کے انڈے، چڑوں اور کبوتروں کے سر، گھی دودھ، دودھ چاول، انڈوں کا خریز یعنی خاگینہ۔

معجون[4] **زرعونی کا نسخہ**: کالی مرچ، پیپل، سونٹھ، خرفہ، دارچینی قلمی، لونگ ایک ایک ماشہ، تودری سُرخ، تودری سفید، بہمن سفید، بہمن سُرخ، بوزیدان، اندر جو شیریں، قسط شیریں، ناگرموتھہ، بالچھڑ تین تین ماشہ کوٹ چھان کر شہد خالص ساڑھے بارہ تولہ میں ملا کر رکھ لیں اور ایک تولہ روز کھایا کریں، یہ معجون طبیعت میں جوش پیدا کرتی ہے، جس کو پیشاب زیادہ آتا ہو اُس کو بے حد مفید ہے[5]۔

---

① في القانون ٤/٩٤٥: مكان البندق، لكن وجد نا في المخزن هو الجوز، وفي القانون أيضافي هذا السنخة الجوز فوضعنا مكان البندق بدله أعني: الجوز، ومكان الجوز أيضاً بدله أعني: حب الصنوبر. ② قانون۔ ③ قادری۔ ④ طب اکبر۔

⑤ مگر یہ گرم ہے، ٹھنڈے مزاج والے کھاویں۔ (ثالث)

معجون مقویٔ باہ مولدّ منی مقویٔ اعصاب و دماغ: مغز پستہ، مغز چلغوزہ، مغز بادام شیریں، مغز اخروٹ، مغز فندق، انجیر، مغز نارجیل، حب السمنہ، تخم خشخاش سفید ایک ایک تولہ، کشمش پانچ تولہ، خُوبانی چھ ماشہ خوب کوٹ کر مرہم سا کر کے رکھ لیں، پھر بہدانہ دو تولہ، حب القرطم تین تولہ، بنولہ تین تولہ، ان تینوں کو کچل کر آدھ سیر پانی میں پکائیں، جب جوش خوب آجائے مَل کر چھان کر شہد چوبیس تولہ، قند سفید اڑتالیس تولہ اور وہ پسے ہوئے میوے ملا کر شربت سے گاڑھا قوام کر لیں اور پھر شقاقل مصری، خولنجان ستاور، تج قلمی ایک ایک تولہ، بسباسہ، لونگ، جائفل، عاقر قرحا، مالکنگنی چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں، پھر چاندی کے ورق ڈیڑھ ماشہ، سونے کے ورق چھ رتی یا گنتی میں بیس عدد ذرا سے شہد میں خوب حل کر کے ملالیں، خوراک ایک تولہ ہر روز دودھ کے ساتھ یا بلا دودھ کے۔ یہ معجون قریب باعتدال ہے، ہر مزاج کے موافق ہے۔ اگر اس میں ایک ماشہ کشتہ فولاد اور ایک ماشہ کچلہ مدبّر اور ملالیں اور ایک تولہ ہر روز ایک مربّہ آملہ کے ساتھ کھائیں اور اوپر سے عرق کیوڑہ چار تولہ پئیں، اور غذا صبح کو انڈے کا خاگینہ اور شام کو فیرنی جسمیں چھوارے بھی پڑے ہوں کھایا کرے، اسی طرح ایک چلّہ پورا کر لیں اور عورت سے علیحدہ رہیں، تو بیرون از قیاس نفع دیکھیں، یہ معجون مقوی قلب بھی بہت ہے، اس لئے اس ضعف باہ کو بھی مفید ہے جو ضعفِ قلب سے ہو۔

معجون مقویٔ باہ مولدمنی اور کم قیمت: بھونے اور چھلے ہوئے چنوں کا آٹا انڈے کی زردی پانچ عدد پانی میں پکائے، جب حلوا سا ہو جائے گائے کا گھی یا جو گھی مل جائے پانچ تولہ، شہد[1] خالص پانچ تولہ ملا کر معجون کا سا قوام کر لیں اور چار تولہ روز کھایا کریں مجرّب ہے۔

ضعفِ باہ کی دوسری صورت کا بیان

وہ یہ ہے کہ خواہش نفسانی بحال خود ہو، مگر عضو تناسل میں کوئی نقص پڑ جائے، اس وجہ سے جماع پر قدرت نہ ہو، اس کی کئی صورتیں ہیں: ایک یہ کہ صرف ضعف اور ڈھیلا پن ہو، علاج یہ ہے کہ یہ طلا بنالیں اور حسبِ ترکیب مندرجہ لگائیں۔ ہڑتال طبقی، سنکھیا سفید، میٹھا تیلیا، نوشادر، چاروں دوائیں دو دو تولہ لیں اور خوب باریک پیس کر

---

[1] عوام میں مشہور ہے کہ گھی اور شہد ملانے سے زہر ہو جاتا ہے، یہ محض غلط ہے۔ (محشی)

گائے کے خالص گھی پاؤ بھر میں ملائیں، اور پارہ دو تولہ اس میں خوب حل کر لیں، پھر لوہے کے کڑ چھے میں ڈال کر ہلکی آنچ پر پکائیں[1] یہاں تک کہ دوائیں جل کر کوئلہ ہو جائیں، پھر اوپر کا گھی نتھار کر چھان کر شیشی میں رکھ لیں، پھر بوقت شب اس میں پھریری ڈبو کر ہلکا ہلکا عضو تناسل پر لگائیں، اس طرح کہ حشفہ یعنی سپاری اور نیچے کی جانب جسے سیون کہتے ہیں بچی رہے، اور اوپر سے بنگلہ پان اور اگر نہ ملے تو دیسی پان ذرا گرم کر کے لپیٹ دیں اور صبح کو کھول ڈالیں۔ سات روز یا چودہ روز یا اکیس روز ایسا ہی کریں، اور زمانہ استعمال تک ٹھنڈے پانی اور جماع سے پرہیز کریں، اور اگر اس کے استعمال کے زمانہ میں روٹی اور پنیر غذا رکھیں تو بے حد مفید ہے، اس طلاء سے تکلیف بہت کم ہوتی ہے اور آبلہ وغیرہ کچھ نہیں ہوتا، بعضوں کو بالکل بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر کسی کو اتفاقاً تکلیف ہو تو ایک دو دن ناغہ کریں، یا کافور گائے کے مسکہ میں ملا کر مل دیں، اور ایک صورت یہ ہے عضو تناسل میں خم پڑ جائے، اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے گرہ کے نرم کرنے کی تدبیر کر لی جائے بعد ازاں قوّت کی۔

نرم کرنے کی دوا: یہ ہے۔ بیخ سوسن چھ ماشہ، آدھا پاؤ پانی میں پکائیں جب خوب جوش ہو جائے مل کر چھان کر روغن بابونہ دو تولہ ملا کر پھر پکائیں کہ پانی جل کر تیل رہ جائے، پھر مرغی کی چربی، بط کی چربی، گائے کی نلی کا گودا، موم زرد دو دو تولہ ملا کر آگ پر رکھ کر ایک ذات کر لیں اور شیشی میں حفاظت سے رکھ لیں، پھر صبح کے وقت گرم کر کے عضو تناسل پر ملیں اور ہاتھ سے سیدھا کریں، اور آدھ گھنٹے کے بعد گل بابونہ، اکلیل الملک، بنفشہ چھ چھ ماشہ، آدھ سیر پانی میں پکا کر چھان کر اس پانی سے دھاریں۔ تین چار دن یا ایک ہفتہ غرض جب تک کجی دُور ہو اس کو استعمال کریں، پھر قوّت کے واسطے وہ طلا جو پہلی قسم میں گذر چکا ہے بترکیب مذکور لگائیں، نہایت مجرب ہے۔

اور یہ طلا بھی مفید ہے: مغز تخم کرنجوہ، جائفل، لونگ، عاقر قرحا دو دو ماشہ باریک پیس کر سینڈھ کے دودھ سے گوندھ کر گولیاں بنالیں، پھر بوقت ضرورت ذرا سی گولی تین چار بوند چمبیلی کے تیل میں گھس کر لگائیں اوپر سے بنگلہ پان گرم کر کے باندھ دیں، ایک ہفتہ یا چودہ دن ایسا ہی کریں۔

اور ایک صورت یہ ہے: کہ عضو تناسل جڑ میں سے پتلا اور آگے سے موٹا ہو جائے، یہ مرض اکثر جلق یا لواطت سے

---

[1] اس کی اصلی ترکیب یہ ہے کہ سب دوا کو تیار کر کے ایک بالشت چوڑے اور ایک بالشت لمبے کپڑے پر مرہم کی طرح لگا کر لپیٹ کر بتی بنا کر ایک طرف سے جلائیں جو تیل ٹپکے اس کو چینی کے برتن میں لے لیں وہ طلا ہے۔ (نظر ثالث)

پیدا ہو جاتا ہے۔

علاج: ① مینڈک کی چربی سوا تولہ، عاقر قرحا ساڑھے دس ماشہ، گائے کا گھی ساڑھے تین تولہ، اوّل گھی کو گرم کریں پھر چربی ملا کر تھوڑی دیر تک آنچ پر رکھ اُتار لیں، اور عاقر قرحا باریک پیس کر ملا کر ایک گھنٹہ تک خوب حل کریں کہ مرہم سا ہو جائے۔ پھر نیم گرم لیپ کر کے پان رکھ کر کچے سوت سے لپیٹ دیں رات کو لپیٹیں اور صبح کھول ڈالیں، ایک ہفتہ تک ایسا ہی کریں۔

تنبیہ: مینڈک دریائی لینا چاہئے، کیونکہ خشکی کے مینڈک کی چربی ناپاک ہے، استعمال اس کا جائز نہیں۔ دریائی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں پردہ ہوتا ہے جیسا بط کی انگلیوں میں ہوتا ہے۔ اگر دریائی ملنا دشوار ہو تو بجائے اس کی چربی کے روغن زیتون، یا روغن بلساں، یا گائے کی چربی، یا مرغی کی چربی، یا بط کی چربی ڈالیں۔

اس مرض کے واسطے سینک کا نسخہ: ہاتھی دانت کا بُرادہ دو تولہ، مالکنگنی، کالے تل نو نو ماشہ، آنبہ ہلدی ایک تولہ، میدہ لکڑی، مصطگی رومی، دارچینی قلمی، عاقر قرحا تین تین ماشہ، لونگ دو ماشہ، تج پانچ ماشہ کوٹ چھان کر پوٹلی میں باندھ کر تل کے تیل میں بھگو کر گرم کر کے سینک کریں، ایک ہفتہ یا کم از کم تین دن سینک کریں۔ ایک پوٹلی تین دن کام آسکتی ہے، عمدہ تدبیر یہ ہے کہ پہلے ایک ہفتہ وہ لیپ کریں جس میں مینڈک کی چربی ہے، اس کے بعد ایک ہفتہ یا تین دن یہ سینک کریں، اگر کچھ کسر باقی رہے تو ایک ہفتہ یا چودہ دن وہ طلا لگائیں جو پہلی قسم میں گزرا جس میں نوشادر اور پارہ بھی ہے۔

تیسری قسم ضعف باہ: کی یہ ہے کہ خواہش نفسانی بھی کم ہو اور عضو میں بھی فرق ہو، اس کے لئے کھانے کی دوا کی بھی ضرورت ہے اور لگانے کی بھی۔ کھانے کی دوائیں قسمِ اوّل میں اور لگانے کی قسمِ دوم میں بیان ہوئیں۔ غور کر کے ان ہی میں سے نکال لیں۔

---

① لیکن بغیر ضرورتِ شدیدہ کے اس کا استعمال جائز نہیں، اور مولوی محمد مصطفیٰ صاحب مرحوم نے ناجائز دواؤں کی ایک مکمل فہرست ایک رسالہ میں تحریر فرمائی ہے جس کا نام طبی جوہر ہے (محشی) الا آنکہ باقاعدہ ذبح کر دیا جائے۔ کیونکہ ذبح کرنے سے تمام اجزاء پاک ہو جاتے ہیں اور خارجی استعمال درست ہو جاتا ہے یا بہت چھوٹا ہو کہ وہ غیر ذی دم میں شمار ہوتا ہے اور بلا ذبح بھی پاک ہے، خارجی استعمال اس کا درست ہے، اور دریائی مینڈک چھوٹا بڑا سب پاک ہے، مگر مینڈک کا مارنا کراہت سے خالی نہیں، اس کی بحث طبی جوہر ضمیمہ حصہ نہم میں مفصل گزری۔ (نظر ثالث)

چند کام کی باتیں

باہ کی دوائیں بسا اوقات ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں کچلہ یا اور کوئی زہریلی دوا ہوتی ہے، لہٰذا احتیاط رکھیں کہ مقدار سے زیادہ نہ کھائیں، اور ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں بچّوں کا ہاتھ پہنچ جائے، مبادا کوئی کھالے، خاص کر طلاو غیرہ خارجی استعمال کی دواؤں میں ضرور اس کا خیال رکھیں، کیونکہ طلے بہت کم زہر سے خالی ہوتے ہیں۔ طلاء کی شیشی پر اس کا نام بلکہ لفظ (زہر) ضرور لکھ دیں۔ اگر کوئی غلطی سے کھانے کی زہریلی دوا یا طلا کھالے تو سب سے بہتر یہ ہے جس سے وہ دوا یا طلا منگایا ہو اُس سے دریافت کریں کہ اس میں کونسا زہر تھا، پھر طبیب یا ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔

کثرتِ خواہش کا بیان

بعض دفعہ اس خواہش کے کم کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے، اس واسطے یہ علاج بھی لکھا جاتا ہے۔ اگر خواہش نفسانی کی زیادتی بوجہ جوش جوانی اور تجرّد کے ہو تو سب سے عمدہ علاج شادی کرنا ہے، اور میسر نہ ہو تو یہ دوا کھائیں۔ تخم کاہو، تخم خرفہ پینتیس ماشہ، دھنیا ساڑھے دس ماشہ، گلنار، گل نیلوفر، گل سُرخ، سات سات ماشہ، کافور ایک ماشہ کوٹ چھان کر اسپغول مسلم ساڑھے دس ماشہ ملا کر سفوف بنالیں، اور نو ماشہ ہر روز کھائیں اور سیسے کا ایک ٹکڑا کمر پر گُردہ کی جگہ باندھیں اور تُرش چیزیں زیادہ کھائیں اور ٹھنڈے پانی سے نہایا کریں۔

بعض لوگوں کو یہ مرض ہوتا ہے کہ اگر جماع کا اتفاق ہو تو بے حد ضعف ہو جاتا ہے، یا احتلام کی کثرت ہوتی ہے، یا خفیف سا بخار آنے لگتا ہے اور دماغ پریشان ہوتا ہے، ان کا علاج یہ ہے کہ پہلے تولید منی کی کمی کی کوشش کریں، بعد ازاں قوّت اور غلظت کی اس طرح کہ پہلے وہ سفوف کھائیں جو گرم جریان کے علاج میں بیان ہوا، جس میں پہلی دوا گوند ببول ہے، اور گائے کی چھاچھ کے ساتھ کھایا جاتا ہے، اس میں تخم خُرفہ تخم کاہو، گلِ نیلوفر اور تخم خیارین تین تین ماشہ اور بڑھالیں اور کم از کم ایک ماہ تک جماع سے بالکل پرہیز رکھیں، اگر چہ اس اثناء میں جریان کی یا کثرتِ احتلام کی شکایت پیدا ہو بعد ایک ماہ کے غلظت اور قوّت کے لئے معجون لبوب بار دیا گاجر کا حلوا مقوی کھائیں۔ ان کے نسخے ضعفِ باہ کے بیان میں گذر چکے ہیں۔

کثرتِ احتلام

یہ کبھی گرمی سے ہوتا ہے کبھی سردی سے۔ اس کا علاج وہی ہے جو جریان کا تھا۔ جریان کے باب میں سے غور کر کے نکال لیں، اور سوتے وقت سیسے کا ٹکڑا کمر اور گردوں کے برابر باندھنا مجرب ہے۔

فائدہ: جماع فعلِ طبعی ہے اور بقائے نسل کے لئے ضروری ہے، مگر کثرت اس کی اتنے امراض پیدا کرتی ہے۔ ضعفِ بصر، ثقل سماعت، چکّر، رعشہ، دردِ کمر، دردِ گردہ، کثرتِ پیشاب، ضعفِ معدہ، ضعفِ قلب خصوصاً جس کو ضعفِ بصر یا ضعفِ معدہ یا سینے کا کوئی مرض ہو، اس کو جماع نہایت مضر ہے، غذا سے کم از کم تین گھنٹے کے بعد جماع کا عمدہ وقت ہے، اور زیادہ پیٹ بھرے پر اور بالکل خلو اور تکان میں مضر ہے، اور بعد فراغ فوراً پانی پی لینا سخت مضر ہے، خصوصاً اگر ٹھنڈا ہو۔ (کل ذلک من الطب الاکبر والقانون)۔

فائدہ: جس کو کثرتِ جماع سے نقصان پہنچا ہو وہ سردی اور گرمی سے بچے، اور سونے میں مشغول ہو، اور خون بڑھانے اور خشکی دور کرنے کی تدبیر کرے، مثلاً دودھ پیئے یا حلوائے گاجر کھائے، یا نیم برشت انڈا یا گوشت کی یخنی استعمال کرے، اگر ہاتھ پیروں میں رعشہ محسوس ہو تو دماغ اور کمر پر بلکہ تمام بدن پر چمبیلی کا تیل یا بابونہ کا تیل ملے، اور رعشہ کے لئے یہ دوا مفید ہے: شہد دو تولہ لے کر چاندی کے ورق تین عدد اس میں خوب حل کر کے چاٹ لیا کریں۔ جس کو جماع سے ضعفِ بصارت ہو گیا ہو وہ دماغ پر بکثرت روغن بادام یا روغن بنفشہ یا روغن چمبیلی ملے اور آنکھ پر بالائی باندھے اور گلاب ٹپکائے، اگر ہمیشہ بعد جماع کوئی مقوی چیز، جیسے دودھ یا حلوائے گاجر یا انڈا کھالیا کریں یا ماء اللحم پی لیا کریں اور ان تدابیر کے پابند رہیں جو ابھی ذکر ہوئیں تو ضعف کی نوبت بھی نہ آئے اور رعشہ وغیرہ کوئی مرض پیدا نہ ہو۔ اس بارے میں سب سے عمدہ دودھ ہے جس میں سونٹھ کی ایک گرہ یا چھوارے اوٹا لئے گئے ہوں۔

فائدہ: امساک کی زیادہ ہوس اخیر میں نقصان لاتی ہے، خصوصاً اگر کچلا یا دھتورا وغیرہ زہریلی دوائیں کھائی جائیں امساک کے لئے وہ گولی کافی سمجھیں جو سُرعت کے بیان میں مذکور ہوئیں جس میں سونے کے ورق بھی ہیں۔

چند متفرق نسخے

طلاء مقوی اعصاب اور عضو میں درازی اور فربہی لانے والا: چیونٹے بڑے بڑے سات عدد قبرستان میں سے لائیں، ایک ایک کو مار کر فوراً دو تولہ روغن چنبیلی خالص میں ڈالتے جائیں، پھر شیشی میں کر کے کاگ مضبوط لگا کر ایک دن رات بکرے کی مینگنیوں میں دفن کریں، پھر نکال کر خوب رگڑیں کہ چیونٹے تیل میں حل ہو جائیں، پھر نیم گرم ملیں۔ ترکیب ملنے کی یہ ہے کہ پہلے عضو کو ایک موٹے کپڑے سے خوب ملیں جب سُرخی پیدا ہو جائے فوراً یہ تیل مل کر چھوڑ دیں، پندرہ بیس روز ایسا ہی کریں۔

دوا مجفف رطوبت و مضیق: مازو دو ماشہ، شگوفہ اذخر ایک ماشہ کوٹ چھان کر ایک کپڑا گلاب میں بھگو کر اس دوا سے آلودہ کر کے استعمال کریں۔

لڈو مقوی باہ: چھوارے، چنے بُھنے ہوئے پاؤ پاؤ بھر کوٹ چھان کر پیاز کے پانی سے گوندھ کر اخروٹ کے برابر لڈّو بنالیں اور ایک صبح اور ایک شام کھالیا کریں، چھوارے کو مع گٹھلی کے کوٹیں یا گٹھلی علیحدہ نکال کر آٹا کر کے ملالیں۔

معجون نہایت مقوی باہ: شہد پینتیس تولہ کا قوام کریں، بیضۂ مرغ بیس عدد اُبال کر اُن کی زردی نکال لیں اور سفیدی پھینک دیں، پھر زردی کو اس شہد میں ملا کر خوب حل کریں کہ معجون سی ہو جائے، پھر عاقر قرحا، لونگ، سونٹھ ہر ایک پونے چونتیس ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں، اور ایک تولہ ہر روز کھالیا کریں۔

آتشک

یہ نہایت خبیث مرض ہے۔ اس میں پیشاب کے مقام پر اور اس کے آس پاس آبلے یا زخم ہو جاتے ہیں اور بہت سوزش ہوتی ہے، اس کے آبلے پھیلاؤ میں زیادہ اور اُبھار میں کم ہوتے ہیں، اور زخموں کے آس پاس نیلا پن یا اُودا پن ہوتا ہے، اکثر پہلے یہ زخم پیشاب کے مقام سے شروع ہوتے ہیں، پھر تمام بدن میں ہوتے جاتے ہیں، اس کے ساتھ گٹھیا بھی ہو جاتی ہے، یہ مرض کئی کئی پُشت تک چلا جاتا ہے، اس کے لئے ایک ہفتہ تک یہ دوا پئیں۔ افتیمون پوٹلی میں باندھا ہوا، مہندی خشک، منڈی، بُرادہ چوب چینی، عشبہ، برہمڈنڈی، ہرن کُھری سب پانچ پانچ ماشہ

برگ شاہترہ، بیخ حنظل، بسفائج فستقی چھ چھ ماشہ، پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی نونو ماشہ سب کو ڈیڑھ پاؤ پانی میں پکائیں، جب آدھا رہ جائے چھان کر شربتِ عناب دو تولہ ملا کر پئیں، اگر گٹھیا بھی ہو تو اسی میں سورنجان شیریں تین ماشہ اور بڑھالیں، اگر اس سے دست آئیں تو غذا کھچڑی کھائیں ورنہ شوربہ چپاتی، بعد سات دن کے یہ گولی کھائیں، مغز جمالگوٹہ دودھ میں پکایا ہوا اور بیچ کا پردہ نکالا ہوا، پرانا ناریل، پرانا چھوہارہ سب ایک ایک ماشہ، پرانا گڑ ڈیڑھ ماشہ خوب باریک پیس کر جب مرہم سا ہو جائے چنے کے برابر گولیاں بنالیں، اور دو گولی روز بوقت صبح تازے پانی کے ساتھ کھائیں، اس سے دست ہونگے، ہر دست کے بعد بھی تازہ پانی پئیں، اگلے دن گولی نہ کھائیں بلکہ یہ دوا پئیں، لعاب ریشہ خطمی پانچ ماشہ پانی میں نکال کر شربتِ عناب دو تولہ ملا کر پئیں، پھر تیسرے دن گولی حسبِ ترکیب مذکور کھائیں، اور چوتھے دن ٹھنڈائی اور پانچویں دن گولی اور چھٹے دن ٹھنڈائی استعمال کریں، اور احتیاطاً مناسب یہ ہے کہ ساتویں اور آٹھویں دن بھی ٹھنڈائی پی لیں، غذا اُن آٹھ دنوں میں سوائے کھچڑی یا ساگودانہ کے اور کچھ نہ ہو۔ اس کے بعد مہینہ بیس روز یہ عرق پئیں۔ چوب چینی بُرادہ کی ہوئی، عشبہ پانچ پانچ تولہ، برگ شاہترہ، چرائتہ، سرپھوکہ، دانہ الائچی خورد، پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی، نیل کنٹھی، برمڈنڈی، بُرادہ صندلین دو دو تولہ، سناء مکی تین تولہ رات کو پانچ سیر پانی میں بھگو رکھیں اور صبح کو دو سیر دودھ گائے کا ڈال کر عرق ساڑھے پانچ سیر کشید کرلیں، اور تین دن رکھنے کے بعد چھ تولہ ہر روز شربتِ عناب دو تولہ ملا کر پیا کریں، ان تدبیروں سے آتشک کے زخم بلا خارجی دوا کے بھر جاتے ہیں، اور اگر خارجی دوا کی ضرورت ہو تو یہ مرہم لگائیں۔ چھالیہ، کچلہ پونے چار چار تولہ، کتھا پڑیا ساڑھے آٹھ ماشہ، دانہ الائچی کلاں سوا تولہ، مُردار سنگ، سنگجراحت، مرچ سیاہ سوا چار چار ماشہ، نیلہ تھوتھا ساڑھے آٹھ رتی، دھوانسہ بھڑ بھونجے کے یہاں کا تین ماشہ، سب دواؤں کو اس طرح بھونیں کہ جل نہ جائیں، پھر باریک پیس کر گائے کے گھی اکیس تولہ میں ملا کر کافور سوا چار ماشہ پیس کر ملالیں اور زخموں پر لگائیں، یہ مرہم چھاجن کے لئے نہایت مفید ہے۔

فائدہ: آتشک والے کو زیادہ گرم چیزوں، جیسے گائے کا گوشت، تیل، بیگن، میتھی وغیرہ سے ہمیشہ کو پرہیز چاہئے اور زیادہ ٹھنڈی چیزیں، جیسے تربوز، ککڑی وغیرہ بھی کم کھائے اور چنا بہت مفید ہے۔

سوزاک کا بیان

پیشاب کے مقام میں اندر زخم پڑ جانے کو سوزاک کہتے ہیں، اس کا علاج شروع میں آسانی سے ہوسکتا ہے، اور پُرانا ہو جانے کے بعد نہایت دشوار ہے۔

علاج: پہلے زخم کے صاف ہونے کی بعد ازاں بھرنے کی تدبیر کریں، اس طرح کہ ارنڈی کا تیل چار تولہ دودھ میں ملا کر شکر سے میٹھا کر کے پئیں۔ اور ہر دست کے بعد گرم پانی پئیں۔ دوپہر کو ساگودانہ دودھ میں پکا ہوا، شام کو دودھ چاول کھائیں، اگلے دن یہ ٹھنڈائی پئیں۔ لُعاب ریشہ خطمی پانچ ماشہ، تخم خرفہ پانچ ماشہ پانی میں نکال کر شربت بنفشہ دو تولہ حل کر کے پئیں، اور اگر بہروزہ کا تیل مل جائے تو دو بوند وہ بھی بتاشہ میں کھائیں۔ تیسرے دن پھر ارنڈی کا تیل بموجب ترکیب مذکور اور چوتھے دن ٹھنڈائی اور پانچویں دن پھر ارنڈی کا تیل اور چھٹے دن ٹھنڈائی پئیں۔ غذا برابر ساگودانہ اور دودھ چاول رہے۔ تینوں مسہلوں کے بعد یہ سفوف کھائیں، شورہ قلمی تین تولہ، سنگجراحت مغز، مغز تخم خیارین، تخم خرفہ، تخم کاسنی، خارخسک، نشاستہ نو نو ماشہ، گل ارمنی، صمغ عربی، ریوند چینی، حب کا کنج، ست بہروزہ، مغز تخم تربوز، دم الاخوین چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر کچّی کھانڈ گیارہ تولہ ملا کر نو نو ماشہ کی پڑیاں بنالیں۔ پھر ایک پڑیا کھا کر اوپر سے تخم خیارین پانچ ماشہ پانی میں پیس کر چھان کر شربت بزوری بارد دو تولہ ملا کر پئیں۔ پندرہ دن یا کم از کم ہفتہ بھر کھائیں، غذا دودھ چاول یا ٹھنڈی ترکاریاں اور گوشت ہو، بعد ازاں یہ سفوف کھائیں، اگر کچھ ضرورت باقی رہی ہو طباشیر، گندھک زرد سات سات ماشہ، مغز تخم خیارین چودہ ماشہ، تخم خرفہ، کتیرا، ہلدی چار چار رتی، مرکی دو رتی، گلنار چھ رتی، زرشک افیون خالص، زراوند، مدحرج ایک ایک ماشہ، تل دُھلے ہوئے ساڑھے تیرہ ماشہ کوٹ چھان کر کچّی کھانڈ برابر ملا کر نو نو ماشہ کی پڑیا بنالیں، اور ایک پڑیا ہر روز تازہ پانی کے ساتھ پھانکیں، اگر قبض کرے تو دو تولہ منقّی رات کو سوتے وقت کھالیا کریں، کم از کم پندرہ دن یہ سفوف کھائیں، بعد صحت مہینہ بیس دن وہ عرقِ مصفّی پئیں جو آتشک کے بیان میں گزرا جس میں پہلا جز و چوب چینی ہے۔ سوزاک والے کو مرچ کم کھانی چاہئے، اور کچنال کی کلی بہت مفید ہے، اور جو پرہیز آتشک کے بیان میں گذرا وہ یہاں بھی ہے۔

پچکاری نافع سوزاک: توتیا کھیل کیا ہوا تین ماشہ، سُرمہ پسا ہوا، دم الاخوین، پھٹکری سفید بریاں، سنگ جراحت

چھ چھ ماشہ خوب باریک پیس کر انگور کے پتوں کے پانی اور مہندی کے پتوں کے پانی چھٹانک بھر اور بکری کے دودھ آدھ پاؤ میں ملا کر دوتہ کپڑے میں چھان کر کانچ کی پچکاری سے صبح وشام پچکاری لیں، یہ ایک نسخہ چار دن کو کافی ہے۔ توتیا کی کھیل اس طرح ہوتی ہے کہ اس کو پیس کر کسی برتن میں ہلکی آگ پر رکھیں اور جلاتے رہیں، جب رنگ ہلکا پڑ جائے، کام میں لائیں۔

فائدہ: کبھی سوزاک میں پیشاب کا مقام بند ہو جاتا ہے اس صورت میں گرم پانی سے دھاریں یا بابونہ پانی میں پکا کر دھاریں۔ اگر کسی طرح نہ کُھلے تو ڈاکٹر سے سلائی ڈلوائیں۔

خُصیہ کا اوپر کو چڑھ جانا

اس مرض میں چنک بھی ہو جاتی ہے اور پیشاب میں تکلیف ہوتی ہے۔

علاج: گلِ بابونہ، اکلیل الملک، تخم کتان، سبوس گندم، دو سیر پانی میں پکا کر دھاریں، اور ہینگ مرزنجوش فرفیون، اکلیل الملک، گل بابونہ تین تین ماشہ کوٹ چھان کر شہد میں ملا کر نیم گرم لیپ کریں اور معجونِ کمونی یا جوارشِ زرعونی کھائیں (طب اکبر) اس کا نسخہ ضعفِ باہ کے بیان میں گذرا۔ غذا بھی مقوی کھائیں۔

آنت اُترنا اور فوطے کا بڑھنا

پیٹ میں آنتوں پر چاروں طرف سے کئی جھلیاں لپٹی ہوئی ہیں، ان میں سے بیچ کی ایک جھلی میں فوطوں کے قریب دو سوراخ ہیں، ان سوراخوں کے بڑھ جانے یا پھٹ جانے سے اندر کی جھلّی مع آنتوں کے یا بلا آنتوں کے یا اندر کی جھلی بھی پھٹ کر آنتیں فوطوں میں لٹک پڑتی ہیں اس کو آنت اترنا کہتے ہیں، عربی میں اس کا نام ''قیل وفتق'' ہے، اور کبھی فوطوں میں پانی آجاتا ہے اس کو عربی میں ''اُدرہ'' کہتے ہیں، اور کبھی صرف ریاح آجاتے ہیں اس کو ''قیلہ ریحی'' کہتے ہیں، اس بحث کو تین قسم میں بیان کیا جاتا ہے:

قسمِ اوّل: آنت اُترنے کے بیان میں: یہ مرض بہت بوجھ اُٹھانے یا کودنے یا بہت شکم سیری پر جماع کرنے وغیرہ سے ہو جاتا ہے۔

علاج: چت لیٹ کر آہستہ آہستہ دبا کر اوپر کو چڑھائیں۔ اگر دبانے سے نہ چڑھے تو گرم پانی سے دھاریں اور روغن بابونہ گرم کر کے ملیں اور خطمی پانی میں پکا کر باندھیں، جب نرم ہو جائے تو دبا کر اوپر کو چڑھائیں جب چڑھ جائے تو یہ لیپ کریں تاکہ آئندہ نہ اُترے۔

گلنار اقاقیہ، مازوئے سبز، ایلوا، کندر، جوز السرو، رال کوگل، ابھل سب چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر سیر لیش ہری کوہ کے پانی میں پکا کر ملا کر کپڑے میں لگا کر چپکائیں اور پٹی باندھ دیں، اور تین روز تک چت لٹائے رکھیں۔ یہ لیپ فتق کی جملہ قسموں کو مفید ہے۔ خواہ آنت اُتری ہو یا ریاح ہو یا پانی ہو، اور غذا صرف شوربا دیں۔ بعد تین دن کے آہستہ اُٹھاویں اور ٹہلنے دیں، اور یہ لیپ دوبارہ کریں اور لنگوٹ باندھے رہا کریں، ایک تدبیر نہایت مفید یہ ہے کہ ایک پٹی میں ایک ڈبل پیسہ یا اور کوئی سخت چیز اتنے وزن کی سی کر اس پٹی کو لنگوٹ کی طرح ایسا باندھیں کہ پیسہ اس جگہ رہے جہاں آنت اترنے کے وقت پھولا پن معلوم ہوتا تھا کہ اس سے وہ جگہ ہر وقت دبی رہے، اس سے چند روز میں وہ سوراخ بند ہو جاتا ہے اور آنت اُترنے کا اندیشہ بالکل نہیں رہتا۔ اس ترکیب کو تالا لگانا کہتے ہیں۔ ایسی پٹیاں انگریزی بنی ہوئی بھی بکتی ہیں[1]۔

آنت اُترنے کے واسطے پینے کی دوا: معجون فلاسفہ سات ماشہ یا معجون کمونی ایک تولہ کھا کر اوپر سے سونف پانچ ماشہ پانی میں پیس کر گلقند آفتابی دو تولہ ملا کر پئیں۔ معجون فلاسفہ متواتر چند روز تک کھانا جملہ اقسامِ فتق کو مفید[2] ہے، بادی چیزوں سے پرہیز رکھیں۔

قسمِ دوم: قیلہ ریحی یعنی فوطے میں ریاح آجانے کے بیان میں: باجرہ[3]، نمک اور بھوسی دو دو تولہ لے کر دو پوٹلی بنا کر گلاب میں ڈال کر سینکیں اور دارچینی[4] قلمی پیس کر بابونہ کے تیل میں ملا کر اکثر ملا کریں اور یہ گولی[5] کھایا کریں۔

تخم کرفس، انیسون رومی، اسپند مصطگی، زعفران سب سات سات ماشہ، پوست ہلیلہ کابلی، پوست بلیلہ آملہ ساڑھے دس دس ماشہ، سکنجبین، گوگل ساڑھے تین تین ماشہ، پودینہ خشک، قسط شیریں، نرکچور، درونج عقربی اساروں پونے دو دو ماشہ، سکنجبین اور گوگل کو پانی میں گھول کر باقی دوائیں کوٹ چھان کر ملا کر گولیاں چنے کے برابر بنالیں اور ساڑھے چار ماشہ

---

① پٹیاں مختلف شکلوں اور مختلف ناپ کی ہوتی ہیں، بہتر یہ ہے کہ ڈاکٹر سے مشورہ کر کے پٹی لیں۔ (نظر ثالث) ② حبِ کچلہ بھی مفید ہے، ترکیب یہ ہے کہ کچلہ مُدبّر فلفل سیاہ چھ چھ ماشہ گھیکوار کے پانی میں خوب پیس کر گولیاں کالی مرچ کے برابر بنالیں اور ایک گولی روز کھائیں ٹھنڈے مزاج والے کو یہ گولیاں بہت مفید ہیں۔ (نظر ثالث) ③ مخترع۔ ④ مخترع۔ ⑤ طب اکبر۔

ہر روز پھانک لیا کریں اور معجون فلاسفہ یا معجون کمونی بھی کافی ہے، چند روز متواتر کھائیں، غذا میں بتھوا اور مولی زیادہ مفید ہیں، اور بادی چیزوں سے پرہیز ضروری ہے۔

قسمِ سوم: فوطوں میں پانی آجانے کے بیان میں: پانی کم پیا کریں اور دوا وہی کھائیں جو قیلہ ریحی میں گذری اور یہ لیپ کریں، عاقرقرحا دو تولہ، زیرہ سیاہ ایک تولہ باریک پیس کر مونیز منقّٰی چھ تولہ ملا کر اتنا کوٹیں کہ یک ذات ہو کر مثل مرہم کے ہو جائے، پھر گرم کر کے صبح و شام لیپ کریں۔ جب پانی زیادہ آجائے تو عمدہ علاج ڈاکٹر سے نکلوا دینا ہے۔①

فائدہ: چونکہ ان تینوں قسموں کے علاج میں زیادہ فرق نہیں، ہر قسم کی علامتیں تفصیل کے ساتھ نہیں بیان کیں، مختصر سا فرق یہ ہے کہ اگر قسم اول ہو خواہ فقط جھلی لٹک آئی ہو یا مع آنت کے اُتری ہو تو مشکل سے اوپر کو چڑھتی ہے، اور اگر ریاح ہو تو ذرا دبانے سے چڑھ جاتی ہے، اور اگر پانی ہو تو کسی طرح نہیں چڑھ سکتا، اور فوطہ چمکدار معلوم ہوتا ہے اور جلد جلد بڑھتا ہے، لنگوٹ باندھے رہنا جملہ اقسام میں مناسب ہے، اور حرکت قوی اور بوجھ اُٹھانے اور زیادہ چِلّانے اور بادی چیزوں سے پرہیز لازم ہے۔ فتق کی اور بھی چند قسمیں ہیں جن کا علاج بلا رائے طبیب کے نہیں ہو سکتا۔

آنت اترنے کے علاج میں کبھی مسہل کی ضرورت ہوتی اس میں طبیب سے رائے لینا ضروری ہے۔

فائدہ: کبھی فوطے بڑھ جاتے ہیں بدون اس کے کہ آنت اُترے یا ریاح آجائیں یا پانی ہو، علامت اس کی یہ ہے کہ تکلیف مطلق نہ ہو اور نہ فوطوں کی کھال چمکدار ہو، نہ دبانے سے سخت معلوم ہوں۔

علاج: معجون فلاسفہ کچھ عرصہ تک کھائیں اور پھٹکری سفید تیل میں گھسکر لیپ کریں۔

دوسرا لیپ: پنڈول بیس ماشہ، شوکران (ایک بوٹی کا نام ہے) دو ماشہ سرکہ میں خوب پیس کر لیپ کریں (اگر شوکران نہ ملے اجوائن خراسانی ڈالیں) یہ مرض بعض مقامات میں کثرت سے ہوتا ہے اور مشکل سے جاتا ہے، اس لئے مناسب ہے کہ شروع ہی میں علاج کریں اور کچھ عرصہ تک نہ چھوڑیں۔

فوطے یا عضو تناسل کا درد: کبھی ان اعضاء میں درد ہونے لگتا ہے بدون اس کے کہ ورم ہو یا آنت اُترے۔

① فوطے بڑھنے کی ایک اور دوا جو سب قسموں میں مفید ہے تمباکو کے ہرے پتوں کا پانی پاؤ بھر، موم زرد آدھ پاؤ، دونوں کو ملا کر پکا لیں کہ پانی جل کر موم رہ جائے، پھر اس موم کی ٹکیہ بنا کر رکھ لیں اور صرف اسی کو ذرا گرمی دے کر باندھا کریں مجرب ہے۔

علاج: ارنڈی کا تیل ملیں کہ اکثر اقسام میں مفید ہے، اگر اس سے نہ جائے تو طبیب سے پوچھیں۔

فوطوں یا جنگاسوں میں خراش ہوجانا

یہ اکثر پسینے کی شوریت سے ہوجاتا ہے اسی واسطے گرمی کے موسم میں زیادہ ہوجاتا ہے۔

علاج: گرم پانی اور صابن سے دھویا کریں تاکہ میل نہ جمے، اور سفیدہ کاشغری روغن گُل میں ملاکر لگائیں، اور اگر خراش بڑھ گئی ہو اور زخم ہوگیا ہو یہ مرہم لگائیں۔ کُندر دم الاخوین، مرمکی نو نو ماشہ، ایلوا، مردار سنگ، انزروت سات سات ماشہ باریک پیس کر روغن گُل سات تولہ میں ملاکر خوب گھوٹیں کہ مرہم ہوجائے جس کو فوطوں اور جنگاسوں میں پسینہ زیادہ آتا ہو مہندی کا پانی یا ہرے دھنیہ کا پانی یا سرکہ پانی میں ملاکر لگایا کرے۔

عضوتناسل کا ورم: اگر اس میں سوزش یا تکلیف زیادہ ہو تو سرکہ اور روغنِ گُل ملاکر ملیں، اور اگر زیادہ سوزش نہ ہو تو چھوارے کی گٹھلی اور خطمی سرکہ میں گھس کر لگائیں۔ (طب اکبر)

قد وقع الفراغ عنه للخامس عشر من ذيقعده ۱۳۲۴ھ في ميرته فالحمدلله الذي بعزته وجلا له تتم الصلحت، وصلى الله تعالى على خير خلقه سيدنا محمد و آله و أصحابه بعدد الكائنات. ووقع الفراغ عن النظر الثالث للسابع والعشرين من الربيع الثاني ۱۳۴۴ھ في ميرته أيضاً امتثالاً لأمر أخي في الله ومحبي المولوي شبير علي التهانوي مالك أشرف المطابع و مدير رسالة النور.

(حال ناظم ادارۂ اشرفیہ پاکستان مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر۱)

التماس مؤلف

احقر نے حسبِ ارشاد حضرت سیّدی و مولائی جناب مولانا اشرف علی صاحب (قدس اللہ سرہٗ) ۱۳۲۴ھ میں مردانہ امراض کے علاج ان چند ورقوں میں لکھے تھے، اور یہ رسالہ بہشتی گوہر کے اخیر میں ملحق ہو کر چھپ گیا تھا، اس کے بعد بہت جگہ چھپ کر شائع ہوتا رہا، خیال ہوتا ہے کہ ایک بار احقر نے نظر ثانی بھی اس پر کی تھی، اب ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ میں پھر اشرف المطابع تھانہ بھون میں چھپا ہے، اس دفعہ پھر غور کے ساتھ نظر ڈالی ہے اور بعض بعض جگہ کوئی نسخہ نیا اور کہیں بطور حاشیہ کو بڑھایا ہے، ان اضافات کے ساتھ نظر ثالث کا لفظ بڑھا دیا ہے تاکہ جس کے پاس پہلے کا چھپا ہوا یہ رسالہ ہو وہ بھی ان کو نقل کر لیں۔ فقط

محمد مصطفیٰ بجنوری

بہشتی جوہر ضمیمہ اصلی بہشتی گوہر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ وَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیۡرِ خَلۡقِہٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اَجۡمَعِیۡنَ.

موت اور اُس کے متعلقات اور زیارتِ قبور کا بیان

(۱) فرمایا جنابِ رسول اللہ ﷺ نے[۱]: کثرت سے موت کو یاد کرو، اس لئے کہ وہ یعنی موت کا یاد کرنا گناہوں کو دُور کرتا ہے اور دنیائے مذموم اور غیر مطلوب اور فضول سے بیزار کرتا ہے، یعنی جب انسان موت کو بکثرت یاد کرے گا تو دُنیا میں جی نہ لگے گا، اور طبیعت دُنیا کے سامان سے نفرت کرے گی اور زاہد ہو جائے گا، اور آخرت کی طلب اور وہاں کی نعمتوں کی خواہش اور وہاں کے عذابِ دردناک کا خوف ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ نیک اعمال میں ترقی کرے گا اور معاصی سے بچے گا۔ اور تمام نیکیوں کی جڑ زہد ہے یعنی دُنیا سے بیزار ہونا، جب تک دنیا سے اور اُس کی زینت سے علاقۂ ترک نہ ہوگا پوری توجہ اللہ کی طرف نہیں ہو سکتی۔ اور بارہا عرض کیا جا چکا ہے کہ اُمورِ ضروریہ دنیا و یہ جو موقوف علیہا ہیں عبادت کے وہ مطلوب ہیں اور دین میں داخل ہیں، لہٰذا اس مذمّت سے وہ خارج ہیں، بلکہ جس دنیا کی مذمّت کی جاتی ہے اس سے وہ چیزیں مراد ہیں جو حق تعالیٰ سے غافل کریں، گو کسی درجہ میں سہی، جس درجہ کی غفلت ہوگی اُسی درجہ کی مذمّت ہوگی۔ پس معلوم ہوا کہ موت کی یاد اور اس کا دھیان رکھنا اور اس نازک اور عظیمُ الشان سفر کیلئے توشہ تیار کرنا ہر عاقل پر لازم ہے۔

(۲) دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو بیس بار روزانہ موت کو یاد کرے تو درجہ شہادت پائے گا، سو اگر تم اس کو یاد کرو گے تونگری کی حالت میں تو وہ (یاد کرنا) اس غنا کو گرا دے گا۔ یعنی جب غنی آدمی موت کا دھیان رکھے گا تو اس غنا کی اس کے نزدیک وقعت نہ رہے گی جو باعثِ غفلت ہے، کیونکہ یہ سمجھے گا کہ عنقریب یہ مال مجھ سے جدا ہونے والا ہے اس سے علاقہ پیدا کرنا کچھ نافع نہیں بلکہ مضر ہے، کیونکہ محبوب کا فراق باعث اذیت ہوتا ہے۔ ہاں وہ کام کر لیں جو وہاں کام آئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے، پس ان خیالات سے مال کا کچھ بُرا اثر نہ پڑے گا، اور اگر تم اُسے فقر اور تنگی کی حالت میں یاد کرو گے تو وہ (یاد کرنا) تم کو راضی کر دے گا تمہاری بسر اوقات[۲] سے، یعنی جو کچھ تمہاری

① کنزالعمال:۱۵/۲۳۱ رقم: ۴۲۰۹۱. ② رواہ ابن أبي الدنیا عن أنس مرفوعاً.[کذافي کنزالعمال ۱۵/۲۳۱،رقم: ۴۲۰۹۱]

تھوڑی سی معاش ہے اس سے راضی ہو جاؤ گے، کہ چند روزہ قیام ہے پھر کیوں غم کریں، اس کا عوض حق تعالیٰ شانہ نہایت عمدہ مرحمت فرمائیں گے۔

(۳) فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے: بے شک زمین البتہ پکارتی ہے ہر دن ستّر بار: اَے بنی آدم! کھالو جو چاہو اور جس چیز سے رغبت کرو، پس خدا کی قسم البتہ میں ضرور تمہارے گوشت اور تمہارے پوست کھاؤں گی[۱]۔ اگر شبہ ہو کہ ہم تو آواز زمین کی سُنتے نہیں تو ہم کو کیا فائدہ؟ جواب یہ کہ جناب رسول کریم ﷺ کے ارشاد عالی سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ زمین اس طرح کہتی ہے تو جیسے زمین کی آواز سے دنیا دل پر سرد ہو جاتی ہے اسی طرح اب بھی اثر ہونا چاہئے، کسی چیز کے علم کے واسطے یہ کیا ضروری ہے کہ اُسکی آواز ہی سے علم ہو بلکہ مقصود تو اس کا علم ہوتا ہے خواہ کسی طریق سے ہو، مثلاً کوئی شخص دشمن کے لشکر کو آتا دیکھ کر جیسا گھبراتا ہے اور اُس سے مدافعت کا سامان کرتا ہے، اسی طرح کسی معتبر شخص کے خبر دینے سے بھی گھبراتا ہے، کیونکہ دونوں صورتوں میں اس کو دشمن کے لشکر کا آنا معلوم ہو گیا جو گھبرانے اور مدافعت کے سامان کا باعث ہے، اور کوئی مخبر جنابِ رسالت مآب علیہ افضل الصلوۃ والسلام سے بڑھ کر بلکہ آپ کے برابر بھی نہیں ہوسکتا، پس جب اور لوگوں کے کہنے کا اعتبار کیا جاتا ہے تو آپ کے فرمودہ کا تو بطریقِ اولیٰ اعتبار ہونا چاہئے، کیونکہ آپ نہایت سچے ہیں، حدیث میں ہے: کفی بالموت واعظاً وبالیقین غنا[۲] ترجمہ یہ ہے کہ کافی ہے موت باعتبار واعظ ہونے کے (یعنی موت کا وعظ کافی ہے کہ جو شخص اس کی یاد رکھے اس کو دُنیا سے بے رغبت کرنے کے لئے اور کسی چیز کی حاجت نہیں) اور کافی ہے یقین روزی ملنے کا باعتبار غنا کے، (یعنی جب انسان کو حق تعالیٰ کے وعدہ پر یقین ہے کہ ہر ذی حیات کو اس اندازہ سے جو اس کے حق میں بہتر ہے رزق ضرور دیا جاتا ہے تو یہ کافی غنا ہے، ایسا شخص پریشان نہیں ہوسکتا بلکہ جو مال سے غنا حاصل ہوتا ہے اس سے یہ اعلیٰ ہے کہ اس کو فنا نہیں، اور مال کو فنا ہے کیا معلوم ہے کہ جو مال اس وقت موجود ہے وہ کل کو بھی باقی رہے گا یا نہیں، اور خداوند کریم کے وعدہ کو بقا ہے، جس قدر کہ رزق موعود ہے ضرور ملے گا خوب سمجھ لو)۔

(۴) حدیث میں ہے کہ جو شخص پسند کرتا ہے حق تعالیٰ سے ملنا تو حق تعالیٰ بھی اُس سے وصال چاہتے ہیں، اور جو حق تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے[۳] اور دنیا کے مال وجاہ اور ساز وسامان سے جدائی نہیں چاہتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے

---

(۱) رواہ الحکیم والترمذي عن ثوبان مرفوعاً [کذا في کنز العمال ۱۵/۲۳۲، رقم: ۴۲۱۰۰] (۲) رواہ الطبراني عن عمار مرفوعاً. [کذا في کنز العمال ۱۵/۲۳۳، رقم: ۴۲۱۰۹ مؤلف] (۳) رواہ أحمد وغیرہ کذا في کنز العمال. [۱۵/۲۹۵]

ملنا ناپسند فرماتے ہیں، اور ظاہر ہے کہ بغیر موت کے خدائے تعالیٰ سے ملاقات غیر ممکن ہے۔ پس چونکہ مُوت ذریعۂ ملاقات محبوبِ حقیقی ہے، لہٰذا مومن کو محبوب ہونی چاہئے، اور ایسے سامان پیدا کرے جس سے موت ناگوار نہ ہو، یعنی نیک اعمال کرے تاکہ بہشت کی خوشی میں موت محبوب معلوم ہو، اور معاصی سے اجتناب کرے تاکہ موت مبغوض نہ معلوم ہو، کیونکہ گنہگار کو بوجہ خوف عذابِ شدید موت سے نفرت ہوتی ہے، اس لئے کہ موت کے بعد عذاب ہوتا ہے۔ اور نیک بخت کو بھی گو عذاب کا خوف ہوتا ہے اور جنت کی بھی اُمید ہوتی ہے، مگر تجربہ ہے کہ نیک بخت کو باوجود اس دہشت کے موت سے نفرت نہیں ہوتی اور پریشانی نہیں ہوتی اور اُمید کا اثر بمقابلۂ خوف کے غالب ہو جاتا ہے، اور اسی طرح یہ بھی تجربہ ہے کہ کافر و فاسق پر اثرِ اُمید غالب نہیں ہوتا اس لئے وہ موت سے نہایت گھبراتا ہے۔

(۵) حدیث میں ہے جو نہلائے مُردے کو پس ڈھک لے اس کو (یعنی کوئی بری بات مثلاً صورت بگڑ جانا وغیرہ ظاہر ہو اور اس کے متعلق پورے احکام بہشتی زیور حصہ دوم میں گذر چکے ہیں وہاں ضرور دیکھ لینا چاہئے) چُھپا لے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ (یعنی آخرت میں گناہوں کی وجہ سے اس کی رسوائی نہ ہوگی) اور جو کفن دے مُردے کو تو اللہ تعالیٰ اس کو سُندس[۱] (جو ایک باریک ریشمین کپڑے کا نام ہے) پہناوے گا آخرت میں۔ بعضے جاہل مُردے کے کام سے ڈرتے ہیں اور اس کو منحوس سمجھتے ہیں۔ یہ سخت بیہودہ بات ہے۔ کیا ان کو مرنا نہیں۔ چاہئے کہ خوب مُردے کی خدمت کو انجام دے اور ثوابِ جزیل حاصل کرے، اور اپنا مرنا یاد کرے کہ اگر ہم سے بھی لوگ ایسے بچیں جیسے ہم بچتے ہیں تو ہمارے جنازہ کی کیا کیفیت ہوگی، اور عجب نہیں کہ حق تعالیٰ بدلہ دینے کو اُس کو ایسے ہی لوگوں کے حوالہ کر دیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: جو غُسل دے مُردے کو، اور اُسے کفن دے، اور اُس کے حنوط لگائے (حنوط ایک قسم کی مرکب خوشبو کا نام ہے اس کے بجائے کافور بھی کافی ہے) اور اُٹھائے اُس (کے جنازہ) کو، اور اس پر نماز پڑھے، اور نہ اِفشا کرے اس کی وہ (بُری) بات جو دیکھے اس سے، دُور ہو جائے گا اپنے گناہوں سے اس طرح جیسے کہ اُس دن جبکہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا (گناہوں سے) دُور تھا، (یعنی صغائر معاف ہو جائیں گے۔ علی ما قالوا)[۲]

---

[۱] رواه الطبراني عن أبي أمامة مرفوعاً. [كذا في كنز العمال ۱۵/۲٤٤، رقم:٤۲۲۲۸] [۲] رواه النسائي [كذا في كنز العمال ۱۵/۲٤٤، رقم:٤۲۲۳۱ مؤلف]

(۶) حدیث میں ہے جو نہلاوے مردے کو پس چھپالے اس کے (عیب) کو تو اس کے چالیس کبیرہ (یعنی صغائر میں جو بڑے صغائر ہیں) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اور جو اُسے کفن دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سندس اور استبرق[1] پہنائے گا، اور جو میّت کے لئے قبر کھودے پس اس کو اس میں دفن کرے، جاری فرمائے گا اللہ تعالیٰ اُس شخص کے لئے اس قدر اجر جو مثل اس مکان کے ثواب کے ہوگا جس میں قیامت تک اس شخص کو رکھتا (یعنی اس کو اس قدر اجر ملے گا جتنا کہ اُس مردے کو رہنے لئے قیامت تک مکان عاریت دینے کا اجر ملتا)، واضح ہو کہ جس قدر فضیلت اور ثواب مُردے کی خدمت کا اس وقت تک بیان کیا گیا، سب اس صورت میں ہے جبکہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے خدمت کی جائے، ریا، اُجرت وغیرہ مقصود نہ ہو۔ اور اگر اُجرت لی تو ثواب نہ ہوگا، اگرچہ اُجرت لینا جائز ہے گناہ نہیں، مگر جوازِ اُجرت امرِ دیگر ہے اور ثواب امرِ دیگر۔ اور تمام دینی کام جو اُجرت لے کر کئے جاتے ہیں بعضے تو ایسے ہیں جن پر اُجرت لینا حرام ہے اور ان کا ثواب بھی نہیں ہوتا، اور بعضے ایسے ہیں جن پر اُجرت لینا جائز ہے اور وہ مال حلال ہے مگر ثواب نہیں ہوتا۔ خوب تحقیق کر کے اس پر عملدرآمد کرنا چاہئے، یہ موقعہ تفصیل کا نہیں ہے، مگر ان اُمور کے متعلق ایک مفید ضروری بات عرض کرتا ہوں تاکہ اہلِ بصیرت کو تنبہ ہو، وہ یہ ہے کہ جن اعمال دینیہ پر اُجرت لینا جائز ہے اُن کے کرنے سے بالکل ثواب نہیں ملتا، مگر بچند شروط ثواب بھی ملے گا غور سے سنو۔ کوئی غریب آدمی جس کی بسر اوقات اور نفقات واجبہ کا سوائے اس اُجرت کے اور کوئی ذریعہ نہیں، وہ بقدر حاجتِ ضروریہ دینی کام کر کے اُجرت لے اور یہ خیال کرے سچی نیت سے کہ اگر ذریعۂ معیشت کوئی اور ہوتا تو میں ہرگز اُجرت نہ لیتا اور حسبۃً للہ کام کرتا۔ یا اب حق تعالیٰ کوئی ذریعہ ایسا پیدا کر دیں تو میں اُجرت چھوڑ دوں اور مفت کام کروں، تو ایسے شخص کو دینی خدمت کا ثواب ملے گا، کیونکہ اس کی نیت اشاعت دین ہے، مگر معاش کی ضرورت مجبور کرتی ہے، اور چونکہ طلب معاش بھی ضروری ہے اور اس کا حاصل کرنا ہی ادائے حکم الٰہی ہے، اس لئے اس نیت یعنی تحصیل معاش کا بھی ثواب ملے گا، اور نیت بخیر ہونے سے یہ دونوں ثواب ملیں گے، مگر ان قیود پر نظرِ غائر کر کے عمل کرنا چاہئے، خواہ مخواہ کے خرچ بڑھا لینا اور غیر ضروری اخراجات کو ضروری سمجھ لینا، اور اسپر حیلہ کرنا، اس عالم غیب کے ہاں نہیں چلے گا وہ دل کے ارادوں سے خوب واقف ہے۔ یہ تدقیق نہایت تحقیق کے ساتھ قلمبند کی گئی ہے اور مأخذ

[1] ریشم۔

اس کا شامی وغیرہ ہے۔ اور ظاہر یہ ہے کہ جس میں توکّل کے شرائط جمع ہوں اور پھر وہ نیک کام پر اُجرت لے تو اگر وہ ان نیتّوں کو بھی جمع کرلے جن کے اجتماع سے ثواب تحریر ہوا ہے تب بھی اُس کو گو ثواب ملے گا مگر توکّل کی فضیلت فوت ہو جائے گی۔ تأمّلْ فَاِنّهُ دَقِيقٌ۔ مسلمانوں کو خصوصاً ان میں سے اہلِ علم کو اس بات میں خاص توجّہ واحتیاط کی ضرورت ہے کہ خالقِ اکبر کے دین کی خدمت کر کے اس کی رضا حاصل نہ کرنا اور بغیر کسی سخت مجبوری کے ایک منفعت قلیلہ عاجلہ پر نظر کرنا، کیا حق تعالیٰ کے ساتھ کسی درجہ کی بے مروّتی نہیں ہے۔ ہمارا کام ترغیب اور دفعِ مغالطہ ہے، اور امورِ مباحہ میں تضیق کا ہم کو حق حاصل نہیں ہے، مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ ثواب کی ہم کو سخت حاجت ہے۔ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُقْلِلْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيُكْثِرْ وَاللّٰهُ تَعَالٰى أَعْلَمُ بِقُلُوْبِ عِبَادِهٖ كَفٰى بِهٖ خَبِيْرًا بَصِيْرًا۔

(۷) حدیث میں ہے کہ پہلا تحفہ مؤمن کا یہ ہے کہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اُس شخص کے جو اُس کے جنازے پر نماز پڑھتا ہے[۱] یعنی صغیرہ گناہ، علی ما قالوا۔

(۸) حدیث میں ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ وہ مرجائے، اور اس کے جنازے پر تین صفیں مسلمانوں کی نماز پڑھیں مگر واجب کرلیا[۲] (اس نے جنت کو یعنی اس کی بخشش ہو جائے گی)۔

(۹) حدیث میں ہے کہ نہیں ہے کوئی ایسا مسلمان کہ وہ مرجائے پس کھڑے ہوں یعنی نماز پڑھیں اس (کے جنازے) پر چالیس مرد ایسے جو شرک نہ کرتے ہوں خدا تعالیٰ کے ساتھ۔ مگر بات یہ ہے کہ وہ (نماز پڑھنے والے) شفاعت قبول کئے جائیں گے اس (مُردے) کے باب[۳] میں (یعنی جنازے کی نماز جو حقیقت میں دُعا ہے میت کے لئے قبول کرلی جائے گی اور اُس مُردے کی بخشش ہو جاوے گی۔

(۱۰) حدیث میں ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس (کے جنازے) پر ایک جماعت نماز پڑھے، مگر یہ بات ہے کہ وہ (لوگ) شفاعت قبول کئے جاویں گے اس (میّت) کے بارے میں[۴]۔

---

① رواه الحكيم عن أنس مرفوعاً. [كذا في كنز العمال ١٥/٢٤٦، رقم:٤٢٢٥٥ مؤلف] ② رواه أحمد و أبوداؤد. [كذا في كنز العمال ١٥/٢٤٦، رقم:٤٢٢٥٩] ③ رواه أحمد و أبوداؤد. [كذافى كنز العمال ١٥/٢٤٦، رقم:٤٢٢٦٠]
④ رواه أحمد وغيره. [كنز العمال ١٥/٢٤٦، رقم:٤٢٢٦١]

(۱۱) حدیث میں ہے کہ نہیں ہے کوئی مردہ کہ اُس پر ایک جماعت مسلمانوں کی نماز پڑھے (جو عدد میں) سو ہوں، پس سفارش کریں وہ (نمازی یعنی دعا پڑھیں) اس کے لئے مگر یہ بات ہے کہ وہ سفارش قبول کئے جائینگے اس کے بارے میں (یعنی ان کی دُعا قبول ہوگی اور اُس مُردے کی مغفرت ہو جاوے گی)۔[۱]

(۱۲) حدیث میں ہے جو اٹھائے چاروں طرفین چارپائی (جنازے کی) تو اس کے چالیس کبیرہ گناہ بخش دیئے جائینگے (اس کی تحقیق اوپر گذر چکی ہے)۔[۲]

(۱۳) حدیث میں ہے افضل اہل جنازہ کا (یعنی جو جنازے کے ہمراہ ہوتے ہیں ان میں) وہ ہے جو اُن میں بہت زیادہ ذکر (اللہ تعالیٰ کا) کرے اس جنازے کے ساتھ اور جو نہ بیٹھے یہاں تک کہ جنازہ (زمین پر) رکھ دیا جائے، اور زیادہ پورا کرنے والا پیمانہ (ثواب) کا وہ ہے جو تین بار اُس پر مٹھی بھر خاک ڈالے (یعنی ایسے شخص کو خوب ثواب ملے گا)۔[۳]

(۱۴) حدیث میں ہے کہ اپنے مردوں کو نیک قوم کے درمیان میں دفن کرو، اس لئے کے بیشک مُردہ اذیّت پاتا ہے بوجہ بُرے پڑوسی کے (یعنی فاسقوں یا کافروں کی قبروں کے درمیان ہونے سے مُردے کو تکلیف ہوتی ہے، اور صورت اذیّت کی یہ ہے، فسّاق و کفّار پر جو عذاب ہوتا ہے، اور وہ اس کی وجہ سے روتے چلّاتے ہیں، اس واویلا کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے، جیسا کہ اذیّت پاتا ہے زندہ بوجہ بُرے پڑوسی کے۔[۴]

(۱۵) حدیث میں ہے: جنازے کے ہمراہ کثرت سے لا الہ الا اللہ پڑھو[۵] جنازے کے ہمراہ اگر ذکر کرے تو آہستہ سے کرے اس لئے کہ زور سے ذکر کرنا جنازے کے ساتھ شامی میں مکروہ لکھا ہے۔

(۱۶) صحیح حدیث میں ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے: میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے ایک خاص وجہ سے جو اب باقی نہ رہی۔ آگاہ ہو جاؤ! پس اب زیارت کرو ان کی یعنی

---

① رواہ مسلم [باب من صلّی علیه مائة رقم الحدیث:۲۱۹۸] وغیرہ. [کنز العمال ۲۴۶/۱۵، رقم:۴۲۲۶۲]

② رواہ ابن عساکر وغیرہ. [کنز العمال ۲۵۱/۱۵، رقم:۴۲۳۳۱] ③ رواہ ابن النجار. [کنز العمال ۲۵۲/۱۵، رقم:۴۲۳۴۲]

④ رواہ في الحلیة. [کنز العمال ۲۵۴/۱۵، رقم:۴۲۳۶۴] ⑤ رواہ الدیلمي مرفوعاً. [کذا في کنز العمال ۲۷۴/۱۵، رقم:۴۲۵۷۱]

قبروں کی اس لئے کہ وہ (زیارتِ قبور) دل کو نرم کرتی ہے، اور دل کی نرمی سے نیکیاں عمل میں آتی ہیں، اور رُلاتی ہے ہر آنکھ کو، اور یاد دلاتی ہے آخرت کو، اور تم نہ کہو کوئی غیر مشروع بات قبر پر۔

(۱۷) حدیث میں ہے میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے پس (اب) ان کی زیارت کرو اس لئے کہ وہ زیارت بے رغبت کرتی ہے دُنیا سے اور یاد دلاتی ہے آخرت[①] کو۔ زیارت قبور سنت ہے اور خاص کر جمعہ کے روز۔ اور حدیث میں ہے کہ جو ہر جمعہ کو والدین کی یا والد یا والدہ کی قبر کی زیارت کرے تو اس کی مغفرت کی جائے گی اور وہ خدمت گزار والدین کا لکھ دیا جائے گا (نامۂ اعمال میں) رواه البيهقي مرسلاً ۔ مگر قبر کا طواف کرنا۔ بوسہ لینا منع ہے خواہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی کی یا کسی کی ہو۔ اور قبروں پر جا کر اوّل اس طرح سلام کرے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ وَأَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ بِالْأَثَرِ ۔ جیسا کہ ترمذی میں اور طبرانی میں یہ الفاظ سلامِ موتیٰ کے لئے آئے ہیں، اور قبلہ کی طرف پشت کر کے اور میّت کی جانب منہ کر کے قرآن مجید پڑھے جس قدر ہو سکے۔ حدیث میں ہے کہ جو قبروں پر گزرے اور سورۂ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر مُردے کو بخشے تو موافق شمار مُردوں کے اس کو بھی ثواب دیا جائے گا۔ نیز حدیث میں ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہو پھر سورۂ الحمد اور سورۂ اخلاص اور سورۂ تکاثر پڑھ کر اس کا ثواب اہلِ قبرستان کو بخشے مُردے اُسکی شفاعت کریں گے۔ اور نیز حدیث میں ہے کہ جو کوئی سورۂ یٰسین قبرستان میں پڑھے تو مُردوں کے عذاب میں اللہ تخفیف فرمائے گا، اور پڑھنے والے کو بشمار ان مُردوں کے ثواب ملے گا۔ یہ تینوں حدیثیں مع سند ذیل میں عربی میں لکھدی ہیں۔

(۱۸) حدیث میں ہے کہ نہیں ہے کوئی مرد کہ گذرے کسی ایسے شخص کی قبر پر جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا پھر اُس پر سلام کرے، مگر یہ بات ہے کہ وہ میّت اس کو پہچان لیتا ہے اور اس کو سلام کا جواب دیتا ہے (گو اس جواب کو سلام کرنے والا نہیں سنتا[②])

(۱) أخرج أبو محمد السمرقندي في (۱) قل ھو اللہ شریف کے فضائل میں ابومحمد سمرقندی

① رواه ابن ماجة. [رقم الحديث: ١٥٧١، كذا في كنز العمال ٢٧٢/١٥، رقم: ٤٢٥٤٧] ② رواه تمام وغيره مرفوعاً بسند جيد. [كذا في كنز العمال ٢٧٧/١٥، رقم: ٤٢٥٩٥]

فضائل قل هو الله أحد عن علي مرفوعاً: "من مرّ على المقابر وقرأ (قل هو الله أحد) إحدى عشرة مرة ثم وهب أجره للأموات، أعطي من الأجر بعدد الأموات.

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں، جو شخص قبرستان میں گذرے وہ گیارہ مرتبہ اس سورہ شریف کو پڑھ کر اہلِ قبور کو اس کا ثواب بخش دے تو پڑھنے والے کو اتنا ثواب ملے گا جس قدر مردے کہ اس قبرستان میں دفن ہیں۔

(۲) أخرج أبو القاسم سعد بن علي الزنجاني في فوائده عن أبي هريرة مرفوعاً: من دخل المقابر ثم قرأ فاتحة الكتاب وقل هو الله أحد وألهٰكم التكاثر، ثم قال: اللّٰهم إني قد جعلت ثواب ما قرأت من كلامك لأهل المقابر من المؤمنين والمؤمنات كانوا شفعاء له إلى الله تعالىٰ.

(۲) ابو القاسم سعد بن علی زنجانی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اس کے فضائل میں بیان کرتے ہیں کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور سورہ الحمد اور قل هو الله احد اور الهٰكم التكاثر پڑھے اور کہے: الٰہی! میں نے اس پڑھنے کا ثواب اس قبرستان کے مسلمان مرد و عورتوں کو بخشا، تو وہ سب مُردے روزِ جزا اس کی شفاعت کریں گے۔

(۳) أخرج عبد العزيز صاحب الخلال بسنده عن أنس رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من دخل المقابر فقرأ سورة يٰس خفف الله عنهم وكان له بعدد من فيها حسنات، هذه أحاديث أوردها الإمام السيوطي في شرح الصدور بشرح حال الموتىٰ والقبور (ص ۳۱۱ مطبوعه دار الكتب العلميه، بيروت) قال المعلق علىٰ رسالة بهشتي گوهر "الحديث الاول

(۳) عبدالعزیز صاحب خلال نے بروایت حضرت انس بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قبرستان میں آئے پھر سورۂ یٰسین پڑھے اس قبرستان کے جن مُردوں پر عذاب ہو رہا ہے خدا تعالیٰ اس میں تخفیف فرما دیتے ہیں اور پڑھنے والے کو اتنا ثواب ہوتا ہے جس قدر مُردے اس قبرستان میں ہیں، ان احادیث کو امام سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے کتاب شرح الصدور فی احوال الموتیٰ والقبور (ص ۳۱۱ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت) میں بیان کیا ہے۔

والثالث يدلان ظاهراً على أن الثواب الحاصل من الأحياء للأموات يصل إليهم على السواء ولا يتجزیٰ" (تأمل).

بہشتی گوہر کا محشی کہتا ہے کہ حدیثِ اوّل وثالث بظاہر اس پر دلالت کرتی ہے کہ ثواب زندوں کی طرف سے مردوں کو بغیر تقسیم کے برابر ملتا ہے۔

احقر اس کی توضیح میں کہتا ہے کہ مطلب اس قبرستان کے مُردوں کے برابر ثواب ملنے سے یہ ہے کہ ثواب بخشنے والے نے ایک نیکی کی ہے، اس کے معاوضہ میں اس کو اس قبرستان کے تمام مدفون مُردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گی، کیونکہ خداوند تعالیٰ جب اپنی رحمت سے مدفون مُردوں کو ثواب بغیر تقسیم کئے پورا عنائت فرمائیں گے تو پڑھنے والے کے لئے بھی جزا اس طرح ملے گی گویا اُس نے ہر مُردے کے لئے علیحدہ علیحدہ پڑھ کر ثواب بخشا۔

مسائل ①

سوال (۱): جماعت میں امام کے قراءت شروع کرنے کے بعد کوئی شخص آکر شریک ہو تو اب اس کو ثنا یعنی **سبحانک اللّٰھم** پڑھنا چاہئے یا نہیں، اگر چاہئے تو نیت باندھنے کے ساتھ ہی یا کس وقت؟

جواب: نہیں پڑھنا چاہئے۔②

سوال (۲): کوئی شخص رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہوا، اب رکعت تو اس کو مل گئی مگر ثنا فوت ہوئی۔ اب دوسری رکعت میں ثنا پڑھنی چاہئے یا کسی اور رکعت میں یا ذمے سے ساقط ہوگئی؟

جواب: کہیں نہیں پڑھے۔③

سوال (۳): رکوع کی تسبیح سہو سے سجدے میں کہی، یعنی بجائے **سبحان ربی الأعلیٰ** کے **سبحان ربی العظیم** کہتا رہا یا برعکس اس کے تو سجدۂ سہو تو نہ ہوگا یا نماز میں کوئی خرابی تو نہ ہوگی؟

① اس ضمیمے میں یہ سات مسئلے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اضافہ فرمائے ہیں (شبیر علی)۔

②،③ ردّالمحتار ۲/۲۳۲.

جواب: اس سے ترکِ سنت ہوا، اس سے سجدۂ سہو لازم نہیں آتا۔①

سوال (۴): رکوع کی تسبیح سجدۂ سہو میں کہہ چکا تھا اور پھر سجدہ ہی میں خیال آیا کہ یہ رکوع کی تسبیح ہے تو اب سجدے کی تسبیح یاد آنے پر کہنا چاہئے یا رکوع کی تسبیح کافی ہوگی؟

جواب: اگر امام یا منفرد ہے تو تسبیح سجدے کی کہہ لے اور اگر مقتدی ہے تو امام کے ساتھ اُٹھ کھڑا ہو۔②

سوال (۵): نماز میں جمائی جب نہ رکے تو منہ میں ہاتھ دے لینا چاہئے یا نہیں؟

جواب: جب ویسے نہ رُکے تو ہاتھ سے روک لینا جائز ہے۔③

سوال (۶): ٹوپی اگر سجدے میں گر پڑے تو اسے پھر ہاتھ سے اُٹھا کر سر پر رکھ لینا چاہئے یا ننگے سر نماز پڑھے؟

جواب: سر پر رکھ لینا بہتر ہے اگر عمل کثیر کی ضرورت نہ پڑے۔④

سوال (۷): نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورۃ شروع کرے تو بسم اللہ کہہ کر شروع کرے، اور اگر دو رکوع والی سورت پڑھے تو شروع سورۃ پر بسم اللہ کہے، اور دوسری رکعت میں جب اسی سورت کا دوسرا رکوع شروع کرے تو بسم اللہ کہے یا نہیں؟

جواب: سورۃ کے شروع میں مندوب ہے اور رکوع پر نہیں۔⑤ واللہ اعلم **(کتبہ اشرف علی تھانوی)**

مسئلہ ۱: امام کو بغیر کسی ضرورت کے محراب کے سوا اور کسی جگہ مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، مگر محراب میں کھڑے ہونے کے وقت پیر باہر ہونے چاہئیں۔⑥

مسئلہ ۲: جو دعوت نام آوری کے لئے کی جائے تو اس کا قبول نہ کرنا بہتر ہے۔⑦

مسئلہ ۳: گواہی پر اُجرت لینا حرام ہے، لیکن گواہ کو بقدر ضرورت اپنے اور اپنے اہل وعیال کے خرچ کے لے لینا

---

①،② ردّ المحتار ۲/۲٤٤. ③ ردّ المحتار ۲/٤٩٨. ④ الدّر المختار ۲/٤٩١. ⑤ طحطاوي على المراقي ص ۲٦٠.
⑥ ردّالمحتار ۲/٤٩٩. ⑦ صفائی معاملات.

جائز ہے، بقدر اُس وقت کے جو صرف ہوا ہے، جبکہ اُس کے پاس کوئی ذریعۂ معاش نہ ہو۔[1]

مسئلہ ۴: اگر مجلس دعوت میں کوئی امر خلاف شرع ہو: سو اگر وہاں جانے کے قبل معلوم ہو جائے تو دعوت قبول نہ کرے، البتہ اگر قوی اُمید ہو کہ میرے جانے سے بوجہ میری شرم اور لحاظ سے وہ امر موقوف ہو جائے گا تو جانا بہتر ہے، اور اگر معلوم نہ تھا اور چلا گیا اور وہاں جا کر دیکھا: سو اگر یہ شخص مقتدائے دین ہے تب تو لوٹ آئے اور اگر مقتدا نہیں، عوام الناس سے ہے: سو اگر عین کھانے کے موقع پر وہ امر خلاف شرع ہے تو وہاں نہ بیٹھے، اور اگر دوسرے موقع پر ہے خیر بجبوری بیٹھ جائے، اور بہتر ہے کہ صاحب مکان کو فہمائش کرے، اگر اس قدر ہمت نہ ہو تو صبر کرے اور دل سے اُسے بُرا سمجھے، اور اگر کوئی شخص مقتدائے دین نہ ہو، لیکن ذی اثر وصاحب وجاہت ہو کہ لوگ اس کے افعال کا اتباع کرتے ہوں تو وہ بھی اس مسئلہ میں مقتدائے دین کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۵:[2] بینک میں روپیہ جمع کر کے اُس کا سود لینا تو قطعی حرام ہے۔ بعض لوگ بینک میں اپنا روپیہ صرف حفاظت کے خیال سے رکھتے ہیں سود نہیں لیتے، مگر یہ ظاہر ہے کہ بینک اس رقم کو محفوظ نہیں رکھے گا، بلکہ سودی کاروبار پر لگائے گا، اس طرح اس میں بھی ایک قسم کی اعانتِ گناہ پائی جاتی ہے جو احتیاط کے خلاف ہے۔ ہاں روپیہ کی حفاظت کے لئے صاف بے غُبار صورت یہ ہے کہ بینک کی تجوریوں کے ایک دو خانے (جتنی ضرورت ہو) کرایہ پر لے لئے جائیں اور ان میں روپیہ رکھا جائے۔ زیادہ روپیہ ہے تو پوری تجوری کرایہ پر لے لی جائے، جب روپیہ رکھنے کی ضرورت ہو اسمیں رکھدے، اور جب ضرورت ہو نکال لے، اس طرح روپیہ بھی محفوظ رہے گا اور سود وغیرہ کا گناہ بھی نہ ہوگا۔ اس طرح پوری تجوری یا اس کے خانے کرایہ پر لینے کو بینک کی اصطلاح میں (لاکر) میں رکھنا کہتے ہیں، یہ ضرور ہوگا کہ اس طرح بجائے روپیہ کا منافع ملنے کے اپنے پاس سے کرایہ کی رقم خرچ کرنا ہوگی، مگر ایک عظیم گناہ سے بچنے اور اپنی پاک کمائی میں سود جیسی ناپاک چیز کی آمیزش کرنے سے بچ سکتے ہیں، جو مسلمان کے لئے ایک عظیم مقصد کا درجہ رکھتا ہے جس کے سامنے یہ خرچ بہت معمولی ہے۔

---

[1] الهندية ٢٣٤ و ٢٥٢/٤. [2] اس مسئلہ کی عبارت حضرت حکیم الامۃ رحمۃ اللہ علیہ کی نہ تھی، بلکہ جن صاحب نے ضمیمے لکھے ان کی تھی اور اس عبارت میں بینک روپیہ رکھنے کو مطلقاً حرام کہا تھا جو اس زمانہ میں باعثِ تکلیف اور حرج تھا، لہٰذا پورے مسئلہ کی عبارت بمشورہ جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی زید مجدہم درست کردی گئی اور ایک سہل صورت تجویز کردی گئی، اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائیں۔ (شبیر علی)

مسئلہ ۶: جو شخص پاخانہ کر رہا ہو یا پیشاب کر رہا ہو تو اس کو سلام کرنا حرام ہے اور اس کا جواب دینا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ ۷:① اگر کوئی شخص چند لوگوں میں کسی کا نام لے کر اس کو سلام کرے، مثلاً یوں کہے: السلام علیک یا زید، تو جس کو سلام کیا ہے اس کے سوا کوئی اور جواب دیوے تو وہ جواب نہ سمجھا جائیگا، اور جس کو سلام کیا اس کے ذمّہ جواب فرض باقی رہے گا، اگر جواب نہیں دے گا تو گنہگار ہوگا، مگر اس طرح سلام کرنا خلافِ سنّت ہے۔ سنّت کا طریق یہ ہے کہ جماعت میں کسی کو خاص نہ کرے اور السلام علیکم کہے (مؤلف)۔ اور اگر کسی ایک ہی شخص کو سلام کرنا ہو جب بھی یہی لفظ استعمال کرے، اور اسی طرح جواب میں بھی خواہ جواب جس کو دیا جاتا ہے ایک ہی شخص ہو یا زیادہ ہوں ''وعلیکم السلام'' کہنا چاہئے۔

مسئلہ ۸:② سوار کو پیدل چلنے والے پر سلام کرنا چاہئے، اور جو کھڑا ہو وہ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے، اور تھوڑے سے لوگ بہت لوگوں کو سلام کریں، اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے، اور ان سب صورتوں میں اگر بالعکس کرے، مثلاً بہت سے لوگ تھوڑوں کو یا بڑا چھوٹے کو سلام کرے تو یہ بھی جائز ہے،③ مگر بہتر وہی ہے جو پہلے بیان ہوا۔ (ق)

مسئلہ ۹: غیر محرم مرد کے لئے کسی جوان یا درمیانی عمر کی عورت کو سلام کرنا ممنوع ہے، اسی طرح خطوں میں لکھ کر بھیجنا، یا کسی ذریعہ سے کہلا کر بھیجنا اور اسی طرح نامحرم عورتوں کے لئے مردوں کو سلام کرنا بھی ممنوع ہے۔ اس لئے کہ ان صورتوں میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے اور فتنہ کا سبب بھی فتنہ ہوتا ہے۔ ہاں اگر کسی بڈھی عورت کو یا بڈھے مرد کو سلام کیا جائے تو مضائقہ نہیں، مگر غیر محارم سے ایسے تعلقات رکھنا ایسی حالت میں بھی بہتر نہیں۔ ہاں جہاں کوئی خصوصیت اس کی مقتضی ہو اور احتمال فتنہ کا نہ ہو تو وہ اور بات ہے۔④

مسئلہ ۱۰: جب تک کوئی خاص ضرورت نہ ہو کافروں کو نہ سلام کرے، اور اسی طرح فاسقوں کو بھی، اور جب کوئی حاجت ضروری ہو تو مضائقہ نہیں،⑤ اور اگر اس کے سلام اور کلام کرنے سے اُنکے ہدایت پر آنے کی اُمید ہو تو بھی سلام کر لے۔⑥

مسئلہ ۱۱: جو لوگ علمی مذاکرہ کر رہے ہوں یعنی مسائل کی گفتگو کر رہے ہوں، پڑھتے پڑھاتے ہوں، یا ان میں

---

①،②،③ الهندية ٥/٤٠١. ④ الهندية ٥/٤٠٣. ⑤ ردّالمحتار ٢/٤٥٢. ⑥ الهندية ٥/٤٠٢.

سے ایک علمی گفتگو کر رہا ہو اور باقی سُن رہے ہوں تو ان کو سلام نہ کرے، اگر کرے گا تو گنہگار ہوگا، اور اسی طرح تکبیر اور اذان کے وقت بھی (مؤذن یا غیر مؤذن کو) سلام کرنا مکروہ ہے، اور صحیح یہ ہے ان تینوں صورتوں میں جواب نہ دے۔[1]

☆..................☆..................☆

① الهندية ٥/٤٠٢.

ضمیمہ ثانیہ بہشتی گوہر مسماۃ بہ

تعدیل حقوق الوالدین

از جانب محشی بہشتی گوہر التماس ہے کہ یہ مضمون ''تعدیل حقوق الوالدین'' جو بعنوان ضمیمہ ثانیہ کے درج کیا جاتا ہے، حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب کا تحریر فرمودہ ہے، جس میں والدین کے حقوق کی تحقیق و تفصیل کی گئی ہے، ہر چند کہ بہشتی زیور حصہ پنجم میں بضمن حقوق، حقوقِ والدین کا بھی اجمالی تذکرہ آچکا ہے، لیکن چونکہ وہ مشترک تھا عورتوں اور مَردوں کے درمیان، اور اس موجودہ مضمون کا تعلق زیادہ مَردوں سے ہے، اس لئے بہشتی گوہر میں اس کا ملحق کرنا مناسب معلوم ہوا۔ پس اس کو حصہ پنجم بہشتی زیور کا تتمہ سمجھنا چاہئے، اور مضمون مذکور یہ ہے:

بسم اللّٰہِ الرَّحمٰن الرَّحیم، نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم . قال اللّٰہ تعالی: ''اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ. [النساء:۵۸] (ترجمہ) اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کرو، اور جب تم لوگوں میں حکم کرو انصاف سے حکم کرو۔

اِس آیت کے عموم سے دو حکم مفہوم ہوئے: ایک یہ ہے کہ اہلِ حقوق کو اُن کے حقوقِ واجبہ کا ادا کرنا واجب ہے، دوسرے یہ کہ ایک حق کے لئے دوسرے شخص کا حق ضائع کرنا ناجائز ہے، ان دونوں حکمِ کلی کے متعلقات میں سے وہ خاص دو جزئی مواقع بھی ہیں جن کے متعلق اس وقت تحقیق کرنے کا قصد ہے، ایک ان میں سے والدین کے حقوقِ واجبہ وغیر واجبہ کی تعیین ہے۔ دوسرے والدین کے حقوق اور زوجہ یا اولاد کے حقوق میں تعارض وتزاحم کے وقت ان حقوق کی تعدیل ہے، اور ضرورت اس تحقیق کی یہ ہوئی کہ واقعاتِ غیر محصورہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح بعض بے قید لوگ والدین کے حق میں تفریط کرتے ہیں، اور اُن کے وجوبِ اطاعت کی نصوص کو نظر انداز کرتے ہیں، اور اُن کے حقوق کا وبال اپنے سر لیتے ہیں، اسی طرح بعضے دین دار والدین کے حق میں افراط کرتے ہیں، جس سے دوسرے صاحبِ حق کے حقوق مثلاً زوجہ کے یا اولاد کے تلف ہوتے ہیں، اور اُن کے وجوبِ رعایت کی نصوص کو نظر

انداز کرتے ہیں، اور اُن کے اتلافِ حقوق کا وبال اپنے سر لیتے ہیں، اور بعضے کسی صاحبِ حق کا حق تو ضائع نہیں کرتے، لیکن حقوق غیر واجبہ کو واجب سمجھ کر اُن کے ادا کا قصد کرتے ہیں، اور چونکہ بعض اوقات اُن کا تحمل نہیں ہوتا اس لئے تنگ ہوتے ہیں، اور اس سے وسوسہ ہونے لگتا ہے کہ بعض احکامِ شرعیہ میں ناقابلِ برداشت سختی اور تنگی ہے، اس طرح سے ان بیچاروں کے دین کو ضرر پہنچتا ہے، اور اس حیثیت سے اس کو بھی صاحبِ حق کے حقوق واجبہ ضائع کرنے میں داخل کرسکتے ہیں، اور وہ صاحبِ حق اس شخص کا نفس ہے کہ اس کے بھی بعض حقوق واجب ہیں کما قال ﷺ: إِنَّ لِنَفْسِکَ عَلَيْکَ حَقاً (تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے) اور ان حقوقِ واجبہ میں سب سے بڑھ کر حفاظت اپنے دین کی ہے۔ پس جب والدین کے غیر واجب حق کو واجب سمجھنا مفضی ہوا اس معصیتِ مذکورہ کی طرف، اس لئے حقوقِ واجبہ وغیر واجبہ کا امتیاز واجب ہوا، اس امتیاز کے بعد پھر اگر عملاً ان حقوق کا التزام کرلے گا، مگر اعتقاداً واجب نہ سمجھے گا تو محذور لازم نہ آئے گا۔ اس تنگی کو اپنے ہاتھوں کی خریدی ہوئی سمجھے گا۔ اور جب تک برداشت کرے گا اس کی عالی ہمتی ہے، اور اس تصور میں بھی ایک گونہ حظ ہوگا کہ میں باوجود میرے ذمّہ نہ ہونے کے اس کا تحمل کرتا ہوں، اور جب چاہے گا سبکدوش ہوسکے گا، غرض علمِ احکام میں ہر طرح کی مصلحت ہی مصلحت ہے، اور جہل میں ہر طرح کی مضرت ہی مضرت ہے، پس اسی تمیز کی غرض سے یہ چند سطور لکھتا ہوں۔ اب اس تمہید کے بعد اوّل اس کے متعلق ضروری روایات حدیثیہ وفقہیہ جمع کر کے پھر اُن سے جو احکام ماخوذ ہوتے ہیں ان کی تقریر کردوں گا، اور اس کو اگر "تعدیل حقوق والدین" کے لقب سے نامزد کیا جائے تو نازیبا نہیں۔ واللہ المستعان وعلیه التکلان.

نوٹ: عربی عبارت کا حاصل مطلب اُردو میں عوام کے فائدہ کے لئے اس مرتبہ اضافہ کردیا گیا ہے۔

في المشكوة:[1] عن ابن عمر قال: كانت تحتي امرأة أحبها، وكان عمر رضی اللہ عنہ يكرهها، فقال لي: طلقها، فأبيت، فأتى عمر رسول الله ﷺ فذكر ذلک له فقال لي	عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی، میں اس سے خوش تھا اور اُس سے محبت رکھتا تھا، مگر حضرت عمر میرے باپ اس سے ناخوش تھے، انھوں نے مجھ سے فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دیدے،

[1] ص ٢/٤٢١.

رسول اللہ ﷺ: طلّقها، رواه الترمذي، في المرقاة: ① "طلقها" أمر ندب أو وجوب إن كان هناك باعث آخر، وقال الإمام الغزالي في الإحياء (٢/٢٦ كشوري) في هذا الحديث، فهذا يدل على أن حقّ الوالد مقدّم ولكن والد يكرهها لا لغرض فاسد مثل عمر، في المشكوة: ② عن معاذ قال: أوصاني رسول اللہ ﷺ (وساق الحديث) وفيه: لاتعقن والديک وإن أمراک أن تخرج من أهلک ومالک، (الحديث). في المرقاة ③ شرط للمبالغة باعتبار الأكمل أيضاً، أما باعتبار أصل الجواز فلا يلزمه طلاق زوجة امرأة بفراقها وإن تأذيا ببقاء ها إيذاءً شديداً؛ لأنه قد يحصل له ضرربها، فلايكلفه لأجلهما؛ إذ من شأن شفقتهما أنهما لوتحققا ذلک لم يأمراه به، فإلزامهما له به مع ذلک حمق منهما، ولا يلتفت إليه، وكذلک إخراج ماله. انتهى مختصراً، قلت: والقرينة على كونه للمبالغة اقترانه بقوله عليه السلام في ذلک

میں نے انکار کیا۔ اس کے بعد حضرت عمر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ ذکر کیا۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشار فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دیدے۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ یہ طلاق کا امر بطور استحباب کے تھا، اگر وہاں پر کوئی اور سبب بھی موجود تھا تو وجوب کے لئے تھا۔ امام غزالی احیاء میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ والد کا حق مقدم ہے، لیکن یہ ضروری ہے کہ والد اس عورت کو کسی غرضِ فاسد کی وجہ سے بُرا نہ سمجھتا ہو، جیسا کہ حضرت عمر کسی غرضِ فاسد کی وجہ سے اُسے بُرا نہ سمجھتے تھے۔ حضرت معاذ کی روایت کردہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کر، اگر چہ وہ تجھ کو یہ حکم کریں کہ اہل وعیال اور مال سے علیحدہ ہو جا، مرقاۃ میں لکھا ہے کہ یہ مبالغہ اور کمالِ اطاعت کا بیان ہے، ورنہ اصل حکم کے لحاظ سے لڑکے کے لئے اپنے والدین کے فرمانے پر اپنی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں، اگر چہ ماں باپ کو بیوی کے طلاق نہ دینے سے سخت تکلیف ہو، کیونکہ اس کی وجہ سے کبھی لڑکے کو سخت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے اور ماں باپ کی شفقت سے یہ بعید ہے

① ص ٩/١٥٨. ② ص ١/١٨. ③ ص ١/٢٢٠.

الحدیث: "لا تشرک باللّٰه وإن قتلت أو حرّقت" فهذا للمبالغة قطعاً، وإلا فنفس الجواز بتلفظ كلمة الكفر وأن يفعل مايقتضي الكفر ثابت بقوله تعالىٰ: "مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ ايمانه اِلَّامَنْ اُكْرِهَ" [النحل ١٠٦] الآية فافهم، في المشكوة①: عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ: من أصبح مطيعا لله في والديه (الحديث) وفيه: قال رجل: وان ظلماه؟ قال: وان ظلماه، وإن ظلماه، وإن ظلماه (رواه البيهقي في شعب الإيمان②) في المرقاة③: في والديه أي في حقهما، وفيه: أن طاعة الوالدين لم تكن طاعة مستقلة، بل هي طاعة الله التي بلغت توصيتها من اللّٰه تعالىٰ بحسب طاعتهما لطاعته إلى أن قال: ويؤيده أنه ورد "لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق" وفيها: وإن ظلماه، قال الطيبي: يراد بالظلم مايتعلق بالأمور الدنيوية لا الأخروية، قلت: وقوله ﷺ هذا: "وإن ظلماه" كقوله عليه السلام في إرضاء المصدق: أرضوا

کہ وہ بیٹے کی تکلیف کو جانتے ہوئے اس کا حکم کریں کہ وہ بیوی یا مال کو علیحدہ کردے، پس ایسی صورت میں ان کا کہنا ماننا ضروری نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مبالغہ کیلئے ہونے کا یہ قرینہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ خدا کے ساتھ شرک نہ کر اگر چہ تو قتل کردیا جائے یا جلادیا جائے، اور یہ یقیناً مبالغہ ہے ورنہ کلمۂ کفر ایسی مجبوری کی حالت میں کہنا اللہ تعالیٰ کے فرمان "مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ" سے ثابت ہے، حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے ماں باپ میں اللہ کا مطیع ہوتا ہے تو اگر دونوں ہوں تو دو دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک ہو تو ایک، اور اگر نافرمانی کرتا ہے تو اگر دونوں کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے لئے دو دروازے دوزخ کے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک کی نافرمانی کرتا ہے تو ایک کھل جاتا ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اگر چہ ماں باپ اس پر ظلم کرتے ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا: اگر چہ وہ دونوں ظلم ہی کرتے ہوں۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ماں باپ میں کرنیکا

① ص ٤٢١/٢. ② ص ٣٠٧/١٠، رقم الحديث:٧٥٣٨. ③ ص ١٥٩/٩.

مصدقيكم وإن ظلمتم" (رواه أبوداود) (۱) لقوله عليه السلام فيهم: وإن ظلموا فعليهم، الحديث (رواه أبوداود) (۲) ومعناه على مافي اللمعات: قوله: "وإن ظلموا" أي بحسب زعمكم أو على الفرض والتقدير مبالغة، ولوكانوا ظلمين حقيقةً كيف يأمرهم بارضائهم، في المشكوٰة (۳): عن ابن عمر عن النبي ﷺ: في قصة ثلثة نفريتماشون، وأخذهم المطر، فمالوا إلىٰ غار في الجبل، فانحطت على فم غارهم صخرة،...... فأطبقت عليهم،...... فذكر أحدهم من أمره: فقمت عند رؤسهما (أي الوالدين الذين كانا شيخين كبيرين كما في هذا الحديث) أكره أن أوقظهما وأكره أن أبدا بالصبية قبلهما، والصبية يتضاغون عند قدمي. (الحديث)، متفق عليه، في المرقاة (۱): تقديماً لإحسان الوالدين على المولودين لتعارض صغرهم بكبر هما؛ فإن الرّجل الكبير يبقى كالطفل الصغير، قلت: وهذاالتضاغي كمافي قصة أضياف أبي

مطلب یہ ہے کہ اُن کے حقوق میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور اُن کے حقوق ادا کرتا ہے، اور اس میں یہ بھی ہے کہ والدین کی اطاعت مستقل ان کی اطاعت نہیں، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے مجھے خاص طور سے وصیت فرمائی ہے، اس لئے ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت سمجھتے ہوئے کرنی چاہئے، یعنی جو بات وہ خدا کے حکم کے مطابق کہیں اس کو ماننا چاہئے اور جو اس کے حکم کے خلاف کہیں اُسے نہ ماننا چاہئے۔ کیونکہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری نہیں۔ اور مرقاۃ میں لکھا ہے کہ ماں باپ کے ظلم سے مُراد حدیث میں دنیوی ظلم ہے اُخروی ظلم نہیں۔ یعنی دنیوی امور میں اگرچہ وہ زیادتی کریں تب بھی ان کی فرمانبرداری لازم ہے، اور اگر وہ دین کے خلاف کوئی بات کریں تو اس میں ان کی فرمانبرداری نہ کرنی چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ حدیث میں حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگرچہ وہ دونوں ظلم کریں ایسا ہے جیسا کہ آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے والے کے متعلق فرمایا ہے کہ اپنے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو راضی کرو اگرچہ تم پر ظلم کیا جائے۔ "لمعات" میں

(۱) ص ۱۳٤۱، رقم الحديث:۱۵۸۹. (۲) مشكوٰة المصابيح ۱/۱۵۷. (۳) ص ۲/٤۲۰. (۱) ص ۹/۱۵٤.

طلحة، قال: فعلّيهم بشيء، ونوّميهم في جواب قول امرأته لماسألها هل عندک بشيء؟ قالت: لا إلا قوة صبياني، ومعناه كما في اللمعات قالوا: وهذا محمول على أن الصبيان لم يكونوا محتاجين إلى الطعام، وإنما كان طلبهم على عادة الصبيان من غير جوع، وإلا وجب تقديمهم، وكيف يترك واجباً، وقد أثنى الله عليهما. قلت: أيضا ومما يؤيد وجوب الإضطراري إلى هذا التأويل تقدّم حقّ الولد الصغير على حقّ الوالد في نفسه، كما (في الدر المختار، باب النفقة) ولو له أب وطفل فالطّفل أحق به، وقيل: (بصيغة التمريض) يقسمها فيهما، في كتاب الآثار لإمام محمد رحمہ اللہ علیہ (ص۱۹۳). عن عائشة قالت: أفضل ما أكلتم كسبكم، وإن أولادكم من كسبكم، قال محمد: لابأس به إذا كان محتاجاً أن يأكل من مال ابنه بالمعروف، فإن كان غنيا فأخذ منه شيئاً فهو دين عليه، وهو قول أبي حنيفة، وعن محمد قال: أخبرنا أبو حنيفة عن حماد عن إبراهيم قال: ليس

لکھا ہے اس سے مقصود مبالغہ ہے یعنی تمہارے خیال میں یا بالفرض اگر وہ ظلم کریں تب بھی تم ان کو راضی کرو، کیونکہ اگر وہ واقعی ظلم کرتے تھے تو آپ ان کو راضی کرنے کا حکم کیسے فرما سکتے تھے۔ ''مشکوٰۃ'' میں ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (ان تین آدمیوں کے قصہ میں) روایت کرتے ہیں جو کہیں چلے جا رہے تھے اور بارش آگئی، وہ ایک پہاڑ میں غار کے اندر چلے گئے، اس کے بعد غار کے منہ پر ایک بڑا پتھر گر پڑا اور اُس نے دروازہ بند کر دیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ تم اپنے اپنے نیک اعمال دیکھو جو خالص اللہ کے واسطے کئے ہوں اور ان کا واسطہ دے کر دعا مانگو کہ اللہ تعالیٰ دروازہ کھول دے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے بچے بھی تھے، میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور شام کو جب گھر آتا تو بکریوں کا دودھ نکال کر اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تھا۔ ایک دن میں بہت دُور چلا گیا اور جب شام کو آیا تو میں نے اپنے ماں باپ کو سویا ہوا پایا، میں نے حسبِ معمول دودھ نکالا اور دودھ کا برتن لے کر اُن کے سر کے پاس کھڑا رہا اور ان کو جگانا اچھا نہ سمجھا، اور یہ بھی بُرا سمجھا کہ ان سے پہلے بچوں

للأب من مال ابنه شيء إلا أن يحتاج إليه من طعام أو شراب أو كسوة، قال محمد: وبه نأخذ، وهو قول ابي حنيفة رحمہ اللہ علیہ. في كنز العمال [۸/۲۸۳] عن الحاكم وغيره: إن أولادكم هبة اللّٰه تعالىٰ لكم، يهب لمن يشاء إناثا ويهب لمن يشاء الذكور، فهم وأموالهم لكم إذا احتجتم إليها. (سنده صحيح، محشي)، قلت: دل قوله عليه السلام في الحديث: "إذا احتجتم على تقييد الإمام محمد قول عائشة: "إن اولادكم من كسبكم" بما إذا كان محتاجاً، ويلزم التقييد كونه ديناً عليه من غير حاجة كما هو ظاهر، قلت: وأيضاً فسّر أبوبكر الصديق بهذا قوله عليه السلام "أنت ومالك لأبيك" قال أبوبكر: إنما يعني بذلك النفقة. رواه البيهقي، (كذافي تاريخ الخلفاء)[1] وفي الدّرالمختار: لايفرض (القتال) على صبي وبالغ له أبوان أو أحدهما؛ لأن طاعتهما فرض عين، إلى أن قال: لايحل سفر فيه خطر إلابإذنهما،

کو پلاؤں اور بچے میرے پیروں میں پڑے روتے چلاتے رہے یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بچوں کا رونا چلانا ایسا ہی تھا جیسا کہ ابوطلحہ کے مہمانوں کے قصہ میں ہے، جب انہوں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کے لئے ہے؟ بیوی نے کہا: نہیں، صرف بچوں کی خوراک ہے تو ابوطلحہ نے کہا کہ بچوں کو بہلا پھسلا کر سُلا دو۔ ''لمعات'' میں لکھا ہے کہ علماء نے اس کو اس پر محمول کیا ہے کہ وہ بچے بھوکے نہیں تھے بلکہ بلا بھوک مانگ رہے تھے جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے، ورنہ اگر وہ بھوکے ہوتے تو ان کو کھلانا واجب تھا اور واجب کو وہ کیسے ترک کر سکتے تھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابوطلحہ اوران کی بیوی کی تعریف کی۔ میں کہتا ہوں کہ اس تاویل کی ضرورت اس سے بھی ثابت ہوئی کہ والد سے چھوٹے بچے کا حق مقدم ہے، جیسا کہ ''درمختار'' میں ہے کہ اگر کسی کا باپ اور بیٹا دونوں موجود ہوں تو خرچہ کے اعتبار سے بیٹا باپ سے زیادہ مستحق ہے، اور بعضوں نے کہا ہے کہ دونوں پر تقسیم کردے۔ امام محمد رحمہ اللہ علیہ کی ''کتاب الاثار'' میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ہے

① ص ۱۹۹/۶.

وما لا خطر فيه يحل بلا إذن، ومنه السفر في طلب العلم، في ردّ المحتار[1]: مع أنهما في سعة من منعة إذا كان يدخلهما من ذلك مشقة شديدة، وشمل الكافرين أيضاً أو أحدهما إذا كره خروجه مخافة ومشقة وإلا بل لكراهة قتال أهل دينه فلا يطيعه مالم يخف عليه الضيعة؛ إذ لو كان معسراً محتاجاً إلى خدمة فرضت عليه ولو كافراً، وليس من الصواب ترك فرضِ عين ليتوصل إلى فرض كفاية. قوله: فيه خطر كالجهاد وسفر البحر. قوله: وما لاخطر كالسفر للتجارة والحج والعمرة يحل بلا إذن إلا إن خيف عليهما الضيعة سرخسي. قوله: ومنه السفر في طلب العلم؛ لأنه أولى من التجارة إذا كان الطريق امنا ولم يخف عليهما الضيعة، سرخسي. قلت: ومثله في البحر الرائق والفتاوى الهندية، وفيها أي في الهندية في مسئلة: فلا بد من الاستيذان فيه إذا كان له منه بد، (۶/۲۴۲)(في الدّر المختار، باب النفقة)[2]،

کہ سب سے بہتر روزی اپنی کمائی ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں داخل ہے۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب باپ محتاج ہو تو بیٹے کے مال میں سے کھانے کا مضائقہ نہیں، لیکن ضرورت کے مطابق خرچ کرے، فضول خرچی نہ کرے۔ اگر باپ مالدار ہے اور پھر بیٹے کا مال لیتا ہے تو وہ اُس پر قرض ہے، یہی قول امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور یہ معمول بہ ہے۔ امام محمد امام ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حماد سے اور وہ ابراہیم سے کہ باپ کے لئے بیٹے کے مال میں سے کوئی حق نہیں مگر یہ کہ وہ کھانے پینے کپڑے کا محتاج ہو۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسی پر ہم عمل کرتے ہیں اور یہی ابوحنیفہ کا قول ہے۔ ''کنز العمال'' میں حاکم وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جس کو چاہتے ہیں لڑکیاں دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں لڑکے دیتے ہیں۔ پس وہ اولاد اور ان کا مال تمہارے لئے ہے جب تم کو ضرورت ہو، میں کہتا ہوں کہ حضور کا یہ قول کہ (جب تم کو ضرورت ہو) اس مسئلہ پر دلالت کرتا ہے جو مسئلہ ابھی امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے اخذ کیا تھا۔

---

[1] ص ۶/۱۹۹. [2] ص ۵/۳۲٤.

وكذا تجب لها السكنىٰ في بيت خال عن أهله وعن أهلها الخ، وفي ردّالمحتار[①]: بعد ما نقل الأقوال المختلفة مانصه: ففي الشريفة ذات اليسار لابد من إفرادها في دار، ومتوسطة الحال يكفيها بيت واحد من دار، وأطال إلى أن قال: وأهل بلادنا الشامية لايسكنون في بيت من دار مشتملة على أجانب، وهذا في أوساطهم فضلاً عن أشرافهم، إلا أن تكون داراً موروثة بين إخوة مثلا، فيسكن كل منهم في جهة منها مع الاشتراك في مرافقها، ثم قال: لاشك أن المعروف يختلف باختلاف الزمان والمكان، فعلى المفتي أن ينظر إلى حال أهل زمانه وبلده؛ إذ بدون ذٰلك لاتحصل المعاشرة بالمعروف.

نیز حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی کہ ''تو اور تیرا مال اپنے باپ کے لئے ہے'' یہ ہی تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد نان نفقہ ہے۔ ''درِّمختار'' میں ہے کہ ایسے نابالغ اور جوان لڑکے پر جہاد فرض نہیں ہوتا جس کے ماں باپ دونوں یا ایک موجود ہوں، کیونکہ ان کی اطاعت فرضِ عین ہے، اور کوئی ایسا سفر کرنا جائز نہیں جس میں خطرہ ہو مگر ان کی اجازت سے۔ اور جس میں خطرہ نہ ہو وہ بلا اجازت جائز ہے، منجملہ اس کے علم حاصل کرنے کے لئے سفر بھی ہے۔ ''ردالمحتار'' میں ہے کہ ماں باپ کو اس سفر سے روکنے کی گنجائش ہے جبکہ اس کی وجہ سے وہ سخت مشقت میں مبتلا ہوتے ہوں۔ اور کافر ماں باپ کا بھی یہی حکم ہے جبکہ اس کے سفر سے ان کو اندیشہ ہو۔ اور اگر وہ اپنے اہل دین کے قتال کی وجہ سے روکتے ہوں تو ان کی اطاعت نہ کرے جب تک کہ اُن کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو، کیونکہ اگر وہ تنگ دست اور اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو اس پر خدمت فرض ہے اگر چہ وہ کافر ہوں۔ اور فرضِ عین کو فرضِ کفایہ کی خاطر ترک کرنا ٹھیک نہیں۔ وہ سفر جس میں خطرہ ہو جیسے جہاد اور سمندر کا سفر ہے۔ اور جس میں خطرہ نہیں جیسے تجارت، حج، عمرہ کے لئے سفر کرنا وہ بلا اجازت جائز ہے مگر یہ کہ ہلاکت کا خوف ہو، اور علم کا سفر بھی اسی میں داخل ہے جب کہ راستہ مامون ہو اور ہلاکت کا خوف نہ ہو۔ ''بحرالرائق وفتاویٰ ہندیہ'' میں بھی ایسا ہی لکھا ہے، اور فتاویٰ ہندیہ میں ایک مسئلہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ والدین سے اجازت لینا ضروری

① ص ٥/٣٢٧.

ہے جب کہ ضروری کام نہ ہو۔ ’’درمختار‘‘ باب النفقۃ میں ہے کہ بیوی کے لئے ایسا گھر دینا جس میں کوئی بیوی یا شوہر کے اقارب سے نہ رہتا ہو واجب ہے۔ ’’درمختار‘‘ میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ شریف مال دار عورت کے لئے علیحدہ ایک گھر دینا ضروری ہے (اور متوسط درجہ کی عورت کے لئے گھر کا ایک کمرہ کافی ہے۔)، اس کے بعد لکھا ہے کہ ہمارے شام کے شہروں میں متوسط درجہ کے لوگ بھی ایسے گھروں میں نہیں رہتے جن میں اجنبی لوگ رہتے ہوں، چہ جائیکہ امیر اور شریف لوگ رہیں، مگر یہ کہ گھر چند بھائیوں کے درمیان مشترک اور موروث ہو تو ایسی صورت میں ہر ایک اپنے حصہ میں رہتا ہے، اور گھر کے حقوق وضروریات مشترک ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کہا ہے کہ عرف زمان اور مکان کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے۔ مفتی کو زمان اور مکان پر نظر رکھنی ضروری ہے، بلا اس کے معاشرت بالمعروف حاصل نہیں ہوسکتی۔ (ترجمہ ختم ہوگیا)

ان روایات سے چند مسائل ظاہر ہوئے:

(۱) اوّل جو امر شرعاً واجب ہو اور ماں باپ اس سے منع کریں اس میں ان کی اطاعت جائز بھی نہیں واجب ہونے کا تو کیا احتمال ہے۔ اس قاعدے میں یہ فروع بھی آ گئے: مثلاً اس شخص کے پاس مالی وسعت اس قدر کم ہے کہ اگر ماں باپ کی خدمت کرے تو بیوی بچوں کو تکلیف ہونے لگے تو اس شخص کو جائز نہیں کہ بیوی بچوں کو تکلیف دے اور ماں باپ پر خرچ کرے، اور مثلاً بیوی کا حق ہے کہ وہ شوہر سے ماں باپ سے جُدا رہنے کا مطالبہ کرے، پس اگر وہ اس کی خواہش کرے اور ماں باپ اس کو شامل رکھنا چاہیں، تو شوہر کو جائز نہیں کہ اس حالت میں بیوی کو ان میں شامل رکھے بلکہ واجب ہوگا کہ اس کو جُدا رکھے، یا مثلاً حج وعمرہ کو یا طلب العلم بقدر الفریضۃ کو نہ جانے دیں تو اس میں ان کی اطاعت ناجائز ہوگی۔

(۲) دوم جو امر شرعاً ناجائز ہو اور ماں باپ اس کا حکم کریں اس میں بھی اُنکی اطاعت جائز نہیں۔ مثلاً وہ کسی ناجائز نوکری کا حکم کریں یا رسومِ جہالت اختیار کروائیں، وعلیٰ ہذا۔

(۳) سوم جو امر شرعاً نہ واجب ہو اور نہ ممنوع ہو بلکہ مباح ہو بلکہ خواہ مستحب ہی ہو اور ماں باپ اس کے کرنے یا نہ کرنے کو کہیں تو اس میں تفصیل ہے: دیکھنا چاہئے کہ اس امر کی اس شخص کو ایسی ضرورت ہے کہ بدون اس کے تکلیف ہوگی۔ مثلاً غریب آدمی ہے، پاس پیسہ نہیں، بستی میں کوئی صورت کمائی کی نہیں، مگر ماں باپ نہیں جانے

دیتے یا یہ کہ اس شخص کو ایسی ضرورت نہیں، اگر اس درجہ کی ضرورت ہے تو اس میں ماں باپ کی اطاعت ضروری نہیں۔ اور اگر اس درجہ ضرورت نہیں تو پھر دیکھنا چاہئے کہ اس کام کرنے میں کوئی خطرہ یا اندیشہ ہلاک یا مرض کا ہے یا نہیں، اور یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اس شخص کے اس کام میں مشغول ہو جانے سے بوجہ کوئی خادم وسامان نہ ہونے کے خود اُن کے تکلیف اُٹھانے کا احتمال قوی ہے یا نہیں۔ پس اگر اس کام میں خطرہ ہے یا اس کے غائب ہو جانے سے ان کو بوجہ بے سروسامانی تکلیف ہوگی تب تو اُن کی مخالفت جائز نہیں، مثلاً غیر واجب لڑائی میں جاتا ہے یا سمندر کا سفر کرتا ہے یا پھر کوئی ان کا خبر گیر نہیں رہے گا، اور اس کے پاس اتنا مال نہیں جس سے انتظام خادم ونفقہ کافیہ کا کر جائے، اور وہ کام اور سفر بھی ضروری نہیں تو اس حالت میں ان کی اطاعت واجب ہوگی۔ اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں یعنی نہ اس کام یا سفر میں اس کو کوئی خطرہ ہے اور نہ ان کی کوئی مشقت اور تکلیفِ ظاہری کا کوئی احتمال ہے تو بلا ضرورت بھی وہ کام یا سفر باوجود ان کی ممانعت کے جائز ہے، گو مستحب یہی ہے کہ اس وقت بھی اطاعت کرے، اور اسی کلیہ سے ان فروع کا بھی حکم معلوم ہو گیا کہ مثلاً وہ کہیں کہ اپنی بیوی کو بلا وجہ معتد بہ طلاق دیدے تو اطاعت واجب نہیں۔ وحديث ابن عمر يحمل على الاستحباب أو علىٰ أن أمر عمر كان عن سبب صحيح، اور مثلاً وہ کہیں کہ تمام کمائی اپنی ہم کو دیا کرو تو اس میں بھی اطاعت واجب نہیں، اور اگر وہ اس چیز پر جبر کریں گے تو گناہ گار ہوں گے۔ وحديث "أنت ومالك لأبيك" محمول على الاحتياج، كيف وقد قال النبي ﷺ: لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه"، اور اگر وہ حاجتِ ضروریہ سے زائد بلا اذن لیں گے تو وہ ان کے ذمہ دَین ہوگا جس کا مطالبہ دُنیا میں بھی ہوسکتا ہے۔ اگر یہاں نہ دیں گے قیامت میں دینا پڑے گا۔ فقہاء کی تصریح اس کے لئے کافی ہے وہ اس کے معانی کو خوب سمجھتے ہیں، خصوصاً جبکہ حدیثِ حاکم میں بھی إذا احتجتم کی قید مصرح ہے۔ واللہ اعلم

کتبہ: اشرف علی ۲۷ جمادی الاخری ۱۳۳۲ھ

مقام تھانہ بھون

---

(۱) كنز العمّال ١٦/٢٤٣. (۲) مشكاة المصابيح ١/٢٥٥.

مصادر

	اسم الكتاب والمصنف	مطبوعه
١	ردّالمحتار على الدرالمختار، ابن عابدين شامي	مكتبه رشيديه كوئٹه
٢	البحر الرائق، للنسفي ابي البركات	دار إحياء التراث العربي
٣	فتاوى عالمگيرى، الشيخ نظام	قديمى كتب خانه
٤	بدائع الصنائع، علاء الدين الكاساني	مكتبه رشيديه كوئٹه
٥	الهدايه فى شرح البداية، للمرغيناني	مكتبة البشرىٰ
٦	مشكوٰة المصابيح	قديمى كتب خانه

من منشورات مكتبة البشرى

الكتب المطبوعة	ستطبع قريبا بعون الله تعالى

ملونة ـ مجلدة

صحيح مسلم (٧ مجلدات) | مشكاة المصابيح (٤ مجلدات)
الهداية (٨ مجلدات) | أصول الشاشي
نور الأنوار (مجلدين) | نفحة العرب
مختصر القدوري | شرح التهذيب
منتخب الحسامي | مختصر المعاني (مجلدين)

ملونة ـ كرتون مقوي

متن العقيدة الطحاوية | زاد الطالبين
هداية النحو (مع الخلاصة والتمارين) | هداية النحو (المتداول)
المرقات | الكافية
السراجي | شرح التهذيب
دروس البلاغة | شرح العقائد
إيسا غوجي | شرح عقود رسم المفتي
شرح مائة عامل

غير ملونة ـ مجلدة

هادي الأنام | فتح المغطى شرح كتاب الموطا

غير ملونة ـ كرتون مقوي

صلاة الرجل على طريق السنة والآثار | صلاة المرأة على طريق السنة والآثار

ملونة ـ مجلدة / كرتون مقوي

المقامات للحريري | قاموس البشرى (عربي ـ اردو)
تفسير البيضاوي | كنز الدقائق
التبيان في علوم القرآن | نور الإيضاح
تفسير الجلالين (٣مجلدات)

مطبوعات مکتبۃ البشریٰ

طبع شدہ

رنگین ۔ مجلد

لسان القرآن (اول، دوم، سوم)
خصائل نبوی شرح شمائل ترمذی
بہشتی زیور (۳ حصے)
تفسیر عثمانی
الحزب الاعظم (ایک مہینہ کی ترتیب پر)
تعلیم الاسلام (مکمل)
خطبات الاحکام لجمعات العام

رنگین ۔ کارڈ کور

روضۃ الادب
الحزب الاعظم (جیبی)
تیسیر المنطق
علم الصرف (اولین، آخرین)
عربی صفوۃ المصادر
تسہیل المبتدی
فارسی کا آسان قاعدہ
جمال القرآن
سیر الصحابیات
الحجامۃ (پچھنا لگانا) (جدید ایڈیشن)
علم النحو
عربی کا معلم (اول، دوم)
خیر الاصول فی حدیث الرسول
عربی کا آسان قاعدہ
فوائد مکیہ
بہشتی گوہر
تاریخ اسلام

سادہ ۔ مجلد

فضائل اعمال
منتخب احادیث

سادہ ۔ کارڈ کور

مفتاح لسان القرآن (اول، دوم، سوم)
اکرام مسلم

زیر طبع

مجلد / کارڈ کور

حصن حصین
تعلیم الدین
تعلیم العقائد
زاد السعید
جزاء الاعمال
آداب المعاشرت
حیات المسلمین

Books In English & Other Languages

(Published Books)

Tafsir-e-Uthmani (Vol. 1,2,3)
Lisaan-ul-Quran (Vol. 1,2)
Key Lisaan-ul-Quran (Vol. 1,2)
Al-Hizbul Azam(Large) (H.Binding)
Al-Hizbul Azam (Small) (Card Cover)
Riyad us Saleheen (**Spanish**) (H.Binding)
Secrete of Salah (Card Cover)

(To be Published Shortly Insha Allah)

Taleem-ul-Islam (Coloured)
Cupping Sunnah & Treatment (Coloured)
Al-Hizbul Azam(**French**) (Coloured)
Lisaan-ul-Quran (Vol. 3)
Key Lisaan-ul-Quran (Vol. 3)